صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

یکم جون 1976ء

(2 ۔ جمادی الثانی 1396ھ)

جلد 18 ۔ شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی

پنجاب

مندرجات

(منگل ۔ یکم جون 1976ء)

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اُردو ترجمہ	1
چیئرمینوں کا پینل	2
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	2
غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب	35
اراکین اسمبلی کی رخصت	35
مسئلہ استحقاق—	
صوفی نذر محمد کے غیر نشان زدہ سوال نمبر 132 کا غلط جواب ایوان کو فراہم کیا جانا	37

قیمت 1 روپیہ

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

منگل ۔ یکم جون 1976ء

(سہ شنبہ ۔ 2 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا ۔ سپیکر مسٹر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

پ ۲۴ ۔ س ۳۹ ۔ رکوع ۵ ۔ ایات ۷۳ تا ۷۵

اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں ۔ ان کو گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے ۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کا داروغہ ان سے کہے گا کہ تم پر سلام تم لوگ بہت اچھے رہے اب اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ ۔

وہ لوگ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دکھایا ۔ اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم بہشت کے اندر جس مکان میں چاہیں رہیں تو (دیکھا) اچھے کام کرنے والوں کا بدلا بھی کتنا خوب ہے ۔

اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے اردگرد گھیرا باندھے ہوئے ہیں اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہانوں کا مالک ہے ۝

وما علینا الا البلاغ

چیئرمینوں کا پینل

مسٹر سپیکر ۔ اب ایک اعلان سن لیں ۔

سیکرٹری اسمبلی ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ھذا کے لیے مندرجہ ذیل، راکین پر مشتمل بحسب تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے :

1. حاجی محمد سیف اللہ خان
2. میاں خورشید انور
3. چوھدری غلام قادر (سیالکوٹ)
4. سید تابش الوری

سید تابش الوری ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ ہاؤس کورم میں نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کریں (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے ۔ گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ (اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجنی شروع ہو گئیں) اب کورم پورا ہو گیا ہے ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ مرزا فضل حق ۔

فیسوں کی باز ادائیگی

***5241** ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم نشان زدہ سوال نمبر 4425 جس کا جواب مورخہ 21-1-74 کو ایوان میں دیا گیا تھا کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جس سرکاری ملازمین کے بچے صوبہ کے انگلش میڈیم سکولوں اور کارپوریشن کے جونیئر ماڈل سکولوں کے حصہ پرائمری میں زیر تعلیم ہیں ان سے سکولوں نے جو فیس 1973ء میں حاصل کی گئی وہ فیس سرکاری ملازمین کو خزانہ سے ادا کر دی گئی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلہ میں آج تک کل کتنی رقم سرکاری ملازمین کو ادا کی گئی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) فیسوں کی باز ادائیگی کا تعلق کسی ایک محکمہ سے نہیں تھا بلکہ ہر محکمہ اپنے ملازمین کو فیس کی اتنی رقم واپس دلاتا رہا ہے جو قاعدے کی رو سے اسے مل سکتی تھی ۔ بشرطیکہ ملازم نے اس رقم کا مطالبہ وقت پر کیا ہو ۔

(ب) چونکہ اس رقم کی ادائیگی ہر محکمہ کو انفرادی طور پر کرنا تھی لہذا کل رقم کی اطلاع مہیا کرنے کے لیے محکمہ مالیات کو ہر محکمہ سے کوائف اکٹھا کرنا ہوں گے ۔

گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 3 تحصیل پھالیہ میں اساتذہ کی تعیناتی

*6011 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 3 تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے حصہ پرائمری اور مڈل کی کتنی کلاسیں ہیں ہر کلاس میں کتنے سیکشن ہیں اور ہر سیکشن میں طلباء کی تعداد کیا ہے نیز اس سکول میں اساتذہ کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ طلباء کی تعداد کے پیش نظر اساتذہ کی تعداد بہت تھوڑی ہے جس کی وجہ سے طلباء بہتر تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں اساتذہ کی کمی کو فوری طور پر پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) گورنمنٹ سکول چک نمبر 3 پھالیہ میں آٹھ جماعتیں ہیں ۔ پانچ حصہ پرائمری میں اور تین حصہ مڈل میں ۔ ہر جماعت کا ایک ایک سیکشن ہے ۔

طلبہ کی تعداد حسب ذیل ہے :-

اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم	ہفتم	ہشتم
41	24	17	19	24	55	44	40
	میزان		264				

اساتذہ کی تعداد حسب ذیل ہے :-

ایس - ای - ٹی	ایس وی	جے وی	ان ٹرینڈ	میزان
1	2	4	1	8

(ب) طلباء کی تعداد کے پیش نظر اساتذہ کی تعداد مناسب ہے ۔

(ج) جزو (ب) کے جواب کے پیش نظر مزید اساتذہ کی فی الحال ضرورت نہیں ہے ۔

ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چوبرجی گورنمنٹ کوارٹرز لاہور کا طلباء کو جلوس پر اکسانا

*6197 ۔ **چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جب مارچ 1974ء میں مسٹر ایس ایم نواب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چوبرجی گورنمنٹ کوارٹرز لاہور کی تبدیلی ہوئی تو 11 مارچ 1974ء کو سکول کے طلباء کو جلوس نکالنے پر مجبور کیا گیا تھا ہیڈ ماسٹر مذکورہ کے کہنے پر اس سکول کے چند اساتذہ نے جلوس کی قیادت کی ۔ طلباء کو توڑ پھوڑ پر اکسایا گیا تھا ۔ چنانچہ مشتعل طلباء نے ملتان روڈ سے گزرنے والی بسوں پر پتھراؤ کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ طلباء نے کئی روز تک توڑ پھوڑ کا سلسلہ جاری رکھا اور ہیڈ ماسٹر مذکور طلباء کو روکنے کی بجائے ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہے ۔ جس کے نتیجے میں کئی مسافر زخمی ہوئے اور اس سلسلے میں پولیس چوکی لٹن روڈ پر متعدد رپورٹیں درج ہوئیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہیڈ ماسٹر مذکور کے خلاف انکوائری کرانے اور مناسب کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی نہیں ۔ سکول کے ریکارڈ کے مطابق ہیڈ ماسٹر مذکور 11-3-74 سے 13-3-74 تک چھٹی پر تھے لہذا یہ کہنا درست نہیں کہ انہوں نے 11-3-74 کو سکول کے طلباء کو جلوس نکالنے پر مجبور کیا اور ان کے کہنے پر چند اساتذہ نے جلوس کی قیادت کی اور طلباء نے ملتان روڈ سے گزرنے والی بسوں پر پتھراؤ کیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ طلباء نے 11-3-74 کو جلوس نکالا جو پر امن رہا ۔

(ب) جی نہیں ۔ انچارج پولیس چوکی لٹن روڈ لاہور کی رپورٹ کے مطابق 11 سے 13 مارچ 1974ء کے دوران گورنمنٹ ہائی سکول چوبرجی کوارٹرز کے طلباء نے کئی روز تک توڑ پھوڑ کا سلسلہ جاری رکھنے اور کئی مسافروں کو زخمی کرنے کی کوئی رپورٹ درج نہیں ہوئی ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

گورنمنٹ ہائی سکول چوبرجی گارڈنز لاہور میں پی ۔ ٹی ۔ سی کے طلباء کا داخلہ

*6199 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول چوبرجی گارڈنز لاہور میں گورنمنٹ کی تجویز کردہ ہر کیٹیگری میں کتنے طلباء پی ٹی سی کلاس برائے سال 74-1973ء داخل کیے گئے ہیں اور ان طلباء کی تعداد کیا ہے جن کی عمر 25 سال سے زیادہ ہے ۔

(ب) ہر کیٹیگری کے دخل شدہ طلباء کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) گورنمنٹ بوائز ہائی سکول چوبرجی گارڈنز لاہور میں پی ٹی سی کلاس برائے سال 74-1973 کے لیے گورنمنٹ کی تجویز کردہ ہر کیٹیگری میں داخل کیے گئے طلباء کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

	کیٹیگری	داخل کیے گئے طلباء کی تعداد
.1	غیر تربیت یافتہ اساتذہ	-
.2	اوپن میرٹ جنرل	77
.3	پسر معلمین	14
.4	محکمہ تعلیم کے ملازمین کے پسر	3
.5	غیر تربیت یافتہ اساتذہ (سابق کوٹہ)	3
.6	سابقہ فوجی ملازم	1
.7	فوجی ملازمین کے پسر	4
.8	شہداء کے بچے	3
.9	شیڈول کاسٹ	2
.10	گورنمنٹ کی نامزد سیٹیں	68
.11	ڈائریکٹر کی نامزد کردہ سیٹ (1)	ڈائریکٹر نے کسی کو نامزد نہیں کیا۔

گورنمنٹ بوائز ہائی سکول چوبرجی گارڈنز لاہور میں کل طلباء میں 9 طلباء ایسے داخل کیے گئے ہیں جن کی عمر 25 سال سے زیادہ ہے یہ طلباء قواعد و ضوابط کے مطابق داخل کیے گئے۔

(ب) ہر کیٹیگری کے داخل شدہ طلباء کی علیحدہ علیحدہ تفصیل مندرجہ بالا نمبر شمار 1 تا 11 جواب (الف) میں بیان کر دی گئی ہے۔

پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکولوں کے نصاب کی تبدیلی

***6296 ۔ چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکول کا کورس کتنے عرصہ کے بعد تبدیل کیا جاتا ہے ۔

(ب) گذشتہ دس سال میں کتنی مرتبہ یہ کورس تبدیل کیا گیا اور کس کس مضمون کا ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جس سال کتابیں تبدیل کی جاتی

ہیں ،طلباء کو کافی عرصہ تک کتابیں بازار سے نہیں ملتیں ۔

(د) کیا حکومت مذکورہ کورسوں کی کتابوں کو جلدی نہ بدلنے کے معاملہ پر غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جناب والا ۔ سوال نمبر 6296 کا جواب بہت لمبا ہے اس لیے اگر معزز ایوان اجازت دے تو میں اس کا جواب اس ایوان میں نہ پڑھوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ سوال چونکہ بے حد اہم ہے ۔ نصاب سے متعلق حکومت کی پالیسی سے متعلق ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے پڑھا جانا چاہیے ۔ اعدادوشمار بے شک نہ پڑھیں لیکن جو حصہ حکومت کی پالیسی سے متعلق ہے اسے ضرور پڑھ دیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ یہ سوال بہت دیر پہلے دیا گیا تھا اور اسی سلسلے میں ایک تحریک استحقاق بھی آئی ہوئی ہے جس وقت یہ سوال پوچھا گیا تھا ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین (حاجی محمد سیف اللہ خان) ۔ چونکہ یہ سوال نشان زدہ ہے اس لیے اس کا جواب پڑھنا ضروری ہے اگر ایوان اجازت دے دے تو آپ اسے ایوان کی میز رکھ سکتے ہیں ۔ لیکن چونکہ فاضل اراکین کہہ رہے ہیں تو آپ پڑھ دیں ۔

وزیر تعلیم ۔ ٹھیک ہے جناب چونکہ فاضل رکن کا مطالبہ ہے اس لیے میں اسے پڑھ دیتا ہوں ۔

(الف) صوبہ میں پرائمری ۔ مڈل اور ہائی سکولوں کے نصاب یا کورس تبدیل کرنے کے لیے کوئی خاص مدت مقرر نہیں ہے درحقیقت تقاضا یہ ہے کہ تبدیلی نصاب کو وقت کا اصول تعلیم کا پابند نہ کیا جائے ۔ مختلف جماعتوں کے کورس کے بارے میں حسب ذیل پالیسی ہے ۔

پرائمری و مڈل کورس ۔ ضرورت اور علمی تقاضوں کے پیش نظر حکومت جس وقت چاہے پرائمری و مڈل جماعتوں کے

کورس میں تبدیلی کر سکتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ دس سالوں میں ان جماعتوں کے کورس میں صرف ایک بار ہی تبدیلی کی گئی ۔

ہائی سکول ۔ پنجاب کے تین ثانوی تعلیمی بورڈوں کے قواعد کے مطابق ہر بورڈ کی نصاب کمیٹی اس بات کی مجاز ہے کہ ہائی سکول کے مختلف مضامین کے نصاب پر نظر ثانی سال بہ سال کرتی رہے ۔ لیکن عملی طور پر نصاب جلد جلد تبدیل نہیں کیے گئے ۔ پنجاب کے تین ثانوی تعلیمی بورڈوں نے اب مشترکہ طور پر فیصلہ کیا ہے کہ جب ہائی سکول کے کسی مضمون کے کورس میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کی جائے تو نیا نصاب کم از کم تین سالوں تک ضرور جاری رہے اور کورس کے نفاذ سے دو سال قبل پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور کو اطلاع دے دی جائے تاکہ وہ وقت کے اندر کتب تیار کر سکیں ۔

(ب) گذشتہ دس سالوں میں کورسوں کی تبدیلی کی مدت اور مضامین حسب ذیل ہیں :

پرائمری و مڈل سکولوں میں کورس کی تبدیلی گذشتہ دس سال کے دوران پرائمری جماعتوں کا کورس صرف ایک دفعہ تبدیل کیا گیا ۔ عوامی حکومت کی نئی پالیسی کے مطابق یہ تبدیلی تعلیمی سال 75-1974ء میں پرائمری جماعتوں کے سوائے اسلامیات کے تمام مضامین یعنی اردو ۔ سائنس ۔ معاشرتی علوم اور حساب میں کی گئی مرحلہ وار پروگرام کے تحت 75-1974 کے تعلیمی سال میں یہ تبدیلی صرف پہلی دوسری اور تیسری جماعتوں کے کورس میں نافذ ہوئی ۔

اس کے علاوہ گذشتہ دس سال میں مڈل کے کورسوں میں صرف ایک بار تبدیلی کی گئی جو کہ سائنس و ریاضی کے مضامین میں متعلق تھی اس تبدیلی کا باعث ان کورسوں کی جدیدیت (modernization) تھی جو کہ نویں دسویں جماعتوں کے کورسوں کے عین مطابق تھی ۔ یہ تبدیلی بھی مرحلہ‌وار تین سالوں میں عمل پذیر ہوئی ۔ 71-1970ء کے تعلیمی سال کے

دوران چھٹی جماعت کے کورس تبدیل کیے گئے اور اسی طرح 72-1971ء اور 73-1979 کے دوران علی الترتیب ساتویں اور آٹھویں کے کورس بدلے گئے سال 75-1974ء سے نئی تعلیمی پالیسی کی سفارشات کے مطابق پیشہ ورانہ تعلیم دینے کی غرض سے چھٹی جماعت میں ایگروٹیکنیکل مضامین کا اجراء ہوا۔

ہائی سکول کے کورس میں تبدیلی۔ گذشتہ دس سال کے دوران ہائی سکولوں کے کورسوں میں تبدیلی حسب ذیل ہے :-

ملتان بورڈ کا قیام 1968ء میں عمل میں آیا۔ اب تک جن مضامین میں تبدیلی کی گئی وہ یہ ہیں ۔

1 - معاشرتی علوم کی بجائے مطالعہ پاکستان کا مضمون نافذ کیا گیا اور نیا کورس 74 - 1973ء کے تعلیمی سال سے نافذالعمل ہوا ۔

2 - اسلامیات ۔ (اختیاری) کا کورس 74 - 1972ء کے تعلیمی سال سے شروع ہوا ۔

3 - تاریخ ۔ معاشیات ۔ انگریزی اور اردو کے مضامین کے نئے نصاب تعلیمی سال 75 - 1973ء سے نافذالعمل ہوئے ۔

لاہور بورڈ کے ہائی سکولوں کے کورس میں تبدیلی ۔

لاہور بورڈ کے ماتحت ہائی سکولوں کے کورس میں تبدیلی حسب ذیل ہے۔

1 ۔	جنرل سائنس	1964ء
2 ۔	ہیلتھ و فزیکل ایجوکیشن	1964ء
3 ۔	اردو (لازمی)	1973 ، 1966ء
4 ۔	انگریزی (لازمی)	1973 ، 1966ء
5 ۔	اسلامیات (لازمی)	1971 ، 1966ء
6 ۔	سوشل اسٹڈیز	1967ء
7 ۔	فرنچ	1967ء
8 ۔	میتھمیٹکس(اختیاری وجنرل)	1972 ، 1968ء
9 ۔	فزکس	1968ء
10 ۔	کیمسٹری	1968ء
11 ۔	پاکستانی کلچر	1968ء

12 ۔	فزیالوجی و ہائجین	1968ء
13 ۔	آرٹ	1970ء
14 ۔	پاکستان اسٹڈیز (اختیاری)	1972ء
15 ۔	اسلامک اسٹڈیز	1972ء
16 ۔	بنائی	1972ء
17 ۔	معاشیات	1973ء
18 ۔	ہسٹری (تاریخ)	1973ء
19 ۔	شہری دفاع	1973ء
20 ۔	بہرے و گونگے طلباء کے لیے کورس	1973ء
21 ۔	ایجوکیشن	1974ء

سرگودھا بورڈ کے ہائی سکولوں کے کورس میں تبدیلی حسب ذیل ہے ۔

1 ۔	اسلامک اسٹڈیز اختیاری	1970ء ، 1972
2 ۔	پاکستان اسٹڈیز	1972ء
3 ۔	جنرل مینھیٹکس	1972ء
4 ۔	بنائی	1972ء نیا مضمون جاری ہوا
5 ۔	انگلش	1973ء
6 ۔	ہسٹری	1973ء
7 ۔	اردو (لازمی)	1973ء
8 ۔	اردو (ایڈوانس)	1973ء
9 ۔	اکنامکس	1973ء
10 ۔	بہرے و گونگے طلباء کے لیے نصاب	1973ء
11 ۔	ایجوکیشن	1973ء نیا مضمون جاری ہوا

(ج) یہ بات درست نہیں ہے کہ جس سال کتابیں تبدیل ہوتی ہیں طلباء کو کافی عرصہ تک کتابیں بازار سے نہیں ملتیں ۔ مثال کے طور پر سال رواں میں پہلی سے تیسری جماعت کا نصاب تبدیل کیا گیا ۔ مزید برآں ان تینوں جماعتوں کی کتابوں کے لیے رہنمائے اساتذہ یعنی ٹیچرز گائیڈز بھی طبع کی گئیں ۔ اس پر پرائمری جماعتوں کے

لیے کل 43 نئی کتابیں چھپوائی گئیں ۔ ماسوائے پہلی جماعت کی چار کتابوں کے جو سکولوں میں مفت تقسیم کی گئیں یہ تمام کتابیں ماہ اپریل میں برائے فروخت موجود تھیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض اوقات نئی کتاب کی طباعت میں ایک دو ہفتہ کی دیر ہو جاتی ہے لیکن لاکھوں کتابوں کا لکھوانا اور پھر غلطیوں سے پاک طباعت کروانا اتنا بڑا کام ہے کہ ایک دو ہفتہ کی دیر ہو جانا قدرتی امر ہے ۔

(د) کتابیں صرف اسی صورت میں تبدیل کی جاتی ہیں جب نئے کورس رائج ہوتے ہیں ۔ نئے تعلیمی پالیسی کے مطابق نئے کورس 75 - 1974ء کے تعلیمی سال سے رائج کیے گئے ہیں اور امید ہے کہ یہ کورس کافی عرصہ تک نافذ رہیں گے ۔ لہذا کتابیں اس وقت تک بدلنے کا امکان نہیں جب تک نئے قومی یا تعلیمی تقاضے کے تحت اس کی ضرورت محسوس نہ کی جائے ۔

مستعارالخدمتی اہلکاران کو ان کے اصل محکمہ جات میں کھپانا

***6581 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قومی ملکیت میں لیے جانے سے پہلے ضلع ملتان کے سرکاری سکولوں کے جو اہلکار بطور مستعارالخدمتی پرائیویٹ سکولوں میں کام کر رہے تھے وہ ابھی تک انہی سکولوں میں کام کر رہے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان اہلکاروں کے نام کیا ہیں ۔

(ب) اب جب کہ نیشنلائزڈ سکولوں کی گورلنگ باڈیاں ختم ہو چکی ہیں تو کیا مذکورہ اہلکاروں کو ان کے اصل محکموں میں واپس بھیجا جائے گا ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں اور کیا ان کی سینیارٹی ان کے اصل محکمہ میں شمار ہوگی تاکہ سینیارٹی متاثر نہ ہو ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) یہ درست نہیں ہے ۔

(ب) ایسے اہلکار واپس جا چکے ہیں اور ان کی سینیارٹی ان کے اصل محکمہ میں پہلے بھی قائم تھی اور اب بھی قائم رہے گی ۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول دولتالہ کو ہائی کا درجہ دینا

***6614 ۔ مرزا خالق حسین** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت گورنمنٹ گرلز مڈل سکول دولتالہ تحصیل گوجر خان ضلع روالپنڈی کو ہائی درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک وہاں ہائی کلاسوں کا اجراً ہوگا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جی ہاں ۔ مالی سال 76 - 1975ء میں اس سکول کو 1-5-76 سے ہائی سکول کا درجہ دے دیا گیا ہے ۔ ضروری احکامات جاری کئے جا چکے ہیں ۔

جلالپور پیروالہ کے گرلز ہائی سکول میں ہوسٹل کی تعمیر

***6883 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر تعلیم میرے نشان زدہ سوال نمبر 6259 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 30 ا کتوبر 1974ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان کے گرلز ہائی سکول میں ہوسٹل کی تعمیر کب تک عمل میں آ سکے گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جیسا کہ نشان زدہ سوال نمبر 6384 کے جواب میں عرض کیا جا چکا ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول جلالپور پیروالہ ضلع ملتان کو 74 - 1973ء کے دوران ہائی سکول کا درجہ دیا گیا تھا ۔ 31 ۔ مارچ 1976ء کے کوائف کے مطابق اس سکول کی نویں اور دسویں جماعت میں بالترتیب چھ (6) اور (4) طالبات زیر تعلیم ہیں جو سب مقامی ہیں ۔ لہذا وہاں فی الحال ہائی کلاسز کی طالبات کے ہوسٹل کی ضرورت نہیں ۔

راجڑ اور دیثوال (سرگودھا) کے مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دینا

***6893 ۔ ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ مواضعات راجڑ اور دیثوال تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں مڈل سکول کافی دیرینہ ہیں اور ان کے آس پاس بلکہ کافی دور تک کوئی

سکول نہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ مواضعات میں موجودہ مڈل سکولوں کو ھائی سکولوں کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ مواضعات راجڑ اور دیٹوال تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں واقع مڈل سکول کافی دیرینہ ہیں ۔ گورنمنٹ مڈل سکول راجڑ کو موجودہ مالی سال کے دوران ھائی سکول کا درجہ دیا جا چکا ہے گورنمنٹ مڈل سکول دیٹوال کو ھائی کا درجہ دینے کا مسئلہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل سرگودھا کے سامنے پیش کیا جائے گا ۔ اگر کونسل نے سفارش کی تو اس پر سالانہ ترقیاتی پروگرام 77 - 1976ء میں غور کیا جائے گا ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبے میں جتنے دیرینہ سکول ہیں اور ان کو اپ گریڈ کرنے کی ضرورت ہے تو تقریباً کتنے سکولوں کو اپ گریڈ کیا جائے گا ؟

مسٹر چیرمین ۔ سال واضح کریں ۔

ملک محمد اعظم ۔ آئندہ مالی سال میں ۔

وزیر تعلیم ۔ جب ہم پالیسی ترتیب دیں گے اس وقت میں اس ایوان کو بتا دوں گا کہ ہم نے کتنے سکولوں کو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ھائی کا درجہ دیا ہے ۔

ضلع سرگودھا میں کالجوں کا قیام

*6894 ۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نوشہرہ تحصیل خوشاب اور شاہ پور صدر ضلع سرگودھا میں کوئی کالج نہیں ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ شہروں میں کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) یہ حقیقت ہے کہ نوشہرہ تحصیل خوشاب میں کوئی کالج نہیں ہے ۔ مگر شاہ پور صدر میں انٹر کالج برائے طلباء کھول دیا گیا ہے ۔

(ب) نوشہرہ میں دوران مالی سال 77 - 1976ء انٹر کالج برائے طلباء کھولنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے -

ملک محمد اعظم - کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جناب پرائم منسٹر صاحب نے سرگودھا میں نوشہرہ کے کالج کے اجراء کا اعلان فرمایا تھا تو کیا اس پر خاص توجہ دی جائے گی ؟

وزیر تعلیم - جناب والا - میں معزز رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے اور انشاءاللہ اس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوگا۔

مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینا

*7130 ۔ **حافظ علی اسد اللہ** - کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت مڈل سکول برائے طلباء چک نمبر 201 ۔ مراد تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) - مڈل سکول برائے طلباء چک نمبر 201 مراد تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر کو 1-5-75 سے ہائی کا درجہ دے دیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں ضروری ہدایات بھی جاری ہو چکی ہیں -

گرلز مڈل سکول ڈاھرانوالہ کو ہائی سکول کا درجہ دینا

*7131 ۔ **حافظ علی اسداللہ** - کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت گرلز مڈل سکول ڈاھرانوالہ تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) - گرلز مڈل سکول ڈاھرانوالہ تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر کو 1-5-75 سے ہائی کا درجہ دے دیا گیا ہے ۔ اور اس سلسلہ میں ضروری ہدایات بھی جاری ہو چکی ہیں -

صوبہ میں قومیائے گئے سکولوں میں اساتذہ کی خالی آسامیاں

*7165 ۔ **مسز حسینہ بیگم کھوکھر** - کیا وزیر تعلیم از راہ کوم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے نیشنلائزڈ سکولوں میں ایس ای ٹی ۔ جے ای ٹی ڈرائینگ ماسٹر ۔ او ۔ ٹی ۔ پی ٹی آئی اور کلرکوں کی آسامیاں ابھی

تک خالی پڑی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ آسامیاں کب تک پر کی جائیں گی نیز اس سلسلہ میں اب تک کیا کارروائی کی گئی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ دسمبر 1974ء سے پہلے نئی تقرریوں پر پابندی تھی ۔ لہذا کچھ آسامیاں خالی تھیں ۔ دسمبر 1974ء کے بعد یہ پابندی اٹھا دی گئی تھی ۔ لہذا خالی آسامیوں کو پر کر دیا گیا ہے ۔ اب صورت حال تسلی بخش ہے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان تقرریوں پر پابندی کا کوئی فائدہ ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ کیا فائدہ ہے اس سے آپ کا کیا مطلب ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ سوال واضح نہیں ہے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ وزیر تعلیم صاحب یہ فرمائیں کہ تقرریوں پر پابندی سے کیا مراد ہے اور پابندی کیوں لگائی جاتی ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ پابندی اس لیے لگائی جاتی ہے کہ لوگ دور دراز علاقوں میں جانے سے گریز کرتے ہیں اور کئی قسم کی قباحتیں ہوتی ہیں نوجوان بیٹوں کو دور دراز علاقوں میں تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کی رہائش کا مسئلہ ہوتا ہے اور کئی مسائل ہوتے ہیں ۔ لڑکیاں چاہتی ہیں کہ ہم لاہور میں ہی رہیں جیسے ہم بھی چاہتے ہیں کہ لاہور میں ہی رہیں اس لیے پابندی لگانی پڑتی ہے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ یہ وجہ ہے پابندی لگانے کی ؟

وزیر تعلیم ۔ ہاں اسی لیے لگانا پڑتی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ انہوں نے جواب دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ آسامیاں پر کر دی گئی ہیں اب صورت حال تسلی بخش ہے تو تسلی بخش سے مراد یہ ہے کہ تمام آسامیاں پر کر دی گئی ہیں یا کچھ پر کر دی گئی ہیں اور کچھ باقی ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ تقریباً تمام آسامیاں پر ہو چکی ہیں میں نے کہا ہے کہ کسی جگہ پر کوئی آسامی خالی نہ رہے ۔ اگر کہیں کوئی ایک آدھ باقی ہے تو میں

یقین دلاتا ہوں کہ اسی اجلاس کے دوران آپ تک یہ چیز پہنچ جائے گی کہ ہم نے ہر جگہ پر لیچرز کو تعینات کر دیا ہے اور پروفیسروں کی تقرریاں مکمل ہو جائیں گی ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ نیشنلائز سکولوں میں جو لیچروں کی آسامیاں خالی ہیں ان پر تقرریاں کب تک کی جائیں گی ؟

مسٹر چیئرمین ۔ وزیر موصوف نے یہ تو پہلے ہی واضح کر دیا ہے کہ کچھ تقرریاں کر دی گئی ہیں اور اس کے علاوہ اگر کوئی باقی ہیں تو وہ بھی عنقریب کر دی جائیں گی ۔ اگر آپ کسی مخصوص سکول کا نام لیں کہ وہاں بہت زیادہ آسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں پھر تو بات بنتی ہے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جناب والا ۔ یہ آسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وہ تو وزیر موصوف نے کہہ دیا ہے کہ بہت جلد خالی آسامیاں پر کر دی جائیں گی ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جناب والا ۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی ۔

وزیر تعلیم ۔ بہت جلد پر کر دی جائیں گی ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ نیشنلائز سکولوں کے اساتذہ کی سینیارٹی لسٹ اور تنخواہوں کا جو جھگڑا چل رہا تھا اس کا فیصلہ ہو چکا ہے یا نہیں ؟

مسٹر چیئرمین ۔ یہ اس سوال کا حصہ نہیں ہے ۔ اس لیے اس کا ضمنی سوال نہیں بنتا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس کی وجہ یہی تھی ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وجہ کی بات نہیں ہے سوال تو یہ پوچھا گیا تھا کہ خالی آسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ نیشنلائز سکولوں کی آسامیاں اس لیے خالی پڑی ہوئی تھیں کہ ان کے گریڈ

کا فیصلہ نہیں ہوا تھا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ مگر وزیر موصوف تو فرما رہے ہیں کہ پابندی ہم نے خود لگائی تھی ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ وجہ دراصل یہی تھی کہ اساتذہ گریڈ پہلے مانگ رہے تھے ۔ اور حکومت دے نہیں رہی تھی ۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ آپ کا سوال بنتا نہیں ہے یا تو آپ یہ پوچھتے کہ آیا یہ پابندی اس لیے لگائی گئی تھی ۔ پھر تو بات بنتی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ یہ بات نہیں تھی ہم نے تو پابندی اس لیے لگائی تھی کہ ان کا انٹرویو کرنا تھا مثلاً اگر سینئر انگلش ٹیچر کو اپوائنٹ کرنا ہو تو اس کے لیے ہم کوالف دیکھتے ہیں آیا میٹرک میں کونسی ڈویژن تھی ، ایف اے میں کونسی ڈویژن تھی بی اے میں کونسی ڈویژن تھی آیا کسی فوجی کا بیٹا یا بیٹی تو نہیں ہے ۔ یا اس کے علاوہ اس کی کوئی اور کوالیفیکیشن تو نہیں ہے ۔ اس کے بعد ہم نے جناب والا ۔ فہرستیں آویزاں کر دیں ۔ اور ایک میرٹ بنا دیا گیا ہے جس میں اب کوئی ردوبدل نہیں ہوگا ۔ یہ دشواریاں موجود تھیں جو دور کر دی گئی ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ گریڈ کے متعلق تو انہوں نے پھر بھی نہیں فرمایا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وزیر موصوف فرما رہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ گریڈ کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ فیصلے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ کہہ رہے ہیں پابندی اس لیے نہیں لگائی گئی تھی کہ گریڈ زیر بحث تھے ۔

محکمہ تعلیم کے افسران اور کارکنوں کی ملتان سے تبدیلی

*7168 ۔ **مسز حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حال ہی میں محکمہ انٹی کرپشن ملتان نے ڈی ۔ ای ۔ او ملتان جناب نظامی صاحب اور ڈپٹی ایجوکیشن

آفیسر (زنانہ) مس وسیم لطیف خان اور متعدد کلرک محکمہ تعلیم ملتان کے خلاف کیس رجسٹر کیے ہیں اور ان آفسران اور کلرکوں نے ملتان سپیشل جج سے ضمانت قبل از گرفتاری منظور کرا لی ہے مگر تا حال ان افسران اور کلرکوں کو ملتان سے تبدیل نہیں کیا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ افسران اور کلرکوں کو ملتان سے تبدیل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جزوی طور پر درست ہے ۔ تمام متعلقہ عملہ اور افسران کا تبادلہ ہو چکا ہے ۔

(ب) تمام متعلقہ عملہ و افسران کا تبادلہ کیا جا چکا ہے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ بات درست ہے کہ ان لوگوں کے خلاف انکوائری بھی کروائی گئی ہے اگر ان کے خلاف انکوائری ہوئی ہے تو اس انکوائری کی کیا رپورٹ آئی ہے۔ اور اس کا نتیجہ کیا برآمد ہوا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ کیس رجسٹرڈ کیے گئے ہیں ۔ لیکن پہلے محکمہ نظامت تعلیم کو معلوم نہیں تھا کہ محکمہ انٹی کرپشن نے کوئی کیس رجسٹرڈ کیا ہے لیکن جیسے ہی محکمہ کو اطلاع ملی انہوں نے تمام افسران متعلقہ کو تبدیل کر دیا ہے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جناب والا ۔ میں وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا تبادلہ کوئی سزا ہے ۔ یہ تو کوئی سزا نہیں ہے ؟ جب انہوں نے یہ تسلیم بھی کیا ہے کہ بددیانتی ہوئی ہے تو پھر ان کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں کی ۔ کیا محکمہ نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے ؟ اور اگر کوئی کارروائی کی ہے تو اس کے متعلق ایوان کو بتایا جائے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ یہ کیس ابھی چل رہا ہے انکوائری ہو رہی ہے ۔ جب اس کا فیصلہ ہو جائے گا تو ضرور اطلاع دی جائے گی ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ انکوائری کونسے افسر کر رہے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ انٹی کرپشن والے یا پولیس والے انکوائری کر رہے ہیں ۔

میں نے اور آپ نے تو انکوائری نہیں کرنی ہے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ یہ اکاؤنٹ کا معاملہ ہے اکاؤنٹ والوں کو انکوائری کرنی چاہیے وہی اس کے متعلق بہتر طور پر انکوائری کر سکتے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ اب تو کیس رجسٹرڈ ہو چکا ہے اور جب پولیس کے ہاتھوں کیس چلا جائے تو وہی اس کا فیصلہ کرتے ہیں ۔

تومبائے گئے سکولوں کو گرانٹس کی فراہمی

*7217 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت تعلیمی اداروں کو گرانٹس دیتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کے لیے کیا قواعد و ضوابط وضع کیے گئے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گرانٹ دینے کے لیے متعلقہ تعلیمی اداروں سے کوائف وغیرہ وقت پر حاصل کیے جاتے ہیں مگر گرانٹ کی رقم مالی سال کے اختتام پر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے اکثر رقومات ضائع ہو جاتی ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس برائی کے خاتمے کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں دیوان صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسا اچھا سوال کیا ہے جس کے لیے ہم نے دس مہینے کاوش کی ہے کیونکہ اس سوال میں بہت سی ایسی قباحتیں تھیں کہ یہ گرانٹ کس طرح سے ضائع ہوتی ہے لہذا میں ایک ہفتے کی مہلت چاہتا ہوں اور میں اس کو ایک ایسے انقلاب سے پیش کروں گا کہ تمام چیزیں سمٹ کر اس میں آ جائیں گی ۔ اور لیبارٹریوں میں جو بھی مال آئے گا وہ دس دس سال تک کفیل ہو گا ۔ جناب والا ۔ میں نے ان سب چیزوں پر نگاہ رکھی ہوئی ہے اور یہ ساری باتیں میرے مشاہدے میں ہیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ سوال دہرایا جائے گا ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ جو جواب محکمے کی طرف سے آیا ہے مجھے بھی اس سے اختلاف ہے ۔ میں نے اپنے دل کی بات کہہ دی ہے میرے خیال میں آپ بھی اس بات سے خوش ہونگے ۔

موضع پانڈو وال پائین کے پرائمری سکول میں اساتذہ کی تعیناتی

***7379 ۔ چوھدری لال خان** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع پانڈو وال پائین تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے پرائمری سکول برائے طلباء میں صرف ایک استاد عرصہ 20 سال سے تعینات ہے ۔

(ب) کیا حکومت طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مذکورہ قصبہ کے سکول میں مزید اساتذہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ موضع پانڈووال پائین تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے پرائمری سکول برائے طلباء میں صرف ایک مدرس کام کر رہا ہے ۔

(ب) طلباء کی تعداد اس وقت صرف 65 ہے اور مزید ایک مدرس کی تعیناتی کا معاملہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

کنجاہ ضلع گجرات میں انٹرمیڈیٹ کالج کا قیام

***7380 ۔ چوھدری لال خان** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ گذشتہ سال کنجاہ ضلع گجرات میں ایک انٹرمیڈیٹ کالج بنام ''شبیر شریف شہید نشان حیدر'' کھولنے کی تجویز حکومت کے زیر غور تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ علاقے میں ابھی تک کالج قائم نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ قصبہ میں کب تک کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی

ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) مذکورہ قصبہ میں کالج کھولنے کے بارے میں مالی سال 1976-77ء کے دوان استحقاق کی بنیاد پر غور کیا جائیگا ۔

بہاولپور ڈویژن میں مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد

*7602 ۔ **میاں منظور احمد موہل** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) بہاولپور ڈویژن میں مڈل اور ہائی سکولوں کی ضلع وار تعداد کیا ہے اور مذکورہ سکولوں میں کل کتنے طلباء تعلیم پا رہے ہیں نیز ان سکولوں میں کل کتنے اساتذہ ہیں ۔

(ب) بہاولپور ڈویژن میں تحصیل وار ہر سکول میں طلباء اور اساتذہ کی تعداد کیا ہے نیز ان میں تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ اساتذہ کتنے ہیں اور مڈل اور ہائی سکولوں میں خدمات سرانجام دینے والے ایس ۔ وی ۔ جے ۔ وی ۔ ایف ۔ اے ۔ سی ۔ ٹی ۔ بی ۔ اے ۔ بی ۔ ایڈ ۔ ایم ۔ ایڈ اساتذہ کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) (الف) و (ب) بہاولپور کے ہر مڈل اور ہائی سکول میں اساتذہ اور طلباء کی تعداد علیحدہ علیحدہ اکٹھی کی جا رہی ہے ۔ یہ کوائف 400 سے زیادہ سکولوں سے اکٹھے کرنے ہیں ۔ جونہی مہیا ہو گئے انہیں اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا ۔

نارووال شہر میں واقع سکولوں میں بجلی اور بجلی کے پنکھوں کی فراہمی

*7792 ۔ **مسٹر محمد انور علی بٹ** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) نارووال شہر میں اس وقت کتنے ہائی سکول ہیں ۔ ان میں سے کتنے ایسے ہیں جن میں بجلی مہیا کی جا چکی ہے ۔ کتنے ایسے ہیں جن میں بجلی کے پنکھے فراہم کر دیئے گئے ہیں ۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں سے کتنے ایسے ہیں جن میں صرف وائرنگ کی گئی ہے مگر بجلی مہیا نہیں کی گئی ۔

(ج) باقی ماندہ سکولوں میں حکومت کب تک بجلی اور بجلی کے پنکھے فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) نارووال شہر میں کل چھ ہائی سکول ہیں ۔ ان تمام سکولوں میں بجلی موجود ہے ۔ بجلی کے پنکھے چار سکولوں میں فراہم کئے جا چکے ہیں البتہ مسلم گرلز ہائی سکول نارووال میں بجلی کے پنکھے نہیں ہیں اور ایم ۔ بی ہائی سکول نارووال کے چند کمروں میں پنکھے نہیں ہیں ۔

(ب) تمام مذکورہ سکولوں میں بجلی موجود ہے اور نارووال شہر میں کوئی ایسا ہائی سکول نہیں جس میں وائرنگ موجود نہ ہو ۔

(ج) تمام سکولوں میں بجلی موجود ہے چار سکولوں میں پنکھے بھی موجود ہیں لیکن ایم ۔ بی ہائی سکول کے چند کمروں میں پنکھے نہیں ہیں ۔ مسلم گرلز ہائی سکول میں پنکھے بالکل نہیں ہیں ۔ ان دونوں سکولوں میں بجلی کے پنکھوں کے لئے ضروری فنڈز مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

مسٹر محمد انور علی بٹ ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے میرے سوال کے (ج) جز میں فرمایا ہے کہ ضروری فنڈ مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ سوال 1975ء میں کیا تھا لیکن 1976ء میں بھی یہی کہا جا رہا ہے کہ کوشش کی جا رہی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں معزز رکن کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر رقم کی فراہمی نہ ہو سکی تو اگلے سال بھی میرا جواب یہی ہوگا ۔ کیونکہ رقم کی سخت کمی ہے اور ہمارے مخیر حضرات ایک دھیلا بھی نہیں دیتے ۔ میں نے خود دیکھا ہے چھوٹے چھوٹے کام جو پانچ پانچ ہزار کے لئے رکے ہوئے ہیں لیکن ہمارے مخیر حضرات یہ رقم بھی ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ بہر حال حکومت اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہی ہے جب بھی رقم مل گئی ہم فوراً نئے پنکھے لگا دیں گے ۔

مسٹر محمد انور علی بٹ ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن سر ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ مسلم گرلز ہائی سکول کا ریکارڈ چیک کریں 1975ء میں ہم نے دس ہزار روپے کا فنڈ دیا اور بجلی کے پنکھوں کے لئے بھی ہم نے کوشش کی ، میں وزیر موصوف کی اس بات پر وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کوشش کا لفظ استعمال کیا ہے میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم اپنے اپنے علاقے میں کوشش کر رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کی خدمت میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ مزید کوشش بھی کریں تاکہ چند اور پنکھے بھی لگ جائیں ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ ہائی سکولوں میں یونین فنڈز ہوتے ہیں اس میں سے پنکھے لگوا دیں ۔

وزیر تعلیم ۔ محترمہ یہ بہت ٹیڑھے مسئلے ہیں اس بات کی مشکل ہی اجازت ملا کرتی ہے ۔ کیونکہ طلباء ان فنڈز کو کسی ایسی جگہ پر تو استعمال کر لیتے ہیں جیسے کسی غریب لڑکے کی فیس معافی وغیرہ لیکن وہ ان آسائیشوں پر خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جو میڈیکل فنڈ ہوتا ہے وہ طلباء پر خرچ کیا جا سکتا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ طلباء نہیں مانتے ہیں !

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ جب بھی کوئی ضمنی سوال کیا جاتا ہے تو وزیر موصوف یہی دو الفاظ دہرا دیتے ہیں اور زوردار آواز میں گرجتے ہیں کہ پیسے کی کمی ہے کوشش کی جا رہی ہے ۔ اور زیر غور ہے ۔ یہ ان الفاظ کو کیوں تبدیل نہیں کرتے ہیں ۔ جب ممبر صاحبان وضاحت کے ساتھ پوچھتے ہیں تو یہ فرما دیتے ہیں کہ پیسے کی کمی ہے فنڈز کی کمی ہے ۔ صاف کیوں نہیں کہتے کہ یہ نہیں ہو سکتا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ میں معزز رکن کی نصیحت پر عمل کروں گا ۔ اب ان کا درد جاگا ہے اور ان کے ضمیر نے ان کو آواز دی ہے ۔ میں پہلے ان سے کہا کرتا ہوں کہ اللہ ان کو عقل سلیم عطا کرے اور یہ ان پوسٹوں پر لگ جائیں ۔ جب ان کے حق میں کوئی بات کروں تو یہ خوش ہو جاتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ یہ میرا بھائی ہے ۔ یہ ہے وہ ہے ۔ اس بات میں حرج کیا ہے اگر میں نے کہا ہے کہ جب پیسہ ہوگا تو ہم پکڑنے لگا دیں گے ۔ اس میں کونسی غلطی ہے کیوں نہ ہم یہ کہیں کہ ہم کوشش کر رہے ہیں ۔ ہم سوئے ہوئے تو نہیں ہیں قوم کے عوام کے ہر مسائل پر ہماری نظریں لگی ہوئی ہیں ۔ ہم نے جن منازل کا تعین کر لیا ہے ہم قوم کو ان منازل کی طرف لے جا رہے ہیں اور آئندہ برسوں میں آپ دیکھیں گے کہ ہم اپنا وعدہ پورا کر دینگے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ عقل سلیم کے لئے میں وزراء صاحبان کے لئے ہی دعا کرتا ہوں ۔ انہوں نے ہمارے لئے دعا مانگی ہے خدا ان کو بھی عقل سلیم عطا کرے ۔ اس منافقت کا فائدہ کیا ہے ۔ کوشش کی جا رہی ہے زیر غور ہے ۔ یہ دو الفاظ پانچ سال سے ہم سن رہے ہیں ۔ یہ اپنی تصحیح کیوں نہیں کر لیتے کہ صاف جواب دیں کہ یہ نہیں ہو سکتا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ باتوں میں منافقت کی کوئی جھلکی نہیں ہے البتہ ان کے الفاظ میں منافقت کا پہلو موجود ہے ۔ وہ بات کو سمجھتے نہیں ہیں ۔ اور پھر اصرار ہے ۔

خود ہے اقرار انہیں اپنی ستم گری کا
پھر بھی اصرار ہے مجھ سے کہ میں ایسا نہ کہوں

Mr. Chairman : This is no supplementry question.

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب سپیکر ۔ میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ ایسے علاقے اور ایسے دیہات موجود ہیں ۔ جہاں پر واپڈا کی سپلائی لائن تین تین ، چار چار سال سے جاری ہے مگر وہاں پر تعلیمی اداروں کو بجلی مہیا نہیں کی گئی ۔ جیسا کہ میں اپنے علاقے علی پور سادات کی بات کروں گا کہ وہاں پر سکول اور ڈسپنسریاں بنی ہوئی ہیں ۔ مخدوم زادہ صاحب نے اپنے دور میں بنوائے تھے ۔ اور 4 سال ہوئے بجلی کی لائن ان اداروں کے پاس سے گزر رہی ہے ۔ کئی دفعہ میں نے سوالات بھی دیئے ہیں ۔ مگر سکول کو بجلی مہیا نہیں کی گئی ہے ۔ آپ دیکھتے ہیں سخت گرمی پڑ رہی ہے ۔ میں یہ دریافت کروں گا کہ کوئی ایسی ہدایات واپڈا کو دی جا رہی ہیں کہ ان اداروں کو ترجیح دے ؟

مسٹر چیئرمین ۔ یہ سکولوں کا مسئلہ ہے ، واپڈا زیر بحث نہیں ہے ۔ یا تو آپ کسی مخصوص سکول کا کہیں کہ اس میں بجلی مہیا کرنے کی کوشش کریں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ متعدد سکولوں میں بجلی نہیں دی گئی ہے خصوصاً علی پور سادات تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کے متعلق میں ہر دفعہ کوشش کرتا ہوں ۔ وہاں پر بجلی تین چار سال سے پہنچ گئی ہے مگر سکول کو مہیا نہیں کی گئی ۔ اور بھی متعدد سکول ہیں جن کے متعلق ہدایات جاری ہوں کہ وہاں بجلی سپلائی کریں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ ملک صاحب نوٹ فرما لیں ۔

پی ۔ ٹی ۔ سی کے نتیجہ کے اعلان میں تاخیر

*8020 ۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عبدالواحد ولد اللہ وسایا خان رول نمبر 9372 اے نے سال 1973ء میں پی ۔ ٹی ۔ سی کا امتحان

دیا تھا ۔ جس کے نتیجہ کا تا حال اعلان نہیں کیا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ۔ اس تاخیر کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور کیا حکومت نے اس سلسلہ میں ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) مسمی عبدالواحد رول نمبر 91 ۔ اے ۔ 9372 کے نتیجہ کا عدم موجودگی فارم داخلہ وغیرہ اور تفتیشی رپورٹ ڈائریکٹر تعلیمات بہاول پور ڈویژن کی طرف سے نہ ملنے کی وجہ سے اعلان نہ کیا جا سکا ۔ متعلقہ کاغذات ذاتی طور پر بہاولپور جا کر حاصل کر لئے گئے ہیں اور امیدوار کے نتیجہ کا اعلان کر دیا گیا ہے ۔ نیز امیدوار کو بھی مطلع کر دیا گیا ہے ۔ اس تاخیر کی وجہ محکمہ تعلیم کی تنظیم نو کی ہے جس کی وجہ سے اس طالب علم کا ریکارڈ دستیاب نہ ہو سکا ۔

داؤد خیل ضلع میانوالی میں ڈگری کالج کا قیام

*8092 ۔ **امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داؤد خیل ضلع میانوالی میں حکومت نے مزدوروں کی بہبود کے لئے ڈگری کالج کے قیام کی منظوری دی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج داؤد خیل کی بجائے کسی اور جگہ منتقل کر دیا گیا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کو داؤد خیل میں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) جوابات (الف) و (ب) کی روشنی میں سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب وزیر اعظم صاحب نے اپنے میانوالی کے دورے کے دوران عوام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ داؤد خیل میں کالج کھول دینگے کیا وزیر موصوف اس وعدے کو پورا کرینگے ؟

وزیر تعلیم ۔ وہ وعدہ وزیر اعلیٰ نے کیا تھا وزیر اعظم نے نہیں کیا تھا ۔ بہر حال ہم اس کے پورا کرنے کی کوشش کریں گے ۔

جوئے دھیران مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینا

*8200 ۔ **چوہدری محمد حیات گوندل** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع جوئے دھیران تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں مڈل سکول کے لیے اہل دیہہ نے عمارت اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کی اور کافی اراضی بھی مذکورہ سکول کے نام منتقل کروائی ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی ۔ جی ہاں یہ درست ہے کہ گورنمنٹ مڈل سکول جوئے دھیران تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کی عمارت اہل دیہہ نے اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کی تھی اور چار ایکڑ اراضی بھی سکول کے نام منتقل کرائی تھی ۔ مذکورہ سکول کو ہائی کا درجہ دینے کا مسئلہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل گجرات کے سامنے پیش کیا جائے گا ۔ اگر کونسل نے سفارش کی تو اس پر دوران سال 77-1976ء میں استحقاق کی بنیاد پر غور کیا جائے گا ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ کیا وزیر موصوف بیان کریں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ پچھلے دو سال سے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کمیٹی اور ڈسٹرکٹ کونسل مسلسل اس سکول کو ہائی کا درجہ دینے کی سفارش کر رہی ہے لیکن ابھی تک کوئی غور نہیں کیا جا رہا ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ ایسا جناب والا ۔ ہو تو نہیں سکتا شاید سکول کا حق نہیں بنتا ہوگا اگر حق بنتا ہوگا تو شاید اس کی باری اسی سال آ جائے ۔ فاضل ممبر مجھے ملیں ۔ میں کوشش کروں گا اور استحقاق کی بنیاد پر اگر اس کا حق بنتا ہوگا تو اسے ضرور اپ گریڈ کر دیا جائے گا

موضع ساھنا میں ہائی سکول کی عمارت کی مرمت

*8201 ۔ **چوھدری محمد حیات گوندل** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع ساھنا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں ہائی سکول موجود ہے ۔ جسے حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت کا بہت سا حصہ اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کیا گیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ عمارت کی حالت بہت خراب ہو چکی ہے اور مرمت طلب ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) درست ہے ۔ موضع ساھنا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں لیاقت ماڈل سکول موجود ہے جسے حکومت نے یکم اکتوبر 1972ء سے اپنی تحویل میں لے لیا تھا ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ عمارت مرمت طلب ہے ۔

چوھدری محمد حیات گوندل ۔ سوال کے جواب جز (ج) میں وزیر موصوف نے کہا ہے کہ عمارت مرمت طلب ہے ۔ کیا اس موجودہ سال میں اس کے لیے رقم مختص کی جائے گی ؟

وزیر تعلیم ۔ ہم نے تمام سکولوں کی مرمت کے لیے رقم مختص کی ہوئی مرکزی حکومت نے ہمیں رقم عطا کی ہے ۔ سیلاب کی وجہ سے یا کسی دیگر وجہ سے جن کالجوں اور سکولوں کی خستہ حالت ہے یا ان کی عمارت گری ہوئی ہے تو اس رقم کو حصہ رسدی تقسیم کریں گے ۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اس سکول کی طرف بھی توجہ دی جائے گی ۔

انجینئرنگ کالج ساہیوال کا اجراء

*8211 ۔ **مسٹر ناصر علی خان بلوچ** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) انجینئرنگ کالج ساہیوال کے اجراء کا فیصلہ کسی [illegible] کو کیا گیا تھا ۔

(ب) مذکورہ کالج کے اجراء کے بعد طلباء کے داخلہ کے اخبارات میں جو اشتہار دیا گیا تھا اس کی رو سے کس تاریخ کو طلباء کا داخلہ کیا جانا تھا اور درحقیقت کس تاریخ کو یہ داخلہ کیا گیا۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ کالج کے طلباء دیر سے داخلہ ملنے کی وجہ سے لاہور انجینئرنگ کالج کے طلباء سے حصول تعلیم میں ایک سمسٹر پیچھے رہ گئے ہیں۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انجینئرنگ کالج ساہیوال کے طلباء کی ایک سمسٹر کی کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی)۔ (الف) انجینئرنگ کالج ٹیکسلا۔ کیمپ ساہیوال کے اجراء کا فیصلہ پنجاب کابینہ نے 8 جنوری 1975ء کو کیا تھا جس کی رو سے سال 1975ء میں داخل کیا جانا تھا۔

(ب) مذکورہ کالج کے اجراء کے بعد اخبارات میں داخلہ کے لیے اشتہار مورخہ 12 فروری 1975ء کو دیا گیا تھا۔ جس میں داخلہ کے خواہش مند طلباء کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنی درخواستیں مجوزہ فارم پر 15 مارچ 1975ء تک جمع کروائیں لیکن ایسے طلباء جو دور افتادہ علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ انہیں داخلہ کے لیے اپنی درخواستیں جمع کرنے کے لیے مزید وقت درکار ہے۔ اس بناء پر داخلہ کے لیے درخواستیں جمع کرنے کی تاریخ میں 31 مارچ 1975ء تک توسیع کر دی گئی۔ مذکورہ کالج میں طلباء کے لیے ہوسٹل زیر تعمیر تھا اس کے علاوہ پانی اور بجلی کا بھی کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں تھا۔ ان سب کی تیاری کے بعد کالج میں باقاعدہ

پڑھائی 5 مئی 1975ء سے شروع کی جا سکی ۔

(ج) جی نہیں ۔ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں سال 1974ء کے داخلہ کی آخری تاریخ 15 جولائی 1975ء تھی ۔ ایسے طلباء جنہوں نے سال 1973ء یا اس سے قبل ایف ۔ ایس ۔ سی یا بی ۔ ایس ۔ سی کے امتحانات پاس کیے تھے وہ ہی درخواستیں دے سکتے تھے باقاعدہ پڑھائی اکتوبر 1974ء میں شروع ہوئی ۔ انجینئرنگ کالج ٹیکسلا ۔ کیمپ ساہیوال میں چونکہ داخلہ کے لیے آخری تاریخ 31 مارچ 1975ء تھی اس لیے ایسے طلباء بھی جنہوں نے ایف ۔ ایس ۔ سی ۔ یا بی ۔ ایس ۔ سی خزاں 1974ء تک کے امتحانات پاس کیے تھے وہ اپنی درخواستیں داخلے کے لیے دے سکتے تھے ۔ علاوہ ازیں انجینئرنگ کالج ساہیوال کے اجراء کا فیصلہ ہی 8 جنوری 1975ء کو ہوا تھا اس لیے یہ صحیح نہیں کہ مذکورہ کالج کے طلباء دیر سے داخلہ ملنے کی وجہ سے انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے طلباء سے حصول تعلیم میں ایک سمسٹر پیچھے رہ گئے تھے ۔ انجینئرنگ کالج ساہیوال میں جو طلباء داخلہ کے مستحق تھے ۔ انہوں نے اپنا ایف ۔ ایس ۔ سی ۔ ان طلباء سے بعد میں مکمل کیا تھا جو انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں 1974ء میں داخل ہوئے تھے ۔

(د) مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ایک سال کی کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ دونوں جگہ داخلہ علیحدہ علیحدہ اہلیت کی بنا پر ہوا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاھلوں ۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ انجینئرنگ کالج عارضی طور پر جہاں ہے اور کیا یہ کالج بعد ازاں ٹیکسلا شفٹ کر دیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔ جہاں یہ کالج عارضی طور پر ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس پرنسپل کی تعریف کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی جانفشانی سے بچوں کو تعلیم دی ہے ۔ اور فرسٹ ایئر پاس کرنے کے بعد ان کا مطالبہ تھا کہ اسے

ٹیکسلا میں شفٹ کر دیا جائے تو میں نے کہا کہ جس روز ہماری عمارت ٹیکسلا میں پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہم اس کو وہاں شفٹ کر دیں گے ۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم آپ کو ٹیکسلا لے کر چلیں گے کیونکہ ٹیکسلا کے نام پر ہم نے اس کا نام رکھا ہوا ہے اور اس کا آخری مقام ٹیکسلا میں ہوگا ۔

گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول نونار ضلع سیالکوٹ میں اساتذہ کی کمی

*8217 ۔ **صوفی نذر محمد** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول نونار ضلع سیالکوٹ میں قومی تحویل میں آنے سے قبل اساتذہ کی تعداد کیا تھی اور اس وقت کیا تعداد ہے ۔

(ب) قومی تحویل میں آنے سے قبل مذکورہ سکول میں طلباء کی تعداد کیا تھی اور اس وقت کیا ہے ۔

(ج) مذکورہ سکول میں اساتذہ کی تعداد مقررہ تعداد سے کس قدر کم ہے کیا حکومت اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) اسلامیہ ہائی سکول نونار ضلع سیالکوٹ میں قومی تحویل میں آنے سے پہلے اساتذہ کی تعداد 9 تھی اور اس وقت 12 ہے ۔

(ب) مذکورہ سکول میں قومی تحویل میں آنے سے پہلے طلباء کی تعداد 482 تھی ۔ جب کہ اس وقت 489 ہے ۔

(ج) سکول میں اساتذہ کی تعداد مقررہ تعداد کے عین مطابق ہے ۔ کوئی کمی نہیں ہے ۔

تحصیل ناروال ضلع سیالکوٹ کے قصبہ ظفروال میں کالج کا اجراء

*8223 ۔ **صوفی نذر محمد** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا تحصیل ناروال ضلع سیالکوٹ کے قصبہ ظفروال میں کالج کے اجراء کا

کوئی منصوبہ محکمہ تعلیم کے زیر غور ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کس سال میں کالج کا اجراء کیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جی نہیں ۔ ایسا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہیں ہے ۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں ۔ کیا جناب وزیر تعلیم صاحب کے علم میں ہے کہ جناب ملک معراج خالد صاحب نے بطور وزیر اعلیٰ صوبہ پنجاب ظفروال میں ایک ضمنی انتخاب کے جلسہ عام میں یہ اعلان کیا تھا کہ یہاں ایک کالج کھولیں گے ؟

وزیر تعلیم ۔ جی نہیں ۔ وہ میرے علم میں تو نہیں ہے شاید انہوں نے کہا ہوگا ۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں ۔ اگر جناب وزیر تعلیم کو اس کا یقین کرا دیا جائے تو کیا وزیر موصوف اس بات پر دوبارہ غور کریں گے ؟

وزیر تعلیم ۔ غور کرنے کے لیے تو میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

گورنمنٹ انٹر کالج وھاڑی میں لیکچرارز کی خالی آسامیاں

***8264 ۔ میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انٹر کالج وھاڑی میں کافی عرصہ سے پرنسپل کی اور فزکس ۔ کیمسٹری ۔ ریاضی ۔ اردو ۔ ہسٹری ہوم اکنامکس مضامین پڑھانے والے لیکچرارز کی آسامیاں خالی ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی اگر ایسا ہے تو یہ آسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) لیکچرارز کی آسامیاں پر کرنے کے لیے ناظم تعلیمات پنجاب ۔ لاہور نے امیدواروں کو تقرری کی پیش کش ارسال کر دی ہے ۔ پرنسپل

کی آسامی پر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اس کو بھی جلد پر کر دیا جائے گا ۔

میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ آسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی ۔ کیا اس کے بارے میں کوئی مدت بتا سکتے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب سپیکر ۔ میرے پاس ایک نوٹ آیا ہے میں تو ابھی تک فاضل رکن کے علاقے میں نہیں گیا گو میں چند دنوں میں انشاءاللہ فاضل رکن کی خدمت میں حاضر ہوں گا ۔ لیکن جو نوٹ میرے پاس آیا ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ گورنمنٹ گرلز انٹر کالج وہاڑی میں پرنسپل کی تقرری اس وجہ سے نہیں کی جا سکتی کہ شعبہ خواتین سے کوئی بھی اسسٹنٹ پروفیسر بطور پرنسپل وہاڑی جانے کے لیے تیار نہیں ہے حال ہی میں تقریباً 64 لیکچراروں کو اسسٹنٹ پروفیسرز کے عہدے پر ترقی دی گئی ہے اور ان خواتین میں سے کسی مناسب اسسٹنٹ پروفیسر کو بطور پرنسپل وہاڑی مقرر کر دیا جائے گا ۔

سرگودھا شہر میں ٹیکنیکل کالج کا قیام

*8370 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا وزیر موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ وزیر اعظم پاکستان نے سرگودھا میں اپنی عوامی رابطہ مہم کے دوران ٹیکنیکل کالج قائم کرنے کا اعلان کیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج کب تک سرگودھا میں قائم کر دیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) وزیر اعظم کے عوامی رابطہ کے دوران وزیر اعلیٰ پنجاب نے اعلان فرمایا تھا کہ سرگودھا میں پولی ٹیکنیک کا درجہ بڑھا کر ٹیکنیکل کالج کر دیا جائے گا ۔

(ب) سرگودھا پولی ٹیکنیک کالج کو ٹیکنیکل کالج کرنے کی ترقیاتی سکیم منظور ہو چکی ہے ۔ 77 - 1976ء کے مالی سال کے ترقیاتی

منصوبوں میں اس منصوبے کو شامل کر دیا گیا ہے ۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک نمبر 104 تحصیل سرگودھا کو گرانٹ کی منظوری

*8383 ۔ **چوھدری ممتاز احمد کاھلوں** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک نمبر 104 ۔ شمالی تحصیل سرگودھا کو کب ہائی سکول کا درجہ دیا گیا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول کا جب درجہ بڑھایا گیا تو اسے کوئی امداد (گرانٹ کے طور پر) نہیں دی گئی ۔ جب کہ دیگر سکولوں کو درجہ بڑھانے کے وقت امداد دی جاتی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر موصوف نے مارچ 1976ء میں مذکورہ سکول کے معائنہ کے وقت کلاس کے کمروں سائنس روم ۔ دفتر اور اسٹاف روم کے لیے مزید عمارت کی تعمیر کو ضروری قرار دیا تھا ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول کے اردگرد پردہ کی دیوار بھی نہیں ہے اور وہاں سٹاف بھی ضرورت سے کم تعینات کیا گیا ہے ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر موصوف نے اس سلسلے میں ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر ایجوکیشن سرگودھا اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن سرگودھا کو مذکورہ سکول کی ضروریات کے بارے میں رپورٹ تیار کرکے ارسال کرنے کا حکم دیا تھا ۔

(و) اگر جزوھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا جزو (ہ) میں درج افسران نے وزیر موصوف کے حکم کی تعمیل کرکے انہیں رپورٹ ارسال کر دی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جناب والا ۔ متعلقہ معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں ۔ موصول ہونے پر ایوان میں پیش کر دی جائیں گی ۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں ۔ ٹھیک ہے جی ۔

Mr. Speaker : This question will be repeated. The question hour is over.

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

ایم ۔ اے پولیٹیکل سائنس گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ملتان کے طلباء کے نتیجہ کے اعلان میں تاخیر

137 ۔ **میاں خان چھ** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ملتان کے طلباء نے ایم ۔ اے پولیٹیکل سائنس کا داخلہ 1972ء میں لیا تھا اور ان کا امتحان جو 1974ء میں ہونا چاہیئے تھا جولائی 1975ء میں ہوا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ طلباء کے امتحان کے نتیجہ کا اعلان تا حال نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک امتحان کے نتائج کا اعلان نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت مذکورہ طلباء کے 2 سال ضائع کرنے کے بعد ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ملتان دیگر کالجوں اور ایم ۔ اے/ایم ۔ ایس ۔ سی کے پرائیویٹ طلبا کا سالانہ امتحان برائے سال 1974ء 8 ۔ اگست 1975ء کو شروع ہو کر 29 ستمبر 1975ء کو ختم ہوا ۔

(ب) نتائج کا اعلان 19 اپریل 1976ء کر دیا گیا ۔ اور ساتھ ہی تمام کالجوں مشمولہ بوسن روڈ گورنمنٹ کالج و دیگر پرائیویٹ طلباء کو نتائج کی اطلاع بھیج دی گئی ۔

(ج) یونیورسٹی ملازمین کی ہڑتال ماہ نومبر کی وجہ سے امتحانی پروگرام مزید اپ سٹ (up-set) ہو گیا ۔ ویسے بھی پچھلے چند سالوں سے امتحانات کے شیڈول متوازن نہیں رہے جنہیں بتدریج وقت پر لایا جا رہا ہے ۔ اس میں شعبہ امتحانات کی کوئی بے قاعدگی نہیں پائی جاتی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر نوازش علی خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نوازش علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیماری 13 اپریل تا 20 اپریل 1976ء
اسمبلی اجلاس میں شریک نہ ہو سکا ۔ مہربانی فرما
کر مجھے ان ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ سیدہ عابدہ حسین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست محترمہ سیدہ عابدہ حسین ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

If you could very kindly grant me leave of absence for the sitting of the 20th I would be grateful.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل ٹیلیگرام مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Requested leave committee Parliment-ary Affairs 3rd and 11th May, 1976.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I shall be grateful if leave of absence is granted to me from Ist June to 8th June 1976. Thanking you.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر غلام احمد خان وردگ

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست مسٹر غلام احمد خان وردگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ مجھے دل کا دورہ پڑا ہے اور میں میوہسپتال لاہور میں داخل ہوں ۔ لہذا مہربانی کر کے 15 یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

Mr. Speaker :- Now we take up privilege motions. Mr. Anwar Ali Butt.

صوفی نذر محمد کے غیر نشان زدہ سوال نمبر 132 کا غلط جواب ایوان کو فراہم کیا جانا

مسٹر محمد انور علی بٹ ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص اہمیت کے حامل واضح مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوفی نذر محمد کے غیر نشان زدہ سوال نمبر 132 کے جواب میں جو مورخہ 24 مارچ 1976ء کے لئے غیر نشان زدہ سوالات کی فہرست میں شائع ہوا ہے مجھے منظور شدہ ٹھیکیدار ظاہر کیا گیا ہے اور میرے نام سپلائی آرڈر جاری کرنے کا الزام بھی لگایا گیا ہے ۔ حالانکہ میں نہ تو حکومت کا منظور شدہ ٹھیکیدار ہوں نہ ہی میں نے کوئی ٹھیکہ لیا ہے اور نہ ہی مجھے سپلائی آرڈر جاری ہوا ہے میں صرف بھٹہ مالک ہوں اور میرے بھٹہ سے محکمہ نے براہ راست اینٹیں خرید کی تھیں جواب کے غلط موصول ہونے سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ کارروائی کی جائے ۔

جناب والا ۔ اس سلسلہ میں میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اینٹوں کی ان دنوں کافی قلت تھی اور ڈی ۔ سی سیالکوٹ نے دو دفعہ

ٹینڈر طلب کئے اور ریٹس بہت ہائی آئے ۔ اس کے بعد ڈی ۔ سی سیالکوٹ نے دفعہ 144 لگائی ... .

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے ٹینڈر نہیں دیئے تھے ۔

مسٹر محمد انور علی بٹ ۔ نہیں جناب ۔ میں نے ٹینڈر نہیں دیئے تھے اور نہ ہی میرے نام پر کوئی ورک آرڈر جاری ہوا اور نہ ہی میرے نام کوئی سپلائی آرڈر جاری ہوا ۔ اس سلسلہ میں ان کا اوورسیئر میرے پاس آیا اور اس نے اینٹیں خرید کیں جس طرح سے گندم خریدی جاتی ہے اور زمیندار گورنمنٹ کو گندم سپلائی کرتے ہیں کیونکہ میں ایک بھٹہ کا مالک ہوں اور دکاندار ہوں اس طرح سے انہوں نے مجھ سے اینٹیں خریدیں ۔

مسٹر سپیکر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب آپ اس سلسلے میں کچھ کہہ رہے تھے ۔

وزیر خزانہ ۔ (ڈاکٹر عبد لخالق) ۔ جناب والا ۔ میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس تحریک استحقاق کو پریولجز کمیٹی میں بھیج دیا جائے تاکہ اس پر غور ہو جائے اور جو فاضل رکن اپنا پوائنٹ آف ویو پیش کرنا چاہتے ہیں وہ بھی سن لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اور تو کوئی دوسری تجویز ہے ہی نہیں ۔

It is sent to the Committee on privileges, the report to come within a month.

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب آپ کو تو میری چٹھی مل گئی ہوگی ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ جی ۔ جناب ۔ مل گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نوابزادہ عطا محمد خان لغاری ۔ (فاضل رکن ایوان میں موجود نہیں تھے ۔)

It goes by default.

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر صاحب آپ نے جو تحریک استحقاق دی ہے یہ کس طرح تحریک استحقاق بنتی ہے ۔ ؟

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ اگر مجھے اجازت ہو تو میں پہلے اس کو پڑھ دوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں پڑھنے والی بات تو بعد میں آئے گی آپ کو پتہ ہے کہ یہ موشن کیا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ جب تک اس ایوان کے فاضل ممبران کے علم میں یہ بات نہ ہو کہ یہ تحریک کیا ہے اس وقت تک وہ اپنی رائے نہیں دے سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں اس کا فیصلہ تو میں نے کرنا ہے ممبران بیچاروں نے تو نہیں کرنا اگر میں کوئی فیصلہ کر لونگا تو

They will be taken into confidence.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ ممبران بیچارے تو نہیں ہیں بڑے بااختیار ہیں آپ ان کو بیچارے کیسے کہہ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ وہ اس سلسلہ میں بیچارے ہی ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ تو جناب والا ۔ میں اس سلسلہ میں یہ گزارش کرونگا کہ میں جس حلقہ سے انتخاب کے ذریعے سے منتخب ہوا ہوں اس وقت اس حلقے کے جو مسائل ہیں اور جو تکالیف ہیں اگر میں اس سلسلہ میں ان سے بات نہیں کر سکتا اور ان کے مسائل سمجھ نہیں سکتا تو اس ایوان میں ان کے مسائل کو اور ان کی تکالیف کو کیسے بیان کر سکتا ہوں ۔ میرا نکتہ نظر یہ ہے کہ بطور ایک ممبر کے میرا استحقاق ہے کہ میں ان سے رابطہ قائم رکھ سکوں کیونکہ میں اس معزز ایوان میں بطور ممبر ان لوگوں کی وجہ سے آیا ہوں ۔ چونکہ دفعہ 144 کا نفاذ مسلسل ہے اور میں اپنے حلقے کے عوام سے اجتماعی طور پر رابطہ قائم نہیں کر سکتا ۔ ان کے مسائل نہیں جان سکتا اور ان کی تکالیف نہیں سمجھ سکتا تو اس معزز ایوان میں میں کیسے ان کی نمائندگی کر سکتا ہوں ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری تحریک استحقاق بنتی ہے کیونکہ میں 31 مئی کو ہاٹا پور فیکٹری کے سامنے لوگوں سے اور اپنے حلقہ کے عوام سے ملنا چاہتا تھا اس لئے کہ جلسہ اجلاس آ رہا تھا اور میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ اس علاقے میں جو کہ میرے حلقہ نیابت میں آتا ہے کون کون سی سکیموں کی ضرورت ہے اور ان کی کون کون سی تکالیف ہیں ۔ 1965ء کے بعد سے ہندوستان نے اس علاقے کے لوگون

کا نہر کا پانی بند کیا ہوا ہے اور اس کا کوئی متبادل انتظام نہیں ہوا ۔ ان مسائل کو جاننے کے لیے میں لوگوں سے اجتماعی طور پر ملنا چاہتا تھا لیکن دفعہ 144 کے نفاذ کی وجہ سے میں ان کے مسائل اور ان کی تکالیف بغیر سمجھے کیسے بیان کر سکتا ہوں ۔ اور کیسے ان کی نمائندگی کر سکتا ہوں ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ آپ مختلف جگہوں پر جا کر تقاریر کریں ۔ جناب والا ۔ یہاں "آپ" سے میری مراد پارٹی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ میرے سمیت ہی ہے تو اس میں کیا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ اس لیے کہ آپ بعض اوقات ناراض ہو جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ میں ناراض نہیں ہوتا ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ پھر آپ کہیں گے کہ رؤف طاہر ایوان میں داخل نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر کوئی ایسی بات کہے گا تو میں کہوں گا ۔ اگر ایسی بات نہیں کہے گا تو میں نہیں کہوں گا ۔ اس میں کیا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ اس لیے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ میرا استحقاق ہی نہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہر فاضل رکن کا استحقاق ہے ۔ اور اس کی روشنی میں جب کہ اخبارات کے ذریعے معلوم ہو رہا ہے کہ انتخابات کی آمد آمد ہے تو برسر اقتدار پارٹی کے لوگوں کو اور ممبران کو بھی اور اپوزیشن کے ممبران کو بھی یکساں حق ہونا چاہیے کہ وہ اپنے عوام کے سامنے جاسکیں اور ان کی تکالیف معلوم کر سکیں اور ان کے مسائل جان سکیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حق سے کسی کو محروم نہیں ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے یہ بتائیے کہ یہ صرف اسمبلی کے ممبران کو حق حاصل ہے ؟ اگر آپ اس کو academically لیتے ہیں کہ پاکستان کے ہر شہری کو حق حاصل ہے کہ وہ جائے اور ایسا کرے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کرتا کہ ہوں اس کے دو پہلو ہیں ۔ ایک پہلو یہ ہے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ جانتے ہیں ۔ آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ ایک عام آدمی اس طریقے سے لوگوں سے نہیں مل سکتا جس طریقے سے ایک ممبر مل سکتا ہے ۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہم اس معزز ایوان کے

رکن ہیں اور یہاں پر کم از کم اتنی آزادی ہے کہ عوام کے مسائل اور ان کی تکالیف کے بارے میں بات کی جا سکے ۔ لیکن اگر مجھے اس حق سے محروم کر دیا جائے کہ میں اپنے حلقہ کے عوام سے رابطہ نہ رکھ سکوں اور ان کے مسائل اور ان کی دیگر تکالیف نہ جان سکوں تو میں کیسے اس معزز ایوان میں ان کی نمائندگی کر سکتا ہوں ۔ عام آدمی تو اس معزز ایوان کا رکن نہیں ہے لیکن آپ جانتے ہیں ۔ آپ ایک شہری بھی ہیں آپ اس معزز ایوان کے معزز سپیکر بھی ہیں ۔ آپ اس معزز ایوان کے معزز رکن بھی ہیں اس لئے آپ پر یہ دھرا فرض عائد ہوتا ہے کہ آپ عوام کی نمائندگی زیادہ سے زیادہ کریں کیونکہ عام آدمی نے آپ کو ووٹ دیا ہے ۔ اس لئے عام شہری کے حق میں اور ممبران کے حق میں فرق ہے اگر ان میں یہ بات نہ ہوتی تو پھر جو پریولیج ممبران کو حاصل ہیں وہ عام شہری کو کیوں نہیں دیئے ہوئے اس لئے عام شہری اور منتخب رکن میں یہ بنیادی فرق ہے ۔ منتخب رکن پر یہ لازم ہے کہ وہ عوام کے مسائل اور ان کی تکالیف کے بارے میں اس معزز ایوان میں ان کی نمائندگی کر سکیں ۔ کیونکہ جناب سپیکر ۔ ایک عام آدمی اس معزز ایوان میں داخل نہیں ہو سکتا ۔ اس کے گمان میں بھی نہیں آ سکتا اور وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس کو یہاں داخل ہونے دیا جائے گا ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ دفعہ 144 کے نفاذ کی وجہ سے اس حلقے کے وہ تمام مسائل معلوم نہیں ہو سکیں گے ۔ اور دفعہ 144 کی وجہ سے ملک کے دوسرے حصوں کے عوام کے مسائل معلوم کئے بغیر کس طریقے سے ایوان میں نمائندگی کی جا سکتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بطور ایک ممبر کے ہر فاضل رکن کا حق ہے کہ وہ عوام کے پاس جا سکے ۔ ان کے مسائل سمجھ سکے اور ان مسائل کو اس معزز ایوان کے سامنے پیش کر سکے ۔

Mr. Speaker : I am sorry I cannot agree to this. I have never hesitated in admitting the adjournment motions about the imposition of section 144. But it does not deal with the privileges of the members itself. Therefore, I cannot entertain.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر جو رولز میں ہے ۔ وہ بھی فرما دیں مثلاً ابھی اخبارات میں آیا ہے کہ ڈپٹی کمشنر کھلی کچہری لگائیں گے ۔ اگر نوکر شاہی کے کل پرزے کو یہ اجازت ہو سکتی ہے کہ وہ کھلی کچہری لگا سکتے ہیں تو پھر آپ اس ایوان کے ذریعے سفارش کریں کہ اس ملک میں ہر

ممبر اسمبلی کھلی کچہری لگانے کا مجاز ہے ۔ یہ کس طریقے سے ہے کہ ایک ڈی ۔ سی جو کہ نوکر شاہی کا کل پرزہ ہے اس کو تو اجازت ہے کہ وہ جا کر کھلی کچہری لگائے لیکن اس ایوان کے ایک معزز رکن کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ جا کر کھلی کچہری لگائے ۔ ایک معزز رکن کا یہ پریولیج نہیں بنتا کہ وہ عوام کے پاس جائے لیکن ایک ڈی ۔ سی کا یہ پریولیج بنتا ہے کہ وہ عوام کے پاس جا سکے ۔ جناب ۔ آپ مجھے سمجھائیں کہ یہ کس طریقے سے ہے ۔ آپ سمجھتے ہوئے بھی نہیں سمجھتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ میں بالکل سمجھتا ہوں ۔

I am very clear.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ ڈی ۔ سی کو کیسے یہ پریولیج ہو سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جب غاریک التوائے کار آئی تھیں تو گورنمنٹ نے ان کی مخالفت کی تھی But I entertained that وہ علیحدہ بات ہے ۔ the required number of members did not support. مگر یہ کسی ممبر کی پریولیج But it could not be discussed because نہیں بنتی ''کہ دفعہ 144 لگی ہوئی ہے ۔''

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ پریولیج اس طرح بنتی ہے کہ حکومت ارکان اسمبلی کے درمیان امتیاز کر رہی ہے ۔ خود وزراء کو یہ اختیار ہے کہ وہ جس جگہ چاہتے ہیں دفعہ 144 کے باوجود جلسے کرتے ہیں ۔ کارکنوں سے خطاب کرتے ہیں ۔ اپنے جلوس نکلواتے ہیں ۔ اس کے ساتھ سرکاری پارٹی کے جو اراکین ہیں ان کو بھی یہ استحقاق حاصل ہے کہ وہ جس جگہ چاہیں ، جس گلی میں چاہیں اور جس محلے میں چاہیں دفعہ 144 کی دھجیاں اڑاتے ہوئے جلسے منعقد کریں ۔ لیکن حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی کو اجازت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہم نے پرسوں اخبار میں پڑھا ہے ملک محمد اختر صاحب جو ہمارے مرکزی وزیر قانون و پارلیمانی امور بھی ہیں وہ ایک جگہ گئے ۔ جب انہیں پتہ چلا کہ دفعہ 144 کے ہوتے ہوئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نہیں لی گئی تو انہوں نے وہاں تقریر نہیں کی ۔ میں تو اس سے یہ presume کرتا ہوں کہ فاضل اراکین اسمبلی یا فاضل وزیر اگر جلسوں سے خطاب کرتے ہیں یا کوئی ایسی بات کرتے ہیں ۔

They have the proper permission.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہاں وزراء کرام تشریف فرما ہیں ۔ آپ ان سے خود پوچھ لیجئے کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ وہ مختلف اضلاع میں جہاں دفعہ 144 نافذ ہے وہاں پانچ سے زیادہ افراد کے اجتماع سے وہ خطاب کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب بجٹ میں آپ کی باری آئے گی تو آپ کافی باتیں کریں گے اور وہ موقع پانچ سات دن کے بعد آ جائے گا ۔ آپ ان سے پوچھیں گے اور وہ آپ کو جواب دیں گے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اراکین اسمبلی کے استحقاق کا تحفظ کریں اور اس امتیاز کا خاتمہ کرائیں کہ اراکین اسمبلی جو حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں وہ دفعہ 144 کے نفاذ کی وجہ سے اپنے ووٹروں کے ساتھ رابطہ قائم نہیں کر سکتے جب کہ دوسری طرف حکومتی پارٹی کو یہ اجازت ہے کہ وہ دفعہ 144 کی دھجیاں بکھیر کر اپنے ووٹروں سے رابطہ قائم کریں ۔ اس لئے جناب والا ۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ الیکشن سے پہلے صرف حکمران پارٹی کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اپنا نقطہ نظر لوگوں تک پہنچائے اور حزب اختلاف کے نقطہ نظر کو عوام تک پہنچنے کے لئے مختلف ذرائع سے روک دیا جائے ۔ یہ ایسی صورت حال ہے کہ جس کے نتیجہ میں اس ملک اور اس صوبہ میں ایک پارٹی سسٹم کا رواج اب ایک حقیقت بن گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر اب کافی بحث ہو گئی ہے اور مسٹر رؤف طاہر نے اپنا نقطہ نظر تفصیل سے یہاں بیان کر دیا ہے ۔

He put his case very well.

مسٹر لئو حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ تھوڑی سی گزارش ہے کہ آپنے اپنا رولنگ دے دیا ہے لیکن میں یہ نہایت دردمندانہ طریقے سے آپ سے استدعا کرونگا کہ ماضی میں آپ نے بہترین رولنگز دی ہیں .....

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو اس طرح کرتے ہیں جس طرح کوئی مجسٹریٹ فیصلہ کر لیتا ہے ۔ اس کے بعد ملزم تو نہیں لیکن وارث استدعا کرتا ہے کہ اس کی التجا سن لی جائے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ ذرا سی وضاحت تھی ۔ بات یہ ہے کہ آپ نے ہمیشہ ضابطہ قانون کو مدنظر رکھا ہے ۔ ہر سیاسی مصلحت سے بالاتر ہو کر قانون کا احترام لازمی ہے ۔ اگر آپ کی رولنگ میں کوئی قانونی پہلو ہے اور اس میں آپ نے کوئی اخلاقی گراؤنڈ بنائی ہے ۔ کوئی اس میں constitutional sense رکھی ہے تو ہم اس کو مانتے ہیں ورنہ جب آپ نے یہ سوال پیدا کیا کہ عام شہری پر بھی دفعہ 144 کا نفاذ ہوتا ہے ۔ آپ پر بھی ہوتا ہے تو جناب رؤف طاہر صاحب نے جس طریقے سے ایک عام شہری اور ایک معزز رکن اسمبلی کے متعلق ارشاد فرمایا ہے وہ بالکل بجا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چلیے مجھے اتنی خوشی تو ہوئی کہ کم از کم مجھے قائل نہیں کر سکے ۔ آپ کو تو قائل کر لیا ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ سے صرف یہی گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ رولنگ دینے میں کوئی legal sense develop کر کے دکھائیں کہ کس طریقے سے یہ پریولیج موشن نہیں بنتی

مسٹر سپیکر ۔ میں مشورے کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں ویسے نہایت عجز سے یہ عرض کرتا ہوں کہ عوام نے ہم پر ذمہ داری عائد کی ہے کہ ہم یہاں پر اپنا حق نمائندگی ادا کریں لیکن عوام یہاں پر اپنی نمائندگی کے بارے میں نہیں آ سکتے ۔

Mr. Speaker : Now we go on to the next item. Adjournment motion.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ اس رولنگ پر غور کریں اور دوبارہ رولنگ دیں ۔

تحاریک التوائے کار

پاکستان مسلم لیگ کے صدر دفتر واقع ڈیوس روڈ لاہور میں ڈاکہ زنی سے مسلم لیگ کا قیمتی ریکارڈ جو کہ تحریک پاکستان کی اہم دستاویزات پر مبنی تھا غائب ہو جانا اور اس کی برآمدگی کے سلسلے میں حکومت پنجاب کی ناکامی

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی

اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ اپریل 1976ء کے آخری ہفتہ میں پاکستان مسلم لیگ کے صدر دفتر واقع ڈیوس روڈ لاہور میں ڈاکہ پڑا چوکیدار کو زخمی کرکے نامعلوم افراد نے مسلم لیگ کا قیمتی ریکارڈ جو کہ تحریک پاکستان کی اہم ترین دستاویزات پر مبنی تھا لے گئے اس ڈاکہ زنی کی رپورٹ پولیس میں کرائی گئی لیکن تا حال پولیس انتظامیہ نے کوئی تدارک نہ کیا ہے نہ ہی ریکارڈ برآمد کیا اور نہ ہی اب تک کسی ملزم کی گرفتاری کی ہے جس سے پورے صوبے پنجاب کے عوام میں سراسیمگی پیدا ہو گئی ہے حکومت پنجاب اہل پنجاب کو تحفظ دینے میں ناکام ہو چکی ہے۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ واقعہ 15-4-1976 کو رونما ہوا تھا جس کے سلسلے میں سول لائن پولیس کارروائی کر رہی ہے ۔ اور اس وقت اسمبلی کی کارروائی بھی جاری تھی کیونکہ 20 اپریل 1976ء کو اجلاس جاری تھا اس لیے یہ تحریک التوائے کار recent occurence کی نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : Was the House not in session ?
Minister for Law and Parliamentary Affairs : No sir.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ واقعہ ہوا ہے اور میں نے پولیس کی کارکردگی سے متعلق یہ تحریک دی ہے کہ اس سلسلہ میں ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے اور نہ ابھی تک کوئی ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اس میں پولیس کو حکومت کی تائید حاصل ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ اپریل میں ہوا ہے ۔ اور آپ کی تحریک التوائے کار اب آئی ہے ۔

I agree with the objection of the Law Minister that the incident took place on the 15th of April.

چوھدری امان اللہ لک ۔ یہ تو حکومت پنجاب کی کارکردگی کی بات ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں حکومت کی کارکردگی کی کیا بات ہے میرے خیال میں آپ اس کے بعد پھر اور تحریک لے آئیں گے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ وہاں پولیس

خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے ۔

Mr. Speaker : I agree with the objection raised by Law Minister.

چوھدری امان اللہ نک ۔ جناب میرا مقصد یہ ہے کہ یہ تمام واقعہ حکومت کی ایما پر ہوا اور پولیس کو وہاں کام کرنے سے روک دیا گیا اور ملزمان پکڑنے سے پولیس کو روک دیا گیا ۔

Mr. Speaker : This is accordingly ruled out.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ ایک لفظ بیچارہ ممبران کے لیے استعمال کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں بیچارہ کی بجائے فاضل ممبران کر دیتا ہوں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I think the House was not in session when this incident took place.

Chaudhri Talib Hussain : The House was not in session.

مسٹر سپیکر ۔ تاریخ بتا دیں کہ کس دن شروع ہوا ۔

وزیر قانون ۔ 15 اپریل 1976ء کو مقدمہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 380/214 کے تحت درج ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سیشن کب تک چلا تھا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ یہ سیشن 76-4-20 تک چلا تھا ۔

Mr. Speaker : He should have been at least posted with these basic facts. It is surprising that the member is giving an adjournment motion but he is not posted with these two basic facts as to when the theft took place and when the report was lodged.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I think we should postpone it for tomorrow.

Minister for Law : Why ? I have said that the case was registered on 15th April in the Civil Lines Police station. I am giving you the date.

مسٹر سپیکر ۔ یہ کہنا کہ 20/15 تاریخ کو چوری ہوئی یہ درست نہیں ہے ۔

If that is the basis of your adjournment motion than I am not admitting it.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میری contention یہ تھی کہ چوری ہوئی ہے ۔

Mr. Speaker : Give me the exact date.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب یہ کوئی 20-21 تاریخ کی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح نہیں ہوتا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب اپریل کے آخری ہفتہ میں یہ واقعہ ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو بڑی vague بات ہے ۔

وزیر قانون ۔ 15 اپریل کو پرچہ درج ہوا تھا ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ کس تاریخ کو درج ہوا ۔

وزیر قانون ۔ میں نے ابھی بتایا کہ 15 ۔ اپریل کو پرچہ درج ہوا تھا اور اس کا مقدمہ نمبر 214 ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : The House was not in session.

Mr. Speaker : I will keep it pending for tomorrow for the the verification of dates.

Minister for Law : I am giving the dates.

Mr. Speaker : They are saying that these dates are not correct.

Minister for Law : Then which are the correct dates ?

Mr. Speaker : I have a very vivid recollection.

مئی 1976ء میں بی اے ، بی ۔ ایس ۔ سی کے ہونے والے امتحانی مراکز میں دھاندلی ، بدعنوانی اور غنڈہ گردی کرنے والے نگران عملہ کے خلاف ایکشن لینے میں حکومت پنجاب کی ناکامی

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ مئی 1976 میں بی ۔ اے بی ۔ ایس ۔ سی کے ہونے والے امتحانی مراکز میں دھاندلیوں ۔

بدعنوانیوں اور غنڈہ گردی ہوئی جس سے امتحانات کا انعقاد نامکمل ہوگیا اور بی اے بی۔ایس۔سی کے امتحانات محکمہ تعلیم پنجاب کو ملتوی کرنے پڑے پنجاب کی تاریخ میں اس نوعیت کی غنڈہ گردی کی کوئی مثال نہیں اور محکمہ تعلیم پنجاب بری طرح ناکام ہوا جس سے طلباء اور طالبات سخت مشکلات سے دو چار ہوئے دھاندلی اور غنڈہ گردی کرانے والے نگران عملہ کے خلاف حکومت پنجاب کوئی ایکشن نہ لے سکی اس واقعہ سے پورے پنجاب کے عوام میں شدید غم و غصہ پیدا ہو گیا ہے کہ حکومت پنجاب محکموں پر کنٹرول کرنے میں ناکام ہو چکی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ یہ تحریک التوا میرے پاس نہیں پہنچی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو دس دن سے آئی ہوئی ہے ۔ یہ 22 تاریخ کو آپ کے دفتر میں موصول ہوئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اسے کل take up کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت اچھا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ علامہ صاحب کے متعلق ایک تحریک التوائے کار ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس تحریک کا نمبر 4 ہے اس میں تاریخ دی گئی ہے ۔ غالباً اس قسم کی پچھلے سیشن میں بھی آئی تھی ۔ کہیں وہی تو دھرا نہیں دی ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب میں صبح بتا دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کہیں لکھ کر رکھی ہیں ہوئی ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کافی لکھ کر رکھی ہوئی ہیں ۔ ایک واقعہ ہے گو اس سے اس کی کوئی نسبت نہیں ہے ۔ ہمارے ساتھ ایک لڑکا تھا اس نے اپنی پہلی درخواست پر لکھا کہ میری ماں مر گئی ہے ۔ دوسری درخواست بھیجی کہ میرے دادا کی وفات ہو گئی ہے اسی طرح اس نے پانچ درخواستیں بھیجیں ۔ اور پانچ دن کے بعد اس نے چھٹی درخواست میں لکھا کہ میری بہن کی شادی ہے ۔ اس پر ہیڈماسٹر نے اس کو بہت پیٹا کہ آج سے کچھ دن پہلے تو تمہاری پانچ موتیں ہو گئی تھیں اور اب دس دن کے بعد تمہاری بہن کی شادی ہو رہی ہے ۔ کہیں ایسی

تحاریک تو لکھ کر نہیں رکھی ہوئیں ہیں ؟

وزیر قانون ۔ اب وہ اس میں کیا ترمیم کرنی چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ترمیم نہیں کرنی چاہتے ، وہ کہتے ہیں کہ وہ اس واقعہ کی تاریخ بتائیں گے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ آپ ان کو بھی بنچ پر ہی کھڑا کر دیں ۔ (قہقہہ)

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب ۔ کھڑے تو وزیر صاحبان ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ویسے تو غالباً ایوان میں سب سے زیادہ وہی کھڑے ہوتے ہیں لیکن استحقاق کے طور پر ہوتے ہیں ، سزا کے طور پر نہیں ہوتے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں گزارش کروں گا کہ پچھلے اجلاس میں جو تحریک التواء کار آئی تھی وہ 17 اپریل کو واقعہ کے متعلق تھی تحریک التواء کار نمبر 179 ۔ ایک اور تحریک بھی اسی نوعیت کی آئی تھی ؟ کیا اس بارے میں وہ تاریخ دینی چاہتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ کل جب آئیں گے تو اس کے متعلق فیصلہ ہو جائے گا ۔ میں نے بھی نوٹ لکھا ہوا ہے مگر میں نوٹ کی بات یہاں نہیں کر سکتا ۔

وزیر قانون ۔ جناب ۔ تحریک التواء کار نمبر 3 کے متعلق کیا فیصلہ ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو رول آؤٹ ہو گئی ہے ۔ یہ چوہدری امان اللہ لک کی تحریک التواء کار نمبر 5 ہے ۔ کیا اس کا آپ کو نوٹس ہے ، کیا یہ آپ کے محکمہ سے متعلق ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ پہلی تحریک کا آپ کو نوٹس نہیں ہوا ۔ میں یہ تحریک پڑھتا ہوں ۔

صوبہ پنجاب میں واقع ہائی سکولوں کے طلباء کے لیے نصاب کی کتب مہیا کرنے میں محکمہ تعلیم پنجاب کی ناکامی

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت

طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں واقع ہائی سکولوں کے نئے نصاب کی کتب تا حال نہیں چھپ سکیں اور طلباء بغیر کتابوں کے زیر تعلیم ہیں اور محکمہ تعلیم پنجاب نصاب کے چھپوانے اور طلباء کو نصابی کتب مہیا کرنے میں ناکام ہو چکا ہے ۔ محکمہ تعلیم کے پنجاب کی اس ناکامی کی وجہ سے پورے پنجاب کے عوام میں شدید غم و غصہ پیدا ہو چکا ہے یہ واقعہ میرے ذاتی علم میں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کتابوں کے چھپوانے کا مسئلہ آپ سے متعلق ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔ ٹیکسٹ بک بورڈ میرے ہی پاس ہے ۔ جناب والا ۔ یہ بات تو درست نہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں واقع ہائی سکولوں میں نئے نصاب کی کتب تا حال نہیں چھپ سکیں اور طلباء بغیر کتابوں کے زیر تعلیم ہیں ' وغیرہ وغیرہ ، جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے ، یہ درست نہیں ۔ ہائی کلاسز کی نئے نصاب کے مطابق بیشتر مضامین کی کتابیں بازار میں آ چکی ہیں اور اس مسئلہ پر کبھی اضطراب یا غم و غصہ پیدا نہیں ہوا ۔ اس لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اس تحریک پر غور کرنے کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ یہ کتابیں کب سے بازار میں آ چکی ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ تمام مجھے یہ کتابیں لے کر اپنے اپنے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں ، کوئی اضطراب پیدا نہیں ہوا ۔ یہ کہاں سے آیا ہے کہ کتابیں نہیں ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب میں بڑے ادب سے گذارش کروں گا کہ شاید انہیں غلط رپورٹ دی گئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ مجھے کوئی غلط رپورٹ نہیں دی گئی ، میرا اس طرف بڑا دھیان ہے ۔ مجھے پتا ہے کہ کون سی کتاب نہیں آئی اور کون سی کتاب کس وقت آئی ۔ اور اس کے نہ آنے کی کیا وجہ تھی ۔ اگر آپ تفصیلی جائزہ لینا چاہتے ہیں تو میں آپ کو کسی وقت بتا دوں گا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ آپ یہی فرما دیں کہ یہ کتابیں کب سے آئی ہیں تاکہ میرا اضطراب بھی دور ہو سکے ۔ میں گجرات کے سکولوں میں گیا میں نے وہاں ماسٹروں سے پوچھا ، طلباء سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں کتابیں مہیا نہیں ہو رہی ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ کسی کو بھی کچھ نہیں ہوا ۔ سب کتابیں لے کر پڑھ رہے ہیں ۔ سب اپنی اپنی جگہ پر پڑھ رہے ہیں ۔ ہم ایک نیا نصاب تعلیم لائے ہیں اس لیے ہم کتابوں کو بدلتے رہتے ہیں ۔ جیسے میں نے سوالوں میں کہا ہے کہ کئی جماعتوں کے لیے مثلاً چھٹی ، ساتویں اور نویں جماعتوں کے لیے ہم نے نئے نصاب تعلیم کا انتخاب کیا ہے ۔ وہ کتابیں چھپ رہی ہیں اور اس سلسلے میں ہم نے صرف ایک سکولوں کو منتخب کیا ہے جن میں نئی کتابیں رائج کریں گے ۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپ کو تفصیلی رپورٹ پڑھ کر سنا دوں

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ آپ ملک صاحب سے کہیں کہ وہ جواب دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب ۔ یہ تو آپ پر ہے کہ آپ کتنا جواب دینا مناسب سمجھتے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ان کے سوال کا جواب تو میں نے دے دیا ہے کہ نہ کوئی اضطراب ہے ، نہ کوئی کتابوں کی کمی ہے ، ہم نے کتابیں دے دی ہیں ، وہ بچوں نے خرید لی ہیں اور وہ اپنی جماعتوں میں پڑھ رہے ہیں ، اب کوئی غم و غصہ نہیں ۔ اگر وہ کوئی ایک خاص بات لاتے کہ فلاں جماعت کی فلاں مضمون کی فلاں کتاب نہیں فزکس کی نہیں سوکس کی نہیں ، کیمسٹری کی نہیں تو پھر تو بات ہوتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہتے ہیں کہ نئے نصاب کی کتابیں تا حال نہیں چھپیں ۔

وزیر تعلیم ۔ نئے نصاب کا تو ابھی تعین ہی نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ نویں اور دسویں جماعتوں کے لیے نیا نصاب ابھی نہیں آیا ۔

وزیر تعلیم ۔ ہم نے انہیں وہ کتابیں تو دے دی ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ کب سے دے دی ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جو بچے نئی جماعتوں میں گئے ہیں وہ کتابیں لے گئے ہیں ۔

کتابیں بازار میں مل رہی ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ ملک صاحب ۔ میں بڑے وثوق سے عرض کر رہا ہوں کہ میں خود گجرات کے ہائی سکولوں میں گیا وہاں طلباء اور اساتذہ نے یہ شکایت کی کہ ٹیکسٹ بک نہیں ملیں ۔

وزیر تعلیم ۔ کتابیں تو بازار میں موجود ہیں ، وہ خریدنے نہیں گئے ہوں گے ۔ وہ پیسے خرچ کریں اور کتابیں خرید لیں ۔ ہر چیز بازار میں ہے ۔

Mr. Speaker : In view of this categorical statement by the Hon'ble Minister.

کہ کتابیں چھپ گئی ہیں ۔ اور اگر آپ نے کسی سکول میں بچوں کے پاس کتابیں نہیں دیکھیں تو انہوں نے خریدی نہیں ہوں گی ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔ میں خود بازار گیا اور کتابیں ڈھونڈتا رہا ۔ کسی سے پاس کتابیں نہ تھیں ۔ پھر میں نے لاہور میں اگر دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس کتاب کی یہ نوعیت ہے ۔ اس کی یہ پوزیشن ہے ۔ تو یہ کتابیں بازار میں دستیاب نہ تھیں لیکن اس کے باوجود وزیر تعلیم ایک ایسا بیان دے رہے ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں ۔ اب آپ نے ہی وزیر صاحب کے حق میں رولنگ دے دی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ آج پہلی جون ہے ۔ کل 31 مئی تھی 1 تا 31 مئی 1976ء تک کتابیں دستیاب ہو چکی ہیں اور میں کیا عرض کروں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ اچھا جی ۔ ان کا بیان ہی مان لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے 21 مئی کا لکھا ہے ۔ اور انہوں نے 31 مئی کہی ہے ۔

Then in view of the statement that by now all the books have been published and supplied in the required number, it is not pressed.

Chaudhri Amanullah Lak : Not pressed.

مسٹر سپیکر ۔ اب میں تحریک التوائے کار نمبر 6 لیتا ہوں ۔ اسی قسم کی تحریکیں سید قابش الوری اور علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی بھی ہیں ۔ وہ

بھی اسی موضوع کی ہیں ۔ میں یہ تحریک پڑھتا ہوں ۔

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کے سرکاری اشتہارات بند کرنے کے متعلق حکومت پنجاب کا اقدام

منشی سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 19 مئی 1976ء کی خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے روز نامہ نوائے وقت کے سرکاری اشتہارات بند کر دیے ہیں بے شمار وہ معاہدے بھی یکطرفہ طور پر منسوخ کر دیے گئے جن کے تحت مختلف سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے اشتہارات چھپنا تھے ۔ نوائے وقت کے خلاف یہ اقدام اس لیے کیا گیا ہے کہ نوائے وقت کی آواز خوشامد کے ایوانوں کے لیے پسندیدہ نہیں رہی ۔ نوائے وقت پر اشتہارات کی پابندی آزادی صحافت پر خطرناک اور مہلک وار ہے جس سے پورے پنجاب کے عوام میں غم و غصہ پیدا ہو چکا ہے اور عوام میں یہ سراسیمگی پیدا ہو گئی ہے کہ حکومت پنجاب صحافت کے تمام دروازے بند کرنے کا تہیہ کر چکی ہے ۔

اب 30 منٹ ہو گئے ہیں ہم اسے کل لیں گے ۔ اس تحریک کو کون نپٹائیں گے ۔ یہ کن کا مضمون ہے ۔

مسٹر اعتزاز احسن (وزیر اطلاعات) ۔ یہ میرا مضمون ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو ہم اس تحریک کو کل لیں گے ۔

علامہ رحمت ارشد ۔ میری ابھی ایک التوائے کار ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ آپ کی اور سید تابش الوری کی تحریک میں کل لوں گا ۔

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ میں حاجی محمد سیف اللہ خان کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 31 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 31 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ میں راجہ محمد افضل خان صاحب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 22 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ محمد افضل خان صاحب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 22 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ میں دی ویسٹ پاکستان پیور فوڈ آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 23 بابت 1976ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم ، رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان پیور فوڈ آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 23 بابت 1976ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ میں دی پنجاب لوکل گورنمنٹ (ریپیل) بل 1976ء(مسودہ قانون نمبر 18 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب لوکل گورنمنٹ (ریپیل) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 18 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ میں دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (پاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 11 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی

محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ) امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 11 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ میں دی پنجاب لوکل گورنمنٹ (امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 68 بابت 1975ء) پیش کردہ جناب محمد حنیف نارو رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب لوکل گورنمنٹ (امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 68 بابت 1975ء) پیش کردہ جناب محمد حنیف نارو ، رکن صوبائی اسمبلی ، کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ جناب والا ۔ میں دی کیپٹل ٹرس پاس (امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 80 ، بابت 1975ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی کیپٹل ٹرس پاس (امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 80 ، بابت 1975ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود ادر اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب ڈاؤری اینڈ میرج گفٹس (ریسٹرکشن) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1975ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب ڈاؤری اینڈ میرج گفٹس (ریسٹرکشن) بل 1975ء

(مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1975ء) پیش کردہ حاجی للہ سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

رائے مخاوت علی خان ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ہ ؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 27 بابت 1976ء پیش کردہ چوھدری ممتاز احمد کاھلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ھاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 27 بابت 1976ء) پیش کردہ چوھدری ممتاز احمد کاھلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب پروھیبشن آف پبلک میٹنگز (آن پبلک تھارو فیئرز) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 56 ، بابت 1975ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب پروھیبشن آف پبلک میٹنگز (آن پبلک تھاروفیئرز) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 56 ، بابت 1975ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب جوینائل سموکنگ (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1976ء) پیس کردہ نواب احمد بخش تھہیم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب جوینائل سموکنگ (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1976ء) پیش کردہ نواب احمد بخش تھہیم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون سینما گھروں میں تمباکو نوشی کی ممانعت مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء (مسودہ قانون نمبر 29 بابت 1976ء) پیش کردہ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون سینما گھروں میں تمباکو نوشی کی ممانعت مغربی پاکستان مصدرہ 1976ء (مسودہ قانون نمبر 29 بابت 1976ء) پیش کردہ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں صوبائی اسمبلی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 36 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری علی بہادر خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ صوبائی اسمبلی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 36 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری علی بہادر خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں صوبائی اسمبلی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 13 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ صوبائی اسمبلی پنجاب پرولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 13 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 1975ء) پیش کردہ جناب ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ

پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 1975ء) پیش کردہ جناب ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ جناب والا ۔ میں دی کورٹ آف وارڈز (ریپیل) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب محمد حنیف نارو رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی کورٹ آف وارڈز (ریپیل) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب محمد حنیف نارو رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1976ء) پیش کردہ چوھدری علی بہادر خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1976ء) پیش کردہ چوھدری علی بہادر خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 78 بابت 1975ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 78 بابت 1975ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوھدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب کاٹن کنٹرول (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 16 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان کے بارے مجلس قائمہ برائے ایگریکلچر ، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب کاٹن کنٹرول (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 16 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایگریکلچر ، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوھدری محمد حیات گولدل ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب کنزرویشن (ریسٹرکشنز آن سلائر) آف یوزفل اینملز (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 35 بابت 1976ء) پیش کردہ سید قابش الوری کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایگریکلچر ، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب کنزرویشن (ریسٹرکشنز آن سلائر) آف یوزفل اینملز (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 35 بابت 1976ء) پیش کردہ سید قابش الوری رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایگریکلچر ، پلاننگ اینڈ ڈوویلپمنٹ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوھدری منظور احمد ۔ جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 70 بابت 1975ء) پیش کردہ شیخ عزیز احمد رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 70 بابت 1975ء) پیش کردہ شیخ عزیز احمد رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری منظور احمد ۔ جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 54 بابت 1975ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 54 بابت 1975ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری منظور احمد ۔ جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز ٹیکسیشن (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 12 بابت 1976ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز ٹیکسیشن (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 12 بابت 1976ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری منظور احمد ۔ جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 34 بابت 1976ء) پیش کردہ سید تابش الوری رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 34 بابت 1976ء) پیش کردہ سید تابش الوری رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری منظور احمد ۔ جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 14 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ

برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 14 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری علی محمد خادم ۔ جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان شاپس اینڈ ایسٹیبلشمنٹ (پنجاب امنڈ منٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 4 بابت 1976ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں قائمہ برائے محنت کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 4 بابت 1976ء) پیش کردہ ملک محمد اعظم رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری علی محمد خادم ۔ جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 17 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب محمد حنیف نارو رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 17 بابت 1976ء) پیش کردہ جناب محمد حنیف نارو رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم لیجسلیشن شروع کرتے ہیں ۔

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کیے گئے)

دی پولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1976ء

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں دی پولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1976 پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within ten days.

دی پنجاب سوشل سروسز بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976

وزیر لوکل گورنمنٹ ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب سوشل سروسز بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب سوشل سروسز بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within ten days.

دی پنجاب ریکیوزیشننگ آف موٹر وھیکلز (ٹمپریری پاورز) (امنڈمنٹ) بل 1976

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب ریکیوزیشننگ آف موٹر وھیکلز (ٹمپریری پاورز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب ریکیوزیشننگ آف موٹر وھیکلز (ٹمپریری پاورز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within fifteen days.

دی پنجاب سیڈ کارپوریشن بل 1976

Mr. Speaker : Now we are taking up the Punjab Seed Corporation Bill, 1976. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I beg to move—

> That the Punjab Seed Corporation Bill, 1976, be circulated for the purpose of elicting opinion thereon by 30th June, 1976.

Mr. Speaker : Under what rule you have moved it? I don't think there is any provision about 'opinion'. Of course, there is a provision about 'public opinion'.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : There may be a clerical mistake.

Mr. Speaker : Alright

The motion is :

That the Punjab Seed Corporation Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon be 30th June, 1976.

Minister for Law : Opposed.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون بیج کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء کو 15 جولائی تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That the Punjab Seed Corporation Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th July, 1976.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : No. 3 has already been moved. No. 4. Chaudhri Talib Hussain, Mr. Nazar Hussain Mansoor, Mr. Rauf Tahir, Syed Tahir Ahmad Shah. Raja Muhammad Afzal not present.

Chaudhri Talib Hussain : I beg to move :

That the Punjab Seed Corporation Bill, 1976, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June, 1976.

1. Mrs. Syeda Abida Hussain.
2. Nawabzada Muhammad Khan Khakwani
3. Raja Muhammad Afzal Khan.
4. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.
5. Syed Tabish Alwari.
6. Chaudhri Talib Hussain.
7. Mr. Nazar Hussain Mansoor.
8. Mr. Rauf Tahir.
9. Raja Munawar Ahmad.
10. Syed Tahir Ahmad Shah.

Mr. Speaker : The motion is :

> That the Punjab Seed Corporation Bill, 1976, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June, 1976.

1. Mrs. Syeda Abida Hussain.
2. Nawabzada Muhammad Khan Khakwani
3. Raja Muhammad Afzal Khan.
4. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.
5. Syed Tabish Alwari.
6. Chaudhri Talib Hussain.
7. Mr. Nazar Hussain Mansoor.
8. Mr. Rauf Tahir.
9. Raja Munawar Ahmad.
10. Syed Tahir Ahmad Shah.

Minister for Law : Opposed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, for the last two days the condition of my throat is deteriorating but in view of the importance of the Bill I have decided to participate in the debate and I hope the operators of the microphone will make my vice audible to the House by raising the volume. Trial

As you know, Pakistan's economy, howsoever be it industrialised, will basically and always remain agricultural. Punjab is the biggest Province and its agricultural production, probably, is four times more than the production of all the remaining Provinces put together. In the modern days, agriculture is no longer treated in its primitive sense and carried on by those old methods but it has developed, and is being developed, as a regular industry. Since Partition, for several years, the Agriculture Department has existed and in order to add additional branches of extension, the Agricultural Development Corporation and Agricultural Development Banks were created. The Agricultural Development Banks have done useful work but I have my doubts in regard to the performance, functions and usefulness of the Agricultural Development Corporation. The Department through its directives in the

Districts was doing better job both in the procurement of seeds and in its distribution. Eversince the Agricultural Development Corporation came into existence, the top-heavy administration made things more difficult for the agriculturists in the country.

Mr. Speaker : You are discussing the Punjab Seed Corporation Bill?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, It is about the functions which are enumerated in the Bill like development of farms, better quality seeds, supply of seeds, better agriculture and crops. Therefore, the entire sector of agriculture comes under the purview of discussion. Mr. Speaker, with the dismemberment of West Pakistan, I think, the Agricultural Development Corporation was also split into four sectors, My first objection is that this Government is persistently creating autonomous agencies, corporations and institutions which have very heavy over-heads and the burden of taxation falls on the door man who is already being crushed by the high prices of consumer goods. They could have easily deputed two or three technical experts within the Department to perform the functions of developing seeds, their procurement and supply but instead of that they have chosen to introduce a Bill in this House whereby they wish to create a Seed Corporation. You are aware that the Province of Punjab is gifted with all types of climates and with all types of soils where lot of development can take place and we have plenty of sweet water zone. We have also the very best canal system; in fact one of the very best known in the world. Although we have received set backs by Indian action in cutting off our water supplies and over regular flow has been replaced by dams and reservoirs, about the feasibility of which we have our own doubts, and we feel that the irrigation will become very very expensive making agriculture almost uneconomical, yet better planning, better crop production, better seeds, better procurement system, better supply system requires better irrigation, pesticides and use of fertilizers along with it. It needs a long term planning. There should be security in the field of agriculture. As the Government is feeling now that insecurity in commercial and industrial sectors has made the

capital shy, similar is the case in agriculture. Co-operative farming laws have been made.

Mr. Speaker : Makhdum Sahib, the agriculture policy of the Government as such is not under discussion. A particular field which relates to the creation of Seed Corporation and its functions is to be debated in the House. Generally, I could understand that you will take four five minutes to come to a point. But by now it is almost ten minutes that we are at it.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I thought I will take half an hour.

Mr. Speaker : You may take two hours, that I don't mind. But then one has to deal with the subject under discussion.

Makhdamzada Syed Hassan Mahmud : I will be very relevant. May I draw your attention to the functions of the Corporation.

> 15 (1) Subject to the provisions of this Act, the corporation may take such measures, exercise such powers as it considers necessary or expedient, undertake any works, incure any expenditure, purchase, take on lease or acquire land for seed production, procure any plants, machinery or material required for its use, and may enter into any contract ....

(At this stage Haji Muhammad Saifullah Khan occupied the Chair).

Similarly, in subsequent clauses it is provided that the Corporation may acquire the land and farms for purposes of seed production. Therefore, Sir, my debate cannot be restricted and it has to touch all aspects of the agricultural life. Unless I discuss the soil condition, the nature of irrigation system, the fertilizer's supply, the pesticides, I will not be doing justice to the Seed Coeporation.

Mr. Speaker Sir, one of the basic problem in our country, specially in the province of Punjab is the shortage of water. Our link canals which became necessary after an Indian action are not giving us the due supplies with the result that we have to essentially import wheat and our exports of cotton have

reduced. The price of sugar is high. The growth of vegetables is not being attended to. The development of flower seeds which is a vital requirement abroad and specially for the Gulf areas from which we can earn a great deal of foreign exchange are not receiving the proper attention. Therefore, I agree that there is a need for proper multiplication of seeds and the development of the areas. But may I point out that if you do not have water, ther is no use distibuting the seed which may not give desired yield. It may prove successful on experimental forms but it may not prove successful on bigger farms, and bigger areas. Therefore, Government has to examine all aspects and has to develop seeds which require less water and the period of sowing has to be such that when we have surplus water during the months of June, July and August, these crops should be sown and harvested within shorter time. The seeds have to be developed on those basis.

But when I see the composition of the Seed Corporation, I find great contradiction. The Minister for Agriculture is the Chairman. The additional Chief Secretary, Planning and Development Department, the Secretary Agriculture, the Secretary Finance Department, one representative from the farming community and one representative from the seed trade are the members of the Corporation. And yet through another provision of the Bill, the Board has to seek the direction and the permission of the Government. Now, which government they mean. The Minister is there. The additional Chief Secretary is there. The Finance Secretary and the Secretary Agriculture are there. It merely shows that the Minister and the Government suffer from a complex that inspite of being the Chairman of the Board and being assisted by the entire secretariat machinery, the Board still needs the directions of the Government. Sir, these things are beyond our comprehension. Again and again provisions are made that the Government not require the Managing Director to forward copies of all papers laid before the Board meetings and for non compliance action shall be taken to the extent that even an M.D. will be removed. This lack of confidence on the part of the Government on the one side and embarking on such a big scheme which embraces all spheres of agriculture on the other are two contradictory facts.

Mr. Chairman (Haji Muhammad Saifullah Khan) : House is called to order please.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: Coming to the functions of the Board. I would not say they are vague but they are contradictory. On the one side it is proposed before the House that the Seed Corporation will function on commercial basis on the other it is provided for compulsory acquisition of movable and immovable properties and even farms because the Government may decide one day that a particular farm is more suited for seed production ; not by private enterprises but by its own Seed Corporation, which should be an institution to provide extention services to the agriculturists. The present legislation is creating another department with much bigger authority than the Agriculture Department itself. Then Sir, from the very beginning it has been presumed that there will be defaulters who will be given assistance and the funds so given shall be collected through arrears of land revenue. Such a Corporation should be the Corporation of friends to whom the agriculturists must come for assistance rather than it be an instrument of coercion and threat in the field of agriculture. You are making the things more uncertain than before. Mr. Speaker, the Seed Corporation headed by a Minister disables the officials, the experts from tendering their correct advice and performance of correct functions. There is no need for the Minister to preside over a subordinate Corporation. It could have been easily presided over by the Secretary. In fact there should have been a post created of the rank of a Director General Agriculture. He should have presided over the Board. Some times that is not necessary that you may have an agriculturist as Secretary. You may have a C.S.P. man, you may have P.C.S. man who need not be expert in agriculture. You can have a Minister of agriculture. There is an example and it is that the Finance Minister in the Centre is not a financial expert. Similarly we have Ministers here. They are not experts in their respective subjects but the politicians are not supposed to be. Politicians are supposed to be buffers between the public and the Civil Servants in the administration. It is their job to be a link in between the two and to preside over such a technical Board, is most unreasionable. A Minister who may not know the A.B.C. of agriculture presiding over such a

board and deciding about the policies which will govern the future economic structure of Pakistan in the field of agriculture is unthinkable. I strongly oppose this proposal and I would suggest to the Government that they should choose a qualified expert to be the Director General of agriculture and let him be the Chairman of the Seed Corporation and let the bureaucracy, and let the experts function unhindered without any political motivitation, without any breaks on them, without making them truce for favouritism or for depriving people of their rightful activities in the field of Agriculture. Mr. Speaker, you also own land. You also probably have a ginning factory. You know how cotton growing in certain areas where the yield of newly developed cotton has fallen much below half the yield of 4F which was held a good cotton may not be as long a fibre but yet in certain areas economically it yielded much more and gave better profits to the agriculturists that what will be introduced now. It needs complete survey. We are using fertilizers without knowing what is the deficiency in the soil. Today in the field of medicines so much development has taken place. Before a doctor prescribes Vitamins for you, your blood. your urine etc is tested. The deficiency is found out and then the right Vitamins are prescribed. In the field of Agriculture there is no system for soil testing and surveying which show you the deficiency or indicate as to through what crop pattern yield can be better, through what rotation, through which seed, through which crop and how seasonal, how frequent you can replenish the depleted energy in the soil. We know what are our major crops. When the East Pakistan was with us they needed rice. Today we need rice for export. We need cotton for export. What happened last year. We hardly exported cotton. What will happen this year we don't know. The cotton seed oil seeds and corns are essential crops. Because instead of having two crops you can have three crops in the season. Mr. Speaker in your area and in my area people never ate wheat through out the year. They ate millet during two to three months. They ate rice, therefore, the consumption of wheat was much lower. Because our diet has changed the demand on wheat has grown. The shift has to be both in our diet and in national need of our crops keeping in view that we should depend

to the minimum on imports from foreign lands because we don't earn so much foreign exchange that it should be lavishly wasted because we are not getting wheat any more by way of aid. We are getting it on cash basis from various countries and the production cost is very much higher and we have to pay much price and much wanted foreign exchange is spent on it. Alongwith that we are glad that sugar industry has developed in Pakistan. But have we get the right variety of sugarcane and the expected yield from the sugarcane and where will these seeds farms be. This the province needs a good deal of planning. Then Mr. Speaker, there are planes, there are plates, there are mountains and we can do a great deal in the development of growing intensive vegetables and develop seeds and even can export vegetables. Mr. Speaker, in Germany at one time asparagus was its best agriculture crop. But Hong Kong, Korea and the far east took over the cultivation. Because of cheaper labour they destroyed the entire German agriculture in the field of this vegetable. We have areas near Murree, we have areas near Fort Munro where we can develop our water resources and establish such farms and can develop not only all crop seeds but all flower seeds and it is also another important aspect besides horticulture. We have been importing plants from India. Now we should be in a position to export our plants to the middle east where artificial agriculture is developing We should cater to their requirements. We have our vegetable. ghee industry. Oil seeds we are growing of a very poor quality. The Seed Corporation should draw up a very comprehensive plan for developing sunflower cultivation which in our planes can be very successful. Mr. Speaker, similarly when I was abroad herbs and vegetables were being sent fromMoscow and from India and not from Pakistan. Why not, because we are growing these crops for our own consumption. We have no long term plans to develop them for purposes of export which needs quality control and expert supervision. I would suggest to the Government to pay particular attention to the growing of groundnuts, sunflower, onions, herbs, fruits, vegetables, flower seeds, asparagus, nushroom, ginger and garlic. Now, these are the requirements in all the European countries and all these are being exported by India and not by Pakistan. As

far as the functions of the Corporation are concerned, it is no use giving an assurance on the floor of the House that the Government does not intend to encroach upon the private sector but once you make a provision in the Bill and having it passed by the Legislature, it becomes an Act and that law can be used by anybody in any method he likes. We should take away all those provisions which provide for compulsary, discriminatory and arbitrary acquisition of areas in agricultural sector for the purposes of seed development. Mr. Speaker, you are well aware that there are many farms already with the Universities and with the Government. There are Auqaf areas and there are other lands which were left over by the non-Muslims and have not been allotted. These lands could be used for the development of seeds in Punjab but to provide for a general provision that anybody's farm can be taken over because Government considers it suitable for multiplication of seed farms is totally unwarranted. In Latin America, the people have done away with regular agriculture. All farms have become seed farms. They produce seeds and sell them at three to four times higher price and they import for their internal consumption at one-fourth price the commodities they need. We are all willing, if the Government had established a reputation that it can develop a market for its products, to cooperate with the Seed Corporation in its efforts to make markets available, to make seeds available and to make available water, fertilizers, pesticides and machinery. For multiplication of seed you require ideal conditions, you require a good system of irrigation, you require regular water, you require treatment of seed before sowing,you require weedcidus so that the best seed is developed not only for production locally but, afetr certification, for sale in outside world markets. Let us follow the example of the farmers of Latin America, let us develop as many seed farms as we can but not under co-ercive methods but under persuation. Under careful guidance and friendly assistance we can do a good deal. Mr. Speaker, you remember, expect for the local mangoes, the grafted mangoes were unkown in this part of the world. Just before Partition, mango orchards were started in Muzaffargarh and, today, in the quality of mango, I can assure you,

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

we are, if not better, equal to India and better than many countries who are exporting mangoes to a very big consumer, namely, America. But the Government has not succeeded in having the restriction removed so that your mangoes can go to Europe and America. Because of their restrictions you cannot export mangoes. Therefore, you cannot develop. You are importing many plants from America and China like Leechi, etc. You can import Guava and other fruit plants from America and costal areas of Africa and Australia. Why should you not develop a trade with America in Calafornia and Arizona, the States which have similar climatic conditions as ours ? Why should we not export our fruit plants and our mango plants to those areas ?

Mr. Speaker : This is irrelevant.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I have developed a point that alongwith the seeds of regular crops, we should develop seeds of vegetables and flowers. We should develop horticulture and sell all kinds of plants. The scope should be widened. It should also take into its orbit horticulture as well. That is my view based on experience. When in USA, for my treatment, I bought mangoes, they were Mexican and Brazillian but not like the delicious mangoes of Pakistan. Because there is restriction, we cannot export them and if we can develop our trade with those countries we will earn million and millions in foreignexchange. After all, the Seed Corporation has to sustain itself not through taxes butit has to develop avenues for the State which is its main purpose.

Mr. Speaker, as far as our experience of seed distribuiion is concerned, I hope the Goverment prepose to do away with those agencies and institutions whose work they are entrusting to the new Seed Development Corporation because duplication will ruin the entire programme due to department jealousies. The work can only be done satisfactorily if the Seed Corporation has experts in different regions who could give a comprehensive programme suited to each area.

Mr. Speaker : Where is it laid down that they well restrict this seed to only one field ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : where is what ?

Mr. Speaker : It is being said that seed will be confined only to agriculture.....

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : There are human seeds also.

Mr. Speaker : What ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Seed means seeds of the agricultural crops sector.

Mr. Speaker : Is there any definition ?

Makhdumzada Sed Hassan Mahmud : I don't think they have described seed.

Mr. Speaker : The crux of your speech is that they are using "seed" in very resticted sense. Where is that ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : They have not given the definition.

Mr. Speaker : That is why probably they left is out.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmood : That does not make it more comprehensive.

Mr. Speakcr : Might be in their opinion by leaving it out, it is very comprehensive.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : A plant does not become seed. A grafted plant cannot be called seed. If I ask for mango seed ?

Mr. Speaker : What do you want after all.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I want that its scope should be widended. Development of the plants should be included.

Mr. Speaker : You are an old politician and have lot of experience. Your discussion should be with regard to the bill only.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, Ic an debate on the positive side and I can point out what they have left out by way of suggestion so that through an amendment they can incorporate that. My experience atleast teached me that. I may be wrong in presuming that. When they are creating

a Seed Corporation, I was suggesting, that they should also include vegetables and horticulture. That is how the subject came up. I am about to finish because when I come to clause-wise discussion then I will be discussing at length. I would request the Government be abstain from two things. Please don't create so much overhead that you have to put additional burden on the agricultrists. Secondly, avoid duplication. Don't involve your selves in such expert activities where your presence is not necessary. You are required elsewhere for supervising, for policy making, for guidance without going into the details of hybrid kind of cotton and wheat. You don't know the ABC of it. How can you make any coubribute in it.

Thank you Mr. Speaker.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت ہم مسودہ قانون بیج کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976 پر عمومی بحث کر رہے ہیں ۔ اس کارپوریشن کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ کارپوریشن بیجوں کی پیدا وار ، حصول نیازی خریدوفروخت اور تقسیم کے سلسلے میں اہتمام و انصرام کرے گی ۔ یہ بل براہ راست شعبہ زراعت سے متعلق ہے ۔ یہ وہ شعبہ ہے جو ملکی وسائل میں ایک بنیادی وسیلے کی حیثیت رکھتا ہے ۔ یہ وہ شعبہ ہے جو قومی معیشت میں ایک اہم اساس تصور کیا جاتا ہے ۔ یہ وہ شعبہ ہے جو صوبے اور ملک کو خوراک فراہم کرتا ہے اجتماعی سطح پر زرمبادلہ کمانے کا باعث بنتا ہے ، قومی اور سطح پر استحکام کی ضمانت بن جاتا ہے ۔ زراعت وہ شعبہ ہے جس کی ترقی سے زندگی کا ہر شعبہ متاثر ہوتا ہے ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری قومی خوشحالی اور فارغ البالی کا نصب العین قریب تر ہوتا جاتا ہے ۔ زراعت کو یہ اہمیت حاصل ہے جس کی وجہ سے ہم نے اس معزز ایوان میں ہمیشہ ایسی قانون سازی ، ایسے اقدامات اور ایسے منصوبوں کا خیر مقدم کیا ہے جن سے زراعت کے مختلف شعبوں میں ترقی و توسیع کے امکانات زیادہ سے زیادہ واضح ہو سکیں ۔ ہم نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ زراعت معیشت کی بنیاد کی حیثیت سے ایسی منصوبہ بندی کی محتاج ہے جس کے نتیجے میں ہم طویل اور مختصر منصوبہ بندی کے ذریعے اپنے صوبے کو زرعی اور مالی اعتبار سے زیادہ سے زیادہ

مستحکم ، زیادہ سے زیادہ اتعال اور زیادہ سے زیادہ ترقی یافتہ بنا سکیں ۔ جناب والا ۔ آج کا بیج کارپوریشن سے متعلق یہ بل اس اعتبار سے اس اہمیت کا حامل ہے کہ اس زرعی شعبے کے ایک اہم عنصر کی ترقی و ترویج کے لیے پیش کیا جا رہا ہے اور یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ اس کارپوریشن کے ذریعے نہ صرف مختلف اقسام کے بیجوں کو ترقی دادہ اور معیاری بنایا جائے گا بلکہ ان کے ذریعے ایسی فضا پیدا کی جائے گی اور تبلیغ و تشہیر کا ایسا ماحول جنم دیا جائے گا جس کے نتیجے میں مختلف اجناس کی پیداوار میں فی ایکڑ زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جا سکے اور مختلف اجناس کے معیار کو بھی زیادہ سے زیادہ بہتر بنانا ممکن ہو سکے ۔ جناب والا ۔ کارپوریشن کے جو وسیع اغراض و مقاصد بیان کیے گئے ہیں ان میں سے اہم ترین مقاصد میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس کا بیج کارپوریشن کے ذریعے بنیادی بیجوں کی درآمد اور اس کا حصول ممکن بنایا جائے گا ۔ مصدقہ بیج کی افزائش کی جائے گی ۔ سرکاری اور نجی شعبوں کے ذریعے مصدقہ بیج کی فروخت کا مناسب اہتمام کیا جائے گا ۔ قومی ضروریات پوری کرنے کے بعد اگر ممکن ہوا تو مصدقہ بیج کو برآمد کیا جا سکے گا ۔ پنجاب زرعی ترقیاتی سپلائز کارپوریشن کے بیجوں کے فارم اپنی تحویل میں لیے جائیں گے ۔ بیجوں کی تصدیق کے لیے وسیع پیمانے پر انتظامات عمل میں لائے جائیں گے اور صوبے میں بیجوں کی صنعت کو فروغ دینے کے لیے تمام اقدامات کیے جائیں گے اور رجسٹری شدہ کاشتکاروں کے لیے فنی مشوروں کا اہتمام کیا جائے گا ۔ یہ وہ بنیادی اغراض و مقاصد ہیں جو اس مسودہ قانون میں کارپوریشن کی تشکیل کی خاطر واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں ۔ لیکن جناب سپیکر ۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ تقریباً انہیں اغراض و مقاصد کے لیے اسی نصب العین کے لیے اور اسی لائحہ عمل کے لیے 1973ء میں اسی معزز ایوان نے ایگریکلچر سپلائی اینڈ ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے نام پر ایک بل منظور کیا تھا اور اس پر طویل غور و خوض اور بحث کے بعد بنیادی تراسیم کی گئی تھیں جن کے ذریعے ایگریکلچر سپلائی کارپوریشن کا دائرہ وسیع کر کے اس سے بیجوں کی ترقی اور افزائش کا انتظام ٹھیک کیا تھا ۔ جناب والا ۔ جب وہ بل پیش کیا گیا تھا تو آپ کو یاد ہوگا کہ وہ صرف نام کے اعتبار سے اور کام کے لحاظ سے ایگریکلچر سپلائی کارپوریشن تھی لیکن بحث کے دوران اراکین اسمبلی کی تجاویز پر اور خود متعلقہ محکمہ اور متعلقہ فاضل وزیر کی حمایت

سے اس میں یہ ترمیم کی گئی تھی ۔ کہ اسے صرف سپلائز کی حد تک محدود نہ رکھا جائے ۔ بلکہ ترقیاتی کاموں تک وسیع کر دیا جائے گا اور ان ترقیاتی کاموں تک وسیع کر دیا جائے گا اور ان ترقیاتی کاموں میں بیج کی فراہمی اور معیاری بیج کی فراہمی اور بہتر بیج کی تقسیم کا کام بھی شامل ہے ۔ یہی وہ بنیادی ترمیم تھی جس کے پیش نظر اس بؤس نے اس کارپوریشن کا ایک خاص سانچہ اور ایک لائحہ عمل اور ایک خاص نصب العین کے ساتھ قائم کرنے کی منظوری دی تھی ۔ ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ آج اڑھائی سال کے مختصر عرصے میں زرعی ترقیاتی کارپوریشن کی کوکھ سے بیج کارپوریشن جنم لے رہی ہے اسی طرح سے گھی بورڈ سے گھی کارپوریشن اور خوردنی تیل کارپوریشن نے جنم لیا ۔ کارپوریشنوں کی یہ بھرمار ہماری سمجھ سے بالا تر ہے یہ کارپوریشنوں کی یلغار ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتی ہے اور ہر روز کسی نہ کسی کارپوریشن کا مژدہ کسی نئی کارپوریشن کا قیام ہماری حکومت کا معمول بنتا جا رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے حکومت کارپوریشنوں کے ذریعے چلانے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے ۔ اور یہ اندیشہ محسوس ہو رہا ہے کہ اگر کارپوریشنوں کے قیام کی یہی رفتار رہی تو وہ دن دور نہیں جب صوبائی سطح پر انتظامیہ بھی کسی نئی انتظامیہ کارپوریشن کے سپرد کر دی جائے گی ۔

Mr. Speaker : Let us not widen the scope of the debate. Let us limit ourselves to the Present Bill.

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے نئی کارپوریشن کے قیام کی مخالفت کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے پتہ ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ممبران کو بھی یہ پتہ ہے ۔

But it may be carrying it too far.

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ کارپوریشنوں کے قیام سے اخراجات میں اضافہ ہو رہا ہے صوبائی حکومت کی مالی ذمہداریوں میں اضافہ ہو رہا ہے ۔ انتظامیہ کی وسعت میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن عوامی مشکلات میں کمی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ۔ ہم نے مختلف شعبوں میں کارپوریشن کے قیام کا جو تجربہ کیا ہے اس سے بھیانک نتائج ہمارے سامنے آئے ہیں مختلف سنہری وعدوں اور نعروں

کے باوجود ابھی تک تکمیل اور ان خوابوں کو شرمندہ تعبیر کا مرحلہ ہمارے سامنے نہیں آیا ۔

ریزولیوشنوں کی بورش ہے مگر اس کا اثر غائب
پلیٹوں کی صدا سنتا ہوں مگر کھانا نہیں آتا

کروڑوں روپے کے اسراف سے ہماری مالی حالت روز بروز ابتر ہوتی جا رہی ہے ۔ اور اگر یہ سلسلہ بلا امتیاز جاری رہا تو خدانخواستہ وہ وقت بھی آ سکتا ہے جب ہماری مختلف کارپوریشنیں مختلف خود مختار ادارے صوبائی حکومت کو دیوالیے کے اندیشے سے دو چار کر دیں ۔ جناب والا ۔ سرمائے کا خرچ اگر اعتدال و احتیاط سے ہو تو قوموں اور ملکوں کو خوشحال اور آباد کرتا ہے اور اگر سرمائے کا اسراف کیا تو بد حالی اور بربادی لاتا ہے اس لیے ہمیں آج اس نئی کارپوریشن کے قیام کے بل پر غور کرتے اپنی ان ذمہداریوں کا احساس کرنا ہوگا جو ہماری پوری قوم کی پورے صوبے کی طرف سے ایک مقدس فرض کی حیثیت سے ہمارے سپرد کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ آج اس بل پر غور کرنے کے لیے سب سے پہلے اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس نئی کارپوریشن کے قیام کا جواز کیا ہے ۔ میں تو منتظر تھا کہ حکمران پارٹی کی طرف سے بھی اس بل کے تعارف کے ساتھ ہمیں اس کی وجہ جواز سے آگاہ کیا جاتا اور تفصیل بیان کی جاتی جو اس کارپوریشن کے قیام کا باعث بنی ہے اور وہ یہ بتاتے کہ آخر وہ کون سی وجوہ تھیں جن کے پیش نظر یہ کام اب تک ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹوٹ اور ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ کارپوریشن نہ کر سکی ۔ وہ کون سے محرکات اور عوامل تھے جو ان اداروں کی ناکامی کا باعث بنے ۔ اور پھر آئندہ نئی کارپوریشن کے قیام کے باعث بن رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس طرف سے ہمیں اس سلسلے میں ابھی تک مکمل اندھیرے میں رکھا گیا ہے اور اس ہاؤس کو یہ بتانے کی زحمت محسوس نہیں کی گئی ہے اس قدر اہم اور ضروری بل حکومت کی طرف سے لانے کی کیا وجہ ہے اور کیا عوامل ہیں تاہم مجھے اپنے ذرائع سے اس سلسلے میں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے پیش نظر اس کارپوریشن کی ضرورت حکومت کو اس لیے لاحق ہوئی ہے کہ وہ غیر ملکی بنکوں اور بین‌الاقوامی اداروں سے بڑے پیمانے پر قرضے حاصل کرنا چاہتی ہے ان بین‌الاقوامی بنکوں نے یہ شرط عائد کی ہے کہ جب تک کوئی ادارہ تجارتی بنیاد پر خود مختار طریقے پر منظم اور تشکیل نہیں پائے گا اس وقت تک وہ ہمارے

قرضوں کے منصوبوں پر غور کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ قرضوں کے حصول کی بحث اپنی جگہ ایک الگ طویل بحث ہے ہمیں احساس ہے کہ حکومت اپنے ترقیاتی منصوبوں کے لیے بعض صورتوں میں قرضوں کی ضرورت کو ناگزیر سمجھتی ہے لیکن جس طرح سے ہماری حکومت قرضوں پر انحصار کر رہی ہے جس طرح سے مختلف منصوبوں کو اپنے وسائل کی بجائے بیرونی وسائل کا محتاج بنایا جا رہا ہے ، جس طرح سے مختلف غیر ملکی بنکوں کے ذریعے اپنے ارد گرد پابندیوں اور شرائط کی زنجیریں کڑی کی جا رہی ہیں اور جس اجتماعی اور ہائی سطح پر اقتصادی غلامی ہم پر مسلط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے وہ پورے ملک اور پورے صوبے کے لیے لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتی ہے اور اس بات کی ضرورت کا احساس دلاتی ہے کہ ایک آزاد قوم کی حیثیت سے ۔ ایک خود مختار صوبے کی حیثیت سے ہمیں ان بیرونی قرضوں کی زنجیروں میں جکڑنے کی بجائے اپنے وسائل اور اپنے ملک کی ضرورتوں کے مطابق منصوبہ بندی کرنے پر زیادہ سے زیادہ زور دینا ہوگا اور مختلف کارپوریشنوں اور خود مختار اداروں کے منصوبوں اور صوبائی حکومت کے بجٹ کو بیرونی قرضوں کی محتاجی سے آزاد کرانا ہوگا تا کہ ہم اپنی آزاد مرضی کے ساتھ ۔ اپنی ضروریات اور حالات کے مطابق اپنے ملک کے وسائل سے حل کرنے کی عادت ڈالنے میں کامیاب ہو سکیں ۔ جناب والا ۔ اگر ہماری صوبائی حکومت محض مرکزی حکومت کے اشاروں پر یا بیرونی مشیروں کے مشوروں پر اسی طرح سے صوبائی حکومت کے خزانے پر بوجھ ڈالتی رہی تو مجھے یہ اندیشہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم اپنے آئندہ بجٹ اور اپنے ملکی وسائل کو محض ان قرضوں کے سود کی ادائیگی تک محدود رکھنے پر مجبور ہو جائیں گے اور اپنے صوبے کے مختلف شعبوں کی اجتماعی ترقی کے منصوبوں کو ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Let us come to the Bill.

سید تابش الوری ۔ طاق نسیاں کی زینت بنانا پڑے گا ۔ جناب والا ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ کورم نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ (گنتی کی گئی) کورم ہے ۔

سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ موجودہ زیر بحث کارپوریشن کے مقاصد کے لیے 26،25 کروڑ روپے کے بیرونی قرضوں کی ضرورت محسوس کی گئی ہے اور اس 25 کروڑ روپے کے قرضے کے حصول کے لیے ایسی شرائط اور پابندیاں قبول کی گئی ہیں جن کی وجہ سے .....

مسٹر سپیکر ۔ سید کارپوریشن کے سلسلے میں؟

سید تابش الوری ۔ جی ہاں ۔ جن کی وجہ سے ہمیں دوہرے تہرے اخراجات کا کفیل ہونا پڑے گا اور ہمارے صوبے کے عوام اور ہماری ایک بہت بڑی آبادی بال بال ان قرضوں میں جکڑ کر رہ جائے گی ۔ جناب والا ۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ان قرضوں کی بنیاد پر مرکزی حکومت نے مختلف صوبوں سے ایسی کارپوریشنوں کے قیام کے سلسلے میں مشورہ کیا تو حکومت سرحد اور حکومت بلوچستان نے قرضوں کی ان خطیر رقوم کی بنیاد پر بیج کارپوریشن بنانے سے صاف انکار کر دیا ۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے وسائل کے مطابق اتنے وسیع قرضوں کے متحمل نہیں ہو سکتے اور ہم ان منصوبوں کو پسند نہیں کرتے جو سراسر بین الاقوامی قرضوں کی بنیاد پر کامیاب بنائے جائیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ آخر حکومت پنجاب اس قدر بے زبان اور خاموش کیوں ہے کہ وہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ، اپنی ضروریات اور مطالبات کی تکمیل کے لیے ، اپنے وسائل کے پیش نظر اپنے عوام کے مطالبات اور خواہشات کا برملا اور دو ٹوک اظہار کیوں نہیں کر سکتی ۔ آخر اسے یہ بتانے میں کیا جھجک محسوس ہوتی ہے کہ ہم نے پہلے ہی ایک علیحدہ اور خود مختار ایگریکلچرل سپلائیز اینڈ ڈویلپمنٹ کارپوریشن اس مقصد کے لیے قائم کی ہوئی ہے اور ہم محض بیرونی مشوروں کی بنیاد پر ایک ایک مقصد کے لیے دو ، دو تین ، تین کارپوریشنیں قائم نہیں کر سکتے ۔ جناب والا زرعی کارپوریشن کی ذمہ داری پہلے تو بیج کی تیاری ، افزائش اور تقسیم تھی لیکن اب اسکی ذمہ داری محض بیج کی تقسیم رہ جائے گی یا کھاد کی تقسیم رہ جائے گی اور یہ کام ایسا ہے جو پہلے ہی مختلف نجی اداروں اور کمپنیوں اور ایجنسیوں کے ذریعے سے بہتر طریق پر کیا جا رہا ہے ۔ ہم نے زرعی کارپوریشن ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker :- Let us deal with Seed Corporation.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ سیڈ کارپوریشن محض ایک اضافی کارپوریشن ہے ، یا ہمیں زرعی ترقیاتی کارپوریشن

کو ختم کرنا چاہیے یا اس نئی کارپوریشن کو قائم نہیں کرنا چاہیے ۔ جناب والا محض کھاد اور بیج کی تقسیم کے لیے اتنی بڑی کارپوریشن کو مخصوص نہیں کیا جا سکتا اور اس پر لاکھوں روپے کے اخراجات صوبائی حکومت کے خزانے پر بوجھ نہیں بنائے جا سکتے ۔ اس لیے میری گذارش تو یہ ہے اور اس ہاوس میں فیصلہ بھی یہی ہوا تھا کہ بیج کی افزائش سے لے کر اس کی تقسیم کے کام تک زرعی ترقیاتی کارپوریشن ہی اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی سزا وار قرار دی جانی چاہیے اور آج میں یہ دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں کہ نہ صرف یہ کہ ایک خود مختار کارپوریشن سے اس کی ایک بنیادی ذمہ داری سلب کی جا رہی ہے ، بلکہ نئی کاپوریشن کے ذریعے ایک متضاد صورت حال پیدا کی جا رہی ہے —

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات آپ ایک مرتبہ سے زائد کہہ چکے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ یہ میرا نقطہ نظر ہے جو میں اب تک بیان نہیں کر سکا ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ زرعی ترقیاتی کارپوریشن ہی بیج کی تقسیم کا کام کرے گی اور یہ بیج کارپوریشن بھی اپنی تمہید اور مقاصد کے اعتبار سے افزائش سے لے کر بیج کی تقسیم کے کام تک ذمہ دار قرار دی جا رہی ہے ۔ جناب والا ، یہ واضح دوعملی ہے ۔ یہ واضح طور پر نئی کارپوریشن کے قیام کے مقاصد کے ساتھ ایک مذاق ہے ۔ آخر مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ دو کارپوریشنیں ایک ہی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کس طرح سے کام کریں گی ۔ یا تو اس میں صرف افزائش کی حد تک بیج کارپوریشن کو ذمہ دار قرار دیا جاتا اور تقسیم کی ذمہ داری اس پر نہ ڈالی جاتی ۔ لیکن یہاں یہ دونوں ذمہ داریاں اس پر ڈال دی گئی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ذمہ داری ایک اور کارپوریشن پر ڈالی جا چکی ہے ۔ اس لیے میرا استدلال یہ ہے کہ یہ کارپوریشن اپنی مقصدیت کے اعتبار سے اور قانون کے الفاظ کے اعتبار سے تضاد عملی کا شکار ہو کر رہ جائے گی ۔ اور جس طرح دو ملاؤں میں مرغی حرام ہو جاتی ہے اس طرح سے بیج کی افزائش ، بیج کی تیاری اور بیج کی تقسیم کا کام بھی انتہائی غیر مفید لائحہ عمل کے ساتھ انجام پائے گا ۔ جناب والا ۔ بیج کی افزائش اور تقسیم بلاشبہ ہمارے صوبے کی ایک بڑی بنیادی ضرورت ہے اور زرعی ترقی کا ایک اہم ترین ذریعہ ہے ۔ لیکن آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ابھی تک

ہمارے دیہات کی بہت بڑی آبادی اور کاشتکاروں کا ایک بڑا طبقہ علم کے نور سے بہر ور نہیں ہے ۔ اور وہ زراعت کے جدید طریقوں ، زراعت کے جدید رجحانات اور زراعت کے لئے منصوبوں اور اقدامات سے پورے طور پر آگاہ نہیں ہے ۔ اس لیے ہمارے لوگ ، ہمارے کاشت کار ، ہمارے زمیندار ابھی تک اجتماعی سطح پر seed minded قرار نہیں دیے جا سکتے اور اب تک جو کوششیں کی گئی ہیں ، ان کے نتیجے میں جو اعداد و شمار موجود ہیں ، ان کے پیش نظر بھی ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ابھی تک ہمارا زرعی شعبہ ترقی کے اس مقام پر نہیں پہنچا جہاں لوگوں کو بڑے پیمانے پر بیجوں کے صحیح استعمال اور ان کے معیار کا قائل کیا جا سکتا ہو ۔

Mr. Speaker -- How that is relevant to the present Bill.

Minister for Low :- He is speaking for the Corporation !

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ چونکہ ہمارے بیشتر کاشتکار اور زمیندار seed minded نہیں ہیں...

مسٹر سپیکر ۔ اس لیے سیڈ کارپوریشن نہیں بننی چاہیے !

سید تابش الوری ۔ اور ابھی تک اس صوبے میں وہ ترقی یافتہ فضا نہیں پیدا ہوئی جس کے نتیجے میں ہم سیڈ کارپوریشن جیسی عظیم کارپوریشن پر بے پناہ اخراجات برداشت کر سکیں...

وزیر قانون ۔ کیا بیج کے بغیر کوئی فصل ہوتی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ وہ ابھی مخدوم صاحب بتا رہے تھے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف بھی اس خیال میں مگن ہیں کہ کیا بیج کے بغیر بھی فصل ہوتی ہے ؟ جناب والا ۔ بیج کے بغیر فصل نہیں ہوتی ۔ لیکن اچھے اور ترقی دادہ بیج کے بغیر بھی فصل ہو سکتی ہے اور وہ ہو رہی ہے اور ابھی اس وقت میں خاصی دیر ہے جب لوگ بیج کے صحیح معیار اور فوائد کو اچھی طرح سمجھنے لگیں گے ۔

Mr. Speaker :- How all this last five minutes discussion is relevant to the present Bill ?

چودھری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ نظریہ ہمیشہ یہی رہا ہے ، جیسا

کہ انہوں نے کہا ہے کہ تعلیم نہ ہونے کی بنا پر ہمارے کاشتکار اس بات سے آگاہ نہیں ہیں کہ اچھے بیج کے فوائد کیا ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس لیے سیڈ کارپوریشن نہیں ہونی چاہیے ۔

چودھری طالب حسین ۔ میں عرض کرتا ہوں ۔ حکومت کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ سبڈائز طور پر لوگوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ اچھا بیج استعمال کریں اور حکومت اس کو سبڈائز کرتی رہی ہے ۔ ...

مسٹر سپیکر ۔ مگر آپ کی بات بھی اس پر کس طرح relevant ہے ؟

چودھری طالب حسین ۔ اس لیے relevant ہے کہ موجودہ بل میں اس کارپوریشن نے اس کو کمرشل بنیادوں پر چلانا ہے ۔ اس میں نہ وہ سب سڈی کا ایلمنٹ ہے ، نہ یہ ایلیمنٹ ہے کہ جو کاشتکار اس بات سے غافل ہیں ، جن کو اس کے فوائد کا علم نہیں ہے وہ اس سے کس طرح سے مستفید ہو سکیں گے ؟ اس کو آپ کمرشل بنیادوں پر کس طرح کامیاب کر سکیں گے ؟ اس لیے ان کا یہ پوائنٹ relevant ہے ۔ یہ کہنا کہ بیج کے بغیر فصل نہیں ہو سکتی ، کون کہتا ہے کہ ہو سکتی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ کارپوریشنیں کیسے سب سڈائز کر سکتی ہیں ؟

So far as the Corporation is concerned.

چودھری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ اسی لیے وہ اس بات کی مخالفت کر رہے ہیں کہ یہ کارپوریشن سب سڈائز نہیں کر سکے گی اور اس سے ، اچھے بیج سے جو فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں کاشتکار وہ نہیں اٹھا سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تقریر تو ان کی relevant نہیں رہتی ۔ پہلے بھی کارپوریشن ہے جو سیڈ بنا رہی ہے ۔

سید قابض الوری ۔ میں بھی عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ وہ کارپوریشن اپنی سطح پر بیج کی ... ..

Mr. Speaker :- Let us proceed further. This is actually not relevant.

سید قابض الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی بڑا منصوبہ حکومت زیر عمل لانا چاہتی ہے تو اس کے لیے پہلے سے فضا پیدا کرتی ہے اور وہ فضا ایک خود مختار ادارے کے ذریعے پہلے ہی پیدا کی جا رہی

ہے ۔ میرا کہنے کا مدعا اور مقصد یہ ہے کہ جب تک ہم ایک خاص ذہنی سطح پر پہنچیں گے اور ہمارے کاشتکار اس ذہنی سطح کے مطابق اپنی زرعی منصوبہ بندی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تیار نہیں ہوں گے ، اس وقت تک ہم محض ترقی یافتہ ممالک کی نقالی کرتے ہوئے ایسی نئی کارپوریشن کے قیام کا تجربہ نہیں کر سکتے جس کے لیے نہ ماحول موجود ہے ، نہ وسائل موجود ہیں ، نہ ذرائع موجود ہیں اور نہ زرعی شعور موجود ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس لیے اس استدلال کو ثابت کرنے کے لیے یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہمارے صوبے ، بلکہ ملک میں ابھی تک ایسے سائنسی آلات اور مشینیں موجود نہیں ہیں اور آئندہ کئی سال تک ہم بتدریج کوششوں کے باوجود ان ترقی یافتہ مشینوں کے استعمال کے اہل نہیں ہو سکتے ۔ یہ میں ماہرانہ رائے پیش کر رہا ہوں جناب والا۔ جس کے نتیجے میں بیجوں کو اس انداز میں chemically treat کیا جا سکے اور انہیں عام لوگوں تک پہنچایا جا سکے ۔

مسٹر سپیکر ! تابش الوری صاحب ! آپ کا پہلا حصہ یہ تھا کہ سیڈ کے متعلق ایک بڑا مکمل اور جامع قسم کا قانون موجود ہے ، آپ علیحدہ انسٹی ٹیوشنز کیوں بنا رہے ہیں ؟

سید تابش الوری ۔ جی

Mr. Speaker :- How do you connect these two points of your speech.

سید تابش الوری ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں جناب والا کہ ایگریکلچر ڈیویلپمنٹ کارپوریشن نے مرحلہ وار پروگرام شروع کیا ہے ۔۔۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں کہیں لکھا ہوا ہے کہ یہ مرحلہ وار نہیں کریں گے ۔

سید تابش الوری ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیکھیے ناں ضرورت والی بات تو

relevant یہ کس طرح is a different thing and what you are saying ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اگر آپ تحمل فرمائیں تو میں عرض کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحمل والی بات نہیں ہے

You are dilating this actually for the last fifteen minutes.

اب بات یہ ہے کہ آپ لکھ کر لاتے ہیں تیاری کرکے آتے ہیں

Every body appreciates including myself.

مگر اس میں یہ بات کہ جو آپ لکھ کر لاتے ہیں بیان کرنا اس لیے بھی ضروری نہیں ہوتا کہ شاید سپیکر یہ سمجھتا ہے کہ یہ relevant نہیں ہے۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر۔ میرا مقصد مختصر طور پر یہ ہے کہ ہم ان امیر ممالک میں شامل نہیں ہیں جو محض تجربات کی خاطر لاکھوں کروڑوں روپے کی رقم خرچ کر دیتے ہیں اور مالی طور پر کوئی بوجھ بھی محسوس نہیں کرتے۔ ہم زرعی ملک کی حیثیت سے اس بات کے ذمے دار ہیں کہ ہر نیا تجربہ اور نئے مشاہدے کو انتہائی چھان اور پھٹک کے بعد قبول کریں اور اس کا آغاز کریں۔ اس لیے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بیج کارپوریشن جن مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے قائم کی جا رہی ہے اس کے حصول میں بے شمار رکاوٹیں ہیں دقتیں ہیں مشکلات ہیں اور اس سے پہلے جو خود مختار ادارے ان کاموں کے لیے موجود ہیں ان کے نتائج جس طرح ہمارے سامنے آئے ہیں ان سے محسوس ہوتا ہے کہ ہم گذشتہ دس سال میں اور زرعی کارپوریشن کے قیام کے تین سال کے اندر اندر بھی بیج سے متعلق اپنی ضروریات کو اپنے محدود وسائل کے باعث دس فی صد بھی پورا نہیں کر سکے۔ میں اس کے لیے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبے کے لیے صرف صوبہ پنجاب کے لیے گندم کے بیج کی سالانہ ضرورت ایک کروڑ بیس لاکھ من ہے۔ لیکن گذشتہ سال میں تمام کوششوں کے باوجود معیاری اور غیر معیاری بیج سمیت محض چالیس لاکھ من بیج تیار ہو سکے۔ جناب والا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کی ایک کارپوریشن تین سال کے عرصے میں محض ایک کروڑ بیس لاکھ من میں سے چالیس لاکھ من بیج تیار کر سکی ہے تو یہ نئی کارپوریشن کس طرح سے اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے وہی اخراجات کے ساتھ بھی اس ٹارگیٹ کو پورا کر سکے گی۔

Mr Speaker :- But target is not under discussion. The principles of the present bill are under discussion.

سید تابش الوری ۔ جناب والا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت صوبے کے وسائل اور حالات اس سطح پر ہیں کہ اس سے زیادہ ٹارگیٹ حاصل نہیں

کیا جا سکتا تو ہم کس طرح سے اس بل کی تائید کر سکتے ہیں جس کے ذریعے ایک نئی کارپوریشن کے ذریعے ہمارے صوبائی حکومت کے مالی اخراجات کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اسی طرح سے جناب والا کہاس کے بیج کا جہاں تک تعلق ہے ہمارے صوبے کی سالانہ ضرورت آٹھ لاکھ من ہے جب کہ ہم گذشتہ سال محض تین لاکھ من بیج تیار کر سکے ہیں یا فراہم کر سکے ہیں اس طرح سے پیڈی کی سالانہ ضرورت دو لاکھ من ہے اور ہم پچھلے سال تک نوے ہزار من فراہم کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں مکئی کے بیج کی سالانہ ضرورت دو لاکھ من ہے لیکن ہم گذشتہ سال تک محض بیس ہزار من بیج فراہم کرنے کی کوشش کی حد تک کر سکے ہیں ۔ یہی نہیں کہ فضا سازگار نہیں ہے صورت یہ ہے کہ اب تک پوری کوشش کے باوجود محض چھ سیڈ فارم صوبے میں بنائے جا سکے ہیں ۔

Mr. Speaker :- How is that discussion relevant.

I don't want to be impatient and don't want to give that impression.

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ تین سال کی بہترین کوششوں کے باوجود چونکہ حالات سازگار نہیں ہیں .....

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی ساری تقریر اصل میں Creation of the Corporation کو justify کر رہی ہے

Probably you are not appreciating it. All that has been said within the last half an hour was said actually in favour of the Corporation and not against it.

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک کارپوریشن پہلے ہی موجود ہے ۔

Mr. Speaker :- And all that Corporation has not been able to do.

سید ثابش الوری ۔ یا تو جناب والا وہ یہ کہنے کے لیے تیار ہوں کہ ہم زرعی کارپوریشن کے ذریعے ان مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں تو پھر اس کا دائرہ مختلف ہو جائے گا ۔ جناب والا ۔ ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم انتہائی کامیابی کے ساتھ انتہائی مفید لائحہ عمل کے ساتھ اپنے خود مختار اداروں کو چلا رہے ہیں اور میں یہ ثابت کر رہا ہوں کہ یہ خود مختار ادارے... ...

Mr. Speaker :- That I can't permit.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ۔

Mr. Speaker :- I only permit discussion over the present bill.

اس طرح تو نہیں ہے پھر کوئی روڈ ٹرانسپورٹ پر آ جائے گا پھر کوئی اور دوسری بات آ جائے گی

Just a reference may be all right but not that detailed discussion. I have to put a limit on the discussion.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ نئی کارپوریشن کے قیام کا جواز نہیں ہے اس لیے کہ نئی کارپوریشن نئے مقاصد کی تکمیل نہیں کر سکتی جب کہ صوبے کے پیداواری وسائل جو صوبے میں موجود ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ اگر یہ کہا جائے کہ قانون میں ایسی گنجائش موجود نہیں ہے کہ یہ کارپوریشن اپنا کام سرانجام نہیں دے سکتی تو یہ بات زیر بحث آ سکتی ہے اب یہ anticipate کرنا کہ اس کی کارکردگی نہیں ہو سکے گی اگر تو قانون کے اندر اس بل میں سے کوئی بات نکلتی ہو تو اس پر بحث کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے ۔ لیکن اس بات کی anticipation کہ وہ anticipate کیا کر سکے گی کیا ہوگا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ relevant نہیں ہو سکتا اور اس پر بحث کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئیے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ میری گزارش اس سلسلے میں یہ ہے کہ اگر ہم یہ عرض کریں کہ اس قسم کی ایک کارپوریشن پہلے ہی موجود ہے جو ان مقاصد کو حاصل نہیں کر سکی تو ہم یہ دریافت کرنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ استفسار کریں کہ یہ نئی کارپوریشن اپنے ان مقاصد کو کیسے حاصل کر سکے گی ۔ اس لیے فاضل رکن تابش الوری صاحب کا یہ نقطہ صحیح ہے کہ موجودہ حالات میں جو آپ کی اقتصادی حالت ہے اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک دوسری کارپوریشن ان مقصد کو کیسے حاصل کر سکتی ہے ۔

وزیر قانون ۔ سید تابش الوری صاحب تو فرما رہے تھے کہ غیر ملکوں سے قرضے لے رہے ہیں یہ کر رہے ہیں وہ کر رہے ہیں .....

Mr. Speaker : Please don't repeat his speech. I have actually more than once pointed it out to the Hon'le Member.

چوھدری طالب حسین ۔ جب وزیر قانون یا وزیر متعلقہ بل کو پیش کرتے وقت ان کے اغراض ومقاصد پر کوئی روشنی ڈالیں تو ہمارے لیے سوائے اس کے کہ ہم مفروضوں پر بحث کریں اور کیا ہو سکتا ہے ، اب قرضوں کی بات انہوں نے کی ہے اگر آپ بل کے اغراض ومقاصد پر بات نہ کریں .....

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے تقریر نہیں کرنی .؟

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ ضرور کریں گے لیکن پہلے تو آپ گیارہ بجے چائے کے لیے وقفہ کر دیا کرتے تھے آج ساڑھے گیارہ بج چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تابش صاحب کی تقریر کے بعد کر لیں گے اور پھر تابش صاحب کی تقریر بھی دلچسپ ہوتی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس کارپوریشن کے ذریعے نہ صرف یہ کہ ان مقاصد کی تکمیل ہو سکتی ہے جس کے لیے یہ کارپوریشن قائم کی جا رہے بلکہ میں یہ کہنے میں بھی حق بجانب ہوں کہ یہ ان شرائط کی بھی تکمیل نہیں کرتی جن کی پابندی کرتے ہوئے اس نئی کارپوریشن کے قیام کی ضرورت محسوس کی گئی ہے اور وہ پابندی یہ ہے کہ بیج کارپوریشن کو خالصتاً تجارتی بنیاد پر خودمختار ادارے کی حیثیت دی جائے ۔ جناب والا ۔ اس بل کا اگر مطالعہ کیا جائے تو محسوس ہوگا کہ یہ کارپوریشن کوئی آزاد اور خودمختار تجارتی ادارہ نہیں بلکہ ایک مکمل سرکاری محکمہ ہوگا ۔ جس کے چیئرمین وزیر ہیں اور جس کے ممبروں کی اکثریت صوبائی سیکرٹریوں پر مشتمل ہو گی ۔ جسے اپنے روزمرہ کے فرائض کے انجام دہی کے سلسلے میں بھی حکومت کی وقتاً فوقتاً ہدایت کا مسلسل محتاج رہنا ہوگا جسے اپنے رولز اور ریگولیشن بنانے اور ان پر عمل درآمد کرانے کےسلسلے میں بھی حکومت کے چشم و ابرو کے اشاروں کا بھی محتاج ہونا پڑے گا ۔ جسے اپنے ملازمین افسر یا مشیروں کی بھرتی کے سلسلے میں بھی حکومت کی منظوری لازماً لینا ہو گی ، جیسے اسے بجٹ کے سلسلے میں بھی حکومت اور حکومت کے سیکرٹریوں کے مشوروں اور ان کی حاضریوں

کا پابند رہنا ہوگا یہ کارپوریشن اس قدر بے اختیار کارپوریشن ہو گی جو ایک سرکاری محکمے کی حیثیت رکھے گی جو تجارتی بنیادوں کی بجائے سرکاری اور سیاسی بنیاد پر چلائی جائے گی ، اس کارپوریشن کو کسی طور پر حق حاصل ہوگا کہ وہ بین الاقوامی ضرورتوں اور تقاضوں کی تکمیل کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکے ۔ جناب والا ۔ اس لیے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اگر اس کارپوریشن کا قیام ضروری ہے تو اسے مختلف اداروں کی co-ordination کے ساتھ اس طور پر نئے سرے سے مرتب کرنا چاہیے کہ وہ نہ صرف اپنی بین الاقوامی ذمہ داریوں کو پورا کر سکے بلکہ صوبائی سطح پر اپنے حالات کے مطابق ایک طویل منصوبہ بندی کے ذریعے بیج کی افزائش تیاری اور تقسیم کی ذمہ داریوں کو احسن طور پر پورا کرنے کے قابل ہو سکے ۔ جناب والا ۔ یہ اس وقت ہوگا جب ہم اس بل پر نظرثانی کرتے ہوئے اس کارپوریشن کو خالصتاً تجارتی بنیادوں پر منظم کرتے ہوئے سرکاری اثرات سے زیادہ سے زیادہ آزاد کرنے کی کوشش کریں ۔ جب تک اسے خودمختاری ، آزادی اور تجارتی بنیاد پر کام کرنے کی گنجائش پیدا نہیں کی جائے گی اس وقت تک یہ کارپوریشن نہ اپنے مقاصد کو حاصل کر سکتی ہے نہ صوبائی سطح پر عوام کے لیے ان سہولتوں اور آسائشوں کو فراہم کرنے کا باعث بن سکتی ہے جن کی کسی نہ کسی حد تک ضرورت محسوس کی جاتی رہی ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی تعجب خیز ہے کہ یہ کارپوریشن خالصتاً ایک فنی ادارہ ہوگی ، اور ایسے ماہر افسروں کی خدمات اس کے لیے درکار ہوں گی جو بیج کی صنعت اور اس کی سائنس سے متعلق وسیع تجربہ رکھتے ہوں لیکن اس کارپوریشن کی سربراہی کے لیے مینجنگ ڈائریکٹر کا جو عہدہ رکھا گیا ہے جو منصب رکھا گیا ہے ، اس کے لیے امیدوار کی کوئی اہلیت نہیں رکھی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب ہم اس کلاز پر آئیں گے تو اس پر تفصیل سے بحث ہو جائے گی

سید ناہش الوری ۔ جناب والا ۔ بنیادی طور پر اس سے اس کی خودمختاری متاثر ہوتی ہے ، میں صرف حوالے کے طور پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مینجنگ ڈائریکٹر ..... ۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن سر ۔

جناب والا ۔ سید تابش الوری صاحب کے لیے کوئی ٹائم کی حد رکھی گئی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ نہیں اس میں کوئی حد نہیں ہوتی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جس مینجنگ ڈائریکٹر کے لیے جو کارپوریشن کا چیف ایگزیکٹیو ہوگا ، کوئی اہلیت متعین نہیں کوئی لیاقت اور تجربے کا معیار نہیں رکھا گیا اور اسے ملازمت کا کوئی تحفظ فراہم نہیں کیا گیا ۔ پھر وہ کس طرح اس کارپوریشن کو آزادانہ اور خودمختارانہ طور پر ان مقاصد کی تکمیل کے لیے آگے بڑھا سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ اس بل کو میری گزارشات اور صوبے کے حالات و واقعات کے پیش نظر رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کرایا جانا چاہیے تاکہ زرعی شعبوں سے متعلق ماہرین اور کاشت کاروں اور زمینداروں کے نمائندہ افراد اپنے تجربات اور ضروریات کی روشنی میں اس کارپوریشن کے اغراض و مقاصد اور طریقہ کار سے متعلق تجاویز پیش کر سکیں ورنہ اگر موجودہ صورت میں اس بل کو محض اکثریت کی بنیاد پر منظور کرانے کی کوشش کی گئی اور رائے عامہ کو اعتماد میں نہ لیا گیا ۔ تو میرا یہ اندیشہ غلط نہیں کہ ہم اس نئی کارپوریشن کے ذریعہ سے اپنے صوبے کو قرضوں کے ایک بھیانک جال میں پھنسا دینگے ۔ اور صوبائی سطح پر مالی اخراجات میں اضافہ کر لیں گے ۔ اور اس سے دوسرے شعبوں میں بلکہ زراعت کے شعبوں میں ترقیاتی منصوبوں کی رفتار متاثر ہو گی ۔ جناب والا ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ چونکہ اس وقت بیج کے متعلق سیڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ ۔ سیڈ سرٹیفیکیشن ڈیپارٹمنٹ ۔ ایگریکلچر سپلائیز اینڈ ڈیولپمنٹ کارپوریشن پہلے ہی سے موجود ہیں ۔ اس لیے ان کے درمیان رابطہ قائم نہ ہوگا ۔ بلکہ ان میں ایک طرح کی رسہ کشی قائم ہو جائے گی اور اس سے ہمارے اس بنیادی مقصد اور منصوبے کو نقصان پہنچے گا ۔ اور آخری بات یہ ہے کہ کیونکہ ہمارے صوبے میں زرعی شعور کی وہ ذہنی سطح موجود نہ ہے اور سائنسی طور پر اور ٹیکنیکی اعتبار سے ہم ابھی تک اس معیار پر نہیں پہنچے ہیں کہ جہاں پر ہم دوسرے ترقی یافتہ ممالک کی طرح سے سائنسی انداز میں بیج تیار کر سکیں ۔ اس لیے ہمیں ایک طویل منصوبہ بندی کے ذریعہ سے مرحلہ وار ایک پروگرام بنا کر بیج کی ترقی ۔ افزائش ، تیاری اور تقسیم کا کام انجام دینا ہوگا ۔ ویسے ہمارا صوبہ ان ناقص تجربات کا اب مزید متحمل نہیں ہو سکتا ہے ۔ اس کے نتیجہ میں ہم نے محض مرکز کے اشاروں پر اپنی ضروریات

سے بے نیاز ہو کر ، اپنے وسائل سے لاتعلق ہو کر بے اختیاری اور بے بسی کے ساتھ ان ذمہ داریوں کو قبول کیا ہے ۔ جن کو قبول کرنے کی نہ تو اس ملک کو ضرورت ہے اور نہ ہی ہم میں ان کی استطاعت ہے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کے توسل سے اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہماری ترمیم کو قبول کرتے ہوئے اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرانے میں ہماری امداد کرے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے جو کل کے لیے دو سیشن کی تجویز کی ہے ۔ اس سلسلہ میں میں قائد حزب اختلاف سے بات کروں گا ۔

There shall be a tea break for 30 minutes and wh shall re-assemble at 12.15.

(The House then adjourned for tea break).

(چائے کے وقفے کے بعد جناب سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ (فاضل رکن تشریف نہ رکھتے تھے) ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ، قبل اس کے کہ میری تقریر کے دوران relevant یا irrelevant کا مسئلہ چھڑ جائے ، میں اپنی بحث کو چار پانچ موضوعات تک محدود رکھنا چاہتا ہوں ۔ نمبر ایک ، کیا اس نئے ادارے ، سیڈ کارپوریشن کا قیام ان زرعی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے جو اس بل میں دبئے گئے ہیں ، ضروری ہے ؟ نمبر دو ، کیا اس سیڈ کارپوریشن کو تفویض کیے گئے فرائض و اقدامات حکومت پنجاب کسی اور دیگر ادارے سے بھی حاصل کر سکتی ہے یا نہیں ؟ نمبر تین ، کیا صوبہ پنجاب کے زرعی ، مشینی اور مالی حالات اس نئے ادارے کی تشکیل کی اجازت دے سکتے ہیں ؟ نمبر چار ، کیا یہ نیا ادارہ اپنی مقصدیت اور ہیئت ترکیبی اور تعلیم و تربیت کے لحاظ سے موجودہ حالات میں ہماری زرعی زندگی میں وہ انقلابی کردار ادا کر سکتا ہے جس کا تقاضا آج کا کسان اور کاشتکار کر سکتا ہے ۔ جناب سپیکر ، ان موضوعات تک اور مفروضات تک میں اپنے آپ کو محدود رکھنے کی کوشش کروں گا ۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میری بحث انہی موضوعات تک محدود ہو گی ۔ جناب والا ، کوئی بھی حکومت جو اپنے عوام کی بھلائی چاہتی ہے ، جو انسانی

یا قومی زندگی کے کسی پہلو کی ، زرعی ، تعلیمی ، قانونی ، کسی بھی انسانی پہلو کی یا معاشرے کے کسی بھی پہلو کی بہتری کے لیے ، اس میں جدت پیدا کرنے ، اس کو نئے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے کوئی بھی باشعور حکومت قانون بناتی ہے اور قانون فلسفے کے لحاظ سے ، اپنی تعریف کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو اگر وہ کسی معاشرے کے سماجی ، تاریخی ، تعلیمی ، تقاضے پورے نہ کرے اور وہ قانون محض مخصوص سیاسی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے بنایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ حکومت نہ عوام کے مفادات کی نگران کہلائی جا سکتی ہے اور نہ وہ حکومت اس قابل ہے کہ وہ زیادہ دیر تک عوام کے مفادات .....

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے پہلے تمہید تو بڑی اچھی باندھی تھی ، اب آپ کون سی تقریر پر چلے گئے ؟ بل پر بات کریں ، ذرا حکومت کو تھوڑا سا بھول جائیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں نے پیپلز پارٹی کی حکومت کا نام نہیں لیا ۔ میں academic way سے بحث کر رہا ہوں ۔

Mr. Speaker : Let us discuss the present Bill.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ Present Bill پر میں آ رہا رہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آ ہی جائیے تو مہربانی ہے ۔ پہلے آپ سے دو مقررین بول چکے ہیں ۔ اس لیے انٹروڈکشن کی بھی لمبی چوڑی ضرورت نہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میں عرض کرتا ہوں ۔ اگر اس سیڈ کارپوریشن کے قیام سے پنجاب کی زراعت میں انقلاب آ سکتا ہے یا پنجاب کی موجودہ زرعی اور معاشی پالیسی کو آپ جدید زرعی تقاضوں کے مطابق لانا چاہتے ہیں ، پھر تو یہ ٹھیک ہے ۔ لیکن اگر وہ مقاصد اور وہ ضروریات جو آپ اس بل اور قانون کے ذریعے اس نئے ادارے کو تشکیل دے کر حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ تو اس کے بغیر بھی حاصل ہوسکے یا اس ادارے کے علاوہ حکومت پنجاب کے پاس یا اس کے زیر اہتمام ادارے ہوں یا ایک ادارہ ہو جس سے یہ مقاصد حاصل ہوسکتے ہوں تو میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے موجودہ معاشی اور مالی حالات کے تحت ایسا کوئی ادارہ قائم کیا جائے اگر کیا جائے تو کیا کیا جائے یہ بنیادی طور پر میں نے بحث کو آگے

لے جانے کے لیے یہ دو نکات اٹھائے ہیں ۔ سب سے پہلے جو مقاصد اس بل میں دیئے گئے ہیں کہ procurement of seeds, seed certificate, distribution اور بیج کے سلسلے میں کاشتکار کے لیے guidance اور پھر اس ادارے کو جو powers دی گئی ہیں جو وہ مقاصد اور اقدامات ہیں جو اس کے ذمے لگائے گئے ہیں اگر بغور آپ ان کا مطالعہ کریں تو آپ ایک ہی نتیجے پر پہنچیں گے کہ یا تو حکومت کو قانون سازی کا شوق ہے کہ حکومت ایک قانون بنا رہی ہے ایک محکمہ قائم کر رہی ہے اور اس میں بہترین مقاصد لکھ دیئے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔ آپ بل کے متعلق بھی کوئی بات کریں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب میں بل پر ہی آ رہا ہوں ۔ جناب سپیکر اس طرح سے آپ مجھے interrupt نہ کریں میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔

وزیر قانون ۔ جناب ان کو بات کر لینے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیکھیے وزیر قانون بھی آپ کے لیے رعایت مانگ رہے ہیں کیا بات ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ بات یہ ہے کہ وزیر قانون چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے اگر صحیح بات کی طرف ان کی توجہ دلائی جائے تو یہ اس پر غور کر سکیں مگر آپ اس موڈ میں نہیں ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ آپ میرے لیے ذرا تحمل سے کام لیا کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو بڑے تحمل سے کام لیتا ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ بیج کارپوریشن کے بل کی اہمیت کو آپ پہچاننے کی کوشش کریں صوبہ پنجاب کی زرعی معیشت پر اس کا جو تاثر اس کے جو اثرات اور اس کے جو نتائج مرتب ہوں گے وہ ہر طریقے سے اور پورے طریقے سے ہماری زرعی معیشت پر اثر انداز ہوں گے آپ ایک بیج کے لفظ کو دیکھ کر اس کو ایک کمتر بل خیال نہ کریں ۔ میرا خیال ہے کہ آپ ذہنی طور پر سمجھتے ہیں کہ یہ سیڈ کا بل ہے تو اسی تک آپ محدود رہیں اس سے پیدا ہونے والے نتائج اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کچھ ایسے ہیں کہ جن سے کسان اور کاشتکار کی زندگی براہ راست اور بالواسطہ طور پر متاثر ہو سکتی ہے ۔ اس لیے میں نہایت دقیق اور وسیع طریقے سے اس بل پر بحث کرنا

چاہتا ہوں ۔ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ ادارہ جن مقاصد کے لیے قائم کیا گیا ہے اگر اس ادارے کو قائم کرنے کے بغیر حکومت پنجاب کے پاس ایسے ادارے موجود ہوں جو کہ انہی مقاصد اور مفادات کو زرعی نقطہ نظر سے حاصل کر سکتے ہوں تو پھر یہ ادارہ قائم کرنے کا کیا مقصد ہے ۔ اس لیے میں اس پر بحث کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب سپیکر ۔ بنیادی طور پر اس فیلڈ کے لیے زراعت کی فیلڈ کے لیے محکمہ زراعت قائم ہے اس کی آپ ڈیوٹیاں دیکھ لیں اس کا دائرہ عمل اور اس کے دائرہ کار کا آپ مطالعہ کریں تو میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ یہ علیحدہ بات ہے کہ صوبائی حکومت اپنے انقلابی نعروں کے باوجود اپنی سوشلسٹ معیشت کا بار بار دعویٰ کرنے کے باوجود اس میں ناکام ہے اور ذہنی طور پر اس قابل نہیں ہے ۔ اس کی تمام تر اصلاحات آپ دیکھیں زرعی شعبے میں دیکھیں ۔ صنعتی شعبے میں دیکھیں .....

مسٹر سپیکر ۔ پھر آپ کہیں گے کہ آپ نے مجھے ٹوک دیا ہے

The policies of the Government as such are not under discussion but the principles, of the bill are under discussion. The Government, or the Ministers or the Opposition or the public, or the Administration may not be relevant. The only thing relevant is the principles of the present bill.

مسٹر قدر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ نئے قانون نئے محکمے آپ اس لیے بنا رہے ہیں کہ پہلے آپ کے پاس محکمہ زراعت ہے ایگریکلچر ڈیویلپمنٹ سپلائیز کارپوریشن ہے چونکہ آپ لوگوں کو پلاننگ کرنی نہیں آتی اس لیے کہ یہ لکیر کے فقیر ہیں وہی رجعت پسندی اور قدامت پسندی ان میں ہے جو کہ سابقہ حکومتوں میں تھی ۔ ان میں کوئی جدت فکر نہیں ہے ان کا کوئی نیا طرز عمل نہیں ہے اس لیے پہلے سے موجود جو محکمے ہیں ان کو نئے تقاضوں کے مطابق اس میں یہ مزید جدت پیدا نہیں کر سکتے ۔ اس میں یہ کوئی انقلابی قسم کی تبدیلی نہیں لا سکتے اس لیے کہ یہ پہلی حکومتوں کی طرح اسی قدامت پسندی کا ذہن اور بورژوا ذہن اس حکومت اور اس پارٹی پر مجموعی طور پر چھایا ہوا ہے اس کے پیش نظر یہ بغیر سوچے سمجھے نئے محکمے کا اعلان کر دیتے ہیں نئے قانون کا اعلان کر دیتے ہیں اس میں مقاصد بہترین ہوتے ہیں اس میں بہترین قومی مفاد

ضرور ہوتا ہے لیکن زراعت کے لیے سیڈ کارپوریشن کے ریفرینس سے یہ قومی مفاد حاصل نہیں کر سکتے میں کہتا ہوں کہ اس کے علاوہ آپ صنعتی شعبے کی کارکردگی کا مطالعہ کیجیئے ۔ تعلیم کے میدان میں ان کی کارکردگی کا مطالعہ کیجیئے .....

مسٹر سپیکر ۔ پھر آپ ادھر چلے گئے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ بڑی صاف سی بات ہے کہ جب ان کی منصوبہ بندی غلط ہو اس میں قدامت پسندی ہو .....

مسٹر سپیکر ۔ دیکھیئے آپ نے generally یہ بات کہہ لی ہے اب ایک بات ہو گئی

I can not permit you to discuss the industerial policy of the Government.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میں اس سے آگے چلتا ہوں جناب سپیکر ۔ آپ بل کو اچھے طریقے سے دیکھیں میں کہتا ہوں کہ ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ سپلائیز کارپوریشن میں کیا کمی ہے ۔ جناب سید تابش الوری نے یہ بات کہی تھی میں اس سے مختلف طریقے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سا عملہ ہے جس میں آفیسرز بھی ہیں اور ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ سپلائیز کارپوریشن کا قیام پندرہ سال سے چلا آ رہا ہے ۔ اس کے بعد انہوں نے پنجاب کی جو زرعی معیشت ہے اس کے لیے کام کیا ہے ۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ناکام ہے یا کامیاب ۔ میں کہتا ہوں اور میں ایماندارانہ طریقے سے آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ کہہ رہا ہوں کہ سمجھ نہیں آ رہی کہ جب وہ ادارہ آپ کے پاس موجود ہے تو یہ چند مقاصد جن کے لیے سیڈ کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے آپ اس کو کیوں استعمال نہیں کرتے اس میں آپ جدت کیوں پیدا نہیں کرتے اس میں آپ تبدیلی پیدا کیوں نہیں کرتے کیا وہ certification of seed نہیں کر سکتے وہ سیڈ کی ڈسٹری بیوشن نہیں کر سکتے کیا وہ procurement نہیں کر سکتے ؟ وہ ادارہ سب کچھ کر سکتا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اگر کوئی عوامی حکومت ہوتی اگر وہ عوام کے لیے قائم ہوئی ہوتی اور عوام کے لیے زندہ رہنا چاہتی تو میں یہ بات ایماندارانہ طریقے سے کہتا ہوں کہ وہ ایسے ہتھکنڈے استعمال نہ کرتی اور اپنے سیاسی مفادات کے لیے ایسے اقدامات کرتی اور یقیناً موجودہ حالات میں پاکستان کے مالی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے

پاکستان کی تاریخ اور سیاسی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے نہ اے ڈی سی کا قیام عمل میں آتا نہ سیڈ کارپوریشن کا آتا بلکہ محکمہ زراعت سے ہی ہم تمام وہ مقاصد اور مفادات حاصل کر سکتے تھے جو کہ اسی ایک کارپوویشن کے ذریعے یا اے ڈی سی کے ذریعے مختلف حکومتوں نے حاصل کرنے کی کوشش کی بات یہ ہے کہ ان محکموں کو سابقہ حکومتوں کے دور میں اسی لیے رد کیا گیا تھا کہ ان کی کارکردگی اچھی نہیں تھی ان کی حکمت عملی اچھی نہیں تھی ان کی منصوبہ بندی غلط تھی ذاتی اغراض پر ہمیشہ زیادہ کام کیا جاتا تھا۔ ملک گیر اور مجموعی مقاصد ان کے سامنے نہیں تھے۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر نذر حسین منصور پھر آپ وہیں چلے گئے آپ کیا کر رہے ہیں۔

I hope that you will not give me another opportunity to interfere in your speech.

مسٹر نذر حسین منصور۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ بدستور جس طریقے سے محکمہ زراعت کی نگرانی اور اس کا جو دائرہ کار ہے اور اس کی جو کارکردگی ہے اس میں جس طریقے سے خرابیاں ہیں اس کا عملہ جو ہے وہاں کے سیکرٹری سے لے کر فیلڈ اسسٹنٹ تک کی جو کارکردگی ہے ان کا جو دائرہ کار ہے جو ان کے فرائض منصبی ہیں جس دن سے یہ محکمہ بنایا گیا تھا آج تک ان میں کوئی نہایت اہم اور وقتی تقاضوں کے مطابق کوئی تبدیلی نہیں لائی گئی چونکہ وہ محکمہ 1947ء میں قائم ہوا تھا پیپلز پارٹی کی حکومت کے آنے سے پہلے بھی اس میں فرسودگی تھی اس میں نااہلی تھی میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت کے دوران یہ جو انقلابی دعوے کرتے تھے یہ ان تقاضوں کو پورا کرنے کے بلند بانگ دعوے کرتے تھے نئی زندگی دینے کے یہ ہمارے ساتھ وعدے کرتے رہے ہیں میں کہتا ہوں کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ اگر وہ لوگ نااہل تھے رجعت پسند تھے تو آپ نے اپنے چار سالہ دور میں کیا کیا ہے؟ اگر آپ کے چار سالہ دور کا مطالعہ کیا جائے تو محکمہ زراعت میں وہی نااہلی وہی فرسودگی کہ جو آج سے بہت عرصہ پہلے تھی۔

Mr. Speaker : Mr. Mansoor, may I request you to resume your seat.

مسٹر نذر حسین منصور۔ یہ بات بڑی صاف ہے جناب سپیکر۔ کہ محکمہ

زراعت سے ہی یہ کام لے سکتے تھے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلی حکومتوں کے دور میں اگر اس محکمہ نے کار ہائے نمایاں سرانجام نہیں دیے تو ان کو برسر اقتدار آئے ہوئے بھی چار سال گزر چکے ہیں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت نے اس محکمے کی ترقی و کامیابی کے لیے یا اس کو ترقی یافتہ شکل میں لانے کے لیے کون سے اقدامات کیے ہیں تو کیا یہ بات irrelevant ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بجٹ سیشن تو نہیں ہے ۔

The Budget Session will be held and you will get the opportunity to talk about all that.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا۔ اگر محکمہ زراعت کی کارکردگی ہی اچھی ہوتی تو اس لئے محکمے کے کھولنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو بجٹ میں اس بات کا موقع مل جائے گا ۔

Budget is coming and you will get an opportunity to talk about it.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ اس کے بعد جناب والا میں بل کے متعلق عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس بل میں کہا گیا ہے کہ کارپوریشن کوئی بھی زمین اس سلسلے میں حاصل کر سکتی ہے اور اس کے علاوہ lease پر اپنے کی پاور بھی حاصل ہے ۔ اور یہ جو کارپوریشن کی پاورز ہیں ان سے متعلق ایک کلاز بھی ہے اور میں یہ بات اسمبلی کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ سب کچھ مذموم سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے اور یہ قانون سازی محض اس لیے کی جا رہی ہے تا کہ حکومت اسے بھی سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کر سکے ۔ جناب والا۔ کل کارپورشن اپنے مقاصد کے لیے خاکوانی صاحب کی زمین حاصل کرے گی ۔ پرسوں کسی اور کی جسطرح مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی زمین قرق کر لی گئی ہے ۔ اس طرح خاکوانی صاحب کی زمین کے متعلق بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ زمین کارپوریشن کے لیے بڑی اچھی ہے اور ٹریکٹر بھی موجود ہیں لہذا یہیں کارپوریشن بنا لی جائے ۔ میں یہ بات ریکارڈ پر رکھنا چاہتا ہوں تا کہ حکومت کے حربوں کے متعلق عوام کو علم ہو سکے ۔ اس کے علاوہ جناب والا۔ دوسری طرف اس کارپوریشن کے مقاصد کو غلط طریقہ سے بھی استعمال کیا جائے گا ۔

چودھری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ کیا مسٹر نذر حسین منصور صاحب موچی دروازے میں تقریر کر رہے ہیں ۔ ؟

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ اگر موچی دروازے میں تقریر ہو جائے تو اب یہ باقی تقریروں کا سلسلہ ہی ختم ہوجاتا ۔ جناب سپیکر ہم تو موچی دروازے میں تقریر کرنے کے لیے ترستے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ موچی دروازہ تو بڑی اونچی جگہ ہے ۔ مجھے اس بات پر بڑا فخر ہے کہ میں اس علاقے کی نمائندگی کرتا ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر اب میں اصل بل طرف بڑی تیزی سے آتا ہوں ۔ جناب۔ والا آپ اس بات پر غور کریں جو بورڈ بنایا گیا ہے اس کے ممبر کون ہونگے ۔؟ سیکریٹری ڈویلپمنٹ ، سیکریٹری فنانس ، جناب والا۔ ایماندارانہ طریقے سے اگر غور کیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ پنجاب حکومت پر اس قدر نوکر شاہی کا خوف مسلط ہو چکا ہے کہ یہ احساس کمتری اور جوڑ توڑ میں لگ گئے ہیں ۔ میرے تو خیال میں ان کی کرسی بھی نوکر شاہی کی زد سے باہر نہیں ہے ۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو بتائیں جب بورڈ کا چیئرمین منسٹر ہوگا تو پھر کوئی ممبر جو پبلک سیکٹر سے لیا جائے گا اس کو حکومت کیوں نامزد کرے گی ۔ جب چیئرمین وزیر ہے تو کسی ممبر کو نکالنے کے لیے حکومت کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے ۔ میں جناب والا اس قسم کے ابہام کی مکمل طور پر مخالفت کرتا ہوں ۔ جناب والا میں تو یہ کہوں گا کہ یہ حکومت اور خاص طور پر پنجاب کی حکومت لکیر کی فقیر ہے ۔ اگاس حکومت میں کوئی ایسی صلاحیت مجھے نظر نہیں آئی کہ کوئی اچھی قانون سازی یہ حکومت پیش کر سکے ۔ جناب والا ان میں حد درجے کی احساس کمتری ہے ۔ اس کے بعد آخر میں میں ایک گذارش یہ کروں گا کہ فصل اچھی اگانے کے لیے بیج کارپوریشن اچھے بیج مہیا کرے گی ۔ اور ان مقاصد کو پورا کرنے کے لیے ایسے اداروں کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے ۔ اور اس بات کا تعلق براہ راست کاشت کار سے ہے اور ہر کسان کاشت کار زمیندار یہ چاہتا ہے کہ اسے بہترین بیج ملے اور فصل اچھی ہو لیکن جناب والا میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ بہترین فصل کے لیے بہترین بیج کے ساتھ ساتھ اچھا پانی ، اچھی زمین بھی ضروری ہے ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کرم کش ادویات بھی لازمی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کہاں پہنچ گئے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا۔ میں relevant ہوں جب بیج کی بات ہوگی تو پانی کی بات بھی ہو گی اور کھاد کی بات بھی ہو سکتی ہے ، زمین کی بات بھی ہو سکتی ہے ۔ کیونکہ اگر زمین سیم یا تھور والی ہے تو بیج اگر اچھا بھی ہوگا تو فصل اچھی نہیں ہو گی ۔ تو اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں بیج کارپوریشن کی ضرورت محسوس کی گئی ہے وہاں پانی اور دوسرے عناصر کے لیے بھی اتنی اہمیت ہونی چاہیے ۔ جب آپ نے پنجاب ایگریکلچر سپلائی کارپوریشن ۔ اور بیج کارپوریشن بنائی تو پھر پنجاب ریکلیمیشن یا پنجاب کی water-logging کو ختم کرنے کا نظام بھی آپ کو لانا پڑے گا ۔

Mr. Speaker : Don't carry that joke too far. Please keep a limit on your speech.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا محکمہ زراعت بھی قائم ہے ... .

Mr. Speaker : But only the Bill is under consideration and not the water logging and salinity.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا میں پھر بیٹھ جاتا ہوں یا پھر میری گذارش سن لیں ۔ یا تو آپ یہ کہیں کہ بیج کا زمین اور پانی سے تعلق نہیں ہے پھر تو میں ہوا اور آسمان سے اس کا تعلق جوڑتا ہوں ۔ جب پنجاب ایگریکلچر ڈویلپمنٹ کارپوریشن موجود ہے اور بیج کارپوریشن بنائی جا رہی ہے تو اس طرح پھر آب پاشی کا محکمہ بھی ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ معلوم ہوتا ہے آپ کو واقعات کا پتہ نہیں ہے ۔

There is a body by the name of WAPDA and that exist in the country.

یہ آپ آج کس قسم کی تقریر کر رہے ہیں ۔ معلوم نہیں کیا انداز ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ بہر حال آپ کو جو انداز پسند ہے میں وہی اختیار کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ویسے تو آپ کی تقریر مجھے اکثر پسند آتی ہے ۔ آج معلوم نہیں آپ کیا کر رہے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب جو انداز آپ کو پسند ہے اب میں وہی اختیار کر لیتا ہوں لیکن اس انداز سے بھی جب میں تنقید کروں گا تو آپ

پسند نہیں کریں گے ۔ اور اس کا نتیجہ بھی یہی ہوگا جو آپ غلط سمجھ رہے ہیں ۔ میں ایک بات کہتا ہوں اس کا جواب اگر وزیر صاحب دے دیں کہ یہ غلط ہے تو بات ہے ورنہ اسمبلی کے ریکارڈ پر یہ بات رہے گی جناب والا میں یہ بات بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس بل کو بھی حکومت اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرے گی ۔ اور میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ زراعت کارپوریشن کے ہوتے ہوئے جو مقاصد آپ نے اس میں رکھے ہیں وہ مالی اور سیاسی فائدے کے سوا اور کچھ نہیں ۔ جناب والا میں اس بات کی تائید کروں گا کہ اس کے مقاصد اچھے ہیں یہ زرعی معیشت میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں ہم ان مقاصد سے انحراف نہیں کر سکتے لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ اسطرح ہی ہے جس طرح اسمبلی کی عمارت تو خوبصورت ہے اس کے ہال تو بہت ہیں لیکن اس میں بیٹھنے والے اور اسمبلی میں کردار ادا کرنے والے لوگوں کو بھی دیکھنا پڑتا ہے اسی طرح سے جناب والا اگر بل کے مقاصد بہترین ہیں تو یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کے تحت قائم ہونے والے شعبے ، ادارے ، محکمے اور اس کی کارکردگی اس کو چلانے اور اس کو implement کرنے والی حکومت کا کردار جو ہے وہ اسمبلی کی عمارت کی جو میں نے مثال دی ہے اس جیسا خوبصورت ہونا ضروری نہیں ہے ۔ اس لیے مقاصد کی بات نہ کریں ۔ ہم اس پر بحث نہیں کرتے ہیں ۔ ان کے مقاصد بہترین ہونگے ۔ یہ مقاصد اگر اس ادارے نے پورے کر دیئے ہیں تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ پنجاب کی زرعی معیشت کی بحالی ہو جائے گی ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جب پہلے دو محکمے قائم ہیں ۔ ان کے ہوتے ہوئے یہ مقاصد پورے ہو سکتے ہیں یا نہیں ۔ دوسرے یہ کہ ان کی کارکردگی کو بہتر بنا دیا جائے تو کیا یہ مقاصد پورے ہو سکتے ہیں ۔ تیسرے یہ کہ حکومت یہ گارنٹی دے کہ پولیٹیکل وجوہ کی بناء پر کسی شخص کا فارم یا زمین حاصل نہیں کی جائے گی ۔ اس ادارے کے پاس اور بھی زمینیں ہیں جو کہ انہوں نے لیز پر ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو دے رکھی ہیں ۔ ہمارے گاؤں میں بھی 3206 ایکڑ ہے جو کہ گورنمنٹ نے لیز پر دی ہوئی ہے ۔ اگر حکومت اس بل کے ذریعہ سے سیاسی وجوہ پر کسی شہری کی زمین یا وقف کو لینے کی کوشش کرے ۔ تو آپ اپنے دعوے میں غلط ہیں اور اس کا آپ جواب بھی دینگے ۔ اس سلسلہ میں بھی حکومت ہمیں ایک گارنٹی دے کہ اس کارپوریشن کا یہ مقصد نہیں ہے ۔ ن الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا

کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ یہ بل جو کہ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں ہمیں موجودہ سیاسی ساجی ، تاریخی ، اور طبقاتی پس منظر میں بھی جانا ہوگا ۔ یہاں بڑے زور سے کہا جاتا ہے کہ تھرڈ ورلڈ کے ممالک کو اکٹھا ہونا چاہیے ۔ پاکستان ایک غریب ملک ہے اور اس کو غریب ملکوں کا ساتھ دینا چاہیے ۔ میں اس تاریخی پس منظر کو پیش نظر رکھ کر اس بل پر بحث کروں گا ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ وقت ختم ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں جی وقت کہاں ختم ہے ۔ ڈیڑھ بجے تک تو وقت ویسے شاید دو بجے تک سیشن چلے گا کیونکہ آج یہ ہاؤس آدھ گھنٹہ لیٹ ساڑھے آٹھ بجے شروع ہوا ۔ کنڈرگارٹن سکول والی بات نہ کریں کہ ساڑھے آٹھ بجے بچے آئے اور بارہ بجے چھٹی ہو گئی ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ پاکستان ایک غریب ملک ہے ۔ اس لیے ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ یہ اس قسم کی عیاشی کا متحمل ہو سکتا ہے ؟ یہ بات ہماری سمجھ میں آ سکتی ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں ایسے بے شمار ادارے ہیں جو کہ ان کی ضرورتوں کے مطابق ہیں ۔ لیکن پاکستان ایک غریب ملک ہے غربت کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ہمارا تعلق تھرڈ ورلڈ سے ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان استحصالی طبقوں کو ابھی تک ختم نہیں کیا ہے جس کا دعویٰ برسر اقتدار پارٹی نے 1970ء میں کیا تھا ۔ میں نے ضمناً یہ بات کہی ہے ۔ اس لیے کہ ”کوا چلا ہنس کی چال ، اپنی چال بھی بھول گیا ۔ امریکہ ، فرانس اور انگلینڈ میں ایسی سیڈ کارپوریشنیں موجود ہیں ۔ لیکن آپ امریکہ فرانس اور انگلینڈ میں نہیں ہیں ۔ اتنے لمبے چوڑے سٹاف کا پاکستان جیسا ملک اور پنجاب جیسا صوبہ اس عیاشی کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے .....

مسٹر غلام قادر ۔ جناب والا ۔ یہ سیڈ کارپوریشن ہے کوئی آرٹ کونسل ہال تو نہیں کھولا جا رہا .....

مسٹر سپیکر ۔ آرٹ کونسل ہال ، آپ کے خیال میں عیاشی کا اڈا ہے ؟

I do not think that the member would agree with you.

مسٹر رؤف طاہر ۔ مجھے تو پتہ نہیں ہے کہ آرٹ کونسل ہال کیا چیز ہے یہ سوال اگر فاضل ممبر وزیر اعلیٰ سے یا کسی مرکزی حکومت والے سے پوچھتے تو انہیں جواب مل جاتا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طریقہ سے پہلے سے قائم شدہ ادارے جو ہیں ان میں ان مقاصد کی تکمیل کے لیے ایک سیل بنایا جا سکتا ہے ۔ جو مقاصد اس بل میں پیش کئے گئے ہیں ان کو حاصل کرنے کے لیے ایگریکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائی کارپوریشن میں فلاں سیل جو ہے وہ ان مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اپنے فرائض سرانجام دے گا ۔ لیکن آپ دیکھیں گے کہ پاکستان میں تمام علاقے صرف شادمان کالونی جیسے نہیں ہیں اس میں غریب لوگ بھی بستے ہیں ۔ اور انہیں کے سرمایہ سے اتنے بڑے عملہ کو اس سفید ہاتھی کو ، اس کارپوریشن کو قائم کیا جائے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان ایک غریب ملک ہے اور اس کی غربت کی ذمہ داری اس بات پر نہیں بلکہ اس کی ذمہ داری اس ملک کے برسر اقتدار طبقہ پر ہے ۔ اس کی ذمہ داری اس بات پر نہیں ہے کہ یہ تھرڈ ورلڈ سے تعلق رکھتا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ یہ جانتے ہیں کہ بغیر بیرونی امداد کے ادارے قائم کرنے کا جواز جو کہ پہلے اجلاس میں پیش کیا گیا تھا ۔ اس میں آپ کو کئی ممالک کی مثالیں اپنے رکھنی پڑی ہیں ۔ جنہوں نے اپنے بل بوتے پر غیر ملکی قرضوں کے آپنی معیشت اور زراعت کو ترقی دی ہے اور میں سمجھتا ہوں ۔ اس طریقہ سے اس کارپوریشن کا قائم کرنا پاکستان اور پنجاب کے عوام جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے اس سرمایہ کو اس طریقہ سے ضائع کرنا اور اتنے بڑے محکمہ کو قائم کرنا فضول ہے ۔ آپ پہلے سے قائم کردہ محکموں کی کارکردگی کو درست کر لیتے تو آج آپ کو اس کارپوریشن کی ضرورت محسوس نہ ہوتی ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کریں ..... گنتی کی گئی ..... چونکہ کورم پورا نہیں ہے اس لیے گھنٹی بجائی جائے ..... گھنٹیاں بجائی گئیں ..... کورم پورا نہیں ہے ۔

The House is adjourned and it shall reassemble tomorrow at 8.00 A.M.

(اسمبلی کا اجلاس 2 جون 1976ء بروز بدھ آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

بدھ ۔ 2 جون 1976ء

(چہار شنبہ ۔ 3 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

پ ۳ ۔ س ۲ ۔ رکوع ۴ ۔ آیات ۲۶۳ و ۲۶۴

نرم بات کہہ دینی اور بے ادبی سے درگزر کر دینا بہتر ہے اس سے کہ جس خیرات و صدقات کے بعد لینے والے کو احسان جتا کر اذیت پہنچائی جائے اور اللہ تو بے پرواہ اور بردبار ہے اے ایمان والو! اپنے صدقات ضائع نہ کرو۔ احسان جتا کر اور ایذا دے کر، اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کے دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کے مال کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برسے اور اس چٹان کو صاف کر ڈالے۔ اسی طرح دکھاوا کرنے والے لوگ اپنے کاموں کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے اور اللہ ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سپیکر ۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔

محکمہ ماہی پروری میں سٹاف کی تنخواہ

***4930 ۔ چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر امور حیوانات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ ماہی پروری میں سٹاف کی تنخواہ پر سال 72 - 1971 اور سال 73 - 1972ء کتنا خرچ ہوا ؟

وزیر امور حیوانات ۔ محکمہ ماہی پروری پنجاب میں سٹاف کی تنخواہ پر سال 72 - 1971ء اور 73 - 1972ء میں مندرجہ ذیل رقوم صرف کی گئیں :۔

	72 - 1971ء	73 - 1972ء
سٹاف کی تنخواہ پر رقم	5,84,480 روپے (پانچ لاکھ چوراسی ہزار روپے چار صد اسی روپے)	7,92,670 روپے (سات لاکھ بانوے ہزار چھ صد ستر روپے)

تحصیل شجاع آباد کے رورل ہیلتھ سنٹر میں عملہ کی تعیناتی

***5043 ۔ چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مٹوٹلی تحصیل شجاع آباد میں ایک رورل ہیلتھ سنٹر لاکھوں روپے کی لاگت سے تعمیر کیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رورل ہیلتھ سنٹر میں کوئی ڈاکٹر ۔ لیڈی ڈاکٹر اور دیگر جملہ منظور شدہ عملہ نہیں ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ ہسپتال میں منظور شدہ عملہ مع ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر کب تک تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) میڈیکل آفیسر اور لیڈی ڈاکٹر کے علاوہ تمام عملہ تعینات ہے اور کام کر رہا ہے ۔

(ج) صوبہ بھر میں ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں کی شدید قلت ہے۔ جونہی مزید ڈاکٹر دستیاب ہوں گے۔ اس سنٹر کی آسامیاں پر کی جائیں گی۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ یہ کمی کب تک پوری ہو سکے گی ؟

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹروں کی شدید قلت کو پورا کرنے کے لیے عوامی حکومت نے چار سال کے عرصے میں تین نئے میڈیکل کالج کھولے ہیں لہم نے میڈیکل کالجوں میں نشستیں بڑھائی ہیں ۔ جب ہم نے ٹیک اوور کیا تو اس وقت میڈیکل کالجوں میں ساڑھے چار سو کے قریب نشستیں تھیں جنھیں بڑھا کر اٹھارہ سو کے قریب کر دیا گیا ...

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کہاں کی بات کر رہے ہیں ؟

وزیر صحت ۔ پنجاب کی ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس رفتار سے آئندہ تین چار سال تک ڈاکٹروں کی قلت دور ہو جائے گی ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ کیا میں وزیر موصوف سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ جو نشستیں بڑھی ہیں ان کے لیے کمال سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ کالجوں کے متعلق آپ ایک سوال پیش کریں تو میں اجازت دے دوں گا ۔

جنگلی سوروں کا خاتمہ

*5187 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر امور حیوانات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ جنگلی سور فصلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان کے خاتمہ کے لیے کیا انتظامات کیے گئے ہیں نیز 1972ء اور 1973ء میں صوبہ میں کتنے جنگلی سور ہلاک کیے گئے ہیں ؟

وزیر امور حیوانات (مسٹر محمد اکبر منہاس) ۔ جی ہاں ۔ وٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ غازی روڈ لاہور چھاؤنی میں جنگلی سوروں کی تلفی کے لیے (سوروں کے ایک مخصوص وبائی مرض swine fever virus) کا ٹیکہ تیار کیا جاتا ہے ۔ ایک زندہ سور کو یہ ٹیکہ لگا کر چھوڑ دینے سے اس علاقے کے بہت سے سور وبا میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہیں ۔ ان ٹیکہ جات کی مندرجہ ذیل تعداد پنجاب کے مختلف وٹرنری ہسپتالوں میں مہیا کی گئی جن سے علاقہ جات میں سوروں

سے فصل کا شدید ضیاع ہوتا ہے ۔

1972 - 73ء میں 79

1973 - 74ء میں 216

1974 - 75ء میں 526

975 - 76 ء 21 مئی 1976ء تک 555 ۔

سوروں کو پکڑنے کے لیے اکتیس ہزار روپیہ کی رقم سال رواں میں مختص کی گئی ہے اور زندہ سور پکڑنے کی صورت میں انعامات بشرح 25 تا 100 روپے فی سور بھی دیا جاتا ہے ۔

دس سوروں پر مشتمل ایک تجرباتی سور خانہ وٹرنری انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا ہے ۔ یہاں ٹیکہ جات مذکورہ کی تیاری کے بعد سور کی لاش کو ایسے علاقوں میں پہنچایا جاتا ہے جہاں سور فصلوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ مختلف علاقہ جات میں مقامی طور پر بھی سوروں کو پکڑ کر ٹیکہ کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے علاقہ کے سوروں میں بیماری پھیلتی ہے اور وہ کافی تعداد میں مر جاتے ہیں ۔ ادارہ ہذا نے 1972ء اور 1973ء میں اضلاع شیخوپورہ ، سیالکوٹ ، گجرات ، لائلپور ، لاہور ، جہلم ، ملتان ، بہاولنگر اور بہاولپور میں سوروں کی تلفی کے لیے مہمات چلائیں جن سے ہزاروں کی تعداد میں سور ہلاک ہوئے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ سپلمنٹری سر ۔ یہ پچیس تا سو روپے سے پتا نہیں چلتا کہ کس قسم کے سور پکڑیں تو پچیس روپے ملتے ہیں اور کس قسم کے سوروں کو پکڑنے سے سو روپے ملتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگلا سوال ...

چوھدری امان اللہ لک ۔ سپلمنٹری سر ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوروں کے متعلق آپ کیا سپلمنٹری پوچھتے ہیں ؟

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ سپلمنٹری ۔ وزیر صرف جواب دیں کہ پچیس روپے کس سور کو اور سو روپے کس سور کو پکڑنے پر ملتے ہیں ۔

وزیر امور حیوانات ۔ سوروں کی تعداد کے لحاظ سے پچیس روپے سے لے کر سو روپے تک ہم انعام دیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کی قسم کی بات نہیں ہے ۔

وزیر امور حیوانات ۔ میں جنگلی سوروں کی بات کر رہا ہوں ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ باہر کے لوگ جو ان کو کھاتے ہیں ، انہیں آپ مفت دے دیں ۔

وزیر امور حیوانات ۔ ایسی کوئی ڈیمانڈ بیرون ملک سے نہیں آئی ۔ آنے پر غور کیا جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ جیسا کہ انہوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ یہ اقدامات کیے گئے ہیں تو کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ یہ کافی ہیں اور ایسی کوئی مہم چلانے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی طرف بھی سور ہوتے ہیں ؟

چوہدری امان اللہ لک ۔ بہت زیادہ ہوتے ہیں ۔ سرگودھا ، گجرات اور گوجرانوالہ کے حصوں میں بہت زیادہ تعداد ہے ۔ اس سلسلے میں میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ حکومت اس بارہ میں کوئی مزید اقدامات کرے گی ؟

وزیر امور حیوانات ۔ میں آپ کا سوال سمجھا نہیں ۔ ذرا دھرا دیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ وزیر موصوف نے وضاحت کے ساتھ جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ طریق کار ہیں یہ مہمیں ہم نے چلائی ہیں ، پیسے مختص کیے ہیں ، اس کے باوجود سوروں کی تعداد میں بے حد اضافہ ہو رہا ہے ۔ تو اس میں حکومت مزید کوئی ایسے طریقے اختیار کرنے کے لیے تیار ہے جن سے سوروں کی تلفی کی جا سکے ؟

مسٹر سپیکر ۔ وہ پہلے تو یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ مہم چلانے کے باوجود سوروں کی تعداد میں کمی نہیں ہوئی ، بلکہ اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ؟ اور اگر ایسا ہے تو اس سلسلے میں حکومت کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر امور حیوانات ۔ اس میں ہم پوری کوشش کر رہے ہیں ۔ مہمات جاری ہیں ۔ اب اگر سوروں کی تعداد میں قدرتی طور پر اضافہ ہوتا چلا جائے

اور وہاں کے لوگ بھی اس میں کچھ مدد نہ کریں تو پھر یہ ان کا قصور ہے ؟ وہ سوروں کی تعداد کیوں بڑھنے دیتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ قصور کی بات نہیں ۔ قصور جس کا بھی ہو ۔ پہلی بات وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ مہم کے باوجود سوروں کی تعداد بڑھ رہی ہے یا یہ غلط ہے ؟

وزیر امور حیوانات ۔ تعداد کے متعلق تو امان اللہ لک صاحب ہی کہہ رہے ہیں ۔ میرے پاس جو اعداد و شمار ہیں ، ان سے تو تعداد اتنی زیادہ نہیں جو باعث تشویش ہو ، کیونکہ پہلی مہمات سے کافی فرق پڑا ہے ۔

حکومت کے زیر انتظام چلنے والے ہسپتالوں اور شفاخانوں میں ادویات کی فراہمی

*5250 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) پنجاب میں حکومت کے زیر انتظام چلنے والے ہسپتالوں اور شفاخانوں میں 72 - 1971ء ، 73 - 1972ء اور 74 - 1973ء میں کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں اور ان میں زندگی بچانے والی ادویات کتنی کتنی مالیت کی تھیں ۔
(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پہلے کی نسبت اب ہر جگہ آبادی بڑھ چکی ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ادویات خریدنے کے لیے رقم میں اضافہ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کہاں تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) 72 - 1971ء ، 73 - 1972ء اور 74 - 1973ء میں جتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔
72 - 1971ء ۔ 84,78,795 روپے (چوراسی لاکھ اٹھہتر ہزار سات سو پچانوے روپے)
73 - 1972ء ۔ 1,59,76,396 روپے (ایک کروڑ انسٹھ لاکھ چھہتر ہزار تین سو چھیانوے روپے)
74 - 1973ء 1,93,27,339 روپے (ایک کروڑ ترانوے لاکھ ستائیس ہزار تین سو انتالیس روپے)

زندگی بچانے والی ادویات کا قبل از وقت تعین ممکن نہیں ہے ۔ یہ بیماری کی نوعیت اور حالات پر منحصر ہوتا ہے کہ کونسی دوائی ان حالات میں زندگی بچانے والی ہے ۔ بعض حالات میں نہایت معمولی ادویات بھی زندگی بچانے کے لیے ضروری ہو جاتی ہیں جیسے کہ ہیضے کی صورت میں سادہ نمکین پانی ۔ اس لیے زندگی بچانے والی ادویات کی مالیت کا اندازہ نہیں ہو سکتا ۔

(ب) جی ہاں ۔ متذکرہ بالا اعداد و شمار سے صاف عیاں ہے کہ حکومت ادویات کی خرید کے لیے رقم میں ہر سال اضافہ کرتی رہی ہے اور آئندہ بھی ادویات کے لیے بجٹ میں اضافہ کرتی رہے گی ۔ یہ بتانا کہ ادویات کی خرید کے لیے رقم میں کہاں تک اضافہ کیا جائے گا ممکن نہیں ۔ اس کا انحصار مالی وسائل پر ہوگا ۔
بہرحال اس کے باوجود ہم نے 72 - 1971ء کی نسبت 76 - 1975 میں ادویات کے بجٹ میں 350 فی صد اضافہ کیا ہے ۔

صوبہ میں نشہ کرنے والے افراد کے لیے کلینکوں کا قیام

*5418 . **ملک شاہ محمد محسن** ۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبے میں متعدد افراد افیون کھانے اور شراب پینے کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ وہ اپنی اس عادت کو نہیں چھوڑ سکتے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نشہ کرنے والوں کو افیون و شراب سے نجات دلانے کے لیے کوئی کلینک قائم کرنے یا کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) بین الاقوامی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ افیون کھانے اور دیگر منشیات کے استعمال کرنے والوں کی تعداد ہر جگہ بڑھتی جا رہی ہے اسی طرح یہاں سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ صوبہ پنجاب میں بھی منشیات کے عادی افراد میں اضافہ ہوا ہے باقاعدہ طور پر صوبہ پنجاب میں کوئی اعداد و شمار میسر نہیں ہیں جن سے ظاہر ہو سکے کہ کس

قدر افراد صوبہ میں منشیات کے عادی ہیں ۔

(ب) منشیات کے استعمال کی روک تھام کے لیے وفاقی حکومت موثر اقدامات اٹھا رہی ہے اور اس سلسلہ میں نارکاٹک کنٹرول بورڈ (Narcotic Control Board) قائم کیا ہے جس کی سفارشات پر ہر صوبہ میں منشیات کے عادی افراد کے علاج کے لیے کلینک کھولے جائیں گے ۔ صوبہ پنجاب میں بھی اسی قسم کے کلینک کھولے جائیں گے ۔ اس سلسلہ میں ضروری کارروائی کی جا رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں کوئی ادیب تو نہیں ، مگر اقدامات اٹھانے کی بجائے اقدامات کرنا ہی مناسب ہوتا ہے ؟

سید تابش الوری ۔ قدم اٹھایا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں ۔ وہی میں کہہ رہا ہوں ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ سپلمنٹری سر ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ افیون کے اعداد و شمار معلوم کرنے میں کون سی مشکل درپیش ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ کوئی بات نہیں ۔ ہٹ میں اس کی پرووِژن کر دیں ۔ ایک نیا محکمہ کھل جائے گا جو اس کا سروے کر لے گا ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جناب والا ۔ چیچک کے مریضوں کی اطلاع پر انعام مقرر کیا جاتا ہے تو ان کے لیے بھی ایسا کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان دونوں چیزوں کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں ۔ وہ تو اس لیے انعام مقرر کیا جاتا ہے کہ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن یہ دیکھ رہی ہے کہ دنیا میں کس کس ملک سے چیچک ختم ہو گئی ہے ۔ اب چند ممالک رہ گئے ہیں جن کے متعلق اس نے فیصلہ نہیں کیا ۔ پاکستان کے متعلق وہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں ۔ حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ یہاں چیچک ختم ہو گئی ہے ۔ اس لیے وہ انعام مقرر کیا گیا ہے کہ اگر ایک بھی کیس ہو تو اطلاع دینے والے کو پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ۔ دونوں چیزوں کا کیا تعلق ہے ؟

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ تو اس کا کون پتا چلائے گا ۔ افیون بڑھتی جائے گی ۔ اور یہ نشہ چیچک سے زیادہ مہلک ہے ۔ راکٹ کیا کر لوگ سڑکوں پر پڑے ہوتے ہیں اور ان کے لیے یہ معلوم کرنا مشکل ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ پھر حکومت سے کہیں کہ اس کے لیے بھی پانچ ہزار روپے مقرر کر دے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ میں وزیر موصوف سے جواب طلب کرنا چاہتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ ان کی تجویز پر غور کریں گے ؟

وزیر صحت ۔ ان کی پر تجویز پر غور کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن اس میں دشواری یہ ہے کہ جو لوگ نشہ کرتے ہیں ، بھنگ پیتے ہیں ، چرس پیتے ہیں ، افیون کھاتے ہیں وہ تو چھپ کر پیتے ہیں ، ایسی جگہوں پر بیٹھ کر پیتے ہیں جہاں لوگوں کے علم میں یہ باتیں نہیں آتیں ۔

ہم تو مجموعی طور پر کوشش کر رہے ہیں کہ ایسے لوگوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ ان چیزوں کو چھوڑ دیں ان کی حوصلہ شکنی کی جائے اور جو عادی لوگ ہیں ان کے لیے ایسے کلینک قائم کیے جا رہے ہیں تاکہ ان کا وہاں علاج کیا جائے اور ان کی یہ عادت ختم کی جا سکے ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ حکومتی اور غیر سرکاری سطح پر جو سروے کیے گئے ہیں ان کے مطابق طلباء اور طالبات میں خاص طور پر منشیات کا استعمال بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ مجموعی طور پر قوم کے لیے ہم کوشش کر رہے ہیں طلباء بھی قوم کے افراد ہیں بلکہ وہ زیادہ قیمتی افراد ہیں ہم ان کا زیادہ احترام کرتے ہیں ان کے لیے بھی ایسے اقدامات کیے جائیں گے ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ میں تابش الوری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کون سی طالبات ہیں جن کی یہ عزت افزائی کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ صوبہ پنجاب میں ایسے کتنے کلینک کھولے جائیں گے اور کب تک کھولے جائیں گے ؟

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ یہ بنیادی طور پر مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن صوبہ پنجاب میں یہاں پر میٹل ہسپتال میں ایک بہت بڑا کلینک اس سلسلے میں کھولا جا رہا ہے اس میں حکومت پنجاب تعاون کر رہی ہے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کارداد ۔ جناب والا ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر

ایسے کلینک کھولے جائیں گے تو وہ کس بنیاد پر کیے جائیں گے کتنے مریض ہوں گے آخر اس کا سروے سرکاری سطح پر کیا گیا ہوگا اس لیے اس کی طرف بار بار اشارہ کیا گیا ہے اور میرے خیال میں شاید وزیر موصوف کے علم میں بھی ہو کہ ایک بین الاقوامی ادارہ بھی اس سلسلے میں کام کر رہا ہے اور وفاقی حکومت کا تعاون بھی اسے حاصل ہے میرا خیال ہے کہ ان کو اطلاعات میسر نہیں ہیں وہ یہ اطلاعات اکٹھی کر لیں کہ کتنے مریض ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں انہوں نے کہا ہے کہ نارکاٹک کنٹرول بورڈ بنایا گیا ہے ۔

وزیر صحت ۔ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ بنیادی طور پر وفاقی حکومت اس سلسلے میں اقدامات کر رہی ہے نارکیٹک کنٹرول بورڈ کی سفارشات پر عمل درآمد ہو رہا ہے اور اس سلسلے میں پنجاب میں صرف مینٹل ہسپتال میں ایک کلینک قائم کرنے کی سکیم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اسی سلسلے میں پچھلے دنوں لیشیل سینٹر میں ایک مذاکرہ بھی ہوا تھا کہ ساجی طور پر ایسی مہم چلائی جائے کہ یہ وبا ختم ہو ۔

صوبہ میں آتش بازی اور پتنگ بازی سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد

***5462** ۔ **ملک شاہ محمد محسن** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں سرکاری ہسپتالوں میں آتش بازی اور پتنگ بازی سے مرنے یا زخمی ہونے والوں کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو 1973ء میں صوبہ پنجاب میں کتنے افراد آتش بازی اور پتنگ بازی سے جاں بحق یا زخمی ہوئے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ ایسا کوئی ریکارڈ خصوصی طور پر نہیں رکھا جاتا نیز تمام مرنے والے یا زخمی ہسپتال میں نہیں لائے جاتے ۔

ضلع ملتان میں حیوانات کے سنٹروں اور ہسپتالوں کا قیام

***5603** ۔ **میاں خورشید الور** ۔ کیا وزیر امور حیوانات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گذشتہ دو سال میں ضلع ملتان میں حیوانات کے کتنے ہسپتال اور سنٹر قائم کیے گئے اور کہاں کہاں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں گذشتہ دو سالوں میں منظوری کے باوجود کچھ ہسپتال اور سنٹر عملی طور پر قائم نہیں ہو سکے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا کیا ہیں اور اس سلسلہ میں حکومت کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر امور حیوانات (مسٹر محمد اکبر منہاس) ۔ (الف) گذشتہ دو سال میں ایک وٹرنری ڈسپنسری بمقام واہلہ ارائیں قائم کی گئی ۔

(ب) یہ بات درست نہیں ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

ضلع ملتان میں حیوانات کے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے ڈاکٹروں کے تبادلے

*5805 ۔ **میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر امور حیوانات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع ملتان میں حیوانات کے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں کل کتنے کوالیفائڈ ڈاکٹر مقرر ہیں اور یہ کس کس تاریخ سے وہاں متعین ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری افسران کو تین سال سے زائد عرصہ کے لیے ایک جگہ پر نہیں رکھا جا سکتا اگر ایسا ہے تو مذکورہ ضلع میں جن اہلکاروں کی تعیناتی کی میعاد ایک ہی جگہ پر تین سال سے زیادہ ہو گئی ہے ان کو حکومت کسی دوسرے ضلع میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر امور حیوانات (مسٹر محمد اکبر منہاس) (الف) وٹرنری اسسٹنٹ سرجن وٹرنری ہسپتال و ڈسپنسری ضلع ملتان میں کام کر رہے ہیں ۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :

نمبر شمار	نام	تعیناتی	تاریخ
1-	محمد انور	جہانیاں	7-73
2-	عطا اللہ	جلال پور پیر والا	19-5-73

3- عبدالقیوم شاہد	شیر شاہ	8-73
4- محمد انور الحق	سردار پور	2-4-70
5- محمد افضل	جانڈ ویرا	29-10-72
6- محمد یوسف شاکر	ٹبہ سلطان پور	24-11-71
7- ریاض احمد	عبدالحکیم	21-9-72
8- محمد شفیق	گوبن کوٹھی	3-71
9- محمد صدیق اکبر	لودھراں	27-6-73
10- فیض محمد نیر	نواب پور	12-6-72
11- عبدالغفار	وٹہاری	1-12-71
12- ثناء اللہ	537/EB	12-4-72
13- محمد یعقوب	سرائے سدھو	30-5-72
14- محمد سعید اختر	ڈوگرانہ	1 6-71
15- حبیب اللہ	لڈن	2-8-71
16- محمد واحد بخش	کرم پور	1-8-71
17- ظہیر احمد	کروڑ پکا	28-8-72
18- رشید احمد خان	وہاڑی	17-7-73
19- محمد امجد سعید	میاں چنوں	22-9-73
20- زبیر اللہ	123/7-ER	26-4-73
21- بشیر احمد کنڈا	10/8-ER	20-5-72
22- افضل علی	قادر پوران	20-10-72
23- عبدالحق	مخدوم پور لہوراں	23-2-74
24- اعجاز حسین	دنیار پور	4-11-72
25- خلیل احمد انور	حامد پور کنورا	24-4-74
26- محمد حفیظ الرحمن	مخدوم والی	26-1-71
27- راغب حسین	شجاع آباد	14-2-74
28- عبدالحمید سید	نور شاہ	26-9-73
29- بہادر علی شاہ	132/13-R	28-3-73
30- عبدالمجید	کبیر والہ	12-2-74
31- انوارالحق	آر ۔ وی ۔ اے ۔ ایس بورے والا	28-3-74

32- جاوید اختر	ہوسن	26-4-74
33- نصراللہ خان	بورے والا	4-74
34- تزمین نواز	تلمبہ	30-4-74
35- افتخار علی افغانی	ملتان	16-5-74
36- مسعودالحسن	میلسی	19-4-74
37- رفاقت علی	چک حیدر آباد	11-3-74
38- عبدالعزیز	خانیوال	23-2-74
39- محمد یونس	ڈینوٹ	22-1-74
40- اعجاز احمد صفدر	مقصود آباد	3-74

(ب) درست نہیں ہے ۔ اہلکار کی مقبولیت اور قابلیت کی بناء پر تین سال سے زائد عرصہ کے لیے بھی ایک جگہ پر رکھا جا سکتا ہے ۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

حافظ علی اسد اللہ ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے ڈاھرانوالہ کے علاقے میں غلہ منڈی بھی ہے اور اتنے بڑے علاقے میں کوئی ہسپتال نہیں ہے ایک چھوٹی سی ڈسپنسری ہے ۔ کیا وزیر موصوف اس امر کی یقین دہانی کرائیں گے کہ یہاں ہیلتھ سینٹر قائم کرنے کے لیے اس سال 77 - 1976ء کے بجٹ میں رقم مختص کی جائے گی ؟

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ اس مالی سال میں بہت زیادہ ہیلتھ سینٹر قائم کیے جا رہے ہیں اور یہ مختلف اضلاع میں قائم کیے جائیں گے ۔ میں فاضل رکن سے گذارش کروں گا کہ جب ان کے ضلعے میں ہیلتھ ورکس کونسل کا اجلاس ہو تو یہ اس میں اپنی بات منوا لیں ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ ہیلتھ ورکس کونسل کے اجلاس میں یہ مسئلہ کئی دفعہ زیر بحث آ چکا ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔

سروسز ہسپتال لاہور میں میڈیکل اور سرجیکل وارڈوں کی تعمیر

***6662 ۔ چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میں صوبائی اور وفاقی حکومت کے

ہزاروں بلکہ لاکھوں ملازمین کو علاج معالجہ کے لیے سروسز ہسپتال لاہور جانا پڑتا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں صرف ایک میڈیکل اور سرجیکل وارڈ ہے اور چند پرائیویٹ کمرے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا دونوں وارڈ 18-18 بستروں پر مشتمل ہیں اور جگہ کی کمی کی وجہ سے ہر وارڈ میں صرف 4 (چار) فالتو بستر لگائے جا سکتے ہیں اس لیے ہر ایک میں بیک وقت زیادہ سے زیادہ 22 (بائیس) مریض رہ سکتے ہیں ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہسپتال کی انتظامیہ کی طرف سے بعض ایسے مریضوں کو جن کی زندگی خطرہ میں ہو بھی وارڈ میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے ہسپتالوں کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے جس سے مریضوں اور ان کے لواحقین کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ہسپتال کے ساتھ خالی پڑی ہوئی زمین اس ہسپتال کے مزید وارڈ تعمیر کرنے کے لیے مخصوص ہے ۔

(و) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرکاری ملازمین کے علاج معالجہ کے لیے موجودہ خالی جگہ پر مزید دو وارڈ (میڈیکل اور سرجیکل) تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) جی ہاں ۔ لیکن لاکھوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں ۔

(ب) جی نہیں ۔ مذکورہ ہسپتال میں بشمول میڈیکل اور سرجیکل پانچ وارڈ ہیں اور پچیس پرائیویٹ کمرے ہیں ۔

(ج) جی نہیں ۔ مذکورہ بالا دونوں وارڈ 30 ۔ 30 بستروں پر مشتمل ہیں۔

(د) ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے ۔

(ہ) جی ہاں ۔

(و) تخمینہ جات برائے تعمیر میڈیکل اور سرجیکل وارڈ بالائی منزل زیر غور ہیں ۔

دودھ کی مہنگے داموں فروخت

*6791 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر امور حیوانات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی دارالحکومت کے بیشتر علاقوں میں دودھ 3 روپے فی سیر تک فروخت ہو رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 3 روپے فی سیر سے کم فروخت کرنے والے دوکانداروں کا دودھ نہایت گدلا اور پانی ملا ہوا ہوتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ غریب لوگ اور ملازمت پیشہ حضرات اپنے شیرخوار بچوں کے لیے اپنی قلیل آمدن و تنخواہ میں سے دودھ بہت مشکل سے خرید سکتے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دودھ کی قیمت پر کنٹرول اور عوام کو خالص و سستا دودھ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر امور حیوانات (مسٹر محمد اکبر منہاس) ۔ (الف) یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ صوبائی دارلحکومت کے بیشتر علاقوں میں دودھ 3 روپے فی سیر تک فروخت ہو رہا ہے لاہور میں فی الوقت گوالے دو اور اڑھائی روپے فی سیر تک دودھ فروخت کر رہے ہیں ۔

(ب) یقیناً وہ دودھ جو بیشتر گوالے فروخت کرتے ہیں اس میں پانی ملا ہوتا ہے اور گورنمنٹ کے مقررہ معیاری اصولوں کے مطابق نہیں ہوتا ہے اور وہ دودھ غذائیت کے لحاظ سے ناقص ہوتا ہے ۔

(ج) یقیناً غریب لوگ اور ملازمت پیشہ حضرات کے لیے دو اور اڑھائی روپے فی سیر کا دودھ خریدنا باعث تکلیف ہے ۔

(د) حکومت چاہتی ہے کہ عوام کو خالص اور سستا دودھ فراہم کیا جائے لاہور میں دودھ کی زیادہ مقدار گوالے من مانے نرخوں پر فروخت کرتے ہیں ۔

سول ہسپتال جوہر آباد میں ادویات کی فراہمی

*6856 ۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) سال 74 - 1973ء میں سول ہسپتال جوہر آباد ضلع سرگودھا کو کتنی رقم کی ادویات فراہم کی گئیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مریضوں کو متذکرہ ہسپتال سے معمولی اور روزمرہ کے استعمال کی ادویات بھی مہیا نہیں کی جاتیں اور مریضوں کو ادویات بازار سے خرید کر ہسپتال کو فراہم کرنی پڑتی ہیں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) مبلغ 29,107 روپے کی ادویات فراہم کی گئیں ۔

(ب) جی نہیں ۔ مریض کو صرف وہ ادویات بازار سے خریدنے کے لیے کہا جاتا ہے ۔ جو ہسپتال میں موجود نہ ہوں ۔ لیکن فوری نوعیت کے مریضوں کو حتی‌الوسع دوائی ہسپتال سے فراہم کی جاتی ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر موصوف ازراہ‌کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت صوبے میں ضرورت کے مطابق ادویات فراہم کرنے کے سلسلے میں کون سے بہتر اور زیادہ موثر اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس سال ادویات کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے گا ۔ 72 - 1971ء کے مقابلے میں 76 - 1975ء میں 350 فیصد اضافہ کیا گیا ہے اور آئندہ مالی سال میں ہم اس سے بھی زیادہ اضافہ کریں گے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ جو ادویات یہ فراہم کرتے ہیں وہ ہسپتال والے بیچ دیتے ہیں کیا اس کا کوئی سدباب کیا گیا ہے کیونکہ مریضوں کو کوئی دوائی نہیں ملتی ۔

وزیر صحت ۔ اس کے لیے کوشش کی جا رہی ہے اور ایسے اقدامات کیے جا رہے ہیں کہ ایسا نہ ہو سکے ۔

ضلع ملتان کے سول ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی تعیناتی

*6863 ۔ **قاضی محمد اسماعیل جاوید** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ملتان کے بعض سول ہسپتالوں میں ڈسپنسر تعینات ہیں حالانکہ ماضی میں ان ہسپتالوں میں ایم۔بی۔بی۔ ایس ڈاکٹر کام کرتے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع ملتان میں موضع کرم پور کے سول ہسپتال کے لیے کوئی لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے متعدد عورتوں کی زچگی کے حالات میں موت واقع ہوچکی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع ملتان کے سول ہسپتالوں میں ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ڈاکٹر اور موضع کرم پور ضلع ملتان میں لیڈی ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) جی ہاں ۔ ڈسٹرکٹ کونسل کے زیر اہتمام چلنے والے بعض دیہی ہسپتالوں میں ڈسپنسر کام کر رہے ہیں ۔

(ب) موضع کرم پور کی ڈسپنسری کے لیے لیڈی ڈاکٹر کی آسامی منظور شدہ نہیں ہے ۔ لیکن یہ درست نہیں کہ لیڈی ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے متعدد عورتوں کی زچگی کے حالات میں اموات واقع ہوئی ہیں ۔ اس معاملہ کے بارے میں محکمہ کو کوئی ایسی اطلاع موصول نہیں ہوئی ۔

(ج) ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ڈاکٹروں کی ملک میں قلت ہے ۔ حکومت نے حال ہی میں ڈاکٹروں کو فراخدلانہ مراعات دی ہیں ۔ جن میں تنخواہ اور نان پریکٹسنگ الاؤنس میں اضافہ ، اعلیٰ درجہ میں ترقی وغیرہ شامل ہیں ۔ ان مراعات کے پیش نظر امید ہے کہ سول ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کا تعین ممکن ہو سکے گا ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میرے سوال کے (ب) جز کا جواب غلط دیا گیا ہے اور میں اس سلسلے میں تحریک استحقاق پیش کروں گا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وہ آپ کر سکتے ہیں ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ صوبہ پنجاب میں ایسے کتنے ڈاکٹر ہیں جو چھٹی پر ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں اور واپس نہیں آئے کیا حکومت نے اس سلسلے میں کوئی کارروائی کی ہے ۔ اور ان ڈاکٹروں کو واپس بلانے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں ۔

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ حکومت پنجاب کے جو ملازمین چھٹی لے کر ملک سے باہر گئے ہوئے تھے اور چھٹی ختم ہونے پر ابھی تک واپس نہیں آئے ان کے خلاف یکطرفہ کارروائی کی جائے گی ۔ اس کے ساتھ ساتھ ان سے واپس آنے کے لیے درخواست بھی کی گئی ہے ۔

صوبہ میں مزدوروں یا صنعتکاروں کے خلاف لیبر قوانین کی خلاف ورزی کے الزام میں مقدمات کا اندراج

***7063** ۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر محنت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں یکم جنوری 1972ء تا 31 دسمبر 1974ء کتنے مزدوروں یا صنعتکاروں کے خلاف لیبر قوانین کی خلاف ورزی کے الزام میں مقدمات درج کیے گئے اور کتنے صنعتکاروں یا مزدوروں کو سزا یا جرمانہ ہوا ؟

وزیر محنت (ملک عبدالقیوم) ۔ یکم جنوری 1972ء تا 31 دسمبر 1974ء 2,550 صنعتکاروں کے خلاف لیبر قوانین کی خلاف ورزی کے الزام میں متعلقہ عدالتوں میں مقدمات درج کروائے گئے اور 955 صنعتکاروں کو جرمانہ ہوا کسی مزدور کے خلاف محکمہ محنت نے کوئی مقدمہ دائر نہیں کروایا ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ صنعتکاروں کے خلاف جو 2550 مقدمات درج کروائے گئے ہیں ۔ اس میں وہ مقدمات شامل ہیں یا نہیں جو لوگوں نے انفرادی طور پر درج کروائے ہیں ۔

وزیر صحت و محنت ۔ جناب والا ۔ محکمہ محنت کی طرف سے violation کی صورت میں مقدمات درج کیے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ اگر کوئی pending ہوں تو اس کے متعلق میں فہرست پیش کر سکتا ہوں ۔

محکمہ صحت کے ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن کے کاغذات کی تکمیل میں تاخیر

***7099** ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان

فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت میں یکم جنوری 1974ء سے 31 ۔ دسمبر 1974ء تک ریٹائر ہونے والے سرکاری ملازمین کی پنشن کے کاغذات کافی عرصہ سے نا مکمل پڑے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملازمین کن کن تواریخ کو ریٹائر ہوئے تھے اور ابھی تک ان کے کاغذات مکمل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت مذکورہ ملازمین کی پنشن کے کاغذات فی الفور مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) محکمہ صحت کے کسی دفتر میں 1974ء کا پنشن کا کوئی کیس نامکمل حالت میں نہیں ہے ۔

(ب) مندرجہ ذیل افراد کو تا حال پنشن نہیں ملی ۔ کیونکہ دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب نے کچھ کیسوں میں مطلوبہ کارروائی تاہنوز مکمل نہیں کی ۔ جن کے کوائف اور پنشن کی منظوری نہ ہونے کی وجوہات درج ذیل ہیں :۔

نمبر شمار	نام ملازم	عہدہ	تاریخ ریٹائرمنٹ	کیس کی نوعیت
1 ۔	ڈاکٹر زیڈ ایچ منصور (مرحوم)	ڈسٹرکٹ ٹی ۔ بی آفیسر	13-3-74 (تاریخ وفات)	پنشن کے کاغذات دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب برائے تصدیق گئے ہوئے ہیں ۔ جواب کا انتظار ہے ۔
2 ۔	ڈاکٹر محمد اقبال خواجہ	میڈیکل آفیسر	17-12-74	۔ ایضاً ۔
3 ۔	ڈاکٹر عبداللطیف شیخ	" "	19-8-74	۔ ایضاً ۔
4 ۔	ڈاکٹر محمد اسلم ملک	" "	31-5-74	۔ ایضاً ۔
5 ۔	ڈاکٹر بشارت احمد راجپوت ۔	" "	30-9-74	ڈاکٹر مذکور نے اپنی ریٹائرمنٹ کے خلاف ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل میں اپیل دائر کر رکھی ہے ۔ ان کی پنشن کے کاغذات ٹریبونل کے فیصلہ کے بعد ہی تیار ہو سکتے ہیں۔
6 ۔	مس ایس مل	نرسنگ سسٹر	6-11-74	اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب اور ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر بہاولپور سے چند ضروری اطلاعات نہ ملنے کی وجہ سے کیس ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا ۔

نمبر شمار	نام ملازم	عہدہ	تاریخ ریٹائرمنٹ	کیس کی نوعیت
7 -	عزیزہ زاہدہ ملک	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	11-5-74	اکاؤنٹنٹ جنرل کے دفتر کے چند اعتراضات کی بنا پر کیس ابھی تک مکمل نہیں ہوا ۔ ان اعتراضات کے جواب دیئے جا رہے ہیں ۔
8 -	مراد بخش	چپڑاسی	13-7-74	اس چپڑاسی کی تاریخ پیدائش متنازعہ فیہ ہے ۔ اس سلسلہ میں ضروری کارروائی ہو رہی ہے ۔
9-	غلام محی الدین	ڈسپنسر	15-9-74	کیس اکاؤنٹنٹ جنرل کے پاس ہے ۔ جنہوں نے ڈسٹرکٹ کونسل کیمبل پور کے حصہ کا پنشن کا تعین کرنا ہے کیونکہ ڈسپنسر مذکور پہلے ڈسٹرکٹ کونسل کا ملازم تھا ۔
10 -	چوہدری محمد اقبال	سپرنٹنڈنٹ	13-7-74	ملازم مذکور ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی سروس بک برائے تصدیق ذاتی طور پر کوئٹہ لے گیا تھا ۔ کیونکہ وہ پہلے کوئٹہ میں ملازم تھا ۔ ابھی تک اس نے اپنی سروس بک تصدیق کروا کر واپس نہیں بھیجی ۔
11 -	سلیم احمد	ایشٹنٹ	19-10-74	کیس پنشن کی ادائیگی کا حکم نامہ جاری کرنے کے لیے دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل میں ہے ۔
12-	ڈاکٹر علی محمد خان	ڈائریکٹر محکمہ انتقال خون پنجاب	25-10-74	ڈاکٹر مذکور اپنے کاغذات پنشن مجوزہ طریق پر پیش نہ کر سکے اور انہوں نے دیر تک پنشن کے لیے درخواست تک نہیں دی ۔ صحیح درخواست موصول ہونے پر استحقاق پنشن کی رپورٹ کے لیے ان کی درخواست اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کو بھیجی جا چکی ہے ۔

محکمہ محنت کے ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن کے کاغذات کی تکمیل میں تاخیر

*7102 ۔ **چوھدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ محنت میں یکم جنوری 1974ء سے 31 ۔ دسمبر 1974ء تک ریٹائر ہونے والے سرکاری ملازمین کی پنشن کے کاغذات کافی عرصہ سے نامکمل پڑے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملازمین کن کن تواریخ کو ریٹائر ہوئے تھے اور ابھی تک ان کے کاغذات مکمل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت مذکورہ ملازمین کی پنشن کے کاغذات فی‌الفور مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر محنت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) یہ درست نہیں ہے ۔

(ب) از یکم جنوری 1974ء تا 31 دسمبر 1974ء سات ملازمین محکمہ محنت سے ریٹائر ہوئے ۔ جن کے کوائف منسلکہ گوشوارہ میں درج ہیں ۔ تین ملازمین کی پنشن منظور ہو چکی ہے اور وہ باقاعدہ پنشن وصول کر رہے ہیں ۔ تین ملازمین کے کاغذات برائے منظوری آڈٹ آفس بھیجے جا چکے ہیں اور یاد دھانی بھی کروا دی گئی ہے ۔ ایک ملازم نے ابھی تک پنشن کے لیے درخواست نہیں دی ۔ درخواست موصول ہونے پر ضروری کارروائی کی جائے گی ۔

گوشوارہ ملازمین سرکاری (ریٹائرڈ)

(از یکم جنوری 1974ء تا 31 ۔ دسمبر 1974ء محکمہ محنت پنجاب)

نمبر شمار	نام عہدہ	ریٹائر ہونے کی تاریخ	تنخواہ کا گریڈ	کیفیت
1 ۔	جناب سید امجد علی شاہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہیڈکوارٹر	31-10-74 بعد از دوپہر	17	انہوں نے اپنی درخواست برائے پنشن ابھی تک محکمہ ہذا کو ارسال نہیں کی تا کہ ضروری کارروائی کی جا سکے ۔
2 ۔	جناب برکت اللہ سپرنٹنڈنٹ ہیڈ کوارٹر	20-10-74 بعد از دوپہر	11	ان کی پنشن کی منظوری کا حکم آڈٹ آفس سے جاری ہو چکا ہے اور اب کوئی کارروائی باقی نہیں ہے ۔
3 ۔	جناب عبدالحمید ہیڈ کلرک گوجرانوالہ	15-9-74 بعد از دوپہر	10	ان کی سروس بک متعلقہ آڈٹ آفس گوجرانوالا سے درستی کے بعد موصول نہیں ہوئی ۔ یاد دہانی دو مرتبہ کروا دی گئی ہے ۔
4 ۔	جناب برکت مسیح سینئر انسٹرکٹر ،ملتان	1-1-74	9	ان کی پنشن کا کیس متعلقہ آڈٹ آفس میں برائے اجراء حکم ادائیگی پنشن بھیجا جا چکا ہے اور یاد دہانی بھی کروا دی گئی ہے ۔
5 ۔	چوہدری خلیل احمد لیبر آفیسر	12-11-74	16	پنشن منظور ہو چکی ہے اور باقاعدہ پنشن وصول کر رہے ہیں ۔
6 ۔	سید شاہد حسین لیبر آفیسر	8-10-74	16	پنشن کے کاغذات آڈٹ آفس کو برائے منظوری پنشن ارسال کئے جا چکے ہیں ۔
7 ۔	جناب بشیر احمد خان اسسٹنٹ	18-11-74	10	پنشن منظور ہو چکی ہے اور باقاعدہ پنشن وصول کر رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ پنشن قوانین کا طریقہ کار ملازمین کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہے اس طریقہ کار کو آسان بنانے کے لیے کیا حکومت پنجاب نے کوئی اقدام کیا ہے یا نہیں ۔ ؟ کیونکہ ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد کاغذات مکمل کروانے میں کافی عرصہ لگ جاتا ہے ۔ اور اگر حکومت نے کوئی نئی سکیم بنائی ہے تو اس کی وضاحت کی جائے ۔

وزیر محنت و صحت ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے اقدامات کئے گئے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے اس بات کی وضاحت کی جائے کہ کب تک اس طریقہ کار کو آسان بنا دیا جائے گا ۔ اور نئے قوانین کب تک نافذالعمل ہونگے ۔

وزیر محنت ۔ جناب والا ۔ جتنی جلدی ممکن ہو سکا کر دیا جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ جلدی سے کیا مراد ہے ۔ یہ تو کوئی جواب نہیں بنتا ۔

وزیر محنت و صحت ۔ جناب والا کوشش کی جائے گی کہ اس مالی سال کے اندر اندر کر دیا جائے ۔

موضع بخش خان تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر میں ہیلتھ سنٹر کی عمارت کی تعمیر

***7135 ۔ حافظ علی اسداللہ** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع بخش خان تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر میں ہیلتھ سنٹر کے قیام کی منظوری دی گئی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو کب ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ ہیلتھ سنٹر کی عمارت کی تعمیر کا آغاز ابھی تک نہیں ہوا ۔ اگر ایسا ہے تو تاخیر کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) (الف) جی نہیں ۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

صوبہ میں دفاتر روزگار کی تعداد

*7398 ۔ میاں منظور احمد موھل ۔ کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں اس وقت دفاتر روزگار کی تعداد کیا ہے اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں ۔

(ب) مذکورہ بالا ہر دفتر میں درج شدہ ایسے پڑھے لکھے ۔ ان پڑھ اور ٹیکنیکل افراد کی تعداد کیا ہے جن کو ابھی تک ملازمت نہیں ملی ؟

وزیر محنت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) صوبہ پنجاب کے ہر ضلع میں دفتر روزگار قائم ہے اور ان کی کل تعداد 19 ہے ۔

(ب) اس وقت 86594 پڑھے لکھے ۔ 18390 ان پڑھ اور 31327 ٹیکنیکل (ہنر مند) افراد کے نام دفاتر ہذا میں درج ہیں جن کو ابھی تک ملازمت نہیں ملی ان کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

نمبر شمار	نام دفتر روزگار	پڑھے لکھے	ان پڑھ	ہنرمند	کل تعداد
1	2	3	4	5	6
1 ۔	لاہور	13731	2421	2319	18471
2 ۔	راولپنڈی	11566	3732	3931	19229
3 ۔	ملتان	11904	342	2498	14744
4 ۔	لائل پور	8546	884	4570	14000
5 ۔	بہاول پور	8705	1725	334	10764
6 ۔	ساہیوال	1869	1991	909	4769
7 ۔	گوجرانوالہ	2273	1187	489	3942
8 ۔	سیالکوٹ	2569	595	1822	4986
9 ۔	جہلم	2663	515	1294	4472
10۔	سرگودھا	4261	552	2489	7302
11۔	کیمبلپور	1606	682	1932	4220
12۔	گجرات	2.83	845	446	

13. جھنگ	2211	154	778	3141
14. رحیم یار خان	2517	703	617	3837
15. شیخوپورہ	1549	587	2345	4481
16. میانوالی	3399	372	916	4687
17. ڈیرہ غازی خان	536	388	1738	2662
18. مظفر گڑھ	2859	239	1090	4188
19. بہاول نگر	1247	476	810	2533
کل میزان	86594	18390	31327	136311

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ جناب والا ۔ وہ تحصیل ہیڈکوارٹرز جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز سے ساٹھ ساٹھ میل دور واقع ہیں ۔ کیا وہاں پر کوئی ایمپلائمنٹ ایکسچینج بنانے کا ارادہ ہے کیونکہ وہاں لوگوں کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور خاص طور پر عیسیٰ خیل میں ۔

وزیر محنت ۔ جناب والا ۔ فی الحال تو ایسا کوئی پروگرام نہیں ہے ۔ تاہم کرنل محمد اسلم خان لیازی صاحب کی تجویز پر غور کیا جا سکتا ہے ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ یہ اعداد و شمار کس تاریخ تک کے ہیں ۔ ؟

وزیر محنت ۔ جناب والا ۔ 30 دسمبر 1975ء تک کے اعداد و شمار مہیا کئے گئے ہیں ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت دفتر روزگار کی تعداد کیا ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں ۔؟

مسٹر چیئرمین ۔ سوال چونکہ 1975ء میں کیا گیا تھا ۔ اس لئے اعداد و شمار بھی 1975ء تک دیے گئے ہیں ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں بارہا رولنگ دی گئی ہے کہ جو سوال جنرل نوعیت کا ہو اور اس میں تاریخ نہ دی گئی ہو تو جواب دیتے وقت وزیر متعلقہ کا فرض ہے کہ اپ ٹو ڈیٹ اعداد و شمار مہیا کریں ۔

وزیر محنت ۔ جناب والا ۔ اگر سید قابش الوری صاحب چاہیں تو میں ان کی خدمت میں اپ ٹو ڈیٹ اعداد و شمار مہیا کر سکتا ہوں ۔

میوہسپتال لاہور میں مریضوں کا داخلہ

*7399 ۔ **میاں منظور احمد موہل** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) میوہسپتال لاہور میں یکم جنوری 1974ء تا یکم جنوری 1975ء کتنے مریض داخل کئے گئے ۔

(ب) مذکورہ مریضوں میں سے کتنے مریض وفات پا گئے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) یکم جنوری 1974ء تا یکم جنوری 1975ء کل 48171 مریض داخل کئے گئے ۔

(ب) 1458 مریض ۔

محکمہ ملیریا اریڈیکیشن پنجاب میں دھاندلیوں کی تحقیقات

*7453 ۔ **راؤ مراتب علی خان** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائین گے کہ ۔

(الف) کیا امر یہ واقعہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں واقع محکمہ ملیریا اریڈیکشن کا صوبائی دفتر عرصہ دراز سے بدعنوانیوں بددیانتیوں ۔ غلط کاریوں اور دھاندلیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ بالا حالات کے تحت محکمہ مذکورہ کی متوقع کارکردگی بے حد متاثر ہوئی ہے اور اس کی تمام تر ذمہ داری محکمہ کے صوبائی چیف اور بعض دوسرے افراد پر عائد ہوتی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ محکمہ مذکورہ کے صوبائی چیف کے خلاف ایسی ہی بدعنوانیوں کے تحت ضلع سکھر (سندھ) میں ایک سنگین نوعیت کا مقدمہ چل رہا ہے اور صوبہ پنجاب میں بھی ان کے خلاف تحقیقات ہو چکی ہیں ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آفیسر کی بدعنوانیوں اور دھاندلیوں کی تحقیقات کے لئے کوئی بورڈ مقرر کرنے کے لئے تیار ہے ؟

وزیر صحت ۔ (ملک عبدالقیوم) (الف) یہ حقیقت نہیں ہے ۔

(ب) حقیقت یہ ہے کہ محکمہ ملیریا اریڈیکیشن کی متوقع کارکردگی جراثیم کش ادویات کی مطلوبہ مقدار میں دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے متاثر ہوئی ہے ۔ علاوہ ازیں یہ ادویات بر وقت بھی مہیا نہیں ہو سکیں ۔ یونین بازی نے بھی کارکردگی کو کافی حد تک متاثر کیا ہے ۔

(ج) ضلع سکھر پنجاب کی حدود میں نہیں ہے ۔ ہمارے علم میں نہیں کہ محکمہ ملیریا اریڈیکیشن کے صوبائی چیف کے خلاف وہاں کوئی مقدمہ چل رہا ہے ۔ جہاں تک محکمہ پنجاب کا تعلق ہے آفیسر مذکورہ کے خلاف کوئی تحقیقات عمل میں نہیں لائی گئی ۔

(د) اندریں حالات کسی بورڈ کے مقرر کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سید قابض الوری ۔ جناب والا ۔ اس سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے یہ تسلیم کیا ہے کہ محکمہ ملیریا اریڈیکیشن کی کارکردگی متاثر ہوئی ہے ۔ تو کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ ادویات بروقت مہیا نہ ہونے کی کیا وجوہات تھیں اور اس سلسلہ میں کیا متعلہ افراد کے خلاف کوئی کاروائی کی گئی ہے ۔ ؟

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ ملیریا اریڈیکشن کو ادویات بطور امداد ملتی ہیں اور اگر اس میں کوئی تاخیر ہو جائے تو ہم کوئی کارروائی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ ہمیں ورلڈ ہیلتھ آرگنائیزیشن کی طرف سے اور یونیسف کی طرف سے ملتی ہیں اور ہم ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے ۔ اس لئے اس میں تاخیر بھی ہو سکتی ہے ۔

انسداد ملیریا کے ڈاکٹروں کو قومی پیمانہ تنخواہ نمبر 17 کی عطائیگی

***7461** ۔ **راؤ مراتب علی خان** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبائی حکومت نے محکمہ صحت میں ملازمت کرنے والے ڈاکٹروں کو مارچ 1969ء سے پیمانہ تنخواہ نمبر 17 دے دیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ دفتر انسداد ملیریا میں متعین ڈاکٹروں کو قومی پیمانہ تنخواہ نمبر 17 نہیں دیا گیا ۔ اگر ایسا ہے تو اس

کی وجوہ کیا ہیں اور کتنے ڈاکٹر اس طرح سے متاثر ہوئے ہیں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت نے قومی سکیل نمبر 16 میں تنخواہ لینے والے ڈاکٹر صاحبان کو سکیل نمبر 17 دے دیا تھا ۔

(ب) حقیقت یہ ہے کہ انسداد ملیریا پروگرام میں ایم۔بی۔بی۔ایس۔ ڈاکٹروں کو 1964ء سے ہی سکیل 17 یعنی کلاس 1 جونیئر سکیل دیا جا رہا ہے ۔ جو ڈاکٹر صاحبان یہ ڈگری نہیں رکھتے ان کو محکمہ ہذا سکیل نمبر 16 میں بھرتی کرتا ہے ۔ جو ایک خاص مدت تک خدمت سر انجام دینے کے بعد سکیل نمبر 17 میں ترقی پا جاتے ہیں ۔

ماہی پروری کے تالاب

*7734 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر امور حیوانات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں کتنے سرکاری تالاب یا جوہڑ ہیں جہاں ماہی پروری کا انتظام موجود ہے ۔

(ب) سیلاب کے دنوں میں دریاؤں ۔ ندی نالوں سے جو پانی باہر آ جاتا ہے اس سے ماہی پروری کا کام لینے کے لئے کیا اقدام کیا جاتا ہے ؟

وزیر امور حیوانات (مسٹر محمد اکبر منہاس) ۔ (الف) صوبہ پنجاب میں 330 تالاب یا جوہڑ سرکاری طور پر افزائش مچھلی کے لئے بروئے کار لائے جا رہے ہیں علاوہ ازیں دوران سال 76-1975ء 250 دیہی جوہڑ مچھلی پالنے کے قابل بنائے جا رہے ہیں ۔

(ب) سیلاب کے دنوں میں دریاؤں ۔ ندی نالوں سے جو پانی باہر آ جاتا ہے وہ سیلاب اترنے کے بعد ڈھنڈوں ۔ گڑھوں میں رہ جاتا ہے ۔ ان پانیوں میں مچھلی کا بھر کافی مقدار میں رک جاتا ہے ۔ چونکہ بیشتر گڑھے مستقل پانی کا بندوبست نہ ہونے کے سبب جلد خشک ہو جاتے ہیں اس لئے محکمہ ماہی پروری ان پانیوں سے بھر مچھلی

پکڑ کر سرکاری و غیر سرکاری فارموں میں ڈلوا دیتا ہے یا نزدیکی دریاؤں یا ندی نالوں میں منتقل کر دیتا ہے تاکہ وہاں یہ بچہ پرورش کر سکے۔ باقی جگہیں جہاں پانی مستقل طور پر رہ جاتا ہے ان کے حقوق شکار ماہی بذریعہ نیلام و عام فروخت کر دئیے جاتے ہیں جن سے حکومت کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ یہ اعداد و شمار کب تک کے ہیں۔

وزیر امور حیوانات ۔ میرے پاس تفصیل نہیں ہے اس لئے میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ بتا سکوں کہ یہ کب تک کی تفصیلات ہیں۔

سید تابش الوری ۔ ویسے اس وقت صوبہ پنجاب میں کتنے تالاب ہیں۔

وزیر امور حیوانات ۔ 330 تالاب ہیں اور 76-1975ء میں 250 جوہڑ بنائے جا رہے ہیں۔

مویشیوں کی مصنوعی نسل کشی

***7869 ۔ مسٹر محمد حنیف خان** ۔ کیا وزیر امور حیوانات نشان زدہ سوال نمبر 7385 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 25 ۔ نومبر 1975ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مویشیوں کی مصنوعی نسل کشی کا مرکز راولپنڈی میں بھی قائم کیا گیا ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو مذکورہ مرکز میں کون کون سی قسم کے مویشی ان مقاصد کی تکمیل کے لئے موجود ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مری میں بھی اسی قسم کا ایک مرکز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر امور حیوانات (مسٹر محمد اکبر منہاس) ۔ (الف) مصنوعی نسل کشی کا مرکز شہر راولپنڈی میں عرصہ دس سال سے قائم ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامات پر بھی اس کے ذیلی مراکز کام کر رہے ہیں۔ جو کہ علاقہ میں مصنوعی نسل کشی کا کام بڑے احسن طریقے

سے سر انجام دے رہے ہیں ۔ ان مراکز سے اب تک بائیس ہزار جانوروں کو مصنوعی نسل کشی کے ذریعہ حاملہ کیا جا چکا ہے ۔

ذیلی مراکز ۔ گوجر خان ۔ حسن ابدال ۔ دولتالہ ۔ راولپنڈی شہر اسلام آباد ڈیری فارم ۔

(ب) مرکز مصنوعی نسل کشی راولپنڈی اور اس کے ذیلی مراکز سے مندرجہ ذیل نسل کے جانوروں کا بیج مہیا کیا جاتا ہے ۔

(1) بھینس (2) ساہیوال نسل

(3) دھنی نسل (4) فریزن

(5) جرسی (6) الا وارا نسل ۔

(ج) ضروری سامان اور منجمد مادہ تولید کو محفوظ رکھنے کے لئے سیال نائٹروجن کی وافر مقدار اور اس کی مسلسل سپلائی کا بندوبست کیا جا رہا ہے ۔ امید ہے کہ ایک ذیلی مرکز مری میں قائم کر دیا جائے گا جو آئندہ سال 77-1976ء میں کام شروع کر دے گا ۔

ضلع ساہیوال میں ماہی پروری کے مراکز

*7874 ۔ **میاں خان محمد** ۔ کیا وزیر امور حیوانات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع ساہیوال میں حکومت نے 15 نومبر 1975ء تک ماہی پروری کے کتنے مراکز کس کس مقام پر قائم کئے اور ان پر کتنی رقم صرف ہوئی ۔

(ب) مذکورہ مدت میں ان مراکز سے حکومت کو کسقدر آمدن ہوئی ۔

(ج) کیا ماہی پروری کے منصوبہ کی توسیع کا کوئی پروگرام حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر امور حیوانات (مسٹر محمد اکبر منہاس) ۔ (الف) ضلع ساہیوال میں 90 دیہی تالاب (35 تحصیل ساہیوال 30 تحصیل اوکاڑہ اور 25 تحصیل پاکپٹن) مچھلی کی افزائش کے لیے ایک ترقیاتی منصوبہ کے تحت دوران سال 73 - 1972ء تا 75 - 1974ء قائم کیے گئے ہیں

ان فارموں کے تعمیراتی کام پر مبلغ 1.26 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں ۔

(ب) مذکورہ بالا دیہی تالاب ایک ترقیاتی منصوبہ موسومہ دیہی تالابوں میں افزائش مچھلی کے تحت قائم کیے گئے ہیں اور منصوبہ ھذا کے منظور شدہ پروگرام کے مطابق 30 جون 1975ء تک کوئی آمدنی مقصود نہیں تھی نیز 15 نومبر 1975ء تک مذکورہ فارموں سے مچھلی پکڑوانے کے پروگرام کا آغاز نہیں کیا گیا ۔

(ج) ضلع ساہیوال میں متروکہ انہار ۔ دیہی جوہڑوں و دیگر آبی وسائل میں مچھلی کی افزائش کو فروغ دینے کے لیے اگلے پنجسالہ منصوبہ دوران 81 - 1976ء کے لیے مختلف ترقیاتی منصوبے تیار کیے جا رہے ہیں ۔ جو کہ مچھلی کی افزائش کو فروغ دینے میں مد و معاون ہوں گے ۔ علاوہ ازیں مزید نمائشی تالاب بھی بنائے جائیں گے ۔

صوبہ کے سول ہسپتالوں میں متعین دائیوں کو پنشن کی ادائیگی

*7929 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے سول ہسپتالوں یا زچہ بچہ مراکز میں سندیافتہ دائیاں متعین ہیں جن کی سروس بکیں بھی بنی ہوئی ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ صحت نے مذکورہ دائیوں کو ریٹائرمنٹ کے بعد پنشن کے حقوق سے محروم رکھا ہوا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انہیں ریٹائرمنٹ کے بعد پنشن دینے کے بارے میں مناسب اقدامات کرے گی ۔

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) جی ہاں ۔ لیکن ابھی ان کی سروس بکیں نہیں بنی ہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ دائیوں کی آسامیوں کے ساتھ پنشن کی مراعات فی الحال

نہیں ہیں ۔ محکمہ اس مسئلہ پر ہمدردانہ غور کر رہا ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔ حکومت اس پر چلے ہی مناسب کارروائی کر رہی ہے ۔

محکمہ ریلوے میں محکمہ محنت پنجاب کے لیبر افسران کی کارکردگی

*7940 ۔ **مسز حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ کیا وزیر محنت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ریلوے میں لیبر قوانین کے نفاذ کے لیے محکمہ محنت پنجاب کے لیبر آفیسر کام کر رہے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پنجاب میں پچھلے تین مہینوں میں لیبر افسران مذکورہ نے ریلوے کے کتنے معائنے کیے اور کتنی خلاف ورزیوں کا چالان کیا ۔

(ج) اگر اس عرصے میں کوئی چالان نہیں کیا گیا تو کیا حکومت ایسے بے مقصد عہدوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر محنت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) جی ہاں ۔ اس مقصد کے لیے تین افسران کام کر رہے ہیں ۔

(ب) نومبر 1975ء تا جنوری 1976ء 200 معائنے کیے گئے اور پانچ بے قاعدگیاں پائی گئیں ۔

(ج) بے قاعدگیاں پائی جانے پر ریلوے انتظامیہ کا چالان نہیں کیا جاتا ۔ البتہ لیبر افسران ان بے قاعدگیوں کو ریلوے انتظامیہ کے نوٹس میں تحریری طور پر لاتے ہیں اور انہیں دور کرواتے ہیں اس لیے ان ضروری عہدوں کو ختم کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جو بدعنوانی کے مرتکب ہوئے ہیں ۔ اور جو پانچ بے قاعدگیاں پائی گئی ہیں ۔ ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ۔

وزیر محنت ۔ محکمہ محنت کو ان بے قاعدگیوں کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے ۔ ہم صرف ریلوے انتظامیہ کو مطلع کر دیتے ہیں ۔ اور وہ مناسب کارروائی کرتے ہیں ۔

دیہاتوں ۔ شہروں اور میونسپل حدود سے باہر کام کرنے والے مزدوروں کا تحفظ

*7941 ۔ **مسز حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ کیا وزیر محنت ازراہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ دکانوں اور تجارتی اداروں کے لیبر قانون مجریہ 1949ء کا نفاذ صرف شہروں کی میونسپل حدود تک ہوتا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ قانون کے اس محدود نفاذ سے دیہاتوں میں کام کرنے والے چھوٹے چھوٹے شہروں میں کام کرنے والے اور میونسپل حدود سے باہر کام کرنے والے ہزاروں افراد کا استحصال ہو رہا ہے اور ان کے حقوق پامال ہو رہے ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت جزو (ب) میں مندرج افراد کے تحفظ کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر محنت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) جی ہاں ۔ مگر دکانوں اور تجارتی اداروں کے آرڈیننس مجریہ 1965ء کی دفعہ (1) 4 کے تحت حکومت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ بذریعہ نوٹیفیکیشن اس قانون کا نفاذ ان دکانوں یا تجارتی اداروں پر کر سکتی ہے جو میونسپل یا کنٹونمنٹ حدود سے باہر بھی ہوں ۔ لہذا حکومت نے حال ہی میں لائل پور سمندری کے علاقوں میں میونسپل حدود سے باہر پانچ میل تک اور جھنگ ۔ چنیوٹ ۔ گوجرہ ۔ پیرمحل ۔ جڑانوالہ اور چک جھمرہ کے علاقوں میں میونسپل حدود سے باہر تین میل کا بذریعہ نوٹیفیکیشن نمبری 11-4(L-IV)/72 مورخہ 13 دسمبر 1974ء قانون ہذا کا نفاذ کیا ہے تاکہ ان علاقوں میں کام کرنے والے کارکنوں کو بھی قانون ہذا کے تحت مراعات مل سکیں ۔

(ب) دیہات اور میونسپل حدود سے باہر ایسے بہت کم ادارے ہیں جن میں کارکن کام کرتے ہیں ۔ فیکٹریوں میں کام کرنے والے کارکنوں کو متعلقہ قوانین کے تحت مراعات ملتی ہیں ۔

(ج) اگر کسی ایسے علاقہ میں قانون کے نفاذ کے لیے درخواست موصول ہوتی ہے اور بعد تحقیق ازاں مقامی متعلقہ حکام اس قانون کا نفاذ ایسے علاقہ پر ضروری پایا جاتا ہے تو حکومت اس بارے میں اقدام اٹھانے کے لیے تیار ہے ۔

ضلع سیالکوٹ میں ہیلتھ سنٹروں اور ڈسپنسریوں کی تعداد

*7950 ۔ **شیخ عزیز احمد** ۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع سیالکوٹ میں 73 - 1972ء میں ہیلتھ سنٹروں اور ڈسپنسریوں کی تعداد کتنی تھی اور 75 - 1974ء کتنے مزید ہیلتھ سنٹر کہاں کہاں کھولے گئے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ 73-1972ء میں ضلع سیالکوٹ میں رورل ہیلتھ سنٹروں کی تعداد دو تھی اور ڈسپنسریوں کی تعداد 52 ۔

74 - 1973ء کے دوران ایک مزید رورل ہیلتھ سنٹر ستراہ میں کھولا گیا۔ 75 - 1974ء کے دوران دو مزید رورل ہیلتھ سنٹر اس ضلع میں قلعہ سوبھاسنگھ اور بدوملہی میں زیر تعمیر تھے ۔ جنہوں نے یکم جنوری 1976ء سے کام شروع کر دیا ہے لہذا اس وقت پانچ رورل ہیلتھ سنٹر اس ضلع میں کام کر رہے ہیں ۔

بہاولپور ڈویژن میں پروفیسروں ۔ اسسٹنٹ پروفیسروں ۔ فزیشنوں ۔ سرجنوں اور میڈیکل افسران کی خالی آسامیاں

*7984 ۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) بہاولپور ڈویژن میں پروفیسروں ، اسسٹنٹ پروفیسروں ، فزیشنوں ، سرجنوں اور میڈیکل افسروں کی کل کتنی آسامیاں کہاں کہاں کے لیے منظور شدہ ہیں اور اس وقت ان آسامیوں میں سے کتنی ۔ کون کونسی اور کہاں کہاں خالی ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ نصف سے زائد منظور شدہ آسامیاں بہاولپور ڈویژن میں اس وقت خالی پڑی ہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان آسامیوں کو پر کرے گی ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف)

نمبرشمار	نام آسامی	نام ادارہ	منظور شدہ آسامیوں کی تعداد	خالی جگہوں کی تعداد
1	2	3	4	
1 ۔	پروفیسران	قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور	16	8

2 ۔ اسسٹنٹ پروفیسران	قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور	34	9
3 ۔ فزیشن	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال رحیم یار خان	1	—
,, ,, ,, ,, ,,	بہاولنگر	1	1
4 ۔ سرجن ,, ,, ,, ,,	رحیم یارخان	1	—
,, ,, ,, ,, ,,	بہاولنگر	1	—
18		54	
5 ۔ میڈیکل افسر	جے ایف ہسپتال بہاولپور	—	—
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,, ,,		3	2
میڈیکل افسر	سول ہسپتال احمدپور شرقی	2	1
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر اچ شریف	1	—
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر	چنی گوٹھ رورل ہیلتھ سنٹر	1	1
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر	خیر پور ٹامیوالی	1	—
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر	سول ہسپتال حاصلپور	1	—
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر مبارک پور	1	1
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر یزمان	1	1
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر	پولیس ہسپتال بہاولپور	1	1
میڈیکل افسر	موبائیل ڈسپنسری ۔ (1) بہاولپور	1	1
میڈیکل افسر ,, ,,	(2) بہاولپور	1	1
,, ,,	بی آئی اینڈ جے جیل بہاولپور	1	1
,, ,,	ٹی ۔ بی کلینک بہاولپور	1	—

میڈیکل افسر	ڈویژنل ٹی بی افسر بہاولپور	1	1
,, ,,	سکول ہیلتھ یونٹ بہاولپور	1	1
,, ,,	اے ڈی ایچ او احمد پور شرق	1	1
,, ,,	ٹی بی کلینک حاصل پور	1	1
میڈیکل افسر	رورل ڈسپنسری کوٹلہ موسی خان	1	1
,, ,, ,,	قائم پور	1	1
,, ,,	سول ڈسپنسری ٹیل والا	1	1
,, ,,	لیو سنٹرل جیل بہاولپور	1	—
,, ,,	ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولپور	6	3
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,, ,,		2	1
میڈیکل افسر	سول ہسپتال ہارون آباد	2	—
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,, ,,		1	—
میڈیکل افسر ,, ,,	چشتیاں ,,	1	—
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,,		1	—
میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر منڈی صادق گنج	1	1
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر ,, ,, ,,	شہرفرید ,,	1	1
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر	سول ہسپتال فورٹ عباس	1	—
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر چک نمبر 6	1	1
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر	سول ہسپتال منچن آباد	1	—
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر فقیر والی	1	—
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر ,, ,, ,,	کچی والی	1	1
لیڈی میڈیکل افسر ,, ,, ,, ,,		1	1
میڈیکل افسر	ٹی بی کلینک بہاولنگر	1	1

لیڈی میڈیکل افسر	,, ,, ,,	1	1
میڈیکل افسر	موبائل ڈسپنسری بہاولنگر	1	1
میڈیکل افسر	گورنمنٹ رورل ڈسپنسری ڈھرانوالہ	1	—
میڈیکل افسر	اے ڈی ایچ او بہاولنگر	1	1
میڈیکل افسر	رورل ڈسپنسری قلعہ میر گڑھ	1	1
میڈیکل افسر	ڈی ایچ کیو ہسپتال رحیم نار خان	6	4
لیڈی میڈیکل افسر	ڈی ایچ کیو ہسپتال رحیم یار خان	3	2
میڈیکل افسر	سول ہسپتال صادق آباد	1	—
لیڈی میڈیکل افسر	,, ,, ,,	1	—
میڈیکل افسر	,, ,, ,,	1	—
لیڈی میڈیکل افسر	,, ,, ,,	1	1
میڈیکل افسر	سول ہسپتال لیاقت پور	1	—
لیڈی میڈیکل افسر	سول ہسپتال لیاقت پور	1	—
میڈیکل افسر	سول ہسپتال خان روڈ	2	1
لیڈی میڈیکل افسر	سول ہسپتال خان پور	1	—
میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر میانوالی قریشیاں	1	—
لیڈی میڈیکل افسر	,, ,, ,, ,,	1	1
میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر نمبر 137 پی	1	—
لیڈی میڈیکل افسر	,, ,, ,, نمبر 137 پی	1	1
میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر باغ و بہار	1	—
لیڈی میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر باغ و بہار	1	1
میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر ظاہر پیر	1	1
لیڈی میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر ظاہر پیر	1	1
میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر اللہ آباد	1	—
لیڈی میڈیکل افسر	رورل ہیلتھ سنٹر اللہ آباد	1	1
میڈیکل افسر	ٹی بی وارڈ ڈی ایچ کیو ہسپتال رحیم یار خان	1	1
میڈیکل افسر	اے ڈی اے ایچ او رحیم یار خان	1	1
میڈیکل افسر	موبائل ڈسپنسری رحیم یار خان	1	1

میڈیکل افسر	رورل ڈسپنسری ٹرنڈہ محمد پناہ	1	—
میڈیکل افسر	رورل ڈسپنسری خان بیلا	1	—
میڈیکل افسر	رورل ڈسپنسری قلعہ اسلام گڑھ	1	1
میڈیکل افسر	رورل ڈسپنسری کوٹ سنبھہ	1	1
میڈیکل افسر	ٹی بی کلینک خان پور	1	—
میڈیکل افسر	سید الطاف حسین آئی ہسپتال رحیم یار خان	1	1
میڈیکل افسر	بی وی ہسپتال بہاولپور	52	25
میڈیکل افسر	قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور	42	34
		193	121

(ب) جہاں تک گریڈ 18 اور 19 کے افسران کا تعلق ہے یہ درست نہیں کہ نصف سے زائد آسامیاں خالی ہیں ۔ البتہ گریڈ 17 کے افسران کی نصف سے زائد آسامیاں خالی پڑی ہیں اس کی وجہ ڈاکٹروں کی کمیابی ہے بہاولپور کے علاوہ دوسرے ڈویژنوں میں بھی تقریباً یہی کیفیت ہے ۔

(ج) پنجاب پبلک سروس کمیشن سے بار بار درخواست کی جا چکی ہے کہ وہ جلد از جلد افسران کی تعیناتی کے لیے نام تجویز کریں کیونکہ سارے ملک میں ڈاکٹر صاحبان کی انتہائی کمی ہے کمیشن ابھی تک مطلوبہ تعداد میں نام مہیا کرنے سے قاصر ہے جوں ہی موزوں امیدوار دستیاب ہوئے خالی جگہوں کو پر کر دیا جائے گا ۔ محکمہ صحت اس ضمن میں ہر ممکن کوشش کر رہا ہے ۔

سید قابش الوری ۔ سپلیمنٹری سر ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان کے جواب کے مطابق قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں 16 اسسٹنٹ پروفیسروں میں سے 8 آسامیاں اور ہسپتال میں 42 میں سے 34 میڈیکل آفیسرز کی آسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں کیا ایسی صورت میں قائد اعظم میڈیکل کالج کا تعلیمی معیار اس قابل ہو سکتا ہے کہ اچھے اور معیاری ڈاکٹر

بن سکیں ۔

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ اس سال میڈیکل کالجز سے 600 ڈاکٹرز دستیاب ہوں گے ۔ ان میں سے ٹاپ پرائریٹی پر قائد اعظم میڈیکل کالج میں ڈاکٹر تعینات کریں گے ۔ اسسٹنٹ پروفیسر کی آسامیوں کے لیے گورنمنٹ نے حال ہی میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو لوگ بیرون ملک بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اور اس خدشہ میں واپس نہیں آتے ہیں کہ یہاں آ کر انہیں نوکری ملے گی یا نہیں ۔ انہیں وہاں سے درخواست دینے کا موقعہ دیا گیا ہے ۔ ان کی اسناد کو دیکھ کر انہیں یہاں سے ملازمت کی پیشکش بھیجی جا رہی ہے ۔ یہ اقدام اس لیے کیا جا رہا ہے کہ جتنے لوگ ہم باہر سے واپس بلا سکیں ۔ انہیں فائدہ کے لیے واپس بلا لیں ۔ اور ان کے کاغذات دیکھ کر یہیں سے ان کو jobs-offer کیے جا رہے ہیں تاکہ جتنے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ہم باہر سے واپس بلا سکیں اپنے فائدہ کے لیے بلا لیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ کیا وزیر موصوف اس سے اتفاق کریں گے کہ بہاولپور اور دوسرے دور افتادہ علاقوں کے مقابلے میں لاہور میں مختلف کالجز میں پروفیسرز کی تعداد اتنی زیادہ ہے اگر انہیں دوسرے علاقوں میں منتقل کیا جائے تو تمام تعلیمی ادارے اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں تو کیا وہ اس سلسلے میں کسی اقدام کے لیے تیار ہیں کہ لاہور سے کچھ پروفیسروں کو دوسرے کالجوں میں جیسا کہ نشتر میڈیکل یا قائداعظم میڈیکل کالج ہیں ان میں منتقل کیا جائے ۔

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ ہم تمام کالجوں میں پروفیسروں اور اسسٹنٹ پروفیسروں کی کمی کو دور کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں ہمیں ایک کالج سے دوسرے کالج میں کچھ لوگوں کو شفٹ بھی کرنا پڑا تو ہم ضرور کریں گے ۔

ضلع لاہور میں واقع محکمہ وائلڈ لائف سانده روڈ لاہور میں گیم انسپکٹروں کی تعداد

***8015 . سید فدا حسین** ۔ کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ وائلڈ نمبر 2 سانده روڈ لاہور میں کتنے گیم انسپکٹر متعین ہیں ۔ ان کے نام کیا ہیں اور ہر ایک کا لاہور میں

عرصہ تعیناتی کتنا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی واضح ہدایات موجود ہیں کہ کوئی سرکاری ملازم عرصہ تین سال سے زائد تک ایک مقام پر نہیں رہ سکتا ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جزو (الف) میں ایسے کتنے گیم انسپکٹر ہیں جن کا لاہور میں عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہے انہیں لاہور میں رکھنے کی کیا وجوہات ہیں ۔ نیز حکومت انہیں کب تک لاہور سے باہر تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر جنگلات (مسٹر محمد اکبر منہاس) ۔ (الف) ضلع لاہور میں ایک ہی گیم انسپکٹر مسٹر اجمل خان تعینات ہے جو کہ مورخہ 1-7-73 کو محکمہ جنگلات سے علیحدہ ہونے پر لاہور میں تبدیل کیا گیا تھا دوسرے انسپکٹر محمد انور کو حال ہی میں مورخہ 17-3-76 کو بطور گیم انسپکٹر سپیشل ڈیوٹی دفتر کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ سرکاری گزیٹڈ ملازم عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی سٹیشن پر نہیں رہ سکتا مگر نان گزیٹڈ ملازمین کے لیے ایسی کوئی واضح ہدایات نہیں ۔ گیم انسپکٹر کی آسامی نان گزیٹڈ ہے ۔

(ج) ضلع لاہور کے لیے ایک ہی گیم انسپکٹر ہے جس کا تین سال کا عرصہ ابھی پورا نہیں ہوا ۔

مسٹر محمد اجمل خان جدون گیم انسپکٹر سالنہ روڈ لاہور کو صوبہ سرحد میں بھیجنا

*8016 ۔ **سید فدا حسین** ۔ کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) مسٹر اجمل خان جدون گیم انسپکٹر حال متعین 2 - سالنہ روڈ لاہور حکومت پنجاب کی ملازمت میں کب آئے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان کا ڈومی سائل ضلع مردان صوبہ سرحد

کا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ مورخہ 19۔ اکتوبر 1959ء کو کوئٹہ میں بھرتی ہوئے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ون یونٹ ٹوٹنے پر ملازمین و ان کے ڈومی سائل کے صوبہ جات میں بھیج دیا گیا مگر اجمل خان جدون مذکور کو بدستور پنجاب میں رہنے دیا گیا ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محمد اجمل خان جدون کی وجہ سے پنجاب سے تعلق رکھنے والے سرکاری ملازمین کے جائز حقوق پامال ہو رہے ہیں۔

(و) اگر جزو ہائے (ب) تا (ہ) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محمد اجمل خان جدون مذکور کو اس کے صوبہ میں نہ بھیجنے کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت پنجاب اسے واپس صوبہ سرحد یا کوئٹہ میں بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جنگلات (مسٹر محمد اکبر منہاس) ۔ (الف) مسٹر محمد اجمل خان گیم انسپکٹر حال متعین نمبر 2 سائدہ روڈ لاہور مورخہ 29-8-61 کو بذریعہ گیم وارڈن ویسٹ پاکستان لاہور کی چٹھی نمبر 20340 مورخہ 28-8-61 ضلع راولپنڈی (پنجاب) میں تبدیل ہوا اسی وقت سے صوبہ پنجاب میں تعینات ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ملازم مذکور کا ڈومی سائل ضلع مردان صوبہ سرحد کا ہے۔

(ج) ملازم مذکور کو گیم وارڈن ویسٹ پاکستان نے مورخہ 9-10.59 کو بھرتی کیا تھا اور اس کی پہلی تعیناتی بطور گیم انسپکٹر کوئٹہ تلات ریجن میں ہوئی تھی۔

(د) ون یونٹ کے خاتمہ پر دوسرے صوبوں کے رہنے والے تمام ملازمین کو متعلقہ صوبوں میں تبدیل نہیں کیا گیا تھا بلکہ گورنمنٹ نے درجہ سوم اور چہارم کے ملازمین کے لیے یہ پالیسی وضع کی تھی کہ صرف وہی ملازمین اپنے اپنے صوبوں میں بھیجے جائیں جو سیکرٹریٹ اور صوبائی سطح کے صدر دفاتر میں تعینات تھے بقایا

ملازمین کو سکونتی صوبوں کے لحاظ سے تبدیل نہیں کیا گیا تھا اس سلسلے میں محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی چٹھی مورخہ 8 ۔ جون 1970ء میں پالیسی کی وضاحت کی گئی تھی ۔

(ھ) گورنمنٹ کی چٹھی مورخہ 8 ۔ جون 1970ء کے تحت ملازم مذکور صوبہ پنجاب میں ملازمت کرنے کا حق دار ہے اس لیے پنجاب سے تعلق رکھنے والے ملازمین کے حقوق پامال نہیں ہو رہے ہیں ۔

(و) گورنمنٹ کی چٹھی مورخہ 8 ۔ جون 1970ء کے تحت اجمل خان گم انسپکٹر صوبہ پنجاب میں تعینات ہے اگر وہ خود واپس جانا چاہے تو اسے بھیجا جا سکتا ہے بصورت دیگر وہ یہاں ملازمت کرتا رہے گا ۔

موچھ ضلع میانوالی کے ہسپتال میں ڈاکٹر کی تعیناتی

***8096 ۔ امیر عبداللہ خان روکڑی ۔** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موچھ ضلع میانوالی کے ہسپتال میں عرصہ چھ سال سے کوئی ڈاکٹر تعینات نہیں کیا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کے شدید مطالبات کے پیش نظر مذکورہ ہسپتال میں کوئی ڈاکٹر متعین کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) صوبے بھر میں ڈاکٹروں کی شدید قلت ہے اور متعدد ہسپتال اور ڈسپنسریاں خالی پڑی ہیں ۔ تاہم جونہی مزید ڈاکٹر دستیاب ہوئے موچھ ڈسپنسری میں بھی ڈاکٹر تعینات کر دیا جائے گا ۔

جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں فاضل رکن کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت میڈیکل ایجوکیشن پر زیادہ سے زیادہ توجہ دے رہی ہے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ہم نے کالجوں میں نشستیں بڑھائیں اور کالجوں کی تعداد بڑھائی ہے اس وقت ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی ٹوٹل allocation کا نصف میڈیکل ایجوکیشن پر خرچ کیا جا رہا ہے اور تقریباً 10 کروڑ روپیہ سالانہ میڈیکل ایجوکیشن پر خرچ کیا جا رہا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ ڈاکٹر

produce کیے جائیں اور اس قلت کو دور کیا جائے۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ جناب والا ۔ یہ وضاحت تو بڑی اچھی ہے مگر کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ چھ سال کے عرصہ سے شہر موچھ کے پسماندہ ہسپتال میں کسی ڈاکٹر کا نہ ہونا یہ بہت بڑی کمزوری ہے جناب والا ۔ میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ کسی اور ہسپتال سے ایک ڈاکٹر وہاں پہنچا دیا جائے تاکہ چھ سال کا ایک طویل عرصہ ختم ہو جائے اور ان غریبوں کو بھی علاج کا کچھ موقع ملے ۔

سپیکر ۔ کیا آپ اس قسم کی تجویز پر غور کریں گے ۔

وزیر صحت ۔ جی ۔ جناب ۔

موضع دھنی کلاں ضلع گجرات میں پرائمری ہیلتھ سنٹر کا قیام

***8103 ۔ چوہدری محمد حیات گوندل** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے موضع دھنی کلاں میں پرائمری ہیلتھ سنٹر کے قیام کی منظوری دی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سنٹر کے قیام کے لیے موضع دھنی کلاں کے عوام نے پانچ ایکڑ اراضی محکمہ صحت کے نام منتقل کر دی تھی ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز پنجاب لاہور نے اپنی چٹھی نمبر27-11/648 کے تحت موضع مذکور کے حافظ غلام محمد کو ہیلتھ سنٹر کی منظوری کے بارے میں مطلع کیا تھا ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہیلتھ سنٹر کو اب موضع پنجن کسانہ تحصیل کھاریاں میں منتقل کر دیا گیا ہے ۔

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سنٹر کو موضع پنجن کسانہ میں منتقل کرنے کی وجوہ کیا کیا ہیں اور آیا موضع دھنی کلاں میں ہیلتھ سنٹر قائم کر دیا جائے گا ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی نہیں ۔ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز نے حافظ غلام محمد کو صرف دھنی کلاں میں بنیادی مرکز صحت بنانے کی سفارش کی اطلاع دی تھی ۔

(د) جی نہیں ۔

(و) پنجن کسانہ میں ایک علیحدہ بنیادی ہیلتھ سنٹر کی منظوری دی جا رہی ہے نہ کہ پرائمری ہیلتھ سنٹر کی ۔

(ہ) جیسا کہ جزو (د) کے جواب سے ظاہر کے موضع پنجن کسانہ میں ایک علیحدہ بنیادی ہیلتھ سنٹر کی منظوری دی جا رہی ہے ۔ کسی اور سنٹر کے وہاں منتقل ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ موضع دھنی کلاں میں بھی ایک بنیادی مرکز صحت کے قیام کی آئندہ مالی سال میں تجویز ہے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ حافظ غلام محمد کو اس سنٹر کی منظوری کی اطلاع دی گئی اور اس کے بعد 5 ایکڑ زمین محکمہ صحت کے نام منتقل کر دی ۔؟

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ میں نے اس سلسلے میں پہلے ہی وضاحت کر دی ہے کہ حافظ غلام محمد کو سنٹر کی منظوری کی اطلاع نہیں دی گئی سنٹر کو بنانے کی سفارش کی اطلاع دی گئی تھی ۔ کہ ڈائریکٹر ہیلتھ نے سفارش کر دی کہ وہاں ہیلتھ سنٹر بنایا جائے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ اگر منظوری ہی نہیں ہوئی تھی تو پانچ ایکڑ اراضی کیوں منتقل کروائی ۔ جناب والا ۔ میرا موقف یہ ہے کہ اسکی منظوری ہو چکی تھی اور اس منظوری کے بعد انہوں نے پانچ ایکڑ اراضی کیوں منتقل کروائی اور بعد میں اس سنٹر کو تبدیل کر دیا گیا یا اسے معطل کر دیا گیا ۔

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس سنٹر کو کہیں دوسری جگہ پر تبدیل کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا جہاں پر سفارش کی گئی تھی اور اس میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ یہ پانچ ایکڑ اراضی دیں گے تو ہم اس پر سنٹر بنا سکیں گے تو وہ تجویز اب بھی زیر غور ہے اور انشاء اللہ ہم اس سال میں وہ سنٹر بنا دیں گے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ یقین دہانی کرائیں گے کہ آئندہ مالی سال میں وہاں پر ہیلتھ سنٹر بنا دیا جائے گا ؟

وزیر صحت ۔ ہم کوشش کریں گے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ نہیں ۔ کوشش نہیں ۔ آپ یقین دہانی کرائیں ۔

وزیر صحت ۔ نہیں ۔ میں نے پہلے وضاحت کی ہے کہ ہم جو ہیلتھ سنٹرز کھول رہے ہیں وہ ہیپلز ورکس کونسل کی recommendations پر کھول رہے ہیں کیونکہ تمام فاضل اراکین اپنے اپنے علاقوں میں ہیلتھ سنٹر چاہتے ہیں لیکن تعداد محدود ہے اور تمام فاضل اراکین کے حلقوں میں ایک وقت میں اتنے ہیلتھ سنٹرز نہیں کھولے جا سکتے ۔ اسلئے ہم نے یہ سکیم بنائی کہ ہیپلز ورکس کونسل کی recommendations پر سنٹر کھولیں ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ ہیپلز ورکس کونسل گجرات نے تو پچھلے سال بھی اس ہیلتھ سنٹر کی منظوری دی تھی اور اس پر ابھی تک عمل نہیں ہو سکا ۔

وزیر صحت ۔ اسی بنیاد پر وہ ہیلتھ سنٹر کھولا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

میر بلخ شیر مزاری

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میر بلخ شیر مزاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I was not present in the house from May 29th to May 31st, April 1st to April 7th and April 15th and 16th it is requested that leave of absence for these days may be allowed : —

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں بوجہ طبیعت کی ناسازی اجلاس اسمبلی میں مورخہ 4-19 ، 4-20 کو شمولیت نہ کر سکا تھا از راہ کرم ان دو ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کر دی گئی)

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Due to important engagements I was unable to attend the Session of 1-6-76 I will be obliged if leave is granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر ۔ اب نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری کی طرف سے ایک تحریک استحقاق آئی ہوئی ہے اور یہ کل بھی پیش ہوئی تھی مگر نوابزادہ صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اور اب انہوں نے اس کے بارے میں ایک نوٹس دیا ہے ۔ نوابزادہ صاحب اس میں آپ نے وہ اخبار نہیں لگائی جس کا آپ نے ذکر کیا ہے ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ اخبار تو میں نہیں لگا سکا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اسطرح سے تو گزارہ نہیں ہوتا اگرچہ اس پر دفتر کا نوٹ یہ ہے کہ اخبارات کی آزادی پر تو ہم دخل نہیں دے سکتے اگر کسی فاضل

رکن کے متعلق انہوں نے اپنی کسی رائے کا اظہار کیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ کیا اخبارات کو آزادی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں اور آئین بھی آزادی دیتا ہے ۔

چوھدری طالب حسین ۔ آپ نہیں سمجھتے

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ اگر کوئی اخبار بہتان تراشی کرے اور جھوٹے الزامات لگائے اور ایسے الزامات لگائے کہ انسان اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں دشواری محسوس کرے تو یہ کسی طور پر بھی درست نہیں ہو گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپکا point of personal explanation تو ہو سکتا ہے اور وہ آپ دیں کہ جناب اسمبلی کے ممبر کے متعلق یہ جو بات اس طرح کہی گئی ہے ۔ یہ غلط ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ آیا اس سے privilege violate ہوتی ہے یا نہیں ۔ اس پر جو آفس کا نوٹ آیا ہے وہ یہی ہے کہ اس میں کوئی privilege violate نہیں ہوتی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میری گذارش یہ ہے کہ جناب کا جو پہلا رولنگ تھا وہ درست تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کونسا ؟

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی جناب والا ۔ وہ یہ کہ اس کے ساتھ اخبارات بھی لگا دینے چاہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو میں پڑھوں گا کہیں اس کے بعد جو دفتر نے نوٹ لکھا ہے کیا وہ ٹھیک ہے ؟

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ اگر ہم شروع سے ہی کہہ دیں کہ کوئی نہیں اور اخبارات جو چاہیں کرتے رہیں تو یہ میرے خیال میں بے جا ہو گا ۔ اس لئے معزز رکن پہلے اخبار ساتھ لگا دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو پھر میں اس کو دیکھ لونگا کہ دفتر کا نوٹ کس حد تک ٹھیک نہیں ہے ۔

I keep it pending.

علامہ زحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا point of personal explanation ایسے precedents موجود ہیں اور آپ کی رولنگ بھی دی ہوئی ہے کہ اگر کسی اخبار نے کسی فاضل رکن کے خلاف لکھا ہے تو آپ نے point of personal explanation کی بھی اجازت نہیں دی ہے آپ نے کہا ہے کہ یہ باہر کا معاملہ ہے اور یہ واقعہ اسمبلی میں نہیں ہوا ۔ اس لیے اس کی personal explanation باہر ہونی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ ایسا نہیں یہ اسمبلی premises کے اندر ہوا ہے ۔ کسی نے ان کے ٹیلیفون کرنے پر لکھا ہے کہ یہ اسمبلی کا ٹیلیفون استعمال کرتے ہیں یا اسمبلی میں فائلیں لے کر پھرتے ہیں اور وزراء سے آرڈر لیتے ہیں اس طرح یہ سارا پاکستان ہی اپنے نام الاٹ کروا لیں گے ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ انہوں نے لکھا ہے کہ سارا پاکستان ہی اپنے نام الاٹ کروانا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس قسم کی تراشی assembly premises کے اندر ہوئی ہے ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ میں نے کوئی نجی بات نہیں کہی ۔ بات یہ ہے کہ وزراء صاحبان یہاں ہمیں آسانی سے ملتے ہیں ۔ غریب بیچارے بھاگے پھرتے ہیں اور جب کبھی بھی ان کے دفتر میں جائیں تو پچاس ساٹھ آدمی وہاں موجود ہوتے ہیں اور ان کو ملنا مشکل ہو جاتا ہے اس لیے ہمیں ان غریبوں پر ترس آتا ہے ۔ جناب والا ۔ اگر یہاں کوئی ہم پبلک کا کام کریں تو وہ اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہوتے ہیں ۔ اگر میں نے کبھی بھی اپنا ذاتی کام کیا ہو تو میرے اوپر بے شک جتنا مرضی چاہیں attack کریں اللہ کے فضل سے ہزاروں کروڑوں کی ہماری پراپرٹی تھی لیکن ایک دمڑی بھی نہ مجھے ملی اور نہ میرے کسی عزیز کو ملی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں پھر اس طرح کرتا ہوں کہ آپ کی پرولیج موشن کو پینڈنگ کر لیتا ہوں ۔

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ وہ آپ کی بات کو پورے طور پر نہیں سمجھ سکے ان کو ذرا سمجھا دیں ۔

Mr. Speaker : Then I take it as a matter of personal explanation and you may add to it.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ اسے پرولیج کمیٹی میں بھیج دیجئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آئین میں لکھا ہے اور دفتر والوں نے جو اس کے متعلق نوٹ بھیجا ہے اس سے تو ظاہری طور پر یہ پرولیج کمیٹی کے پاس جانا معلوم نہیں ہوتا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ ان کی پہلی پہلی request ہے اسے خطا نہیں جانا چاہیے اور اسے مان لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آرٹیکل 66 میں privilege of the members اس طرح دیا ہوا ہے ۔

> (1) Subject to the Constitution and to the rules of p ocedure of Parliament, there shall be freedom of speech in Parliament and no member shall be liable to any proceedings in any court in respect of anything said or any vote given by him in Parliament, and no person shall be so liable in respect of the publication by or under the authority of Parliament of any report, paper, votes or proceedings.

یہی صوبائی اسمبلی کو apply کرتا ہے ۔ constitution directly guarantees کہ پارلیمنٹ کے اندر یا اسمبلی کے اندر آپ کو تقریر کی آزادی ہوگی ۔ یہ تو ایک پرولیج ہے جو constitution نے directly گرنٹی دی ہے جو اسمبلی کے اندر تو کہی گئی ہے یا ووٹ دیا جائے یا اگر آفیشل گزٹ میں آپ کی تقریر چھپتی ہے یا آپ کی رائے چھپتی ہے یا آپ کا ریزولوشن یا ترمیم دی ہوئی ہے اور وہ چھپتی ہے تو اس سلسلے میں کسی عدالت میں کسی قسم کی قانونی قدغن نہیں لگ سکتی ۔ اب دوسرا یہ ہے ۔

> (2) In other respects, the powers, immunities and privileges of Parliament, and the immunities and privileges of the members of Parliament, shall be such as may from time to time be defined by law and until so defined, shall be such as were, immediately before commencing day, enjoyed, by the National Assembly of

Pakistan and the committees thereof and its members.

The Provincial Assembly of the Punjab Privilege اس سلسلے میں Act 1972. میں منظور ہوا ۔ لیکن اب اس میں یہ کہیں نہیں ہے کہ کوئی اخبار کسی ممبر کے متعلق اگر ایسا کرے تو اس اخبار کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے ۔ اس سلسلے میں آپ ذرا دیکھ لیں ۔ دفتر والوں نے نوٹ میں یہ لکھا ہے ۔

We shall discuss it tomorrow. Now we go on to the adjournment motions.

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری امان اللہ لک صاحب کی تحریک التوا نمبر 4 کے متعلق میں نے verify کر لیا تھا۔ پہلی مرتبہ بھی یہ آئی تھی تو اس میں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غلطی ہوگئی تھی ۔ اور یہ میرے ریکارڈ میں سے نکل آئی ہے اور یہ تحریک التوا ۔ولانا عبدالستار خان نیازی کے متعلق ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی یہ توائے وقت کے متعلق بات ہو رہی ہے اور میں نمبر 6 کو دوبارہ پڑھتا ہوں ۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور کے سرکاری اشتہارات بند کرنے کے متعلق حکومت پنجاب کا اقدام

چوھدری امان اللہ لک صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 19 مئی 1976ء کی خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے روزنامہ نوائے وقت کے سرکاری اشتہارات بند کر دیے ہیں بے شمار معاہدے بھی یکطرفہ طور پر منسوخ کر دیے گئے جن کے تحت مختلف سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے اشتہارات چھپنا تھے ۔ نوائے وقت کے خلاف یہ اقدام اس لیے کیا ہے کہ نوائے وقت کی آواز خوشامد کے ایوانوں کے لیے پسندیدہ نہیں

رہی نوائے وقت پر اشتہارات کی بندش آزادی صحافت پر خطرناک اور مہلک وار ہے جس سے پورے پنجاب کے عوام میں شدید غم و غصہ پیدا ہو چکا ہے اور عوام میں یہ سراسیمگی پیدا ہو گئی ہے کہ حکومت پنجاب آزادی صحافت کے تمام دروازے بند کرنے کا تہیہ کر چکی ہے۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ اسی موضوع کی تحریک التوا نمبر32 وہی ہے جو میں نے دی ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے آپ کی تحریک التوا نمبر 32 ہے اور اسی طرح کی تحریک التوا نمبر 30 علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی ہے ۔ پہلے میں نمبر 6 کو لے رہا ہوں ۔

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) ۔ جناب والا ۔ ان تحریک ہائے التوائے کار میں دو باتیں زیادہ نمایاں ہیں ۔ پہلی بات یہ ہے کہ ان میں یہ کہا گیا ہے کہ کسی اخبار کے اشتہارات بند کر دینا آزادی صحافت پر کوئی وار ہے ۔ اس سلسلے میں میری یہ عرض ہے کہ قانون کے مطابق آزادی صحافت کا دائرہ تعین کیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں آئین کی دفعہ 19 ہے اور پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس موجود ہے ۔ ان کے تحت اخبارات کے جتنے حقوق ہیں ان میں سے نوائے وقت کا کوئی حق غصب نہیں کیا گیا ، نہ اس پر کوئی وار کیا گیا ہے اور نہ اس سلسلے میں کوئی کارروائی کی گئی ہے ۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ آزادی صحافت کا ان اشتہارات سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ آزادی صحافت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اشتہارات کے سلسلے میں یا کسی دوسرے سلسلے میں کسی پر compulsion ہو ۔ اس آزادی کے ساتھ compulsion یقیناً منسلک نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ دوسری بات اس میں یہ ہے اور پہلے میں یہ عرض کر دوں کہ اشتہارات جو دیے جاتے ہیں یہ ایک ذی فہم نشتہر کے طور پر حکومت مختلف اخباروں میں اشتہارات دیتی ہے اور اشتہارات کے متعلق پالیسی کبھی حتمی نہیں ہوتی اس میں تبدیلی آتی رہتی ہے ۔ سب اخبارات میں پالیسی کے مطابق اشتہارات آتے ہیں اور جو باقی اشتہارات ہیں وہ ان کی نوعیت کے مطابق جس اخبارات کو ضرورت ہوتی ہے اس کو دیے جاتے ہیں ۔ اس تحریک میں چونکہ معاہدہ کا ذکر کیا گیا ہے ۔ جس کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ یکطرفہ

طور پر منسوخ کر دیا گیا ہے ۔ اس قسم کا معاہدہ ہماری نظر میں نہیں آیا ہے کوئی بھی معاہدہ جو ہماری نظر میں قانونی طور پر ناقابل تنسیخ ہو وہ ہمارے نوٹس میں لایا جائے ۔ قانون کے مطابق اس سلسلے میں ساری کارروائی کی جائیں گی جہاں تک التوائے وقت کا تعلق ہے اس کے خلاف کسی قسم کا کوئی انتظامی کارروائی نہ ہے اس بارہ میں میں بغیر کسی جھجھک یہ بات کہوں گا کہ التوائے وقت کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کارروائی نہیں کی جا رہی ہے اور نہ ہی کی جائے گی ۔ اکثر ممبران اور دوسرے لوگ جو حکومت میں ہیں وہ التوائے وقت کی قدر کرتے ہیں اس کی صحافت کی قدر کرتے ہیں کسی کا کوئی ذاتی اختلاف التوائے وقت کے خلاف نہیں ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ سیاسی ہے ذاتی نہیں ہے ۔

وزیر اطلاعات ۔ اس سلسلے میں یہ چند معروضات ہیں ایک تو آزادی صحافت کے خلاف یہ حق بالکل منسوخ نہیں کیا جا سکتا اس کے ساتھ وہ حقوق اور وہ حق جو کسی قانون میں وضع نہیں کیا گیا ہے کہ ایک اخبار کسی دوسرے کو اشتہارات دیں ۔ اگر کل ایک پریس کی مشین کو بیچنا ہو تو کیا یہ کہا جائے گا کہ چار پرزے ایک اخبار کو دیے جائیں اور چار پرزے کسی دوسرے اخبار کو دیے جائیں اور چار پرزے تیسرے اخبار کو دیے جائیں اس سلسلے میں التوائے وقت کی جو صحافت ہے اس کے معیار اور اس کی صحافت کے بارہ میں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ اور کسی کو اس کی خدمات سے انکار نہیں ہے لیکن یہ بالکل جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے مشتہر کی صورت میں بتائی جاتی ہے اور اس میں بعد میں نئے تقاضوں کے متعلق غور و خوض ہوتا ہے اور وہ بدلتے رہتے ہیں حتمی فیصلہ اس سلسلے میں نہیں ہوتا اور یہ حالات اور تقاضوں کے مطابق وضع کیے جاتے ہیں ۔ اس میں میں سمجھتا ہوں کہ اس فاضل ایوان کو غور کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا وزیر قانون بتا سکیں گے کہ اس سلسلے میں اس سے پہلے یہ مسئلہ اسمبلی میں پیش ہوا ہے ۔

وزیر قانون ۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تحریک التوائے کار کا موضوع ہے بھی یا نہیں کیونکہ یہ تو ایک کمرشل ادارہ ہوتا ہے اور جہاں تک میرا علم ہے یہ تو پابندی لگاتے ہیں اس کے بعد بھی اشتہارات چھپتے رہے تھے اور

کائن سپلیمنٹری میں بھی چھپے ہیں وہ کہاں سے آتے ہیں اور وہ پابندی کہاں گئی ہے I do not understand اگر ان کا معیار یہ ہے کہ ایک خاص تعداد میں ماننا چاہیے اور زیادہ استحقاق ہونا چاہیے ۔

How can that be determined

اگر آپ ریکارڈ دیکھیں جو کائن سپلیمنٹری چھپا ہے وہ حکومت کی طرف سے دیا گیا ہے پھر پابندی کہاں عائد ہوتی ہے ۔

This cannot be subject matter of an adjournment motion.

مسٹر سپیکر ۔ میں نے دو باتیں پوچھیں تھیں علامہ صاحب شاید اس معاملہ میں امداد کر سکیں ۔ کہ آیا کبھی اخبار کے متعلق اسمبلی میں ایسا مسئلہ آیا ہے یا نہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ کئی دفعہ آیا ہے اور اس کی وضاحت بھی حکومت کی طرف سے ہو چکی ہے اگر آپ فرمائیں تو میں دو دن تک تلاش کر کے آپ کی خدمت میں دے سکوں گا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ بنیادی بات یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے ایک وزیر موصوف براہ راست یا بلاواسطہ طور پر اعتراف کیا ہے کہ اشتہارات بند کر دیے گئے ہیں اور کیا یہ آزادی صحافت پر حملے کے مترادف نہیں ہے ؟ دوسرے وزیر موصوف نے کہا ہے کہ اشتہارات بند نہیں کیے گئے ہیں اس میں اشتہارات چھپ رہے ہیں میں یہ چاہوں گا کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح نہیں ہے ۔ جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس کے مطابق سٹیٹمنٹ دیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انہوں نے واضح طور پر کہا ہے کہ اتنے اشتہارات چھپ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر اعتزاز نے کہا کہ حتمی فیصلہ نہیں ہوتا انہوں نے پوری qualified statement دی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ انہوں نے یہ نہیں کہا ہے یہ تاثر دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں نے حال ہی میں نوائے وقت میں دیکھا ہے کہ اس میں گورنمنٹ کے اشتہارات ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ اسی لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ categorically dery

کریں یا اس ھاؤس کو اعتماد میں لیں اور یہ بتائیں کہ اشتہارات بند کیے گئے ہیں یا نہیں اگر ایسا آرڈر جاری ہوا ہے یا نہیں ہوا چونکہ بحث کا آغاز اس کے بعد ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ بحث کے آغاز کو دیکھیں گے ۔

سید قابض الوری ۔ جناب اگر یہ انکار کرتے ہیں کہ اشتہارات بند نہیں ہوئے تو صورت حال بالکل مختلف ہوگی ۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ اشتہارات بند کیے گئے ہیں اور اس کے باوجود حکومت ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ کیا ایسے مسائل ایوان میں آتے رہے ہیں ۔ لیکن حکومت نے کسی کو اشتہار نہیں دیا ہے تو اس لیے کیا precedents ہیں ۔

What are the precedents. I would like to be assisted on this matter.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I had the privilege of being the Information Minister of West Pakistan for a couple of years and our policy to ensure the freedom of Press was that we decided in the department to give advertisements based on the circulation of paper.

مسٹر سپیکر ۔ وہ آپ کی پالیسی ہوگی ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : It is like applying economic censure against a paper.

Mr. Speaker : First of all, we have to ascertain whether the present government is following that policy.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : This economic censure tantamounts to vindictive action on the part of the Government.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ جو نقطہ سید قابض الوری کی طرف سے اٹھایا گیا ہے ، سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ حکومت اس بات پر سنجیدگی کے ساتھ اور یقین کے ساتھ یہ بیان دے کہ کیا تحاریک التوائے وقت کے اشتہارات بند ہوئے ہیں یا نہیں اگر وہ انکار کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب یہ بڑا آسان طریقہ تھا کہ کوئی فاضل رکن یہ سوال لکھ کر دے دیتا یا کوئی شارٹ نوٹس سوال دے دیتا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب اس کا فیصلہ اس وقت ہو سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کا جواب دیا ہے کہ ہم حتمی فیصلہ نہیں کرتے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں ایک سرکاری چٹھی پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل کریں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ ابھی ہمارے نوجوان وزیر صاحب جن کا میں احترام کرتا ہوں نے جو جواب دیا ہے کیا کوئی محترم ممبر ان کے جواب سے مطمئن ہوا ہے ؟ وہ یہ کہہ دیں کہ کسی اخبار کو اشتہار کی بندش سے لاکھوں روپے سالوار کا نقصان نہیں ہوگا اور کیا آزادی صحافت کا اس سے تعلق نہیں ہے ۔ ہمیشہ قاعدہ قانون رہا ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ اشاعت قارئین کے متاثر ہونے پر ہوتی ہے کہ قارئین کس سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور قارئین کا دائرہ کتنا وسیع ہے اس کو دیکھ کر اشتہارات متعین ہوتے ہیں کہ کتنے اشتہارات کس کو ملنے چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب اللہ آپ کو وزیر کرے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ یہ بد دعا آپ میرے لیے نہ فرمائیں کہ میں وزیر بنوں میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ آپ جج بن جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں چودھری امان اللہ لک کی تحریک التواء کار نمبر 1 لیتا ہوں ۔

چودھری طالب حسین ۔ کیا یہ آپ نے کل کے لیے ملتوی نہیں فرمائی ؟

مسٹر سپیکر ۔ نہیں میں نے کہا ہے اس پر مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نے بھی کہا ہے ، علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے بھی کہا ہے اور مسٹر اعتزاز احسن نے بھی کہا ہے ۔ ان کا یہ اعتراض کہ یہ تحریک التواء نہیں لی جانی چاہیے تو اس پر میں نے کہا ہے کہ

I would like their assistance on point of law.

چودھری امان اللہ لک ۔ میں اس سلسلے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون نے اس ایوان میں یہ فرمایا ہے کہ یہ تحریک التواء کار admissible نہیں ۔ کیا ان کا یہ کہہ دینا کافی ہے یا اس کی دلیل میں کسی قانون یا کسی ضابطے کا حوالہ دینا بھی ضروری ہے ۔ ان کا محض یہ استدلال کہ

یہ admissible نہیں . . . .

Mr. Speaker : That is why I sought their assistance.

Chaudhari Talib Hussain : Not today. Tomorrow.

مسٹر سپیکر ۔ نہیں اگر آج کرنا چاہتے ہیں تو میرے پاس حوالہ موجود ہے جو آپ کے خلاف جاتا ہے ۔

But I am not solely depending on one instance.

Chaudhari Talib Hussain : Now the question is, are you going to discuss it today or tomorrow ?

مسٹر سپیکر ۔ اس کو کل لیں گے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ شکریہ !

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میری تحریک التواء کار نمبر 1 ہے وہ آپ نے آج لینی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس لیے رہا ہوں ۔ اس کی کیا پوزیشن ہے ۔ کیا تاریخ کا پتا چلا کہ یہ واقعہ کب ہوا ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب ! میں نے پتا چلایا ہے کہ وزیر موصوف نے . . . .

(قطع کلامیاں)

Minister for Law : Sir, may I make a statement before the House.

In the information supplied to me in respect of this adjourment motion yesterday, it was categorically said that the case was registered on 15th April. I am extremely sorry to admit this that this information was incorrect. It was 25th April, 1976. On the basis of this I have asked the concerned authorities to take disciplinary action against the person who was responsible for supplying the wrong date.

Chaudhari Talib Hussain : It took place after the session of the Assembly was off.

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے 25 اپریل تو کہا ہے ۔

What is happening in this ?

وزیر قانون ۔ جناب ! اس سلسلے میں مقدمہ کی تفتیش جاری ہے ۔ مقامی

پولیس کوشش کر رہی ہے لیکن ابھی تک ملزمان کا کوئی سراغ نہیں مل سکا اور حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی ۔

چودھری طالب حسین ۔ کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ چوری کس کے ایما پر ہوئی ۔

وزیر قانون ۔ آپ کے ایما پر ہوئی اور کس کے ۔

(قہقہہ)

چودھری طالب حسین ۔ تو ہمیں گرفتار کیجیے ۔

Then why don't you arrest us. If you know that the offence has been committed by us, then why don't arrest us. Why don't you take action against us ? Is it enough to say that it was committed at our instance.

وزیر قانون ۔ کوئی کاغذ مل جائے گا تو پکڑ لیں گے ۔

Chaudhari Talib Hussain : Why don't you arrest us, if you are so definite that the offence is committed at our instance.

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو غالباً شبہ کی بات ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس تحریک کے دو حصے ہیں ۔ ایک حصہ تو پولیس کی کارکردگی کے متعلق ہے جو اس واقعہ کے متعلق کی گئی اور دوسرا حصہ یہ ہے جو میں نے اور پنجاب کے عوام نے اس سے تاثرات لیے ہیں ۔ جس کی وزیر موصوف نے بے معنی ہنسی ہنس کر تصدیق کر دی ہے کہ واقعی حکومت اس کی پردہ پوشی کر رہی ہے اور حکومت ان ملزمان کو تلاش کرنے میں نہ صرف ناکام رہی ہے بلکہ دانستہ طور پر ان کی پردہ پوشی کر رہی ہے ۔ اس سلسلے میں میں وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ حکومت کے لیے بڑی بدنامی کا باعث ہے کہ مسلم لیگ ، جو حزب اختلاف کی ایک سیاسی جماعت ہے ، کا ریکارڈ چوری کروایا گیا ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔ اس کے بعد اب تک انتظامیہ نے جس رد عمل کا مظاہرہ کیا ہے ، جو تفتیش کی ہے وہ نہایت نا تسلی بخش ہے ۔ اس سلسلے میں وزیر موصوف وضاحتی بیان کیوں نہیں دیتے کہ حکومت نے اب تک اس سلسلے میں کیا کچھ کیا ہے اور آیا ملزمان کا پتہ چل سکا ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے بتا دیا ہے کہ پولیس تفتیش کر رہی ہے اور

ملزمان کا ابھی تک پتا نہیں چل سکا ۔ یہ دونوں باتیں انہوں نے بتا دی ہیں ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ انہوں نے ایک ہنسی ہنسی ہے اور قائد حزب اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ ملزم ہیں ۔ جس انداز سے وہ ہنسے ہیں اس سے پتا چلتا ہے کہ حکومت پنجاب نے پولیس کو ملزمان کی باز پرس سے منع کر دیا ہے ۔ میں جناب کی وساطت سے استدعا کرتا ہوں کہ وزیر موصوف کو دوبارہ تکلیف دیں کہ وہ اس سلسلے میں ایک واضح بیان دیں اور اپنی پوزیشن کو exonerate کریں اگر وہ سچے ہیں ، ورنہ جس حکومت کے وہ وزیر ہیں یہ اس کی کوئی خدمت نہیں ہے ۔ کیونکہ باہر عوام میں یہ تاثرات ہیں اور خود انتظامیہ مانتی ہے یہ طریقہ کار درست نہیں کہ حکومت کی نمائندگی اس انداز سے کی جائے ۔

Mr. Speaker : Your statement is to the effect that the matter is still under investigation of the Police.

Minister for Law : It is being investigated and the Government is making hectic efforts. The mere saying that something which was said by my Hon'ble friend Leader of the Opposition was just "on whose initiation this has been done" was something which I can't know that on whose initiation it has been done. They point out that they have some doubts about such and such persons. The police can be ordered to investigate. It can be done only on that line and they know it very well. But mere on the presumption and inferences the police cannot find out thefts.

Mr. Speaker : The investigation is still going on and hectic efforts are made to find out the culprits.

سید قابض الوری ۔ جناب سپیکر !

وہی قاتل وہی شاہد وہی منصف ٹھہرے
اقربا میرے کریں خون کا دعوی کس پر

جناب والا ۔ میرے پاس وہ ٹیلیگرام ہے جو مسلم لیگ کے عہدیداروں کی طرف سے دی گئی ہے ۔ اس میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ خود پولیس کے دس بارہ آدمیوں نے مسلح طور پر وہاں واردات کی اسرقہ بالجبر کیا ۔

وزیر قانون ۔ کیا اس میں ان کے نام بھی بتائے گئے ہیں ؟

سید قابض الوری ۔ نہیں ! نام نہیں بتائے گئے لیکن اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ خود پولیس کے افراد چور تھے اور انہوں نے اس طور پر مذاق کیا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ پولیس والے دکھائی دیتے تھے یا وہ پولیس والے تھے ؟

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس میں انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ ہم پولیس سے تعلق رکھتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر تو معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکو بہت ہی ہوشیار تھے ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ اتنا سنگین الزام ہے ، وہ اتنے دیدہ دلیر تھے ، یا ان کو حکومت کی پشت پناہی حاصل تھی ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ انہیں یہ تو پتا چل گیا کہ وہ پولیس والے تھے لیکن وہ اتنے جانتے نہیں ۔ میرے خیال میں اب پیغمبروں کا دور کچھ زیادہ ہوتا جا رہا ہے ۔ اب لوگ پیغمبرانہ باتیں کرنے لگ گئے ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ! جناب سپیکر ! حکومت کی راہنمائی کے لیے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کو تلاش کرے جنہوں نے مسلم لیگ کو چوری کیا ہے ، شاید ریکارڈ بھی ان کے قبضہ سے مل جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ! جناب والا ۔ محترم وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ اس زمانے میں پیغمبروں کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے ۔ میں اسے انتہائی قابل اعتراض سمجھتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں ۔

وزیر قانون ۔ مجھے تو نہیں پتہ کہ علامہ صاحب اس بات سے کیوں sentimental ہو رہے ہیں ۔ بہر حال اگر ان کے جذبات مجروح ہوتے ہیں تو میں یہ الفاظ واپس لینے کے لیے تیار ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ یہ میرے جذبات کے مجروح ہونے کا سوال نہیں بلکہ یہ پیغمبرانہ معصومیت کی توہین ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ ہمیں یہ علم تھا کہ حکومت کی طرف سے یہی جواب دیا جائیگا کہ کیس رجسٹر ہو چکا ہے ، اس کی تفتیش ہو رہی ہے اور حکومت کی طرف سے تمام اقدامات کیے جا رہے ہیں جو اس چوری

کی برآمدگی کے لیے ضروری ہیں ۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس چوری کو کتنا عرصہ گذر چکا ہے اور یہ چوری ایک ایسی سیاسی پارٹی کے دفتر میں ہوئی ہے جس کے متعلق سب جانتے ہیں کہ اس وقت ایک potent factor کے طور پر حکومت کے سامنے ابھر رہی ہے ۔ جناب والا ۔ اس حکومت نے حزب اختلاف کی جماعتوں کو ختم کرنے کے لیے اپوزیشن کے لیڈروں کے خلاف جتنے بھی اقدامات کیے ہیں .....

مسٹر سپیکر ۔ لیڈر آف اپوزیشن تقریر کر رہے ہیں اور آپ نے بات ہنسی میں اڑا دی ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے اور وہ یہ کر سکتے ہیں کہ اس کو ہنسی اور مذاق میں یا light mood میں ٹال دیں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی یا وہ یہ کہہ سکتے ہیں اور انہیں یہ حق حاصل ہے کیونکہ اس حکومت سے یہ توقع کرنا بعید نہیں کہ وہ ہم میں سے چند افراد کو یا for instance جیسے کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ مجھے اس کیس میں ملوث کر کے گرفتار کر لینگے ۔ اگر وہ چوہدری ظہورالٰہی کو قتل کے جھوٹے کیس میں گرفتار کر سکتے ہیں تو مجھے اس چوری کے کیس میں گرفتار کیوں نہیں کر سکتے یا کسی اور اپوزیشن لیڈر کو گرفتار کیوں نہیں کر سکتے ۔ ان کا یہ کہنا کوئی ایسی بات نہ تھی ۔

وزیر قانون ۔ اب ایک ایسا مقدمہ جو زیر سماعت ہے اور جس کے متعلق باقاعدہ کارروائی ہو رہی ہے اس کے بارے میں اسمبلی میں یہ کہنا کہ .....

چوہدری طالب حسین ۔ یہ ملٹری کورٹ میں زیر سماعت ہے ۔

وزیر قانون ۔ کوئی عدالت جو قانون کے تحت بنائی گئی ہے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ جھوٹا مقدمہ ہے ۔

I don't think this is witin the competence of the House to discuss a matter ...

Chaudhari Talib Hussain : We are not discussing. I was just quoting an instance why this Government is against its political opponents. Now this Government has involved the Political leaders in criminal cases and in very serious cases of murders.

Mr. Speaker : I agree with the objection raised by the

Minister for law that any matter which is subjudice cannot be referred to or discussed in this House.

Chaudhari Talib Hussain : Sir, that is not subjudice. It has not been put up to to the Court so far. I can't agree with the suggestion that the case in under trial. This is not enough to say in every case that the case under trial. The trial is not being held in the Court.

جناب والا ۔ اگر یہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو یہ بھی کر سکتے تھے ۔ انہیں چاہیے تھا کہ اپوزیشن کے کسی نہ کسی لیڈر کے ذمہ یہ چوری ڈال دیتے کہ فلاں آدمی کی instigation پر یہ چوری ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ ایسی باتیں بڑی آسانی سے کی جا سکتی ہیں اور یہ کر رہے ہیں ۔ لیکن انہیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جو خدمت وہ اس قوم کی کر رہے ہیں .....

مسٹر سپیکر ۔ وہ بیچارے کریں گے یا نہیں کریں گے ، محرک نے کم از کم یہ بات ضرور کر دی ہے ۔ میں الزام ان کو دیتا تھا تصور اپنا نکل آیا جو بات آپ کر رہے ہیں ، تحریک التوا میں اسی انداز میں یہ بات کی گئی ہے ۔ آپ نے شاید پڑھی نہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ وزیر قانون نے یہ کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے چونکہ تحریک التوا پڑھی نہ تھی ، اس لیے انہوں نے ہنستے ہوئے آپ کو اس بات کا جواب دیا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ تحریک التوا آپ نے اس ایوان میں پڑھی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے پڑھی تھی ۔

چوہدری طالب حسین ۔ اس لیے مجھے علم تھا کہ تحریک التوا کیا ہے ۔ اور جناب والا ۔ اگر یہ حکومت اپوزیشن کے پولیٹیکل لیڈر کو اغوا کر سکتی ہے تو opposition leaders کو criminal cases میں بھی ملوث کر سکتی ہے ۔ ان سے یہ کوئی بعید نہیں ۔ انہوں نے درست فرمایا ہے کہ ہم اس بات کا انتظار کریں گے کہ کس اپوزیشن کے لیڈر کو اس چوری کے مقدمے میں ملوث کرتے ہیں اور ان کے جمہوریت کے دعوے کس حد تک درست ہیں ۔

These are the last nails in the coffin.

اور اس قوم کو یہ پتہ چل رہا ہے کہ یہ کس قدر جمہوریت کی خدمت کو رہے ہیں ۔ ہمارے لیے یہ کافی ہے کہ ہم اپنا فرض سمجھتے ہوئے یہ آواز بلند

کر رہے ہیں یہاں جمہوریت کے نام پر آنیوالی حکومت جمہوریت کو قتل کر رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری صاحب آپ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں ، اس لیے normaly میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ آپ کو interrput نہ کروں ۔ مگر

This is actually no occasion for this speech.

Chaudhari Talib Hussain : This is quite relevant.

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ، پہلے تو تحاریک التوا کے کچھ بنیادی اصول ہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ میں نے بھی ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ کوئی ایسی بات نہ کروں جس سے فوراً آپ کے چہرے پر غصے کے اثرات نمایاں ہو جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ غصے کے اثرات والی بات نہیں ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ میرے لیے وہ قابل برداشت نہیں ہوتا ۔ لیکن بعض اوقات ایسی بات ضرور ہو جاتی ہے جس سے میں مجبور ہوں کہ ان چیزوں کی طرف آپ کی اور ایوان کی توجہ مبذول کراؤں ۔

مسٹر سپیکر ۔ استحقاق ایک قاعدے کے مطابق ہوتا ہے ، بے قاعدگی سے نہیں ہوتا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ اس چوری کے سلسلے میں حکومت کی طرف سے کیا اقدامات ہوئے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ وہ انہوں نے بتا دیئے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ کیا بتا دیئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ نے نہیں سنے تو .....

چوہدری طالب حسین ۔ میں نے سنے ہیں ۔ آپ بتا سکتے ہیں کہ کیا کہے ہیں ؟ چوری ہو گئی ، تفتیش ہو رہی ہے ...

Mr. Speaker : He has said that the police is making hectic efforts to find out the culprits.

Chaudhari Talib Hussain : Sir, what are those hectic efforts ? How many people have been intrrogatted in this case ? What is the progress in this investigation ?

سید قابش الوری ۔ اس کی بڑی سیاسی اہمیت ہے ۔

چوھدری طالب حسین ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس حکومت کو اس کی بالکل پرواہ ہی نہیں کہ اپوزیشن پارٹی جو مرضی ان پر الزامات لگائے ، ان کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ۔ محض انکار کر دینا کافی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل رکن نے تو ملزم بتا ہی دیا ہے ویسے تو ان کو اتنا پریشان نہیں ہونا چاہیے تھا ۔

چودھری طالب حسین ۔ ملزم کا آپ کو بھی علم ہے ، مجھے بھی علم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں انہوں نے نشان دہی کی ہے ۔ میں تو آج اس بات پر بڑا خوش تھا کہ فاضل وزرا نے بڑے تحمل سے کام لیا ہے ، بڑے صبر سے کام لیا ہے ۔ ورنہ جس طرح کی یہ تحریک آئی ہوئی ہے ، اس پر غالباً بڑی تیز تقریر جواب کے طور پر ہو سکتی تھی ۔ مگر آپ اس کے باوجود یہ کوشش کر رہے ہیں کہ تیز تقریر ہو ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں یہ اندازہ لگا سکتا ہوں کہ جو ساری باتیں ، جو تین چار تقاریر اپوزیشن کی طرف سے اس پر ہوئی ہیں ، غالباً وہ اب بھی کوشش کر رہے ہیں کہ وزرا provoke ہوں اور وہ نہیں ہو رہے ۔ میں اس بات پر ان سے بہت خوش ہوں ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ وہ تقریریں کریں اور اس سے زیادہ جوشیلی تقریریں کریں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ یہ عام قسم کے چور نہیں ہو سکتے ۔ سیاسی چور ہیں ، اب ایسے واقعات ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister that the matter is still under investigation, it is ruled out. Now the time is over. We go on to the next item.

سید تابش الوری ۔ واٹر گیٹ سیکنڈل بھی اسی قسم کی چوری کے واقعے سے شروع ہوا تھا ۔ آج اس ملک میں جو جمہوریت اور عوامیت کے دعویدار ہیں وزرائے کرام اس سلسلے میں مذاق اڑا رہے ہیں ۔ ہنس رہے ہیں کہ وہ مسلم لیگ جس نے پاکستان کو تخلیق کیا ، جس کے پاس پاکستان کا ایک عظیم ریکارڈ موجود ہے اسے چوری کیا گیا اور آج یہاں بجائے اس کے کہ اس پر افسوس کا

اظہار کیا جائے . . .

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کو تقریر کرنے سے تو نہیں روک سکتا ، مگر وہ مسلم لیگ جس نے پاکستان قائم کیا تھا ، وہ آل انڈیا مسلم لیگ تھی ۔ جس میں بہت سے لوگ یہاں موجود ہیں ۔ یہ مسلم لیگ وہی مسلم لیگ ہے کہ نہیں ۔

سید قابش الوری ۔ یہ وہی مسلم لیگ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کو تقریر کرنے سے تو نہیں روک سکتا ۔

سید قابش الوری ۔ قائد اعظم اس مسلم لیگ کو وہیں چھوڑ آئے تھے ۔ لیاقت علی نے وہ مسلم لیگ ہندوستان میں دفن کر دی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ چاہے آپ کی وہ تحریک التوا ہو یا نہ ہو ۔ آپ کو تقریر کرنے کا حق حاصل ہے ۔ ایک آدھ فاضل رکن اپوزیشن کے رہ گئے ہیں ، وہ بھی اس پر تقریر کر لیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ ہم اس لیے یہاں آتے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ صحیح مسلم لیگ کا جو ریکارڈ تھا وہ تلف نہیں ہوا ۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا سارا ریکارڈ کراچی میں محفوظ ہے . . .

سید قابش الوری ۔ وہ نہرو کے پاس موجود ہے ۔ اندرا گاندھی کے پاس موجود ہے ۔ ہمارے پاس نہیں ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ اب یہ جس ریکارڈ کا ذکر کر رہے ہیں ، ہمیں پتہ نہیں کون سی مسلم لیگ کا یہ ریکارڈ ہے ۔ شاید تلف ہوا بھی ہے یا نہیں ۔ جب بھی موضوع آئے گا ۔ یہ فیصلہ کریں گے ۔

مسودہ قانون

دی پنجاب سیڈ کارپوریشن بل 1976ء

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم قانون سازی شروع کرتے ہیں ۔ مسٹر رؤف طاہر He was on his legs.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ جو بل زیر بحث ہے ، اس کے مطالعے سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس بورڈ یا کارپوریشن کا جو ڈیپٹی ڈائریکٹر ہوگا ، اس کو حکومت جب چاہے . . .

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو ساری بات ہو گئی ہے ۔ کہ جو اس کے افسران ہوں گے ، جو اس کا ڈائرکٹر ہوگا ، جو اس کے چیئرمین ہوں گے ، ان کے متعلق تو کل بڑی تفصیل سے یہاں تقریریں ہو گئی ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں سن رہا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تھے ہی نہیں تو کیسے سن رہے تھے ؟

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں باہر ہی بیٹھا ہوا تھا ۔ وہاں باہر آواز آتی ہے ۔ سپیکر لگے ہوئے ہیں ۔ اگر آپ میری بات سن لیتے تو شاید appreciate کرتے ایک طرف حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جب چاہے ، منیجنگ ڈائرکٹر کو ہٹا سکتی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ کہا گیا کہ بورڈ کن حالات میں اس منیجنگ ڈائرکٹر کو جب چاہے ہٹا سکتی ہے ۔ لیکن اگر آپ اس کو غور سے دیکھیں ، جیسے آپ نے کہا کہ یہ بات چلے ہو چکی ہے ، میرے خیال میں اس انداز میں یہ بات نہیں ہوئی ۔ اس میں حکومت کو بھی اختیار دیا گیا اور اس کے علاوہ بورڈ کو بھی اختیار دیا گیا ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس میں تضاد ہے ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جس بورڈ کا چیئرمین ایک وزیر ہوگا ، اس کو اس کو یہ اختیار ہوتا کہ وہ ان حالات میں جن کا اس بل میں ذکر کیا گیا ہے ، منیجنگ ڈائرکٹر کو ہٹا سکتا ۔ لیکن اس میں دوہرے اختیارات دو مختلف اداروں کو دیے گئے ہیں جس میں ایک حکومت ہے اور ایک بورڈ ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک حکومت کو اختیار دینے کا تعلق ہے ، وہ اختیار حکومت کو نہیں ملنے چاہییں ۔ جب تک پورے کا پورا بورڈ حکومت کی مرضی اور حکومت ہی کا کل پرزہ ہے اور ایک وزیر اس کا چیئرمین ہوگا ، میں نہیں سمجھتا کہ اس کے بعد حکومت کو یہ اختیار ہو کہ وہ منیجنگ ڈائرکٹر کو ہٹا سکے ۔ اختیار صرف بورڈ کو ہونا چاہیے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد اس بل میں یہ کہا گیا ہے کہ اوتھ آف سیکریسی ہو ۔ یہ سیڈ کارپوریشن کا بل ہے ۔ یہ پولیس کے بارے میں بل نہیں ہے ۔ یہ کوئی ایف آئی اے کے بارے میں بل نہیں ہے ۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایک اور ثانوی تعلیمی بورڈ کا بل جو اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اس میں کوئی ایسی شق نہیں ہے کہ oath of secrecy ہوگی اور جو کنٹرولر ہے جو سیکریٹری ہے وہ oath of secrecy لینے پر مجبور ہوگا ۔ لیکن اس سیڈ کارپوریشن میں یہ کہا گیا ہے کہ متعلقہ افسران کے لیے oath of secrecy ضروری ہے ۔

حیران کن بات یہ ہے کہ وہ معاملات جن کے متعلق آپ نے بھی حال ہی میں اخبارات میں پڑھا ہوگا لیکن یہاں آپ یہ کہہ دیں گے کہ وہ بل زیر غور نہیں ہے محض تقابل کی خاطر محض اس وجہ سے کہ یہاں oath of secrecy ضروری ہے لیکن ایسے قوانین ایسے بل جن میں oath of secrecy کی ضرورت ہوتی ہے وہاں پر ایسی کوئی کلاز کوئی ایسی شق موجود نہیں ہوتی ۔ ابھی حال ہی میں جس طریقے سے بی اے کے امتحانات ہوئے ہیں اور جس طریقے سے پرچے آؤٹ ہوئے ہیں وہاں پر آپ دیکھیں گے کہ اس بورڈ کے بارے میں کوئی oath of secrecy نہیں ہے ۔ وہاں پر کوئی سزا نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص secrecy نہیں رکھے گا تو اس کو یہ سزا دی جائے گی لیکن یہ سیڈ کارپوریشن ہے اس میں پتہ نہیں آپوزیشن کا کون سا اس میں کوئی عمل دخل ہے یا ہوگا کہ اس کے لیے oath of secrecy ضروری ہے ۔ یہ کوئی ایسا بہت بڑا ادارہ نہیں ہے کہ جس کا راز افشا ہو جانے سے آپوزیشن کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے یا اس ملک کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے ۔ اس لیے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ متعلقہ وزیر اگر اس بل کو خود پڑھ لیتے تو اس کے بعد وہ اس بل میں اس قسم کی کلاز رکھنے کے لیے مصر نہ ہوتے ۔ لیکن ان کو ہر چیز سے خوف آتا ہے ۔ یہ ہر شخص سے ڈرتے ہیں ۔ سیڈ کارپوریشن بل بظاہر ایک معصوم بل ہے لیکن اس میں secrecy رکھنا اور اس کے لیے حلف لینا قانوناً ضروری امر ہے ۔ جناب من اس قسم کی کلاز کی اس قسم کے بلوں میں کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ جہاں ہمیں ان کی ضرورت ہوتی ہے ان میں اس کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا جاتا اور پھر جناب والا ۔ جیسا کہ میں نے کل عرض کیا تھا کہ ہم ایک انتہائی غریب ملک سے تعلق رکھتے ہیں اور اس قسم کے سفید ہاتھی اور اس قسم کے ادارے جو عوام کی جیبوں پر بوجھ ڈالنے کے مترادف ہوں اس قسم کے ادارے پہلے ہی موجود ہیں جو یہ کام اور یہ مقاصد کماحقہ پورے کر سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کو اصرار ہے کہ ایک نئی کارپوریشن میں انسران کی بھرتی کی جائے اور اس طریقے سے لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جائے ۔

جناب من پھر کہا جاتا ہے اور بڑے زور سے کہا جاتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اس قسم کے اخراجات کو کم کرکے ان اداروں کی کارکردگی کو بہتر بنایا جا سکتا ہے ۔ اگر پہلے سے قائم شدہ اداروں کو بہتر طریقے سے کام میں لایا

جائے تو ہم ضرورت محسوس نہیں کریں گے کہ اس قسم کی کارپوریشن معرض وجود میں آئے ۔ لیکن ان کو نہ عوام سے دلچسپی ہے اور نہ عوام کی فلاح و بہبود کا خیال ہے نہ ان کا عوام سے کوئی تعلق ہے اگر تعلق ہے تو یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سیاسی رشوت دے کر اس قسم کے اداروں میں کھپایا جا سکے ۔ آپ دیکھیں گے کہ جو سینیجنگ ڈائریکٹر کی شرائط ملازمت میں کوئی بھی باشعور انسان جو علم رکھتا ہے وہ یہ بات روا نہیں رکھ سکتا کہ وہ اس قسم کی ملازمت کو قبول کرے ۔ لیکن جناب سپیکر یہ شرائط اس وجہ سے رکھی گئی ہیں کہ سیاسی رشوت کے طور پر اس عہدے کو استعمال کیا جا سکے اور وہ شخص حکومت کے متعلقہ وزیر کی خوشامد کر سکے اس کی تعریف کر سکے وہ دفتر میں کام کرے ۔ یا نہ کرے لیکن وزیر کے ارد گرد وہ سر سر کرتے ہوئے طواف کر سکے صرف اس لیے یہ شق رکھی گئی ہے اور ان کی نیت اس میں نیک نہیں ہے ۔ اس میں دعوی یہ کیا گیا ہے کہ سیڈ کارپوریشن کے ذریعے اس ملک کی پیداوار کو بڑھایا جا سکے گا ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان کا نقطہ نظر محض یہ ہے کہ اس ادارے کو سیاسی رشوت کے طور مختلف افراد کو نوازا جا سکے ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر مالی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ پنجاب کے عوام پر ایک بہت بڑا بوجھ ہے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ یہ دیکھیں گے اور آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ایسے ادارے جن پر لاکھوں کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں ان کا فائدہ کم ہوتا ہے اور یہ عوام پر بوجھ زیادہ بنتے ہیں اور اس بل کا مطمع نظر محض یہ ہے کہ ہم نے اپنے لوگوں کو سیاسی رشوت کے طور پر عہدے دینے ہیں ۔ اس کے علاوہ اس بل کا کوئی اور مقصد نہیں ہے ۔ جہاں تک زراعت کا تعلق ہے اور پیداوار بڑھانے کا تعلق ہے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ اعداد و شمار دیکھیں کہ اس نام نہاد عوامی دور میں کپاس کی جو حالت ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ بل پر بھی آ جائیں یہ کوئی عام بحث کا موقع تو نہیں ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں جناب حکومت کی اس نیت کے بارے میں اظہار خیال کر رہا ہوں کہ چار سال کے دور میں ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : This is not under discussion. The present Bill is under consideration.

مسٹر رؤف طاہر ۔ موجودہ حالات سے یا سابقہ حالات سے present bill کو connect نہیں کر پائیں گے ۔ تو یہ کیسے پتہ چلے گا کہ آخر یہ سیڈ کارپوریشن بنانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ۔ اس کا سماجی پس منظر کیا ہے اور اگر اس سماجی پس منظر کو بیان نہ کیا جائے تو ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس بل کے principles کے متعلق ہی بات کریں اور آپ کی یہ بات ریفرنس کے طور پر تو ہو سکتی ہے اس پر بحث نہیں کی جا سکتی ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں اس کو زیر بحث نہیں لا رہا میں تو ریفرنس کے طور پر ہی پیش کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اسی کو زیر بحث لا رہے ہیں اور اصل بل کو چھوڑ دیا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ نہیں ۔ میں یہ نہیں کہہ رہا میں محض یہ کہہ رہا ہوں کہ کوئی خلا تھا ۔ جس کی ضرورت کے پیش نظر یہ سیڈ کارپوریشن کا بل اس ایوان میں لایا گیا ہے ۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ان حالات کے بارے میں کوئی بات نہ کی جائے جن حالات کی وجہ سے یہ بل اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی بات نہیں ہے ۔ میں ان حالات کے بارے میں جن کی مجبوری کی بنا پر اور جو بل کے اغراض و مقاصد میں کہا گیا ہے اگر میں اس کے متعلق بات نہ کروں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مضمون سے انصاف نہیں کروں گا ۔ جناب سپیکر ۔ کہ اس بل میں یہ خواہش ظاہر کی گئی ہے کہ اس بل کے ذریعے ہم اس ملک کی پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کریں گے ۔

جناب والا ۔ آخری بات میں یہ کہوں گا اور جو میرے دوسرے دوست بھی اپنے انداز میں کہہ چکے ہیں کہ گورنمنٹ جس کی زمین چاہے acquire کر سکتی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بل کے ذریعے یہ اختیارات حکومت کو نہیں ملنے چاہئیں ۔ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ کارپوریشن کو بیجوں کی افزائش کے لیے زمین کی ضرورت ہے تو وہ بجائے acqurire کرنے کے خریدے ۔ آپ کارپوریشن کو یہ اختیارات دے سکتے ہیں کہ کارپوریشن زمین خریدنا چاہے تو جو زمین کی مارکیٹ پرائس ہو اور جو شخص زمین بیچنا چاہے اس سے وہ زمین خریدے لیکن زمین acquire کرنے کے وسیع اختیارات جو دیئے گئے ہیں اس سے اندیشہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس کو بھی سیاسی مقاصد کے طور پر استعمال کیا جائے گا ۔ لیکن میں یہ کہوں

گا کہ بجائے acquire کرنے کے کارپوریشن کو یہ اختیارات ہونے چاہئیں کہ وہ جتنی زمین کی ضرورت ہو مارکیٹ پرائس دے کر مالکان سے خریدے ۔ آج جو لوگ آپوزیشن میں بیٹھے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ کل دور نہیں ہے کہ آج میرے سامنے بیٹھے ہوئے دوست چند مہینوں کے بعد اس طرف بیٹھنے پر مجبور ہوں گے اس لیے ان کو ایسے قوانین بنانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے جن کی زد میں وہ کل خود بھی آ سکتے ہیں ۔ اس لیے جناب سپیکر میں یہ گذارش کروں گا کہ اس بل میں جو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ کارپوریشن جن لوگوں کی زمین چاہے acquire کر سکتی ہے ۔ یہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کی بجائے اگر یہ کہا جائے کہ اگر کسی کو زمین کی ضرورت ہے تو اس کو یہ اختیار ہونا چاہیے کہ وہ اپنی زمین جس علاقے میں جس ضلع میں چاہے خرید سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری طالب حسین ۔

چودھری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ مجھے یہ اچھی طرح علم ہے کہ ہماری ان تقاریر کے نتیجے میں حکومت نہ تو اس بل کو واپس لے گی اور نہ ہی ہماری ان ترامیم میں کو منظور کرے گی اور باوجود اس پہلو کے کہ میرے چند ساتھی اس بل پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں۔ میں پھر بھی اس بل کی اہمیت کے پیش نظر اظہار خیال کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور یہ بھی کوشش کروں گا کہ نہایت ہی مختصر الفاظ میں اپنا نقطہ نظر بیان کروں ۔ اس لیے مجھے یہ احساس ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو جس طرح جناب سید تابش الوری صاحب کی لمبی تقریروں کو سن کر بہاولپور کو علیحدہ صوبہ تسلیم کرنے پر تیار ہو گئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

ایک آواز ۔ کسی اخبار کا ذکر نہیں ہے ۔

چودھری طالب حسین ۔ بہر حال کہیں یہ ذکر موجود ہے میں یہ نہیں سمجھتا کہ اس پر لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت ہوگی ۔ جناب والا ۔ اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ ہماری معیشت میں زراعت کو کتنی اہمیت حاصل ہے اور ہر کوئی اس بات پر اتفاق کرتا ہے کہ زراعت ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے ۔ اور جس طرح زراعت میں کیمیاوی کھاد یا کیڑے مار دواؤں کی اہمیت حاصل ہے ، بیج کو ان سب چیزوں سے زیادہ اہمیت حاصل ہے ۔ اس لیے کہ کیمیاوی کھاد کیڑے مار دوائیں یا اس قسم کی

دوسری چیزیں تب ہی فائدہ مند ہو سکتی ہیں اسی وقت پیداوار بڑھ سکتی ہے جب بہتر اور اچھا بیج استعمال کیا جائے۔ جناب والا ۔ اس اہمیت کے پیش نظر ہی میں نے یہ جسارت کی ہے کہ آپ کو اپنی تقریر کا بوجھ برداشت کرنے کے لیے مجبور کروں ۔ مجھے اچھی طرح سے احساس ہے کہ کل جب میرے دوست سید قابض الوری صاحب تقریر فرما رہے تھے اور انہوں نے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ ہمارے کاشت کار ابھی تک اس علم سے بہرہ ور نہیں ہیں کہ اچھے بیج کا استعمال کاشت کار کے لیے ضروری ہے ۔ ۔ ۔ اور ابھی ابھی انہوں نے ان کی قدامت پسندی کا بھی ذکر کیا تھا کہ آپ کی طرف سے اور جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور کی طرف سے یہ اعتراض اٹھایا گیا کہ یہ حوالہ غیر متعلقہ ہے اور یہ بحث اس بل سے بھی متعلقہ نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ میری نظر میں تو یہی ایک نکتہ ہے جس کے گرد یہ بل یا حکومت کی آج تک کی تمام کاوشیں گھومتی رہی ہیں ۔ جناب والا ۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ آج تک پیداوار میں سب سے بڑی رکاوٹ ہمارے کاشت کار کی قدامت پسندی تھی وہ نہ صرف اچھے بیج کے نتائج سے آگاہ نہیں تھا بلکہ جب کیڑے مار دواؤں کے استعمال کے لیے اسے کہا گیا تو وہ اس کے لیے بھی آمادہ نہیں تھا ۔ چنانچہ ایسے اقدامات کرنے پڑے ۔ اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سب سے پہلے یہ سلسلہ ایوب خان کے زمانے میں شروع ہوا تھا جب میکسی پاک کا بیج درآمد کیا گیا اور کیمیاوی کھاد رعایتی نرخوں پر کاشت کاروں کو دی گئی اور اس طرح گندم اور دوسری چیزوں کو بھی رعایتی نرخوں پر کاشت کار کو مہیا کی گئیں ۔ اس وقت بھی کاشت کار آسانی سے اس بات پر تیار نہیں تھے پہلے سال جب میکسی پاک کا بیج منگوایا گیا تو حکومت کی انتہائی کوشش کے باوجود کاشت کار اس بیج کو استعمال کرنے کے لیے تیار نہیں تھے ۔ جناب والا ۔ پہلے یہ کام محکمہ زراعت کو دیا جاتا تھا محکمہ زراعت میں فیلڈ اسسٹنٹ اور فیلڈ سوپرویٹر کی تقرری بھی اس کے لیے کی جاتی تھی تاکہ وہ ہمارے کاشت کاروں کی قدامت پسندی کے پیش نظر اس کو اچھے بیج ، کھاد اور کیڑے مار دواؤں کے استعمال کا احساس دلوانے اور ان کے استعمال کی طرف توجہ دلا سکے ۔ جناب والا ۔ اس میں اگلی progress یہ ہوئی ہے کہ حکومت کی طرف سے زرعی سپلائی کارپوریشن کا بل اسی ایوان سے دو ڈھائی سال قبل منظور کروایا گیا اور کارپوریشن بنائی گئی جس کا کام یہ تھا کہ یہ کاشت کاروں کو

کھاد اور بیج کی سپلائی کرے گی ۔ اور بیج کی procurement اور اس کی processing اور اس کی سٹوریج کے انتظامات کرے گی ۔ جناب والا ۔ ابھی تک ہمارے کاشت کار کی پوزیشن یہ ہے کہ بیج کے سلسلے میں وہ تا حال آگاہ نہیں ہیں کہ اس کے پورے فوائد کس طرح حاصل کیے جا سکتے ہیں ۔ کیونکہ ہمارے سامنے اب بھی یہ مثالیں موجود ہیں کہ جب کاشت کار کو کسی جنس کا اچھا بیج سپلائی کیا جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ اس بیج کو اچھی شکل میں ، اچھے طریقے سے محفوظ کریں ۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ یا تو بیج میں ملاوٹ ہو جاتی ہے یا وہ اس بیج کو محفوظ کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں ۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ابھی تک اس بیج کو محفوظ کرنے کا اس قدر احساس نہیں ہے جس قدر ہونا چاہیے ۔ یا وہ نتائج اور فوائد جو ایک اچھے بیج کے حاصل کرنے کے لیے ضروری ہوتے ہیں وہ نہیں ہیں ۔ جناب والا ۔ ابھی تک محکمہ کی طرف سے اچھا بیج پیدا کرنے کے لیے جو کاوشیں کی جا رہی ہیں وہ بھی اس بات کی مثال ہے کہ ہمارا کاشت کار ان فوائد سے آگاہ نہیں ہے ۔ چنانچہ آپ کو اس بات کا علم ہوگا کہ محکمہ زراعت کی طرف سے اب بھی اچھے کسانوں کو بیج پیدا کرنے کے لیے ، حکومت کی طرف سے نہ صرف بیج بلکہ کھاد اور کیڑے مار دوائیں مفت مہیا کی جاتی ہیں ۔ محکمہ کے فیلڈ اسسٹنٹ اور موٹیویٹر ان کو جا کر مشورے دیتے ہیں اور فارم میں جو کھاد اور بیج پیدا ہوتا ہے وہ مارکیٹ کی قیمت سے زیادہ قیمت پر ان سے حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ تو جناب والا ۔ ہمارے کاشت کار کی اب تک یہ حیثیت ہے ۔ میں نے اس لیے اس پر تفصیل سے عرض کیا ہے کہ حکومت موجودہ کارپوریشن اس لیے تشکیل دینا چاہتی ہے "اس کی بنیاد تجارتی ہوگی" اسی سلسلے میں سب سے زیادہ اہم نکتہ جو میرے نزدیک ہے ، اس کی تفصیل میں نے اس لیے عرض کی ہے کہ حکومت اس کارپوریشن کو تجارتی بنیاد پر نہ چلائے ۔

جناب والا ۔ اچھے بیج کی سپلائی اور استعمال کے لیے جو بھی قانون سازی یہاں کی جائے گی ہم یقیناً اس میں مکمل تعاون کریں گے ۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کارپوریشن یا بورڈ بنانے سے مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔ ہمارے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں کہ کارپوریشن اور بورڈ بنانے سے مسائل حل نہیں ہوتے ۔ اور بجائے حل ہونے کے بہت سی جگہوں پر ہمیں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ مسائل زیادہ پیچیدہ ہو جاتے ہیں ۔ مجھے اس بات کی سمجھ

نہیں آتی کہ حکومت کو کس نے اس بات کا مشورہ دیا ہے کہ کارپوریشن یا بورڈ بنا دیے جائیں تو مسائل حل ہو جاتے ہیں ۔ یا انہیں دانستہ طور پر یہ کہا گیا ہے کہ اگر وہ ان مسائل کو حل نہیں کرنا چاہتے تو اس لیے ان بورڈ اور کارپوریشنوں کو بنایا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ جب ہمارے کاشت کار کی پوزیشن یہ ہو کہ اچھے بیج کے فوائد حاصل کرنے کا اسے علم تک نہ ہو اور ابھی تک اس کی قدامت پسندی وہاں قائم ہو تو اس پر کاروباری نقطہ نظر سے ، محکمہ زراعت یا حکومت کی طرف سے کارپوریشن یا بورڈ بنایا جاتا ہے تو کیا وہ فوائد جو حکومت اس سلسلے میں لوگوں کو ترغیب دے کر حاصل کرنا چاہتی ہے موجودہ کارپوریشن کے ذریعے حاصل کر سکے گی ۔ میرے نقطہ نظر میں یہ ایک منفی حل ہے ۔ میرے نقطہ نظر سے یہ ایک منفی خیال ہے ۔ سابقہ حکومتیں یہ اعلان کرتی رہی ہیں کہ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور وہ زراعت کی ترقی کے لیے مختلف اقدامات کرتی رہی ہے وہاں اب ایسی سٹیج زراعت میں نہیں ہے کہ یکلخت اس نظام کو تبدیل کرنے اور ہم حکومت یا زراعت کے محکمہ کی طرف سے ایسی کارپوریشن معرض وجود میں لے آئیں ۔ جو کہ کمرشل base (کاروباری لحاظ) پر ان کو بیج مہیا کرے ۔ اور اس کے نتائج حاصل کر سکے ۔ میرے نقطہ نظر سے یہ ایک منفی قدم ہے اس قسم کی کارپوریشن سے نہ صرف وہ کاوشیں جو کہ کی جانی چاہیئیں جن سے کہ ہمارے ملک کی پیداوار میں اضافہ ہو وہ ختم ہو جائیں گی۔ بلکہ ان کوششوں کی ان کارپوریشنوں کی وجہ سے نفی ہوگی ۔

جناب والا ۔ میری دوسری گذارش یہ ہے کہ آج تک جتنی حکومتیں آئی ہیں وہ کارپوریشن یا بورڈ بناتی رہی ہیں ۔ اور اس میں ہمیشہ کوشیں ہوتی رہی ہیں کہ وزیر متعلقہ اس کا چیئرمین نہ ہو ۔ بلکہ اس محکمے کا جس کے متعلق یہ کارپوریشن یا بورڈ ہوگا وہ اس کا انچارج ہوگا ۔ وہ اس بورڈ یا کارپوریشن کی بہتر نگہداشت کر سکے گا کیونکہ وہ ایک غیر جانبدار ہوگا اس لیے وہ ایک غیر جانبدار ہونے کی وجہ سے اس کی بہتر نگہداشت کر سکے گا ۔ اور اس کے معاملات کو بہتر طور پر کنٹرول کر سکے گا ۔ مگر یہ حیثیت چیئرمین بورڈ کے اگر متعلقہ اگر وزیر اپنے عہدے پر فائز رہے گا ۔ تو وہ ایک پارٹی کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے ۔ اس سے وہ غیر جانبدارانہ طور پر فیصلہ نہ کر سکے گا ۔ چنانچہ اسی پالیسی کے تحت آج تک متعلقہ محکمے کے وزرا کو

اس لیے کارپوریشن کا چیئرمین مقرر نہیں کیا گیا ۔ لیکن میری سمجھ سے یہ بات بالا تر ہے کہ اس وقت جتنی بھی کارپوریشن بن رہی ہیں حکومت کی طرف سے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ متعلقہ وزیر کو ہی قانون سازی کے ذریعہ اس کارپوریشن کا چیئرمین بنا دیا جائے ۔ علاوہ اس کے کہ وہ اس محکمے کا انچارج بھی ہے ۔ جناب والا ۔ میرے خیال میں اس سے بہت زیادہ نقصانات ہوں گے اور حکومت کو اس بات کا احساس نہیں ہے ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بورڈ کی تشکیل میں وزیر متعلقہ کو اس کارپوریشن میں ماتحت کی حیثیت سے سے کام کرنا چاہیے ۔ جناب والا ۔ تیسری بات جو نہایت اہم ہے وہ یہ ہے کہ آج تک اس قسم کا انتظام کاروباری بنیاد پر کسی بھی کارپوریشن کا نہیں ہوا ۔ کہ وزیر متعلقہ اس کا چیئرمین ہو ۔ کیونکہ اسی طرح حکومت خود اس قسم کی تجارت میں ملوث ہو جاتی ہے ۔ جو کہ اندرون ملک وہ اپنے شہریوں کے لیے ترقی کرتی ہے اس بات کا کہیں کسی جگہ بھی کوئی جواز پیدا نہیں ہو سکا ہے ۔ حکومت بیرون ملک یا اندرون ملک اس قسم کے کمرشل کام تو کر سکتی ہے لیکن ایسا نہیں ہوا کہ کارپوریشن جو کسی ایسے ایک محکمہ کے متعلق ہو جس کا کام یہ ہے کہ اس میں لوگوں کو ترغیب دی جائے کہ پیداوار میں اضافہ کریں ۔ وہ اس قسم کے کاروبار میں کسی وزیر کو ملوث کرے ۔ جناب والا ۔ آپ کے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں ۔ کہ ڈسٹرکٹ بورڈ میں جو لوگ ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر تھے ان کے رشتہ دار تک کسی ایسے ٹھیکہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ جو کہ اس بورڈ کی ڈیولپمنٹ کے متعلق ہو لیکن جناب والا ۔ یہاں اگر متعلقہ وزیر ہی اس قسم کے کمرشل کاروبار میں ملوث ہوگا ۔ تو اس کے نتائج نہایت خطرناک اور دوررس ہوں گے ۔ جناب والا ۔ یہ میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ اس سے ہماری زراعت پر ایسی زد پڑنے کا اندیشہ ہے اور وہ بھی ایک ایسے محکمہ پر جس کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ۔ اس لیے مودبانہ عرض کروں گا ۔ کہ اس میں مسئلہ پر غور کریں ۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ وزیر متعلقہ اس کا چیئرمین نہ ہو ۔ اور وہ اس کے ماتحت کی حیثیت سے کوئی کام سرانجام دے ۔ کیا ہم اس سٹیج پر پہنچ گئے ہیں کہ کاروبار کی بنیاد پر ہم کوئی کارپوریشن قائم کریں ۔ جناب والا ۔ ہمارے پاس اس وقت ریسرچ انسٹیٹیوٹ موجود ہیں ۔ جہاں بیجوں کے متعلق ہمارے آفیسر تحقیقات کر رہے ہیں ۔ اور وہ ایسے بیج تیار کر رہے

ہیں جن کو آج زراعت کے ایکسپرٹ بھی تسلیم کرتے ہیں ۔ یا بڑے بڑے ایگریکلچرسٹ بھی تسلیم کرتے ہیں ۔ ہم ایسی سٹیج پر ہیں کہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ اچھے اور بہترین بیج پیدا کر سکے ۔ علاوہ ازیں ہمارے پاس ایسے فارم موجود ہیں جہاں ایسے بیج اگائے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ ایسی سٹیج پر جب کہ ایک break through کی منزل پر ہیں اور جب ہم اس قدامت پسندی پر عبور حاصل کر چکے ہیں تو اب یہ ایسی سٹیج نہیں ہے کہ قانون سازی کے ذریعہ سے آپ ایسی کارپوریشن کو معرض وجود میں لائیں ۔ اس کے علاوہ بہت سے ایسے دوسرے پہلو بھی ہیں جن پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے ۔ لیکن میں ان پر بحث کرنا نہیں چاہتا اور نہ ہی repetition کرنا چاہتا ہوں ۔ اس لیے میں اپنی تقریر ان الفاظ پر ختم کرتا ہوں ایک تو اس کی کاروباری حیثیت نہیں ہونی چاہیے اور دوسرے یہ کہ متعلقہ وزیر اس کا چیئرمین نہ ہو ۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ اسی بل کی اہمیت کے پیش نظر جیسا کہ ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے اس کو کسی سب کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ وہ اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کر سکے اور اس کے بعد اپنی رپورٹ پیش کر سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر عبدالحفیظ کاردار ۔

Mr. Abdul Hafeez Kardar : Mr. Speaker, Sir, I rise to support the objectives of the Bill and the functions and powers of the Corporation. I don't understand how Hon'able hybrid Socialist Members are opposing the establishment of a Corporation which will produce high quality hybrid seeds. The issue of the development of agriculture is faced not only in Pakistan but also it is faced by all the backward countries. A lot of reference has been made that it is a political issue. I would say 'yes, it is a political issue to establish a Corporation'. It is a political issue because no economic issue can be separated from a political issue. This political issue relates to national interest and inernational interest. Unless we become self-sufficient we cannot realy become strong to resist outside influences. Sir, the concept of aid started in all the developed countries with the injunction of the PL 480, that is, free donations and aid of wheat and foodgrains and this is one particular aspect which led to debts and loans and

this is the biggest issue that has faced us over the last twenty-six years and it still continues to face us. If my friends who, talked about the Third World and what happened in the Unctad IV Conference, will look at the confrontation which is taking place between the rich and the poor nations over the agricultural commidities with those of capital goods will realise the tussle as this fight continues. If you look at what has happened to the dev loping world, you will see it was for the first time after the industrial revolution, combined with imperialistic strangulation of the developing countries, when the terms of trade started going against what are now known as poor countries. They have continued to remain at that level. The only answer seems to be to increase our production of foodgrains so that we bceome self-sufficient. There are four basic factors for the better production of foodgrains.

(1) Land
(2) Water
(3) Fertilizer; and
(4) Seed.

It has been said that the farmer is not really mentally prepared to use high quality seed and surely this is a contradiction in terms because how else are we going to really mentally prepare him unless we underline the importance of utilization and production of seeds. This is the main objective of setting-up this Corporation. I would say, however, that when I support the objectives, the functions and the powers given to the Board I would humbly add that all those Corporations which we are setting-up must be answerable and accountable to somebody. It is not enough that they become accountable to the department or an institution which is really representative of those very departments, those very authorities, those very agencies which create such Boards. I would say that they should be answerable to the creating authority, that is this august House. I know that the answer can be that you can always raise the issue through submitting a Question in the Question Hour and elicit information and that you can also raise an adjournment motion but, Sir, these methods do not bring information that is required in public interest. Surely, a debate can take place when there is relevant information available to all members of the House and is not just in the hands of the agencies which

are protecting themselves. As I said, these agencies must submit their annual reports alongwith their comments and evol ation of the department and of the Minister Incharge of the Department. With this particular submission, I would wholeheartedly support the concept, the objectives, the powers and the functions which have been alloted to it.

One or two other points which have been raised were that it is feared that the Government would acquire land. Surely, acquisition and leasing of plots and lands takes place continuously in public interest under relevant law. It is not so that this Corporation is being empowered outside law to acquir and lease them and take away lands of the people. It is under the relevant laws of the country that it will acquire land. Its objectives and functions are defined. Unless it can acquire land and lease plots, where they can put up experimental farms, the Corporation cannot be successful. Another point which has been raised is how can you run an organization on commercial bases in the interest of the farmer ? At the same time it is said that you should not waste public money by setting-up these organizations. Surely, this is a contradiction which my friend, Syed Tabish Alwari, is guilty of. I thought he was off colour in this particular debate and, I think, one of the reasons is that he misses Haji Muhammad Saifullah Khan's stimulus presence next to him. When people raise the issue that an organization should not be run commercially, they must also realise that farmers' interest has been consistently protected by Government by inereasing returns of agricultural commodities. The prices of wheat, cotton, rice and sugar have grown over the years and have risen manifold. That is how any additional expenditure, which is involved in the use of larger quantities of fertilizers or high-quality seeds, is protected and that should be sure enough guarantee for those who think that this will adversely affect the purchasing power of the farmer.

Chaudhari Talib Hussain : What is the price ?

Mr. Abdul Hafeez Kardar : That is not a Question Hour.

Chaudhari Talib Hussain : I don't want to interfere Mr. Kardar. I have no such intention. What I only wanted

to know is whether the price of agricultunrl in puts have also risen.

Mr. Abdul Hafeez Kardar : Sir, I must again refer to the functions of the Corporation. What is the Agricultural Development Corporation doing and what are the other agencies doing ? How are they going to fit into the picture ? Surely, this is an administrative matter. It is not a matter of principle as to whether a new institution underlining the importance of one particular sector which is considered most highly important for the development of agriculture, increasing greater yield, increasing greater out-put can or cannot do it. The question of whether the Agricultural Development Corporation continues to distribute seed is an administrative matter which can be sorted out. I should have thought that more the agencies there are to distribute seed, so much the better. But here the underlining objective is that we want to emphasize the importance of producing better quality seed, distributing it and making sure that it inereases our yield. These are the objectives and I feel very much concerned that our friends in the Opposition have just taken up the criticism for its own sake. They have expressed their fears and I personally feel that it was about time that we really focussed attention on the improvement of the quality of seeds which are produced.

Finally, I refer to the international situation. That is again for the members to see as to what happened in the international field that we have repeatedly been out-classed by those who are called the developing nations. In order to confront them, we have to increase our production to a level that we do not depend on the import of foodgrains. Unless we become self-sufficient we will remain dependent upon them and that is why, as I said, not only for purely economic reasons that we must go for it but there are political reasons as well for the setting-up of such organizations.

With these few remarks I will support the Bill which has been put forward by the Government.

Minister for Law : Sir, you would recall that some-time back on the 23rd of December, 1975, this august House passed a Resolution and I do want to remined my friends in the

Opposition about the text of that Resolution which was passed by this Assembly :—

اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی مقننہ مختلف فصلوں کے لیے معیاری بیجوں کی اور مختلف پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے اور اس کے متعلقہ ضمنی امور کو منضبط کرنے کے لیے قانون وضع کرے۔

Mr. Speaker, in pursuance of that Resolution, the National Assembly of Pakistan, on 17th May, 1976, passed an Act. I only want to read out some of the paragraphs from the statement of objects and reasons given in that legislation which are like this.

> In view of the crucial role played by improved seeds in increasing agricultural production, the Federal Government requested assistance of the World Bank in establishing Seed Industry in Pakistan. After a joint survey conducted by the FAO and IBRD, the World Bank agreed, in principle, to extend an IDA credit for setting up Seed Corporations in the Punjab and Sind and a Vegetable Seed Pilot project in Baluchistan.
>
> 2. All the Provincial Assemblies have passed resolutions under Article 144 of the Constitution to the effect that Parliament may by law regulate the production multiplication, certification and distribution of seeds and fruits plants required for agricultural production in the country.

Mr. Speaker Sir, the main reasons for passing that resolution followed by a national legislation was that our's is an agricultural country. Its main stay is on agricultural production. Our 38% of the gross domestic budget is based on industry and 40% of the export earnings are based on agricultural products, and we give direct and indirect employment to 85% of the population of Pakistan which is consumed as agricultural labour. Now one of the factors for the improvement of agricultural is the quality seeds. We know that in the past efforts were made by the government to improve the quality of seeds but unfortunately, it could not prove successful. This Seeds Corporation which is being established in prsuanuce of

the resolution passed by this agust House and the national legislation, is going to bring a major change in the seed industry. It is going to improve the conditions of the seeds, qualities and methods altogether on a scientific basis. The broad objective which this Corporation envisages at the movement is the production, procurement, processing, certification, multiplication, marketing and distribution of seeds. It would cover the quality of seeds in respect of cotton, wheat, rice, maize, oil-seeds fodder and pilot scale operations are included in respect of vegetables such as potato seed crops.

Mr. Speaker Sir, this country needs about one lac tons of seeds which will be produced and sold to the farmers through the Seed Corporation. It will seek the assistance of the existing research institutes which are available. Then Mr. Speaker Sir, tt has been said that there is already the Agricultural Development and Supplies Corporation which is also given by law the same responsibility. True, but we are going to bifurcate it. Administratively, it has been decided that the Seed Corporation will be exclusively responsible for the objectives which I have enumerated earlier so that the quality of seeds improves so that the gross annual production of this country in respect of agricultural products also increases. We want that we should not lag behind in these things and the quality of seeds should improve on the modern methods and the ways in which it has improved in other countries. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud was right enough to point out yesterday in his speech that if we have to improve our economy, we will have to put more emphasis on the improvement of seeds which can be responsible for earning more foreign exchange and that this can only be possible if the Government makes sincere effort. The Government is making sincere effort because it is going to put up big projects involving no less than 56.5 crores of rupees. In this manner a large amount is being spent and a large area is going to be under farms which would be exclusively responsible for the improvement of the quality of seeds. I think it is going to bring a revolution in respect of agricultural sector.

Mr. Rauf Tahir was pointing out that these seed corporations are set up in those advanced countries like France or

America but as we are poor nation we cannot afford such corporations Mr. Speaker Sir, I would respectfully submit that these countries are advanced because they make efforts in the directions by bringing new projects and raising the quality of their products. This is an effort towards that direction. I understand the criticism which was done in respect of the earlier legislation regarding the Agricultural Development and Supplies Corporation. We are not going to completely shut the ADSC but the result will be that the utilised for the distribution of seeds through out the Punjab and the existing resources in respect of research institutes will be attached to the present Seed Corporation. We feel that this Corporation should be set up because we think that if we entrust the responsibility of producing quality seeds to a particular organaization then more attention can be given to that organization which is also responsible for the supply of other agricultural products. We decided that the Seed Corporation should be exclusively responsible for the development of seeds as given in this Bill.

Moreover, objection was raised by Syed Hassan Mahmud that the definition of seed is not exhaustive. I would submit that the national legislation on this point has given wide definition of seed. For the benefit of my collegues from that side, I would read out the definition which is given in the Seed Act :—

> "seed" means any of the following classes hf seed used for sowing or planting, namely -
>
> (i) seeds of food crops including edible oil seed and seeds of fruits and evgetables ;
>
> (ii) cotton seed ;
>
> (iii) seeds of fodder; and includes seedlings, tubers, bulbs, rhizones, roots, cuttings, all types of grafts and vegetabively propagated material of food crops or fodder.

A large definition has been given in this legislation which being a para-materia legislation with the present bill. To meet his objection that the definition of seed becomes more comprehensive we are going to include a new sub-clause to

Clause 2 of the Bill, that all words and expressions used but not defined in this Act shall bear the same meanings as are assigned in the Seed Act, 1970 so that there is no contradiction between the two Acts. I will safeguard this in my amendment which will be put before the House. And I am sure that the objective which the Government wants to achieve is of great importance which is going to bring a revolution in the agricultural industry. If it is implemented as the Government wants to do, in is certainly going to be an important legislation and I am sure it is going to bring big results. Thank you, Mr. Speaker Sir.

Mr. Speaker : The question before the House is :
That the Punjab Seed Corporation Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th June, 1976.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :
That the Punjab Seed Corporation Bill, 1976, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th July; 1976.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :
That the Punjab Seed Cordoration Bill, 1976, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June, 1976.

1. Mrs. Syeda Abida Hussain.
2. Nawabzada Muhammad Khan Khakwani.
3. Raja Muhammad Afzal Khan.
4. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.
5. Syed Tebish Alwari.
6. Chaudhri Talib Hussain.
7. Mr. Nazar Hussain Mansoor.
8. Mr Rauf Tahir.
9. Raja Munawar Ahmad.
10. Syed Tahir Ahmad Shah.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Mr. Nazar Hussain Mansoor.

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے ۔
کہ دی پنجاب سیڈ کارپوریشن بل 1976ء جیسا کہ
اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ
بندی اور ترقیات نے سفارش کی ہے کو فی الفور زیر
غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے ۔

سید تابش الوری ۔ مسٹر رؤف طاہر } ہم مخالفت کرتے
مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ نذر حسین منصور } ہیں ۔

Mr. Nazar Hussain Mansoor : Sir, the House is not in quorum.

Mr. Speakr : Let there be a count . Count was taken. The House is in quorum. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, we have heard the Law Minister. We are in agreement that to boost up agricultural economy we need to produce better seeds and devote all our attention for its multiplication and I am glad that he has widened the definition and I hope that as it has become customary that if as a result of the opposition views any amendment to the Bill has been brought in it is jointly done, shall be followed. But while we do not oppose the functions and other related duties of the Corporation as suggested in the Bill we oppose the creation of the Corporation itself. Why, because in the past various Governments have felt the need of establishing autonomous bodies so as to speed up the implementation of the programme and to be free from the exercise of influence adverse to its performance and its duties by various Governments coming into power from time to time. I would like to quote an example of PICIC. The Minister for Industries was never made the Chairman of the PICIC. There was a separate individual.

Mr. Speaker : That Clause will come. Then you can deal

with it who was who.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : All right. As far as the Corporation is concerned I am opposing it and its creation because of the fact that in the subsequent clauses the composition has been made such to which I have to raise an objection in the earlier clause that is why I am mentioning this fact. The Government could have achieved their objective through its research institution, through its farms attached to Agriculture University, developed seed farms produce seeds and distributed them to registered growers who could fulfilled all the conditions of the Government and multiplied seeds in adequate quantities thereby saving over heads which will be now incurred through the creation of this Corporation in duplication to various other bodies in the Agriculture Department and under the Agriculture Department. When you function on a non commercial basis it is best that you over heads are minimum. Most of the funds allocated to the Corporation may be spent on establishment which are already serving under the Department. The Government should ensure that the over all expenditures except for the bear necessity will not be borne in excess of what is being spent on the Agriculture Department. Instead of creating posts and redundant posts you should take away some of the staff, retrench some, reduce some staff in the existing Department and post them in the Corporation. That might be acceptable to us because over all burden on the exchequre of the province will not be more and you will not rely more on subsidy from the Central Government and it will be better and there will be less jealousy with in the department, as the Corporation will create duplication on account of dual responsibility, work will but satisfactorily be carried on I oppose the clause for the creation of the Corporation.

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ جنرل بحث میں ہم نے واضح طور پر یہ عرض کیا تھا کہ سیڈز کارپوریشن کا جو ادارہ ہے یہ قومی اور ملکی لحاظ سے قطعاً فائدہ مند نہیں ہے اور اس کا قیام عمل میں لانا محض قومی خزانہ پر مزید بوجھ ڈالنا ہے اور میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر موصوف نے جو بیان دیا ہے اس کا بغور جائزہ لیں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک لیٹر

ہمارے سامنے پڑھ کر سنا دیا ہے اور یہ وہ لیٹر ہے جو انہوں نے سیڈز کے متعلق وضاحت کی تھی اس کے بعد باقاعدہ طور پر انہوں نے اس ادارے کے پس منظر بتایا اور کہا اس کی ضرورت ناگزیر ہے اور اس کے قیام پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

مسٹر سپیکر۔ آپ ان کی تقریر پر تبصرہ نہ کریں ہمیں اپنے خیالات سے مستفیض فرمائیں اور اس کلاز کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کریں۔

مسٹر نذر حسین منصور۔ جناب والا۔ میری رائے تو بالکل صاف ہے کہ جہاں تک انہوں نے کہا ہے کہ اسے ڈی سی کام کرتی رہے گی اور وہ تقسیم کا کام کرے گی۔ جناب والا۔ وہ بھی ایک ادارہ ہے اور وہاں بھی آفیسرز ہیں اور اس کی ایک دس سال کی تاریخ ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ صرف وہ تقسیم کا کام کرے گی ہماری یہ عرض ہے کہ موجودہ کام کو ہی رہنے دیں۔

مسٹر سپیکر۔ اگر آپ عرض کر چکے ہیں تو میں اگلے سپیکر کو پکاروں اگر آپ نے فرمانا ہے تو آپ فرمائیں۔

مسٹر نذر حسین منصور۔ میں فرما تو رہا ہوں کہ یہ زرعی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے ہوگا۔ اور کسانوں کو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا پنجاب کی زرعی معیشت کے لیے حکومت کوئی عملی قدم نہیں اٹھا رہی ہے جو ہماری زراعت کو بہتر کر سکے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات کے تحت اس کارپوریشن کو نہیں ہونا چاہیے۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر رؤف طاہر!

مسٹر رؤف طاہر۔ جناب سپیکر! اس بل میں اس کارپوریشن کے جو اغراض و مقاصد بیان کیے گئے ہیں اور جو اس کارپوریشن کو اختیارا دیے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں پہلے ہی بہت سے ادارے موجود ہیں اور کوئی شخص بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ بیجوں کے معاملے میں پاکستان کو خود کفیل ہونا چاہیے۔ اس بحث کے دوران بڑا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے اور حکومت کی نیک نیتی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ یہ کارپوریشن اس ملک کو بیجوں کے معاملے میں خود کفیل بنانے کے لیے قائم کر رہی ہے۔ جناب سپیکر! جہاں تک میں نے اس بات کا ذکر کیا کہ ہمارے

ملک ترقی یافتہ نہیں ، ہمارا ملک غریب ہے اور اس ضمن میں پہلے سے ایسے ادارے اور محکمے موجود ہیں جو اس کام کو بڑے احسن طریقے سے کر سکتے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ چار سالوں کے دوران انہوں نے کوئی خاص نئی چیز دریافت کر لی ہے "جیسے کولمبس نے امریکہ دریافت کیا تھا" کہ جب یہ بیج کارپوریشن بن جائے گی تو پیداوار کے تمام وسائل بحال ہو جائیں گے ۔ جناب من یہ محض لوگوں اور صوبائی خزانے پر بوجھ ڈالنے کے لیے اس قسم کی کارپوریشنیں بنائی جا رہی ہیں ۔ اس بات سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا کہ بیج کی کوالٹی بہتر ہونی چاہیے ، کاشتکاروں کو بہتر کوالٹی کا بیج ملنا چاہیے لیکن ہمارا موقف یہ ہے کہ پہلے ہی ایک نہیں کئی ایسے ادارے موجود ہیں جو اس کام کو بڑے اچھے طریقے سے چلا سکتے ہیں لیکن اس ضمن میں حزب اقتدار کی طرف سے اس کارپوریشن کے قیام کے سلسلے میں متضاد باتیں کہی گئیں ۔ ایک طرف جناب وزیر قانون نے ورلڈ بنک کا حوالہ دیا ہے اور دوسری طرف اس کارپوریشن کی اہمیت اور ضرورت کو جتانے کے لیے جناب عبدالحفیظ کاردار نے یہ کہا ہے کہ ہمیں غیر ملکوں پر انحصار کم کرنا چاہیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ان دونوں باتوں پر غور کریں تو ان میں بڑا تضاد پایا جاتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کارپوریشن کے اغراض و مقاصد بیان کیے گئے ہیں اور اس کلاز میں جو یہ کہا گیا ہے کہ کارپوریشن کسی شخص کی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد حاصل کر سکتی ہے اور اس کے یہ اختیارات ہوں گے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب ہم وہاں پہنچیں گے تو یہ منقولہ اور غیر منقولہ والی کلاز بھی آ جائے گی ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ یہ تو اسی کلاز میں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کلاز نمبر 3 میں نہیں ۔

وزیر قانون ۔ جو کلاز وہ پڑھ رہے ہیں یہ بات اس میں بھی نہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ یہ کلاز as such زیر غور ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کارپوریشن کی ضرورت اس لیے نہیں کہ یہی کام دوسرے ادارے بھی کر سکتے ہیں لیکن محض اس کی ضرورت اور اہمیت کو جتانے کے لیے کہ یہ برسر اقتدار پارٹی واقعی کاشتکاروں کو بہتر بیج مہیا کرنے میں نیک نیت ہے اور یہ

سب کچھ اس ملک کو بیج کے معاملے میں خود کفیل بنانے کے لیے کر رہی ہے ، جیسے کہ جناب کاردار نے کہا ۔ جناب من ! بیج کارپوریشن کے اغراض و مقاصد سے کسی شخص کو انکار نہیں ہو سکتا لیکن یہی اغراض و مقاصد اس کارپوریشن کو وجود میں لائے بغیر دوسرے ادارے بڑے اچھے طریقے سے سر انجام دے سکتے ، اس لیے اس کارپوریشن کو معرض وجود میں لانا لوگوں کے ساتھ ، اس صوبے کے عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہوگی ۔ اس ضمن میں میں نے یہ کہا ہے کہ پاکستان ایک غریب ملک ہے اور پنجاب اس کا ایک غریب صوبہ ہے اور اس پر اس طرح کا بوجھ ڈالنا کسی طرح بھی مناسب نہ ہوگا ۔ آخر میں میں یہ گذارش کروں گا کہ اس کارپوریشن کے بارے میں جو بل اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ، اگر واقعی وزیر قانون کو عوام دوستی کا خیال ہے، اگر واقعی وہ یہ چاہتے ہیں کہ عوام کی جیبوں پر ڈاکہ نہ ڈالا جائے تو پھر جو پہلے سے قائم شدہ ادارے ہیں انہی سے یہ اغراض و مقاصد حاصل کیے جا سکتے ہیں ۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ان اداروں سے یہ اغراض و مقاصد حاصل نہیں کر سکتے تو اس کی بھی وجوہات ہیں کہ ان کے دور حکومت میں مختلف محکموں کی کارکردگی ، جو زراعت سے متعلقہ ہیں ، بالکل ختم ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ مسئلہ تو زیر غور نہیں ۔ یہ تو آپ اصولوں پر بحث کے دوران کہہ سکتے تھے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ اگر ان کی کارکردگی بہتر ہوتی تو ان کارپوریشنوں کی کوئی ضرورت نہ تھی ۔ محض اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے لیے اور اپنی نا اہلی پر پردہ ڈالنے کے لیے اس قسم کے بل پیش کیے جا رہے ہیں ۔ جناب من ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان محکموں کا اتنا بڑا سٹاف ہے ، لائلپور کی زرعی یونیورسٹی پوری کی پوری موجود ہے ۔ ان مختلف اداروں کو اس مقصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جا سکتا تھا لیکن وہ کہتے ہیں کہ یہ کام ورلڈ بنک کے ذریعے سے ہوگا اور کاردار صاحب کہتے ہیں کہ ہمیں غیر ملکوں پر انحصار ختم کرنا چاہیے ۔ یہ دونوں باتیں جو اس ایوان میں کہی گئی ہیں ، ان میں سے یا تو وزیر قانون کی بات صحیح ہو سکتی ہے یا جناب کاردار کی بات درست ہو سکتی ہے ۔ لیکن اصل بات نیت کی ہے محض یہ کہہ دینا اور جیسے کہ آپ

جانتے ہیں کہ اخبارات پر برسر اقتدار پارٹی کا مکمل کنٹرول ہے ، محض لوگوں کو یہ تاثر دینے کے لیے کہ یہ حکومت بڑی نیک نیت ہے ، اس سے کام نہیں چلے گا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں اس کارپوریشن کی کوئی ضرورت نہیں اور اس کارپوریشن کے اغراض و مقاصد حاصل کرنے کے لیے دوسرے محکموں کو استعمال کیا جا سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری !

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ! اس وقت ہمارے سامنے بیج کارپوریشن بل کی ضمن 3 زیر غور ہے جس میں یہ اختیار حاصل کیا جا رہا ہے کہ ایک کارپوریشن قائم کی جائے گی جس کا نام بیج کارپوریشن پنجاب ہوگا ۔ مجھے خوشی ہے کہ آج حکمران پارٹی کی طرف سے دو حضرات ، جناب وزیر قانون اور جناب عبدالحفیظ کاردار، نے ہمارے مباحث کے جواب میں اور اس کارپوریشن کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال کرنے کی زحمت گوارا فرمائی ۔ جہاں تک ترقی دادہ بیجوں کا تعلق ہے ، جہاں تک بیج کے معیار کو بہتر بنانے کا سوال ہے ، جہاں تک بیج کی مختلف اقسام کو کاشتکاروں اور زمینداروں میں مقبول بنانے کی اہمیت ہے ، اس سے اس ایوان کا کوئی با شعور فرد ، کوئی زراعت سے بہرہ ور شخص انکار نہیں کر سکتا ۔ ہم نے ہمیشہ اس ضرورت پر زور دیا ہے کہ زرعی ترقی کی خاطر ، زراعت کو انقلابی سانچے میں ڈھالنے کے لیے بیج کی اہمیت انتہائی بنیادی ہے ، اساسی ہے اور اس اعتبار سے ہم پہلے بھی اور آج بھی ، جہاں تک بیجوں کی اہمیت اوزان کی افادیت کا تعلق ہے ہم اس بل کی مقصدیت اور معنویت سے انکار نہیں کر سکتے ۔ ہمیں احساس ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

چودھری محمد حنیف ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کریں ۔ ۔ ۔ ۔

The House is adjourned and it shall re-assemble at ten to twelve.

(ایوان کی کارروائی چائے کے وقفے کے لیے ملتوی کی گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ۔ آپ تقریر کر رہے تھے ؟

سید نابش الوری ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید نابش الوری ۔

سید نابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ محترم جناب عبدالحفیظ کاردار صاحب نے مجھے میری کل کی تقریر پر off colour کے ریمارکس سے نوازا ہے ۔ اور یہ سمجھ کر نوازا کہ شاید میں اپنے کسی دوست کی یاد میں مغموم تھا ۔ لیکن میں ان کی آج کی تقریر کو colourful کہہ رہا ہوں ۔ اس اعتبار سے انہوں نے میری کل کی تقریر کے بعض نکات کی بالواسطہ طور پر حمایت کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اس کارپوریشن کا مقصد زراعت میں خود کفالت ہے اور یہ ہمارے ملک اور صوبے کی بڑی ضرورت ہے ۔ اورانہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ہمیں غیر ملکی احتیاج سے نجات پانا ہے اور غیر ملکی انحصار سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے ۔ انہوں نے یہ کہا کہ ایسی کارپوریشن کو عوام کے سامنے زیادہ سے زیادہ جواب دہ بنانا چاہیے ۔ یہی وہ بنیادی نکات تھے جن پر میں نے کل بڑی تفصیل سے اظہار خیال کیا تھا ۔ مجھے خوشی ہے کہ کم از کم حکمران پارٹی کی طرف سے ایک فاضل رکن نے کسی ذہنی اختصاص کے بغیر ان باتوں کی حمایت کی جو اس کارپوریشن کے سلسلے میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بیجوں کی افادیت اور اہمیت سے ہمارا اتفاق بالکل اسی طرح ہے جس طرح حکمران پارٹی محسوس کر رہی ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کریں ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ ۔ ۔ گھنٹیاں بجائی گئیں ۔ ۔ ۔ اب کورم پورا ہے ۔ سید نابش الوری ۔

سید نابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس غلط فہمی کو رفع کرنا چاہتا ہوں اور اس تاثر کو زائل کرنا چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف کی طرف سے بیجوں کی افزائش اور اس کی تیاری اور افادیت سے انکار کیا گیا ہے ۔ میں جہاں بڑی وضاحت کے ساتھ عرض کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ یہ پھر کسی اور وقت میں avail کر لیجئے ۔

Now let us deal with clause 3.

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس کلاز میں یہ کہا گیا ہے کہ کارپوریشن بنائی جائے گی اور میں اسی سلسلے میں عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس کی مخالفت کر رہے ہیں؟ آپ جس سلسلے میں کہنا چاہتے ہیں وہ کہیں ۔ انہوں نے جو غلط فہمی پیدا کی ہے اس کو دور کرنے کا موقع پھر آپ کو مل جائے گا ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ اسی ہاؤس میں بات ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح نہیں ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میرا یہ فرض ہے کہ اس کی وضاحت کر دوں کیونکہ حزب اختلاف کی جانب سے جو باتیں کہی گئی ہیں ۔ ان کے متعلق دوسری طرف بیٹھنے والے حضرات غلط تاثر پیدا کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح تو ڈیبیٹ نہیں ہوتی ۔

Now a particular clause is under discussion. You have to restrict yourself to that.

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ کلاز کارپوریشن کے متعلق ہے اور اسی کارپوریشن کے قیام کے سلسلے میں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے بعض حضرات نے ان کو مسخ کر کے یہاں غلط طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے ۔ میں نہایت مختصر الفاظ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ہم نے پہلے بھی اور آج بھی بیجوں کی افادیت ، بیجوں کی ضرورت ، بیجوں کی تیاری اور اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا ۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اور اس لائحہ عمل کو اختیار کرنے کے لیے حکومت جو طریقہ کار اختیار کر رہی ہے ، جو منصوبے بنا رہی ہے اور جس کارپوریشن کو تشکیل دے رہی ہے ہم اس کی حمایت نہیں کرتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو آپ نے پرنسپلز پر بات کر لی ہے ۔ اب وہ نہیں ہو سکتی ۔

You have talked about that in the principles. You cannot do it in every clause

سید تابش الوری ۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔ جناب سپیکر، میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں جب تک میں یہ نہ بتا دوں کہ یہ کارپوریشن کس مقصد کے لیے بنائی جا رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں سید صاحب ۔ میری عرض یہ ہے اب ہم کلاز پر آگئے ہیں ۔ کلاز کا وقت جو دیا گیا ہے

You have to speak within the frame work of the Bill. Not beyond that. In painciples you could have gone into details. The Members were entitled to go beyond it and to give a general appreciation but when we are dealing with clausces, then we have to work within the framework of the bill with reference to th clauses.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ صرف یہ کہنا کافی ہوگا کہ یہ کارپوریشن نہیں ہونی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ۔ اب ہم کلاز پر بحث کر رہے ہیں ۔ اس لیے ہمیں انہی تک اپنے آپ کو محدود رکھنا چاہیے ۔

Not beyond that. In principles, Yes. When we are discussing the clauses then we have to work within the framework of the Bill whatever the objectives are given in the Bill and its implications.

آپ کلاز کی ڈیبیٹس اٹھا کر دیکھ لیں ۔ یہ پرنسپاز پر تو ٹھیک ہے ۔

We can dilate upon them and give references, its background, its material consequences and the motives of the Government. Yes, so far as the principles are concerned. But when we are dealing with the clauses of the Bill, no motives are to be imputed. You can discuss about the consequences. No motives are to be imputed.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس کارپوریشن کو ایک خاص مشورے کے پیش نظر ایک خاص بین الاقوامی ضرورت کے پیش نظر تجارتی ادارے کے طور پر کام کرنے کے لیے قائم کیا جا رہا ہے لیکن مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اور میری سمجھ سے یہ بات بالا تر ہے یہ کارپوریشن کس طور پر ایک خالص تجارتی ادارے کی حیثیت سے کام کر سکتی ہے ۔ لیکن اس کی ہیئت حاکمہ جو ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ پوائنٹ آف آرڈر میں جب زیر بحث کلاز 3 پر بحث کر رہا تھا تو اس میں منقولہ اور غیر منقولہ کا ذکر کیا تھا آپ بھی اس کو ذرا غور سے دیکھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ بات اس میں نہیں ہے وہ require or acquire کی بات ہے یہ acquire ڈکشنری کے معنوں میں استعمال ہوا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔جناب سپیکر ۔ میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ اس کلاز میں نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کسی کی زمین کو acquire کر سکتا ہے require کر سکتی ہے یہاں acquire کرنا خریدنے کے معنوں میں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ کارپوریشن تجارتی مقاصد کے لیے قائم کی جا رہی ہے لیکن اس کی پیئت حاکمہ اور اس کے مرکزی بورڈ میں سات میں سے 5 ممبران سرکاری افراد ہیں اس کا صدر محترم وزیر زراعت ہے اور اس کے لوازمات میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ کارپوریشن اور ہیئت حاکمہ حکومت کے وقتاً فوقتاً ہدایات کے تحت کام کرے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب میں بار بار ٹوکنا نہیں چاہتا آپ اور کلاز پر اگر مناسب سمجھیں یہ بات کہہ لیں آپ یہ بات اس وقت کر سکیں گے مینیجنگ ڈائریکٹر کی بات اس وقت نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب میں نے مینیجنگ ڈائریکٹر کی بات نہیں کی ہے میں نے تو کسی عہدیدار کی بات نہیں کی ہے میں نے کسی عہدیدار کا نام نہیں لیا ہے یہ تو حوالے کے طور پر عرض کیا ہے کہ یہ کارپوریشن جن مقاصد کے لیے اور جس بین الاقوامی ضرورت کے مطابق بنائی جا رہی ہے ۔ میں تو صرف یہ حوالے کے طور پر عرض کر رہا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں کم از کم یہ کہنے کا حق تو رکھتا ہوں کہ جن مقاصد کے لیے علیحدہ کارپوریشن قائم کی جا رہی ہے وہ اس سے مقاصد حاصل نہیں ہوں گے اور آج ہم ضمن 3 کے تحت جو اختیارات دے رہے ہیں مجھے یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ یہ کارپوریشن ان مقاصد کو کسی طور پر حاصل کرنے کی اہل نہیں ہو سکتی اور اسے تجارتی مقاصد کے لیے اس طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا جس طور ۔ بین الاقوامی

بنک یا مرکزی حکومت اسے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ۔ ہے اور مجھے واضح طور پر یہ اندیشہ محسوس ہوتا ہے کہ جس طرح سرکاری محکموں میں سرخ فیتے اور نوکر شاہی کے ذہن کی وجہ سے ایک خاص انداز کار کی وجہ سے ان کی کارکردگی ناقص رہتی ہے اور نامکمل رہتی ہے اور قابل مذمت رہتی ہے ایسی صورت حال سے بچنے کے لیے اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے ۔ تجارتی مقاصد کی حصول کی ایک خود مختار کارپوریشن قائم کرنے کے لیے اور ان مقاصد کے لیے وہ ضروری لوازمات موجود نہیں ہیں اور ضروری مطالبات کی تکمیل نہیں کی جا رہی ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں اس کارپوریشن کا قیام کسی طور پر مناسب نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ کاروباری مزاج اور سائینسی انداز کار حکومت کے طریقہ کارکردگی کے یکسر مختلف ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں بھی اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں بھی ادارے حکومت کے ادارے کے مقابلہ میں نسبتاً کامیاب ہیں اور سرکاری اداروں کو ہمیشہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ آپ سرکاری ٹرانسپورٹ کو ہی لیجیے وہ ہمیشہ خسارے میں ہوتی ہے اور نجی طور پر چلنے والی ٹرانسپورٹ اتنے مناسب نفع پر چل رہی ہے ۔ اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا بین الاقوامی سطح پر قرضوں کے حصول کے سلسلے میں جس کا اعتراف وزیر قانون نے کیا ہے کہ ہم 50/25 کروڑ روپے قرضے کے حصول کے امیدوار ہیں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اس کارپوریشن کو ہم صرف ایسی شکل میں تسلیم کر سکتے ہیں جب وہ تجارتی بنیاد پر واضح طور پر ایک خود مختار ادارہ ہو ۔ اور اس سے آزادی حاصل ہو کہ وہ ان ہی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے حکومت کی مداخلت سے بالا تر اور بے نیاز ہو کر بہتر اور فعال کارکردگی کا مظاہرہ کر سکے ۔ جناب والا ۔ لیکن آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ زرعی بینکنگ اور ترقیاتی کارپوریشن جو تین سالوں سے کام کر رہی ہے ، اس کے اغراض و مقاصد میں بھی اور اس کی کلاز 3 میں بھی واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ وہ تجارتی اور قومی مقاصد کے لیے کام کرے گی ۔ جب کہ بیج کارپوریشن کے بل میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ وہ تجارتی مقاصد کے لیے کام کرے گی ۔ اس میں صرف تجارتی کے ساتھ قومی کے لفظ کا اضافہ ہے اور محض اس اضافے کی وجہ سے اس نئی کارپوریشن کی تشکیل کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے ، باقی سارا سانچہ اور

ڈھانچہ وہی ہے بلکہ کلازیں تک تقریباً وہی ہیں ۔ اور اس کے قیام کے سلسلے جو وجوہ ، جو عوامل اور جو محرکات بیان کیے گئے ہیں وہ بھی بالکل اسی طرح اس کارپوریشن کے قیام کے سلسلے میں بیان کیے جا رہے ہیں ۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ان بین الاقوامی اداروں اور بنکوں کو تجارتی کے ساتھ قومی کے لفظ کی وجہ سے زرعی کارپوریشن قابل قبول نہیں تو پھر یہ بیج کارپوریشن کس طرح سے معنوی اور مقصدی اعتبار سے انہیں قابل قبول ہوگی اور وہ کس طرح سے اس کے لیے قرضہ دینے کے لیے تیار ہو سکیں گے ۔ جناب والا ۔ میں اس بات پر اصرار کروں گا کہ بیج کے اس اہم کام کے سلسلے میں ہمیں تجارتی اور قومی سطح پر کام کرنا چاہیے ۔ اگر ہم اس قومی ادارے سے ، محتاجی کی وجہ سے ، قومی کا لفظ اڑانے پر مجبور کیے جا رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت بڑی آسانی سے یہ کر سکتی ہے کہ موجودہ زرعی کارپوریشن کی وہ کلاز جس میں واضح طور پر تجارتی اور قومی مقاصد کے لیے کام کرنے کا عہد کیا گیا ہے ، اس میں قومی کے لفظ کی ترمیم کر دے ۔ اسی طرح اس کے عنوان میں بھی ایگریکلچرل سپلائیز اینڈ ڈویلپمنٹ کے ساتھ ساتھ سیڈ کارپوریشن کے الفاظ کا اضافہ کیا جا سکتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس معمولی ترمیم کی وجہ سے ایک ضرورت کی بھی تکمیل ہوتی ہے یا بین الاقوامی بنک کا مطالبہ بھی پورا ہوتا ہے تو میں سمجھتا کہ ایک نئی ، عظیم الشان اور غیر معمولی اخراجات کی حامل کارپوریشن بنانے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ آپ کے علم میں ہوگا کہ زرعی کارپوریشن بیجوں کے شعبے پر 15 لاکھ روپے سالانہ کے اخراجات کر رہی ہے جب کہ موجودہ بیج کارپوریشن ، اگر یہ قائم کی گئی ، تو اس کے سالانہ اخراجات ڈیڑھ کروڑ روپیہ ہوں گے ۔ جو کام 15 لاکھ روپیہ میں کیا جا رہا ہے ، جس کام کے لیے ایک قومی کارپوریشن پہلے ہی سے موجود ہے جس نے پہلے سے زمین ہموار کی ہوئی ہے ، کچھ سروے بھی کیا ہوا ہے ، کچھ جائزہ بھی لیا ہوا ہے تو پھر بتائیں کہ آپ ایک نئی کارپوریشن قائم کیوں کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ Chapter III میں جہاں powers and functions ہیں وہاں وہی بھی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ یہ تو مفروضے کی بات ہے ، میں کیا کہہ سکتا ہوں ۔ جناب والا ۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ ایک فنی اور تیکنیکی کام ہے اور اس کے لیے ہمارے ہاں پہلے ہی ماہرین کی بڑی کمی ہے ۔ زرعی کارپوریشن کو بھی اس سلسلے میں بڑی محنت اور تگ و دو سے اس کی ضروریات کے مطابق نہ سہی لیکن کسی نہ کسی حد تک ماہر افراد بڑی مشکل سے دستیاب ہوئے ہیں اور اگر یہ نئی کارپوریشن بنی تو یہ صورت حال پیدا ہوگی کہ انہی لوگوں کو بڑی تنخواہوں پر یہاں لایا جائے گا یا پھر انہیں باہر سے ماہرین درآمد کرنے پڑیں گے کیونکہ وہ لوگ جو پہلے سے اس کارپوریشن میں موجود ہیں ، شاید وہاں سے اس نئی کارپوریشن میں جانا پسند نہ کریں جہاں ان کا مستقبل بھی زیادہ محفوظ نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ مفروضات پر نہ جائیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ مجھے حیرت اور تعجب ہے کہ ایک ہی نوعیت کی ، ایک ہی مقاصد کی اور ایک ہی جیسی دو کارپوریشنوں کی ایک ہی وقت میں ، معمولی ترمیم کے ساتھ ، کیا ضرورت ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات تو آپ پہلے کئی بار کہہ چکے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ زرعی کارپوریشن سے کام لینے کی ضرورت جناب وزیر موصوف کیوں محسوس نہیں کرتے جب کہ مقصدیت کے اعتبار سے ، قانون سازی کے اعتبار سے اور معنویت اور لفظی نوعیت کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں تو ہم بین الاقوامی بنک کو کیوں مطمئن نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ہمیں واضح طور پر یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ پہلے سے موجود ہمارے یہ ادارے ناکام ہو گئے ہیں اور حکومت ابھی تک ان اداروں کے ذریعے ان مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتی ۔

Mr. Speaker : How this part is relevant.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ اعلان کریں گے تو پھر اس بات کی ضرورت محسوس ہوگی کہ اس کارپوریشن کو ختم کر دیا جائے ، ان کارپوریشنوں کے اخراجات کم کیے جائیں ، ان اداروں کو ختم کیا جائے تو پھر ہم اس ڈویژن میں ہو سکتے ہیں اور پھر یہ ایوان اجازت دے سکتا ہے کہ کوئی

دوسرا ادارہ قائم کیا جائے۔ جب تک آپ پہلے کے قائم شدہ اداروں کی ناکامی کا اعتراف نہیں کریں گے اور یہ نہیں کہیں گے کہ ہم اپنے عملے کے ذریعے، اپنی پالیسی کے ذریعے ان اداروں کا وجود ثابت نہیں کر سکے آپ بالکل انہی مقاصد کے لیے بالکل اسی طرح قانون سازی کرکے ایک نئی کارپوریشن کیسے قائم کر سکتے ہیں۔ جناب والا۔ موجودہ ضمن کے تحت بیج کارپوریشن کی تشکیل کی اجازت لی جا رہی ہے لیکن میں اپنے دلائل اور براہین کی بنیاد پر آپ کے توسط سے یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ یہ درست ہے کہ حکمران پارٹی اپنی اکثریت کی بنیاد پر جو چاہے فیصلہ کر سکتی ہے، جس طرح چاہے حکومت کے خزانے کو اللے تللوں پر خرچ کر سکتی ہے، جس طرح چاہے۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ یہ تقریر آپ اصولوں پر بحث کے سلسلے میں پہلے کر چکے ہیں، اب آپ کہاں پہنچ گئے ہیں۔

سید قابش الوری۔ لیکن انہیں یہ محسوس کرنا چاہیے کہ انہیں اپنے ان عوامل اور اقدام کے سلسلے میں عوام کی عدالت میں جواب دینا ہوگا کیونکہ وہ اپنے وعدوں اور فرائض سے اغماض برت رہے ہیں اور اس مقدس عہد کی مٹی پلید کر رہے ہیں جس کے تحت وہ اس ایوان میں آئے تھے کہ وہ اس ملک اور اس صوبے کے مفادات کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں وقف کریں گے۔ جناب والا۔ اگر۔۔۔

Mr. Speaker : I can well appreciate.

جب اصولوں پر بحث ہو رہی ہو تو آپ تمام محاورے، تمام تشبیہیں اور تمام استعارے استعمال کر سکتے ہیں لیکن

when we are speaking on a particular clause I don't understand

کہ اس وقت کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔

سید قابش الوری۔ جناب والا۔ میں اس کلاز کی مخالفت کرتے ہوئے آپ کے توسط سے ہاوس سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس کلاز کو مسترد کر دے اور ایسی کسی نئی کارپوریشن کو نہ بننے دے جس کی وجہ سے صوبے میں دو عملی کا راج ہو جائے گا۔ جس کے نتیجے میں نئے اخراجات میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔ جس کی وجہ سے ہمارے بجٹ پر ایسا بوجھ پڑ جائے گا کہ دوسرے ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل میں مشکل پیش آئے گی۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اگر بیج کی

تیاری ، بیج کی افزائش اور بیج کی تقسیم کے کام میں واقعی دیانت و اخلاص کے ساتھ حکمراں پارٹی وقت کی ضرورت کو محسوس کرتی ہے تو اسے ایک ہی ادارے کے ذریعے مربوط طور پر ایک ہی منصوبے کے ساتھ اور ایک ہی انتظامیہ کے زیر نگرانی اس کام کی تکمیل کرنی چاہیے ۔ تاکہ ہم اچھے بیج کی فراہمی کے لیے بتدریج مرحلہ وار اس عظیم نصب العین کی تکمیل کر سکیں جس کے تحت ہمیں زرعی خود کفالت اور زرعی ترقی و خوش حالی کی منزل حاصل ہو سکتی ہے ۔ جناب والا ۔ اگر آپ نے ہماری اس تجویز اور ترمیم کو قبول کر لیا تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس صوبے اور اس صوبے کے عوام کی بہت بڑی خدمت کریں گے ۔ اور انہیں یہ موقع دیں گے کہ وہ ان کارپوریشنوں کی یلغار سے بچ کر ، ان کارپوریشوں کی افراط سے بچ کر اپنی پہلے سے قائم شدہ کارپوریشنوں اور اداروں کی ذریعے ان مقاصد کی تکمیل زیادہ بہتر طور پر کر سکیں ۔ جناب سپیکر ، میں اس طرف بیٹھنے والے حضرات سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے حکمرانوں سے ، اپنے وزرائے کرام سے یہ جواب طلب کریں کہ انہوں نے ایک کارپوریشن کی موجودگی میں دوسری کارپوریشن کا بل ہی کیوں پیش کیا ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I think that this part of the speech is not relevant at all. Yes, Leader of the Opposition.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ ہاؤس کے اس طرف بیٹھنے والے افراد کی یہ خاموشی مجرمانہ ہے ۔ انہیں اپنے حکمرانوں سے پوچھنا چاہیے کہ آخر وہ اس بات کا جواب دیں کہ جب ایک ہی لیجسلیشن کے تحت ایک ہی نوعیت کی کارپوریشن موجود ہے تو وہ دوسری کارپوریشن محض اس لیے کیوں بنا رہے ہیں کہ وہ اپنے مقصد اور منظور نظر لوگوں کو کارپوریشن کے ذریعے ملازمتیں دلوا کر ان کے ساتھ سیاسی معاہدے بازی اور سیاسی سودے بازی کریں اور اس طرح سے ہمارے عوام پر ، صوبے کے عوام پر اس قدر بوجھ ڈال دیں کہ وہ آئندہ کے لیے اٹھ نہ سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس پر تقریر نہیں کر رہے ؟

چودھری طالب حسین ۔ نہیں جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 4)

مسٹر سپیکر ۔ اب کلاز چار زیر غور ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر
مسٹر نذر حسین منصور
چوہدری طالب حسین
سید قابش الوری
} ہم مخالف کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس مرحلے پر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سیکنڈ ریڈنگ جمعے کو مکمل ہو جائے گی ۔

سید قابش الوری ۔ وہ تو آج بھی کسی وقت کر سکتے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : We have to be reasonable and I expect that not only the Speaker but every member has to be reasonable in this respect.

(قطع کلامیاں)

کلاز تین پر بھی وہی تقریریں ہوں گی ، پرنسپل پہ بھی وہی تقریریں ہوں گی ۔ پھر تو بات نہیں بنے گی ۔

اب بل کی کلاز نمبر 4 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 2 سید قابش الوری ، چودھری طالب حسین ، جناب نذر حسین منصور ، سید طاہر احمد شاہ نہیں ہیں، جناب رؤف طاہر ۔

Mr. Rauf Tahir : I beg to move :

> That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, for the words "commercial considerations", occurring in line 2, the words "non-commercial basis", be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

> That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, for the words "commercial considerations", occurring in line 2, the words "non-commercial basis" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Next amendment.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I beg to move :

That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, the words "and be guided by such directions as the Government may give to it from time to time" occuring in lines 2-3, be deleted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, the words "and be guided by such directions as the Goverhment may give to it from time to time", occurring in lines 2-3, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 4.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I beg to move :

That for sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :-

(3) The Board shall consist of—

(a) Secretary to the Government of the Punjab, Agriculture Department — Chairman.

(b) Additional Secretary, Finance Department, Government of the Punjab. — Member.

(c) Two representatives from the Farming Community to be nominated by the Government. — Members.

(d) Two members from the Seed trade to be nominated by the Government. — Members.

(e) Managing Director, Punjab Seed Corporation. — Member/ Secretary of the Board".

Mr. Speaker : The motion is :

That for sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :-

(3) The Board shall consist of—

(a) Secretary to the Government of the Punjab, Agriculture Department.
Chairman

(b) Additional Secretary, Finance Department, Government of the punjab.
Member

(c) Two representatives from the Farming Community to be nominated by the Government.
Members

(d) Two members from the Seed trade to be nominated bythe Government.
Members

(e) Managing Director, Punjab Seed Corporation.
Member/Secretary of the Board".

Minister for Law : I can accept only a part of the proposed amendment.

Mr. Speaker : I can't split up the amendment.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I want to express my views on the Constitutional aspect as well and if, as a whole, we come to an agreement, we will be willing to do it.

Mr. Speaker : Amendment No. 5,

سید قابش الوری ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون کی ضمن 4 کی تحتی ضمن (3) کے پیرا (الف) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے ۔

(الف) وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی ۔ چیئرمین

Mr. Speaker : The motion is :

That for para (a) of sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(a) Vice-Chancellor of Agriculture University————Chairman.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 6.

Sheikh Aziz Ahmad : There is no difference between 5 and 6.

Mr. Speaker . Let me see. Sheikh Sahib, there is difference of the word "five". It is different.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : I beg to move :

> That in para (e) of sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, for the opening word "One", the word "Five" be substituted; and in this para as so amended for the word "Government" occurring in line 3, the words and commas "Vice-Chancllor, Agriculture University, Punjab be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (e) of sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, for the opening word "One" the word "Five" be substituted; and in this para as so amended, for the word "Government" occurring in line 3, the words and commas "Vice-Chancellor, Agriculture University, Punjab" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Next amendment No. 7 by Syed Tabish Alwari, Chaudhri Talib Hussain. Mr. Nazar Hussain Mansoor, Syed Tahir Ahmad Shah, and Mr. Rauf Tahir.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : Sir, I move the amendment :—

> That in para (f) of sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 3, the words and commas "Vice-Chancellor, Agriculture University, Punjab" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (f) of sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, for the word Government occurring in line 3, the words and commas "Vice-Chancellor, Agriculture University, Punjab" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 8 by the same movers.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :—

> That after para (g) of sub-clause (3) of

Clause 4 of the Bill, the following para (h), be added, namely :—

(h) Five Members of the Provincial Assembly elected by it.

Members

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That after para (g) of sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, the following para (h), be added namely :—
(h) Five Members of the Provincial Assembly elected by it.

Members

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 9 by the same movers.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I don't move.

Mr Speaker : Next amendment No 10 by the same movers.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : Sir, I move the amendment :

That in sub-clause(4) of Clause 4 of the Bill, for the word 'exceeding" occurring in line 2, the word "less than" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, for the word "exceeding" occurring in line 2, the words "less than" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 11.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

That sub-clause (5) of Clause 4 of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That sub-clause (5) of Clause 4 of the Bill, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Makhdumzada Syed Hassan Mahmud to speak on his amendments.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker Sir, through you I would request the Law Minister to give me undivided attention because I am going to raise some constitutional and legal point before I come to the Bill, to the com-

position of Board that follows under sub-clause (2). Mr. Speaker Sir, when this Bill is passed by the Assembly and if it is submitted to the Governor for his assent, he has to give assent under Article 116 of the Constitution within seven days. If he fails to do so, your Secretariat presumes that the Bill has been assented to and it can be notified. Now I read Clause 4-

> 4(1) The administration and management of the Corporation and its affairs shall vest in a Board to be constituted by the Government through a notification issued in the official Gazette...

If we were not constituting the Board as we are going to do under sub-clause (2) then the position would have been that we could have said that the Government may constitute Board and that could have been notified whenever the Government wished to do so. But we are taking upon ourselves as a legislative body to constitute the Board which forms part of the Bill and when Government's assent will become part of the Act and part of the Law, separate notification for notifying the Board becomes redundant.

Mr. Speaker : Why?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, the moment assent is given, separate notification is redundant. Once the Bill has been assented to, separate notification for the constitution of the Board is not necessary.

Mr. Speaker : This is like this. One representative from the farming community, one representative from the seed trade, Managing Director etc.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : They are nominations.

Mr. Speaker : Government will constitute it. There is no confusion and no conflict.

Mr. Abdul Hafeez Kardar : This is administrative notification.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, then I have put an amendment to the effect instead of Minister himself become the Chairman of the Board who is pre-occupied with his political activities and hence cannot devote time to the

technical aspect of Seed Corporation, the Secretary of the Department should be made the Chairman of the Board. It has become customary for this Government that when any Corporation, or any Institution, any Syndicate, is created the Minister desires to be its Chairman. I would appeal to the Minister for law to persuade his colleague, the Minister for Agriculture not to take upon himself the auditional duties, the cumbersome jobe of becoming the Chairman of the Seed Corporation. I have also proposed to do away with the additional Chief Secretary because he is very much preoccupied with most of the administrative work and the Seed Corporation which has its own needs, will have to meet frequently to see and watch its progress. Therefore, I have suggested that there seould be Additional Finance Secretary (not even the Finance Secretary) and I have suggested two members of tne seed business and two members from the agricultural community to make it more representative and more useful and with better advice at the disposal of the Board.

As far as the term of the offiee is concerded, I think they should be for the full term and the right to alter its membership should not be there as well because if a member expresses his opinion in true earnestness and faithfully in the national interest which the Government may not like, they may exercise their discretionary power. Besides this, Mr. Speaker. I am waiting for the Law Minister. He is consulting.

Mr. Speaker : You continue. He himself becmes poorer. Other Ministers are sitting. I don't who has to reply? Why you only rely on him?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Right Sir. Sir, from time to time alter the Board and then to provide for another provision here that this Board will receive directions from the Government, I think in a Cabinet of joint responsi ble the Government is the Minister of that Department. If the membership is not altered, the Minister being there, the Additional Chief Secretary, being there, the Secretary Finance being there, the Secretary Agriculture being there, the entire Secretariats being there, I do not understand who are going to direct the Board. This is a strange thing because it is commonly used where the Minister himself is not the Chairman

of they Board. There the may apply these provisions but while the Government itself is functioning as the board from which Government do they wish to derive directions. That is beyond my comprehension. Either they should interpret that there will be another Government or does pertain to Central Government?

Mr. Speaker : It is not in this clause that who will interpret.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : There is Sir.

Mr. Speaker : That Government will direct.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Claus 4(1).

The Board may exercise powers rnd doall acts and things that may be exercised or done by the Corporation in accordance with the provisions of this Act.

Mr. Speaker : (2) The Board in discharging its functions shall act on commercial consideration and be guided by such directions.....

It is "guided by such directions"

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : No, no.

Shall act on commercial consideration and be guided by such directions.

Mr. Speaker : But you are saying that directtions will come. There is a lot of difference in between the two.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : No, no.

guided by such directions as the Government may give to it from time to time. The Government is the Board itself. Which Government are the referring to.

Mr. Speaker : Government has been defined that what is the Government.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : No Sir' Minister in his own Department is the Government.

Mr. Speaker : He does form a part of the Government but he is not the whole Government.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Now do they mean that it will be cabinet which will be direct?

Mr. Speaker : Whatever be the constitutional provision and whatever is said by the constitution ...

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : But I feel disturbed Mr. Speaker .

Mr. Speaker : Government means Government.

اس میں تو کوئی بحث کی بات ہی نہیں ہے

Nothing short of it and nothing more than that.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : But I feel that the Board itself is the Government and it is redundant to make it subservient.

مسٹر سپیکر ۔ کسی زمانے میں ہوتا ہوگا ۔ یہ لوگ گورنمنٹ ہوتے ہوں گے ۔

Makhdumzada Syed Hssan Mahmud : They were Sir. Therefore, I feel that it is redundant and it is making it more cumbersome and if the method will be more dilatory and will result in wasting time and not taking actions promptly that the Seed Corporation may wish to take. While I have not moved an amendment but my colleagues expressed their point of view that as far as the members nominated under (e) and (f) are concerned their term has been limited to three years while other terms have not been limited. I would request that the provision should also be deleted.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت اس بل کی کلاز نمبر 4 اور اسی سے متعلق ہماری ترامیم زیر بحث ہیں ۔ جناب والا ۔ کلاز نمبر 4 میں کہا گیا ہے کہ کارپوریشن کے ایسے معاملات انتظام و انصرام ایک بورڈ کرے گا ۔ جو حکومت کی جانب سے سرکاری جریدہ میں اعلان کے ذریعے تشکیل کیا جائے گا ۔ بورڈ قانون ھذا کے احکامات کی مطابقت میں ایسے تمام اختیارات استعمال کرے گا اور ایسے تمام امور سرانجام دے گا جو کارپوریشن استعمال کرنے یا سرانجام دینے کی مجاز ہو ۔

جناب والا ۔ یہ کلاز اسی اعتبار سے اہم ہے کہ کارپوریشن کی مرکزی ہیئت حاکمہ سے متعلق ہے ۔ وہ ہیئت حاکمہ جو کارپوریشن کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ اپنی تمام تر صلاحیت کے ساتھ ۔ ۔ ۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا ۔ یہ بورڈ کارپوریشن کی کارکردگی کارپوریشن کی مقصدیت حصول کی واحد ذمہ دار ہوگی اسی اعتبار سے اس کی تشکیل اس کی ترتیب ہمارے لیے انتہائی سنجیدہ غور و خوض کی مستحق ہے ۔ جناب والا ۔ آپ اگر سرسری نظر ڈالیں تو ایسا محسوس ہوگا اس بورڈ کے فرائض انجام دھی کے سلسلہ میں بورڈ کے تجارتی مقاصد کو ملحوظ رکھنے کا پابند کیا گیا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ کورم بہت تھوڑا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یا تو آپ اعتراض کریں کہ کورم نہیں ہے یہ تو وہی بات ہے کہ " صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں"

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے ۔ گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ (گھنٹیاں بجائی گئیں) کورم پورا ہو گیا ہے ۔ سید قابش الوری

سید قابش الوری // جناب والا ۔ بورڈ نہ صرف اپنے فرائض کے سلسلے میں تجارتی مقاصد کے لیے پابند ہے بلکہ اسے اس بات کا بھی پابند کیا گیا ہے ۔ بلکہ وہ ان ہدایات کا بھی پابند ہے جو حکومت وقتاً فوقتاً جاری کرے گی ۔ جناب والا ۔ مجھے اسی سلسلہ میں بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اسے تجارتی مقاصد کے لیے پابند نہیں کیا جانا چاہیے ۔ کیونکہ بورڈ یا کارپوریشن اپنے مجموعی تاثر کے اعتبار سے ایک حکومتی ادارہ ہوگا ۔ سرکاری محکمہ ہوگا ۔ جناب والا ۔ جب یہ اپنے ساجھے اور ڈھانچے کے اعتبار سے ایک حکومتی محکمہ ہوگا تو وہ خالصتاً تجارتی مقاصد کے لیے کیسے کام کر سکے گا ۔ جناب والا ۔ یہ نکتہ بھی زیر غور لانا چاہیے جیسا کہ جناب عبدالحفیظ کاردار صاحب نے کہا ہے میں بھی آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ بیجوں کا یہ منصوبہ بیجوں کی یہ ضرورت کوئی انفرادی ضرورت نہیں ہے بلکہ علاقائی اور قومی ضرورت ہے ۔ جب حکومت یہ تسلیم کرتی ہے کہ یہ کارپوریشن قومی مقاصد کے لیے قائم کی جا رہی ہے ۔ تو اسے تجارتی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی بجائے قومی مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہیے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بورڈ اور کارپوریشن اس طرح ہی اپنے مقاصد حاصل کر سکے گی ۔ کیونکہ آپ کو بھی

معلوم ہے کہ شروع شروع میں کسی چیز کو متعارف کروانے کے لیے حکومت کو کچھ رعایت بھی دینی پڑتی ہے - کچھ سہولتوں کا بھی اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح کھاد لوگوں میں پہلے مقبول نہیں تھی اور اس کی افادیت کا قائل کرنے کے لیے حکومت نے اسے سستے داموں عوام میں فروخت کیا - اس طرح بیجوں کے سلسلے میں بھی حکومت کو اسی قسم کے اقدامات کرنے چاہیں - باہر سے مہنگے داموں بیج درآمد کرے اور اسے پھر نسبتاً کم نرخوں پر فروخت کرے - یہ جناب والا - اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ ہم خالصتاً تجارتی انداز کار اختیار کرنے کی بجائے قومی مقصد کو سامنے رکھیں کیونکہ کوئی تجارتی ادارہ کسی کی خاطر نقصان برداشت کرنے کو تیار نہیں - کوئی بھی ادارہ قومی مقاصد کے نقطہ نظر سے اپنے منافع یا اس کی شرح کو کم نہیں کر سکتا ہے - جب تک ہم اس قانون کے ذریعہ سے یہ گنجائش پیدا نہ کریں گے کہ بیج کی تیاری اور تقسیم کے لیے حکومت کی طرف سے سب سیڈی یا امداد دی جائے اور کارپوریشن غیر تجارتی اور منافع کی ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر - یہ پوائنٹ آپ کس طرح بنا رہے ہیں کہ گورنمنٹ اس کے لیے کوئی سب سیڈی نہیں دے گی -

Is there any exclusion in that clause

سید قابش الوری - جناب والا - میں کہہ رہا ہوں کہ کارپوریشن اور حکومت دونوں سب سیڈی کے لیے تیار ہیں -

مسٹر سپیکر - اس میں کہیں نہیں ہے کہ

The Government may purchase it and then distribute it or manage it to be distribute at the subsidized rates.

سید قابش الوری - جناب والا - یہ صحیح ہے لیکن جب ہم اس کارپوریشن کو پابند کر دیں گے اور اس کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے/تو کم از کم کارپوریشن اپنی سطح پر کسی قسم کی سب سیڈی دینے کے لیے تیار نہیں ہوگی - یا یہ قانوناً ایسا/نہ کر سکے گی - اس لیے میں اپنی ترمیم پر اصرار کر رہا ہوں - کہ اگر اس اہم قومی مقصد کو قومی/اور ملکی نقطہ نظر سے حاصل کرنا ہے تو پھر ہمیں اس کارپوریشن کو ایک خالصتاً سرکاری حیثیت دینی ہوگی - تو پھر/اس بات کی ضرورت ہے کہ یہاں تجارتی مقاصد کی بجائے غیر تجارتی مقاصد

کے الفاظ شامل کئے جائیں ۔ تاکہ کارپوریشن/کے فرائض کی ادائیگی میں اور اس کی خدمت کا دائرہ کار وسیع تر ہو سکے ۔ اور اسی طرح سے جناب والا ۔ اس/بورڈ کو اس بات کا پابند کیا جا رہا ہے ۔ کہ وقتاً فوقتاً حکومت کی ہدایات سے راہنمائی حاصل کرنے کا پابند ہے/ ایک طرف تو جناب والا ۔ یہ کہا جا رہا ہے اور یہ حقیقت ثابت کی جا چکی ہے کہ اس کارپوریشن کو/ ایک خود مختار حیثیت دینے کے لیے اور بین الاقوامی بنک کے تقاضوں کی خاطر اور ضرورت کے مطابق اسے زیادہ سے/ زیادہ آزاد رکھنے کے لیے تشکیل دیا جا رہا ہے اور دوسری طرف خود اس قانون کے ذریعہ سے حکومت اس بورڈ کے/ روزمرہ کے کاموں کے سلسلے میں بھی اسے حکومت ہدایات کا محتاج بنا رہی ہے ۔ یہ دو متضاد صورتیں ہیں ۔ اگر بین الاقوامی/ ضرورت کو سامنے رکھنا ہے تو پھر ہمیں اس پابندی کو ختم کرنا تھا اور اس بورڈ کو حکومت کی وقتاً فوقتاً ہدایات/ سے آزادی دلانی ہو گی ۔ اور خود مختاری کے ساتھ اپنی روزمرہ کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے اور اس نصب العین/ کے حصول کے لیے جس پر اتنا اصرار کیا گیا ہے ۔ آزادی کے ساتھ بلا روک ٹوک کام کر سکیں ۔ اس لیے ہم/نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ ان الفاظ کو جن کے تحت بورڈ کو حکومت کی ہدایات کا پابند کیا جا/رہا ہے ۔ یکسر حذف کر دیا جائے ۔ کیوں کہ ان کو حذف کئے بغیر اگر اس کلاز کو منظور کیا گیا تو پھر/ یہ کارپوریشن یا بورڈ اس بین الاقوامی معیار کا حامل نہیں ہوگا ۔ اور وہ بین الاقوامی ادارے اپنی اس بنیادی شرط کی/عدم تکمیل کی وجہ اس کارپوریشن کو قرضوں کی ذمہ داری سے مبرا کیوں قرار دے سکیں گے ۔ دوسرا اس کلاز کا اہم/ حصہ بورڈ کی ترتیب ہے ۔ اس بورڈ کے چیئرمین وزیر زراعت ہونگے ۔ جب کہ دوسرے 6 اراکین میں 4 حکومت کے سیکریٹریز/شامل ہیں ۔ حکومت کے اعلیٰ حکام شامل ہیں ۔ اور پھر صرف دو افراد ایسے ہیں ۔ جو کہ نامزد کئے جائیں گے ۔ جن میں/ سے ایک کاشتکار طبقہ کا نمائندہ ہوگا ۔ اور دوسرا تاجران بیج کا نمائندہ ہوگا ۔ میرا بنیادی اعتراض جناب والا ۔ یہ ہے کہ یہ کارپوریشن اس وقت تک آزاد اور خودمختار نہیں ہو سکتی ہے جب تک اس بورڈ کی اکثریت سرکاری حکام اور وزیر کی افسریت سے آزاد نہ ہو جس بورڈ میں جناب والا ۔ 7 میں سے 5 ارکان سرکاری حکام اور عامل ہوں وہ بورڈ کس طرح سے آزادی اور خودمختاری کی تہمت کا حامل ہو سکتا ہے ۔ پھر جناب والا ۔ یہ کارپوریشن

ایک وسیع منصوبہ کی تکمیل کے لیے قائم کی جا رہی ہے اور یہ بورڈ اس کی مرکزی ہیئت حاکمہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ مجھے بتائیں جو فاضل وزیر زراعت اس اہم ترین بل کو یہاں پیش کرنے کے لیے اور اس حق میں دلائل دینے کے لیے اس کو منظور کرانے کے لیے تشریف نہیں رکھتے ہیں ۔ جو وزیر زراعت اس ہاؤس میں بحیثیت محرک موجود نہیں ہیں ۔ مجھے بتائیں وہ اپنی اسی غیر معمولی مصروفیات کی بناء پر کس طرح سے بورڈ کی روزمرہ کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے وقت نکال سکیں گے اور کس طرح سے وہ اس بورڈ کو زیادہ فعال اور بہتر بنانے کے لیے اس کے زیادہ سے زیادہ اجلاس منعقد کرا سکیں گے ۔ جناب والا ۔ یہ ہاؤس اس صوبے کا سب سے بڑا ۔ معزز اور مقدس ادارہ ہے ۔ اور آج اس کارپوریشن کے قیام کے سلسلہ میں ایک طویل بحث جاری ہے ۔ لیکن ہم اس موقعہ پر بھی متعلقہ وزیر کی راہنمائی اور ہدایت سے محروم ہیں اور ایسی صورت میں ہم یہ کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ آئندہ اس کارپوریشن کو زیادہ وقت دے کر بہتر اور فعال بنانے میں مدد و معاون ثابت ہو سکیں گے ۔ اس لیے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ وزیر زراعت کی بجائے ، کیونکہ انہیں زراعت کے سلسلہ میں بڑی طویل ذمہداریوں کو پورا کرنا ہے اور یہ کارپوریشن ایک خاص مقصد کے لیے قائم کی جا رہی ہے ۔ اس لیے اس کا چیئرمین وزیر زراعت کی بجائے وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی کو مقرر کیا جائے کیونکہ زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی حیثیت سے وہ نہ صرف زراعت سے مختلف پہلوؤں پر ماہرانہ طور سے آشنا ہوں گے بلکہ وہ اس پوزیشن میں بھی ہوں گے کہ زراعت کی اجتماعی ضرورتوں کو اور اس کارپوریشن کے مقاصد کی تکمیل کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت اور زیادہ سے زیادہ مہارت سے ان مقاصد کے حصول کی کوشش کریں گے ۔ اور ان کے پاس مہارت بھی زیادہ ہو گی ۔ اور وقت بھی زیادہ ہوگا اور پھر وہ ایک طرح سے ایک خودمختار ادارے کے وائس چانسلر ہونے کی حیثیت سے نسبتاً اس کارپوریشن کو زیادہ خودمختاری کے ساتھ زیادہ آزادی کے ساتھ چلانے کی کوشش بھی کر سکیں گے ۔ جناب والا ۔ ہم نے یہ بھی ترمیم پیش کی ہے کہ اس بورڈ کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ اس میں عوامی نمائندوں کی زیادہ سے زیادہ شرکت اور مشاورت ہو سکے اور مجموعی تاثر کے اعتبار سے وہ نوکر شاہی کے اس انداز کار سے محفوظ رہ سکے جس کے نتیجے میں زراعت کے متعلق مختلف شعبے عظیم الشان عملہ رکھنے کے باوجود بے پناہ بجٹ

کی رقوم حاصل کرنے کے باوجود اپنے فرائض انجام دینے سے قاصر ہیں ۔ جناب والا ۔ اس بورڈ کو بھی اگر انہی سرکاری حکام کے ذریعے چلایا گیا تو وہ ایک طرف تو اس عوامی احتساب کا انداز نہیں کر سکے گا جو عوامی نمائندوں کی موجودگی میں ہو سکتا ہے دوسری طرف اسے ان عوامی ضروریات و مطالبات کی تکمیل کا احساس نہیں ہوگا جو مختلف عوامی نمائندے زیادہ سے زیادہ بہتر طور پر اپنی روزمرہ کی زندگی میں محسوس کرتے ہیں ۔ اس لیے ہم نے ایسی ترمیم پیش کی ہے جس کے ذریعے اس بورڈ کی اکثریت غیر سرکاری افراد پر مشتمل ہم نے یہ کہا ہے کہ کاشتکاروں کا طبقہ چونکہ ایک بہت بڑا طبقہ ہے اس لیے ان کی نمائندگی کے لیے بورڈ میں دو نمائندے ہونے چاہیئیں ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ تاجران بیج چونکہ براہ راست اس کام سے متعلقہ ہوں گے اور اس کی پیچیدگیوں اور اس کی مشکلات سے واقف ہونگے اس لیے ان کی نمائندگی بھی ایک ہی جگہ ہونی چاہیئے ۔ پھر جناب والا ۔ ہم نے سب سے اہم یہ ترمیم پیش کی ہے اور خود جناب عبدالحفیظ کاردار نے بھی اس کی ضرورت کا احساس کیا ہے کہ اس کارپوریشن اور بورڈ کو عوام کے سامنے زیادہ سے زیادہ جوابدہ بنانے کے لیے اس کی کارکردگی کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کی جانی چاہیئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس تجویز سے بڑھکر ایک تجویز ہے اور ہم پچھلی کارپوریشنوں کے قیام کے وقت بھی اس تجویز کی حمایت کرتے رہے ہیں لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر یہ تجویز منظور نہ کی جائے اور اس ایوان میں کارپوریشن کی رپورٹ زیر بحث لانا حکمران پارٹی کو گوارہ نہ ہو یا وہ کارپوریشن کو ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب آگے چلیئے نا ۔

I does not form part of the Bill. Let us deal with the amendment.

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہی عرض کرنے لگا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال ۔

Let us deal with the amendment.

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس بورڈ میں صوبائی اسمبلی کے پانچ منتخب ارکان ہونے چاہیئیں اس کی تعداد پر مفاہمت ہو سکتی ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس بورڈ میں اس ایوان کے نمائندوں کی موجودگی اس اعتبار سے ضروری ہے کہ وہ نہ صرف عوام کے جذبات و احساسات کا خیال رکھ کر بورڈ کی کارکردگی میں مفید کردار ادا کر سکیں گے بلکہ وہ یہ خیال بھی رکھ

سکیں گے کہ اس ہاؤس میں اس کارپوریشن کو جن اغراض و مقاصد کے لیے قائم کرنے کی منظوری دی تھی ان کی تکمیل بھی کی جا رہی ہے یا نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ تجویز اس ہاؤس میں دونوں طرف بیٹھنے والے اراکین کی تائید و حمایت کی مستحق ہے کیونکہ یہ ہمارا انفرادی مطالبہ نہیں ہے بلکہ اس ایوان کے تمام ارکان کی نمائندگی کا سوال ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح حکمران پارٹی مختلف دوسرے اداروں میں پنجاب اسمبلی کے ارکان کی نمائندگی کے اس حق اور ضرورت کو تسلیم کرتی رہی ہے وہ ہماری اس ترمیم کو بھی قبول کر کے وہاں زیادہ سے زیادہ عوامی نمائندگی کا اہتمام کرے گی ۔

جناب والا ۔ اس کلاز کی تحتی ضمن ۔ 5 میں کہا گیا ہے کہ حکومت کسی وقت بھی بورڈ کی رکنیت میں رد و بدل کر سکتی ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ بورڈ جو پہلے ہی سے سرکاری افراد کی اکثریت پر مشتمل ہے اس میں رد و بدل کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اگر بورڈ کے ارکان پر رد و بدل کی یہ تلوار اس طرح سے لٹکتی رہی تو وہ آزادانہ اور غیر جانبدارانہ طور پر اپنے فرائض انجام نہیں دے سکتا اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہماری اس ترمیم کو قبول کر لیا جائے یہ رکنیت میں رد و بدل سرے سے ختم ہو جانی چاہیئے تا کہ اراکین بورڈ اپنی معینہ میعاد پوری کرتے ہوئے یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکیں ۔ جناب والا ۔ جب تک ایسا نہیں ہوگا ۔ جب تک ہماری ان ترامیم کی روشنی میں اس کلاز کو از سرے نو مرتب نہیں کیا جائے گا ۔ جب تک سرکاری حکام کو اقلیت میں رکھ کر عوامی نمائندوں کی اکثریت بورڈ میں نہیں کی جائے گی جب تک چیئرمین بورڈ وزیر زراعت کی بجائے کسی غیر سرکاری فرد کو مقرر نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہ بورڈ اپنے فرائض منصبی صحیح طور آزادی غیر جانبداری اور خودمختاری سے ادا کرنے کا اہل نہیں ہوگا ۔ میں ان گذارشات کے ساتھ آپ کے توسل سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے ہماری ان مناسب اور ضروری ترامیم کو قبول کر لیں تا کہ اس کارپوریشن اور بورڈ کو زیادہ سے زیادہ بہتر زیادہ سے زیادہ فعال اور زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جا سکے ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall reassemble tomorrow at 8.00 A.M.

(The House then adjourned to meet again at 8.00 am on Thursesday the 3rd June 1976.)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

جمعرات ۔ 3 جون 1976ء

(پنج شنبہ ۔ 4 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا۔

مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ
وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ
وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ
اَوْفُوْا ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ
هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

پ ۸ ۔ س ۷ ۔ ع ۷ ۔ آیت ۱۵۲، ۱۵۳

تم یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا مگر ایسے طریق سے جو نہایت ہی پسندیدہ ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور ماپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی بھی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ اور جب بھی تم کسی کی نسبت کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو خواہ تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ ان باتوں کے بارے میں اللہ تم کو حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرلو۔ اور بلاشبہ یہ میرا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے تو تم اس پر چلنا ادھر اُدھر کے راستوں پر نہ چلنا ورنہ اللہ کے راستے سے بھٹک جاؤ گے ان باتوں کا اللہ تم کو حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ سردار محمد عاشق ۔

صوبہ میں ممنوعہ بور کے لائسنس

*5050 ۔ سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں جن اشخاص کے پاس ممنوعہ بور کی رائفلوں ۔ بندوقوں ۔ ریوالوروں اور پستولوں کے لائسنس موجود ہیں ان کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے ؟

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب ! آپ کے جواب سے پہلے—میں کافی عرصے سے محسوس کر رہا ہوں کہ فاضل اراکین جنہوں نے سوالات کیے ہوتے ہیں وہ خود ایوان میں تشریف نہیں لاتے اور دوسرے فاضل اراکین ان کے سوالات کے نمبر یہاں پڑھتے ہیں۔ ایک آدھ سوال کے متعلق تو میں یہ presumes کر سکتا ہوں کہ ان کو اتھارٹی مل گئی ہے اور جن صاحب نے یہ سوال دیا ہے وہ کسی فاضل رکن کو کہہ گئے ہیں لیکن یہ بات کہ نصف سے زیادہ سوالات کرنے والے ممبر خود موجود نہیں ہوتے اور کسی کو authorize کر جاتے ہیں، اس کا اصل طریق کار تو یہی ہے کہ انہی فاضل اراکین کو پوچھنے کا حق پہنچتا ہے جن کو وہ فاضل رکن جنہوں نے وہ سوال پوچھا ہے ، خود اگر حاضر نہیں ہو سکتے تو ان کو authorise کریں ۔ میں تو بہر حال ابھی تک اس مفروضے پر کام کرتا رہا ہوں لیکن چند دنوں سے میرا یہ احساس بڑھ گیا ہے اور شاید ہم یوں محسوس کر رہے ہیں کہ چاہے اتھارٹی ہو ، چاہے نہ ہو ، پھر بھی جو سوال یہاں لکھا گیا ہے ، اس کا پوچھ لینا ایک لازمی حق ہے ۔ یہ بات مناسب نہیں ۔ اگرچہ وزرا صاحبان نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن اس کا ایک نقصان یہ ہو رہا ہے کہ فاضل رکن سوال تو دے دیتے ہیں ، خود تشریف نہیں لاتے اور پھر اس کا بوجھ وزرا صاحبان اور فاضل اراکین پر ڈال دیتے ہیں اور خود اپنی ذمہ داری سے پوری طرح عہدہ برآ نہیں ہوتے ، اور ایوان کا کورم پورا کرنے میں شامل نہ ہونے کے باوجود وہ اس کا advantage اٹھاتے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق میں اپنا نقطہ نظر پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے متعلق تو میں نے جو بات کہہ دی ہے، وہ بڑی واضح ہے ۔ اس میں بحث کی گنجائش نہیں ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ لیکن جب کوئی بھی رکن ایک سوال کر دے تو پھر اسی قسم کا دوسرا سوال نہیں ہو سکتا ۔ پھر وہ پراپرٹی آف دی ہاؤس ہو جاتا ہے ۔ اگر ایک سوال کیا جا چکا ہے اور میں اسی قسم کا دوسرا سوال دیتا ہوں تو پھر اس کو ایڈمٹ نہیں کیا جائے گا ، کیونکہ پہلے یہ سوال کیا جا چکا ہے جو پراپرٹی آف دی ہاوس ہے ۔ ہمیں اس پر ضمنی سوال کرنے ہیں ۔ اس لیے یہ پابندی لگانا کہ ایک رکن جو سوال دیتا ہے ، اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کے سوال کی اجازت نہیں دیں گے ، واجب نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں کہ مسلسل یہی روایات ہیں ۔ جب بھی یہ مسئلہ کسی بھی ایوان میں آیا ہے تو وہی تاثرات جن کا میں نے اظہار کیا ہے ، ظاہر کیے گئے ۔

Mr. Abdul Hafeez Kardar : I would like to say that the Question Hour is meant to elicit information and information leads to exposure of administrative difficulties and administrative excesses. It the member, who asked the question, is not present then, I will suggest, the answer may be placed on the table of the House not permitting supplementary questions.

Mr. Speaker : As I understand, the suggestion is that if the member, who has given a questian, is not present, the answer may be placed on the table of the House so that those members who are present may be ensured that their questions will be taken up and if those members or other members want to ask supplementary questions they should not be deprived of that opportunity.

Raja Muhammad Afzal Khan : It is as good as permitting the member who put the question. The right is only reserved for the member to put the supplementary.

مسٹر سپیکر ۔ راجہ صاحب ، آپ اس طرح نہ سوچیں ۔ میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں ۔ اگر اس وقت فاضل رکن سردار محمد عاشق یہاں موجود ہوتے اور یہ کہتے کہ وہ یہ سوال نہیں پوچھنا چاہتے ، پھر آپ ضمنی سوال پوچھ سکتے تھے ؟ مجھے صبح یہاں بیٹھنے اور سوال پکارنے سے پہلے لکھ کر دے

دیتے کہ وہ یہ سوال واپس لیتے ہیں ، یا یہاں بیٹھ کر کہہ دیتے کہ وہ یہ سوال نہیں پوچھنا چاہتے تو پھر آپ ضمنی سوال نہ پوچھ سکتے تھے ۔ اس لیے آپ کی یہ دلیل تو کچھ کام نہیں کرتی کہ چونکہ انہوں نے سوال دے دیا ہے تو ہمیں ضمنی سوالات کرنے سے محروم رکھا ہوا ہے ۔ وہ ایک سوال دے کر یہاں آ کر پھر کہہ سکتے ہیں کہ وہ یہ سوال نہیں پوچھتے ۔ اس لیے آپ کی دلیل rational نہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ گذشتہ چار سال کی روایات اور پریکٹس کو آج کے دن آپ جس طریقے سے ختم کر رہے ہیں ، اس کا پس منظر آپ نے نہیں بتایا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہاں تھے نہیں ۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ آپ باقی ممبران سے سات منٹ لیٹ آئے ہیں ۔ ورنہ میں نے پس منظر بتا دیا ہے ۔

(قہقہے)

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جو کچھ آپ نے یہاں فرمایا ہے وہ تو میں نے سنا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ کہاں سنا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ بات یہ ہے کہ اس میں حکومت کا ایک فائدہ ہے کہ محکموں کی کارکردگی عوام کے سامنے آتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حکومت کو ، آپ کو اور عوام کو سب سے زیادہ فائدہ یہ ہے کہ

I can ensure the presence of Members in this House and the House would start functioning not at 9.00 a.m., but much earlier.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جیسے آپ کی مرضی ، ویسے میری یہ تجویز حکومت کے مفاد میں ہے کہ جو سوال چھپ چکا ہے وہ اس ایوان میں آ جائے ۔ اس پر ضمنی سوال ہونا چاہیے کیوں کہ یہ سب اخبارات میں شائع ہوتا ہے ۔ ورنہ حکومت کی کارکردگی کیسے عوام تک پہنچے گی کہ وہ محکموں کا جو احتساب کرتی ہے ، یا ان کی نگرانی کرتی ہے یا اس کے جو نتائج مرتب ہوتے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ ایک آدھ گھنٹے کا وقت بچانے کے لیے ۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں وقت بچانے کی بات نہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس نقطہ نظر سے آپ غور کرنے کی کوشش کریں تو یہ بات آپ کے حق میں ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ اسمبلی کے فنکشن کرنے کی بات ہے ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ ہم محض ضمنی سوال پوچھنے کے لیے ان معزز ممبران کا سوال پیش کرتے ہیں جو یہاں موجود نہیں ہوتے ۔ اگر کوئی معزز ممبر اپنا سوال واپس لے لیتا ہے تو ہم اس سوال کو دوبارہ پیش کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اسی دن ؟

رائے سخاوت علی خان ۔ نہیں ، دوبارہ اس کو لکھ کر دے سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دوبارہ دے سکتے ہیں !

رائے سخاوت علی خان ۔ ایک دفعہ جو سوال اسمبلی میں آ جائے تو انہی خطوط پر ہم دوبارہ سوال نہیں دے سکتے لیکن اگر وہ سوال واپس لے لیا جائے تو کم از کم ہمیں دوبارہ وہ سوال دینے کا تو حق ہوگا ۔ ممکن ہے متعلقہ ممبر کو اس سے کم دلچسپی ہو ، مگر ہماری دلچسپی اس سے زیادہ ہوتی ہے ۔ اس لیے ہم ضمنی سوالات کرتے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ اگر سوال ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا تو ہم ضمنی سوال نہیں پوچھ سکتے ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ چار سال کے بعد آپ کی روایت کو آپ ایک دم بدلنے لگے ہیں ، آخر کیا وجہ ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ وجہ تو میں نے بتا دی ہے کہ جب تک میں یہ محسوس کرتا تھا کہ اکثر فاضل اراکین جنہوں نے سوالات پوچھے ہوتے ہیں ، یہاں موجود ہوتے ہیں اور کوئی ایک آدھ ممبر موجود نہیں ہوتا تب تک تو درست تھا لیکن پچھلے تین چار روز سے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اکثر ممبران سوال دینے کے بعد یہاں موجود نہیں ہوتے تو

I don't want to encourage the practice.

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب سپیکر ۔ میری عرض یہ ہے کہ یا تو آپ یہ کہیں کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا اور جو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا ! چلیے آج سے وارننگ ہو گئی ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ مطلوبہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ ممنوعہ بور کا اسلحہ رکھنے والوں میں اکثریت فوجی یا سرکاری ملازمین کی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو وہ بتہ کرکے بتا سکتے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ پوچھا نہیں گیا تھا اس لیے اس کے لیے الگ سوال چاہیے ۔ جو سوال پوچھا گیا ہے اس کی تفصیل بتا دی گئی ہے ، اصل سوال میں اضلاع کے متعلق اور اشخاص کے متعلق پوچھا گیا تھا وہ تفصیل سے بتا دیا گیا ہے اگر ان کے پیشے کے متعلق پوچھا جاتا تو ضرور جواب دیا جاتا ۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے لیے الگ سوال دے دیا جائے ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ کے دور دراز علاقوں میں اس قسم کا اسلحہ دشمنوں کے چھاتہ برداروں کے خلاف استعمال کرنے میں کارآمد ثابت ہوتا ہے ؟

Mr. Speaker : Don't ask him about his opinion. Ask him about the facts.

واقعات کے متعلق سوال نہیں پوچھا جا سکتا ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ میں اس لیے یہ سوال کر رہا ہوں کہ ایک بہت گہرا انکشاف ہوا ہے کہ اس طرح سے اس صوبے کو غیر مسلح کیا جا رہا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہوا ہوگا کوئی انکشاف ۔ سردار محمد عاشق ۔

محکمہ پولیس کی مختلف شعبوں میں تقسیم

*6410 ۔ **ملک شاہ محمد محسن** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت پولیس کی کارکردگی کو بہتر

بنانے کے لیے اسے مختلف شعبوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس تجویز پر کب عمل ہوگا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) اس قسم کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

صوبہ میں بیگار کیمپوں کا سراغ

*6447 ۔ ملک شاہ محمد محسن ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے صوبہ میں سال 73-1972ء اور 74-1973ء کے دوران کچھ بیگار کیمپوں کا سراغ لگایا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو اس سلسلے میں کتنے افراد کو بیگار کیمپوں سے رہا کرایا گیا ہے اور کتنے سازموں کو گرفتار کیا گیا ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ 73-1972ء میں کسی بیگار کیمپ کا سراغ نہیں لگایا گیا البتہ 74-1973 میں دو بیگار کیمپوں کا سراغ لگایا تھا اور ان کیمپوں سے بیس (20) افراد رہا کرائے گئے ۔ اس سلسلہ میں آٹھ ملزمان گرفتار کیے گئے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ کیا وزیر موصوف سے میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ان بیگار کیمپوں کے علاوہ صوبے میں کوئی سیاسی بیگار کیمپ بھی ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ بہت اچھا ! ہوں گے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ! یہ relevant question ہے ۔

اجراء شدہ اسلحہ کے لائسنس

*6754 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں سال 73-1972ء اور 74-1973ء میں کل کتنے اور کس کس قسم کے لائسنس اسلحہ جاری ہوئے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ صوبہ پنجاب میں فارم XVI (برائے حفاظت خود اختیاری) ان تین سالوں میں کل 44639 لائسنس جاری کئے گئے جن کی فہرست تفصیل کے ساتھ ضلع وار منسلک کر دی گئی ہے ۔

ضلع وار فہرست بابت تعداد لائسنسی اسلحہ جات برائے سال 1972ء ، 1973ء اور 1974ء

نمبر شمار	نام ضلع	1972ء			1973ء			1974ء		
		بندوق	رائفل	پستول/ریوالور	بندوق	رائفل	پستول/ریوالور	بندوق	رائفل	پستول/ریوالور
		2	3	4	1	2	3	1	2	3
1	راولپنڈی	152	38	415	461	333	972	80	51	121
2	کیمبل پور	246	45	66	324	124	428	61	28	53
3	جہلم	55	1	44	324	160	662	54	18	81
4	گجرات	115	147	174	475	478	403	80	69	79
5	سرگودھا	208	89	185	891	344	686	66	45	66
6	میانوالی	125	54	64	301	132	160	142	44	55
7	لائل پور	150	30	106	1939	543	1726	216	66	253
8	جھنگ	21	5	25	464	176	416	67	26	54
9	لاہور	50	133	1286	1094	291	2053	170	63	384
10	سیالکوٹ	62	10	25	1081	184	1109	129	16	137

	1972			1973			1974		
	1	2	3	4	1	2	3	1	2	3
11۔ گوجرانوالہ	178	32	46	910	253	991	119	29	74
12۔ شیخوپورہ	781	188	348	773	205	621	90	23	80
13۔ ملتان	27	9	22	822	199	2102	84	21	184
14۔ ساہیوال	360	70	200	1274	387	1715	145	39	206
15۔ مظفر گڑھ	30	1	19	673	93	832	130	10	95
16۔ ڈیرہ غازی خان	25	—	12	235	45	308	54	5	39
17۔ بہاولپور	33	5	98	134	41	303	30	1	65
18۔ بہاولنگر	41	3	62	294	72	463	26	4	15
19۔ رحیم یار خان	71	10	13	304	56	447	42	5	97
میزان	2735	870	3260	12773	4118	16397	1785	563	2138
کل میزان			44639						

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

راجہ محمد افضل خان ۔ کیا آجکل بھی اسلحہ کے لائسنس جاری کیے جا رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو 1972-73 اور 1973-74 کے متعلق سوال ہے ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اسلحہ کے لائسنس آج کل بھی جاری کیے جا رہے ہیں یا نہیں یا ان پر پابندی لگا دی گئی ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ نہایت ہی قلیل تعداد میں وزیر اعلیٰ صاحب براہ راست اگر کسی کیس میں بہت ضروری سمجھیں تب اجازت دیتے ہیں ۔

تحصیل ڈسکہ میں رسہ گیروں کی گرفتاریاں

***6767 ۔ چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال 72-1971ء ، 73-1972ء اور 74-1973ء میں تحصیل ڈسکہ میں رسہ گیری کے الزام میں کتنے افراد گرفتار کئے گئے ۔ ان کے نام و پتے مع تفصیل بتائے جائیں ۔

(ب) مذکورہ افراد کے قبضہ سے کتنے کتنے مال مویشی برآمد ہوئے اور ان میں سے کس کس کو سپرد عدالت کیا گیا اور کتنے ایسے ہیں جن کے چالان ابھی تک عدالت میں پیش نہیں کئے گئے ۔ ہر سال کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے ۔

(ج) مذکورہ عرصہ میں ضلع سیالکوٹ میں کس تحصیل سے سب سے زیادہ رسہ گیر گرفتار کئے گئے جو رسہ گیر ابھی تک گرفتار نہ کئے جانے کی وجہ بتائی جائے ۔

(د) رسہ گیروں کو گرفتار کرنے کے سلسلے میں حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) سال 1971ء ، 1973ء اور 1974ء میں تحصیل ڈسکہ میں رسہ گیری کے الزام میں کوئی فرد گرفتار نہیں کیا گیا ۔ البتہ سال 1972ء میں صرف ایک شخص عبداللہ شاہ ولد فرزند علی شاہ قوم سید رہائشی جھگی شاہ کھوٹیاں تحصیل ڈسکہ کو رسہ گیری کے الزام میں گرفتار کیا گیا ۔

(ب) مذکورہ شخص کے قبضہ سے کوئی مال مویشی برآمد نہ ہوا ۔

اس کے قبضہ سے ایک ناجائز پستول اور کچھ مسروقہ پارچات برآمد ہوئے اور وہ چالان ہو کر سپرد عدالت ہوا۔

(ج) مذکورہ عرصہ میں ضلع سیالکوٹ میں سب سے زیادہ تعداد میں رسہ گیر تحصیل سیالکوٹ سے گرفتار کئے گئے جن کی تعداد 4 ہے ان کے چالان عدالت میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

(د) رسہ گیری کے انسداد کے لیے مؤثر پڑتال جاری رہتی ہے اس سلسلہ میں پولیس کے سپیشل دستے منظم کئے گئے ہیں جو سرگرمی سے اپنا فرض انجام دے رہے ہیں۔ حکومت وقتاً فوقتاً خصوصی مہارت بھی اس سلسلہ میں چلاتی رہتی ہے جن کے نتائج حوصلہ افزا ہیں۔

بسوں کے حادثات میں ہلاک ہونیوالوں کو مالی امداد کی فراہمی

***6923 - چوہدری لال خان** - کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1974ء تا یکم جون 1974ء صوبہ میں بسوں کے کتنے حادثات ہوئے۔ ان میں کتنے افراد ہلاک یا زخمی ہوئے۔ کتنے ڈرائیوروں کا چالان کیا گیا اور انہیں کیا کیا سزا دی گئی اور ہلاک یا زخمی ہونے والوں کو کس قدر مالی امداد فراہم کی گئی؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) مطلوبہ کوائف صوبے کے تمام اضلاع سے اکٹھے کیے جا رہے ہیں مکمل معلومات فراہم ہو جانے پر ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔

Mr. Speaker: The question shall be repeated.

کریم پارک راوی روڈ لاہور میں پولیس چوکی کا قیام

***7392 چوہدری منظور احمد** - کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کریم پارک راوی روڈ لاہور کی آبادی بیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقے میں قتل۔ ڈاکہ زنی اور چوری کی وارداتیں عام ہوتی رہتی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقے میں کوئی بھی پولیس چوکی اب تک قائم نہیں کی گئی۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ

علاقے میں فی الفور پولیس چوکی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔
اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔
(ب) یہ کسی حد تک درست ہے ۔
(ج) درست ہے ۔ یہ علاقہ تھانہ شاہدرہ کی حدود میں شامل ہے ۔
(د) فی الحال کوئی ایسی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ۔ البتہ انسپکٹر جنرل پولیس کو کہا گیا ہے کہ اس علاقے میں حفاظتی انتظامات کو زیادہ مؤثر بنائیں ۔

صوبہ میں صنعتکاروں اور مزدوروں کے درمیان فسادات

***7404 چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1972-73ء اور 1973-74ء میں صوبہ میں صنعتکاروں اور مزدوروں کے درمیان کتنے فسادات ہوئے اور کتنے صنعتکار اور مزدور حوالہ پولیس کئے گئے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ 1972-73ء میں 18 مقدمے پولیس نے رجسٹر کئے تھے جن میں دو صنعتکار اور 119 مزدور گرفتار کئے گئے ۔
1973-74ء میں 39 مقدمے پولیس نے رجسٹر کئے تھے جن میں 10 صنعتکار اور 224 مزدور گرفتار کئے گئے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ موجودہ دور میں مزدوروں اور صنعتکاروں کے فسادات کو حکومت روکنے میں کامیاب ہوئی ہے یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کیا پوچھ رہے ہیں ؟

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ موجودہ حالات میں مزدوروں اور صنعتکاروں کے مابین جو تصادم اور تضادات پیدا ہو رہے ہیں وہ پہلے سے زیادہ ہیں یا کم ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو بڑے سمجھدار آدمی ہیں ۔

ضلع جہلم میں اشتہاری ملزمان کی تعداد

***5762 ۔ مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1974ء تا 31 دسمبر 1974ء ضلع جہلم کے تھانوں میں مختلف نوعیت کے مقدمات میں ملوث کتنے کو اشتہاری ملزم قرار دیا گیا ۔ اور وہ کس نوعیت کے مقدمات میں ملوث تھے اور مذکورہ اشتہاری ملزمان کو ابھی تک گرفتار نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ مذکورہ عرصہ میں ضلع جہلم کے تھانوں میں 21 ملزمان کو اشتہاری قرار دیا گیا ۔ وہ مندرجہ ذیل نوعیت کے مقدمات ملوث تھے ۔

1 قتل ۔ 2 ۔ ارادہ قتل ۔ 3 ۔ مداخلت بیجا ۔ 4 ۔ چوری ۔ 5 ۔ ایزا رسانی ۔ 6 ۔ اسلحہ ایکٹ ۔ 7 ۔ دھوکہ دہی ۔ 8 ۔ اغوا ۔

ان میں سے 17 ملزمان کو گرفتار کیا جا چکا ہے ۔ گرفتار نہ ہونے والے 4 ملزمان میں سے ایک صوبہ سرحد کا رہنے والا ہے ۔ بقیہ 3 ملزمان کی گرفتاری کے لیے مقامی پولیس کوشش کر رہی ہے امید ہے کہ انہیں گرفتار کر لیا جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ ان تین ملزمان کو کب تک گرفتار کر لیا جائے گا ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس کا وہ سیدھا سا جواب دے سکتے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جلد ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب حکومت کسی کو گرفتار کرنے کا ارادہ کرتی ہے تو کیسے پکڑتی ہے کس انداز سے ان کو پکڑا جاتا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہہ دیا کہ بہت جلد ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جلد سے مراد کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جلد سے کیا مراد ہو سکتی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کی ہے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں اور انشاءاللہ جلد گرفتار کر لیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب ۔ آپ یہ فرما دیں کہ جلد سے آپ کی کیا مراد ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو جلد کے معنے جلد ہی جانتا ہوں مجھے دوسرے معنے نہیں آتے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ ایک ماہ کے اندر گرفتار کر لیا جائے گا یا دو ماہ کے اندر کر لیا جائے گا ، وقت کا تعین کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو بڑے منجھے ہوئے پارلیمنٹرین ہیں ، سوال ایسا پوچھیں جس میں وزن ہو ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں ، عرض کر دوں کہ جلدی

اور عنقریب کے معانی میں فرق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جواب تو دو ہی ہو سکتے تھے ، یعنی جلدی یا بہت دیر سے انہوں نے دونوں میں جلدی کو منتخب کر لیا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ ایک ماہ کے اندر جو واقعہ ہونے والا ہو اسے جلدی کہا جائے گا یا نہیں ، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں ، اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہی رائے راجہ صاحب نے بھی پوچھی تھی تو میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ آپ کی کیا رائے ہے ۔

پولیس ویلفیئر فنڈ کے ملازمین کو مہنگائی الاؤنس کی عطائیگی

*7606 (الف) ۔ **چوھدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت کہ پولیس ملازمین کی بھلائی کے لیے ایک پولیس ویلفیئر فنڈ قائم کیا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پولیس کے ایسے ملازمین بھی ہیں جن کو مذکورہ فنڈ سے تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جزو (ب) میں مندرج ملازمین کو ابھی تک مہنگائی الاؤنس ۔ سپیشل مہنگائی الاؤنس اور اضافی مہنگائی الاؤنس میں سے کوئی الاؤنس نہیں دیا گیا ۔

(د) اگر جزوھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پولیس ویلفیئر فنڈ کے ملازمین کو ابھی تک ان مہنگائی الاؤنسوں کی عدم ادائیگی کی کیا وجوھات ہیں نیز حکومت کب تک انہیں یہ مہنگائی الاؤنسز دلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔ پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈ قائم کیا گیا ہے ۔

(ب) کوئی تنخواہ مذکورہ فنڈ سے ادا نہیں کی جاتی ۔

(ج) کوئی ایسی بات نہیں ۔

(د) کوئی ایسی بات نہیں ۔

تحصیل خوشاب میں چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں

*8036 ۔ ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1974ء تا 31 دسمبر 1975ء تحصیل خوشاب میں خوشاب ، نوشہرہ ، مٹھہ ٹوانہ ، گنجیال ، کٹھ سگھڑال اور نور پور تھل کے تھانوں میں قتل ، ارادہ قتل ، چوری اور ڈکیتی کے کل کتنے مقدمات درج کیے گئے ۔ تھانہ وار تفصیل بتائی جائے۔

(ب) مذکورہ تحصیل میں متذکرہ مدت میں چوری اور ڈکیتی کے کتنے مقدمات میں مال کی برآمدگی ہوئی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) درج شدہ مقدمات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

نام تھانہ	قتل		ارادہ قتل		چوری و نقب زنی		ڈکیتی	
	1974ء	1975ء	1974ء	1975ء	1974ء	1975ء	1974ء	1975ء
خوشاب	6	7	8	16	46	78	—	1
کٹھ سگھڑال	2	10	5	7	8	5	—	—
نوشہرہ	2	2	2	5	6	3	—	—
مٹھہ ٹوانہ	6	4	14	12	48	32	—	—
گنجیال	6	4	12	15	10	23	—	—
نورپور	3	8	10	6	14	10	—	—
میزان 75-1974	60		112		283		1	

(ب) مقدمات سرقہ جن میں برآمدگی ہوئی — 217

مقدمات ڈکیتی جن میں برآمدگی ہوئی — 1

سمگلنگ کی روک تھام

*8037 ۔ ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1975ء تا 31 دسمبر 1975ء صوبہ میں سمگلنگ کے کل کتنے مقدمات درج کیے گئے اور حکومت سمگلنگ کی روک تھام کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ سال 1975ء میں صوبہ میں سمگلنگ کے

210 مقدمات درج ہوئے ۔ وفاقی حکومت کی ہدایات کے تحت صوبائی حکومت کی جانب سے بھی سمگلنگ کی روک تھام کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جاتے ہیں ۔ وفاقی حکومت کے زیر نگرانی پاکستان رینجرز ، کوسٹ گارڈز ، ایف آئی اے اور محکمہ کسٹمز سمگلنگ پر کڑی نظر رکھتے ہیں اور ناکہ بندی و چھاپہ مار پارٹیاں بھی ترتیب دیگر مناسب کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے ۔ صوبائی سطح پر ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی سربراہی میں انٹی سمگلنگ کمیٹی قائم ہے جو سمگلنگ کے سدباب کے لیے ماہ بہ ماہ تفصیلی جائزہ لیتی ہیں ۔ سمگلروں اور ان کے امدادی افراد کے خلاف ڈی پی آر کے تحت کارروائی کی جاتی ہے ۔ سمگلروں کے بارے میں مخبری کرنے والوں اور انٹی سمگلنگ سٹاف کی حوصلہ افزائی کے لیے ایک خاص شرح کے مطابق انعامات دیے جاتے علاوہ ازیں سنگین واردات کی صورت میں مقدمات درج ہو کر قید و جرمانہ کی سزائیں بھی دی جاتی ہیں ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب سپیکر ۔ کیا سینئر منسٹر صاحب ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جن اقدامات کا ذکر کیا گیا ہے کیا ان سے صورتحال پچھلے سالوں سے بہتر ہوئی ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ پہلے سے بہتر ہوئی ہے ۔ 1974ء میں اس قسم کے 273 مقدمات درج ہوئے تھے جب کہ 1975ء میں 210 ہیں ، جیسا کہ پہلے میں نے عرض کیا ۔ اس کے علاوہ جو اشیاء سمگل کی جاتی تھیں ہم نے وہ اشیاء پاکستان میں لانے کی سہولت دے دی ہے ، وہ بھی سمگلنگ کی حوصلہ شکنی کرتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ سمگلنگ میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب سپیکر ۔ اگر میں سینئر منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ یہ جو اقدامات کیے گئے ہیں ابھی اس بات کی ضرورت ہے کہ اور بھی ایسے اقدامات کیے جائیں تو کیا حکومت اور زیادہ موثر اقدامات کرے گی ؟

وزیر خزانہ ۔ جی ہاں ۔ اور میں فاضل رکن کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ وہ اگر اس سلسلے میں اپنے کوئی خاص خیالات پیش کریں تو ان پر عمل کیا جائے گا اگر ان کے تجربات و مشاہدات ہوں تو وہ بھی ہمیں بتائیں انشاءاللہ ان پر ضرور غور کیا جائے گا ۔

ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر سیالکوٹ کی عدالت میں فوجداری مقدمات کا اندراج

*8206 ۔ **شیخ عزیز احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عدالت چوہدری محمد شریف ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر سیالکوٹ نے درخواست نمبر ایس ۔ او 71 سال 1972ء کا تصفیہ مورخہ 4-9-72 کو کیا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ صدر درخواست محمد صادق ولد محمد حسین ۔ سکنہ قادر آباد تحصیل پسرور کے خلاف مسمیان ڈھونڈا اور محمد اشرف خان نے دائر کی تھی ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر (2) سیالکوٹ نے سپرنٹنڈنٹ پولیس سیالکوٹ کو ایک نقل ارسال کرتے ہوئے اس کیس میں ملوث ملزمان کے خلاف فوجداری مقدمات درج کرنے کی ہدایت کی تھی ۔

(د) اگر جواب ضمن (ج) اثبات میں ہے تو جن اشخاص کے خلاف مقدمہ درج ہوا ، ان کے نام ۔ ولدیت اور تاریخ اندراج ایف ۔ آئی ۔ آر بتائی جائے ۔ نیز یہ مقدمہ اب کس مرحلہ پر ہے اور اگر کوئی مقدمہ اس سلسلے میں درج نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) درست ہے ۔

(د) اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 259 مورخہ 19 دسمبر 1972ء زیر دفعہ 27 (Displaced Persons) لینڈ سیٹلمنٹ ایکٹ 1958ء تھانہ پسرور ضلع سیالکوٹ میں درج کیا گیا دوران تفتیش مسمی غلام قادر ولد نواب قوم جٹ سکنہ عدل پور ملزم پایا گیا ۔ مورخہ 25-2-75 کو عدالت سیشن جج سیالکوٹ سے ملزم کی ضمانت قبل از گرفتاری منظور ہوئی ملزم غلام قادر کے خلاف چالان عدالت مجاز میں پیش کر دیا گیا ۔ جو زیر سماعت ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب سپیکر ۔ کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ

19 دسمبر 1972ء اور 25 فروری 1975ء کے دوران یعنی تین سال کے عرصہ میں نہ تو کوئی ملزم مل سکا اور نہ ہی کوئی گرفتاری ہوئی ، اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ملزم مفرور ہو گیا تھا اب وہ 18 فروری 1976ء کو عدالت میں حاضر ہوا اور استغاثہ کی شہادتوں کے لیے آئندہ تاریخ پانچ جون مقرر کی گئی ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ سوال کے حصہ (ب) کے مطابق درخواست محمد صادق ولد محمد حسین سکنہ قادر آباد تحصیل پسرور کے خلاف دی گئی تھی اس کو کیسے چھوڑ دیا گیا ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا۔ درخواست تو اراضی کھاتہ نمبر 111 موضع کالو وال کے متعلق دی گئی تھی ۔ اس میں ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر سیالکوٹ نے غلام قادر ملزم کے نام سے الاٹمنٹ کو منسوخ کر دیا اور ایس ۔ ایس ۔ پی کو لکھا کہ جن لوگوں نے بوگس الاٹمنٹ کروائی ہے ان کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے ۔ تو ان دو بھائیوں غلام حیدر اور غلام قادر کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ، غلام حیدر صاحب اس عرصہ میں وفات پا گئے اور غلام قادر کا چالان کر دیا گیا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ اس سلسلے میں محمد صادق اصل ملزم تھا جس نے یہ زمین الاٹ کروائی تھی ، غلام قادر کا تو کوئی کلیم نہ تھا ، بحیثیت پٹواری اس کو پہلے بھی سزا ہو چکی ہے اور بحیثیت پٹواری ہی اس نے اس سلسلے میں یہ سارا کردار ادا کیا تھا ۔ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن جو کچھ فرما رہے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات ٹھیک ہوگی کہ مسمی ڈھونڈا نے درخواست محمد صادق وغیرہ کے خلاف دی تھی لیکن الاٹمنٹ غلام قادر کے نام تھی ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میں مانتا ہوں ، یہ بالکل ٹھیک ہے کہ درخواست غلام قادر اور غلام حیدر کے نام تھی ۔ دونوں fictcious persons تھے اور محمد صادق الاٹ کروانے والا تھا ۔ ...

مسٹر سپیکر ۔ مگر اب وہ تو اللہ کو پیارا ہو گیا ہے اس کے خلاف تو کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی ۔

شیخ عزیز احمد ۔ وہ تو اللہ کو پیارا ہوگیا مگر محمد صادق تو ابھی تک زندہ ہے اس کو پولیس نے کس بناء پر چھوڑ دیا میرا مقصد تو یہ تھا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ممکن ہے یہ بات ٹھیک ہو کیونکہ مثال ہے کہ استاد نہیں لڑتے استادوں کے ہاتھ لڑتے ہیں ۔ الاٹمنٹ جس شخص کے نام تھی اس کو پکڑا گیا اب یہ دیکھنا ہے کہ اس کے پیچھے کون شخص تھا ۔ ممکن ہے مقامی معلومات کی بناء پر جناب شیخ عزیز احمد صاحب یہ ساری باتیں سمجھتے ہوں کہ اصل آدمی کون ہے لیکن پولیس نے تو اس کے خلاف کارروائی کی ہے ۔ اسسٹنٹ کمشنر نے بھی اس کی الاٹمنٹ کینسل کی ہے جس کے نام درج تھی ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب سپیکر ۔ اگر میں وہ فیصلہ وزیر موصوف صاحب کی خدمت میں پیش کر دوں تو کیا وہ دوبارہ اسی پر کارروائی کریں گے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ وہ مقدمہ ابھی تو زیر سماعت ہے ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ پھر بھی ہو سکتا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ آپ قانون دان ہیں ۔ آپ اگر اسی سلسلے میں میری رہنمائی کریں تو ہم ضرور کریں گے اور خود جناب سپیکر بھی اسی سلسلے میں بہتر طور پر بتا سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اسی سلسلے میں کچھ کہنے ہی والا تھا مگر اب تو آپ نے طے کر لیا ہے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

میاں محمد خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

> میں بوجہ علالت یکم جون 76ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہا ہوں براہ مہربانی 1-6-76 کی غیر حاضری کی رخصت عنایت فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک حاکمین خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخوست ملک حاکمین خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

میں بوجہ ایک ضروری کام 1-6-76 اور 2-6-76 کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

بندہ کمیٹی کی میٹنگ مورخہ 21-5-76 کو بوجہ بیماری حاضر نہ ہو سکا برائے مہربانی چھٹی منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون دی پنجاب ڈیکلیریشن آف اسٹس (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1975ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان کے بارے میں مجلس قائمہ

برائے قانون اور پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 جولائی 1976ء تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون دی پنجاب ڈیکلیریشن آف اسٹس (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1975ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون اور پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 جولائی 1976ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد صادق ملہی ۔ جناب سپیکر ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون خالص اشیائے خوردنی پنجاب مصدرہ 1976ء (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 1976) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہیلتھ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد 28 جون 1976ء تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون خالص اشیائے خوردنی پنجاب مصدرہ 1976ء (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 1976) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہیلتھ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 28 جون 1976ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد اکرم چیمہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون دی پنجاب پری امپشن اسٹڈمنٹ بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 76 بابت 1975ء) پیش کردہ شیخ عزیز احمد کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 جولائی 1976ء تک توسیع کر دی جائے۔

تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :
کہ مسودہ قانون دی پنجاب پری امپشن امنڈمنٹ بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 76 بابت 1975ء) پیش کردہ شیخ عزیز احمد کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 جولائی 1976. تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب میں تحاریک استحقاق لیتا ہوں ۔ نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ سردار صاحب موجود نہیں قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ قاضی صاحب بھی موجود نہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ ان کی تحریک ہائے استحقاق کو کل تک کے لیے ملتوی کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی یہ کل پیش ہوں گی ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ اب تحریک ہاء التوائے کار شروع ہوتی ہیں ۔ نوائے وقت کے سلسلہ میں آج ہم نے سارے precedents بھی دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھنا ہے کہ The chair has also invariably held that اخبارات کو اشتہارات دینا گورنمنٹ کا unfettered right ہے ۔ آیا اس پر کوئی قدغن لگائی جا سکتی ہے یا نہیں ، تو اس سلسلہ میں علامہ صاحب آپ نے کچھ کہنا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ ہی کے وقت کا ایک precedent quote کرتا ہوں ۔ چوہدری ممتاز احمد کاھلوں صاحب تشریف فرما ہیں، میاں خورشید انور صاحب بھی موجود ہیں ۔ ان کی ایک تحریک التوائے کار اسی نوائے وقت کے متعلق آئی تھی ، وہ منظور ہوئی تھی اور جناب ممتاز احمد کاھلوں صاحب نے اعداد و شمار پیش کیے تھے اور اس سے ثابت کیا تھا کہ نوائے وقت کی کوئی حق تلفی نہیں ہوئی ۔ بنیادی مسئلہ یہ تھا جس پر جناب نے اور اس ایوان نے غور کرنا تھا ۔ کل تک وزرا صاحبان کی پوزیشن یہ تھی کہ انہوں نے کوئی واضح اور مثبت جواب اس بات کا نہ دیا تھا کہ نوائے وقت کے اشتہارات کسی آرڈر کے تحت بند کیے گئے یا بند نہیں کیے گئے ۔ اس ۔ مسئلہ

میں اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک مختصر سی گذارش کرتا ہوں۔ نوائے وقت ایک آزاد اخبار ہے جس نے بارہا حزب اختلاف پر اور مجھ پر بھی تنقید کی۔ اس کو یہ سمجھنا کہ یہ اپوزیشن کا اخبار ہے اور اس کو اپوزیشن کا اخبار سمجھ کر سزا دینا، میرا خیال ہے کہ یہ اس ایوان کا بدترین فیصلہ ہوگا اور بدترین مثال ہوگی۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلہ میں کچھ گذارش کرنی چاہتا ہوں ۔ جہاں تک تحریک التوا کا تعلق ہے دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ تحریک التوائے کار بنتی ہے تو پھر تذبذب میں پڑنے کی ضرورت نہیں ۔ اس میں Public imporatance and recent occurrence.

دونوں شرائط موجود ہیں اور ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اس لیے تو کہا تھا کہ آپ پڑھ کر آئیں ۔ ۔ ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ مجھے عرض تو کرنے دیں پھر آپ اپنا فیصلہ دیں ۔ میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ نیشنل اسمبلی آف پاکستان اور اس اسمبلی کے precedents موجود ہیں جن میں precisely اس پوائنٹ کو rule out کیا گیا ہے ۔ اب یا تو اس کے خلاف احتجاج کریں یا نیشنل اسمبلی کے ان precedents کو جن کو آپ نے ہمیشہ تسلیم کیا ہے اور recent rulings جن میں earlier decision کو modify کیا گیا ہے ان کو تسلیم کریں اگر نیشنل اسمبلی آف پاکستان اور اس اسمبلی میں پہلے decisions دے جا چکے ہوں ۔ اسی پوائنٹ پر کہ اشتہارات دینا گورنمنٹ کا unfettered right ہے تو

It cannot be subject matter of this adjournment motion.

۔دوبارہ یا بار بار جذباتی تقریر کرنے سے نیشنل اسمبلی کا وہ رولنگ تبدیل نہیں ہو سکتا ہے یا تو اس رولنگ کے خلاف نیشنل اسمبلی نے لیا رولنگ دیا ہو تو پھر اس کو زیر غور لایا جا سکتا ہے وگرنہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو چیمبر میں یہ موشن rule out کر دینی چاہیے تھی۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر کا اپوزیشن سے یہ ایک اخلاقی معاہدہ ہے کہ کوئی استحقاق یا تحریک التوائے کار ایوان میں پیش کیے بغیر rule out نہیں ہوگی اور یہاں ہاؤس میں فیصلہ ہوگا کہ یہ admit ہونی ہے یا

کہ نہیں ۔

وزیر قانون ۔ یہ تو خیر وہ بتا سکتے ہیں کہ ایسا معاہدہ ہے یا کہ نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے ساتھ تو نہیں ہوا تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں اس سے پہلے دو گواہوں کے نام quote کر چکا ہوں ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب اور میاں خورشید انور صاحب تشریف فرما ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب ! اس طرح سے نہیں اگر تھوڑا سا یوں پیش کریں تو یہ مناسب ہوگا ۔ ملک معراج خالد صاحب چیف منسٹر تھے ، علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب قائد حزب اختلاف تھے ۔ اور میں سپیکر ہوں ۔ میرے کمرے میں ایک میٹنگ ہوئی تھی اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جب تک کوئی تحریک التوائے کار بے ہودہ قسم کی نہ ہو تب تک ہم رولز کو suspend کریں گے اور تمام تحریک التوائے کار اس ایوان میں پڑھی جائیں گی اور یہ ایوان کی صوابدید پر منحصر ہوگا کہ اس کو admit کرے یا rule out کرے اور اس پر وزیر صاحبان اعتراض کرتے ہیں یا نہیں کرتے یہ بعد کی بات ہے ۔

وزیر قانون ۔ ویسے کل سے یہ کافی دفعہ پڑھی جا چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ دو دفعہ پڑھی گئی ہے ایک دفعہ نہیں لیکن نہ اب علامہ صاحب قائد حزب اختلاف ہیں اور نہ ملک معراج خالد صاحب قائد حزب اقتدار ہیں اور نہ وہ پہلی سی بات ہے کیونکہ اس وقت تو صرف یہی معاہدہ نہ تھا، معاہدہ تو اس سے بڑا وسیع تھا اور معاہدے کی باقی شقوں پر بھی تو عمل نہیں ہو رہا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اختیارات کا تعلق ہے میں اس کو تو بالکل چیلنج نہیں کرتا اس پر مولوی تمیز الدین صاحب کی اور خلیفہ شجاع الدین صاحب کی رولنگ موجود ہے ۔ آپ چیمبر میں اس کو ختم کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن میں عام طور پر ایسا نہیں کرتا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ یہ کہنا کہ چونکہ ملک معراج خالد صاحب

قائد ایوان نہیں رہے اور میں قائد حزب اختلاف نہیں رہا ۔ اس لیے معاملہ بھی اخلاقی طور پو باقی نہیں رہا ، میرے خیال میں بہت بڑی زیادتی ہے ۔ اگر آپ سپیکر نہ رہیں پھر تو اس کا جواز پیدا ہو سکتا ہے ۔ اگر اس میں ایک یا دو فریق موجود نہیں تو تیسرا فریق تو موجود ہے جس نے اس معاہدے کی پابندی کرنی تھی ۔ اگر آپ سپیکر نہ ہوں پھر توکسی دوسرے سپیکر کے ساتھ معاہدہ کرنا ہوگا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میعاد اتحاد ثلاثہ اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک تینوں فریق موجود ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب تو اس پر بحث ہی نہیں ہو رہی وہ تو دو مرتبہ پڑھی بھی جا چکی ہے ۔ اس لیے علامہ صاحب کی یہ شرط تو پوری ہو چکی ہے ۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ یہ جو منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ سرکاری اشتہارات گورنمنٹ کی discretion ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے unfettered کا لفظ استعمال کیا ہے ۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ تھوڑی سی خیال آرائی میرے اس نقطہ پر کریں کہ کیا اشتہارات کی رقم سرکاری خزانے سے جاتی ہے اور کیا یہ public money ہے ؟

Minister for Law : What I said was that in this ruling it has been held that it is the unfettered discretion of the Government.

Mr. Speaker : He is not agreeing with that. Let me hear him.

Minister for Law : Even after the decision of the Speaker of the National Assembly that it was the unfettered discretion of the Government, he is putting it in my mouth.

Mr. Speaker : That of the Speaker of the Punjab Assembly as well.

Minister for Law : Yes Sir.

مسٹر لذر حسین منصور ۔ سپیکر آف پنجاب اسمبلی کا لفظ تو ابھی ہم سنیں گے لیکن اس سے پہلے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس کے پہلے کی بات کر رہے ہیں آج کی بات نہیں کر

رہے ہیں ۔ آپ شیخ رفیق احمد کی بات کر رہے ہیں بلکہ جب مسٹر گھمن نے ایسی کوئی تحریک پیش کی تھی اس وقت کی بات کر رہے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ آج ہمارے حزب اختلاف کے ساتھی ایوان میں موجود نہیں کیونکہ چوہدری ارشاد احمد صاحب کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا ہے اور وہ جنازے میں شریک ہونے کے لیے چلے گئے ہیں ، آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اگر آپ اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لیے ملتوی فرما دیں ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب سپیکر ۔ آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ نہ جناب معراج خالد صاحب قائد ایوان ہیں اور نہ جناب علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب قائد حزب اختلاف ہیں ، جناب والا ۔ تیسری بات آپ نے نہیں بتائی کہ نہ جمہوریت ہے ۔ یہ کیا بات ہے کہ تیسری بات آپ نے روک دی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آج آپ مذاق کے موڈ میں ہیں تو چلیں اسی طرح ہی سہی ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ آپ نے تو بات ہی ختم کر دی ہے ۔ اگرچہ تصفیہ ہو چکا ہے لیکن تیسری بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اصل میں جمہوریت تو وہی ہے جس کو راجہ محمد افضل خان صاحب جمہوریت کہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساری جمہوریت کے محور بن گئے ہیں اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ 186 ارکان کے ہاؤس میں ایک فرد واحد کی جو رائے ہے وہی جمہوریت کی رائے ہے ۔ یہی جمہوریت ہوتی ہے پھر تو شاید آپ کی بات صحیح ہو ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ میں نے تو کوئی رائے نہیں دی ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا ایسی بات کرنے کا اب کوئی موقع تھا ۔ آپ مجھے کیوں مجبور کرتے ہیں کہ میں اس قسم کی observation کروں یا تو آپ Rules of relevancy نہیں جانتے یا پھر آپ کو یہ پتا نہیں کہ کس بات کا ذکر ہو رہا ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ میں گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ وہ رولنگ جس کا حوالہ جناب وزیر قانون نے دیا ہے اور جن کے ارشاد سے

یہ ظاہر ہوا کہ وہ اس سے پہلے کی رولنگز ہیں تو میری گذارش یہ ہے کہ وہ حالات دیکھیں جن حالات کے تحت آج التوائے وقت اخبار پر پابندی لگائی گئی ہے اور اس سے پبلک کے ذہن پر جو اثرات پیدا ہو رہے ہیں اور التوائے وقت کی وہ neutral پالیسی جس کی طرف جناب علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے نشاندہی کی ہے - - -

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ معزز ممبر کوئی قانونی بحث کریں انہوں نے تو صرف گذارش کی بات کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو اس کو distinguish کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ distinguish قانونی طور پر کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ objective conditions بدل گئی ہیں let me hear کہ کن objective conditions میں وہ رولنگز دی گئی تھیں ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں وزیر قانون سے استدعا کروں گا کہ وہ جتنی بھی باتیں کرتے ہیں ۔ فضول باتیں کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو حوصلہ کرنا چاہیے ۔

Minister for Law : This is extremely unfair on the part of the hon'ble member. I can use more harsh language.

Chaudhri Amanullah Lak : I withdraw it, sir.

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو انہوں نے withdraw کر لیا ہے ۔

Chaudhri Amanullah Lak : I am sorry, sir.

مسٹر سپیکر ۔ اب تو انہوں نے دوھرا withdraw کر لیا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ تو جناب والا ۔ وزیر قانون صاحب بڑی جلد بازی میں آ گئے ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ان حالات میں جس وقت یہ رولنگ دی گئی تھی اور آج کے حالات میں - - -

مسٹر سپیکر ۔ (وزیر قانون سے) ۔ لک صاحب کا آپ سے پیار معلوم ہوتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں تو بڑی مشکل سے گجرات چھوڑ کر یہاں آیا ہوں ۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر ۔ مگر گجرات والے تو آپ کی جان نہیں چھوڑتے ۔ میں نے کہا ہے کہ گجرات والوں کا آپس میں بڑا پیار ہوتا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ تو چوھدری محمد انور سا مرحوم و مغفور بھی فرماتے رہے ہیں ۔ یہ تو آپس میں ہوتا رہتا ہے ، یہ تو ذرا جذباتی ہیں ۔

جناب والا ۔ میں وزیر قانون کی توجہ مبذول کرانے کے لیے یہ عرض کر رہا تھا رولنگ دینے کے بعد جو factual پولیٹیکل اور اکانومک حالات پیدا ہوتے ہیں ان حالات کے پیش نظر ان ایوان کے اندر فیصلے کیے جاتے ہیں اور نوائے وقت کی جو قدر و قیمت ہے اور جو لوگوں کے خیالات کے اظہار کا واحد ذریعہ رہ گیا ہے اس کے مطابق فیصلہ ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب آپ مقصد کی بات پر تو آئیں ، جو وزیر قانون کا اعتراض ہے اس کی تردید تو نہ کریں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میرے عرض کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ جو آج importance ہے وہ شاید کل نہ رہے اور کل ممکن ہے کہ کیا حالات ہوں اس discretion کو استعمال کرنا آزادی صحافت کے خلاف آج کے حالات میں ایک indirect method ہے ۔ تو جناب والا ۔ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ رولنگز کو موجودہ صورت میں اور آج کے حالات کی روشنی میں آپ پرکھیں ۔ جناب والا ۔ جس وقت دو ۔ چار یا پانچ اخبار تھے تو حکومت نے کسی بھی اخبار کے خلاف یا اس کے انداز فکر کے خلاف اگر وہ discretion استعمال کی تھی تو اس وقت وہ بالکل بجا تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس وقت تو ڈان جیسا اخبار بھی تھا ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ آج کے حالات میں بڑا فرق ہے ۔ جس طرح علامہ صاحب نے فرمایا ہے کہ نوائے وقت کی غیر جانبدارانہ پالیسی ہے ، اس نے حزب اختلاف پر بھی تنقید کی ہے اور محب وطن ہونے کا ثبوت بھی دیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس کی روشنی میں اور جو آج پنجاب کے اندر پبلک ڈیمانڈ ہے اس کی روشنی میں آپ اپنی discretion دے سکتے ہیں ۔ ان ٹیکنیکل رولنگز کو آج کے حالات میں apply نہ کریں ۔

جناب والا ۔ یہ میرا نقطہ اعتراض تھا جو میں ان حالات کے پیش نظر بیان کر رہا تھا ۔ جناب والا ۔ حالات تو وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے ہیں اور دوسرے جہاں تک حکومت کا تعلق ہے یہ اس کی discretion ہے ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ ان کی discretion آج کے حالات میں بالکل غیر مناسب ہے اور یہ غیر مناسب indirect method ہے جو آزادی صحافت کے خلاف اشتہارات پر بندش کے طور پر استعمال کیا گیا ہے ۔ ان گذارشات کی روشنی میں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ وہ حالات جن میں ہم یہاں پر نمائندگی کر رہے ہیں اور جو ہیجان آج التوائے وقت میں اشتہارات کی بندش پر خدشات کے پیش نظر پیدا ہوا ہے اس کی روشنی میں آپ اپنی رولنگ بڑی خوشی سے فرمائیں اور اس رولنگ میں آپ حوالہ وغیرہ دیں مگر آپ ان کو blindly follow نہ کریں ۔ میری صرف یہ استدعا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں نے گذارش کی تھی کہ اگر آپ اس سلسلے میں وضاحت چاہتے ہیں تو جناب چوہدری ممتاز احمد کاھلوں سے اور میاں خورشید انور سے دریافت کر لیں اگر آپ نے اپنی memories recollect کرنی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ مجھے یاد ہے ، اس کی وضاحت تو آپ نے خود کر دی تھی کہ یہ ایک بڑا معاہدہ تھا جو آپ کی رائے میں آج بھی موجود ہے کہ تحریک ھائے التوائے کار یہاں پر پڑھی جائیں گی ۔ میں نے تب بھی پڑھی تھیں اور آج بھی پڑھی ہیں ۔ اس پر فاضل وزیر یہ کہہ سکتے تھے کہ جناب میں دیکھوں گا کہ اگر کوئی ایسی پابندی لگی ہے تو ہٹوا دیں گے ۔ دوسری بات جو انہوں نے کی ہے جو وہ اس وقت بھی کر سکتے تھے یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار تو admit ہی نہیں ہو سکتی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ خود آپ کا precedent ہے ۔ آپ نے اس کو admit کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تب بھی پڑھا تھا اور آج بھی پڑھا ہے ۔ علامہ صاحب ! اس میں admission کی سٹیج نہ آئی تھی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اس میں کون سی سٹیج نہ آئی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں یہ تھا کہ میں نے تحریک پڑھی تھی ، فاضل وزیر نے اس کا جواب دے دیا تھا ، فاضل رکن کا اطمینان ہوگیا تھا اور انہوں نے وہ تحریک withdraw کر لی تھی ۔ اگر اس بیان کے بعد جو مسٹر اعتزاز احسن نے دیا ہے فاضل رکن اس کو withdraw کر لے تو آپ کی بات پوری ہو جائے گی ۔ admit کی سٹیج تو یہ ہوتی ہے کہ میں اس پر فیصلہ کرتا ۔

سید تابش الوری ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ نوائے وقت کے اشتہارات کی بندش کے متعلق ہماری تحریک کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ حکومت نے ایک انتہائی غیر منصفانہ ، متنقانہ اور جانبدارانہ قدم اٹھا کر صرف نوائے وقت کو اس کی آزاد روش اور اس کی تنقید کی بنیاد پر سرکاری اشتہارات سے محروم کیا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جسے ہم اس تحریک کے ذریعے اس ہاؤس میں زیر بحث لانا چاہتے ہیں ۔

Mr. Abdul Hafeez Kardar : On a point of order Sir.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں ۔

Mr. Abdul Hafeez Kardar : Is this a point of order or a statement ?

Mr. Speaker : It looks like a statement than a point of order.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں آپ کی خدمت میں کچھ رولنگز پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں ۔ پیش کریں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ بنیادی طور پر حکومت کے نزدیک تمام اخبارات ، چاہے وہ کسی بھی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہوں ، یکساں ہوتے ہیں اور حکومت کی یہی پالیسی رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب آپ تو رولنگ پیش کر رہے تھے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اسی سلسلے میں رولنگ پیش کروں گا کیونکہ اس کی بنیاد یہی ہے کہ حکومت کے نزدیک تمام اخبارات ، تمام ادارے اور تمام مکاتب فکر یکساں ہوتے ہیں ۔

Minister for Law : Is a member of the Opposition competent to dictate policies to the Government or a Minister is competent ? He is explaining the policies of the Government.

مسٹر سپیکر ۔ سمجھ لیں کہ وہ competent ہے ۔ ان کی رائے میں یہی حکومت کی پالیسی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تو کلیہ بیان کر رہا ہوں کہ دستور کی رو سے حکومت کے نزدیک تمام شہری اور تمام ادارے یکساں سلوک کے مستحق ہیں ان کو یکساں طور پر قانونی تحفظ اور مراعات حاصل ہونی چاہئیں ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں آپ کی توجہ پی ایل ڈی کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ یکسانیت والی ساری بات آپ کہاں سے لے رہے ہیں ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اسی التقاسی کارروائی کی بنیاد پر مختلف ایوانوں میں اس قسم کی تحریکیں پیش ہوتی رہی ہیں اور انہیں جناب سپیکر نے in order قرار دیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ اس سلسلے میں PLAD Vol. III کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ PLAD تو بعد میں آئے گا آپ پہلے مجھے آئین کی وہ پروویژن بتائیں جس کی آپ interpretation کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ توائے وقت کے ساتھ حکومت کا جو امتیازی سلوک ہے وہ اس وقت زیر بحث ہے جب بھی اس قسم کا امتیازی سلوک کسی حکومت نے کسی اخبار کے خلاف یا کسی پریس کے خلاف کیا تو تحریک ہائے التوائے کار پیش ہوئیں اور انہیں in order قرار دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ ایک آدھ تحریک التوا پیش کر دیں ۔

سید تابش الوری ۔ جی میں پیش کر رہا ہوں ۔

Punjab Legislative Assemply Debates, Vol. III, Page 403—

Dr Gopi Chand Hargava : Sir, I beg to ask for leave to make a motion for the adjournment of the business of the

House to discuss a definite matter of urgent public importance, namely, the invidious distinction drawn on political grounds against the Hindi Hawan Printing Press as revealed in the reply given to starred question No. 1888

Mr. Speaker : This motion is in order.

جناب والا ۔ اس میں بنیاد یہ ہے کہ سیاسی وجوہ کے پیش نظر اس پریس کے خلاف کارروائی کی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کیا کیا تھا ؟

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ کوئی بھی اقدام کیا گیا ہے ۔ اگر آپ چاہیں تو میں یہ سارے پڑھ کر سنا سکتا ہوں ۔ لیکن میں تو آپ کا وقت بچانے کے لیے یہ عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ in a word آپ یہ بتائیں کہ کیا بات تھی جس پر انہوں نے کہا تھا کہ discrimination ہوئی ہے ۔ وہ advertisement کی بات تھی یا کوئی کمرشل قسم کی بات تھی ؟

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ وہ advertisement کی بات نہ تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ کمرشل بھی نہ تھی ؟

سید قابش الوری ۔ جی ۔ کمرشل بات تو تھی لیکن advertisement کی نہ تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بتائیں کہ وہ کمرشل بات کیا تھی ؟

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ بات یہ تھی کہ انہوں نے پریس کو سرکاری کام سے کیوں محروم کر دیا اور یہ اس سے بھی آگے بڑھ کر بات تھی کہ پریس کو سرکاری کام دینے سے محروم کر دیا گیا ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ پی ۔ ایل ۔ اے ۔ ڈی صفحہ 722 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ دوسری رولنگ میں پیش کر رہا ہوں اور یہ لالہ دیش بندھو گپتا کی تحریک التوا کار کے سلسلے میں ہے ۔ اس میں یہ کہا گیا ہے :

Lala Deshbandhu Gupta : Sir, I beg to

ask forleave to make a motion for the adjournment of the business of the House to discuss a definite matter of urgent public importance, namely, the abuse of the Press Emergency Powers Act, 1931, by the Government .....

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو اخبار بند کیا ہوگا یا ان سے ضمانت طلب کی ہوگی ۔

سید ناہش الوری ۔ جناب والا ۔ اس میں abuse of power ہے ۔ ہمارے نزدیک اشتہارات کی بندش abuse of power by the Government ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب اس میں کیا کریں کیونکہ صوبائی اسمبلی کے سپیکر بھی اور نیشنل اسمبلی کے سپیکر بھی یہ hold کر چکے ہیں کہ یہ in order تھا ۔

سید ناہش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ثابت کر رہا ہوں ۔ آپ میری بات سنیں کہ اگر وہ hold کر چکے ہیں تو یہ ان کا فیصلہ ہے ، آپ کا فیصلہ نہیں لیکن میں آپ کے سامنے اپنا کیس پیش کر رہا ہوں ۔ اگر آپ اسے مناسب سمجھیں اور یہ چاہیں کہ واقعی ہمارے استدلال کی بنیاد پر تحریک التوا قبول کی جا سکتی ہے تو آپ قبول فرمائیں ۔ میں نے اس لیے عرض کیا ہے کہ یہ امتیازی ، منتقامانہ اور سیاسی بنیاد پر ایک جانبدارانہ فیصلہ ہے ۔ اس کے تحت abuse اور misuse of power کے سلسلے میں میں عرض کر رہا تھا :

. . . the abuse of the Press Emergency powers Act, 1931, by the Government, in demanding securities from such a large number of newspapers and Presses as disclosed in the answer given by the Honourable Premier to Question No. 4732 and supplementary questions put thereon.

Mr. Speaker : Lala Desbandhu Gupta asks for leave to make a motion for the adjournment of the business of the House to discuss a definite matter of urgent public importance namely, the abuse of the Press Emergency Powers Act, 1931, by the Government in demanding securities from such a large number of newspapers and Presses as disclosed in the answer given by the Honourable Premier to question No. 4732 and supplementary questions put thereon.

Premier : I have no objection.

Mr. Speaker : The motion will be discussed at 6. 30 p.m.

جناب والا ۔ اس رولنگ کے تحت ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ اگر حکومت abuse of power کرے تب بھی اس ہاؤس کو یہ اختیار ہے کہ اس particular decision کو اس معزز ہاؤس میں زیر بحث لائے ۔ جناب والا ۔ یہی نہیں بلکہ آج کے حالات اور آج کی اس موشن سے منطبق ہمارے آج کے فیڈرل منسٹر ملک محمد اختر صاحب جو اس وقت حزب اختلاف کے ایک رکن کی حیثیت سے یہاں کام کر رہے تھے ۔ انہوں نے ایک تحریک التوا کار پیش کی تھی جس کا میں حوالہ دے رہا ہوں ۔ یہ پی ۔ اے ۔ ڈبلیو ۔ پی والیم 70-1969ء کی ڈیبیٹ ہے ۔ اس میں ملک محمد اختر صاحب نے اپنی موشن میں کہا کہ گورنمنٹ نے اخبارات کی ایک approved list تیار کی ہے ۔ یعنی ایک منظورشدہ فہرست تیار کی ہے جس میں سے اپوزیشن کے اخبارات کو exclude کر دیا ہے جناب والا ۔ آپ کے پاس یہ کتاب ہوگی لیکن مجھے یہ کتاب نہیں مل سکی کیونکہ مجھے یہ کہا گیا ہے کہ اس کتاب کی دو جلدیں ہیں جن میں سے ایک آپ کے نام جاری کر دی گئی ہے اور ایک جناب وزیر قانون صاحب کے نام پر جاری کر دی گئی ہے ۔ یہ دونوں جلدیں آپ حضرات نے لے لی ہیں اس لیے میرے پاس موجود نہیں ۔ تاہم اس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ نوائے وقت کے اشتہارات بند کر دیئے گئے ہیں اور اس approved list سے اپوزیشن کو خارج کر دیا گیا ہے ۔ اس پر جناب سپیکر نے پوچھا کیا آپ کے پاس سرکار یا لیٹر موجود ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ سرکلر لیٹر نہیں لیکن یہ بات اتنی اہم اور واضح ہے کہ اس کے لیے کسی سرکلر لیٹر کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ۔ وزیر متعلقہ نے اس حقیقت سے انکار کیا اور اس قسم کا کوئی فیصلہ کوئی سرکار لیٹر جاری نہ کیا جس کی بنیاد پر اس وقت کے مسٹر سپیکر نے کہا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا تو یہ موشن premature ہے ۔ لیکن جہاں تک روح کا تعلق ہے انہوں نے اسے disallow نہ کیا ۔ یہی نہیں بعد میں آپ کی توجہ پی ایل اے ڈی والیم 7 آف 1953ء کی طرف مبذول کراتا ہوں اس میں جس تحریک التوائے کار کا ذکر ہے وہ ''ڈان'' اور ''ایوننگ سٹار'' پر حکومت کی جانب سے مختلف پابندیاں عائد کرنے سے متعلق ہے ۔ جناب والا ۔ حکومت

نے یہ تین پابندیاں عائد کی کہی تھیں :

1. Refusal of advertisements to "Dawn" and "Evening Star".
2. Disallowing attendance of Press Conference to Dawn Reporters.
3. Not allowing access to Government Office.

جناب والا ۔ پہلی restriction, refusal of advertisement کی تھی اور اسی بنیاد پر جناب سپیکر نے اس کو in order قرار دیا تھا ۔

Mr. Speaker : This is not factually correct. I shall read it.

So far as the restriction with regard to the advertisement is concerned I don't think it is a matter of public importanee.

Syed Tabish Alwari : Public Importance.

Mr. Speaker : It is even short of public importance.

As far as the other restrictions on the press are concerned this has been throughout the position of all Presiding Officers of the Assembly.

جہاں تک دوسری پابندیوں کا تعلق ہے ۔ ضمانت کا طلب کرنا ۔ اخبارات کو بند کرنا ۔ پریس سے ضمانت طلب کرنا یا پریس کو forefeit کرنا ۔ تمام matters پر تحاریک التوائے کار آتی رہی ہیں اور میں نے اسی کے مطابق کیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ یہاں بھی تو وہی مسئلہ ہے جو single defint matter ہے ۔ پہلے ایسی ہی تحریک کو admit کیا گیا ۔ اسی طرح ملک اختر کی تحریک کو disallow نہ کیا گیا صرف یہ کہا گیا کہ ابھی فیصلہ نہیں ہوا اور یہ premature ہے ۔

Mr. Speaker : Sufficient discussion has been held on this.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس لیے میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ نہایت اہم ہے اور آزادی صحافت کے متعلق ایک بنیادی مسئلہ ہے حکومت مختلف بالواسطہ اقدامات کے ذریعے اخبارات کی آزادی کو ختم کر رہی ہے ۔

Mr. Speaker : I have sought your assistance and I am grateful to Mr. Tabish Alwari for the assistance that he has rendered.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میرا بار بار اس بات پر اصرار ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے اس کا جواب آنا چاہیئے کہ اشتہارات بند ہوئے ہیں یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ تحریک التوائے کار میں الزام لگایا گیا ہے کہ حکومت نے توائے وقت کو . . .

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو distrub نہیں کرنا چاہتا ۔ یہ الزام نہیں ۔ یہ حکومت کے حکم کی نقل میرے پاس موجود ہے جس کے تحت توائے وقت کے اشتہارات بند کئے گئے ہیں اور اگر کوئی معاہدے ہوئے ہیں تو ان کو منسوخ کیا گیا ہے ۔ یہ سات مئی 1976ء کا آرڈر میرے پاس موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 6 چوہدری امان اللہ لک صاحب کی تھی اور اس کے ساتھ نمبر 30 علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی اور نمبر 32 سید تابش الوری صاحب کی تحاریک التوائے کار ہیں ۔ جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے توائے وقت کے سرکاری اشتہارات بند کر دیئے ہیں ۔ میں نے اس سلسلے میں بڑی تفصیل سے فاضل ارا کین کو سنا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ حکومت کا unfettered discretion ہے کہ وہ اخبارات کو اشتہارات دے یا نہ دے ۔ یہ کسی طرح بھی تحریک التوائے کار کے دائرہ کار میں نہیں آتا اور اس مسئلہ کے لیے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے پہلے فیصلوں سے امداد بھی ملی ہے جس میں واضح طور پر فاضل سپیکر صاحبان نے اپنی حتمی رائے کا اظہار کیا ہے کہ یہ حکومت کا unfettered discretion ہے کہ وہ کسی اخبار کو اشتہار دے یا نہ دے ۔

Therefore, this adjournment motion is ruled out.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر ۔ ہم آپ کے اس غیر منصفانہ رولنگ پر بطور احتجاج واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کسی معزز ممبر نے آنا ہو تو آ جائے میں باقی تحاریک التوائے کار لے رہا ہوں ۔ یہ نمبر 9 ہے ۔

(اس موقع پر حزب اختلاف ایوان میں واپس آ گئی) ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میری تحریک التوائے کار نمبر 2 ہے جس میں بی اے اور بی ایس سی کے امتحانات میں غنڈہ گردی کا مسئلہ اٹھایا گیا ہے ۔

بی اے اور بی ایس سی کے امتحانی مراکز میں دھاندلیاں

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مئی 1976ء میں بی اے اور بی ایس سی کے ہونے والے امتحانی مراکز میں دھاندلیوں بد عنوانیوں اور غنڈہ گردی ہوئی تھی جس سے امتحانات کا انعقاد ناممکن ہو گیا اور بی اے اور بی ایس سی کے امتحانات محکمہ تعلیم پنجاب کو ملتوی کرنے پڑے ۔ پنجاب کی تاریخ میں اس نوعیت کی غنڈہ گردی کی کوئی مثال نہیں ملتی اور محکمہ تعلیم پنجاب بری طرح ناکام ہوا جس سے طلبا اور طالبات مشکلات سے دو چار ہوئے ۔ دھاندلی اور غنڈہ گردی کرانے والے نگران عملہ کے خلاف حکومت پنجاب کوئی ایکشن نہ لے سکی ۔ اس واقعہ سے پورے پنجاب کے عوام میں شدید غم و غصہ پیدا ہو چکا ہے اور عوام میں یہ تاثر پیدا ہو گیا ہے کہ حکومت پنجاب محکموں پر کنٹرول کرنے میں ناکام ہو چکی ہے ۔ یہ کس معزز وزیر کا مضمون ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ انہوں نے واضح نہیں کیا کہ یہ کالجوں کا مسئلہ ہے یا بورڈ کا یا یونیورسٹی کا ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ آج آپ نے اخبار پڑھا ہوگا کہ چوھدری ارشاد احمد کے محترم والد کا انتقال ہو گیا ہے ۔ ان کے عزیزوں کا یہ کہنا ہے کہ ان کا انتقال اس صدمہ سے ہوا جو حکومت نے چوھدری ارشاد احمد کو پچھلے سات ماہ سے اغوا کیا ہوا ہے ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ یہ کس بات پر کھڑے ہوئے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ۔

وزیر قانون ۔ یہ کس تحریک کا پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔ کیا یہ تحریک

التوائے کار سے متعلق ہے ؟

مسٹر رؤف طاہر ۔ اس لیے میری یہ درخواست ہے کہ چوہدری ارشاد احمد کے اہل خانہ کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنے کے لیے آج ہم اس ایوان کی کارروائی کو ختم کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سلسلے میں طریقہ کار یہ ہے کہ سینیر وزیر صاحب بھی موجود ہیں تو قائد حزب اختلاف یا ان کے ڈپٹی ان کے ساتھ بات کر لیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب ۔ سوال یہ ہے کہ جناب قائد حزب اختلاف ان کے جنازے میں شرکت کے لیے گئے ہوئے ہیں ۔ میں یہ تجویز پیش کر رہا ہوں کہ اگر آپ مناسب سمجھیں ....

مسٹر سپیکر ۔ ابھی تک تو ایسا ہوا نہیں ، ابھی تک کسی فاضل ممبر کے باپ کے مرنے پر ایوان کی کارروائی ملتوی نہیں ہوئی ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں اصرار کرتا ہوں کہ آپ ان تمام حالات کو دیکھیں اور ان کے پس منظر میں جائیں جن کی رو سے ان کے والد کا انتقال ہوا ہے ...

مسٹر سپیکر ۔ وزیر تعلیم !

مسٹر رؤف طاہر ۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ عام حالات میں نہیں ہوا ۔ ایک فاضل رکن ، ایک سابق وزیر ، اسی پارٹی کے وزیر جو اس وقت برسراقتدار ہے ، کے والد کا انتقال ہوا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اس سلسلے میں اس اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جانی چاہیے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ کسی فاضل رکن کے والد کے مرنے کے سلسلے میں تو اجلاس ملتوی نہیں ہوا لیکن خواجہ محمد صفدر کے لڑکے کے انتقال پر اجلاس ملتوی ہوا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اسی لیے میں نے کہا ہے کہ جو بھی آپ کے ڈپٹی لیڈر ہیں وہ سینیر وزیر کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ جو تحریک التواء کار چوہدری امان اللہ نے پیش کی ہے اس سلسلے میں ...

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اسی سلسلے میں میری تحریک نمبر 50

بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت اچھا !

وزیر تعلیم ۔ میں ان کی نوعیت کے اعتبار سے ان کا اکٹھا جواب دے رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ ایسے معاملات کیوں پیش آئے ۔ ان کی ایک تاریخ ہے کہ اس صوبے میں دو وزراء اعلیٰ اپنے دور میں ایسے گزرے ہیں جنہوں نے اپنی سیاسی دھڑے بندیوں کی وجہ سے اس سارے نظام کی اس قدر مٹی پلید کی کہ ان کے جانے کے بعد بھی ان کے ساتھی دو متحارب گروہوں میں بٹے ہوئے تھے تعلیم کے میدان میں بھی ان کا یہی طرز عمل تھا کہ ایک شخص کہتا تھا کہ میں فلاں لڑکے کی حمایت کرتا ہوں ، یا فلاں پروفیسر کی حمایت کرتا ہوں یا فلاں استاد کی حمایت کرتا ہوں ....

سید تابش الوری ۔ وہ کون سے دو وزراء اعلیٰ تھے جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں اسی وراثت کا ذکر کر رہا ہوں جو ہمارے پلے پڑی ہے اور جس کا اب ہم نے انسداد کیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ایوان یہ جاننا چاہتا ہے کہ وہ دو وزراء اعلیٰ کون سے تھے کیونکہ یہاں چار وزراء اعلیٰ رہ چکے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ غلام مصطفیٰ کھر اپنے زمانے میں وزیر اعلیٰ رہے ۔ ان کے بعد جناب حنیف رامے رہے ۔ ان کا تعلق بہر حال اسی پارٹی سے تھا ۔ وہ کہتے تھے کہ یہ طالبعلم شرارت کر رہا ہے اور دوسرے کہتے تھے کہ نہیں ، یہ ٹھیک ہے ۔ وہ کہتے تھے کہ اس کو پکڑو اور دوسرے کہتے تھے کہ اس کو مت پکڑو ۔ جس انداز میں انہوں نے یہ لیفٹ رائٹ کا جھگڑا پیدا کیا تھا اور جس طرح سے انہوں نے یونیورسٹی اور دوسرے اداروں میں تاثر چھوڑا تھا ۔ وہ اس قدر گھناؤنا تھا کہ اس سے عہدہ برآ ہونا کوئی آسان کام نہ تھا اور تمام وہ طاقتیں اور تمام وہ عناصر جو غنڈہ ازم کو اپنے لیے مدافعت کا سامان سمجھتے تھے ۔ انہوں نے یونیورسٹیوں میں اور امتحانی مراکز میں اس انداز سے اپنے آپ کو داخل کر لیا کہ بہت سے لوگ غلط نام دے کر آ گئے جب ہم نے معائنہ ٹیمیں بنائیں تو انہیں میدان میں بھیجا کہ وہ دیکھیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے تو انہوں نے موقع پر جا کر پکڑا کہ ہم نے جو

سپرنٹنڈنٹ لگایا ہے وہ صحیح سپرنٹنڈنٹ نہیں اور جو امتحان دینے آ رہا ہے وہ صحیح امتحان دینے والا نہیں جب ہم نے یہ کہا کہ وہ طاقتیں جو ناجائز طور پر پیدا ہو چکی تھیں ۔ ان مراکز کو بیچا جاتا تھا کہ یہ مرکز اتنے میں بکے گا ۔ وہ طاقتیں جنہوں نے اپنے گھر میں ایسا فیصلہ کیا تھا ۔ اور جنہوں نے ہر چاقو زنی کی وارداتیں کرنے کے لیے یا گولیاں چلانے کے لیے اپنا انتظام کیا ہوا تھا ۔ جب ہم نے ان لوگوں کو پکڑا تو ان میں کھلبلی مچی اور انہوں نے کہا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے ۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے اور ان کا سارا بنا بنایا کھیل دھرا دھرایا رہ گیا ۔ تو وہ غنڈہ ازم پر اتر آئے اور ان معائنہ ٹیموں کے سر پر آوردہ Educationists کی توہین کی ۔ ان میں کالجوں کے پرنسپل بھی تھے اور اوپر بڑے بڑے عظیم صاحب علم لوگ بھی تھے جن میں سے کسی کے سر کے بال پکڑے گئے ۔ کسی کو مکے مارے گئے اور کسی کو گھسیٹا گیا ۔ یہ سب کچھ ہونے کے بعد ہم نے اسی میں فلاح سمجھی کہ ہم وقتی طور پر امتحانات کو ملتوی کر دیں اور نئی تاریخ کا اجرا کریں ۔ لہٰذا ہم نے سات دن امتحانات ملتوی کرنے کے بعد نئے انتظامات کر کے ۔ نئے انداز فکر کے ساتھ اور ان تمام برائیوں کو سامنے رکھتے ہوئے 21 مئی کو ان امتحانی مراکز کو کھولا جس کے نتیجے میں اس شان سے امتحانات ہو رہے ہیں کہ اب وہاں غنڈہ گردی کی کوئی مثال نہیں ۔ کل ایک ایسا واقعہ ہوا کہ کچھ لوگوں نے پھر وہی کوشش کی لیکن پولیس نے انہیں مارا اور پیچھے دھکیل دیا اور انہیں پکڑ کر لے گئی ۔ تو یہ باتیں ہیں جن کا معاشرے سے بے انتہا تعلق ہے ۔ یہ بگڑے ہوئے لوگ ہیں جن کو آپ بھی جانتے ہیں ۔ ان کو معاشرے میں آپ نے بھی درست کرنا ہے ۔ میں نے بھی درست کرنا ہے ۔ سب نے مل کر درست کرنا ہے ۔ یہ ہماری نوجوان نسل کا مسئلہ ہے ۔ یہ تعلیم کا مسئلہ ہے ۔ یہ کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ۔ انہی کے بل بوتے پر ہم نے اپنی قوم اور اپنی ملک کو بنانا ہے ۔ یہ تمام باتیں آپ کے سامنے ہیں ۔ اگر آپ کہیں کہ ہم انہیں راتوں رات درست کر دیں تو جب تک ان کی جگہوں کا جہاں پر وہ نشانہ لگاتے ہیں اور جہاں پر یہ اپنے جراثیم کی کوشش کرتے ہیں ۔ انہیں snub نہیں کریں گے ، ان کا خاتمہ نہیں کریں گے ، ہم کامیاب نہیں ہوں گے ۔ وہ تمام باتیں اب ہمارے سامنے آ گئی ہیں ۔ ہم نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے ۔ ہم نے ہر جگہ پر اپنی پوسٹ لگا دی ہیں ۔ اب کوئی پرچہ لیک نہ ہوگا ۔

ویسے ہی رات کو ایک ٹیلیفون کر دیں گے کہ پرچے نکل گئے ۔ جب ہم پرچوں کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان سوالوں کا پرچوں سے کوئی تعلق نہیں ۔ تو اس طرح وہ ساتھ ساتھ war of nerves بھی جاری رکھتے ہیں کیونکہ ان لوگوں کو حرام کی چاٹ لگی ہوئی ہے ۔ اب کل انگریزی کا امتحان ہوا ۔ آپ دیکھیں گے کہ اس کا نتیجہ کتنا کم ہوگا کیونکہ جس طریقے سے وہ پرچے حل کر رہے تھے ایسے کوئی بھی مرکز نہیں کر سکتا ۔ اب ہر مرکز میں ہماری نگرانی ہے اور ہم پورے زور سے اس کا تدارک کر رہے ہیں ۔ تو جو کچھ ہوا ہے وہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کر دیا ہے کہ وہ کیوں ہوا ۔ کن عناصر کی وجہ سے ہوا اور غنڈہ عناصر کی وجہ سے ہوا اور غنڈہ عنصر کس طرح اندر آیا ۔ آج آپ نے ایسے بیانات پڑھے بھی ہوں گے کہ کوئی کسی کا ساتھی تھا اور کوئی کسی کا ساتھی ۔ وہ چلے گئے ہیں ۔ اور یہی وہ لوگ تھے جو سپرنٹنڈنٹ بنتے تھے ۔ جو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بنتے تھے ۔ آج آپ نے ایک بشیر بھٹہ کا بیان پڑھا ہوگا ۔ وہ امتحان کے ہال کا سپرنٹنڈنٹ تھا جسے ہم نے نکالا ہے کہ آپ کا کوئی حق نہیں ۔ یہ لوگ tutor گئے ہوئے تھے اس زمانے کے اور وہ اپنی مصلحتوں کے پیش نظر ہمارے سارے نظام کو درہم برہم کرنا چاہتے تھے جس کو ہم نے بروقت روکا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے بعد جو ہمارے امتحانات ہو رہے ہیں اور جو آگے چل کر ہوں گے ان میں کسی دھاندلی کی شکایت نہ ہوگی ۔ کوئی ایسی بے ضابطگی نہ ہوگی جس کے لیے ہمیں جواب دینا پڑے یا کوئی ایسا موقع میسر آئے کہ یہ کوئی ایسا سوال ہم پر کر سکیں ۔

٭ مسٹر سپیکر ۔ دوسرے الفاظ میں آپ نے یہ کہا ہے کہ یہ دھاندلی بدعنوانی اور غنڈہ گردی جو پچھلے سالہا سال سے چل رہی ۔ آپ نے آ کر اس کا انسداد کیا ہے ۔

If I rightly understood.

وزیر تعلیم ۔ بالکل جناب !

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہماری تعریک یہ ہے کہ حکومت امتحانات منعقد کرانے میں ناکام ہو گئی ہے ۔ اس کا اعتراف خود اس بات سے ہوتا ہے کہ انہوں نے خود ان امتحانات کو ملتوی کیا ، ان کے مراکز تبدیل کیے ، کیا یہ جناب رائے اور جناب کھر مقرر کر کے گئے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو کہتے ہیں کہ جو دھاندلیوں کا جو ایک رواج چلا ہوا تھا اس کو انہوں نے اس طریقہ کار سے ختم کیا ہے ۔

میر تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس رواج کو ختم کر کے ہی تو انہوں نے امتحانات کرانے اور انچارج افسران مقرر کیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر تو یہاں تحریک التواء کار نہیں بلکہ appreciation motion آنا چاہیے ۔

میر تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہمارا موشن یہ ہے کہ یہ حکومت ۔ ۔ ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر سب سے پہلے تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے ۔ آپ تو یونہی کھڑے ہو گئے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ نہیں جناب ۔ میں ان سے پہلے کھڑا ہوا تھا بلکہ ان کی تقریر کے دوران ہی کھڑا ہو گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ منصور صاحب ۔ بات یہ ہے کہ تحریک التواء کار کے کچھ رولز ہیں ۔ جن صاحب نے یہ تحریک دی ہوئی ہے وہ تو شاید ان سے کوئی بات پوچھ سکیں یا میں ان کو اجازت دے دوں تو وہ بات پوچھ سکیں لیکن ہر فاضل رکن اس طرح نہیں کر سکتا ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے صرف دو منٹ بات کرنی ہے اور میں وزیر موصوف سے ایک وضاحت چاہتا تھا ۔

مسٹرسپیکر ۔ آپ کہیں دوستوں کی محفل میں تو نہیں بیٹھے ہوئے کہ جس کا کوئی ضابطہ نہیں ہوتا جو جی چاہے بات کر لے ۔ یہاں تو رولز کی بات ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ اگر میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہ بنے تو آپ اس کو رد کر دیں ۔ جو شخص اسمبلی میں بوجود نہ ہو اس کا نام لے کر بحث کی جائے تو اس کے behalf پر clarification دی جاتی ہے ۔ یہ اس ایوان کے precedents ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ اگر دو سابق وزرا کا نام لے کر اپنی اپنی ناکامیوں کو ان کے سر باندھیں تو پھر بتائیں کہ حیدر آباد سندھ اور سرحد میں جو چاقو چلے ہیں کیا وہاں مصطفیٰ کھر اور راسے کی حکومت تھی ؟ یہ کیا باتیں کر رہے ہیں آپ ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس کا اور ان کا کوئی تعلق نہیں اور ان کو چیخنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ اگر ان کی آواز بلند ہے تو میری بھی آواز ان سے ہزار گنا اونچی ہے ۔

Mr. Speaker : I am satisfied with the explanation that has been given by the Minister for Education regarding this adjournment motion that he has taken very strong steps to curb Ghundagardi, Dhandhali and corruption.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ سابق وزرائے کرام نے مقرر نہ کیے تھے ۔ یہ سنٹر موجودہ وزیر تعلیم صاحب کی نگرانی میں اسی مہینے قائم کیے گئے تھے اور ان میں سے بعض سنٹر تبدیل کیے گئے ، امتحانات ملتوی کیے گئے سنٹر بکے ۔ وہاں پر خود امتحانی عملہ اس میں ملوث تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے ایک اچھا کام کیا ۔ اس پر آپ تحریک التواء لا رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ نہیں کر سکے وہ امتحانات منعقد نہیں کر سکے ۔

وزیر تعلیم ۔ اگر میں نے غنڈہ عناصر کی نشان دہی کی ہے تو میں نے کوئی غلطی تو نہیں کی ۔ یہ تو مجھے وراثت میں دے کر گئے تھے ۔

Mr. Speaker : I rule it out in view of the statement of the Minister.

وزیر تعلیم ۔ انہوں نے تو کوشش کی تھی کہ امتحانات ختم ہو جائیں لیکن ان کی امیدیں خاک میں مل گئیں اور یہ لٹ گئے ۔ جو کھیل کھیلنا چاہتے تھے وہ نہ کھیل سکے ۔

Mr. Speaker : Now we go on to the next item.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہماری تحریک میں یہ کہا گیا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ کہ وہ ناکام ہو گئے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ حکومت امتحانات منعقد کرانے میں ناکام ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے تو کہا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ ان کے کہنے سے کیا فرق پڑتا ہے اخبارات گواہ ہیں ۔ حالات شاہد ہیں کہ لوگوں کو اس سلسلے میں کتنی دقتوں اور پریشانیوں کا سامنا ہے ۔ سنٹر بیچے جا رہے ہیں ۔ خود امتحانی عملہ ملوث ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے سارا عمل ہی اس کے خلاف کیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ ہمیں بتائیں کہ انہوں تو نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے بڑی تفصیل سے بتایا ہے ۔ آپ نے توجہ ہی نہیں دی ۔

سید تابش الوری ۔ انہوں نے تو یہ کہا ہے کہ معاشرے میں خرابیاں ہیں ۔ سابق وزرائے اعلیٰ نے یہ دھاندلیاں کی تھیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے ٹیمیں مقرر کیں ۔ وہ ٹیمیں وہاں گئیں ۔ انہوں نے انسپکشنز کیں (معائنے کیے) لوگوں کو پکڑا ۔ انہوں نے تو بڑی تفصیل سے بتایا ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ انہوں نے بتایا ہی کچھ نہیں (قطع کلامیاں)

سید تابش الوری ۔ وہ سنٹر سابق وزرائے اعلیٰ نے مقرر کیے تھے یا موجودہ حکام نے مقرر کیے تھے ؟

مسٹر سپیکر ۔ سپرنٹنڈنٹس ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹس ، سٹوڈنٹس اور out side elements جنہوں نے اس میں گڑبڑ کی ہے ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری ۔ انہیں کس نے مقرر کیا تھا ؟ موجودہ حکومت نے مقرر کیا تھا اور ہم یہی الزام لگا رہے ہیں ۔ انہوں نے اعتراف کر لیا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : Now we go on to the next item. It relates to the Private Member's business.

سید تابش الوری ۔ باری ڈگریوں کی حیثیت ختم ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے وہ حیثیت بحال کرنے کے لیے سب کچھ کیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ کہاں بحال کیا ہے جناب والا ؟ وہ بتائیں کہ انہوں نے کیا اقدامات کیے ہیں ؟

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کیے گئے)

دی ویسٹ پاکستان موٹر وھیکلز (پنجاب امنڈ منٹ) بل 1976

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وھیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وھیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1676ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ ملک محمد اعظم ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وھیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان موٹر وھیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the Standing Committee concerned, the report to come within two months.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ حزب اختلاف کی طرف سے میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ آپ نے منسٹر منسٹر نے ہماری درخواست پر

اس اجلاس کو چوھدری ارشاد احمد صاحب کے والد کی وفات کے سلسلے میں ملتوی نہیں کیا اور اس پر اتفاق نہیں کیا ، اور چوھدری ارشاد صاحب کے والد اپنے بیٹے کے فراق کے صدمے میں رحلت پا گئے ہیں ، اس لیے ہم آج کے اجلاس کا بائیکاٹ کر رہے ہیں -

(اس مرحلے پر فاضل اراکین حزب اختلاف اجلاس کا بائیکاٹ کرکے ایوان سے باہر چلے گئے)

دی ویسٹ پنجاب فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء

(اس مرحلے پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

ملک محمد اعظم - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اعظم - جناب والا - میں دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976 پیش کرتا ہوں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل، 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے -

It is referred to the Standing Committee concerned, the report to com within two months.

دی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں ۔ جناب والا ۔ میں دی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ دی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within two months.

دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ ہاؤسنگ (امنڈمنٹ) بل 1976ء

چوھدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔ اور سوال یہ ہے ۔

کہ دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ) (امنڈ منٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ جناب والا ۔ میں نے دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ (ہاؤسنگ) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to com within two and a half months.

دی ویسٹ پاکستان اربن رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء

چوھدری محمد یعقوب اعوان ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان اربن رینٹ ریسٹرکشن

آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے
کی اجازت دی جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان اربن رینٹ ریسٹرکشن
آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے
کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد یعقوب اعوان۔ جناب والا۔ میں دی پاکستان اربن رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ دی ویسٹ پاکستان اربن رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within two and a half months.

دی ال لیگلی ایکوائرڈ (ایکس ای ویکوی) لینڈز کنفسکیشن بل 1976ء

چوہدری محمد یعقوب اعوان۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں

کہ دی ال لیگلی ایکوائرڈ (ایکس ای ویکوی)
لینڈز کنفسکیشن بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت
دی جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی آل لیگلی ایکوائرڈ (ایکس ای ویکوی)
کنفسکیشن بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت
دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد یعقوب اعوان۔ جناب والا۔ میں دی آل لیگلی ایکوائرڈ (ایکس ای ویکوی) لینڈز کنفسکیشن بل 1976ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ دی ال لیگلی ایکوائرڈ (ایکس ای ویکوی) کنفسکیشن

بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ بل متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا جاتا ہے ۔ اور اس کی رپورٹ 75 دنوں کے اندر اندر پیش کی جائے ۔ چوھدری ممتاز احمد کاہلوں ۔

دی کینال اینڈ ڈرینج (امنڈمنٹ) بل 1976ء

چوھدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ دی کینال اینڈ ڈرینج (امنڈمنٹ) بل 1976ء
پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی کینال اینڈ ڈرینج (امنڈمنٹ) بل 1976ء
پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ جناب والا ۔ میں دی کینال اینڈ ڈرینج (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی کینال اینڈ ڈرینج (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کو دیا گیا ہے ۔ یہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا جاتا ہے ، اس کی رپورٹ 90 دنوں کے اندر اندر پیش کی جائے ۔ چوھدری ممتاز احمد کاہلوں ۔

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

سرکاری ملازمین کو جائے تعیناتی پر مکانات کی فراہمی

چوھدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام صوبائی ملازمین کو ان کی جائے تعیناتی پر مناسب رہائشی مکانات حکومت مہیا کرے اور جہاں سرکاری مکان میسر نہ ہو وہاں حکومت خود ان کو مکان کرایہ پر لے کر دے اور ان کا کرایہ بھی حکومت خود ادا کرے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام صوبائی ملازمین

کو ان کی جائے تعیناتی پر مناسب رہائشی مکانات حکومت مہیا کرے جہاں سرکاری مکان میسر نہ ہو وہاں حکومت خود ان کو مکان کرایہ پر لے کر دے اور ان کا کرایہ بھی حکومت ادا کرے ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ میں اس میں ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اجازت ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر 1 میں وارد ہونے والے الفاظ "کہ" اور "تمام" کے درمیان صوبہ میں بالعموم اور تحصیل خوشاب و تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں بالخصوص "ثبت کیے جائیں" ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر 1 میں وارد ہونے والے الفاظ کہ اور تمام کے درمیان صوبہ میں بالعموم اور تحصیل خوشاب و تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں بالخصوص ثبت کیے جائیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ میں بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے جو آج قرارداد اس ہاؤس میں پیش کی ہے وہ بڑی اہمیت کی حامل ہے ۔ اس کے محرکات اور اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں رشوت و سفارش دن بدن بڑھ رہی ہے ۔ اس کے انسداد کے لیے ، اس کو روکنے کے لیے یہ ایک بڑا اہم قدم ہے ۔ پھر نمبر دو یہ کہ گورنمنٹ کو زیر بار ہونا پڑتا ہے جب کسی افسر کا تبادلہ ہوتا ہے اس کو ٹی اے وغیرہ اور باربرداری کے اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں ملازمین سے یہ توقع بھی کی جاتی ہے کہ وہ پوری دلجمعی کے ساتھ بڑے اطمینان کے ساتھ کام کریں ۔ جب ان کے پاس مکان ہوگا تو وہ پر فکر سے بے نیاز ہوں گے اور وہ بہتر طریقے سے عوام کی خدمت کر سکیں گے اور وہ

ایسا کرتے ہیں ۔ اس کے بعد نمبر تین یہ کہ تبادلوں میں وقت ضائع ہوتا ہے ۔ جب ایک افسر دوسری جگہ جاتا ہے تو سات دن یا دس دن تک انہیں joining time دیا جاتا ہے ۔ اس وقت کو بھانے کے لیے بھی میں نے یہ قرار داد پیش کی ہے اور جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں اس وقت ہمارے ملک کے جو اقتصادی حالات ہیں اور جس قدر مہنگائی ہے اس کے پیش نظر ملازمین کو سرکاری رہائش کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اول تو وہاں انہیں کرائے پر کوئی مناسب مکان ملتا نہیں اور اگر کسی طریقے سے وہ مکان تلاش کرتے ہیں تو ان کا کرایہ اتنا زیادہ ہوتا ہے جو ان کی استطاعت سے باہر ہوتا ہے اور ان کی تنخواہ اس کی متحمل نہیں ہو سکتی ۔ تو اس کی دوسری منطقی صورت یہ نکلتی ہے کہ اپنے بجٹ کو متوازن رکھنے کے لیے اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے ان میں سے کئی ملازم مجبور ہوتے ہیں کہ وہ دوسرے طریقے اختیار کریں تیسری صورت جناب سپیکر ۔ یہ بھی ہوتی ہے کہ اگر وہ کسی دوسری جگہ سے جائے تعیناتی پر جاتے ہیں تو انہیں کرائے پر مکان نہیں ملتے ایسے اضلاع بھی ہیں جہاں بڑے بڑے جاگیرداروں نے ، سرمایہ داروں نے اپنے مکان بنا رکھے ہیں ۔ جب ملازم ان سے وہ کرائے پر طلب کرتے ہیں تو وہ نہیں دیتے وہ کہتے ہیں مکان لینا ہے تو لے لو لیکن ہم کرایہ نہیں لیں گے ۔ اس کی تہہ میں اصل مقاصد یہ ہوتے ہیں کہ ایک افسر جب آئے وہ ان کے زیر احسان رہے ، وہ ان سے مکان لے کر استعمال کرے ۔ پھر وہ سفارش کریں گے ۔ اس کے روزمرہ کے کام اور اس کے فرائض کی انجام دہی میں رکاوٹ پیدا کریں گے اور وہ ملازم بھی متاثر ہوگا اس لیے کہ وہ اس کا زیر بار ہے ، اس کا زیر احسان ہے ۔ اس کے علاوہ ایک چوتھی بات جناب سپیکر ۔ جو سب سے اہم ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی ملازم کی کسی جگہ تعیناتی کا سوال پیدا ہوتا ہے تو اس میں فوراً وہ یہ دیکھتے ہیں کہ کیا وہاں رہائش کے لیے سرکاری مکان ہے ۔ اگر مکان نہیں ہوتا تو پھر وہ اس بات کی تگودو شروع کر دیتے ہیں کہ اول تو تبادلہ منسوخ کروایا جائے یا کسی ایسی جگہ پر کروایا جائے جہاں اس قسم کی سہولت میسر ہو ۔ میں نے کافی ملازمین سے اس ضمن میں تبادلہ خیال کیا ہے ادنے ملازمین سے لے کر اعلیٰ ملازمین تک ، سب ہی نے یہی بتایا ہے کہ سب سے بڑا مسئلہ ہمارے سامنے جبی درپیش ہوتا ہے کہ جب ہم نئی جگہ پر جائیں گے تو کیا ہمیں سر چھپانے کے لیے جگہ

مل سکے گی اور اگر جگہ نہ ملی تو کیا ہم پرائیویٹ طریقے سے کرایہ کے مکان کے متحمل ہو سکتے ہیں ؟ جناب سپیکر ۔ معاشرے میں جو رشوت اور سفارش دن بدن بڑھ رہی ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے اور اگر میرے معزز ساتھی اس بات پر غور کریں اور جیسے کہ ہم نے بارہا اعلان کیا اور ہم یہ چاہتے ہیں ، دیانتداری سے چاہتے ہیں کہ رشوت اور سفارش کو اس معاشرے سے ختم کریں ، ان جراثیم کو کچلیں تو پھر یہ ہم سب کا فرض ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کا تاریخی کارنامہ ہوگا اگر ہم گورنمنٹ پر دباؤ ڈالیں کہ وہ ملازمین کو اس فکر سے نجات دلائیں تاکہ ملازمین پورے اطمینان کے ساتھ ، دلجمعی کے ساتھ اپنے فرائض منصبی جانے تعیناتی پر ادا کر سکیں پھر یہ سفارشوں کا چکر اور سیاسی اثر و رسوخ کا چکر بھی ٹرانسفر کو روکوانے کے لیے ختم ہو جائے گا ۔ پانچواں پوائنٹ جناب سپیکر ۔ آپ کی خدمت میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جب کسی ملازم کا تبادلہ کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ ہوتا ہے تو ظاہر ہے ہم رولز کے مطابق کرایہ اور دوسری سہولتیں بھی دیتے ہیں ۔ اس طرح آنے والے آفیسر کا خرچ بھی گورنمنٹ برداشت کرتی ہے ۔ اگر آپ میزانیہ دیکھیں تو ان تبادلہ جات کی وجہ سے حکومت کو کافی خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے اور حکومت کے خزانے پر اس سے کافی بوجھ پڑتا ہے ۔ اس بات سے بھی ہمیں نجات مل جائے گی ۔ اگر ملازمین کے لیے مکان کی سہولت موجود ہو تو پھر وہ ٹرانسفروں کی کوشش نہ کریں گے اور نہ ہی روزانہ اتنے زیادہ تبادلے ہوں گے ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے پہلے اشارہ کیا ہے ، یہ جو سات دن کا جائننگ ٹائم دیا جاتا ہے تبادلوں کی کمی کی وجہ سے یہ ٹائم بھی بچے گا اور ملازمین اس ٹائم کو مفاد عامہ کی خاطر بہتر طور پر صرف کر سکیں گے ۔ پھر اس میں ایک اور بات جو سب سے اہم ہے یہ ہے کہ یہ تعلیمی ادارے ہیں ایک کالج ہے ، یونیورسٹی ہے یا سکول ہے ، اگر ان کی حکومت کالونیاں بنا دے اور جب اساتذہ کرام ان تعلیمی اداروں کی کالونیوں میں رہائش پذیر ہوں تو وہ زیادہ وقت دے سکیں گے اور بعد دوپہر جب کالج بند ہوں تو کھیلوں میں بچوں کی رہنمائی کر سکیں گے اور ان کی تربیت پر زیادہ وقت صرف کر سکیں گے ۔ جناب سپیکر ۔ اس طرح ہم اپنی نئی پود کو بہتر تعلیم تربیت سے آراستہ کر سکتے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ میرے فاضل دوست ملک محمد اعظم نے اس میں

ترمیم پیش کی ہے بالعموم تو وہ اس بات کے حق میں ہیں کہ سارے صوبے میں اس پر عمل کروایا جائے لیکن بالخصوص شاہ پور اور خوشاب میں ضرور ہو جائے۔ تو اس میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سہولت ہر جگہ ہونی چاہیے جو بڑے بڑے ترقی یافتہ شہر ہیں وہاں بھی اسی قسم کی دقت موجود ہے اور جو چھوٹے چھوٹے پسماندہ شہر ہیں وہاں بھی یہ دقت موجود ہے۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ اسے کسی خاص علاقے تک مخصوص نہ کیا جائے بلکہ سارے صوبے میں ایک جیسا قانون ہونا چاہیے اور قانون کے مطابق حکومت کی یہ ذمہ داری ہو کہ وہ مکانات مہیا کرے۔ جناب سپیکر۔ صبح بھی میری بات جناب وزیر خزانہ سے ہوئی ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں جو سب سے بڑا خدشہ ظاہر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اتنا بڑا خرچ حکومت فوری طور پر کیسے برداشت کر سکتی ہے۔ جناب سپیکر۔ اس میں دو تجاویز میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ایک تو یہ کہ اس کو مرحلہ وار ہم کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم چاہیں، ورنہ آپ پرانی تقریریں دیکھیں، 1970ء سے پہلے کی حکومتیں بھی یہی کہتی رہی ہیں کہ ہم ملازمین کو یہ تحفظ دینا چاہتے ہیں لیکن پوری توجہ کبھی اس طرف نہ دی گئی۔ میں آپ کو لاہور کی مثال دیتا ہوں۔ میں نے خود دیکھا ہے آج بھی یہاں دفاتر کرایہ کی عمارتوں میں قائم ہیں اور پچاس ساٹھ سال سے تھانے کی عمارتیں بھی کرایہ پر ہیں حالانکہ اس وقت حکومت اگر تھوڑی سی توجہ بھی کرتی تو کافی کچھ کر سکتی تھی۔ اس وقت سستی زمینیں تھیں، پانچ روپے مرلہ مصری شاہ میں زمین ملتی رہی ہے جہاں آج بیس ہزار روپے مرلہ بھی دستیاب نہیں ہوتی۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

تو جناب والا۔ میں عرض کروں گا کہ حکومت اس کو بے شک مرحلہ وار کرے مگر نیک نیتی سے کرے اور فوری طور پر کرے اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہم حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کروائیں اور اس قرارداد کو پاس کرکے اس بات کی سفارش کریں کہ اس پر فوری طور پر عمل درآمد ہو۔ دوسری بات، جناب سپیکر، یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب سے بھی میری اس سلسلے میں بات چیت ہوئی انہوں نے یہ کہا ہے کہ قرارداد کا انداز اور زبان صحیح ہے اور ہمیں حکومت کو یہ سفارش کرنی چاہیے کہ اس پر "غور

کرے" کہ صوبائی حکومت تمام ملازمین کو سرکاری رہائشی مکانات مہیا کرے اور جہاں مکانات نہیں وہاں ان کا بندوبست کرے ۔ وہ اپنا نقطہ نظر آخر میں پیش کریں گے مگر میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ "غور کرے" اور غور کرنے کے ساتھ اس پر عمل بھی کرے ۔ یہ درست ہے کہ ہمیں حکومت کے پاس سفارش کرنی چاہیے لیکن جب تک ہم عمل نہیں کریں گے اور کہتے رہیں گے کہ ہم سفارش کو نا پسند کرتے ہیں تو ظاہر ہے ایک آفیسر جس کی تنخواہ ساڑھے پانچ سو روپے ہے ، اگر وہ چار سو روپے مکان کا کرایہ ادا کر دے گا تو سو روپے میں وہ کس طرح سے اپنی گزر اوقات کرے گا ۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم خود عمداً چشم پوشی سے کام لے رہے ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ دلجمعی سے ملک اور قوم کی خدمت کرے یا اپنے فرائض کو صحیح طریقے سے سر انجام دے ۔ اس لیے جناب سپیکر میں فاضل ممبر کی ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں اور ان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی ترمیم کو واپس لیں اور صرف دو تحصیلوں کے لیے شرط نہ رکھیں بلکہ پورے صوبے میں یہ سہولت ہونی چاہیے ۔ پورے ملک کے لیے تو ہم اس اسمبلی میں بحث نہیں کر سکتے ورنہ میں پورے ملک کے لیے کہتا ۔ اس لیے وہ مہربانی فرمائیں اور اس بات پر غور فرمائیں کہ تمام ملازمین جتنے بھی ہیں ، جس شہر میں ، جس قصبے میں جہاں بھی ہیں ، رہائشی سہولت خود حکومت انہیں مہیا کرے اور فوری طور پر کرے ۔ ایک سکیم بھی میں نے صبح وزیر خزانہ کو پیش کی تھی کہ بہت سا کام تو ایسا ہے جو ایک ٹیڈی پیسہ خرچ کیے بغیر بھی ہو سکتا ہے ۔ سرگودھا کی مثال جناب سپیکر ۔ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ، وہاں میں نے سروے کروایا ہے اور تقریباً بیس مربع اراضی وہاں میونسپل کمیٹی کی حدود میں ہے جو بڑے بڑے افسران کی کوٹھیوں کے ساتھ ملحق ہے یا پھر خالی پڑی ہے وہ جو چودہ چودہ پندرہ پندرہ ایکڑ زمین بڑے بڑے افسران کی کوٹھیوں کے ساتھ موجود ہے اگر ان کے ساتھ دو تین کنال کا لان ضرورت کے مطابق چھوڑ دیا جائے اور باقی زمین لے لی جائے اور جب ایک کوٹھی سے ہم چودہ ایکڑ زمین لے لیتے ہیں اور وہاں بیس مربع اراضی ہے تو وہاں جناب سپیکر ۔ 4 ہزار کوارٹر تیار ہو سکتے ہیں ۔ اگر گورنمنٹ کے پاس فوری طور پر پیسے نہیں تو ان میں سے صرف ایک ہزار پلاٹ جو ایک کنال کے ہیں نیلام کر دیے جائیں تو اس سے ایک کروڑ روپیہ

مل سکتا ہے ۔ اس ایک کروڑ روپے سے سرمایہ کاری کرکے وہاں تین ہزار کوٹھیاں فوری طور پر افسران کے لیے تیار کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ 1970ء سے پہلے جناب ڈاکٹر مبشر حسن نے یہ تجویز باقاعدہ تحریری طور پر پیش کی تھی ۔ لاہور کی مثال آپ لے لیں ۔ یہاں افسران کی بڑی بڑی کوٹھیوں کے ساتھ جو زمین ہے اگر اس میں سے 1/3 نیلام کر دیں تو 2/3 پر فوری طور پر کوٹھیاں بن سکتی ہیں ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر مبشر حسن نے یہ بڑی جامع سکیم پیش کی تھی ۔ اس کا انہوں نے یہی طریقہ بتایا تھا کہ سرکاری کوٹھیوں کے ساتھ بڑی وسیع اراضی ملحق ہے اور وہ بے کار پڑی ہوتی ہے ۔ اس زمین کو حاصل کریں ۔ اگر گورنمنٹ کے پاس واقعی پیسے نہیں تو اس میں سے ایک تہائی کو نیلام کر دیں اور دو تہائی اراضی پر سرکاری ملازمین کے لیے فوری طور پر اس زر نیلام سے کوارٹر تعمیر کیے جائیں ۔ اس کے بعد انشورنس کمپنیاں ہیں ، بنک ہیں ، ان سے امداد لی جا سکتی ہے اور وہاں ایک کی بجائے دو دو ، تین تین اور چار چار منازل کے فلیٹ تعمیر ہو سکتے ہیں ۔ گورنمنٹ اس طرف توجہ دے اور ہم سب ممبران اپنے ضمیر کے مطابق اس قرارداد پر عمل کریں ۔ اس پیش کردہ قرارداد پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے اور معاشرے کی خدمت ہم کر رہے ہیں ۔ یہ ایک ایسا کارنامہ ہوگا جو اس صوبے کی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جائے گا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کے تمام ممبران کی خدمت میں استدعا کروں گا کہ وہ اس قرارداد کو پاس کریں اور اپنے فرائض کی انجام دہی فرمائیں ۔ شکریہ ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس قرارداد کی تائید کرتی ہوں ۔ اس طرح سے پیسہ خرچ کیے بغیر آہستہ آہستہ کام ہوگا ۔ یہ فالتو جو زمینیں پڑی ہوتی ہیں ، میاں میر کے پاس بھی کافی زمین پڑی ہوتی ہے ، ان پر اگر قبضہ کیا جائے تو یہ بہت اچھی زمینیں ہیں ۔ کچھ نیلام کر دی جائیں تاکہ لوگ اپنے اپنے گھر بنا سکیں اور زر نیلام کو حکومت اپنے مصرف میں لائے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ تجویز بہت اچھی ہے اور میں اس کی تائید کرتی ہوں ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے میں سمجھتا ہوں کہ جناب ممتاز احمد کھلوں مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بڑا اہم مسئلہ اس قرارداد کی صورت میں اس معزز ایوان میں پیش کیا ہے ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے سرکاری ملازمین کے تقرر یا تبادلہ کے بعد سب سے پہلا مسئلہ جو ان کو در پیش ہوتا ہے وہ رہائش کا مسئلہ ہوتا ہے اور جب ان کی تعیناتی یا تبادلہ کہیں دور دراز علاقوں میں کر دیا جاتا ہے تو ان کے لیے یہ بڑی تکلیف کا باعث ہوتا ہے ۔ ہم اپنے اس معزز ایوان کے معزز اراکین کی

طرف دیکھوں کہ ہم صرف چند ایام کے لیے یہاں آتے ہیں لیکن اگر کسی معزز رکن کو رہائش کی سہولت نہ ملے تو اطمینان سے ایوان کی کارروائی پر توجہ نہیں دے سکتے ۔ اس لیے میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ تحصیل خوشاب اور شاہ پور میں دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ وہاں کے ملازمین کو رہائش میں مشکلات کا سامنا ہے اور وہاں اراضی بھی موجود ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ باقی پنجاب کو چھوڑ دیا جائے ، میری گذارش یہ ہے کہ ان اضلاع پر خصوصی توجہ دی جائے اور اگر یہ یقین دہانی آ جائے کہ ان تحصیلوں پر خاص توجہ دی جائے گی ۔ تو میں اپنی ترمیم واپس لینے کے لیے تیار ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ لا منسٹر صاحب ! ملک محمد اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ اگر آپ کی طرف سے یہ یقین دہانی آ جائے تو وہ اپنی ترمیم واپس لےلیں گے۔ آپ انہیں تسلی کرا دیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ویسے تو یہ حکومت پنجاب کے تمام علاقوں پر توجہ دینے کے لیے تیار ہیں لیکن اگر وہ مصر ہیں تو میں اس سلسلہ میں کوشش کروں گا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف لائے)

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ جناب وزیر قانون کی یقین دہانی پر میں اپنی ترمیم واپس لیتا ہوں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ قرارداد کی سطر 2 اور سطر 3 میں سے یہ الفاظ
"اور جہاں سرکاری مکانات میسر نہ ہوں وہاں
حکومت خود ان کو مکان کرایہ پر لے کر دے
اور ان کا کرایہ بھی حکومت خود ادا کرے"
حذف کیے جائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ قرارداد کی سطر 2 اور 3 میں سے یہ الفاظ
"اور جہاں سرکاری مکانات میسر نہ ہوں وہاں
حکومت خود ان کو مکان کرایہ پر لے کر دے
اور ان کا کرایہ بھی حکومت خود ادا کرے"
حذف کیے جائیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اگر یہ قرارداد یہاں تک رہ جائے ۔ کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام صوبائی ملازمین کو ان کی جائے تعیناتی پر مناسب

رہائشی مکانات حکومت مہیا کرے" تو اس سے ان کے مقاصد پورے ہو جائے ہیں ۔ حکومت اس سلسلہ میں پوری توجہ دے گی اور ہم بھی یہ قرارداد بغیر کسی مخالفت کے منظور کرتے ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ جناب سپیکر ! مجھے وزیر قانون کی اس ترمیم سے اتفاق ہے کہ اس قرارداد کو یہاں تک منظور کیا جائے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام صوبائی ملازمین کو ان کی جائے تعیناتی پر مناسب رہائشی مکانات حکومت مہیا کرے" ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ ترمیم پیش کی گئی ہے ۔

کہ اس قرارداد کی سطر 2 اور 3 میں لکھے ہوئے الفاظ "اور جہاں سرکاری مکانات میسر نہ ہوں وہاں حکومت خود ان کو مکان کرایہ پر لے کر دے اور ان کا کرایہ بھی حکومت خود ادا کرے" حذف کیے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ اس قرارداد کی سطر 2 اور 3 میں لکھے ہوئے الفاظ "اور جہاں سرکاری مکانات میسر نہ ہوں وہاں حکومت خود ان کو مکان کرایہ پر لے کر دے اور ان کا کرایہ بھی حکومت خود ادا کرے" حذف کیے جائیں ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب یہ قرارداد زیر غور ہے ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ "تمام صوبائی ملازمین کو ان کی جائے تعیناتی پر مناسب رہائشی مکانات حکومت مہیا کرے"

مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جناب سپیکر ! بہت سے فاضل ممبران نے اس قرارداد کے حق میں وضاحت کے ساتھ بیان دیا ہے ۔ مجھے حق تو نہیں کہ اب مزید اس پر کچھ عرض کروں ۔ کرایہ مکان تو حکومت پہلے ہی ان سرکاری ملازمین کو دے رہی ہے انہیں کرایہ مکان نہیں چاہیے بلکہ وہ مکان حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ حکومت ان سرکاری ملازمین کو مکان کے حصول میں امداد کرے اور ان کو مکان حاصل کرکے دے ۔ اور اس سلسلہ میں جہاں تک ہو سکے مرحلہ وار انتظام کرے ۔ اس سلسلہ میں میں یہ گذارش کروں گی کہ کالونیز بنائیں جیسے کہ ڈاکٹرز کی کالونیز ہیں ، اسی طرح سے اساتذہ

کے لیے بھی کالونیز بنائی جائیں ۔ میں اس سلسلہ میں صرف یہی گذارش کروں گی کہ حکومت سرکاری ملازمین کو جائے تعیناتی پر مکان مہیا کرے ۔ اور ایکوزیشن کرکے دے ۔

چوھدری محمد حیات گوندل ۔ جناب سپیکر ! چوھدری ممتاز احمد کاھلوں کی قرارداد بہت اہم ہے ۔ ہر آدمی کے لیے رھائش کا مسئلہ بڑی اہمیت کا حامل ہے ۔ سرکاری ملازمین کو تبادلہ وغیرہ کی صورت میں کرایہ پر مکان نہیں ملتا اور وہ در بدر کی ٹھوکریں کھاتے رہتے ہیں اور اپنے فرائض سر انجام نہیں دیتے ۔ جناب والا ۔ آپ خود سوچیں کہ اگر ایک ملازم کی تنخواہ 400 روپے ہو اور وہ 500 روپیہ کرایہ مکان ادا کرے تو ایسی صورت میں وہ بجائے اس کے کہ اپنی تنخواہ میں سے رقم بچا کر دیگر اخراجات پورے کرے وہ مجبور ہوتا ہے کہ وہ رشوت لے اور دھاندلی کرے ۔ اس لیے یہ قرارداد "کہ تمام صوبائی ملازمین کو حکومت جائے تعیناتی پر رھائشی مکانات مہیا کرے" نہایت ضروری ہے اور اگر حکومت اس پر مرحلہ وار عمل شروع کر دے تو یہ قابل عمل ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ میں اس قرارداد کی پر زور حمایت کرتا ہوں اور ملک محمد اعظم صاحب نے اپنی ترمیم واپس لے کر بہت اچھا کیا ہے ۔ میں اس ہاؤس کے تمام فاضل ممبران سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کریں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ ترمیم شدہ صورت میں یہ قرارداد کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام صوبائی ملازمین کو ان کی جائے تعیناتی پر مناسب رھائشی مکانات حکومت مہیا کرے" منظور کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ! اب میرے خیال میں ہاؤس کی کارروائی کل تک کے لیے ملتوی کی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ فقیر عبدالمجید خان، مسٹر احسان الحق پراچہ، مسٹر ثناء اللہ خان ، سردار امجد حمید خان دستی ۔ ۔ ۔ کوئی بھی موجود نہیں ہاؤس کی کارروائی کل صبح 8 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس مورخہ 4 جون 1976ء بروز جمعہ المبارک 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

جمعتہ المبارک ۔ 4 جون 1976ء

(جمعتہ المبارک ۔ 5 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ
قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنِّي أَخَافُ
إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ
وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۝ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ
وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ
وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝

پ ۷ ۔ س ۶ ۔ رکوع ۸ ۔ آیات ۱۴ تا ۱۸

(اے پیغمبر) آپ کہئے کہ میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو مددگار بنالوں وہی تو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کو کھلاتا ہے اور خود کسی سے کھانا نہیں لیتا یہ بھی کہہ دو کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا بنوں اور یہ کہ تم (اے پیغمبر) مشرکوں میں نہ ہونا ۔ یہ بھی کہہ دو کہ میں اگر اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے جس شخص سے اس روز عذاب ٹال دیا گیا اس پر اللہ نے بڑی مہربانی فرمائی اور یہ کھلی کامیابی ہے ۔ اور اگر اللہ تم کو کوئی سختی پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر نعمت (راحت) عطا کرے تو کوئی اس کو روکنے والا نہیں ۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ اور اپنے بندوں پر غالب اور دانا و خبیر ہے ۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر ۔ اب میں تحاریک استحقاقات لیتا ہوں ۔ سردار عطا محمد خان لغاری نہیں ہیں ، شاید وہ اس میں interested نہیں ۔

موضع کرم پور ضلع ملتان میں لیڈی ڈاکٹر نہ ہونے کے باعث متعدد عورتوں کی زچگی کی حالت میں اموات

مسٹر سپیکر ۔ میں تحریک استحقاق نمبر 7 لے رہا ہوں ۔ یہ قاضی محمد اسماعیل جاوید صاحب کی ہے ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید صاحب تحریک پیش کرتے ہیں مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت نے میرے سوال نمبر 6863 کے جواب (ب) جز میں کہ زچگی کی حالت میں اموات نہیں ہوئی ۔ جواب غلط فراہم کرکے نہ صرف میرا بلکہ پوری اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ کارروائی فرمائی جائے ۔

وزیر قانون ۔ اصل میں جو مسئلہ انہوں نے اسمبلی میں پیش کیا تھا وہ اس طرح تھا کہ وزیر متعلقہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع ملتان کے بعض سول ہسپتالوں میں ڈسپنسر تعینات ہیں ، حالانکہ ماضی میں ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ڈاکٹر کام کرتے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع ملتان میں موضع کرم پور کے ہسپتال کے لیے کوئی لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں اور اس کی وجہ سے متعدد عورتوں کی زچگی کی حالت میں اموات واقع ہوئی ہیں ؟ اس پر انہیں اعتراض ہے کہ اس کا جواب درست نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جواب کیا دیا گیا تھا ؟

وزیر قانون ۔ کرم پور کی ڈسپنسری کے لیے لیڈی ڈاکٹر کی آسامی منظور شدہ نہیں ۔ لیکن یہ درست نہیں کہ لیڈی ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے متعدد عورتوں کی زچگی کی حالت میں اموات ہوئی تھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ اموات ہوئی تھیں ۔

وزیر قانون ۔ جو مسئلہ انہوں نے پوچھا تھا وہ یہ تھا کہ لیڈی ڈاکٹر کی عدم موجودگی کی وجہ سے اموات واقع ہوئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ زچگی کی وجہ سے ہوئیں آپ نے اسے انکار کیا ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ کہا گیا ہے کہ کوئی اموات نہیں ہوئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ لیڈی ڈاکٹر کے نہ ہونے کی وجہ سے کوئی اموات نہیں ہوئیں ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ زچگی کی وجہ سے اموات ہوئی ہیں ۔ لیکن اس کی وجہ لیڈی ڈاکٹر کا نہ ہونا نہیں۔کیونکہ تیرہ میل کے اندر کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں ، کیونکہ راستہ کچا ہے اور راستے میں اموات ہوئی ہیں ۔ ان کے نام میرے پاس موجود ہیں اور میرے بڑے بھائی کی بیگم کی موت اسی وجہ سے ہوئی ہے کہ نہ نرس تھی اور نہ دائی تھی ۔ راستے میں اموات ہوئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ راستے میں آتے ہوئے یا جاتے ہوئے ؟

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جب ہسپتال گئے تو وہاں کوئی نہ تھا ۔ پھر اٹھا کر میلسی لے گئے ۔ راستے میں موت واقع ہو گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک مجلس برائے استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے ۔ اس کی رپورٹ ایک ماہ میں پیش ہو ۔

تحاریک التوائے کار

پنجاب کی میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کمیٹیوں کی 1975-76 کے بجٹ کا صحیح اور بروقت تصریف کرنے میں ناکامی

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لے رہے ہیں ۔ یہ تحریک نمبر 9 چوہدری امان اللہ لک کی ہے ۔ رئیس صاحب ۔ کیا امر کا تعلق آپ کے محکمے سے ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 20مئی1976کی خبر کے مطابق پنجاب کے وزیر بلدیات جناب رئیس شبیر احمد نے اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ پنجاب کی میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کمیٹیوں 1975-76ء کے بجٹ کا صحیح اور

بروقت تصرف کرنے میں ناکام رہی ہیں ۔ مالی سال کے خاتمے میں ایک سال باقی ہے ۔ لیکن بیشتر منصوبے نامکمل ہیں اور فنڈز lapse ہو رہے ہیں ۔ میونسپل کمیٹیاں اور کارپوریشن عوامی بہتری کے منصوبوں پر عمل درآمد کرنے میں ناکام ہو چکی ہیں ۔ اس واقعہ نے پورے پنجاب کے عوام میں شدید اضطراب اور بیچینی پیدا کر دی کہ حکومت پنجاب بلدیاتی اداروں کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو چکی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک premature ہے ۔ ابھی تو ایک ماہ باقی ہے ۔ علامہ صاحب موجود نہیں ۔ اگر میں کوئی بات کہہ دوں تو وہ ناراض ہو جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک علامہ صاحب کی تو نہیں ، یہ تو چوہدری امان اللہ لک کی ہے ۔

وزیر قانون ۔ مجھے پتا ہے ۔ جو بات میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک ماہ پہلے ، میرے خیال میں انہیں دن میں بھی خواب آنے شروع ہو گئے ہیں ، کیا معلوم کہ ایک ماہ بعد کیا واقعات ہوں گے تو اس قسم کی تحاریک التوائے کار یہاں لائی جاتی ہیں ۔

Mr. Speaker : This adjournment motion is premature.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب وزیر قانون نے جس انداز میں اس کو hit کرنے کی کوشش کی ہے اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ رئیس شبیر احمد صاحب موجود ہیں ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ میں نے ایک تکنیکی اعتراض اٹھایا ہے کہ ابھی تو ایک ماہ باقی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ مجھے بھی یہ حق پہنچتا ہے کہ میں اس تکنیکی اعتراض کا جواب دوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک بالکل premature ہے ۔

زرعی ترقیاتی کارپوریشن کوٹ ادو سیلز ڈپو سے کھاد اور بیج کا غبن اور اس پر کسی کارروائی کا نہ ہونا

مسٹر سپیکر ۔ اب میں تحریک التوائے کار نمبر 13 لیتا ہوں ۔

چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 22 مئی 1976ء کی خبر کے مطابق زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے کوٹ ادو سیلز ڈپو سے چار لاکھ روپے کی کھاد اور بیج کا غبن ہوا جس پر پرچہ رجسٹر ہوا لیکن پولیس اور زرعی ترقیاتی کارپوریشن نے اس سلسلہ میں کوئی موثر کارروائی نہ کی ، نہ ملزمان کو گرفتار کیا اور نہ ہی خردبرد شدہ مال برآمد ہوا اور محکمانہ طور پر اس خردبرد کی پشت پناہی ہوتی رہی ۔ اس واقعے نے پورے پنجاب کے عوام میں یہ سراسیمگی پیدا کر دی ہے کہ حکومت پنجاب انتظامی گرفت کھو چکی ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب ۔ اگر وزیر قانون میری گزارش سنیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس تحریک التوائے کار کے پیش کرنے کے بعد کچھ انکشافات ہوئے ہیں جن کا میں تھوڑا سا اضافہ کرتا ہوں کہ ساہیوال میں ساڑھے چھ لاکھ روپے کا غبن حکومت کے زیر غور ہے اور سیالکوٹ میں .....

مسٹر سپیکر ۔ ساہیوال اور سیالکوٹ اس میں کہاں سے آ گئے ہیں ؟ کوٹ ادو سیالکوٹ میں ہے یا ساہیوال میں

Let us deal with the specific matter.

آپ تحریک التوائے کار دے دیں ۔ اس میں کیا حرج ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ پنجاب زرعی ترقیاتی کارپوریشن نے اس سلسلے میں ضروری کارروائی کی ہے ۔ جونہی یہ مسئلہ کارپوریشن کے نوٹس میں آیا تو چوھدری محمد نواز ، اسسٹنٹ مینیجر ، کوٹ ادو کو معطل کرکے اس کے خلاف فوراً تحقیقات شروع کر دی گئی اور بعد از تحقیقات چوھدری محمد نواز ، اسسٹنٹ مینیجر کوٹ ادو ، کو کارپوریشن کی ملازمت سے برطرف کرکے اس کے خلاف پولیس میں پرچہ درج کرا دیا گیا ہے جو زیر تفتیش ہے ۔ اس سلسلے میں تھوڑی سی اور بھی وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ پنجاب زرعی ترقیاتی کارپوریشن نے کھاد کی خردبرد کو روکنے کے لیے ایک انسپکشن سیل کھولا ہے جو تمام سیل ڈپو وغیرہ چیک کر رہا ہے اور جہاں بھی سٹاک میں کمی پائی جاتی ہے وہاں پر اہلکاروں کے خلاف فوری کارروائی کی جا رہی ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب ۔ اس سلسلے میں میں نے بھی تحقیقات کی ہے ...

مسٹر سپیکر ۔ ابھی یہ فرائض آپ کے سپرد نہیں ہوئے ۔ اللہ کرے گا کسی دن بھی آپ کے سپرد ہو جائیں گے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ اس لحاظ سے میرے سپرد ہیں کہ میں یہ واقعات آپ کی وساطت سے وزراء صاحبان کے سامنے لاؤں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تحریک التوائے کار لائیں ۔ میں نے یہ تحریک التوائے کار پڑھی ہے ۔ مجھے اس میں بھی کوئی اعتراض نہ ہوگا کہ میں آپ کی وہ تحریک بھی اس ایوان میں پیش کر دوں ۔ آپ کو یہ اندیشہ کیوں ہے ؟

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں کوئی بات عرض کروں تو آپ محسوس کیوں کرتے ہیں؟ بات تو حکومت کے علم میں آ جائے ، پھر وہ جواب دیں یا نہ دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ، اس طرح نہیں ۔ میں یہاں مذاق کرنے کے لیے تو نہیں بیٹھا ہوا ۔ میں یہاں اپنے فرائض سرانجام دینے کے لیے بیٹھا ہوا ہوں ۔ میں یہاں کوئی تماشائی کی حیثیت تو نہیں بیٹھا ہوا کہ آپ مجھے بنانا چاہتے ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب ۔ میں آپ کو تماشائی کی حیثیت سے تو مخاطب نہیں کر رہا ۔

مسٹر سپیکر ۔ شکریہ ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں آپ کو سپیکر کی حیثیت سے مخاطب کر رہا ہوں ۔ آپ اپنے آپ کو اس طرح مخاطب نہ فرمائیں ۔

Mr. Speaker : This is all the Government could do.

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں عرض کروں کہ بیشمار واقعات ایسے ہیں جو ...

مسٹر سپیکر ۔ وہ ہوں گے ۔ میں نے کب آپ کی تردید کی ہے ؟ In view of that has been said by the Minister on this adjournment motion, it is not allowed.

اب میں تحریک التواء کار نمبر 14 لیتا ہوں ۔ اس کے متعلق میں نے ایک

نوٹ لکھا ہے ۔

There is nothing of public importance so far as adjournment motion No. 14 is concerned. Therefore, this is ruled out of order.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اس میں کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ جن فاضل رکن کی یہ تحریک ہے انہیں پتا ہے کہ اس میں کیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق پورے پنجاب میں احتجاج ہو رہا ہے ، جلسے اور جلوس ہو رہے ہیں ...

Mr. Speaker : Don't become sentimental over that matter.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ کیا میں جذباتی ہو رہا ہوں ؟

مسٹر سپیکر ۔ بالکل

only an infinitesimally small section of the public is concerned

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب ۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ بھی اخبار پڑھتے ہوں گے اور وزیر صاحبان بھی وہ بھی اس سے خاصا ذوق رکھتے ہوں گے ۔ میں عرض کروں گا پنجاب میں پچھلے دو ہفتوں سے کیا صورتحال پیدا ہو گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ واحد شخصیت ہے جسے گزشتہ پچاس سال میں اللہ نے یہ توفیق دی ہے کہ وہ ماسکو ریڈیو سے دنیا کو قرآن مجید سنا سکے ۔

You are complaining against him.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ عوام میں اضطراب پیدا ہو چکا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ پاکستان کے سات کروڑ آدمیوں میں سے اگر اسّی سو آدمیوں کو نکال دیا جائے ، جنہیں آپ عوام کہتے ہیں تو باقی چھ کروڑ ننانوے لاکھ نو سو کو آپ عوام نہیں سمجھتے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ آپ کا ذاتی تاثر بھی ہوگا جو آپ فرما رہے ہیں ۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : There is nothing of public importance in that.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ پورے پنجاب میں احتجاجی مظاہرے ہو رہے ہیں ۔ حکومت اس کی تردید تو فرمائے ۔

Mr. Speaker : There is nothing of public importance.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میری بھی اسی موضوع پر ایک تحریک ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحاریک نمبر 41 اور 43 ہیں ۔ ان کو بھی میں ان کی باری پر لوں گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ نہیں جناب ۔ میری تحریک کا نمبر 29 ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کی بھی اپنے نمبر پر باری آ جائے گی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ یہ ایک جیسی ہیں اور آپ ہمیشہ ایک جیسی تحاریک التواء کار اکٹھی لے لیا کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار مفاد عامہ کے خلاف ہے ۔ ملکی اور قومی مفاد کے بھی خلاف ہے ، اس لیے میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ یعنی عریانی اور فحاشی کے متعلق بات کرنا ملک کے مفاد کے خلاف ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں اس کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں کہ عریانی کے متعلق آپ کا سٹینڈرڈ کیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اور یہ لذت بوسہ ملک کے مفاد میں ہے یہ آپ کی نظر میں ملک کا مفاد ہے ۔

ضلع گجرات میں مچھروں اور مکھیوں کی بہتات

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ

ایک ہفتہ سے شہر گجرات پر مچھروں اور مکھیوں نے یلغار کر دی ہے جس سے شہریوں کی نیند حرام ہو چکی ہے ۔ اگر فوری طور پر اس کا سدباب نہ کیا گیا تو شدید ملیریا پھیلنے کا خطرہ پیدا ہو چکا ہے اور عوام کرک سکونت کرنے تک مجبور ہو جائیں گے ۔ حکومت پنجاب کا محکمہ صحت اور میونسپل کمیٹی اس سلسلے میں مکمل بے بس اور ناکام ہو چکے ہیں ۔

یہ کن صاحب کے متعلق ہے ؟

وزیر بلدیات ۔ جناب والا ۔ ایڈمنسٹریٹر میونسپل کمیٹی گجرات کی رپورٹ کے مطابق شہر گجرات میں ایک ماہ قبل جراثیم کش ادویات اور فنس آئل کا سپرے شروع کیا گیا جو پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے ۔ شہر کے تمام گلی کوچوں ، مکانات ، دکانات ، ہنگلا جات ، سینما جات ، مارکیٹوں ، غرض یہ کہ ہر جگہ سپرے کیا گیا ہے اور مکھی مچھر مارنا اب بھی زور شور سے جاری ہے جس کے نتائج بہت کامیاب ہیں ۔ تقریباً ایک ہزار پاؤنڈ بی ایس سی ، سوگیلن فنس آئل خریدا گیا ہے ۔ لیز لے ٹیکس جو محکمہ ملیریا نے مہیا کیا تھا وہ تمام گندے نالوں اور جوہڑوں میں چھڑکا دیا گیا ہے ۔ اس مہم کو کامیاب بنانے کے لیے تیس زائد میونسپل ملازمین کو مامور کیا گیا جنھوں نے دن رات کام کر کے سپرے کا کام تمام شہر میں مکمل کیا ہے ۔ مزید برآں محکمہ ملیریا سے بارہ سپرے پمپ عاریتاً لیے گئے ہیں ۔ جن دنوں میں سپرے کیا گیا ان کا اندراج باقاعدہ رجسٹر میں کیا گیا ہے تاکہ جو جگہیں رہ گئی ہیں ان کا پتا چل سکے ۔ یہ مہم ابھی ختم نہیں کی گئی ، بلکہ بدستور جاری ہے اور مکھیوں اور مچھروں کی بہت کافی حد تک کم ہو گئی ہے اور اس مہم کے جاری رہنے کے نتائج حوصلہ افزا ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے تو 24 مئی کو یہ تحریک التوا دی ہے ۔ آپ ایک مہینے سے کہہ رہے ہیں ۔ اب کیا پوزیشن ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک ۔ جب میں نے تحریک التوا دی تھی تو عملہ فوری طور پر میرے یہاں پہنچا ، مجھ سے دستخط کروائے اور میری کوٹھی پر سپرے کر دیا ۔ باقی ویسے ہی ہے ۔ ان کو اطلاع دی گئی ہے ۔ بہرحال اس کے متعلق آپ نے جو فیصلہ کرنا ہے ، مجھے منظور ہے ۔ ویسے واقعات صحیح نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے ، 9 تاریخ سے بجٹ سیشن شروع ہو رہا ہے ۔ اس کے بعد تحاریک التوا اس ایوان میں پیش نہیں کی جا سکیں گی ۔ اس لیے ہم نے آپ سے تحریری طور پر یہ درخواست کی تھی کہ جو زیادہ اہم تحاریک التوا ہیں ، وہ ان دنوں میں take up کر لی جائیں اور باقیوں کو آپ take up نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزراء کو بھی تو اس کا نوٹس ہونا چاہیے کہ آج وہ take up ہو جائیں گی ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ جہاں تک وزراء کا تعلق ہے ۔ میرے خیال میں اس دفعہ زیادہ تحاریک التوا نہیں ہیں کہ ان سب کا نوٹس وزیر متعلقہ کو نہ ہو ۔ اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو نوٹس دیا جانا ضروری ہے تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ آج ان کو یہ نوٹس دے دیں کہ باقی جو دو دن ہیں ، ان میں یہ تحاریک التوا take up کی جائیں گی اور باقی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک ہے 34 ، 41 نوٹ کر لیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ نمبر 29 کہاں گئی ؟

مسٹر سپیکر ۔ میں دیکھتا ہوں ۔

وزیر قانون ۔ نمبر 34

مسٹر سپیکر ۔ نمبر 43 ، 41 ۔ اور یہ آپ کو پیر کے لیے نوٹس ہے ۔

Mr. Speaker : I will look it. Are you satisfied Mr. Lak ?
Chaudhri Amanullah Lak : I will move a privilege motion. Of course, I am satisfied with the statement of the Minister concerned.

Mr Speaker : The motion is not pressed.

چوہدری امان اللہ لک ۔ تحریک استحقاق پیش کر دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کس سلسلے میں ؟

چوھدری امان اللہ لک ۔ اس لیے کہ ان کو غلط اطلاع دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو یہ کہہ رہے تھے کہ آپ مطمئن ہو گئے ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں ان کے بیان سے مطمئن ہوں ۔ لیکن واقعات ان تک غلط پہنچائے گئے ہیں ۔

ولایت حسین ڈگری کالج ملتان سٹوڈنٹس یونین کے صدر اور طالب علم رہنماؤں کی گرفتاری

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 16 ہے۔ چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی اشاعت مورخہ 22 مئی 1976ء کی خبر کے مطابق ملتان پولیس نے ولایت حسین ڈگری کالج ملتان سٹوڈنٹس یونین کے صدر سجاد بخاری اور تین طالب علم رہنماؤں غلام مصطفے ، عطاء الرحمن انصاری اور غلام رضا قریشی کو گرفتار کر لیا ہے ۔ ان گرفتاریوں سے ملتان کے تمام کالجوں کی سٹوڈنٹس یونینوں نے شدید احتجاج کیا ہے اور طلبہ میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو چکی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ! واقعات اس طرح ہیں کہ سجاد حیدر بخاری ، غلام مصطفے ، عطاء الرحمن انصاری اور غلام رضا قریشی مورخہ 20 مئی 1976ء کو خلاف قانون جلوس کی قیادت کر رہے تھے ۔ انہیں ملتان سے گرفتار کیا گیا ۔ مقدمہ نمبر 339 مورخہ 76-5-20 پی ۔ پی ۔ سی درج کیا گیا ۔ دوسرے دن 76-5-21 کو چار ملزمان نے علاقہ مجسٹریٹ سے اپنی ضمانتیں کرا لیں ۔ اب سب ضمانت پر ہیں اور مقدمے کی تفتیش مکمل کر کے کیس عدالت مجاز میں پیش کیا جا رہا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ! کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ ان طلبہ کا کیا گناہ تھا جس کی پاداش میں انہیں گرفتار کیا گیا ؟

وزیر قانون ۔ کیا جی ؟

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے آپ سے کچھ سوال پوچھا ہے ۔

وزیر قانون ۔ میں نہیں سمجھا ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ میں وزیر موصوف سے اتنی وضاحت چاہوں گا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپکر ۔ کہ ان بچوں کے خلاف ، دفعات کے علاوہ ، کیا الزام ہے ؟

چوھدری امان اللہ لک ۔ دفعات کے علاوہ میں عرض کر رہا ہوں کہ وہ کیا جرم تھا جس کی سرزدگی پر انہیں گرفتار کیا گیا ؟

وزیر قانون ۔ انہوں نے غیر قانونی جلوس نکالا جب کہ پابندی لگی ہوئی تھی ۔ اب اس کی وضاحت لک صاحب ، میں کیسے کر سکتا ہوں ؟

چوھدری امان اللہ لک ۔ جلوس کس سلسلے میں تھا ۔ جناب والا ۔

وزیر قانون ۔ وہ آپ بتا دیں، کیونکہ آپ نے تحریک التوا دی ہوئی ہے ۔ اب یہ بھی میرا کام ہے کہ میں آپ کے لیے ہر چیز کے متعلق ۔ ۔ ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ دفعات اگر آپ پڑھ کر سنا سکتے ہیں اور ملتان پولیس آپ کو اطلاع دے سکتی ہے تو کیا یہ اطلاع نہیں دے سکتی کہ یہ جرم ان پہ ثابت ہوا تھا ؟ میری اطلاع کے مطابق ان طلبہ کو گھر سے پکڑا گیا ہے اور ان پہ یہ دفعات غلط عاید کی گئی ہیں ۔ انہیں سیاسی بنیادوں پر جیل میں رکھا گیا ہے ۔ ان کے ساتھ تشدد کیا گیا ، انہیں مارا گیا ۔ ہمارے تو یہ الزامات ہیں ۔ میں عرض کروں گا کہ آپ کو جو اطلاع دی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے ۔

وزیر قانون ۔ سارے ضمانت پر ہیں (اور آپ کہتے ہیں کہ) ان پر تشدد کیا گیا ہے ؟

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں عرض کروں کہ انہوں نے نہ جلوس نکالا تھا ، نہ کوئی ایسا واقعہ ہوا تھا جس کے پیش نظر ان طلبہ کو پکڑا گیا ۔ انہیں مارا پیٹا گیا ، ذلیل کیا گیا ، گھسیٹا گیا ، حوالات میں رکھا گیا اور اس کے بعد جب طلبہ نے احتجاج کیا تو انہیں غلط مقدمات میں ملوث کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب پوزیشن کیا ہے ؟ انہیں گرفتار کرکے عدالت میں پیش

کیا گیا ہے ؟

وزیر قانون ۔ تمام ضمانت پر رہا ہیں ۔

Mr. Speaker : They have been produced in the court. Is the matter is subjudice ?

Minister for Law : Yes.

Chaudhri Talib Hussain : It is not subjudice. It is something else. (interruptions)

Mr. Speaker : They have been produced in a court of law.

Chaudhri Talib Hussain : They have not been produced in a court of law.

Mr. Speaker : They have been released by a court on bail.

Chaudhri Talib Hussain : If a court releases the accused on bail or they are produced before the court to get the remand, it does not mean that the case is sub-judice. My submission is that the adjournment motion can be ruled out order on some other ground.

Mr. Speaker : No. The matter is sub-judice.

Chaudhri Talib Hussain : My submission is that this matter is not sub-judice.

Mr. Speaker : If they are prodnced in a court of law, then the matter becomes sub-judice.

Chaudhri Talib Hussain : If the accused were produced before the court to get their remand or they were bailed out by the court, the matter does not become sub-judice.

Mr. Speaker : No. The matter does become sub-judice.

Chaudhri Talib Hussain : Then, Sir, I will submit that this point may be thrashed out thoroughly and the parties may be allowed to submit their arguments.

Mr. Speaker : I am prepared to do that but . . .

Chaudhri Talib Hussain : Because then no matter can be taken up and no adjournment motion can be moved.

Mr. Speaker : Any matter which goes before a court of law . . .

Chaudhri Talib Hussain : Sir, this matter has not gone before a court of law.

Mr. Speaker : The court can judge and even discharge the accused. Whatever the demand of the police may be whether remand may be given or some other orders may be passed, the Magistrate has to look into the papers. He is bound to look into the papers. He may even discharge the accused despite what police demands of the Magistrate.

Chaudhri Talib Hussain : That is true but so long as the challan is not put up and the case is not before the court .

Mr. Speaker : Then it becomes a matter of prosecution. Even now the case would be sub-judice.

Chaudhri Talib Hussain : I will submit that kindly you do not give a ruling on this point that the moment the accused are produced before the court whether they are produced to get the remand or for bail, the matter should be considered sub-judice. My submission is that it does not beceme sub-judice. We should be allowed to make our submissions before you give a ruling on this point.

As far as this adjournment motion is concerned it can be ruled out on some other ground.

Mr. Speakr : I keep it pending for Monday.

Chaudhri Talib Hussain : For discussion on this point only.

Mr. Speaker : Yes, for discussion on this point only whether the matter becomes sub-judice.

ویسے میں تو سمجھتا تھا کہ اس میں کوئی شک و شبہے کی گنجائش ہی نہیں سمجھی جانی چاہیے اگر آپ اس پر اصرار کر رہے ہیں تو اس ہر پہر کو بحث کر لیتے ہیں ۔

چوھدری طالب حسین ۔ ویسے یہ بہتر ہوگا کہ اس بات کی وضاحت ہو جائے اور یہ گورنمنٹ کے حق میں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو چار سال سے یہاں پر ہر اسمبلی میں طے ہے ، ورنہ لوگ گرفتار ہوتے ہیں ۔ تو اس پر تعاریک آنا شروع ہو جائیں تو پھر میرا خیال ہے کہ کوئی اور کام نہیں ہو سکتا ۔

چوھدری محمد یعقوب اعوان ۔ اس میں ایک چیز قابل غور ہے ۔ اگر آپ اجازت دیں تو ۔ ۔ ۔

Chaudhri Talib Hussain : The moment the accused are arrested, they are to be produced before the court within twenty four hours of their arrest. It does not mean that the matter become sub-judice. In that case, if there is some case and the accused are arrested, whether it is of politicial significance or something else, then no adjourment motion can be . . .

مسٹر سپیکر ۔ ویسے political significance اور non political significanc کی distinction آپ کیا کرتے ہیں in the due course of law ?

چوھدری طالب حسین ۔ میں عرض کرتا ہوں ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ distinction یہی ہے کہ جو اقدامات ہمارے معمول کے مطابق قوانین کے مطابق کیے جائیں وہ تحریک التوا کا موضوع نہیں بن سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مثلاً کوئی جلوس نکالتا ہے ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جو غیر معمولی قوانین کے ماتحت ہوں ، 144 کے ماتحت گرفتاریاں ہوں تو وہ تحریک التوا کا موضوع بن سکتا ہے تا وقتکہ عدالت میں چالان پیش نہ کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ 144 کے تحت صرف پولیٹیکل گرفتاریاں ہوتی ہیں ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اور عدالت اس کی سماعت نہ شروع کر دے ، اس وقت تک یہ sub-judice نہیں ہوتا ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ آپ اسے pending کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو میں نے پیر تک کر دیا ہے ، مگر ۔ ۔ ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔ حضور والا ! اس کی distinction بڑی clear ہے ۔ آپ بھی وکیل ہیں ۔ اگر accused خود عدالت میں جاتا ہے اور ضمانت کرا لیتا ہے تو وہ matter کیسے sub-judice ہو سکتا اگر prosecutor

اسے لے جائے اور کوئی کیس ثابت کرے ، پھر تو ہو سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر کیس ثابت کرے تو then ther is a judgment

نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔ تفتیش کے بعد پھر وہ چالان بھیجیں گے ۔ تو یہ final distinction ہے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ جناب سپیکر ! میں بھی ایک عرض پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب تک چالان عدالت میں نہ بھیجا جائے ، اس وقت تک پولیس کو ڈسچارج کرنے کے اختیارات ہوتے ہیں ۔ پولیس کیس کو dispose of کر سکتی ہے ، لیکن جب کیس عدالت میں چلا جاتا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں کہ یہ صرف پولیس ہی کر سکتی ہے یا اگر چالان پیش بھی ہو جائے تو ایگزیکٹو کو یہ اختیار ہے کہ کیس کو واپس لے لے ۔

Let us not restrict ourselves only to the police administrative force.

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ایسا اختیار ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ Then what distinction is there ?

گورنمنٹ بھی کر سکتی ہے ، تو پھر ان دونوں میں کیا فرق ہے کہ پولیس یا پولیس سے بڑا کوئی افسر کر سکتا ہے ؟ where lies the distinction ?

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ آپ نے اسے پیر تک کے لیے ملتوی فرما دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو کر دیا ہے لیکن چوہدری صاحب نے چونکہ ایک اہم وضاحت طلب نکتہ اٹھایا ہے ۔ ممکن ہے وہ بھی اس میں کچھ حصہ لیں ۔ میں نے تو نشاندہی کی ہے کہ

This question may also crop in that

پھر چوہدری صاحب ! ممکن ہے اس پر ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ جناب ! میں انہیں رولنگ دکھاؤں گا تو انہیں پتا چلے گا کہ بہت earlier stage سے یہ sub-judice ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی چوہدری صاحب یہ تحریک التوا نمبر 17 ہے ۔

آپ کی ہے ، چوھدری امان اللہ لک . . .

Chaudhri Amanullah Lak : I don't press it Sir.

Mr. Speaker : You don't press it ?

Chaudhri Amanullah Lak : Yes Sir.

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی علامہ صاحب ! یہ تحریک التوا نمبر29 کا موضوع وہی ہے جو ان کی 14 نمبر کا تھا اور اس میں ایک بڑی واضح بات ہے کہ صادقین دنیا کے نامور فن کار ہیں ، عالم گیر شہرت کے مالک ہیں ۔ قرآن مجید کے سلسلے میں انہوں نے اس کے لکھنے اور اس کی نمائش کرنے میں جو خدمت کی ہے اس کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ

In view of that these adjournment motions are not in the national interest. Therefore, I don't allow them.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اسلامی خطاطی کے سلسلے میں انہوں نے جو خدمت کی ہے اس کے صلے میں جو جاگیر آپ انہیں عطا فرمانا چاہیں ، فرما دیں ۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ آپ یہ کیوں دیکھتے ہیں کہ ان کا ماضی کیا ہے ؟ جو حال ہی میں واقعہ رونما ہوا ہے میں نے تو اس کے متعلق گذارش کی ہے اور پھر ماضی میں تو مسیلمہ کذاب بھی سب سے بڑا مسلمان تھا ۔ آخر حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو اسے قتل کرنا پڑا جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ۔ سوال یہ ہے کہ حال ہی میں جو کارنامہ انہوں نے اپنی خطاطی میں انجام دیا ہے یعنی "لذت بوسہ" اور "لذت مباشرت" اور انہوں نے اعلان کیا ہے کہ میں نے ترک اسلام کیا . . .

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو اس سے پہلے بھی لوگ کرتے رہے ہیں ۔ "میں نے ترک اسلام کیا" انہوں نے میر کی زبان میں کہا ہے . . .

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اس لیے جمیعت طلبہ نے مظاہرے کیے . . .

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب ! میر کے متعلق تو آج تک کسی نے فتویٰ نہیں لگایا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ آپ یہاں یہ حق مانگتے ہیں کہ آپ بول رہے ہوں تو کوئی نہ بولے ۔ لیکن یہ حق کسی ممبر کو حق دینے کے لیے تیار نہیں کہ وہ بول رہا ہو ، تو اپنے خیالات اور گذارشات بالتفصیل اور

توثیق کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرے۔ میں نے دراصل اس adjournment motion کو attention motion کے طور پر پیش کیا تھا کہ گورنمنٹ اس پر توجہ کرے کہ عریانی اور فحاشی بڑھ رہی ہے۔ اس کے خلاف مظاہرہ کیا گیا اور اس مظاہرے پر لاٹھی چارج ہوا ہے۔ بے بس طلبہ پر لاٹھی چارج کیا گیا ہے جنہوں نے کوئی خلاف ورزی نہ کی تھی۔ یہ بات تحریک التوا کا موضوع ہو سکتی ہے، اس لیے اسے آپ منظور فرمائیں۔

Mr. Speaker : All right. The object is achieved.

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ کیوں جناب ؟

مسٹر سپیکر۔ اس لیے کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ میں نے یہ attention motion کے طور پر دی ہے۔

I hope that government will give due attention to the motion that has come up.

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ وزیر صاحب نے تو جواب بھی نہیں دیا۔ آپ وزیر بھی بن جاتے ہیں اور سپیکر بھی۔

مسٹر سپیکر۔ میں نے ان کی توجہ اس کی طرف دلا دی ہے میں اور کیا کروں ؟

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! علامہ صاحب نے جو ارشادات فرمائے ہیں، میں نہایت ادب سے لیکن شدت کے ساتھ ان سے اختلاف کرتا ہوں۔ میرا اپنا نظریہ ہے کہ یہ اس ملک کی بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ جن لوگوں نے آرٹ، کلچر اور دوسری ایسی چیزوں کی ترویج و ترقی کے لیے کوشش کی یا انہوں نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا تو اس ملک میں ایک طبقہ ضرور ایسا موجود ہے جو آج بھی میکارتھی ازم کے ذریعے اس ملک کے ان لوگوں کے خلاف، جو اپنے فن کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں اور جو اس ملک کی عزت کے نشان ہیں، لٹھ لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ میں علامہ صاحب سے کہوں گا کہ خدارا، اس ملک میں جو روش چلی ہے کہ کسی شخص کو اپنی آواز بلند نہیں کرنے دیا جاتا، اس ملک میں فن کو ترقی نہیں کرنے دیا جاتا اسے ترک کیا جائے۔ اس طرح جذبات میں نہ جا جائے، کیونکہ یہ بات جمہوریت کو پنپنے نہیں دے گی۔ یہ جمہوریت کی روح کے خلاف ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک کے

ساتھ بہت بڑی دشمنی ہے کہ جو روایات پچھلے انتیس سال میں رکھی گئی ہیں، ان کو اس طرح پامال کیا جائے اور اس ملک میں ان کو آگے کی طرف نہ بڑھنے دیا جائے۔ میں اس تحریک التوا کے سلسلے میں اسی وجہ سے نہیں اٹھ رہا تھا کہ میں حکومت کی طرف سے یہ جائز مطالبہ نہیں سمجھتا۔ عریانی کیا چیز ہے؟ سفلی جذبات کو ابھارنے والی کسی بھی چیز کو دنیا میں عریانی سمجھا جاتا ہے لیکن اگر اس سے وہ سفلی جذبات نہیں ابھرتے تو دنیا میں کوئی پینٹنگ بھی عریانی نہیں سمجھی جاتی۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور دنیا میں آج تو آرٹ کے بے شمار نمونے پیش ہو رہے ہیں، اس لیے یہ کیا ہے کہ ایک شخص کو ایک چیز نہیں بھاتی تو وہ اس کے خلاف اٹھ کر کہے کہ اسے وہ چیز اچھی نہیں لگتی؟ ہمیں اپنے ملک میں لوگوں کو اپنی رائے اور اپنا نقطۂ نظر فن پاروں کے ذریعے پیش کرنے کا حق دینا ہوگا، پھر کیلیگرافی میں اس شخص نے اسلام کی جو خدمت کی ہے اور جس انداز میں اس نے تمام دنیا میں نمائش کی ہیں، آسٹریلیا میں ہوئی ہیں، سارے مڈل ایسٹ میں ہوئی ہیں، اس نے کیلیگرافی میں اسلام اور قرآنی آیات کو ایک نئے انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ فن کا مظاہرہ نہیں۔ اگر اس قسم کے حقوق کو پامال کیا جائے گا تو کم از کم میں اس کی حمایت نہیں کر سکتا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ واجب الاحترام وزیر قانون کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جہاں ان کی قرآن کے متعلق خطاطی کے فن کا مظاہرہ ہے اس کو سب خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ لیکن آپ نے پتا نہیں عریانی اور فحاشی کا مطلب کیا لیا ہے؟ انہوں نے خود اعلان کیا ہے کہ میں نے ترک اسلام کیا۔

وزیر قانون۔ وہ تو میر کے ایک بہت پرانے شعر پر اس بیچارے نے اپنا نام لکھ کر لگا دیا ہے۔ وہ شعر ساری دنیا جانتی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ شعر اتنا پرانا بھی نہیں ہے وہ میر کا شعر ہے "قشقہ کھینچا اور ترک اسلام کیا"، لیکن اس نے صرف لکھا ہے کہ ترک اسلام کیا۔ قشقہ بھی انہوں نے نہیں کھینچا۔ آپ کو تو پورا شعر بھی یاد نہیں۔ میں نہایت احترام کے ساتھ آپ کو کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ "لذت برسہ" اور "لذت مباشرت" کو عریانی نہیں سمجھتے تو پھر عریانی کیا

ہے ؟ فحاشی کیا ہے ؟

وزیر قانون ۔ یہ اختلافی مسئلہ ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ آپ اس ملک کو عریانی اور فحاشی کی طرف لے جا رہے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ ہم تنگ دل ہیں ، تنگ نظر ہیں ۔ ہم اسلام کے معاملے میں تنگ نظر نہیں ہیں ۔ ہم وسیع النظر ہیں۔ اسلام وسعت نظر دیتا ہے ۔ لیکن اسلام یہ نہیں کہتا کہ ایسے آرٹ کو ایک ایسے ملک میں پھیلایا جائے جو اسلام اور محمد عربی کے نام پر بنا ہے ۔ جس میں اسلام کی روایات کو زندہ کرنے کے لیے آئین نے ہمیں حکمت عملی کے اصول دیے ہیں ۔ اس ملک کے اندر اس قسم کے فن کا مظاہرہ کیا جائے اور آپ اسے آرٹ کہیں ۔ میرا تو یہ تاثر تھا کہ صرف ڈاکٹر مبشر حسن صاحب ہی اس قسم کے آرٹ کو پسند کرنے والے ہیں ۔ لیکن آج مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ بھی ہیں ۔ پہلے میں صرف ڈاکٹر صاحب کو کہتا تھا کہ بڑے آرٹسٹ پسند ہیں ۔ آج معلوم ہوا ہے کہ آپ بھی ان کے ساتھ ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ میرا خیال ہے کہ آج کا اخبار آپ نے نہیں پڑھا ۔ ورنہ آپ کو معلوم ہو جاتا کہ صادقین کے حق میں کتنے بیانات آئے ہیں اور اس سلسلے میں مظاہرے بھی ہو چکے ہیں ۔ آج پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ صحافت کے طلباء نے ان کے حق مظاہرہ کیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس قسم کے بے شمار لوگ موجود ہیں جو سچائی اور حقیقت کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ صادقین نے خطاطی کے متعلق جو کارنامے سر انجام دیے تھے ان میں سے تین چار تصویریں اٹھالی گئی ہیں ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب والا ۔ ہم اسی سلسلے میں وزیر اعظم سے بھی ملیں گے اور ان سے درخواست کریں گے کہ پاکستان میں یہ چیزیں برداشت نہیں کی جا سکتیں ۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس کے بعد یہ مسئلہ حل ہو جائے گا ۔

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ اسی ضمن میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک exhibitions اور صادقین کے فن اور اس کے معیار کا تعلق ہے ، صادقین ایک ایسا مصور ہے جس کے فن کی نمائشیں تمام دنیا میں

ہو چکی ہیں ۔ اور اس کی لسٹ بھی ہمارے پاس موجود ہے شاید دنیا میں کسی فن کی اتنی زیادہ نمائش نہیں ہوئی ۔ صادقین کے فن کی نمائش دنیا کے تمام بڑے بڑے ممالک میں عالمی سطح پر ہو چکی ہے ۔ لندن ، فرانس ، سوئٹزر لینڈ ، مڈل ایسٹ ، رومانیہ ، مشرق جرمنی ، ترکی اور مختلف ممالک میں نمائش ہو چکی ہے ۔ اس کے علاوہ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ صادقین وہ مصور ہے ، جو تقریباً دس لاکھ روپے کی مالیت کے اپنے شاہکار لاہور کے لوگوں اور طلبہ کے لیے وقف کر چکے ہیں ۔ ایک شاہکار "The light of the Book" اور اس کے علاوہ پبلک لائبریری میں دوسرا شاہکار by way of gift gave it to the people of Lahore "Quest for Knowledge" نیو کیمپس لائبریری کے لیے بنایا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف صادقین کی سوانح عمری بیان فرما رہے ہیں یا تحریک التوا کی مخالفت کر رہے ہیں ؟ وہ کیا کر رہے ہیں ؟

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں ....

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ! میں جیسا کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں ، یہ کوئی disputed معاملہ نہیں ۔ ان کی خطاطی کو تو ہم سب appreciate کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب ! آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے ، کیونکہ آپ کی تحریک التوا کو اتنی اہمیت دی جا رہی ہے ....

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی اور عجائب خانے کے لیے گفٹ بھی دیا ہے ۔ انہوں نے عجائب خانے کی ساری چھت کو پینٹ کیا ہے اور وہ بھی گفٹ کر دیا ہے ۔ اس کے علاوہ انہیں بے شمار ایوارڈ ملے ہیں ۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے پنجاب کونسل آف آرٹس نے اس کے بعد ان کے آرٹ کی نمائش کا اہتمام کیا ہے ۔ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ وہ چند تصویریں جن کے متعلق چند مخصوص لوگوں کو اختلاف رائے تھا اور یہ اعتراض بھی چند خاص حصوں پر تھا وہ نمائش سے اٹھا لی گئی ہیں ۔ میں یہ بھی عرض کر دوں ، جیسا کہ وزیر قانون نے بھی کہا ہے ، دوسری طرف آپ ان کے حق میں بھی بہت کچھ کہا گیا ہے اور میرے پاس پریس

کی وہ تمام فائل موجود ہے اور اگر کوئی فاضل ممبر یہ فائل دیکھنا چاہے تو میں بلا خوف تردید پیش کر سکتا ہوں ۔ اس میں زیادہ تر بیانات ان کے حق میں ہیں ۔ اس کے باوجود تھوڑا سا اعتراض ان کی چند تصویروں پر اٹھایا گیا تھا کہ وہ فحاشی اور عریانی پیش کرتی ہیں ۔ جناب والا ۔ ان کا سٹائل distorted from پیش کرتا ہے ۔ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے بھی کہا ہے کہ یہ فحاشی اور عریانی نہیں جس سے کوئی غلط مطلب لیا جا سکے ۔ ان میں ایسی کوئی بات نہیں ۔ بہر حال اس کے باوجود وہ چند تصویریں جن کے متعلق اختلاف رائے تھا صادقین نے اپنا ایک مقام رکھنے کے باوجود اٹھالی ہیں ... ...

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب والا ۔ اگر وہ تصویریں صحیح نہیں تو انہیں رکھنا چاہیے تھا ۔ انہیں کیوں ہٹا لیا گیا ہے ؟ حکومت کو انہیں پھر لگا دینا چاہیے ۔

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ یہ تصویریں صادقین نے جو پنجاب کونسل آف آرٹس کی ایگزیکٹو باڈی کے مشورے کے ساتھ ہٹا دی ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ! اگر اس میں سے قابل اعتراض مواد ہٹا لیا گیا ہے اور وزیر موصوف اس سلسلے میں یقین دہانی کروا سکتے ہیں تو بخیر ہم اپنی تحریک پر زور نہیں دیں گے ۔

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ ایک بات اور عرض کر دینا چاہتا ہوں ۔ یہاں یہ کہا گیا ہے کہ صادقین نے ترک اسلام کیا یہ صادقین کی وہ رباعی ہے جس کو اگر ہم سمجھیں تو اس میں اس قسم کی کوئی بات نہیں ۔ اس قسم کی باتیں پہلے بھی شعرائے کرام نے کی ہیں ۔ میر تقی میر نے کہا ہے ۔ ''قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا'' ۔ حکیم مومن صاحب مو ن نے بھی کہا ہے ، غالب نے کہا ہے ... ...

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں یہ عرض کر دینا چاہتی ہوں کہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ ''شاعر بڑھ جاتے ہیں اپنی حد سے'' ۔ ہمیں اس بات کا بھی رونا نہیں ۔ ہمیں تو ان تصویروں کا غم ہے ۔ جب ہم وزیر اعظم صاحب سے ملیں گی تو اگر وزیر اعظم صاحب نے انہیں پسند کیا تو ہم انہیں لگا رہنے دیں گی ۔

وزیر اطلاعات ۔ تو جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جہاں تک اس رباعی کا تعلق ہے یہ اردو غزل کا ایک رنگ ہے اور پہلے سے چلا آ رہا ہے ۔ اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ۔ یہ صوفیانہ رنگ ہے ۔ اس پر مومن اور غالب نے بھی کہا ہے ۔ غالب نے تو یہاں تک کہا ہے کہ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے .....

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ انہوں نے اس کے لیے کوئی خط طی یا رباعی پڑھنے کے نہیں کہا کہ "نشہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا"، انہوں نے تو اس کا ثبوت فراہم کیا ہے ۔ نمائش میں ان کی تحریریں اور تصویریں رکھ دی گئی ہیں جو فحاشی اور عریانی کا مظہر ہیں ۔ یہ کوئی شاعری کا رنگ غزل نہیں ۔ اور پھر جناب والا ۔ جیسا کہ وزیر اطلاعات صاحب فرما رہے ہیں اس بات پر تو اس ایوان میں سارا دن بحث چل سکتی ہے ۔ انہوں نے ایک راستہ یہ اختیار کیا ہے کہ پہلے میں یہ کرتا تھا ، اب میں یہ کر رہا ہوں اور آئندہ میں یہ کروں گا ۔ اور خود انہوں نے اسے قابل اعتراض سمجھ کر ہٹا لیا ہے ۔

وزیر اطلاعات ۔ نہیں ، یہ سمجھ کر یہ تصویریں نہیں ہٹائیں ، بلکہ ایک حساس انسان ہونے کی وجہ سے ، انہوں نے کوئی value judgement اپنی تصویروں کے خلاف نہیں دی ۔ اس کے علاوہ جہاں تک اس مہم کا تعلق ہے، اس کے متعلق میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ زین العابدین جو پاکستان کا مصور مانا جاتا تھا اس کی تصویروں میں بھی جو پینسل کی باریک لائینیں ہوتی تھیں ۔ یہ عریانی نظر آتی تھی ۔ لیکن اس وقت انہوں نے کوئی تحریک نہیں چلائی ۔ اصل میں وجہ صرف یہ ہے کہ تمام مسائل حل ہو رہے ہیں اور اس وقت ان کے پاس کوئی مسئلہ نہیں جو موجودہ حکومت کے خلاف پیش کیا جا سکے ۔ اب ایک یہ تحریک رہ گئی ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق میں پہلے بھی اس ہاؤس میں عرض کر چکا ہوں کہ غلط قسم کی فحاشی کو ہم قطعاً پسند نہیں کرتے ۔ میں آپ کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ملک کے کسی بھی حصے میں فحاشی اور عریانی نہیں چلے گی ۔ اسی بارے میں اگر آپ چاہیں تو میں تفصیلاً اس پر statement دے سکتا ہوں ۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایسے رسالے جن غلط قسم کا مواد چھپتا

رہا ہے ہم نے انہیں ضبط کر لیا ہے اور جیسے ہمیں معلوم ہوتا ہے ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے ۔ ہم اس اس سلسلے میں اب بھی کارروائی کر رہے ہیں ۔ لیکن یہ لوگ جلوس نکال کر پنجاب آرٹس کونسل یا پاکستان ٹیلی ویژن جاتے ہیں اور اصل جگہ نہیں جاتے ۔ محض اس لیے کہ اب کوئی مسئلہ موجود نہیں ۔ جناب والا ۔ صادقین کے متعلق بھی تفصیلاً عرض کر چکا ہوں اور اس نمائش کی وجوہات کے متعلق بھی میں عرض کر چکا ہوں ۔ جہاں تک رباعیات کا تعلق ہے اس کے متعلق بھی عرض کر دیا ہے ۔

Mr. Speaker : Now we go on to the Legislation.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب عالی۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینشن۔ جہاں تک فاضل وزیر اطلاعات کا ارشاد ہے کہ فحاشی اور عریانی کو بند کرنے کے لیے بہت کچھ کریں گے ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں ۔ لیکن ان کا یہ ارشاد حد درجہ تشویش ناک ہے کہ ملک کے تمام مسائل اس حکومت نے حل کر دیے ہیں اور مصنوعی مسائل پیدا کیے جا رہے ہیں ۔ ملک کے مسائل جوں کے توں پڑے ہوئے ہیں ۔ صوبے کے مسائل ویسے کے ویسے پڑے ہوئے ہیں ۔ گرانی ویسے موجود ہے اور کتنے مسائل ہیں جن پر کہ حکومت کو توجہ دینی چاہیے ۔ یہ اطلاع بھی درست نہیں کہ صرف صادقین کے خلاف احتجاج ہوا ۔ ان طلبہ نے گلبرگ مارکیٹ جا کر فحاشی کے رسالے اٹھائے اور جلائے ۔ وہاں بھی احتجاج ہوا ۔ اگر حکومت فحاشی اور عریانی کو ختم کرنے کا عزم کیے ہوئے ہے تو اسے ایسا کرنا چاہیے ۔ اس لیے کہ ان کے منتخب وزیراعظم نے اسی پاکستان کے اندر بین الاقوامی سیرت کانگریس اور اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد کر کے اور قادیانی کو غیر مسلم قرار دے کر کچھ اسلامی کارنامے سرانجام دیے ہیں جو کہ قابل تحسین ہیں ۔ اس لیے اس حکومت کا فرض ہے کہ وہ عریانی فحاشی اور دسری مذموم چیزوں کو بند کرے ۔

وزیر اطلاعات ۔ فحاشی کو ہم لوگ بند کرتے رہیں گے ۔ اور باقی میں نے کہا ہے کہ مسائل حل ہو رہے ہیں اور کیے جا رہے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین آپ نے کہا ہے کہ مسائل حل ہو چکے ہیں ۔ اب باقی کوئی مسئلہ ہی نہیں ۔ یہ مصنوعی نعرے رہ گئے ہیں ۔ اگر اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ آپ نے تمام اپوزیشن کو black laws کی وجہ سے

جیلوں میں بند کر لیا ہے اور انہیں جیلوں میں بند کر کے ان کے خلاف مقدمات بنا کر ملٹری کورٹس میں مقدمات بنا کر ، (یہ آپ کے جو ٹریبیونلز ہیں (These are worse than Miltary courts.)

آپ نے بک جماعتی نظام عائد کر کے تمام مسائل حل کر دیے ہیں ، یہ پولیٹکل مسائل اگر آپ نے حل کر دیے ہوں تو پھر ہم یہ چیز مانیے کے لیے تیار ہیں لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ عوام کے مسائل اور مشکلات حل کر دیے گئے ہیں یا جو وعدے آپ نے برسراقتدار آنے سے پہلے عوام سے کیے تھے وہ آپ نے پورے کر دیے ہیں تو اس سلسلے میں میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ وزیر موصوف نے نہایت غلط بیانی سے کام لیا ہے ۔

وزیر اطلاعات ۔ آپ پہلے چیک کر لیں کہ الفاظ کیا ہیں ۔

Mr. Speaker : Let us close this controversy.

بیگم آباد احمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ جلوس نکالنے سے فن کے ساتھ نیکی نہیں ہوگی۔ یہ تو جڑ تک جا کر دیکھنا چاہیے اور صبر ہے اور خوشگواری سے جا کر پوچھنا چاہیے ۔ مجھے مسدس حالی کے دو بند اس موقع پر یاد آ رہے ہیں ۔ انہوں نے اختلاف کو اسلام کے دائرے میں بتا دیا ہے ۔ یہ کہیں کہ ایک الگ ٹولی بنا لیں اور ایک ٹولی الگ بیٹھی ہے اور دوسری ٹولی الگ ۔ وہ جھوٹ کو سچ کہیں اور یہ سچ کو جھوٹ ۔ یہ دستور نہ تھا ۔ اختلافات اس طرح سے دور نہیں ہو سکتے ۔ ان میں اختلاف ہوتا تھا ۔ مگر ع

اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا
تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا

جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا
خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا

یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

وہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی

بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
شریعت کے قبضے میں تھی باگ ان کی

جہاں کر دیا نرم ، نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم ، گرما گئے وہ

یہ نہیں کہ ہم ضد پر اڑے رہیں وہ ضد نہ کرتے تھے ۔ جلوس نہ نکالتے تھے ۔ کالے کو سفید اور سفید کو کالا نہ کہتے تھے ۔ کچھ مانتے تھے اور کچھ منواتے تھے ۔ ضد نہ کرتے تھے ۔ بلاوجہ بلیک میل نہ کرتے تھے جلوس نہ نکالتے تھے ۔ جلاتے نہ تھے ۔ چیزوں کا نقصان نہ کرتے تھے ۔ اسلام کے اصول اور قاعدے کے مطابق جو برسر اقتدار ہوتے تھے انہیں درخواست نہ دیتے تھے ۔ جب مجھے ، میں پہلی عورت ہوں جسے کمیٹی میں لیا گیا تو میں نے سب سے پہلی بات جناب ذوالفقار علی بھٹو سے یہ کہی تھی کہ شبیر احمد عثمانی کو قائداعظم نے کمیٹی میں رکھا تھا ۔ آپ کو بھی غریبوں کی طرف زیادہ کوشش کرنی ہوگی ۔ اللہ انہیں خوش اور کامیاب رکھے ۔ اسلام کی خدمت اور اسلامی مساوات میں وہ اچھا کام کر رہے ہیں ۔ اس وقت انہیں اردو اچھی بولنی نہ آتی تھی جتنی اچھی کہ وہ اب جانتے ہیں ۔ مگر میں دعا دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بھی زیادہ نیک کام کرنے اور اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق دے اور انہیں اپنے بلند ارادوں میں کامیابی عطا فرمائے جیسا کہ وہ محنت کرتے ہیں ۔ ہم زیادہ نہیں جائیں گی ۔ صرف دو تین عورتیں جائیں گی ۔ جلوس نکالیں گی اور ان سے ملاقات کی خواہش کریں گی ۔ اگر انہوں نے بلا لیا تو ہم اپنا نقطہ نگاہ علیحدگی میں بیان کریں گی ۔ اگر وہ ہماری بات پسند کریں گے ۔ تو یہ میری بات تھی ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ میری ایک تحریک التوائے کار تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون بیج کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976 (جاری)

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم قانون سازی کر رہے ہیں ۔ اب میں قانون سازی

کا شیڈول عرض کر دوں ۔ جیسا کہ میں نے اعلان کیا ہے سیڈ کارپوریشن کے بل کی دوسری ریڈنگ جمعہ تک ہو جائے گی تو میں اس کا وقت دے رہا ہوں ۔ ساڑھے گیارہ بجے کلازز اور ترامیم پیش ہوں گی ۔ اب کلاز 4 زیر غور ہے ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ ہم آپ کی بات سمجھے نہیں ۔ اس روز سید تابش الوری صاحب تقریر فرما رہے تھے ۔ آپ نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ وہ تقریر لمبی کر رہے ہیں ۔ انہیں ٹوکا اور بعد میں کہا کہ لمبی تقاریر نہ کریں یہ لمبا بل ہے ۔ اس میں بہت سی ترامیم ہیں ۔ اور میں جمعہ تک اس کو ختم کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہر قانون میں یہی ہوتا ہے میرے خیال میں یہ پچیس کلازز کا بل ہے ۔ یہ کوئی سیڈ تو نہیں ۔

چوھدری طالب حسین ۔ It depends upon the importance of the Bill. اس طرح سے اتنی تیزی سے پاس کرنے کی کوئی ضرورت ہے ؟ ابھی دو دن باقی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ اسمبلی قانون سازی کے لیے بلائی جاتی ہے ۔ ایک بل پاس کرنے کے لیے تو نہیں بیٹھی ہوئی ۔

چوھدری طالب حسین ۔ یہ بات آپ درست فرما رہے ہیں ۔ لیکن یہ نہیں کہ گورنمنٹ کے ہر بل پر ہم ہاں کہہ دیں اور گھر چلے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں نہیں ۔ آپ ووٹ کریں ۔ آپ اپنے خیالات کا اظہار کریں ۔

چوھدری طالب حسین ۔ ووٹ تو اکثریت دیتی ہے ۔ اسے اسمبلی میں لانے کی ضرورت ہی نہیں ۔ ان سے پوچھ کر کہہ دیں کہ اکثریت کا بل ہے یہ پاس ہو گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تجاویز دیتے ہیں وہ قبول کرتے ہیں ۔

چوھدری طالب حسین ۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ اپنا نقطہ نظر بتائیں ۔ کہ ہمارا کیا خیال ہے ۔ اسی لیے تھرڈ ریڈنگ ہوتی ہے ورنہ پہلی ریڈنگ میں

اکثریت پاس کر دیتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی ، مسٹر رؤف طاہر ۔

سید نابش الوری ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ پرسوں فاضل قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے میرے متعلق اخبار ڈیلی ریماکس کو دہرایا تھا کہ سید نابش الوری کی تقاریر کی طوالت کے پیش نظر وہ ایک الگ صوبہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ مجھے ان کے اس رد عمل سے پنڈت ولب بھائی پٹیل کا وہ رد عمل یاد آیا جس کا ذکر مولانا ابوالکلام آزاد نے "India Wins Freedom" میں کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جب مخلوط حکومت قائم ہوئی اور کانگریس کے ساتھ مسلم لیگ کو بھی نمائندگی دینے کا مسئلہ پیدا ہوا تو خان لیاقت علی خان کو مسلم لیگ کی طرف سے وزارت خزانہ کے لیے چنا گیا ۔ جناب خان لیاقت علی خان اور اس وقت کے ڈپٹی سیکرٹری چوھدری محمد علی نے ایسی صورت حال پیدا کر دی کہ کانگریس کا کوئی وزیر اپنی کسی سکیم کو ان کی منظوری کے بغیر آگے نہیں بڑھا سکتا ۔ چنانچہ ایک روز پنڈت ولب بھائی پٹیل کے منہ سے غصے کے الفاظ نکل پڑے اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسی کانگریس کی وزارت ہے جس میں ہم وزارت خزانہ کے بغیر ایک چپڑاسی کو بھی بھرتی نہیں کر سکتے ۔ ان کو پاکستان دو اور ان سے جان چھڑاؤ ۔ تو جناب والا ۔ یہ تاثر جس کا اس ایوان میں بھی اظہار کیا گیا ہے ، میرے نقطہ نظر سے نہایت واضح رہے اور میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آج بھی حکمران پارٹی بہاول پور کے صوبائی بحالی کے مطالبے کو تسلیم کر لے تو میں آج ہی اس اسمبلی کی نشست سے مستعفی ہو جاؤں گا ۔ لیکن جب تک ایسا نہیں ہوتا میں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی خود مختاری ، بہاول پور کی صوبائی بحالی اور ملک کے استحکام کے لیے میرا قلمدان اور کردار اسی طرح جاری رہے گا اور ان احوال میں میری تقریریں پنجاب کے خوابیدہ ضمیر کو بیدار کرنے کے لیے اسی طرح سے اس ایوان میں الشاء اللہ گونجتی رہیں گی ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میری اس تجویز کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ میں نے ان کو پرسوں بھی سنا دیا تھا اور آج بھی سنا

دیا ہے کہ

I will take up the bill clause by clause with amendments upto 11.30.

چوھدری طالب حسین ۔ لیکن جناب ، ہمیں ترامیم پر بولنے کا موقع دیں اور اگر repetition ہو یا کوئی ممبر irrelevant تقریر کر رہا ہو تو آپ اسے ضرور ٹوکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس کے لیے پانچ پانچ منٹ مقرر کر لیں ۔ جو بھی تقریر کرنا چاہتے ہیں ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ آپ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جب بھی آپ سمجھیں کہ کوئی سپیکر repetition کر رہا ہے یا irrelevant بات کر رہا ہے تو آپ اسے ٹوک دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب کسی پر زور تو ہے نہیں ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ آپ اسے اجازت نہ دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب کلاز نمبر3 پر جو تقریریں ہوئی ہیں ان میں 99 فی صد repetition ہے ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ آپ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ آپ irrelevant تقریر نہ ہونے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ساڑھے گیارہ بجے کا وقت مقرر کرکے اصل میں وہی حق استعمال کر رہا ہوں ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ یہ کوئی حق نہیں ۔ آپ وہاں حق استعمال کریں جہاں کوئی سپیکر irrelevant ہو یا repetition کر رہا ہو یا وہ دلائل دے رہا ہو جو اس سے پہلے کسی اور سپیکر نے دیے ہیں آپ اسے ضرور ٹوک سکتے ہیں ۔ آپ اسے ضرور بیٹھنے کے لیے کہہ سکتے ہیں آپ اسے بولنے کی اجازت نہ دیں ۔ لیکن جہاں تک ان ترامیم کا تعلق ہے ، ان پر ہر mover کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنا اظہار خیال اور اپنا نقطہ نظر اس ایوان میں پیش کرے اور اس پر دلائل دے ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے مودبانہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ ہمیں اس حق سے محروم نہ کریں اور ہمیں موقع

دیں ۔ اگر آپ محسوس کریں کہ بلاوجہ طوالت ہو رہی ہے ، repetition ہو رہی ہے اور وہی دلائل دیے جا رہے ہیں تو آپ ٹوک سکتے ہیں ۔ آپ اس سپیکر کو کہہ سکتے ہیں کہ وہ بیٹھ جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ! اگر آپ اس بورڈ کی موجودہ ہیت ترکیبی کو دیکھیں تو اس میں اس امر کی کوئی ضمانت نہیں کہ جن اغراض و مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اس بورڈ کو موجودہ ہیت ترکیبی کے ذریعے بنایا گیا ہے اس سے وہ حاصل ہو سکیں گے جن کے بارے میں بڑے بلند بانگ دعوے کیے گئے ۔ اس بات کی کوئی ضمانت نہیں کہ اس بورڈ میں کوئی ماہر جو بیجوں کی افزائش کے بارے میں مکمل علم رکھتا ہو اور تجربہ رکھتا ہو وہ اس بورڈ کا ممبر ہوگا اور نہ ہی مینجنگ ڈائریکٹر کے بارے میں کوئی حتمی بات کہی گئی ہے کہ وہ ضرور بیجوں کی افزائش کے بارے میں کوئی علم رکھتا ہوگا اور بیجوں کی بہتر quality پیدا کرنے کا علم رکھتا ہوگا۔ جناب والا۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ جب موجودہ بورڈ کی تشکیل کے بارے میں اس کلاز میں کہا گیا ہے اور اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ادارہ ، یہ بورڈ تجارتی بنیادوں پر چلایا جائے گا ۔ اگر آپ اس کو غور سے دیکھیں تو وہ تمام دعوے باطل ہو جاتے ہیں جن کے حوالے سے یہ کہا گیا ہے کہ حکومت اس ملک میں پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھانا چاہتی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ کہنا کہ یہ بورڈ تجارتی بنیادوں پر چلے گا اس میں مکمل تضاد ہے ۔ جناب والا ۔ اگر یہ کہا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا کہ حکومت بیجوں کی تجارت کے سلسلے میں ایک تاجر کا روپ ادا کرنا چاہتی ہے اور اس کے پیش نظر وہ مقصد نہیں جس کا اظہار اس بل میں کیا گیا ہے اور جب کہ اس بورڈ کو دوسرے طریقے سے تشکیل کیا جا رہا ہے اور جو اس کے ساتھ شرائط وابستہ کی جا رہی ہیں کہ اس بورڈ کو اس طریقے سے چلایا جائے گا

جناب والا ۔ سب جانتے ہیں کہ درآمد شدہ بیج اور گندم کو حکومت subsidize کرتی ہے ۔ لیکن جو بیج بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور جس کے بارے میں یہ کارپوریشن یا بورڈ بنایا گیا ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ تجارتی بنیادوں پر چلایا جائے گا ۔ جناب والا ۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا

تھا کہ اس کو No profit basis پر چلایا جائے گا ۔ لیکن یہاں پر یہ شرط ہے کہ اس کو تجارتی نقطہ" نظر سے اور تاجرانہ بنیادوں پر چلایا جائے گا ۔ اس کے علاوہ اس کلاز میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکومت جس ممبر کو جس وقت چاہے ہٹا سکتی ہے اور بورڈ کی رکنیت کو جب چاہے تبدیل کر سکتی ہے ۔ جناب والا ۔ اگر آپ بھی ان اغراض و مقاصد کو پیش نظر رکھیں کہ کون شخص پوری دلجمعی سے اور پوری خلوص نیت سے اس بورڈ میں کام کر سکتا ہے جب کہ اس کے سر پر ہر وقت یہ تلوار لٹکتی رہے گی کہ حکومت اس کو جب چاہے ہٹا سکتی ہے اور تبدیل کر سکتی ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو اس کلاز میں بات کہی گئی ہے کہ حکومت کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے کسی ممبر کو وہ ہٹا سکتی ہے ، یہ غیر ضروری ہے ۔ کیونکہ اس سب کلاز کے رکھنے سے وہ اغراض و مقاصد حاصل نہیں کر سکیں گے جن کے لیے یہ بورڈ تشکیل کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ ہم اس ملک کو خود کفیل بنانا چاہتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ کاشتکاروں کو بہتر قسم کے بیج مہیا کریں ۔ جناب والا ۔ جب تک ہم اس بورڈ کے تمام اراکین کو اس امر کی ضمانت نہیں دیں گے کہ انہیں کام کرنے دیا جائے گا اور ان کے کام میں مداخلت نہیں کی جائے گی ، ہم وہ اغراض و مقاصد حاصل نہیں کر سکیں گے جن کے لیے اس بورڈ کی تشکیل کی جا رہی ہے ۔

جناب والا ۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ حکومت وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کرے گی جن کی روشنی میں یہ بورڈ کام کرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکومت جس رکن کو جب چاہے ہٹا سکتی ہے ۔ لیکن اس سے پہلے یہ کہا گیا ہے کہ جو رکن ہوگا ، اس کی میعاد تین سال ہوگی ۔ لیکن جناب والا ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس میں یہ رکھتے کہ کوئی رکن تین سال سے پہلے نہیں ہٹایا جا سکتا اور اس کے ساتھ کچھ شرائط رکھتے ، کوئی اسے شو کاز نوٹس دیا جاتا اور یہ کہا جاتا کہ آپ اس بورڈ کی رکنیت کے اہل نہیں اور وہ شخص یہ ثابت کرتا کہ وہ اس بورڈ کی رکنیت کا اہل ہے ۔ لیکن یہ تو محض حکومت کی صوابدید پر ہے کہ جو بورڈ کا رکن خوشامد کرے وہ اس کام کا اہل ہوگا یا نہیں ہوگا اور جناب والا ۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ رکن بیجوں کی ٹریڈ کو اور بیجوں کی افزائش کو سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو یہ اس

کے لیے کوئی ضروری نہیں ۔ محض یہ ضروری ہے کہ وہ حکومت وقت کی خوشامد اور چاپلوسی کرے اور اس بورڈ میں تین سال تک کام کرتا رہے ۔ لیکن جناب من ۔ اس کلاز کو اس طریقے سے منظور کیا گیا تو کوئی بھی شخص جو اس بورڈ کا رکن ہوگا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کلاز نمبر 6 پر آ گئے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں جناب یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کی تین سال کی میعاد ہوگی لیکن اس کے ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ حکومت جب چاہے اسے تبدیل کر سکتی ہے ، ہٹا سکتی ہے ۔ میں اس نکتے پر بات کر رہا ہوں کہ وہ لوگ جن کو خطرہ ہوگا ، یہ خوف ہوگا ۔ میرے خیال میں یہ اسی کلاز میں موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سارا بل پڑھا نہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جی ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس میں صرف اتنا ہی موجود ہے "altered" کہ alteration کا پروسیجر کیا ہوگا ؟

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب من ! اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اتنے بورڈ کے رکن ہوں گے ۔ جب ردوبدل کیا جائے گا تو یہ نہیں کہ addition کی جائے گی ، بلکہ یہ ہے کہ کسی ایک ممبر کو ہٹا کر دوسرا ممبر مقرر کر سکتی ہے ۔ میں تو اس کا مفہوم یہی سمجھتا ہوں ۔ لیکن اگر آج وہ سمجھتے ہیں کہ addition کرے گی اور ان اراکین کو تین سال کی پوری میعاد ملے گی تو پھر یہ دوسری بات ہے ۔ لیکن جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حکومت جس ممبر کو چاہے ہٹا سکتی ہے اور اس کی جگہ دوسرا ممبر مقرر کر سکتی ہے ۔ اس لیے اس طریقے سے بورڈ کا کوئی رکن دلجمعی سے ، خلوص سے اور نیک نیتی سے کام نہیں کرے گا ۔ اس کے علاوہ اس میں کوئی گنجائش نہیں ، اور جہاں تک اس بورڈ کی composition کا تعلق ہے اس میں کوئی گنجائش نہیں اور وہ بلند بانگ دعوے کہ ہم اچھا بیج دینا چاہتے ہیں ۔ پورے نہیں ہو سکیں گے ۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ایک شخص seed trade سے ہوگا ، ایک شخص فارمنگ کمیونٹی سے ہوگا اور

اس کی نامزدگی ہوگی ۔ لیکن اس میں کوئی گنجائش نہیں کہ کوئی ماہر جو زرعی یونیورسٹی کا ہے یا کسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں کام کر رہا ہے یا اس وقت ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن میں ہے ، اسے لیا جائے گا ۔ جس کے پاس علم ہے ، جو تجربہ رکھتا ہے اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں کہ وہ اس بورڈ کا رکن بن سکے ۔ اگر اس کلاز کے ذریعے ایسا نہیں کیا جا رہا تو پھر اس بورڈ پر جو روپیہ خرچ ہوگا وہ ضائع جائے گا اور یہ بورڈ جن مقاصد کے حصول کے لیے بنایا جا رہا ہے وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے ، اس لیے ہم نے وہ ترامیم پیش کیں جن کے ذریعے یہ بورڈ کاشتکاروں کی ٹھوس خدمت کر سکتا ہے ۔ کاشتکاروں کو واقعی اچھی قسم کے بیج مل سکتے ہیں اور اس ملک کی پیداوار بڑھ سکتی ہے کیونکہ ہماری ترامیم میں یہ گنجائش ہے کہ ماہرین اس بورڈ کے ممبر بن سکیں گے ۔ اس کے علاوہ ہم نے اس کلاز میں یہ ترمیم سوچ سمجھ کر پیش کی ہے ۔ کہ لائل پور زرعی یونیورسٹی کا وائس چانسلر اس کا چیئرمین ہونا چاہیے ، بجائے اس کے کہ متعلقہ وزیر زراعت اس کا چیئرمین ہو ، کیونکہ وزیر زراعت آج کوئی ہے کل کوئی اور ہوگا ۔ لیکن ان کے پاس کام ہوتے ہیں اور وہ مصروف ہوتے ہیں ۔ میرے خیال میں آپ بھی اور برسر اقتدار پارٹی کے دوست اس بات کی گواہی دیں گے کہ وہ انتہائی مصروف ترین آدمی ہیں ۔ وہ اس بورڈ کی صدارت اور دوسرے محکمانہ کام کیسے کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنے ایک اور نکتے کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب اس بورڈ کی تشکیل کے وقت ، اس کارپوریشن کی تشکیل کے وقت یہ کہا گیا ہے کہ ہم bifurcate کر رہے ہیں ۔ ہم مختلف کام مختلف اداروں میں بانٹ رہے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ ان کاموں پر توجہ دی جا سکے ۔ اسی نقطہ نظر سے یہ علیحدہ سیڈ کارپوریشن اور یہ بورڈ بنانے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس طریقے سے ، جس طریقے سے اس کلاز میں یہ کہا گیا ہے کہ وزیر زراعت اس کا چیئرمین ہوگا ، تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اعلانات ، وہ تقریر جو اس معزز ایوان میں جناب عبدالحفیظ کاردار صاحب نے اپنی طویل غیر حاضری کے بعد کی ہے اور جناب ایس ۔ ایم ۔ مسعود صاحب نے جو کہا ہے کہ ہم تو ایک علیحدہ میدان میں ایک مخصوص کام کو کرنا چاہتے ہیں ، تو ان کا یہ دعویٰ باطل ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ اس طریقے سے

وزیر زراعت مختلف شعبوں کا over all انچارج ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس بورڈ کا چیئرمین اگر لائل پور زرعی یونیورسٹی کا بنایا جائے اور یہ گنجائش رکھی جائے کہ اور ماہرین جو اس فن میں ہوں جو واقعی زراعت سے دلچسپی رکھتے ہوں اور جو اس کام کو احسن طریقے سے نبھا سکتے ہوں وہ بھی اس بورڈ کا رکن بن سکیں ۔

جناب من ۔ اس کے علاوہ میں نے ضمناً اشارہ کیا تھا کہ حکومت اس کے ذریعے ، اس کارپوریشن کے ذریعے تاجر کے روپ میں کاشتکاروں کے سامنے آئے گی ۔ اس تاجرانہ نقطہ نظر سے بالکل ناممکن ہے یہ آپ اس ملک کی پیداوار بڑھا سکیں ۔ جب کہ آپ دوسری کھاد سے متعلقہ اشیاء کو subsidize کرتے ہیں ۔ لیکن جو بنیادی بات ہے جیسے یہاں کہا گیا ہے اور بڑے زور سے کہا گیا ہے کہ اچھی قسم کے بیج کے بغیر پیداوار کو نہیں بڑھایا جا سکتا ۔ لیکن اس کو تاجرانہ طریقے سے چلایا جائے گا ۔ دوسری اشیاء کو گورنمنٹ subsidize کرتی ہے ۔ لیکن بیج جس کو بنیادی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے اس کو profit basis اور اس کو تاجرانہ نقطہ نظر سے عوام اور کاشتکاروں میں تقسیم کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو آپ پہلے ہی کہہ چکے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جی ۔ اگر سچی بات بار بار کہی جائے تو کوئی بری بات نہیں ۔ جناب سپیکر ۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ ادارہ کمرشل بنیادوں پر چلایا جائے گا ۔ چاہیے تو یہ کہ نان کمرشل بنیادوں پر چلایا جائے ۔ بلکہ کاشتکاروں کو subsidized rates پر بیج مہیا کیے جائیں اور اگر واقعی حکومت خلوص نیت سے پیداوار بڑھانا چاہتی ہے تو اس ادارے کو غیر جانبدارانہ بنیادوں پر چلانا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ بیج کارپوریشن اپنی نوعیت کے اعتبار سے جن مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے قائم کی جا رہی ہے اور وہ اعلیٰ زرعی مقاصد ضروری ہیں ان کے لیے حزب اختلاف کا موقف صرف یہ ہے کہ زرعی مقاصد حاصل کرنے کے لیے نہ بیج کارپوریشن کا ادارہ ضروری ہے اور پھر

بیج کارپوریشن ادارے کے تحت ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : That is not relevant.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں اسی پر آ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اگر آگئے ہیں تو پھر ذرا relevant رہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ بیج کارپوریشن کے تحت قائم ہونے والا جو بورڈ ہے اور اس کی جو تشکیل ہے اس کے متعلق بات کر رہا ہوں ۔ ہمارا دوسرا مؤقف یہ ہے کہ جو بورڈ بنایا جا رہا ہے اور وہ زرعی مقاصد جو حکومت اس بیج کارپوریشن کے تحت حاصل کرنا چاہتی ہے اس کے راستے میں جو بورڈ زبردست رکاوٹ ثابت ہوگا ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بورڈ کو جو اختیارات دیے گئے ہیں اور بورڈ کی جو تشکیل کی گئی ہے یعنی یہ جو دو پہلو ہیں بورڈ کی تشکیل کے اور اختیارات کے ان کو پیش نظر رکھ کر اس طریقے سے قانون سازی کے ذریعے اور اس بورڈ کے ذریعے وہ اختیارات بروئے کار لائے گئے تو میں یہ آپ کی وساطت سے حکومت کو کہنا چاہتا ہوں کہ وہ مقاصد حاصل نہیں کر سکے گی ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بورڈ کی تشکیل میں آپ نے سرکاری ملازمین اور افسران کا ایک طبقہ اس میں بھرتی کرکے رکھ دیا ہے ۔ جیسے ایڈیشنل سیکرٹری ہے ۔ فنانس سیکرٹری ہے ۔ سیکرٹری زراعت ہے ۔ پلاننگ سیکرٹری ہے اور منسٹر صاحبان ہیں ۔ تو بورڈ کیا ہے ؟ نوکرشاہی کے چند بڑے پرزے ہیں جن سے یہ بنایا گیا ہے ۔

Mr. Speaker : Please, come to your amendments and be relevant.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں بورڈ کی تشکیل پر بات کر رہا ہوں ۔ اس کا alternative ہم نے یہ کیا ہے کہ زرعی یونیورسٹی کا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ relevant رہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں بالکل to the point بول رہا ہوں آپ مجھے بولنے تو دیں ۔ آپ اگر وقت بھانا چاہتے ہیں تو مجھے نہ ٹوکیں اور میں جلدی ختم کردوں گا ۔

Mr. Speaker : I want you to be relevant.

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میرا یہ مؤقف ہے اگر بورڈ میں عوامی نمائندگی کا زیادہ عنصر رکھا ہوتا اور farmer community کے نمائندے زیادہ ہوتے ، اس کے بعد پنجاب اسمبلی کے نمائندے جو ہم نے اپنی ترامیم کے ذریعے دیے ہیں ، انہیں اگر آپ نے نمائندگی دی ہوتی اور اس کے بعد بجائے اس کے وہ آدمی جس کو سی ۔ ایس ۔ پی کلاس کہا جاتا ہے جو کہ قطعاً عوامی اور انقلابی نہیں ۔ جو بھی پروگرام حکومت دینا چاہتی ، اس سے اپنے ذہنی اعتبار سے قطعاً ناآشنا ہے اور تاریخ ان ہی کے سروسز رولز پر گواہ ہے ۔ آپ نے پھر اس ادارے کو ان کے کنٹرول میں دے دیا ہے ۔ کیا یہ سبق حکومت نے پہلے نہیں سیکھا ؟ آپ نے جہاں جہاں بڑے سی ۔ ایس ۔ پی کلاس کو لگائے مثلاً واپڈا اریگیشن ہے ، ان کو دیکھ لیں اس میں صرف اور صرف سرکاریت کے عنصر غالب ہیں ۔ حکومت باوجود انتہائی کوششوں کے وہ انقلابی مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے اور حکومت مانتی ہے کہ باوجود اس نیک نیتی کے باوجود کوششوں کے نتائج زرعی سائڈ میں حاصل نہیں کر سکتی اس کی وجہ کیا ہے ؟ اس حکومت سے پہلے جو بھی ہیئت ترکیبی کسی بورڈ کی یا کسی کارپوریشن یا کسی ادارے کی تھی اس میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ سرکاری عنصر غالب رہتا تھا اور تمام تر اختیارات ان کے پاس ہوتے تھے اور jurisdiction بھی ان کے پاس ہیں ۔ ہم آپ سے ایماندارانہ طریقے سے کہتے ہیں کہ آپ سیڈز کارپوریشن زرعی مقاصد حاصل کرنے کے لیے بنا رہے ہیں اور وہ کونسی رکاوٹیں ہیں جن کی وجہ سے آپ پنجاب اسمبلی کے نمائندوں کو نمائندگی نہیں دے رہے اور اس میں farmer community کے لوگوں کو کیوں شامل نہیں کیا گیا ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ کورم نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کریں ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ، گھنٹیاں بجائیں ۔ ۔ ۔ گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہے ۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں اختیارات کے متعلق عرض کر رہا تھا ۔ اگر آپ نے بورڈ میں عوامی نمائندگی نہیں دینی تو پھر اس میں کسان برادری کو زیادہ عمل دخل دیں اور ہم نے ترمیم یہ دی تھی کہ وزیر کو چیئرمین نہ بنایا جائے ۔ اس طرف بیٹھنے والے ممبران میری گواہی دیں گے ۔

کہ انہیں تو فرصت ہی نہیں ۔ تو میں اس لیے عرض کروں گا کہ آپ پر وی ۔ سی ایگریکلچرل یونیورسٹی کو اس کا چیئرمین بنا دیں ، کیونکہ وہ بھی ایک معتمد سرکاری ملازم ہے اور زراعت میں ایکسپورٹ بھی ہے ۔ وہ فنی لحاظ سے مناسب رہے گا ۔

Mr. Speaker : Please try to be relevant and not sentimental.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ ضروری امر حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ حکومت اس ادارے کو کمرشل consideration پر چلائے گی ۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے ۔ میں نہایت ادب سے آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ حکومت سمجھ لے کہ اگر وہ اس ادارے کو کمرشل consideration پر چلانا چاہتی ہے تو پھر اس میں socio-economic کو پیدا کرے ۔ socio economic senses میں یہ جوبل لا رہے ہیں اس میں reactionary fuedal lords پیدا کریں ۔ اس میں قدامت پسندی اور fuedal lords کی جو sense ہے ، جو پہلی حکومتیں بناتی رہی ہیں ۔

Mr. Speaker : Please speake on your amendments. Don't give them a general lecture.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ اس میں میں جب comercial consideratian کی بات کرتا ہوں تو یہ socio-economic بن جاتا ہے اور جس sepse میں حکومت اس ادارے کو چلانا چاہتی ہے ۔

Mr. Speaker : I request the member to be relevant and would also request him to speak on his amendments and not to make a general speech.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ اچھا میں بیٹھ جاتا ہوں ۔ لیکن میرا socio economice کا پوائنٹ کو پورا کرنے دیں میں کچھ نہیں کہوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ مجھے wind up کرنے دیں ۔ تو میں عرض کر رہا تھا اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ وہ کسانوں اور کاشتکاروں کا دیانتدارانہ طور پر بھلا کرنا چاہتی ہے اور ملکی معیشت جو تباہ ہو چکی ہے اس کو بحال کرنا چاہتی ہے تو پھر میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ سیڈز کارپوریشن

بنائے اور اس کو چلائے ہم مداخلت نہیں کریں گے ۔ ہم بالکل غیر جانبدارانہ تنقید کرتے ہیں ۔ اور اس farmer community کو دوسرے sense میں ان کو زیادہ ۔۔۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات آپ پہلے کر چکے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میں ختم کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کلاز پر اس طرح نہیں ہوتا ۔ یہ کوئی پرلمپلز کی بحث نہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ صرف دو منٹ دے دیں ، میں بات کر لوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح نہیں ہوتا ۔ آپ مجبور کرتے ہیں کہ مینٹالیس ممبر آپ کی بات سنیں Then you will have to be relevant.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جب میں وائس چانسلر کی بات کرتا ہوں تو آپ کہتے ہیں کہ یہ relevant نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں کیا کیا جا سکتا ہے ؟

مسٹر نذر حسین منصور ۔ آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ صرف آپ کا جو خصوصی رویہ ہے اس کے پیش نظر آپ جو قانون سازی کر رہے ہیں یہ وہی روایتی ہے ۔ اس میں قدامت پسندی ہے ۔ اس میں نمائش ہے ، اس میں کاشتکار کی بھلائی کی بات نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ پرنسپلز پر تو ٹھیک ہے ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ! اگر مسودہ قانون سیڈز کارپوریشن مصدرہ 1976ء کی یہ ضمن پیش کردہ شکل میں بل کا حصہ بنا دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بل کے اغراض و مقاصد کسی صورت میں پورے نہیں ہو سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو آپ سے پہلے سپیکر کہہ گئے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ آپ مجھے تقریر نہ کرنے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہوتا کہ ہر کلاز پر تمام بولیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ بورڈ کی تشکیل پر اگر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو اس میں بورڈ کا چیئرمین وزیر زراعت کو رکھا گیا ہے ۔

وزیر زراعت کو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ایک مصروف ترین آدمی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات تو ہو چکی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ اگر یہ بات بھی ہو گئی ہے تو اس کے علاوہ یہ جو پیرا 'اے' میں کاشتکار طبقے کو ایک کی نمائندگی دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بھی ہو گیا ہے ۔ آپ تو یہاں بیٹھے ہوئے سنتے رہے ہیں ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر ۔ آپ انہیں تقریر مکمل کرنے کا موقع تو دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ! اس طرح نہیں ۔ general principles میں بڑی relaxity ہوتی ہے ۔ لیکن اب تو ایک خاص کلاز پر بحث ہو رہی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ کاشکار طبقے کا ایک نمائندہ جسے حکومت نامزد کرے گی ، میں کہتا ہوں کہ پورے پنجاب کی نمائندگی کے لیے پنجاب کے ہر ڈویژن سے ایک ایک نمائندہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس قسم کی کوئی ترمیم پیش نہیں کی گئی ۔ قائد حزب اختلاف !

سید طاہر احمد شاہ ۔ حضور والا ! نہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح نہیں ۔ میں یہاں کوئی کھیل تو نہیں کھیل رہا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میں نہایت مختصر الفاظ میں اس ترمیم پر اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں ۔ اس ضمن کی بنیادی بات یہ ہے کہ یہ کارپوریشن اور یہ بورڈ کاروباری بنیاد پر اپنا کاروبار چلائے گا ۔ جناب والا ۔ میری ناقص رائے میں اس سے پیداوار میں اضافے کی بجائے کمی واقع ہوگی ، اس لیے کہ اس بورڈ کو بہت سے ایکسپرٹ ، ایڈوائیزرز اور ٹیکنیشنز بھرتی کرنے پڑیں گے ۔ اس طرح over head charges اس قدر بڑھ جائیں گے کہ بیج نہایت ہی مہنگی قیمت پر کاشتکاروں کو فروخت کرنا پڑے گا ۔ اس لیے کہ آپ کاشتکاروں کو وہ incentive تو نہیں دیں گے جو پیداوار میں اضافے ، بیج کی سپلائی کے لیے ضروری ہے ۔

جناب والا ۔ جب اس بل پر عام بحث ہو رہی تھی تو حکومت کی طرف سے ایک فاضل رکن نے تقریر کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ اس کارپوریشن کے قیام سے پیداوار میں اضافہ ہوگا اور ہم بیج کی درآمد یا اس کے استعمال پر جو بیرونی انحصار کر رہے ہیں اس سے ہمارا چھٹکارا ہو جائے گا ۔ جناب والا ۔ میرے نزدیک یہ کارپوریشن یا بورڈ جس طرح کہ یہ قائم کیا جا رہا ہے ، اس میں ہمارا زیادہ تر انحصار بیرونی امداد پر ہوگا ۔ اور اس ساتھ ساتھ انہوں نے دلیل یہ دی تھی کہ زرعی پیداوار کی قیمتیں اس عرصے میں اس قدر بڑھ چکی ہیں کہ اب ہمارا کاشتکار اس پوزیشن میں ہے کہ اسے جس قدر بھی مہنگا لیکن اچھا بیج دستیاب ہو وہ خرید سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس وقت میں نے انہیں ٹوکنے کے لیے نہیں بلکہ ان کی تقریر میں مزید وضاحت کے لیے کچھ دلیل سننے کے لیے عرض کی تھی کہ کیا وہ اس کے ساتھ یہ بھی فرما دیں گے کہ agricultural inputs کی قیمتیں کس قدر بڑھ چکی ہیں ۔ جس پر انہوں نے مجھے اس طرح بیٹھنے کا حکم دیا جس طرح کیپٹن اپنے player کو دیتا ہے ۔ حالانکہ ان کی یہ بات درست نہ تھی ، میں ان کا پلیر تھا اور نہ ہی وہ میرے کیپٹن تھے ۔ بہرحال ، میں نے یہ بات اس لیے نہ کی تھی ، بلکہ اس لیے کی تھی کہ اس صورت میں وہ اپنی بات کی صحیح وضاحت کر سکیں گے تاکہ ہماری زراعت میں اس بیج کی جو اہمیت ہے وہ اس پر روشنی ڈالتے وقت اس چیز کو ضرور پیش نظر رکھیں کہ اس کارپوریشن کے قیام سے یا اسے کاروباری بنیاد پر چلانے کے لیے ہماری زراعت کی پیداوار میں اضافہ نہیں بلکہ کمی ہوگی ۔

جناب والا ۔ مجھے یاد ہے کہ اس کلاز پر بحث کے دوران جب تابش الوری صاحب تقریر فرما رہے تھے تو اس وقت آپ نے یہ کہا تھا کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ حکومت اس کارپوریشن سے بیج خرید کر کاشتکاروں کو subsidize کرکے فروخت نہیں کرے گی ۔ جناب والا ۔ اگر یہ بات درست ہوتی کہ حکومت subsidize کرکے بیج کاشتکاروں کو دینا چاہتی ہے تو پھر اس کارپوریشن کے قیام ضرورت نہ تھی ۔ اس کارپوریشن کو محض اس لیے معرض وجود میں لایا جا رہا کہ اب حکومت subsidize کرنے کے سسٹم کو ختم کرنا چاہتی ہے ، ورنہ اب بھی اگر حکومت کی یہ نیت ہوتی کہ مختلف قسم کے بیجوں کو حکومت subsidize کرکے فروخت کرے گی تو اس کارپوریشن کے قیام کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ، کیونکہ اس سے قبل ہمارے پاس اسی قسم کی کارپوریشن موجود

ہے ۔ یہ کارپوریشن محض اس لیے قائم کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ حکومت واقعی اسے subsidize کرکے کاشتکاروں کو فروخت کرے گی تو اسے کاروباری بنیادوں کی بجائے نہ نفع نہ نقصان کی بنیاد پر بھی قائم کیا جا سکتا ہے ۔ میں یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ اس کارپوریشن کے قیام کا مقصد ہی محض یہ ہے کہ اس کے بعد subsidize کرنے کا سسٹم ختم ہو جائے گا ، کیونکہ آج تک ہمارے پاس حکومت کی جو پالیسیاں آئی ہیں ان میں یہی ہے کہ حکومت آہستہ آہستہ وہ تمام چیزیں ، خواہ وہ کھاد ہو ، خواہ وہ کیڑے مار دوائیں ہوں ، خواہ وہ بیج ہوں ، ان میں وہ subsidize کرنے کا سسٹم جو حکومت نے شروع میں رائج کیا تھا ، اسے ختم کیا جا رہا ہے ۔

جناب والا ۔ اس ضمن میں میری دوسری گذارش مختصراً یہ ہے کہ جہاں تک اس کارپوریشن کے بنانے کا تعلق ہے اس میں آپ کو نوکر شاہی کے کل پرزے بھی نظر آئیں گے ۔ میری نہایت مودبانہ گذارش ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان پرزوں کے ساتھ کوئی بورڈ یا کوئی کارپوریشن کاروباری بنیاد پر کام کر سکے تو ہمارا آج تک کا تجربہ اس کی نفی کرتا ہے ۔ آج تک کوئی ایسا بورڈ یا کوئی کارپوریشن جو حکومت کی طرف سے کاروباری بنیاد پر قائم کی گئی ہو اور اس میں نوکر شاہی کے پرزے یا اختیار ہوں وہ قطعاً ہمارے مطلوبہ نتائج یا مقاصد پورے نہ کر سکے گی جن کے لیے اس کارپوریشن یا بورڈ کو قائم کیا گیا تھا ۔ مجھے تفصیل سے اس کی مثالیں دینے کی ضرورت نہیں ، کیونکہ وقت کم ہے اور یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہے ۔

جناب والا ۔ اس میں سب سے زیادہ اہم بات جس کا ہماری طرف سے بار بار اعادہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ وزیر زراعت اس بورڈ کا چیئرمین ہوگا ۔ جناب والا ۔ بہت سی دلیلیں دی گئیں لیکن میں صرف اسی دلیل کا اعادہ کروں گا جو میں نے شروع میں اس بل پر عام بحث کے دوران دی تھی کہ وزیر زراعت کا اس بورڈ کا چیئرمین ہونا اس بورڈ کی کارکردگی کو کم کرے گا ، اس لیے کہ بطور نگران کے ، بطور اس کارپوریشن کے وزیر انچارج کے وہ اس کے افسران کی بہتر طور پر جواب طلبی کر سکتا ہے ، بہتر نگہداشت کر سکتا ہے اور بہتر کنٹرول کر سکتا ہے ۔ لیکن اگر اسے اس کارپوریشن یا بورڈ کا چیئرمین بنا دیا گیا تو وہ غیر جانبدارانہ طور پر اپنے فرائض سر انجام نہیں دے سکے گا ۔ اس لیے میں اس دلیل کو substantiate کرنے کے لیے یہ عرض کروں گا کہ آج

تک ، سوائے موجودہ حکومت کے ، جتنے بھی بورڈ یا کارپوریشنیں اس سے قبل بنتی رہی ہیں اسی بنا پر کبھی کسی وزیر کو کسی بورڈ یا کسی کارپوریشن کا چیئرمین نہیں بنایا گیا ۔ یہ محض اس حکومت کے دور میں ہوا ہے ۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس پر غور کریں اور جہاں تک اس کارپوریشن کے بنانے کا تعلق ہے اس میں نوکر شاہی کے کل پرزوں کے بجائے ٹیکنیشینز ، ایڈوائزرز اور ایکسپرٹس رکھے جائیں ، وہ اس بورڈ کو بہتر طور پر کنٹرول کر سکتے ہیں اور وزیر کی بجائے کسی ایسے شخص کو اس کا چیئرمین ہونا چاہیے جو اس سلسلے میں بہتر طور پر اپنے فرائض انجام دے سکے ۔

ان گذارشات کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ کاروباری بنیاد پر اس کارپوریشن کے قیام کا جو مقصد بیان کیا گیا ہے ، میں اعادہ نہیں کرتا ، لیکن یہ درخواست ضرور کروں گا تاکہ یہ ریکارڈ پر آ جائے کہ اس سے ہماری پیداوار میں اضافہ کی بجائے کمی ہوگی ۔

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, for the words "commercial considerations" occurring in line 2, the words "non-commercial basis" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, the words "and be guided by such directions as the Government may give to it from time to time" occurring in lines 2—3, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted namely :

The Board shall consist of :

(a) Secretary to the Government of the Punjab, Agriculture Department. — Chairman.

(b) Additional Secretary, Finance Department, Government of the Punjab. — Member.

(c) Two representatives form the Farming Community to be nominated by the Government. — Members.

(d) Two members from the Seed trade to be nominated by the Government, — Members.

(e) Managing Director, Punjab Seed Corporation. — Member/ Secretary of the Board.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for para (a) of sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :

(a) Vice—Chancellor of Agriculture University. — Chairman.

(The motion was lost)

وزیر قانون ۔ میرے خیال میں یہ ترمیم ویسے بھی پیش نہیں ہو سکتی ۔ کیونکہ کلاز چار کی (3) (جی) میں یہ ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں یہ کہیں نہیں کہ گورنمنٹ مینجنگ ڈائرکٹر مقرر کرے گی ۔

وزیر قانون ۔ اس میں یہ ہے :

"The Board shall consist of Managing Director"

اس میں مینجنگ ڈائرکٹر بھی ہے ۔ اگر بورڈ میں مینجنگ ڈائرکٹر بذات خود ہو تو وہ اپنی appointment کیسے کر سکتا ہے ؟

Mr. Speaker : I agree.

سید تابش الوری ۔ نہیں، بورڈ اپنی ایک سیلیکشن کمیٹی بنا سکتا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر اس میں کہاں ہے مینجنگ ڈائرکٹر ؟

شیخ عزیز احمد ۔ یہ پیش ہی نہیں ہو سکتی ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ کلاز 4 کی 3 (جی) دیکھیں :

The Board shall consist of Managing Director.

بورڈ کی جو constitution ہے ، اس میں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کس کلاز میں ہے ؟

وزیر قانون ۔ یہ کلاز 4 (3) (جی) میں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ترمیم تو نہیں ہو سکتی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری گذارش یہ تھی کہ اعتراض اس اعتبار سے نہیں ۔ اگر بورڈ کا کوئی ایک ممبر نہ ہو تو اس کی وجہ سے بورڈ کی completion کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو اس کے فنکشن کے متعلق ہے ۔

وزیر قانون ۔ وہ تو میٹنگوں وغیرہ کے بارے میں ہے جب بورڈ itself constitute ہوگا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس بات کی مخالفت کر رہا ہوں کہ حکومت کی بجائے بورڈ کا اختیار ہونا چاہیے ۔ تو بورڈ کے لیے ضروری ہے کہ وہ سارے کے سارے اراکین پر مشتمل بیٹھا ہو ۔ بورڈ یہ کر سکتا ہے کہ تین آدمیوں پر مشتمل کوئی کمیٹی بنا دے ، ماہرین پر مشتمل کمیٹی بنا دے ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I don't agree.

سید تابش الوری ۔ کیونکہ جناب والا ۔ بورڈ کے اختیارات میں لکھا ہے کہ وہ اپنے اختیارات تفویض کر سکتا ہے ایک ممبر کو بھی ، دو ممبروں کو بھی ، تین ممبروں کو بھی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ اور بات ہے ۔

That is about the constitution and about the functioning of the Board. It is very clear distinction.

سید تابش الوری ۔ مینجنگ ڈائرکٹر کے تقرر کا مسئلہ ہے ۔ جناب والا ۔ تو ہم یہ کہتے ہیں ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : The full Board will not be constituted by the time.

سید تابش الوری ۔ نہیں ، تو اس کی ضرورت نہیں ۔ جب تک سارے ممبر نہ ہوں ، یہ کہاں ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ وہ بورڈ فنکشن کر سکتا ہے یا نہیں ، یہ مختلف چیز ہے ۔ ایک ممبر نہیں ، کوئی مر گیا ہے ، کوئی چھٹی پر چلا گیا ہے ، کوئی استعفیٰ دے گیا ہے ۔ یا حکومت نامزد نہیں کرتی ۔ تو یہ ایک مختلف چیز ہے کہ بورڈ پھر بھی فنکشن کرتا رہتا ہے ۔ بورڈ کو انہوں نے ایک قسم کی permanency سی دی ہے ۔ لیکن بورڈ کا جو constitution ہوگا ، اس میں مینجنگ ڈائرکٹر موجود ہوگا ۔

سید تابش الوری ۔ یعنی اس کے بغیر بورڈ کا اجلاس ہی نہیں ہوگا !

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ اجلاس تو ہوگا ۔ بورڈ کی constitution کا مینجنگ ڈائریکٹر ایک لازمی حصہ ہے اور اس کے فنکشن کے لیے اس کا ہونا یا نہ ہونا ضروری نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ یعنی جب تک مینجنگ ڈائرکٹر appoint نہیں ہوگا ۔ آپ کے نقطہ نظر سے بورڈ کام نہیں کرے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ بورڈ بالکل کام کرے گا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اگر وہ کام کرے گا تو پھر وہ مینجنگ ڈائرکٹر کا تقرر کرے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کس طرح اس کو مقرر کرے گا ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے تو بورڈ پورا نہیں بیٹھا کرتا ۔ بورڈ اپنی طرف سے ایک سلیکشن کمیٹی بنایا کرتا ہے ۔ جب بھی تقرر ہوتا ہے ، پورا بورڈ اس میں انٹرویو لیتا ہے ۔ نہ بورڈ اس سلسلے میں تقرری کے کاغذات دیکھتا ہے ۔ بلکہ بورڈ کا کام یہ ہے کہ وہ کسی بھی افسر کو مقرر کرنے کے سلسلے میں سلیکشن کمیٹی بنا دے یا سلیکشن بورڈ بنا دے ۔ وہ بورڈ اس سلسلے میں کارروائی کرتا ہے ۔ کیونکہ اس سلسلے میں کوئی امر مانع نہیں ۔ تو ہماری یہ ترمیم اس اعتبار سے بالکل درست ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ترمیم نہیں آ سکتی ۔ اس میں بڑا واضح ہے ۔ مینجنگ ڈائریکٹر کو کون appoint کرے گا ؟

سید تابش الوری ۔ گورنمنٹ ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کہاں ہے ؟

سید تابش الوری ۔ یہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ حکومت ایک منیجنگ ڈائرکٹر کا تقرر کرے گی ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ حکومت کی جگہ بورڈ کا لفظ آنا چاہیے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بورڈ کا وجود پہلے ہوگا اور اس کے بعد حکومت منیجنگ ڈائریکٹر کو مقرر کرے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کہاں ہے ؟ وہ اس کو پہلے بھی مقرر کر سکتی ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میری بات سنیں ۔ بورڈ مقرر ہے ۔ پہلے معرض وجود میں آ چکا ہوگا ۔ چونکہ اس کے ساتھ ہی کہا گیا ہے کہ حکومت مقرر کرے گی ۔ لیکن اس کی تنخواہ یا ہدایات یا فرائض بورڈ متعین کرے گا ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بورڈ پہلے موجود ہوگا اور اس کے فرائض متعین ہوں گے ۔

Mr. Speaker : He will be very much a part of that Board.

Mr. Speaker : The question before the House is :

> That in para (e) of sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, for the opening word "One" the word "Five" be substituted; and in this para as so amended, for the word "Government" occurring in line 3, the words and commas "Vice-Chancellor, Agriculture University, Punjab" be substituted.

(The motin was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That in para (f) of sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 3, the words and commas "Vice-Choncellor, Agriculture University, Pun)ab" be substituted.

(The motion was lost)

Mr Speaker : The question is :

> That after para (g) of sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, the following para

(h), be added, namely :

(h) Five Members of the Provincial Assembly elected by it. — Members.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Amendment No. 9 is not approved. Now we take up No. 10 The question is :

That in sub-clause (4) of Clause 4 of the Bill, for the word "exceeding "occurring in line 2 the words "less than" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That su-bclause (5) of Clause 4 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Now the question is :

That Clause 4 of the Billd o form part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 5)

Mr. Speaker : Now Clause 5 of the Bill is under consideration.

Syed Tabish Alwari
Mr. Nazar Hussain Mansoor
Mr. Rauf Tahir — Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 13

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ کی ضمن 5 کی تحتی ضمن (1) کی سطر 1 میں الفاظ "حکومت" اور "کرے گی" کی بجائے بالترتیب الفاظ "بورڈ" اور "کرے گا" ثبت کیے جائیں ۔

Mr Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 2, the word "Board" be substituted.

Minister For Law : Sir, it can't be moved. In Clause 4 (3) (g) it has been given....

مسٹر رؤف طاہر ۔ لیکن بورڈ اس کو کر سکتا ہے کیونکہ بورڈ کا پہلے ہی وجود موجود ہے ۔

Mr. Speaker : I up hold the objection raised by the Law Minister.

سید تابش الوری صاحب نے مخالفت کی تھی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ موجودہ بل کی ضمن 5 کے تحت حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے کہ حکومت ایک منیجنگ ڈائریکٹر کا تقرر کرے گی جو کارپوریشن کا منتظم اعلیٰ ہوگا اور منیجنگ ڈائریکٹر کے لیے جو شرائط اور قیود مقرر کی گئی ہیں اس میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ وہ کارپوریشن کا ہمہ وقتی افسر ہوگا اور ایسے فرائض انجام دے گا اور اس تنخواہ پر اور ان مواجب پر کام کرے گا جن کا بورڈ یا حکومت تعین کرے ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ اس بل سے واضح ہے ، سیڈ کارپوریشن کا سربراہ اعلیٰ بحیثیت چیئرمین کے وزیر زراعت ہوگا لیکن انتظامی اعتبار سے منتظم اعلیٰ کی حیثیت منیجنگ ڈائریکٹر کو حاصل ہو گی اور وہ کارپوریشن کے مقاصد کی تکمیل کے لیے نہ صرف بورڈ کی راہنمائی اور معاونت کرے گا بلکہ بورڈ کے ذریعے کارپوریشن کے تمام عملے اور تمام شعبوں کو فعال و متحرک رکھنے کے لیے بھی بنیادی فرائض کی ذمہ داری اسی پر عائد ہوگی ۔ ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی ہے کہ بورڈ کے اس منتظم اعلیٰ کے لیے کسی قسم کی کوئی تعلیمی استعداد کسی تجربے کا تعین یا کسی مہارت کی نشاندہی نہیں کی گئی ۔ اس پوری ضمن میں کہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ منیجنگ ڈائریکٹر کی تقرری کے وقت حکومت اس سے متعلقہ کن چیزوں کو پیش نظر رکھے گی اور وہ کیا معیار ہوگا جس کی بنا پر منیجنگ ڈائریکٹر کا انتخاب کیا جائے گا ۔

جناب والا ۔ ہماری کارپوریشنیں نیم سرکاری اداروں اور خود مختار اداروں کی ناکامی کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ ان کا سربراہ اور اعلیٰ سطح کے ملازم کا انتخاب کرتے وقت جو ضروری اور ناگزیر معیار ہیں ، جو مہارت فن اور تجربے کی ضرورتیں ہیں ، ان کو یکسر یا ایک حد تک نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور ان کی جگہ ایسے افراد کو مقرر کر دیا جاتا ہے جو اس صنعت یا اس شعبے کے سلسلے میں براہ راست کوئی علم اور آگاہی نہیں رکھتے ۔ آپ نے ماضی کے تجربات کی روشنی میں یہ دیکھا ہوگا کہ ایسے غلط افراد کے تعین کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ ایسے ادارے اجتماعی تدبر کے اعتبار سے ناکام رہے ہیں ، بلکہ حکومت کے سرمائے اور عوام کے خون پسینے کی کمائی بے دردی کے ساتھ ضائع

ہوتی رہی ہے اور اس سلسلے میں پچھلے دنوں جو رپورٹیں حکومت کے سامنے پیش ہوتی رہی ہیں ان سے بھی یہ بات واضح طور پر کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ ان اداروں کی ناکامی کا بنیادی سبب ناتجربہ کاری اور نااہل افراد کی تقرری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب آپ آگے بھی تو چلیں ۔

سید قابش الوری ۔ اس لیے ہم اس بات کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ اس کلاز کو ایسے طور پر نئے سرے سے مرتب کیا جانا چاہیے کہ اس میں منیجنگ ڈائریکٹر کی تقرری کے سلسلے میں ، اس کی مہارت فن اور تجربے کے سلسلے میں ، اس کی علمی استعداد کے سلسلے میں واضح شرائط اور قواعد کا اظہار ہونا چاہیے اور یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ جس بین الاقوامی بنک نے۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر آپ نے ایسی کوئی ترمیم پیش نہیں کی ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس پوری کلاز کی مخالفت کر رہا ہوں اور میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جس بین الاقوامی بنک نے سیڈ کارپوریشن کے منصوبے اور جواز کی منظوری دی ہے ، خود انہوں نے اس منظوری میں اس منصوبے کے اندر یہ شرط عاید کی ہے کہ منیجنگ ڈائریکٹر نجی شعبے کا ماہر فرد ہونا چاہیے ۔ انہوں نے یہ شرط عاید کی ہے کہ منیجنگ ڈائریکٹر اور خود وزیر متعلقہ جن کے پاس یقیناً اس منصوبے کی کاپی ہوگی ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب آپ with your arguments. آگے بھی چلیں ۔

سید قابش الوری ۔ میرے arguments یہی ہیں کہ جس ادارے کے قرضے کی بنیاد پر یہ کارپوریشن قائم کی جائے گی اس نے اپنے قرضے کی یہ شرط ۔

Mr. Speaker : You have already said it. You are repeating it for the 3rd time. Now proceed further.

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ مجھے دھرانے پر مجبور کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو آپ کو یہ کہہ رہا ہوں کہ اب آپ اگلا پوائنٹ بھی لے لیں ۔

سید قابش الوری ۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس ادارے نے نہ۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ۔ آپ نے چوتھی مرتبہ اس نکتے کو پیش کیا

ہے ، اب آگے بھی تو چلیں -

Don't repeat it for the fifth time.

سید تابش الوری - شرط یہ ہے جناب والا - کہ منیجنگ ڈائریکٹر کی عمر 35 سال سے کم نہیں ہونی چاہیے - اس کے پاس یونیورسٹی کی ڈگری ہونی چاہیے - اس کے پس منظر میں دس سال کا تجربہ ہونا چاہیے -

شیخ عزیز احمد - جناب سپیکر - انہوں نے کوئی ایسی ترمیم نہیں دی - انہوں نے تو یہ کہا ہے کہ اس کلاز کو حذف کر دیا جائے - تو کیا یہ اس پر بول رہے ہیں ؟

سید تابش الوری - میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اسے حذف کیا جانا چاہیے جب تک اس منیجنگ ڈائریکٹر کے لیے قابلیت کا کوئی معیار متعین نہ کیا جائے -

شیخ عزیز احمد - جناب سپیکر - آنریبل ممبر نے حذف کرنے کی ترمیم دی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اس کلاز کو ہی سرے سے حذف کر دیا جائے یعنی منیجنگ ڈائریکٹر نہیں ہونا چاہیے ، اس کے پاس ڈگری ہونی چاہیے - یہ کہتے ہیں کہ اس کی تقرری نہیں ہونی چاہیے - اب یہ فرما رہے ہیں کہ اس کی کوالیفکیشن یہ ہونی چاہیے ، اس کی عمر اتنی ہونی چاہیے ، اس کے پاس ڈگری ہونی چاہیے - یہ تو تب ہوتا اگر وہ منیجنگ ڈائریکٹر کی قابلیت کے لیے کوئی ترمیم پیش کرتے -

Mr. Speaker : I hope that this objection will be kept in view.

سید تابش الوری - میں جناب نہایت اختیار کے ساتھ یہ عرض کر رہا ہوں کہ خود اس منصوبے کا یہ حصہ ہیں ، اس کا یہ pre-requisite ہے اور اگر یہ نہ ہوا تو یہ منصوبہ زیر عمل آئے گا نہ اس کے لیے قرضہ ملے گا اور نہ ہی بین الاقوامی بنک اس کارپوریشن اور اس بورڈ کو تسلیم کرے گا ، اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم دوبارہ اسی ہاؤس میں اسی بل کو زیر غور لا کر اس میں ترمیم کریں - آج بھی اگر حکمران پارٹی اس بات پر متفق ہو جائے تو ہم اس میں اس طور تقسیم کر سکتے ہیں کہ نہ صرف ہمارے لیے بہتر اور فعال ادارے کے سربراہ کی حیثیت سے کسی فرد کو منتخب کرنے کا موقع مل سکے بلکہ اس سکیم کو as a whole منظور کروانے میں آسانی ہوگی

اس میں صرف یہ بات لکھی گئی ہے کہ منیجنگ ڈائریکٹر ایسا ہو جسے بزنس منیجمنٹ کا دس سالہ تجربہ ہو ۔

Sheikh Aziz Ahmad : He is in favour of the appointment of the Managing Director.

اور یہ اس ترمیم پر بول رہے ہیں کہ اسے delete کر دیا جائے ۔

سید قابض الوری ۔ موجودہ شکل میں حذف کر دیا جائے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ ان کی arguments صرف اس حد تک محدود ہونی چاہئیں کہ اسے حذف کر دیا جائے اور منیجنگ ڈائریکٹر نہیں ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو یہ نہیں کہتے کہ منیجنگ ڈائریکٹر نہیں ہونا چاہیے ۔

سید قابض الوری ۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ منیجنگ ڈائریکٹر کیسا ہونا چاہیے اور کے لیے قابلیت کا کیا معیار ہونا چاہیے ، اور یہ خود بین الاقوامی ادارے کی ضروریات میں ہے یہ ان کی شرط ہے ...

مسٹر سپیکر ۔ ان اعتراض یہ ہے کہ اس میں سے اگر آپ کو کسی بات کا اعتراض ہے ،

If you want something to be added, you should have given some amendment.

یہ ان کی دلیل ہے ۔

سید قابض الوری ۔ جناب والا ۔ ان کی ایک شرط یہ ہے کہ کم از کم اس کی پانچ سالہ سروس ہو ...

مسٹر سپیکر ۔ ان کا بھی آپ نے اعتراض سنا ہے clause as such پر آپ کو کیا اعتراض ہے ؟ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس میں کوئی اور چیزیں ہوتیں تو اس کے لیے آپ ترمیم پیش کر سکتے تھے this is the objective.

سید قابض الوری ۔ جناب والا ۔ ہم نے اس لیے حکومت کی جگہ بورڈ کا لفظ استعمال کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ حکومت بھی کر سکتی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ سرکاری منصوبے خفیہ راز کے طور پر رکھے جاتے ہیں ۔ یہ معلومات چونکہ ہمیں کل ہی حاصل ہوئی ہیں ، بلکہ اب بھی وہ مسودہ میرے پاس موجود نہیں البتہ جو معلومات میں اس سلسلے میں اب تک حاصل کر سکا ہوں وہ اس ہاؤس تک پہنچانے کے لیے آپ کا تعاون چاہتا ہوں ۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی اپنی ضروریات کے مطابق اس کی پانچ سالہ سروس ہونی چاہیے اور

Chief Executive of any Industrial or commercial institution.

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ۔

How he is repeating again and again. Government shall appoint Managing Director.

اور وہ چیف ایگزیکٹو ہوگا ۔ اس کے بعد یہ ہے

Managing Director shall be a whole time Officer.

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کو whole time آفیسر نہیں ہونا چاہیے ۔ اس کی صرف چار تو لائنیں ہیں اور یہ ان کو اتنا طویل کرتے جا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کلاز 1 اور 2 میں سے اگر آپ نے کوئی اعتراض کرنا ہے تو کریں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ کورم نہیں ہے ..... گھنٹی بجائی جائے .....

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ..... گنتی کی گئی ..... کورم نہیں ہے..... گھنٹی بجائی جائے ..... گھنٹی بجائی گئی ..... کورم پورا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ گزارشات کی روشنی میں میری حتمی رائے یہ ہے کہ مینیجنگ ڈائریکٹر کے لیے قابلیت اور تجربے کا ایک معیار کیے بغیر اگر ہم نے حکومت کو تقرری کا اختیار دے دیا تو اس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ کارپوریشن اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہے گی ، بلکہ ہم پر قرضوں کا ایک ناروا بوجھ بڑھے گا اور حکومتی سرمایہ مسلسل ضائع ہوتا رہے گا ہمیں یہ بھی اندیشہ ہے کہ بین الاقوامی بنک اور بین الاقوامی معیار کے مطابق ان کی شرائط کی تکمیل نہ کی گئی تو نہ صرف یہ کہ وہ اس کارپوریشن کے قرضے کے سلسلے میں اپنی روشنی میں تبدیلی پر مجبور ہوں گے بلکہ آئندہ کے

لیے ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ جس معاہدے کو جس منصوبے کو جس طور پر منظور کروایا جاتا ہے یہ حکومت اسے اس طور پر عملی جامہ پہنانے میں ناکام رہتی ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اسے اپنی کلاز تک ہی محدود رکھیں۔

سید قابش الوری ۔ جناب سپیکر۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ان کے سرکاری طبع شدہ منصوبے کے مطابق اس کے لیے کچھ بین الاقوامی معیار متعین کیا جائے۔ منیجنگ ڈائریکٹر کے لیے کچھ شرائط مقرر کی جائیں۔ جناب والا۔ اگر یہ شرائط بھی پوری نہیں ہوں گی تو وہ قرضہ کیسے ملے گا اور آئندہ کے لیے قرضوں کا حصول ہمارے لیے کس طرح سے ممکن ہوگا اور کارپوریشن کے ان اغراض و مقاصد کی تکمیل کیسے کی جائے گی جس کے ذریعے ہم بیجوں کی افزائش اور تیاری کے بعد اس ملک اور اس صوبے میں زرعی انقلاب کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ اس ضمن کو مسترد کر دیا جائے۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر۔ اس کلاز میں اس طریقے سے تضاد ہے کہ منیجنگ ڈائریکٹر کے فرائض تو بورڈ مقرر کرے گا۔ لیکن اس کی تقرری گورنمنٹ کرے گی۔ پھر یہی نہیں بلکہ اس کے بعد بورڈ کو یہ حق بھی نہیں دیا گیا کہ وہ خود منیجنگ ڈائریکٹر کی تنخواہ یا الاؤنسز مقرر کر سکے۔ یہ حق بھی گورنمنٹ نے پھر اپنے پاس رکھا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ اس میں تضاد کیا ہے۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ اس میں تضاد یہ ہے کہ ایک طرف آپ بورڈ کو تمام فرائض دے رہے ہیں۔ لیکن بورڈ کو آپ یہ اختیار نہیں دیتے کہ اسی منیجنگ ڈائریکٹر کو appoint کر سکے جسے بورڈ کے کہنے پر فرائض سرانجام دینے ہیں پھر بورڈ کو یہ بھی اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ خود منیجنگ ڈائریکٹر کی تنخواہ مقرر کر سکے میں سمجھتا ہوں کہ یہ دو عملی اختیار کی گئی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ بورڈ کو یہ اختیار دیا جاتا کہ وہ منیجنگ ڈائریکٹر کو مقرر کرے اور اس کے بعد اس کے ذمے جو فرائض سونپتے ہیں وہ سونپے اور اس کے بعد بورڈ ہی منیجنگ ڈائریکٹر کی تنخواہ متعین کرے۔ وہ مقاصد یا وہ منزل جن کو حاصل کرنے کے لیے یہ کہا گیا ہے کہ ہم اس کے ذریعے پیداوار کو بڑھانا

چاہتے ہیں لیکن موجودہ صورت میں بورڈ کے قیام کے مقاصد حاصل نہ ہو سکیں گے ۔ اگر آپ غور سے دیکھیں تو اس ادارے کو گورنمنٹ کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا دیا گیا ہے ، کیونکہ منیجنگ ڈائریکٹر کو بھی گورنمنٹ مقرر کرے گی ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر ۔ کیا فاضل ممبر اس بات پر تقریر کر رہے ہیں کہ ساری کی ساری کلاز حذف کر دی جائے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ یہ میری ترمیم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم تو کوئی نہیں ۔ صرف deletion کی تحریک ہے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ترمیم کوئی نہیں ۔

وزیر قانون ۔ deletion اس موقع پر ہو سکتی ہے ؟ پہلے اس کلاز کو پاس تو کریں ۔

Mr. Speaker : He is opposing the Clause as a whole.

وزیر قانون ۔ as a whole oppose کرتے ہیں تو

appointment of Managing Director

کیسے ہوگی ؟ وہ

Managing Director will be a member of the Board.

یہ اس ہاؤس نے منظور کر لی ہے ۔ ایک طرف تو منیجنگ ڈائرکٹر بورڈ کا ممبر ہوگا ۔ There shall be a Managing Director تو یہ delete کیسے ہو سکتی ہے ؟ as a whole oppose کرتے ہیں تو Managing Director کو delete کرتے ہیں ۔ اور oppose کرتے ہیں تو

There will be no Managing Director.

سید تابش الوری ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ آپ کا خیال ہے کہ اگر یہ کلاز موجود نہ ہو تو Managing Director ہو ہی نہیں سکتا ؟

وزیر قانون ۔ نہیں ہو سکتا ۔ پہلے Managing Director کو منظور کر لیا گیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ منیجنگ ڈائرکٹر کا تقرر حکومت اس طرح کرے گی جس طرح سے ہم oppose کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ اس پر بھی ترمیم نہیں ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ جس طریقے سے اس کلاز میں مینیجنگ ڈائرکٹر کو Chief Executive کہا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ خاص طور پہلی کلاز کو جس طرف کہ وزیر قانون صاحب بڑے زور سے کہہ رہے ہیں کہ اس میں ایک چیز اور ہے کہ جب آپ مینیجنگ ڈائرکٹر کو چیف ایگزیکٹیو بناتے ہیں تو پھر وزیر زراعت کو صدارت کرنے کے لیے کیوں رکھتے ہیں ؟

Mr. Speaker : Please come to Clause 5.

مسٹر رؤف طاہر ۔ مینیجنگ ڈائرکٹر چیف ایگزیکٹو ہوگیا ۔ جناب والا ۔ میں اس پر آ رہا ہوں ۔ وہ بار بار کہہ رہے تھے کہ وہ کلاز پہلے پاس ہو گئی ہے ۔ یہاں پر یہ لکھا گیا ہے کہ وہ مینیجنگ ڈائرکٹر چیف ایگزیکٹیو ہوگا ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک طرف تو آپ وزیر زراعت کو چیئرمین رکھتے ہیں اور ادھر اسے مینیجنگ ڈائرکٹر کہتے ہیں جسے گورنمنٹ مقرر کرے گی ۔ وہ تمام کارپوریشن کے کاروبار یا بورڈ کے انتظامات کے فرائض بھی سر انجام دے گا اور اس کو چلائے گا ۔ آخر وہ چیف ایگزیکٹیو مینیجنگ ڈائرکٹر ہوگا ۔ وزیر زراعت نہیں ہوگا ۔ اس میں بھی تضاد ہے ۔ جناب سپیکر ! میری یہ گذارش ہے کہ اس طریقے سے اس کلاز کو پاس کرنے سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہوں گے جن کے بارے میں حزب اقتدار کے دوستوں اور وزرا نے بلند بانگ دعوے کیے ہیں ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کلاز کو واقعی وہ اس طریقہ سے پاس کرنا چاہتے ہیں تو وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے ۔ لیکن اگر وہ بورڈ کو اختیارات دیتے ہیں اور تمام دوسرے فرائض اور تنخواہ کا اختیار بھی بورڈ کو دیتے ہیں تو پھر یہ کلاز اس حد تک قابل قبول ہو سکتی تھی ۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا ، اس لیے ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ! موجودہ کلاز میں جو ابہام مجھے نظر آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ ایم ۔ ڈی اس بورڈ کا ممبر ہے اور اسے اس کے فرائض منصبی بورڈ دے گا ۔ اسی بورڈ کا ممبر ایم ۔ ڈی ہے تو مجھے یہ بتایا جائے کہ جب مجھے اپنے فرائض خود مقرر کرنے ہوں اور میں خود ممبر ہوں اور میں اپنے فرائض خود impose کروں ۔ تو کسی sense of law سے مجھے بتائیں کہ اختیارات بھی میں خود لوں اور اختیارات تفویض کرنے والا بھی میں خود بنوں ۔ یہ بڑا ابہام ہے ۔ وہ بورڈ کا ممبر ہے اور اس نے اختیارات دینے ہیں ۔ بورڈ ہی فرائض منصبی ایم ۔ ڈی کو دے گا ۔ یہ ابہام آپ خدا کے لیے نکال

دیں ۔ اس لیے ہم نے اس کو حذف کرنے کے لیے کہا ہے ۔ کسی قانون میں ، کسی کارپوریشن میں کم از کم ایک مثال ایسی آپ دکھا دیں کہ وہ بورڈ کا ممبر ہو اور وہی اختیارات کرنے والا افسر ہو اور اپنے اختیارا کا تعین کرے ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ کئی مثالیں ہو سکتی ہیں ۔ ہماری پرولیج کمیٹی بیٹھ کر اپنے فرائض خود مقرر کرتی ہے ۔ اس میں کیا حرج ہے ؟

مسٹر نذر حسین منصور ۔ ہماری بات اور ہے ۔ جناب سپیکر ! آپ کیوں نہیں ان کی مدد کرتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ please continue میں گورنمنٹ کی مدد کیا کروں ۔ اس کی سینکڑوں مثالیں مل جائیں گی ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں بیٹھ جاتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ ہر تقریر میں بیٹھنے کا کہتے ہیں اور پھر بیٹھنے کا نام نہیں لیتے ۔

You have been able to make out your point, please proceed further.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ پوائنٹ لیا ہے کہ ایم ۔ ڈی جو ہے وہ ایک ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ argument ہو گیا ۔

Members have heard it. Please do not repeat it, go to the next point.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ قانونی اور آئینی طریقے سے یہ کلاز قانون کے مخالف ہے اور اسی طرح سے particularly یہ formatin غلط ہے اور میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 6)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 6 زیر غور ہے ۔

Syed Tabish Aiwari : I oppose.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : I oppose.

مسٹر سپیکر ۔ امنڈمنٹ نمبر 16 مخدوم زادہ سید حسن محمود ، چوہدری طالب حسین ، سید تابش الوری ، راجہ منور احمد ، مسٹر نذر حسین منصور ، سید طاہر احمد شاہ ۔

سید تابش الوری ۔ یہ deletion کی ہے ۔ ضمن نمبر 6 حذف کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ deletion کی move نہیں ہو سکتی ۔

It is only a notice.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اگر وہ independent کلاز ہے تو اس کی deletion کی تحریک ہو سکتی ہے ۔ کیونکہ اس کا تعلق بورڈ کی constitution سے ہے ۔ گورنمنٹ اس میں اختیار لے رہی ہے ۔

وزیر قانون ۔ اس میں اگر کوئی مستعفی ہونا چاہے تو کیا آپ پابندی لگا سکتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ہو سکتی ۔

He is entitled to oppose and vote against it.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ غیر آئینی ہے ۔ ایک ممبر ہے ۔ اس کی term مقرر ہے ۔ اس میں یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جب چاہے ، مستعفی ہو جائے ۔

Can a legislation impose this condition that he can't resign ? It will be unconstitutional.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ اس کا ایک حصہ پڑھ رہے ہیں ، دوسرا نہیں پڑھ رہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا ہم اس قسم کا کوئی قانون نہیں بنا سکتے ہیں کہ resignation کا اختیار واپس لے لیں ؟

Minister for Law : It is a slavery.

Mr. Abdul Hafeez Kardar : It amounts to forced labour.

مسٹر سپیکر ۔ نمبر 16 ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ نے 15 کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے ۔ یہ حذف کر دی گئی ہے یا نہیں ہو سکتی ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس کو oppose کر سکتے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ independent اور نہایت خطرناک کلاز ہے ۔ اس کا کارپوریشن کی مجموعی حیثیت تنظیم و تشکیل سے کوئی تعلق نہیں ۔ اس کلاز کے ذریعے سے حکومت یہ اختیار چاہتی ہے کہ کسی بھی نامزد رکن کو وجہ بتائے بغیر اسے نکالنا چاہے تو نکال سکتی ہے اور اسے ہٹا سکتی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مستعفی ہو جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہتے ہیں ۔

Clause as it is now should not be passed. We want it to be deleted.

سید تابش الوری ۔ یہی ہم چاہتے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ as a whole اس کو نہیں کر سکتے ، کیونکہ اس میں ایک شق یہ ہے کہ nominated ممبر مستعفی ہو سکتا ہے ۔ اب deletion کا مقصد یہ ہے کہ وہ استعفے نہ دے ۔ باقی تجاویز بطور ترامیم پیش ہو سکتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نمبر 16 ۔ مسٹر طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون کی ضمن 6 کی سطور 2 و 3 کے الفاظ "یا حکومت کی طرف سے اسے کوئی وجہ بتائے بغیر اسے عہدے سے ہٹایا جا سکتا ہے" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That in Clause 6 of the Bill, the comma and the words, "or be removed from office by Government without assigning any reason", occurring in lines 3—4, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ نمبر 17 ۔ چوہدری طالب حسین ۔ فاضل رکن ایوان میں موجود نہ تھے) ۔ (سید طاہر احمد شاہ صاحب سے) کیا یہ بھی آپ پیش کریں گے ؟

سید طاہر احمد شاہ ۔ جی جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 6 کی سطور3—2 میں الفاظ "حکومت کی طرف سے اسے کوئی وجہ بتائے بغیر" کی بجائے الفاظ "بورڈ کی طرف سے ایسا کرنے کی وجوہ بتائے جانے کے بعد" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That in Clause 6 of the Bill, for the words "Government without assigning any reason", occurring in line 4, the words "the Board after assigning reasons", be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ! جب بورڈ کے کسی رکن کو کوئی وجہ بتائے بغیر بورڈ کی رکنیت سے علیحدہ کر دیے جانے کا اختیار دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انصاف کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے اور دوسرے اس کی وجہ سے بورڈ کے ارکان کے ذہنوں پر خوف کی تلوار لٹکتی رہے گی کہ حکومت انہیں کسی سیاسی اختلافات کی بنا پر یا اپنے کسی مخصوص مفادات کی بنا پر علیحدہ کر سکتی ہے اور اس طرح وہ صحیح طریقے سے بورڈ کے ارکان کی حیثیت سے اپنے فرائض منصبی ادا نہیں کر سکیں گے ۔ اس لیے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے ، جو میں سمجھتا ہوں کہ نہایت موزوں ہے اور اسے منظور کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر لذر حسین منصور ۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ! صرف اس بات کا رونا ہے ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کبھی ہنس بھی لیا کریں ۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ ہنسنے کا موقع میرے خیال میں آپ ہمیں نہیں دیں گے ۔

سید تابش الوری ۔ میں بول رہا ہوں تو ہنس رہے ہیں
میں مسکرایا تو کیا کریں گے

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر ۔ کیا قہقہے لگانے کی گنجائش ہو سکتی ہے ؟ غالباً اس شاعر کے زمانے میں قہقہہ نہ لگ سکتا تھا ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ! اس بل سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حکومت کے ممبران نامزد ہیں ، وہ elected representatives نہیں ہوں گے اور ان کے اپنے مختلف محکموں کے افسران جو ان کے ماتحت کام کرتے ہیں وہ ان کے nominated ممبرز ہوں گے اور جو farmers ہیں ، وہ بھی ان کے nominated ممبرز ہوں گے ۔ جناب والا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ جب کسی ممبر کو یہ without assigning any reason نکالنا چاہتے ہیں تو کیا ایسا کرتے وقت ، ایسا بل بناتے وقت ، ایسی قانون سازی کرتے وقت ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ بل کی بات کریں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ آپ تو بل کا کہتے ہیں ۔ میں تو کلاز کی بات کر رہا ہوں ۔ جب ہم کسی ممبر کو بغیر کسی وجہ بتائے نکال دیتے ہیں تو اس مہذب معاشرے میں کم از کم میرا سر شرمندگی سے جھک جاتا ہے کہ کون سی ایسی بات ہے جب کہ nominated ممبرز ہیں ۔ آپ کہتے ہیں کہ without assigning any reason ۔ آپ کو کیا خوف ہے ؟ آپ نے تو پہلے ہی اس سیڈز کارپوریشن کا بیڑا غرق کر دیا ہے اور پھر آپ ممبران کو اپنے فرائض منصبی باقاعدہ طور پر ادا کرنے نہیں دیتے اور جب چاہیں گے تو کہہ دیں گے کہ جاؤ تمہیں چھٹی ہوئی ۔ جناب والا ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کیا افریقہ کے ممالک کا قانون ہے یا پرانی تہذیب کا قانون ہے ؟

Mr. Speaker : Don't create international problems and don't insult the countries of the third world.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ جب میں افریقہ کی بات کرتا ہوں تو میں الٹرنیشنل بات نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں ، آپ تھرڈ ورلڈ کے عظیم ممالک کی بے عزتی نہ کیجیے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب میں تو آج سے دو ہزار سال قبل کی تاریخ کی بات کر رہا ہوں جس زمانے میں افریقہ کو تاریک براعظم کہا جاتا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ امپیریلسٹوں سے کیوں اتنے متاثر ہو رہے ہیں ؟

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ! میں یہ عرض کروں گا ۔۔۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ دنیا کی civilized nations میں master and servant کا بھی کوئی قانون موجود ہے ؟ اگر نہیں تو ذرا انہیں بتا دیجیے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ وہ کیا فرما رہے ہیں ؟ آپ ذرا اس کو دھرا دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ نے سنا تو ٹھیک ہے ۔ انہوں نے تو قانون کی بات کی ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کوئی اخلاق یا قانونی جواز نہیں کہ آپ کسی بھی نامزد ممبر کو کوئی بھی وجہ بتائے بغیر اپنے فرائض سے علیحدہ کر دیں ۔ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کے اور قانونی ضابطے کے منافی ہے ، بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ آپ اس طریقے سے قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید قابض الوری ۔

سید قابض الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت ہمارے سامنے کلاز نمبر 6 زیر بحث ہے اور اس کے ساتھ ہی حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے کہ نامزد کردہ رکن اپنے عہدے سے میعاد سے قبل کسی وقت بھی مستعفی ہو سکتا ہے یا حکومت کی طرف سے اسے کوئی وجہ بتائے بغیر عہدے سے ہٹایا جا سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس کے ایک حصے کا تعلق ہے ہمیں اس پر اعتراض نہیں ۔ کسی بھی شخص کو یہ اختیار ہونا چاہیے کہ وہ اگر اپنے آپ کو ان حالات میں کام کرنے کے قابل محسوس نہ کرے تو وہ مستعفی ہو جائے ۔ لیکن ہمیں اس کلاز کے دوسرے حصے پر شدید اعتراض ہے جس کے تحت حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے کہ کوئی وجہ بتائے بغیر کسی بھی نامزد رکن کو وہ کسی وقت بھی الگ کر سکتی ہے ۔ ایک مسلمہ اصول عدل یہ ہے کہ کسی شخص کو صفائی کا موقع دیے بغیر سزا نہ دی جائے اور اس اصول کو ترقی یافتہ کم ترقی یافتہ بلکہ پسماندہ ممالک میں بھی یکساں طور پر تسلیم کیا گیا ہے ۔ لیکن یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ صوبائی حکومت نے اس ضمن کے تحت ایک ایسا اختیار حاصل کرنے کی کوشش کی ہے

جس کا کوئی سماجی اخلاقی اور قانونی جواز موجود نہیں۔ جناب وزیرقانون خود قانون کے اصول اور ضوابط کے ذاتی محافظ ہونے چاہئیں اور میں ان کے ضمیر کو بیدار کرنے کے لیے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس ضمن کو اس طور پر منظور کیا گیا تو یہ ان کے لیے بھی ہمارے اور اس پوری ایوان کے لیے بھی انتہائی رسوائی اور بد نامی کا باعث ہوگا ۔ اس لیے ہم نے اس سلسلے میں اس بات پر اصرار کیا ہے اور ترمیم پیش کی ہے کہ حکومت کی طرف سے کوئی وجہ بتائے بغیر برطرفی کے اختیار کے جملے کو حذف کر دیا جائے یا اس کو اس طور پر تبدیل کر دیا جائے ۔ کہ بورڈ متذکرہ نامزد رکن کو ہٹانے کی وجوہ بتا کر اسے اپنے عہدے سے ہٹا سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنی صاف اور واضح ترمیم ہے کہ اسے اس ہاؤس کو بغیر کسی تامل کے بغیر کسی پس و پیش کے قبول کر لینا چاہیے کیونکہ ایک طرف تو آپ خود اراکین کی نامزدگی کا اختیار حاصل کر رہے ہیں جو اپنی جگہ ایک غیر جمہوری اقدام ہے، جو اپنی جگہ ناپسندیدہ بات ہے ۔ اور دوسری طرف اس نامزد رکن کے سر پر بھی یہ تلوار لٹکا رہے ہیں کہ اسے جس وقت چاہے حکومت برطرف کر سکتی ہے یا ہٹا سکتی ہے ۔ جناب والا ۔ مجھے بتائیے کہ ایسے حالات میں کوئی بھی باعزت شخص یا کوئی نامزد رکن اپنے فرائض منصبی کس طرح آزادانہ اور خود مختارانہ طور پر ادا کر سکتا ہے جب اس کو یہ معلوم ہو کہ اس کی غلطی یا کسی خطا کے بغیر اور اس کے کسی جرم کے بغیر اس کی رکنیت کسی وقت بھی ختم کی جا سکتی ہے ؟ میں نہیں سمجھتا کہ یہ بورڈ میں بیٹھ کر اپنے فرائض کو آزادی اور ایمانداری کے ساتھ ادا کرنے کے قابل ہوگا ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت اس کارپوریشن کو ، اس بورڈ کو تھوڑی سی بھی برائے نام آزادی دینا چاہتی ہے اور خود مختاری کی تہمت برقرار رکھنا چاہتی ہے تو کم از کم اس خطرناک جملے کو اس ضمن سے خارج کر دینا چاہیے اور یہ اختیارات حکومت کو نہیں دیے جانے چاہئیں کہ وہ کسی بھی نامزد رکن کو وجہ بتائے بغیر برطرف کر سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہماری ترمیم قبول نہیں ہوگی اس وقت تک نامزد ارکان کےلیے آزادی سے کام کرنے کے مواقع حاصل نہیں ہوں گے اور بورڈ مجموعی طور پر اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں ناکام رہے گا ۔ اس لیے میں اس معزز ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ ہماری ترمیم کو قبول کر لیا جائے یا پھر اس ضمن کو مجموعی طور پر مسترد

کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ اس کلاز میں یہ کہا گیا ہے کہ نامزد رکن کو کسی وقت بھی بغیر وجہ بتائے ہٹایا جا سکتا ہے ۔ لیکن اگر آپ نامزد ارکان یا جو ٹوٹل ارکان ہیں ان کی طرف غور کریں یا دیکھیں تو اس میں یہ ہے کہ چیئرمین وزیر زراعت ہوگا ۔ خواہ وہ آج منسٹر ہے یا نہیں ۔ لیکن وہ بلحاظ عہدہ اس بورڈ کا ممبر ہوگا ۔ اسی طرح ایڈیشنل چیف سیکرٹری بھی بلحاظ عہدہ ممبر ہے ۔ لیکن کسی نام سے اس کو نامزد نہیں کیا جائے گا کہ اس کو ہٹایا جا سکے ۔ کیونکہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہر دور میں ہر شکل میں موجود رہے گا۔ اس کے بعد Punjab, Agriculture Department Secretary to the Government of the ہے۔ یہ بھی بلحاظ عہدہ ممبر ہوگا۔ پھر Secretary to the Government of the Punjab,Finance Department بھی بلحاظ عہدہ ممبر ہوگا ۔ اصل میں یہ کلاز اس لیے رکھی گئی ہے کہ ایک نمائندہ جو فارمنگ کمیونٹی کا ہوگا وہ بلحاظ عہدہ نہیں ہوگا اور دوسرا seeds trades سے تعلق رکھتا ہوگا ۔ وہ بلحاظ عہدہ نہیں ہوگا بلکہ کسی شخص کو جو seeds trade سے تعلق رکھتا ہوگا اسے ممبر نامزد کیا جائے گا ۔ آخر میں مینیجنگ ڈائریکٹر ہے ۔ اس کو ہٹانے کے لیے دوسری کلازیں ہیں ۔ فی الحال میں ان کی اس بحث میں نہیں جانا چاہتا ۔ جناب والا ۔ اب یہ صرف دو ممبر ہیں جنہیں ہٹانے کے لیے یہ کلاز رکھی گئی ہے ۔ ایک seeds trade سے تعلق رکھے گا اور دوسرا فارمنگ کمیونٹی سے ۔ ان دو ممبران کو ہٹانے کے لیے یہ کلاز رکھی گئی ہے ۔ یہ کلاز کیوں رکھی گئی ہے ؟ اس لیے کہ یہ لوگ جو کہ بیجوں کی تجارت یا زراعت پیشہ لوگوں سے لیے جائیں گے ان کو آزادانہ طور پر کام کرنے کا نہ موقع دینے کے مترادف ہے ۔ کیونکہ اس میں صرف دو رکن ہیں جنہیں ہٹایا جا سکتا ہے اور باقی کو اس کلاز کے ذریعے نہیں ہٹایا جا سکتا یعنی اس بورڈ کی جو تھوڑی بہت شکل کہی جا سکتی تھی اس کا domocratic colour ہوگا اس کی کوئی جمہوری شکل ہوگی وہ صرف ان دو اراکین کی وجہ سے ہوگی جو عوام میں سے لیے جائیں گے لیکن صرف انہیں ہٹانے کے لیے یہ کلاز

رکھی گئی ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ وہ دو ممبران جو اس بورڈ میں کام کریں گے اور جنہوں نے اس بورڈ میں اپنے اپنے پیشے سے متعلق لوگوں کی نمائندگی کرنی ہے وہ احسن طریقے سے نمائندگی نہیں کر سکیں گے ۔ کیونکہ انہیں ڈر ہوگا کہ کسی وقت بھی گورنمنٹ ان کے بورڈ کی رکنیت ختم کر سکتی ہے ۔ اس لیے اس طریقے سے منظور کرنا جمہوریت کشی کے مترادف ہے اور یہ اس رکن کے ساتھ زیادتی ہے جو عوام اور زراعت پیشہ لوگوں کی نمائندگی کرے گی یہ تمام پنجاب کے کاشتکاروں کے ساتھ زیادتی ہے کہ سرکاری افسران کو نہیں ہٹایا جا سکتا ، اس بورڈ ، اس بل یا اس قانون کی رو سے سرکاری ممبران کو تو remove نہیں کیا جا سکتا ، کیونکہ بلحاظ عہدہ وہ اس بورڈ کے رکن ہیں ۔ دو شخص یا دو ممبران جو کہ عوام میں سے لیے جائیں گے انہیں ہٹایا جا سکتا ہے ۔ اس لیے جناب والا ان کے بلند بانگ دعویٰ کہ یہ جمہوریت پسند ہیں ۔ یا جمہوریت ان کی سیاست ہے ، باطل ہو جاتے ہیں ، کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو بہتر اور اچھی قسم کے بیج مہیا کرنے ہیں ۔ لیکن وہ لوگ جو بنیادی طور پر اس پیشے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ انہیں اس بورڈ کی رکنیت اس طریقے سے دی گئی ہے کہ جب چاہے حکومت انہیں اس رکنیت سے محروم کر سکتی ہے ۔ لیکن وہ نوکر شاہی کے کل پرزے جن کے بل بوتے یہ حکومت چل رہی ہے ، انہیں نہیں ہٹایا جا سکتا ۔ جناب والا ۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے ؟ اگر ہماری ساتھ تراسیم کو مان لیا جاتا تو اس قسم کی صورت حال پیدا نہ ہو سکتی تھی یعنی صرف دو ارکان جو حکومت اپنی پسند کے نامزد کرے گی انہیں بھی حکومت ہٹا سکتی ہے اگر وہ خوشامدی نہ ہوں ۔ اگر وہ حکومت کی ہاں میں ہاں نہ ملائیں ۔ اگر وہ حزب اختلاف سے ہوں (لیکن حزب اختلاف سے لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) seeds trade کے آدمی کو یا فارمنگ کمیونٹی سے اپنے نقطہ نظر کے آدمی کو اس میں نامزد کرنا اور پھر اس پر اعتبار نہ کرنا ۔ یہ حالت ہے اس پارٹی کی جو کہتی ہے کہ سیاست ہماری جمہوریت ہے ، یعنی اپنی ناراضگی کو بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں اور جب بھی چاہے اسے ہٹا سکتی ہے ۔ تو اس طریقے سے ان کے یہ دعویٰ "کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے" باطل ہو جاتے ہیں ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار ۔ اب تو وہ یہ الفاظ بھی بھول گئے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں اس وقت کو بھول گیا ہوں جب آپ پریس ٹرسٹ کے خلاف بھوک ہڑتال کی ۔ لیکن پریس ٹرسٹ اب بھی موجود ہے ۔

Mr. Speaker : Please, don't be personal.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں پولیٹیکل ہوں ، لیکن پرسنل نہیں ۔

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ کسی زمانے میں وہ کاروبار کرتے تھے ۔ لیکن اب صرف کاروبار ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ اس بورڈ کی جس طریقے سے تشکیل ہوئی ہے ، ہم اس کو بعینہ مان لیتے ۔ لیکن برسراقتدار پارٹی محض کاشتکاروں کی آنکھ میں دھول جھونکنے ، seeds trade کے تاجروں کو بیوقوف بنانے اور پنجاب کے عوام کو یہ احساس دلانے کے لیے یہ کر رہی ہے کہ ہم نے کاشتکاروں کا اور ہم نے seeds trade کا ایک نمائندہ لیا ہے ۔ یہ دعویٰ بالکل غلط ثابت ہو جاتا ہے ، جب آپ اس کلاز میں یہ دیکھتے ہیں کہ حکومت جس وقت جس ممبر کو چاہے ہٹا سکتی ہے ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ عوام ہی کے نمائندے لیے جاتے اور انہیں ان کی میعاد ختم ہوئے بغیر ہٹایا نہ جا سکتا ۔ لیکن یہاں پر بالکل الٹ کام کیا گیا ہے کہ افسران کو تو نہیں ہٹایا جا سکتا یعنی قانونی طور پر اس بل کے ذریعے افسران کو نہیں ہٹایا جا سکتا ۔ لیکن عوام میں سے جو لوگ نامزد ہوں گے انہیں ہٹایا جا سکتا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت کا انحصار روز بروز نوکر شاہی پر بڑھ رہا ہے اور اس کے بغیر کسی بھی شعبے میں کسی بھی کارپوریشن میں خواہ وہ سیڈز کارپوریشن ہو یا سیاست کا شعبہ ہو یہ حکومت نہیں چلا سکتے ۔ اس بل میں انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ سرکاری افسران ہی اس کارپوریشن کو چلا سکیں گے اور جو عوام میں سے دو نمائندے لیے جائیں گے ، انہیں جب چاہے حکومت ہٹا سکتی ہے ۔ جناب والا ۔ ان کے تمام اعمال میں بہت بڑا ٹکراؤ ہے ، بہت بڑا تضاد ہے ۔ جب یہ عوام میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں ۔ لیکن اگر آپ اس بل پر غور کریں تو آپ اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ آج ان کی طاقت کا سرچشمہ نوکر شاہی ہے ، عوام نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بل پر واپس آ جائیے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بل عکاسی کرتا ہے ان کی سوچ کی یہ بل عکاسی کرتا ہے ان کی فکر کی اور یہ بل عکاسی کرتا ہے مستقبل کی ۔ ان کا انحصار نوکر شاہی پر دن بدن بڑھتا جا رہا ہے ۔ اگر اس سیڈز کارپوریشن کے بورڈ میں ماہرین زراعت مقرر کر لیے جاتے ، کسانوں کو اس میں لے لیا جاتا تو انہیں بھی ان کا حق مل جاتا ۔ تین سال دو سال چار سال کے لیے اگر انہیں مقرر کیا جاتا تو اس طرح وہ آزادانہ طور پر کاشتکاروں کی بھلائی کے لیے کام کر سکتے ۔ اس بل کے جو اغراض و مقاصد بیان کیے گئے ہیں ہم ان کو صحیح طور پر appreciate کر سکتے اور ان کے اغراض و مقاصد پورا کرنے کے لیے ہم کہہ سکتے کہ حکومت سچی ہے ۔ لیکن بل کی اور اس کے بورڈ کی جو پیٹ ترکیبی ہے ایسا بل ایوان سے منظور کرایا جا رہا ہے جو نہ کاشتکاروں کے مفاد میں ہے ، چونکہ کاشتکاروں کو کان سے پکڑ کر .....

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات آپ دو مرتبہ کہہ چکے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ آپ نے مجھے دس مرتبہ کہا ہے کہ یہ بات کہہ چکے ہیں ۔ لیکن میں دوسری بات کہہ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ میرے فرائض میں شامل ہے کہ اگر آپ رولز کی violation کرتے ہیں تو میں رولز کی مطابقت کرتا ہوں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ ایک نکتے کو مختلف زاویوں سے ثابت کرنے کے لیے میں پھر اسی دلیل پر آ جاتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ رولز اس بات کی اجازت نہیں دیتے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ کس بات کی ؟

مسٹر سپیکر ۔ جو بات آپ کہہ رہے ہیں رولز اس کی اجازت نہیں دیتے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ لیکن جناب والا ۔ صرف ایک دلیل کو ثابت کرنے کے لیے سو قسم کے واقعات بیان کیے جا سکتے ہیں ۔ اس بورڈ کی تشکیل اور اس میں .....

مسٹر سپیکر ۔ آپ پھر اس پر واپس آ گئے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ اس لیے کہ آپ نے مجھے ٹوکا ہے ۔ مجھے بولنے تو دیں ۔ شاید میں بیٹھ جاؤں ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کلاز کو اس طریقے سے منظور کرنے سے پنجاب کے عوام اور کاشتکاروں کے ساتھ زیادتی ہوگی اور اس بورڈ پر جو رقم خرچ ہوگی وہ ضائع جائے گی ۔ اس میں دو عوامی نمائندوں کو ان کی میعاد پوری ہونے سے پہلے ہٹایا جا سکتا ہے جو پنجاب کے عوام کی رقم کو ضائع کرنے کے مترادف ہے ۔ اس میں دو تین عوامی نمائندے رکھ لیے جائیں اور انہیں یہ حق ہو کہ وہ اپنی میعاد پوری کر سکیں ، کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ کارپوریشن یا بورڈ کے جو ملازمین ہوں گے ان کی تنخواہوں پر جو رقم خرچ ہوگی اس میں اگر عوام کے نمائندے نہ ہوں گے تو وہ ضائع جائے گی ۔ آپ نے تو اتنا بھی نہیں مانا کہ پنجاب اسمبلی کے خواہ حزب اقتدار کے ممبران ہی کیوں نہ ہوتے ، ان کو رکھ لیں ۔

Mr. Speaker : Please come to the present Clause.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں نے کہا ہے دو عوامی رکن جنہیں حکومت نامزد کرے گی انہیں اس طریقے سے ہٹانا درست نہیں اس لیے میں آخر میں ایک بات کہوں گا کہ اگر آپ کاشتکاروں کی واقعی بھلائی چاہتے ہیں تو اس میں جو کہا گیا ہے کہ جب چاہیں ہٹایا جا سکتا ہے ، یہ ختم کر دیں ۔

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in Clause 6 of the Bill, the comma and the words, or be removed from office by Government without assigning any reason occurring in lines 3-4, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 6 of the Bill, for the words "Government without assigning any reason" occurring in line 4, the words "the Board after assigning reasons" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 6 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

کلاز ۔ 7

Mr. Speaker : Now, Clause 7 of the Bill is under con-

sideration.

Syed Tabish Alwari :
Mr. Rauf Tahir :
Mr. Nazar Hussain Mansoor :
Chaudhri Tatib Hussain : } **Opposed.**

Mr. Speaker : Amendment No. 19.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 7 کی تحتی ضمن (1) کی سطور 2-3 میں الفاظ حکومت کی جانب سے کوئی وجہ بتائے بغیر کی بجائے الفاظ "بورڈ کی طرف سے ایسا کرنے کی وجوہ بتائے جانے کے بعد" ثبت کے کیے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 7 of the Bill, for the words "Government without assigning any reason" occuring in line 4; the words "the Board after assigning reasans be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amandment No. 20.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 7 کی تحتی ضمن (1) کے جملہ شرطیہ کو حذف کر دیا جائے ۔

Mr Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 7 of the Bill, the colon appearing at the end of line 4, be replaced by a full-stop and proviso appearing thereafter, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment of Second Supplement. Amendment No. 21 can't be moved.

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, I move :

That in para (c) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, the words "or intended to hold" occurring in line 1, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (c) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, the words "or intended to hold" occurring in line 1, be deleted.

Mr. Speaker : Now, I propose to read toe amendments, it is 11.10 now.

The question before the House is :

That in sub-clause (1) of Clause 7 of the Bill, for the words "Government without assigning any reason" occurring in line 4,the words "the Board after assigning reasons be" substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : I have fixed the time. It is 11.30. Then I am putting the clauses to vote witn amendments.

سید قابض الوری ۔ جناب والا ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ نہایت اہم کلاز کے متعلق گفتگو کی ہے اور آپ کو ایک دفعہ بھی موقع نہیں ملا کہ آپ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے نوٹ نہیں کیا ۔ میں نے کتنی دفعہ ممبران سے درخواست کی ہے ۔

سید قابض الوری ۔ نہیں جناب والا ۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ ایوان اس پر باقاعدہ غور و خوض کرکے اسے منظور کرے اور میں سمجھتا ہوں کہ سارا ایوان یہی چاہے گا ، تو ہم آپ سے التماس کریں گے کہ جس طرح سے کلاز بائی کلاز بحث جاری ہے اس پر اختصار کے ساتھ ہی سہی ، ہمیں بحث کی اجازت دی جائے ، ورنہ یہاں ایک ایسی رسم قائم ہو جائے گی جس سے اس ایوان کا اعتماد اور وقار مجروح ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ رسم ایک طرف سے تو قائم نہیں ہو رہی ۔

سید قابض الوری ۔ پھر اس ایوان کی ضرورت کا احساس بھی مجروح ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں مزید تیس منٹ کے لیے انتظار نہیں کر سکتا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ ایک طرف تو حکومت کی طرف

سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس ایوان نے پچھلے اجلاس میں ایک ریکارڈ کام کیا ہے۔ اس کے باوجود آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ وقت ہو گیا ہے اور تقاریر کے لیے وقت نہیں دیا جا سکتا۔ ہم نے تو ہمیشہ تعاون کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ دو اجلاس ہوں گے تو ہم نے کبھی انکار نہ کیا اور جب بھی ایک دن میں دو اجلاس ہوئے ہم نے کبھی انکار نہ کیا۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی! بارہ بجے تک دیکھتے ہیں۔

چوہدری طالب حسین ۔ ۔۔۔ اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ دو یا تین اجلاس ہوں تو بھی ہم تیار ہیں۔ لیکن یہ اجلاس اس لیے نہیں ہو سکیں گے کہ حکومتی پارٹی کورم پورا نہیں کر سکے گی۔ جناب والا۔ اس بل کے سلسلے میں دوسری خواندگی میں ہم نے جو ترامیم پیش کی ہیں ان کے متعلق اختصار کے ساتھ ہی سہی، ہمیں اپنا نقطۂ نظر بیان کرنے کا موقع تو دیا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ اختصار سے تو کوئی کام نہیں لیتا۔ کوئی فاضل رکن اس کو اصولوں کی بحث میں تبدیل کر دیتا ہے اور کوئی اسے تیسری خواندگی میں لے جاتا ہے۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا۔ آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو کل پرسوں سے ہی ملاحظہ کر رہا ہوں۔

چوہدری طالب حسین ۔ ۔۔۔ کہ ہم اس لیے نہیں بول رہے کہ وقت بچایا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ یہاں پانچ ممبران حزب اختلاف بیٹھے ہیں اور پانچ ہی بول گئے ہیں۔ سوائے آپ کے سبھی بول گئے ہیں۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب! مخدوم زادہ صاحب نہیں بول رہے۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر مخدوم زادہ صاحب تشریف رکھتے تو ضرور بولتے۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا۔ انہیں میں نے ہی کہا تھا۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب تو آج ہیں ہی نہیں، باقی پانچ کے پانچ ممبران نے بحث میں حصہ لیا ہے۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا۔ میں نے ہی ان سے کہا تھا کہ وہ

آج اس بحث میں حصہ نہ لیں ۔ مقصد کے اعتبار سے یہی ایک بات تھی جس کو میں اتنی زیادہ اہم سمجھتا ہوں ۔ آپ ہمیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم delaying tactics استعمال کر رہے ہیں ۔ لیکن ہماری استدعا ہے کہ ہمیں اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کا موقع ضرور عطا فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی ! بارہ بجے تک دیکھتے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ کیا ضروری ہے کہ یہ بل آج ہی منظور کیا جائے ۔

Mr. Speaker : We have to proceed.

Chaudhri Talib Hussain : We had been proceeding and we have proceeded.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جو ایجنڈا ہمیں آج فراہم کیا گیا ہے اس میں پنجاب بیج کارپوریشن کا بل موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ تو آپ ہی کی طرف سے فراہم کیا گیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ اچانک حکومت کی طرف سے ایسے ریزولیوشن پیش کیے جاتے ہیں جن پر ایک ایک دن بحث ہوتی ہے ۔ پھر بھی ہم نے کبھی گلہ نہیں کیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ تیسری خواندگی تو بہر حال اس دن کے لیے رکھی ہوئی ہے ۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! کورم نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ، گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ! اس وقت ایوان اس بل کی ضمن 7 پر غور کر رہا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مینیجنگ ڈائرکٹر اپنے میعاد عہدہ کے اختتام سے پہلے کسی بھی وقت تین ماہ کا نوٹس دینے کے بعد اپنے عہدے

سے مستعفی ہو سکتا ہے یا اسے ایسے ہی نوٹس پر حکومت کی جانب سے کوئی بھی وجہ بتائے بغیر اس کے عہدے سے ہٹایا جا سکتا ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ اسی ضمن کے تحت بورڈ کو بھی مینیجنگ ڈائرکٹر کی برطرفی کا اختیار دیا گیا ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ بجا طور پر کچھ شرائط عاید کی گئی ہیں ۔ مجھے اس ضمن میں بنیادی طور پر یہ اعتراض کرنا ہے کہ مینیجنگ ڈائرکٹر ، جو بورڈ کا منتظم اعلیٰ ہوگا، جو بورڈ کی ذمہ داریوں کے سلسلے میں مرکزی حیثیت رکھے گا اور جسے بورڈ کے سامنے بنیادی طور پر جواب دہ ہونا ہوگا ، اسے حکومت نے کوئی وجہ بتائے بغیر برطرف کرنے کا اختیار حاصل کر لیا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ جس منتظم اعلیٰ کے سر پر برطرفی کی یہ تلوار لٹک رہی ہو ، جس منتظم اعلیٰ کو اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران میں ایک خاص مدت تک کے لیے بھی ملازمت کا تحفظ تک حاصل نہ ہو ، جس منتظم اعلیٰ کو ہٹانے کے لیے کسی وجہ کی ضرورت بھی محسوس نہ کی جائے وہ کسی طور پر اپنے اختیارات ، اپنے فرائض یکسوئی و دلجمعی اور اخلاص و دیانت کے ساتھ ادا کر سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ ہمارے ملک اور صوبے میں اچھے ماہرین اس لیے دستیاب نہیں ہوتے ، اچھے منتظم اس لیے سرکاری ملازمتوں کے قریب نہیں جاتے کہ انہیں نہ ملازمت کا تحفظ حاصل ہے اور نہ عزت و حرمت کا ، بلکہ روزانہ حکومت ایسے اقدامات کر رہی ہے کہ ایک طرف سرکاری ملازموں کی ریڑھ کی ہڈی مفلوج ہوتی چلی جا رہی ہے اور دوسری طرف نجی شعبوں میں ایسے لوگ ، جو سرکاری دوائر میں کام کرنے کے لیے آمادہ ہو سکتے تھے ، ان کے لیے ترغیب اور جاذبیت یکسر ختم ہوتی چلی جا رہی ہے اور سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں ماہرین کی کمیابی کی وجہ سے ، عدم دلچسپی کی وجہ سے ایسے صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ خالصتہً فنی ، تکنیکی اور سائنسی شعبوں میں بھی ہم صحیح کارکنوں ، صحیح ماہرین اور اچھے اہل کاروں سے محروم ہو کر رہ گئے ہیں اور نتیجتاً ان اداروں کی اجتماعی کارکردگی روز بروز بری طرح سے متاثر ہوتی چلی جا رہی ہے اور انحطاط کا شکار ہو رہی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ بنیادی نکتہ ہے جس کی وجہ سے ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہاں مینیجنگ ڈائرکٹر کو برطرف کرنے کے اس اختیار کو ختم کیا جانا چاہیے جس کی وجہ سے کوئی اچھا تجارتی ماہر ، کوئی اچھا زرعی تحقیق کا ماہر اس بورڈ کے لیے درخواست دینے پر آمادہ نہیں ہوگا ۔

جناب والا ۔ آپ خود تسلیم کرتے رہے ہیں کہ کسی شخص کو بھی الزام ثابت کیے بغیر ، اس کا جرم بتائے بغیر ، اسے صفائی کا موقع دیے بغیر کسی قسم کی سزا کا سزاوار قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ لیکن موجودہ حکمران پارٹی قانون عدل کے اس بنیادی محرک اور اس بنیادی فلسفے کو حقارت سے ٹھکراتے ہوئے مسلسل ایسی قانون سازی کر رہی ہے جس کے تحت ہمارے عام شہری ، تمام ملازم دستور کے تحت دیے ہوئے تحفظات اور قانون کے تحت حاصل شدہ اصولوں کے تحفظ سے بھی محروم ہو کر رہ گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ بات یہی نہیں کہ اس اصول کا خاتمہ کیا جا رہا ہے ، بلکہ یہاں ایک تضاد فکر اور تضاد عمل بھی موجود ہے ۔ حکومت نے ایک طرف مینیجنگ ڈائرکٹر کو خود تو وجہ بتائے بغیر ہٹانے کا اختیار حاصل کر لیا ہے ۔ لیکن دوسرے طرف بورڈ کے لیے اس کی برطرفی سے متعلق بعض شرائط عاید کی گئی ہیں ۔ میں ان کی شرائط کی حمایت کرتا ہوں ۔ میں ان شرائط و قیود کو پسند کر رہا ہوں اور میں اس ضمن کے اس حصے کی حمایت کرتا ہوں کہ اگر بورڈ یہ سمجھے کہ کوئی مینیجنگ ڈائرکٹر اپنی ذمہ داریوں سے پورے طور پر عہدہ برآ نہیں ہو رہا ، یا وہ اپنے اختیارات کا اپنے مفاد کے لیے غلط استعمال کر رہا ہے ، یا وہ تحریری اجازت کے بغیر کارپوریشن کے مفادات میں حصہ دار بن رہا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کی تقریر میں کہاں سے آ گیا ؟ آپ ایک کلاز پر بول رہے ہیں ۔

سید قابض الوری ۔ جی ، کلاز ہی پر بول رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ بات تو سمجھ لگی ہے کہ آپ نے ترمیم پر تقریر کی ہے۔ لیکن اس میں کسی قائد میں تقریر کرنے کا کہاں موقع ہے ؟

سید قابض الوری ۔ جناب ، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس میں اس اصول کو بورڈ کے لیے تو تسلیم کیا گیا ہے کہ مینیجنگ ڈائرکٹر کو برطرف کرنے کے لیے کچھ اصول و ضوابط ہونے چاہئیں ۔ اسے صفائی کا موقع دیا جانا چاہیے ۔ لیکن حکومت نے اپنے لیے اس قسم کی کسی شرط ، کسی قید کی پابندی گوارا نہیں کی ۔ یہ میں واضح کرنا چاہ رہا ہوں اور میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ جس طرح بورڈ کو برطرف کرنے کا اختیار دینے کے ساتھ اس کے کچھ قیود اور کچھ اصول متعین کیے گئے ہیں ، اسی طرح حکومت کے لیے بھی انہی

قواعد ، انہی شرائط کا عاید کرنا ضروری ہے ۔ اس لیے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ کسی بھی مینیجنگ ڈائرکٹر کو صفائی کا موقع دیے بغیر برطرف نہیں کیا جانا چاہیے اور جب تک ہماری اس ترمیم کو قبول نہیں کیا جائے گا ، نہ صرف یہ کہ اس اہم ترین عہدے اور منصب کے لیے ، قابل ، دیانت دار اور آزاد ماہرین میں سے کسی شخص کو درخواست دینے کی ضرورت نہیں رہے گی ، بلکہ اس کارپوریشن کا اور اس بورڈ کا اجتماعی کام بھی بری طرح سے متاثر ہوگا اور جن اغراض و مقاصد کے لیے یہ بورڈ قائم کیا جا رہا ہے ، یا یہ کارپوریشن تشکیل دی جا رہی ہے ، ان کی تکمیل ممکن نہ ہوگی ۔ اس لیے میں اس ہاؤس سے آپ کی توسط سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ یا وہ اس غیر منصفانہ ضمن کو مسترد کر دے یا ہماری ان معقول اور مدلل ترامیم کو قبول کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ چونکہ آپ کا موڈ جلد بازی کا ہے ، اس لیے میں اختصار سے کام لیتے ہوئے کہوں گا کہ اس میں جو دو عملی ہے ، اس سے بورڈ کی اپنی کارکردگی متاثر ہوگی ۔ وہ اس طریقے سے کہ ایک طرف تو مینیجنگ ڈائرکٹر کو ، جہاں تک اس کو ملازمت سے علیحدہ کرنے کا تعلق ہے بورڈ کے تابع کر دیا گیا ، اور ایک طرف اس کو ملازمت کے سلسلے میں گورنمنٹ کے تابع کر دیا گیا ۔ یہ دو عملی ہے ۔ چونکہ مینیجنگ ڈائرکٹر چیف ایگزیکٹیو ہے اور اسے اس کارپوریشن ، اس بورڈ کو چلانا ہے ، تو یہ دو دھاری تلوار اس پر لٹکا دی گئی ہے ۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ بورڈ کی کارکردگی اور اہلیت متاثر ہوگی اور جن مقاصد کے لیے یہ بورڈ بنایا گیا ہے ، وہ پورے نہیں ہوں گے ۔ چونکہ ایک طرف اسے بورڈ کے ممبران کو خوش رکھنا ہوگا اور دوسری طرف اسے حکومت سے بھی ایسا رویہ اختیار کرنا ہوگا جس سے برسر اقتدار پارٹی اس سے ناراض نہ ہو سکے ۔ تو یہ دو قسم کا دباؤ مینیجنگ ڈائرکٹر پر ڈال دیا گیا ہے ۔ اس قسم کے دباؤ کے تحت کوئی بھی ذی شعور اور اہل علم جسے بیج کی بہتر کوالٹی بنانے کا کام سپرد کیا جائے وہ اس کام کو کماحقہ ادا نہیں کر سکے گا ۔ وہ صرف حکومت کا خوشامدی بن کر رہ جائے گا اور جب بورڈ کے ملازمین کو یہ علم ہوگا کہ مینیجنگ ڈائرکٹر کو حکومت کسی وقت بھی ہٹا سکتی ہے تو بورڈ سازشوں کی آماج گاہ بن جائے

گا ۔ اس کے ماتحت ملازمین یہ کوشش کریں گے کہ متعلقہ حکام سے رابطہ پیدا کریں اور منیجنگ ڈائرکٹر کو اپنی سازشوں کا شکار بنائیں ۔ ایک طرف منیجنگ ڈائرکٹر کے سپرد ایک بہتر کام کر دیا گیا ہے کہ اسے بیج کی کوالٹی بہتر کرکے اس سودے کی پیداوار کو بڑھانا ہے اور دوسری طرف جو اس کی شرائط ملازمت ہیں یا اس کو ملازمت سے علیحدہ کرنے کا جو طریقہ ہے اس کے باعث منیجنگ ڈائرکٹر آزادانہ طور پر کام کرنے کے اہل نہیں ہوگا ۔ ایک طرف اسے ماتحت ملازمین کو خوش رکھنا ہوگا تاکہ متعلقہ حکام حکومت وقت سے ساز باز کرکے اسے چھٹی نہ دلا دیں ۔ یہ تین قسم کا دباؤ اس منیجنگ ڈائرکٹر پر ہوگا ۔ ایک حکومت کی طرف سے ، دوسرا بورڈ کی طرف سے اور تیسرا ماتحت ملازمین کی طرف سے ، کہ جب انہیں معلوم ہوگا کہ منیجنگ ڈائرکٹر کی شرائط ملازمت ایسی ہیں کہ اسے کسی وقت بھی ہٹایا جا سکتا ہے تو وہ ان کے دباؤ کے تحت کام کرنے پر مجبور ہوگا ۔ اس لیے جناب سپیکر ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پورے بورڈ کی کارکردگی متاثر ہوگی اور پھر بورڈ دو متحارب گروپوں میں بٹ جائے گا ۔ ایک طرف منیجنگ ڈائرکٹر ہوگا اور دوسری طرف ملازمین ، جن کی شرائط ملازمت ہر طریقے سے منیجنگ ڈائرکٹر سے بہتر ہوں گی ۔ یعنی ایک عجیب تماشا ہے کہ چیف ایگزیکٹیو کی شرائط ملازمت اس قسم کی ہیں کہ اسے کان سے پکڑ کر جب جی چاہے نکالا جا سکتا ہے ۔ لیکن اس کارپوریشن کے ماتحت عملے کی شرائط ملازمت اس منیجنگ ڈائرکٹر سے ہر حال بہت زیادہ بہتر ہوں گی ۔ جب اس بورڈ کی یہ صورت حال ہوگی تو آپ میری اس بات کی تائید کریں گے کہ جس شخص کو آپ یہ اختیارات دے رہے ہیں وہ اس بورڈ کی بہتری کے لیے ان اختیارات کو استعمال نہیں کر سکے گا ، اس لیے کہ اس کے ماتحت عملے کی شرائط ملازمت ڈائرکٹر سے بہتر حال بہتر ہوں گی ۔ اس لیے جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ منیجنگ ڈائرکٹر کو بغیر وجہ بتائے نکالنا بعید از انصاف ہے ۔ جیسے دوسرے سرکاری اداروں کی شرائط ملازمت ہیں ، ان کے مطابق منیجنگ ڈائرکٹر کو وہاں پر متعین کیا جائے ۔ اس بورڈ کی کارکردگی کے لیے اگر حکومت واقعی سنجیدہ ہے اور چاہتی ہے کہ بورڈ کی کارکردگی بہتر ہو اور اس میں اہل لوگ آئیں تو وہ اس طریقے سے ہو سکتا ہے کہ آپ اس کی شرائط ملازمت دوسرے سرکاری ملازمین کے مطابق بنالیں ۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو وہ نتائج مرتب ہوں گے جن کی طرف ہماری

حزب اختلاف کے دوستوں نے اشارہ کیا ہے کہ ایسا منیجنگ ڈائرکٹر کٹھ پتلی بننے پر مجبور ہوگا ۔ اس سے آپ یہ امید نہیں کر سکتے کہ وہ بیج کی کوالٹی بہتر بنانے اور پیداوار بڑھانے کی طرف توجہ کرے گا ۔ وہ محض اپنے حکام کو خوش رکھے گا ۔ وہ اپنے ملکیت عملے کے دباؤ میں آئے گا ۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس صورت میں اس کلاز کو منظور نہیں کیا جانا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں اس پر تقریر نہیں کرنا چاہتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ حیرت ہے کہ موجودہ بل کی اس ضمن کے ذریعے کہ ایک طرف تو حکومت منیجنگ ڈائرکٹر کی ماہرانہ صلاحیت اور تعلیمی قابلیت ، جو وہ مقرر کرے گی یا جو وہ مناسب سمجھے گی ، اس کے تحت محض اعتبار کرکے اسے اس کارپوریشن کا منتظم اعلیٰ مقرر کرے گی اور دوسری طرف اس شخص سے ، جسے وہ پورے اعتماد سے ملازمت دے گی ، ملازمت کا تحفظ واپس لے لیا گیا ہے ۔ یہ انصاف کے بنیادی تقاضوں کے خلاف ہے ۔ میرا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ اس شرط اور اس پابندی سے اس کے ذہن پر اپنی ملازمت کے عدم تحفظ کا جو خوف و ہراس ہوگا اس کے باعث وہ پبلک سرونٹ کی حیثیت سے صحیح فرائض سر انجام نہیں دے سکے گا ، بلکہ وہ پرسنل سرونٹ کی طرح ہوگا ۔ مخصوص حالات کی وجہ سے نکالا جا سکتا ہے ۔ اس لیے جناب سپیکر ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے جو ترامیم پیش کی گئی ہیں ان پر سنجیدگی سے غور کیا جائے اور انہیں قبول کیا جائے ۔

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in sub-clause (1) of Clause 7 of the Bill, for the words "Government without assigning any reason" occurring in line 4, the words "the Board after assigning reasons" be substituted."

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

"That in sub-clause (1) of Clause 7 of the Bill, the colon appearing at the end of line 4, be replaced by a full-stop and the proviso appearing thereafter, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in para (c) of sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, the words "or intended to hold" occurring in line 1, be deleted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 7 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 8)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 8 زیر غور ہے ۔

سید تابش الوری ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میں بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ کورم پورا نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہے ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں بل کی دوسری خواندگی پر کافی بحث ہو چکی ہے ۔ اس سلسلے میں میں قاعدہ نمبر 80 قواعد الضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے تحت یہ تحریک پیش کروں گا کہ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے اور مزید بحث کی اجازت نہ دی جائے اور اس ترمیم کو as such پیش کرکے دوسری خواندگی کو ختم کیا جائے ۔ کیونکہ اس پر کافی دنوں سے کافی بحث ہو چکی ہے اور ٹائم بھی مقرر کیا گیا تھا ۔

Mr. Speaker : I would like to take sense of the House

سید تابش الوری ۔ میں اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ ابھی دوسری خواندگی جاری ہے اور صرف ۔ ۔ ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ ابھی تو بل کے ایک تہائی حصے پر بحث ہوئی ہے ۔ اگر دو تہائی حصے پر بحث ہو چکی ہوتی تو پھر آپ کی تحریک ٹھیک تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تجویز پیش کی گئی ہے :

کہ اس بل پر اب کافی بحث ہو چکی ہے وقت مقرر کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس سے پہلے ایسی کوئی مثال موجود نہیں کہ اس قسم کی تحریک دوسری خواندگی میں پیش کی گئی ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ بارہ بجکر پندرہ منٹ تک میں اس پر بحث کی اجازت دے رہا ہوں ۔ بارہ بجکر پندرہ منٹ پر

I will just read the Clauses and the amendments.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ خود آپ کی اجازت سے اس ہاؤس میں ایک ایک بل پر ڈیڑھ ڈیڑھ مہینہ بحث ہوئی ہے ۔ اور اسی ایوان کا ریکارڈ ہے کہ تین تین مہینے ایک بل زیر بحث رہا ہے ۔ آخر یہ کیا وجہ ہے کہ اتنی بڑی کارپوریشن کا اتنا اہم بل ہے اور تیسرے چوتھے روز آپ یہ محسوس کر رہے ہیں کہ اس کے لیے guillotine کیا جائے جناب سپیکر ۔ آپ اپنی روایات کو بھی ختم کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ جس طریقے سے انہوں نے اس بل پر بحث کی اس کا تین چوتھائی حصہ بھی relevant نہ تھا اس کے بعد بھی اگر انہوں نے اس ایوان کا وقت ضائع کرنا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس پر کسی قسم کی بحث کی اجازت دی جائے اور ایوان نے واضح طور پر اس کے لیے ٹائم مقرر کیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ ایک طرف تو جناب وزیر قانون بڑے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں وہ اسمبلی کا بڑا کام کروا رہے ہیں، ریکارڈ قائم کروا رہے ہیں اور دوسری طرف وہ guillotine کی تجویز پیش کرتے ہوئے ذرا بھی اس سلسلے میں شرم محسوس نہیں کرتے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ محسوس کریں کہ حزب اختلاف اس وقت کتنی مختصر تعداد میں موجود ہے اور اس مختصر حزب اختلاف کو بھی حکمران پارٹی قبول کرنے اور اسے برداشت کرنے کو تیار نہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن موجود نہ رہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 22 زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری ۔ چوھدری طالب حسین ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ مورخ اس تجویز کو کیا نام دے گا اور اس طرز عمل کے متعلق کیا کہے گا کہ حزب اختلاف کے چار ارکان بھی حزب اقتدار کے لیے قابل برداشت نہ تھے اور ان چار آدمیوں کو بھی اظہار خیال کا موقع دینا نہیں چاہتے تھے ۔ جناب وزیر قانون کو خود اس بات کو محسوس کرنا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی بات تو سمجھ میں آ سکتی ہے ۔ آپ تو لمبی لمبی تقریریں کرکے ایک نیا ضوابط بنانا چاہتے ہیں ۔ اس لیے

That can be well appreciated.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس ایوان کے ریکارڈ کا آپ نے خود مطالعہ کیا ہوگا ۔ ایک ایک بل پر ایک ایک شخص کی تقریر پندرہ دن تک جاری رہی ہے اور آپ ایک ایک کلاز پر دس دس منٹ کی بھی اجازت نہیں دینا چاہتے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ اس اسمبلی کا آخری اجلاس ہے ، اچھی روایات رہی ہیں ، دوسری خوالدگی پر کبھی wind up نہیں ہوا اور یہ جلد بازیاں آپ کے حق میں اچھی نہیں ہوں گی ۔ میں آپ سے اپیل کروں گا کہ دوسرا شام کا اجلاس منعقد کر لیں ۔ اگر آپ اچھی قسم کی قانون سازی چاہتے ہیں تو اس کے لیے یہ کرنا پڑے گا ۔ آپ کو تو تقریر کرنی نہیں آتی بس irrelevant ، relevant کہتے رہتے ہیں چار سال کے دوران کبھی بتائیں کہ بل کی دوسری خوالدگی پر wind up کرنے کی کوشش کی گئی ہو ۔ یہی آپ کے مفاد میں ہے ۔ آپ سیاست کو خراب نہ کریں ۔ اسمبلی کی روایات اور آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر بحث چلنے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی تو میں نے ترمیم نمبر 22 call کی ہے ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ یہ کیسے close ہو سکتی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ یہاں کئی وزرائے قانون رہے ہیں ۔ لیکن کسی نے بھی یہ جرات نہیں کی کہ دوسری خوالدگی میں یہ تحریک پیش

کرکے اسے guillotine کرایا جائے۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ اگر اکثریت کے بل پر ہی فیصلہ ہونا تھا تو پھر تو یہ آپ کے چیمبر میں ہی بیٹھکر کر سکتے تھے بل پیش کرنے وقت شروع ہی میں یہ کہہ دیتے کہ اکثریت کو یہ فیصلہ منظور ہے ، اس لیے یہ بل پاس ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے ۔ پرنسپلز پر بھی بحث ہو چکی ہے اور کلاز پر بھی ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ جنرل بحث کے دوران ایک سٹیج پر یہ سوچ آئی تو یہ کر سکتے تھے کہ جنرل بحث کافی ہو چکی ہے اس لیے اس کو کلوز کیا جائے ۔ لیکن دوسری خواندگی میں یہ آج تک نہیں ہوا کہ اس میں ترامیم بھی دی ہوئی ہوں اور ان پر اظہار خیال کا موقع نہ دیا جائے ۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اسی لیے پرسوں ٹائم مقرر کیا تھا۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ ان ترامیم کو پیش نظر رکھتے ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس فاضل وزرا بھی تشریف لاتے ہیں اور دن میں دو دو تین تین مرتبہ لڑتے ہیں کہ آپ نے الذا latitude دیا ہوا ہے اور اتنی غیر متعلقہ تقریروں کی آپ اجازت دے دیتے ہیں اور ایوان کا وقت ضائع ہونے دیتے ہیں ۔

سید ناہش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اگر انہیں آپ پر اعتماد نہیں تو تحریک عدم اعتماد پیش کریں ۔ اور بڑی آسانی کے ساتھ یہ کارروائی کر سکتے ہیں ۔ یہ کوئی طریقہ نہیں کہ اکثریت کا کوئی نمائندہ اگر آپ سے بات کرے تو آپ حق انصاف اور روایات کو بھی ترک کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے بالکل حق و انصاف کا دامن نہیں چھوڑا اور میں بار بار یہ پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں لیکن فاضل ممبر حزب اختلاف پر کلاز کو اس طرح سے سمجھتے ہیں کہ گویا یہ پرنسپلز پر بحث ہو رہی ہے ۔ اور کلاز نمبر 7 پر ہی اس طرح بحث ہوئی ہے گویا یہ پریسپلز آف دی بل پر بحث ہو

رہی ہے ۔ اور کلاز نمبر 7 پر بحث نہیں ہو رہی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ سربراہ اعلیٰ کی برطرفی کا مسئلہ ہے ۔ یہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں آپ اندازہ فرمائیں کہ جو کلاز زیادہ اہم تھیں ہم نے صرف ان پر زیادہ وقت صرف کیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب اگر کوئی غیر متعلقہ بات کرتا ہے تو آپ نے ٹوکنا ہے ۔ اور جب کبھی آپ نے روکا ہے تو ایک منٹ کے اندر اندر فاضل ممبروں نے اپنی تقاریر ختم کر دی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کوئی نہیں مانتا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ آپ ریکارڈ دیکھ سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ریکارڈ میں تو پھر ۔ ۔ ۔ بہرحال میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا ۔ غالباً آپ اس پر پھر پورے نہیں اتریں گے ۔ ترمیم نمبر 22 ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 8 کی سطور ایک اور دو میں الفاظ حکومت کی جانب سے وقتاً فوقتاً اسے جاری کیے جانے والے عمومی یا خصوصی احکام کے تابع اور حذف کر دیے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 8 کی سطور ایک اور دو میں الفاظ "حکومت کی جانب سے وقتاً فوقتاً اسے جاری کیے جانے والے عمومی یا خصوصی احکام کے تابع اور" حذف کر دیے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں نے ترمیم 23 کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ پہلا حصہ 8 (ب) پڑھا جائے گا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ دونوں کو ساتھ ساتھ لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا ۔

سید تابش الوری ۔ آپ نے جس حد تک اسے قبول کیا ہے اس طرح سے پڑھ دیں ۔

Mr. Speaker : That the existing Clause 8 of the Bill, be renumbered as Clause 8 (a)

and in the proviso to existing Clause 8, the opening words "provided that" be deleted, and the proviso as so amended, be renumbered as Clause 8(b);

اب یہ تقاریر بارہ بجکر پندرہ منٹ پر ختم ہو جائیں گی ۔ کیونکہ اگر یہ ترمیم منظور ہو گئی تو پھر بھی اور اگر نہ بھی ہوئی تو پھر بھی ۔ اس کے بعد کلاز 8 منظور ہو جاتی ہے اور پھر آپ سیکنڈ ریڈنگ پر اس کلاز 8 کی مخالفت نہیں کر سکتے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کلاز 9 کو الگ take up کر لیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ بعد میں دیکھ لیں گے ۔ ابھی آپ کلاز 8 کے سلسلے میں اس ترمیم پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس بل کی ضمن 8 میں یہ کہا گیا ہے

> کہ بورڈ حکومت کی جانب سے وقتاً فوقتاً اسے جاری کیے جانے والے عمومی یا خصوصی احکام کے تابع اور مصرحہ شرائط و کوائف پر ایسے افسران ، مشیران اور ملازمین کا تقرر کرے گا جنہیں وہ اپنے امور کی بطریق احسن ادائیگی کے لیے ضروری خیال کرے ۔

یہ اختیار ایک دفعہ پھر بورڈ کے نام پر حکومت حاصل کر رہی ہے کہ کارپوریشن بورڈ کے لیے جو آفیسر ، مشیر ، ملازم مقرر کیے جائیں گے ۔ ان کے لیے حکومت وقتاً فوقتاً خصوصی یا عوامی احکامات جاری کیا کرے گی ۔ اس کا واضح طور پر یہ مقصد ہے کہ آفیسر ، مشیر ، ملازم کے تقرر کا اختیار بورڈ کی بجائے براہ راست حکومت کو حاصل ہو جائے گا ۔ نہ صرف یہ کہ تقرری کا اختیار انہیں حاصل ہوگا ۔ بلکہ ان کے انتخاب کا اختیار بھی انہیں ہوگا ۔ اس ضمن کے تحت حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے کہ وہ ملازم اور آفیسر کا تقرر خود کرے اور بورڈ کو ان احکامات کی تکمیل پر مجبور کرے ۔ ظاہر ہے کہ جس بورڈ کا خود چیئرمین وزیر زراعت ہوگا اس پر بھی حکومت اعتبار نہیں رکھتی اور یہ اختیار حکومت نے حاصل کر لیا ہے ۔ مقصد یہ ہے کہ وزیر زراعت کی بجائے پوری کیبنٹ یا وزیر اعلیٰ یہ کر سکتا ہے کہ بورڈ کے لیے مختلف مشیروں اور ملازموں کے تقرر کا اختیار حاصل کرے ۔ جناب والا ۔ اگر بورڈ کی بجائے یہ اختیار حکومت کو حاصل ہوا تو نہ صرف یہ کہ بورڈ کی ضروریات ، اغراض و مقاصد

سے ہم آہنگ آفیسر بھرتی کیے جائیں گے بلکہ اس کا اندیشہ بھی موجود ہے کہ اپنے منظور نظر افراد کو ، چاہے وہ اس بورڈ کے متعلقہ کام کے اہل ہوں یا نہ ہوں ، محض قرابت ، سیاسی رشوت اور محض دوست پروری کی بنیاد پر ان کے تقرر کا اختیار بھی حکومت لے لے گی جو کہ کسی طور پر بھی پسندیدہ نہیں ۔ پہلے ہی مختلف کارپوریشنوں اور خود مختار اداروں میں اس قسم کی غیر منصفانہ بھرتی کی جا رہی ہے جس بارے مختلف اداروں کا اجتماعی کردار متاثر ہو رہا ہے اور کام انحطاط پذیر ہو رہا ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں بھی یہ اختیار حاصل کرکے تقرریاں بورڈ کی بجائے حکومت نے کرنی شروع کر دی ہیں تو اس کا نتیجہ ماضی کے تجربات سے مختلف نہیں ہوگا ۔ اور آپ اس وقت رشوت اور بدعنوانی کا ایک ایسا دروازہ کھول دیں گے اور اقربا نوازی کی ایسی مثال قائم کریں گے جو پورے صوبے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رسوا اور بدنام کرے گی ۔ اس لیے ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ یہ اختیار حکومت کی بجائے خود بورڈ کو حاصل ہوں اور بورڈ کا چیئرمین وزیر زراعت ہوگا ۔ جس کے ماتحت سیکرٹری لیول کے لوگ ہوں گے ۔ اگر ان پر بھی حکومت کو اعتبار نہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ حکومت ان اختیارات کو کن مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہتی ہے ۔ اگر صحیح مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہتی ہے تو خود وزیر زراعت اور سیکرٹریوں کی موجودگی کافی ہے ، لیکن ہمارا یہ اندیشہ ہے کہ اصل میں حکومت ان اختیارات کو حاصل کرکے سیاسی بھرتی کرنا چاہتی ہے ۔ جو کسی طور بھی پسندیدہ نہیں

Mr. Speaker : Now, it is 12. 15 and I proceed in accordance with Rule 180 (2).

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں نے تقریر کرنی ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ مجھے بھی تقریر کرنی ہے ۔

Mr. Speaker : The question before the House is :

> That in Clause 8 of the Bill, the commas and the words "subject to such general or special, orders as Government may give to it from time to time" occurring in lines 1-2, be deleted.
>
> (The motion was lost)

مسٹر رؤف طاہر ۔ یہ بات غلط ہے ۔ یہ رویہ غلط ہے ۔ مجھے بھی تقریر کرنی ہے ۔

Mr. Speaker : I can't violate the consensus of the House.

مسٹر رؤف طاھر ۔ آپ شام کا اجلاس بلا لیں اسے اپنے چیمبر میں پاس کر لیں ۔

Mr. Speaker : The question before the House is :

That the existing clause 8 of the Bill, be re-numbered as Clause 8 (a) and in the proviso to existing Clause 8, the opening wopds "provided that" be deleted, and the proviso as amended, be re-numbered as Clause 8 (b) ;

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Now, the question is :

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

مسٹر رؤف طاھر ۔ مارشل لا ایڈ منسٹریٹر نہ بنیے ۔ آپ نے باہر جمہوریت کو بند کیا ہوا ہے ۔ یہاں بند نہ کریں ۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ؟

کلاز 9

Mr. Speaker : In accordance with Rule 180 (2) I am proceding ; I have taken the motion. Now, Clause 9 of the Bill is under cosideration.

(Interruptions by Hon'ble Members of Opposition)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Voices from Oppsition Benches : Shame Shame :

Mr. Speaker : Clause 9 of the Bill stand part of the Bill.

کلاز 10

Mr. Speaker Now, Clause 10 of the Bill is under considera tion. The question before the House is :

That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Voices From Opposition Benches : Shame : Shame :

Mr. Speaker : Clause 10 of the Bill stand part of the Bill.

کلاز 11

Mr. Speaker Now Clause 11 of the Bill is under consideration. The question before the House is :

That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

کلاز 12

Mr. Speaker : Now clause 12 of the Bill is under consideration.

Voices : Shame : Shame (Interruptions)

Mr.Speakr : The question before the House is :

That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.

(The moiton was carried)

Shame اپوزیشن کے نعرے - عوام دشمنی - - - ہائے ہائے - - -

Shame سکھا شاہی - - - ہائے ہائے - - -

Shame سکھا شاہی - - - ہائے ہائے - - -

کلاز 13

Mr. Speaker : Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Amendment No. 28. It is in the name of Makhdumzada S0ed Hassan Mahmood, Syed Tabish Alwari, Mr. Raruf Tahir, Chaudhri. Talib Hnssian, Mr. Nazar Aussain Mansoor, Raja Munawar Ahmad and Syed Tahir Ahmad Shah. It is to the effect:

That for the first proviso to sub-clause (I) of Clause 13 of the Bill, the following be substituted. namely :

Provided that at least one meeting shall be held in every two months of the year.

Chaudhri Talib Hussain : Mr- Speaker , have you gone deaf ? Can't you hear ? You have jumped every thing.

Mr. Speaker : I have heard a decision of the majority of the House and the consensus of the House.

Chaudhri Talib Hussain : You are not hearing any thing You have gone deaf to every thing, to every reason. You don't try to under-stand any body.

Mr. Speaker : I have heard the majority of the House and I can't be dictated.

Chaudhri Talib Hussain . You can pass it in your Chamber. Why are you wasting the time of the Hon' ble Members ?

Mr. Speaker : The question before the House is :

> That for the first Proviso to sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, the following be substituted, namely :
>
> Provided that at least one meeting shall be held in every two months of the year.

(The motion was lost)

(Interruption by Chaudhary Talib Hussian)

Mr. Speaker : Now, amendment No. 29. It is to the effect :

> That in the first Proviso to sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill. between the word "year" and colon appearing at the end. the words "and atleast six meeting shall be held in a year" be inserted.

Mr. Speaker : The question before the House is :

> That in the first Proviso to sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, between the word "year" and the colon appearing at the end, the words "and atleast six meetings shall be held in a year" be inserted.

(The motion was lost)

Chaudhri Talib Hussain : Would you allow some body who deserves to sit in this Chair ? Why don't you vacate it for some body ?

(Slogans raised by Opposition Members)

Mr. Speaker : Amendment No. 30 is under consideration The amendment is to the effect :

> That in sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, for the word "four" occurring at the end of the line 2, the word "eight" be substitnted.

Mr. Speaker The question before the House is :

> That in sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, for the word "four" occurring at the end of the line 2, the word "eight" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Now, amendment No. 31 is under consideration. It is to the effect :

> That in proviso to sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, for the word "four" occurring in line 2, the word "eight" be subtituted.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : Sir, the House is not in quorum.

Mr. Speaker : Let there be a court ... count was taken .. There is no quorum, let the bells be rung ... Bells were rung.

Now the House is in quorum. Time is extended by another fifteen minutes.

The question before the House is :

> That in the Proviso ot sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, for the word "four" occurring in line 2, the word "eight" be substituted.

(The motion was lost)

Chaudhri Talib Hussain : Shame : Shame :

آپ اپنے خلاف سننے کے لیے تیار ہی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں میرا کوئی دخل نہیں ۔

The House has taken a decision and I am following the decision of the House under Rule 180 and I am now proceeding in accordance with Rule 180 Sub-rule (2).

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میری استدعا یہ ہے کہ آج تک اس ایوان کا ایسا کوئی بھی precedent نہیں کہ سیکنڈ ریڈنگ پر کبھی ایسا ہوا ہو اور جب بھی کسی ضمن کے بارے میں ترامیم پیش کی گئی ہوں ، ان کے محرک کو اجازت دیے بغیر ان ترامیم کو پیش کیا گیا ، جب کہ محرک ان ترامیم پر تقریر نہ کرنا چاہتا تھا ۔ جناب والا ۔ اب آپ نے صبح بھی اعتراض کیا تھا اور میں نے آپ سے اس وقت بھی عرض کی تھی کہ جب بھی کوئی سپیکر irrelevant ہو ، جب بھی کوئی repetition کر رہا ہو ، آپ اسے ٹوکیں تو جناب نے بارہا سپیکر کو ایسا کرنے پر ٹوکا ہے اور آج ریکارڈ اس بات کا شاھد ہے کہ آپ نے جب بھی کسی سپیکر کو ٹوکا ہے کہ وہ irrelevant تقریر کر رہا ہے یا وہ دلائل دے رہا ہے جو اس سے پہلے کسی

سپیکر نے دیے ہیں تو اس نے اپنی تقریر فوراً بند کر دی ۔ آپ کے سامنے سید طاہر احمد شاہ صاحب کی مثال موجود ہے ۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب نے اس وقت بھی اپنی سپیچ نہیں کی کہ آپ نے انہیں دو تین الفاظ میں یہ کہا کہ یہ دلائل اس سے پہلے دیے جا چکے ہیں ۔ اس کے بعد آپ نے مسٹر نذر حسین منصور کو بھی ٹوکا اور انہوں نے بھی آپ سے یہ کہا کہ میں ایک منٹ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ تو اب آپ اور کیا چاہتے ہیں ؟ کیا آپ ہمیں اپنا اظہار خیال کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتے ۔ جناب والا ۔ یہ سراسر جمہوریت کے منافی ہے ۔ رولز کی interpretation صاف واضح ہے کہ اگر کسی سٹیج پر آپ سمجھتے ہیں کہ فلاں معاملے پر کافی بحث ہو چکی ہے اور فلاں کلاز پر کافی بحث ہو چکی ہے اور اس میں جو کچھ کہا جا سکتا تھا وہ کہا جا چکا ہے تو آپ اس کو closure کے لیے put کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس میں کیا کر سکتا ہوں ؟ یا تو آپ نے رولز نہیں پڑھے یا تابش الوری صاحب نے پیچھے سے لقمہ دیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں ۔ لیکن جو کچھ آج آپ کر رہے ہیں ، میرے خیال میں یہ آپ کے لیے مناسب نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں ۔ آپ ذرا تشریف رکھیں ۔

Rule 180 :

> Whenever the debate on any motion in connection with a Bill or on any other motion becomes protracted, the Speaker may, after taking the sense of the Assembly, fix a time limit for the conclusion of discussion on any stage or all stages of the Bill or the motion, as the case may be.

A regular motion has been moved in this House through which this point was raised. I obtained the consensus of the House and, after that, I am acting accordingly.

> At the appointed hour, in accordance with the time limit fixed for the completion of a particular stage of a Bill or a motion, the Speaker shall, unless the debate is sooner concluded, forth-

with put every question necessary to dispose of all the outstanding matters in connection with that stage of the Bill of the motion.

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ آپ نے اس رولنگ کا صحیح حوالہ دیا ہے ۔ یہاں اس میں اعتراض صرف اس قدر ہے کہ جب ایک سٹیج پر آپ یہ سمجھتے ہیں یا وزیر قانون صاحب یا کوئی منسٹر انچارج یہ سمجھتا ہے کہ کسی issue پر protacted بحث ہو گئی ہے اور اب وہ موشن move کرنا چاہتا ہے کہ اس بحث کو close کیا جائے اور وہ motion carry ہو جائے تو اس پر سپیکر صاحب کوئی ٹائم fix کرتے ہیں ۔ تو آپ اندازہ لگائیں کہ اس بل کے سلسلے میں کسی سٹیج پر کسی وقت وزیر قانون صاحب کی طرف سے ایک motion move کی گئی اور آپ نے کون سا ٹائم fix کیا تھا ؟

منسٹر سپیکر ۔ میں نے پرسوں سے 11 بج کر 30 منٹ کا ٹائم fix کیا تھا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ وہ جس طرح آپ نے پرسوں سے ٹائم مقرر کیا تھا اس وقت تو ابھی پہلی کلاز پر بحث ہو رہی تھی ۔ اس میں 25 کلازیں ہیں اور اس میں بہت سی ترامیم پیش کی ہوئی ہیں ۔ یہ رول کی بنا پر سپیکر کو کہیں اختیار دیا گیا ہے کہ وہ unreasonable time fix کر سکتا ہے ؟ آپ کو جب بھی ٹائم مقرر کرنا ہے تو ایک reasonable attitude کے ساتھ کرنا ہے ۔ reasonable time fix کرنا ہے ۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اب میں صرف پانچ منٹ میں تمام بل پاس کرانا چاہتا ہوں ۔ میں کب کہتا ہوں کہ رول کے تحت motion move نہیں کی جا سکتی یا سپیکر کو یہ اختیار نہیں دیا گیا ؟ آپ کو یہ اختیار دیا گیا ہے ۔ لیکن میری تو آپ سے استدعا یہ ہے کہ آپ ٹائم unreasonable fix کیا ہے ۔ آپ reasonable time fix کریں ۔ اس پر اگر آپ یہ کہیں کہ reasonable time گزر چکا ہے اور یہ بل پاس نہیں ہو رہا ،

Then you can straightway put the question to the House.

اب اگر آپ پانچ منٹ مقرر کریں کہ پانچ منٹ میں یہ بل پاس ہو جائے You can't call it reasonable time میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ

آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں اور اس ہاؤس کی روایات کے پیش نظر جس طرح اچھے ماحول میں یہ ایوان چل رہا ہے اس کو بگاڑنے سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ اس لیے آپ مہربانی کریں ، کیونکہ آپ کے پاس ٹائم ہے اور ان ترامیم کے سلسلے میں reasonable time مقرر کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ اب تو وہ سٹیج گزر چکی ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ کون سی سٹیج گزر چکی ہے ؟

Mr. Speaker : Now, we are at that stage. We are proceeding with the . . .

چوہدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ کون سی سٹیج گزر چکی ہے؟ ابھی تو ترامیم بقایا ہیں اور ان بقایا ترامیم کے لیے آپ reasonable time مقرر کر دیں اور اس ٹائم میں اس بل کو پاس کروا لیں ۔

Mr. Speaker : Now, we are following the reading.

چوہدری طالب حسین ۔ Now we are following the reading. اور اس ریڈنگ کے معاملے میں میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ اس ریڈنگ میں جو ہم کر رہے ہیں اس پر کوئی reasonable time مقرر کریں ۔ This is most unreasonable time اور پندرہ یا پانچ منٹ میں آپ بل کو پاس کرانا چاہتے ہیں یہ بل بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اس کو آپ اتنی آسانی سے نہ لیں کہ یہ ایک معمولی بل ہے اور یہ پانچ منٹ میں پاس ہو جائے گا ۔ اگر گورنمنٹ محض قرارداد پاس کروانے کے لیے اسمبلی کے پورے پورے دن ضائع کر سکتی ہے اور ایک نیا ریزولوشن بھی آ سکتا ہے ۔ یہ تو basic legislation ہے جو اس کی بنیادی ذمہ داری ہے ۔ لیکن جس وقت ان کا دل چاہتا ہے قرارداد لا کر اس پر دن ضائع کر لیتے ہیں ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ پانچ منٹ کے اندر آپ اس بل کی دوسری خواندگی کو منظور کر دیں ؟ This is not a reasonable time.

Mr. Speaker : This is the third day.

Mr. Abdul Hafeez Kardar: There are one or two issues with should not go unnoticed and unrecorded. One is that you have given very clear rulings on a number of occasions and issued necessary warnings or instructions to the members who were being repetitive but despite that you gave them a lot of

latitude to continue with their repetitive arguments. Then there is a clear violation of rules which has very very unfortunately takens place. That is, the rules provide very, clearly, that when the Speaker is speaking no member is to starat speaking. Here, what we saw today was a very shameful behaviour when you were accused, when you were hooted and that was very very deplorable. I would like it to be recorded that kind of behaviour should not have been permitted. Rules are very very clear on this point.

Chaudhri Talib Hussain : You should be ashamed yourself of your attitude. This is a shameful attitude to bull-doze on the basis of majority. This is your attitude and not ours.

Mr. Speaker : The question is :

> That in the Proviso to sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, the full-stop appearing at the end, be replaced by a colon and the following second Proviso be added thereafter, namely :
>
> Provided further that the Managing Director of the Board shall be one of the Members present.

Chaudhri Talib Hussain : Sir, what about my submission?

Mr. Speaker : I have told you that I have started following Rule 180 (2).

Chaudhri Talib Hussain : Do you think reasonable time has been fixed under rule 180 (2) ? Can you call it reasonable time ? I request you not to force us to adopt an attitude which will not be fair in this House. It depends on your attitude.

مسٹر سپیکر - میں نے تو اپنے attitude کو بڑا lenient کیا ہوا ہے -

Chaudhri Talib Hussain : Sir, I have already requested and I still request that the atmosphere should not go to an extent where good atmosphere could not be maintained. Uptil now we were working in a very good atmosphere but I am afraid it could not be maintained under such conditions. So, I am requesting you time and again to fix reasonable time. We don't say that you don't have the power. You have the power under rule 180 (2) to fix the time but the time limit should be reasoneble.

Mr. Speaker : Now, we are at Clause 13.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ رول تو یہ بھی موجود ہے کہ اگر ہاؤس چاہے تو باقی تمام رولز معطل کرکے اپنی کارروائی جاری رکھے ۔ لیکن عام طور پر ایسا نہیں ہو سکتا ۔ انتہائی غیر معمولی حالات میں ان رولز کو apply کیا جاتا ہے ۔ اس لیے آپ صرف رولز کا سہارا لے کر پارلیمانی روایات اور اس کی تاریخ کو مسخ نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے پرسوں اراکین سے کہا تھا 11 بج کر 30 منٹ پر ہمیں یہ ڈیبیٹ conclude کر لینی چاہیے ۔ آپ نے کہا اور میں نے کہا کہ اچھا جی چلیے we shall wait اور 12 بجے تک دیکھیں گے ۔ اب There has to be a limit ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ ہم لمبی تقاریر کریں گے حتیٰ کہ ایک نیا صوبہ پنجاب میں بن جائے گا ۔ اور دوسری طرف آپ کا یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک فاضل وزیر تو لمبی تقریر کے بعد اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ رول 180 invoke کیا جائے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یا تو میری تقریر کو روک دیں ۔ لیکن یہ تو نہیں کہ تمام کلاؤں کو آپ slaughter کرا لیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ جس انداز میں حزب اختلاف کے دوستوں نے تقاریر کی ہیں ، میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اگر ان کی ایک بھی تجویز معقول ہوتی تو میں بغیر کسی حیل و حجت کے اسے منظور کر لیتا ۔ لیکن جو بھی تجویز اور جو بھی باتیں انہوں نے دو تین دن کی ڈیبیٹ میں کہی ہیں ان کا نہ قوم کو فائدہ ہو سکتا ہے اور نہ صوبے کو فائدہ ہو سکتا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ آپ ہی تو سب سے بڑے قوم کے غمگسار ہیں ۔ سب سے زیادہ معقول فرد آپ ہی ہیں اور باقی سب نالائق اور نا اہل ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر ۔ جتنی بھی irrelevant تقریر سید تابش الوری نے کی ہے شاید ہی اس ایوان میں کوئی کرتا ہو ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ان کے اس ریمارک پر احتجاج کرتا ہوں ۔ انہوں نے تو معقولیت کا ٹھیکہ لے رکھا ہے ۔ وہ خدائی فوجدار ہیں جنہوں نے قابلیت کی کوئی نئی ڈگری لی ہے ۔ وہ لوگ تو یہی پانچ منٹ کی

زحمت برداشت نہیں کرتے لیکن وہ ہماری تقاریر اور ہماری تیاریوں کو نامعقولیت سے تعبیر کر رہے ہیں ۔ انہیں خود اپنے احوال پر نظر ثانی کرنی چاہیے ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ یہ کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ہماری تجاویز نامعقول تھیں ؟ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان میں سے کوئی تجویز نہ تھی جو معقولیت رکھتی ہو ؟ اس کا فیصلہ کون کرے گا ؟

وزیر قانون و پارلیمانی ۔ میں کروں گا ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ یہ لا منسٹر نہیں کریں گے میں سمجھتا ہوں کہ نہ ان کا اتنا پارلیمانی تجربہ ہے اور نہ ان میں غیر معمولی قابلیت ہے کہ جس کے لیے ہم یہ تسلیم کر لیں کہ لا منسٹر جس چیز کو سمجھیں کہ یہ چیز اس قابل ہے کہ تسلیم کر لی جائے یا جس چیز کو وہ معقول سمجھیں وہی معقول ہوگی ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے یہ ریمارکس نہایت ہی غیر ذمہ دارانہ ہیں انہیں اس ایوان نے اور نہ ہی کسی اور نے یہ حق دیا ہے کہ وہ اس بات کا فیصلہ کریں کہ حزب اختلاف کی طرف سے جو تجاویز دی گئی ہیں وہ معقول ہیں یا غیر معقول ۔ یہ ان کو حق نہیں ۔ وہ یہ فیصلہ نہیں کر سکتے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر میں ابھی ہاؤس میں آیا تو دو ممبر صاحبان کے درمیان جو گفتگو ہو رہی تھی وہ اسمبلی کی کارروائی میں تو نہیں آئے گی کیونکہ اس وقت ہاؤس میں کورم نہ تھا ۔ لیکن اس کے باوجود کچھ واقعہ کا ذکر اخبارات میں آنے کا امکان ہے ۔ وہ درست تھے اور کسی وجہ سے ایک دوسرے سے ناراض ہو گئے ہیں ان کو پتا نہیں تھا ۔ لیکن میں جناب سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس بات کی اجازت نہ دیں کہ یہ اخبارات میں آئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو انہیں کہہ سکتا ہوں کہ وہ اس کو نہ چھاپیں ۔
I can only request the hon'ble members of the Press.

چوھدری طالب حسین ۔ آپ پہلے پانچ منٹ بولنے کے لیے دیا کرتے تھے ، اب آپ ایک منٹ بھی نہیں دے رہے ۔ آپ کچھ تو خدا کا خوف کریں ۔ آج آپ کو کیا ہوگیا ہے ؟ آپ کچھ تو پارلیمانی روایات کو مد نظر رکھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کلاز 13 کر لوں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ یہ آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں ۔ آپ کو اس میں کون سی مجبوری ہے کہ اس کو آج ہی کرنا ہے ؟

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب جو کچھ آپ کر رہے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ اس کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں آپ کو اس کرسی پر بیٹھ کر ایسا نہیں کرنا چاہیے ۔ یہ مت سمجھیں ۔ کہ پھر پیر کو کوئی وزیر بول سکے گا اور تقریر کر سکے گا ۔ اگر ہماری تقاریر نہیں ہوں گی ۔ پھر ہم دیکھیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ میں کلاز 13 کر لوں ، اس کے بعد دیکھوں گا اور آپ کی بات پر توجہ دوں گا ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔جناب والا ۔ اگر وہ اتنی دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں تو پھر وہ بار بار کورم کا کیوں سوال اٹھاتے ہیں ۔ پھر وہ بیٹھے رہیں ۔

Mr. Speaker : The question before the House is :

> That in the Proviso to sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, the full-stop appearing at the end be replaced by a colon and the following second proviso be added thereafter, namely :
>
> Provided further that Managing Director of the Board shall be one of the Members present.

(The motion was lost)

مسٹر لذر حسین منصور ۔ کیا کسی ملک میں ایسا ہوا ہے کہ 5 منٹ میں 8 کلازیں پاس ہو گئی ہوں ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ دو منٹ بیٹھیے ۔

Chaudhri Talib Hussain : What is going wrong ?

Mr. Speaker : The question before the House is :

> That in sub-clause (3) of Clause 13 of the Bill, the words "by such member as may be nominated by him and failing such nomination" occurring in lines 2-3, be deleted

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in sub-clause (3) of Clause 13 of the Bill, the words "and failing such nomination by any other member as may be elected by the members present" occurring in lines 3-4, be delected.

(The motion was losl)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That sub-clause (4) of Clause 13 of the Bill, be deleted and the subsequent sub-clause be re-numbered accordingly.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in sub-clause (7) of Clause 13 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 1, the word "Board be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in sub-clause (8) of Clause 13 of the Bill, between the words "Government" and "may" occurring in line 1, the words "or Board" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That Clause 13 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : I will reserve one hour for the consideration of all these clauses.

Mr. Speaker. The House is adjourned. It shall reassemble on Monday at 5.00 p.m.

(اسمبلی کا اجلاس 7 جون 1976 بروز سوموار 5 بجے شام تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

سوموار ۔ 7 جون 1976ء
(دو شنبہ ۔ 8 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 5 بجے شام منعقد ہوا ۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۖ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۖ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۖ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۖ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

پ ۳ ــ رکوع ۱۱ ــ آیات ۲۵ تا ۲۷

پس اُس وقت لوگوں کا کیا حال ہوگا جب ہم اُن کو اس دن جمع کریں گے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور ہر نفس اپنے کاموں کا پورا بدلہ پائے گا اور ان پر (ذرا بھی) ظلم نہیں کیا جائے گا ۔

تم کہو کہ اے بادشاہت کے مالک اللہ تو جس کو چاہے بادشاہت بخش دے ، اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے ۔

تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے ۔ تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے ۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

قرارداد تعزیت

شیخ عزیز احمد کی وفات حسرت آیات

ڈاکٹر عبدالخالق ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جناب والا ۔ یہ ایوان شیخ عزیز احمد، ایم ۔ پی ۔ اے کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں ممتاز جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

جناب والا ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ چند باتیں پنجاب اسمبلی کے اراکین کی جانب سے عرض کر رہا ہوں کہ فاضل رکن مرحوم شیخ عزیز احمد صاحب جہاں پاکستان پیپلز پارٹی کے سرگرم رکن تھے وہاں وہ اس اسمبلی میں آنے کے بعد اس اسمبلی کے نہایت ہی باقاعدگی سے حاضری دینے والے اراکین میں سے تھے اور نہ صرف یہ کہ حاضری ہی دیتے تھے بلکہ حاضر دماغ بھی رہتے تھے اور اکثر بہت ہی مشکل چیزوں پر بہت تیاری کرکے آتے تھے اور ایسے ایسے ریفرنسز دیتے تھے جو کہ ڈھونڈنے کافی مشکل ہوتے ہیں اور جن کے لیے بہت وقت درکار ہوتا ہے ان ریفرنسز کو ڈھونڈنے کے لیے بہت وقت صرف کرتے تھے بلکہ مجھے یہ کہنا چاہیے تھا کہ وہ اس بات کے زندہ ثبوت تھے جو حضرت محمد نے فرمایا ہے :

اطلبو العلم الی المھد الی اللحد

(کہ آپ گہوارے سے لے کر گور تک علم حاصل کریں)

جناب والا ۔ مرحوم فاضل رکن نے کافی عمر گزرنے کے بعد علم کو مکمل کرنا شروع کیا اور انہوں نے ایک دن مجھے بتایا کہ انہوں نے میٹرک ، ایف ۔ اے ، بی ۔ اے اور ایم ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی بعد میں کیا اور بہت کم ایسی مثالیں دنیا میں ملتی ہیں اور اس کا ثبوت انہوں نے اس اسمبلی میں فراہم کیا کہ وہ قانون سے واقف ہیں اور وہ ایوان کی کارروائی میں بہت دلچسپی لیتے ہیں اور 1956ء اور 1962ء کی اسمبلیوں کی کارروائیاں انہوں نے پڑھ رکھی تھیں اور وہ اکثر مجھ سے بات کیا کرتے تھے کہ میں جناب سپیکر صاحب کی خدمت میں فلاں چیز پر نکتہ پیش کروں گا اور میں نے آٹھ ، دس ، بارہ حوالے جمع

کر رکھے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں مختصراً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بڑے ہی فعال رکن تھے اور تمام فاضل اراکین میں وہ ہر دلعزیز تھے ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم تمام فاضل اراکین کو ان کی وفات پر بہت رنج و غم ہوا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم ان کی کمی کو اس ایوان میں خاص طور پر اس اسمبلی کے دوران بہت زیادہ محسوس کریں گے اور میں جناب سے عرض کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو قبول کرکے ہم ان کے لیے فاتحہ پڑھیں ۔ بہت شکریہ ۔

سید ناہش الوری ۔ زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے ان ہی اجزا کا پریشان ہونا

جناب سپیکر ۔ جناب شیخ عزیز احمد صاحب کل تک ہم میں زندہ موجود تھے لیکن اب موت کے ہاتھوں وہ منوں مٹی کے نیچے ابدی نیند سو رہے ہیں ان کی اس اچانک وفات پر ہم انتہائی مغموم اور انتہائی سوگوار ہیں اور مرحوم اس ایوان کے ان معمر ترین اراکین میں سے تھے جن کا حریف و حلیف سبھی احترام کرتے ہیں ۔ شیخ صاحب ان چند گنے چنے اراکین میں سے تھے جو قانون سازی کے خشک لیکن بنیادی کام میں غیر معمولی دلچسپی رکھتے تھے انہیں قانون و ضوابط اور پارلیمانی روایات پر خاصی دسترس حاصل تھی بحیثیت انسان وہ ایک دیانتدار مخلص شریف اور محنتی فرد کی شہرت رکھتے تھے ۔ انہوں نے اپنی زندگی اپنے ہاتھوں بنائی انہوں نے بیساکھیوں کا سہارا نہیں لیا ۔ وہ منہ میں سونے اور چاندی کا چمچہ لے کر پیدا ہونے والوں میں نہ تھے ۔ انہوں نے ایک عام آدمی کی حیثیت سے زندگی کا آغاز کیا اور تجارت و سیاست دونوں شعبوں میں اپنی محنت ، اپنے جذبہ عمل اور اپنے خلوص کے باعث انتہائی ممتاز مقام حاصل کیا ۔ ان کے اس ممتاز درجے کے مقام میں ان کی قوت ارادی اور قوت کار کے اعجاز کو بنیادی حیثیت حاصل تھی ۔ جیسا کہ ابھی جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے 48 سال کی عمر کے بعد اپنے تعلیمی career کا آغاز کیا ۔ ان کی قوت ارادی کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ ایک سیشن جج کے سامنے پیش ہوئے اور اس وقت وہ میٹرک پاس بھی نہ تھے ۔ سیشن جج نے ان کو ان کی کسی بات پر ٹوکا اور یہ کہا کہ آپ قانون دان نہیں ہیں اس لیے یہاں کوئی گفتگو نہیں کر سکتے ۔ یہ بات ان کے

دل پر اثر کر گئی اور انہوں نے اس کے بعد سے اس بات کا فیصلہ کیا کہ وہ اب ایک قانون دان کی حیثیت سے ہی سیشن جج کی عدالت میں پیش ہوں گے۔ چنانچہ میٹرک سے لے کر ایل ۔ ایل ۔ بی کی ڈگری تک انہوں نے مسلسل محنت شاقہ کے بعد اپنے اس تعلیمی career کا خوشگوار اختتام کیا۔ لیکن انہیں حسرت یہ رہی کہ جس سال انہوں نے ایل ۔ ایل ۔ بی کی ڈگری حاصل کی اسی سال وہ سیشن جج وفات پا گئے۔

جناب سپیکر ۔ اس معزز ایوان میں انہوں نے اپنی حاضری کا اور اپنی موجودگی کا ہمیشہ احساس دلایا۔ ان کی صلاحیت، ان کی محنت اور ان کی قابلیت سے قانون سازی کے سلسلے میں دونوں طرف بیٹھنے والے اراکین نے یکساں استفادہ کیا۔ آج وہ ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن ان کے کردار کی استقامت۔ ان کی محنت کوشی ہمیں ان کی یاد دلاتی رہے گی اور یہ معزز ایوان ان کی کمی ہمیشہ محسوس کرتا رہے گا۔ میں ان الفاظ کے ساتھ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

مسٹر سپیکر ۔ شیخ عزیز احمد صاحب مرحوم پنجاب اسمبلی کے سب سے بزرگ ترین رکن ہونے کے باوجود محنت سے جی نہ چراتے تھے۔ انہوں نے اسمبلی کی کارروائی میں ہمیشہ سرگرم حصہ لیا۔ اسمبلی میں زیر بحث آنے والے مسائل میں ان کی contribution ہمیشہ بڑی رہی۔ ان کا شمار اسمبلی کے اجلاس میں باقاعدگی سے حاضر ہونے والے اراکین میں ہوتا تھا اور ان کی عدم موجودگی اسمبلی میں کافی عرصہ تک محسوس کی جائے گی۔ اپنی خوش اخلاق کے باعث سب ان احترام کرتے تھے۔ ان کی وفات ایک قومی نقصان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

اب ایوان کے سامنے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں:

کہ یہ ایوان شیخ عزیز احمد ایم ۔ پی ۔ اے کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم

کو اپنے جوار رحمت میں ممتاز جگہ عطا فرمائے
اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ یہ ایوان شیخ عزیز احمد ایم ۔ پی ۔ اے کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں ممتاز جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

(تحریک باتفاق رائے منظور کی گئی)

اب فاتحہ خوانی کی جائے ۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جی پیش کریں ۔

مسٹر جوشوا فضل الدین کی وفات حسرت آیات

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

کہ یہ ایوان مسٹر جوشوا فضل الدین کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں ممتاز جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

جناب سپیکر ۔ جیسے آپ جانتے ہیں کہ مسٹر جوشوا فضل الدین اقلیتی فرقے سے ایک ممتاز وکیل اور پارلیمنٹیرین رہے ہیں ۔ میں معزز ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کی وفات پر جو قرارداد پیش کی گئی ہے اسے باتفاق رائے منظور کیا جائے ۔

سید قابض الوری ۔ جناب سپیکر ۔ مسٹر جوشوا فضل الدین ایک کہنہ مشق پارلیمنٹیرین ہے ۔ اقلیتی امور میں ان کی آواز ہمیشہ منفرد رہی اور انہوں نے ملکی و قومی سطح پر اپنے دور میں بڑی غیر معمولی خدمات انجام دیں ۔ آج ان کی وفات پر ہم سب ملول ہیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جن جذبات کا اظہار فاضل وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے اور جناب سید تابش الوری صاحب ایکٹنگ لیڈر آف دی اپوزیشن کی طرف سے کیا گیا ہے ۔ میں ان جذبات سے اتفاق کرتے ہوئے یہ قرارداد اس معزز ایوان میں پیش کرتا ہوں :

> یہ ایوان مسٹر جوشوا فضل الدین کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں ممتاز جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

> کہ یہ ایوان مسٹر جوشوا فضل الدین کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں ممتاز جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

(تحریک باتفاق رائے منظور کی گئی)

اب ہم دو منٹ کے لیے ان کے احترام میں خاموش کھڑے ہو جائیں ۔

(اس مرحلہ پر تمام معزز اراکین دو منٹ کے لیے خاموش کھڑے ہو گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر ۔ میں شیخ عزیز احمد کی وفات پر درخواست کروں گا کہ یہ ایوان کل تک ملتوی فرما دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The House is accordingly adjourned. It shall re-assamble to-morrow at 8.00 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 8 جون 1976ء بروز منگل 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارواں اجلاس

منگل ۔ 8 جون 1976ء

(سہ شنبہ ۔ 9 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝
وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۡ
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا
تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ
مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ
مِنَ الصّٰغِرِيْنَ

پ ۸ ۔ س ۷ ۔ رکوع ۸ و ۹ ۔ ایات ۱۰ تا ۱۳

اور ہم نے ہی زمین پر تمہارے رہنے کے لیے ٹھکانے بنائے اور اس زمین پر تمہارے لیے سامان معیشت پیدا کر دیئے مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔

اور ہم ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تمہاری شکل و صورت بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو (سب نے) سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنے میں شامل نہ ہوا۔

فرمایا کہ جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا اس نے کہا کہ میں اس سے افضل ہوں مجھ تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔

فرمایا دور ہو جا یہاں سے تجھے یہاں غرور کرنا زیب نہیں دیتا پس نکل بے شک تو ذلیل ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ ملک شاہ محمد محسن ۔

ترقیاتی سکیموں کی تکمیل

***5468 ۔ ملک شاہ محمد محسن** ۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ 1973ء کے سیلاب کی وجہ سے بعض اضلاع میں ترقیاتی کام روک دیے گئے اور بعض اضلاع میں ترقیاتی سکیموں کے تحت کام اب تک جاری ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کس کس ضلع میں ترقیاتی سکیم کے تحت ہونے والا کام روکا گیا اور کس کس ضلع میں کام جاری رکھا گیا اور جاری ہے ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (مسٹر اعتزاز احسن) ۔ 1973ء کے سیلاب کی وجہ سے ابتدائی سالانہ ترقیاتی پروگرام میں تخفیف کرنی پڑی ۔ تاکہ اہم ترین تباہ شدہ مادی زیر ساخت وسائل کی مرمت کے لیے رقم حاصل کی جا سکے اس تخفیف کی وجہ سے کچھ ایسی سکیموں کو ترمیم شدہ سالانہ ترقیاتی پروگرام سے حذف کرنا پڑا جن پر ابھی کام شروع نہیں ہوا تھا اور مقابلتاً کم فوقیت کی حامل تھیں ۔ تجزیہ کرنے پر معلوم ہوا کہ ایسے تمام منصوبے جن کو ترمیم شدہ سالانہ ترقیاتی پروگرام سے حذف کیا گیا تھا ۔ وہ صوبے کے پورے (19) انیس اضلاع میں واقع تھے ۔

کوئی ایسی سکیم ترمیم شدہ سالانہ ترقیاتی پروگرام سے خارج نہیں کی گئی۔ جس پر کام شروع ہو چکا تھا ۔ تاہم کچھ ایسے منصوبے بھی تھے جن پر کام شروع ہو چکا تھا ۔ لیکن سیلاب کی وجہ سے وقتی طور پر ان پر کام بند کرنا پڑا ۔ ایسے منصوبوں پر سیلاب کے بعد دوبارہ کام شروع کر دیا گیا ۔ یہ منصوبے ماسوائے راولپنڈی ۔ کیمبل پور اور میانوالی کے اضلاع کے ۔ صوبے کے باقی تمام اضلاع میں واقع تھے ۔

محکمہ منصوبہ بندی میں محققین معاشی کا تقرر

***6359 ۔ چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں 11 جنوری 1974ء کو محققین معاشی کی کل منظور شدہ آسامیوں کی تعداد کتنی تھی ۔ اور اس وقت ان میں سے کتنی اسامیوں پر تھیں اور کتنی خالی تھیں ۔

(ب) جزو (الف) میں مندرج خالی اسامیاں کتنے کتنے عرصہ سے خالی تھیں ان کو پر کرنے کے لیے کتنی مرتبہ انٹرویو لیے گئے اور ہر مرتبہ کتنے امیدوار انٹرویو کے لیے بلائے جانے طے پائے ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اپریل 1973ء میں پنجاب سول سیکرٹریٹ سلیکشن بورڈ نے مذکورہ محکمہ میں محققین معاشی کی چھ خالی آسامیوں کے لیے قابلیت کے لحاظ سے 9 امیدواروں کی سفارش کی تھی مگر ان میں سے صرف دو امیدواروں کو تقرری کی پیشکش کی گئی اور ان میں سے بھی ایک نے پیشکش قبول نہیں کی تھی ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ تقرری قبول نہ کرنے والے کی جگہ سلیکشن لسٹ پر تیسرے نمبر پر آنے والے امیدوار کو تقرری کے لیے بلایا گیا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو کب بلایا گیا تھا ۔ اگر نہیں بلایا گیا تو کیوں ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (مسٹر اعتزاز احسن) ۔ (الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں 11 جنوری 1974ء کو محققین معاشی کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 24 تھی ۔ جس میں سے اس تاریخ تک 13 اسامیاں پر ہو چکی تھیں ۔ اور 11 اسامیاں خالی تھیں ۔

(ب) وہ مدت جس کے لیے (الف) بالا میں محولہ محققین معاشی کی 11 آسامیاں خالی رہیں درج ذیل ہیں ۔

1 - ایک آسامی از 12 ۔ اگست 1972ء
2 - ایک اسامی از 14 ۔ اکتوبر 1972ء
3 - دو آسامیاں از یکم جنوری 1973ء
4 - دو اسامیاں از 11 اپریل 1973ء
5 - چار آسامیاں از 17 مئی 1973ء
6 - ایک اسامی از 5 دسمبر 1973ء

ان آسامیوں کے لیے پنجاب سیکرٹریٹ سلیکشن بورڈ نے 17 ۔ 18 اپریل 1973ء اور 12 جنوری 1974ء کو انٹرویو لیے تھے ۔ جس میں انٹرویو کے لیے بالترتیب 55 اور 39 امیدواروں کو بلایا گیا تھا ۔ ان میں سے فی الواقع بالترتیب 24 اور 28 امیدواروں کا انٹرویو لیا گیا تھا ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) جی نہیں ۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ ایک امیدوار کو جو سلیکشن لسٹ پر تیسرے نمبر پر تھا اس امیدوار کی بجائے جس نے تقرری کی پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا تقرری کے لیے بلایا گیا تھا ۔ کسی دوسرے امیدوار کو تقرری کے لیے نہیں بلایا گیا تھا کیونکہ محکمہ اس وقت صرف ایک خالی آسامی کو پر کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا ۔

(اس مرحلہ پر جناب میاں خورشید انور صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ گیارہ آسامیاں خالی تھیں جن میں چھ آسامیوں کا انٹرویو لیا گیا ۔ 42 اور 28 امیدوار appear ہوئے ۔ لیکن سلیکشن نہ کرنے کی کیا وجوہات تھیں جب آسامیاں بھی خالی تھیں ۔ انٹرویو بھی ہوئے امیدوار بھی available تھے اور ان کی سلیکشن بھی ہوئی تو اس کے بعد کیا وجہ ہے کہ آسامیاں خالی رکھی گئیں ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۔ جناب والا ۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس دوران محکمے میں ایک انتظامی re-organization عمل میں لائی گئی جس کی وجہ سے محقیقن معاشی کی آسامیوں کو چھوڑ کر وسائل صرف کرنے کو سوچا گیا ۔ اور ہر دو آسامی کے لیے بہتر افسر ۔ زیادہ qualified افسر کو محقیقن معاشی رکھنے کے لیے سوچا گیا ۔ اور اس تمام re-organization میں یہ آسامیاں چھوڑ دی گئیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ re-organization کا طریقہ کار کس تاریخ سے اپنایا گیا تھا ۔ جب کہ انٹرویو بھی لیے جا رہے ہیں ۔ امیدواروں کو invite بھی کیا جا رہا ہے اور محکمے کی تشکیل نو بھی کی جا رہی ہے یہ

انٹرویو لینے کے بعد کیا وجہ ہے کہ آسامیاں خالی رکھی گئیں ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۔ جناب والا ۔ انٹرویو لینے کے بعد ان تقرریوں سے پہلے محکمے کی بہتر کارکردگی کے لیے re-organization کی گئی ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ بڑی اہم ترین آسامیوں کو نظر انداز کیا گیا ہے ۔ اور وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل الٹ دیا ہے یعنی جو سوال کا جواب دیا گیا ہے اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی ۔ لہذا میں آپ سے استدعا کروں گا کہ یہ بڑا اہم سوال ہے کہ تشکیل نو کا طریقہ کار کس تاریخ سے اپنایا گیا ۔ اس کا جواب دیا جانا چاہیے ۔

مسٹر چیئرمین (میاں خورشید انور) ۔ اگر آپ کو تاریخ کی زیادہ ضرورت ہے تو وزیر موصوف دیکھ کر آپ کو بتا دیں گے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ دو متضاد جوابات ایوان میں آ گئے ہیں ۔ ایک وہ جو وزیر موصوف نے پڑھ کر سنایا اور ایک وہ جو انہوں نے زبانی فرمایا ہے کہ re-organization کی گئی ۔ اس کی ضرورت نہیں رہی ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وزیر موصوف آپ کو دیکھ کر بتا دیں گے ۔ اگلا سوال چوھدری امان اللہ لک ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب تو آنے دیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وزیر صاحب اس سلسلے میں دیکھ کر آپ کو جواب دے دیں گے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف خود فرمائیں گے کہ میرے پاس اس وقت تاریخ نہیں ہے یا میں دیکھ کر بتا سکتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ ہاں ۔ انہوں نے کہا ہے لیکن آپ نے سنا نہیں ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۔ جناب والا ۔ اگر اس میں سے کوئی سوال نکلتا ہے تو آپ بے شک repeat کروا لیں میں اس کا جواب دے دوں گا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ اگر آپ کو وزیر موصوف نے مطمئن نہ کیا ہو تو آپ اس سوال کو repeat کروا سکتے ہیں ۔ اب آپ اگلے سوال کا نمبر بتائیں

سمن آباد تا گلبرگ طالبات کے لیے سپیشل بسوں کا اجراء

*6978 ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی دارلحکومت میں سمن آباد سے لاہور کالج برائے خواتین واقع جیل روڈ اور ہوم اکنامکس کالج برائے خواتین گلبرگ کی طالبات کے لیے ایک سپیشل بس چلائی جاتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بس بہت پرانی ہے اور اکثر اوقات راستے میں خراب ہو جاتی ہے اور بعض اوقات آتی بھی نہیں جس کی وجہ سے طالبات کو بہت زیادہ پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کالجوں کی طالبات کے لیے ایک بس ناکافی ہے اور بے شمار طالبات اپنے اپنے کالجوں میں وقت پر پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں ۔

(د) اگر جزو ھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالجوں کی طالبات کی مشکلات کے پیش نظر مزید سپیشل بسیں جو کہ اچھی حالت میں ہوں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیر چوہدری صاحب دادخان) ۔ (الف) جی نہیں ۔ اس وقت لاہورکالج برائے خواتین واقع جیل روڈ اور ہوم اکنامکس کالج برائے خواتین گلبرگ کی طالبات کے لیے دو سپیشل بسیں چلائی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل راستوں پر ہوتی ہوئی جاتی ہیں ۔ سمن آباد ۔ گلبرگ براستہ لوئر کوٹ ۔ چوبرجی ۔ مزنگ چونگی لاہور کالج ۔ ہوم اور سوشل کالج ۔ مین مارکیٹ ۔ منی مارکیٹ ۔ سیون اپ فیکٹری ۔ گورو مانگٹ ۔ نمبر 2 بھگت پورہ گلبرگ براستہ شاہ نور ۔ کشمیر کالونی ۔ شاداب کالونی ۔ یتیم خانہ ۔ چوبرجی ۔ مزنگ چونگی ۔ لاہور کالج برائے خواتین ۔ ہوم اینڈ

سوشل کالج ۔ ڈاکٹر حمید ایس ماڈل سکول ۔

(ب) جی نہیں ۔ بس بالکل ٹھیک ہے ۔ اور اس بارے میں محکمہ کو کوئی تحریری شکایت موصول نہیں ہوئی ۔

(ج) جی نہیں ۔ مذکورہ بالا کالجوں کی طالبات کے لیے یہ بسیں کافی ہیں ۔ لاہور اومنی بس سروس کو طالبات کی مشکلات کا ہر وقت خاص خیال رہتا ہے اور کبھی بھی خراب حالت میں بسیں نہیں چلائی جاتیں ۔ اب اس کے بعد دس مزید بسیں اس سڑک پر اسی روٹ پر اگلے ماہ چلائی جائیں گی ۔

بس کا اجراء

*7027 (الف) ۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی کوئی بس خوشاب ضلع سرگودھا سے مواضعات منگوال ۔ جسوال ۔ کرڑ ۔ تلوکر دائیوال ۔ للی تحصیل خوشاب تک نہیں جاتی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خوشاب سے متذکرہ مواضعات تک کوئی بس چلانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) ۔ اس وقت خوشاب یا سرگودھا سے مواضعات منگوال وغیرہ کے لیے گورنمنٹ کی کوئی بس نہیں چلتی ۔ آئندہ مالی سال میں سرگودھا میں ایک نیا ڈپو ورکشاپ قائم کرنے کا ارادہ ہے اس ڈپو کے پروگرام سے مذکورہ روٹس کے علاوہ علاقوں کے لوگوں کی ضرورت کو پورا کرے گا ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل خوشاب ایک پسماندہ تحصیل ہے جہاں زیادہ بسیں نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو تکالیف کا سامنا ہے کیا اس میں مزید بسیں چلانے کا حکومت اقدام کرے گی ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں جب نیا ڈپو بن جانے کا وہاں پر 200 مزید بسیں قائم کی جائیں گی ۔ اور اس روٹ کے علاوہ اور روٹس

پر بھی بسیں چلائی جائیں گی ۔ اور اس وقت پرائیویٹ بسیں عام ہیں تقریباً 30 منٹ کے بعد بس دستیاب ہو جاتی ہے ۔ اور یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ابھی ہمیں سرکاری زمین نہیں ملی ہے اس کے باوجود بھی ڈپو قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اگر گورنمنٹ بس چلانے میں کوئی چیز مانع ہے تو صرف ڈپو قائم ہونا باقی ہے ڈپو قائم ہونے کے بعد بسیں چلائی جائیں گی ۔

بسوں کا اجراء

*7040 ۔ **چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات سے کن کن روٹوں پر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بسیں چلتی ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) ۔ منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات سے مندرجہ ذیل مقامات کے لیے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بسیں چلتی ہیں :-

منڈی بہاؤالدین	—	لاہور
پھالیہ	—	راولپنڈی براستہ منڈی بہاؤالدین
منڈی بہاؤالدین	—	جہلم براستہ سرائے عالمگیر
منڈی بہاؤالدین	—	جہلم - پرانی
منڈی بہاؤالدین	—	چک عالم ۔
منڈی بہاؤالدین	—	رجڑکہ بالا ۔
منڈی بہاؤالدین	—	جہلم براستہ سنگھوئی ۔
منڈی بہاؤالدین	—	چک ۔ 47 ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ منڈی بہاؤالدین رجڑکہ بالا صرف کاغذات میں روٹ ہے عملی طور پر وہاں کوئی بس نہیں چلتی ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ میری اطلاع کے مطابق وہاں ایک بس چلتی ہے میری اطلاع اگر صحیح نہ ہو تو میں اس کے خلاف ایکشن لوں گا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ موجودہ بسوں کی تعداد جس کی نشاندہی چوہدری محمد حیات گوندل صاحب

نے کی ہے کہ رھڑکہ بالا روٹ پر یہ بس ناکافی ہے کیا وزیر موصوف مزید بسیں دینے کے لیے تیار ہیں ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ ان کا سوال یہ ہے کہ وہاں چل نہیں رہی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ میری اطلاع کے مطابق وہاں ایک بس چلتی ہے پہلے اس کا تصفیہ ہونے دیں ۔ پھر دیکھیں گے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ موجودہ بسوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لیے تیار ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ میں یہ بتا دیتا ہوں کہ موجودہ بسیں کتنی چل رہی ہیں ۔ جس وقت وہاں سواریوں کی تعداد بڑھ جائے گی تو بسوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا ۔ یقیناً ہم زیادہ بسیں چلائیں گے اس وقت جو بسیں چل رہی ہیں ان کی تعداد یہ ہے ۔

منڈی بہاؤالدین	4
پھالیہ منڈی بہاؤالدین	3
جملم براستہ سرائے عالمگیر	12

باقی جو میں نے بتایا ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت بسوں کی تعداد بڑھ جائے گی تو اضافہ ہو جائے گا ۔

مٹھہ ٹوالہ تا آدھی کوٹ (سرگودھا) سڑک کی تعمیر

*7110 ۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مٹھہ ٹوالہ تا آدھی کوٹ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا پختہ سڑک کی حالت نہایت ناگفتہ ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوھدری صاحب داد خان) ۔ (الف) ماضی میں 1973ء کی بارشوں کی وجہ سے ایسا تھا ۔ لیکن مرمت کرنے کے بعد سڑک کی حالت بہتر ہو چکی ہے ۔

(ب) اس سڑک کے پہلے دس میل سیم زدہ ہو چکے ہیں ۔ یہاں سڑک کو اونچا کر کے تعمیر کرنے کی سکیم زیر عمل ہے اور کام جاری ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جو سڑک تعمیر کی جا رہی ہے وہ دس میل ہے اس کی تکمیل کب تک ہو سکے گی ۔

وزیر ٹرانسپورٹ اور مواصلات ۔ مٹھا ٹوانہ تا آدھ کوٹ ساڑھے بیس میل ہے اور ان میں سے دس میل سیم زدہ ہے چنانچہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میلوں کی سطح کو زمین سے ساڑھے تین فٹ اونچا کر کے دوبارہ تعمیر کرنے کا منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 76 ۔ 1975 میں 27 لاکھ 98 ہزار روپے شامل کر لیے گئے ہیں کام شروع ہو چکا ہے ۔ اس کے لیے 4 لاکھ 50 ہزار روپے موجودہ مالی سال میں مختص کیے گئے ہیں جو اب تک خرچ ہو چکے ہیں ۔ آئندہ مالی سال میں دس لاکھ روپے اور ملیں گے امید ہے اس مالی سال کے اختتام پر یہ تین میل مکمل ہو جائیں گے ۔ اس وقت صرف آدھا میل مکمل ہو چکا ہے ۔ باقی اڑھائی میل کب مکمل ہوگی ؟ یہ پیسوں پر انحصار ہے کہ کتنے ملیں گے ۔ ہمیں کل اس کے لیے 27 لاکھ روپے چاہئیں ۔ اگلے سال کے لیے صرف دس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔

شیخوپورہ ، سرگودھا روڈ پر جھنگ برانچ نہر کے پل کی تعمیر

***7184** ۔ **حافظ علی اسد اللہ** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شیخوپورہ ، سرگودھا روڈ پر جھنگ برانچ نہر کا پل عرصہ 2 سال سے زیر تعمیر ہے اور تا حال نامکمل ہے جس کی وجہ سے ٹریفک میں دشواری پیش آ رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو تاخیر کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پل کی تعمیر جلد از جلد مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیئر چوہدری صاحب داد خان) ۔

(الف) اس پل کی تعمیر کا کام ایک فرم بنام دی بلڈرز (The Builders) کو 73 ۔ 1972ء میں دیا گیا تھا ۔ مگر فرم ہذا کام کو نامکمل چھوڑ گئی ۔ محکمہ ہائی وے نے فرم مذکورہ کے خلاف کارروائی کی ۔ اور پل کی تعمیر کا کام 12 فروری 1975ء کو دوبارہ شروع کیا ۔

ٹریفک میں چنداں دشواری نہیں ہے ۔ کیونکہ ٹریفک پہلے سے موجود پل پر سے گزر رہی ہے ۔ یہ پل سڑک کو سیدھا کرنے کے لیے بن رہا ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ پل کی تعمیر کا کام مورخہ 30-6-76 تک مکمل ہونے کی امید ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا یہ امر واقع ہے جس فرم نے کام چھوڑا تھا اس میں حکومت کا بہت سا روپیہ تھا اس کی وصولی کا بندوبست ہوا ہے یا نہیں ۔

وزیر مواصلات ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال درکار ہے ۔

چیچہ وطنی میں واقع سینما کے لائسنس کی منسوخی

***7144 ۔ سید محمد اشرف** ۔ کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں ایک سینما زیر تعمیر ہے ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ سینما کی تعمیر کے لیے لائسنس کب جاری کیا گیا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سینما ہذا کی عمارت ایک گرلز ہائی سکول سے ملحق ہے اور جامع مسجد سے صرف 100 گز دور ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سینما کی تعمیر کا لائسنس منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اطلاعات ۔ (مسٹر اعتزاز احسن) ۔ (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ قصبہ چیچہ وطنی میں ایک سینما زیر تعمیر ہے جس کی تعمیر کا اجازت نامہ 23 ۔ جولائی 1973ء کو جاری کیا گیا تھا ۔

(ب) جی ہاں ۔ سینما مذکور کی عمارت گرلز ہائی سکول سے ملحقہ ہے ۔ لیکن جامع مسجد 250 گز کے فاصلہ پر واقع ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔ سینما کی تعمیر کا کام کافی حد تک مکمل ہو چکا ہے ۔ اس مرحلے پر اجازت نامہ منسوخ کرنا ممکن نہیں ۔ نیز سینما مذکور موجودہ سنگیت سینما کی حدود کے اندر زیر تعمیر ہے۔

اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا شاید اس پر ضمنی سوال آ جائے فاضل رکن نے اس سینما کی تعمیر پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے آرڈر پر اعتراض کیا ہے جس کی کاپی میرے پاس موجود ہے فاضل رکن چوہدری صاحب نے خود اس سینما کی تعمیر کے لیے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے رو برو سینما کی درخواست پر سفارش کی تھی ۔

سپیکر چیئرمین ۔ چوہدری صاحب ایک منٹ ، آپ اس طرح بڑی زیادتی کر رہے ہیں جب ایک نام پکارا جاتا ہے اس کے بعد ضمنی سوال نہیں ہونا چاہیے ۔ آپ دو تین منٹ کے بعد پوچھتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میں تو جناب بڑی دیر سے انتظار کر رہا تھا کہ آپ میری طرف مخاطب ہوں صرف میں نے ایک سوال کرنا ہے ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ سینما کی اجازت کس نے دی تھی وہ کون افسر مجاز تھے ۔

وزیر اطلاعات ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہی فائنل اتھارٹی ہے ۔ اس کا آرڈر بھی میرے پاس موجود ہے ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ میں نے اس سلسلے میں کوئی سفارش نہیں کی تھی چیچہ وطنی کے لوگوں نے سنگیت سینما پر بہت شور مچایا تھا کیونکہ یہ سینما گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کے نزدیک ہے اور اس کی دیوار اس کے ساتھ تھی چونکہ اس سینما کا لائسنس جاری ہو چکا تھا اور یہ سینما چل رہا ہے ۔ گورنمنٹ

نے سوچا کہ اس لیے اس کا لائسنس منسوخ نہ کیا جائے ۔ لیکن ان کے شور کے باوجود بھی وہاں کے لوگوں نے حکام بالا کے نوٹس میں یہ بات لائی کہ دوسرے سینما کا لائسنس اسی سینما کے ساتھ اسی مالک کو جاری کر دیا ہے لیکن وہاں کے عوام کو اس سلسلے میں کسی نے نہیں پوچھا ۔ وہاں کافی وزرا صاحبان بھی گئے اور لوگوں نے اس سلسلے میں ہر وزیر کو کہا کہ ایک مالک کو دو سینما کے لائسنس دیے گئے ہیں جو نامناسب ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ عوام کو پوچھنے کی بجائے جب عوام کے نمائندوں نے اس کو recommend کر دیا ہے تو یہی کافی ہے ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ جناب والا ۔ میں نے ایسے recommend نہیں کیا ۔ یہ بالکل غلط بیانی ہے اور مجھے پتا ہے کہ کس ڈی سی نے اسے منظور کیا ہے ۔

وزیر اطلاعات ۔ پہلا سینما 1967ء میں بنا تھا اور دوسرے سینما کی درخواست 29 ۔ اپریل 1973ء کو دی گئی ۔ یہ میرے پاس تحریر موجود ہے ۔ اس درخواست کو چار آدمیوں نے recommend کیا تھا ان میں سب سے پہلے چوہدری محمد اشرف ایم ۔ پی ۔ اے ہیں ، دوسرے اور تیسرے اشخاص سینیٹر صاحبان ہیں اور چوتھے ایڈمنسٹریٹر مقامی میونسپلٹی ہیں ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ میں کسی سینیٹر سے نہیں ملا اور نہ ہی ان کے ساتھ مل کر میں نے یہ درخواست recommend کی ۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ سب اکٹھے گئے ہوں ، وہ بعد میں چلے گئے ہوں گے اور آپ پہلے چلے گئے ہوں گے ۔ آپ تسلی کر لیں ۔ اگر آپ کا نام غلطی سے لکھا گیا ہے تو وزیر صاحب تحقیقات کر لیں گے ۔

وزیر اطلاعات ۔ اگر ان کا نام غلطی سے آ گیا ہے تو اس بارے میں انکوائری کر لیں گے ۔

پندرہ ہزار فٹ سے لمبی فلموں کی نمائش

***7438 ۔ سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی حکومت کو وفاقی حکومت کی جانب سے ایسی ہدایات موصول ہوئی ہیں کہ پندرہ ہزار فٹ سے لمبی فلموں کی نمائش کی ہرگز اجازت نہ دی جائے اور فحش فلموں کی ہرگز حوصلہ افزائی نہ کی جائے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ہدایات کب موصول ہوئیں۔

(ج) 74 - 1973ء میں پندرہ ہزار فٹ سے لمبی کتنی فلموں کو پاس کیا گیا۔ ان کے نام بتائے جائیں اور کتنی فلموں کی نمائش فحاشی کی بناء پر ممنوع قرار دی گئی؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعزاز احسن) - (الف) مرکزی حکومت نے صوبائی حکومت کو یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ پاکستانی فلموں بالخصوص جو بیرون ملک ہندوستانی فلموں کا مقابلہ کر سکیں، کی لمبائی میں فراخدلی سے توسیع کی منظوری دی جائے۔ لیکن توسیع کی کوئی حد مقرر نہیں کی۔ فلموں کو پاس کرنا یا کسی وجوہ پر ان کی نمائش ممنوع قرار دینا مرکزی فلم سنسر بورڈ کے دائرہ اختیار میں ہے۔ لہذا مرکزی حکومت نے عریاں اور فحش فلموں کی لمبائی میں توسیع کے متعلق کوئی خصوصی ہدایات جاری نہیں کیں۔ البتہ یہ ہدایات متعدد بار موصول ہو چکی ہیں کہ فحش اور عریاں فلموں کی نمائش اور مختلف ذرائع سے ان کی نازیبا تشہیر کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے تاکہ اس بڑھتی ہوئی سماجی برائی کا قطعی طور پر خاتمہ کیا جا سکے۔

(ب) فلموں کی لمبائی میں توسیع کے متعلقہ مرکزی حکومت کی جاری کردہ ہدایات اکتوبر 1973ء میں موصول ہوئیں۔

(ج) صوبائی حکومت کے پاس اس ضمن میں کوئی مصدقہ اور مکمل معلومات موجود نہیں ہیں کیونکہ فلموں کو پاس کرنا یا کسی وجوہ پر ان کی نمائش ممنوع قرار دینا مرکزی فلم سنسر بورڈ کے دائرہ کار میں ہے۔ جہاں تک فلموں کی لمبائی میں توسیع کا تعلق

ہے ۔ صوبائی حکومت نے 74 ۔ 1973ء میں کسی بھی فلم کی لمبائی میں پندرہ ہزار فٹ سے زائد توسیع کی منظوری نہیں دی ۔

روزناموں کی اشاعت پر پابندی

***7440** ۔ **سردار چھ عاشق** ۔ کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور ، راولپنڈی، لائلپور اور ملتان سے شائع ہونے والے کسی روزنامہ کی اشاعت 31 ۔ دسمبر 1971ء سے اب تک حکومت کے حکم سے بند نہیں کی گئی ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) ۔ 31 ۔ دسمبر 1971ء سے اب تک لاہور ، راولپنڈی ، لائل پور اور ملتان سے شائع ہونے والے کسی روزنامے کی اشاعت حکومت کے حکم سے بند نہیں کی گئی ۔ یہ جواب نامکمل ہے ۔ اس میں ایک بات مزید بتانی چاہتا ہوں کہ جو خود بخود دفعہ 9 کے تحت lapse ہو گئے ہیں وہ صوبائی حکومت کے حکم سے بند نہیں ہوئے ۔

سینما گھروں میں اضافی کلاس کو ختم کرنا

***7483** ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر کے سینما مالکان نے سینما گھروں میں ٹکٹوں کی شرح میں اضافہ کے ساتھ ساتھ ایک نئی کلاس (لوئر سٹال سپیشل) بھی تشکیل دے دی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سینما گھروں میں مذکورہ کلاس کے وجود میں آنے سے سینما بینوں پر مالی بوجھ بڑا ہے اور سیکنڈ کلاس کی سیٹوں کی تعداد بھی کم ہو کر رہ گئی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سینما مالکان کو مذکورہ اضافی کلاس ختم کرنے کی ہدایات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) ملک میں روز بروز بڑھتی ہوئی گرانی اور فلمی صنعت پر اس کے اثرات اور سینما مالکان کے بار بار اور پر زور مطالبہ کے پیش نظر حکومت نے سینما ٹکٹوں کی شرح میں قدرے اضافہ کیا ہے۔ مختلف شہروں میں بلکہ ایک ہی شہر میں سینما مالکان جدا گانہ ریٹ وصول کرتے تھے۔ حکومت نے ٹکٹوں کی شرح میں یکسانیت کو مد نظر رکھتے ہوئے سات ریٹوں پر مشتمل ایک گوشوارہ مقرر کیا ہے۔ سینما مالکان ان میں سے اپنی ضرورت کے مطابق کوئی چار پانچ یا چھ ریٹ انتخاب کر سکتے ہیں۔ لیکن کم آمدنی والے سینما بینوں کے مفاد کے پیش نظر سینما مالکان پر یہ پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ وہ مذکورہ گوشوارہ کی نچلے درجے کی آخری دو کلاسیں لازماً رکھیں گے۔ اور ان پر دو کلاسوں میں نشستوں کی تعداد 50 سے کم نہیں ہوگی۔ مذکورہ بالا تشریح اور عدم تجاوز گوشوارہ کے پیش نظر حکومت مذکورہ کلاس ختم کرنے کے متعلق کوئی ہدایات جاری کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

سٹی سینما لاہور میں ٹکٹوں کی بلیک میں فروخت

***7553 ۔ میاں ظہور احمد** ۔ کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سٹی سینما لاہور کی انتظامیہ کھلے طور پر ٹکٹوں کی بلیک کرتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سینما کی انتظامیہ سینما بینوں کی عام شکایات پر غنڈہ گردی پر اتر آتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سینما کی انتظامیہ موسم سرما میں بھی سینما بین حضرات سے ایئر کنڈیشنڈ چارجز وصول کرتی ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سینما کی انتظامیہ بکنگ پر بھی حکومت کے مقرر کردہ نرخوں سے کئی گنا زائد دام وصول کرتی

اور شکایت کنندگان کی شکایات پر کان نہیں دھرتی ۔

(ھ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سینما کی انتظامیہ سینما بین حضرات کی شکایات کے لیے کوئی رجسٹر بک مہیا نہیں کرتی ۔

(و) اگر جزو (الف) تا (ھ) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فی‌الفور سینما کی انتظامیہ کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) ۔ (الف ، ب ، ج ، د) سینما میں مختلف بے ضابطگیوں کا محاسبہ کرنے کے لیے ضلعی انتظامیہ کی جانب سے علاقہ مجسٹریٹ وقتاً فوقتاً اپنے علاقے میں سینماؤں کا اچانک معائنہ کرتے رہتے ہیں ۔ تاہم ضلعی انتظامیہ کو ایسی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی کہ سٹی سینما لاہور کی انتظامیہ ٹکٹوں کی بلیک کرتی ہے یا غنڈہ گردی کرتی ہے ۔ ایسی بھی کوئی شکایت نہیں ملی کہ اس سینما کی انتظامیہ موسم سرما میں سینما بین حضرات سے ایئرکنڈیشننگ سرچارج وصول کرتی ہے یا حکومت منظور شدہ نرخوں سے زائد دام وصول کرتی ہے ۔

(ھ) لاہور میں ہر سینما کی انتظامیہ نے ضلعی انتظامیہ کی ہدایت پر شکایت بک رکھی ہوئی ہے جو طلب کرنے پر فلم بین حضرات کو دی جاتی ہے ۔

(و) جزو (الف ، ب ، ج ، ھ) کے جوابات کی روشنی میں سینما مذکور کی انتظامیہ کے خلاف کارروائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

پلاننگ ڈیزائن سیل کے ڈرافسمینوں کو ترقی دینا

*7718 ۔ **ڈاکٹر غلام بلال شاہ** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چیف انجینئر ۔ عمارات لاہور نے مورخہ 20 مارچ 1973ء کو چٹھی نمبر ۔ 18-E-L/55/E-13 کے تحت چند ڈرافسمینوں کو سینیارٹی کی بنا پر پلاننگ اینڈ ڈیزائن سیل

میں ترقی دے دی تھی حالانکہ ان میں اکثریت غیر مستند افراد کی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعد ازاں معتمد مواصلات و تعمیرات حکومت پنجاب نے اس سلسلے میں مورخہ 25 ۔ اپریل 1973ء کو چٹھی نمبر E-I (C&W) 1-4-73 کے تحت مذکورہ چیف انجینئر کو ہدایت کی تھی کہ غیر مستند ڈرافسمینوں کو پلاننگ اینڈ ڈیزائن سیل میں ترقی نہ دی جائے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ چیف انجینئر نے اپنے پہلے احکام مورخہ 24 اپریل 1973ء بمطابق چٹھی نمبر (2) 851-E-II منسوخ کر دیے اور مورخہ 20 جون 1973ء بمطابق چٹھی نمبر (2) 9-E-II-E/73/961/E-II صرف دو سالہ کورس کے مستند ڈرافسمینوں کو ڈویژنل ہیڈ ڈرافسمینوں کی خالی آسامیوں پر ترقی دے دی تھی ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا جون 1973ء میں مستند ڈرافسمینوں کو صرف پلاننگ اینڈ ڈیزائن سیل میں ہی ترقی دی گئی تھی یا پورے محکمہ بلڈنگ میں خالی آسامیوں پر ترقی دی گئی تھی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چوہدری صاحب داد خان) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) مستند ڈرافسمینوں کو پورے محکمہ میں خالی آسامیوں پر ترقی دی گئی تھی ۔

صوبہ میں سڑکوں کی پختگی و کشادگی کے لیے رقم کی تخصیص

*7786 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال 1974-75 میں حکومت نے صوبہ میں سڑکوں کی پختگی و کشادگی کے لیے کتنی رقم مختص کی تھی۔ اس میں سے کتنی رقم صرف ہوئی اور کتنی بقایا بچ گئی۔

(ب) مذکورہ مدت میں کتنے میل لمبی سڑکوں کو پختہ اور کشادہ کیا گیا اور ان پر علی الترتیب کتنی رقم صرف ہوئی۔ اور اگر مختص شدہ رقم میں سے کچھ رقم خرچ نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان)۔ (الف) سال 1974-75 میں مبلغ 5,42,78,240 روپے مختص کیے گئے اور مبلغ 5,45,75,311 روپے خرچ ہوئے۔ بقیہ کچھ نہیں بچا۔

(ب) دو سو (200) میل لمبی سڑکوں کو پختہ و کشادہ کیا گیا۔ سڑکوں کی تفصیل بمعہ خرچ لف ہے۔ مختص شدہ رقم پوری کی پوری خرچ ہوئی۔

فہرست

1974-75 کے دوران سڑکوں کی کشادگی ، مضبوطی اور اصلاح درستگی ۔ بابت الاٹمنٹ/خرچہ

نمبر شمار	نام سکیم	الاٹمنٹ 1974-75 روپے	خرچہ 1974-75 روپے
1	2	3	4
1 -	پسرور تا نارووال سڑک کشادگی اور درستگی۔	30,00,000	30,13,877
2 -	جی۔ ٹی روڈ از میل 43 تا 64 کی کشادگی اور مضبوطی۔	10,00,000	99,683
3 -	لاہور ملتان کوئٹہ سڑک میل 5 تا 9 کی کشادگی اور ازسر نو درست کرنا۔	5,00,000	4,99`477

1	2	3	4
4 -	شیخوپورہ۔ پنڈی بھٹیاں سڑک میل 35 تا 51/6 ، 22/0 تا 36/0 کی کشادگی اور درستگی	5'0000,0	49,413
5 -	بلوکی تا بھائی پھیرو سڑک کی کشادگی اور درستگی ۔	70,000	74,873
6 -	شالیمار تا دو موریہ پل کی کشادگی۔ سطح کو بلند کرنا	10,00,000	10,08,802
7 -	گجرات ۔ سرگودھا سڑک از میل 26/2 تا 32/4 (ضلع گجرات) کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا ۔	10,00,000	10'09,296
8 -	گجرات ۔ سرگودھا روڈ از میل 32/4 تا 45/0 (ضلع گجرات) کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا ۔	11,50,000	11,60,868
9 -	گجرات ۔ لائل پور سڑک کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا ۔	11,00,000	10,98,000
10 -	جی ۔ ٹی روڈ از میل -/65 تا -/78 کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا ۔	1,50,000	1,36,167
11 -	جی ۔ ٹی روڈ از میل 78 تا 90 کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا ۔	5,000	22,566
12 -	جی ۔ ٹی روڈ از میل 90 تا 101 کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا ۔	6,00,000	6,03,753
13 -	جی ۔ ٹی روڈ از میل 104 تا 115 کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا ۔	3,00,000	2,82,562
14 -	جی۔ ٹی روڈ از میل 115 تا 124 کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا ۔	6,50,000	6,49,227

1	2	3	4
15 -	جی ۔ ٹی روڈ از میل 124 تا 135 کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا ۔	9,75,000	9,77,672
16 -	جی ۔ ٹی روڈ از میل 166 تا 170 کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا بمعہ الیج پل کی تعمیر ۔	31,00,000	31,15,294
17 -	جی ۔ ٹی روڈ از میل 136 تا 147 کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا ۔	13,30,000	13,29,789
18 -	جی ۔ ٹی روڈ از میل 148 تا 166 کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا ۔	4,86,000	4,86,216
19 -	جی ۔ ٹی روڈ از میل 170 تا 190 کی کشادگی اور از سر نو درست کرنا ۔	—	—
20 -	جی ۔ ٹی روڈ از میل 171 تا 190 کی مضبوطی اور از سر نو درست کرنا ۔	20,00,000	20,06,794
21 -	جی ۔ ٹی روڈ از میل 191 تا 210 کی کشادگی اور از سر نو درستگی ۔	6,50,000	6,49,455
22 -	جی ۔ ٹی روڈ از میل 211 تا 228 کی کشادگی اور از سر نو درستگی ۔	3,05,000	3,04,978
23 -	فتح جنگ تا ڈھلیاں سڑک کی کشادگی اور درستگی ۔	20,20,000	20,16,197
24 -	فتح جنگ تا ترلول سڑک کی کشادگی اور درستگی ۔	19,00,000	19,01,802

1	2	3	4
25 -	ترپیلا ۔ ھٹیاں ۔ کیمبل پور ۔ تلاکنگ سڑک نزد کیمبل پور از میل 36.12 تا 3 85 (لمبائی 2 38 میل) کی کشادگی ۔	2,25,000	2,25,866
26 -	جھنگ ۔ شور کوٹ ۔ کبیر والا سڑک از میل 9.75 تا 36.95 کی کشادگی اور درستگی ۔	50,50,000	50,67,004
27 ۔	طالب والا ۔ سرگودھا سڑک کی کشادگی اور درستگی ۔	11,50,000	11,57,832
28 ۔	سرگودھا ۔ میانوالی روڈ Art. : 2 از میل 128 تا 154 کی کشادگی اور مضبوطی ۔	33,00,000	33,32,812
29 ۔	میانوالی تا ظفر گڑھ میل 3 تا 33 کی کشادگی اور از سر نو درستگی ۔	20,00,000	20,18,694
30 ۔	عارف والا ۔ بوریوالہ سڑک (35 میل) کی کشادگی اور از سر نو درستگی ۔	23,00,000	23,03,557
31 ۔	جھنگ کبیر والا سڑک از میل 41 تا 70.30 کی کشادگی اور از سرنو درستگی۔	3,20,000	3,19,979
32 ۔	دھلی ۔ ملتان روڈ (سیکشن ملتان تا ٹبہ سلطان پور از میل 396 تا 476.49 کی 20 تک کشادگی اور مضبوطی ۔	25,00,000	24,89,861
33 ۔	دھلی ۔ ملتان روڈ (سیکشن ٹبہ سلطان پور تا وھاڑی میل 366 تا 396) کی کشادگی اور مضبوطی ۔	10,00,000	10,00,020

1	2	3	4
34 ۔	دھلی ۔ ملتان روڈ از میل 344 تا 366 کی کشادگی ۔	50,000	49,091
35 ۔	مظفر گڑھ تا پنجند (میل 526/0 تا 534/4 کی کشادگی اور از سر نو درستگی ۔	12,00,000	12,11,963
36 ۔	مظفر گڑھ تا پنجند (از میل 553 تا 567 کی از سر نو درستگی اور کشادگی ۔	23,00,000	23,11,771
37 ۔	مظفر گڑھ تا پنجند (ازمیل 567 تا 582) کی از سر نو درستگی اور کشادگی ۔	4,00,000	4,02,316
38 ۔	کرم داد قریشی تا ڈیرا دین پناہ سڑک میل 0 تا 35 کی کشادگی ۔ سطح کو بلند کرنا اور مضبوطی ۔	21,70,000	21,81,166
39 ۔	ساھیوال ۔ پاک پتن سڑک کی کشادگی اور درستگی ۔	3,00,000	3,00,708
40 ۔	لنک ھڑپہ تا (لاہور ۔ ملتان روڈ) کی کشادگی ۔	2,00,000	2,00,431
41 ۔	بستی ملوک ۔ آدم واھان سڑک از میل 27/15 تا 53/0 کی کشادگی اور درستگی ۔	10,00,000	9,99,843
42 ۔	خوشاب ۔ مظفر گڑھ سڑک (از مظفر گڑھ جنکشن میانوالی ۔ مظفر گڑھ روڈ) کی کشادگی اور از سر نو درستگی ۔	5,00,000	5,03,396
43 ۔	مظفر گڑھ ۔ کرم داد قریشی سڑک کی کشادگی اور مضبوطی (14 میل) ۔	4,00,000	4,03,612

1	2	3	4
44	میانوالی ۔ مظفر گڑھ سڑک (مظفر گڑھ تا چوک منڈی) کی کشادگی اور از سر نو درستگی ۔	5,00,000	5,04,523
45	میاں چنوں ۔ عبدالحکیم ۔ سدھنائی سڑک ضلع ملتان کی کشادگی اور درستگی ۔	5,00,000	4,99,689
46	احمد پور ۔ چنی گوٹھ سڑک (از میل 32,4 تا 47,0) 16 فٹ تا 20 فٹ چوڑائی اور مضبوطی ۔	5,25,000	5,23,416
47	سٹیٹ ہائی وے از میل 69 تا 90 (لمبائی 13 ۔ 19) کی کشادگی اور درستگی ۔	25,000	24,993
48	ویسٹ پاکستان ہائی وے از میل 405,4 تا 413,4 کی کشادگی اور مضبوطی ۔	18,00,000	18,03,000
49	سرکٹ ہاؤس ۔ لیول کراسنگ نزد بتالچ پل کی از سرنو درستگی اور کشادگی ۔	5,19,000	5,21,592
50	سٹیٹ ہائی وے ۔ سیکشن حاصل پور تا بہاولنگر (از میل 60 تا 69) کی کشادگی اور درستگی ۔	5,00,000	5,01,058
51	سٹیٹ ہائی وے ۔ سیکشن حاصل پور تا بہاولنگر (از میل 90 تا 108) کی کشادگی اور درستگی ۔	1,00,000	1,00,892
52	لاہور ۔ ملتان کوئٹہ روڈ از میل 9 تا 28 کی درستگی اور مضبوطی ۔	10,00,000	10,33,099
53	لاہور ۔ شیخوپورہ ۔ سرگودھا از میل 58 تا 63 کی کشادگی اور مضبوطی ۔	10,000	10,000

54 ۔ ویسٹ پاکستان ھائی وے از میل 482 تا 496/6 از ٹرلٹہ بھ پناہ تا پنجند سڑک کی کشادگی اور مضبوطی ۔	24,590	24,590
55 ۔ ویسٹ پاکستان ھائی وے از میل 434	12,650	—
میزان ۔	5,42,78.240	5,45,75,311

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب ۔ جواب کے سیریل نمبر 42 پر خوشاب مظفر گڑھ ۔ سڑک (از مظفر گڑھ ۔ جنکشن میالوالی ۔ مظفر گڑھ روڈ درج ہے) اس کے متعلق میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کتنی لمبی ہے ؟

مسٹر چیئرمین ۔ یہ آپ کے ضلع میں ہے ، آپ نے نہیں دیکھی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ مجھے اس کی لمبائی معلوم نہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ میں اس کی mileage کے متعلق دریافت کرکے بتاؤں گا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ یہ سارے ضلع میں ایک ہی سڑک ہے جو مظفر گڑھ سے خوشاب تک جاتی ہے ۔ اس پر پانچ لاکھ روپے کا خرچ دکھایا گیا ہے ۔ یہ سنگل سڑک ہے جو نہایت ہی بوسیدہ ہے اور مظفر گڑھ سے براہ راست پاکستان کے دارالخلافہ اسلام آباد تک جاتی ہے ۔ اس لحاظ سے یہ بڑا شارٹ کٹ ہے ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بتائیں گے کہ کیا اس سڑک کو مظفر گڑھ کی حد تک مکمل کرنے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر تجویز ہے ۔ اگر ہے تو یہ کام کب تک شروع ہوگا کیونکہ یہ نہایت اہم سڑک ہے لیکن بوسیدہ حالت میں ہے اور اس کی طرف آج تک کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ اس سڑک کو چوڑا کرنے کی کوئی نئی سکیم زیر غور نہیں ۔ جب موجودہ سال کا بجٹ آئے گا تو آپ دیکھیں گے کہ ہم کوئی نئی سکیم نہیں بنا سکتے جب تک A. D. P. میں نہ ہو ۔ لیکن جیسے آپ نے

فرمایا ہے میں اس سڑک کا سروے کراتا ہوں اور یہ دیکھ کر کہ ہمارے فنڈ میں سے یہ سڑک کتنے میل تک چوڑی ہو سکتی ہے بھر کریں گے تا کہ جو سڑک آپ اسلام آباد تک چاہتے ہیں وہ درست کرائی جا سکے۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں اپنے ضمنی سوال کی وضاحت کرتا ہوں ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ یہ سڑک نہایت بوسیدہ حالت میں ہے ۔ کشادگی کی بات تو بعد کی ہے ۔ کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ اس کی فوری طور پر مرمت کے لیے کوئی بند و بست ہو سکتا ہے ؟ کئی سال سے یہ سڑک قابل مرمت پڑی ہے ۔ اور اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ یہ سڑک مظفر گڑھ کی حد تک مشہور ہے ، مظفر گڑھ رنگ پور روڈ ، آگے خوشاب کو راستہ چلا جاتا ہے ۔ مظفر گڑھ ضلع کی حد تک جتنی سڑک ہے ، نہایت کس مپرسی کی حالت میں ہے ۔ بالکل بوسیدہ ہے ۔ اور ایک جگہ تو یہ حالت ہے کہ آٹھ فٹ گہرا گڑھا ہے اور اس کو آج تک پورا نہیں کیا گیا ، اس میں مٹی نہیں ڈالی گئی ۔ سیلاب کی وجہ سے اس وقت وہ گڑھا موجود ہے اور مسافروں کو آنے جانے میں بے حد تکلیف ہے اور میری اطلاع یہ ہے کہ کینال بینک سے بسیں اور کاریں چلتی ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس مظفر گڑھ رنگ پور روڈ کی طرف خصوصی توجہ دی جائے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ پانچ لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا اور پانچ لاکھ تین ہزار اس پر لگ چکا ہے ۔ سڑک کے جس سیکشن کا آپ ذکر فرما رہے ہیں اس کا سروے کرا کے میں کہتا ہوں کہ جلدی سے وہ سڑک درست کی جائے اور گڑھے بھر دیے جائیں ۔ لیکن اس کی تفصیلات کا مجھے پتا نہیں ۔ اگر آپ میرے چیمبر میں آئیں تو مجھے بتائیں تا کہ میں اس سیکشن کی مرمت کے لیے احکامات جاری کر سکوں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ شکریہ جناب ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ نمبر 9 پر آپ نے فرمایا ہے کہ گجرات ، لائل پور سڑک کی کشادگی اور درستگی پر گیارہ لاکھ روپے صرف کیے گئے ۔ گجرات سے لائل پور تک راست کوئی ایسی سڑک نہیں جاتی ۔ یہ کون سی گجرات لائل پور روڈ ہے جس پر گیارہ لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ یہ میں پتا کر کے آپ کو دوبارہ بتاتا ہوں ، کیونکہ گجرات سے لائل پور کوئی ڈائرکٹ سڑک نہیں جاتی ، براستہ سرگودھا جاتی ہے ۔ شاید یہ گجرات سرگودھا روڈ کی بات ہے ۔ پتا کر کے میں بعد میں بتا سکوں گا ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ سپلمنٹری سر ۔ آپ نے نمبر 8 پر فرمایا ہے کہ گجرات سرگودھا روڈ میل 32 تا 45 کشادگی کے لیے رقم مخصوص کی ہے ۔ اس سڑک کے بہت سے حصے سرگودھا ہیڈ فقیریاں تک بقایا ہیں جو سنگل ہیں ۔ ان کی مرمت بھی عرصے سے نہیں کی گئی ۔ کیا آئندہ مالی سال میں اس ایک سڑک کی مرمت اور اس کو کشادہ کر دیا جائے گا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ یہ on going schemes ہیں اور تمام on going schemes جو کہ گجرات سرگودھا کی تجویز ہے ، وہ فنڈز کے لحاظ سے مکمل ہوگی ، جتنے فنڈز ملتے ہیں ۔ یہ گجرات سرگودھا سڑک کہیں بھی سنگل نہیں رہے گی ، یہ ڈبل ہوگی ۔ جیسے دوسری ہو چکی ہے ۔ کتنے فنڈز مہیا ہوں گے ، یہ بجٹ کے بعد آپ کو پتا چل جائے گا اور یہ اس پر خرچ ہوں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میں وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ گجرات سرگودھا روڈ سرگودھا ڈویژن کی حد تک اور ہیڈ فقیریاں تک بھی مکمل ہے اور 47 ، 44 میل تک بھی مکمل ہے ۔ درمیانی دس بارہ میل کا ٹوٹا ناقابل گزر ہے ، اس لیے وہاں سے ٹریفک نہیں گزر سکتی ۔ حکومت نے جو کروڑوں روپے خرچ کیے ہیں ، وہ بے کار ہیں ، بے سود ہیں ۔ میں آپ کی توجہ اس پر مبذول کراتا ہوں کہ دس بارہ میل کا ٹوٹا بنا دیا جائے ۔ کیونکہ بے شمار روپیہ دونوں طرف سے خرچ کیا گیا ہے ۔ درمیان میں یہ ٹوٹا بالکل بے کار پڑا ہوا ہے ۔ اس پر میں جناب کی توجہ مبذول کراتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ بھی توجہ کریں ۔

ایجرٹن روڈ لاہور پر ممبران صوبائی اسمبلی کے لیے رہائشی عمارت کی تعمیر

*7729 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ایجرٹن روڈ لاہور پر ممبران صوبائی اسمبلی کے لیے مجوزہ رہائشی عمارت کی تعمیر کی تجویز کب کی گئی تھی اور اب تک اس کی تعمیر کا کتنا کام ہوا ہے ۔

(ب) مذکورہ عمارت کی جلد از جلد تکمیل کے بارے میں کیا اقدام کیے جا رہے ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) ۔ (الف) صوبائی اسمبلی پنجاب نے مورخہ 18 ۔ فروری 1975ء کو ایم پی اے ہوسٹل ایجرٹن روڈ پر منتقلی کی تجویز منظور کی تھی اس تجویز کے مطابق نقشہ جات کی منظوری کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے 5 جولائی 1975ء اور 30 ۔ ستمبر 1975ء کو میٹنگ کی گئی ۔ نقشوں کے بارے میں 20 ۔ اپریل 1976ء کو محکمہ منصوبہ بندی پنجاب لاہور کے دفتر میں بات چیت ہوئی ۔ اور چند ترامیم کے ساتھ سکیم کو سنٹرل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی کے دفتر میں بھیجنے کے لیے منظوری دے دی ۔ اس کے ساتھ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ یہ ترامیم وزیر اعلیٰ پنجاب کے نوٹس میں لائی جائیں ۔ ان ترامیم پر غور و خوض کرنے کے لیے 20 ۔ مئی 19،6ء کو معتمد قانون پنجاب کے دفتر میں میٹنگ ہوئی ۔ تاکہ معاملہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو پیش کیا جائے ۔ مجوزہ عمارت چونکہ جدید طرز کی ہوگی ۔ اور گیارہ منزلوں پر مشتمل ہوگی ۔ اس لیے اس کی مکمل پلاننگ پر وقت درکار ہے ۔ تاہم ابتدائی مرحلوں کا بہت سا کام کیا جا چکا ہے ۔ اور مکمل ڈیزائن اور نقشہ جات کی تیاری کا کام تسلی بخش طور پر جاری ہے ۔

(ب) میسرز نیشنل انجینئرنگ سروس پاکستان (N.E.S PAK) کو اس سکیم کے صدر بلاک کے ڈیزائن کی تیاری کا کام سپرد کیا جا چکا ہے ۔ علاوہ ازیں وہ بلاک کے زیر زمین کی تحقیق پر مشورہ اور نگرانی پر بھی مامور ہیں ۔ تحقیق اراضی کا کام میسرز سوئیل میکینکس لمیٹڈ کراچی نے شروع کر دیا ہے اور تقریباً 80 فیصد

کام ختم ہو چکا ہے ۔ کیونکہ سکیم کا تخمینہ ایک کروڑ روپے سے زائد ہے ۔ اس لیے آخری منظوری ایگزیکٹو کمیٹی آف نیشنل اکنامک کونسل سے ہوگی ۔ حکومت اس سکیم کو سب سے زیادہ اہمیت دے رہی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ سپلمنٹری ۔ جیسا کہ جناب وزیر صاحب نے فرمایا ہے ، اس میں خاصا کام ہو چکا ہے اور ٤٥ فیصد کام ختم ہو چکا ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ایگزیکٹو کمیٹی آف اکنامک کونسل اس کی منظوری دینے سے معذوری ظاہر کر دے ؟ تو کیا اس صورت میں یہ رقم ضائع نہیں ہوگی ؟ کیا یہ بہتر نہ تھا کہ منظوری پہلے لی جاتی اور کام بعد میں شروع کرایا جاتا ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ عموماً ایسا نہیں ہوتا ۔ ایک ہوتی ہے حتمی منظوری ، ایک ہوتی ہے منظوری in principle ۔ ہم اس وقت تک کوئی کام شروع نہیں کرتے جب تک کوئی تجویز مختلف مراحل سے نہ گزر لے ۔ سنٹرل ورکنگ پارٹی کو اہمیت کی وجہ سے پیپر چلا گیا ہے ، پنجاب حکومت اس کو سب سے زیادہ اہمیت دیتی ہے مجھے یقین ہے کہ نیشنل کونسل آف اکنامکس اس کی منظوری دے دے گی ۔

صوبہ میں فی کس آمدن

*7821 ۔ **بیگم زبیدہ سرور** ۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1965ء ، 1970ء اور 1973ء میں صوبہ میں فی کس آمدنی کیا تھی ۔

(ب) مذکورہ سالوں میں ضلع وار فی کس آمدنی کیا تھی ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (مسٹر اعتزاز احسن) ۔ (الف) وفاقی حکومت کا محکمہ اعداد و شمار سارے ملک کے لیے قومی آمدنی کے تخمینہ جات شائع کرتا ہے ۔ مشرقی پاکستان کے علیحدہ ہونے سے پہلے آمدنی کے تخمینہ جات مشرقی و مغربی پاکستان دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ شائع کیے جاتے تھے ۔ مغربی پاکستان کے صوبوں کی آمدنی کا تخمینہ پیداوار اور متعلقہ بالائی عمل ۔ مرکاوی التظامیہ

اور دفاع پر اخراجات اور خدماتی شعبہ کی آمدنی کی صوبوں میں تقسیم کے مسائل کی بناء پر مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے تیار نہیں کیا ۔

(ب) سرکاری سطح پر ضلع وار آمدنی کا تخمینہ موجود نہیں ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ سپلمنٹری سر ۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ میں نے اپنے سوال میں فی کس آمدنی 1965ء اور 1970ء کے بارے میں دریافت کیا ہے ۔ اس کے بارے میں انہوں نے کوئی جواب ہی نہیں دیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سرکاری سطح پر ضلع وار آمدنی کا تخمینہ موجود نہیں ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ پینسٹھ اور ستر کا اکتہر کے ساتھ کیا تعلق ہے ۔ پہلے اعداد و شمار پینسٹھ اور ستر کے دیے جا سکتے ہیں ، اس کے بعد نہیں دیے جا سکتے تو ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۔ نہیں ، گزارش ہے ، پہلے بھی یہ ضلع وار اور صوبہ وار نہیں کیے جاتے تھے ۔ اس میں جو مشکلات ہیں وہ بیان کی جا چکی ہیں ۔ بہت سارے expenditures اور بہت سارے ریونیو کے sources ہیں صوبہ وار نہیں ہیں ۔ اب دفاع کا expenditure ہے ، وہ کس صوبے میں کم ہے کتنا ہے ، اس لیے per capita income اس طرح locate کرنا ، مشکل ہے ٹرانسپورٹیشن کے جو اخراجات معلوم نہیں ہے اور بہت سے اریگیشن کے جو منصوبے ہیں ، ان کی real income اور خرچ ہو ان پر کیا جاتا ہے یعنی پیسہ کتنا آ رہا ہے کتنا پانی استعمال ہو رہا ہے ۔ وہ ساری جو real income ہے ، اس کا اس طرح تخمینہ صوبے کی سطح پر ، یا اس سے بھی کم ضلع کی سطح پر لگانا تقریباً ناممکن ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ وزیر صاحب اگر تھوڑا اپنا وقت اس میں صرف کرتے اور جمع تفریق کر لیتے اور ویسے بھی آج کل کیلکولیٹر بازار میں کافی آئے ہوئے ہیں ان کی مدد سے یہ بڑی آسانی سے اس کا جواب دے سکتے تھے لیکن اس میں محنت نہیں کی گئی ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۔ اس میں جناب والا ۔ محنت کی بات نہیں ہے میں نے جس طرح عرض کیا ہے کہ یہ مسئلہ تصوراتی قسم کا ہے conseptional problems اس میں آتی ہیں کہ بہت سارے اس قسم کے اخراجات ہیں کہ جو صوبے کے باہر بھی ڈسٹری بیوٹ ہوتے ہیں اور real income اور real value کو determine کرتا ہے کیونکہ وہ پیسے کی شکل میں آدمی تک نہیں پہنچتے لیکن in real goods جن سروسز کا سارے ملک میں جال پھیلا ہوا ہے اس لیے صوبے کی سطح پر یہ بتانا مشکل ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب سپیکر ۔ ضمنی بجٹ کل پیش ہونے والا ہے اگر وزیر صاحب مہربانی سے میرے سوال کا جواب دے دیں تو اس میں ہمیں بڑی مدد ملے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہو ہی نہیں سکتا ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ ہو سکتا ہے کیوں نہیں ہو سکتا ۔ جناب اس میں جمع تفریق کی ساری بات ہے یہاں ایک کمیٹی بنا دیں ایک ٹیم مقرر کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر اتنی سی بات ہے تو پھر کوئی چوتھی جماعت کے یا پانچویں جماعت کے طالب علم پکڑ کر بھی یہ کام ان سے کروایا جا سکتا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ نہیں جناب یہ پورے ملک کے اور سارے صوبے کے اخراجات ہیں اس میں فی کس آمدنی پوچھی گئی ہے بڑا اہم مسئلہ ہے اور میں نے 1965ء اور 1970ء کے متعلق پوچھا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر ہی تو میں نے اجازت دی ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ یہ تو میں نے پرانے اعداد و شمار کے متعلق پوچھا تھا یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ پہلے یہ اعداد و شمار اکٹھے کیے جاتے تھے اب نہیں کیے جاتے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ 1965ء اور 1970ء کی فگرز تو ان کو بتانی چاہیے تھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہو ہی نہیں سکتا آپ کہتی ہیں کہ 1965ء کی فگرز دیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ ہو کیوں نہیں سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو ان سے پوچھیئے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ یہ حساب کتاب کرکے بتائیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب سپیکر ۔ اس بحث کا خاتمہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ جناب بیگم صاحبہ کو مشورہ دیں کہ وہ وزیر صاحب کو ان کے چیمبر میں مل لیں اور تسلی کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب ۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ تمام منسٹر صاحبان کی ایک کمیٹی بنا دی جائے تاکہ اعداد و شمار اکٹھے کیے جا سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اگلا سوال نہیں پوچھ رہیں میں نے تو آپ کو اگلے سوال کے لیے کہا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ اگلا سوال میں پوچھ رہی ہوں لیکن پہلے سوال کا جواب دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۔ وہ میں عرض کر چکا ہوں کہ پاکستان کی integrated economy ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اکیلی کے مطمئن ہونے کی بات تو نہیں ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب ۔ اور لوگ بھی اس پر سوال پوچھنا چاہ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں اب اس پر کیا ضمنی سوالات ہوں گے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ کیسے نہیں ہو سکتا یعنی فی کس آمدنی نہیں بتائی جا سکتی ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ اگر منسٹر صاحب 1965ء اور 1970ء کا جواب نہیں دے سکتے تو کم از کم 1973ء کا تو جواب ان کو دینا چاہیے تھا کہ یہ فی کس آمدنی کیسے نکالی گئی ہے ۔

منسٹر سپیکر ۔ 1965ء میں تو ویسٹ پاکستان ایک صوبہ ہی تھا اس میں کیا جواب ہو سکتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ یہ جناب 1973ء کے متعلق پوچھا گیا ہے کہ 1973ء میں کیا پوزیشن تھی ۔

منسٹر سپیکر ۔ اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ خدماتی شعبہ کی آمدنی کی صوبوں میں تقسیم کے مسائل کی بناء پر مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے تیار نہیں کیے جواب تو انہوں نے دے دیا ہے ۔ اب اگر ایک چیز کا وجود ہی نہیں ہے تو اس کا جواب وہ کیسے دے دیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ ویسے جواب جناب نامکمل ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب اگر یہ سوال غلط تھا تو پھر یہ سوال پوچھنے کی اجازت کیوں دی گئی ۔

منسٹر سپیکر ۔ میں نے تو نہیں کہا کہ سوال غلط ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ اگر سوال صحیح ہے تو پھر اس کا جواب کیوں نہیں دیا گیا ۔

منسٹر سپیکر ۔ دیکھیے اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ فلاں جگہ پر ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس میں کتنی اموات ہوئی تھیں اور جواب یہ آئے کہ تعداد کیا بتاؤں وہاں تو مرا ہی کوئی نہیں تھا تو نفی میں آنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سوال معقول نہیں تھا اور سوال تو بہت معقول ہے بہت مناسب ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب ۔ میں منسٹر صاحب کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے سوال کا بڑا گول مول جواب دیا ہے ۔

(قہقہہ)

لاہور میں وکلاء کے لیے دفاتر کا قیام

*7905 ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور شہر میں وکلاء کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے وکلاء کی سہولت کے لیے انہیں دفاتر مہیا کرنے کی تجویز منظور کی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ دفاتر کب تک اور کہاں کہاں قائم کیے جائیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس ۔ ایم مسعود) ۔ (الف) لاہور شہر میں وکلاء کی تعداد 2295 ہے ۔

(ب) وکلاء کی سہولت کے لیے لاہور میں ان کے لیے دفاتر مہیا کرنے کی تجویز وفاقی حکومت کے زیر غور ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس وقت لاہور میں 2295 وکلاء پریکٹس کرتے ہیں جن میں خواتین تقریباً دس یا بارہ ہیں جب یہ آپ نئے دفاتر الاٹ کریں گے تو کیا اس میں خواتین کو کوئی ترجیح دیں گے اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر قانون ۔ میں اس کا یہی جواب دے سکتا ہوں کہ آئین کے مطابق خواتین کے حقوق برابری کے ہیں وہ ہم مدنظر رکھیں گے ۔

سید نابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ وفاقی حکومت کے سامنے کیا تجویز ہے اور اس سلسلے میں صوبائی حکومت نے کیا سفارشات کی ہیں؟

وزیر قانون ۔ اس سلسلے میں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس اسمبلی کا رکن بننے سے پہلے بھی اور اسمبلی کا ممبر بننے کے بعد بھی ہائی کورٹ لاہور کو سیکرٹری ٹو گورنمنٹ نے لکھا تھا کہ اس سلسلے میں لاہور میں ائیر کنڈیشنڈ چیمبر بنانے کے لیے تیار ہیں اور ہائی کورٹ کی طرف سے جس کمیٹی نے سنٹرل گورنمنٹ کے پی ڈبلیو ڈی کے محکمے سے رابطہ قائم کیا تھا اس کا میں بھی ایک ممبر تھا اس میں باقاعدہ نقشہ وغیرہ منظور ہونے پہ ایک بہت وسیع قسم

پروگرام ہے جس میں وفاقی حکومت کراچی ، لاہور اور دوسرے بڑے شہروں میں وکلاء کے لیے چیمبر بنانا چاہتی ہے ہم نے اصولی طور اپنی ضرورت اس وقت ان کو دے دی تھی مزید اس سلسلے میں حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے درخواست کر رہی ہے کہ اس منصوبہ کو جلد از جلد عملی جامہ پہنایا جائے ۔

تحصیل چشتیاں میں ڈاھرانوالہ تا چک نمبر 209 مراد پختہ سڑک کی تعمیر

*7963 ۔ **حافظ علی اسد اللہ** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے تحصیل چشتیاں میں ڈاھرانوالہ تا چک نمبر 209 مراد پختہ سڑک کی تعمیر کو سالانہ ترقیاتی پروگرام 76 - 1975ء میں شامل کر دیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر میں تاخیر ہو رہی ہے اور اس سے موجودہ سال کے لیے مختص کردہ رقم منقضی ہو جائے گی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ڈاھرانوالہ تا چک نمبر 209 مراد پختہ سڑک کی تعمیر کے لیے اب تک ٹینڈر طلب نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) ۔ (الف) جی نہیں ۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاھرانوالہ تا 209 مراد سڑک کے متعلق بارہا سوالات کیے گئے ہیں اور ہیلپ ورکس کونسل ضلع بہاولنگر میں قراردادیں بھی پاس ہوئی ہیں عوام کا یہ مطالبہ بھی ہے اس علاقے کی اہم ضرورت بھی ہے لیکن اس کے باوجود ٹال مٹول سے کام لیا جا رہا ہے تو کیا جناب وزیر موصوف

کابینہ کے فیصلوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کو مستثنیٰ کرکے اس سڑک کی تعمیر کے لیے کوئی لائحہ عمل مرتب کریں گے جیسا کہ انہوں نے وعدہ بھی فرمایا تھا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس سڑک کا تعلق ہے میں یہ عرض کروں گا کہ ڈاھرانوالہ تا چک نمبر 209 مراد منسلک ہے اس مجوزہ سڑک کی لمبائی تقریباً 18 میل ہے 75 - 1974ء کے مالی سال میں تقریباً ایک کروڑ تین لاکھ روپے کا الگ ایک تخمینہ برائے منظوری ارسال کیا تھا لیکن چونکہ مجوزہ سڑک مذکورہ سال کے ترقیاتی منصوبہ جات میں شامل نہیں ہو سکی اس لیے تخمینہ بغیر کارروائی واپس کیا گیا ۔ اسی طرح سال 76 - 1975 کے ترقیاتی منصوبہ جات میں یہ سڑک اس لحاظ سے شامل نہیں کی گئی کہ اس سڑک کے تقریباً متوازی ایک سڑک بنام ڈاھرانوالہ تا فورٹ عباس برامتہ یتیم والا منظور کی گئی ہے جو ضرورت کے لحاظ سے اس علاقے میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے اور بڑی اہمیت کی حامل ہے اس سڑک پر گزشتہ سال سے کام جاری ہے یہ سڑک چک نمبر 209 سے تقریباً چھ میل کے فاصلے پر ہے اس سڑک کی تعمیر کی تکمیل پر چک نمبر 200 کو اس سے ملایا جائے گا جس کی وجہ سے 18 میل سڑک کی بجائے چھ میل سڑک بنائی جائے گی اور ایک کثیر رقم کی بچت ہوگی آئندہ سالوں کے ترقیاتی منصوبہ جات میں یہ سڑک لنک روڈ کی حیثیت سے شامل کی جائے گی جو یا تو محکمہ ہائی وے کی زیر نگرانی تعمیر کی جائے گی یا گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت ۔ اگر اس کے باوجود بھی میرے فاضل دوست یہ چاہتے ہیں کہ ایک اور سڑک بن جائے تو یہ جب تک اے ۔ ڈی ۔ پی میں نہیں آئے گی ہم اس کو نہیں بنا سکتے ۔ اگر اس کی الگ ضرورت ہے تو پھر اس کو اے ۔ ڈی ۔ پی میں رکھنا پڑے گا اس وقت فنڈز کی کمی کی وجہ سے ایک ہی علاقہ میں دو سڑکیں جو کہ تقریباً متوازی ہیں اس وقت منظور نہیں کی جا سکتیں۔

حافظ علی اسد اللہ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی اجازت سے وزیر موصوف صاحب سے یہ دریافت کروں گا کہ ایک متبادل سڑک میں نے ڈاھرانوالہ تا یتیم والا روڈ میل نمبر 5 سے 201 تا 208 پیش کی تھی ۔ اس سے خرچ میں بھی کمی آ جاتی ہے اور علاقے کی ضرورت بھی اس سے پوری ہو سکتی ہے ۔ کیا اس پر

غور فرمائیں گے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات :۔ جناب سپیکر ۔ اس پر چونکہ تفصیل سے بحث ہو چکی ہے ، میں یہ چاہتا ہوں کہ فاضل ممبر میرے پاس چیمبر میں آئیں جو سڑک ہم تعمیر کر رہے ہیں اگر اس سے بہتر کوئی اور راستہ مل جائے اور فنڈز کے اندر ہو تو میں یقیناً کوشش کروں گا کہ فاضل رکن کی خواہش پوری ہو سکے ۔

وحدت کالونی لاہور میں واقع سرکاری کوارٹروں کے صحنوں کی پختگی

***7969 ۔ چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی لاہور میں سرکاری کوارٹروں کو تعمیر کرتے وقت ان کے صحن پختہ نہیں بنائے گئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ پیشتر حکومت نے مذکورہ کوارٹروں کے صحنوں کو پختہ کرنے کا ارادہ کیا تھا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کوارٹروں کے کچے صحنوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) معاملہ زیر غور ہے ۔

(ج) یہ معاملہ مالی وسائل اور ترجیحات پر منحصر ہے ۔

شیخوپورہ اور لاہور کے درمیان دوہری سڑک کی تعمیر

***8024 ۔ سید طاہر احمد شاہ** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ اور لاہور کے درمیان دوہری سڑک زیر تعمیر ہے ۔

(ب) گر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کی

تعمیر کب شروع کی گئی تھی اور اس کی تکمیل کے لیے کتنی مدت مقرر کی گئی تھی ۔

(ج) مذکورہ سڑک کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی ۔ اور اس پر کل کتنی رقم صرف ہوگی ۔ نیز مقررہ مدت میں تعمیر مکمل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) مذکورہ سڑک کی تعمیر اپریل 1973ء میں شروع کی گئی تھی اور تکمیل میعاد منظور شدہ سکیم کے مطابق جون 1977ء تک ہے ۔

(ج) مذکورہ سڑک پر تعمیر کا کام جون 77ء تک مکمل ہو جائے گا اور اس پر کل 4,03,94,000 روپے صرف ہوں گے ۔

لاہور اور شیخوپورہ کے درمیان سڑک کے شکستہ حصوں کی مرمت

***8025 ۔ سید طاہر احمد شاہ** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1975ء میں دریائے راوی میں سیلاب کی وجہ سے لاہور اور شیخوپورہ کے درمیان سڑک کئی مقامات سے ٹوٹ گئی تھی جس کی وجہ سے کئی روز تک ٹریفک معطل رہی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے شکستہ حصوں کی مرمت ہو چکی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی سطح بہت نیچی ہے جس کی وجہ سے سیلاب کے دنوں میں پانی کھڑا رہنے کی وجہ سے ٹریفک معطل ہو جاتی ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو اونچا کرکے دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ تاکہ ہر سال سیلاب کے دنوں میں ٹریفک معطل نہ ہو ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) ۔ (الف) جی ہاں ۔ سیلاب کا پانی سڑک مذکورہ کے ان حصوں پر آ گیا تھا ۔ جہاں پر (causeways) کازویز ہیں ۔ جس کی وجہ سے ٹریفک چند دن معطل رہی ۔ پانی میں ٹریفک چلنے کے باعث سڑک کے ان حصوں کو نقصان پہنچا ۔

(ب) جی ہاں ۔ مذکورہ سڑک کے شکستہ حصوں کی مرمت مکمل ہو چکی ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔ سڑک کی سطح عموماً نیچی نہیں ہے ۔ جن جگہوں پر سیلاب کے دنوں میں پانی بہتا ہے وہاں کازویز ہیں ۔ جو سیلاب کے پانی کو گزارنے کے لیے بنائے گئے ہیں ۔

(د) مذکورہ سڑک کے ساتھ متبادل سڑک زیر تعمیر ہے ۔ اس کے مکمل ہونے کے بعد سڑک مذکور پر کازویز کی جگہ پلیاں تعمیر کرنے پر غور کیا جائے گا ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ کیا وزیر موصوف یہ تسلیم فرمائیں گے کہ ہر سال (causeways) کازویز پر سیلاب کا پانی گزرنے سے سڑک ٹوٹ جاتی ہے اور اس طرح قوم کا کثیر سرمایہ اس کی دوبارہ تعمیر پر خرچ ہوتا ہے تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ 30 جون 1977ء سے پہلے ہی کازویز کی جگہ پلیاں بنا کر نشیبی علاقوں کی سڑک کی سطح کو اونچا کر کے دوبارہ سڑک تعمیر کی جائے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کازویز وہیں بنائے جاتے ہیں جہاں ہمارے پاس پل بنانے کے لیے پیسے نہیں ہوتے کازویز سے واقعی بارشوں کے موسم میں سڑک کا نقصان ہو جاتا ہے ۔ پانی تو گزر جاتا ہے لیکن سڑک کا کچھ نقصان ضرور ہو جاتا ہے ۔ خاص طور پر اس وقت جب کہ پانی تھوڑا ہوتا ہے اس پر ٹریفک چل جاتی ہے ۔ میں کوشش کروں گا کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اسی منصوبے کو زیر عمل لایا جائے ۔ اگر 1977ء سے پہلے پیسے مل جائیں گے تو ہم ضرور پلیاں بنائیں گے ۔

چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور میں بجلی ، پانی ، سوئی گیس اور پلمبنگ کی مرمت پر خرچ

*8028 ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور میں 1972-73, 1973-74 اور 1974-75 میں بجلی ، پانی ، سوئی گیس اور پلمبنگ کی مرمت پر کیا خرچ ہوا ۔ مکمل تفصیل دی جائے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اسٹیٹ مذکور میں ٹیوب ویلوں کی موجودگی کے باوجود پانی کی فراہمی کا انتظام انتہائی ناقص ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صفائی اور مرمت کا انتظام غیر محدود حد تک خراب ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (برگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) ۔ (الف) اخراجات کی تفصیل یہ ہے ۔

مدکام	سال 1972-73	سال 1973-74	سال 1974-75
بجلی	20 563	22,916	21,595
پانی	44,840	94,738	66,630
سوئی گیس	47,176	57,525	1,15.304
مرمت پلمبنگ	89,038	1,05,402	70,140

(ب) جی نہیں ۔ اس وقت 2 عدد ٹربائین پمپ صحیح کام کر رہے ہیں اور پانی کی کوئی کمی نہیں ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔ صفائی کا انتظام درست ہے اور موقع پر کوئی شکایت نہیں ۔ مرمت کا کام بمطابق الاٹمنٹ کر دیا جاتا ہے ۔

سپیکر ۔ وقفہ سوالات اب ختم ہوتا ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب والا ۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

وزیر قانون و پارلمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں بھی بقیہ ایک سوال کا

جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ میں بھی بقیہ ایک سوال (8213) کا جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

سرگودھا لاہور روٹ پر عوام سے زائد کرایہ کی وصولی

*8045 ۔ چوھدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سرگودھا لاہور روٹ پر پرائیویٹ ٹرانسپورٹرز عوام سے حکومت کے مقرر شدہ کرایہ سے زائد کرایہ وصول کر رہے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی مناسب اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیر چوھدری صاحب داد خان) ۔ (الف) جی نہیں ۔ کوئی ایسی شکایت حکومت کے نوٹس میں نہیں لائی گئی ۔

(ب) اگر کوئی باقاعدہ شکایت حکومت کے نوٹس میں لائی گئی تو ضرور کارروائی کی جائے گی ۔

جڑانوالہ تا لائلپور (براستہ کھرڑیانوالہ) گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کا اجراء

*8078 (الف) ۔ چوھدری عبدالغنی ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ میرے نشان زدہ سوال نمبر 6663 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 25 فروری 1975ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جڑانوالہ تا لائلپور براستہ کھرڑیانوالہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کا اجراء ابھی تک نہیں ہوا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا روٹ پر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس شروع کرنے

کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیر چوھدری صاحب داد خان) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ جڑانوالہ تا لائل پور براستہ کھرڑیانوالہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کا اجراء نہیں ہوا ۔

(ب) سردست گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس اس روٹ پر بسیں چلانے کا ارادہ نہیں رکھتی ۔ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس لائلپور ڈپو کی اضافی ورکشاپ کے لیے تا حال کوئی مناسب جگہ نہیں ملی ہے ۔ اضافی ورکشاپ کی عدم موجودگی میں بسوں کی مرمت کا کام تسلی بخش نہیں ہے اس لیے نئے روٹوں کا اجراء ممکن نہیں ہے ۔ بہر حال اضافی ورکشاپ کے قیام کے بعد اس روٹ پر بس چلانے پر غور کیا جائے گا ۔

کھروڑ پکا تا میلسی ضلع ملتان سڑک کی تعمیر

***8183 ۔ رانا رب نواز نون** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھروڑ پکا تا میلسی ضلع ملتان سڑک کی تعمیر کی منظوری 76 - 1975ء کے بجٹ میں دی گئی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تعمیر کے لیے بجٹ میں کس قدر رقم مختص کی گئی ہے ۔

(ب) کیا مالی سال 76 - 1975ء کے اختتام تک مذکورہ سڑک مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوھدری صاحب داد خان) ۔ (الف) مالی سال 76 - 1975ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس سکیم کے لیے پانچ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی لیکن بعد ازاں سالانہ ترقیاتی پروگرام پر نظر ثانی کی گئی اور ترمیم شدہ سالانہ پروگرام 76 - 1975ء میں یہ سکیم شامل نہیں ہے ۔

(ب) مندرجہ بالا جواب کے پیش نظر سڑک زیر تعمیر نہیں ہے ۔

تھل میں ترقیاتی منصوبہ جات

*8213 . امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا تھل کے لیے کوئی ترقیاتی منصوبہ بنایا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (مسٹر اعتزاز احسن) ۔ تھل کے لیے کوئی علیحدہ ترقیاتی منصوبہ نہیں ہے ۔ البتہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 76 - 1975ء کے دوران باسٹھ ترقیاتی سکیمیں زیر تکمیل تھیں جن کی شعبہ وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

نام شعبہ	تعداد سکیم
حیوانات	6
جنگلات	7
صنعت و حرفت	2
پانی (انہار)	10
سڑکیں اور پل	11
کم آمدنی والوں کے لیے مکانات	4
دیہی آب رسانی (پینے کے لیے)	3
شہری آب رسانی	4
سرکاری ملازمین کے لیے مکانات	2
سرکاری دفاتر اور بلڈنگیں	3
صحت	2
تعلیم	7
محنت اور افرادی قوت	1
میزان	62

اونی بسوں کی تعداد میں اضافہ کرنا

*8231 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور شہر میں اس وقت اومنی بس سروس کی روزانہ کل کتنی بسیں چل رہی ہیں -

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بسوں کی تعداد ناکافی ہونے کی بناء پر لوگ بسوں کی چھتوں اور پائیدانوں پر سفر کرتے ہیں -

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بسوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کس قدر اور کب تک - اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) - (الف) لاہور شہر میں اس وقت 588 بسیں چل رہی ہیں -

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ لاہور شہر میں بسوں کی تعداد ناکافی ہونے کی بناء پر لوگ بسوں کی چھتوں اور پائیدانوں پر سفر کرتے ہیں. بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دفتر اور تعلیمی اداروں کے اوقات کار یکساں ہونے کی وجہ سے صبح اور دوپہر بسوں میں رش بڑھ جاتا ہے - اس رش کو کم کرنے کے لیے کافی تعداد میں سپیشل بسیں چلائی جاتی ہیں -

(ج) روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ اپنی بسوں کی تعداد میں مزید اضافے کے لیے ہمہ تن مصروف ہے - 150 بالکل نئی بسیں تجربہ کار ڈرائیوروں کے نہ ملنے کی وجہ سے کھڑی ہیں - اچھے ڈرائیوروں کے مہیا ہونے کے بعد یہ بسیں مختلف روٹوں پر چلائی جائیں گی - اس طرح 240 پرانی بسیں پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی مختلف ورکشاپوں میں زیر مرمت ہیں - جنہیں مرمت کرکے سڑکوں پر لایا جائے گا-

لاہور اومنی بس سروس کی آمدن اور خرچ

*8232 - چوہدری علی بہادر خان - کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) سال 75 - 1974ء اور 76 - 1975ء میں لاہور اومنی بس سروس کی آمدن اور خرچ کی سال وار علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے -

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ادارے کی اصل آمدن میں سے کافی رقم خرد برد ہو جاتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کے تدارک کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) ۔ (الف) سال 1974 - 75ء

آمدن	خرچ
352.98 لاکھ روپے	417.85 لاکھ روپے

1975 - 76ء

آمدن	خرچ
40608 لاکھ روپے	60343 لاکھ روپے

(ب) یہ درست نہیں کہ ادارے کی اصل رقم میں سے کافی رقم خرد برد ہو جاتی ہے ۔ البتہ 2 یا 3 فیصد رقم مسافروں اور کنڈیکٹروں کی ملی بھگت سے خرد برد ہو جاتی ہے ۔ جس کو روکنے کے لیے پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ نے مندرجہ ذیل اقدامات کیے ہیں ۔

1 - پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ نے دو (2) سپیشل مجسٹریٹوں کی تقرری کی ہے ۔ جو پولیس کی ہمراہی میں چھاپے مار کر بسوں میں بغیر ٹکٹ سفر کرنے والے مسافروں اور بددیانت کنڈیکٹروں کو موقع پر جرمانے کرتے ہیں ۔

2 - جنرل منیجر لاہور اوسی بس سروس کا چیکنگ سکواڈ (Checking Squad) ہے جو لاہور شہر کے مختلف روٹوں پر چھاپے مار کر ہر قسم کی بےقاعدگیوں کو روکنے کی کوشش کرتا ہے ۔ ان اقدامات کے علاوہ لاہور اوسی بس سروس کے 5 ڈپوؤں پر ہر قسم کی خرد برد کو روکنے کے لیے چیکنگ عملے کی معقول نفری موجود ہے ۔

حادثات کی روک تھام

*8293 ۔ **ملک محمد اکرم اعوان** ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ یکم جولائی 1975ء سے لے کر 31 مارچ 1976ء تک جی ۔ ٹی ۔ ایس کی کس کس ماڈل کی کل کتنی بسیں حادثات کا شکار ہوئیں اور مذکورہ حادثات کے باعث حکومت پنجاب کو کس قدر مالی نقصان ہوا ۔ نیز حادثات کی روک تھام کے لیے حکومت نے کیا اقدام کیے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) ۔ یکم جولائی 1975ء سے لے کر 31 مارچ 1976ء تک گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کی 203 بسیں حادثات کا شکار ہوئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

ماڈل	بسوں کی تعداد
1 ۔ بیڈ فورڈ	99
2 ۔ فورڈ	89
3 ۔ فیٹ	13
4 ۔ اسوزو	2
کل تعداد	203

مندرجہ بالا حادثات کے باعث پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کو مبلغ 19,89,696,54 روپے کا خسارہ ہوا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

1 ۔ معاوضہ کی رقم ۔	7,55,000,00
2 ۔ بسوں کا نقصان ۔	12,34,696. 4
میزان	19,89,696.54

حادثات کی روک تھام کے لیے پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ نے مندرجہ ذیل اقدامات کیے ہیں ۔

1 ۔ روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے ڈرائیوروں کا ٹریفک پولیس کی وساطت سے دوبارہ مرحلہ وار ٹیسٹ لیا جا رہا ہے ۔ تاکہ صرف تربیت یافتہ اور تجربہ کار ڈرائیور ہی پی ۔ آر ۔ ٹی ۔ بی کی بسیں چلائیں جو ڈرائیور اس ٹیسٹ میں ناکام ہو جاتے ہیں وہ سروس کے لیے

داخل قرار دیے جاتے ہیں۔ ایسے ڈرائیوروں کو بورڈ کی ملازمت سے فارغ کرنے کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

2۔ روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے ڈرائیوروں کو ڈرائیونگ کے اصولوں اور ٹریفک کے قواعد اور ضوابط سے روشناس کرانے کے لیے ایک مرحلہ وار تربیتی کورس شروع کیا گیا ہے۔ یہ تربیتی کورس اس اوریئنٹیشن تربیت کے علاوہ ہے جو ڈرائیوروں کو بھرتی ہونے پر ٹرانسپورٹ ٹریننگ سکول میں دی جاتی ہے۔

3۔ بسوں کی تیز رفتاری کو چیک کرنے کے لیے اہم شاہراہوں پر ٹائم چیکنگ چوکیاں قائم کی گئی ہیں تاکہ ڈرائیوروں کی تیز رفتاری کا موقع پر ہی محاسبہ کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ بورڈ کے سپیشل مجسٹریٹ بھی بسوں کی تیز رفتاری اور ٹریفک کی دیگر خلاف ورزیوں کو چیک کرتے ہیں۔ اور قصور وار ڈرائیوروں کو موقع پر سزا یا جرمانہ کرتے ہیں۔

4۔ ٹرانسپورٹ بورڈ کے اضلاعی مینجروں کو ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ وقتاً فوقتاً حاضری کے موقع پر تمام ڈرائیوروں کو تیز رفتاری سے باز رہنے کی تلقین کریں۔

5۔ بین الاضلاعی روٹوں کی بسوں پر ڈرائیور مستقل طور پر تعین کیے گئے ہیں تاکہ حادثات سے بچنے کے لیے وہ بسوں کی مناسب دیکھ بھال رکھیں اور بروقت مرمت کرا لیں۔

6۔ اہم اور مصروف ترین بین الاضلاعی روٹوں پر (running time) میں مناسب اضافہ کر دیا گیا ہے تاکہ ان روٹوں پر چلنے والی بسوں کے ڈرائیور تیز رفتاری کے مرتکب نہ ہوں۔

ایڈیشنل پبلک پراسیکیوٹرز کی کمی

*8295۔ ملک محمد اکرم اعوان۔ کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نئی قانونی اصلاحات کے پیش نظر صوبہ میں

ایڈیشنل پبلک پراسیکیوٹرز کی تعداد بہت کم ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کمی کو پورا کرنے کے لیے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود) ۔ (الف) ایڈیشنل پبلک پراسیکیوٹرز کی موجودہ آسامیاں موجودہ عدالت ہائے کے مطابق کافی ہیں ۔

(ب) جواب ضمن (الف) بصورت نفی ہونے کے اس سوال کے جواب کی ضرورت نہیں ۔

وھاڑی میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈا کا قیام

*8310 ۔ **میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر موصوف نے وھاڑی سے ملتان ، لاہور ، لائلپور اور فورٹ عباس کے لیے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بسیں چلانے کا حکم صادر فرمایا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس حکم پر کس حد تک عمل درآمد ہوا اور اگر نہیں تو کیوں ۔

(ج) کیا حکومت وھاڑی میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کا اڈا قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈئر چوھدری صاحب داد خان) ۔ (الف) یہ درست نہیں کہ وزیر ٹرانسپورٹ نے وھاڑی سے ملتان ، لاہور ، لائلپور اور فورٹ عباس کے لیے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے بسیں چلانے کا حکم دیا تھا ۔ تاہم وھاڑی کے عوام کی سفری مشکلات کو دور کرنے کے لیے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی مندرجہ ذیل سروسیں وھاڑی سے ہو کر ملتان ، لاہور ، لائل پور اور فورٹ عباس کو جاتی ہیں ۔

1 ۔ لاہور ، ملتان براستہ وہاڑی ۔7 سروسیں ۔
2 ۔ لاہور ، ہارون آباد براستہ وہاڑی ۔2 سروسیں ۔
3 ۔ لائل پور ، فورٹ عباس براستہ وہاڑی ۔20 سروسیں ۔

(ب) وہاڑی سے فی الحال بسیں چلانا ممکن نہیں ۔ کیونکہ بورڈ کا وہاڑی میں ڈپو کھولنے کا کوئی پروگرام نہیں ۔

(ج) جی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم صاحب میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق کسی طرح تحریک استحقاق بن سکے لیکن یہ بن نہیں سکی ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I am thankful to you for your efforts. I have already gone to Court and the matter has become subjudice.

تحاریک التوائے کار

Mr. Speaker : Now, we go on to the adjournment motion.

ایک تحریک التواء سردار عطا محمد خان لغاری صاحب نے دی ہوئی ہے اس کا نمبر تو ابھی نہیں آیا لیکن چونکہ وہ چاہتے تھے کہ اس پر غور کیا جائے ۔ لیکن اس وقت وہ تشریف ہی نہیں رکھتے ۔

ایک آواز ۔ سردار صاحب تشریف لے آئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب میں نے آپ کی تحریک التواء نمبر 53 پر بہت غور کیا ہے اور اپنی تمام تر نیک اور پر خلوص خواہشات کے باوجود میں دو تین باتوں پر عبور حاصل نہیں کر سکا ایک بات تو یہ ہے کہ آپ کی تحریک التواء کار ایسے واقعات پر منحصر ہے جن کا تعلق پنجاب سے نہیں ہے دوسری بات یہ ہے آپ نے یہ تحریک التواء کار apprehension کی بناء پر دی ہے جس کے متعلق رولز بڑے واضح ہیں کہ کوئی چیز جو مستقبل میں ہونے والی ہو یا اس کا اندیشہ ہو وہ نہیں ہو سکتی اور تیسری جو سب سے زیادہ اہم ہے کہ یہ تحریک التواء کار بین الصوبائی ، بین الاقوامی اور پاکستان کے غیر ممالک کے تعلقات سے متعلق ہے ۔

And I am sorry because of these factors, I canno: entertain it.

یہ اصل میں نیشنل اسمبلی میں ہونی چاہیے تھی وہاں اگر آپ کسی فاضل رکن کو مشورہ دے سکیں تو ٹھیک ہے ۔

میاں منظور احمد وٹو ۔ جناب سپیکر ۔ آپ چونکہ فیصلہ تو اس کے متعلق دے چکے ہیں لیکن ایوان اس کو سننا چاہتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس لیے تو میں نے اسے پیش نہیں ہونے دیا ہے یہ بین الصوبائی، بین الاقوامی اور خارجہ معاملات سے متعلق ہے اور اگر غیر ممالک کے تعلقات پر تحریک التواء کار پیش ہو تو ۔ ۔ ۔

نوبزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب سپیکر ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی تشریح کر دینا چاہتا ہوں سب کو معلوم ہے کہ لبنان میں کیا ہو رہا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس لیے تو میں نے اسے پیش نہیں ہونے دیا ۔

نوبزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب سپیکر ۔ جب میں باہر گیا تھا تو جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے فرمایا تھا کہ ان کے نمائندے ان کو ملی ہیں تو وہ اپنے طور پر اسے کریں گے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ آپ کر سکتے ہیں ۔

نوبزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب سپیکر ۔ یہاں یہ خدشہ ہے کہ اگر اس بات کا سد باب نہ کیا گیا تو جیسے 40 آدمی سکھر جیل میں پڑے ہوئے ہیں ۔ یہاں بھی کوئی گڑ بڑ نہ شروع ہو جائے ۔

ولائت حسین ڈگری کالج ملتان سٹوڈنٹس یونین کے صدر اور طالب علم رہنماؤں کی گرفتاری (جاری)

مسٹر سپیکر ۔ اچھا نمبر 16 تھی ۔ وہ آپ نے کل واپس لے لیا تھا ۔ I would like to close it prima facie بتا دیا تھا ۔ لک صاحب کچھ کہیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس روز طلبہ کی گرفتاری کے سلسلہ میں جناب وزیر قانون نے جن دفعات کا اس ہاؤس

میں اعلان کیا تھا ۔ ان کے تحت گرفتار ہونے میں وہ factual position تھی اس کے بعد یہ نکتہ arise ہوا تھا کہ sub-judice بنتا ہے کہ نہیں بنتا ہے تو ہمارا موقف اس سلسلہ میں یہ تھا کہ . . .

مسٹر سپیکر ۔ سب جوڈس سے کیا مراد ہے

It is more of an academic question than relates to this particular subject.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ مجھے عرض کرنے کی اجازت دیں تو میں عرض کروں ۔ اس سلسلہ میں جب طلبہ کی گرفتاری ہوئی تھی اس کے بعد آپ نے یہ نکتہ یہاں اٹھایا تھا کہ جب ان کو عدالت میں ریمانڈ کے لیے پیش کیا جاتا ہے تو اس وقت وہ سب جوڈس ہو جاتا ہے ۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ سب جوڈس اس وقت ہوتا ہے . . .

مسٹر سپیکر ۔ فاضل وزیر قانون کی یہ رائے تھی کہ اگر عدالت میں پیش بھی کیا گیا ہو یا اس کو قانون کے مطابق within reasonable time عدالت میں پیش کیا جانا ہو

If a man is arrested and is to be produced in a court of law

تو matter سب جوڈس ہو جاتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک تو وہ موقف ہے جو کہ وزیر قانون نے اختیار کیا ہے کہ جب arrest کیا جاتا ہے اور عدالت میں پیش کیا جانا مقصود ہو اور وہ پولیس کی ضبط میں آ جائے کہ یہ پیش کیا جا رہا ہے تو یہ سب جوڈس ہو جاتا ہے ۔ اور اس کے بعد دوسرا موقف یہ تھا کہ اس خاص کیس میں طلبہ کو عدالت میں ریمانڈ کے لیے پیش کیا گیا ۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ سب جوڈس کا جہاں تک تعلق ہے اور اس میں لوگوں کے حقوق کی نگہداشت اور اس سلسلہ میں جہاں تک پنجاب اسمبلی کا تعلق ہے . . .

مسٹر سپیکر ۔ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ عدالتوں کے حقوق پر اسمبلی کو چھاپہ نہیں مارنا چاہیئے ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ اس سلسلہ میں میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس سے قبل کہ وزیر قانون صاحب کچھ کہیں وہ بھی اپنے ساتھ قانون کی بہت سی کتب لائے ہوئے ہیں میں بھی ان سے استفادہ کروں گا ۔ میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک سب جوڈس کا تعلق ہے وہ اس وقت ہوتا ہے جب چالان عدالت میں پیش کر دیا جاتا ہے ۔ جہاں تک ایگزیکٹیو اتھارٹی کے قانون کا تعلق ہے تو اس کے لیے آپ یہ فرما سکتے ہیں کہ سب جوڈس کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے ہیں یا اس کے ساتھ تحریک التوائے کار کو kill نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ اس سلسلہ میں آپ صرف اپنے اطمینان کے لیے بطور سپیکر یہ کہہ سکتے ہیں کہ

Due course of law has been adopted by the police or by the Executive Authority or by the Punjab Government, and rest of the remedy lies with the court or lies with the judiciary.

مسٹر سپیکر ۔ نہیں وہ تو ہماری تصحیح چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر due process کے تحت گرفتار کیا گیا ہے ۔ ۔ ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ اعتراض تو میری تحریک التوائے کار پر ہو سکتا ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ معاملہ سب جوڈس ہے ۔ آپ یہ سب جوڈس کا لفظ غلط استعمال کر رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جب کسی ملزم کو گرفتار کیا جاتا ہے اور اس کے بعد اسے ریمانڈ کے لیے پیش کیا جاتا ہے ۔ تو وہ تو ایک particular part ہے ۔ عدالت کہتی ہے کہ اس سلسلہ میں ہم نے مزید چھان بین کرنی ہے تحقیقات کرنی ہے ۔ معاملہ کو دیکھنا ہے ۔ اور یہ دیکھنا ہے کہ case کو discharge کیا جا سکتا ہے یا کہ case کا چالان پیش کیا جا سکتا ہے ۔ پھر اس کے بعد ایگزیکٹیو کا process یہ ہے کہ P.D.S.P برانچ Prosecution Branches ہیں جو اس میں دیکھتی ہیں کہ کیس ultimately discharge کا بنتا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ذرا آپ توجہ کریں ۔ اس لیے میں نے یہ کہا تھا کہ دوست مطالعہ کر کے آئیں یہ Decision of the West Pakistan Assembly ہے ۔

وزیر قانون ۔ میرا خیال یہ کہ ہم اس سلسلہ میں چوہدری محمد یعقوب اعوان صاحب کو بھی سن لیں ۔ تاکہ اس کے بعد ہم فیصلہ کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ debate مکمل ہو جائے میں ان کو خاموش کرنے کے لیے نہیں کہہ رہا ہوں ۔

The Superintendent of Police further stated that the Constable was under arrest. This remand has not been submitted . . . . and a case under section 354 has been registered against him. As the matter is being investigated by the Police, the subject matter of the adjournment motion is sub-judice. The very fact that he is to be produced before a court, the opinion has been given that the matter is sub-judice.

چوہدری امان اللہ لک ۔ یہ کس اسمبلی کا آپ حوالہ دے رہے ہیں ۔ آیا یہ پنجاب اسمبلی کا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ویسٹ پاکستان اسمبلی کی 1967ء کی debate ہے ۔ اس لیے میں نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ اس سے اتفاق کریں ۔

May be you may show something different or distinguished from th s .

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ جہاں تک legal technology کا تعلق ہے ۔ سب جوڈس وہ ہے کہ عدالت جس پر حاوی ہو سکے ۔ جو عدالت کے اختیار میں ہو اور جس میں پنجاب اسمبلی مداخلت نہ کر سکے ۔ یا اس میں پنجاب اسمبلی کو دسترس نہ ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں آپ کو ایک کیس یاد دلاتا ہوں ۔ جس میں ہائی کورٹ کے ایک سابق جج بھی involve ہو گئے تھے ۔ ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ دیا تھا ۔ اور اس بنا پر سپریم کورٹ نے

I have a recollection, I am not sure about the facts of the case, کچھ لوگوں کو سزا دی تھی ۔ لیکن سپریم کورٹ میں اپیل کرنے کی گنجائش موجود تھی ۔ اور وکیل صاحب کو یہ اندازہ تھا کہ اپیل دائر کی جا رہی ہے ۔

But even then he made a statement.

Minister for Law : Mr. Justice Suabbir Ahmad ?

Mr. Speaker : Must I name the Judge ? The Case was before no court. The High Cou t had decided it and no appeal had been filed in the Supereme Court.

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ اس میں شاید limitation بقایا تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں سپریم کورٹ نے یہ کہا تھا کہ اپیل ہو سکتی ہے ۔

The matter should have been treated as sub-judice and no comments should have been made.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ وہ ایک بالکل الگ کیس ہے ۔ عدالت سیشن تھی یا ہائی کورٹ تھی ۔ کوئی بھی تھی وہ الگ کیس ہے ۔

Mr. Speaker : Then necessarily the case is sub-judice ; if it is lying with the court.

Sir, I beg to differ with that. چوہدری امان اللہ لک ۔

اس بنا پر کہ جب ایک سیشن کورٹ میں فیصلہ ہوتا ہے ۔

Subject to appeal in the High Court, Subject to the decision of the Supereme Court.

اور اس سلسلہ میں کوئی interim comment کیا جائے ۔ ۔ ۔

The appeal may not be filed مسٹر سپیکر ۔ یہ بالکل وہی پوزیشن ہے

یہاں پر بھی یہ ہے جس طرح سے کل کسی نے یہ کہا تھا کہ

accused may be charged. In the due course of law, the prosecution is going to take place.

چوہدری امان اللہ لک ۔ اب جناب والا ۔ جہاں تک سب جوڈس کا تعلق ہے اس سلسلہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی subordinate کورٹ کے، کسی سپریم کورٹ کے زیر غور ہے تو وہ تو سب جوڈس ہوگیا ۔ اب مسئلہ proper course of law کا ہے ۔

Then you had that discretion. Then the Assembly is in a position to object to that.

Mr. Speaker : There is a second provision in what you say. The objection could be in due course of law.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جہاں ہم حقوق کی نگہداشت کرتے ہیں ۔ وہاں اس قانون کا احترام کرتے ہیں اس قانون کو violate نہیں کر سکتے ہیں ۔ اس بنا پر کہ وہاں پر کسی کی گرفتاری کسی قانون کے تحت ہو سکتی ہے ۔

اس سلسلہ میں یہ تو ہو سکتا ہے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ۔ لیکن یہ سب جوڈس نہیں ہو سکتا ہے ۔ سب جوڈس صرف وہ مسئلہ ہے جس کو کہ چھان بین کرنے کے بعد عدالت میں دے دیا جائے ۔ اور اس میں عدالت نے رائے دینی ہو ۔ ایک طرف Appellant موجود ہو اور دوسری طرف حکومت Respondent ہو ۔ جس نے چالان دینا ہو ۔ "سرکار بنام ۔ ۔ ۔" لکھا ہوتا ہے ۔ اس سلسلہ میں اسمبلی اس میں مداخلت نہیں کر سکتی ہے ۔ سب جوڈس وہ ہے ۔ میرے خیال میں یہ مسئلہ ایوان سے شروع ہوتا ہے ۔ sub-judice کا مسئلہ میرے خیال میں اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب ایگزیکٹیو اتھارٹیز کی طرف سے

in due course of law a case has been submitted or given in the court.

اس کے بعد کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ پر اپنی رائے زنی کر سکے اور

legal or illegal action has been taken by the Provincial Government.

گر بادی النظر میں ہم یہ سمجھیں کہ معزز ارکان یا اس معزز ایوان نے یہ دیکھنا ہے کہ جو فعل کیا قانون کے دائرہ کار کے اندر کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا ۔ جہاں آپ بطور سپیکر کے اور ہم بطور ارکان اسمبلی کے یہ محسوس کریں کہ حکومت نے حبس بے جا میں رکھا ہوا ہے اور اگر detention orders غلط استعمال ہوئے ہیں اور وہ وہاں مداخلت کرتے ہیں تو اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اگر آپ اس کو discretion of the court سمجھ کر کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لیے proper forum نہیں ہے کہ ہم عدالتوں کا سہارا لیں ۔ جناب والا ۔ عدالتوں کا سہارا اس وقت لیا جا سکتا ہے جب گورنمنٹ عدالت میں چالان دے دے اس سے قبل ہمارے اس معزز ایوان کے اور حکومت کے مابین ایک قانون ہے جس کے تحت حکومت چل رہی ہے اگر تو اس کے تحت کیا جاتا ہے تو وہ proper course of law ہے اور یہ معزز ایوان کی discretion ہے ۔ proper course of law adopt کیا گیا ہے ۔ لہذا اس میں ہم مداخلت نہیں کر سکتے اس کا احترام کرنا ہمارا فرض ہے ۔ جناب والا ۔ میری صرف یہ استدعا تھی اس کی روشنی میں اگر وزیر قانون مزید کچھ فرمائیں تو مجھے خوشی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری محمد یعقوب اعوان ۔

Chaudhri Muhammkd Yaqoob Awan : Sir, in this connection. I would like to refer Section 52 of Transfer of Property Act, 1882. It is quite clear on this point. It reads as follows :

> **Explanation** — For the purposes of this section, the pendency of a suit or proceding shall be deemed to commence from the date of the presentation of the plaint or the institution of the proceeding in a Court of competent jurisdiction, and to continue until the suit or proceeding has been disposed of by a final decree or order and complete satisfaction or discharge of such decree or order has been obtained, ...

So my submission is that it is the institution of the proceeding in a Court of competent jurisdiction which determines the pendency of a particular proceeding. Mere presentation of the paper, I respectfully submit, doesn't amount to the institution of proceeding in a court and hence that I submit that the case subjudice will start from the point when these proceeding are instituted in a court of competent jurisdiction and not earlier. That is my respectful submission.

مسٹر سپیکر ۔ اس میں اس طرح ہے کہ

for the purpose of this Section

تو اس کو بڑا limit کیا ہے

It is not for general application.

Chaudhri Muhammad Yapoob Awan : Sir, I think if you do not find any other law anywhere else this can be a guide.

مسٹر سپیکر ۔ para-material وہ اس طرح ہوگا ۔

If it is a general law then it becomes para material. When the law itself says "For the purposes of this section" which should actually normally benefitted to be interpretted for the purposes of other Section. This may not be a law for the purposes of other Act. This may not be the proper interpretation for this particular section.

Chaudhri Muhammad Yaquoob Awan : Sir, I would respectfully submit that before the presentation in court the police is fully incharge of the case. It can dispose of the case. It can discharge the case. It can pass any order but when the case is presented in the court then it is only the court and court alone which can pass any order of discharge or conviction or whatever it may deem fit. The institution of the proceeding determines the subjudice nature of the case, I would respectfully submit.

مسٹر سپیکر ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ یہ آپ کو اچھی طرح یاد ہے کہ جس وقت قائد حزب اختلاف اس بات پر اعتراض کر رہے تھے تو میں نے اشارتاً ان کو یہ بات تنبیہ کے طور پر کہی تھی کہ اگر ہم subjudice کے اس نقطہ نظر پر چلے گئے تو sub-jduice کا concept بہت پہلے سے شروع ہو جائے گا آپ جانتے ہیں کہ ہم نے ان تحریک ہائے التوائے کار کو بارہا ڈسکس کیا ہے جو اس ایوان میں آتی ہیں اور کبھی کبھی جب کہ معاملہ subd-juice تھا تو ہم نے اس پر کچھ تھوڑی بہت تفصیل سے ڈسکشن بھی کی اس معاملہ میں میں گزارش کروں گا کہ ایک نہایت اہم بات جس کو آپ نے بارہا دہرانے کی کوشش کی ہے اور یاد دہانی کی بھی کوشش کی ہے کہ ڈیموکریٹک انسٹیٹوشنز جن pillars پر کھڑے ہیں ان میں ہر organ of state کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے اور جب ایک organ of state دوسری کو organ of state کے rights کو encroach کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ڈیموکریٹک انسٹیٹوشن کی ایک قسم کی negation ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ مقصد باوجود اس بات کے کہ وہ سب سے بڑی سپریم اور لیجسلیٹو اسمبلی ہے لیکن اس کے کچھ اختیارات انہوں نے خود judiciary کو دیے ہیں کہ وہ قانون کے بارے تعین کر سکے کہ اگر وہ قانون fundamental rights کے مطابق نہیں ہے تو وہ عدالتیں ان قوانین کو ختم کر سکتی ہیں ۔ لیکن ایک بات کی مقننہ نے پھر اپنے اوپر قدغن لگائی ہوئی ہے کہ ایسے وہ معاملات جو کسی judicial authority کے سامنے ہیں ان پر وہ بحث نہ کریں ۔ لیکن مقصد تو صرف اس بات کا ہے کہ وہ ڈیموکریٹک انسٹیٹوشن جس کے لیے ہم بہت زور و شور سے روزانہ آوازیں بلند کرتے ہیں وہ کس طرح قائم و دائم رہیں اور ملک دوسرے

کے اختیارات کو چھیننے کی ہم کوشش نہ کریں ۔ واضح طور پر جب ایک کیس رجسٹر ہو جاتا ہے تو آپ جانتے ہیں کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر ایف ۔ آئی ۔ آر علاقہ مجسٹریٹ کو پہنچانی لازمی ہے اس لیے مجسٹریٹ کے سامنے اسی وقت معاملہ پیش ہو جس وقت پولیس کیس رجسٹر کرے ۔ اس کے بعد criminal procedure Code میں بیشمار ایسے اختیارات ہیں جہاں مجسٹریٹ خود بخود investigation and further enquiry وغیرہ کر سکتا ہے وہ accused کی bails کا cognizance لیتا ہے جو اس کے سامنے پیش ہو رہا ہوتا ہے حالانکہ تفتیش ہو رہی ہوتی ہے وہ اس custody کو extend بھی رتا ہے اور زیادہ ریمانڈ بھی دے سکتا ہے اور وہ کیس اس وقت commence کرتا ہے جس وقت ایک معاملہ رجسٹر ہو جاتا ہے اور اس کے بعد مجسٹریٹ کے سامنے ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس رولنگ کو واضح طور پر پڑھ کر سنایا ہے کہ جب کیس رجسٹر ہو جائے اور معاملہ investigative ہو رہا ہو تو وہ subjudice ہو جاتا ہے اب subjudice کو کہاں سے کہاں تک کھینچنا ہے کہ یہ دائرہ متعین کیا جائے یا حد لگائی جائے کہ یہ یہاں سے subjudice ہوتا ہے یا وہاں سے subjudice ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ نے اس کیس کی مثال دی ہے جس میں کہ معاملہ عدالت کے سامنے موجود نہیں تھا ۔ اور anticipate ہو رہا تھا اور جس میں ابھی in anticipation اپیل دائر ہوئی تھی ایک فاضل جج نے comments میں یہ کہا تھا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سابق فاضل جج کہیں ۔

وزیر قانون ۔ جی ہاں ۔ سابق فاضل جج نے اس پر comments دیے اور اب آئین میں تبدیلی بھی کی گئی ہے اور واضح طور پر اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ اگر matter finally determine ہو جائے تو تب اس پر comments ہوں لیکن کب ؟ جب ہر قسم کی remedies ختم ہو جائیں تو پھر اس پر آئین کے تحت اجازت دی جا سکتی ہے اور comments وغیرہ ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ بات اس آئین سے پہلے 72 کے آئین میں درج نہ تھی ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ بے شمار contempt of court کی رولنگز ہیں کہ plaint کی سٹیج پر اس پر اخبارات وغیرہ میں comments نہیں ہو سکتے ۔

The moment the plaint is moved in a court of law ...

تو وہاں بھی پروسیڈنگ اسی وقت initiate ہو جاتی ہیں جس وقت آپ جا کر داخل کر دیتے ہیں ۔ اسی طرح جس وقت معاملہ کریمنل کورٹ میں رجسٹر ہو جاتا ہے تو مجسٹریٹ اس وقت اس matter کا cognizance لے لیتا ہے ۔ کیونکہ اس کے پاس لیف ۔ آئی آر کی کاپی چوبیس گھنٹے کے اندر اندر پہنچانی لازمی ہے اور قانون کے تحت اس کو اختیارات ہیں کہ وہ اس پر عمل کر سکتا ہے ۔ عمل کرے یا نہ کرے یہ ایک علیحدہ بات ہے ۔ لیکن اس کو اختیارات ہیں کہ وہ اس کیس میں cognizance لے سکتا ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ ایک تو یہ رولنگ اور دوسرے یہ کہ جو کیس خاص طور پر distinguish-able ہو ۔ اور چونکہ اس کیس میں یہ بات واضح طور پر سامنے آ رہی ہے کہ 20-5-1976 کو اس کا عدالت میں چالان بھی put-up ہو چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں تو ایک اور بات ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں اس کیس کے بارے میں آپ کے سامنے ایک وضاحت رکھنا چاہوں گا ۔

Mr. Speaker : On facts.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جی On facts جناب والا ۔ یہ جو معاملہ اس کا تو اب چالان بھی عدالت میں پیش ہو چکا ہے ۔ اس میں ولایت حسین کالج کے کچھ لڑکے جو کہ فرسٹ ایئر اور تھرڈ ایئر میں فیل ہو گئے تھے انہوں نے فیل ہونے کے خلاف جلوس نکالا کہ ہمیں پاس کیا جائے ۔ اس روایت کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ اتنی بڑی مقننہ کو یہ اجازت نہیں دینی چاہیے کہ لڑکے فیل ہوں اور فیل ہونے کے خلاف جلوس نکالا جائے ۔ پھر اس کے خلاف کیس رجسٹر ہو اور جلوس بھی غیر قانونی ہو ۔ جناب والا ۔ مجھے ایک بات عرض کرنی ہے اور نہایت دکھ کے ساتھ میں یہاں اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں جس وقت میں نے اس پر تحریک التوا کے بارے میں اعتراض اٹھایا کہ یہ معاملہ subjudice ہے اس پر بحث نہیں ہونی چاہیے ۔ جناب والا ۔ میرا motive ہمیشہ یہی رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ democratic institution اس وقت ہل ہول سکتا ہے ۔ جب ہم ایک دوسرے کے اختیارات میں دخل اندازی نہ کریں ۔ چاہے وہ مقننہ ہو چاہے کچھ ہو ۔ لیکن یہاں یہ

شفیع جو سینئر جرنلسٹ ہیں انہوں نے کل کے نوائے وقت اخبار میں ایک کالم لکھا ہے اور اس بات کو condem کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں نے اس کو ٹیکنیکل اور فنی لحاظ سے rule out کرانے کی کوشش کی ہے ۔

Mr. Speaker : You should not worry about that because the view of ihe presiding officers of the Assemblies have throughout been the same right from 1937.

Minister For Law : Sir, I would like to make some clarifications.

Mr. Speaker : Sir Abdur Rahim, the renowned Speaker of the Central Assembly of Indo Pak Sub-continent even held to the same effect when an objection was taken. Any matter which is under adjudication by a court of law having jurisdiction in any part of His Majesti's dominion.....

اسی بنیاد پر اعتراض کیا گیا تھا

Similarly the Chair has not doubt that when there is a number of persons affected and the charge has been withdrawn against some of the persons but it is still under investigatoin against other.

investigation کی سٹیج ہو ۔

Minister for Law : Other.

Mr. Speaker : That would be covered by this rule which prohibits any matter under adjudication being discussed before the House as for back as 1937. This has been the rule in the Assembly. It is the ex-Member of the Assembly, who makes comments.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ مجھے تھوڑی سی اجازت دے دیں ۔ میں کوئی personal بات نہیں کرنا چاہتا ۔ جناب سپیکر ۔ یہاں پر میرے فرائض منصبی میں یہ داخل ہے کہ میں قانون کے مطابق اور جو رولز اور ریگولیشنز ہیں ان کے مطابق ہر تحریک التوا کے بارے میں اعتراض کروں کیونکہ ہم یہی کہتے ہیں کہ قانون کے مطابق عمل ہونا چاہیے ۔ اگر میں اس میں چشم پوشی کروں یا political morality رکھوں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میں اپنے فرائض منصبی میں کوتاہی کر رہا ہوں ۔ دوسرے کے بارے میں ان

کو اس قسم کے comments نہیں چاہیں ۔

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : Mr. Speaker, the Advocate General is the Member of this Assembly. He may be asked to say some thing on this point.

Mr. Speaker : He could be asked if the matter may not be so clear. This has been the constant view of the presidiug officers, I think even before the Central Assembly was formed even in 1933, but I have not relied on that because the presiding officers have been generally the Englishmen and one should say that they have a very prejudicial view.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں نے اس دن اشارہ کیا تھا کہ subjudice کو آپ بہت ڈور لے جائیں گے ۔

Mr. Speaker : The time is over now. Now we go on to the next item.

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ایک اہم تحریک التوا ہے اسے لے لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ میں نے بڑی کوشش کی مگر وقت نہیں نکل سکا ۔

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ 9 بجکر 50 منٹ پر تحریک التوا کا وقت شروع ہوا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں میں نے 9 بجکر 45 منٹ لکھا ہوا ہے ۔

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے اس وقت جناب امان اللہ لک صاحب کو وقت نوٹ بھی کرایا تھا ممکن ہے آپ نے پانچ منٹ پہلے کہہ دیا ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے کہیں بعد میں نوٹ کیا ہوگا ۔

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ بہت اہم تحریک التوا ہے ۔ لہذا تھوڑا سا وقت دے کر اسے لے لیا جائے ۔

Mr Speaker : The matter being subjudice it is ruled out.

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ جس طرح آپ سرکاری کاروائی کے

سلسلے میں وقت کو کم و بیش کرتے رہے ہیں اسی طرح میں بھی چاہوں گا کہ پانچ منٹ اور دے دیے جائیں تاکہ یہ تحریک التوا لے لی جائے۔

Mr. Speaker : There is a proposal that let there be an afternoon Session. If there is an afternoon session we will deal with it.

یا اس وقت اگر مناسب سمجھیں کہ سیکنڈ سیشن نہیں کرنا اور ڈیڑھ کی بجائے اڑھائی بجے تک بیٹھ جائیں تو اس سے کچھ وقت نکال لیں گے۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ صرف پانچ منٹ کی بات ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ بھی دیکھ لیں گے اور بھی کوئی راستہ نکالتے ہیں ۔

Mr. Abdul Hafeez Kardar : Point of order Sir. I find that one of our former salaried Member of the Punjab Provincial Assembly has been reseated and he was here a few minutes ago. I want clarification whether he becomes a Member of the House again and does he take a fresh oath. It may be the case with other Members also.

Mr. Speaker : He continues to be a Member.

Mr Abdul Hafeez Kardar : He continues to be a member even when there is a big gap.

Minister for Law : He has been reinstated (Laughter)

Mirza Tahir Beg : On a point of order Sir. Sir, my respectful submission to the Chair is that the judgment of the Supreme Court may please be made clear to the Members of the House.

Chaudhri Amanullah Lak : Sir, the Law Minister has stated that the Challan has been submitted in the court. I would like a clarification on this point.

Mr. Speaker : I have heard the discussion on this point and I hold that the matter is subjudice. Therefore, it is ruled out.

مسودہ قانون

مسودہ قانون بیج کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء

Minister : Now, we take up the Punjab Seed Corporation Bill, 1976.

As I said on the last working day there will be a discussion on various clause for sixty minutes and thereafter under Rule 180(2) we shall proceed accordingly.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : Point of order Sir. I think the decision in this regard has already been taken by the Speaker under Rule 180 (2) and that decision has been acted upon by the Speaker in a number of clauses and now after acting upon the rule will Mr. Speaker himself be competent to give time afresh. I have got every sympathy for the Opposition and their demand.

مسٹر سپیکر - بہت سے کام sympathy سے ہی ہو جاتے ہیں ۔

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : No Sir. On this particular point of law I will have right to have some.....

مسٹر سپیکر - میں اس میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے اس میں بحث کے لیے بیس منٹ دیے تھے قائد حزب اختلاف نے اس وقت یہ نہیں کہا تھا کہ 180 (2) کے ماتحت کارروائی نہیں ہو سکتی اور مجھے یہ کہا جاتا ہے کہ بجائے منٹ کی بجائے ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹے کا وقت دے دیا جائے

I have revicwed the time.

ان کلاز پر بیس منٹ تھے ۔

(کلاز ۔ 14)

Mr. Speaker : It is 10-20 now. Clause 14. Mr. Rauf Tahir Syed Tabish Alwari, and Mr. Nazar Hussain Mansoor, Chaudhri Talib Hussain and Syed Tahir Ahmad Shah not present.

Mr. Rauf Tahir : I beg to move :

That Clause 14 of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : The motion is :

That clause 14 of the Bill, be deleted.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 39. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud, Syed Tabish Alwari, Mr. Rauf Tahir/Mr. Nazar Hussain Mansoor, Syed Tahir Ahmad Shah and Chaudhri Talib Hussain not present.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I beg to move :

> That in Clause 14 of the Bill, for the words "it may deem fit", occurring in line 3, the words "may be approved by the Government", be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

> That in Clause 14 of the Bill, for the words "it may deem fit", occurring in line 3, the words "may be approved by the Government", be substituted.

Minister for Law : Opposed.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ کلاز 8 تقریباً اسی طرح ہے جو ایوان منظور کر چکا ہے ۔ اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ بورڈ کے جو مشیر ہوں گے جو آفیسرز ہوں گے جو ملازم ہوں گے ان کو وہ ملازم کہہ سکتا ہے ۔

Mr. Speaker : I would like to interrupt you for a moment Mr. Rauf Tahir If necessary, there will be an evening session at 5 00 p m.

مسٹر رؤف طاہر ۔ اس میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ کلاز 14 غیر ضروری ہے اور اس میں اس کلاز کو شامل ہونے کی وجہ سے ابہام ہوگا اور بورڈ کو یہ جو اختیارات اس کلاز کے ذریعے دیے گئے ہیں وہ کسی کو چاہے اپنی مدد کے لیے مشورے کے لیے مشیر اور اس قسم کے دوسرے لوگ رکھ سکتا ہے لیکن اس سے پہلے کلاز 8 بھی اسی قسم کی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے بورڈ ایسے ملازم رکھ سکتا ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ کلاز 14 غیر ضروری ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, my argument is quite contrary to Mr. Rauf Tahir because .....

Mr. Speaker : You want to favour the Government.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I want to restrict the actions of the Board. In Clause 8, it has been clearly provided :

> The Board may, subject to such general or special, orders as Government may give to it from time to time appoint such officers, advisors and servants as it deems necessary for the officient performance of its functions on terms and conditions as may be prescribed.

Now, they have staff which will be permanent and highly qualified and the Government has prescribed the terms and conditions here. Simultaneously, the Board has been given powers to associate with itself, or for any assistance, persons of their own choice on such terms and conditions as the Board deems fit. My argument is that this power should be used with the approval of the Government so that the Board can

not do favouritism and associate with itself. I will suggest to the Law Minister that this discretionary powet of the Board should be taken away and its actions in this regard should be subjected to approval of the Government.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 14 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 14 of the Bill, for the words "it may deem fit," occurring in line 3, the words "may be approved by the Government be substituted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 14 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 15)

مسٹر سپیکر ۔ اب کلاز نمبر15 زیرغور ہے۔ ترمیم نمبر40 سید تابش الوری، چوہدری طالب حسین، لذر حسین منصور، سید طاہر احمد، رؤف طاہر ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 15 کی تمتی ضمن (2) کے پیرا (د) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کیجیے ۔

"(د) نجی شعبہ کے ذریعے مصدقہ بیج کی فروخت کا مناسب اہتمام"

Mr. Speaker : The motion is :

That for para (d) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, the following be substituted, namely :

(d) Adequate marketting of certified seed through the public sector.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 41. Makhdumzada Syed Hassan Mahmood, Syed Tabish Alwari and Mr. Nazar Hussain Mansoor, Chaudhri Talib Hussain, Raja Munawar Ahmad and Syed Tahir Ahmad Shah not present.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I beg to move :

That in para (d) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, the opening word Adequate be deleted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in para (d) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, the opening word Adequate be deleted.

Minister for Law : Opposed.

Begum Rehana Sarwar : Sir, I move the amendment :

That after sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, the following new sub-clause (3) be added, namely :

(3) The Government may entrust any other functions which it may consider necessary to the Corporation.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That after sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, the following new sub-clause (3) be added, namely :

(3) The Government may entrust any other functions which it may consider necessary to the Corporation.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I oppose it.

Mr. Speaker : Amendment No. 42 by Syed Tabish Alwari, Mr. Rauf Tahir, Chaudhri Talib Hussain, Mr. Nazar Hussain Mansoor, Makhdumzada Syed Hassan Mahmud, Raja Munawar Ahmad, Syed Tahir Ahmed Shah.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : Sir, I move the amendment :

That in para (e) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, the words "when possible after meeting the national requirements" occurring in lines 1-2, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (e) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, the words "when possible after meeting the national requirements" occurring in lines 1-2, be deleted.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 43, by the same movers.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

That in para (g) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, for the words "making suitable arrangements" occurring in line 1, the words "render assistance" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (g) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, for the words "making suitable arrangements" occurring in line 1, the words "render assistance" be substituted.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 44 by the same movers.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I move the amendment :

That in para (i) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, for the words "taking all measures" occurring in line 1, the words "providing suitable extension services" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (i) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, for the words "taking all measures" occurring in line 1, the words "providing suitable extension services" be substituted.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 1 of 3rd Supplement to Revised List by Begum Rehana Sarwar.

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ یہ کلاز نہایت اہم ہے اور اس میں اس کارپوریشن کے دائرہ اختیار اور اس کے مقاصد کی وضاحت بیان کی گئی ہے اور جب یہ بل ایوان میں متعارف کرایا گیا تھا تو یہ کہا گیا تھا کہ یہ کارپوریشن کاشتکاروں کو اچھا بیج دینے کے لیے بنائی گئی ہے اور نہ صرف یہاں تک کہا گیا تھا بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ ہم ایگریکلچر ڈویلپمنٹ کارپوریشن کو bifurcate کر دیں گے ۔ لیکن جب آپ اس پوری کلاز کو دیکھیں گے تو

معلوم ہوگا کہ اس کارپوریشن کے ذمے نہ صرف بیجوں کی افزائش اور اس کی بہتر کوالٹی کو حاصل کرنے کا کام ہے بلکہ یہ اپنے طور پر ان بیجوں کو مختلف ایجنسیوں کے ذریعے کاشتکاروں میں تقسیم کرے گی اور اس تقسیم کا طریقہ کار یہ بتایا گیا ہے کہ پبلک اور پرائیویٹ سیکٹروں میں اس کی ایجنسیاں قائم ہوں گی یعنی سرکاری اور غیر سرکاری شعبوں کے ذریعے یہ کارپوریشن بیج تقسیم کرے گی۔ جناب والا۔ اگر اس بل کو پیش کرنے والے وزیر اپنے اس دعوے میں سچے ہوتے کہ یہ کارپوریشن بیجوں کی specialization کے لیے اور محض بیجوں کی بہتر کوالٹی کے لیے بنائی جا رہی ہے تو پھر یہ ممکن نہ تھا کہ اسی ادارے کو ان بیجوں کی مارکیٹنگ کے لیے بھی مقرر کیا جاتا اور اس قسم کے فرائض جو اس کارپوریشن کو اس کلاز کے ذریعے سونپے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے اس کارپوریشن کے وہ مقاصد جو بنیادی طور پر بیان کیے گئے تھے کاشتکاروں کو بہتر بیج مہیا کرنا وغیرہ ہے وہ پورے نہیں ہوں گے کیونکہ اسے صرف بیجوں کو بہتر بنانے پر وقت صرف کرنا پڑے گا اور مختلف processes اور ریسرچ کا انتظام کرنا پڑے گا اور اس کے لیے متعلقہ افسران اور ماہرین کی خدمات حاصل کرنا پڑیں گے۔ اگر یہ کارپوریشن محض اس نقطہ نظر سے بنائی جاتی کہ یہ صرف بیجوں کی افزائش کرے گی اور بیجوں کی کوالٹی کو بہتر بنائے گی تو پھر اس کے ذمے اور کوئی کام نہ ہونا چاہیے تھا کیونکہ اگر آپ واقعی اس ملک کی پیداوار کو بڑھانا چاہتے ہیں اور کاشتکاروں کو بہتر بیج مہیا کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ دوسرے فرائض جو اس کارپوریشن کے ذمے لگائے گئے ہیں ان سے اس کے اصل کام میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ اس کلاز کے ذریعے جو فرائض اس کارپوریشن کے ذمے لگائے گئے ہیں اس سے نہ تو بہتر کوالٹی کے بیج پیدا ہو سکیں گے اور نہ ہی صحیح طور پر مارکیٹنگ ہو سکے گی۔ اس لیے میرے نقطہ نظر سے یہ مارکیٹنگ کا کام دوسرے ادارے کو سونپا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر۔ میں اس سلسلے میں جناب رؤف طاہر کو یقین دہانی کرانی چاہتا ہوں کہ جتنے ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائی کارپوریشن کے ڈپو ہیں حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کی معرفت مارکیٹنگ کرائی جائے گی لیکن اس ضمن میں قانون میں یہ کلاز رکھنی ضروری تھی کیونکہ اس بیج

کو پبلک سیکٹر میں بھی پہنچانا ہے ۔

That will also require a marketing system.

مسٹر رؤف طاہر ۔ تو جناب والا ۔ وزیر قانون نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے پبلک کا جو لفظ رکھا ہے وہ ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائی کارپوریشن کے لیے رکھا ہے ۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں کہ جو پرائیویٹ ڈپو پہلے ہی ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائی کارپوریشن کے اس ضمن میں ہیں ان کے ذریعے سے مارکیٹنگ ہوگی اور اس کارپوریشن کا کام صرف بیجوں کی افزائش اور بہتر کوالٹی کے بیج پیدا کرنا ہے ، اگر یہ بات درست ہے تو پھر بھی یہ ابہام اسی طریقے سے رہتا ہے کیونکہ اس کارپوریشن میں جس طریقے سے پرائیویٹلی چلان راشن ڈپو دیے جاتے ہیں حالانکہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ اپنے طور پر گندم حاصل کرتا ہے اور چینی حاصل کرتا ہے لیکن اس کے راشن ڈپو پرائیویٹ سیکٹر سے اور نجی شعبے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت واقعی یہ چاہتی ہے کہ کاشتکاروں کو صحیح طریقے سے بیج مل سکیں تو اس کا طریقہ کار صرف یہی ہے کہ بجائے اس کے کہ لوگوں کو پرائیویٹ سیکٹر میں ، نجی شعبے میں ، اس قسم کی تجارت کی اجازت دی جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کے لیے نقصان دہ ہوگا ۔ یہ تجارت اگر ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے حوالے کر دی جائے کہ تمام بہتر کوالٹی کا بیج یہ کارپوریشن مختلف ذرائع سے ، مختلف پرائیویٹ فارموں کے ذریعے سے پیدا کرے گی ، حاصل کرے گی اور پھر یہ بیج ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائی کارپوریشن کے حوالے کر دے گی خواہ اس کی بنیاد کچھ ہو ، اس تفصیل میں میں نہیں جانا چاہتا ، میری گزارش یہ ہے کہ ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائی کارپوریشن کو یہ حق نہیں ہونا چاہیے کہ یہ بیج پرائیویٹ سیکٹر میں تجارت کے لیے دے دے ۔ بلکہ یہ کام صرف سرکاری ایجنسی کے ذمے ہونا چاہیے اور بیجوں کی تمام تجارت کارپوریشن سے لے کر نیچے تک سرکاری شعبے میں ہونی چاہیے تا کہ سرکاری شعبے کے لوگ کسی قسم کی گڑ بڑ نہ کر سکیں ۔ اور ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن ذمہ دار ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے بیجوں کی تقسیم بہتر ہو سکتی ہے ، بجائے اس کے ۔ اس میں ایک اور خطرہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسرے بیجوں کی تجارت اگر پرائیویٹ شعبے میں دے دی گئی تو اس کو سیاسی رشوت کے طور پر استعمال کیا جائے گا اور حق دار ، کاشتکار جو اچھے

بیج چاہتے ہیں ، اس کی حالت وہی ہو جائے گی جیسی کہ آج کل چینی کی حالت ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو راشن ڈپو کے انداز میں چلانا کاشتکاروں کے مفاد میں نہیں ۔ آخر میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اس تجارت کو اوپر سے لے کر نیچے تک سرکاری شعبے میں کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ موجودہ بل کی ضمن 13 کارپوریشن کے اختیارات و فرائض کے متعلق ہے ۔ اس ضمن کے تحت کارپوریشن کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ بنیادی بیج کی درآمد اور اس کے حصول کا انتظام کرے گی ، اس کی موزوں افزائش ، اس کی فروخت اور برآمد کا اہتمام کرے گی اور بیجوں کی صنعت کو فروغ دینے اور رجسٹری شدہ کاشتکاروں کو مشورے مہیا کرنے کے لیے مختلف خدمات انجام دے گی ۔ جہاں تک ان اختیارات و فرائض کا کا تعلق ہے ، یہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بے حد جامع اور واضح ہیں ، اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی وسعت اور جامعیت اس لیے پیش نظر رکھی گئی ہے کہ کارپوریشن کے قیام کے جواز کو اور اس پر ہونے والے غیر معمولی اخراجات کو صحیح ثابت کیا جا سکے ۔ لیکن جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس صوبے کی زرعی ضروریات کے نقطہ نظر سے مختلف اجناس کی پیداوار بڑھانے کی خاطر اور کاشت کو جدید طریقوں میں ڈھالنے کے نقطہ نظر سے اس مقصد کی اہمیت اور افادیت اپنی جگہ انتہائی مسلم ہے ۔ لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ اپنے وسائل کی بنا پر ، اپنی تعلیمی اور ذہنی سطح کی بنا پر ، اپنے سماجی اور زرعی مسائل کی بنا پر ہم فوری طور پر کسی اتنے بڑے منصوبے اور اتنے بڑے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک محدود مدت میں غیر معمولی رقم خرچ کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے ، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ کارپوریشن کے مقاصد کو اس حد تک محدود رکھا جائے جس کی ہمارے وسائل اور حالات اجازت دے سکیں ۔ جناب والا ۔ چاند کو حاصل کرنے کی خواہش بڑی حسین بھی ہے اور عظیم بھی ۔ اور چکوری جیسا حسین پرندہ اس کے حصول کی مسلسل کوشش کرتا رہتا ہے ۔ لیکن پھر اندھیروں میں بھٹک جاتا ہے ۔ ترقی یافتہ ممالک کے دوش بدوش آنے کی خواہش یقیناً ایک ترقی پسندانہ خواہش ہے ، یقیناً ایک انقلابی جذبہ ہے ۔ لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ اس خواہش

اور جذبے کی تکمیل کے لیے ہمارے پاس وسائل اور حالات کی نوعیت کیا ہے۔ تو مناسب یہ ہوگا کہ ہم کروڑوں روپے کی رقم سے ان وسیع مقاصد کی فوری تکمیل کے لیے جو ادارہ قائم کر رہے ہیں، اگر ہم ان مقاصد کی تکمیل فوری پر نہیں کر سکتے تو کم از کم ہمیں انہیں محدود طور پر اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ لامحدود مقاصد کے حصول میں اپنے محدود مقاصد کے حصول کی جو امکانی صورت ہے، اس کو ختم نہ کر دیں۔ اس لیے میں ایک طرف تو یہ گزارش کروں گا کہ ان اغراض و مقاصد کو محدود کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے اور دوسرے ان مقاصد کے لیے ہمیں صرف اتنے سرمائے کی تخصیص کرنی چاہیے جس کے پیش نظر ہم اپنے پورے صوبے میں بیجوں کی حد تک عوامی ضروریات کا احاطہ کر سکیں۔ جناب والا۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ ہمارے پورے صوبے میں صرف ڈھائی ہزار کاشتکار یا زمیندار ایسے ہیں جو کارپوریشن کے پاس رجسٹرڈ ہیں اور صرف انہی کے ذریعے بیجوں کا حصول اس وقت ممکن ہے۔ اس تعداد کو آپ بڑھا کر چار یا پانچ ہزار تک لے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ پانچ ہزار کی تعداد بھی اتنی نہیں کہ ہم پچیس کروڑ روپے کے قرضے کی اس سکیم کو ان کے ذریعے پورے طور پر عملی جامہ پہنا سکیں۔ اس طرح سے جناب والا۔ بیجوں کے حصول کا مسئلہ بھی آپ کی توجہ کا طالب ہے۔ دوسرے بیجوں سے قطع نظر صرف کپاس کے بیج کی بات لیجیے۔ کیونکہ کپاس زر مبادلہ کے حصول کا ایک بڑا اہم ذریعہ ہے اور اس کے بیج کے حصول میں جو دقتیں ہیں، اس کا زمینداروں اور کاشتکاروں کو بجا طور پر علم ہوگا۔ کیونکہ کپاس۔۔۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، کورم نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔۔ کورم نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے۔۔۔ گھنٹی بجائی گئی۔۔۔ اب کورم پورا ہے۔ سید تابش الوری۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا۔ میں کپاس کے بیج کے حصول کا ذکر کر رہا تھا عملاً اس میں یہ دشواری ہے کہ کپاس جنرز کے ہاتھوں یا تاجروں کے ہاتھوں جس صورت میں فروخت کی جاتی ہے اس کے پیش نظر کپاس کا بیج جنرز یا ان تاجروں سے حاصل کرنا پڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ مختلف ہاتھوں میں

پہنچ کر کپاس کا بیج صحیح صورت میں ان اداروں کے پاس واپس نہیں آتا جو اس کی فروخت یا اس کی خرید کے ذمہ دار قرار دیے جا رہے ہیں جناب والا ۔ یہ بھی اس کارپوریشن کے ذریعے حکومت کا منصوبہ ہے کہ پورے صوبے میں مختلف اجناس کے لیے ایک ہی قسم کا بیج فراہم کیا جائے مثلاً کپاس کے لیے بی ۔ 557 ایسا بیج ہے جسے مختلف علاقوں اور مختلف ریجنوں میں یکساں طور پر نافذ کرنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ۔ جب کہ تجربات اس بات کے شاہد ہیں کہ مختلف علاقوں میں مختلف قسم کی کپاس زیادہ کاشت ہوتی ہے اور اس کی زیادہ پیداوار ہوتی ہے بلکہ خود حکومت نے مختلف علاقوں کے لیے مختلف قسم کی اجناس اور مختلف قسم کی کپاس کی قسموں کو رائج اور نافذ کیا ہوا ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ آج ان اغراض و مقاصد پر بحث کرتے وقت یہ التباہ کر دوں کہ کارپوریشن اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل ان تجربات کی روشنی میں کرے جو سالہا سال سے زرعی شعبے کی تحقیق کے نتیجے میں اور کاشتکاروں اور زمینداروں کے عملی تجربات کے نتیجے میں مختلف شعبوں کے لیے مناسب سمجھیں گئے ہیں اگر انہوں نے محض تجربات کی بنیاد پر ایسا منصوبہ ان مقاصد کے تحت زیر عمل لانے کی کوشش کی تو پنجاب کی اجتماعی زرعی معیشت بری طرح سے متاثر ہو جائے گی اور اسی طرح سے مختلف علاقوں کے لیے بیج کی اجارہ داری قائم ہو جائے گی ۔ جناب والا ۔ اس وقت نہ صرف یہ کہ ہمارے کاشتکاروں کی بڑی تعداد ن ترقی یافتہ بیجوں کی افادیت سے واقف نہیں ہے بلکہ خود اس کارپوریشن کے پاس سٹوریج کے مناسب انتظامات نہیں ہیں اور ان بیجوں کی خرید کے لیے بھی مناسب اور صحیح اقدامات نہیں کیے گئے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ابھی ہم نے وسائل کے اعتبار سے اور کاشتکاروں اور زمینداروں تک حقیقی رابطہ قائم کرنے کے اعتبار سے صحیح نظام قائم نہیں کیا ۔ مجھے توقع ہے کہ اگر اس کارپوریشن کو صحیح بنیادوں پر قائم کیا گیا اور ان اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے بھی شعبے پر انحصار کرتے ہوئے اور عوامی نمائندوں کی مشاورت سے کام کرنے کی کوشش کی گئی تو اس مقصد کی تکمیل میں کامیابی کی راہ ہموار ہو سکے گی ۔ جناب والا ۔ میں اپنی ایک اہم ترمیم کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو اس کلاز کی جزو "ہ" سے متعلق ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ "قومی ضرورت پوری کرنے کے بعد اگر ممکن ہو تو مصدقہ بیج کی برآمد" ہم نے اپنی ترمیم کے ذریعے یہاں

قومی ضروریات پوری کرنے کے بعد اگر ممکن ہو تک کے لفظ کا اضافہ کرنے کی استدعا کی ہے اور صرف مصدقہ بیج کی برآمد کو کارپوریشن کے اختیارات و فرائض میں شامل رکھنے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ بظاہر یہ بات نہایت اہم ہے کہ جب تک ہم اپنی قومی ضروریات پوری نہ کر لیں بیج کی برآمد بیرونی ممالک محل نظر معلوم ہوتی ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ بعض دوست ممالک اپنی ذاتی اطلاعات کی بنا پر بعض اوقات تخم لینے کے لیے اور تجربات کی خاطر پاکستان سے بیجوں کی خاص اقسام کی برآمد کی درخواست کرتے رہتے ہیں چنانچہ گزشتہ دنوں بھی سعودی عرب سے یہ درخواست موصول ہوئی تھی اور ہماری اطلاعات کے مطابق ہم اس سال پوزیشن میں ہیں کہ گندم اور دوسری اجناس کے بعض بیجوں کی اقسام ہم انہیں تحفہ یا قیمتاً ارسال کر سکتے ہیں تو اگر ہم نے یہاں اس کلاز کو اسی صورت میں منظور کیا تو ہم بیجوں کی کسی صورت میں برآمد کی اجازت نہیں دے سکیں گے اور اس طرح سے کارپوریشن کو قانونی طور پر اس پابندی کا پابند ہونا پڑے گا کہ جب تک وہ اس ملک کی ضروریات پوری نہیں کرتی وہ ایک دانہ بھی باہر نہیں بھیج سکے گی۔ اس طرح سے جناب والا۔ ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ نجی فارموں پر بیجوں کی افزائش کے لیے موزوں انتظامات کی بجائے زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ موزوں امداد دینے کے الفاظ استعمال کیے جائیں۔ کیونکہ نجی فارم ہر حال ذاتی ملکیت ہوتے ہیں اور ان پر موزوں انتظامات کا مقصد یہ ہوگا کہ حکومت ان کے براہ راست کنٹرول کی ذمہ داری خود سنبھالے گی لیکن اس کی جگہ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ خود حکومت کا منشاء بھی یہاں یہی ہوگا کہ نجی فارموں کو بیجوں کی افزائش کے لیے امداد دی جائے اور توسیعی امداد فراہم کی جائے تو یہ ایک اصطلاحی ترمیم ہے جسے قبول کرنے سے نہ صرف یہ کہ یہ کلاز معنوی اعتبار سے بہتر ہو جائے گی بلکہ نجی فارموں پر یا نجی فارم چلانے والے لوگوں کو بھی کسی اندیشے سے دوچار ہونا نہیں پڑے گا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کروں گا کہ وہ کارپوریشن کے اختیارات و فرائض کو لامحدود کرنے کی بجائے اپنی وسائل کی حد تک محدود رکھنے کی اجازت دے تا کہ زیادہ موثر زیادہ فعال اور بہتر طور پر کارپوریشن اپنا کام کر سکے۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر نذر حسین منصور۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ مختصر طور پر میں یہ عرض کروں گا کہ کلاز کے تحت اس کارپوریشن کو اختیارات حکومت نے دیے ہیں اس قسم کے کم و بیش چند اختیارات ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ سپلائیز کارپوریشن کے پاس بھی ہیں ۔ کلاز 15 میں یہ ہے کہ وہ سیڈ فارم جو کہ اے ڈی سی اب چلا رہی ہے ٹیک اوور کر سکے گی میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اختیار جو دیا گیا ہے اگر سیڈ فارم جو کہ اے ڈی سی کارپوریشن کے تحت چل رہے ہیں یا اس کے زیر انتظام ہیں اس کو سیڈ کارپوریشن اپنی تحویل میں لے لے گی وزیر موصوف اس بات کی خاطر خواہ گواہی دے سکتے ہیں کہ پھر اے ڈی سی کے سارے ڈسٹری بیوشن کے کام کے اور کوئی دوسرا کام کیا رہ جائے گا ۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے اختیارات زرعی میدان میں ایک نہایت پیچیدگی کا باعث ہوں گے اور دوسری اس کلاز 15 میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سیڈ کارپوریشن کو زمین acquire کرنے کے جو اختیارات دیے گئے ہیں وہ کسی بھی لحاظ سے موزوں نہیں ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ خصوصی طور پر اس بورڈ کے ممبران سرکاری ملازمین ہیں اور بڑے بڑے افسران اس بورڈ کے ممبر ہیں اس صوبے کی سیاسی تاریخ شاہد ہے کہ جہاں بھی انتظام و انصرام کلیتاً یا زیادہ طور پر افسران کو دیا گیا ہے ، اور وہ شعبہ یا ادارہ جس کا تعلق کاشتکاروں اور عوام سے ہے وہ شعبہ یا ادارہ جو افسران یا سرکاری عہدے داران کے زیر اثر ہے ۔ اس نے ابھی تک کوئی خاطر خواہ انتظامات نہیں کیے میں اپنے مقصد کی تائید میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اے ڈی سی کارپوریشن بھی سرکاری ملازمین کے زیر انتظام اور ان کی صوابدید کے مطابق وہ ادارہ چل رہا ہے ، اگر وہ اچھے نتائج برآمد کرتا تو یقیناً حکومت انہیں مقاصد کے لیے بیج کارپوریشن کھولنے کا ارادہ نہ کرتی ۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت کو جانتے ہوئے بھی میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ یا تو حکومت پنجاب اس قابل ہی نہیں ہے کہ وہ اچھے طریقے سے سوچ سکے ، یا نئے طریقے سے سوچ سکے ، یہ صرف لکیر کی فقیر ہے جس طرح سے پہلی حکومتیں کرتی رہی ہیں ۔ اور یہ حکومت بھی اسی پالیسی کو اپنانے پر مجبور نظر آ رہی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اگر بورڈ میں نمائندگی دی جاتی جس طرح سے ہم نے عرض کیا تھا ، تو ہم یہ سمجھ سکتے تھے کہ بیج

کارپوریشن کا قیام صحیح طریقہ سے عمل میں لایا جائے گا ۔ اور عالمی بینک جو بھی قرضہ دے گا حکومت اسے صحیح طریقہ سے استعمال کرے گی ۔ لیکن یہی پرانی سے ڈھنگ چال ہے ۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ ایک ادارہ قائم کر دینے سے اس کا کوئی اور مقصد بھی ہے ۔ سوائے اس کے کہ ڈیوٹی مقرر کر دی ہے پاور دے دی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ پاور تو پہلے بھی بیج کارپوریشن کے پاس ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ بیج کارپوریشن کے جو فرائض ہیں اس کا ہمارا عمل پہلے محکمہ زراعت جو حکومت کا خصوصی محکمہ ہے اس کے ذمہ بھی ہے ۔ اور یہ اس سے ڈھنگ قسم کی پالیسی پر چلے گئے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو پالیسی پر چلے گئے ہیں ۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ اس سے بھی آپ مقاصد حاصل نہیں کر سکیں گے بلکہ فیشن کے طور پر آپ یہ کہہ سکیں گے کہ پیپلز پارٹی کے دور میں ہم نے یہ بیج کارپوریشن کا محکمہ بنایا تھا ۔ جناب والا ۔ آپ کی اور پالیسیوں کی طرح یہ ادارہ بھی فیل ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, this clause governs the complexion and the functions of the Seed Corporation proposed under this law. I have suggested certain amendments and I would request the Law Minister to give them due attention and I hope he will concede to our points in order to improve its structure. In Clause 15(2) (d) the word has been used "adequate" Sir, it should have been "marketing of certified seed through both the public and private Sector. The incorporation in the beginning of the word adequate becomes a very relative term. It can be a subject matter of opinion whether the function has been adequate or inadequate. But if it is deleted then it becomes only the responsibility. Whether the performance has been satisfactory or in keeping with higly qualified staff and the expenditure incurred on the Corporation the performance has been adequte or not. Now, this is one of my suggestions.

The second is and I agree with Mr. Tabish Alwari, and there are joint amendments that when we put a restiction on ourselves and the Law Minister disagreed with the arguments

advanced by Syed Tabish Alwari but I reiterate the same on the ground that if a situation could arise when any member, any agriculturist could go to the Court and stop the corpofation from any exporting seed on the ground that the national requirements have not been made. If we remove this it is obvious that the Central Government without fulfilling its national requirements will not export seed in large scale to any country for the purposes of earning foreign exchange. But if a country requires it for experimentation or for the purposes of good will and cooperation, Government want to export it then under this clause thep can have a difficulty created for themselves and an injunction can be issued that theycan't sell or send this seed abroad unless it is secretly done. In sub-clause (g) we would request that for the words "making suitable arrangements for the multipilication of seeds on private farms under its supervision ;" please incorpoarte the word "render assistance for multiplication of seeds on private farms under its supervision". The unlimited powers of making suitable arrangements will create a sort of insecurity. Therefor, this amendment will set all these fears right and it will create good impression and will also create a healthly impression that the Government really wants to help the private farms in promoting the seed multipilication. In the provision (i) where the words "taking all measures" have been used I have proposed words should be "providing suitable extension services". Sir, this is Agriculture Department and the Corporation which is part of the same should not be vested with power to take all measures. It gives unlimited powers to the Corporotion and to the Board, which will cause sense of in security amongst the agriculturists. These proposed amendments will make the law better cornectly interpretted and will be properly understeod as to what are the functions of the Corporation. If these amendments are accepted I think the private sector will be very keen to follow the example explained during the deba e on principles of the bill that in good many countries people have devoted themselves to seed farming industry rather than to their normal production and in return they get cheaper Comodities for their consumuption and earn much more foreign exchange. I hope the Law Minister will concede to these amendments which are exceptionally necessary.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Sir, I would say that at present the Corporation have get eleven main functions to perform. This limits and curtails the scope of performance and and functions of Punjab Seed Corporation to a certain extent. Hence this amendment has been moved just to widen the scope as well as the functions entrusted to the Corporation. Therefore, it is necessary that this should be passed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : But I oppose this amendment.

Minister For Law : Sir, I agree to this. The amendment was needed because in the Central Legislature it has been passed the Seed Act of 1976. There is a provision of Central Advistory Council in respect of the seeds. There is also a provision of Provincial Seed Advisory Council. I think the decision that the Provincial Advisory Council gives under that law is mandatory. Something is to be entrusted to that Advisory Council and now the recommendations if they are to be impelemented some mechanism has to be evolved. It has been introduced only to keep both these provisions of law workable. If the Provincial Seed Advisory Council makes recommendations they we may be able to implement.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, my submission is that if it were in keeping with the provisions of this Act and with the limitation and some thing additional could be entrusted then it would be more suitable. But that is not understood.

Mr. Speaker : The question before the House is :

That for para (d) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, the following be substituted, namely :

(d) Adequate marketing of certified seed through the Public sector;

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (d) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, the opening word "Adequate" be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (e) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, the words "when possible after meeting the national requirements" occurring in lines 1-2, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (g) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, for the words "making suitable arrangements" occurring in line 1, the words "render assistance" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (i) of sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill. for the words "taking all measures" occurring in line 1, the words "providing suitable extension services" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That after sub-clause (2) of Clause 15 of the Bill, the following new sub-clause (3) be added, namely :

(3) The Government may entrust any other functions which it may consider necessary to the Corporation.

(The motion was carried)

Mr. Sperker : The question is :

That Clause 15 as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 16)

Mr. Speaker : Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Amendment No. 45.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I move :

That in Clause 16 of the Bill, for the word "adequate" occurring in line 4, the word "necessary" be substituted.

Mr. Speaker : I think no speech is required.

The amendment moved and the question is :

That in Clause 16 of the Bill, for the word "adequate" occurring in line 4, the word "necessary" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Now, the question is :

That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 17)

Mr. Speaker : Now, Clause 17 is under consideration. There is an amendment.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I am not moving it Sir.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 18)

Mr. Speaker : There is an amendment of deletion.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Not moving.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 19)

Mr. Speaker : Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. There is an amendment.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud - Not moving.

Mr. Speaker : The question before the House is :

That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 20)

Mr. Speaker : Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. There is an amendment.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Not moving Sir.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 21)

Mr. Speaker : Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Syed Tabish Alawari.

سید تابش الوری ۔ جناب والا میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 21 کی سطر 1 میں وارد ہونے والے لفظ "چار" کی بجائے لفظ "دو" ثبت کیا جائے ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 21 of the Bill, for the word "four" occurring in line 1, the word "two" be substituted.

سید تابش الوری ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون کی موجودہ ضمن 21 کو مذکورہ ضمن کی تحتی ضمن (1) کے طور پر مکرر نمبر لگایا جائے اور اسی طرح مکرر نمبر شدہ تحتی ضمن (2) ایزاد کی جائے ۔

(2) حکومت یہ رپورٹ جلد از جلد صوبائی اسمبلی کو پیش کرے گی تا کہ اسے زیر بحث لایا جا سکے ۔

Mr. Speaker : The amenbment moved is :

That the existing Clause 21 of the Bill, be remembered as sub-clause (1) of that clause and after sub-clause (1) as so

remembered, the following sub-clause (2) be added, namely :

(2) The Government shall, as early as possible, present the report to the Provincial Assembly of the Punjab for discussion.

Minister for Law : Opposed.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ بل کی ضمن 21 میں کہا گیا ہے کہ ہر مالی سال کے اختتام کے 4 ماہ بعد کے اندر کارپوریشن اپنے تجارتی اداروں کے اثاثہ جات اور آڈٹ شدہ گوشوارے اور اپنی سالانہ کارکردگی سے متعلق ایک رپورٹ حکومت کو پیش کرے گی ۔ جو کہ سرکاری جریدہ میں شائع کی جائے گی ۔ یہ اپنی جگہ ایک مناسب اور صحیح پروویژن ہے ۔ لیکن میں اپنی ترمیم کے ذریعہ سے اس کلاز میں یہ اضافہ چاہتا ہوں کہ اس رپورٹ کو حکومت صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کرے ۔ تاکہ اسے اس ایوان میں زیر بحث لایا جا سکے ۔

جناب والا ۔ جیسا کہ تمام جمہوری ممالک میں مسلمہ طور پر یہ تسلیم کیا جاتا رہا ہے کہ اسمبلی صوبے یا ملک کا سب سے بڑا سب سے با اختیار اور سب سے مغزز ادارہ ہوتا ہے اور جب تک مختلف کارپوریشنوں کو مختلف خود مختار اداروں کو اور حکومت کے تمام شعبوں کو صوبائی اسمبلی کا جوابدہ نہ بنایا جائے اور ان کی کارکردگی کی رپورٹیں اراکین اسمبلی کے سامنے پیش نہ کی جائیں اس وقت تک عوامی احتساب کی وہ موثر صورت قائم نہیں ہوتی جس کے نتیجے میں خود مختار اداروں کو صحیح سمتوں میں کام کرنے کی راہنمائی حاصل ہوتی ہے جناب والا ۔ یہ اسمبلی پورے پنجاب کے مفادات کی نگہبان اور ترجمان کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کارپوریشن کو جو صوبے کے زرعی مقاصد کے حصول میں معاون کی حیثیت سے پیش کی جا رہی ہے اسے اس ایوان کے سامنے برائے راست جوابدہ بنایا جائے تاکہ نہ صرف یہ کہ ہم اپنے صوبائی اخراجات کا صحیح صرفے اور صحیح استعمال کی کارکردگی کے پیش نظر جائزہ لے سکیں بلکہ بڑے پیمانے پر جو غیر ملکی قرضے حاصل کیے جا رہے ہیں ان کے صحیح استعمال کے صرفے کا بھی ہمیں وقتاً فوقتاً بلکہ سالانہ رپورٹوں کے ذریعے علم ہوتا رہے جناب والا ۔ یہ ایسا مطالبہ ہے جو خود حکمران پارٹی

کی طرف سے بھی کیا گیا ہے اور جناب عبدالحفیظ کاردار نے اس کے بنیادی اصولوں پر بحث کرنے کے دوران خود یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ اس کارپوریشن کو اس ایوان کے سامنے جوابدہ انتہائی ضروری ہے میں نے حکمران پارٹی کی اخلاص نیت کے پیش نظر یہ ترمیم پیش کی کہ اگر وہ واقعی اس ہاؤس کو پورے صوبے کے مفادات کا نمائندہ اور نگہبان ادارہ سمجھتے ہیں تو انہیں اس انتہائی ضروری ترمیم کو قبول کر لینا چاہیے اس سے نہ صرف اس ایوان کی بالادستی میں اور اس کی نگہبانی اور وسعت میں اضافہ ہوگا بلکہ کارپوریشن پر ایک ایسا چیک ہوگا ایک ایسا مسلمہ احتساب ہوگا کہ وہ سارا سال اپنی کارکردگی کو زیادہ بہتر بنانے کے لیے اپنے اغراض و مقاصد کے جلد از جلد حصول کے لیے اپنی کوششوں کو تیز تر کرتی رہے گی اور انہیں اپنی جوابدہی کے لیے اپنے نفع اور نقصان کے سلسلے میں زیادہ محتاط ہونا پڑے گا میں سمجھتا ہوں کہ میری یہ ترمیم اس قدر واضح صاف اور اس کی مقصدیت سے اس قدر بھرپور ہے کہ یہ ایوان اسے قبول کرنے میں پس و پیش اور تامل نہیں کرے گا کیونکہ اس سے اس ایوان کی بھی عزت ہے اس سے ہمارے صوبائی اخراجات کی صحیح صرفے کی صورت بھی پیدا ہوگی اور کارپوریشن کی کارکردگی کو بھی بہتر بنانے کا موقع ملے گا۔ شکریہ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : In regard to the amendment put up by Syed Tabish Alwari, I was discussing the matter with the Chairman, Pubiic Accounts Committee. The Law Minister has got a wrong impression that the Public Accounts Committee will be looking into the functlons of the Board. The Public Accounts Committee will mererly look into the audit objections.

Mr. Speaker : And not its functions as such.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : And not its functions as such. Therefore, his request that the report should be considered by the Assembly is quite genuine and reasonable and the Government should have no hasitation in taking the House into confidencc about the performance of the Seed Corporation.

Mr. Speaker : The qnestions is :

That in Clause 21 of the Bill, for the word "four", occurring in line 1, the

word "two" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That the existing Clause 21 of the Bill, be re-numbered as sub-clause(1) of that clause and after sub-clause (1) as so re-numbered, the following sub-clause (2) be added namely :

(2) The Government shall, as early as possible, present the report to the Provincial Assembly of the Punjab for discussion.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 21 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : It is 11.20 a.m. and now I proceed further. The motion is :

That after Clause 21 of the Bill, the following new clause 22 be added and the subsequent clauses re-numbered accordingly, namely :

Reference of a dispute to the arbitrator

22. In case of any dispute regarding the actual sum due to the Corporation the matter shall be referred to an arbitrator appointed by the Government and the award of the arbitrator thereon shall be final and binding upon the Parties.

(The motion was carried)

(کلاز 22)

Mr. Speaker : Clause 22. The question is :
That for the existing Clause 22 of the Bill, the following be substituted, namely.

Recovery of dues

22. All sums due to the Corporation from any person under an award of an arbitrator or degree of any court shall be recoverable as arrears of land revenue.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 22, as substituted, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 23)

Mr. Speaker : Clause 23. Amendment No. 53.

The question is :

That Clause 23 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 23 of the Bill, for the word "Government", occurring in line 3, the word "Board" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 23 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 24)

M. Speaker : Clause 24 is under consideration. Amendment No. 55.

The amendment before the House is :

That Clause 24 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That Clause 24 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 25)

Mr. Speaker : Clause 25 is under consideration. Amendment No. 56.

The amendment before the House is :

That Clause 25 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 25 do stand part of the bill.

(The motion was carried)

کلاز 2

Mr. Speaker : The amendment before the House is :

That the existing Clause 2 of the Bill,

be renumbered as sub-clause (1) of that Clause; and after sub-clause(1) as so re-numbered, the following new sub-clause (2) be added, namely :

(2) All words and expression used but not defined in this Act shall bear the same meanings as are assigned to them in the Seed Act, 1976.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ضمن 2 ترمیم شدہ صورت میں مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے ضمن 1 زیر غور ہے ۔ اس میں جو ترمیم ہے وہ پیش نہیں ہو سکتی ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ضمن 1 مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر ۔ اب مسودہ قانون کی تمہید زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ تمہید مسودہ قانون کا جزو قرار دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Preamble forms part of the Bill.

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر ۔ اب مسودہ قانون کا طویل عنوان زیر غور ہے ۔ اس میں چونکہ کوئی ترمیم نہیں ہے اس لیے

Long Title forms part of the Bill.

Now we go on to the third reading.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب میڈ کارپوریشن بل 1976ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایوان میں تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب سیڈ کارپوریشن بل 1976ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : What is the next item.

قرارداد

(آئین میں متذکرہ)

عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے بارہ میں مقرر کردہ میعاد میں توسیع

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی مقننہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے بارے میں آئین میں مقرر کردہ میعاد میں مناسب توسیع کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی مقننہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے بارے میں آئین میں مقرر کردہ میعاد میں مناسب توسیع کرے ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ اپوزڈ ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ اپوزڈ ۔

چوھدری محمد اشرف ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned for thirty minutes. It shall reassemble at 12.05 p.m.

(The House then adjourned for thirty minutes)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ اچھا اب اس قرارداد پر بحث ہونی ہے تو بحث کرنے والے

صاحبان تو موجود ہی نہیں ہیں ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار ۔ اچھی بات ہے پھر فارغ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا ایسی قراردادوں پر بحث کے لیے جو اصول ہیں وہ فاضل اراکین کو یاد ہوں گے بہرحال میں پھر دہرا دیتا ہوں ۔ جو اراکین اس بحث میں حصہ لیں گے ان کے لیے بیس منٹ ہیں ایک وزیر اور لیڈر آف دی اپوزیشن کے لیے اس کی پابندی نہیں ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ اب کورم پورا ہوگیا ہے ۔

میں ایوان میں یہ بتا رہا تھا کہ ریزولیوشن میں ڈبیٹ کے اصول یہ ہیں کہ کوئی فاضل رکن زیادہ سے زیادہ دس منٹ لے سکتا ہے اور وزیر متعلقہ یا جنہوں نے یہ قرارداد پیش کی ہو اور قائد حزب اختلاف 20 منٹ اور mover جو اتفاق سے وزیر بھی ہیں ۔ He has a right to wind up the Debate. اور اس میں وہ دس منٹ سے زیادہ نہیں لے سکتے ۔ اور یہ بات بھی نہیں ہے کہ لازمی طور پر انہوں نے دس یا بیس منٹ لیتے ہیں ۔

Now we start with the Debate.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کروں گا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ دونوں ترامیم آپ کی ہیں ۔ اور یہ توسیع والی تو نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تو negation ہے ۔ نمبر 2 کریں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مذکورہ قرارداد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے لفظ "مناسب" کی جگہ الفاظ "چھ ماہ" ثبت کیے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ترمیم پیش کی گئی ہے :

> کہ مذکورہ قرارداد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے لفظ "مناسب" کی جگہ الفاظ "چھ ماہ" ثبت کیے جائیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر ۔ یہ تو نہیں ہو سکتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیوں نہیں ہو سکتی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ کیونکہ یہ primarily لیشنل اسمبلی کا فنکشن ہے اور ہم تو recommendation کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے "مناسب" ہی تو qualify کیا ہے ۔ اگر وہ غیر مناسب توسیع کرنا چاہیں پھر تو بات بن سکتی ہے (قہقہہ) ۔ اگر آپ توسیع اکیلا کہتے پھر تو آپ کا اعتراض ٹھیک تھا وہ "مناسب" کو substitute کر رہے ہیں ۔

Minister for Law and Parliamentury Affairs : We are leaving to the discretion of the National Assembly to determine it.

Mr. Speaker : I have allowed it.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر ۔ میری بھی ترمیم پیش ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس تو نام نہیں ہے بہرحال اگر آپ کہتے ہیں تو میں مان لیتا ہوں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر ۔ جو قرارداد میں نے اس ایوان کے سامنے رکھی ہے اس کے الفاظ اس طرح سے ہیں کہ :

> اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی مقننہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے بارے میں آئین میں مقرر کردہ میعاد میں مناسب توسیع کرے ۔

جناب سپیکر ۔ آپ جیسا کہ جانتے ہیں کہ آئین کی آرٹیکل (175) ضمن (3) کے تحت یہ لازمی قرار دیا گیا ہے ۔

> Article 175 (3)
>
> The Judiciary shall be separated progressively from the Executive within three years from the Commencing day.

اگر آرٹیکل (175) کی ضمن نمبر 3 کے الفاظ پر آپ غور کریں تو پارلیمنٹ نے

اس آئین کو منظور کرتے ہوئے اس ضرورت کو مدنظر رکھا تھا کہ ملک کے حالات کے مطابق جوڈیشری کو ایگزیکٹو سے علیحدہ کرنے کے لیے فوری طور پر عمل نہیں ہو سکے گا۔ آئین میں انہوں نے اس بات کی گنجائش رکھی تھی کہ اس کو آہستہ آہستہ تین سال کے اندر اندر اس پر عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارا ملک ایک ترقی پذیر ملک ہے جس کے وسائل بڑے محدود ہیں اور اس تجربے کو حکومت پنجاب نے مختلف اضلاع میں تھوڑی تھوڑی حد تک اس آئین کی شق کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ساہیوال اور سیالکوٹ کے اندر ایسے تجربات کیے گئے جس کے اندر جوڈیشل مجسٹریٹ اور دوسرے مجسٹریٹ کو اختیارات علیحدہ علیحدہ دیے گئے۔ سیالکوٹ میں بھی یہ تجربہ کیا گیا میں مانتا ہوں کہ جو تجربات سیالکوٹ یا ساہیوال میں کیے گئے تھے وہ خالصتاً آئین کی اس شق کو پورا نہیں کرتے لیکن، جیسا کہ آئین کے اندر یہ بات موجود ہے کہ اس کو مرحلہ وار علیحدہ کیا جائے گا۔ اور اس کی بناء پر ان دو اضلاع میں پہلے تجربہ کیا گیا۔ پھر جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ہدایات کے مطابق پنجاب بھر میں حکومت پنجاب نے چالیس فیصد مجسٹریٹ کو بالکل علیحدہ کر دیا اور کہا کہ وہ جوڈیشل مقدمات کا فیصلہ کریں۔ یہ بھی اسی ضمن میں ایک قدم ہے اس طرح اور بھی بہت ساری کوششیں قانونی اصلاحات میں کی گئیں۔ مثلاً قانون اصلاحات کی موجودہ ایک کلاز کے تحت اب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کسی بھی کریمنل کورٹ سے کیس کو واپس لے کر کسی اور کریمنل کورٹ کو نہیں دے سکیں گے بلکہ اب یہ اختیارات سیشن ججز کو دے گئے ہیں۔ جس کے تحت ایک سیشن جج ہی ایک عدالت سے کیس واپس لے کر دوسری کورٹ کو منتقل کر سکتا ہے۔ تو یہ بات بھی ظاہر کرتی ہے کہ حکومت نے اس سلسلہ میں آئین کی شق کو پورا کرنے کے لیے عملی صورت دی ہے کہ بتدریج سیشن ججز کو یہ اختیار ہے کہ وہ کیس ایک عدالت سے یا ایک مجسٹریٹ سے دوسرے مجسٹریٹ کو ٹرانسفر کر سکے۔ اس سے عدلیہ کے اندر انتظامیہ کے اختیارات کو محدود کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں نے ریفارمز کی latest reports کچھ دن پہلے پڑھی تھی اتفاق سے اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہے اس پر میں نے دیکھا ہے کہ اگر جوڈیشری اور ایگزیکٹو کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔ تو اس کو علیحدہ کرنے کے لیے مختلف لوازمات کی ضرورت پڑے گی۔ مثلاً کورٹس اور ججز کے لیے علیحدہ

علیحدہ چیمبر بنائے جائیں گے اور سٹاف وغیرہ علیحدہ ہوگا۔ تو اس پر تمام پاکستان میں 4 ارب روپیہ خرچ آتا ہے۔ یہ لاریفارم کی رپورٹ کے اندر درج ہے۔ اب آپ بتائیں کہ ایک پسماندہ ملک خاص کر وہ ملک جس کی معاشی صورت حال آہستہ آہستہ مستحکم ہو رہی ہے اتنے بڑے اخراجات کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ بڑے اخراجات والے کام کو اس طرح سے فوری طور پر عملی جامہ پہنا سکے۔ اس بنا پر بھی جو تجربات تھے اور یہ جو ذمہ داری تھی اس کو حکومت پنجاب پورا کرنے میں قاصر رہی ہے کیونکہ ہمارے اخراجات اور وسائل محدود تھے اور جوں جوں ہمارے وسائل بڑھتے گئے ہم اس آرٹیکل میں درج شدہ آئینی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس لیے ہم نے اب بھی سفارش کی ہے کہ ہم اپنے اس وعدے سے جو کہ آئین میں درج ہے کہ ہم نے جوڈیشری کو ایگزیکٹیو سے علیحدہ کرنا ہے اب بھی ہم اس پر قائم ہیں۔ ہم وفاقی مقننہ سے یہ سفارش نہیں کر رہے ہیں کہ اس آرٹیکل کی اس کلاز کو ختم کر دیا جائے ہم خود یہ کر رہے ہیں کہ اس میں مناسب توسیع کر دی جائے۔ کیونکہ یہ میعاد 14-8-76 کو ختم ہو جائے گی۔ اور اگر یہ میعاد 14-8-76 کو ختم ہوتی ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ حکومت پنجاب اس شق کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔ لہذا موجودہ ملکی صورت حال کو دیکھتے ہوئے ہم وفاقی مقننہ سے یہ خواہش کریں گے کہ اس میں مناسب میعاد بڑھا دی جائے تا کہ اس آئینی شق کو جس میں یہ ضرورت سمجھی گئی ہے اور میں پھر یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس امر میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ جوڈیشری اور ایگزیکٹیو کو علیحدہ علیحدہ ہونا چاہیے۔ اور اس کے لیے ہم اب تک اس پر پابند ہیں۔ اور اب بھی حکومت کی جانب سے یہ کوشش کی جا رہی ہے اور حکومت کی یہ خواہش ہے کہ حکومت پاکستان اور وفاقی مقننہ اس میں ترمیم کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک طرف سے یہ جو ترامیم پیش کی گئی ہیں اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حزب اختلاف نے اس ضرورت کو تسلیم کر لیا ہے کیونکہ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ 6 ماہ کی ترمیم کر لی جائے۔ تو indirectly وہ اس قرارداد کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور منظور کرتے ہیں کہ وفاقی مقننہ اس میں ایزادگی کرے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس صورت حال میں جب وہ اپنی ترمیم کی بنا پر رضا مند نظر آتے ہیں

کہ 6 ماہ کی میعاد بڑھا دیں چونکہ آئین میں یہ لکھا ہے کہ peogressively اس میں period دیا جائے گا ۔ اب وہ خود اس ترمیم کے ذریعے سے 6 ماہ کی میعاد وہ چاہتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو بغیر بحث اور تمحیص کے منظور کر لینا چاہیے ۔ شکریہ ۔

سید ذاکر الوری ۔ جناب سپیکر ۔ مملکت کے تین بنیادی ستون ہوتے ہیں ۔ مقننہ ، عدلیہ اور انتظامیہ ۔ ان تینوں کی آزادی اور غیر جانبداری مملکت کے معاملات کو دیانتدارانہ اور غیر جانبدارانہ طور پر عوام کے مفاد کے مطابق طے کرنے میں مدد و معاون ہوا کرتی ہے ، جہاں تک مقننہ کا تعلق ہے ۔ دستور کی حد تک اس کی آزادی اور غیر جانبداری ہمارے ہاں بھی موجود ہے ، لیکن جہاں تک عدلیہ اور انتظامیہ کا تعلق ہے ۔ ایک خاص سطح تک صورت حال قابل رشک نہیں ، ان دونوں کی علیحدگی ، غیر جانبداری ، آزادی اور بالا دستی کے لیے پورے ملک میں متفقہ طور پر مطالبات کیے جا رہے ہیں ۔ اور تمام شعبے تمام جماعتیں اور تمام سیاسی و سماجی مکاتیب فکر ہم آواز ہو کر یہ پر زور مہم چلاتے رہے ہیں کہ عدلیہ اور انتظامیہ کو علیحدہ کیا جانا چاہیے ۔ یہی وجہ ہے اور یہی وہ مسلسل تحریک ہے جس کی بنیاد پر ہمارے موجودہ دستور میں یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ تین سال کے اندر عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی لازمی طور پر عمل میں آ جائے گی ۔ دستور کی یہ ایک ایسی پروویژن تھی ، جس کا تمام ملک میں ، تمام صوبوں میں ، تمام طبقوں نے بغیر کسی ذہنی تخصیص کے کھلے دل سے خیر مقدم کیا ۔ چونکہ اس کے ذریعہ سے اسلام کے اس نظام عدل کی تکمیل ہوتی ہے جس میں منصف اور منتظم کے الگ الگ مناصب اور الگ الگ فرائض مقرر کیے گئے ہیں ۔ اور جس کے تحت عدلیہ کو اتنی آزادی بخشی گئی ہے کہ وہ سربراہ مملکت کو کسی بھی سلسلہ میں کسی بھی وقت طلب کر سکتی ہے ۔ پھر اس پروویژن کا اس لیے خیر مقدم کیا گیا کہ اس سے برطانوی نظام انصاف کی تقلید بھی ہوتی ہے جس کا اصول یہ ہے کہ قانون اندھا ہوتا ہے ۔ اور وہ کسی کو نہیں پہچانتا ۔ عدلیہ کی آزادی برطانوی نظام عدل میں ایک ایسی روایت کی حیثیت رکھتا ہے جس پر سیاسی اور انتظامی اثر اندازی کی کسی طور پر بھی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔ جناب والا ۔ سارے مہذب جمہوری ممالک میں یہی طریق انصاف اور یہی نظام عدل رائج ہے ۔

کینیڈا ، آسٹریلیا ، جاپان اور امریکہ میں عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی اور اپنی اپنی جگہ آزادی و غیر جانبداری مسلمہ حیثیت رکھتی ہے ۔ خود امریکہ میں عدلیہ براہ راست دستور سے اختیار حاصل کرتی ہے اور اس کی آزادی کا ثبوت آپ نے پچھلے دنوں دیکھا ہے کہ امریکی پریذیڈنٹ بھی عدلیہ کی گرفت سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے ۔ اور اسے بالاخر مستعفی ہو کر عدلیہ کی آزادی و خود مختاری کے سامنے سر خم کرنا پڑا ۔ جناب والا ۔ انصاف کا یہ پرچم عظمت اس وقت بلند رہ سکتا ہے جب عدلیہ اور انتظامیہ کا دائرہ کار مختلف ہو اور وہ ایک دوسرے کے کام میں مداخلت نہ کر سکیں اور نہ انہیں خصوصی مقصد کے لیے متاثر کر سکیں ۔ عدلیہ کی علیحدگی اس لیے بھی ضروری ہے کہ وہ انتظامیہ کے اثر سے اتنی آزاد ہوں کہ ان کی تقرری و تعیناتی ترقی و تنزلی معطلی و برطرفی اور دوسرے شعبوں کے فرائض کار کی انجام دہی میں کسی قسم کی دخل اندازی کا کوئی شائبہ تک موجود نہ ہو یہی وہ تحفظ ہے جو ایک طرف عدلیہ سے متعلقہ افراد میں اعتماد و یقین کی فضا پیدا کرتا ہے اور دوسری طرف عوام کو یہ احساس دلاتا ہے کہ عدلیہ کے ارکان ان کے معاملات کا فیصلے کرنے میں آزاد اور غیر جانبدار ہیں ۔

جناب والا ۔ ہمیں توقع یہ تھی کہ نظام عدل کے ان بنیادی تقاضوں کی تکمیل کے لیے دستور کے آرٹیکل 175 کے مطابق آج یہاں یہ اعلان کیا جائے گا کہ ہم نے دستور کے تقدس کے پیش نظر اس آرٹیکل کی لازمی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے عدلیہ اور انتظامیہ کو پورے صوبے میں علیحدہ کر دیا ہے ۔ لیکن آج یہ دیکھ کر انتہائی تعجب ہو رہا ہے کہ وزیر قانون جو خود قانون کے نگہبان ہونے کی حیثیت سے اپنے منفرد فرائض رکھتے ہیں خود یہاں ایک قرارداد پیش کر رہے ہیں جس میں یہ کہا جا رہا ہے کہ "وفاقی مقننہ عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کی اس لازمی میعاد میں توسیع کرے" ۔ جناب والا ۔ مہذب قومیں دستور کی تکمیل و ترویج میں تاخیر نہیں کیا کرتیں اور ایسے ہتھکنڈے استعمال میں نہیں لاتیں جن سے دستور کی معنویت و مقصدیت ختم ہو کر رہ جائے ۔ ان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ جلد سے جلد دستور کی مقررہ میعاد سے پہلے ان تقاضوں کی تکمیل کر دیں جن کا دستور میں ذکر کیا گیا ہے ۔ جیسا کہ آپ جانتے کہ تین سال کی طویل مدت انتظامیہ اور عدلیہ کی علیحدگی کے لیے اس لیے رکھی گئی تھی کہ صوبوں کو اس سلسلہ میں کسی قسم کے عذر پیش

کرنے کا موقع نہ مل سکے ، حالانکہ یہ کام عملاً بے حد مختصر تھا جسے پوری قوم کے مطالبے کے جواب میں جلد از جلد تکمیل پذیر کیا جا سکتا تھا کیونکہ اس کے لیے محض ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے ضلعی سطح پر مجسٹریٹوں کو انتظامیہ کے بجائے عدلیہ کے تابع کرنا تھا ۔

جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومت اس سلسلہ میں اخلاص نیت سے عاری ہے اور اس نے آج جو قرارداد پیش کی ہے اسے دستور سے وفاداری کا حلف لینے کے باوجود دستور کی صریح خلاف ورزی کے ارتکاب سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ۔ یہ قرارداد نہ صرف دستور کی روح کچلنے سے ہم معنی ہے بلکہ اس کی صورت تک مسخ کرنے کے مترادف ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ پہلے ہی دستور میں متعدد ترامیم کے ذریعے دستور کا متفقہ ڈھانچہ تباہ کر دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے پاس صرف دو منٹ رہ گئے ہیں ۔

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اپنی ترمیم اور اس قرارداد کی مخالفت میں بیک وقت اظہار خیال کر رہا ہوں ۔ اس لیے مجھے اجازت دیجیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر بہرحال ۔ اس کے لیے تو دس منٹ ہی ہیں ۔

سید نابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اگر آپ کہیں تو میں اپنی ترمیم پر الگ بول لوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ دونوں پر ہی بولیں ۔

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ایک موشن ہے اور جو موشن پیش کرتا ہے اس کو اجازت ہوتی ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں ۔ ترمیم کو تو وہ درجہ حاصل نہیں ہے ۔

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ موشن کو وہ درجہ حاصل ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ موشن تو ہاؤس کے سامنے ہے ۔

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ ان ترامیم کے ذریعے اور آج کی قرارداد کے ذریعے ایک متفقہ دستور کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ جسے یہ قوم کسی صورت میں پسندیدگی سے نہیں دیکھ سکتی ۔ قول و فعل کا یہ تضاد

ہی حکومت کے اعتماد کو مسلسل زائل کر رہا ہے اور انصاف کے وہ بنیادی اصول مجروح ہوتے چلے جا رہے ہیں جن کے دعوے اور نعرے یہ حکومت اور حکمران پارٹی وقتاً فوقتاً کرتی رہی ہے ۔ جناب والا ۔ حکومت عدلیہ اور انتظامیہ کو مسلسل مفلوج کر کے فسطائیت کی ایسی فضا پیدا کرنا چاہتی ہے جس کے تحت وہ اپنے سیاسی مقاصد کے تکمیل کر سکے اور لوگوں کے دلوں میں آرزوؤں اور امیدوں کی قندیلیں اس قدر بجھا دے کہ وہ اندھیروں سے سمجھوتہ پر مجبور ہو سکیں ۔ جناب والا ۔ اگر حکومت واقعی ایسا نہیں چاہتی اگر وہ واقعی انتظامیہ کے زیر اثر عدلیہ کے ذریعے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کی متمنی نہیں ہے اگر وہ انہیں اپنا آلہ کار بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ صرف ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے صوبوں کے تمام مجسٹریٹوں کو عدلیہ کی تحویل میں دینے کی مختصر کارروائی نہیں ہو سکی ۔ عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کا بنیادی تصور صرف یہ ہے کہ تمام مجسٹریٹ عدالت عالیہ کے ماتحت ہوں اور ہائی کوٹ کا انتظامی دائرہ تحصیل و ضلع کی سطح تک ان پر محیط کر دیا جائے ۔ جناب والا ۔ یہ نیا تجربہ نہیں ہے خود سابق صوبہ بہاولپور میں عدلیہ اور انتظامیہ علیحدہ علیحدہ کام کر رہی تھیں جس کی تقلید میں کوئی دقت اور پریشانی نہیں ہونی چاہیئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ مجھے اپنی تقریر wind up کرنے دیجیئے دستور کے تحت ایسی کوئی لازمی شرط نہیں ہے کہ اس مقصد کے لیے ترمیم کرنے کی خاطر صوبائی اسمبلیوں کو قراردادیں منظور کرنے کی ضرورت پیش آئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کام کے لیے پنجاب اسمبلی میں قرارداد کو منظوری پنجاب کی رسوائی کے مترادف ہے اس طرح اس ایوان پر کلنک کا ٹیکہ لگایا جا رہا ہے ۔ کیونکہ اب تک کسی بھی اسمبلی نے اس قسم کی کوئی بھی قرارداد منظور نہیں کی آخر کیا وجہ ہے کہ آپ پنجاب ہی کو ہر معاملے میں رسوا کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اس پر یہ الزام عائد کرانا چاہتے ہیں کہ وہ عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی پسند نہیں کرتا ۔ جناب والا ۔ اگر آپ پنجاب کی عظمت اور حرمت کا پرچم بلند نہیں کر سکتے اگر آپ اسے برقرار بھی نہیں رکھ سکتے تو کم از کم اسے تار تار نہ کیجیے اسے اتنا رسوا نہ کیجیے کہ ہم پورے ملک

میں اپنی اکثریت کے باوجود اپنی عظیم روایات کے باوجود کبھی سر اٹھا کر چلنے کے قابل نہ ہو سکیں ۔ اور تاریخ ، پنجاب کی موجودہ عوامی بے حسی ، بے ضمیری اور بے حمیتی کے قومی جرم میں اپنا اٹل فیصلہ صادر کر دے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker Sir, while I fully endorse every word of Syed Tabish Alwari on this resolution, I submit before the House that this Constitution was presented to the motion with special pride becuse it was unanimously passed by all the parties in the country, all the amendments have been made subsequently on the strength of majority.

Mr. Speaker : It can be taken up politically. That unaimously adopted Constitution also lays down a proceedure for the amendment of the Constitution. That was also a unanimous decision.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : True.

Mr. Speaker : That every member who signed agreed that it can be amended by a particular majority.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : True Sir, But.....

Mr. Speaker : I am sorry, I thought that an objection is being raised.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : My point is that this provision was agreed to jointly on a temporary basis that the political Party which has fought the election of 1970 had pledged to the nation that it will separate judiciary from the executive within five years and five years were the term fixed for all parties elected during that election. As two years had already passed since this Government came into power the remaining three years was agreed to. The People's Party categorically agreed that within a period of three years, progressively it will separate the judiciary and before the end of three years it will separate the judiciary fully.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, as mentioned by Syed Tabish Alwari, Mr. Masud, the Law Minister, has tried to put across to the nation that separation of judiciary and executive, for an under-developed country, is so expensive a process that for the construction of chambers

and buildings rupees four hundred crores will be required and has for further reasonsed on that plea alone how can judiciary be separated from the executive so quickly. We want the Judiciary and the Magistrates to sit under thatched roofs to be able to dispense justice without interference of the Executive. The nation will be grateful to you for that. We don't want chambers; we want justice. We don't want huge dignified buildings for the sake of show where justice is not given. The people will be quite happy and, I think, the officers who are going to dispense justice will be equally happy if their powers are given to them to dispense justice without official direction and interference. What happened during the time of Islam? Justice was dispensed in open Katcheris. There were no chambers. The Khalifa-e-Waqt could be called in front of them. Don't make these flimsy excuses of huge investments on buildings and chambers. That is not necessary. As Syed Tabish Alwari has said,a mere notification is enough, as we did in Bahawalpur, ordering that Magistrates will exercise their judicial authority under the supervision and control of the High Court and the Supreme Court. Just do that. That doesn't cost you money. You are creating corporations and you are investing money on other agencies; why not on the main pillar before whome the Executive is supposed to be answerable? There are only two checks on the Executive legislature and Judicary. In legislative business we are seeing that the majority is subdued by Party mandate. The only hope left in this country is the Judiciary and there the fundamental rights can be secured and safeguarded People s genuine damages and all those claims can be made and filed. Why do you want to avoid that? In any case, the amendment is to be done by the Central Government, by the Parliament. Why must we provide them the apportunity, so that they may say that at our behest the National Assembly is extending the period of separation of judiciary from the executive. The question is how much extension be given? You say munasib. The word munasib is unlimited. It can be 7 years or evene 10 years. Why don't you admit your failings that your Government has miserably failed and has no fulfilled its commitment to the electorate, to the people of this country, in abiding by this provison of the Constitution, which was jointly

agreed to, that the Judiciary will be separated from the Executive with three years.

Mr. Speaker, the otherpoint raised by the Law Minister was that the Qpposition seems tobe inclined to agree with the Resolution because they have suggested an amendment for six months. Six months we have suggested for the purposes of limiting their powers. We know that till August you can't do it but to give you six months is a big concession. In fact, you should welcome it and cooperate with us so that you do not spoil your name and you do not show to the people that you have no intention of separating the Judiciary from the Executive till, at least, the coming general elections. You want to use these very Magistrate for your purposes of polling and for such other purposes better known to you. Now, if these people were to be put under the High Court and their terms and conditions of service, their tenure, their transfers and posting were governed by the Chief Justice, they would not be instruments to be played with in your hands. Why not do this before the elections? That is why we want it with in a period of six months. We will recommend it provided the Provincial Government agrees and your Party agrees that this Resolution be amended to a period of six months so that we can show to the people that we are serious and we don't want to use the Magistracy for the aggrandisement of the executive or the official in power.

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری محمد اشرف ۔

چوھدری محمد اشرف ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت اس معزز ھاؤس میں جو قرارداد زیر بحث ہے ۔ اس کے متعلق میں اپنے علاقے کا ذکر کروں گا کہ الیکشن کے وقت حکومتی پارٹی کا یہ بھی ایک سب سے بڑا وعدہ تھا کہ ہم عوام کو انصاف دیں گے اور اسی لیے آئین میں یہ رکھا گیا تھا کہ انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ کرنا چاہیے اور کیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ یہ بھی اس چیز کی ایک کڑی تھی کہ لوگوں کو انصاف دیا جائے گا ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح دوسرے وعدے اور دوسرے دعوے حکومت نے کیے تھے ان میں وہ کامیاب نہیں ہو سکے اور اس وعدہ پر بھی وہ سمجھتے ہیں کہ وہ کامیاب نہیں ہو سکتے جس کی بنیاد پر یہ ترمیم لا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ اس وقت کے

حالات کو اچھی طرح جانتے ہیں جس وقت آئین میں یہ شق رکھی گئی تھی آپ کے اور موجودہ حکومت کے کہنے کے مطابق معاشی حالات اس وقت سے اب زیادہ بہتر ہو گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس وقت ملک کی معاشی حالت کیا تھی انتظامیہ اور عدلیہ کو علیحدہ علیحدہ کرنے میں کتنا وقت چاہیے تھا ۔ جناب والا ۔ وہ تمام چیزیں ان کے ذہن میں تھیں جن کی وجہ سے یہ تین سال کی میعاد مقرر کی گئی تھی ۔ جناب والا ۔ اس میں دو چیزیں ہیں ۔ ایک یہ کہ ملک کی معاشی حالت ٹھیک نہیں ہوئی اور وہ ابھی تک اسی حالت میں ہے جس کی وجہ سے وہ مقررہ میعاد میں عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ نہیں کر سکے یا یہ ہو سکتا ہے وہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنا نہیں چاہتے ۔ جناب سپیکر ۔ جب ہم بھی ان کے ساتھ تھے تو ہم بھی ان کی طرح یہ سوچا کرتے تھے کہ انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اگر انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ کیا گیا تو ہم اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کے سلسلے میں فیلڈ میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ان اغراض و مقاصد کی تکمیل ہو سکتی ہے ۔ جناب والا ۔ جب ہم ان بینچوں پر آئے یعنی حزب اختلاف میں آئے تو ہم نے اپنے ذاتی تجربے کی بناء سے لوگوں کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے analysis کیا تو اس وقت ہمیں ہوش آیا کہ نہیں ۔ ہم غلطی پر ہیں لہذا عدلیہ کو انتظامیہ سے ضرور علیحدہ ہونا چاہیے ۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت نے ساہیوال اور سیالکوٹ میں عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کا تجربہ کیا تھا اور اس تجربے نے سو فیصد ثابت کیا ہے کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ ہونا چاہیے ۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہو گا کہ اس وقت کے چیف منسٹر نے پچھلے سال کے بجٹ میں یہ کہا تھا کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کا تجربہ جو کیا گیا ہے وہ سو فیصد کامیاب رہا ہے میرے خیال میں وزیر موصوف نے جو فرمایا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کریں ۔ گنتی کرنے کے بعد گھنٹیاں بجائیں گئیں ۔ کورم پورا ہے ۔ چوہدری محمد اشرف ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ جانتا ہوں کہ ان کے اگر ارادے صحیح ہوتے تو جب آئین بنایا گیا تھا اس وقت ان کا مقررہ میعاد

رکھنے کا ارادہ نہیں تھا اگر یہ اس وقت کی اپوزیشن نے اس سے اتفاق نہیں کیا تھا لیکن متفقہ آئین پاس کرنے کے لیے اس میں یہ شق رکھی گئی تھی کہ تین سال کی مقررہ مدت کے اندر عدلیہ اور انتظامیہ علیحدہ کر دی جائے گی۔ اگر حزب اختلاف مان جاتی تو آج یہ ترمیم لانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت کا ارادہ صحیح نہیں ہے جناب سپیکر۔ اس میں توسیع کرنا درست نہیں ہے۔ اور صاف طور پر حکومتی پارٹی یہ چاہتی ہے کہ کم از کم عدلیہ اور انتظامیہ کو الیکشن تک علیحدہ نہ کیا جائے۔ اور اس انتظامیہ کے سیاسی ہتھکنڈے۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ یہ بحث ہو چکی ہے آگے چلیے۔

چوہدری محمد اشرف۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی توسط سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ واقعات بدلتے رہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے پچھلے سال ہمیں مجبور کر کے بہت سے غلط قانون بنوائے تھے اور شاید وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم نے تمام عمر یہیں پر بیٹھے رہنا ہے۔ جناب سپیکر۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ پندرہ دن پہلے اور پندرہ دن بعد ممبر اسمبلی کو گرفتار نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن ہاؤس نے اس میں ترمیم کی کہ اس کو ختم کیا جائے۔ ختم کرنے والوں کے متعلق معزز دوستوں کو یاد دلاتا ہوں کہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں کہیں آپ کو بھی ان کا خمیازہ بھگتنا نہ پڑے۔ اس لیے آپ اس قرارداد کو سوچ سمجھ کر پاس کریں۔ اس لیے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور اس معزز ایوان سے التماس کرتا ہوں کہ اگر اس کو پاس کرنا ہے تو اس کی میعاد مقرر کریں۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر رؤف طاہر۔

مسٹر رؤف طاہر۔

اقربا میرے کریں خون کا دعوے کس پر
وہی منصف وہی قاتل وہی شاہد ٹھہرے

جناب والا۔ بظاہر یہ ایک سطر کی قرارداد ہے لیکن موجودہ حکومت کی ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے۔ اور نشان دہی کرتی ہے۔ موجودہ برسر اقتدار پارٹی نے اس ملک کو کس راہ پر ڈال دیا ہے۔ یہ اگر پہلے بات ہو چکی ہوتی کہ عدلیہ اور انتظامیہ علیحدہ ہونی چاہیے۔ آج اس ایوان کے دو ارکان جو دن دھاڑے اغوا کیے گئے برآمد ہو سکتے تھے۔ انتظامیہ کی اس کچھڑی اور

علیحدہ نہ کرنے کی وجہ سے آج وہ دو معزز ارکان اس ایوان سے غائب ہیں اور ان کو انتظامیہ کے بل بوتے پر اغوا کیا گیا ۔ اگر عدلیہ آزاد ہوتی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد وہ ضرور برآمد ہو چکے ہوتے ۔ لیکن ایسی صورت ممکن تھی اگر اس پارٹی کی نیت نیک ہوتی۔ اور وہ یہ چاہتی کہ عدلیہ اور انتظامیہ کو علیحدہ کیا جائے ۔ جناب والا ۔ پچھلے چار سال میں جو کچھ ہوا ہے وہ آپ کے سامنے ہے ۔ عدلیہ کے اختیارات کو نہ صرف کم کیا گیا ہے بلکہ انتظامیہ کو اور زیادہ وسیع کر دیا گیا ہے اتنا وسیع کر دیا گیا ہے آج انتظامیہ کے کل پرزے عوامی نمائندے کو کسی بات پر اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں ۔ یہ انتظامیہ کو ایک سازش کے تحت ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت اور زیادہ اختیارات دیے گئے ہیں ۔ اور جناب والا ۔ آپ یہ جانتے ہیں کہ افسران کا ایک خاص گروہ جن کے پاس قانون کے دائرے سے بڑھ چڑھ کر اختیارات آ گئے ہیں وہ اس وقت پاکستان پر حکومت کر رہے ہیں اور یہ ایوان ان افسران کے ہاتھ میں ایک کل پرزے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا ۔ اس لیے جناب من ۔ کہنے کو تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس ایوان میں بیٹھنے والے عوام کی خواہشات ، عوام کی امنگوں اور عوام کے اس دیرینہ مطالبے کو کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا جائے ، پچھلے چار سال کی مدت میں جس کا آئین میں ذکر کیا گیا ہے ، اس کو پورے طریقے سے اختیار نہیں کیا گیا اور عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ نہیں کیا گیا ۔ عوام کے منتخب نمائندے عوام کی خواہشات کے خلاف ایسا رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں جس کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آج عوام ایک علیحدہ جزیرہ ہیں اور عوام کے نمائندے ایک علیحدہ جزیرہ بن چکے ہیں اور ان کا آپس میں کوئی ربط نہیں ۔ اس لیے عوام کی خواہشات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے ۔ یہ مذاق کون اڑا رہا ہے ؟ یہ وہ اشخاص اڑا رہے ہیں ، وہ لوگ اڑا رہے ہیں ، وہ وزیر اڑا رہے ہیں جو یہ قرارداد پیش کر رہے ہیں کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے لیے مدت میں مزید توسیع کی جائے ۔ بڑے بلند بانگ دعوے کیے جا رہے ہیں کہ ہم عوام کو انصاف دیں گے ، ہم عوام کو عدل دیں گے ، لیکن ہوا کیا ہے ؟ کہ ظلم کا دیوتا دن دہاڑے اس ملک میں ناچ رہا ہے اور انصاف کو قتل کر دیا گیا ہے ۔ تمام اختیارات محض اپنی سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے حاصل کیے جا رہے ہیں اور جناب والا ۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے عدلیہ کو انتظامیہ سے

علیحدہ نہیں کیا گیا ، اگر حزب اقتدار یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی زد میں صرف حزب اختلافات والے ہی آ سکتے ہیں تو میں ان سے اختلاف کرتا ہوں ۔ اس کی زد میں برسر اقتدار پارٹی کے لوگ بھی آ سکتے ہیں اور یقیناً آئیں گے ورنہ جس راستے پر وہ چل رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ مجبوری تھی ۔ کیا انہوں نے پچھلے تین سالوں میں دوسرے کام کیے ہیں یا نہیں ۔ میں تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا لیکن ضمناً یہ بات کروں گا کہ یہ حکومت محض نوکر شاہی کے بل بوتے پر چل رہی ہے اور نوکر شاہی کے سامنے بے بس ہے ۔ آج میرے فاضل دوست ، معزز ارا کین ، اس بات کو مانیں یا نہ مانیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ نوکر شاہی اتنی مغرور ہو چکی ہے کہ عوام کے نمائندے ، خواہ وہ برسر اقتدار پارٹی سے ہی تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں ، ان کے سامنے بے بس ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نوکر شاہی جان چکی ہے کہ ان کے بغیر یہ حکومت نہیں چل سکتی ، نہ انتخابات جیتے جا سکتے ہیں ۔ اس لیے اگر عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ نہیں کیا جا رہا ۔ آپ خود وکیل ہیں اور جانتے ہیں کہ انگریزی کی ایک ضرب المثل ہے کہ "Justice delayed is justice denied" آپ نے آئین میں وعدہ کیا ، خود وزیر قانون نے یہ کہا کہ یہ ضروری تھا ، یہ لازمی تھا کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا جائے ۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا ۔ اس لیے جناب والا ۔ اصل بات حکومتی پارٹی کی نیت کی ہے اور جیسے کہ وہ امید کر رہے ہیں کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ نہ کرنے سے اس نوکر شاہی کا شکار دوسرے لوگ ہوں گے اور وہ اس کے زیر عتاب آئیں گے ۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے پتہ لکھوا کر نہیں لایا کہ وہ ہمیشہ اقتدار میں رہے گا ۔ لیکن جو کچھ آپ جس طریقے سے کر رہے ہیں محض اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے کر رہے ہیں اور وہ خود ان کے ظلم و ستم کا نشانہ یقیناً بنیں گے ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ عوام کے نمائندے ، تمام پارٹیوں کے نمائندے اور تمام وکلاء کا یہ دیرینہ مطالبہ تھا ، خواہ وہ اس ایوان سے تعلق رکھتے ہیں یا نہ کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے اور انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ کیا جائے ۔ آخر اس کی وجہ کیا تھی ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم نے اپنی وراثت میں جب آزادی حاصل کی اس کے بعد اس عدلیہ کو بھی ، اور جناب والا ۔ یہ بڑی حیران کن بات ہے کہ انگریز کے دور میں ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے دو منٹ باقی رہ گئے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جو ہائی کورٹ کا وقار ہوتا تھا ، جو اس کی عزت ہوتی تھی، آج اس ملک میں ان تمام اداروں کو جہاں سے لوگوں کو انصاف مل سکتا ہے ، انہیں تباہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ آج یہ قرارداد لائی گئی ہے کہ توسیع کی جائے ۔ کس بات کی ؟ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے لیے ۔ چنانچہ پنجاب کی حکومت اس طرح اپنی نا اہلی منظور کرتی ہے اور یہ اعلان کر رہی ہے اور اپنی اس بات کو تسلیم کر رہی ہے کہ اس دو تین سال کی مدت میں جو آئین میں دی ہوئی ہے ۔ وہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ نہیں کر سکی ۔ اگر کوئی اور ملک ہوتا اور کوئی با ضمیر برسر اقتدار پارٹی ہوتی ، کوئی بھی با ضمیر قیادت اقتدار میں ہوتی ، تو صرف اسی نکتے پر کہ ہم عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ نہیں کر سکے ، وہ کہتے کہ ہم مستعفی ہوتے ہیں اور نئے انتخابات کے لیے مرکز سے سفارش کرتے ہیں ۔ لیکن یہ ایسا کیوں کریں ۔ ان کی مثال تو یہ ہے کہ جن لوگوں کے بل بوتے پر یہ حکومت کرنا چاہتے ہیں ان لوگوں کو یہ کیسے ناراض کر سکتے ہیں ۔ ان کی یہ خواہش ہے کہ آئین میں مزید ترامیم کرکے نوکر شاہی کے اختیارات کو بڑھائیں ۔ چونکہ آپ نے کہا ہے کہ وقت کم ہے اس لیے آخر میں میں یہ کہوں گا کہ 1970ء میں جس جنون کی کیفیت میں لوگوں نے اس پارٹی کو ووٹ دیے تھے اس سے بڑھ کر ان کے ساتھ کوئی اور دھوکہ نہیں ہو سکا ۔ جناب والا ۔ قاضی صاحب کہتے ہیں اور میں عوام کی زبان سے کہتا ہوں کہ ہم گجر بجنے سے دھوکہ کھا گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ قرارداد زیر بحث کے سلسلے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یا تو موجودہ حکومت اپنے کیے ہوئے وعدوں سے مسلسل انحراف کر رہی ہے یا پھر عوام کو انصاف کی بنیادی ضرورت سے مسلسل محروم رکھنے کی سازش کر رہی ہے ۔ جناب والا ۔ انصاف عوام کی ایک بنیادی ضرورت اور سہولت ہے ۔ اس سے کوئی بھی باشعور شخص انکار نہیں کر سکتا ۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ وزیر موصوف نے یہ جو فرمایا ہے کہ ہمارا ملک ایک ترقی پذیر ملک ہے اور محدود وسائل کی بنا پر عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنا فی الحال مناسب نہیں ۔ اس صورت میں پہلے سے مجسٹریٹ صاحبان

متعین ہیں اور وہ کام کر رہے ہیں ۔ ایک ہی نوٹیفیکیشن اور ایک ہی حکم کے ذریعے مجسٹریٹ صاحبان کو ۔ جو عدلیہ کے اختیارات سنبھالے ہوئے ہیں ، انہیں ہائی کورٹ کے زیر تسلط لانے سے اور ان کے دائرہ کار میں ان کے فرائض کے دے جانے سے بڑی آسانی کے ساتھ عدلیہ اور انتظامیہ کو ایک دوسرے سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے ۔ مگر چونکہ موجودہ حکومت اپنے عوام کی بنیادی ضروری اور سہولت سے اپنے مخصوص سیاسی مفادات کو برقرار رکھنے اور انتظامیہ کے ذریعے اپنے اقتدار کو مزید لمبا اور دیر پا کرنے کے لیے اس نے یہ قرارداد پیش کی ہے جو عوام کی امنگوں کے سراسر خلاف ہے ۔ عوام کی خواہشات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایوان کے اس طرف بیٹھنے والے سرکاری پارٹی کے ارکان سے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم میں سے ہر ایک شخص تاریخ کے کٹہرے میں کھڑا ہے اور آج ہم میں سے جو وزیر ہیں ، کل جب وہ وزیر نہ ہوں گے اور جو آج ارکان اسمبلی ہیں ، وہ بھی کل ارکان اسمبلی نہ رہیں گے تو تاریخ کیا کہے گی ؟ مورخ کیا لکھے گا ؟ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی سب سے اہم ذمہ داری یہ تھی کہ عوام کو انصاف مہیا کرنے اور عدلیہ کو آزاد کرنے پر سب سے پہلے توجہ دیتی اور اس کے لیے آئین میں جو تین سال کی میعاد مقرر کی گئی تھی ، وہ بہت کافی تھی ۔ چونکہ موجودہ حکومت اپنے وعدوں اور ارادوں میں مخلص نہیں اور وہ محض شعبدہ بازی کے ذریعے اپنی حکومت کو مستحکم کرنا چاہتی ہے ، اس لیے اس کی طرف سے یہ قرارداد ایوان میں پیش کی گئی ہے ۔ چونکہ یہ قرارداد عوام کی خواہشات کی مظہر نہیں اور عوام کی امنگوں کے خلاف ہے ، اس لیے ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس طرف بیٹھنے والے ارکان سے بھی استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس سیاہ قرارداد کی حمایت نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ مجھے بھی تقریر کرنی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے نام دیا تھا ؟

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چلیے ۔ بہرحال ، میرے پاس تو آپ کا نام نہیں لکھا ہوا ۔ آپ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ آپ کی مہربانی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وقت میں مزید تیس منٹ کا اضافہ کیا جاتا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔// جناب سپیکر ۔ میں مختصر طور پر یہ عرض کروں گا کہ پیپلز پارٹی کی جہاں اور بہت سی برائیاں ہیں ، وہاں اس کی ایک اچھائی ہے جو سیاست کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گی/کہ پیپلز پارٹی نے پہلی دفعہ اس ملک کو ایک عوامی آئین دیا اور ملک کی تمام پارٹیوں نے اس پر دستخط کیے ۔ جہاں تک اس حقیقت کا تعلق ہے ، ہم اس میں قطعاً مخل سے کام نہیں لینا چاہتے ۔ لیکن آئین دینے کے بعد پیپلز پارٹی کے بہت سے اندھیرے رخ ہیں جن میں ایک واضح امر جو ہمارے سامنے آیا ہے ، وہ یہ ہے کہ آئین میں دیے گئے آرٹیکل 175 کے تحت عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے کی جو ذمہ داری حکومت پنجاب پر عاید تھی ، اس کو پورا کرنے میں یہ حکومت جس طرح ناکام رہی ہے ، یا وزیر قانون نے اس ناکامی کو justify کرنے کے لیے جو وجوہات پیش کی ہیں ، اور مشکلات بیان کی ہیں ، وہ محض ان کے ذہن کی پیداوار ہیں ۔ ورنہ جس طرح حکومت نے اس تین سال کے عرصے میں بلند و بانگ دعوؤں کے ساتھ بہت سے مختلف شعبوں میں کچھ کام کرنے کی کوشش کی ہے وہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے میں کچھ نہ کچھ ضرور کرتی/ اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی سیاسی یا غیر سیاسی امر اس راستے میں مانع تھا ۔ جناب سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو عوام نے محض معاشی consideration کے تحت ووٹ نہیں دیے تھے ، بلکہ اس لیے دیے تھے کہ اس ملک میں عوام پر انصاف کے دروازے بند ہو چکے ہیں ، لوٹ کھسوٹ ہے ، عوام کو سستا انصاف نہیں ملتا اور مارشل لاء کا دور رہا ہے ۔ عوام نے اس وجہ سے بھی ووٹ دیے تھے کہ حکومت عوام کی بالادستی قائم کرنے کے لیے قانون کی بالادستی قائم کرے گی ۔ اور پیپلز پارٹی کے منشور اور اس کے قائد کے/مختلف بیانات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے جہاں تک پاکستان پیپلز پارٹی نے معاشی حالت کو بہتر بنانے کے وعدے کیے ہیں اسی طریقے سے ، اسی اہمیت سے پاکستان پیپلز پارٹی نے عوام کو سستا انصاف اور قانون کی بالادستی کے لیے ایک بہترین معاشرہ قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا ۔ اس وعدے اور اس سوچ کے لحاظ سے یہ بات قابل تحسین ہو سکتی/ ہے ۔ لیکن

کوئی وعدہ کرنے اور کوئی بلند و بانگ دعوے کرنے کے بعد اس وعدے کو پورا نہ کرنا اور اس کے لیے کوشش نہ کرنا ، اس وعدے کی طرف ذرا سی بھی توجہ نہ کرنا میں سمجھتا ہوں یہ وعدے اعلانات سیاسی مصلحت کے تحت سمجھے جا سکتے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ آخر میں میری ایک ضروری گزارش یہ ہے کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی کی یہ حکومت قانون کی بالادستی کا احترام کرتی تو یہ چار سالہ سیاسی تاریخ میں جو گھناؤنے واقعات ہوئے ہیں ، وہ قطعاً پیدا نہ ہوتے اور اس پر آج جو نقصان حکومت اور عوام کو ہوا ہے ، وہ نہ ہوتا ۔ انتظامیہ ، بیوروکریسی غیر قانونی طور پر زیادہ طاقت ور ہو چکی ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ انصاف نہیں ہے عدالتوں میں corruption ہے، عدالتوں میں وہی پرانا طریق کار ہے جس کے نتیجے میں پیپلز پارٹی کے مختلف حضرات اور خود میر حضرات دیانتداری سے محسوس کرتے ہیں ۔ اور وہ انتظامیہ کے سامنے باقاعدہ طور پر اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ جو مقام ان کو انہوں نے دیا ہے ۔ وہ انتظامیہ کے بااثر افسران کے سامنے جا کر اپنے آپ کو پیش کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں اور ہم نے پیپلز پارٹی میں رہ کر اس demoralisation کو محسوس کیا ۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ کہ حکومت پنجاب نے ایماندارانہ طریقے سے یہ محسوس نہیں کیا کہ اس معاشرے میں قانون کی بالادستی ہونی چاہیے ۔ اس لیے کہ قانون کی بالادستی کے ذریعے ہی عوام کی بالادستی کی منزل حاصل کی جا سکتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت سیاسی تاریخ میں کوئی کارہائے نمایاں انجام دینا چاہتی ہے تو آج بھی میں اس پلیٹ فارم سے اس کو خبردار کرنے کی کوشش کرتا ہوں کہ اگر یہ محض الیکشن کو جیتنے کے لیے توسیع کرائی جا رہی ہے ، اور اختیارات صرف مجسٹریٹ صاحبان کے ہاتھ میں رکھنے کے لیے کی جا رہی ہے ✗

مسٹر سپیکر ۔ یہ دلیل تو مقررین پہلے ہی پیش کر چکے ہیں ۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ میں تو انہیں pass on کر رہا ہوں ، میں stress نہیں کر رہا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر الیکشن کو جیتنے کے لیے اور انتظامیہ کے اختیارات کو ان سیاسی مقاصد کو حل کرنے کے لیے توسیع کی جا رہی ہے ، جو میں سمجھتا ہوں کہ کی جا رہی ہے ، تو پھر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا کہ جس طرح تاریخ نے پہلے دوسری حکومتوں کو اپنی لپیٹ میں

لیا ہے ، یہ حکومت بھی اس لپیٹ میں آ جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ آئین میں جوڈیشری کو ایگزیکٹو سے علیحدہ کرنے کی شق اس لیے رکھی گئی تھی کہ سٹیٹ اور فرد کے درمیان ، اور فرد اور کے درمیان انصاف کیا جا سکے ، اور اگر حکومت انتظامیہ کی مشینری کو اپنے سیاسی مخالفین کو کچلنے کی غرض سے اور ان کے عزیز و اقارب کے خلاف جھوٹے ، چوری ، اغوا قسم کے مقدمے بنانے اور انہیں مالی نقصان پہنچانے کے لیے کئی قسم کے اقدامات کرے یا اپنے سیاسی مخالفین کو کچلنے کے لیے ممبران اسمبلی اور سیاسی کارکنوں کو اغوا کرے تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا جا سکے اور انتظامیہ کی مشینری اور حکومت کے خلاف یہ دروازہ کھٹکھٹا کر انصاف حاصل کیا جا سکے ۔ جناب والا ۔ میں اس کے back ground میں اس لیے نہیں جاؤں گا کہ اس سے پہلے میرے بھائی اس پر تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں ۔ کہ یہ مطالبہ کس قدر دیرینہ ہے اور اس مطالبے کے پیش نظر آئین میں یہ شق کیوں رکھی گئی تھی ۔

جناب والا ۔ اگر واقعی انتظامیہ عدلیہ سے اس عرصہ میں علیحدہ ہو جاتی تو تمام کے تمام واقعات جو آج آپ دیکھ رہے ہیں جیسا کہ ہم بار بار اس بات کا اعادہ کر رہے ہیں کہ حکومت کا یہ اقدام جمہوریت کشی کے مترادف ہے ۔ یہ حکومت کا اقدام یکجہتی نظام کو قائم کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے تو یہ نہ ہوتا ۔ جناب سپیکر ۔ حکومت کی طرف سے وزیر قانون و پارلیمانی امور نے یہ استدلال دیا ہے کہ اس میں شک و شبہ نہیں ہے کہ انتظامیہ کو علیحدہ کرنا نہایت ضروری ہے مگر مالی پریشانیوں یا مالی وسائل کی بناء پر ایسا تین سال میں کیا جانا ممکن نہیں تھا گو انہوں نے اس کے علاوہ چند دلیلیں یہ بھی دی تھی کہ حکومت نے چند اقدامات ایسے بھی کیے ہیں کہ حکومت کی نیت کا پتہ چلتا ہے کہ حکومت عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنا چاہتی تھی اور اس کی مثال انہوں نے یہ دی کہ لاء ریفارمز کے تحت ڈپٹی کمشنر سے اختیارات واپس لے لیے گئے ہیں کہ وہ کسی عدالت میں پینڈنگ مقدمہ کو تبدیل نہیں کر سکتا اور اس پر انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ دو اضلاع میں سیالکوٹ اور ساہیوال میں حکومت نے عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کا

تجربہ بھی کیا ہے ۔ گو انہوں نے خود ہی اس طرف اشارہ کر دیا تھا کلیتاً عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ۔ میں حیران ہوں کہ انہوں نے وہ justification اس extention کے لیے دینی تھی اور اگر انہوں نے یہ کہنا تھا کہ انتظامیہ کو عدلیہ سے اس عرصہ میں علیحدہ نہیں کیا جا سکتا تھا تو کم از کم وہ خود ہی اس بات پر غور کر لیتے کہ وہ جو دلیل اس کی توسیع کے لیے دے رہے ہیں یا جو دلیل وہ اس لیے دے رہے ہیں کہ کیوں تین سال میں عدلیہ کو انتظامیہ کو علیحدہ نہیں کیا جا سکا تو کیا وہ کسی اپنے جیسے انسان کو اپیل کر سکیں گے ۔ جناب والا ۔ کون نہیں جانتا کہ مجسٹریٹ سے مقدمات کو واپس لیے جانے سے اختیارات جو ڈپٹی کمشنر سے لیے گئے ہیں وہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے لیے کوئی اقدام ہے یا اس سے ان افراد کو محروم کرنے کی کوشش کی گئی ہے کیا ۔ یہ سمجھتے تھے کہ اس مجسٹریٹ سے انصاف کی توقع نہیں ملی ؟ تو اس سے مقدمہ کی ٹرانسفر کے لیے جو آسان پروسیجر تھا وہ ان سے چھین لیا گیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ آپ چاہتے کہ یہ اختیار واپس دے دیا جائے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ میں اس پر بھی آؤں گا ۔ اسی طرح جناب انہوں نے کہا ہے کہ جناب قائد عوام کے حکم کی بناء پر جس طرح کہ آئین سے زیادہ ان کا حکم زیادہ اہم ہے ۔ حالانکہ میرے نزدیک آئین کا حکم تمام افراد سے زیادہ معتبر اور متبرک ہے انہوں نے یہ حوالہ دیا ہے کہ ان کے حکم کی بناء پر چالیس فیصد مجسٹریٹوں کو ہم نے عدلیہ کے ساتھ منسلک کر دیا ہے ۔ جناب والا ۔ ان کا یہ دعویٰ سوائے ایک فراڈ کے اور ایک نئے سراب کے میں فراڈ کا لفظ اس لیے استعمال کر رہا ہوں کہ آج بھی ہمارے سامنے تمام اضلاع میں مجسٹریٹ موجود ہیں ۔ عدلیہ اور انتظامیہ موجود ہے وہ کس طرح کہتے کہ عدلیہ کو ایگزیکٹو سے چالیس فیصد علیحدہ کیا گیا ہے اور یہ کہنا کہ مجسٹریٹ عدلیہ کا چالیس فی صد کام کریں گے اور ساٹھ فی صد انتظامیہ کا کریں گے ۔ کیا اس طرح چالیس فیصد عدلیہ انتظامیہ سے علیحدہ ہو گئی ہے یہ عوام کے ساتھ دھوکا ہے ۔ آپ سیدھے راستے سے یہ کیوں نہیں کہتے کہ آپ کی عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کی نیت نہیں تھی ۔ جناب والا ۔ ایک طرف ان کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کے

لیے وسائل راستے میں مانع ہیں ۔ میں اولاً تو یہ کہوں گا کہ جس وقت آئین میں یہ شق رکھی گئی تھی اس وقت مرکزی لیجسلیچر کے سامنے اس ملک کے حالات نہیں تھے ۔ کیا انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اس ملک کے مالی وسائل اس قدر نہیں ہیں کہ تین عرصے میں انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ کیا جا سکے گا اور اگر ان کو یہ پتہ نہیں تھا تو پھر یہ بات آج کیسے عیاں ہو گئی ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دعویٰ ان کا کس طرح درست ہے کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے لیے اس قدر رقم درکار ہے ۔ ہر ضلع میں مجسٹریٹ موجود ہیں جو انتظامیہ کے تحت عدلیہ کا کام کر رہے ہیں ۔ کیا ان کے لیے عدالتیں موجود نہیں ہیں ۔ کیا ان کے پاس سٹاف موجود نہیں ہے اور اگر ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور ان مجسٹریٹ کی نشاندھی کر دی جاتی ہے کہ اتنے مجسٹریٹ محض عدلیہ کا کام کریں گے اور یہ آج ایگزیکٹو کے ساتھ نہیں ہوں گے تو اس پر کون سے اخراجات ان کو برداشت کرنا پڑیں گے اور ان کی ان حالات میں یہ دلیل جب کہ ان کا عمل ہمارے سامنے ہے کس طرح تسلیم کی جا سکتی ہے کہ ایک طرف تو ان کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ ایمانداری سے چاہتے ہیں کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیا جائے ۔ دوسری طرف اس ملک کی تاریخ ہے جو انگریز بھی نہیں کر سکا تھا اور مارشل لاء کا دور بھی نہیں کر سکا تھا کہ عدالتوں کے اختیارات کو کم کرنے کے لیے آئین میں ترامیم کی جاتیں ۔ کیا ہمارے سامنے ان کا یہ عمل موجود نہیں ہے کہ انہوں نے عدلیہ کے اور عدلت عالیہ کے اختیارات کو محدود کرنے کے لیے چوتھی ترمیم کی ۔ کیا ہمارے سامنے ان کا یہ عمل موجود نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے سیاسی مخالفوں کو کچلنے کے لیے ٹریبونل مقرر کیے تا کہ سرسری طور پر ان کے مقدمات کی سماعت کر کے ان کو سزا دی جا سکے ۔ کیا اس کے بعد بھی یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان کو عدلیہ پر بالکل اعتماد ہے اور عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کی نیت ہے ان کے عمل سے اس بات کی نفی ہوتی ہے ان کے عمل سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ان کی عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کی نیت نہیں ہے ۔ بلکہ آج میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ جب تک پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ موجود ہے عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا ۔ آئین میں تین سال کا عرصہ دکھا گیا تھا اور آج وزیر قانون

و پارلیمانی امور کی تقریر سے یہ تاثر ملتا ہے گو انہوں نے سیدھے طور پر یہ کہا کہ یہ کبھی بھی نہیں ہوگا لیکن آج ان کی تقریر سے یہ تاثر ملتا ہے کہ حکومت اس معاملے میں قطعاً سنجیدہ نہیں ہے اور ان کی قطعاً یہ نیت نہیں ہے کہ یہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ بار بار اس ایوان میں ایسی قراردادوں کو پیش کرکے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم مرکزی مقننہ سے سفارش کرتے ہیں اور آج بھی جو قرارداد اس ایوان میں پیش کی گئی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہم مرکزی مقننہ سے یہ سفارش کرتے ہیں کہ وہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے لیے مناسب وقت کی توسیع کرے ۔ جناب والا ۔ آپ کو اس بات کا علم ہے کہ آئین کی اس شق پر عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا جائے گا صوبائی حکومت نے اس پر عملدرآمد کرنا تھا اور اس سلسلے میں صوبائی حکومت ہی یہ کہہ سکتی تھی کہ ان کے مالی وسائل کے پیش نظر جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے کہ اس میں مالی وسائل کی بہت زیادہ ضرورت ہے وہ وسائل ان کے پاس موجود نہیں ہیں ان کے اپنے حالات کے پیش نظر اس آئینی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے لیے اور صوبائی حکومت کو کتنا عرصہ درکار ہوگا ۔ مگر جناب والا ۔ آج ہماری صوبائی حکومت یہ سفارش کر رہی ہے کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کے لیے مرکزی مقننہ مناسب وقت کی توسیع کرے ۔ جناب سپیکر ہماری ہمیشہ یہ دلیل رہی ہے کہ ہماری صوبائی حکومت اپنے مسائل پر اور اپنے آئینی حقوق کے تحفظ میں ناکام رہی ہے ۔ چند ایک دوسرے مواقع پر بھی ہم نے یہ دلیل دی ہے کہ ہماری صوبائی حکومت موجودہ حالات میں اپنے اختیارات کو استعمال نہیں کر رہی اور ہر معاملہ میں مرکز کی محتاج ہو کر رہ گئی ہے ۔ گو حکومت کی طرف سے اس دعوے کو کبھی جھٹلایا نہیں گیا اور نہ ہی کبھی کبھی یہ کہا گیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے ۔ اور جناب والا ۔ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ ہماری صوبائی حکومت موجودہ مشکلات پر قابو پانے کی اہلیت رکھتی ہے ۔ جناب والا ۔ آج یہ قرارداد پیش کرکے حکومت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ حکومت کی موجودگی میں کبھی بھی عدلیہ انتظامیہ علیحدہ نہیں ہو سکے گی ۔ جناب سپیکر آپ قرارداد کے متن سے اس بات کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہماری صوبائی

حکومت اس بات کا اندازہ بھی نہیں کر سکتی اور اتنا بھی نہیں جانتی کہ عدلیہ اور انتظامیہ کب علیحدہ ہوگی ۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس قسم کی قرارداد اس ایوان میں پیش نہ کی جاتی ۔ جناب والا ۔ یا تو صوبائی حکومت معقول جواز پیش کرتی کہ اس شکل کے پیش نظر ہم عدلیہ اور انتظامیہ کو علیحدہ علیحدہ نہیں کر سکے اس لیے مرکزی حکومت سے یہ سفارش کی جائے کہ اتنے عرصہ کے لیے تو توسیع کر دی جائے ۔ جناب والا ۔ آج صاف طور پر ہماری صوبائی حکومت نے یہ بات تسلیم کر لی ہے جو کچھ بھی ہماری طرف سے الزامات لگائے جاتے رہے ہیں وہ درست تھے ۔ اور ہماری صوبائی حکومت ہمیشہ مرکز کی ہدایات کا انتظار کرتی رہی ہے ۔ اور یہ بات بالکل درست ہے کہ ہماری صوبائی حکومت کوئی فیصلہ بھی اپنے طور پر نہیں کر سکتی ۔ اسی لیے جناب والا ۔ اب میں یہ بات بھی دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری صوبائی حکومت انتظامیہ اور عدلیہ کو علیحدہ نہیں کرے گی ، اور دوسرے نعروں کی طرح یہ بھی ایک انتخابی نعرہ تھا ۔ جس طرح آئین میں یہ بات بھی موجود ہے کہ عوام کے بنیادی حقوق کا تحفظ کیا جائے گا ۔ اور جناب والا موجودہ حکومت اس قسم کے وعدے کرکے عوام کے دل جیت رہے ہیں ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر شہری کے بنیادی حقوق کا تحفظ کیا جائے گا ۔ لیکن اس کے باوجود اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں جس سے صاف طور پر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حکومت اپنے وعدے پورے کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ۔ جس طرح ایمرجینسی کے نام پر لوگوں کے بنیادی حقوق معطل کیے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے تین منٹ رہ گئے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا میں تین منٹ میں اپنی تقریر ختم کر لوں گا ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس طرح سے آئین میں بنیادی حقوق کے تحفظ کے باوجود اس ملک کے شہری اس تحفظ سے محروم ہیں اور جس بنیاد پر ایمرجینسی لگائی گئی تھی جس ایمرجینسی کا سہارا لیا گیا تھا

جو دلیل اس وقت دی گئی تھی ۔ تو ان ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات اچھے ہو چکے ہیں ، بلکہ دوستانہ ہو چکے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب اس کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ محض اس لیے کیا جاتا ہے جناب والا ۔ اپوزیشن کے لوگوں میں خوف و ہراس پھیلایا جائے اور سیاسی فائدہ اٹھایا جائے ۔ جناب والا ۔ آئین میں جب یہ بات رکھی گئی کہ عدلیہ اور انتظامیہ کو تین سال کے عرصہ میں علیحدہ کر دیا جائے گا ۔ جنابوالا ۔ میں یہی کہوں گا کہ یہ محض اس لیے کیا گیا کہ اپوزیشن سے آئین پر دستخط کروا لیے جائیں ۔ ورنہ ان کے لیے یہ ضروری نہیں تھا ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کورم کی طرف نظر رکھے ہوئے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات نہیں ہے اس وقت بھی 52 ممبران ایوان میں موجود ہیں ۔ میں یہ دیکھ رہا تھا کہ قرارداد کے لیے مطلوبہ تعداد کیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ میرے خیال میں سیکرٹری اسمبلی اور جناب سپیکر ۔ اس بارے میں پریشان ہیں ۔ جناب والا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں ۔ اس کے لیے جناب والا ۔ میں اپنے دوستوں کے متعلق وہ الفاظ نہیں کہہ سکتا جس سے میرے خیال میں ان کو شرمندہ ہونا پڑے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر نمبر 2 میں وارد ہونے والے لفظ "مناسب" کی جگہ 6 ماہ ثبت کیے جائیں ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ وفاقی مقننہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے
کے بارے میں آئین میں مقرر کردہ میعاد میں
مناسب توسیع کرے ۔

تحریک منظور کی گئی)

Mr Speaker : The House is adjourned till 9.00 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 9 جون 1976ء بروز بدھ 9 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

بدھ ۔ 9 جون 1976ء

(چہار شنبہ ۔10 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں نو بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ
عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا
عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ۝ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً
مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ
الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

پ ۹ ع ۱۱ آیت ۱۷۲ تا ۱۷۴

اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے اُن کی پشتوں سے اُن کی اولاد پیدا کی تو اُن سے خود اُن کے سامنے مقابلے میں اقرار کرایا تھا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ وہ کہنے لگے کیوں نہیں ہم گواہ ہیں کہ تو ہمارا پروردگار ہے یہ اقرار اس لئے کرایا تھا، کہ قیامت کے دن کہیں یہ نہ کہنے لگو کہ ہم کو تو اس کی خبر نہ تھی۔ یا یہ نہ کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے بڑوں نے کیا تھا۔ اور ہم تو اُن کی اولاد تھے۔ تو اُن کے بعد پیدا ہوئے تو کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے اُس کے بدلے تو ہمیں ہلاک کرتا ہے۔ اور اسی طرح ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ یہ رجوع کریں۔

صدق اللہ العلی العظیم۔

پنجاب کا ضمنی میزانیہ بابت سال 1975-76ء

Mr. Speaker : Finance Minister will present the Supplementary Budget for the year 1975-76.

Chaudhri Talib Hussain : Before the Finance Minister starts his speech, Sir, I want to raise a point of order. Sir, I draw your attention to Rule 23 of the Rules of Procedure, which reads :

> On Thursdays no business except the private members' business shall be transacted, and on all other days no business other than Government business shall be transacted except with the consent of the Leader of the House or in his absence, of the Minister for Law and Parliamentary Affairs :

Mr. Speaker : Which rule are you referring to ?

Chaudhri Talib Hussain : This is rule 23. I was reading it :

> Provided that if any Thursday is a holiday, private members' business shall have precedence on the next working day :
>
> Provided further that if any Thursday is appointed by the Governor for the presentation of the Budget or is alloted by the Speaker for any stage of the Budget referred to in rule 110, a day in lieu of such Thursday shall be set apart by the Speaker for private member' business.

Now I draw your attention towards the programme which has been issued.

Mr. Speaker ; Is it Thursday ?

Chaudhri Talib Hussain : No Sir, But the programme has been issued.

Mr. Speaker : Let Thursday come and we will see to it. Let the occasion arise.

Chaudhri Talib Hussain : The occasion has arisen, because three Thursdays have been allotted for various stages of the Budget but no day in lieu of such Thursdays has been set apart by the Speaker for the private members' business. That is why I wanted to know about it.

Mr. Speaker : If the hon'ble Leader of Opposition would like to discuss the matter in my chamber, he is welcome if he wants to raise a point of order then he must wait and let the Thursday come and we will see to it.

Chaudhri Talib Hussain : Right Sir.

Mr. Speaker : Finance Minister please.

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جناب سپیکر ۔

1 ۔ آج میں مالی سال 76 ۔ 1975ء کا ضمنی بجٹ اس ایوان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ کل میں آئندہ مالی سال کا بجٹ پیش کرتے وقت اپنی تقریر میں 76 ۔ 1975ء کے دوران صوبہ کی مالی حالت پر بھی تبصرہ کروں گا اور اس ضمن میں ان حالات کا بھی جائزہ پیش کروں گا جن کے تحت ضمنی مطالبات زر ناگزیر ہوئے ۔ آج میں صرف ضمنی بجٹ کا حساب اور پیش کردہ مطالبات زر کی مختصر تشریح پیش کرنے پر ہی اکتفا کروں گا ۔

2 ۔ ضمنی بجٹ مجموعی طور پر ایک ارب 43 کروڑ 64 لاکھ ایک ہزار چار سو تولے (1,43,64,01,490) روپے کے مطالبات زر پر مشتمل ہے ۔ اس میں سے 52 کروڑ 62 لاکھ 78 ہزار دو سو ستر (52,62,78,270) روپے کی رقم غیر تقریعی اخراجات (Charged Expenditure) پر مشتمل ہے ۔ مادی النظر میں یہ رقم 76 ۔ 1975 کے اصل بجٹ کے 781 کروڑ 30 لاکھ روپے کے مجموعی اخراجات کے مقابلے میں نسبتاً زیادہ معلوم ہوتی ہے ۔ لیکن ضمنی بجٹ میں شامل مختلف مطالبات زر کی مختصر توضیحات سے صحیح صورت حال سامنے آ جائے گی ۔

3 ۔ 143 کروڑ 64 لاکھ روپے کے کل مطالبات زر کا بڑا حصہ ایسی ضروریات پر مشتمل ہے جن پر صوبائی مجموعی فنڈ (Provincal Consolidated Fund) میں سے فی الواقع کوئی ادائیگی نہیں ہوتی اور جن کے لیے مطالبے

محض آئینی تقاضے کے تحت پیش کیے جا رہے ہیں ۔ ان میں سے 30 کروڑ روپیہ کا ایک مطالبہ ان قلیل المیعاد عارضی قرضوں (Ways and Means Advances) کی ادائیگی پر مشتمل ہے ۔ جو صوبائی حکومت کو وقتاً فوقتاً سٹیٹ بنک سے لینا پڑتے ہیں ۔ کیونکہ سرکاری خزانہ میں مالیاتی وصولیاں ہمیشہ اخراجات کے برابر برابر نہیں رہتیں ۔ وفاقی حکومت کے قابل تقسیم ٹیکسوں میں صوبائی حکومت کے حصہ کی اقساط اور نقد ترقیاتی رقوم کی وصولی میں بھی وقتاً فوقتاً ناگزیر تاخیر واقع ہو جانے کی بنا پر صوبائی حکومت کو سٹیٹ بنک آف پاکستان سے جو قلیل المیعاد عارضی قرضے لینا پڑتے ہیں وہ بجٹ کے تخمینہ سے زیادہ تھے اس بنا پر 76 ۔ 1975 کے بجٹ میں عارضی قرضہ کے تخمینہ جات کے تحت اب 40 کروڑ کی بجائے 70 کروڑ روپے کی ضرورت ہے ۔ یہ رقم کسی ایک وقت پر حاصل کردہ عارضی قرضہ نہیں بلکہ یہ ان تمام چھوٹے چھوٹے قلیل المیعاد عارضی قرضوں کا مجموعی میزان ہے جو تمام سال وقتاً فوقتاً لیے گئے اور ادا کیے گئے ۔ جب بھی سٹیٹ بنک آف پاکستان سے کوئی عارضی قرضہ حاصل کیا جاتا ہے ۔ وہ صوبہ کے "عارضی قرضہ" (Floating Debt) میں محض آئینی تقاضا پورا کرنے کے لیے جمع کر لیا جاتا ہے اور ہر ادائیگی اس مد کے تحت صوبائی حکومت کے خرچ میں شامل ہو جاتی ہے ۔

4 ۔ گذشتہ مالی سال کے اختتام پر لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کو 12 کروڑ روپے کی پیشگی رقم ادا کی گئی تاکہ وہ اسے 76 ۔ 1975ء کے دوران اپنے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کر سکے ۔ پیشگی ادائیگی کو منضبط کرنے کے لیے 12 کروڑ روپے کا ایک مطالبہ زر ایوان کی اجازت حاصل کرنے کے لیے پیش کیا جا رہا ہے ۔ چونکہ اس رقم کا کچھ حصہ لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کو بطور گرانٹ اور کچھ حصہ بطور قرضہ متصور ہوگا ۔ لہذا یہ رقم دو مختلف مدات یعنی "63 ۔ بی ۔ ڈیویلپمنٹ" اور "قرضہ جات برائے میونسپل کمیٹیاں ، وغیرہ" کے تحت ظاہر کی گئی ۔ تاہم اس مقصد کے لیے صوبائی مجموعی فنڈ سے نقد رقم کی ادائیگی نہیں ہوگی ۔ کیونکہ ادائیگی گذشتہ سال ہی صوبائی خزانہ کی نقدی میں سے کر دی گئی تھی ۔

5 ۔ 2 کروڑ 41 لاکھ روپے کی ایک یکمشت رقم 76 ۔ 1975ء کے تخمینہ جات بجٹ میں آبپاشی کی نہروں کی مرمت وغیرہ کے لیے شامل کی گئی

تھی اس رقم کو محکمہ نہر کی حفاظتی تعمیرات اور سیلابوں کی روک تھام کے لیے مخصوص کرنا پڑا۔ اس بنا پر مد "68 برائے تعمیرات آبپاشی، نیوی گیشن، پشتوں کی تعمیر اور نکاس آب" کے تحت 2 کروڑ 41 لاکھ روپے کی رقم کا مطالبہ اور مد "17 ۔ (1) آبپاشی پر تعمیراتی اخراجات وغیرہ" کے تحت اتنی ہی رقم سے سبکدوشی ضروری ہوگی۔ چنانچہ یہ وقتی مطالبہ زر بھی محض ایک انتظامی مد سے دوسری انتظامی مد میں منتقلی کے علاوہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا اور اس کی وجہ سے صوبائی مجموعی فنڈ سے کوئی زائد خرچ نہ ہوگا۔

6 ۔ غذائی اجناس اور چینی کی سرکاری خرید و فروخت تجارتی بنیاد پر ہوتی ہے اور محکمہ خوراک کے تمام ایسے اخراجات جو کہ ان اجناس کی خرید، ذخیرہ اور تقسیم کرنے پر اٹھتے ہیں، تجارتی بنکوں سے قرضہ لے کر پورے کیے جاتے ہیں۔ تجارتی بنکوں سے قرضہ لی ہوئی رقوم سرکاری حساب میں دو دفعہ شمار ہو جاتی ہیں۔ پہلی دفعہ اس وقت جب کہ اجناس کی خرید اور برداشت پر خرچ کی ادائیگی کی جاتی ہے اور دوسری دفعہ جب کہ یہ قرضہ تجارتی بنک کو واپس ادا کیا جاتا ہے۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ سرکاری حساب میں دونوں دفعہ خرچ ہوتا ہے۔ جس کی آئین کی رو سے اسمبلی سے منظوری لینا ہوتی ہے۔ اس سال کے دوران میں حکومت کو تجارتی بنکوں سے بجٹ کے تخمینہ سے زیادہ قرض لینا پڑا اس کی وجوہات یہ تھیں کہ 12 لاکھ ٹن کی بجائے 14 لاکھ 57 ہزار ٹن گندم خریدی گئی جس میں وفاقی حکومت کی طرف سے فراہم کردہ ایک لاکھ 31 ہزار ٹن درآمد شدہ گندم بھی شامل ہے اور 2 لاکھ 50 ہزار ٹن کی بجائے 3 لاکھ 10 ہزار ٹن چینی خریدی گئی۔ چینی اور گندم پر دیگر اخراجات میں بھی اضافہ ہوا۔ جس کی بڑی وجہ ریلوے کے کرایوں میں اضافہ تھی۔ چنانچہ تجارتی بنکوں سے عارضی قرضے کی ادائیگی کے لیے 32 کروڑ 23 لاکھ زائد رقم کی ضرورت پڑی جس کے لیے 20 کروڑ روپے گرانٹ کے اندر بچت میں سے پورا کیے جائیں گے اور 12 کروڑ 23 لاکھ روپے کے لیے ایک ضمنی مطالبہ زر "عارضی قرضہ" (Floating Debt) کی مد میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور ضمنی مطالبہ 64 کروڑ 88 لاکھ روپے کے لیے "سرکاری تجارت کے صوبائی منصوبوں پر سرکاری سرمایہ کاری کی مد 85 ۔ اے" کے تحت اجناس کی خرید اور برداشت کے لیے پیش کیا جا رہا ہے اس میں متفرق

اخراجات (Incidental Charges) میں اضافے کا عنصر بھی شامل ہے جس کی بڑی وجہ ریلوے کے کرایوں میں اضافہ تھی۔ چونکہ یہ تمام خرچ تجارتی بنکوں سے قرضہ لے کر کیا جاتا ہے۔ سرکاری خزانہ سے فی الواقع کوئی ادائیگی نہیں ہوئی۔

7۔ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا سٹیٹ بنک سے قلیل المیعاد عارضی قرضوں، لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی اور سرکاری تجارت کے ضمن میں عارضی قرضوں کے اضافی مطالبات کے لیے 121 کروڑ 52 لاکھ روپے کی رقم درکار ہوگی۔ اب صرف 22 کروڑ 12 لاکھ روپے کی رقم بچتی ہے اور حقیقتاً صرف یہی زائد خرچ ہے اور اصل بجٹ کے 481 کروڑ ایک لاکھ روپے کے تخمینہ جات کا تقریباً 4.6 فیصد بنتی ہے (اس میں چینی اور غلے کی سرکاری تجارت اور عارضی قرضے شامل نہیں ہیں) 75-1974ء میں ایسے زائد خرچ کی شرح تخمینہ جات بجٹ کا 27.9 فیصد تھی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ضمنی اخراجات میں اس غیر معمولی کمی کو ایوان کی تحسین حاصل ہوگی۔ یہ کمی انتظامیہ کے سخت محاسبہ دکھ کر ہی ممکن ہو سکی۔

8۔ اب آپ ضمنی بجٹ کے گوشوارے کی مدات کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیے۔ یہ 39 مطالبات زر پر مشتمل ہے۔ ان میں سے 16 دس دس روپے کے علامتی (Token) مطالبات ہیں۔ علامتی مطالبے (Token Demands) ان نئے اخراجات کے لیے پیش کیے جاتے ہیں۔ جو کہ منظور شدہ گرانٹوں میں بچت سے پورے کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ خرچ کسی نئی سکیم یا مد پر ہوتا ہے جس کے لیے اسمبلی کی منظوری ضروری ہوتی ہے اس لیے ایک علامتی مطالبہ پیش کر دیا جاتا ہے۔ مدوں کی تفصیلات جو کہ مطالبات زر میں درج ہیں۔ ضمنی بجٹ کے گوشوارے میں شامل کر دی گئی ہیں۔ میں 121 کروڑ 52 لاکھ روپے کی رقم کے مطالبات زر کی وضاحت پہلے ہی کر چکا ہوں جس میں صوبائی خزانہ میں سے ادا کی جانے والی کوئی رقم شامل نہیں ہے۔ چنانچہ سب سے بڑی واحد رقم 11 کروڑ 43 لاکھ روپے کا مطالبہ مد "57۔ متفرق" کے تحت آتا ہے۔ اس میں 8 کروڑ 58 لاکھ روپے کا وہ خاص عطیہ (Grant) بھی شامل ہے۔ جو پنجاب بھر کی مختلف میونسپل کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں کی ترجیحی سکیموں پر عملدرآمد کرنے کے لیے خرچ کیا

جائے گا ۔ یہ عطیات اس خاص نقد امداد کے تحت دیے جا رہے ہیں جو وفاقی حکومت کی طرف سے منظور کی گئی تھی اور اس میں 5 کروڑ روپے کا وہ غیر میعادی (Non-Lapsable) عطیہ بھی شامل ہے جس کا اعلان حال ہی میں وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے کیا تھا ۔ 2 کروڑ روپے کی ایک رقم حصول اراضی کے لیے درکار ہے جو کہ بے زمین دیہاتی خاندانوں میں رہائشی پلاٹوں کی صورت میں تقسیم کی جائے گی ۔ اس مطالبے میں 64 لاکھ روپیہ کی وہ رقم بھی شامل ہے جو متفرق اخراجات بڑھنے پر گندم کی فروخت پر رعایتی عنصر (Subsidy) میں اضافے کی وجہ سے خرچ ہوئی ۔ اس مد کے تحت دیگر متفرق رقوم 21 لاکھ روپے بنتی ہیں ۔

9 ۔ 7 کروڑ 59 لاکھ روپے کی ایک اور رقم "قرضہ اور دیگر کفالتوں پر سود سے متعلق مد 22" کے تحت درکار ہے اس رقم میں سے 9 لاکھ روپے گرانٹ کے اندر بچت سے پورے کیے جائیں گے اور 7 کروڑ 50 لاکھ روپے کا ایک ضمنی مطالبہ زیر پیش کیا جا رہا ہے ۔ وفاقی حکومت کی اوسط شرح قرضہ کی بنیاد پر صوبوں کو دیے جانے والے قرضوں اور سرکاری ملازمین کے بقایا جات اور جی ۔ پی ۔ فنڈ پر شرح سود میں 74 ۔ 1973ء سے اضافہ کر دیا گیا تھا اس سے صوبائی حکومت کو موجودہ مالی سال کے دوران 4 کروڑ 51 لاکھ روپے کا زائد خرچ برداشت کرنا پڑے گا ۔ اس کے باوجود کہ وفاقی حکومت نے 74 ۔ 1973ء میں صوبوں کو دیے جانے والے قرضوں پر سود کے اضافہ کی بنا پر زائد ذمہ داری کو معاف کر دیا ہے ۔ سود کی شرح میں اضافہ کے نتیجے میں سرکاری ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ کے بقایا جات پر سود کی وجہ سے 75 لاکھ روپے کی ایک زائد ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے ۔ 2 کروڑ 2 لاکھ کی رقم ان غیر ملکی قرضہ جات کے سود کے بقایا جات ادا کرنے کے لیے مطلوب تھی ۔ جن کے لیے وفاقی حکومت نے اس سال بقایا درج کیا ۔ اس کے علاوہ 26 لاکھ روپے سٹیٹ بنک آف پاکستان سے زائد عارضی قرضوں پر سود میں اضافہ کے لیے درکار ہیں ۔ اس مد کے تحت دوسری چھوٹی چھوٹی مدات کی مالیت 5 لاکھ روپے ہے ۔

10 ۔ 6 کروڑ 97 لاکھ روپے کی ایک زائد رقم "میونسپل کمیٹیوں کے لیے قرضہ جات وغیرہ" کی مد کے تحت مطلوب ہے ۔ اس رقم میں سے 72 لاکھ

روپے کی رقم گرانٹ کے اندر بچت میں سے پوری کی جائے گی اور 6 کروڑ 25 لاکھ روپے کا ایک ضمنی مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے ۔ زائد مطالبات میں 6 کروڑ 20 لاکھ روپے کی ایک رقم گذشتہ مالی سال کے اختتام پر لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کو ادا کی جانے والی پیشگی رقم کو منضبط بنانے اور 75 لاکھ روپے کی ایک اور رقم سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں کاشت کاروں کو دیے گئے خاص تقاوی قرضوں کے لیے اور 2 لاکھ روپے کی رقم جہلم واٹر سپلائی سکیم کے مرحلہ دوم کی تکمیل کے لیے مطلوب ہے ۔

11 ۔ 8 کروڑ 20 لاکھ روپے کی مزید رقم "آبپاشی ، نیوی گیشن ، پشتے بنانے ، نکاس آب سے متعلق تعمیرات کی مد 68" کے تحت سیلاب سے ہونے والے نقصانات کی تلافی اور بعض ضروری حفاظتی تعمیرات کے سلسلے میں محکمہ آبپاشی کے لیے درکار ہے ۔ اس میں سے 5 کروڑ 38 لاکھ روپے کی ایک رقم گرانٹ کے اندر بچتوں میں سے پوری کی جائے گی ۔ 2 کروڑ 82 لاکھ روپے کے ضمنی مطالبہ' زر میں سیلابوں کے بحالیاتی اور حفاظتی کاموں کو مالی امداد دینے کے لیے محکمہ' آبپاشی کو دی جانے والی گرانٹ سے منتقل کردہ 2 کروڑ 41 لاکھ روپے کی یکمشت رقم بھی شامل ہے اور اصل زائد خرچ صرف 41 لاکھ روپے ہے ۔

12 ۔ 6 کروڑ 79 لاکھ روپے کی ایک اور رقم مد "63 ۔ پی ۔ ڈیویلپمنٹ" کے تحت مطلوب ہے ۔ اس میں 4 کروڑ 22 لاکھ روپے کی رقم گرانٹ کے اندر بچت میں سے پوری کی جائے گی اور 2 کروڑ 57 لاکھ روپے کا ایک ضمنی مطالبہ' زر پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس مد کے تحت اضافی مطالبہ' زر میں گذشتہ سال لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کو پیشگی دی گئی رقم کو منضبط کرنے کے لیے 5 کروڑ 80 لاکھ روپے کی رقم شامل ہے ۔ 48 لاکھ روپے کی ایک اور اضافی گرانٹ لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کو گلبرگ روڈ پر شیر پاؤ پل اور ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نے مذکورہ اتھارٹی کو منتقل کی گئیں سڑکوں کے کچھ دیگر

منصوبہ جات کی تکمیل کے لیے ادا کی گئی ہے ۔ اس مد کے تحت دیگر چھوٹی چھوٹی مدات 51 لاکھ روپے کی مالیت کی ہیں ۔

13 ۔ ایک کروڑ 73 لاکھ روپے کا ایک ضمنی مطالبہ زر وفاقی حکومت سے لیے گئے قرضوں کی ادائیگی کے لیے پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس مطالبہ زر کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ وفاقی حکومت نے گذشتہ چار سال میں قسطیں وصول نہیں کیں تھیں جو کہ اس سال یکمشت ادا کی جا رہی ہیں ۔

14 ۔ دیگر متفرق مدات کے لیے جو زائد رقوم مانگی جا رہی ہیں ۔ ان کی مالیت 4 کروڑ 23 لاکھ روپے بنتی ہے۔ ہر مد پیش کرنے کی مفصل وجوہات ضمنی بجٹ میں شامل کر دی گئیں ہیں ۔

15 ۔ جناب سپیکر ۔

آخر میں مختصراً عرض ہے کہ میں نے جو 143 کروڑ 64 لاکھ روپے کا ضمنی بجٹ اس ایوان کی خدمت میں پیش کیا ہے اس میں 121 کروڑ 52 لاکھ روپے کے مطالبات زر صرف آئینی تقاضے کے تحت پیش کیے گئے ہیں اور سرکاری خزانے سے فی الواقع خرچ صرف 22 کروڑ 12 لاکھ روپے ہوگا ۔ اور اس رقم کے مطالبہ جات سالانہ بجٹ کے تخمینہ جات کا صرف 4.6 فیصد ہیں ۔ یہ انتہائی معمولی زائد خرچ صوبائی انتظامی اخراجات پر مسلسل اور مکمل محاسبہ کی وجہ وجہ سے ہوا اور صرف انہی سکیموں یا خدمات پر خرچ ہوا جو کہ اشد ضروری تھیں ۔

16 ۔ جناب والا ۔

اب میں ضمنی بجٹ برائے سال 76 ۔ 1975ء پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : Before the House is adjourned, I inform the House that I have directed the office to prepare the programme in such a way so that all the Thursdays that are going to be occupied by the Budget may be made available to the members on the days after the Budget is passed.

Chaudhri Talib Hussain : Thank you Sir. This was my objection.

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall reassemble tomorrow at 9.00 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 10 جون 1976ء بروز جمعرات 9 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوگیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

جمعرات ۔ 10 جون 1976ء

(پنجشنبہ ۔ 11 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ أَنْ يُّحْشَرُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا أَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝

پ ۷ ۔ من ۶ رکوع ۱۲ آیات ۵۱ تا ۵۳

اور جو لوگ خوف رکھتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر کئے جائیں گے اور جانتے ہیں ۔ کہ میرے سوا انکا تو اُن کا کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنیوالا ان کو اس قرآن کے ذریعے سے نصیحت کرو تاکہ پرہیزگار بنیں اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں ۔ اور اس کی ذات کے طالب ہیں ۔ اُن کو اپنے پاس سے مت نکالو ان کے حساب (اعمال) کی جوابدہی تم پر کچھ نہیں اور تمہارے حساب کی جوابدہی ان پر کچھ نہیں پس (یہ دیکھ کر) اگر ان کو نکالو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے اور اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض سے آزمائش کی ہے کہ جو دولتمند ہیں وہ غریبوں کی نسبت کہتے ہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم میں سے فضل کیا ہے ۔ (خدا فرماتا ہے) کیا خدا شکر کرنیوالوں سے واقف نہیں

وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا الْبَلَاغُ

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 77-1976ء

منشر سپیکر ۔ اب وزیر خزانہ میزانیہ بابت 77 ۔ 1976ء پیش کریں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الراجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر ۔

1 ۔ مالی سال 77 ۔ 1976ء کا سالانہ بجٹ جو آج معزز ایوان کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس کا حقیقت پسندانہ جائزہ لینے کے لیے ضروری ہے کہ اسے صحیح پس منظر میں دیکھا اور پرکھا جائے ۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

(نعرہ ہائے تحسین)

برصغیر ہند و پاک کا جنگ پلاسی سے لے کر پاکستان کے یوم آزادی تک ، استعمار اور سامراج نے بری طرح استحصال کیا اور ہماری معیشت کو نہایت ہی خستہ حال اور عوام کو مفلوک الحال کر دیا ۔ بقول علامہ اقبال

دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
دارو کوئی سوچ ان کی پریشان نظری کا

اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ پاکستان بننے کے بعد اقتصادی ترقی کی حکمت عملی جس کے تحت دوسرے ، تیسرے اور چوتھے پنچسالہ منصوبوں کا آغاز کیا گیا ۔ اس مفروضے پر مبنی تھی کہ پیداوار میں اضافہ بجائے خود تمام معاشی اور معاشرتی مشکلات کا علاج ہے اور اس سے ہی عوام کی انفرادی حقیقی آمدنی میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے ۔ یہی نہیں ، بلکہ اقتصادی ترقی کے میدان میں قیادت بھی عملاً نجی شعبے کو تفویض کر دی گئی تھی چنانچہ اس زمانے کی حکومت اور سرمایہ داروں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے درمیان افہام و تفہیم سے ایک

ایسا نظام وجود میں آیا جو معاشرتی ناانصافی کی بنیاد پر فروغ پاتا رہا اور جس سے علاقائی اور طبقاتی اختلافات بھی ابھرتے رہے اور عوامی فلاح و بہبود کو یکسر نظر انداز کیا گیا نتیجتاً قومی معیشت پر سرمایہ داروں کا قبضہ ہو گیا اور مزدور اور کسان کے معاشی اور معاشرتی حالات بد سے بدتر ہوتے گئے ۔

قصاص خون تمنا کا مانگیے کس سے
گنہگار ہے کون اور خون بہا کیا ہے

مولانا حالی نے فرمایا ہے کہ ۔

حدیث درد دل آویز داستانی ہست ذوق بیش دہد چون درار ترگردد

یعنی استحصال کی داستان جتنی بھی بیان کی جائے اتنی ہی دلگذار ہے ۔ لیکن میں اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اس کے تدارک کی جانب بڑھتا ہوں ۔

بس چہ باید کرد اے اقوام شرق باز روشن می شود ایام شرق
در ضمیرش انقلاب آمد پدید شب گذشت و آفتاب آمد پدید

(نعرہ ہائے تحسین)

ایسے دگرگوں حالات میں وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کی سالمیت اور حاکمیت کا دفاع کرنے اور پاکستان میں استحصال سے پاک معاشی اور معاشرتی نظام قائم کرنے کے لیے کمربستہ قوم کے مقدر کا ستارہ بن کر عوامی امنگوں کا ترجمان بن کر اور علامہ اقبال کا انقلابی آفتاب بن کر پاکستان کے افق پر نمودار ہوئے اور اسلامی سوشلزم کا انقلابی منشور نافذ کرنے کے لیے بنیادی اور دوررس نتائج کی حامل اصلاحات کا آغاز کیا اور پہلی بار عوام کی شرکت سے ترقیاتی منصوبے تیار کیے گئے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جہاں تازہ کی ، افکار تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

اقتصادی اصلاحات کے ذریعے بھاری اور اہم صنعتوں کو اور بنکوں کو قومی ملکیت میں لے کر قومی معیشت کو عوامی مقاصد کے تحت چلانے کے لیے راہ ہموار کی ۔ انقلابی زرعی اور مالیہ کی اصلاحات کے ذریعے مزارعین کو با عزت زندگی بخشی اور چھوٹے کاشتکاروں کو مالیہ کی ادائیگی سے مستثنیٰ کیا ۔ بقول علامہ اقبال :

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
بادشاہوں کی نہیں ، اللہ کی ہے یہ زمیں
(نعرہ ہائے تحسین)

مزدوروں کو ملازمت کا تحفظ ، معقول تنخواہ ، مناسب الاؤنس اور حد یہ کہ پنشن کا حق دیا ۔ میٹرک تک تعلیم مفت کی اور ہزار ہا استحصال شدہ اساتذہ کی خدمات کو حکومت کے تحت لے کر انہیں مناسب تنخواہ وغیرہ کا حقدیا اور عوام کو بروقت انصاف فراہم کرنے کے لیے قانونی اصلاحات نافذ کیں ۔ گویا کہ عوامی فلاح و بہبود کو ہی معاشی ترقی کا منتہائے مقصود بنایا 77 - 1976 کے بجٹ میں کیے گئے مالی اقدامات کو انہی اصلاحات کو مزید آگے بڑھانے اور مستحکم کرنے کی جانب ایک اور مثبت اور ٹھوس قدم شمار کرنا چاہیے اور اسی پس منظر میں اس بجٹ کا جائزہ لینا چاہیے ۔

2 ۔ جناب والا ۔ اب میں پہلے 76 - 1975ء کے دوران صوبے کی مالی حالات کا مختصر جائزہ اور بعد میں 77 - 1976ء کے لیے تجاویز پیش کروں گا ۔

3 ۔ 76 - 1975ء کا پورا سال مسلسل مالی مشکلات کا سال ثابت ہوا ہے جب سال رواں کا بجٹ ایوان میں پیش کیا گیا تھا تو اندازہ لگایا گیا تھا کہ صوبے کے غیر ترقیاتی بجٹ میں ایک کروڑ 20 لاکھ کی فاضل رقم ہوگی جسے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں لگایا جا سکے گا لیکن سال کے شروع ہی میں یہ بات عیاں ہو گئی کہ نہ صرف ترقیاتی پروگرام میں سرمایہ کاری کے لیے کوئی رقم نہیں بچے گی بلکہ صوبے کو غیر ترقیاتی بجٹ میں خاصے خسارے کا سامنا کرنا پڑے گا یہ صورت حال چند ایسے امور کے باعث پیدا ہوئی جو 76 - 1975ء کے صوبائی بجٹ کو آخری شکل دینے کے بعد ظہور میں آئے ۔ فاضل وفاقی وزیر خزانہ نے 76 - 1975ء کا بجٹ پیش کرتے وقت اپنی تقریر میں اعلان کیا تھا کہ گریجوایٹ انجینئروں اور کالج کے لیکچراروں کو پانچ پیشگی اضافے دینے کے علاوہ سرکاری ملازمین کے بعض الاؤنسوں میں اضافہ کیا جائے گا ہم نے بھی اپنے لیکچراروں ، انجینئروں اور دیگر ملازمین کو یہی مراعات دینے کا فیصلہ کیا جس کے نتیجے میں حکومت پنجاب پر تقریباً تین کروڑ روپے کا زائد بار پڑ گیا صوبوں کو وفاقی حکومت سے ملنے والے قرضوں اور سرکاری ملازمین کے جنرل پراویڈنٹ فنڈ کے بقایاجات پر سود کی شرح پہلے عارضی طور پر مقرر کی جاتی ہے

اور حتمی طور پر اس کا تعین آگے چل کر دوران سال میں وفاقی حکومت کی مستعار لینے کی اوسط شرح کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ 74 - 1973ء تک وفاقی حکومت کے قرضوں اور 74 - 1973ء تک جنرل پراویڈنٹ فنڈ کے بقایاجات پر سود کی قطعی شرحوں کا تعین ستمبر 1975ء میں کیا گیا۔ سود کی یہ شرحیں عارضی شرحوں سے زیادہ تھیں جس کے نتیجے میں ہمیں 5 کروڑ 26 لاکھ روپے کا زائد مالی بار برداشت کرنا پڑا۔ باوجود یہ کہ وفاقی حکومت نے سال 74 - 1973ء کے لیے وفاقی قرضہ جات پر سود کی زائد رقم معاف کر دی تھی۔ سال رواں کے بجٹ کو مرتب کرتے وقت شکر کی سرکاری خرید و فروخت میں منافع کے طور پر 10 کروڑ روپے کی رقم شامل کی گئی تھی اور یہ تخمینہ شکر کی اس وقت کی قیمت اور اس حصول کی صورت حال پر مبنی تھا 7 جون 1975 سے شکر پر مرکزی ایکسائز ڈیوٹی میں 7 روپے 80 پیسے فی من کے حساب سے اضافہ کر دیا گیا۔ پھر یکم نومبر 1975ء سے شکر کی کارخانے پر قیمت (Ex-Factory-Price) میں 10 روپے فی من کا اضافہ ہو گیا اور چونکہ یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ صارفین کو زیر بار آنے سے بچانے کے لیے شکر کی قیمت فروخت میں اضافہ نہ کیا جائے اس لیے شکر کی کارخانے سے اجرا پر قیمت میں اضافے کے باعث سرکاری منافع میں 8 کروڑ 66 لاکھ روپے کی کمی ہو گئی۔ جہاں سرکاری اراضی دستیاب نہ تھی وہاں غیر مالک دیہی خاندانوں میں 5 مرلے کے پلاٹ تقسیم کرنے کی غرض سے اراضی حاصل کرنے کے لیے 2 کروڑ روپے کی رقم منظور کی گئی جس کی بجٹ میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی تھی۔ اس کے علاوہ کپاس کی فصل توقعات کے مطابق پیدا نہ ہوئی جس کے نتیجے میں کپاس کی وصولیاتی فیس میں تقریباً 2 کروڑ روپے کی کمی ہو گئی۔ اس طرح بجٹ کی منظوری کے بعد پیش آنے والے ان امور کے باعث بجٹ میں 20 کروڑ روپے کا خسارہ پیدا ہو گیا۔

4۔ اس مشکل صورت حال کے پیش نظر اور سرکاری اخراجات (Public Liabilities) اور دستیاب وسائل (Resources Available) میں توازن قائم رکھنے کے لیے حکومت نے خسارے کو پورا کرنے کا تہیہ کیا اور تمام انتظامی ایجنسیوں کو ہدایت کر دی گئی کہ وہ اپنے اخراجات پر سختی سے کنٹرول کریں اور بجٹ میں مذکور وصولیات اور سرکاری واجبات کے بقایا

جات کے مکمل حصول کے لیے تمام ضروری اقدام کریں ۔ وصولیات کی رفتار پر مسلسل نظر رکھی گئی اور محکمہ خزانہ نے جہاں ضروری سمجھا وہاں مناسب اقدام کے لیے وقتاً فوقتاً متعلقہ محکموں کو ہدایات اور رعائت دی ۔ بورڈ آف ریونیو کو مختلف اضلاع میں آبیانے اور مالیے کے بقایاجات کی بڑی بڑی رقوم کی وصولی کے لیے خصوصی عملے کی منظوری دی ۔ محکمہ ایکسائز کے نظارتی عملے (Inspectorate Staff) کے لیے موٹر سائیکلوں کی اور صوبے کے بڑے بڑے شہروں میں تفریحی محصول اور محصول جائداد کی وصولیوں کی مسلسل نگرانی کے لیے زائد عملے کی منظوری دی گئی محکمہ آبکاری کو رواں مالی سال کی وصولی محصولیات میں اعلیٰ کارکردگی کے عوض انعامات دینے کے لیے 50 ہزار روپے کی بھی منظوری دی گئی ہے ۔ محکمہ خزانہ نے زائد المیزانیہ (Extra Budgetary) اخراجات کی منظوری شازو نادر دی اور وہ بھی پورے محاسبے کے بعد ۔ وسائل کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش میں وفاقی حکومت کی جانب سے قابل تقسیم وفاقی محصولات (Federal Divisible Taxes) میں ہمارے حصے میں اضافے کے باعث 10 کروڑ روپے کی امداد حاصل ہو گئی ۔ نتیجتاً ہم نے رواں مالی سال کے نظرثانی شدہ تخمینہ جات کو غیر ترقیاتی بجٹ میں 7 لاکھ روپے کی پرانے نام زائد رقم سے متوازن کر لیا ہے تاہم اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم نے بجٹ کو متوازن کرنے کی کوشش میں کسی ضروری پروگرام کے لیے مطلوبہ رقم نہیں دی ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ انتظامی محکموں کی طرف سے زائد رقم کے لیے تمام معقول مطالبات کو بچتوں کی از سرنو مدبندی (Reappropriation) یا اضافی منظوریوں (Supplementary Grants) سے کما حقہ پورا کیا گیا اس لیے کہ شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ :

دل دوستاں جمع بہتر کہ گنج خزینہ تہی بہ کہ مردم بہ رنج

یعنی عوام کی خاطر خزانہ بھی خالی کر دینا چاہیے ۔ میں بعد میں اس موضوع کی جانب رجوع کروں گا ۔

5 ۔ صوبے کے وصولیات محاصل عمومی (General Revenue Receipt) کا تخمینہ پہلے 287 کروڑ 53 لاکھ روپے لگایا گیا تھا ۔ اب ہم نے اس کا تخمینہ 303 کروڑ 25 لاکھ روپے لگایا ہے اس سے ابتدائی تخمینہ جات پر 15 کروڑ 72 لاکھ روپے کا اضافہ ظاہر ہوتا ہے دراصل وصولیات میں اضافہ 30 کروڑ 67

لاکھ روپے ہے ۔ لیکن ایک تو شکر کے منافع اور کپاس کی وصولیات میں 10 کروڑ 66 لاکھ روپے کی کمی ہوئی اور دوسرے بجلی کے بلوں کے ساتھ وصول ہونے والے محصول کو صوبائی حکومت کے کھاتہ میں منتقل نہ کرنے کے باعث 4 کروڑ 29 لاکھ کی کمی واقع ہو گئی ۔ اس طرح وصولیات میں 30 کروڑ 67 لاکھ روپے کا اضافہ کم ہو کر 15 کروڑ 72 لاکھ روپے رہ گیا 30 کروڑ 67 لاکھ روپے کے اس اضافے میں وہ زائد رقم بھی شامل ہے جو ہمارے حصے میں آنے والے قابل تقسیم وفاقی محصولات اور صوبوں کو منتقل ہونے والے وفاقی حکومت کے دیگر محصولات میں اضافے کے باعث ہمیں ملی ہے ۔ اس میں 3 کروڑ 83 لاکھ روپے کی رقم وفاقی حکومت کی جانب سے امدادی تدابیر برائے سیلاب کے ضمن میں اور صوبائی حکومت کی جانب سے 1974ء میں منعقد ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس پر خرچ کی جانے والی رقم نیز وفاقی حکومت کے اہم ترین شاہراہوں کے منصوبوں اور بلدیہ راولپنڈی کے ضروری پروگراموں کی تکمیل پر صرف کی جانے والی رقم کے ایک حصے کی باز ادائیگی (Reimbursement) کے طور پر شامل ہے ۔ وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے 5 کروڑ روپے کی ایک خصوصی ناقابل سوخت (Non-Lapsable) گرانٹ کی منظوری دی ہے جسے مالی سال رواں کے دوران صوبے بھر کی میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں میں ان کے ترجیحی منصوبوں کے لیے تقسیم کیا جائے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس رقم کو بھی وصولیات محاصل عمومی میں دکھایا گیا ہے ۔ 11 کروڑ 45 لاکھ روپے کا باقی ماندہ اضافہ صوبائی حکومت کے زیر تحویل محاصل کی آمدنی میں ہوا ہے ۔ یہ اضافہ محاصل وصول کرنے والی تمام ایجنسیوں کی حکومت کے واجبات وصول کرنے کی مربوط اور ان تھک کوششوں کی بدولت ہوا ہے اور یہ اضافہ حکومت کی وسائل جوئی کی مہم کی کامیابی کا آئینہ دار ہے ۔

6 ۔ صوبائی حکومت کے غیر ترقیاتی اخراجات محاصل بجٹ کے تخمینوں میں 289 کروڑ 52 لاکھ روپے تھے جو رواں مالی سال کے نظرثانی شدہ تخمینوں میں بڑھ کر 303 کروڑ 16 لاکھ روپے ہو گئے ہیں ۔ 13 کروڑ 64 لاکھ روپے کا یہ اضافہ بجٹ کے مجموعی تخمینے کے 5 فیصد سے کم ہے ۔ غیر ترقیاتی اخراجات کے تخمینوں میں کل اضافہ 20 کروڑ 41 لاکھ روپے ہے جسے مختلف مدات کے

تحت 6 کروڑ 77 لاکھ روپے کی بچت سے جزواً پورا کیا گیا ہے ۔ وفاقی قرضوں اور جنرل پراویڈنٹ فنڈ کے بقایا جات وغیرہ پر شرح سود بڑھ جانے سے ادائے قرض کے سلسلے میں ہماری ذمہ داری میں جو اضافہ ہوا ہے وہ 7 کروڑ 50 لاکھ بنتا ہے 8 کروڑ 58 لاکھ روپے کی دوسری رقم خصوصی گرانٹوں کے طور پر صوبے کی مختلف میونسپل کارپوریشنوں اور کمیٹیوں کو ادا کی گئی ہے یہ رقم وفاقی حکومت سے نقد امداد کی صورت میں وصول ہوئی ہے ۔ ان دو مدات سے قطع نظر حسابات محاصل پر مشمولہ بجٹ کے غیر ترقیاتی اخراجات میں اضافہ صرف 4 کروڑ 13 لاکھ روپے ہوگا ۔ جو بجٹ کے مجموعی تخمینے کا 1.5 فیصد ہے جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے ۔ اس اضافی خرچ کو اتنی قلیل رقم تک محدود رکھنے میں یہ نمایاں کامیابی حکومت کی اس کاوش کا نتیجہ ہے جو وہ غیر ترقیاتی انتظامی اخراجات پر مسلسل اور مکمل محاسبہ رکھنے کے لیے سال بھر کرتی رہی ہے ۔ اس سلسلے میں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ قانونی اصلاحات کے ضمن میں کثیر خصوصی اختصاصات (Allocations) کیے گئے ۔ چنانچہ مقدمات کے جلد تصفیے اور انصاف کے جلد حصول کے لیے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن جج کی 10 سول جج کی 50 اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کی 2 اسامیوں کی گنجائش رکھی گئی ۔ آئندہ سال کے بجٹ میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن جج کی مزید 10 ، اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کی مزید 2 اسامیوں کی گنجائش رکھی جا رہی ہے ۔ مزید براں پراسیکیوشن کے شعبے میں ایڈیشنل پبلک پراسیکیوٹر کی 10 پراسیکیوٹنگ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی 5 پراسیکیوٹنگ انسپکٹر کی 57 اور پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر کی 126 اسامیوں کے علاوہ دیگر ماتحت عملے کی 532 اسامیوں کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے ۔

حکومت کی انتہائی کوشش ہے کہ سرکاری زبان کی حیثیت سے اردو جلد از جلد انگریزی کی جگہ لے لے اس لیے 275 اردو مختصر نویس (Stenographer) اور 103 اردو ٹائپسٹ تربیت حاصل کر چکے ہیں ۔ حکومت کے تربیتی پروگرام کے تحت مزید افراد تربیت پا رہے ہیں ۔ 75 - 1974ء میں 444 اردو ٹائپ رائٹرز خریدے اور مختلف سرکاری محکموں میں تقسیم کر دیے گئے ۔ اسی غرض سے سال رواں میں بھی 261 اردو ٹائپ رائٹر خریدے جا رہے ہیں ۔ دفتری اصطلاحات کی ایک جامع انگریزی ۔ اردو لغت شائع ہو رہی ہے جو صوبے کی تمام عدالتوں اور سرکاری محکموں میں بلا قیمت تقسیم کی جائے گی ۔

(تعرہ ہائے تحسین) ۔

7 ۔ جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے غیر ترقیاتی اخراجات کے نہایت ضروری کنٹرول کی اہمیت کے باوجود ، انتظامی محکموں کی تمام معقول ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مناسب رقوم مہیا کی گئی تھیں ۔ بعض زائد مطالبات بجٹ میں منظور شدہ تخمینوں میں تسویہ (Adjustment) سے پورے کر لیے گئے اور بعض کے لیے ضمنی مطالبات پیش کیے گئے ہیں ۔ اہم ترین مد جس کے لیے 2 کروڑ روپے کی زائد المیزانیہ رقم مخصوص کی گئی ہے ، دیہی علاقوں میں بے زمین خاندانوں کے لیے رہائشی پلاٹ مہیا کرنے کی غرض سے حصول اراضی کے لیے ہے ۔ یہ اخراجات عوامی حکومت کے کیے ہوئے اس وعدے کو اطمینان بخش طریق سے پورا کرنے کے لیے ضروری تھے جو دیہات میں زندگی بسر کرنے والے غریب طبقے سے کیا گیا تھا ۔ اس رقم سے حاصل شدہ زمین اس 13,756 ایکڑ سرکاری زمین کے علاوہ ہے جو "5 مرلہ سکیم" کے نام سے دیہی علاقوں کے بے زمین خاندانوں میں پیشتر ازیں تقسیم کی جا چکی ہے ۔ انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی (IDA) کے قرضے کے تحت وصول ہونے والی زرعی مشینری اور فالتو پرزوں کی درآمد سے متعلقہ اخراجات (Clearing Charges) کی ادائیگی کے لیے 1 کروڑ 16 لاکھ روپے کی زائد المیزانیہ رقم منظور کی گئی تھی ۔ اس سے بلڈوزروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوگا ۔ جو زیر کاشت رقبے میں بھی اضافے کا باعث ہوں گے ۔ 41 لاکھ روپے کی ایک اور زائد المیزانیہ رقم 300 مزید تھریشرز (Threshers) خریدنے کے لیے منظور کی گئی جو کسانوں کو گندم کی فصل سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لیے کرائے پر دیے جا رہے ہیں ۔ 89 لاکھ روپے کی ایک زائد المیزانیہ رقم سیلاب زدہ علاقوں میں امدادی تدابیر کے لیے منظور کی گئی تھی ۔ یہ رقم وزیر اعظم کے سیلاب کے امدادی فنڈ سے بطور خصوصی عطیہ وصول ہوئی تھی ۔ ایک اور زائد المیزانیہ رقم منظور کی گئی تھی جس میں 62 لاکھ روپے مجموعی طور پر یونیورسٹیوں کے لیے 44 لاکھ روپے کی رقم پرائمری ، مڈل اور ہائی سکولوں میں زرعی فی کورسز شروع کرنے کے سلسلے میں 36 لاکھ روپے کی رقم ادویات خریدنے کے لیے اور 23 لاکھ روپے کی رقم محکمہ صحت کے لیے بجٹ میں مختص رقم کے علاوہ صحت کے بڑے بڑے اداروں کی اشد ضروریات کو پورا کرنے کے لیے شامل کی گئی تھی ۔

8 ۔ وصولیات محاصل کے ترمیم شدہ تخمینے میں غیر ترقیاتی اخراجات کے بعد 9 لاکھ روپے کی معمولی سی بچت ہوئی ہے ۔ اس کے برعکس محاصل سرمایہ (Net Capital Receipts) میں 4 کروڑ 88 لاکھ روپے کا خسارہ ہے ، جسے 4 کروڑ 86 لاکھ روپے کی سرکاری حساب (Public Account Transaction) میں واصل باقی رقم سے پورا کیا گیا ہے ۔ اس طرح غیر ترقیاتی بجٹ میں کل بچت 7 لاکھ روپے کی ہے جو سالانہ ترقیاتی پروگرام کی سرمایہ کاری کے لیے دستیاب ہو گی ۔ میں 77 - 1976ء کی غیر ترقیاتی بجٹ میں پیش کی گئی تجاویز کو بیان کرنے کے بعد اس پر تفصیلاً بحث کروں گا ۔

9 ۔ اگلے مالی سال کے لیے عام وصولیات محاصل کا تخمینہ 338 کروڑ 57 لاکھ روپے ہے جو موجودہ مالی سال کے ترمیم شدہ تخمینہ جات کے مقابلے میں 35 کروڑ 32 لاکھ روپے کا اضافہ ظاہر کرتا ہے ۔ یہ 43 کروڑ 27 لاکھ روپے کے مجموعی اضافے کا نتیجہ ہے جو کہ وصولیات متفرق (Miscellaneous Receipts) میں 7 کروڑ 95 لاکھ روپے کے خسارے کے باعث پیش آیا ہے کیونکہ اس مد کے تحت ترمیم شدہ تخمینے میں وفاقی حکومت کی لا متوالی (Non-Recurring) خصوصی گرانٹیں اور سابقہ سالوں کے سرکاری تجارتی منافع کے ایسے واجبات شامل ہیں جن کا ذکر اگلے سال کی وصولیات میں نہیں آتا ۔ نمایاں اضافہ ہمارے حصے میں آنے والے وفاقی وصول شدہ قابل تقسیم محصولات اور صوبوں کو منتقل ہونے والے وفاقی حکومت کے دوسرے وصول شدہ محصولات میں ہوا ہے ۔ یہ اضافہ 16 کروڑ 54 لاکھ روپے کا ہے ۔ دوسرا نمایاں اضافہ صوبائی وصولیات محصول میں ہوا ہے جس میں 8 کروڑ روپے کی رقم واجبات برق کے طور پر شامل ہے جو 1974ء سے صوبائی حکومت کے خزانے میں جمع نہیں کرائی گئی تھی ۔ اگلے مالی سال کی عام وصولیات محاصل میں 6 کروڑ 72 لاکھ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہے جو صوبائی حکومت نے مغربی پاکستان رینجرز لیز فروری 1974ء میں منعقد اسلامی سربراہی کانفرنس اور وفاقی حکومت کی طرف اہم سڑکوں پر خرچ کی ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان کی انقلابی اور تاریخ ساز اصلاحات مالیہ کے تحت تقریباً 80 فیصد کاشتکاروں کو مالیے اور متعلقہ محاصل سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس طرح ہمارے چھوٹے زمیندار نہ صرف صدیوں پرانے بوجھ

سے آزاد ہوئے بلکہ ان کی نفسیاتی اور مادی اعانت بھی ہوئی ۔ اس بناء پر حکومت کو آئندہ مالی سال میں تقریباً 2 کروڑ 76 لاکھ روپے کی رقم سے دستبردار ہونا پڑے گا ۔ بصورت دیگر صوبائی وصولیات میں 35 کروڑ 32 لاکھ روپے سے بھی زیادہ اضافہ ہوتا ۔

10 ۔ آئندہ مالی سال کے لیے غیر ترقیاتی مالی اخراجات کا تخمینہ 345 کروڑ 70 لاکھ روپے لگایا گیا ہے یہ رواں مالی سال کے نظرثانی شدہ تخمینہ جات پر 48 کروڑ 84 لاکھ روپے کا مجموعی اضافہ ظاہر کرتا ہے ۔ متفرق اخراجات میں 6 کروڑ 30 لاکھ روپے کی کمی واقع ہوئی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے صوبے بھر کی میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کے لیے موصولہ نقد امداد کے سلسلے میں جو لا متوالی (Non-Recurring) رقوم سال رواں کے بجٹ میں مختص کی گئی تھیں ان کی گنجائش آئندہ سال کے بجٹ میں نہیں رکھی گئی ۔ وہ بڑی مدات جن کے باعث 48 کروڑ 84 لاکھ روپے اضافہ ہوا ہے حسب ذیل ہیں :-

تعلیم (17 کروڑ 4 لاکھ روپے) سودی واجبات(16 کروڑ 35 لاکھ روپے) اخراجات آبپاشی(3 کروڑ 82 لاکھ روپے) گندم کے لیے امدادی رقم (subsidy) (2 کروڑ 62 لاکھ روپے) اور صحت (2 کروڑ 61 لاکھ روپے) آئندہ مالی سال کے لیے مختص کردہ رقوم حسب سابق حکومت کے اس احساس کی آئینہ دار ہیں کہ اس وقت تک کسی ترقی کا امکان نہیں جب تک ہمارے عوام کی صلاحیتوں کو پورا طرح بروئے کار لانے کے لیے انہیں تعلیمی استعداد اور فنی مہارت بہم پہنچانے کی پر ممکن سعی نہ کی جائے ۔ یہی وجہ ہے کہ غیر ترقیاتی بجٹ میں سب سے زیادہ رقم محکمہ تعلیم کے لیے مختص کی گئی ہے ۔ جو 94 کروڑ 70 لاکھ روپے ہے ۔ (ثمرہ ہائے تحسین) جس میں رواں مالی سال کے نظرثانی شدہ تخمینہ جات پر 22 فیصد کا اضافہ ہوا ہے ۔ آئندہ مالی سال کے میزانیے میں محکمہ صحت کے لیے 17 کروڑ 21 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو سال رواں کے لیے مختص رقم یعنی 14 کروڑ 60 لاکھ روپے سے 18 فیصد زیادہ ہے ۔

11 ۔ افراط زر نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے ۔ حکومت کی ہمیشہ پالیسی رہی ہے کہ کم آمدنی والے افراد حتی الامکان اس افراط زر کے

اثرات سے محفوظ رہیں ۔ اس پالیسی کے تحت حکومت گندم کے آٹے کو رعایتی قیمت (Subsidy) پر تقسیم کرنے کے لیے خطیر رقم صرف کر رہی ہے ۔ چونکہ کم آمدنی والے خاندان کے بجٹ میں آٹا اشیائے صرف میں سب سے زیادہ اہم مد ہے لہذا عام آدمی کے لیے یہ رعایت کافی اعانت کا باعث ثابت ہوئی ہے اس رعایت پر آئندہ مالی سال کے دوران اخراجات سال رواں کے 20 کروڑ 73 لاکھ روپے سے بڑھکر 23 کروڑ 35 لاکھ روپے ہو جائیں گے (نعرہ ہائے تحسین)

12 ۔ سول انتظامیہ (Civil Administration) پر اخراجات میں 7 کروڑ 60 لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے یہ رقم زیادہ تر قانون نافذ کرنے والے اداروں کو جدید طرز کے مطابق ڈھالنے پر صرف ہو گی اور اس کے لیے وفاقی حکومت سے خاص گرانٹ موصول ہوئی ہے ۔ غیر ترقیاتی مالی اخراجات میں 50 لاکھ روپے کی رقم بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کے صد سالہ یوم ولادت کی تقریبات میں ہمارے حصے کے طور پر رکھی گئی ہے اور 84 لاکھ روپے کی ایک اور رقم قصور اور وہاڑی کے نئے اضلاع کی تشکیل کے لیے مختص کی گئی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم آئندہ مالی سال سے سرکاری ملازمین کے یومیہ الاؤنس اور سفر خرچ پر بھی نظرثانی کر رہے ہیں ۔ تاکہ انہیں حالیہ سفری اخراجات سے ہم آہنگ کیا جا سکے ۔ اس سے غیر ترقیاتی مالی اخراجات میں 78 لاکھ روپے کا اضافہ ہوگا ۔ اس کے علاوہ چونکہ ہمارے ترقیاتی پروگرام سال بہ سال بڑھتے جا رہے ہیں ان میں سرمایہ کاری کے لیے وفاقی حکومت سے قرضے کی ضروریات بڑھتی جاتی ہیں ۔ اس سے ہماری ادائیگی قرضہ کے سلسلے میں ذمہداری میں بھی تیزی سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے ۔

13 ۔ جناب والا ۔ 5 مرلہ سکیم پر عملدرآمد کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے 77 - 1976ء کے بجٹ میں تقریباً 6,000 ایکڑ اراضی کے حصول کے لیے 3 کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جو بے زمین دیہی خاندانوں میں ایک لاکھ 92 ہزار پلاٹوں کی صورت میں تقسیم کی جائے گی مزید براں سرکاری دستیاب اراضی میں سے بھی پلاٹ تقسیم کیے جائیں گے ۔

14 ۔ جناب والا ۔ صوبے کے حسابات محاصل (Revenue Account) برائے 77 - 1976ء میں 7 کروڑ 13 لاکھ روپے کا خسارہ ہوا ہے تاہم محاصل سرمایہ (Net Capital Receipts) کا تخمینہ 4 کروڑ 20 لاکھ روپے لگایا گیا

ہے اور سرکاری حسابات عامہ کے لین دین (Public Account Transaction) میں واصل باقی 4 کروڑ 90 لاکھ روپے ہے ۔ لہذا صوبے کے غیر ترقیاتی بجٹ میں مجموعی طور پر 1 کروڑ 97 لاکھ روپے کی خالص بچت ہے جسے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی سرمایہ کاری کے لیے استعمال کیا جائے گا ۔

15 ۔ جناب والا ۔ اس مرحلے میں ایوان کی توجہ اس حقیقت کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگرچہ ہم نے اخراجات پر سخت محاسبہ رکھا ہے تاہم آئندہ مالی سال کے لیے غیر ترقیاتی مالی اخراجات کے تخمینے میں رواں مالی سال کے نظرثانی شدہ تخمینوں پر 14.03 فیصد کا اضافہ بنتا ہے جو ساجی بہبود کے محکموں کی ناگزیر ضروریات کے باعث ہے ۔ وصولیات محاصل عمومی (General Revenue Receipts) کے تخمینہ جات پر صرف 11.65 فیصد کا اضافہ ہوا ہے اور وہ اس صورت میں کہ 14 کروڑ 72 لاکھ روپے کی وہ خطیر رقم بھی اس میں شامل ہے ۔ جو بجلی کے ٹیکس اور وفاقی حکومت کی طرف سے کچھ واجب الادا رقوم کے بقایا جات پر مبنی ہے ۔ لہذا لازم ہے کہ آئندہ مالی سال کے دوران بھی ہم کفایت شعاری پر سختی سے کاربند رہیں ۔ اور سرکاری واجبات کی وصولی پوری مستعدی سے کریں ۔

16 ۔ جناب والا ۔ اب میں ترقیاتی پروگرام کی تفصیلات کی طرف آتا ہوں آپ کو یاد ہوگا کہ 76 - 1975ء کی بجٹ تقریر میں 207 کروڑ 68 لاکھ روپے کے مجموعی سالانہ ترقیاتی پروگرام کا اعلان کیا گیا تھا جبکہ سرمایہ کاری کے لیے وسائل صرف 181 کروڑ 95 لاکھ روپے کی حد تک دستیاب تھے جس میں ایک کروڑ 20 لاکھ روپے کی صوبائی رقم بھی شامل تھی ۔ کسی حد تک وسائل کی اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اس بجٹ میں آبیانے کی نئی یکساں شرحوں کے نفاذ کا اعلان کیا گیا ۔ جس سے تقریباً 7 کروڑ روپے کی زائد رقم وصول ہونے کی توقع تھی ۔ لیکن آبیانے کی یکساں شرح کے نفاذ کو جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان نے منظور نہ کیا کیونکہ اس کے تحت ایسی فصلوں پر بھی زیادہ آبیانے کا اطلاق ہوتا تھا جن سے زیادہ تر چھوٹے کاشتکاروں کی کفالت ہوتی ہے ۔ غیر ترقیاتی بجٹ میں ایک کروڑ 20 لاکھ روپے کی متوقع بچت بھی ان حالات کے باعث حاصل نہ ہو سکی جو بجٹ کی منظوری کے بعد رونما ہوئے اور جن کا ذکر پہلے کر چکا ہوں ۔

17 ۔ جناب والا ۔ ہمارے ترقیاتی پروگرام پر سیلاب کے باعث بھی خاصا بوجھ پڑا ۔ سیلاب کے تباہ کن اثرات کی تلافی اور اس سے بچاؤ کے کاموں پر خاصی بڑی رقم صرف کرنا پڑی چونکہ اس کی بجٹ میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی تھی لہذا اسے ان وسائل سے حاصل کیا گیا جنہیں دراصل ترقیاتی پروگرام کے لیے مختص کیا گیا تھا ۔ صرف محکمہ آبپاشی ہی کو 8 کروڑ 20 لاکھ روپے کی رقم بندوں اور پشتوں وغیرہ کی تعمیر اور مرمت پر صرف کرنا پڑی جس کی بجٹ میں گنجائش نہیں رکھی گئی تھی ۔ اس پروگرام کا بیشتر حصہ محکمہ آبپاشی کی دوسری سکیموں میں تسویہ (Readjustment) کرکے پورا کرنا پڑا ۔ اس مقصد کے لیے 2 کروڑ 41 لاکھ روپے کی رقم غیر ترقیاتی بجٹ میں محکمے کے لیے منظور شدہ گرانٹ برائے نگہداشت و مرمت سے منتقل کرنا پڑی تاکہ سیلاب سے بچاؤ کے لیے تعمیرات موسم برسات کے آغاز سے قبل مکمل ہو سکیں ۔

18 ۔ جناب والا ۔ ان مشکلات کے باوجود ہم اس سال 204 کروڑ 42 لاکھ روپے کا سالانہ ترقیاتی پروگرام مکمل کریں گے ۔ اس نظرثانی شدہ پروگرام میں لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کے منصوبے بھی شامل ہیں جنہیں گزشتہ مالی سال کے آخر میں دی گئی 12 کروڑ روپے کی رقم سے مکمل کیا جا رہا ہے اس طرح نظرثانی شدہ ترقیاتی پروگرام کے لیے 192 کروڑ 42 لاکھ روپے درکار ہیں ۔ جبکہ دستیاب وسائل 177 کروڑ 18 لاکھ روپے ہیں ۔ 15 کروڑ 24 لاکھ روپے کی کمی کو صوبے کے نقد بقایا (Cash Balance) کے استعمال سے پورا کیا جائے گا ۔

19 ۔ جناب والا ۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 77 - 1976ء کی حد 228 کروڑ 60 لاکھ روپے مقرر کی گئی ہے جس میں جاری منصوبوں کے لیے 183 کروڑ 44 لاکھ روپے نئے منصوبوں کے لیے 45 کروڑ 16 لاکھ روپے کی رقم شامل ہے اس سے قبل کہ میں سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 77 - 1976ء کی تفصیلات ایوان کے سامنے پیش کروں ۔ یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں رواں مالی سال کے زیر عمل 204 کروڑ روپے کے پروگرام پر 12 فیصد اضافہ ہے تاہم موجودہ وسائل کے پیش نظر سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 77 - 1976ء کے لیے کل 191 کروڑ 76 لاکھ روپے دستیاب ہوں گے جس میں ایک کروڑ 97 لاکھ روپے کی صوبائی رقم بھی شامل ہے ۔ اس طرح مجوزہ پروگرام اور

دستیاب وسائل میں 36 کروڑ 84 لاکھ روپے کا تفاوت ہے ۔ توقع ہے کہ مالی سال کے دوران زیر عمل منصوبوں میں کمی بیشی کے باعث یہ فرق کم ہو جائے گا ۔

20 ۔ جناب والا ۔ زراعت ہماری معیشت کا اہم ترین شعبہ ہے ۔ زرعی پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی کوشش میں حکومت کسانوں کو رعایتی قیمتوں (Subsidized Price) پر اعلیٰ قسم کے بیج اور کرم کش ادویات (Pesticides) وغیرہ فراہم کر رہی ہے ۔ سال رواں کے دوران اعلیٰ قسم کے بیجوں کو کم قیمت پر مہیا کرنے کے لیے 4 کروڑ 71 لاکھ روپے کی امدادی رقم (Subsidy) صرف کی گئی ۔ کرم کش ادویات کی قیمت پر 75 فی صد تک رعایت (Subsidy) دی جاتی ہے ۔ چنانچہ رواں سال کے دوران اس ضمن میں حکومت کے اخراجات 5 کروڑ 81 لاکھ روپے تھے ۔ گندم کے بیج پر رعایت (Subsidy) 77 ۔ 1976ء کے بجٹ میں اگرچہ صرف ایک کروڑ 25 لاکھ روپے رکھی گئی ہے کیونکہ آئندہ سال ہمارے اپنے ترقی دادہ دیسی بیجوں کی وافر مقدار میں فراہمی کے باعث ایسے بیجوں کی درآمد کی ضرورت نہیں رہے گی۔ جنہیں رعایتی قیمت پر مہیا کرنے کے لیے زیادہ امدادی رقم صرف کرنا پڑے ۔ اس کے برعکس 77 ۔ 1976ء کے دوران کرم کش ادویات پر رعایت (Subsidy) کی رقم 7 کروڑ 28 لاکھ روپے ہو جائے گی ۔ پرائیوٹ ڈیزل اور ٹربائن ٹیوب ویل، کھلے کنوئیں اور بارانی علاقوں میں آبپاشی کے بعض دیگر منصوبوں کے لیے بھی رعایت (Subsidy) فراہم کی جاتی ہے ۔ رواں مالی سال کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات میں ان تمام رعایتوں (Subsides) کے لیے مختص کردہ مجموعی رقم 12 کروڑ 24 لاکھ روپے ہے ۔ اور آئندہ سال میں اس شعبے کے لیے 12 کروڑ 81 لاکھ روپے ہے ۔ یہ رعایتیں وفاقی حکومت کی جانب سے کیمیاوی کھاد پر دی جانے والی کثیر رعایت کے علاوہ ہیں ۔ جیسا کہ ایوان کو معلوم ہے کہ حکومت گندم کے تقسیمی اخراجات کے علاوہ اس کی خرید و فروخت پر بھی رعایت دیتی ہے تاکہ کسان کو ایک طرف تو معقول منافع مل سکے اور دوسری طرف عوام کو افراط زر کے اثرات سے حتیٰ الامکان محفوظ رکھا جائے ۔ زرعی شعبے کے لیے 77 ۔ 1976ء کے بجٹ میں 41 کروڑ 42 لاکھ روپے کی کل مجوزہ رقم 76 ۔ 1975ء کے 33 کروڑ 16 لاکھ روپے کے نظر ثانی

شدہ تخمینہ جات پر 25 فی صد اضافہ ظاہر کرتی ہے ۔ سال رواں کے دوران جو عملی کام سر انجام دیے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ تحفظ اشجار کی سکیم کے تحت 40 لاکھ ایکڑ پر مشتمل مختلف فصلوں پر ادویات چھڑکی گئیں ۔ 5 لاکھ 74 ہزار من اعلیٰ قسم کا گندم کا بیج تقسیم کیا گیا ۔ 3 لاکھ 10 ہزار من کپاس چاول اور مکی کے بیج تقسیم کیے گئے ۔ 1550 ڈیزل ٹیوب ویل رعایتی قیمت (Subsidy) پر نصب کیے گئے ۔ 203 بلڈوزر حاصل کیے گئے جو زمینداروں کو زمین ہموار کرنے کے لیے دیے جائیں گے ۔ 385 لاکھ مویشیوں کا علاج کیا گیا اور انہیں ٹیکے لگائے گئے ۔ امور حیوانات کے شعبے اور اشتمال اراضی کے شعبے میں بہت سے اہم کام کئے گئے ۔ یہ ان مختلف النوع کوششوں ہی کا ثمر ہے کہ گندم کی موجودہ فصل انشاء اللہ 61 لاکھ ٹن پیدا ہونے کی توقع ہے ۔ جب کہ گزشتہ سال گندم کی پیداوار 57 لاکھ ٹن تھی ۔ اس سال موجودہ موسم خریف کے دوران تقریباً 38 لاکھ ایکڑ اراضی میں کپاس کی 27 لاکھ گانٹھیں پیدا کرنے کی طرف پوری توجہ دی جا رہی ہے ۔ چاول کے ضمن میں کوشش کی جا رہی ہے کہ گزشتہ سال کی 12 لاکھ ٹن پیداوار کو بڑھا کر 13 لاکھ ٹن کر دیا جائے ۔ اسی طرح گنے کی حد پیداوار 42 لاکھ 50 ہزار ایکڑ اراضی سے 184 لاکھ ٹن مقرر کی گئی ہے ۔

21 ۔ جناب والا ۔ 77 ۔ 1976ء کے مالی سال کے دوران زرعی شعبے میں حاصل کیے جانے والے مجوزہ ہدف حسب ذیل ہیں : (1) تحفظ اشجار کے لیے 46 لاکھ 75 ہزار ایکڑ رقبے میں ادویات چھڑکنا ، 4 لاکھ 35 ہزار ٹن کیمیاوی کھاد کی فروخت ، 23 لاکھ من مختلف فصلوں کے ترقی دادہ بیج کی تقسیم جس میں 15 لاکھ من گندم کا بیج اور 5 لاکھ 50 ہزار من کپاس کا بیج شامل ہے ۔ رعایتی قیمت پر 6 ہزار ڈیزل ٹیوب ویلوں کی تنصیب ، مویشیوں کے 5 فارموں کا قیام ، 4 کروڑ مویشیوں کا علاج اور ٹیکے لگانا ، ایک لاکھ مویشیوں کی مصنوعی نسل کشی ، 90 لاکھ چوزوں کی پیدائش ، 9 ہزار 9 سو ایکڑ میں جنگل کاری ، 2 ہزار میل لمبائی میں شجر کاری ، ایک لاکھ 75 ہزار من مچھلی کی پیداوار ، 42 اجتماعی کھیتی باڑی کے مراکز اور ورکشاپیں ، قومی اجتماعی کھیتی باڑی کے منصوبے کے تحت 5 اجتماعی فارم اور اس کے علاوہ 44,000 ٹن غلہ ذخیرہ کرنے کی گنجائش والے گوداموں کی

تعمیر کی جائے گی ۔

22۔ جناب والا۔ عوامی تعمیراتی پروگرام(Peoples Works Programme) کے لیے 15 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس میں سے 7 کروڑ روپے کی رقم سے 150 میل لمبی پختہ سڑکیں تعمیر کی جائیں گی ۔ اس منصوبے کو عالمی پروگرام خوراک (World Food Programme) کی اعانت سے مکمل کیا جائے گا ۔ جس کے تحت سامان وغیرہ کی امداد حاصل ہوئی ہے ۔ مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت 38 زیر تکمیل منصوبوں کے ضمن میں اخراجات کے لیے ایک کروڑ روپے کی مزید رقم رکھی گئی ہے اور اس میں 7 مراکز پر عمارات کی تعمیر بھی شامل ہے ۔ بقایا رقم کے مصرف کا تعین پسماندہ اضلاع کے لیے ترجیحی بنیادوں پر صوبائی عوامی تعمیراتی کونسل کرے گی ۔ تا کہ پسماندہ اضلاع کے حالات جلد از جلد باقی اضلاع کی ترقیاتی سطح پر آ جائیں ۔

23 ۔ جناب والا ۔ شعبۂ صنعت و ترقی معدنیات

(Industries and Mineral Development Sector) کے لیے 12 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ جس میں سے 7 کروڑ 20 لاکھ روپے کی رقم پنجاب انڈسٹریل ڈیویلپمیٹ بورڈ کے منصوبوں میں عملی شمولیت کے لیے رکھی گئی ہے بورڈ ، ہڑپہ ، ڈیرہ غازیخان اور بہاول پور میں ٹین کپڑے کے کارخانے اور پسرور ، پتوکی ، کمالیہ ، گوجرہ سمندری ، ڈہرہ غازی خان اور بہاول پور میں شکر سازی کے 6 کارخانے قائم کرے گا ۔ بورڈ صوبے میں کسی اور مناسب جگہ پر ایک مزید ٹیکسٹائل مل نصب کرنے کا کام بھی شروع کرے گا ۔ اس کے علاوہ رائس برن پراجیکٹ کے قابل عمل ہونے کے بارے میں تحقیقات کرے گا ۔ لائلپور ، گوجرانوالہ اور جہلم میں چھوٹی صنعتوں کے علاقے (Small Industriale Estates) اور گجرات میں ظروف سازی کا ادارہ قائم کرنے کے ضمن میں اخراجات کے لیے پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو 2 کروڑ 26 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں ۔ کارپوریشن برائے ترقیاتی معدنیات پنجاب (Punjab Mineral Development Corporation) کو ایک کروڑ 30 لاکھ روپے کی رقم دی جائے گی جس سے پوٹاس کی دریافت اور فروغ ، نمک کے خطے (Sait Rangs) میں دیگر معدنیات کی دریافت ، ضلع میانوالی

میں ڈولومائٹ (Dolomite) کی تجارتی ترقی جو کراچی سٹیل مل کو مہیا کی جائے گی ۔ ضلع ڈیرہ غازی خان میں جپسم، چونے کا پتھر اور فلر مٹی کو تجارتی پیمانے پر ترقی دی جائے گی ۔ اس وقت بڑے صنعتی اداروں اور چھوٹے صنعت کاروں کے درمیان خاطر خواہ رابطہ موجود نہیں ۔ محکمہ صنعت ایک ایسا ادارہ قائم کر رہا ہے جو کہ بڑے صنعتی اداروں اور چھوٹے صنعتکاروں کو ایک دوسرے کی ضروریات اور استعداد کے بارے میں اطلاعات بہم پہنچائے گا تاکہ بڑے صنعتی ادارے ایسے کام چھوٹے صنعتکاروں کے سپرد کر سکیں جن کی وہ استعداد رکھتے ہوں ۔ اس سے چھوٹے اور ہلکے انجینئری یونٹوں کی پیداوار میں اضافہ ہوگا ۔

24 جناب والا ۔ ہم نے شعبہ آب (water sector) کے لیے 27 کروڑ 70 لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے جس میں سے 25 کروڑ 20 لاکھ روپے کو محکمہ آبپاشی استعمال میں لائے گا ۔ محکمہ آبپاشی اس رقم سے 100 میل لمبی چوڑی بڑی موجودہ نہروں کی تشکیل نو اور توسیع کرے گا ۔ 1210 تعمیراتی کام ، 170 میل لمبی کھالیوں کی تشکیل نو اور 32 میل لمبے حفاظتی بند تعمیر کرے گا ۔ ڈیرہ غازی خان ۔ کیمبل پور ۔ جہلم اور راولپنڈی کے اضلاع میں موجودہ 8 چھوٹے بندوں پر تعمیرات کے کام کو جاری رکھے گا ۔ اور ضلع جہلم میں تکا اور سلیال کے مقاموں پر 2 نئے بندوں پر کام شروع کرے گا ۔ مٹی اٹھانے کے لیے مشینری اور سامان حاصل کرنے کی غرض سے 5 کروڑ 94 لاکھ روپے فراہم کیے گئے ہیں تاکہ تعمیرات آبپاشی کی تعجیلی تکمیل کے لیے شعبہ کی استدا میں اضافہ ہو جائے ۔ چشمہ کے دائیں کنارے کی انہار کی تعمیر پر ایک کروڑ 50 لاکھ روپے کی رقم خرچ کی جائے گی اور ٹیوب ویلوں کے لیے زیر زمین پانی کے لیے تحقیقات کے لیے ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا جائے گا ۔

25 جناب والا ۔ بہت سے پہاڑی نالے کوہ سلیمان سے نکل کر ضلع ڈیرہ غازی خان کے علاقے میں بہتے ہیں ۔ ان پہاڑی نالوں میں سیلاب کے باعث نہروں ۔ فصلوں ۔ افادی خدمات اور نجی املاک کو بے حد نقصان پہنچتا ہے ۔ اس وجہ سے پہاڑی نالوں (Hill Torrents) ایک خاص ڈویژن ڈیرہ غازی خان میں مارچ 1975ء سے قائم کر دیا گیا ہے ۔ جس کا مقصد ان نالوں کے سیلاب

کے پانی کو قابو میں لانا ہے تاکہ ایک تو جان و مال کے نقصان کا سدباب کیا جا سکے اور دوسرے اس سے آبپاشی کے لیے استفادہ کیا جا سکے ۔ اس مقصد کے لیے ان پہاڑی نالوں کا فنی جائزہ لیا جا رہا ہے ۔ ان میں سے بعض کے لیے منصوبے تیار کر لیے گئے ہیں ۔ اور 4 منصوبوں کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 77-1976 میں گنجائش رکھی گئی ہے ۔

ع - ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

26۔ جناب والا۔ شاہراہوں کے شعبے(Road Sector)میں زیرتکمیل منصوبوں اور موجودہ شاہراہوں کی حالت بہتر بنانے کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ 40 کروڑ 88 لاکھ روپے کی رقم سڑکوں اور پلوں کے لیے مختص کی گئی ہے جس میں سے 4 کروڑ 50 لاکھ روپے کی رقم لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی صرف کرے گی ۔ بقایا رقم محکمہ شاہراہات (High Way Department) 200 میل لمبی سڑکوں کو چوڑا کرنے اور بہتر بنانے 150 میل لمبی نئی سڑکوں کی تعمیر اور دریائے چناب پر وزیر آباد کے مقام پر اور بیاس نالے پر شکرگڑھ کے نزدیک پلوں کی تعمیر اور توی پر کشتیوں کا پل تعمیر کرنے میں صرف کرے گا ۔ طالب والے کے نزدیک دریائے چناب پر اور بھکاں کے نزدیک دریائے ستلج پر بلند سطح کے پلوں اور اوکاڑہ خانیوال ۔ رحیم یار خان اور صادق آباد کے مقامات پر بالائے زمین پلوں کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا ۔

27 ۔ جناب والا ۔ حکومت کے کم آمدنی والے طبقے کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے نصب العین کی تعمیل کرتے ہوئے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے درمیانے اور نچلے آمدنی والے طبقے کو چھوٹے چھوٹے پلاٹ اور تعمیر شدہ مکانات مہیا کرنے کے لیے بہت سے ترقیاتی منصوبے شروع کیے ہیں ۔ ملتان روڈ پر 1600 ایکڑ سکیم کے پہلے مرحلے کا کام مکمل ہونے والا ہے جب کہ دوسرے اور تیسرے مراحل پر کام جاری ہے ۔ اس منصوبے کے تحت 4200 پلاٹ دیے جا چکے ہیں اور دسمبر 1976 کے آخر تک 6500 مزید پلاٹ مہیا کر دیے جائیں گے ۔ ہنڈ روڈ اور ماڈل ٹاؤن توسیعی منصوبوں کے لیے حصول اراضی کی کارروائی بھی شروع کر دی گئی ہے ۔ نچلے اور درمیانی آمدنی والے طبقے کے لیے 440 فلیٹ مکمل ہونے والے ہیں اور 3000 فلیٹوں کے لیے 605 کنال رقبہ تیار کیا جا رہا ہے ۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پروگرام کے علاوہ

سال رواں کے بجٹ میں ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ (Housing and Phycial Planing Department) کی تحویل میں مختلف علاقوں کے ترقیاتی منصوبوں کو مرتب کرنے اور ان پر صوبے کے دیگر قصبوں میں عمل درآمد کرنے کے لیے 9 کروڑ 31 لاکھ روپے کی رقم کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ عملی طور پر کم آمدنی والے لوگوں کے لیے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کا پروگرام حسب ذیل ہے۔

زیر عمل ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل جن سے 25000 رہائشی پلاٹ مہیا ہوں گے اور 380 کثیر المنازل فلیٹوں کی تعمیر جناب والا۔ 1976-77 کے بجٹ میں کم آمدنی والے طبقے کے لیے مکان سازی کے ضمن میں 16 کروڑ 65 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس میں سے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ 54 زیر عمل منصوبوں اور 14 نئے ترقیاتی منصوبوں کے آغاز پر 10 کروڑ 25 لاکھ روپے استعمال کرے گا۔ ان میں سے 6 منصوبے 1976-77 میں مکمل ہو جائیں گے اور 25,000 پلاٹ مہیا کر دیے جائیں گے۔ ماڈل ٹاؤن تو سیعی سکیم ملتان روڈ 1600 ایکڑ سکیم، بند روڈ فیصل ٹاؤن اور دوسری نئی سکیموں پر آئندہ سال کے دوران عمل درآمد جاری رہے گا اور اخراجات کو پورا کرنے کے لیے 6 کروڑ 40 لاکھ روپے کی بقایا رقم لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کو دی جائے گی۔

28۔ جناب والا۔ 5 کروڑ 59 لاکھ روپے کی رقم دیہات میں فراہمی آب (Rural Water Supply) کے لیے مختص کی گئی ہے۔ یہ رقم 92 فراہمی آب کے دیہی منصوبوں اور دس بدروؤں (Sewerages) کے منصوبوں پر استعمال کی جائے گی۔ ان منصوبوں سے 6 لاکھ 50 ہزار کی آبادی کو فائدہ پہنچے گا۔ ضلع راولپنڈی، جہلم، گجرات، میانوالی، کیمبل پور، سیالکوٹ، شیخوپورہ، لائل پور، لاہور، ملتان، بہاولنگر اور رحیم یار خاں میں 32 دیہی فراہمی آب کے نئے منصوبوں اور 15 نکاس آب کے منصوبوں پر کام شروع کیا جائے گا۔ شہری فراہمی آب کے منصوبوں کے لیے 20 کروڑ 74 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ جس میں سے 13 کروڑ روپے کی رقم لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کا شعبۂ آب و حفظان صحت صرف کرے گا۔ یہ شعبہ 12 ٹیوب ویلوں کی تنصیب

کے کام کو مکمل کرے گا اور فراہمی آب کی 13.61 میل لمبی بڑی لائن ، 54.85 میل فراہمی آب کی تقسیمی لائن ، 2.27 میل لمبی گند آب ریز نالیاں اور 85.33 میل لمبی چھوٹی بدروئیں تعمیر کرے گا ۔ لاہور میں فراہمی آب اور نکاسی آب کے منصوبوں پر 60 فیصد اخراجات کے لیے رقم انٹرنیشنل ڈیویلپمنٹ ایجنسی کے قرضے سے فراہم ہوگی ۔ 7 کروڑ 74 لاکھ روپے کی بقایا رقم پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ ، 23 شہری فراہمی آب اور 12 شہری گند آب ریزی کے زیر تکمیل منصوبوں اور بدروؤں کے منصوبوں پر صرف کرے گا ۔ فراہمی آب کے منصوبوں سے 14 لاکھ 23 ہزار کی آبادی کو فائدہ پہنچے گا ۔ جب کہ گند آب ریزی اور بدروؤں کے منصوبوں سے 8 لاکھ کی آبادی کو فائدہ حاصل ہوگا ۔

29 ۔ جناب والا ۔ ترقیاتی پروگرام میں تعلیم و تربیت کے لیے مختص کردہ رقم 18 کروڑ 71 لاکھ روپے ہے ۔ اس شعبہ میں حکومت کے مقاصد یہ ہیں کہ بنیادی تعلیم کو عام کیا جائے ، میعار تعلیم بلند کیا جائے اور فنی اور زراعتی تعلیم کی ترویج کی جائے ۔ علامہ اقبال رح فرماتے ہیں :

کوہ و صحرا دشت و دریا بحر و بر
تختۂ تعلیم ارباب نظر

گذشتہ 4 مالی سالوں کے دوران حکومت نے ہزار ہا پرائمری سکول صوبہ کے دیہات میں جاری کیے ہیں ۔ لیکن ان میں سے کچھ مدارس نے مکمل طور پر کام کرنا شروع نہیں کیا ۔ اس لیے اس سال تجویز ہے کہ ان اداروں کو فعال بنانے پر زیادہ انتظامی توجہ دی جائے ۔ اور صرف 200 نئے پرائمری سکول دیہات میں شروع کیے جائیں ۔ لیکن اس کے باوجود اگر عوام نے مزید پرائمری سکولوں کی ضرورت محسوس کی تو اس کے لیے مناسب کارروائی کی جائے گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

البتہ 500 پرائمری سکولوں میں موجودہ سہولتوں کو بہتر بنانے کے لیے مناسب رقم مختص کی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ 125 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے اور 40 مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دینے اور 30 پیشہ ورانہ اور 25 تجارتی تعلیم کے اداروں کو ترقی دینے اور ان میں موجودہ سہولتوں کو بہتر بنانے کے لیے رقم مختص کی گئی ہے ۔

پر تحصیل میں ایک انٹرمیڈیٹ کالج مہیا کرنے کی سکیم کو آگے بڑھاتے ہوئے 10 نئے انٹرمیڈیٹ کالج بھی کھولے جائیں گے ۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر ۔ شہری علاقوں کے سکولوں میں طلباء و طالبات کے داخلے کے لیے عوام کو بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ یہاں تک کہ ابن انشاء نے اس مقصد کے لیے ایک "وزیر داخلہ" کی ضرورت پر زور دیا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دیہاتی علاقوں میں تو صوبائی حکومت نئے پرائمری سکول جاری کرتی ہے ۔ اور وقتاً فوقتاً ان کو مڈل یا ہائی سکول کا درجہ بھی دیتی رہتی ہے ۔ لیکن شہری علاقوں میں پرائمری تعلیم کی ذمہ داری میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن پر ہوتی ہے ۔ چنانچہ مڈل سکولوں کی کمی شہری علاقوں میں شدت سے محسوس کی جا رہی ہے اس لیے اس عوامی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے 50 نئے مڈل سکول شہری علاقوں میں قائم کیے جائیں گے ۔

اس کے علاوہ 200 مڈل اور ہائی سکولوں میں زرعی اور فنی کورس اور 500 مڈل اور ہائی سکولوں میں فنون اور دستکاری سے متعلق کورسوں کے اجراء کے لیے گنجائش رکھی گئی ہے ۔ شعبہ' تعلیم کے ترقیاتی اخراجات میں 2 کروڑ 75 لاکھ روپے کی معقول رقم طلباء اور طالبات کو وظائف دینے کے لیے بھی شامل کی گئی ہے ۔ مزید برآں 94 کروڑ 70 لاکھ روپے کی کثیر رقم غیر ترقیاتی اخراجات کے لیے مختص کی گئی ہے تاکہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ اور دیگر عملے کی معقول تعداد مہیا کی جا سکے چنانچہ شعبہ' تعلیم پر ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات پر کل رقم 113 کروڑ 41 لاکھ روپے مختص کی گئی ہے تاکہ قومی تعلیمی مقاصد کو کماحقہ ، پورا کیا جا سکے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

30 ۔ جناب والا ۔ ترقیاتی پروگرام میں 16 کروڑ 66 لاکھ روپے کی رقم محکمہ' صحت کے لیے مختص کی گئی ہے جس میں سے 11 کروڑ 57 لاکھ روپے زیر تکمیل سکیموں اور 5 کروڑ 9 لاکھ روپے نئی لازمی سکیموں پر خرچ کیے جائیں گے ۔ دیہی آبادی کو صحت سے متعلق سہولتیں مہیا کرنے کی غرض سے دیہی علاقوں میں 37 بنیادی ہیلتھ یونٹوں کی تکمیل اور 100 نئے بنیادی ہیلتھ یونٹوں پر کام شروع کرنے کے لیے بھی گنجائش رکھی گئی ہے ۔ 14 ضلعی ہیڈ کوارٹروں پر نرسوں کے لیے تربیتی مراکز کی تکمیل اور 6 ضلعی ہیڈ کوارٹروں پر نرسز ہوم قائم کرنے کے لیے 50 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی

ہے 2 کروڑ 50 لاکھ روپے کی رقم انسداد ملیریا پر صرف کرنے کے لیے تجویز کی گئی ہے ۔ بہاولپور ، ملتان ، لائلپور اور راولپنڈی میں میڈیکل کالجوں کی عمارات اور پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ لاہور کی عمارت اور صوبہ بھر میں 16 نئے ہسپتالوں کی تعمیر پر کام جاری رہیں گے ۔

31 ۔ جناب والا ۔ ایک کروڑ روپے کی یکمشت رقم آئندہ سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں نو تشکیل شدہ محکمہ ترقیات علاقہ کوہستانی مری و کہوٹہ (Murree, Kahuta Hilly Area Development Authority) کے منصوبوں کے لیے شامل کی گئی ہے منصوبوں کی تفصیلات متعلقہ اتھارٹی مرتب کرے گی ۔

32 ۔ جناب والا ۔ میں نے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی مالی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مزید وسائل کے لیے حتیٰ الامکان جستجو کی ہے لیکن میں کسی ایسے ٹیکس کی تجویز نہیں پیش کرنا چاہتا جس سے عام آدمی کے وسائل پر بار پڑے جسے حکومت نے متعدد رعایات اور افراط زر کے خلاف دیگر اقدامات سے دنیا بھر میں بڑھتی ہوئی قیمتوں کے اثرات محفوظ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے ۔ تاہم میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ گھوڑ دوڑ کی شرطوں پر ٹیکس (Horse Race Betting Tax) کی شرح 15 فیصد سے بڑھا کر 20 فیصد کر دی جائے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ شراب کے استعمال اور فروخت پر لائسنس فیس کی شرح میں اضافہ کر دیا جائے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس کے متعلق تفصیلات کا اعلان بذریعہ نوٹیفیکیشن علیحدہ کیا جا رہا ہے ۔

مندرجہ بالا اقدامات سے ایک کروڑ روپے سے زائد آمدنی کی توقع ہے جو کہ ترقیاتی پروگراموں میں سرمایہ کاری استعمال کی جائے گی ۔

33 ۔ جناب سپیکر ۔ میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری امنگیں اور عزائم تو بہت بلند و بالا ہیں لیکن ہمارے وسائل نسبتاً کہیں کم ہیں ۔ بقول مرزا غالب :

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

(نعرہ ہائے تحسین)

بہر حال ہم نے گذشتہ چند سالوں میں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے وسیع بنیادوں پر خدمات کی تشکیل کی ہے اور عمر خیام کی طرح تمنا ہے کہ :

گر بر فلکم دست بدی چون یزدان
بر داشتمی من ایں فلک را زمیان
و ز نو فلکی دگر چینان ساختمی
کار زادہ بکام دل رسیدی آسان

(Ah love ! could you and I with fate conspire. To grasp this sorry scheme of things entire. Would not we shatter it to bits – and then Re-mould it nearer to heart's desire).

(یعنی اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اس جہان کو مٹا کر اس کی جگہ ایسا نیا جہان بناتا جس میں انسان اپنی تمام دلی خواہشات پوری کر سکتا) ۔

بہر حال نافذ شدہ اصلاحات کو مستحکم کرنے اور عوامی خدمات کی کماحقہٗ کفالت کرنے کے لیے ہماری مالی ضروریات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ چونکہ ہمارے وسائل محدود ہیں اس لیے مصلحت اسی میں ہے کہ ہم نہ صرف اپنے مالی وسائل کی فراہمی اور مجتمع کرنے پر حتیٰ الامکان توجہ دیں بلکہ اس امر کا بھی خیال رکھیں کہ خزانے کا ایک ایک روپیہ نہایت دانشمندانہ طور پر ہمارے اعلیٰ ترین مقاصد کی تکمیل کے لیے بہترین مصرف میں لایا جائے ۔

جناب والا ۔ مجھے یقین ہے کہ پاکستان انشاء اللہ وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی روشن خیال اور ولولہ انگیز قیادت میں بھرپور ترقی کرے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) مگر اس کے لیے قومی اتحاد اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہے ۔ اسی لیے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا یہ خاص پیغام دیا :

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

(السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ)

34 ۔ جناب والا ۔ اب میں 77 ۔ 1976ء کا بجٹ ایوان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ 77 ۔ 1976ء کا بجٹ ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔ اب فنانس منسٹر دی پنجاب ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1976ء

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

(مسودہ قانون نمبر 47 بابت 1976ء)

مسٹر سپیکر ۔ اب وزیر خزانہ دی پنجاب فنانس بل 1976ء ایوان میں پیش کریں گے ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جناب والا ۔ میں 1976ء کا مالیاتی بل پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب فنانس بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

The House is adjourned. It shall reassemble on Monday the 14th of June, 1976 at 5 p.m.

(اسمبلی کا اجلاس 14 جون 1976ء بروز سوموار 5 بجے سہ پہر تک کے لیے ملتوی ہوگیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

سوموار ۔ 14 جون 1976ء

(دوشنبہ ۔ 15 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں پانچ بجے سہ پہر منعقد ہوا۔
سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

پ ۲۶ ۔ س ۴۹ ۔ رکوع ۱۴ ۔ آیات ۱۲ و ۱۳

اے ایمان والو ۔ بہت سے گمان کرنے سے احتراز کیا کرو ۔ کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں ۔ اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو ، سراغ نہ لگاتے پھرو ۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے ۔ تو کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے ۔ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے ۔ تو غیبت سے بچو ، اور اللہ سے ڈرتے رہو ۔ بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۔

اے لوگو ۔ بلاشبہ ہم نے تم کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنا دیئے تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو ۔ بیشک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور شریف وہ ہے ۔ جو تم میں سب سے زیادہ برائیوں سے پرہیز کرنے والا ہو ۔ بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے ۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

مسٹر سپیکر ۔ جو فاضل اراکین ضمنی میزانیہ برائے سال 76-1975ء پر بحث جس میں صوبے کے مجموعی سرمائے سے واجب الادا اخراجات پر بحث بھی شامل ہے ، میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ مجھے اپنے اپنے نام لکھ کر بھیج دیں ۔ بہت سے فاضل اراکین میرے پاس تشریف لائے تھے جنہوں نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا تھا کہ چونکہ وہ سالانہ بجٹ پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ، اس لیے وہ ضمنی بجٹ میں حصہ لینے سے گریز کریں گے ۔ تیرہ نام میرے پاس اس وقت موجود ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ، کورم نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ (گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم نہیں) گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ ۔ ۔ (گھنٹیاں بجائی گئیں) ۔ ۔ ۔ اب کورم پورا ہے ۔

حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے لیڈروں سے مشورے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ضمنی بجٹ کی کارروائی کے دوران سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جائیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ تمام سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن سے مشورے کے بعد ہونے والے فیصلے کے مطابق وزیر خزانہ نے تمام سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے ہیں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

چک نمبر 49 شمالی تحصیل سرگودھا میں بجلی کی فراہمی

***5716** ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ اس واقعہ ہے کہ چک نمبر 49 شمالی تحصیل سرگودھا میں ایک سال پیشتر بجلی کی فراہمی کے لیے تاریں اور کھمبے

لگائے گئے تھے اور وہاں ایک ٹرانسفارمر بھی لگا دیا گیا تھا لیکن اس چک کو ابھی تک بجلی مہیا نہیں کی گئی ۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ چک کو ابھی تک بجلی نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں ۔ کیا حکومت فوری طور پر مذکورہ چک کو بجلی کا کنکشن دلانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) اطلاعاً عرض ہے کہ چک 49 شمالی تحصیل سرگودھا کو بجلی مہیا کرنے کے لیے لائنیں دسمبر 1973ء میں لگا دی گئی تھیں لیکن ٹرانسفارمر مارچ 1974ء میں لگایا گیا کیونکہ اس وقت محکمانہ سٹوروں میں سامان کی کمی کی وجہ سے دستیاب نہ ہو سکا ۔

(ب) محکمانہ سٹوروں میں سامان کی کمی کی وجہ سے ٹرانسفارمر دستیاب نہ ہو سکا ۔ اس لیے اس وقت لائین چالو نہ کی جا سکی اب سارا کام مکمل ہو گیا ہے اور لائین کنسٹرکشن ڈیپارٹمنٹ نے ہر لحاظ سے مکمل کر دی ہے اب چند دن تک لائن اور ٹرانسفارمر کو چالو کر دیا جائے گا اور چک مذکورہ کو بجلی مہیا کر دی جائے گی ۔

چک نمبر 49 شمالی تحصیل سرگودھا میں بجلی کے کھمبوں کی تنصیب

*5717 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ چک نمبر 49 شمالی تحصیل سرگودھا میں بجلی کے کھمبوں کی مضبوطی کے لیے جو ان کے ارد گرد میٹریل ڈالا گیا ہے وہ بہت کم ہے جس کی وجہ سے کھمبوں کے گرنے کا خطرہ لاحق ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت

مذکورہ کھمبوں کے ارد گرد بجری و سیمنٹ کم ڈالنے کی تحقیقات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر خوراک (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ بات درست نہیں ہے ۔ چک نمبر 49 شمالی تحصیل سرگودھا میں بجلی کے کھمبوں کی مضبوطی کے لیے جو ارد گرد میٹریل ڈالا گیا ہے وہ بہت کم ہے مورخہ 25-5-74 کو مہتمم کنسٹرکشن ڈویژن نے موقع ملاحظہ کیا موقع پر باشندگان دیہہ بھی موجود تھے ان کی موجودگی میں کھمبوں کی کھدائی کی گئی اور میٹریل درست پایا گیا اس ضمن مزید عرض ہے کہ مورخہ 18-5-74 کو باوجود زبردست میں طوفان باد و باراں بجلی کے کھمبے بدستور قائم رہے یہ کھمبوں کی مضبوطی کا بین ثبوت ہے ۔

(ب) متذکرہ بالا سوال کی رپورٹ کی روشنی میں مزید تحقیقات یا میٹریل ڈالنے کی ضرورت نہیں ۔

جام پور گرڈ اسٹیشن سے چھ پور دیوان تک دیہات کو بجلی کی فراہمی

*6368 ۔ **مسٹر رب نواز خان کھیتران** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم میرے نشان زدہ سوال نمبر 4820 کے جواب کی روشنی میں جو مورخہ 6 جون 1974ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ واپڈا نے جام پور گرڈ اسٹیشن سے چھ پور دیوان تک دیہات کو بجلی مہیا کرنے کی سکیم کا 1/3 حصہ سال 1973-74 میں مکمل کرنا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سکیم مذکور کے سلسلہ میں اب تک قطعاً کوئی کام نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ مذکور نے اب تک کیوں کام شروع نہیں کیا ۔

(د) کیا مندرجہ بالا سکیم کے لیے کوئی رقم سال 1974-75 میں

مخصوص کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو کتنی ۔

(ہ) کیا سپلائی لائن مذکور سال 75-1974 کے دوران مکمل کرائی جائے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ 74-1973ء میں محکمہ واپڈا کے زیر غور ایک سکیم تھی جس کے مطابق جام پور گرڈ اسٹیشن سے چھ پور دیوان تک بجلی کی لائن تنصیب کی جانی تھی اور اس سکیم کا کچھ حصہ اس مالی سال میں مکمل کرنے کا پروگرام تھا ۔

(ب) یہ درست ہے ۔

(ج) مالی سال 74-1973ء میں گورنمنٹ نے ملتان ریجن واپڈا میں 80 گاؤں کو بجلی مہیا کرنے کی حد مقرر کی تھی سامان بجلی کی کیونکہ بہت کمی رہی اور کیونکہ یہ 80 گاؤں کو بجلی دینے کی سکیم بھی مکمل کرنا تھی ۔ اس لیے صرف ان گاؤں کا کام شروع کیا گیا جو کہ واپڈا لائینوں کے نزدیک تھے مگر زیر بحث گاؤں چھ پور دیوان کیونکہ موجودہ سپلائی لائن سے بہت دور ہے ۔ اس لیے اس گاؤں کو بجلی دینے کا کام شروع نہیں کیا جا سکا ۔

(د) ابھی تک کیونکہ مالی سال 75-1974 کے لیے بجٹ نہیں ملا ہے اس لیے رقم کا تعین نہیں ہو سکتا ۔

(ہ) سال 75-1974 میں اس سکیم کو شروع کرنے اور مکمل کرنے کا انحصار بجٹ اور مطلوبہ سامان کے ملنے پر ہے ۔

سٹینو گرافر اور آفس اسسٹنٹ (ہیڈ کلرک) کی تنخواہوں کے پے سکیل میں تفاوت

*6435 ۔ **چوہدری شبیر حسین چیمہ** ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1935ء سے 1964ء تک سٹینو گرافر اور

آفس اسسٹنٹ (ہیڈ کلرک) کی تنخواہوں کے بے سکیل برابر تھے اور 1964ء میں پاس ہونے والے سروسز رولز کے مطابق بھی مذکورہ سرکاری ملازمین کو برابر بے سکیل اور دیگر مراعات دی گئی تھیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو نیشنل بے سکیل رائج ہونے پر سٹینو گرافر کو بے سکیل نمبر 8 (200-12-260-8-15-335-15-425) اور اسسٹنٹ کو بے سکیل نمبر 10 (250-18-340-20-440-20-540) دینے کی وجہ کیا ہے جب کہ سٹینو گرافر کا کام بھی اسسٹنٹ سے زیادہ ہے اور ان کے سابقہ بے سکیل بھی برابر تھے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔

(ب) سٹینو گرافر کو معیاری کلیہ کے مطابق بے سکیل نمبر 8 دیا گیا تھا ۔ جب کہ اسسٹنٹ ہیڈ کلرک کو سکیل نمبر 10 دیا گیا تھا ۔ اب مورخہ 2-12-75 سے ان سٹینو گرافروں کو بھی قومی بے سکیل نمبر 10 دے دیا گیا ہے اور ان کی شکایت رفع کی گئی ہے ۔

تحصیل لودھراں میں متعین سرکاری افسران کے لیے رہائشی سہولتیں

***6730 ۔ رانا رب نواز لون** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل لودھران کو سب ڈویژن کا درجہ ملے تقریباً دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ تحصیل مذکور میں ابھی تک اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی قیام گاہوں کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا ۔ اگر ایسا ہے تو کیا ان افسران کی قیام گاہوں کی تعمیر کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت

مذکورہ منصوبہ پر عمل درآمد کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ اسسٹنٹ کمشنر کی قیام گاہ کی تعمیر کے لیے منظوری پہلے ہی دی جا چکی ہے ۔ اور اس پر عمل درآمد کرنے کے لیے 76 . 1975ء کے اخراجات کے بجٹ میں رقم کے لیے منصوبہ بھی محکمہ تعمیرات مرتب کر رہا ہے اور فنڈز میسر ہونے پر اس کی تکمیل بھی کر دی جائیں گی ۔

(ج) اوپر وضاحت کر دی گئی ہے ۔

ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے لیے زمینداروں کو قرضہ جات کی سہولتیں

*6910 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماضی میں ٹیوب ویل لگانے کے لیے محکمہ آبپاشی و بجلی زمینداروں کو مبلغ ساڑھے سات ہزار روپے بطور قرض دیتا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ سامان کی چار گنا قیمت ہو جانے کی وجہ سے مذکورہ رقم کو بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) واپڈا ٹیوب ویل لگانے کے لیے لوگوں کو کوئی قرضہ نہیں دیتا ۔ بلکہ ہر ٹیوب ویل کو بجلی مہیا کرنے میں جو خرچ ہوتا ہے اس میں سے ساڑھے سات ہزار روپے اپنے پاس سے خرچ کرتا ہے اور صارفین سے وصول نہیں کرتا ٹیوب ویل صارف کو صرف ساڑھے سات ہزار روپے سے جو زائد رقم ہوتی ہے دینی پڑتی ہے ۔

(ب) ٹیوب ویل صارفین کو ساڑھے سات ہزار روپے سے زائد چھوٹ دینے کا مسئلہ دسویں صوبائی رابطہ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ لاہور

مورخہ 12 ۔ دسمبر 1975ء میں زیر غور آیا تھا ۔ جس میں مندرجہ ذیل فیصلہ کیا گیا :

"جامع اور بنیادی اقتصادی اصولوں کے پیش نظر چھوٹ دینے کا سلسلہ رفتہ رفتہ کم کرکے بالآخر ختم کر دینا چاہیے ۔ لہذا موجودہ چھوٹ میں اضافہ نہ کرنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے"

چنانچہ اس وقت کوئی ایسی تجویز واپڈا کے زیر غور نہیں ہے یہاں یہ بتانا مناسب ہوگا کہ ساڑھے سات ہزار روپے کی یہ چھوٹ صرف ٹیوب ویل صارفین کو ہی دی گئی ہے ۔ اور اس کا بوجھ دیگر صارفین کو برداشت کرنا پڑتا ہے اگر مذکورہ بالا چھوٹ میں اضافہ کر دیا جائے تو اس کا مزید اثر دیگر صارفین پر پڑے گا علاوہ ازیں ایک محدود بجٹ میں سے فی الوقت جتنے نئے کنکشن دیے جا سکتے ہیں اتنے نہیں دیے جا سکیں گے ۔

سرکاری ملازمین کو سواری بھتہ کی عطائیگی

*7069 ۔ **چوھدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر صوبائی حکومت کے علم میں ہے کہ وفاقی حکومت یکم فروری 1974ء سے اپنے جریدی و غیر جریدی ملازمین جو لاہور ، راولپنڈی ، لائلپور اور ملتان کے شہروں میں متعین ہیں کو ۔

1 میل سے 3 میل تک	10 روپے
3 میل سے 7 میل تک	15 روپے
اور 7 میل سے اوپر کے لیے	20 روپے

کی شرح سے سواری بھتہ دے رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبائی حکومت بھی اپنے ملازمین کو مذکورہ شرح کے مطابق سواری بھتہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) وفاقی حکومت اپنے ملازمین

متعینہ لاہور ، راولپنڈی ، اسلام آباد اور ملتان کو مورخہ 7 ۔ جون 1975ء سے مندرجہ ذیل شرح پر سواری الاؤنس دے رہی ہے ۔

گھر سے دفتر تک کا فاصلہ		شرح
تین میل سے زیادہ اور سات میل سے کم	25 روپے	1024 روپے تنخواہ تک
سات میل سے زیادہ	30 روپے	1029 روپے تنخواہ تک

دفتر سے تین میل سے کم فاصلے پر رہنے والے ملازمین اور وفاقی ملازمین کو جو کہ لائل پور میں تعینات ہیں سواری الاؤنس نہیں ملتا ۔

(ب) جی نہیں ۔ فی الحال حکومت پنجاب لاہور میں مندرجہ ذیل شرح پر سواری الاؤنس دے رہی ہے ۔

گھر سے دفتر کا فاصلہ		شرح
3 میل سے 7 میل	10 روپے	659 روپے تنخواہ تک
7 میل سے زیادہ	15 روپے	664 روپے تنخواہ تک

الاؤنس کی شرح میں اضافہ پر غور کیا جا رہا ہے ۔ صوبائی حکومت اپنی سفارشات صوبائی رابطہ کمیٹی کے سامنے پیش کر چکی ہے ۔ لیکن ابھی حتمی فیصلہ ہونا باقی ہے ۔ نیز ملتان اور راولپنڈی میں متعین ملازمین کو بھی یہ سہولت دینے پر غور کیا جا رہا ہے ۔

صوبہ میں گریڈ 18 کے سابق پی ۔ سی ۔ ایس اور سی ۔ایس ۔ پی افسران کی تعیناتی

*7302 ۔ سید تابش الوری ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں گریڈ 18 کے ایسے کتنے سابق پی ۔ سی ۔ ایس اور سی ۔ ایس ۔ پی افسران ہیں جن کو گریڈ انیس اور بیس کی اسامیوں پر تعینات کیا گیا ہے ۔ ان کے نام بتائے جائیں اور وہ مذکورہ اسامیوں پر کب سے تعینات ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ صوبہ پنجاب میں اس وقت گریڈ اٹھارہ (18) کا کوئی سابق پی ۔ سی ۔ ایس یا سی ۔ ایس ۔ پی آفیسر نہیں ہے جو گریڈ

20 کی اسامی پر تعینات ہو البتہ گریڈ 18 کے مندرجہ ذیل سات افسران گریڈ 19 کی اسامیوں پر تعینات ہیں ۔ ان کی تعیناتی کی تاریخیں ان کے ناموں کے سامنے درج ہیں :

نمبر شمار	نام	آسامی	گریڈ نمبر	تاریخ تعیناتی
(1)	مسٹر محمد افضل کھوٹ	سیکرٹری ٹو گورنر	19	14 اکتوبر 1975ء
(2)	مسٹر فریدالدین احمد	ڈائریکٹر مین پاور اینڈ ٹریننگ	19	13 فروری 1976ء
(3)	مسٹر تنویر احمد	ڈائریکٹر جنرل عوامی ترقیاتی پروگرام	19	4 فروری 1976ء
(4)	مسٹر نوید آصف	ڈپٹی کمشنر لائلپور	19	6 مارچ 1976ء بعد از دوپہر
(5)	مسٹر می ۔ ایم حنیف	ایڈیشنل ریونیو کمشنر بورڈ آف ریونیو	19	11 نومبر 1975ء
(6)	مسٹر سلیم اختر رانا	ڈپٹی کمشنر بہاول پور	19	5 فروری 1976ء
(7)	مسٹر عظمت اللہ خان	ڈپٹی کمشنر ملتان	19	5 فروری 1976ء

صوبہ میں سابق پی ۔ سی ۔ ایس اور سی ۔ ایس ۔ پی افسران کی گریڈ نمبر 19 اور 20 میں ترقی

*7303 ۔ **(الف) سید قابش الوری** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبے میں کون کون سے اور کتنے سابق پی ۔ سی ۔ ایس اور سی ۔ ایس ۔ پی افسران ہیں جنہیں گریڈ اٹھارہ میں تیرہ سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود گریڈ انیس اور بیس میں ترقی نہیں دی گئی ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان سے جونیئر افسران کو ترقی دے دی گئی ہے ۔

(ج) کیا حکومت گریڈ اٹھارہ میں تیرہ سال سے زائد عرصہ ملازمت رکھنے والے سابق پی - سی - ایس یا سی - ایس - پی افسران کو اگلے گریڈ میں ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) - (الف) صوبہ پنجاب میں سابق پی - سی - ایس اور سی - ایس - پی کا صرف ایک آفیسر ہے جسے گریڈ 18 میں تیرہ سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود گریڈ 19 یا گریڈ 20 میں ترقی نہیں دی گئی ہے اور وہ مسٹر احمد کمال الدین ڈائریکٹر حصول اراضی و انکوائری آفیسر واپڈا ہے -

(ب) کچھ افسران کو جو مذکورہ آفیسر سے جونیئر تھے سیلیکشن بورڈ کے فیصلے کے مطابق ترقی دی گئی ہے -

(ج) ترقی کا دار و مدار گریڈ 19 اور 20 کی آسامیوں کی تعداد پر ہے اگر کوئی آسامی خالی ہوئی تو مستحق اور سینئر افسران کو ترقی دی جائے گی -

محکمہ قانون کے جریدی و غیر جریدی افسران کے خلاف تحقیقات

*7473 - **چوہدری لال خان** - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) یکم جنوری 1973ء سے اب تک محکمہ قانون کے کتنے جریدی و غیر جریدی افسران ملازمت سے نا اہلی اور بدعنوانی کے تحت سبکدوش کیے گئے -

(ب) مذکورہ عرصہ میں مذکورہ بالا محکمہ کے کون کون سے افسران کے خلاف پولیس تفتیش کر چکی ہے اور ان میں سے کن افسران کے چالان عدالت میں پیش کر دیے گئے ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) - (الف) یکم جنوری 1973ء سے اب تک محکمہ قانون کے کسی جریدی و غیر جریدی افسر کو ملازمت سے نا اہلی اور بدعنوانی کے تحت سبکدوش نہیں کیا گیا -

(ب) مذکورہ بالا عرصہ میں مذکورہ بالا محکمہ کے کسی افسر کے

خلاف پولیس نے تفتیش نہیں کی اور نہ چالان عدالت میں پیش کیے گیے۔

لاہور ہائی کورٹ میں آجر و مزدور کے درمیان مقدمات کی اپیلیں

*7750 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس وقت لاہور ہائی کورٹ میں آجر و مزدور کے درمیان مقدمات کی کتنی اپیلیں ایک سال سے زائد عرصہ سے التوا میں پڑی ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ آجر و مزدور کے درمیان کوئی اپیل لاہور ہائی کورٹ میں زیر تصفیہ نہیں ۔

بجلی کے کنکشن کی فراہمی

*7942 ۔ **چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چیئرمین واپڈا نے مورخہ 22-7-73 کو ایک حکم جاری کیا ہے کہ بجلی کا کنکشن حاصل کرنے کے لیے درخواست دھندہ کو اپنی گرہ سے تار کھمبے اور ٹرانسفارمر خریدنا لازم ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس حکم کا اطلاق مورخہ 22-7-75 سے پہلے کی منظور شدہ درخواستوں پر بھی کر دیا گیا ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) واپڈا نے ایسا کوئی حکم نافذ نہیں کیا جس کے تحت صارفین کو کنکشن کے لیے بجلی کا سامان خریدنا پڑے ۔ البتہ الیکٹرسٹی ایکٹ شیڈول نمبر 6 کے اختیارات کی روشنی میں بذریعہ چٹھی نمبر 4706-5024 مورخہ 22 جولائی 1975ء کو ایک حکم جاری کیا ہے جس کے مطابق صرف صنعتی صارفین کو بجلی مہیا کرنے کے لیے آئندہ بجلی کے تار کھمبے اور دیگر سامان کی قیمت مارکیٹ کے حساب سے ادا کرنی ہوگی جب کہ سامان واپڈا ہی خریدنے کا بندوبست کرے گا اس طریقہ کار میں مروجہ قانون کے مطابق 100 فٹ تار کی چھوٹ

برقرار رکھی گئی ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا حکم کے بارے میں متعدد صنعتی صارفین اور متوقع درخواست دھندگان کی درخواستیں برائے وضاحت آنا شروع ہو گئیں ۔ جن میں بعض صارفین کے کنکشن منظور ہونے کے بعد زر ضمانت داخل کرا دی گئی تھی ۔ اور بجلی کی لائنیں مکمل ہو چکی تھیں ۔ اس لیے مذکورہ حکم نامے پر دوبارہ غور کیا گیا ۔ اور اس بارے میں ضروری وضاحتوں کے پیش نظر مزید احکامات بذریعہ چٹھی نمبر 10990 ۔ 10630 مورخہ 20 ۔ اکتوبر 1975ء جاری کیے گئے ۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

1 ۔ جن صنعتی صارفین کو 400 وولٹ پر بجلی مہیا کی جائے گی ان سے ٹرانسفارمر کی قیمت وصول نہیں کی جائے گی ۔

2 ۔ مذکورہ احکامات کے تحت صنعتی صارفین کو 24 فیصد محکمانہ اخراجات سے جو عام ڈیپازٹ اسٹیمیٹ پر وصول کیے جاتے ہیں مبرا تصور کیا جائے گا ۔

(3) تخمینے کی جو رقم صنعتی صارفین بجلی سے حصول کنکشن کے وقت وصول کی جائے گی بعد میں اصل خرچ کے مطابق حساب لگا کر مزید وصولی یا ادائیگی کر دی جائے گی ۔ اس ضمن میں صارفین بجلی سے ایک اقرار نامہ عدالتی کاغذ مالیتی چار روپے کا لیا جائے گا ۔

(4) اس سامان کی قیمت جو محکمہ کے سٹور سے پرانے صارفین بجلی مورخہ 22 ۔ جولائی 1975ء سے قبل لیا گیا ہو اس کی قیمت وصول نہیں کی جائے گی ۔ البتہ وہ سامان جو مذکورہ تاریخ کے بعد سٹور سے لیا گیا ہو اس کی قیمت وصول کی جائے گی ۔ ایسے کیس میں ماہانہ سروس رینٹ بھی محکمے کے اصل خرچ کے مطابق لگایا جائے گا ۔

(5) اگر سارا مطلوبہ سامان بجلی محکمہ کے سٹور سے حاصل کر کے پرانے کنکشن صارفین بجلی نصب کر دیا گیا ہے ۔ اور کنکشن بوجہ ٹرانسفارمر نہ ہونے کے نہ دیا گیا ہو تو اس صورت میں تخمینے کی رقم صارفین سے وصول نہ کی جائے گی اور مروجہ قانون کے تحت ماہانہ سروس رینٹ (کرایہ لائین)

وصول کیا جائے گا۔

(6) پہلے 100 فٹ تار کی قیمت صارفین بجلی سے وصول نہیں کی جائے گی۔ ان کے علاوہ مزید چند سہولتیں بھی نئے صنعتی صارفین بجلی کو مہیا کی گئی ہیں۔

ہر وہ متوقع صارفین بجلی جس کا کنکشن ٹرانسفارمر مہیا نہ ہونے کی وجہ سے التو میں پڑا ہوا ہو اور وہ اگر جلد کنکشن حاصل کرنے کا خواہشمند ہو تو محکمے کے سٹور سے ناکارہ ٹرانسفارمر اپنے خرچ پر مرمت کروا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایسے صارفین بجلی کے لیے چند مندرجہ ذیل شرائط کا پورا کرنا لازمی ہوگا۔

طاقت ٹرانسفارمر	زر ضمانت
25 کے وی اے	4600 روپے
50 کے وی اے	5400 روپے
100 کے وی اے	8500 روپے
200 کے وی اے	12000 روپے

زر ضمانت چھ ماہ بعد قابل واپسی ہوگی اگر مرمت شدہ ٹرانسفارمر تسلی بخش کام کرتا ہے یا زر ضمانت اس صورت میں بھی قابل واپسی ہوگی۔ اگر صارفین بجلی محکمہ کو ٹرانسفارمر جس حالت میں لیا گیا ہو واپس کر دے۔

صوبہ میں مجسٹریٹوں کی بھرتی

*8112۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں اس وقت کل کتنے مجسٹریٹ ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ مجسٹریٹوں کی تعداد ضرورت کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ جس کی وجہ سے مقدمات کے تصفیے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مجسٹریٹوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو

کب تک اور کتنے مجسٹریٹ بھرتی کیے جائیں گے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) 356 ۔

(ب) موجودہ تعداد کافی ہے ۔ مگر اب ہمہ وقتی جوڈیشل مجسٹریٹ تعینات کرنے کے سلسلے میں مجسٹریٹوں کی تعداد کا تعین دوبارہ کیا جا رہا ہے ۔

(ج) مسئلہ زیر غور ہے ۔

کھروڑ پکا ضلع ملتان کو بجلی کی فراہمی

***8184 ۔ رانا رب نواز نون** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اسمبلی ضلع ملتان میں بجلی کی فراہمی کے لیے دیہاتی علاقوں کے لیے علیحدہ کوٹہ مقرر کیا گیا ہے اگر ایسا ہے ۔ تو وہ کوٹہ کس تناسب سے ہوگا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دیہاتی علاقوں میں بجلی کی فراہمی کے سلسلہ میں ہر رکن صوبائی اسمبلی کو سفارش کرنے کا حق دیا گیا ہے ۔

(ج) سال رواں کے دوران حلقہ کھروڑ پکا ضلع ملتان میں کس کس دیہات کو بجلی فراہم کی گئی ۔

(د) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو دیہاتی علاقوں میں بجلی کی فراہمی طے شدہ کوٹے کے مطابق مہیا نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) سوال واضح نہیں ہے بہر حال ضلع ملتان میں دیہاتی علاقوں کو بجلی کی فراہمی کے لیے کوئی علیحدہ کوٹہ مقرر نہیں کیا گیا ہے بلکہ حکومت پنجاب کی طرف سے منظور شدہ دیہاتوں کی فہرست وصول ہونے پر بجلی مہیا کرنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے ۔

(ب) یہ درست ہے ۔

(ج) سال رواں کے دوران حلقہ کبھروڑ پکا کے کسی دیہات کو ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی ۔

(د) جواب (الف) کی رو سے غیر متعلقہ ہے ۔

چک نمبر 67 جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں بجلی کی فراہمی

*8275 ۔ **چوھدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر 67 جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی حالانکہ مذکورہ چک کے گردونواح کے تمام علاقوں کو بجلی مہیا کی جا چکی ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ چک سے تقریباً 400 گز کے فاصلہ سے بجلی کی سپلائی لائن گزرتی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چک کو فی الفور بجلی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ چک نمبر 67 جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی ۔ مذکورہ چک کے گردونواح کے بعض علاقوں تک بجلی مہیا کی جا چکی ہے ۔

(ب) مذکورہ چک سے تقریباً 400 فٹ کے فاصلے سے 11 کے وی بجلی کی لائن گزر رہی ہے ۔

(ج) حکومت پنجاب کی موجودہ پالیسی کے تحت صرف انہی دیہات کو بجلی مہیا کی جاتی ہے ۔ جن کی منظوری خود حکومت پنجاب دے ۔ ابھی تک اس چک کی منظوری نہیں دی گئی ۔ جس کی وجہ سے تاحال یہاں بجلی پہنچانے کا بندوبست نہیں کیا جا سکا ۔

تحصیل گوجرانوالہ کے دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی

*8296 ۔ حاجی محمد شفیق خان ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال 75 - 1974ء میں تحصیل گوجرانوالہ سے تعلق رکھنے والے ممبران صوبائی اسمبلی نے کس کس دیہات میں بجلی فراہم کرنے کی سفارش کی اور کن کن دیہات میں بجلی فراہم کرنے کی منظوری دی گئی ۔

(ب) مذکورہ مدت میں تحصیل گوجرانوالہ میں بجلی مہیا کرنے کے لیے منظور شدہ دیہات کے علاوہ جن دیگر دیہات میں بجلی فراہم کی گئی ان دیہات کے نام بتائے جائیں ۔

(ج) مدت مذکور میں تحصیل گوجرانوالہ کے کن کن دیہات میں بجلی فراہم کی گئی اور سال 76 - 1975ء میں کتنے دیہات میں بجلی پہنچانے کا پروگرام ہے ۔ ایسے تمام دیہات کے نام بتائے جائیں ۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ حکومت سال رواں میں موضع مٹو بھائیکے اور کوٹلہ والہ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ میں بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔

(الف) جن دیہات کو سال 75 - 1974ء میں ممبران نے بجلی مہیا کرنے کی سفارش کی وہ مندرجہ ذیل ہیں :-

جن دیہات کو سال مذکور میں منظوری حاصل ہوئی مندرجہ ذیل ہیں :-

1	2	3
1 ۔	کڑیال کلاں ۔	1 ۔ کڑیال کلاں ۔
2 ۔	کڑیال خورد ۔	2 ۔ کڑیال خورد ۔

3 ۔ گرمولا ۔
4 ۔ ساہوکے ۔
5 ۔ لیل ۔
6 ۔ ملکے ۔
7 ۔ بھوچک ۔
8 ۔ کھارا ۔
9 ۔ کرتار پور ۔
10 ۔ متا ۔
11 ۔ تندی پور ۔
12 ۔ تلونڈی کھجور والی
13 ۔ کوٹلی بخا ۔
14 ۔ خاکے کی ۔
15 ۔ چک جویا ۔
16 ۔ قلعہ جواھر سنگھ ۔
17 ۔ واھنڈو ۔
18 ۔ کالو کلاں ۔
19 ۔ گورالی ۔
20 ۔ گورالا ۔
21 ۔ دندیاں ۔
22 ۔ چک علاؤالدین ۔
23 ۔ سکھتہ ۔
24 ۔ کوھدووال ۔
25 ۔ متو بھاتی کے ۔
26 ۔ لالہ پور ۔
27 ۔ جاجوکے ۔
28 ۔ مان ۔
29 ۔ ھردو مغل چک ۔
30 ۔ نگل دونا سنگھ ۔

3 ۔ گرمولا ۔
4 ۔ ساہوکے ۔
5 ۔ لیل ۔
6 ۔ ملکے ۔
7 ۔ بھوچک ۔
8 ۔ کرتار پور ۔
9 ۔ متا ۔
10 ۔ تلونڈی کھجور والی
11 ۔ کوٹلی بخا ۔
12 ۔ خاکے کی ۔
13 ۔ واھنڈو ۔
14 ۔ کالو کلاں ۔
15 ۔ ساھن کے ۔
16 ۔ کوٹ مرزا جان ۔
17 ۔ ٹھٹھہ داد ۔
18 ۔ باھو چک ۔
19 ۔ بابن ۔
20 ۔ نتھوکے ۔

31 ۔ پل شاہ دولا ۔
32 ۔ پھپالہ ۔
33 ۔ جوہر ۔
34 ۔ قیام پور ۔
35 ۔ ماہن کے ۔
36 ۔ کوٹ مرزا جان ۔
37 ۔ بھانوالی ۔
38 ۔ ٹوہر ۔
39 ۔ ٹھٹھہ داد ۔
40 ۔ باھو چک ۔
41 ۔ بابن ۔
42 ۔ نتھوکے ۔

(ب) 75 - 1974ء میں ایسے کسی دیہات کو بجلی نہیں پہنچائی گئی ۔ جو کہ تحصیل ڈوجرانوالہ کی منظور شدہ فہرست میں نہیں تھا ۔

(ج) سال 75 - 1974ء میں مندرجہ ذیل دیہات کو بجلی فراہمی کی گئی :

1 ۔ تلونڈی کھجور والی ۔ 2 ۔ واھنڈو مرکز ۔
3 ۔ کوٹ مرزا جان ۔ 4 ماہن کے ۔
5 ۔ متا ۔ 6 ملکے ۔
7 ۔ کالو کلاں ۔ 8 خاکے کی ۔
9 ۔ کوٹلی یخا ۔

سال 76 - 1975ء میں مندرجہ ذیل چھ دیہات کو حکومت پنجاب نے بجلی فراہم کرنے کی منظوری دی ہے ۔

1 ۔ ڈیرہ کوٹ کرپا کرم 2 ۔ قلعہ جوار سنگھ
3 ۔ اڈو والی ۔ 4 ۔ مکھل سندھواں
5 ۔ تتلے عالی (Tatle Aali) 6 ۔ قلعہ وزیر سنگھ

ان میں سے تین دیہات اڈو والی ۔ قلعہ جوار سنگھ اور مکھل سندھواں کو بجلی مہیا کر دی گئی ہے ۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل سات دیہات کو بھی بجلی فراہم کر دی گئی ہے جن پر گزشتہ سال کام شروع کیا گیا تھا ۔

1 ۔ کھارا 2 ۔ کرتار پور
3 ۔ کڑیال کلاں 4 ۔ کڑیال خورد
5 ۔ لیل 6 ۔ ساھوکے
7 ۔ گرمولا

گزشتہ سال کے باقی مندرجہ ذیل چار دیہات پر کام ابھی جاری ہے ۔

1 ۔ ٹھٹھہ داد 2 ۔ باھو چک 3 ۔ باین 4 ۔ نتھوکے

سال رواں کے بھی بقایا تین دیہات یعنی ڈیرہ کوٹ کرپا رام تتلے عالی اور قلعہ وزیر سنگھ پر بھی کام جاری ہے ۔

(د) مواضعات متو بھائیکے اور کولہ والہ (کوھدووالہ) کو سال رواں میں حکومت پنجاب کی طرف سے بجلی فراہم کرنے کی منظوری حاصل نہیں ہے ۔ اس لیے ان کو اس سال بجلی مہیا نہیں کی جا رہی ہے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

سید کاظم علی شاہ کرمانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید کاظم علی شاہ کرمانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 7 تا 10 جون کو حاضر اجلاس نہیں ہو سکا ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
>
> (تحریک منظور کی گئی)

مسٹر غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> بندہ 15 مئی اور 20 مئی کو ایشورنس کمیٹی کی

میٹنگ میں حاضر نہیں ہو سکا استدعا ہے کہ
رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور محمد خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور محمد خان صاحب ممبر اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بندہ کچھ عرصہ سے بیمار ہے جس کی وجہ سے حالیہ اجلاس جو یکم جون 76 سے شروع ہو رہا ہے ، میں حاضر ہونے سے قاصر ہے تندرست ہونے کی صورت میں حاضر ہو جاؤں گا ۔
لہذا رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی جائے)

سردار امجد حمید خان دستی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار امجد حمید خان دستی صاحب ممبر اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے ۔

I could not attend the Assembly meetings from Jst June 1976 to 4th June, 1976 due to unavoidable circustances. Kindly grant leave for the said four days and oblige.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد حنیف خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد حنیف خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I request for the grant of leave for

2-6-76 as I could not attend Assembly Section on this day. Thanks.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رقم رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمید الدین ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I am suffering from fever, therefore I cannot attend the assembly Session. Leave may kindly be granted to me form the Ist of June, I will be grateful.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I was unable to attend tha Session on 8-6-76 due to illness. I will be obliged if leave is granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست حاجی محمد سیف اللہ خان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں مورخہ 7-6-76 اور 8-6-76 کو بوجہ ضروری کام اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا ۔ رخصت

منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بندہ 8-6-76 کو بوجہ خرابی صحت اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا پراہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خان زادہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل ٹیلیگرام مسٹر تاج محمد خان زادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Request Leave Assembly Till 20th Instant.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

کنور محمد یامین خان ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب موشل سروسز بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 42 بابت 1976ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب سوشل سروسز بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

شیخ محمد ریاض ۔ جناب سپیکر ۔ میں دی پنجاب پروہیبشن بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 30 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری محمد یعقوب اعوان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب پروہیبشن بل 1976ء پیش کردہ چوہدری محمد یعقوب اعوان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

خان محمد شفیق خان ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب ریکیوزیشننگ آف موٹر و ہیکلز (ٹمپریری پاورز) امنڈمنٹ بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 45 بابت 1976ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب ریکیوزیشننگ آف موٹر و ہیکلز (ٹمپریری پاورز) امنڈمنٹ بل 1976ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

پنجاب کا ضمنی میزانیہ بابت سال 1975-76

(بحیثیت مجموعی بحث) جاری

مسٹر سپیکر ۔ اب ضمنی میزانیہ برائے سال 1975-76 پر بحث جس میں صوبائی مجموعی سرمائے پر سے واجب الادا اخراجات پر بحث بھی شامل ہے ، شروع کی جاتی ہے ۔ میں یہ کوشش کروں گا کہ فاضل اراکین کو زیادہ سے زیادہ اس بحث میں حصہ لینے کا وقت ملے ۔ فی الحال ہر مقرر کے لیے پندرہ منٹ رکھے گئے ہیں لیکن اگر ممبر آج زیادہ دیر بیٹھنا چاہیں اور کل سارا دن بیٹھنا چاہیں تو میں اس سے بھی زیادہ ٹائم دینے کے لیے تیار ہوں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker Sir, I have personal respect for Dr. Abdul Khaliq who probably has held the portfolio of Finance for the first time this year and perhaps is doubtfully aware of the intricacies and implications involved in fiscal policies and fiscal arrangements of the province of Punjab. Therefore, he has not been able to appreciate many factors while presenting the Supplementary Budget. I will refer him to paragraph 2 of his speech in which he has put one of the heaviest Supplementary Budget of Rs. 1, 43, 64, 01, 490. 00 out of which an amount of Rs. 52, 62, 78, 270. 00 is charged on the Provincial Consolidated Fund. He thinks that this is not so large as compared with the Budget of 781 crores for the year 1975-76. May I draw the attention of the Finance Minister to one factual matter that it is always the revenue receipts which are compared with revenue expenditure and the capital receipts are compared with capital expenditure. At the time when there was no concept of aid or sharing the revenues with the Centre, the concept of capital receipts in the provincial budget was different. Punjab being an area where a lot of colony land was disposed of, we received money both in Punjab and Bahawalpur State from the sale of land which were considered to be capital receipts and against that we spent this money on development, partly out of revenue receipts and partly out of capital receipts. To say that the whole budget should be taken as a whole in figures is not right and I feel that the ratio he has drawn primarily for comparison with the total budget should not have drawn. It should have been done in ratio to the revvenue receipts and revenue expenditure and not capital receipts and capital expenditure. In another paragraph he has mentioned in regard to the expenditure which he feels does not actually amount to out-flow of cash from the Provincial Consolidated Fund. Mr. Speaker Sir, there are two account which comprise the Government's funds. There is the Provincial Consolidated Fund and there is the Federal Accounts and any item of expenditure which does not flow out of these heads has get to be an outflow of cash from one or the other even if it is ways and means position. One borrows from the State Bank or one borrows from the Commercial

Banks as anticipated to meet the grants or aid that may have flown into ways and means position from the Federal Government, it does not amount to be a fact that temporarily any advance taken by the Government for meeting an expenditure is not an actual outflow of cash. That is not the true picture as presented to the Finance Minister and the Finance Minister then presenting it to the House. In any case Provincial Govt. have to pay interest on the borrowings that in anticipation of receiving funds may do which may not come to in time from the Central Government. Government will have to bear interest thereon. Besides, the House should have been taken into confidence that whatever amount is spent on State Trading or spent out of Provincial and means position for reimbursement, it must be shown against the stocks which represent that value. Out of 70 crores the provision of 40 crores under Floating Debt has been shown in the Budget Estimrate of 1975-76. This indicates at the time as the outstanding temporary debt. It is the sum total of temporary advances to be repaid during the year. Now I understand that debts prior to 1972-73 in the case of provinces were given up by the Central Government. There are no doubts against any provinces prior to 1972-73. The debts commenced from 1973-74 Punjab presents a very bleak and a very dark picture because the debt position of the Punjab from 1973-74 stands at 493.44 crores which is much more than annual revenue receipts and expenditure of the Punjab Province. I would suggest to the Finance Minister a different method of mock budgeting. In fact each province of Pakistan should create a reserve fund of its own to improve its financial liquidity so that it is a financially component unit of a Federal Government. Now four crores and somthing is to be paid back for which we are providing in the Supplementary Budget the amount of interest thereon only. How are we going to clear this debt of 400 crores? I fail to understand because we have no waste lands to sell and recover this amount from. We are incurring all these expenditures on such developments which are not remunerative and which will fetch no income whatsoever to the Province and we are creating inflation in the name of development. Then we have not been able to take the House into confidence as to how much grant we expect from the Central Government.

Then we have not been taken into confidence as to how much grant we expect from the Central Government because one arbitrary step that the Central Government has taken unilaterally and which was evident from the Central Finance Minister's speech was that they have raised the rate of interest with retrospective effect and which has put heavy burden on the Province which is already under such heavy debts. Then, referring to paragraph 5 of his speech, in regard to construction, irrigation. navigation, embankment and drainage works, the Finance Minister has mentioned that the saving under one head has been transferred for the repair, remodelling, embankment and repairs thereof for the works. May I apprise the Finance Minister of one basic factor that your supplementary budget contains wrong figures because expenses are booked after even the saving and surrender statements are given to the Finance Department and the Finance Department is left with no choice either to have these accounts regularised the public Accounts Committee or to put additional funds at the disposal of the Departments To presume that this much saving has been diverted and re-appropriation has actually taken place is absolutelya statement of facts. This Department, inthe end, youwill see, and we will prove it, will have incurred crores of rupees more expenditure by way of unauthorised expenditure over and above the voted and budgetted amounts

Mr. Speaker. I would also request the Finance Minister that when we say that we are putting several crores of rupees at the disposal of agencies for state trading, we ought to know at least how those amounts are spent. Huge stocks are accumulating, there are hardly any storage facilities, proper sales donot takeplace, proper distribution does not take place, we lose stocks worth crores ofrupees and we donot know what we are getting by way of return against the investment that is made at huge rate of interest because the rate of interest on this is round about 10%. It is not the usual ways and means advances that you get from the State Bank of Pakistan but for this purpose when we get loans we pay the market rate of interest which is nearly 10 to 11%. Now, a supplementary demand of Rs.32.23 crores has been put before the House for us to agree to. Sir, this Department of state

trading either should render its commercial accounts to show as to over the year how much money they received, how much by way of incidentals they spent on procurements, how much they debit towards storage, how much towards shortages, how much towards bagging, how much towards disposal, how much towards cartage to the sites and what percentage is put by way of incidentals and by way of establishment charges so that we must know that the income which accrues from it. It should least bear expenses of the staff and the interest at which the money has been borrowed which the Government has to pay out of the provincial exchequer. The Finance Minister has pointed out the provisions of token grants for schemes which were not sanctioned and for which no provision was made in the budget of the current year but during the course of the year they have been examined and sanctioned. Therefore, a token grant of Rs. 10/- has been mentioned on the presumption that saving within that department or under those heads will be re-appropriated to cater for those schemes The Finance Minister's statement should be worthy of trust but I take the liberty of disagreeing with him because, having served on the Public Accounts Committee, I know that the departments, without any regular financial authority, are far exceeding the limits of voted expenditure in the budget. To presume that these token grants are merely to re-appropriate savings within the departments, I think, is basically and factually incorrect. I would, at this stage, suggest to the Finance Minister that for the purposes of better accounting and better fiscal and budgetory control, the system of ledger account should be adopted, I think the Central Government have already adopted this system, for each department so that no department exceeds its limit and when this Assembly votes on a demand it should ensure that the departments do not exceed those limits because one burden of debt ond our burden of expenditure will far exceed the amounts that have been voted for. Therefore, I suggest that for each department, from this fiscal year, there should be a system of ledger account and each department should be supervised by the Finance Department. Meetings should be held quarterly to supervise both the pace of expenses and also to curtail any excess expenditure on the part of those departments.

Under "Miscellaneous-57" the Finance Minister has mentioned that Rs. 8.58 crores are to be disbursed as special grants to different Municipal Corporations and Municipal Committees all over the Province for the execution of their essential schemes of high priority. The grants are said to be against special assistance sanctioned by the Federal Government including the non-lapsable grant of Rs. 5.00 crore which the Prime Minister Mr. Zulfiqar Ali Bhutto so very kindly announced recently. I have not seen this under any head of receipt so far. I would like the Finance Minister to please take the House into confidence whether this amount is to be disburse from the provincial exchequer the direction of the Prime Minister or is it the amount given by the central Government to the Province for this particular disbursement. It is only then that we could comment upon it but so far as I have seen the supplementary budget, I think more than 10 to 11 crore of rupees have been provided to the Lahore Development Authority and under that head I find that that is an out-flow from the Provincial Consolidated Fund.

(At this Stage Mr. Deputy Speaker Occupied the Chair)

Then I also observe Mr. Speaker, that we are indulging in a very irregular and wrong fiscal practice. We are not balancing our budgets both on the revenue side that is the revenue income and revenue expenditure, capital receipts and capital expenditure. We are balancing our revenue deficit through saving under capital account savings which is totally contrary to any fiscal policies or fiscal statutes or fiscal methods of budgeting. I would request the Finance Minister to take a serious note of this because when we use the amount for capital development for temporarily offsetting the deficit in revenue side it is misleading. Government have shown small surpluses which are not true because they are in a heavier deficit of crores rather than of saving of sixty to seventy crores. Then temporarily we are also using in fact temporarily misappropriating public money. There are many deposits with the Government by way of Provident Funds, temporary deposits, and other deposits which are temporarily used to improve the Government's ways and means position which is totally wrong and this malpractice should not be indulged into. Lastly Mr. Speaker, I would request the Finance Minister to

keep in view one basic factor that when we share our revenues with he Centre it is all right because it is uniformly shared by all the Provinces but if we compare our debts compared with our revenue receipts it will be seen that the Province of the Punjab stands to suffer the most. I have asked for figures from other provinces because their provincial budgets have been presented and I have rung up my friends to send me copies of the budgets so that I can compare as to what is the debt liability of the Punjab, of Sind, of NWFP and of Baluchistan and also compare as to how much are we getting by way of aid. But instead of relying on the Centre I suggest a stronger measure be observed in the interest of our Province that is to create a reserve fund in which at least ten per cent of our revenue or five per cent should be deposited every year and that should be a permanent feature so that we may be able to repay our debts after twenty years or when we are called upon to repay those. There are foreign debts, there are not local debts. Central debts upto 1972-73 were waived. Now against the Punjab what outstands is 450 crores which is a lot of money and when we are paying nearly 50 lacs each year only for the servicing of debts when the actual principal amount is to paid what will be our resources, from where we get the income to repay towards the principal amount. Therefore, I suggest that from this very year we should create a reserve. I know the Finance Minister will point out one grave difficulty to me that it happens with Central Government that they check up accounts of the Province every month and they see our ways and means positions. If they find that your ways and means position is good they withhold the release of funds which are allocated to us as a matter of right and give priority to other Provinces. We should make it emply clear to the Central Government that they should not take account of ways and means position, our reserve fund is being created to repay our debts I think the Provincial Fund should be improved otherwise we will be so much under debt that every command of the Centre will have to be obeyed by us. Emergency or no emergency, but because once we are under debt and we carry on under debt for going sahemes based on loans we will not be serving the cause of our Provincial autonomy which has been granted to us under the Constitution. Therefore, I appeal to

the Finance Minister to take a bold step and to create a special fund by the name of Punjab Reserve Fund for servicing the heavy debt liabilities that the Province of Punjab as fallen into. Thank you.

Mr. Deputy Speaker : Mr. Abdul Hafiz Kardar.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Mr. Speaker, the House will recall that on all occasions when bills for the creation of better Corporations like the Punjab Industrial Development Board, The Punjab Mineral Development Corporation and more recently the Punjab Seed Development Corporation were introduced I have always put forward the principles of accountability and I have repeatedly requested that the body which creates such institutions becomes eventually responsible and answerable to those institutions. I am recounting these particular references which I have made previously in connection with the amounts allocated or the further amount to be allocated to the Lahore Development Authority and I do say more because although we have administered tremendous shock to the administration yet the red tapes seem to exist and there are large number of instances of inefficieny. If Brig : Sahibdad be present in the House he would have appreciated what I was going to say that although we have administered shocks to the administration yet we have merely captured regimental goat without winning the war and I think at this juncture I find it very necessary to say that when the Lahore Development Authority is vested with these large funds and is going to get very large amounts from the international agencies including the World Bank,some kind of accountability should be brought in. I can congratulate the Government for setting up the institutions. Lahore needs it very badly. Lahore needs improvements in all respects. I can also congratulate the Finance Minister and the Government for setting aside these large sums. I can also congratulate the administration for putting up a good case for the international agencies to give the money but I fear that unless there is a proper supervision, there is likelihood of sub-standard materials being used, inspection may lack and this has to be really

at this very juncture protected against because this is a time when rains set in Lahore and other areas of the Punjab and this is the time to really administer warning also that unless some kind of temporary measures like the storm channels or outlets for rain waters are created. Lahore is likely to be inundated and subsequently when the sewerage system is installed which is one of the primary responsibilities of the Lahore Development Authority, it should be seen that it is the effective outlet and not as it has happened before. This is my fear and I would like to express at this particular time when the rainy season is coming and I would particularly request the Minister for Local Bodies to please be very vigilant because the next three or four months become very very difficult and particularly in case of my own constituency through which all the sewerage water of Lahore passes and whenever there are any bottlenecks that area may have been inundated. Recently I have toured the low lying areas and the people fear that they may face hardships in time to come. This is the time to get the administration geared to face this particular problem. The second problem which I think the Lahore Development Authority must face is that there is complete absence of covers from the manholes and a number of deaths have taken place and there is likely to be more deaths in the event of rains when the pedestrains will not be able to see them. I think there are three ways of doing so. Firstly, they should carry out a survey as to how many covers are needed and quickly instal them. Secondly, they should make sure that the police gets total list of foundaries in and around Lahore. I remember that whenever theft used to take place in respect of gold, the police used to the goldsmiths of the area and say to them that they should not buy gold from unauthorised or shabby looking persons. Similarly the foundaries around Lahore should also be given this particular notice by the police and I am sure there will be large number of owners who will cooperate with the Government because unless the covers of these manholes are installed at this time before rains come, there is danger of many more people losing their lives and limbs. The last point, Mr. Speaker, I want to make is in relation to Demand No. 6 Grant No. 11, Major Head 25-General

Administration and I would like the Finance Minister to kindly refer to Page 32, because under that particular Head there is a request for the creation of a post of Press Secretary alongwith *complementary* staff in the Governor House for a recurring amount of Rs. 770,010/- I am raising this issue because although I haue tremendous respect for the Office of the Governor and in particular of the present incumbent of the post but the Press Secretary sitting in the Governor House through the enjoyment of salary and other advantages of the Public Exchequer carrying out a campaign against the persons in my constituency and I find that this is against the Conduct Rules of a civil servant. When he is paid through the public exchequer he has no business at all to malign people. He is setting up committees, he is holding public meetings, spoken against me personally and he also caused number of articles written in the national press, in the magazines and I think it is proper time that he should make the choice either to vacate the office and come out in politics and we will see what happens then or he should stop acting in this way and behave as a person who is paid through the public exchequer. Sir, these are the points I wanted to make before the House. Thank you.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ حافظ علی اسد اللہ ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب سپیکر ۔ ضمنی بجٹ مجموعی طور پر 1 ارب 43 کروڑ 64 لاکھ 1 ہزار 490 روپے کے 39 مطالبات زر پر مشتمل ہے جو جناب وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے ۔ جہاں تک ضمنی بجٹ اور کثیر اخراجات کا تعلق ہے ، ترقی پذیر ممالک میں عام طور پر مختلف مدات میں زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے پہلے سے اس کا اندازہ نہیں ہوتا ۔ بسا اوقات ناگہانی آفات یا سیلابوں وغیرہ کی صورت میں رقم کی ضرورت پڑتی ہے ۔ یہ رقم بادی النظر میں کثیر معلوم ہوتی ہے ہمارے ملکی حالات کے لحاظ سے، ہمارے صوبے کے ترقیاتی اخراجات کے لحاظ سے اور گزشتہ سال کے سیلاب کی وجہ سے ، کچھ ناگہانی آفات کا مقابلہ کرنے کے لیے اور کچھ زرعی اجناس ، گندم اور چینی وغیرہ کے لیے زیادہ رقم خرچ کرنی پڑی ۔ جناب والا ۔ اگر اس صورتحال کو سامنے رکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضمنی بجٹ جو پیش کیا گیا ہے حقیقی معنوں میں یہ کوئی اسراف نہیں بلکہ درست اور حقائق کے مطابق ہے ۔ اس میں 30 کروڑ روپے کی رقم قلیل المیعاد عارضی قرضوں کی ادائیگی پر بھی مشتمل ہے جو ترقیاتی

حکومت کو اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً سٹیٹ بنک سے لینے پڑے جیسے کہ میں ذکر کر چکا ہوں ۔ چینی اور گندم کی خریداری کے سلسلے میں جو حد مقرر تھی اس سے زائد چینی اور گندم ہم نے خریدی ، اس وجہ سے باربرداری کے اخراجات ، ریلوں کے کرائے کے اخراجات بڑھے ۔ اس لیے اس زیادہ رقم کے لیے بھی ہمیں مطالبہ زر پیش کرنا پڑا ۔ اس طرح لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کے لیے بھی 12 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو میونسپل کمیٹیوں کو قرضہ جات کی صورت میں اور ان کے بعض تعمیراتی اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ہے ۔ اسی طرح صوبے کے مختلف مصارف کی مدات میں جو مطالبات زر پیش کیے گئے ہیں وہ سب حقائق کے مطابق ہیں ۔ جناب والا ۔ میں ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میونسپل کمیٹیوں کے لیے بھی رقم رکھی گئی ہے اور لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کے لیے بھی رقم رکھی گئی لیکن جہاں تک میرے حلقہ نیابت کا تعلق ہے اور میرے ڈویژن یا اس صوبے کے 85 فیصد دیہاتی عوام کا تعلق ہے مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ امسال ہم نے ان ترقیاتی اخراجات کے اثر بہت کم محسوس کیے ہیں حالانکہ 85 فیصد آبادی کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا یہ جو ہمارے شہر ہیں یہی آبادی کا حصہ نہیں اور شہر کے لوگ ہی ٹیکس گزار نہیں بلکہ ہماری دیہاتی آبادی بھی ہماری خصوصی توجہ کی مستحق ہے جو ہمارے شہروں اور قصبات کے لیے گندم مہیا کرتی ہے ہے چینی مہیا کرتی ہے ، غذائی اجناس مہیا کرتی ہے ۔ گو ہماری عوامی حکومت دیہاتی عوام پر پہلی حکومتوں سے بہت زیادہ خرچ کر رہی ہے لیکن پھر بھی میں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ خواہ ضمنی بجٹ ہو خواہ سالانہ ہماری دیہاتی آبادی کی ترقی کے لیے ، ہماری چھوٹی میونسپل کمیٹیوں کے لیے اور چھوٹے شہروں کے لیے لاہور شہر کی طرح پیسے دیے جائیں کیونکہ ان کی بھی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے ۔ صرف ایک لاہور شہر کو خوبصورت بنانے کے لیے کروڑ ہا روپیہ رکھنے سے ہماری حکومت کی ذمہ داریاں پوری نہیں ہو جاتیں بلکہ ہر میونسپل کمیٹی ہر ٹاؤن کمیٹی کے لیے اور ہر قصبے میں جب تک ہم زیادہ سے زیادہ خرچ نہ کریں گے اور زیادہ سے زیادہ ترقیاتی منصوبے مکمل نہ کریں گے اس وقت تک صحیح معنوں میں عوام خوشحال نہیں ہو سکتے ۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ عوامی حکومت نے دیہاتی عوام کے لیے وہ کچھ کیا ہے جو اس سے پہلے کسی بھی حکومت نے نہیں کیا ۔ لیکن شہروں میں جو ترقیاتی منصوبے زیر تکمیل ہیں اور دیہات ہیں جو منصوبے زیر تکمیل ہیں اگر ان کا موازنہ کیا جائے ، ٹیکسوں کا موازنہ کیا جائے اور آبادی کا موازنہ کیا جائے تو یہ عشر عشیر بھی نہیں ۔ اس لیے میں جانے جانے اس ضمن میں یہ بھی کہوں گا کہ سالانہ بجٹ کو آبادی کے لحاظ سے دیہات اور شہروں میں تقسیم ہونا

چاہیے - جتنی دیہات میں آبادی بستی ہے اسے اتنی ہی رقم ہمارے مجموعی بجٹ سے ملنی چاہیے - ان دیہات پر جب تک آبادی کے لحاظ سے رقم خرچ نہ کریں گے اس وقت تک ہمارے پاکستان کے جو تقاضے ہیں ، ہمارا ملی شعور جس بات کا تقاضا کرتا ہے اور ہمارے پاکستان کی تخلیق جن مقاصد کے لیے کی گئی ہے وہ مقاصد اس وقت تک پورے نہیں ہو سکتے جب تک اس ملک کے ذرے ذرے سے دیہاتی عوام ، قصباتی عوام اور بڑے شہروں کے عوام مساویانہ طور پر مستفید نہیں ہوتے - اسی طرح کچھ رقم کا مطالبہ دیہاتی غریب آبادی کے لیے بے گھر لوگوں کو آباد کرنے کے سلسلے میں پلاٹوں کی خریداری کے لیے رکھا گیا ہے کیونکہ یہ بھی ضروری تھا - سالہا سال اور صدیوں سے غریب عوام کے پاس رہنے کے لیے مکان بھی نہ تھا - ہماری عوامی حکومت جب برسر اقتدار آئی تو اس نے پہلے روٹی ، کپڑا اور مکان کا وعدہ کیا تھا - تو یہ مکانات اور پلاٹ جو دیہی آبادی کو دیے جا رہے ہیں یہ اسی پالیسی کا حصہ ہے - بعض جگہ سرکاری زمین اس کے لیے موجود تھی لیکن بعض جگہ ہمیں زمینداروں سے بھی زمین لینی پڑی - تو اس کے لیے رقم کی ضرورت تھی - اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مطالبہ زر میں پلاٹوں کی خریداری کے متعلق جو رقم رکھی گئی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے - اسی طرح کچھ رقم آبپاشی ، پشتے بنانے ، نکاس آب کے متعلق اور تعمیرات کو سیلاب سے جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی کے لیے محکمہ آبپاشی کے لیے بھی رکھی گئی ہے - اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی وقت کی اہم ضرورت ہے کہ جب تک ہم سیلاب کی روک تھام کے لیے پیشگی اقدامات نہیں کرتے اور اس سے اگر ہم غافل رہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری ملکی معیشت کسی وقت بھی مفلوج ہو سکتی ہے - اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مد کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے اور یہ ضمنی مطالبہ زر جو پیش کیا گیا ہے یہ وقت کی ضرورت تھی اور اسے صحیح طور پر مصرف میں لایا گیا - اسی طرح 1 کروڑ 73 لاکھ روپے کا ایک ضمنی مطالبہ وفاقی حکومت سے لیے گئے قرضوں کی ادائیگی کے لیے بھی پیش کیا گیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ چار سال سے ان کی قسط ادا نہ کی گئی تھی - جناب والا - ہمارے روزمرہ کے معاملات اور نظم و نسق کے لیے اور ہمارے ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے ہمیں وفاقی حکومت سے وقتاً فوقتاً رقم لینا پڑتی ہے - جب رقم ہم لیتے ہیں اسے واپس بھی کرنا

ہوتا ہے ۔ اس لیے اس سلسلے میں جو رقم رکھی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ حقیقت کے عین مطابق اور ضروری تھی ۔ جناب والا ۔ میں سالانہ بجٹ کے موقع پر بحث کرتے ہوئے اپنے علاقائی مسائل مفصلاً عرض کروں گا اور اب اس ضمنی بجٹ کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل صحیح مدات ہیں اور انہیں صحیح طریق پر پیش کیا گیا ہے اور یہ رقوم جو مختلف شعبوں کے لیے رکھی گئی ہیں ، بالکل ٹھیک طریقے پر رکھی گئی ہیں اور یہ رقوم ان مدات کے لیے ناگزیر تھیں ۔ جناب والا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور آخر میں جناب سپیکر کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ 76 - 1975ء کا ضمنی بجٹ جناب محمد حنیف رامے صاحب نے پیش کیا تھا اور اس سال کے ضمنی بجٹ کو پیش کرنے کے فرائض تاریخ نے جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ذمے سونپے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ آپ جانتے ہیں کہ پچھلے چار سال میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب دوسرے وزیر خزانہ آئے ہیں ۔ ان سے پہلے سالانہ بجٹ پیش کرنے والے وزیر خزانہ ڈی پی آر کے تحت اس وقت جیل میں ہیں ۔ میرے جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے ذاتی تعلقات بھی ہیں ، میری ان سے دوستی بھی ہے اور مجھے ان سے ہمدردی ہے کہ اس سالانہ بجٹ اور ضمنی بجٹ کے پیش کرنے سے خدا نہ کرے ان کا وہی انجام ہو جو جناب حنیف رامے صاحب کا ہوا ۔ جناب والا ۔ ضمنی بجٹ ایسے اخراجات کی فہرست ہوتا ہے جس کے ذریعے کوئی بھی حکومت اپنے عیوب پر ، اپنی برائیوں پر اور اپنی انتظامیہ پر زیادہ اخراجات کرنے پر پردہ پوشی کرتی ہے ۔ اگر یہی اخراجات سالانہ بجٹ میں پیش کیے جائے تو اس وقت ان کی vigilance زیادہ ہوتی لیکن اس وقت اس بجٹ کے سلسلے میں جس کو ہم ضمنی بجٹ کہتے ہیں ہم ایوان سے اس vigilance کی توقع اس طریقے سے نہیں کر سکتے جس طریقے سے سالانہ بجٹ کے سلسلے میں یہ ایوان vigilance رکھتا ہے ۔ ضمنی بجٹ در حقیقت معاشی اور اقتصادی عوامل پر کسی حکومت کا کنٹرول نہ ہونے کی عکاسی کرتا ہے ۔ اس صوبے یا ملک کی معیشت سے متعلق جہاں ضمنی بجٹ پیش کیے جاتے ہیں وہاں پر منصوبہ بندی کا مکمل طور پر فقدان ہوتا ہے اور حکومت حالات و

واقعات کے سامنے لے بس نظر آتی ہے جس کی وجہ سے اس کو سالانہ بجٹ کے علاوہ ضمنی بجٹ پیش کرنا پڑتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ضمنی بجٹ اس امر کی دلیل ہے کہ آج بھی ہماری معیشت اور انتظامیہ سامراجی بنیادی پر استوار ہے اور ان بنیادوں کو ختم کرنے کا جو 1970ء میں اعلان کیا گیا تھا آج وہ اعلان اس ضمنی بجٹ میں باطل نظر آتا ہے ۔ اس ضمنی بجٹ میں اخراجات بڑھنے کی دو تین وجوہات بیان کی گئی ہیں ۔ ایک وجہ یہ ہے کہ شرح سود بڑھ گئی ہے اس لیے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے ۔ دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ کرایوں میں اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے اخراجات میں زیادتی ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ جب ایک ہی حکومت مرکز میں اور صوبے میں برسراقتدار ہو اور وہ آپس میں کوئی co-ordination نہ کر سکتی ہوں ۔ جب صوبہ اور مرکز آپس میں تعلق نہ رکھتے ہوں تو اس کا منطقی نتیجہ وہی ہے جس کا اعلان ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اپنے ضمنی بجٹ میں کیا ہے کہ سود زیادہ ہو گیا یعنی سوا آٹھ فیصد سے شائد سوا دس فیصد یا ساڑھے دس فیصد ہو گیا ہے ، ریلوے کے کرایوں اور دوسرے کرایوں میں اضافہ ہوا ہے اس لیے ان کو یہ ضمنی بجٹ پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ۔

جناب والا ۔ اگر آپ یہ بات غور سے سنیں تو آپ حیران ہوں گے کہ وہ مساوات اخبار جو اس پارٹی کا سرکاری آرگن تھا آج اس کے کارکنوں نے تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے انتظامیہ کے خلاف مظاہرہ کیا ۔ ان کارکنان کو کئی کئی ماہ سے تنخواہ نہیں ملی اور ان کے پراویڈنٹ فنڈ کا روپیہ بنکوں میں جمع نہیں کیا گیا ۔ مساوات اخبار کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی چیئرمین وزیراعظم صاحبہ کی بیگم صاحبہ ہیں ۔ اس کے کارکنان کو تنخواہ نہیں ملی ۔ یہ حکومت مزدوروں کی حکومت ہے ، یہ حکومت کسانوں کی حکومت ہے ۔ بعض دوست یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا ضمنی بجٹ سے کیا تعلق ہے ۔ لیکن ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مال کے تمام واقعات کو اس میں زیر بحث لانے کی اجازت ہوتی ہے اور اسی طریقہ سے حکومت اور انتظامیہ کا محاسبہ کیا جا سکتا ہے ۔ اس مال اخراجات میں 4.6% اضافہ ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ اس صوبے کے عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ انتظامیہ کا محاسبہ کیسے اور کس شکل میں اور کس صورت میں ہو سکتا ہے ۔ ان کو یہ حلقہ نمبر 6 کے انتخابات میں نظر آ گیا تھا۔

انتظامیہ اور اختیارات کے ہوتے ہوئے بھی حکومت کو انتظامیہ کا سہارا لینا پڑا اگر اس کے لیے یہ ضروری ہوگیا کہ وہ پارٹی کے آرگن اور صوبے کے ایسے لوگوں کو ان کو پوری مدد دے سکتے ہیں ، کھلی چھٹی دیں ۔ جناب والا ۔ میزانیہ کے صفحہ نمبر 46 پر یہ کہا گیا ہے ۔

"Abnormal increase in criminal cases."

جناب والا ۔ abnormat کے معنی کون نہیں جانتا یہ معمول کا اضافہ نہیں ہوا بلکہ جرائم میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے جس کو اس دستاویز میں تسلیم کیا گیا ہے ۔ جرائم میں غیر معمولی اضافے کی وجہ سے ہمیں پولیس کی تعداد کو زیادہ کرنا پڑا ہے۔ اس لیے اس کتاب کی رو سے اگر اس مالی سال کو جرائم کا سال کہا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا ۔ اس میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ جرائم میں غیر معمولی طور پر اضافہ ہوا ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ تمام انتظامی کوتاہیوں اور سیاسی دھاندلیوں پر مہر لگانے کے لیے یہ بجٹ اس ایوان میں پیش کیا گیا ۔ امر بجٹ میں کوئی بھی ایسی بات نہیں ۔ اگر کوئی غیر جانبدار شخص اس کو غور سے دیکھے تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ پچھلے مالیاتی سالوں کی نسبت یہ مالی سال کتنا جرائم کا سال ہے ، کتنا رشوت ستانی کا سال ہے اور کتنا عوام دشمنی کا سال ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ یہ ضمنی بجٹ اپنے عیوب پر پردہ ڈالنے کے لیے پیش کیا گیا ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ دنیا کے پارلیمانی ممالک میں ضمنی بجٹ پیش ہوتے ہیں لیکن یہ ضمنی بجٹ کن حالات میں پیش ہوتے ہیں ؟ ان حالات میں پیش ہوتے ہیں کہ ایک ملک دوسرے ملک سے جنگ لڑتا ہے ۔ ایسے غیر معمولی حالات میں ضمنی بجٹ پیش ہوتے ہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ پاکستان کسی ملک سے جنگ نہیں لڑ رہا بلکہ آج تو یہ ہر طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ Line of confrontation کی بجائے یہ Line of submission ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ یہ غیر معمولی حالات نہیں اور جیسے کہ میں نے شروع میں کہا تھا یہ سامراجیوں کا طریقہ کار آج 1976ء میں اپنایا جا رہا ہے اور محض سرمایہ کارانہ نظام کو قائم رکھنے کے لیے ضمنی بجٹ پیش کیے جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ضمنی بجٹ معیشت کی کمزوری کی دلیل ہوتا ہے ۔ اس ضمنی بجٹ سے پنجاب کے صوبے کے کیا مفادات ہیں ، اس کے عوام کو کیا فائدے ہوتے ہیں ، اور کیا یہ پاکستان کے مفاد میں ہے ۔ پچھلے ۲ سالوں میں آپ نے بہت ڈھنڈورا پیٹا کہ اس ملک میں

بہت ترقی ہوئی ہے ، ہم نے تعلیم کا بجٹ بہت بڑھا دیا ہے اور اس کے مختلف ہیڈوں میں رقوم کی منظوری دی جا رہی ہے ۔ اس دعوے سے کیا پسماندہ عوام کا معیار زندگی اونچا ہو گیا ہے ، عوام کو روزگار مل گیا ہے ، عوام کو مکان مل گئے ہیں ، پلاٹ مل گئے ہیں ؟ جناب والا ۔ آپ مجھے بتائیں کہ جو ہمارا قومی ترانہ ہے جس میں "شاد باد" پاکستان ہے۔ یہ اصل میں لفظ شاد باد نہیں شاد مان ہے ۔ انہوں نے سمجھا کہ شادمان (کالونی) کی ترقی پاکستان کی ترقی ہے ، پاکستان کے عوام کی ترقی ہے جس کے متعلق خود وزیر متعلقہ نے ایک سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ کن کن لوگوں نے وہاں پلاٹ لیے ہیں اور بابائے سوشلزم کا نام بھی ان میں شامل ہے ۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ شاد مان کالونی کی ترقی پنجاب کی ترقی ہے یا پنجاب کے صوبے کے عوام کی ترقی ہے ۔ مزدور ، کسان ، کاشتکار یا صوبے کے عام آدمی کی ترقی ہے ؟ نہیں ۔ یہ دولت کے جزیرے ہیں ۔ میں تمام کو نہیں کہتا لیکن اس جزیرے کی دولت کی لوٹ کھسوٹ میں پارٹی کے اکثر لوگ شامل ہیں ۔ کیا لینن کے انقلابی ساتھیوں نے اس قسم کے پلاٹ لیے تھے ؟ وہ زار روس کے ساتھی ہو سکتے ہیں لینن کے ساتھی نہیں ہو سکتے۔ یہ لاہور کی ترقی نہیں ہو سکتی، یہ محض لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے ہے۔ کیا ہم نے جو رقم بڑھائی ہیں وہ صوبے کے اور پاکستان کے عوام کے مفاد میں ہے ۔ جناب والا ۔ اگر ان کے قول و فعل کو دیکھا جائے تو اس میں بہت بڑا تضاد ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر خالق صاحب کی سمجھ میں میری بات ضرور آ جائے گی ۔ ڈاکٹر صاحب subjective idealism کا شکار ہیں ۔ ان کے ذہن میں ایک بات ہے لیکن عملی طور پر وہ بات اس وقت موجود نہیں ۔ وہ اپنی تقاریر میں کتنے بھی زور سے انصاف کا ، مساوات کا اور ترقی کا نام لیں ، وہ ان کے ذہن میں تو موجود ہو سکتی ہے لیکن حقیقت میں موجود نہیں ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کو اس subjective idealism سے نکل کر objective idealism کی طرف آنا چاہیے اور جو چیز ان کے ذہن میں موجود ہے وہ حقیقت میں بھی موجود ہونی چاہیے ۔ لیکن ایسے نہیں ہو رہا اور یہ ضمنی بجٹ بجائے خود پچھلے سال کے بارے میں ایک تبصرہ نہیں ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ تمام ذرائع ابلاغ پر حکومت کا قبضہ ہے ۔ حکومتی پارٹی کے اخبار "مساوات" میں صحافیوں اور مزدوروں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے ؟ وہ اخبار جو وزیراعظم کا ذاتی اخبار

ہے۔ وہاں پر کیا ہو رہا ہے ؟ اسی طرح باقی صنعتوں کے بارے میں ہے۔ اگر پچھلے ایک سال میں تمام صنعتی علاقوں میں ، تمام شہروں میں دفعہ 144 نہ ہوتی تو پھر اس پارٹی کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا۔ لیکن وہ مصر ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر ہم عوام کو بولنے نہیں دیتے تو عوام ہمارے ساتھ ہیں۔ جناب من۔ ایسا نہیں۔ آپ شتر مرغ کی طرح آنکھیں بند کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ وقت قریب آ رہا ہے جب تاریخ آپ کو اپنی آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دے گی۔ اس طریقے سے کہ فلاں مد میں اس لیے ضروری ہے کہ جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے ، فلاں مد میں اس لیے ضروری ہے کہ گورنر کے Coutract Allowance کو بڑھانا ہے۔ یہ ایک غریب صوبہ ہے ، غریب ملک ہے اور جناب کاردار صاحب نے بھی یہی کہا اور تیسری دنیا کا ذکر کیا۔ تو یہاں آج بھی وہی سامراجی دور کی طرح گورنر کا رکھ رکھاؤ ہے اور اسی طرح عہدیداروں کا خرچ ہے۔ جناب۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن کو ہم بغیر کسی بیرونی امداد کے اپنے طور پر صحیح کر سکتے ہیں۔ ہمارا لاکھوں کروڑوں روپیہ جو غیر ضروری طور پر مختلف محکموں کے ذریعے خرچ ہوتا ہے۔ ان کی تنخواہوں کی صورت میں ، ان کے الاؤنسوں کی صورت میں ، کوٹھیوں کی صورت میں ، کاروں اور پٹرول کی صورت میں ، ہم اس کو بچا سکتے ہیں۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں اور یقیناً یہ بات صحیح ہے کہ ہم ایشیا اور تیسری دنیا سے تعلق رکھتے ہیں تو جو کچھ ہمارے بس میں ہے ہم وہ بھی کرنے کے لیے تیار نہیں۔ محض نعرے بازی سے تو ہمیں تیسری دنیا بھی نہیں بچا سکتی۔ محض یہ کہہ دینا کہ ہمارے وسائل نہیں اس سے آپ کچھ نہیں بچا سکتے اور میں آپ کے توسط سے اس پارٹی کے فاضل ارکان کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ مہنگائی ہے ، جب کہتے ہیں کہ یہاں inflation ہے تو کہتے ہیں کہ یہ world-wide phenomena ہے۔ کہتے ہیں کہ یہاں حادثات ہو رہے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ امریکہ میں بھی ہوتے ہیں۔ بیکاری فلاں ملک میں ہے ، بھوک ہے بیکاری ہے ، اس کے علاوہ جو دوسرے مسائل ہیں تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ inflation world-wide ہے اور ہم اس کا حصہ ہیں ، ہم کیا کریں۔ جناب والا۔ ایوب خان بھی یہی بات کہہ سکتا تھا کہ اگر چینی کی قیمت آٹھ آنے بڑھ گئی ہے تو یہ world-wide rate ہے لیکن آج چینی کی اصل قیمت کیا ہے اور بلیک میں قیمت کیا ہے ؟ یہ آپ

بھی جانتے ہیں ، میں بھی جانتا ہوں اور اس صوبے کے عوام بھی جانتے ہیں ۔ آپ اس طریقے سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے کہ مہنگائی اور دوسرے مسائل کا world-wide origin ہے اور ہم ان کو حل نہیں کر سکتے ۔ یہ آپ اپنی شکست کا اعتراف کر رہے ہیں ۔ آپ اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں جب آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو پوری دنیا میں ہو رہا ہے اور آپ ہاتھ اٹھا دیتے ہیں ۔ ایسے بات نہیں چلے گی ۔ اگر یہی بات ہوتی تو اس ملک میں سیاسی عمل کے ذریعے کوئی تبدیلی نہ ہوتی ۔ لوگوں کے مسائل تھے ، لوگوں نے ووٹ دیے اور جس طریقے سے دیے وہ آپ بھی جانتے ہیں اور اس ملک کے عوام بھی جانتے ہیں لیکن اس کے بعد آپ کہتے ہیں کہ ہم بے بس ہیں مسائل ہی اس قسم کے ہیں ۔ اب وہ شخص یا وہ لوگ یا وہ گروہ یا وہ پارٹی یا کوئی بھی ہو ، جو یہ بات سمجھتی ہے اور جو لوگوں کو سمجھا سکے کہ ان امراض کا علاج اس کے پاس ہے تو لوگ اس کو ووٹ دیں گے ۔ آپ سب جانتے ہیں کہ چین میں مہنگائی نہیں ہوتی ، وہاں پر inflation کے wold-wide phenomena کا اثر نہیں ہوتا اور یہ بات میں نہیں کہہ رہا آپ کے چیئرمین اور پاکستان کے وزیراعظم مسٹر بھٹو کے یہ الفاظ ہیں کہ وہاں ان چیزوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا ۔ دنیا میں صرف چین واحد ملک ہے جہاں پر مہنگائی نہیں ہوتی اور چیزوں کی قیمتیں نہیں بڑھتیں ۔ وہاں پر افراط زر کا اثر بھی نہیں پڑتا ۔ چھوڑیے ان کے سیاسی خیالات کو ۔ آپ اپنے طور پر ایک مسلم سوسائٹی میں اس قسم کی معیشت اور طرز معیشت اپنا سکتے ہیں جس میں یہ inflation کی لعنت ، مہنگائی کی لعنت ختم ہو سکے ۔ لیکن آپ ذکر کرتے ہیں ورلڈ بنک کے قرضوں اور غیر ملکی قرضوں کا ۔ آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہی نہیں ہو سکتے ۔ آپ کو بین الاقوامی بیساکھیوں کی ضرورت ہے ۔ کوئی آپ کی بغلوں میں بیساکھیاں دے ۔ بطور ایک قوم کے آپ نے اسے جس راہ پر ڈالا ہے اسی سے آپ نے یہ تک باور کرا دیا ہے کہ جب تک پاکستان کی بغل میں بیساکھی نہ ہو یہ زندہ نہیں رہ سکتا ، خاکم بدھن ۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ بغیر کسی غیر ملکی امداد کے ، 1958ء کے بعد چین نے کسی سے کسی قسم کی کوئی امداد یا قرضہ نہیں لیا ، آج لوگ وہاں سکھ اور چین سے رہ رہے ہیں ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ

آپ اس قسم کا جو ضمنی بجٹ پیش کر رہے ہیں اور پرانے بجٹ کی cor tinuity کے طور پر کہہ رہے ہیں کہ یہ اخراجات unforeseen تھے اور ہم ان کو اس طریقے سے اسمبلی سے منظور کرا رہے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ یہ منظور ہوگا ۔ یہاں ایک murderous majority ہے ، ایک قاتلانہ اکثریت ہے جہاں پر عوام کی آواز خاموش کر دی جائے گی ۔ لیکن حقیقت یہی ہے ۔ پھر اگر آپ عوام کی بہتری کا دعوے کرتے ہیں تو آپ کو یہ پرانا معاشی اور اقتصادی ڈھانچہ بھی تبدیل کرنا پڑے گا اور اگر آپ صوبے کو اور پاکستان کو معاشی اور اقتصادی طور پر مستحکم نہ بنا سکے تو پھر آپ اسے سیاسی طور پر بھی مستحکم نہیں بنا سکتے اور آج جو آوازیں سنی جا رہی ہیں ، میں ان کی تفاصیل میں نہیں جانا چاہتا اور یہ ان باتوں کے کرنے کا فورم بھی نہیں ، لیکن میں ضمناً یہ بات کر رہا ہوں کہ اصل میں وہ اقتصادی عدم وجود کی وجہ سے اپنے آپ پر اعتماد نہ رہنے کی دلیل ہے ۔ اگر پاکستان کی سوسائٹی اقتصادی طور پر اور معاشی طور پر مستحکم ہو تو ظاہر ہے کہ اس قسم کی آوازیں اور اس قسم کی باتیں جو ہم سن رہے ہیں کبھی سننا گوارا نہ کرتے لیکن آج ہم انہی باتوں کو initiate کرنے پر مجبور کر دیے گئے ہیں ۔ آپ اپنے لیے نہیں صوبے کے لیے ، اس میں خواہ حزب اختلاف ہو خواہ برسر اقتدار پارٹی ہو ، اور میں اس تفصیل میں بھی نہیں جانا چاہتا ، جناب سپیکر ۔ ایک اکانومسٹ کی حیثیت سے جناب کاردار مجھ سے بہتر یہ بات جانتے ہیں کہ یہ جو اعداد و شمار کا گورکھ دھندا ہے کہ اتنے اور اتنے ، ان سے یہ پوچھیے کہ سٹیٹ بنک نے پچھلے سال کتنے ارب کے نوٹ چھاپے ہیں۔ کہتے ہیں کہ inflation باہر سے آ رہی ہے ۔ یہ خود پیدا کر رہے ہیں ۔ اب ایک بے کمیشن بھی بن گیا ہے ۔ اگر تنخواہیں بڑھیں گی تو inflation اور بڑھے گی اور زیادہ نوٹ چھاپنے کی ضرورت پڑے گی ۔ تو ایک پرنٹنگ پریس کی ضرورت ہے جو یہ نوٹ چھاپے گا ۔ اس لیے اس قسم کی دکھاوے کی ترقی نہیں چلے گی ۔ تو اس لیے جناب والا ۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ ضمنی بجٹ کا جو فرسودہ طریقہ ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار ۔ جناب سپیکر ۔ میں وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔ انہوں نے میرے نام کے ساتھ "کمیونزم" کا لفظ استعمال کیا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ انہوں نے اکالومسٹ کا لفظ استعمال کیا ہے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار ۔ انہوں نے کمیونلسٹ کہا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں نے اکانومسٹ کہا ہے ۔ (قہقہے) میں آپ کے بارے میں کیسے یہ گستاخی کر سکتا ہوں ۔ میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ فرسودہ رسم ہے کہ چونکہ سالانہ بجٹ کے اخراجات بڑھ گئے ہیں ، لہذا ضمنی بجٹ کی ضرورت ہے ۔ آپ ایک ایسی پالیسی ، ایسا طریقہ وضع کریں اور آپ کو وضع کرنا پڑے گا کہ آپ تمام معاشی اور اقتصادی عوامل کو اپنے کنٹرول میں رکھیں ۔ میں تقریر ختم کر رہا ہوں لیکن آخر میں یہی کہوں گا کہ اس قسم کے ضمنی بجٹ کی ضرورت نہیں ۔ سالانہ بجٹ اپنی نوعیت اور اہمیت کے لحاظ سے ضمنی بجٹ سے زیادہ اہم ہوتا ہے لیکن یہ ایک ایسا طریق کار ہے کہ اگر انہی مدات کے تحت یہ رقوم سالانہ بجٹ میں پیش کی جاتیں تو شاید برسر اقتدار پارٹی کے لوگ بھی نہ مانتے ۔ اب چونکہ یہ رقوم خرچ ہو چکی ہیں اور اگر یہ بجٹ پاس نہ ہوا تو جو حکومت کا حال ہوگا وہ آپ کو پتا ہی ہے حکومت رہتی ہے یا نہیں رہتی ۔ اسے پاس کرنا پڑتا ہے ۔ سالانہ بجٹ کی ایک قانونی اور اخلاقی حیثیت ہوتی ہے ۔ آپ یہ کہیں گے کہ فلاں جگہ پر یہ لکھا ہوا ہے ، لیکن میرے نقطہ نظر سے ضمنی بجٹ کی قانونی اور اخلاقی حیثیت کوئی نہیں ہوتی کیونکہ حکومت سب کچھ خرچ کر لیتی ہے اور اس کے بعد اسمبلی کے پاس آ جاتی ہے کہ اب یہ اخراجات پاس کرو اور اس کو منظور کرو ۔ اگر برسر اقتدار پارٹی کے کچھ ارکان اس کو منظور نہ کرنا چاہیں تو وہ اس کے نتائج سے اچھی طرح آگاہ ہوتے ہیں ۔ اس لیے آخر میں میری یہ اپیل ہے کہ معیشت اور اقتصادی ڈھانچے کو اس طور پر استوار کیا جائے کہ ہمیں اس قسم کے فرسودہ ضمنی بجٹ پیش کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Mr. Speaker, Sir.....
(Voices-Urdu)
Sir, I seek your permission to speak in English.

Mr. Deputy Speaker : Please continue.

Begum Rehana Sarwar : Sir, Today we are having discussion on the Supplementary Budget for the year 1975-76 in this august House. I take this opportunity to congratulate

the Finance Minister for his clear-cut intentions and efforts that he has put in to present the Supplementary Budget in this House. Sir, Supplementary Budget is presented in this House not merely because of precedents and conventions but it is rather presented in this magnanimous House, and it is under consideration today, under Article 124 of the Constitution of Pakistan and under rule 118 of the Rules of Procedure. Sir, Supplementary Budget is the additional amount which we have already spent and now only a formal approval is required for the expenditure incurred for the uplift of common people, the expenditure incurred for the welfare and well-being of the people and the expenditure incurred for the completion of the development schemes launched by the Peoples Government in the Punjab It is very sad to observe that some of the honourable members sitting on the Opposition benches have condemned and criticised the Supplementary Budget obviously for the expenditure incurred against 54 voted demands aggregating to Rs. 143.64 crores. Sir, the presence of Opposition is healthy sign in any democratic State. It is the duty of Opposition to assist and guide the Government and not to create fuss but to give useful suggestions; not to put hinderances but to cooperate on principles and not to be dramatic but rather to be realistic.

Mr. Speaker, Pakistan Peoples Party is committed to its manifesto and we have, by the grace of Almighty God, fulfilled all our promises. We have introduced many policies for the betterment and welfare of the people in general. We have not only introduced these policies but we have also implemented them fully and with good intentions.

(At this stage, Mr. Speaker occupied the Chair)

That is why, today, we have a stable Government at home and a sound foreign policy abroad and we have achieved all this due to the dynamic personality, the dynamic leadership, the dynamic ability and capabilities of Mr. Zulfikar Ali Bhutto, the Prime Minister of Pakistan and the Chairman of Pakistan Peoples Party.

(applause)

Sir, Peoples Government gave its first and foremost prefere-

nce to agriculture because agriculture is the backbone of our economy. Land Reforms were introduced for the maximum production and also to shake the foundations of the feudal system which lasted in this country for many years. Under this policy, seeds, fertilizers, agricultural equipment and subsidy for tubewells were given to the tillers and the peasants. In order to further improve the living conditions of the landless tillers and peasants, five-marla plots scheme was introduced by the present Government which spent an amount of Rs. 2 croer for providing housing facilities in the rural areas. I think this demand is very genuine and the very intention of this scheme takes its strength from the Constitution itself. Therefore, this demand should be accepted with an open heart.

Sir, as you know, Punjab was confronted with unprecedented floods during the year 1973 which caused tremendous destruction to life and property. The Government is Constitutionally bound to protect and safeguard the life and proper ty of its citizens. Therefore, in this connec tion, the Government spent Rs. 2.41 croer for the maintenance of irrigation canals, embankments and drainage. Mr. Speaker, now I would like to draw your attention to Demand No. 16 with a specal reference to Lahore Development Authority. Sir, this demand is very essnetial bceause Lahore being the historical city and a mertopolitan city-not only this but also Lahore having the honour of holding an Islamic Summit Conference is now much more important and it attracts high dignitaries and tourists from all over the world. Therefore, it deserves attention and proper care for a better look and beautification. Sir, in this respect this objective can only be achieved by developing the roads, bridges and by tree plantation and lighting and by so many other things. Mr. Speaker, the beautification of Lahore depends upon improving, widening, broadening and carpetting of roads besides the over-head bridges connecting Cantonment for their own improvement from defence point of view and it is also the need of the hour. Therefore, th amount spent by Lahore Developmept Authority is actuall welcomed by this august House. Mr. Speaker Sir, in demand under the Head-63-B-Development Government has paid a

special attention towards the forest, education, public health and rural water supply. All these fields are directly connected and directly concerned with the development, progress and advancetment of the people and the progress itself. Sir, as you will note forests being the national wealth have to be looked after. Education as you know is the fundamental right of every citizen and for the first time in the history of Pakistan education was made free upto matric. Similary public health is of a great importance and Government wants to spend amount on it. We want to have healthy citizens so that they may not be a burden on the society. Water as you know is essential for survival. Therefore, all these needs are absolutely necessary for the betterment, up lift and for the advancement and progress and development of the Province itself. Sir, today we are surrounded by nations big and small, nations strong and weak, nations advanced and backward, and each nation is striving hard to compete in this highly competitive world. It is therefore, the need of the hour to follow the developed states. Sir, the Peoples Govt will, therefore,continue to spend public money on the welfare and well being of the people. Mr. Speaker, Sir, regarding the demand relating to Municipality I think it is a very wise step. The Government wants to give the peoples power back to the people and the Government wants to see full participation of the people in decision making. Therefore, this demand should be accepted with an open heart and mind for the good cause. Sir, I would like to draw your attention to the Supplementary Budget Statement for the year 1975-76, at page 59. Demand No. 13 under the Major Head 57-Miscellaneous. Item No. 3 Grant-in-aid to Municipal Corporation, Lahore, Municipal Committee, Multan, Municipal Committee, Lyallpur and Municipal Corporation, Rawalpindi amounting to Rs. 4,25,00,000/- Sir, this amount is a meager amounts compared to the improvements. Similary I would like to draw your attention to Demand No. 14, Item No. 8. The amount has been spent on the Enforcement & anti-sumuggling staff, creatoin of additional Police and other staff required for checkin of unauthorised check posts mobile teams and also to check movement of Wheat and Atta. Sir, this step was taken in the national and

Provincial interest. Therefore, this demand in my opinion is also very genuine. Sir, the amount which we have received from the Centre has to be returned in any case and we are absolutely satisfied with it. In fact we should be grateful to the Federal Government for being so generous to the Province of Punjab. In the end I would like to add that 34 demands of the Supplementary Budget should be passed without any further hinderance and with full support.

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد حنیف رامو ، مسٹر جاوید حکیم قریشی ، کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ کیا بات ہے کوئی بھی حاضر نہیں ہے ۔ کرنل صاحب تو ابھی مجھے نام دے کر گئے ہیں ۔ مسٹر رستم خان بلوچ (حاضر نہیں) ۔ شیخ محمد ریاض ۔

شیخ محمد ریاض ۔ جناب سپیکر ۔ اس سال کا ضمنی بجٹ ایک ارب تینتالیس کروڑ چونسٹھ لاکھ ایک ہزار چار سو نوے روپے کے مطالبات زر پر مشتمل ہے ۔ اگرچہ ضمنی بجٹ محض آئینی تقاضے پورے کرنے کے لیے پیش کیا جاتا ہے لیکن پھر بھی پچھلے سال کی کارکردگی اور تسلی بخش ترقی پر ایک طائرانہ نظر ڈالنا نہایت ضروری ہے ۔ جناب والا ۔ ابتدا میں جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو تمام حالات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے لیکن دوران سال کچھ ایسے معاملات ، کچھ ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں جن کے پیش نظر بجٹ میں تبدیلی ناگزیر ہو جاتی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں سابقہ سالوں کے مقابلے میں اس سال ایک کثیر رقم خرچ نہ کی گئی ہو ، خواہ وہ محکمہ تعلیم ہو یا پاؤسنگ کی سکیمیں ہوں ۔ میں حکومت پنجاب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے صوبے کی ترقی کے لیے اور خصوصاً تعلیم کی ترقی کے لیے بہت زیادہ رقم صرف کی ہے ۔ جناب والا ۔ یہاں پر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے متعلق مختص کی گئی رقم پر اعتراض کیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ صوبے کی بڑھتی ہوئی آبادی اور شہروں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ایسی سکیمیں ناگزیر ہیں ۔ جناب رؤف طاہر نے شادمان کالونی کا ذکر تو کیا لیکن ملتان روڈ کی سولہ سو ایکڑ سکیم کا ذکر نہیں کیا جس میں نہایت چھوٹے چھوٹے پلاٹ رکھے گئے ہیں اور سب سے بڑی رقم اس سکیم کے لیے رکھی گئی ہے ۔ ۔ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چھوٹے طبقے کے لوگ اور درمیانی آمدنی والے لوگ اس سے مستفید ہوں گے ۔ اس میں صحافی صاحبان بھی ہیں ، دکاندار بھی ہیں اور چھوٹے ملازم بھی ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سولہ سو ایکڑ سکیم بہت حد تک لاہور میں مکانوں کی کمی بھی پوری کر سکے گی ۔ جناب والا ۔ میں خاص طور پر محکمہ تعلیم کا ذکر کروں گا ، حکومت پنجاب نے سکولوں کی نیشنلائز کرکے تعلیم کا معیار بہت حد تک بلند کر دیا ہے اور اساتذہ حضرات جو معمولی اور قلیل تنخواہ پر کام کر رہے تھے ان کو عمدہ گریڈ دے کر ان کی عزت میں اضافہ کیا ہے اور اس طرح ان کی تنخواہوں میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو گیا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اب وہ بہتر طور پر تعلیم دے رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھوں گا کہ یہ احسان فراموشی ہوگی اگر میں اپنے حلقے کا ذکر یہاں نہ کروں ۔ جناب والا ۔ حکومت نے پچھلے سال ہاؤسنگ سکیم کے لیے مجموعی طور پر 50 لاکھ روپیہ مختص کیا تھا جس میں سے 30 لاکھ روپیہ دیا جا چکا ہے اور اس سکیم پر کام بھی شروع ہو چکا ہے ۔ 84 ایکڑ اراضی پر یہ سکیم مشتمل ہے ۔ جناب والا ۔ اوکاڑہ کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر یہ سکیم بہت ضروری تھی ۔ اگرچہ کچھ لوگوں نے اس سکیم کو معرض التواء میں ڈالنے کے لیے عدالتوں کا بھی سہارا لیا ۔ لیکن ہم اس مرحلے سے گزر چکے ہیں اور سکیم پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے ۔ انشاء اللہ آئندہ سال میں یہ سکیم مکمل ہو جائے گی ۔ جناب والا ۔ پچھلے سال میرے حلقے میں لڑکیوں کے تین مڈل سکولوں کا درجہ ہائی تک بڑھایا گیا اور میں یہ بات بھی وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ میرے حلقہ اوکاڑہ شہر میں ایک بھی بچی ایسی نہیں جسے داخلہ نہ ملا ہو ۔ (تعرہ ہائے تحسین)۔ جناب والا ۔ میں حکومت پنجاب کا شکر گزار ہوں کہ اوکاڑہ کا ہسپتال جو نہایت خستہ حالت میں تھا اور اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اسے ہروانشلائز کیا جائے ۔ اب جناب والا ۔ حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم کرکے میونسپل کمیٹی کا بوجھ کم کر دیا ہے ۔ اس کے علاوہ حکومت نے ساڑھے سینتیس لاکھ روپیہ نیا ہسپتال قائم کرنے کے لیے مختص کیا ہے ۔ میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کے لیے کثیر رقم مختص کی ہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ اوکاڑہ میں لڑکیوں کا کالج قائم کرنے کے لیے ایک کروڑ روپیہ مختص کیا گیا

ہے ۔ محکمہ تعلیم کے افسران چند روز پہلے اوکاڑہ تشریف لائے تھے اور جگہ کا انتخاب کیا تھا ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگلے دو سالوں میں اوکاڑہ میں لڑکیوں کا کالج معرض وجود میں آ جائے گا ۔ جناب والا ۔ اس وقت وہ معمولی ہوسٹل میں گزارہ کر رہی ہیں جو ان کی ضروریات کے پیش نظر ناکافی ہے ۔

Mr. Speaker : There shall be a tea break for thirty minutes. We shall reassemble at 7.45 p.m.

(The House adjourned at 7.15 p.m.)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ شیخ محمد ریاض ۔

شیخ محمد ریاض ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ضمنی بجٹ میں جناب وزیر خزانہ نے ایسے لوگوں کے لیے جن کی رہائش دیہات اور گاؤں میں ہے ، پلاٹ مہیا کرنے کے لیے زمین کی خرید کے سلسلے میں رقم طلب کی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا ہی طرہ امتیاز ہے کہ اس نے ایسے بے گھر لوگوں کے لیے ، جو کئی نسلوں سے آسمان تلے زندگی کے دن گزار رہے تھے ، با عزت زندگی بسر کرنے کے لیے پلاٹ مہیا کیے ۔ جب یہ سکیم شروع کی گئی تو بہت سے لوگوں کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی اور چند زمیندار حضرات نے ہمیں متنبہ کیا کہ آپ ان لوگوں کو مکانات کی ملکیت مت دیں ورنہ ہماری مشکلات میں بہت اضافہ ہو جائے گا ، یہ لوگ کام نہیں کریں گے اور اس طرح ہماری معیشت متاثر ہوگی ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسان تمام انسان ہیں ، خواہ غریب ہوں یا امیر سب برابر ہیں ۔ یہ ایک ایسا قدم ہے جو بہت پہلے لیا جانا چاہیے تھا ۔ پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ دیر آید درست آید ، یقینی طور پر حکومت پنجاب مبارک باد کی مستحق ہے کہ اس نے بے گھر لوگوں کو پلاٹ مہیا کرنے کے لیے سکیمیں تجویز کی ہیں ۔ جناب والا ۔ میں اس مطالبہ کی پر زور حمایت کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اگر مزید رقم اس پر خرچ کرنا پڑے تو ہمیں فیاضانہ طریقے پر غور کرنا چاہیے اور ان کی مدد کرنی چاہیے ۔ جناب والا رؤف طاہر صاحب نے فرمایا ہے کہ حکومت اپنی گرفت کو مضبوط کرنے کے لیے پولیس کی نفری میں

اضافہ کرنا چاہتی ہے لیکن جناب والا ۔ صورت حال یہ نہیں بلکہ پنجاب کی آبادی دن بدن بڑھ رہی ہے ۔ میں اس سلسلے میں اوکاڑہ کا ذکر کروں گا ۔ اوکاڑہ سے لاہور تک پچھلے سالوں میں نئی آبادیاں قائم ہو گئی ہیں جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئیں تھی ۔ اسی طرح بھائی پھیرو کو دیکھ لیں جو اڑھائی میل کے رقبہ پر مشتمل ہے ۔ انتظامیہ کی پوری توجہ دلانے کے لیے حکومت کو وہاں نئی چوکیاں قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور پولیس کی نفری میں اضافہ کرنا ناگزیر ہوگیا ۔ علیٰ ہذا القیاس ۔ مجسٹریٹ کی تقرریاں بھی اس عمل سے وابستہ ہیں ۔ جناب والا ۔ رؤف طاہر صاحب نے چین کا ذکر کیا ہے ۔ یقینی طور پر چین ایک ایسا ملک ہے جہاں کسی کا استحصال نہیں ہوتا ، افراط زر کا بھی خطرہ نہیں اور لوگوں کو مشکلات کا سامنا نہیں ، میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چین ایک ایسا ملک ہے جہاں کسی کی کوئی ذاتی ملکیت نہیں ، کسی شخص کا ذاتی مکان نہیں اور نہ کوئی نجی کارخانہ لگاتا ہے ۔ اس لیے لوگ غلط اقدام نہیں کرتے ، حکومت کا نہایت سخت کنٹرول ہے ۔ ایسے معاشرہ میں استحصال کیسے ہو سکتا ہے ۔ اس نظام میں تمام اختیارات حکومت کے پاس ہیں وہاں کوئی شخص اپنی ذاتی ملکیت نہیں رکھ سکتا ۔ اگرچہ میں اس نظام کا حامی ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ پاکستان میں ایک حد تک ذاتی جائداد رکھنے کی اجازت ہونی چاہیے ، عوام میں دولت کی بہتر تقسیم ہونی چاہیے ۔ ہم ذاتی ملکیت کے مسئلے کو ختم نہیں کر سکتے کیونکہ یہ اسلام کی روح کے منافی ہے ۔ جناب والا ۔ ایک بات کی طرف میں وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے نہایت فراخدلی کے ساتھ خاص طور پر میونسپل کمیٹی اوکاڑہ کو دس لاکھ روپے کی رقم مہیا کی تھی ۔ تاکہ اس سے ہم کمیٹی کی آبادیوں کی سڑکیں پختہ کرا سکیں ۔ اس سلسلے میں ایک منصوبہ حکومت پنجاب کو بھیجا تھا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ رقم ساہیوال کو ٹرانسفر کر دی گئی ۔ میں نے یہ معاملہ جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پارلیمانی میٹنگ میں پیش کیا تھا ، انہوں نے مجھے کہا تھا کہ لکھ کر بھیج دوں ۔ چنانچہ میں نے یہ معاملہ لکھ کر بھیج دیا ہے ۔ میں وزیر خزانہ کی توجہ خصوصی طور پر اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وہ اس معاملے میں ہماری مدد کریں اور جو رقم ساہیوال میونسپل کمیٹی کو ٹرانسفر کی گئی تھی وہ میونسپل کمیٹی اوکاڑہ کو واپس دے دی

جائے کیونکہ ہم نے اس کا اعلان بھی شہر میں کر دیا تھا اور لوگوں سے وعدہ بھی کر چکے تھے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ضمنی بجٹ کی حمایت کرتا ہوں ، اس کو با اتفاق رائے پاس کیا جائے ۔ شکریہ

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ بنیادی طور پر کوئی بھی بجٹ ہو خواہ ضمنی بجٹ ہو یا سالانہ وہ کسی قوم کی سیاسی ، جمہوری ، اخلاق اور اقتصادی اقدار کا آئینہ دار ہوتا ہے بلکہ سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ کسی حکومت کے استحکام اور عدم استحکام کا اندازہ اس حکومت کے میزانیے سے لگایا جا سکتا ہے اس خیال اور اس نظریے کے پیش نظر میں موجودہ میزانیہ برائے سال 76 ۔ 1975ء کا جائزہ ملک کے اقتصادی ، اخلاق اور سیاسی عوامل کو سامنے رکھتے ہوئے کروں گا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ حکومت نے جو ضمنی بجٹ اس ایوان میں پیش کیا ہے ، وہ بہت سی رقومات جو مختلف محکموں کے لیے رکھی گئی ہیں ان سے نہ تو حکومت کا جمہوری مزاج واضح ہوتا ہے اور نہ ہی اس حکومت کا کوئی اعلیٰ سیاسی کردار ہمارے سامنے آتا ہے بلکہ تمام اخراجات جو اس میزانیہ میں رکھے گئے ہیں ، وہ بالکل کسی واضح قومی یا اعلیٰ مقاصد حاصل کرنے کے لیے نہیں ۔ وہ قومی یا اقتصادی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے نہیں ۔ جو روپیہ غریب ٹیکس دہندگان کی جیبوں سے قومی خزانے میں یا حکومت پنجاب کے خزانے میں جمع ہوتا ہے اگر آپ گہری نظر سے دیکھیں تو اس کا بہت برا حشر ہوا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس حکومت سے پہلی حکومتوں نے ، جن کو ہم برا کہتے ہیں اور جن کو ہم ناکام حکومتیں کہتے ہیں ، عوام دشمن حکومتیں کہتے ہیں ، جو میزانیے پیش کیے تھے اگر وہ میزانیے سامنے رکھیں اور اس حکومت کے پہلے میزانیے سامنے رکھیں تو میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ یہ حکومت نہ تو سوشلسٹ ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے اور نہ ہی جمہوری ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے جو یہ حکومت انقلاب لانے کے لیے کیا کرتی تھی ۔ میں یقین اور ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ حکومت اسی طریقے پر چل رہی ہے جس طریقے پر دولتانے کی حکومت چل رہی تھی ، جس طریقے پر ممدوٹ کی حکومت چل رہی تھی ، جیسے سکندر مرزا کی حکومت یا دوسرے فوجی

آمروں کی حکومتیں چل رہی تھیں ۔ اگر مجموعی اعتبار سے دیکھا جائے تو اس حکومت اور پہلی حکومتوں میں کوئی فرق نہیں ۔ جناب سپیکر ۔ لاہور میں ایل ڈی اے کا ایک سفید ہاتھی سالہا سال سے بھیانک صورت میں ہمارے سامنے بندھا ہوا ہے ۔ آپ نے اس کو رقوم دیں تا کہ وہ لاہور کے لیے تعمیر و تشکیل کے منصوبہ جات بنائے ۔ لاہور کے لیے منصوبہ جات کس نے بنوائے ہیں ؟ آپ اس کے اعداد و شمار کو دیکھیں اور ان کا پہلے منصوبوں کے مقابلہ کریں جن کے تحت کتنی عظیم گلیاں بنائی گئیں ، کتنی عظیم سڑکیں بنائی گئیں اور کتنے عظیم پل بنائے گئے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ایل ڈی اے لاہور کے لیے بالکل غیر ضروری اور نا مناسب ہے لیکن حکومت اتنے بلند بانگ دعوے کر رہی ہے کہ لاہور کو خوبصورت بنانا ہے ۔ اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقع پر اس کی خوبصورتی کے ترانے گائے گئے ہیں ۔ کیا آپ گلبرگ میں چوڑی سڑکیں بنا کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ لاہور کو خوبصورت بنانا ہے ۔ اور وہ سڑکیں بھی کن علاقوں سے گزرتی ہیں، وہاں کون لوگ رہتے ہیں ۔ وہ با اثر افراد کا علاقہ ہے، سیاسی شخصیت کا علاقہ ہے، تاجران اور صنعتکاروں کا علاقہ ہے۔ اگر شادمان کالونی کی بات کرتے ہیں تو پلاٹ بانٹے سوشلزم لیتا ہے، ملک اختر لیتا ہے، اس کا لڑکا لیتا ہے، میں لیتا ہوں، میرا کوئی دوست لیتا ہے۔ تو مجھے بتائیں کہ پنجاب کے کون سے گاؤں میں ، پنجاب کے کس شہر میں ، پنجاب کے کس قصبے میں پیپلز پارٹی نے کون سی عوامی یا غریبوں کے لیے کوئی بہترین بستی تعمیر کی ہے ؟ میرے دوست نے بات کی ہے کہ 24 ۔ 48 ایکڑ کی بات کیوں نہ کریں ۔ کل تو آنے والا ہے ۔ یہ آپ کے بلند بانگ دعوے آنے والے وقت میں کون سن سکے گا ۔ ہم تو ماضی کی بات کرتے ہیں ۔ آپ نے پانچ مرلے کے پلاٹوں کے لیے ضمنی بجٹ میں رقم رکھی ہے ۔ ہم بنیادی طور پر دیہات سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ہم نے چار سال پیپلز پارٹی میں گزارے ہیں ۔ اس وقت بھی ہم نے یہی کہا تھا کہ پنجاب کی موجودہ حکومت قطعی طور پر عقل و دانش سے بے بہرہ ہے ، وہ کوئی بہترین منصوبہ بندی نہیں کر سکتی اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ ان پانچ مرلے کے پلاٹوں کے لیے ٹیلیویژن ، ریڈیو اور پریس پر بڑا وقت ضائع کیا گیا ۔ آپ یہ بتائیں اور ایمانداری سے یہ دیکھیں کہ کیا پانچ مرلے کی سکیم سے یہاں کوئی انقلاب آیا ہے ؟ آپ تو فرضوں کی بات کر رہے ہیں ۔ میں ایمان سے کہتا ہوں کہ حکومت کی مد سے ، حکومت کی ایما پر یا

حکومت سے قرضہ لے کر پانچ مرلے کا پلاٹ کم از کم میرے علاقہ ساہیوال میں تو کسی کو نہیں ملا ۔ کوئی نئی اور انقلابی ابھرتی ہوئی بستی مجھے تو نظر نہیں آ رہی سوائے اس کے کہ ایک انتشار ہے ، ایک شغل ہے اور یہ تمام مشغلہ ، یہ تمام کش مکش پانچ مرلے کے پلاٹ کی صرف پیپلز پارٹی کے مختلف صدروں ، جنرل سیکرٹریوں یا اس کے کارکنوں کے درمیان آئے دن کے مشغلے، لڑائی اور فساد کے سوا اور کچھ نہیں ۔ آپ مجھے بتائیں کہ پنجاب کے کون سے بڑے زمیندار سے زمین لی گئی ہے ۔ میں بتاتا ہوں کہ میرے علاقے میں 20 / 20 ، 25 / 25 اور 100 / 100 مربعے کے مالکان موجود ہیں وہ پہلے بھی بڑے تھے اور آج بھی بڑے ہیں ۔ آپ ان کی بڑائی میں پستی پیدا نہیں کر سکے کہ آپ تین چار ایکڑ کسی بڑے زمیندار سے لے کر غریبوں کو پانچ مرلے کے پلاٹ مہیا کر دیں ۔ میرے پاس ان دیہات کی لسٹ ہے جہاں چراگاہ نہیں اور صوبائی حکومت کا رقبہ بھی نہیں ۔ وہاں پر آپ پانچ مرلے کی سکیم نہیں لا سکے ۔ آپ نے زمینداروں کا رقبہ نہیں لیا ۔ ایک صاحب نے کہا تھا کہ قانون موجود ہے ، آپ زمین لے سکتے ہیں لیکن کسی زمیندار کا رقبہ کم از کم ضلع ساہیوال میں اگر حکومت نے حاصل کر کے پانچ مرلے کی سکیم کے تحت غریبوں کو دیا ہو تو میں اس ایوان میں معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں ۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا ۔ کیوں نہیں ہو سکتا ؟ اس لیے کہ ایک بورژوا اور ایک نئی سوسائٹی پیپلز پارٹی کی اقتصادی منصوبہ بندی کے ذریعے ظہور پذیر ہوئی ہے ۔ پلاٹ میں نے لیا ہے ، وزراء نے لیا ہے ، با اثر افراد نے لیا ہے ۔ وہاں سڑکیں بھی بن رہی ہیں ، سیوریج سسٹم بھی ہے لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ یا تو آپ ان غریب دیہاتیوں کا ، جو بقول آپ کے 70% سے زیادہ ہیں ، اس میزانیہ میں ذکر نہ کرتے ۔ اگر آپ نے ان کا ذکر کر ہی دیا ہے تو میں دکھ سے یہ کہوں گا کہ ٹیکس وہ دیتے ہیں ، آپ کے لیے گندم وہ پیدا کرتے ہیں ، راتوں کو کھیتوں کو پانی دینے وہ جاتے ہیں ، کھیت وہ سنوارتے ہیں ، سبزی ان کی وجہ سے ہوتی ہے ، شادابی ان کی وجہ سے ہوتی ہے ، گندم ان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے لیکن اس طبقے کا مجموعی طور پر وہی حال ہے جو آج سے تین سال پہلے تھا ، اگر وہ تھانوں میں جاتے ہیں تو ان سے رشوت لی جاتی ہے اور ان پر مقدمات بنتے ہیں اور ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ حلقہ نمبر 6

میں ایل ڈی اے نے سڑکیں بنائیں ۔ وہاں ابھی تک روڑی اور بجری پڑی ہے ۔ اکتوبر 15 سے پہلے ہمارے سامنے ایل ڈی اے کے ٹرک وہاں گئے جب انہوں نے الیکشن جیتنا تھا لیکن وہ سڑکیں ابھی تک ٹوٹی ہوئی ہیں اور اگر ایک سڑک پر راتوں رات رولر پھر بھی گیا تو پھر بھی آپ دیکھیں گے کہ ابھی تک وہاں روڑی اور بجری کے انبار لگے ہوئے ہیں جہاں سے انہوں نے الیکشن جیتا ۔ میں سیاسی اور اخلاقی طور پر یہ بات کر رہا ہوں ۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی ۔ حکومت کے نقطہ نظر سے تجارتی اور غذائی اجناس اور چینی کی بات بھی یہاں کی گئی ہے اور اس کے لیے رقم مختص کی گئی ہے ۔ جہاں تک محکمہ خوراک کا تعلق ہے اور محکمہ خوراک کے ذریعے جو گندم آپ کسانوں سے لیتے ہیں اور جو ساہیوال ، ہڑپہ ، سیالکوٹ یا گجرانوالہ کے ڈپوؤں میں گندم کے بڑے بڑے انبار آپ کو نظر آ رہے ہیں ، میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں اور وطنیت کے جذبے سے سرشار ہو کر کہتا ہوں کہ آج بھی محکمہ خوراک کا احتساب کرنے والی کوئی حکومت پیدا نہیں ہوئی ۔ پہلے بھی اس کی دھاندلیاں عیاں تھیں ، پہلے بھی اس میں زبردست لوٹ کھسوٹ تھی اور آج بھی میرے زمیندار کی پیدا کی ہوئی بہترین گندم میں ڈپوؤں میں آنے سے پہلے لاکھوں من مٹی ملا دی جاتی ہے۔ وہ مٹی کون ملاتا ہے اور کس سے ساز باز کر کے ملاتا ہے اور پھر یہ ملاوٹ شدہ گندم آٹے کی شکل میں کن کے پاس جاتی ہے؟ یہ پھر ان کے پاس جاتی ہے جو گندم بوتے ہیں، جو گندم اگاتے ہیں۔ لیکن ان کے اقتصادی اور نام نہاد معاشی انقلاب کی ستم ظریفی یہ ہے کہ پھر وہی گندم آپ کے ہاتھوں subsidy کے دھوکے میں ، ملاوٹ شدہ اور مٹی والی عوام کو خریدنی پڑتی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ گواہ ہوں گے کہ آج ہسپتالوں میں کن لوگوں کو زیادہ داخلہ لینا پڑتا ہے ، وہ غریب ہیں جو سسک رہے ہیں ، وہی بیمار ہیں جو تپ دق اور ٹی بی کا شکار ہیں ۔ اس لیے کہ آپ انہیں صحیح گندم نہیں دیتے حالانکہ قدرت کاملہ نے یہ گندم ملاوٹ کر کے پیدا نہیں کی ۔ پیدا کرنے والے نے اس میں ملاوٹ نہیں کی لیکن وہ ذاتی مفادات اور مفادات مخصوصہ کے حامل افراد، جو سوسائٹی کو تباہ کرنے کا موجب رہے ہیں اور جو قیام پاکستان کے بعد فوری طور پر حکومت پر قبضہ کر چکے تھے ، وہی لوگ کسی نہ کسی شکل میں آج بھی حکومت کر رہے ہیں ، پنجاب پر کر رہے ہیں اور پر

جگہ کر رہے ہیں ۔ لیکن غریب لوگ جو ان نام نہاد زمینداروں اور جاگیرداروں کے سائے تلے چل رہے ہیں ان کی آواز دور و دیوار سے آگے نہیں جا سکتی اس لیے کہ پریس بند ہے ، ٹیلیویژن بند ہے اور کل اخبار میں صرف یہ آئے گا کہ نذر حسین منصور نے تقریر کی ۔ لیکن ہمارا دکھ اور درد ذاتی نہیں ۔ ہم نے شیخ رشید کی طرح کوئی پلاٹ نہیں لیا ، ہم نے ملک معراج خالد کی طرح کوئی کوٹھی نہیں بنائی ۔ میں نام اس لیے لے رہا ہوں کہ آج وقت کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح بات کی جائے ۔ باہر آپ بات نہیں کرنے دیتے تو میرا ضمیر یہ کہتا ہے کہ اگر میں نے آج اسمبلی میں صحیح بات نہ کی تو میں اتنا ہی ملزم اور گناہگار ہوں گا جتنے آپ ہیں اگر آپ ہمیں باہر بات نہیں کرنے دیتے تو ہم اتنے بزدل نہیں کہ اسمبلی کے اندر بھی بات نہ کریں ۔ بات حقیقت پر مبنی ہے، بات انصاف پر مبنی ہے۔ اگر آپ نے ضمنی بجٹ ایک ایسی لئی سوسائٹی پیدا کرنے کے لیے بنانا ہے اور سڑکیں ان علاقوں میں سے گزرتی ہیں تو وہ پیسہ ان ہزاروں ، لاکھوں غریب دیہاتیوں کا ہے جو صدیوں سے پہلے بھی غریب تھے اور آج بھی غریب ہیں ۔ میں سخت افسوس سے ایک اور گزارش کروں گا کہ مجھے بتائیں کہ یہ میزانیہ ، یہ خرچ اور یہ خزانہ کس سوسائٹی کو پیدا کرنے کے لیے خرچ کیا جا رہا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں فاضل اراکین سے معافی چاہتا ہوں کہ اب ضمنی بجٹ کے سلسلے میں تقریر کرنے کے لیے نئے نام شامل نہیں کیے جا سکتے ۔ اسی لیے میں پہلے استدعا کر رہا تھا ۔ اس وقت میرے پاس 37 نام ہیں جن فاضل ممبران نے ابھی تقاریر کرنی ہیں اور ان تقاریر کے لیے صرف کل کے ساڑھے پانچ گھنٹے ہوں گے ۔ اگر فاضل اراکین دو دو تین تین منٹ تقریر کرنے کے لیے تیار ہو جائیں تو پھر میں انہیں adjust کر سکتا ہوں ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ اب تقریباً دو کروڑ بیس لاکھ روپے کا خرچ اس ضمنی بجٹ میں نہروں کے لیے بھی دکھایا گیا ہے ۔ بڑے افسوس کی بات ہے ، میں نہیں کہتا کہ آپ رقم نہیں دیتے ، آپ دیتے ہیں ۔ میں یہ بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار ہوں کہ اجتماعی طور پر میں ان کے خلاف نہیں ہوں ، میں آپ کی دیانت پر شک نہیں کر سکتا ، خدا کی قسم میں ڈاکٹر صاحب کی تعریف کرتا ہوں ۔ میرے اوپر اپوزیشن کا جو تعصب ہے میں اس کی وجہ سے ان کی

مخالفت نہیں کرتا ۔ ہم ان کے نظریات کو جانتے ہیں ، ان کا جو رویہ ہمارے ساتھ ہے اسے ہم جانتے ہے ۔ لیکن میں افسوس سے صرف یہی کہوں گا کہ یہ لوگ اس زمانے کے لیے پیدا نہ ہوئے تھے ۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہم لوگ اس زمانے میں پیدا ہو گئے ہیں ۔ تاہم میں ان کے فکر ، نظریے اور انقلابی تجسس سے بھر پور ذہن کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ میں کنٹر ڈائپ کا ایک دقیانوسی اپوزیشنسٹ بننے کی کوشش نہ کروں گا ۔ لیکن یہ رقم جو مخصوص کرتے ہیں یہ کس طریقے سے استعمال ہوتی ہے ؟ وہاں پشتے باندھنے ، نہروں کا ، آبپاشی کا اور تھانوں کا نظام قائم کرنے ، کھیتوں تک پہنچانے والے پانی کے لیے اور بہترین طریقے سے آبپاشی کرنے کے لیے رقم دے رہے ہیں ، وہ کہاں جاتی ہے ؟ اس کا تصرف صحیح نہیں ہوتا ۔ کیوں ؟ اس لیے کہ آپ کی منصوبہ بندی وہی ہے جو کہ 1952ء میں تھی ، دولتانہ کے دور میں یا جو 1959ء میں تھی یا 1957ء میں تھی ، خان صاحب کے دور میں ۔ بنیادی طور پر کوئی فرق نظر نہیں آیا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میرے خیال میں ابھی تو دو تین منٹ رہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اٹھارہ منٹ بول چکے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ چلیے پھر ، ایک منٹ اور دے دیجیے ۔ آخر میں میں یہ عرض کروں گا اور حکومت سے یہ درخواست کروں گا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ (ایک معزز ممبر سے) آپ کا نام تو ایک مرتبہ پکارا جا چکا ہے ۔ جن صاحبان کا نام ایک مرتبہ پکارا گیا ہے ، ان کا وقت اب آدھا رہ گیا ہے ۔ یہ نہیں ہو سکتا They can't have that indulgence. فاضل اراکین کے لیے پندرہ منٹ ہیں ۔ جو معزز ممبر تشریف نہیں رکھتے اور ان کا نام پکارا جاتا ہے تو ان کا وقت نصف ہو جائے گا ۔

And this may be a method to ensure the presence of the members.

میں نے حکومتی پارٹی کے سات ممبران کا نام لیا تھا اور بڑے افسوس کی بات

ہے کہ ساتوں ہی ممبران موجود نہ تھے ۔

کرنل محمد اسلم خان لغاری ۔ سارے سات منٹ بھی جناب کی مہربانی ہے جناب سپیکر ۔ کیا مجھے وقت نہ دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو وقت ملے گا ۔ کیوں نہیں ملے گا ؟

مسٹر نذیر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں ختم کر رہا ہوں ۔ اس کے بعد کارپوریشن اور میونسپلٹیز کے لیے بھی رقم دی گئی ہے ۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کارپوریشن اور میونسپل کمیٹیز میں وہی پہلی سی فرسودگی ہے ، وہی جمود ہے ، وہی غیر ترقی یافتہ وجہالات ہیں اور وہی حالت ہے ۔ اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا ۔

یا رب نہ وہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

مسٹر سپیکر ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔

ملک محمد اکرم اعوان ۔ جناب والا ۔ میں نے اراکین غزنی اختلافی کی تقاریر کو بڑے غور سے سنا ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اکثر معزز اراکین نے اس بات میں تمیز کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ جنرل بجٹ پر تقاریر ہو رہی ہیں یا ضمنی بجٹ پر ۔ جو حال ان کی اپنی دانست میں یہ رہا ہے جو وہ سمجھتے ہیں ۔ مجھے ضرور یہ احساس ہے کہ ہمیں اپنی تنقید یا بجٹ کو محض ضمنی بجٹ تک ہی محدود رکھنا چاہیے ۔ جناب والا ۔ اس ضمنی بجٹ کے سلسلے میں میں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک مثالی ضمنی بجٹ ہے جو ایک ترقی پسند حکومت ہی پیش کر سکتی ہے ۔ ایک ایسے معاشرے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے یہ بجٹ بنایا گیا ہے ، جو ترقی پذیر ہے ، جو ترقی کر رہا ہے ، جو ترقی کر چکا ہے اور اسے ابھی بہت آگے جانا ہے ۔ کوئی بھی حکومت جس کے سامنے فلاح عوام کا نظریہ ہو ، اس بات کا انتظار نہ کرے گی کہ ہم ضمنی بجٹ میں اتنی رقم کیوں خرچ کریں اور کیوں نہ جنرل بجٹ میں یہ سب کچھ منظور ہو جائے ۔ پارلیمنٹری طرز حکومت میں یہ نا ممکن ہے ۔ کسی ملک میں بھی آپ ذرا دیکھ لیجیے ، ایسے اخراجات پیش آیا ہی کرتے ہیں جن کو پہلے ذہن انسانی نہیں سوچ سکتا ، یا وہ پہلے نظر نہیں

آ سکتے جب جنرل بجٹ بنایا جاتا ہے ، یا ایسے واقعات پیدا ہو جاتے ہیں کہ دوران مالی سال ہمیں ان کے لیے مزید گرانٹ منظور کرنی پڑتی ہے یا اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں ۔ اس لیے یہ بات کہ وزیر خزانہ نے اتنا بڑا بجٹ کس طرح پیش کر دیا ، یا بلا ضرورت پیش کر دیا ، بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ مجھے فخر ہے کہ ہماری موجودہ حکومت نے اپنے دور اقتدار میں عوامی فلاح کے سلسلے میں ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے ، جن کی نظیر سابقہ ادوار میں گزشتہ کئی سالوں میں نظر نہیں آتی ۔ جناب والا ۔ آپ ملاحظہ فرمائیے گا ، اس موجودہ مالی سال ہی میں ہماری حکومت نے سڑکوں ، نہروں ، تعلیم معاشرتی بہبود کے اخراجات اور دیگر مسائل پر اس قدر رقوم فراخ دلی سے خرچ کی ہیں جن کے عوام کی فلاح کے سلسلے میں مثبت نتائج برآمد ہوئے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تنقید کرنے والے اگر رنگدار عینک سے حکومت کے کارناموں کو نہ دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ عوامی حکومت نے پنجاب کے عوام کی بہت بڑی خدمت کی ہے ! جناب والا ۔ اسی مالی سال میں بے زمین لوگوں کو ، اور ایسے لوگوں کو جن کے پاس کوئی مکان نہیں ، کوئی رہنے کی یا سر چھپانے کی جگہ نہیں ، بے شمار پلاٹ اس حکومت نے الاٹ کیے ہیں جن پر کروڑوں روپے کے اخراجات برداشت کرنے پڑے ہیں ۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ اخراجات ناجائز ہیں ؟ اسی طرح آپ تعلیم کے لحاظ سے ملاحظہ فرمائیے ۔ بہت سے کالج اور سکول اسی مالی سال میں upgrade ہوئے اور ان اخراجات کا بھی جواز موجود ہے کیونکہ یہ بھی عوام کی بہتری پر ہی اٹھے ہیں ۔ بندہ نواز ۔ غور فرمائیے گا کہ جو لوگ اپنے مفادات پر زد پڑتی ہوئی دیکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عوامی حکومت کے دور میں ان کے خصوصی مفادات بری طرح سے پامال ہوئے ہیں ، وہ لوگ کبھی ہمارے وزیر خزانہ یا ہماری حکومت کی تعریف کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے ۔ جناب والا ۔ اسی حکومت کا یہ کارنامہ ہے کہ اسی مدت میں ہی اس نے عوام میں ایسا سیاسی شعور اور بیداری پیدا کی ہے جس کے رد عمل سے ان رجعت پسند ایوانوں میں زلزلہ آ چکا ہے ۔ ۔ ۔

چوہدری محمد حنیف ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ کورم نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کریں ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ہے ۔ ۔
گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ ۔ ۔ (گھنٹیاں) ۔ ۔ ۔ (گھنٹیاں جاری) ۔

Mr. Speaker : I would like to inform the members that I have got the names of 25 members who want to speak. The time alloted to the members will be between five and seven minutes because it is absolutely their fault.

The House is adjourned. It shall re-assemble at 8.00 a.m. tomorrow.

(The House then adjourned to meet again on Tuesday the 15th June 1976, at 8.00 a.m.)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

منگل ۔ 15 جون 1976ء

(سہ شنبہ ۔ 16 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ
قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنِّي أَخَافُ
إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ
وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۝ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ
وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ
وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝

پ ۷ ۔ س ۶ ۔ رکوع ۸ ۔ آیات ۱۴ تا ۱۸

(اے پیغمبر) آپ کہیئے کہ میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو مددگار بناؤں وہی تو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کو کھانا دیتا ہے اور خود کسی سے کھانا نہیں لیتا یہ بھی کہ دو کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں اور یہ کہ تم (اے پیغمبر) مشرکوں میں نہ ہونا ۔
یہ بھی کہ دو کہ میں اگر اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے جس شخص سے اس روز عذاب ٹال دیا گیا اس پر اللہ نے بڑی مہربانی فرمائی اور یہ کھلی کامیابی ہے ۔ اور اگر اللہ تم کو کوئی سختی پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر نعمت (واحبت) عطا کرے تو کوئی اس کو روکنے والا نہیں ۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ اور اپنے بندوں پر غالب اور دانا و خبردار ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

مسٹر سپیکر ۔ حسب فیصلہ وزیر خزانہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھیں گے ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حسب فیصلہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں ۔

نوسیائے گئے سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کو پرائیویٹ ٹیوشن کی سہولت

***5257 ۔ مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت پنجاب کی زیر تحویل درسگاہوں کے اساتذہ کو پرائیویٹ ٹیوشن کرنے کی عام اجازت ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہر استاد یا استانی یا لیکچرار یا پروفیسر زیادہ سے زیادہ کتنے طلباء کو پرائیویٹ ٹیوٹر کی حیثیت سے تعلیم دینے کا مجاز ہے اور وہ کم از کم اور زیادہ سے زیادہ ہر طالب علم کے والدین یا سرپرستوں سے ماہوار کیا فیس لے سکتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ پرائیویٹ ٹیوشن رکھنا صوبہ کے متعدد غریب متوسط الحال عوام کے لیے ناقابل برداشت ہے ۔

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ پرائیویٹ ٹیوشن کرنے کی وجہ سے متعدد اساتذہ اپنے سرکاری فرائض لاپرواہی سے ادا کرتے ہیں اور بچے تعلیم میں کمزور رہ جاتے ہیں اگر ایسا ہے تو حکومت پرائویٹ ٹیوشن کے بارے میں کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی نہیں ۔

(ب) چونکہ ٹیوشن کرنے کی اجازت نہیں ہے اس لیے اس قسم کے احکام جاری کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) جی ہاں ۔ یہی وجہ ہے کہ اساتذہ کو ٹیوشن کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی اس قسم کا کوئی واقعہ محکمہ کے علم میں نہیں ہے اور نہ ہی محکمہ نے اساتذہ کو عام ٹیوشن کرنے کی اجازت دے رکھی ہے ۔

ضلع جہلم میں قومیائے گئے تعلیمی اداروں کی تعداد

*6148 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع جہلم میں کون سے سکول اور تعلیمی ادارے ہیں جن کو حکومت نے اکتوبر 1972ء میں قومیایا تھا ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں کچھ ایسے تعلیمی ادارے ہیں جنہیں ابھی تک نہیں قومیایا گیا اگر ایسا ہے تو وہ ادارے کون کون سے ہیں ۔ کیا حکومت انہیں قومیانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) ضلع جہلم کے قومیائے گئے سکولوں کی فہرست لف ہذا ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔ ایسے عام سکولوں کی جو ابھی تک قومیائے نہیں گئے کی فہرست منسلک ہے ۔ ان اداروں میں سے صرف ان ہی اداروں کے قومیائے جانے کا امکان ہو سکتا ہے جو طے شدہ معیار کے مطابق ہوں گے ۔ اور ضروری شرائط کو پورا کرتے ہوں گے ۔ حکومت ہر سال کے بارے میں اس معیار اور ان شرائط کی روشنی میں فیصلہ کرتی ہے ۔

فہرست نیشنلائزڈ بوائز ہائی سکول (جہلم ڈسٹرکٹ)

1. مشن ہائی سکول ڈھلوال
2. اسلامیہ ہائی سکول چکوال ۔
3. سہگل ماڈل ہائی سکول سہگل آباد
4. تبلیغ الاسلام ہائی سکول جہلم ۔
5. محمد علی ہائی سکول جہلم
6. سرسید ہائی سکول کٹاس ۔
7. جہلم مکتب ہائی سکول جہلم
8. پبلک ہائی سکول پنن وال ۔
9. پراجیکٹ ہائی سکول منگلہ
10. آرڈیننس پبلک ہائی سکول کالاڈ
11. سرسید ہائی سکول مانس Mons
12. یونین کونسل ہائی سکول ڈھڈیال جہلم

گرلز

1. اسلامیہ گرلز ہائی سکول جہلم
2. مڈل/پرائمری سکولز (بوائز) ۔ ۔ ۔ Nil ۔
3. مڈل/پرائمری سکولز (گرلز) ۔ ۔ ۔ Nil ۔

فہرست سکولز جہلم ڈسٹرکٹ جو ابھی نیشنلائزڈ ہونے ہیں

مردانہ	زنانہ
1. اسلامیہ ہائی سکول کھیوڑہ	1. اسلامیہ ہائی سکول خوشا
2. یونین کونسل ہائی سکول ڈنڈوٹ	2. یونین کونسل گرلز ہائی سکول ڈھڈیال ۔
3. تعمیر ملت ہائی سکول تھٹہ کوٹ	3. خان گرلز ہائی سکول بھون ۔
4. ہائی سکول چک خوشی ۔	4. نسیم گرلز ہائی سکول دینا ۔
5. آرڈیننس پبلک ہائی سکول کالا (لڑکیوں کا حصہ مڈل تک)	5. یونین گرلز مڈل سکول آرڈو وال ۔
6. دبستان جونیئر ماڈل سکول جہلم	6. دبستان سول لائنز جہلم
7. ظہور ویلفیئر گرلز پرائمری سکول پدو ۔	7. جنجوعہ گرلز مڈل سکول چکوال
8. العارف ماڈل پرائمری سکول	8. دبستان برانچ نمبر 2 مشین محلہ

کانود آباد ۔ نمبر 3 جہلم

9. پرائمری سی ایم ایچ جہلم کینٹ ۔ 9. دبستان برانچ نمبر 1 تیلیاں والا جہلم

10 اسلامیہ ہائی سکول شمس وال ۔ 10. گلستان فاطمہ پرائمری سکول (طالبات) ڈھوک جہلم ۔

ڈسکہ (سیالکوٹ) میں گرلز کالج کا قیام

*6586 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ڈسکہ میں گرلز کالج نہ ہونے کی وجہ سے اس علاقہ کی طالبات کو میٹرک کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے سیالکوٹ یا گوجرانوالہ جانا پڑتا ہے اور اس طرح طالبات کو سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی اس واقعہ ہے کہ حکومت نے کچھ عرصہ قبل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں گرلز کالج کا قیام عمل میں لانے کا منصوبہ بنایا تھا ۔ لیکن ابھی تک اس منصوبہ پر عمل نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں گرلز کالج کب قائم کرے گی اور اگر حکومت ایسا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تو اس کی وجہ ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) ڈسکہ میں گرلز کالج کے قیام کے متعلق استحقاق اور وسائل کے مطابق آئندہ مالی سال میں غور کیا جائے گا ۔

انٹرمیڈیٹ کالج ڈسکہ (سیالکوٹ) کا درجہ بڑھانا

*6587 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے کچھ عرصہ قبل انٹر

میڈیٹ کالج ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کو ڈگری کالج کا درجہ دیا تھا لیکن اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مذکورہ کالج کو ڈگری سے پھر انٹر کر دیا تھا جس سے علاقہ کے طلبہ کو مزید تعلیم کے حصول کے لیے سیالکوٹ یا گوجرانوالہ جانا پڑتا ہے اور اس طرح طلباء کو سخت دشواری ہو رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کا درجہ بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک نیز مذکورہ کالج کو ڈگری سے پھر انٹر کرنے کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی نہیں ۔ حکومت نے کبھی بھی انٹرمیڈیٹ کالج ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کو ڈگری کا درجہ نہیں دیا ہے ۔

(ب) چونکہ جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں نہیں ۔ اس لیے یہ جزو غیر متعلقہ ہے ۔

میونسپل مدارس کو سرکاری تحویل میں لینا

***6655 ۔ چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل حکومت نے میونسپل ہائی اور مڈل سکولوں کو قومیانے کا فیصلہ کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فیصلہ پر ابھی تک عمل درآمد نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ فیصلہ کے مطابق میونسپل مدارس کو ابھی تک سرکاری تحویل میں نہ لینے کی وجہ کیا ہے اور حکومت کب تک اس فیصلہ پر عمل کرے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ حکومت نے 66 میونسپل ہائی سکولوں کو 1-7-75 سے اپنی تحویل میں لے لیا ہے ۔

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

گورنمنٹ ہائی سکول شجاع آباد کی عمارت کی تعمیر

*6845 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول شجاع آباد ضلع ملتان کی عمارت طلباء کی تعداد کے پیش نظر بہت ناکافی ہے اور بوسیدہ ہونے کے باعث کئی کمرے گر چکے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو یہ کمرے کب تک مرمت کرا دیے جائیں گے اور کیا حکومت اس سکول کے لیے مزید کمرے تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ کام کب تک ہو جائے گا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جی ہاں ۔ مذکورہ سکول کی عمارت مرمت طلب ہے اور اس مقصد کے لیے فنڈز مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جہاں تک نئے کمرے تعمیر کرنے کا تعلق ہے اس کے لیے اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں غور کیا جائے گا ۔

صوبہ میں انٹرمیڈیٹ کالجوں کا قیام

*6895 ۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں ایسی کون کون سی تحصیلیں ہیں جہاں ابھی تک انٹرمیڈیٹ یا ڈگری کالج قائم نہیں ۔ اور کیا حکومت ان تحصیلوں میں کم از کم انٹرمیڈیٹ کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ ایسی تحصیلوں کی تعداد 3 ہے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں :

1 ۔ ضلع ملتان ۔	لودھران ۔
2 ۔ ضلع ڈیرہ غازی خان ۔	تونسہ ۔
3 ۔ ضلع بہاولنگر ۔	منچن آباد ۔

ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر میں ایک انٹر کالج برائے طلباء اور ایک انٹر کالج برائے طالبات کھولنے کی تجویز زیر غور ہے ۔ جس پر مرحلہ وار عمل درآمد ہو

رہا ہے۔

موضع ٹولہ بھنگی خیل (میانوالی) کے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینا

*6937 ۔ **چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عوام کا دیرینہ مطالبہ ہے کہ موضع ٹولہ بھنگی خیل تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی کے موجودہ مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ عوام کا مطالبہ ہے کہ ٹولہ بھنگی خیل کے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔

(ب) مذکورہ سکول کو یکم مئی 1976ء سے ہائی درجہ دیے دیا گیا ہے ۔

مڈل سکول فتح بخش خان کو ہائی سکول کا درجہ دینا

*7132 ۔ **حافظ علی اسد اللہ** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت گرلز مڈل سکول چک نمبر 54 فتح بخش خان تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک نمبر 54 فتح بخش خان تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر کو ہائی درجہ دینے کے لیے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل بہاولنگر نے سفارش نہیں کی ہے ۔ تاہم مالی سال 77 - 1976ء میں استحقاق کی بناء پر سکول ہذا کو ہائی کا درجہ دینے پر غور کیا جائے گا ۔

تحصیل چشتیاں میں ہائی سکول کا اجراء

*7133 ۔ **حافظ علی اسد اللہ** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے جنوری 1972ء تا جنوری 1975ء میرے حلقہ نیابت نمبر 170 بہاولنگر ۔ 3 تحصیل چشتیاں میں لڑکوں اور لڑکیوں کا کوئی ہائی سکول منظور نہیں کیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں ہائی سکول قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔

(ب) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول ڈاھرانوالہ اور گورنمنٹ بوائز مڈل سکول چک نمبر 201 مراد کو یکم مئی 1975ء سے ہائی سکول کا درجہ دے دیا گیا ہے ۔

گورنمنٹ ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کو سلیکشن گریڈ کی عطائیگی

*7173 ۔ **مسز حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قومی بے سکیل کے نفاذ سے قبل صوبہ میں گورنمنٹ ہائی سکولوں کے سینئر ہیڈ ماسٹر سلیکشن گریڈ لینے کے حقدار تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ہیڈ ماسٹروں کو عرصہ دو سال گزرنے کے باوجود ابھی تک سلیکشن گریڈ نہیں دیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہیڈ ماسٹروں کو سلیکشن گریڈ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) قومی بے سکیل کا نفاذ یکم مارچ 1972ء سے ہوا تھا اور گورنمنٹ گزٹ کے موجب ان میں سلیکشن گریڈ کی گنجائش نہیں تھی ۔ لیکن اس کے برعکس سنیارٹی اور سابقہ سروس ریکارڈ کی بنا پر ہیڈ ماسٹر صاحبان کو سلیکشن گریڈ جو کہ 1970ء کے گزٹ کے مطابق 1500-13-750

تھا ۔ ادا کیا جا چکا تھا ۔ یہ بالکل درست نہیں ہے کہ سینئر ہیڈ ماسٹر صاحبان نیشنل پے سکیل کے نفاذ کے بعد بھی اس کے حقدار تھے کیونکہ بعض ایسے افسران کو بھی یہ گریڈ دیا جا چکا تھا ۔ جن کی تاریخ ادائیگی یکم مارچ کے بعد کی تھی ۔ اور وہ اب تک یہ گریڈ لے رہے ہیں ۔ جب کہ 1-3-72 کے بعد اس گریڈ کا وجود بھی باقی نہیں رہا ۔ البتہ پراونشلائزڈ سکول کا مسئلہ ابھی تک باقی ہے اور یہ فیصلہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ان کے مدغم کرنے یا ان کو علیحدہ یونٹ بنانے کا فیصلہ نہیں ہو جاتا ۔

(ب) مندرجہ بالا وضاحت کی بناء پر اس جزو کا جواب خود بخود مل جاتا ہے ۔

(ج) 1-3-72 کے بعد اس سکیل کا وجود باقی نہیں رہا ۔ اس لیے کسی کو اس گریڈ کا حقدار نہیں سمجھا جا سکتا ۔ سوائے پراونشلائزڈ سکولوں کے مدغم کرنے کا فیصلہ ابھی تک باقی ہے ۔

صوبائی نظامت تعلیمات میں ملازمین کی مستقلی

*7174 ۔ **مسز حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی نظامت تعلیمات میں گریڈ نمبر 18 کی منظور شدہ اسامیوں پر گریڈ نمبر 17 کے ملازمین اپنی سینیارٹی کی بناء پر عرصہ دو سال کے عارضی طور پر کام کر رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ملازمین (گریڈ نمبر 17) کو ابھی تک مستقل نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ ملازمین (گریڈ نمبر 17) کو کب تک مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) صوبائی نظامت تعلیمات (ڈی ۔

پی - آئی) آفس میں صرف ای - یو - خان ڈپٹی ڈائریکٹر (فزیکل ایجوکیشن) ایک ایسے ملازم ہیں جو تقریباً عرصہ دو سال سے گریڈ نمبر 18 کی اسامی پر کام کر رہے تھے اور ان کو اسی اسامی پر باقاعدہ تعینات کر دیا گیا ہے -

(ب) ان کو مستقل کرنے کے احکامات مناسب وقت پر جاری کر دیے جائیں گے -

(ج) اس جزو کا جواب سوال کے جزو (الف) و (ب) میں دے دیا گیا ہے -

تومیائے گئے سکولوں کو گرانٹس کی فراہمی

*7217 . **دیوان سید غلام عباس بخاری** - کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت تعلیمی اداروں کو گرانٹس دیتی ہے - اگر ایسا ہے تو اس کے لیے کیا قواعد و ضوابط وضع کیے گئے ہیں -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گرانٹ دینے کے لیے متعلقہ تعلیمی اداروں سے کوائف وغیرہ وقت پر حاصل کیے جاتے ہیں مگر گرانٹ کی رقم مالی سال کے اختتام پر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے اکثر رقومات ضائع ہو جاتی ہیں -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس برائی کے خاتمے کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) - (الف) جی ہاں - یہ درست ہے - گرانٹیں یعنی (منظور شدہ رقوم) دو اقسام کی ہوتی ہیں - نمبر 1 پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو تومیانے سے پہلے دی جاتی تھیں - نمبر 2 وہ رقوم جو ترقیاتی سکیموں کے تحت گورنمنٹ اداروں کو اب بھی دی جاتی ہیں - پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو دی جانے والی منظور شدہ رقوم دینے کے لیے ضروری قواعد و ضوابط موجود

تھے جن پر باقاعدہ عمل کیا جاتا تھا ۔ ترقیاتی سکیموں کے تحت دی جانے والی رقوم متعلقہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز سے سکولوں اور دوسرے تمام اداروں کا سروے کروانے کے بعد ان کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ کی منظوری حاصل کرنے کے بعد ادا کی جاتی ہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ ضروری گرانٹ وغیرہ وقت پر ہی حاصل کیے جاتے ہیں ۔ مگر یہ غلط ہے کہ تمام تر منظور شدہ رقوم مالی سال کے اختتام پر دی جاتی ہیں بلکہ جو رقوم گرانٹ کی صورت میں دیر سے بھی موصول ہوتی ہیں وہ بھی مالی سال ختم ہونے سے پہلے ہی واگزار کر دی جاتی ہیں تاکہ وقت پر خرچ کی جا سکیں اور ضائع نہ ہوں ۔

(ج) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

قومیائے گئے سکولوں میں عملے کی تعیناتی

*7261 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں جن پرائمری سکولوں کو جنوری 1975ء سے قومیایا گیا تھا ان کے چھوٹے ملازمین (جمعدار ۔ چوکیدار ۔ مالی) وغیرہ علیحدہ کر دیے گئے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولوں میں کمروں ۔ فرنیچر اور فرش کی صفائی اور دیگر متعلقہ کاموں کے لیے متذکرہ ملازمین کا ہونا از حد ضروری ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں میں متعین کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) پنجاب میں کوئی پرائمری سکول جنوری 1975ء یا اس کے بعد قومیایا نہیں گیا ۔

(ب) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

ایجوکیشن کمیٹیوں کی تشکیل

*7299 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر تعلیم ، ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دنوں صوبہ میں حکومت پنجاب نے عوامی نمائندوں پر مشتمل ایجوکیشن کمیٹیاں تشکیل دی تھیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کمیٹیاں توڑ کر نئی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نئی تشکیل شدہ کمیٹیوں کے چیئرمین ڈپٹی کمشنر اور کمشنر صاحبان ہوں گے ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ یہ فیصلہ صوبائی کابینہ نے کارکردگی کو بہتر کرنے کے لیے کیا تھا ۔

(ج) یہ درست ہے نئی کمیٹیوں کے چیئرمین ڈپٹی کمشنر اور کمشنر تھے لیکن ان کمیٹیوں کو بھی 10-5-75 سے توڑ دیا گیا ہے اور اب ان کی جگہ محکمانہ سلیکشن کمیٹیوں کو تشکیل دی جا رہی ہے ۔

محکمہ تعلیم میں بدعنوانیوں کے تحت افسران کی معطلی

*7411 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں 73 - 1972ء اور 74 - 1973ء میں کتنے انسپکٹرز آف سکولز ۔ اسسٹنٹ انسپکٹرز آف سکولز ۔ ہیڈ ماسٹرز ۔ ہیڈ مسٹریسز ۔ اساتذہ پروفیسرز اور لیکچرارز بدعنوانیوں کے تحت معطل اور برخاست کیے گئے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ مطلوبہ کوائف مندرجہ ذیل ہیں :

73 - 1372ء ۔ 74 - 1973ء ۔

1 ۔ پرنسپل جامع ہائی سکول	1	1
2 ۔ پروفیسر	—	—
3 ۔ لیکچرار	—	—
4 ۔ انسپکٹر آف رولز	—	—
5 ۔ ہیڈ ماسٹر/ہیڈ مسٹریس	5	—
6 ۔ اساتذہ/اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز	10	18
میزان	16	19

گورنمنٹ ہائی سکول کھوڑہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کے لیے سہولتیں

*7507 ۔ **سید کاظم علی شاہ کرمانی** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول کھوڑہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں کھیل کا میدان موجود نہیں اور فرنیچر ناکافی ہے ۔ علاوہ ازیں ہیڈ ماسٹر کے لیے رہائشی گاہ بھی نہیں ہے ۔

(ب) اگر جواب (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول کو یہ سہولتیں کب تک میسر آ سکیں گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) مذکورہ سکول پہاڑی علاقہ میں ہے ۔ اس کے ارد گرد کھیل کے میدان کے لیے کوئی زمین میسر نہیں ۔ شہر سے کچھ دور کھیل کا میدان بنانے کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر سرگودھا کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ سکول کی ضرورت کے مطابق ضروری فرنیچر مہیا کرے ۔ ماسٹر صاحبان کو سرکاری طور پر رہائش گاہ مہیا نہیں کی جاتی ۔ رہائش کا انتظام انہیں خود کرنا ہوتا ہے ۔

صوبہ پنجاب کے سکولوں میں اساتذہ کی کمی

*7508 ۔ **سید کاظم علی شاہ کرمانی** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب کے اکثر سکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کمی کو پورا کرنے کے لیے کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) بلحاظ منظور شدہ آسامیوں کے اساتذہ کی کمی نہیں ہے ۔
(ب) اس کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

بہاولپور ڈویژن میں مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد

*7602 ۔ **میاں منظور احمد موہل** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) بہاولپور ڈویژن میں مڈل اور ہائی سکولوں کی ضلع وار تعداد کیا ہے اور مذکورہ سکولوں میں کل کتنے طلباء تعلیم پا رہے ہیں نیز ان سکولوں میں کل کتنے اساتذہ ہیں ۔

(ب) بہاولپور ڈویژن میں تحصیل وار ہر سکول میں طلباء اور اساتذہ کی تعداد کیا ہے نیز ان میں تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ اساتذہ کتنے ہیں اور مڈل اور ہائی سکولوں میں خدمات سر انجام دینے والے ایس وی ۔ جے وی ۔ ایف اے سی ٹی ۔ بی اے بی ایڈ ۔ ایم ایڈ اساتذہ کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) و (ب) بہاولپور ڈویژن کے ہر مڈل اور ہائی سکول میں اساتذہ اور طلبہ کی تعداد علیحدہ علیحدہ اکٹھی کی جا رہی ہے ۔ یہ کوائف 400 سے زیادہ سکولوں سے اکٹھے کرنے ہیں ۔ جونہی مہیا ہو گئے انہیں اسمبلی میں پیش کر دیا جائے ۔

محمد اخلاق احمد طالب علم کو ڈگری کے اجراء میں تاخیر

*7740 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عبد الخلاق احمد رول نمبر 18859 محلہ نصیر آباد شالا مار ٹاؤن نے بی ۔ اے کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے 1971ء میں پاس کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ امتحان پاس کرنے کے باوجود مذکورہ طالب علم عرصہ چار سال سے بی ۔ اے کی ڈگری سے محروم ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک اسے ڈگری نہ دینے کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت یونیورسٹی حکام کو ہدایات دے گی کہ مذکورہ طالب علم کو جلد از جلد ڈگری عطا کی جائے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) درست ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ طالب علم کو حال ہی میں ڈگری جاری کر دی گئی ہے ۔

(ج) مذکورہ بالا جوابات کے پیش نظر اس کی ضرورت نہیں ۔

کہروڑ پکا کے اسلامیہ کالج کو قومی تحویل میں لینا

*7838 ۔ **رانا رب نواز نون** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ کہروڑ پکا ضلع ملتان کے اسلامیہ کالج کو ابھی تک قومی تحویل میں نہیں لیا گیا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔ اور اسے کب تک قومی تحویل میں لیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ یہ درست ہے کہ کہروڑ پکا کے اسلامیہ کالج کو قومی تحویل میں نہیں لیا گیا اور نہ ہی حکومت اس ادارے کو قومی تحویل میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ حکومت نے صرف منظور شدہ کالج اپنی تحویل میں لیے ہیں جو ادارے نہ منظور شدہ ہیں نہ ان کا الحاق تعلیمی بورڈ یا یونیورسٹی سے ہے درحقیقت کوچنگ سنٹر ہیں اور کالج کہلانے کے مستحق نہیں ہیں ایسے ادارے قومی تحویل میں نہیں لیے جا سکتے ۔

ملتان کے تعلیمی اداروں میں کام کرنے والے قراء

*7840 ۔ **رانا رب نواز نون** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قومی تحویل میں لیے جانے والے تعلیمی داروں میں کام کرنے والے قراء کو مورخہ یکم اپریل 1975ء سے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ملتان نے ایک تحریری حکم کے ذریعے ملازمت سے سبکدوش کر دیا تھا مگر بعد ازاں ایک اور حکم کے ذریعے ان کو ملازمت پر دوبارہ بحال کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ قراء کو اپریل 1975ء سے تا حال تنخواہ کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کب تک انہیں تنخواہ کی ادائیگی کر دی جائے گی؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست نہیں ہے کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ملتان نے قومی تحویل میں لیے جانے والے تعلیمی اداروں کے قراء حضرات کو مورخہ یکم اپریل 1975ء سے ملازمت سے سبکدوش کر دیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ چونکہ چیئرمین تدریس القرآن ٹرسٹ گوجرانوالہ نے قراء حضرات کی تنخواہ کا حصہ (جو قبل ازیں وہ ادا کیا کرتا تھا) ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لیے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ملتان نے قراء حضرات کو اس معاملہ سے مطلع کیا تھا۔ لیکن پھر بھی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ملتان نے قراء حضرات کو ان کی اسامیوں پر ان کے کیس کی حکومت سے منظوری آنے تک (جو کہ اب دی جا چکی ہے) کام کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ اور قراء حضرات اپنے سکولوں میں بدستور کام کر رہے ہیں۔

(ب) ضلع ملتان میں قومی تحویل میں لیے گئے تعلیمی اداروں میں کام کرنے والے قراء حضرات کو ان کی تنخواہیں مورخہ 31-8-75 تک ادا کر دی گئی تھیں۔ اس کے بعد چونکہ چیئرمین تدریس القرآن ٹرسٹ گوجرانوالہ نے قراء حضرات کی تنخواہ کا حصہ (جو قبل ازیں وہ ادا کیا کرتا تھا) ادا کرنے سے انکار کر

دیا تھا ۔ اس لیے ان کو تنخواہوں کی ادائیگی نہ ہو سکی ۔ اب محکمہ تعلیم پنجاب نے ان قراء حضرات کی خدمات کو قومی تحویل میں لے کر ان کو بقایا جات اور آئندہ ہر ماہ باقاعدگی سے تنخواہ کی ادائیگی کے لیے مناسب فنڈز کی منظوری دے دی ہے۔ اس لیے اب ان قراء حضرات کو بقایا جات بھی جلدی ادا کر دیئے جائیں گے اور آئندہ ہر ماہ ان کو تنخواہیں بھی باقاعدگی سے ادا کی جایا کریں گی ۔

گورنمنٹ گرلز انٹر کالج وھاڑی کی عمارت کی تعمیر

***7970 ۔ میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ گرلز انٹر کالج وھاڑی کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے سال رواں کے بجٹ میں رقم رکھی گئی ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کالج مذکورہ کی عمارت کے لیے زمین مل چکی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج کی عمارت کب شروع کی جائے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ مگر مذکورہ زمین ابھی تک باقاعدہ منتقل نہیں ہوئی ۔

(ج) گورنمنٹ گرلز کالج وھاڑی اس وقت ایک مشترکہ عمارت میں چل رہا ہے جو سولہ کمروں پر مشتمل ہے ۔ مذکورہ عمارت پرانی اور مرمت طلب ہے ۔ یہ عمارت کالج کی موجودہ طالبات جن کی تعداد 71 ہے کی ضرورت کی کفالت کرتی ہے ، اس عمارت کی مرمت کے لیے ضروری اقدامات کیے جا رہے ہیں ، جب حصول اراضی کی کارروائی ممکن ہو جائے گی اور طالبات کی تعداد میں خاصا اضافہ ہو جائے گا اس وقت نئی عمارت کے سلسلہ میں مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

پی ۔ ٹی ۔ سی میں کامیاب ہونے والے طلبا کی بطور استاد تعیناتی

*7988 ۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں سال 73 ۔ 1972ء تا 75 ۔ 1974ء کل کتنے طلباء کو پی ۔ ٹی ۔ سی میں داخلہ دیا گیا ۔ ان میں سے کتنے کامیاب ہوئے اور کتنے طلباء سکولوں میں تعینات کیے گئے تفصیل سال وار اور ضلع وار بیان فرمائی جائے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ مطلوبہ کوائف ہنوز اکٹھے کیے جا رہے ہیں اور عنقریب پیش کر دیے جائیں گے ۔

بھوات و شکر گڑھ کے تباہ شدہ سکولوں کی عمارات کی مرمت

*8146 ۔ **ملک ثناء اللہ خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں ضلع سیالکوٹ کے علاقہ بھوات و شکر گڑھ کے سکولوں کی عمارات تباہ ہو گئی تھیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ تباہ شدہ علاقوں کے سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لیے مبلغ 2 لاکھ روپے کی فاضل رقم منظور کی گئی تھی جس کو بعد میں گھٹا کر 30 لاکھ روپے کر دیا گیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقے کے قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کی ایک میٹنگ میں جو دفتر ڈی ۔ سی سیالکوٹ میں ہوئی تھی اور جس میں پیرمحمد علی اسسٹنٹ ڈائریکٹر ڈویلپمنٹ محکمہ تعلیم لاہور ڈویژن بھی شریک تھے ۔ یہ طے پایا تھا کہ علاقہ بھوات میں بھوکلیاں ہائی سکول اور 12 پرائمری و مڈل سکولوں کی عمارات اور علاقہ شکر گڑھ کے ہائی سکولز اور 24 پرائمری و مڈل سکولوں کی عمارتیں تعمیر ہوں گی مگر اس منصوبہ پر آج تک کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بھوات و

شکرگڑھ کے علاقوں کے مذکورہ سکولوں کی عمارتیں تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) سوال کا پہلا حصہ درست ہے لیکن دوسرا حصہ درست نہیں ہے ۔

(د) ایک باقاعدہ منصوبہ مرتب ہو چکا ہے ۔ جو اس وقت حکومت کے زیر غور ہے جس پر عمل درآمد 77 ۔ 1976ء میں رقم مہیا ہونے پر کیا جائے گا اس منصوبے کے تحت ان مدارس کی عمارات کی تعمیر کی جائے گی جو 1971ء میں پاک بھارت جنگ کے نتیجے میں تباہ ہوئی تھیں ۔

بجوات کے سکولوں میں عملہ کی تعیناتی

*8147 ۔ **ملک ثناءاللہ خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ علاقہ بجوات ضلع سیالکوٹ کے بیشتر سکول سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں اور ان سکولوں کا سٹاف محکمہ کی ملی بھگت سے دوسرے سکولوں میں کام کر رہا ہے ۔

(ب) مذکورہ سکولوں کا منظور شدہ سٹاف کتنا ہے ۔ ان میں کتنا عملہ تعینات ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا جو سکول بند پڑے ہیں وہ اس تعلیمی سال میں کھول دیے جائیں گے اور دوسرے سکولوں کا زائد عملہ ان سکولوں میں تعینات کر دیا جائے گا ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) اس حد تک درست ہے کہ علاقہ میں لڑکیوں کے چند سکول کی عمارات نہ ہونے کی وجہ

سے بند پڑے ہیں اور فی الحال ان کی خدمات دوسرے سکولوں کے سپرد کر دی گئی ہیں ۔

(ب) ہر سکول کے لیے دو معلمات منظور شدہ ہیں اور تعیناتی منظور شدہ سٹاف کے مطابق کی گئی ہے ۔

(ج) عمارات سکول مہیا ہونے پر معلمات ان مدارس میں فوری طور پر لگا دی جائیں گی ۔

گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ کالج ملتان کے طلباء کے لیے ہوسٹل کی تعمیر

*8214 ۔ **سید فیض مصطفیٰ گیلانی** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ کالج ملتان میں طلباء کے لیے کوئی ہوسٹل نہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج کے طلباء ہوسٹل نہ ہونے کی بنا پر ہندو اوقاف کے ایک مندر کو بطور ہوسٹل استعمال کرتے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہوسٹل حفظان صحت کے اصولوں اور ڈاکٹروں کی رپورٹوں کے مطابق ناقابل استعمال ہے ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کے طلباء کے لیے نیا ہوسٹل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف ، ب ، ج) باقاعدہ ہوسٹل نہیں ہے ۔ مندر کو سفیدی وغیرہ کرا کر ہوسٹل کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے ۔ عمارت کی حالت چنداں اچھی نہیں ہے ۔

(د) فی الحال مذکورہ کالج کے طلباء کے لیے نیا ہوسٹل تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہیں ہے ۔ حکومت تعلیمی اداروں کے ساتھ ہوسٹل تعمیر کرنے کا ایک جامع منصوبہ بنا رہی ہے جب اس منصوبہ پر عمل درآمد ہوگا تو اس کالج کی

ضروریات کو بھی مد نظر رکھا جائے گا ۔

چک نمبر 433 ک ۔ ب ۔ تحصیل جڑانوالہ کے ہائی سکول کی عمارت میں توسیع

*8252 ۔ **مسٹر ناصر علی خان بلوچ** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) چک نمبر 433 ۔ گ ۔ ب ۔ (جھوک دتہ) تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور کے ہائی سکول میں طلباء کی کل کتنی تعداد ہے ۔ کتنے اساتذہ ہیں اور سکول ہذا کی بلڈنگ کتنے کمروں پر مشتمل ہے ۔

(ب) کیا طلباء کی تعداد کے لیے مذکورہ بلڈنگ کافی ہے ۔ اگر نہیں تو کیا حکومت مذکورہ بلڈنگ میں توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخاق) ۔ (الف) گورنمنٹ ہائی سکول چک 433 ک ۔ ب ۔ (جھوک دتہ) ضلع لائلپور میں طلباء کی کل تعداد 375 ہے ۔ سکول کی عمارت چار کمروں پر مشتمل ہے جن میں سے صرف ایک کمرہ قابل استعمال ہے اور باقی تین کمرے اچھی حالت میں نہیں ہیں ۔ اساتذہ کی کل تعداد دو ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔ موجودہ عمارت سکول کی ضروریات کے لیے ناکافی ہے ۔ اس سکول کی عمارت کی مرمت اور اس میں توسیع کے لیے وسائل مہیا ہونے کی صورت میں حکومت ارادہ رکھتی ہے کہ اس سکول کو ایسی عمارت مہیا کی جائے جو اس کی جملہ ضروریات کی کفالت کر سکے ۔ 1976-77ء میں کوشش کی جائے گی کہ ایسا کیا جا سکے ۔

گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ کے استاد عبدالحمید کو تنخواہ کی ادائیگی

*8255 ۔ **چوہدری محمد حنیف** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسمی عبدالحمید کے ۔ جی اسلامیہ ہائی

سکول لوئر مال لاہور میں بطور ڈرائنگ ماسٹر تعینات تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ماسٹر مذکور کا تبادلہ جب گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول سیالکوٹ میں ہوا تو کے ۔ جی اسلامیہ ہائی سکول لاہور کے ہیڈ ماسٹر نے اس کی ایل ۔ پی ۔ سی چھ ماہ تاخیر سے وہاں بھیجی ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کے ہیڈ ماسٹر نے مذکور کی تنخواہ کے بقایاجات ابھی تک ادا نہیں کیے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف اس بارے میں تحقیقات کر کے ہیڈ ماسٹر مذکور کے خلاف کارروائی کریں گے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔ چونکہ ماسٹر مذکور نے سروس بک نہیں بنوائی تھی ۔ اس لیے اس کی تنخواہ کا تعین نہ ہو سکا ۔ جس کی وجہ سے اس کے بقایا جات ادا نہیں کیے جا سکتے تھے ۔

(د) جزو (ج) کی روشنی میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

گرلز مڈل سکول میانہ موہڑہ تحصیل گوجر خان کا اجراء

*8288 ۔ **ماسٹر منظور حسین جنجوعہ** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ گرلز مڈل سکول میانہ موہڑہ تحصیل گوجر خان کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اب تک مذکورہ سکول کا اجراء کیوں نہیں ہوا ۔ اور حکومت کب تک مذکورہ سکول کا اجراء کرنے اور اس میں عملہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ یہ حقیقت ہے کہ میانہ موہڑہ میں ایک مڈل سکول کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے ۔ جس میں آج کل گرلز پرائمری سکول چل رہا ہے ۔ یہاں گرلز مڈل سکول کا اجراء کرنے اور عملہ تعینات کرنے کے لیے اگلے مالی سال کے دوران غور کیا جائے گا ۔ بشرطیکہ ڈسٹرکٹ

ایجوکیشن کونسل راولپنڈی نے اس امر کی سفارش کی ۔

چک نمبر 157 شمالی تحصیل سرگودھا کے سکول کی عمارت کو گرانٹ کی واپسی

*8308 ۔ **سردار صغیر احمد** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے سیلاب زدہ علاقوں کی امدادی سکیم کے تحت چک نمبر 157 شمالی تحصیل سرگودھا کے سکول کی عمارت کے لیے رقم منظور ہوئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ منظوری کی چٹھی میں مذکورہ چک نمبر 157 کے ساتھ لفظ "ش" (شمالی) کی بجائے "ج" (جنوبی) سہواً تحریر ہو گیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تحصیل سرگودھا میں کوئی چک نمبر 157 جنوبی نہیں مگر تحریر میں غلطی کی بناء پر منظور شدہ گرانٹ واپس لے لی گئی ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چک نمبر 157 کے ساتھ شمالی کے سکول کی عمارت کے لیے گرانٹ واپس دلانے کے لیے تیار ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) چک نمبر 157 شمالی تحصیل سرگودھا کے سکول کی عمارت کے لیے کوئی رقم منظور نہیں ہوئی تھی ۔

(ب) یہ حقیقت ہے کہ ابتدائی تجاویز کے طور پر چک نمبر 157 جنوبی کا نام تجویز ہوا تھا ۔ لیکن یہ سکول حتمی فہرستوں میں شامل نہ کیا جا سکا ۔

(ج) یہ درست ہے کہ تحصیل سرگودھا میں چک 157 جنوبی نہیں ہے ۔ لیکن اس سکول کی کوئی گرانٹ حتمی فہرستوں میں شامل نہیں کی گئی تھی ۔

(د) چک نمبر 157 شمالی کے سکول کی عمارت کے لیے حکومت

اخراجات کا جائزہ لے رہی ہے ۔ اور موجود وسائل کے اندر اس سکول کے لیے آئندہ مالی سال میں ۔ مناسب رقم مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

چک نمبر 157 شمالی تحصیل سرگودھا کے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینا

*8309 ۔ **سردار صغیر احمد** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر 157 شمالی تحصیل سرگودھا میں ایک قدیمی مڈل سکول ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ چک نمبر 157 شمالی سے 25 میل دور تک کوئی ہائی سکول نہیں جس کی وجہ سے علاقہ کے عوام کو سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چک کے مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دینے کے لیے تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ یہ کسی حد تک درست ہے ۔ مذکورہ چک سے 19 میل کے فاصلے پر گورنمنٹ ہائی سکول سلانوالی اور 18 میل کے فاصلے پر گورنمنٹ ہائی سکول جیونہ ہے ۔

(ج) مذکورہ سکول کو ہائی کا درجہ دینے کا مسئلہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل سرگودھا کے سامنے پیش کیا جائے گا ۔ اگر کونسل نے سفارش کی تو اس پر دوران سال 77 - 1976ء استحقاق کی بنیاد پر غور کیا جائے گا ۔

پرائمری گرلز مڈل سکول سلیم آباد تحصیل جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان میں استانی کی تعیناتی

*8320 ۔ **مسٹر رب نواز خان کھتران** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پرائمری گرلز مڈل سکول سلیم آباد تحصیل جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان زائد از دو سال سے قائم ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول میں باوجود متعدد تعیناتوں کے کوئی استانی حاضر نہیں ہوئی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول میں اب تک استانی تعینات نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا کوئی استانی نہ ملنے کی صورت میں حکومت وہاں کی انڈسٹریل سکول کی کسی استانی کو مذکورہ سکول چلانے کا کام سپرد کرنے کو تیار ہے ۔ تا کہ بچیوں کی تعلیم کا حرج نہ ہو ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) گرلز پرائمری سکول سلیم آباد تحصیل جام پور ضلع ڈیرہ غاضی خان صرف یکم مئی 1975ء سے منظور شدہ ہے ۔

(ب) یہ درست ہے ۔

(ج) سکول ہذا دور دراز علاقہ میں واقع ہے جہاں کوئی استانی جانا پسند نہیں کرتی ۔ متعدد استانیاں تعینات کی جنہوں نے کچھ عرصہ رہ کر نا موافق حالات کی وجہ سے تبادلہ کروا لیا ۔ ایسی تجاویز ابھی تک زیر غور نہیں ہے ۔

بی ۔ ٹی ۔ سی اساتذہ کو ایم ۔ اے ایم ۔ ایڈ اور بی ۔ اے بی ۔ ایڈ کے مساوی گریڈ کی عطائیگی

*8332 ۔ **میاں ظہور احمد** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں میونسپل کمیٹیوں کے پرائمری اور مڈل سکولوں میں بی ۔ اے بی ۔ ایڈ ایم ۔ اے ایم ۔ ایڈ اور ایف ۔اے ۔سی ۔ ٹی اساتذہ بی ۔ ٹی ۔ سی کے گریڈ میں تعینات ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گورنمنٹ سکولوں میں تعینات بی ۔ ٹی ۔ سی اساتذہ جو ایم ۔ اے ایم ایڈ اور بی ۔ اے بی ایڈ ہیں انہیں

ترق دینے کے لیے حکومت نے 50 فیصد کوٹہ مقرر کر رکھا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے ڈی ۔ پی ۔ آئی لاہور کے دفتر سے ایک چٹھی نمبر التظامیہ /23478 مورخہ 23-6-75 جاری کی گئی تھی جس کی رو سے جزو (الف) میں مندرج اساتذہ کو بھی جزو (ب) میں مندرج اساتذہ کی طرح ترق کے فراہم کرنے کی ہدایت کی گئی تھی ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ ہدایت پر عمل کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو کس حد تک ۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ۔ اور کب تک اس پر عملدرآمد کیا جائیگا ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ مطلوبہ کوائف ابھی تک موصول نہیں ہوئے ہیں ۔ اور عنقریب پیش کر دیے جائیں گے ۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک نمبر 104 تحصیل سرگودھا کو گرانٹ کی منظوری

*8383 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک نمبر 104 شمالی تحصیل سرگودھا کو کب ہائی سکول کا درجہ دیا گیا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول کا جب درجہ بڑھایا گیا تو اسے کوئی امداد (گرانٹ کے طور پر) نہیں دی گئی جب کہ دیگر سکولوں کو درجہ بڑھانے کے وقت امداد دی جاتی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر موصوف نے مارچ 1976ء میں مذکورہ سکول کے معائنہ کے وقت کلاس کے کمروں سائنس روم دفتر اور سٹاف روم کے لیے مزید عمارت کی تعمیر کو ضروری قرار دیا تھا ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول کے اردگرد پردہ کی دیوار بھی نہیں ہے اور وہاں سٹاف بھی ضرورت سے کم تعینات کیا گیا ہے ۔

(ھ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر موصوف نے اس سلسلے میں ڈائریکٹر ایجوکیشن سرگودھا اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفسر سرگودھا کو مذکورہ سکول کی ضروریات کے بارے میں رپورٹ تیار کرکے ارسال کرنے کا حکم دیا تھا ۔

(و) اگر جزوھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا جزو (ھ) میں درج افسران نے وزیر موصوف کے حکم کی تعمیل کرکے انہیں رپورٹ ارسال کر دی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یکم مئی 1974ء سے ۔

(ب) جی ہاں ۔ 1974ء میں جن مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا ان میں سے اور بھی بہت سے سکولوں کو کوئی بلڈنگ یا فرنیچر گرانٹ نہیں دی گئی ۔ کیونکہ یہ گرانٹ صرف ان سکولوں کو دی جاتی ہے جن کو اس مقصد کے لیے ضلعی تعلیمی کونسلیں سالانہ ترقیاتی بجٹ میں مختص شدہ رقم کے مطابق سفارش کرتی ہیں ۔

(ج) جی ہاں ۔ معائنہ کے وقت مزید کمروں کی ضرورت محسوس کی گئی تھی ۔

(د) جی نہیں ۔ سکول کے ارد گرد کچی چار دیواری موجود ہے ۔ البتہ سٹاف سکول کی ضرورت سے کچھ کم ہے ۔

(ھ) جی ہاں ۔

(و) مذکورہ سکول کی ضروریات کا تفصیلی جائزہ لیا جا رہا ہے اور مطلوبہ رپورٹ جلد ہی موصول ہو جائے گی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مخدوم زادہ سید حسن محمود

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the PAC meetings on 11-5-76 and 12-5-76. Please place my application for leave of the two days before the House for the grant of leave.

مسٹر سپیکر یہ سوال ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پنجاب کا ضمنی میزانیہ بابت سال 76-1975ء

(بحیثیت مجموعی عام بحث)

صوبائی مجموعی سرمایہ سے واجب الادا اخراجات پر بحث

مسٹر سپیکر ۔ میں اب تحریک ہائے استحقاق لے رہا ہوں ۔ ملک خان محمد کھوکھر ۔ کیا بات ہے ، وہ موجود نہیں ہیں ؟ ملک محمد اکرم اعوان صاحب کل تقریر کر رہے تھے ۔

ملک محمد اکرم اعوان ۔ جی سر ، میں ہی تقریر کر رہا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔

ملک محمد اکرم اعوان ۔ جناب والا ۔ میں نے ضمنی بجٹ کے سلسلے میں کل کچھ گزارشات کی تھیں اور آج میں کوشش کروں گا کہ مجھے وہ گذارشات دہرانی نہ پڑیں ۔ بہرحال میری یہ حتمی رائے ہے کہ ضمنی بجٹ جو ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے پیش کیا ہے نہایت ہی ضروری اخراجات کے سلسلے میں ہے اور ایسی مدات پر یہ خرچ کیا گیا ہے جس میں عوام کی فلاح مقصود تھی ۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ کو بعینہ منظور کر لینا مناسب ہوگا ۔

بہرحال میں ایک گزارش جناب کی وساطت سے متعلقہ وزراء حضرات کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ضمنی بجٹ سے بعض ایسی سکیموں کو مکمل کیا گیا ہے جن کو priority basis پر عوام کی فلاح کے لیے ضروری سمجھا گیا ۔ لیکن کیا ہی اچھا ہوتا اگر ہماری پسماندہ بدحال تحصیل خوشاب کو بھی سپلیمنٹری بجٹ کا تخمینہ لگاتے وقت یا مزید خرچ کرتے وقت یاد کر لیا جاتا کہ اس کے بھی کچھ مسائل ہیں ، وہاں پر بھی کچھ ایسے غریب عوام موجود ہیں جو پیپلز پارٹی کے فرزانے اور دیوانے ہیں جنہوں نے سرمایہ داری

اور جاگیرداری سے ٹکر لے کر اس کے جھنڈے کو سرنگوں کیا ہے ان کے بھی کچھ حقوق اپنے مطالبات کے سلسلہ میں ہیں ۔

جناب والا ۔ ہمارے چیئرمین اور وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے سرگودھا میں لاکھوں کے مجمع عام میں اعلان فرمایا تھا کہ غریب اور پسماندہ لوگوں کی تعلیم و ترقی کے لیے نوشہرہ تحصیل خوشاب میں انٹرمیڈیٹ کالج منظور کیا جاتا ہے تو لاکھوں کے مجمع نے تالیوں کی گونج سے تحسین و آفرین کے ڈونگرے برسا دیے تھے ۔ لیکن بعد ازاں جب دفتری کارروائی میں یہ چکر پڑا تو میں افسوس سے کہتا ہوں کہ جو ہمیں بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے یہ کالج 76 - 1975ء کے مالی سال میں نہیں کھولا جا سکتا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر چالیس پچاس لاکھ روپیہ تحصیل خوشاب کے غریب عوام پر خرچ کر دیا جاتا تو وہاں کے عوام کی فلاح ہو جاتی ۔

جناب والا ۔ آپوزیشن کی طرف سے تو بہرحال اعتراضات بھی ہوتے ہیں ، ہم نے سنے ہیں ۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ایک frustrated اور شکست خوردہ ذہن کی غمازی کرتے ہیں ۔ تقاریر انہوں نے کل بھی فرمائی ہیں اور آج بھی کریں گے ۔ لیکن ان کے پاس کوئی مثبت پروگرام نہیں ۔ سوائے پیپلز پارٹی کے پاکستان میں کوئی ایسی آپوزیشن جماعت نہیں جو عوام کی فلاح کا اور ترقی پسند پروگرام لے آگے آئے (نعرہ ہائے تحسین) اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب جو مستقبل قریب میں انہیں اپنی نوشتہ تقدیر نظر آ رہا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں عوام کا سامنا کرنا ہے تو سوائے لچھے دار تقاریر کے ان کے پاس کوئی سرمایہ افتخار نہیں ۔ لہذا میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ اپنے مسائل بیان کرتے اگر وہ اپنے تعمیری خیالات یہاں پیش کرتے تو ضرور ان کو پذیرائی ہوتی ۔ لیکن ہماری پارٹی اور ہمارے قائد کے ملک و ملت اور عوام کی خدمت کے سلسلے میں اتنے بڑے بڑے عظیم کارنامے ہیں کہ ان کی تمام کوششیں ان کے سامنے ماند ہو کر رہ جاتی ہیں ۔

جناب والا ۔ ضمنی بجٹ کے سلسلے میں میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مثالی بجٹ ہے ۔ بڑے بیدار مغز اور progressive mind کی تخلیق ہے کہ اتنے بڑے صوبے کے عوام پر اتنی بڑی بڑی رقمیں ان کی فلاح پر خرچ کی گئی

ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک ترقی پسند سوسائٹی میں ایسا ہی ہونا چاہیے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ مسٹر محمد حنیف ناروہ ۔ مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ (فاضل اراکین موجود نہ تھے) کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

یہ تو مانا کہ خار ہیں ہم لوگ
صحن گلشن پہ بار ہیں ہم لوگ

باغبان تجھے بھی ماننا ہو گا
ہر گل کے پروردگار ہیں ہم لوگ
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں نے ضمنی بجٹ کا کافی مطالعہ کیا ہے ، اس لیے میں اس کے متعلق وزیر خزانہ صاحب کو پہلے مبارک باد دیتا ہوں اور ایک تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ ضمنی بجٹ تو ایک سو تینتالیس کروڑ چونسٹھ لاکھ کا پیش کیا گیا ہے مگر اس کی ورق گردانی کی تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب کمال کر دیا ہے کہ 22 کروڑ صرف خزانے سے دیے ہیں ، باقی ادھر ادھر سے انہوں نے پورے کر لیے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انہوں نے کمال کیا ہے کہ 121 کروڑ اور 64 لاکھ کی رقم محض آئینی تقاضے پورے کرنے کے لیے ہے اور یہ صرف ہاؤس کے نوٹس میں لانا تھا اور ایک سرسری منظوری کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کرنا تھا ۔ لہذا اصل بات یہ ہے کہ 143 کروڑ 64 لاکھ میں سے 22 کروڑ اور 64 لاکھ روپے صرف خزانے سے صرف ہوگی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کمال ہے ۔ اس لیے کہ یہ 4.6% ضمنی بجٹ کا بنتا ہے اور اتنا روپیہ تو آدمی ویسے ہی خرچ دیتا ہے اور اگر کسی کے پاس سو روپیہ ہو اور کوئی اس سے مانگے اور وہ اس قابل بھی نہ ہو کہ اسے دیا جائے ۔ لیکن پھر بھی آدمی 4 روپے تو ایسے ہی دے دیتا ہے ۔ اصل بات تو یہ ہے جس کی میں مبارک باد دینا چاہتا ہوں ۔

اس کے بعد عرض یہ ہے کہ جو سب سے اعلیٰ اقدام کیا گیا ہے وہ

نادار ، بے وسیلہ ، بے مکان اور پسماندہ لوگوں کو جو پانچ مرلے کی سکیم کے تحت ان کو پانچ مرلے مہیا کیے گیے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں یہ ایک بہترین اقدام ہے اور ہمارے لاکھوں اس قسم کے لوگ ہیں جن کے پاس پانچ مرلے بھی نہیں اور اب جس وقت انہیں لاکھوں کے حساب سے یہ پلاٹ دیے گئے ہیں تو وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ رفتہ رفتہ وہاں پر اپنے مکان وغیرہ بنا لیں گے ۔ میں یہاں یہ بھی عرض کر دوں ، ہاؤس کو شاید معلوم نہیں کہ میں نے اپنی پراپوٹ جائیداد میں سے 100 کنال مفت پیش کیے ہیں اپنے غریب عوام کے لیے خاص طور پر جو سیلاب زدہ ہیں ۔ یہ رقبہ سیلاب سے محفوظ ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جس کا مطلب یہ ہے کہ سو کنال میں 5 مرلہ کے پلاٹ پر چار سو خاندان بس سکتے ہیں ۔ یہ ایسی سکیم ہے جو میں نے پیش کی ہے ۔ جو گورنمنٹ کو اپنانی ہے ۔ جناب والا ۔ جب سیلاب آتے ہیں تو ان لوگوں کے پاس سوائے غوطے کھانے کے اور کوئی جگہ نہیں ہوتی ۔ اور وہاں نشیبی علاقہ میں لاکھوں کی آبادی ہے ان کو باہر نکالنا بھی مشکل ہو جاتا ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ میں یہ سکیم پیش کر رہا ہوں جس سے غریب عوام کا بھلا ہو جائے گا اور سیلاب کے دنوں میں پریشانی بھی ختم ہو جائے گی ۔ جناب والا ۔ ان کو قریب کے اونچے علاقے میں پانچ پانچ مرلہ جگہ دے دی جائے اور اس طرح وہاں ایک بستی بنا سکتے ہیں ۔ جب سیلاب آتا ہے تو وہ لوگ مشکل سے اپنی جانیں نکال سکتے ہیں ۔ اور وہ لوگ اپنے مویشی اور غلہ وہاں سے نہیں نکال سکتے اگر اونچی جگہ پر ان کا مکان ہو تو وہاں اپنا غلہ اور تمام سامان محفوظ کر سکتے ہیں ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے ضمنی بجٹ دیکھا ہے ، اس میں جو لاہور کی سکیمیں ہیں مثلاً قرطبہ چوک کی سکیم ہے اس کے لیے 28 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ جو 28 لاکھ روپیہ قرطبہ چوک کے لیے رکھا گیا ہے ۔ میرے پاس ٹھیکیدار ہے جو اس سے بہت کم رقبہ میں مکمل کر کے دے گا ۔ بریگیڈیر صاحب داد

صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں ۔ ہماری ایک سڑک چھاؤنی میں عابد مجید روڈ ہے اور وزیر موصوف صاحب سرور روڈ پر رہتے ہیں اس علاقے کے لیے 42 لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے اور میں بھی اسی علاقے میں رہتا ہوں ۔ اس کے لیے ٹوٹل 42 لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے ۔ میرے ہاں جو ٹھیکیدار ہے وہ اسے 21 لاکھ روپے میں بنا کر دے دے گا اور اس میں سے 8 لاکھ روپیہ بچت بھی کرے گا ۔

جناب والا ۔ جیسا کہ وزیر خزانہ صاحب نے بھی اسی بات کو تسلیم کیا ہے کہ ابھی کچھ لوٹ کھسوٹ ہو رہی ہے تو جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ لوٹ کھسوٹ ختم ہونی چاہیے ۔ جناب والا ۔ میں میانوالی ضلع میں ہیلتھ ورکس کونسل کا چیئرمین ہوں اور میں یہ عرض کر دوں کہ ہمارے ملک میں ایس ۔ ڈی ۔ او اور اوورسیئر صاحبان ملک کا سرمایہ لوٹ کر کھا گئے ہیں ۔ اور جو بھی کوئی سڑک یا مکان بنتا ہے بالکل بے کار ہوتا ہے ۔ ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان بھی یہاں بیٹھے ہیں ان کو بھی اس بات کا علم ہے ۔ تین لاکھ روپیہ فی میل ایک سڑک پر خرچ آتا ہے زیادہ سے زیادہ چار لاکھ ہو جائے لیکن یہاں ان سکیموں پر تو دس پندرہ لاکھ روپیہ فی میل پر خرچ آ رہا ہے ۔ تو یہ لوٹ کھسوٹ ختم ہونی چاہیے ۔

معذرت کے ساتھ عرض خدمت ہے :

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر ایم ۔ کے خاکوانی ۔

نوابزادہ نصر اللہ خان خاکوانی ۔ جناب سپیکر ۔ ضمنی میزانیہ میں (ای 5) ایگریکلچر کے لیے ، تین لاکھ سترہ ہزار پانچ سو پچاس روپے کی رقم کپاس کی پیداوار کا جائزہ لینے کے لیے رکھی گئی ہے ۔ پہلی دفعہ یہ بوجھ پنجاب پر ڈالا گیا ہے ۔ اس سے پہلے یہ مرکز کی ذمہ داری تھی ۔ حضور والا ۔ اس کے علاوہ دوسری چیز جو انہوں نے رکھی ہے وہ (maximization, of cotton production) ہے ۔ اس کے لیے بھی 3 لاکھ 35 ہزار 990 روپے نئی آسامیوں کے لیے رکھے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جب پیداوار بڑھ جائے تو عملہ بھی زیادہ کر دیا جاتا ہے ۔ لیکن یہاں بالکل مختلف بات ہے ۔ کپاس کی کاشت کم ہو رہی ہے ۔ پیداوار کم ہو رہی ہے اور

آپ اخراجات بڑھا رہے ہیں ۔ دراصل ان چیزوں کی ضرورت نہیں ۔ اصل میں موجودہ عملہ پر آپ کی صحیح نگرانی نہیں ۔ کپاس پنجاب میں ہوتی ہے اور فیصلے اسلام آباد میں ہوتے ہیں ۔ پچھلے سال محکمہ زراعت نے سو روپیہ من کپاس کی سفارش کی تھی جس کی وجہ سے ساڑھے چالیس لاکھ گانٹھ کا target کم ہو کر چھبیس لاکھ گانٹھ کی پیداوار ہوئی اور اس طرح سے 30 لاکھ باہر سے منگوانا پڑے گی ۔ جناب والا ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اس طرح کیوں ہو رہا ہے ۔ ایک سال پورا انہوں نے سو روپے من کے حساب سے قیمت رکھی اور آج ہی میں "پاکستان ٹائمز" پڑھ رہا تھا کہ روئی کا ریٹ 508 روپے من تھا ۔ آپ نے 300 روپے من ہم سے وعدہ کیا تھا ۔ معیشت کا جو حساب ہے اس پر میں بحث نہیں کرتا بہرحال اس حکومت نے اس ملک کی معیشت کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیا ہے ۔ ٹیکسٹائل کی انڈسٹری بند پڑی ہے ۔ مزدوروں کو روزگار نہیں ملتا ۔ باہر سے جو روئی آ رہی ہے وہ ساڑھے سات سو روپے من ہے ۔

جناب والا ۔ اس ضمنی میزانیہ میں انہوں نے زراعت کے شعبے میں توسیع کے لیے رقم مختص کی ہے ۔ صورت حال یہ ہے کہ پچھلے سال 17000 ٹن خالص گندم کا بیج میکسیکو سے منگوایا گیا نہ کہ امریکہ سے ، جس طرح سے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب فرماتے ہیں ۔ امریکہ اور میکسیکو دو مختلف ممالک ہیں ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ جو کہ نہ صرف اس ایوان کے قائد ہیں بلکہ زراعت کا محکمہ بھی ان کے پاس ہے ۔ یہ علم بھی نہیں کہ یہ بیج میکسیکو سے آیا ہے یا کہ امریکہ سے ۔ 17000 ٹن بیج پر 8 کروڑ روپے زر مبادلہ کی صورت میں خرچ آیا ہے ۔ اس میں سے صرف 12000 ٹن پنجاب ، 4000 سندھ اور باقی ایک ایک ہزار باقی دو صوبوں کے لیے تھا ۔ جناب والا ۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ باقی صوبوں میں یہ بیج تقسیم بھی ہوگیا ۔ پنجاب میں بھی انہوں نے ہی سمجھا کہ یہ تقسیم ہوگیا ہے اور جب انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ سارا بیج تقسیم ہوگیا ہے تو جن زمینداروں نے زر ضمانت دی ہوئی تھی اور جنہوں نے ایڈوانس رقم جمع کی ہوئی تھی وہ انہیں واپس دے دی گئی ۔ وہ رقوم اکتوبر نومبر میں واپس کر دی گئیں ۔ اور انہیں یہ بتا دیا گیا کہ یہ بیج ہمارے پاس موجود نہیں ۔ انہوں نے اخبارات ،

ریلیو اور ٹیلی ویژن پر یہ کہا کہ یہ late variety نہیں ۔ یہ یکم نومبر سے لے کر 10 دسمبر تک کاشت ہو سکتی تھی ۔ اس کے بعد نہیں ۔ لیکن 28 دسمبر 1975ء کو حکومت پنجاب کی ایک کیبنٹ میٹنگ ہوئی ۔ اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ یہ بیج ابھی تک پنجاب ایگریکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائی کارپوریشن کے پاس اور زراعت والوں کے پاس پڑا ہوا ہے اور 29 دسمبر کو یہ احکامات کیے گئے کہ یہ بیج کسی نہ کسی طریقہ سے فروخت کر دو اور زمینداروں کو یہ بیج بلا تخصیص زبردستی دیا گیا ۔ جناب والا ۔ اس وقت کاشت کا موسم ختم ہوگیا تھا ۔ زمینداروں نے جب لینے سے انکار کر دیا ۔ تو پھر کیا ہوا ؟ اسسٹنٹ کمشنرز کو حکم دیا گیا اور انہوں نے نمبرداروں کو کہا کہ 80 روپے من والا بیج پانچ پانچ سو روپے کا اٹھاؤ ۔ جس کو اب زہر لگی ہوئی ہے ۔ جو اب صحت کے لیے مضر ہے ۔ جس کو اب کاشت نہیں کر سکتے ۔ اور جس کو اب کھا بھی نہیں سکتے ۔ جناب والا ۔ میں اس بات کو ثابت کر سکتا ہوں ۔ یہ بیج ابھی تک زمینداروں اور نمبرداروں کے پاس پڑا ہوا ہے جو کہ واپس مارکیٹ میں جا رہا ہے اور جو وہ 37 روپے من بیچ رہے ہیں ۔ اور یہی بیج اب محکمہ خوراک والے لے رہے ہیں ۔ اس سے لوگوں کی صحت خراب ہوگی ، بلکہ اس سے جان کا بھی خطرہ ہے ۔ ان کو علم ہی کیا ہے ۔ اگر وزیر اعلیٰ یہاں ہوتے تو میں ان سے پوچھتا ۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ قائد ایوان ، ایوان میں موجود ہوں ، لیکن یہ تو ضروری ہے کہ جس وزیر کے پاس یہ محکمہ ہے وہ تو یہاں موجود ہو ۔ ہماری باتوں کا جواب تو دے ۔ جناب والا ۔ اگر آپ مجھ پر عجارت ڈالیں اور ان سے کہیں کہ پنجاب میں وہ کون سا وزیر ہے جو کہ تنخواہ لیتا ہے اور کام نہیں کرتا تو وہ سب ایک آواز ہو کر یہ کہیں گے کہ وزیر اعلیٰ ۔ ۔ ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب والا ۔ جب یہ وزیر زراعت تھے تو میں ان کے پاس گئی تھی اور انہوں نے میرا کام نہ کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ نہیں ہو سکتا ۔ ان سے پوچھیں کہ انہوں نے اپنے عہد میں کیا کیا ؟

نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔ جناب والا ۔ میں محترمہ بیگم صاحبہ کا جواب دینا نہ چاہتا تھا ۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ محترمہ میرے دفتر میں وزیر اعظم کے دفتر کے او ۔ ایس ۔ ڈی کی چٹھی لے کر آئیں ۔ میں نے تحقیقات کرائی ۔

انہوں نے یہ کہا کہ مجھے محکمے والے خود ٹیوب ویل لگوا کر دیں ۔ میں نے کہا کہ کوئی ایسا قانون نہیں کہ محکمے والے ہر آدمی کو یا ایک ایم ۔ پی ۔ اے کو ٹیوب ویل خود لگوا کر دیں ۔ میں نے کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ یہ ایک کام ہے جو کہ میں ہرگز نہیں کر سکتا ۔ اور وہ بات ریکارڈ پر موجود ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری معیشت خراب ہو رہی ہے ۔ بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تمام لڑکے بیک آواز یہ کہیں گے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ ہیں جو کہ تنخواہ لیتے ہیں اور کام نہیں کرتے ۔ ۔ ۔

وزیرخزانہ ۔ جناب والا ۔ کل بہت اچھی طرح سے یہاں پر تقاریر ہوئیں ۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ متعلقہ بات کریں ۔ جو بھی وہ تنقید کریں گے ہم سنیں گے ۔ لیکن ایسی باتیں نہ کریں جو کہ بالکل پرسنل ہوں اور جن کا ضمنی بجٹ سے کوئی تعلق نہ ہو ۔ کیونکہ اگر کسی واقعہ سے تلخی پیدا ہو گئی تو فضا بگڑ جائے گی ۔ کیونکہ پھر ہم بھی ایسی باتیں کریں گے ۔ ۔ ۔

نوابزادہ چھ خان خاکوانی ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ ایوان میں ان کی حاضری لازمی ہے ۔ وہ اپنی پارٹی کے لیے ہوائی جہاز میں سوار ہو کر ملتان جا سکتے ہیں کہ وہ بابو فیروز دین کو پھولوں کا ہار پہنا سکیں ۔ لیکن وہ یہاں نہیں آ سکتے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ، محکمہ زراعت کے اسمبلی بزنس کی میں دیکھ بھال کرتا ہوں ۔ میں ان کی تقریر کو سن رہا ہوں ۔ میں ان کی ہر بات کا جواب دے دوں گا ۔ یہ ہماری کیبنٹ کی مشترکہ ذمہ داری ہے ۔ یہ فکر نہ کریں ۔ میں ان کے ہر اعتراض کا جواب دوں گا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ ہوائنٹ آف پرسنل انفرمیشن سر ۔ جناب والا ۔ جس سالانہ بجٹ کا یہ ضمنی بجٹ ہے اس سالانہ بجٹ کی تو اس وقت خاکوانی صاحب نے بہت بڑھ چڑھ کر تعریف کی تھی اور اب اسی بجٹ کے ضمنی بجٹ کی یہ مخالفت کر رہے ہیں ۔ کیا یہ ہو سکتا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اخلاق کی بات کر رہے ہیں یا کہ قانون کی ؟ قانونی طور پر تو مخالفت ہو سکتی ہے ۔ اخلاقی طور پر میں کہہ نہیں سکتا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ اس وقت یہ ضمنی بجٹ پیش نہیں ہوا تھا ۔ یہ ضمنی بجٹ اس وقت پیش ہوا ہے ۔ وہ غالباً یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ضمنی بجٹ شاید اس وقت سے چلا آ رہا ہے اور اس پر بحث آج ہو رہی ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ مجھے پتا ہے کہ یہ وہ بجٹ نہیں ۔ یہ ضمنی بجٹ ہے ۔ مگر یہ اسی بجٹ کا ضمنی ہے جو کہ پچھلے سال خرچ ہو چکا ہے ۔ جس کا کچھ حصہ جناب خاکوانی صاحب خرچ کر چکے ہیں ۔ ویسے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضمنی بجٹ ہے ۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ مجھے اس بات کا علم نہیں ۔ مجھے اس بات کا علم ہے ۔ میں نے اس لیے پوائنٹ اٹھایا تھا کہ یہ اس بجٹ کا ضمنی ہے جس بجٹ میں سے خاکوانی صاحب بھی خرچ کر چکے ہیں ۔ ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ نے جب رولنگ دے دی ہے کہ وہ قانوناً تو بحث کر سکتے ہیں اخلاقاً نہیں تو اس کے بعد اس میں الجھنا بے سود ہے ۔

سپیکر ۔ میں نے کہا تھا کہ قانوناً تو کر سکتے ہیں ۔ اخلاقاً کے متعلق میں کچھ کہہ نہیں سکتا ۔

نوابزادہ نصر خان خاکوانی ۔ جناب والا ۔ آلو کا بیج باہر سے درآمد کیا جاتا ہے اور زمینداروں کو 180 روپے فی من کے حساب سے دیا جاتا ہے ۔ اور جب ان کی فصل تیار ہوتی ہے تو آلو دس روپے من بھی خریدنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا ہے ۔ آپ بتائیں کہ اس طرح سے زراعت میں کیسے ترقی ہو سکتی ہے ؟ کہا جاتا ہے کہ یہ جو ہندوستان سے ایران ٹرک جا رہے ہیں ، یہ آلو اور پیاز لے کر جا رہے ہیں ۔ اب ہمارے آلو اوکاڑہ ریلوے سٹیشن پر کل سڑ رہے ہیں ، ہم کیوں نہیں بھیج سکتے ؟ یہ کیا بات ہے ؟ کیا ہمیں تجارت کا پتا نہیں ؟ ہندوستان تو آلو اور پیاز بھیجے ، ہمارے پاس جو فالتو ہیں وہ باہر نہیں جا سکتے ۔ یہ کس قسم کی پالیسی ہے ؟ اسی طرح سے کھاد کی مثال لے لیں ۔

جناب والا ۔ دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی کہ اس پر آپ ٹیکس لگائیں ۔ میرے پاس حکومت کا ایک لکھا ہوا جواب ہے ۔ یہ میں پڑھ کر سناتا ہوں ۔ یہ جو بار بار کہتے ہیں کہ کھاد پر ٹیکس نہیں ۔ ڈائریکٹر اطلاعات و نشریات

حکومت پاکستان ، کھاد کے بارے میں یہ فرماتے ہیں :

"اسی سال کے دوران مقامی طور پر تیار ہونے والی کھاد پر ترقیاتی سرچارج کی صورت میں حکومت نے 29 کروڑ 29 لاکھ روپے وصول کیے"

اور آگے فرماتے ہیں :

"اس سال کے دوران حکومت کسانوں کو 75 روپے فی بوری کے حساب سے کیمیائی کھاد مہیا کرنے پر جو خسارہ برداشت کرے گی اس کا تخمینہ 10 کروڑ 89 لاکھ روپے ہے"

اس کے باوجود آپ دیکھیں 29 کروڑ روپے ٹیکس لگایا گیا ہے۔ جناب والا۔ مجھے یہ اعتراض نہیں کہ آپ ٹیکس کیوں لگاتے ہیں ۔ لیکن اصول یہ ہے کہ ہمیشہ out put پر ٹیکس لگتا in put پر نہیں ۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ پیداوار کم ہے ہمیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جان بوجھ کر ہماری معیشت خراب کر رہے ہیں ۔ انہیں علم ہی کیا ؟ انہیں حلقہ نمبر 6 کے الیکشن لڑنے کا پتا ہے ۔ انہیں پتا کہ کپاس کو بیماری کیسے لگتی ہے ؟ انہیں تو ساہ پکڑنے پر مامور کر دیا گیا تھا ۔ انہیں سیاسی جلسے خراب کرنے اور مختلف اضلاع میں جعلی ووٹ بوگتانے پر مامور کر دیا گیا تھا ۔ انہیں تو علم نہ تھا کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے ۔ اور آج کل ان کی ڈیوٹی یہ ہے کہ یہ اپنے اپنے علاقے میں جائیں اور ہزاروں افراد کو پیپلز پارٹی میں شامل کریں ۔ تو جناب والا۔ ان کا کام صرف یہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر غلام فرید چشتی ۔ (ایوان میں موجود نہ تھے)

مسٹر رستم خان بلوچ ۔ (ایوان میں موجود نہ تھے)

میاں خان محمد ۔

میاں خان محمد ۔ جناب سپیکر ۔ آج ضمنی بجٹ پر بحث شروع ہونے دوسرا دن ہے اور جناب ڈاکٹر عبدالخالق وزیر خزانہ کو تنقید کے نشتر سہتے ہوئے بھی دوسرا دن ہے ۔ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو ان کی ہمت اور صبر و استقلال پر مبارک باد دیتا ہوں ۔ میں ان کے خندہ زیر لب پر داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اس ضمنی بجٹ میں کل اخراجات ایک ارب 43 کروڑ 64 لاکھ اور 4 ہزار 90 روپے دکھائے گئے ہیں جن میں سے آئینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ایک ارب 2 کروڑ اور 52 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ اس طرح خزانے سے جو رقم حاصل کی جائے گی وہ صرف 22 کروڑ اور 12 لاکھ روپے بنتی ہے ۔ جناب والا ۔ یہاں پر اس خدشے کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس حکومت نے اور وزیر خزانہ نے ایک ارب 43 کروڑ 64 لاکھ ایک ہزار اور 490 روپے خرچ کیے ہیں جو کہ مبالغہ ہے ، زیادتی ہے ۔ حالانکہ 22 کروڑ اور 12 لاکھ روپے خزانے سے حاصل کرکے اس صوبے کے ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ کیے گئے ہیں جو سالانہ بجٹ کا صرف 4.6 فی صد بنتا ہے اور پچھلے سال یہ خرچ سالانہ بجٹ کا 27.9 فی صد بنتا تھا اور جس طرح سے یہاں پر یہ بات بلا خوف تردید اور علی الاعلان کہی گئی ہے کہ اتنی بڑی بچت 4.6 فی صد اور 27.9 فی صد کے درمیان جو فرق ہے وہ انتظامیہ پر کڑی سختی کرنے اور بچت کے وہ تمام ذرائع استعمال کرنے سے حاصل کی گئی ہے جو انتظامیہ پر کی جا سکتی تھی اور ساتھ ساتھ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے، اور یقین دہانی کرائی ہے کہ آئندہ اس فرق کو اور بھی زیادہ کم کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

جناب والا ۔ جیسے میں نے یہ عرض کیا ہے کہ صرف آئینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ایک ارب 21 کروڑ اور 22 لاکھ روپے یہاں پر مطالبہ زر کی شکل میں پیش کیے گئے ہیں ۔ میں نے جہاں تک بجٹ کی دستاویزات کا مطالعہ کیا ہے اس میں 30 کروڑ کی رقم وہ رقم ہے جو سٹیٹ بنک سے قلیل المیعاد قرضے لینے پر خرچ کی گئی ۔ جناب والا ۔ مرکزی حکومت سے جو ٹیکسوں کی صورت میں صوبہ کا حصہ بنتا ہے وہ بسا اوقات وقت پر نہیں ملتا اور اخراجات کو چلانے کے لیے حکومت سٹیٹ بینک سے قرضے لیتی ہے اور جونہی مرکزی حکومت سے ٹیکسوں کا حصہ صوبائی حکومت کو مل جاتا ہے وہ اس وقت بنک میں جمع کرا دیتی ہے ۔ لیکن اخراجات کی مد میں ان کو ظاہر کرنا پڑتا ہے اور یہاں پر بھی اس لیے پیش کی گئی ہے ۔ حالانکہ حکومت نے خزانے سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا ۔ اسی طرح سے ایل ۔ ڈی ۔ اے کو 12 کروڑ کی رقم دی گئی ہے اور وہ 75 ۔ 1974ء کے اختتام پر دی گئی

ہے ۔ اب صرف اس کو دکھانے کے لیے اس ضمنی بجٹ میں اس کو دکھایا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ 2 کروڑ اور 41 لاکھ روپے کی رقم محکمہ انہار کے حفاظتی تعمیرات اور سیلابوں کی روک تھام کے لیے مخصوص کرنے پڑے اور وہ بھی ایک مد سے رقم لے کر دوسری مد میں جمع کی گئی اور اس طرح سے اس کو خرچ کے طور پر دکھایا گیا ہے ۔ حالانکہ خزانے پر نیا بار کسی صورت میں بھی نہیں ڈالا گیا ۔

جناب والا ۔ حکومت نے غذائی اجناس مثلاً چینی کی سرکاری خرید و فروخت کا ذکر کیا ہے ۔ جس وقت حکومت بنکوں سے چینی کی تجارت اور گندم کی خرید کے لیے رقم لیتی ہے اور محکمے کے سپرد کرتی ہے اس کو بھی خرچ کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے اور جس وقت وہ رقم تجارت سے واپس لے کر بنکوں میں جمع کرائی جاتی ہے اس کو بھی خرچ کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے ۔ اس طرح پنجاب کے خزانے پر اس رقم کا کوئی بوجھ نہیں پڑتا اور یہاں پر جو مطالبات زر اس طرح سے پیش کیے گئے ہیں ، ان سے سالانہ بجٹ میں جو اضافہ ہوا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ ایک مد سے دوسری مد اور دوسری مد سے پہلی مد میں یہ چیزیں آئی ہیں ۔

جناب والا ۔ ضمنی بجٹ میں کل 39 مطالبات زر پیش کیے گئے ہیں ۔ صرف دس دس روپے کے علامتی مطالبات زر ہیں اور 5 کروڑ روپیہ جو جناب وزیر اعظم پاکستان نے میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کو دیا تھا وہ یہاں پر مطالبات زر کی شکل میں اس ایوان کے روبرو پیش کیے گئے ۔ اس طرح سے یہ تھوڑی سی رقم بنتی ہے جو صرف 22 کروڑ 12 لاکھ روپے ہیں ۔ وہ اس حکومت نے صرف ان منصوبہ جات پر خرچ کیے گئے جو زیرکار تھے اور جن پر عمل درآمد ہو رہا تھا یہ بے حد ناگزیر تھے اور اگر ان کو روک دیا جاتا تو اس سے ملک اور صوبے کو بے حد نقصان پہنچتا ۔

جناب والا ۔ اس ایوان میں حزب اختلاف کی طرف سے یہ فرمایا گیا ہے کہ اس دفعہ کپاس کی کاشت اور اس کی مہم کو تیز کرنے کے لیے بہت زیادہ خرچ کیا گیا ۔ کپاس ہمارے ملک کی زرعی معیشت میں سب سے اونچا مقام رکھتی ہے اور اس کی برآمد سے سب سے زیادہ زرمبادلہ کماتے ہیں ۔ اگر اس

مہم پر تین لاکھ روپے خرچ کر دیے ہیں تو یہ اتنا بڑا خرچ نہیں جس کے مقابلے میں اس شدومد سے کپاس کی کاشت پر کوشش کی گئی ہے۔ اگر حالات سازگار رہے اور موسم درست رہا اور جو فصل کاشت کی گئی ہے اور جس شدو مد سے اور جس جوش و خروش سے اس پر سکوست کی طرف ہے اور محکمے کی طرف سے کام کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سال کپاس کی پیداوار بہت زیادہ ہو گی اور اس کو برآمد کرکے ہم بہت زرمبادلہ کمانے کے قابل ہو سکیں گے۔ یہ کہنا مناسب نہیں کہ اس قسم کی مہم پر بہت رقم پہلے خرچ کر دی گئی ہے اور ملازمین کو بڑی تعداد میں بھرتی کر لیا گیا ہے اور اس طرح سے خزانے پر بلا وجہ بوجھ ڈالا گیا۔ جناب والا۔ جب تک کام کرنے والے اور اس مہم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والے لوگ نہیں ہوں گے، جب تک ملازمین نہیں ہوں گے، اس وقت تک اس مہم کو صرف کاغذات میں پراپیگنڈہ کی شکل میں کامیاب نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے لیے تمام سازوسامان میسر کیا جائے اور وہ افراد جو اس مہم کو زیادہ سے زیادہ کامیابی سے ہمکنار کر سکتے ہیں ان کو بھی بھرتی کیا جائے۔

جناب والا۔ یہاں پر یہ اعتراض کیا گیا کہ دیہات کے اندر بے زمین لوگوں کو پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ دیے گئے ہیں۔ جناب نذر حسین منصور صاحب نے یہ کہا کہ ان کے حلقے میں ایسی کوئی چیز نہیں ہوئی۔ میں ان کی اور اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اتنی بڑی رقم سارے صوبہ پنجاب میں اس سلسلے میں خرچ کی جا رہی ہے اور خرچ کی گئی ہے۔ اگر معزز رکن جناب نذر حسین منصور صاحب اپنے حلقے میں جائیں تو ان کو وہاں کے علاقے کے لوگ یہ بتائیں گے کہ حکومت نے ان کی کیا امداد کی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کی لوگوں سے کیا مراد ہے؟ کیا وہ وہاں سے گھوم کے نہیں آئے؟

میاں خان محمد۔ جناب والا۔ وہ کہاں نہیں جاتے؟

چوہدری محمد اشرف۔ جناب والا۔ معزز ممبر نے یہ کہا ہے کہ گورنمنٹ نے زمینداروں سے رقبہ acquire کرکے وہاں پر رہائشی پلاٹ بنائے ہیں۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ وہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ زمیندار اپنے سر پر بازو رکھ کر آہ و پکار کرتے پھرتے نظر آئیں گے ۔ کل یا پرسوں کوئی بھی وہاں تشریف لے جائے تو ان کو ایسے لوگ مل جائیں گے جن کی زمین حکومت اپنے قبضے میں لے کر غریبوں مزدوروں ، کسانوں اور بے زمین لوگوں میں پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ تقسیم کر رہی ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے facts and figures کا ایک ہی رٹہ لگایا ہوا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وہ ساہیوال کے کسی ایک ہی زمیندار کا نام بتا دیں ۔ آج نہ سہی کل ہی اسی معزز ایوان میں بتا دیں تو میں آپ سے معافی مانگ لوں گا ۔ باقی جیسے آپ کی مرضی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ معافی کی گنجائش تو انہوں نے کل کی رکھ لی تھی ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ کل شیخ محمد ریاض صاحب نے جناب نذر حسین منصور صاحب کی اطلاع کے لیے یہاں پر بتایا تھا کہ اوکاڑہ کے گردونواح میں حکومت نے زمینداروں سے 84 ایکڑ زمین اپنے قبضے میں لے کر اور اس پر ایک سکیم بنا کر وہاں غریبوں میں پلاٹ تقسیم کرنے کا بندوبست کیا یہ بات جناب شیخ محمد ریاض صاحب نے کل اپنی تقریر میں فرمائی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ مسٹر نذر حسین منصور صاحب کو مجبور کرنا چاہتے ہیں کہ وہ معافی مانگیں ۔ ایسا نہ کریں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ جناب شیخ محمد ریاض صاحب تو لاہور میں رہتے ہیں ان کو اوکاڑے کا پتہ ہی نہیں ۔ اور اوکاڑہ والے غریب لوگ مجبور ہیں اور میرے پاس آتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں یہ طعنہ بازی کا سلسلہ ختم ہونا چاہیے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ اب پیپلز پارٹی کے پاس تو عوام جاتے نہیں ، اس لیے ایک تو یہ ان کی غلط بیانی ہے ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ ابھی اس سال کے کچھ دن باقی ہیں ۔ اس میں اور آئندہ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے جو غریب عوام سے وعدہ کیا ہے ، جو بے گھر لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے اور بے آسرا لوگوں

کے ساتھ وعدہ کیا ہے وہ اس کو پورا کرے گی ۔ اس میں کسی صورت میں حکومت پیچھے نہیں رہے گی اور ان لوگوں کو پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ شہروں کے اندر لوگوں کو اپنے گھر بنانے کے لیے لازمی طور پر دے گی اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرے گی ۔

آخر میں جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ جو منصوبہ جات زیر تکمیل ہیں ان پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے اور جتنی بھی زیادہ رقم اس پر خرچ ہو سکے وہ کرے۔ جناب والا ۔ یہ 4.6 فی صد پر جو بجٹ کی گئی ہے ، اگر اس سے زیادہ بھی خرچ ہوتا تو یہ ایوان حکومت کی اس کارکردگی کو دیکھتے ہوئے منظوری دینے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتا ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری محمد اشرف ۔

چودھری محمد اشرف ۔ جناب سپیکر ۔ ضمنی بجٹ حکومتیں پیش کرتی رہتی ہیں ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ضمنی بجٹ حکومتیں پیش کرتی رہتی ہیں اور اس پر کسی کو اعتراض نہیں ۔ جہاں تک انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ بہت معمولی بجٹ ہے اور بہت تھوڑی رقم ہے جو ضمنی بجٹ میں رکھی گئی ہے ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ۔ اگر اس سے زیادہ رقم بھی رکھی جاتی تو ہم اسے بھی منظور کرنے کے لیے تیار ہوتے ۔ لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ ضمنی بجٹ کی ضرورت کیوں پیش آئی اور وہ کون سے حالات ہیں جن کے تحت ان کو ضمنی بجٹ پیش کرنے کی ضرورت پیش آئی ؟ ہم اس وقت صرف اس حقیقت کو آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ یہ کتنا ہی اچھا ہوتا اگر اس ضمنی بجٹ کو صوبہ پنجاب کا بجٹ کہنے کی بجائے صوبہ لاہور کا ضمنی بجٹ کہا جاتا اور مجھے بھی اس کو تسلیم کرنے میں کوئی اعتراض نہ ہوتا ۔ آپ نے ضمنی بجٹ کا مطالعہ کیا ہوگا کہ سوائے لاہور کے اور ایک اور آئٹم جو کہ اریگیشن کی ہے۔ یہ بھی لوگوں کی یا ممبر صاحبان کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے رکھ دی ہے۔ اس کے بعد پھر لاہور کی ڈویلپمنٹ کو شروع کر دیا ہے ۔ اس ضمنی بجٹ کے تقریباً 65

فی صد اخراجات لاہور کی ڈویلپمنٹ پر خرچ کیے جا چکے ہیں ۔ میں اپنے دوست حافظ علی اسد اللہ کا نہایت شکور ہوں کہ انہوں نے حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اس ایوان میں یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ اس ضمنی بجٹ میں صوبے کی وہ آبادی جو کہ پچھتر اور اسی فیصد کے قریب ہے اس کو نظر انداز کرکے صرف لاہور کی ڈویلپمنٹ پر اخراجات کیے گئے ہیں ۔ لہذا میں ان کی اس بات کی تائید کرتا ہوں اور یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ حکومت کسانوں ، مزدوروں اور دیہاتیوں کی سخت دشمن ہونے کے ساتھ ساتھ ان میں جو رجعت پسندی کی حقیقت ہے اس پر اب یہ پردہ نہیں ڈال سکتے۔ جناب والا ۔ لاہور کی ڈویلپمنٹ میں وہ سڑکیں وہ پل جو صرف گلبرگ یا شادمان سے تعلق رکھتے ہیں انہیں سڑکوں انہیں شاہراہوں پر زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کرنے کی جسارت کی گئی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ حکومت کو اور ان لوگوں کو جو کہ جاگیر دار ، سرمایہ دار اور غیر ملکی ایجنٹ ہیں ان کو سوائے ان چیزوں کے اور کسی چیز کا خیال نہیں ۔ جناب سپیکر ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جناب رؤف طاہر صاحب نے یہاں یہ گزارش کی تھی ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین ۔ تسیں فرما رہے او ، تے انہاں نے گزارش کیتی سی ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جناب رؤف طاہر صاحب نے یہاں یہ فرمایا تھا کہ ضمنی بجٹ جو پیش کیا جاتا ہے وہ اس صوبے کی معاشی اور اقتصادی حالات کی عکاسی کرتا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو بھی ضمنی بجٹ میں اخراجات رکھے گئے ہیں وہ اس چیز کی غمازی کرتا ہے بجٹ کے بعد مسلسل جس وقت سے پیپلز پارٹی معرض وجود میں آئی ہے قیمتوں میں اتنا اضافہ ہوتا گیا ہے کہ جس کی وجہ سے حکومت فیل ہو گئی ہے اور وہ قیمتوں پر کنٹرول نہیں کر سکی ۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ حکومت اقتصادی اور معاشی طور پر قیمتوں پر کنٹرول نہیں کر سکی ۔ جس کی وجہ سے ضمنی بجٹ کی ضرورت پیش آئی ۔

جناب سپیکر ۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا ہے کہ محکمہ خوراک پر جو زائد خرچ ہوا ہے وہ باہر سے گندم منگوانے پر ہوا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں اتنی گندم پیدا ہوئی تھی کہ اگر وہ باہر سمگل نہ ہوتی ، تو ہمیں باہر سے گندم منگوانے کی کوئی ضرورت محسوس

نہ ہوتی ۔ یہ بھی حکومت کی نا اہلی کا ایک ثبوت ہے جس کی وجہ سے یہ ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا ہے کہ کپاس کے بیج پر زائد خرچ کیا گیا ہے ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں اور یہ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جو بھی بیج ہماری حکومت نے کاشتکاروں کو دیا تھا اس میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اس میں سے 50% ناقص بیج تھا ۔ لیکن یہ کاشت کرنے کے بعد کاشتکاروں کو پتا چلا کہ جتنا اے ۔ ڈی ۔ سی نے بیج کاشتکاروں کو سپلائی کیا تھا وہ تمام کاشتکاروں نے کاشت کیا لیکن کپاس کی فصل پہلے سے بھی گر گئی ۔ اس لیے اس کی بھی انکوائری کرائی جائے ۔ ساہیوال میں جو بیج کاشتکاروں کو دیا گیا تھا وہ زمینداروں نے دوبارہ کاشت کیا ۔ لیکن جو بیج انہوں نے باہر سے منگوایا تھا وہ بالکل ناقص تھا جو حکومت کی نا اہلی ثابت ہوئی ہے اور جو ضمنی بجٹ پر رقم خرچ کی ہے وہ ضائع ہو گئی ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔ سردار صغیر احمد ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ کاش خاکوانی صاحب یہاں موجود ہوتے تو میں ان سے کہتا کہ :

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت

مسٹر چیئرمین ۔ اگر آپ نے شعر ہی سنانے ہیں تو خاکوانی صاحب کو آنے دیجیے اتنے میں ہم کسی اور کی تقریر سن لیتے ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

انہوں نے اپنی تقریر میں بڑے جوش و خروش کے ساتھ دو اعتراض کیے ہیں ۔ ایک اعتراض یہ تھا کہ کپاس کی پیداوار میں 40 لاکھ گانٹھیں گھٹ کر 27 لاکھ گانٹھیں رہ گئی ہیں ۔ جناب والا ۔ مجھے اس پر افسوس ہے کہ جو آج میں نے اس ایوان میں تماشا دیکھا ہے ۔ مثال مشہور ہے کہ کسی گاؤں میں ایک چور وہاں کے لوگوں کے نرغے میں آ گیا تو وہ بھی ان کے ساتھ چور چور پکارنے لگا ۔ میں نے آج یہی مظاہرہ اس ایوان میں دیکھا ہے ۔ پچھلے سال 15 ۔ جولائی تک خاکوانی صاحب اس ایوان میں وزیر زراعت کی حیثیت سے بیٹھتے

رہے ہیں ۔ اگر وہ زمیندار ہیں تو انہیں پتا ہے کہ 15 جون سے پہلے کپاس کی کاشت ہو سکتی ہے ، اس کے بعد نہیں ۔ جو کپاس اس حکومت کے دور میں پیدا ہوئی ہے جناب خاکوانی صاحب نے کاشت کروائی تھی ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وہ چور ڈنگروں کا تھا یا کسی اور کا تھا ؟

سردار صغیر احمد ۔ یہ آپ دیکھیں گے کہ چور کیسا تھا ۔ وہ آپ کے سامنے آ جائے گا ۔ اگر اس صوبے کی کپاس کی گانٹھوں میں 13 لاکھ گانٹھوں کی کمی آئی ہے تو جناب والا ۔ یہ اس وزیر زراعت کا قصور ہے جس کی وجہ سے کاشت صحیح نہیں کرائی گئی ۔ جس نے بیج صحیح نہیں منگوایا ۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جب کپاس کاشت ہو چکی تو اس کے بعد اس کی پیداوار میں اضافہ نہیں ہو سکتا ۔ "وہ تو میرا قصور نکالتے تھے ، لیکن قصور اپنا نکل آیا" ۔ یہ 13 لاکھ گانٹھوں کی کمی کا کون ذمہ دار ہے ۔ یہ ناقص بیج کس نے منگوایا تھا ؟ میں مانتا ہوں کہ یہ خاکوانی صاحب نے منگوایا تھا ، اس لیے صوبے میں کپاس کی پیداوار میں کمی ہوئی ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ انہوں نے اس سال کی بات کی ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ اس سال کی بات تو اگلے سال کے ضمنی بجٹ میں آئے گی ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو ایک واقعہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے ایک ایسی دوائی درآمد کی کہ اس کے ڈرم میں ایک کیڑا چھوڑ دیا گیا ۔ لیکن اس دوائی نے اس کیڑے کو ختم نہ کیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ ان کی بات کر رہے ہیں ، کیونکہ وہ اپنی طرف منسوب کر رہے ہیں ؟

سردار صغیر احمد ۔ میں تو کہتا ہوں کہ انہوں نے میری تائید کی ہے ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ دوائی کے ڈرم میں ایک کیڑا چھوڑا گیا لیکن اس ڈرم کی دوائی نے اس کیڑے کو نہ ختم کیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کافی ذاتی باتیں ہو گئی ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں بھی اس صوبے کی کابینہ میں وزیر

تھا ۔ اس لیے خاکوانی صاحب کو اس صوبے کے عوام کے سامنے اس بات کا ذمہ دار رہنا پڑے گا ۔ وہ ہماری آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے ۔ کپاس کی پیداوار کس حکومت نے کم کی ہے ؟ اگر ہم صحیح بیج اور صحیح ادویات منگواتے تو یہ کمی نہ ہوتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے شعر پڑھا ہے ۔ اصل میں یہ شعر ہے :

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مجھے کسی نے لکھ کر بھیجا ہے کہ فاضل مقرر سے کہا جائے کہ شعر کو مکمل کریں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ جہاں تک پارلیمانی سسٹم کا تعلق ہے اس میں تمام کابینہ ذمہ دار ہوتی ہے ۔ ایک طرف سردار صاحب یہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس کابینہ میں وزیر رہا اور خاکوانی صاحب بھی ، اور خاکوانی صاحب وزیر زراعت تھے ۔ اب وہ اپوزیشن میں آ گئے ہیں ۔ تو انہوں نے ان کے نقائص کی نشاندھی اس وقت کیوں نہ کی جب وہ ان کے ساتھی تھے ؟

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں ان کی ذات کے متعلق کوئی نقص نہیں نکالتا ۔ میں ان کی اس بات کا جواب دے رہا ہوں کہ اس صوبے میں 13 لاکھ گانٹھیں کم ہوئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ یہ تمام الزام موجودہ حکومت پر لگا رہے ہیں ۔ تمام وجوہات اور تمام کوائف جن کا وہ ذکر کر رہے ہیں ، وہ پچھلے سال 15 جون سے پہلے کے ہیں یا 15 جولائی 1975ء کے بعد کے ۔

سردار صغیر احمد ۔ 15 جولائی کے بعد کمی ہوئی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خاکوانی صاحب اس وقت وزیر تھے اور یہ تمام ذمہ داری پوری کابینہ کی ہوتی ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ یہ ذمہ داری پوری کابینہ کی ہوتی ہے ۔ لیکن میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر 15 جولائی سے پہلے یہ کابینہ میں آ جاتے تو میں یقیناً ان کو تلقین کرتا کہ آپ نے یہ

کام غلط کیا ہے جو بیج انہوں نے بویا تھا اس کا نتیجہ بعد میں نکلا ہے۔ مجھے تو موقع ہی نہ مل سکا اور یہ بیج کاشت ہو چکا تھا اور ایک مہینے کے اندر کپاس کی پیداوار نہیں ہوتی۔ وہ چھ مہینے کے بعد ہوتی ہے۔ اگر مجھے بعد میں وزارت میں شامل کر لیتے اور خاکوانی صاحب ہوتے تو میں یقیناً ان سے کہتا کہ آپ نے صوبے کے ساتھ ظلم کیا ہے۔

جناب والا۔ انہوں نے گندم کے بیج کو بروقت تقسیم نہیں کیا۔ رونا تو اسی بات کا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ یکورا قسم کا بیج کیوں منگوایا تھا۔ آج پنجاب کے لوگ ان سے پوچھتے ہیں کہ پاکستان کے بیج کی پیداوار اس کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ لیکن جو بیج خاکوانی صاحب نے منگوایا ہے اس کی پیداوار آدھی ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ انہوں نے ملک کے سرمائے کا بیڑہ غرق کیا ہے۔ جناب والا۔ اگر اس وقت ہمیں یہ پتا ہوتا کہ ان کے لائے ہوئے بیجوں کا نتیجہ یہ نکلے گا، ان سے کاشت کی ہوئی فصل کا یہ نتیجہ نکلے گا تو ہم خاکوانی صاحب کا ضرور محاسبہ کرتے، یا اس کیبنٹ سے مستعفی ہو جاتے۔ افسوس کہ یہ نتیجہ تو چھ ماہ کے بعد برآمد ہوا کہ ہمارے ساتھ کیا دھوکا ہوا۔ میں تو صرف یہ عرض کرنی چاہتا تھا کہ اس مقدس ایوان میں کم از کم اگر کوئی فاضل ممبر بات کرتا ہے تو اسے اپنی ذمہ داری کا بھی احساس کر لینا چاہیے۔ یہ اعتراض کر دینا یا یہ بتا دینا کہ یہ حکومت کا قصور ہے، اس قسم کی غیر ذمہ داری کم از کم ارکان کو نہیں کرنی چاہیے۔ اگر ان کا قصور تھا، اگر وہ حوصلہ مند ہوتے تو آج اس ایوان کے باہر صوبے کے عوام سے معافی مانگتے کہ مجھ سے یہ غلطی ہوئی ہے یا مجھے کسی نے دھوکا دیا ہے، میں آپ کی کپاس کی پیداوار پوری نہ گرا سکا، اس لیے میں معذرت چاہتا ہوں۔ اگر وہ آج یہ بات کرتے تو میں تالیوں کے ساتھ ان کو داد دیتا کہ ایک سچے آدمی نے سچی بات کی ہے۔ جناب والا۔ انہوں نے اپنا قصور دوسروں پر ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے مجھے ضرورت محسوس ہوئی۔ حالانکہ آپ کو علم ہے کہ آپ کی فہرست میں اس ضمنی بجٹ پر تقریر کے لیے میرا نام نہ تھا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ تقریر کروں۔ لیکن مجھے افسوس ہوا کہ میرا ایک پرانا ساتھی میرے سامنے، ایک گواہ کے سامنے، جھوٹ بول رہا ہے، اس لیے مجھے اس بات کی تردید کرنی پڑی۔ شکریہ

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے میری غیر حاضری کا حوالہ اٹھایا ہے ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ سردار صاحب یہ تسلیم کر گئے ہیں کہ ایک چور کے ساتھ دوسرا چور میں بھی شامل ہوں ۔ اور وہ میرے ساتھی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہتے ہیں کہ انہیں چوری پکڑنے کا موقع نہیں ملا ۔ ذاتی نام لینے یا نہ لینے کے عام طور پر ایسے ایوانوں کے کچھ آداب ہوتے ہیں لیکن کسی پر یہ پابندی نہیں لگائی جا سکتی ۔ بہر حال اپنا اپنا ایک طرز بیان ہوتا ہے ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ صوبے کا ضمنی بجٹ برائے سال رواں زیر بحث ہے ۔ اس میں صوبے کے مختلف ضمنی اخراجات بڑے اچھے انداز میں بیان کیے گئے ہیں کہ اس صوبے کے بیشتر اخراجات موجودہ سالانہ ضمنی بجٹ پیش کر کے پورے کیے جا رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صورت حال درست نہیں بلکہ حالات اس کے برعکس ہیں ۔ جو رقوم مختلف محکموں کو ایک معین عرصے کے درمیان عوامی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کرنے کے لیے مہیا کی گئی تھیں ۔ وہ اپنی نا اہلی اور غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے وہ یہ اخراجات بروقت اور معین عرصے میں خرچ کرنے سے قاصر رہے ہیں ۔ اس لیے وہ رقوم جو سوخت شدہ ہیں ان کو دوسرے کاموں پر خرچ کرنے کے لیے یہ ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے ۔ اگر کچھ غیر ترقیاتی محکموں سے صرف رقوم کفایت کے طور پر دوسرے ترقیاتی منصوبوں وہ مگر پر خرچ کی جاتی ہیں ۔ تو بلا شبہ وہ قابل تحسین اور قابل داد ہے سوخت شدہ رقوم جن کا استعمال نااہلی کی بنا پر بروقت نہیں کیا جاتا وہ کسی صورت میں بھی قابل تحسین نہیں بلکہ میں وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ گذارش کروں گا کہ جن محکموں کی نااہلی کی بنا پر ایسا ہوا ہے ان کی جوابطلبی کی جائے اور آئندہ کے لیے انہیں اس بات کی ہدایت کی جائے کہ وہ آئندہ ترقیاتی اور عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر مقرر اور مختص شدہ رقوم کو بروقت اور طریقے کو بروقت اور صحیح طریقے پر استعمال کیا کریں ۔

جناب سپیکر ۔ اس موجودہ ضمنی بجٹ میں کچھی آبادیوں کی بہتری اور بہبود کے لیے بھی مطالبہ زرپیش کیا گیا ہے ! مگر ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ باوجود اس کے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت کو قائم ہوئے کئی سال گزر چکے

ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت ان کچی آبادیوں میں رہنے والے غریب اور مظلوم عوام کی شب و روز محنتوں ، کاوشوں اور قربانیوں کا نتیجہ ہے لیکن آج بھی حکومت ان کی فلاح و بہبود کے لیے بلند بانگ دعوے تو کرتی ہے مگر عملی طور پر اس سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوتا ہوا نظر آ رہا۔ لائلپور شہر کی کچی آبادیوں میں سب سے بڑی کچی آبادی فیکٹری ایریا کی ہے جہاں پر تقریباً ایک لاکھ نفوس غربت ، جہالت اور پس ماندگی کی حالت میں بلکہ میں یوں کہوں گا کہ وہ اس مہذب دور میں بھی کیڑوں اور مکوڑوں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہیں ۔ یہ وہ آبادی ہے جس کے عوام کے ساتھ آج کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے وہاں پر ایک جلسہ عام میں قران پاک ہاتھ میں لے کر وعدہ کیا تھا کہ جب میں برسر اقتدار آؤں گا تو اس کچی آبادی کو ایک عظیم اور جدید پختہ کالونی میں تبدیل کردوں گا ۔مگر وہ وعدہ آج تک ایفا نہیں ہوا ۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں لوگ اسی طرح پس ماندگی اور کس مپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہر سال بارشوں کے موسم میں ان میں سے بیشتر مکینوں کے گھر نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور وہ لوگ ہر سال اپنے گھروں سے بے گھر ہوتے ہیں اور سکولوں میں جا کر خیمہ زن ہو جاتے ہیں اور وہاں جا کر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔ ہر سال انہیں یہ خوش خبری سنائی جاتی ہے کہ کچی آبادیوں کا مسئلہ بہت جلد حل کردیا جائے گا ، مگر حالت ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ ضمنی بجٹ کی طرف بھی آئیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ حضور والا ضمنی بجٹ میں کچی آبادیوں کے لیے انہوں نے جو مطالبہ زرپیش کیا ہے میں اسی ضمن میں بات کر رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ کچی آبادیوں کا مسئلہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے ۔ یہ لاہور کی کالونیوں کی جدید طرز پر تعمیر اور ان کی سڑکوں پر خرچ کرنے سے حل نہیں ہوگا اس ایوان کے معزز ارکان کو ان غریب لوگوں کو ضرور ترجیح دینی چاہیے کیوں کہ ان کی حالت قابل رحم ہے ۔ اس کے علاوہ میں یہ کہتا ہوں کہ آج بھی جن مقاصد اور جن پروگراموں کے لیے آپ اس بجٹ میں رقوم مخصوص کر رہے ہیں اگر واقعتاً ان رقوم کا صحیح اور جائز تصرف ہو تو پھر ان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ پھر شاید ہم بھی آپ کی تعریف کریں

مگر جناب والا ۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ نا اہلی اپنے عروج پر ہے اور انتظامیہ حکمران ٹولے کے ایک مخصوص گروہ کی خواہشات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے آلہ کار بنی ہوئی ہے ۔ لیکن اسے عوام کی فلاح و بہبود کا قطعی طور پر خیال نہیں ۔ وہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ اوپر سے کیا ہدایت آتی ہے اور حکمران طبقہ کیا چاہتا ہے ۔ خواہ اس سے عوام کی بھلائی ہو یا نہ ہو ۔ میں مثال کے طور پر لائل پور شہر کے حلقہ نمبر 7 کا ذکر کرتا ہوں جس حلقہ نیابت سے عوام نے مجھے اپنی نمائندگی کے لیے منتخب کیا تھا ۔ میں نے ایک ممبر کی حیثیت سے اور ایکس آفشیو ممبر میونسپل پیپلز ورکس کونسل کی حیثیت سے بے پناہ کوشش کر کے موجودہ سال کے بجٹ میں چالیس لاکھ روپیہ لائل پور شہر کے غریب عوام کے علاقوں ، محلوں آبادیوں اور کچی بستیوں کے لیے مخصوص کروایا تھا ۔ جب میں حکومت سے اصولی اختلافات کی بنا پر حکومتی پارٹی سے مستعفی ہو کر حزب اختلاف کی صفوں میں شامل ہو گیا اگر حکومت اور برسراقتدار طبقے کا کوئی قصور کیا تھا تو اس خادم نے کیا تھا ۔ میرے حلقے کے عوام نے کوئی قصور نہ کیا تھا جن کی کوششیں پیپلز پارٹی کو برسراقتدار لانے میں شامل ہیں ۔ ان کو اس چالیس لاکھ روپے کی مخصوص کردہ رقم سے آج تک محروم رکھا گیا ہے اور ترقیاتی منصوبوں کو پس پشت ڈال کر ان کے تعمیراتی کاموں کو روک دیا گیا ہے ۔ بہت احتجاج کیا ، مگر کہیں پذیرائی نہ ہوئی ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اجتماعی طور پر عوام کی فلاح و بہبود میں ، صحیح معنوں میں قطعی طور پر دلچسپی نہیں رکھتی ۔ وہ صرف اپنے منظور نظر افراد کو برسراقتدار رکھنے کے لیے ، ان کی جائز و ناجائز خواہشات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ان کی سرپرستی اور معاونت کرتی ہے ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ جہالت ، بددیانتی ، رشوت ، بے روزگاری ، غنڈہ گردی اور سماج دشمن عناصر پورے عروج پر ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ یہ ایسی باتیں نہیں جو آپ سے مخفی ہوں ۔ [illegible] وساطت سے حکومت سے یہ کہتا ہوں کہ وہ بلند بانگ اور دلفریب [illegible] کیا ہوئے جو آپ نے عام انتخابات کے دنوں میں غریب عوام سے کیے تھے ؟ آج جا کر عوام سے [illegible] ۔ میں عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا کا غائبانہ کیا

جناب والا ۔ آپ زندگی کے ہر شعبے میں دیکھیے ، کس مپرسی کا عالم ہے ، بے بسی کا عالم ہے ، آج خوف و ہراس ہے ، دہشت ہے اور غنڈہ گردی خود حکومتی عہدوں کے ذریعے کروائی جا رہی ہے ۔ ناانصافی پورے عروج پر ہے ، قانون کی بالادستی کو ختم کر دیا گیا ہے ، انتظامیہ کو اپنے مخصوص عزائم کو قائم و دائم کو رکھنے کے لیے ایک خاص قسم کے ماحول میں ڈھالنے کے لیے ایک خاص قسم کی تربیت دی جا رہی ہے ۔ آج بھی وہی لوگ ہیں ۔ آج بھی عوام کا معیار زندگی قطعی طور پر بلند نہیں ہوا ۔ آج بھی غریب اور بے کس انسان اسی طرح لاچار اور مجبور دنیا میں دہائی دے رہا ہے کہ کاش کوئی آئے ، جو میری تقدیر کو تبدیل کرے ۔

جناب والا ۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی پر جو کثیر رقم کا مطالبہ زیر بحث کیا گیا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت ، اور حکومتی پارٹی اپنے عوام ، اپنے غریب عوام کے ساتھ مخلص ہوتی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ محمد ارشد خان لودھی ۔ ۔ (فاضل رکن موجود نہ تھے)

میر طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ ایک سیکنڈ ۔ میں صرف اسی شعر پر اکتفا کرتا ہوں :

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرہ تو اک قطرہ خون نہ نکلا

اب آپ کی یہ حالت ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کنور محمد یاسین خان (فاضل رکن موجود نہ تھے) ڈاکٹر غلام ہلال شاہ (فاضل رکن موجود نہ تھے) میاں منظور احمد موہل کچھ فاضل اراکین کی چٹیں اب بھی آ رہی ہیں ۔ میں کل سے خود بھی اور یہ سارا ایوان بھی ، اور آج صبح بھی سوا گھنٹہ ان کو بہت یاد کرتے رہے ۔ ہمیں بہت افسوس ہے کہ ہم ان کے خیالات سے مستفیض نہیں ہو سکے ۔

مسٹر منظور احمد موہل ۔ جناب سپیکر آج ضمنی بجٹ پر بحث کو شروع ہوئے دوسرا دن ہے ۔ میں اس بجٹ کو صرف کسی حکومت کی اقتصادی اور

معاشی پالیسیوں کے لیے آئینہ دار ہی نہیں کہوں گا ، بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ mecidally rK-eyed بھی ہوتا ہے ، کیونکہ یہ باطن کی آنکھ کو بھی پتا جاتا ہے کہ اس کی کیا سوچ ہے ، کیا رائے ہے ۔ کیونکہ اکثر میں تو صرف ظاہری طور پر شکل نظر آتی ہے ، اندرونی بالوں کا علم نہیں ہو سکتا ۔ لیکن ایکسرے میں وہ حقیقتیں بھی آشکار ہو جاتی ہیں جو اندرونی بالوں میں ہوتی ہیں ۔ جناب والا ، موجودہ حکومت نے ضمنی بجٹ پیش کر کے ایک طرف سے ایکسرے اس ہاؤس کے سامنے رکھ دیا ہے ۔ اب اس ایکسرے کو میڈیکل انداز میں سمجھنا کا فرض ہے کہ آیا وہ اس ایکسرے کو اچھی طرح سے جانتے پہچانتے سوچتا بھی ہیں یا کہ صرف باتیں ہی کریں گے ۔

جناب والا ۔ مجھے مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی ذہانت پر کوئی شک و شبہ نہیں ، وہ مالی امور پر . . .

مسٹر سپیکر ۔ باقی ممبران کی ذہانت پر شک و شبہ ہے ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ مالی امور کے بارے میں وہ کافی تجربہ رکھتے ہیں ۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو اس ضمنی بجٹ کے پیش کرنے پر اس انداز میں مبارک باد پیش نہیں کی جس انداز میں کہ کرنی چاہیے تھی ۔ کیونکہ مجھ سے پہلے بھی اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بھی اپنی تقریر میں واضح طور پر کہہ چکے ہیں کہ ہم نے کافی سے زیادہ رقم آئینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے پیش کی تھی اور یہ رقم کل بجٹ کی رقم کا 22 فی صد کے قریب ہے ۔ یعنی 76-1975ء کے بجٹ کی کل رقم سات سو اکیاسی کروڑ تیس لاکھ روپے تھی ، جب کہ اس میں سے 121 کروڑ 52 لاکھ روپے آئینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے رکھے گئے ہیں ۔ یہ رقم بجٹ کی کل رقم کا بائیس فیصد بنتی ہے ۔ اس طرح صرف بائیس کروڑ بارہ لاکھ کی معمولی سی رقم ہے جو اصل میں اس ضمنی بجٹ میں خرچ ہوئی ہے ۔ وہ اصل بجٹ کا 6-4 فیصد بنتی ہے ۔ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ ایک عوامی حکومت سرمائے یا رقم کو قطعاً نہیں دیکھتی جب اس کے سامنے عوامی افتخار کا مسئلہ ہو ، عوامی فلاح و بہبود کا مسئلہ ہو تو وہ ان باتوں سے قطعاً نہیں گھبراتی کہ کہیں ایسی رقم بجٹ میں رکھنی پڑتی ہے یا نہیں ۔

جناب والا ۔ یہ کمی بھی موجودہ حکومت کے اچھے کنٹرول کا نتیجہ

اس وجہ سے یہ کمی ہوئی ہے۔ لیکن اس سے پہلے گذشتہ سال ، میں بڑے ادب کے ساتھ اپنے ان دوستوں کو کہوں، کہ جب ان کے دوران میں وہ ضمنی بجٹ پیش ہوا تھا تو وہ سرمایہ کا 27 فیصد بنتا تھا۔ وہ اس سے تقریباً سات گنا زیادہ اخراجات کا تھا۔ اس وقت ان کو تنقید کرنے کا حوصلہ نہ ہوا ، بلکہ اس وقت انہوں نے اس کی توصیف و تعریف کرنے میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے کہ یہ بڑا اچھا ضمنی بجٹ ہے۔

جناب والا۔ اس کے بعد میں چند مطالبات زر کا ذکر کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ بات عیاں ہو جائے کہ موجودہ حکومت کو ضمنی اخراجات کیوں کرنے پڑے۔ سب سے پہلے میں ڈیمانڈ نمبر 2 کو لیتا ہوں جو کہ لینڈ ریونیو کے متعلق ہے۔ آپ سب جانتے ہیں کہ موجودہ حکومت نے 12 ایکڑ زمین تک مطالبہ سرکار معاف کیا اور وہ کیوں معاف کیا ؟ وہ اس لیے معاف کیا کہ پیپلز پارٹی کے منشور کی یہ روح ہے کہ ہمیں چھوٹے طبقے کو سہولتیں بہم پہنچانی ہیں اور اس طبقے کو سہولتیں بہم پہنچانے کے لیے 12 ایکڑ تک اس کا مطالبہ سرکار معاف کیا گیا۔ تو اب اس تمام ریکارڈ کی از سرنو تدوین کرنی تھی ، اس کو ترتیب دینی تھی اس کے لیے عملے کی ضرورت تھی ، چیکنگ کی ضرورت تھی۔ اس کے لیے سپروائزری سٹاف کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس کے لیے جو مطالبہ زر رکھا گیا ہے وہ نہایت ہی ضروری تھا اور اس کے بغیر گزارہ نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ یہ ایک ایسی آئیٹم تھی جس پر بجٹ بناتے وقت کوئی غور و خوض نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس ریکارڈ کو maintain کرنے کے لیے 613 پٹواری اسی سال لئے لگانے پڑے ، کیونکہ اسی طرح وہ ریکارڈ بن سکتا تھا۔ اس کے لیے بھی حکومت نے فراست کا ثبوت دیا ہے کہ چند لوگوں پر اس رقم کا بوجھ نہیں ڈالا۔ اس لیے کہ اس طرح کام کا حرج ہوتا اور عوام کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس لیے اس پر جو اخراجات ہوئے ہیں وہ اس ضمنی بجٹ میں پیش کیے گئے ہیں جو کہ ایک ناگزیر امر تھا۔

جناب والا۔ آپ سب کو پتا ہے کہ قصور اور وہاڑی نئے اضلاع بنا دیے گئے ہیں۔ جب پچھلے سال بجٹ پیش ہوا تھا تو اس وقت یہ بات نہ تھی۔ ایسے حالات پیدا ہوئے ، اور یہ بات ہر ایک نے تسلیم کی کہ وہاڑی اور قصور کو اضلاع کا درجہ دے دیا جائے تو اس کے لیے ضمنی بجٹ میں نئے اخراجات

رکھنے ناگزیر تھے ۔ اسی طرح بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ جن کے بارے میں عدالتیں فیصلہ دے دیتی ہیں کہ فلاں کو اتنی ادائیگی کرو ، لیکن بجٹ بناتے وقت ایسے کسی سوال کو سامنے نہیں رکھا جاتا اور یہ بات کسی کو معلوم نہیں ہوتی کہ کل کو کوئی فیصلہ ہو جائے گا اور اتنی ادائیگی کرنی پڑ جائے گی۔ اس کی میں مثال پیش کرتا ہوں کہ ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا ہے کہ عبدالغنی گھمن صاحب کو ایک لاکھ ستائیس ہزار تین سو پچاس روپے ادا کیے جائیں جو حکومت کو ادا کرنے پڑے ۔ تو میں یہ مثال اس لیے دے رہا ہوں کہ یہ ایسی باتیں ہوتی ہیں جو کہ کسی کے دائرہ اختیار میں نہیں ہوتیں ۔ ایسی رقوم ضمنی بجٹ میں ہی شامل کی جاتی ہیں اور ان کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہوتا ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میرے دوستوں نے جو سوالات اٹھائے ہوئے ہیں ان کا میں جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں ۔ سب سے پہلے یہ بات بار بار دھرائی گئی ہے کہ حلقہ نمبر چھ میں جمہوریت کا مذاق اڑایا گیا ہے اور اس لیے بھی یہاں پر بات کی گئی کہ یہ کہا جا سکے کہ پولیس کی نفری زیادہ کر دی گئی ہے پولیس اور ایڈمنسٹریشن کو اس لیے طاقتور بنایا جا رہا ہے کہ وہ عوام کے حقوق کو دبائے ۔ میں اپنے فاضل اراکین سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حلقہ نمبر چھ سے پہلے جو انتخابات اس صوبے میں ہوتے رہے ہیں ، ان میں کیا کچھ ہوتا رہا ہے ؟ لائلپور کے ضمنی انتخاب کس کے دور میں ہوئے تھے ؟ اس میں کیا ہوا تھا ؟ اس لیے آپ ان باتوں کو بھی سامنے رکھیں ، کیونکہ میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ضمنی انتخابات آپ لوگوں کے ذریعے ہوئے تھے جب آپ وزیر اعلیٰ تھے یا جب آپ وزیر تھے ۔

جناب والا ۔ سب سے بڑی موجودہ حکومت نے جو بات اس ضمنی بجٹ میں کی ہے وہ میونسپل کمیٹیوں کو تقریباً 8 کروڑ روپے دے کر کی ہے ۔ یعنی 8 کروڑ روپے صرف ان میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کو دیے گئے ہیں جو صوبہ پنجاب میں واقع ہیں ۔ میرے دوست طاہر احمد شاہ صاحب نے ابھی ابھی ایک بات کچی آبادیوں کی بھی کی تھی ۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بجٹ کو ملاحظہ کریں تو ان کو پتا چلے گا کہ لائلپور کو سب سے زیادہ گرانٹ دی گئی ہے ۔ چالیس لاکھ روپے کی رقم کچی آبادیوں کے لیے دی گئی ہے ۔ موجودہ دور میں کسی میونسپل کمیٹی یا

کارپوریشن کو اتنی بڑی رقم نہیں دی گئی - پانچ لاکھ سے لے کر چالیس لاکھ کی انکرز ہیں ، یعنی سب سے زیادہ رقم چالیس لاکھ روپے لائلپور شہر کی کچی آبادیوں کو صوبائی حکومت نے دی ہے - یہ عوامی حکومت نے عوام کی بھلائی کے لیے کیا ہے -

سید طاہر احمد شاہ - پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن - میں نے جناب محترم کہیں یہ نہیں کہا کہ اتنی رقم میرے شہر کو نہیں دی گئی - - -

Mr. Speaker : There is no point of controversy. There is no point to be explained. Will the Hon'ble Member resume his seat? You have made your speech.

سید طاہر احمد شاہ - میں نے صرف یہ کہا تھا کہ آپ لوگوں کا معیار زندگی عملی طور پر تبدیل نہیں کرنا چاہئے -

Mr. Speaker : Will the Hon,ble Member may please resume his seat? There is no point of order arising out of this.

میاں منظور احمد وٹو - جناب والا - بات میں یہ کر رہا تھا کہ سب سے زیادہ رقم لائلپور شہر کو دی گئی ہے اور اس سے بھی بٹ کر جو کارپوریشن کو رقم الاٹ کی گئی ہے اور جن میں بڑی بڑی کارپوریشنیں آتی ہیں اس میں بھی لائلپور کو 75 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے - میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے لائلپور کی کچی آبادیوں کو قطعاً ignore نہیں کیا ، فراموش نہیں کیا ، بلکہ انہوں نے موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے رقم مختص کی ہے - تو اسی طرح سے ایک اور اچھا کام جس کی وجہ سے اس ضمنی بجٹ میں رقم رکھنا پڑی وہ پلاٹس کے بارے میں ہے - آپ جانتے ہیں ، اس سے پہلے دیہات میں رہنے والے غریب لوگ اور بے زمین لوگ تھے ، جن کے پاس اپنا گھر نہ تھا ، وہ وہاں اس طرح اپنی زندگی گزارتے تھے کہ جاگیر بھی اس طرح زندگی نہیں گزارتے اور دیہات کے نمبران اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ وہ لوگ جن کا کوئی گھر یا مکان نہ تھا ان کو وہاں کا جاگیردار وہاں کا زمیندار کہہ سکتا تھا ، ان کو حکم دے سکتا تھا کہ یہاں سے بستر بوریا باندھ کر کہیں نقل مکانی کر جائیں اور جتنا عرصہ وہ اس مکان میں رہتے تھے یا اس کے احاطے میں رہائش رکھتے تھے اس کے لیے ان کو اس کے بڑے بڑے کام کرنا پڑتے تھے - اس کے گھر بار کی لپائی کرنا پڑتی تھی اور اپنے مویشیوں کا گوبر

وغیرہ ان کو دینا پڑتا تھا جو وہ زمیندار اپنے کھیت میں کھاد کے طور پر استعمال کرتا تھا ۔ یہ شرائط تھیں ان غریبوں کے لیے ، جو کسی دیہات میں زندگی گزارتے تھے ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ عوامی حکومت نے یہ وعدہ اس لیے پورا کیا ہے ، کیونکہ اسے پتا تھا کہ عوام کیا چاہتے ہیں ۔ عوام کی خواہش کیا ہے ۔ عوام کی خواہش یہی تھی کہ ان کی عزت نفس کا تحفظ ہو اور میں یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ بالکل حالات کو حتمی طور پر تبدیل کر دیا گیا ہے ۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ حالات اصلاح کی طرف جا رہے ہیں ۔ آہستہ آہستہ عوامی حکومت ان کو ایسے ڈھب میں چلا رہی ہے کہ یہ استحصالی طبقہ ختم ہو اور اس ملک میں ایسا نظام آئے ، جس میں لوٹ کھسوٹ کی کارروائی نہ ہو سکے ۔ پلاٹس کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس رکھے بغیر ہم اس سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے تھے ۔ کیونکہ یہ رقم نہایت ضروری تھی اور اس سے لاکھوں عوام کو فائدہ ہوا ہے ۔ موجودہ حکومت نے کوئی ایسی ڈیمانڈ یا گرانٹ اس میں پیش نہیں کی جو کہ کسی فرد واحد کی ذات کو فائدہ پہنچانے کے لیے اس میں رکھی گئی ہو ۔

جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر ایسی باتیں بھی کی گئیں کہ پیپلز پارٹی سے اب عوام خوش نہیں اور اب پہلے جیسے حالات نہیں ۔ میں آپ کو بالکل صحیح حالات اور صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ۔ یہاں بار بار دفعہ 144 کا ذکر کیا جاتا ہے ۔ عوام کے سامنے دفعہ 144 کوئی بات نہیں ہوتی ، چند اشخاص کے لیے یہ کوئی بات ہوتی ہے ۔ تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ عوام آپ کے ساتھ ہی نہیں ۔ عوام پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں ۔ دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دیہات کی آبادی بالکل پیپلز پارٹی کے منشور پر عمل پیرا ہے اور پیپلز پارٹی کے ساتھ ہے ۔ اسی طرح میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے موجودہ ضمنی بجٹ پیش کر کے اپنی اہلیت کا ثبوت دیا ہے اور آپ کے خزانے پر کسی قسم کا کوئی بوجھ اور بار نہیں ڈالا گیا ۔ شکریہ

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔ (فاضل رکن نہیں ہیں) چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ سالانہ ضمنی بجٹ پر جب بحث

کا آغاز ہوا اور جو انداز فکر اختیار کیا گیا مجھے اس پر بے حد افسوس ہے ۔ ضمنی بجٹ میں گزشتہ سال کے دوران کیے گئے اخراجات ہیں ۔ نہ وہ وزرا نے ذاتی طور پر خرچ کیے ہیں اور نہ ممبران اسمبلی نے ۔ لیکن ہمارا یہ فرض منصبی ہے کہ ہم گزشتہ سال میں کیے گئے اخراجات کے پیسے پیسے کا حساب رکھیں اور جہاں جہاں منصوبے بن رہے ہیں ان کی طرف توجہ دینی چاہیے ۔ امن و امان قائم کرنے کی ذمہ داری بھی مشترکہ ذمہ داری ہے ۔ گزشتہ سال کے دوران انتظامیہ اور متعلقین نے غلط منصوبہ بندی کرکے عوام کی بہتری کے لیے کوئی کام نہیں کیا اور کوتاہی کے مرتکب ہوئے ہیں ۔

جناب والا ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بجٹ پیش کرنا تھا پیش کر دیا ہے ۔ سیکرٹری صاحبان نے یہ بجٹ بنانا تھا بنا دیا اور انہوں نے اس ایوان میں پیش کر دیا ، جو facts and figures پیش کرنے تھے پیش کر دیے ہیں ۔ اس میں کوئی ذاتی تخلیق نہیں ، ذاتی شعر و شاعری نہیں جس میں کوئی داد دی جا سکے ۔ البتہ داد دینے والے ممبران اسمبلی داد دیں گے جو پچھلے 4 سال سے مبارک باد پیش کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں اس لیے داد نہیں دے سکتا ، کیونکہ یہ کوئی مسٹر ایم ۔ کے خاکوانی صاحب کا یا میرا یا چوہدری طالب حسین صاحب کا ذاتی بجٹ نہیں ، جس کے لیے ہم اس ایوان میں بیٹھ کر دفاع کریں ، بلکہ یہ پورے صوبے کا بجٹ ہے اور ہمیں اس کا محاسبہ کرنا چاہیے ۔ ہمیں اپنے مشاہدات کے مطابق اس پر جائز تنقید کرنی چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ جائز خرچ کہاں ہوا ہے اور ناجائز خرچ کہاں پر ہوا ہے ۔ اس طرح ہم حق نمائندگی ادا کر سکتے ہیں اور عوام کا حق بھی اس طرح ادا کر سکتے ہیں جنہوں نے منتخب کرکے ہمیں یہاں بھیجا ہے ۔ جناب والا ۔ جب ایک ماں ، یا باپ بھی اپنے بیٹے کو پیسے دیتا ہے اور وہ جب دوبارہ پیسوں کا مطالبہ کرتا ہے تو ماں اس بیٹے سے پوچھتی ہے کہ تم نے پہلی رقم کہاں پر خرچ کی ہے ؟ اور اب یہ رقم کہاں پر خرچ کی جائے گی ؟ پہلی رقم آپ نے جوئے پر خرچ کی ہے ، شراب پر خرچ کی ہے ، یا کسی اور جگہ پر ؟ اس طرح ہمارا بھی حق بنتا ہے کہ ہم بھی یہ پوچھیں اور حکومت کا محاسبہ کریں کہ یہ رقم جائز جگہ پر خرچ ہوئی ہے یا ناجائز جگہ پر ۔ بہر حال ان دوستوں نے جو حق نمائندگی ادا کرنا تھا کر دیا ۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ انہوں نے اپنا حق نمائندگی ادا نہیں کیا جو عوام نے انہیں دیا تھا ۔ پچھلے پانچ

سال انہوں نے حکومت کی تعریف میں ہی گزار دیے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں تو سالانہ بجٹ سے زیادہ ضمنی بجٹ کو اہمیت دیتا ہوں، اس لیے کہ ہم نے اس میں محاسبہ کرنا ہوتا ہے اور اس کی روشنی میں سالانہ بجٹ پیش کرنا ہوتا ہے ۔ اس میں اگر کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو وہ کسی ایک فرد کے ساتھ نہیں بلکہ تمام عوام کے ساتھ ہوتی ہے ، اس لیے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اس پر جائز تنقید کریں ۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ خرچ جائز ہو رہا ہے یا نہیں ۔ بہرحال ادھر بیٹھنے والے میرے دوست پھر بھی مبارک باد کے مستحق ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کافی دفعہ آپ نے مبارک باد پیش کر دی ہے ، اب آگے چلیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ مبارک باد دینا فرض بنتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر اس کا مطلب ہے آپ 184 دفعہ مبارک باد پیش کریں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ آپ نے بھی اس ایوان کی کارروائی بڑے اچھے طریقے سے چلائی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کا مشکور ہوں ۔ لیکن آپ بجٹ پر بھی تقریر کریں ۔ اس طرح مبارک باد میں ہی آپ کا وقت ختم ہو جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ بہرحال آپ اپنی روش پر قائم ہیں میں اپنی روش پر قائم ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ گناہ عظیم کے باوجود ہمیں اس اسمبلی میں رکھا ۔

جناب والا ۔ ضمنی بجٹ پر اظہار خیال کرتا ہوں ۔ میرے خیال میں گزشتہ سال جو اخراجات کیے گئے وہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اور باقی وزرا کی کوئی ذاتی ذمہ داری نہ تھی ، انتظامیہ کی بھی ذمہ داری تھی جس کا ہم نے محاسبہ کرنا ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو پانچ مرلہ سکیم کے متعلق بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت نے یہ سکیم شروع کی ۔ قائد عوام نے یہ اچھا اقدام کیا ہے ، مگر اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا ۔ میں نے اس سلسلے میں تحریک استحقاق بھی پیش کی تھی ۔ خود میں اپنے علاقے کی مثال پیش کرتا

ہوں ۔ میں نے وہاں پر ذاتی کوشش کی ہے ۔ وزیر قانون صاحب نے اس سلسلے میں میری مدد فرمائی ۔ اس کے باوجود بھی فیصلہ وہیں پڑا ہوا ہے ۔ کیونکہ کوئی صاحب اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے stay order لے آئے ۔ سابق صوبائی وزیر قانون جناب سردار صغیر احمد اور جناب سپیکر ۔ کی کوشش کے باوجود اس سکیم کو وہاں سے معطل کر دیا گیا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس سکیم کو بہرحال mature ہونا چاہیے ۔ قائد عوام کی یاد کو ہمیشہ کے لیے یہاں رہنا چاہیے ۔ قصیل پھالیہ اور گجرات کی مثالیں میرے باقی دوست بیان فرمائیں گے کہ وہاں کیا صورت حال ہے ۔ چند دن ہوئے میں متعلقہ محکمے کے پاس گیا ۔ انہوں نے تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان کو سرکلر جاری کیا کہ اس رقم کو آپ استعمال میں لائیں ۔ لیکن اس کے باوجود چند ڈپٹی کمشنروں کے علاوہ کسی نے جواب تک نہیں دیا ۔ جناب والا ۔ یہ سراسر نا انصافی ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وزرا صاحبان جب اتنے دورے کرتے ہیں تو انہیں وہاں جا کر معلوم بھی کرنا چاہیے کہ آیا ان سکیموں پر عمل بھی ہو رہا ہے یا نہیں ۔ لیکن ہمارے وزرا صاحبان تو صرف لوگوں کو پارٹی میں شامل کرنے کے چکر میں لگے رہتے ہیں ۔ وزرا صاحبان کو سوچنا چاہیے تھا کہ بجٹ آنے والا ہے ، ممبران اسمبلی نے ان کا محاسبہ کرنا ہے ۔ افسران سے انہیں پوچھنا چاہیے تھا ۔ لیکن ہمارے وزرا صاحبان نے اس طرف دھیان ہی نہیں دیا ۔ بس ان کے دورے تو صرف اس لیے ہوتے ہیں کہ فلاں آدمی پارٹی میں شمولیت کا اعلان کر رہا ہے ۔ اور میں داد دیتا ہوں ان دوستوں کو بھی جنہیں یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے ۔ قائد عوام کا پروگرام اچھا ہے لیکن انہوں نے چور ڈاکوؤں کو پارٹی میں شامل کر کے پارٹی کے منشور کو ختم کر کے رکھ دیا ہے ۔ انہیں معلوم نہیں کہ علاقے میں کیا ہو رہا ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کا جو فرض ہے یہ اس کو پورا کیوں نہیں کرتے ۔ یہ ہمارا اور آپ کا مشترکہ فرض ہے ۔ ہمیں ان باتوں پر توجہ دینی چاہیے تھی کہ ہمارے علاقے میں کیا ہو رہا ہے ۔ لیکن ہم اس محاسبے میں ناکام ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے ہر جگہ لوٹ کھسوٹ ہو رہی ہے ۔ میں نہیں کہتا کہ یہ لوٹ کھسوٹ آپ کروا رہے ہیں ، بلکہ آپ کا اور میرا مشترکہ مسئلہ ہے ۔ لیکن اب ہم ہتھیار ڈال چکے ہیں ۔ اب ہمارے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ۔ مجھے یہ کہنا پڑتا ہے اور آپ کو بھی یہ کہنا پڑے گا کہ قوم کی قوم ہی corrupt ہو چکی ہے ۔ جن کے ذمے

یہ کام تھا انہوں نے لوٹا ۔ تمام محکموں کی صورت حال یہی ہے ۔ جیسا کہ آپ نے میری ایک تحریک التوائے کار رئیس شبیر احمد کی شرافت کے پیش نظر خاص توجہ فرماتے ہوئے نظر انداز کر دی تھی ۔ کیونکہ وہ ایک شریف آدمی تھے اور آپ انہیں الجھاؤ میں نہ ڈالنا چاہتے تھے ۔ وہ غلطی سے تسلیم کر گئے کہ وہ میونسپل کمیٹی کے انچارج ہیں ۔ کروڑوں روپے کے منصوبے ادھورے پڑے ہیں پیسہ خرچ نہیں کیا گیا ۔ وہ بے چارے کہہ رہے تھے اور جناب سپیکر نے مناسب سمجھا کہ اس کو نظر انداز کر دیا جائے ۔ یہ ایک اعتراف جرم اور اعتراف گناہ تھا جو کہ ایک وزیر نے اپنی سادگی کی بنا پر کیا تھا اور وہ اس پر پردہ ڈال رہے تھے ۔ جناب والا ۔ گناہ کس کا ہے ، لوٹ کوئی رہا ہے ۔ قوم کو انتظامیہ کے محکمے لوٹ رہے ہیں ۔ واٹر و سے ڈیپارٹمنٹ ہو ، محکمہ تعمیر ہو یا واپڈا ۔ یہ محکمے عوام کا خون چوس رہے ہیں ۔ لیکن ان کی وکالت کرنے کے لیے میرے دوست ، میرے وزرا اور ارکان اسمبلی ہیں ۔ یہ جب اسمبلی سے باہر جائیں گے تو کہیں گے کہ ہماری نہیں سنی جاتی ۔ ہم بے بس ہو گئے ہیں ۔ ہم ان دوستوں کی داد دیتے ہیں جنہوں نے اپنے ضمیر اور اپنی زبان کے فاصلوں کو قائم رکھتے ہوئے کام کیا ۔ جناب والا ۔ یہ ہماری ایک مشترکہ ذمہ داری تھی ۔ یہ ماننا پڑے گا کہ محکمہ واٹر و سے میں بریگیڈیر صاحب کی شرافت کے باوجود وہاں پر ٹھیکیداروں کے ساتھ سودا بازی کی رسم چل رہی ہے اور وہاں پر غلط سیٹیریل لگ رہا ہے ۔ وزیر موصوف ناکام ہو چکے ہیں ، کیونکہ وہ اپنی پارٹی بازی میں مبتلا ہیں اور معاشرے میں اسی پارٹی بازی کی وجہ سے ضمنی اور main بجٹ کو سیاسی فضا کی نذر کر دیا گیا ہے ۔ مجھے اس پر افسوس ہے ۔

جناب والا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے بعض دوست کہیں گے کہ عوام آپ کے ساتھ نہیں ۔ میں یہ بات مانتا ہوں کہ عوام خوف کی وجہ سے آپ کے ساتھ ہیں ۔ ڈر اور لالچ کی وجہ سے آپ کے ساتھ ہیں ۔ شاید ہوں گے اور ہمارے ساتھ نہ ہوں گے ۔ لیکن آپ کا محاسبہ کرنا عوام کی زیادہ سے زیادہ ذمہ داری ہے ۔ آپ یہ دیکھیں کہ مختلف محکموں میں کیا کارروائی ہو رہی ہے ۔

جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مرکز کی یہی روش رہی جس میں کہ یہ حکومت کامیاب رہی ہے ۔ یعنی اگر یہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت

کا آلہ کار بنی رہی ، سیاسی طور پر تباہی کی جاتی رہی ، اپوزیشن لیڈروں کو ذلیل و خوار کرنے کے بعد جیلوں میں بندکر دیا گیا اور اس طرح سے اپوزیشن ختم کر دی گئی ۔ چلو ، اپوزیشن تو ختم ہو گئی ۔ لیکن کیا اس کے بعد آپ کا یہی فرض بنتا ہے ، جیسا کہ آپ نے کیا ہے کہ اس بجٹ کو خرچ کر دیا گیا ؟ یعنی یہ کام سندھ اور پنجاب میں کیا گیا ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اپنا فرض پورا کر رہے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ عوام کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں صرف ایک دو چیزیں عرض کروں گا ۔ گندم کی خریداری کی جا رہی ہے ۔ محکمانہ لوٹ کھسوٹ جاری ہے ۔ گندم وہاں باہر پڑی ہے ۔ میں خود وہاں پر گیا ۔ یہ وہ چیز ہے جس سے کہ تمام ملک کے عوام کے آب و دانہ کا تعلق ہے ۔ یہ وہاں پر باہر پڑا ہوا ہے اور حکومت اس سے بے نیاز ہے ۔ جناب اعتزاز احسن صاحب اور ملک عبدالقیوم صاحب سب وہاں پر جلسے کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری مشترکہ ذمہ داری ہے ۔ لیکن گندم باہر پڑی ہوئی ہے ۔ منسٹر صاحبان بار بار دھراتے ہیں کہ یہ ہماری joint responsibility ہے ۔ یہ ان کے سمجھانے کا انداز ہے ۔ زمیندار نے پیدا کیا ، محکمے والوں نے خریدا اور وہ گندم بارش میں خراب ہو رہی ہے اور گل سڑ رہی ہے ۔

جناب والا ۔ گجرات میں ٹیوب ویل سکیم ہے ۔ وہ وہاں میں ناکام ہو چکی ہے ۔ واپڈا اور محکمہ نہر کے تصادم اور الجھاؤ کی وجہ سے وہ ٹیوب ویل وہاں کھڑے کھڑے برباد ہو رہے ہیں ۔ ہم ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے صاحبان ان کی مشکلات کو حل کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں ۔ کوئی وزیر صاحب اگر موجود ہیں تو وہ اس کو نوٹ کر لیں اور گجرات میں سکارپ ایریا میں ٹیوب ویلوں کی حالت کو جا کر دیکھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری جمیل حسن خان منج ۔

چوہدری جمیل حسن خان منج ۔ جناب سپیکر ۔ ضمنی بجٹ پر کل سے تقاریر ہو رہی ہیں ۔ حزب مخالف نے دل کھول کر اپنا غبار نکالا ہے ۔ میں خوش ہوں کہ انہوں نے ایک خاص محکمے کی طرف نشاندہی کی ہے جس کا

ذکر ہونا ضروری تھا اور آج تک آپ کی تمام تر حکومتوں نے lip service کے ذریعہ سے اس کی خدمت کی ۔ جب بجٹ کا وقت ہوتا تھا اور فنانسز کی بات ہوتی تھی تو اس محکمے کو ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا تھا ۔ اس محکمے کے متعلق پہلے بھی کہا جاتا رہا اور آج بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ یہ محکمہ زراعت ہے ۔ لیکن اس محکمے کے فنانسز کا سوال آتا ہے تو اس سے سوتیلی ماں کا سا سلوک کیا جاتا ہے ۔ یہی محکمہ تھا جس کی طرف اگر شروع ہی سے توجہ دی جاتی اور زیادہ بجٹ دیا جاتا اور اس محکمہ کو عروج پر پہنچایا جاتا تو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری صاحب کا نام دو دفعہ پکارا گیا ۔ مگر وہ موجود نہ تھے ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ آپ نے کہا تھا کہ 10 بجے کے قریب تقریر کرنا ، اس لیے میں اب حاضر ہوا ہوں ۔ آپ کا حکم تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہر فاضل رکن 11 بجے کے قریب قریب تقریر کرنا چاہتا ہے تاکہ پریس کے تمام ممبران موجود ہوں ۔ میں اب تمام کے تمام 186 ممبران کو تو 10 بجے سے لے کر 11 بجے تک تقریر نہیں کرا سکتا اور میں کسی ممبر کو مجبور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ کسی ایسے فاضل ممبر کی تقریر سنیں جو کہ ان کی تقریر سننے کے لیے تیار نہیں ۔ It is a mutual obligation.

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ میں ہمیشہ تقاریر سنتا رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں یہ بات نہیں ۔ کل بھی آپ نے نہیں سنی ۔ کل بھی آپ کو یاد کیا گیا ۔ آج بھی آپ نے تقریر نہیں سنی ۔

It is a mutual obligation. If a member expects to be listened he is also expected to be present in the House and add to the quorum. I had to wait for 50 minutes for the quorum this morning, although it is a budget session.

چوہدری جمیل حسن خان منج ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس کو تمام سہولتیں نہیں دی جاتیں وہ یہی محکمہ ہے ۔ یہ محکمہ وہی ہے

جس کے متعلق آج شد و مد سے ذکر ہوا ہے اور اس محکمے کے سربراہ نے بڑی لے دے کی ہے ۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ وہی محکمہ ہے جس کے وہ خود سربراہ تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو زراعت کا ماہر تصور کرتے ہوئے جو تقاریر ریسرچ سینٹر میں جا کر کیں ان کا ریکارڈ موجود ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کو interrupt کر رہا ہوں ۔ سردار عطا محمد خان لغاری ، قاضی اسماعیل جاوید اور مسٹر مختار احمد اعوان اگر چاہیں تو ان کے لیے کافی کوشش کے بعد 5 منٹ سے 7 منٹ تک کا وقت نکل سکتا ہے ۔ اگر وہ چاہیں تو تقریر کر سکتے ہیں ۔

چوہدری جمیل حسن خان منج ۔ جناب والا ۔ میں محکمہ زراعت کے متعلق عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے وہاں جا کر تقریریں کیں اور محکمہ زراعت کے سائنس دانوں ، ریسرچ سکالرز ، جنہوں نے ریسرچ سکالر بنتے بنتے اپنی جوانیاں تک ختم کر دیں اور جنہوں نے سائیکرو سکوپ پر بیٹھ کر اپنے ملک کے لیے اچھی اچھی varieties پیش کیں ، ان تمام کو نظر انداز کر کے بغیر کسی ریسرچ اور تجربے کے Imported seed Acora استعمال کیا گیا ۔ یہ انہیں کی وساطت سے آیا تھا ۔ نہ کوئی تجربہ کیا گیا اور نہ ہی کسی فارم پر استعمال کیا گیا کہ جس کے پتا چلتا کہ یہ کون سی زمین میں اور کس ضلع کے لیے مفید ثابت ہوگا ۔ بغیر دیکھے اس بیج کی اچھی خاصی مقدار منگوا لی گئی اور اپنے ملک کی اچھی ویرائٹی کو نظر انداز کر دیا گیا اور اس بیج کی درآمد کے وقت سب سے زیادہ ڈیمانڈ انہیں کی تھی جنہوں نے اب زیادہ لے دے کی ہے ۔ انہوں نے خود اس کو شروع کیا ہے ۔ اب میں انہیں بتاتا ہوں کہ یہ بیج بغیر دیکھے ملک میں کس نے درآمد کیا ہے ۔ یہ وہ ہے جو کہ زرخیز ترین اراضیات میں فائدہ دے سکتا ہے ۔ اس کا ایک وقت ہے ۔ اگر اس وقت یہ بویا جائے تو یہ سود مند ہے ۔ مگر انہوں نے بغیر دیکھے تمام صوبے کے لیے اس کو درآمد کیا اور اپنی ویرائٹی کو نظر انداز کر دیا ۔ میں یہ کہوں گا کہ جن سائنس دانوں نے اپنی زندگیاں ختم کی ہیں اور جو اپنی لیبارٹریوں اور اس ماحول کے اولیا ہیں ، ان پر انہوں نے بدگمانی کی ۔ اب یہ صرف ان لوگوں کا کام تھا جنہوں نے بدگمانی کی اور جن کے پاس کچھ علم نہ تھا ۔ ایک آدمی اگر محکمہ زراعت کے تمام تر وسائل اپنے فارم کی طرف مبذول کرا سکتا ہے ،

اپنے فارم کی پیداوار بڑھا سکتا ہے ، میں ایسے محکمہ زراعت کا ماہر نہیں کہوں گا ۔ محکمہ زراعت کا ماہر آج تک کوئی نہیں ہوا ۔ زراعت کے لیے گریجویشن تک جنرل تعلیم ہے اور بنیادی تعلیم اصولوں کی ہوتی ہے ۔ اس میں گریجویشن کے بعد اس کی بے شمار برانچیں ہیں ۔ ہر شخص ایک خاص برانچ میں کوالیفائی کرتا ہے ۔ ایک خاص برانچ میں ایم ۔ ایس ۔ سی اور پی ۔ ایچ ۔ ڈی کرتا ہے اور وہ محض اپنی اس برانچ کا ماہر کہلاتا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں تھوڑی سی فارسنگ ایکسپیرئنس آ گئی ہے ، وہ زراعت کے ماہر بن گئے ہیں تو ان کا یہ خیال غلط ہے ۔ لہذا انہیں سوچنا چاہیے ۔ ان زراعت کے اولیاؤں کو برا بھلا کہنے سے پہلے ، جنہوں نے اپنی زندگیاں تک ختم کر دی ہیں ، انہیں اپنے علم کا اندازہ لگا لینا چاہیے ، اور وہ لوگ جنہوں نے یہ اچھی اچھی varieties دریافت کی ہیں ، میں یہ کہوں گا کہ ان ممالک کے مقابلے میں پیدا کی ہیں جن ممالک میں سائنس دانوں کو اتنی آسائشیں دی جاتی ہیں کہ ان کے اکاؤنٹس تک چیک نہیں ہوتے ۔ وہ سائنسدان جو دوسرے ممالک میں کام کرتے ہیں ان کی لیبارٹریز میں ہر طرح کا آرام مہیا کیا جاتا ہے ، مگر ہمارے سائنسدان ایسے ہیں جیسے ایک ویٹ پیپر صحرا میں پھینک دیا جائے ۔ ان کے لیے مناسب اور صحیح ریسرچ کرنے کے لیے جتنی سہولتیں مہیا کی جانی چاہئیں وہ نہیں کی جاتیں ۔ لیکن اس کے باوجود ان لوگوں نے بے شمار کام کیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں ان کی بات کو سراہوں گا اور یہ کہوں گا کہ ان کی ان عادات کی وجہ سے وہ لوگ جا چکے ہیں اور آئندہ ان کی ہمیشہ قدر ہوگی اور یہ ملک ان کی قدر کرے گا اور وہ اپنے ملک اور قوم کے لیے اسی طرح حوصلے سے کام کرتے رہیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر غلام بلال شاہ ۔

ڈاکٹر غلام بلال شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ آج ضمنی بجٹ پر بحث کا دوسرا اور میرے خیال میں آخری دن ہے ۔

جناب سپیکر ۔ اپوزیشن کے بنچوں کی طرف سے بجٹ پر اعتراضات کیے گئے ہیں اور دوسری طرف اس کی حمایت میں کافی کچھ کہا گیا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر تنقید کی جائے اور وہ جائز ہو تو وہ اگر ہماری طرف سے بھی کی جائے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے اور اگر اپوزیشن کے

بینچوں کی طرف سے کی جائے تو ہمیں اس کو سراہنا چاہیے ۔ لیکن نکتہ چینی صرف مخالفت برائے مخالفت نہیں ہونی چاہیے ۔

جناب والا ۔ موجودہ حکومت نے پنجاب کے لیے 76 - 1975ء کے لیے بہت کچھ کیا ہے اور جس وقت ہم لوگ رقم خرچ کرتے ہیں تو اس وقت یہ لوگ کہتے ہیں کہ زیادہ خرچ ہو گیا ہے اور خرچ جائز نہیں اتنا خرچ نہ کیا جائے ۔ ان لوگوں کی طرف سے یہ اعتراض ہوتا ہے کہ پنجاب پر خرچ نہیں کیا جا رہا جناب والا ۔ اگر پنجاب کی ڈیویلپمنٹ کے لیے ہم خرچ کریں گے تو یقیناً ضمنی بجٹ میں ہمیں گنجائش نکالنی پڑے گی جسے appreciate کرنا پڑے گا ۔ پانچ مرلے کی سکیم پر اعتراضات کیے گئے ہیں ۔ میں خود دیہات سے تعلق رکھتا ہوں اور ان لوگوں کی تکالیف کو جانتا ہوں ۔ آج سے پہلے تقریباً 80 فیصد آبادی دیہاتی ہوتی تھی اور وہ تمام لوگ جاگیرداروں کے رحم و کرم پر ہوتے تھے اور وہ لوگ اپنی مرضی سے ووٹ نہ دے سکتے تھے اور جس وقت یہ جاگیردار اور سرمایہ دار چاہتے تھے ان لوگوں کو اپنے گھروں اور اپنی زمینوں سے نکال دیا کرتے تھے ۔ میرے خیال میں جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم نے یہ جو کارنامہ کیا ہے اس پر انہیں appreciate کرنا چاہیے تھا نہ کہ اس میں کوئی کیڑے نکالے جائے ۔

جناب والا ۔ کسی صاحب نے یہ کہا ہے کہ پانچ مرلہ سکیم کے لیے جاگیرداروں سے زمین نہیں لی گئی ۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں لی گئی ہو گی ، کیونکہ ہماری شرائط ہی یہ ہیں کہ جہاں پر گورنمنٹ کے رقبے پڑے ہیں ، سب سے پہلے وہ ان لوگوں کو دیے جائیں نہ کہ زمینداروں کے ہو سکتا ہے کہ مسٹر نذر حسین منصور صاحب کے حلقہ نیابت میں گورنمنٹ کے رقبے پڑے ہوں اور وہاں پر زمینداروں کے رقبے نہ ہوں ۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے جناب والا ۔ اصل مقصد تو یہ ہے کہ بے گھر لوگوں کو پلاٹ دیے جائیں اور وہ ہر جگہ پر دیے جا رہے ہیں اور دیے جا چکے ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ان مدوں میں یہ رقم خرچ کی ہے اس کے علاوہ بھی کچھ رقم کی ضرورت ہے ، تو ہمیں فراخدلی کے ساتھ وہ رقمیں مہیا کرنی چاہیں اور نہ کہ ان پر اعتراضات کرنے چاہیں ۔

جناب والا ۔ یہ اعتراض کیا جا رہا ہے کہ لاہور پر بہت زیادہ رقم خرچ

کی گئی ہے اور وہ رقم جائز نہیں ۔ اس کی مثال یہ دی جا رہی ہے کہ دیکھو جی ، مال روڈ پر دو چار پنجرے بنا دیے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ لاہور پاکستان کا دل ہے ۔ یہاں پر غیر ممالک کے لوگ آتے ہیں اور اس لاہور کو دیکھ کر پاکستان کے بارے میں اچھا impression لے کر جاتے ہیں ۔ اگر دل کی نظر سے دیکھا جائے تو لاہور شہر میں ، لاہور کی گلیوں میں ، لاہور کی سڑکوں پر جتنے پیسے خرچ کیے گئے ہیں ، وہ میرے خیال میں جائز ہیں اور وہ ضرور ہونے چاہیں تھے ۔ وہ صاحب جو اعتراض کرتے ہیں ، وہ اعتراض غلط کرتے ہیں ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ ہماری حکومت نے دیہاتوں میں سڑکوں کے جال بچھا دیے ہیں ۔ ہماری حکومت نے سیلاب کی روک تھام کے لیے بہت کچھ کام کیا ہے ۔ ان تمام ضروریات کے لیے پیسہ درکار ہے ۔ صرف اعتراض کرنے سے اس میں رکاوٹ پیدا نہیں ہو سکتی ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ضمنی بجٹ میں جو پیسے مانگے گئے ہیں ، یہ جائز اور درست ہیں اور ہمیں اس بجٹ کو منظور کرنا چاہیے ۔

جناب والا ۔ اب میں زراعت کے بارے میں عرض کروں گا ۔ ایک صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اس دفعہ کپاس کم ہوئی ہے ۔ اس کی اصل وجہ میں آپ کو بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ ایک بیج برآمد کیا گیا تھا ، جس کا نام deltapine تھا اور اس بیج میں یہ صفت ہے کہ وہ اوسط تو ضرور زیادہ دیا کرتا ہے ، لیکن اس پر اتنا زیادہ سپرے کرنا پڑتا ہے جس کا ہمارا غریب ملک متحمل نہیں اور اگر اس کو صحیح طریقے سے سپرے نہ کیا جائے تو گردولوح میں جتنی بھی کپاس کی فصل ہوتی ہے اس میں کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جو تمام کی تمام فصلوں کو تباہ کر دیتا ہے یہی وجہ تھی کہ پچھلی دفعہ ہم نے جو deltapine لگایا تھا اس سے اتنی infection نکلی ہے جس نے تمام فصلوں کو تباہ کر دیا ہے اور زمیندار اور کاشتکار لوگ deltapine کو رو رہے ہیں اور فصل بہت کم ہوئی ہے ۔ اس کے علاوہ نوری یا کورا وغیرہ بیج جو درآمد کیے گئے ہیں میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ ہماری زرعی یونیورسٹی کے جو سربراہ ہیں انہوں نے صرف زبانی مخالفت نہیں تھی بلکہ یہ ریکارڈ میں موجود ہے کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ بیج ہمارے لیے موزوں نہیں اور جو ہمارے ملک کے اپنے بیج ہیں وہ ہزار ہا درجے بہتر ہیں ۔ ہم نے ریسرچ کی ہے ہمارے ملک کی آب و ہوا اس کے لیے بہتر نہیں ۔ لیکن اس کے باوجود وہ بیج درآمد

کیے گئے اور گورنمنٹ کی لاکھوں روپے کی رقم ضائع کی گئی اور آج وہی اعتراض کرتے ہیں کہ زراعت پر جو رقم خرچ کی جا رہی ہے وہ فضول ہے۔ جناب والا ۔ یہ نہیں ہونا چاہیے وہ یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ وہ رقم انہوں نے خود ضائع کی ہے ۔ کیا وہ خود اس قیمتی سرمایہ کو ضائع کرنے کے موجب نہیں بنے ؟ ان لوگوں کو صرف زبانی ہی نہیں کہا گیا ، بلکہ مجبور کیا گیا کہ آپ بے شک نوکری چھوڑ جائیں ، ہمیں آپ کی کوئی ضرورت نہیں ۔ ہم یہ بیج ضرور درآمد کریں گے اور اس کا تجربہ کریں گے ۔ جناب والا ۔ ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے اور تجربوں کا متحمل نہیں کہ ہم اپنے غریب ملک کے پیسے ضائع کرتے اور تجربے کرتے پھریں کہ فلاں ملک کا بیج کامیاب ہے یا نہیں ۔ اور کیا ہمارے ملک میں یہ کامیاب ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا اور پھر ہم اعتراض بھی خود کرتے ہیں ۔

حضور والا ۔ یہ بھی سخت ناانصافی ہوگی ، اگر میں اپنے حلقہ نیابت کے مسائل کے بارے میں کچھ عرض نہ کروں ۔ ہماری گورنمنٹ نے جو میرے حلقہ نیابت میں کام کیے ہیں میں ان کا ذکر نہ کروں ۔ میرا دیہاتی حلقہ نیابت ہے اور وہاں تین سکول اپ گریڈ کر دیے گئے ہیں اور پوری تحصیل میں پکی سڑکوں کا جال بچھا دیا گیا ہے اور دیہاتوں میں بھی ٹیلیفون کی لائنیں تک پہنچا دی گئی ہیں ۔ یہ اسی حکومت کا کارنامہ ہے اور ان سب کاموں کے لیے پیسے درکار ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ میرے حلقے میں دو سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا ۔ ایک وچھ میں ہائی سکول ہے اور ایک لڑکیوں کا ہائی سکول ساہیوال میں ہے جسے اپ گریڈ کیا گیا ہے ۔ لیکن اس کی بلڈنگ کے لیے ابھی تک کوئی فنڈ مہیا نہیں کیا گیا ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس ضمنی بجٹ میں ان سکولوں کے لیے بھی پیسہ رکھا جائے اور ان کے لیے اس قسم کے فنڈز مہیا کیے جائیں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر شیر محمد بھٹی ۔

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ جناب سپیکر ۔ آج اس ایوان میں ضمنی بجٹ زیر بحث ہے ۔ ضمنی بجٹ کے بارے میں کل سے تجزیہ ہو چکا ہے ۔ اصل میں سرکاری خزانے پر جو خرچ پڑتا ہے وہ 22 کروڑ 12 لاکھ روپے ہے ۔ اور یہ 22 کروڑ 12 لاکھ روپیہ جو مختلف مدوں پر خرچ ہوا ہے وہ سارے عوام کی بہبود اور

ترقیاتی کاموں کے لیے تھا ۔ میں سمجھتا تھا کہ حزب اختلاف اپنی پرانی عادت کو ترک کرکے اس حالت میں بجٹ کی تعریف کرے گی کہ کتنا التظامی اخراجات کو کم کیا گیا اور کتنی محاصیے کی پالیسی اختیار کی گئی اور وہ اپنی فراخدلی سے کام لیتے ہوئے وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کریں گے ۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی عادت اور اپنے پچھلے رویے کو بالکل ترک نہیں کر سکے اور اپنی عادت کو نہیں بدل سکے ۔ کل ایک میرے معزز دوست نے اس ایوان میں فرمایا تھا کہ یہ بجٹ کمزور معیشت کی دلیل ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ شائد اس بجٹ کے بارے میں انہیں پورا اور صحیح علم نہ ہو ۔ ضمنی بجٹ اس اسمبلی میں 1937ء سے لے کر آج تک پیش ہوتے چلے آ رہے ہیں اور ہم under developed country میں بھی اور developed country میں بھی پیش ہوتے رہتے ہیں ۔ یہ کوئی انوکھی بات نہیں ۔

جناب والا ۔ ضمنی بجٹ حقیقتاً جامد معیشت کی نہیں بلکہ فروغ پانے والی معیشت کی ایک طرح کی عکاسی کرتے ہیں ۔ انہوں نے کتنی لاعلمی کی بات کہی ہے کہ یہ بجٹ کمزور معیشت کی دلالت کرتا ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ سال جرائم کا سال ہے ۔ میں نے کوشش کی کہ پچھلے دو تین سالوں کے اعداد و شمار تلاش کروں ۔ لیکن یہ اتفاق کی بات ہے کہ پچھلے دو تین سالوں میں وہی لوگ اس صوبے کے حکمران رہے جو آج بھی ان کے قائد ہیں ۔ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ قائد پنجاب ہیں ۔ جناب والا ۔ میں جرائم کے متعلق عرض کر رہا تھا ، لہذا اب میں جرائم کی توضیحات آپ کے سامنے رکھتا ہوں ۔ 1973ء میں یہ جرائم سالانہ ایک لاکھ آٹھ سو تین تھے ۔ 1974ء میں جب کہ ان کے اپنے دوست حاکم تھے جرائم کی تعداد ایک لاکھ ایک ہزار سات سو تھی اور 1975ء میں جبکہ کہ ان کے بقراط اس صوبے کے حکمران اور وزیر اعلیٰ تھے ، جرائم کی تعداد ایک لاکھ چھ ہزار چھ سو پینتالیس بنتی ہے ۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ جرائم کا سال وہ ہے جس دور میں یہ رہے ۔ اب یہ جرائم کا دور نہیں ۔ اب بالکل مختلف عمل کا دور ہے ۔ اب محبت اور آشتی کا دور ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ مسٹر شیر محمد بھی صاحب یہ بتائیں کہ یہ حلقہ نمبر 6 کا بھی

سال ہے یا نہیں ؟

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ آپ اطمینان رکھیں ۔ اتنے بے حوصلہ نہ ہوں ۔
(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ آرڈر ۔ آرڈر ۔

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ ذرا حوصلہ رکھیں ۔ ظرف وسیع ہونا چاہیے ۔ میں اس طرف بھی آ رہا ہوں ۔ میں جانتا ہوں کہ حلقہ نمبر 6 کا الیکشن آپ کے لیے اسی طرح ہی دردمندی اور غم کا مستقل طور پر باعث بنا ہوا ہے جس طرح آج تک پانی پت کا میدان مرہٹوں کے لیے غم کا باعث بنا ہوا ہے ، یا جس طرح ہٹلر اور اس کے حواریوں کے لیے سٹالن گراڈ کا میدان آج تک ایک غم کا باعث بنا ہوا ہے جب حلقہ نمبر 6 کا ذکر آتا ہے تو ان کے دلوں میں ایک خلش سی محسوس ہوتی ہے ۔ ورنہ حلقہ نمبر 6 کے بارے میں آپ نے کل یہ فرمایا تھا کہ حلقہ نمبر 6 میں الیکشن کے وقت چند سڑکیں بن رہی تھیں ۔ لیکن آج نہیں ہیں اور آپ کے قائد نے بھی یہ کہا تھا کہ جو سڑکیں بن رہی ہیں وہ میری وجہ سے بن رہی ہیں ۔ میں نے آپ کے قائد کی اس بات کو نوٹ کیا تھا اور میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جائیے ، اور دیکھیں کہ آپ کے بقراط جو آج آپ کے ساتھ ہیں جو صوبہ کے پہلے وزیر اعلیٰ تھے ، انہوں نے حلقہ نمبر 6 کی گلیوں اور سڑکوں کے لیے صرف 24 لاکھ روپیہ منظور کروایا تھا ۔ لیکن اس خادم نے آج حلقہ نمبر 6 میں ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ صرف کارپوریشن کی طرف سے لگایا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ۔ میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ اہل ڈی اے کی رقموں کو چھوڑ کر جو کہ لاکھوں نہیں ، بلکہ کروڑ سے اوپر ہیں جاتی ہیں ۔ یہ میں صرف کارپوریشن کی رقم بتا رہا ہوں جس رقم سے آج حلقہ نمبر 6 کے لوگ انتہائی مطمئن ہے ۔ لیکن وہ بقراط جو اس وقت وزیر خزانہ بھی تھا اور وزیر اعلیٰ بھی وہ ان کے لیے کچھ نہ کر سکا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کسی بھی شخصیت کا ذکر کر رہے ہوں ، ذرا جمع کا صیغہ استعمال کریں ۔

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ شکریہ ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا انہوں نے حلقہ

نمبر 6 کی بات کی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اگر یہ وہاں پر پاکستان کی تمام دولت لگا دیں پھر بھی ان کے ماتھے پر لگا ہوا یہ نشان قیامت تک نہیں دھل سکتا۔ (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ آپ کی بات ہوگئی ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

میاں شیر محمد بھٹی ۔ جناب والا ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

مسٹر نذر حسین منظور ۔ آپ تو ایک کروڑ کی بات کرتے ہیں ۔ آپ تمام پاکستان کی دولت وہاں لگا دیں تب بھی یہ داغ نہیں دھل سکتا ۔

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے انتظامی اخراجات کا ذکر کیا ہے ۔ ہماری پارٹی اکانومی پارٹی ہے ۔ ہماری گورنمنٹ اکانومی گورنمنٹ ہے ۔ لیکن افسوس کہ ایک شہزادہ اس میں داخل ہو گیا ۔ اس شہزادے صاحب نے اپنے انتظامی اخراجات کو اس طرح بڑھانے کی کوشش کی کہ گورنر ہاؤس جو پہلے ہی کافی محبوس تھا اس کے اردگرد تازیں لگوائیں ۔ وہاں پر لائٹیں لگوائیں اور خزانے پر بوجھ بنے ۔ جناب والا ۔ اس سے ذرا آگے چلیے ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

Mr. Speaker : There is a point of order.

چوہدری محمد اشرف ۔ جناب والا ۔ معزز ممبر نے 1971ء میں بھی پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑے تھے ۔ وہاں اس وقت بھی اتنی عوامی مہم تھی کہ جس کے متعلق سب جانتے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ سوئے ہوئے ہیں یا جاگ رہے ہیں ؟

سردار صفیر احمد ۔ جناب والا ۔ چوہدری محمد اشرف صاحب نے کہا ہے کہ 1971ء کے انتخابات میں ۔ تو میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ انتخابات 1970ء میں ہوئے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں وہ انتخابات 1970ء میں ہوئے تھے ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ اگر پنجاب کے شہزادے تک ساتھ ساتھ پاکستان کے شہزادے کا بھی ذکر کریں تو بہت موزوں ہوگا ۔

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں ۔ کہ یہاں اس صوبے میں روایت رہی ہے کہ وزیراعلیٰ ہمیشہ اس ہاؤس میں ٹھہرتا تھا جہاں آج وزیر اعلیٰ ٹھہرے ہوئے ہیں ۔ لیکن جب وہ صاحب آئے تو انہوں نے یہ پسند نہ کیا کہ اس ہاؤس میں جا کر ٹھہریں ۔ وہ خزانے پر بوجھ بنے ۔

Mr. Speaker : I would request the Member to discuss the Supplementary Budget.

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے انتظامی اخراجات کے بارے میں پوائنٹ اٹھایا تھا ۔ تو میں اس معزز ہاؤس کے ذہن میں یہ لانا چاہتا تھا کہ اس کی بنیاد کہاں سے پڑی ۔ اس وجہ سے پڑی کہ پنجاب ہاؤس کے بغیر ٹھہر نہیں سکتے تھے ۔ دوسرے دوست جو اپنے آپ کو دانشور کہتے تھے ، جو اپنے آپ کو زیادہ عوامی کہتے تھے اور جو اپنے آپ کو کہتے تھے کہ میں عوام میں سے ہوں ، ان کا مزاج بھی وہاں جانے پر تیار نہ ہوا اور وہاں جانا ان کے لیے ایک بار گراں بنا اب وہ دوست چلے گئے ہیں تو انتظامی اخراجات کو کنٹرول کرنے کی ابتدا ہو چکی ہے ۔ یہ بجٹ اس کی ایک مثال ہے ۔

جناب والا ۔ میرے معزز رفیق اور معزز رکن نے کہا تھا کہ شاد باغ کی بجائے شاد مان کا تصور پیش کیا ۔ یہ بالکل بجا ہے ۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ کس دور میں ہوا ۔ قائد پنجاب اور ان کے دانشور بقراط جب برسر اقتدار آئے تو انہوں نے اس شاد مان کا تصور دیا اور اپنے حالی موالیوں کو ، اپنے رفیقوں کو پلاٹ الاٹ کر گئے اور چلے گئے ۔ بعد کے حقداروں کے لیے کچھ نہ چھوڑا ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ان کے ساتھ آگے پیچھے دامن بردار نہ ہوا کرتے تھے ؟

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ میں بھٹو صاحب اور پارٹی کے ساتھ تھا اور ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ غلام مصطفیٰ کھر کے دور میں ان کے ساتھ تھے اور رانے صاحب کے دور میں ان کے ساتھ تھے اور اب قریشی صاحب کے دور میں ان کے ساتھ ہیں ۔

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں مستقل مزاجی کے

ساتھ پارٹی کے ساتھ ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ جن کے خلاف یہ کہہ رہے ہیں ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : We have been in this House for more than four years.

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ میں تو ان کی کل کی باتوں کا جواب دے رہا ہوں ۔ اگر یہ اس ایوان میں اس قسم کی باتیں نہ کرتے تو مجھے کیا ضرورت پڑی تھی ؟ اب یہ گھبراتے کیوں ہیں ؟ یہ اب سننے کی تاب رکھیں ۔ شاد مان کی بات ہو رہی تھی ۔ اس شاد مان کی تقسیم کس نے کی ہے ؟ اس کو الاٹ کس نے کیا ہے ؟ اس کا تصور کس کے ذہن میں آیا تھا ؟ وہ وہی لوگ تھے جو سب کچھ تقسیم کر کے چلے گئے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ انہوں نے تمام پلاٹ وزیر اعظم کی سفارشات پر تقسیم کیے تھے ۔

Mr. Speaker : You had your say. If some honourable member wants to reply from the opposition he will have the chance. This is not point of order. It is not a debate in that sense. You had your say and he is having his say.

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ اس حکومت اور پارٹی کا پروگرام یہ ہے کہ عوام کے لیے رہائش کا انتظام کیا جائے ۔ ہمیں علم ہے کہ 24 برسوں میں جو لوگ حکمران تھے اور جو دوست ان کے آج مالکی ہیں انہی ان دوستوں اور رشتوں نے کون سی بستیاں بسالیں تھیں ، سیٹلائٹ ٹاؤن ، شاد مان اور گلبرگ سکیمیں بنائی تھیں ۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے اب وہ وقت چلا گیا ہے ۔ اب ان سکیموں کا وقت آ گیا ہے ۔ مثال کے طور پر آج خواجہ سو ایکڑ سکیم ، چودہ سو ایکڑ سکیم ، ریواز گارڈن کے کوارٹر اور اسی طرح بتدریج کچی بستیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیے جا رہے ہیں ۔ اور اللہ کے فضل سے اس کی ابتدا کہاں سے ہوئی ؟ اس کی ابتدا بھی حلقہ نمبر 6 سے ہوئی ہے ۔ لالل پور سے ہوئی ہے ۔ لیکن ان بستیوں کو مالکانہ حقوق نہ دینے میں کون رکاوٹ بنے ہوئے ہیں ؟ یہ وہی مالکان ہیں جو ان غریبوں کو مالکانہ حقوق دینے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں ۔ ہم تو آج کچی بستیوں کا اعلان کر چکے ہیں ۔ حلقہ نمبر 6 میں البدر کالونی ، المدد کالونی ، مزید کالونی اور جہاں 25 لاکھ

روپے کی لاگت سے سیوریج بچھایا جا رہا ہے ۔ یہ صرف آج کے دور میں ممکن ہوا ہے ۔ اس سے پہلے کبھی ممکن نہ ہو سکا ۔ اس لیے کہ وہ لوگ جوڑ توڑ میں لگے رہتے تھے ۔ اب کچی بستیوں کو ترقی دی جا رہی ہے ۔ یہ کام صرف لاہور ہی میں نہیں ہو رہا ، بلکہ راولپنڈی میں بھی ہو رہا ہے اور اس کے علاوہ لاہور سے 16 میل دور کاہنہ کاچھہ میں بھی ہو رہا ہے ۔ وہاں بھی ترقی ہوتی نظر آ رہی ہے ۔ یہ کام ملتان ، سیالکوٹ اور دوسرے شہروں میں بھی ہو رہا ہے ۔ پنجاب کا وہ کون سا شہر ہے جس میں ترقی نہیں ہو رہی ؟ سڑکیں ، سیوریج ، لائیٹ ، یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے ۔ الیکشن کے دنوں میں پروپیگنڈہ کیا جا رہا تھا کہ ترقی نہیں ہو رہی ۔ اس کے علاوہ یادگار پاکستان جو ہمارا ثقافتی مرکز ہے، سیاسی مرکز ہے اس کا تقدس ہمارے نزدیک بہت ہے ۔ وہاں کتوں کی دوڑ کے لیے 90 سالہ پٹے پر زمین دے دی گئی تھی ۔ لیکن مجھے اس کا بہت رنج اور بہت صدمہ تھا کہ یہ لاہور شہر کے منہ پر بدنما داغ ہے اور لاہور شہر کی خوبصورتی کو اس سے کس طرح تار تار کیا جا رہا ہے ۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے وہ وہاں سے کتوں کی دوڑ کا پروگرام ختم ہو گیا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : It is not a point of order. Where that member is immaterial. You may not agree with him. there is no obligation on you to agree with him.

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ترقی ہو رہی ہے ۔ اگر میرے دوست نذر حسین منصور میرے ساتھ وہاں چلیں اور دیکھیں کہ ڈیڑھ کروڑ کی لاگت سے وہاں ایک کمپلیکس تیار ہو رہا ہے جس کے لیے 55 لاکھ روپے مل گئے ہیں اور باقی آئندہ سال مل جائیں گے ۔ وہاں ایک ہوسٹل تیار ہو رہا ہے جہاں پر تمام دنیا کے کھلاڑی آ کر ٹھہریں گے ۔ اور یہ کتوں کی دوڑ کا بدنما داغ ختم ہو گیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ کتوں کی دوڑ کے ساتھ گھوڑ دوڑ کو بھی ختم کرو ۔

Mr. Speaker : Syed Tahir Shah had already addressed the House. Now, Haji Saifullah Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان :/ جناب سپیکر ۔ میں سب سے پہلے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو اس امر کی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نہ صرف اس قوم سے اپنے آپ کو مستند ڈاکٹر تسلیم کرایا ، بلکہ بہت قابل ، ٹیک اور شریف ماہر تعلیم ہونے کا بھی لوہا منوایا ۔ اس بجٹ سے ثابت ہو گیا ہے کہ وہ صرف ڈاکٹر یا ماہر تعلیم ہی نہیں ، بلکہ ایک بہت بڑے اکانومسٹ بھی ہیں ۔/ (نعرہ ہائے تحسین) بجٹ اور ضمنی بجٹ ، یہ دونوں لازم و ملزوم ہوا کرتے ہیں ۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ آج تک ضمنی بجٹ اور اس کی اہمیت کو نہیں سمجھا گیا ۔ بجٹ اندازہ ہوتا ہے آمدن اور خرچ کا ۔ اور ضمنی بجٹ آمدنی اور خرچ کا حقیقی نمونہ ہوا کرتا ہے اور سال کے اختتام کے قریب یہ ایوان میں پیش کیا جاتا ہے ۔ جس سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ وہ اندازہ اور تخمینہ جو اس ہاؤس میں پیش کیا تھا ، اس کو کس حد تک ہم نے نبھایا ہے اور یہ بجٹ انتہائی کامیاب حکومتیں پیش کیا کرتی ہیں ۔ کیونکہ ضمنی بجٹ میں اخراجات اور آمدنی کو گھٹایا نہیں جاتا ، بلکہ بڑھایا جاتا ہے ۔ اس میں یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ہم نے اس صوبے کے لیے جو خرچ تجویز کیا تھا ، جس وقت وہ تجویز کیا گیا تھا ، جس وقت اس کا اندازہ کیا گیا تھا ، وہ کم تھا اور جو حقیقی خرچ ہم نے کیا ہے اور جو حقیقی آمدن ہم نے اس صوبے کو دی وہ اس اندازے سے بہت زیادہ ہے اور میں یہ کہوں گا کہ جس حکومت کا ضمنی بجٹ بہت زیادہ ہو وہ اس بات کا غماز ہوا کرتا ہے کہ اس حکومت نے بہت زیادہ کام کیا ہے اور اس نے وسائل کو بہت زیادہ بڑھایا ہے ، اس نے صوبے کی ترقی کی طرف بہت زیادہ توجہ دی ہے ۔ یہ اعتراض پیش کرنا کہ یہ ضمنی بجٹ بہت زیادہ پیش کیا گیا ہے اور یہ غلط بات ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ اور ضمنی بجٹ کے تقاضوں کو سمجھنے سے نا آشنائی ہے اور کچھ نہیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے خصوصی طور پر/ ۔ ۔

(چوہدری محمد اشرف ۔ حاجی صاحب ۔ کسی نے یہ نہیں کہا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں کہتا ہوں کہ "مان کہو" ۔ جناب والا ۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں چار سال اپوزیشن کے بنچوں پر رہا ہوں اور ان بنچوں پر آنے کے بعد پہلی مرتبہ میں حزب اقتدار کی جانب سے بول رہا ہوں اور میں حقیقت یہ کہہ رہا ہوں کہ میں اپنے اس عمل سے نادم نہیں اور نہ ہی کسی

قسم کا دباؤ نہیں ۔ مجھ پر تبصرے بھی ہوئے ، اخبارات میں بھی بزنے آئے قوائد و ضوابط کے تابع میں نقطہ ذاتی وضاحت پر بھی اس کی وضاحت کر سکتا تھا مگر میں نے یہ ضروری نہیں سمجھا اور آج بجٹ کے موقع پر میں یہ ضروری سمجھ رہا ہوں کہ اس امر کی بھی وضاحت کرتا جاؤں کہ جمہوریت ہے کیا شے ؟

سید ظاہر احمد شاہ ۔ دوبارہ ممبر بننے کے لالچ میں ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ انشاء اللہ ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ یہاں ایوان میں بولنے کا ایک طریقہ ہے کہ ایک معزز ممبر کھڑا ہو کر بات کر سکتا ہے ۔ تو کیا بیٹھ کر آوازیں کسنا اس ایوان کی کارروائی کا حصہ ہو سکتا ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آج تک اس concept کو سمجھنے کی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں فاضل اراکین کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ مناسب الفاظ کا استعمال کریں اور اس طرح فقرے کسنے سے پرہیز کریں تو زیادہ بہتر ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ میں نے ایک بات نہیں کی ۔ اب میں وضاحت سے کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح دس آنے والی فلموں میں ساتھ ساتھ کمنٹری کر رہے ہوتے ہیں یہ اسی طرح کرتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ آخر جمہوریت ہے کیا چیز ؟ پارلیمانی زندگی ہے کیا چیز ؟ اس کو ہم نے بہت ہی کم سمجھنے کی کوشش کی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ دنیا کی کسی تاریخ میں ، کسی جمہوریت میں اس کو جمہوریت نہیں کہا کرتے کہ اپوزیشن صرف exploitation کرتی رہے اور حکومت اس کا جواب دیتی رہے اور ملک کے لیے کوئی کام نہ کر سکے ۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں اس قسم کی پالیسی چل رہی ہے ۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں اگر اپوزیشن آتی رہی ، تو opposition of exploitation آتی رہی اور اپوزیشن کا اولین فرض یہ سمجھا جاتا رہا کہ وہ جتنا ممکن ہو حکومت کو عوام سے اور عوام کو حکومت

سے متنفر کرے اور جتنا/ممکن ہو حکومت کی leg-pulling کرکے اس کو نیچا دکھائے اور اس کے بعد کون ہو ؟ یہ کبھی کسی نے نہیں سوچا۔ جس وقت ہم اس ایوان میں آئے اور میں جس وقت/اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھا تو میرے اپوزیشن کے زمانے کے چار سال گواہ ہیں کہ میں نے کبھی ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہا جس میں حکومت پر ذاتی حملہ یا ذاتی تنقید کی/ ہو ، جس میں ہم نے گالی گلوچ سے کام لیا ہو یا اس قسم کی فضا پیدا کی ہو جس سے ایوان نہ چل سکے یا اس ایوان کی روایات مجروح ہوں۔ ہم نے اپوزیشن کی تاریخی انداز میں کی ، پارلیمانی سسٹم پر کی اور اپنے آپ کو ضابطہ کی قواعد و ضوابط کی حد میں رکھا اور حکومت کی امداد اور اس کی فلاح کی اور حکومت کو مجبور کرنے کے لیے ہم نے اپوزیشن کی اور جس وقت تک Parliamentary type of opposition کر سکے کرتے رہے۔ ہمیں مواقع فراہم ہوتے رہے۔ اس وقت تک ہم نے اپنا رول جس انداز میں اس ایوان میں ادا کیا ، اس ایوان کے میران اور اس کے در و دیوار اس کے گواہ ہیں۔ اور ہم نے اس ایوان کی اپوزیشن کو باہر کی اپوزیشن سے الگ رکھا۔ اس کی روایات ہم نے الگ قائم کیں اور ان روایات کو ہم نے باہر کی اپوزیشن کے لیے نمونہ بنانے کی کوشش کی اور یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ جمہوریت کے تحت حکومت کو حکومت کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے اور اپوزیشن اس حکومت کو تسلیم کرتے ہوئے ، اس حکومت کو بہتر بنانے کے لیے ، ملک اور قوم کی فلاح کے لیے کام کرنے کے لیے ہمیشہ مواقع فراہم کیا کرتی ہے اور اس کے متبادل پروگرام پیش کیا کرتی ہے کہ جب حکومت اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے میں ناکام رہے تو پھر وہ اپوزیشن کے پروگرام کو اپنائے۔ مگر یہاں تو ہے ہی exploitation اور جب مجھے اس کا اندازہ ہوا ، جب میں نے یہ محسوس کیا کہ اب ہم اپنا وہی رول ، اپنا وہی کردار جو Parliamentary system of Government میں اور (Parliamentary system of democracy) میں ہوا کرتا ہے ، وہ ادا نہیں کر سکتے اس کا موقع فراہم نہیں ہوگا اور اب یہاں اس ایوان میں بھی Opposition of exploitation اور personal type of opposition شروع ہو گئی ہے تو پھر میں نے یہ ضروری سمجھا ، اس قوم کی خاطر ، ملک کی خاطر اور اس حلقے کی خاطر اور اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کی خاطر

یہ لازمی سمجھا کہ میں وہاں سے کنارہ کش ہو کر خاموشی سے ، ادب سے ، احترام سے اور اپوزیشن کا احترام بھی دل میں رکھتے ہوئے میں وہاں سے کنارہ کش ہو جاؤں ۔

جناب والا ۔ ہر چیز کے لیے ہمیشہ کچھ اصول ہوا کرتے ہیں ۔ ہماری کسی سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ۔ ہمیں جناب ذوالفقار علی بھٹو سے کوئی ذاتی دشمنی نہ تھی جب ہم اپوزیشن میں بیٹھے تھے ۔ چند اصول تھے جن پر اختلاف تھا ۔ ہم اطمینان کرنا چاہتے تھے جو ضروری تھا ۔ ہمیں شروع شروع میں یہ خدشہ لاحق ہوا تھا کہ جس انداز میں یہ ملک دو ٹکڑے ہوا ہے ، جس انداز میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک کی زمام اقتدار سنبھالی ہے وہ کس حد تک اس میں کامیاب ہوتے ہیں ۔ سب سے پہلا خدشہ ، میں اپنی طرف سے بھی کہہ دوں اور ہو سکتا ہے کہ اس ملک کے باشعور طبقے کا بھی یہی خیال ہو ، وہ یہ تھا کہ اس ملک میں حکومت مجیب الرحمن کو آئینی طور پر کیوں نہیں سنبھالنے دی گئی یا اسے کیوں لیڈر تسلیم نہیں کیا گیا جو کیا جانا چاہیے تھا ۔ اگر یہ ہو جاتا تو ملک دو ٹکڑے نہ ہوتا ۔ تو آج وقت نے چار سال کی مختصر مدت کے اندر یہ ثابت کر دیا کہ مجیب الرحمن اس قابل نہ تھا کہ اس کے ہاتھ میں اس ملک کی زمام اقتدار دے دی جائے ۔ اگر اس ملک کی زمام اس کے ہاتھ میں دے دی جاتی تو یہ پاکستان جس پر ہم آج ناز اور فخر کر رہے ہیں ، یہ بھی اسی طرح ختم ہو جاتا جس طرح اس کے ارادے بنگلہ دیش کو ختم کرنے کے تھے ، جس طرح اس نے بنگلہ دیش میں تباہی مچائی اسی طرح وہ سارے پاکستان میں تباہی مچا کر رکھ دیتا اور پاکستان کو ہندوستان کی کالونی بنا کر رکھ دیتا ۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ ذوالفقار علی بھٹو کی بصیرت تھی کہ اس نے اس قوم کو اس وقت للکارا کہ جب تک ہم پاکستان کی سالمیت کی ضمانت نہیں لیں گے ، جب تک یہ اطمینان نہیں کریں گے کہ پاکستان مضبوط اور سالم رہتا ہے اس وقت تک ہم مجیب الرحمن کو اپنا قائد ماننے کے لیے تیار نہیں، اور وقت نے اس کو ثابت کرکے رکھ دیا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ جناب والا ۔ جنگی قیدیوں کا مسئلہ تھا ۔ ہمارے ملک کا بیشتر حصہ ہندوستان کے پاس تھا ۔ اس وقت ان خدشات کا اظہار ہوتا تھا ۔ ہمیں بتلایا جاتا تھا ، ہمیں کہا جاتا تھا کہ یہ جنگی قیدی

واپس نہیں آئیں گے ، یہ حصہ ہندوستان سے واپس نہیں ہوگا اور اگر ہوگا تو ذوالفقار علی بھٹو اس ملک کی سالمیت کا سودا ہندوستان کے ساتھ کرے گا یا کشمیر بیچ کر وہ لے آئے تو لے آئے ورنہ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں کہ وہ لا سکے ۔ اور یہ بھی وقت نے ثابت کر دیا ، وقت نے دنیا کو دکھلا دیا کہ وہ جنگی قیدی بھی واپس آئے اور ہمارا حصہ بھی واپس ہوا ۔ مسئلہ کشمیر ، معاہدہ شملہ میں اسی طرح درج ہوا بلکہ اس سے زیادہ درج ہوا جو ہم پہلے سے مطالبہ کر رہے تھے اور جس مسئلے کو ہندوستان نے تسلیم ہی نہ کیا تھا ۔ ذوالفقار علی بھٹو نے باوجود جنگی قیدیوں کے آنے اور ہندوستان سے بہت بڑا حصہ واپس لینے کے مسئلہ کشمیر کو معاہدہ شملہ میں شامل کرایا اور وہ خدشہ بھی دور ہوگیا ۔ اب اس کے بعد ہم نے اعتراض کیا کہ بنگلہ دیش کو تسلیم نہ کیا جائے ، یہ ٹھیک ہے ۔ ہماری دانست میں اس وقت یہ اعتراضات ہماری اپنی بصیرت کے مطابق ، اپنی کم علمی کے مطابق اور اپنی کم عقلی کے مطابق درست تھے ۔ یہ خدشہ تھا کہ اگر بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا گیا تو پھر بڑا نقصان ہوگا مگر اس وقت بھی ذوالفقار علی بھٹو کی بصیرت کام آئی جس نے باوجود ہم لوگوں کی مخالفت کے ، personal بننے کے ، قوم کو اس مسئلہ پر اکسانے کے ، انہوں نے صرف قوم و ملک کے لیے بہتر سمجھتے ہوئے بنگلہ دیش کو تسلیم کیا اور آج چار سال کے عرصہ میں ہم نے دیکھ لیا کہ بنگلہ دیش کو تسلیم کرنا مسلمانوں ، مسلمان ملکوں ، بنگلہ دیش اور بالخصوص پاکستان کے لیے مفید رہا یا نہیں رہا اگر ہم بنگلہ دیش کو تسلیم نہ کرتے تو یقین جانے کہ اسے عالم اسلام کی تائید حاصل نہ ہو سکتی تھی ۔ لیکن آج اس کی آزادی بھی اسی طرح ہے جس طرح ہمارے ملک کی آزادی ہے اور ہم نے ایک آزاد اسلامی سلطنت کا اضافہ کیا ہے اور وہ بھی اسی فیصلے سے جس خدشے کا میں نے اظہار کیا تھا ۔

جناب والا ۔ بار بار یہ کہا جاتا تھا کہ جناب یہ تو ملک میں کمیونزم لانا چاہتے ہیں ، یہ تو اس ملک میں اسلام ختم کرنا چاہتے ہیں ، یہ لوگ بھی مسلمان نہیں ہیں ۔ یہ خدشے تھے جو ہمیں مجبور کیے ہوئے تھے کہ ہم اپوزیشن کی بنچوں پر رہیں ۔ وقت نے اور حالات نے ثابت کر دیا کہ وہ خدشے بے جا تھے ۔ ۔ ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب محترم جب یہاں سے غریب عوام کی بات کی جاتی ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ ضمنی بجٹ پر بات نہیں ہو رہی ۔ ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ کون سے ضمنی بجٹ پر تقریر ہو رہی ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ وہ خدشات بھی ختم ہو گئے اور آج ہم میں سے ہر شخص اس امر کا اعتراف کرے گا کہ اسلام کو ، اسلامی اقدار کو جتنا عروج اس دور میں ، اس حکومت کے دور میں ہوا ہے ، اس سے پہلے کبھی نہیں ہو سکا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ مجھے بتائیں ۔ اور بہت سی چیزیں ہیں ۔ جوں جوں میں اس حکومت کے کارنامے گنوا رہا ہوں ان کی پریشانی بڑھتی جا رہی ہے ۔ اس لیے میں مختصر کروں گا ۔ میں کچھ دیر ان کے ساتھ رہا ہوں ۔ میں ان کو زیادہ پریشان نہیں کرنا چاہتا ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ جب ملک کے اندر اقتصادی ترقی ہو رہی ہے جس کا کھلا یہ بجٹ ہمارے سامنے ہے کہ وہ ملک جو زیرو سے شروع ہوا تھا جس کا آپ کو پتا ہے ۔ جس وقت ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک کی زمام سنبھالی جس وقت پنجاب کا پہلا بجٹ اس ایوان میں پیش ہوا تو زیرو کی فکر تھی اور ہم نے اس بجٹ کو زیرو سے شروع کیا تھا اور آج اس ملک اور اس صوبے کے بجٹ ہمارے سامنے ہیں جن سے ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ معیشت کس حد تک بڑھی ہے ۔ اور اگر ہم عوام کی خواہشات پوری نہیں کر سکے ۔ عوام کے منصوبے مکمل نہیں کر سکے ، ان کی خواہشات کا مکمل طور پر احترام نہیں کیا جا سکا تو بتائیے ، کہ وہ کس طرح ہو سکتا ہے جب کہ جمہوریت کے تابع اپوزیشن جائز تعاون حکومت کے ساتھ کیا کرتی ہے ، exploitation نہیں کیا کرتی اور جس ملک کا عالم یہ ہو کہ اپوزیشن حکومت کے ساتھ exploitation کا رویہ اختیار کرے ، اور ہر وقت دن رات اس کوشش میں رہے کہ حکومت کو کس طرح ختم کیا جائے ، اور ختم کیا جائے تو پھر کیا ہو ؟ کوئی پروگرام نہیں اور صرف یہی ہے کہ یہ ختم ہو جائیں ۔ اور کوئی آئے نہ آئے ، ملک رہے نہ رہے ، حکومت رہے نہ رہے ، کچھ ہو ، یہ نہ ہو ۔ جب اس قسم کے حالات ہوں تو مجھے بتائیں کہ ان حالات میں اگر حکومت اس قدر کام کر سکتی ہے ، حکومت اس قسم کے بجٹ ایوان میں پیش

کر سکتی ہے اور اربوں روپے اس صوبے کی فلاح و بہبود اور عوام کے لیے خرچ کیے جا سکتے ہیں تو یہ اس حکومت کا کارنامہ نہیں ؟ یا ان کارناموں کے باوجود ، ان اصلاحات کے باوجود اور ان تمام خدشات کے ازالہ جات کے باوجود کوئی جواز ہمارے پاس رہتا ہے کہ اب بھی پرسنل ٹائپ آف اپوزیشن ہم قائم رکھیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ محمد افضل خان (فاضل رکن موجود نہ تھے) ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یا میں وہاں رہوں یا ان چیزوں کا اعتراف نہ کروں ۔ بہرحال یہی وہ حالات تھے ۔ اور ان کے باوجود میں یہ استدعا کروں گا کہ ضمنی بجٹ میں گو حکومت نے اس صوبے میں بہت کچھ کرنے کی کوشش کی ہے ، مگر اس کے ساتھ ساتھ ابھی بہت سے علاقے ایسے پڑے ہیں جن پر خصوصی توجہ کا دیا جانا ضروری ہے ۔ ان میں ایک ضلع رحیم یار خان ہے ، ضلع مظفر گڑھ ہے ، ضلع ڈیرہ غازیخان بھی ہے ، اور ضلع میانوالی بھی ہے ۔ جن کی طرف مزید خصوصی توجہ کی ضرورت ہے اور میں توقع رکھتا ہوں کہ حکومت اس طرف خصوصی توجہ مبذول فرما کر ان پس ماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے مزید کوشش کرے گی جو اس وقت تک نہیں ہو سکی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ چونکہ حاجی صاحب تقریر کر رہے تھے ، میں درمیان میں ٹوکنا مناسب نہ سمجھتا تھا ۔ تقریر کے بارے میں میں کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔ میں صرف یہ سمجھنا چاہتا ہوں اور آپ سے رولنگ اس پر چاہتا ہوں ۔ کیوں کہ ابھی سالانہ بجٹ پر بحث ہوگی ۔ تو کیا پاکستان کی خارجہ پالیسی ، جیسے انہوں نے بنگلہ دیش وغیرہ کے منظور نامنظور کا ذکر کیا ہے ، یہ زیر بحث آئے گی یا آ سکتی ہے ؟ باقی ان تقریر کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ رہا ۔ وہ تو عذر گناہ بدتر از گناہ ہے ۔ اس بات کو چھوڑیں ۔ لیکن آپ یہ بتائیں کہ خارجہ پالیسی پر جب ہم بولیں تو پھر آپ یہ نہ کہیں کہ یہ بجٹ سے متعلقہ نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : He has availed this opportunity to explain why did he leave the opposition and join the Peoples Party. This opportunity could be availed at any time

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ اگر میں بھی اسی طرح avail کرنا چاہوں کہ میں نے پیلز پارٹی کیوں چھوڑی ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ بالکل کر سکتے ہیں ۔ یہ صورت حال آپ بھی You can very well do it. کریں محض اپنی پوزیشن کی وضاحت کرنے کے لیے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں حاجی صاحب سے رولنگ چاہتا ۔ حاجی صاحب خوامخواہ مشتعل ہو رہے ہیں ۔ تو آپ سے رولنگ چاہتا ہوں ۔ پھر تو ہنگلہ دیش کی بھی بات ہوگی ، اور بھی کئی باتیں ہوں گی ۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف ایکسپلینیشن ۔ حاجی صاحب نے خارجہ پالیسی پر بحث نہیں کی ۔ بلکہ جو واقعات گزر چکے ہیں ۔ تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں ۔ ان کا یہاں اظہار کیا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں بھی گزرے ہوئے واقعات کی بات کروں گا ۔ مستقبل کی بات نہیں کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری محمد حیات گوندل ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ یہ ضمنی بجٹ جو 144 کروڑ 64 لاکھ روپے کا پیش کیا گیا ہے ۔ اس میں 22 کروڑ 12 لاکھ روپے اصل خرچ ہے اور بقایا صرف آلین کے تقاضے پورے کرنے کے لیے ایوان کے سامنے پیش کیا گیا ہے ۔ یہ خرچ کوئی اتنا زیادہ نہیں کہ اس پر اعتراضات کیے جائیں اس میں سے دو کروڑ روپیہ پانچ مرلہ سکیم کے تحت پلاٹوں کی تقسیم کے لیے مختص کیا گیا ہے ۔ یہ نہایت ہی مستحسن اقدام ہے ۔ جو بے گھر تھے اور دیہات میں جن کا گزارہ مشکل تھا ، ان کے گھروں کے لیے پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ دینے کے لیے یہ رقم مختص کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم تھوڑی ہے ۔ پانچ مرلہ سکیم کا بہت سا کام ابھی تک بقایا ہے ۔ کئی لوگوں کو پلاٹ ملے ہیں اور کئی مستحق لوگوں کو ابھی پلاٹ نہیں مل سکے ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس رقم کو مزید بڑھایا جائے اور ان تمام لوگوں کے پانچ مرلہ سکیم کے تحت پلاٹ تقسیم کیے جائیں ، جو ان کے حاصل کرنے کے حقدار ہیں ۔ اور حکومت اس میں مزید دلچسپی لے ۔ اس کے

لیے یہ بھی گزارش کروں گا کہ جن لوگوں کو یہ پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں ، ان میں اتنی سکت نہیں کہ وہ ان پانچ مرلوں میں خود مکان تعمیر کر کے ان میں رہائش اختیار کر سکیں ۔ اس کے لیے حکومت کو انہیں آسان قسطوں پر ، اور میں سمجھتا ہوں کہ بلا سود قرضے بھی دینے چاہییں تاکہ وہ غریب جنہیں یہ عطیہ ملا ہے ، اس سے پورا پورا فائدہ حاصل کر سکیں ۔

جناب والا ۔ چوہدری امان اللہ تک صاحب کئی دفعہ اپنی تقاریر التوا میں ، اور اب بھی اپنی تقریر میں اپنے گاؤں ، موضع ایک کی پانچ مرلہ سکیم کا ذکر کر چکے ہیں ۔ میں ان کی اس بات کا کوئی جواب نہ دینا چاہتا تھا ۔ لیکن انہوں نے بار بار اس کا ذکر کر کے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں ان کی اس بات کا ضرور جواب دوں ۔ ان کے گاؤں میں ہر لب سڑک ان کی ایک ذاتی کوٹھی ہے جس کے قریب ان کے سیاسی مخالفوں کا ایک پلاٹ تھا ۔ وہ زمین نہایت قیمتی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ اپنے ان سیاسی مخالفین کو اس پلاٹ محروم کریں ۔ حالانکہ اس گاؤں میں اس سڑک پر شاملات دیہہ اور حکومت کی اراضی بھی تھی ۔ وہ صرف اس لیے وہ پلاٹ ان کو الاٹ کروانا چاہتے تھے کہ وہ ان کی کوٹھی کے قریب تھا اور قیمتی بھی تھا یہ ان سے کسی طرح سے چھین لیا جائے ۔ اس طرح انہوں نے 80 آدمیوں کے کلیم بنوا کر ۔ حالانکہ اس گاؤں میں آبادی بہت قلیل ہے ۔ اور دیہات کے جو لوگ ہیں ان کے گھر وہاں موجود نہیں ہیں ۔ اسی آدمیوں کے کلیم بنوا کر [illegible]

Mr. Speaker : Let us not be so personal.

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ ایسا نہیں جناب ۔ انہوں نے ابھی ابھی اس کا ذکر کیا ہے ۔ میں اس کا جواب دے رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ گاؤں میں سکیم نافذ نہیں ہو رہی ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ نہیں جناب ۔ سکیم نافذ ہو رہی ہے ۔ لیکن وہ صرف اس پلاٹ پر اس سکیم کا نفاذ چاہتے ہیں ۔ کسی اور جگہ کو وہ مطالبہ نہیں کرتے کہ وہاں لوگوں کو پلاٹ دیے جائیں ، حالانکہ اور بھی بڑی اچھی جگہیں ہیں ، بلکہ زیادہ مناسب جگہیں ہیں جہاں لوگوں کو پلاٹ دیے جانے چاہئیں ۔ لیکن وہ ضد کرتے ہیں کہ صرف اسی پلاٹ پر پانچ مرلے سکیم کو

نافذ کیا جائے۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب چائے کے لیے وقفہ کر دیں ۔

سپیکر ۔ بجٹ سیشن کے دوران چائے کے لیے کوئی وقفہ نہیں ہوا کرتا ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لیے کافی رقم رکھی گئی ہے اور یہ نہایت اچھی بات ہے ۔ یہاں سڑکوں کی حالت نا گفتہ بہ تھی ۔ اب لاہور میں ہر جگہ ڈویلپمنٹ کا کام نہایت اچھے طریقے سے ہو رہا ہے ۔ یہ ہمارا قدیم شہر اور صوبے کا دارالحکومت ہے ۔ اس لیے اس کی ترقی پر خرچ کیا جانا نہایت ضروری ہے اور جو رقم اس کے لیے مختص کی گئی ہے اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔ اس کے بعد دو کروڑ انتالیس لاکھ روپے آبپاشی اور بہروں کی مرمت ، بندوں کی حفاظت اور حفاظتی اقدامات کے لیے صرف کیے گئے ہیں ۔ جب صوبے کا بجٹ پیش کیا گیا تھا تو اس وقت کسی کو معلوم نہ تھا کہ ایک آفت ناگہانی سے اس صوبے کے لوگ دو چار ہو جائیں گے ۔ ان پر خرچ کیا گیا تاکہ آئندہ سیلاب سے عام لوگوں کو گزند نہ پہنچے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم نہایت اچھے طریقے سے اور نہایت اچھے کام پر صرف کی گئی ہے ۔ گندم اور چینی کی خرید کے لیے اندازے سے زیادہ جو رقم خرچ کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پچھلے سال گندم اپنے پچھلے مارکیٹ سے اور چینی بھی پچھلے سے زیادہ خریدی گئی ، اس لیے ضروری تھا کہ اس پر مصارف بھی زیادہ ہوتے ۔ لیکن اصل میں یہ کوئی خرچ نہیں ۔ یہ تو ایک تجارت کا ذریعہ ہے ۔ اس پر جو زیادہ خرچ ہوا ہے یہ ایک قدرتی بات تھی ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد اس بجٹ میں 9 لاکھ 8 ہزار 820 روپے کی ایک رقم ہے جو کہ Grey Hounds Racing Association Lahore کو الاٹ کی گئی ہے ۔ مجھے اس پر اعتراض ہے اور وزیر خزانہ جانبیں اس بات کی وضاحت کریں کہ کیا اس ایسوسی ایشن نے یہ رقم پہلے خزانے میں جمع کروائی تھی اور بدلے میں زمین لی تھی یا صرف اس زمین کو واگزار کرانے کے لیے بطور رشوت یہ رقم سرکاری خزانے سے ادا کی گئی ہے ؟ اس کی وضاحت اس بجٹ میں نہیں کی گئی کہ اتنی رقم کس کو

As a result of taking over the possession of the land.

دی گئی ہے ، اس لیے میں وزیر خزانہ صاحب سے اس بات کی وضاحت چاہوں گا ۔ وہ اپنی بجٹ تقریر میں اس بات کی وضاحت کریں کہ ان حضرات نے ایسوسی ایشن کی کتنی رقم سرکاری خزانے میں جمع کرائی تھی اور کتنی دیر زمین کو انہوں نے کتوں کی دوڑ کے لیے استعمال کیا اور کتنی رقم ان کی بقایا گورنمنٹ کے ذمے تھی جو انہوں نے ادا کی ہے، یا کوئی نہیں تھی اور یہ گورنمنٹ نے ویسے ہی ان کو دے دی ہے ؟ میں اس بات کی وضاحت چاہتا ہوں ۔

مسٹر نفو حسین منصور ۔ اس کی وضاحت میں کر دیتا ہوں ۔

(قہقہے)

مسٹر سپیکر ۔ آپ گورنمنٹ پارٹی میں تو شامل نہیں ہوتے اور وزیر کے فرائض سر انجام دینا چاہتے ہیں ۔ یہ دو باتیں تو نہیں ہو سکتیں ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ اس صوبائی حکومت نے ہر میدان میں ترقی ، خوشحالی اور عوام کی بہتری کے لیے بے حد کام کیے ہیں ، بہت کام ابھی آغاز میں ہیں اور ان کے تکمیل ہونے کو بہت جلد امید ہے ۔ میں خاص طور پر اپنے ضلع گجرات کی بات کروں گا کہ صوبائی اتنی بڑی بڑی ان دیکھی اور اتنے اتنے نمایاں کام ہو رہے ہیں کہ پچھلے پچیس سال میں کبھی اتنے کام نہیں ہوئے جتنے ان چار سالوں میں اس پارٹی کی حکومت میں ہوئے ہیں ۔ بہت سی سڑکیں ابھی شروع ہو چکی ہیں اور ان کے بہت سے حصے مکمل بھی ہو چکے ہیں ۔ اس سے پہلے کسی حکومت نے اندھی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی تھی ۔ اس حکومت نے بہت سے سکولوں کو اپ گریڈ کیا ہے اور تعلیم کے میدان میں اس گورنمنٹ نے بے حد کام کیا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی ۔ بے شمار کالجوں اور سکولوں کو گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور بے شمار پوسٹیں ان پر صرف کیا ہے ۔ اپنے بجٹ کا ایک کثیر حصہ گورنمنٹ تعلیم پر خرچ کر رہی ہے ، اس لیے یہ ایک بہت ہی خوش آئند امر ہے جس کا کریڈٹ صرف اور صرف موجودہ پارٹی کو جاتا ہے ۔ اس کے بعد میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سے اجازت لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل رکن اپنے حلقہ میں جب بھی جائیں گے تو یہ تقریر کریں گے اور وزیر خزانہ اسی نسبت سے کوئی سو ایکڑ بھی تقسیم کریں گے ۔ سوال

طاہر بیگ ۔

مرزا طاہر بیگ ۔ جناب سپیکر ۔ سب سے پہلے میں ابھی جو حال ہی میں میرے فاضل دوست مسٹر محمد خان کھاکوانی نے ۔ ۔ ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ توں مبشر دی گل کر ۔ ۔ ۔

مرزا طاہر بیگ ۔ اوھدی وی واری آ جاندی اے ۔

(قہقہے)

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مسٹر محمد خان کھاکوانی نے جو تقریر فرمائی ہے اور short comings کا اظہار کیا ہے اور ایگریکلچر پالیسی پر انہوں نے اختلافات کا اظہار کیا ہے ۔ مجھے اس پر بڑا افسوس ہوا ہے ، کیونکہ یہ ایگریکلچرل پالیسی جو کہ آج implement ہو رہی ہے اور جس کا نتیجہ اب نکل رہا ہے ، یہ انہی کے دور کی پالیسی ہے ۔ کیا میں مسٹر محمد خان کھاکوانی صاحب سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ جس بیج کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ یہ زہر والا بیج ہے ، نوری اور یاکورا ، یہ کس نے خریدا تھا ، کب خریدا گیا اور کس ریٹ پر خریدا گیا ؟ اس سال جو گندم کاشت ہوئی ہے وہ آج سے پندرہ بیس سال قبل سے بھی زیادہ ہے اور اس سے پچھلے سالوں میں کبھی اتنی گندم پیدا نہیں ہوئی تھی اور جب کہ پچھلے سالوں میں مئی اور جنوری ، فروری کے مہینوں میں گندم کی قیمت جو دیہات میں ہوتی تھی وہ اوپن مارکیٹ میں پچاس ساٹھ روپے من کے درمیان ہوا کرتی تھی اس سال تیس اور چالیس روپے من کے درمیان اس کی قیمت ہے ۔ اس لیے میں اس پالیسی پر اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال جب یہ بیج خریدا گیا تھا ، جس کے متعلق تذکرہ ہو رہا تھا ، اس کی انٹرنیشنل مارکیٹ میں جو قیمت تھی ، اس سے دگنی قیمت پر خریدا گیا تھا اور میں ہاؤس سے وزیر اعلیٰ سے اور جناب سپیکر سے یہ درخواست کروں گا کہ اس کے لیے ایک انکوائری کمیٹی بٹھائی جائے جو اس چیز کی چھان بین کرے اور عوام کو گمراہ ہونے سے بچایا جائے ، کیونکہ یہ الزام وزیر اعلیٰ پنجاب پر لگایا جاتا ہے ، جب کہ یہ سب کچھ سابق صوبائی وزیر جناب ایم ۔ کے ۔ خاکوانی کے اپنے دور میں ہوا اور ان کے وزیر زراعت ہونے کی حیثیت سے ہوا ۔

جناب والا ۔ سڑکوں اور تعمیراتی کاموں میں جو ترقی ہوئی ہے میں اس پر بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور یہ توقع کرتا ہوں کہ اگر اس رفتار سے آئندہ مالی سال میں بھی کام ہوتا رہا تو پاکستان ، بالخصوص پنجاب کا نقشہ بالکل مختلف ہوگا ۔ اس کے علاوہ پانی کے نکاس اور پانی کی فراہمی کے انتظامات بھی پہلے سے بہت اچھے ہو گئے ہیں ۔

جناب والا ۔ ایک مسئلہ جو زیر بحث آنا چاہیے تھا وہ یہ ہے کہ کنٹونمنٹ میں dual ایڈمنسٹریشن ہے ۔ کنٹونمنٹ کی ایڈمنسٹریشن سنٹرل گورنمنٹ کے اور باقی شہر کی ایڈمنسٹریشن صوبائی حکومت کے ماتحت ہے ، لہٰذا ڈویلپمنٹ پروگرام میں کنٹونمنٹ ، اور خصوصاً لاہور کنٹونمنٹ بہت نقصان میں ہیں ۔ ان کے پاس فنڈز نہیں ، اس لیے وہ کوئی ترقیاتی کام شروع نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ اس کی گرانٹ سنٹرل گورنمنٹ کے بجٹ سے آتی ہے اور لاہور کنٹونمنٹ کی نمائندگی وہ ارکان کر رہے ہیں جن کا پارٹی کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہی وہ اپنے حلقے کا خیال کر رہے ہیں ۔ اس ضمن میں میری گزارش صرف یہ ہے کہ نشاط کالونی ، چڑڑ ، ہاوا ، چاچو والی ، امرسدھو ، میاں میر کالونی اور دوسری جو extension کالونیز لاہور میں بنی ہیں ، ان کی طرف خصوصی توجہ دی جائے ۔ اور اس کے لیے ایک خصوصی گرانٹ مرکز یا صوبے سے مہیا کی جائے ۔ ایک بات اور غور طلب ہے ۔ وہ یہ ہے کہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے ۔ اس کے اندر جو دھڑا دھڑ ہاؤسنگ کالونیز بن رہی ہیں ان پر بھی کوئی پابندی لگائی جائے ، کیونکہ جہاں فصلیں کاشت ہوتی ہیں وہاں کوئی کالونی نہیں بننی چاہیے ۔ حال ہی میں چڑڑ میں 16 مربع اراضی میں ایک ہاؤسنگ کالونی بنی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ پورا علاقہ زیر کاشت علاقہ ہے اور میری یہ درخواست ہے کہ اس کی انکوائری کروائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کنٹونمنٹ کا علاقہ ہے ۔ اس کا تعلق تو مرکزی اسمبلی سے ہے ۔ صوبائی اسمبلی میں اس پر بحث نہیں ہونی چاہیے ۔

مرزا طاہر بیگ ۔ لیکن جناب والا ۔ اس کا ایڈمنسٹریٹو کنٹرول ہاؤسنگ کالونی بنانے کے لیے صوبے کو دے دیا گیا ہے ۔ آخر میں ہیک اور التجا بھی کروں گا کہ دھرم پورہ بہت ہی پرانا علاقہ ہے اور اس میں ابھی تک کوئی سڑک تعمیر نہیں ہوئی ۔ گندی نالیوں اور پینے کے پانی کا انتظام پہلے سے کافی

درست ہو گیا ہے ، مگر اس سڑک کی extension کروائی جائے ۔ میں متعلقہ وزیر صاحب سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ اس پر خصوصی توجہ دے کر اور ذاتی دلچسپی لے کر اس سڑک کی توسیع کروائی جائے ۔ شکریہ

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری غلام قادر ۔ (فاضل رکن تشریف نہ رکھتے تھے)

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ مجھے کوئی وقت مل سکے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیوں نہیں ملے گا ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ ناراض معلوم ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ناراضگی کی اس میں کوئی بات نہیں ۔ اصل میں یہ کوئی لغاری صاحب کی بات نہیں ، میرے پاس گیارہ نام تھے جن کو پکارا گیا اور وہ تشریف نہیں لائے ۔ اگر آپ تشریف رکھتے ہوتے تو میں پندرہ منٹ کی بجائے 12 منٹ کا وقت کر لیتا اور آپ کا ٹائم اس میں سے نکل آتا ۔ اب میرے پاس سات نام ایسے ہیں جن کے لیے پانچ سے سات منٹ کا وقت ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس میں سے اب آدھ گھنٹہ نکالنا پڑے گا ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ آج چائے کے لیے بریک کرنا تو آپ بھول ہی گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بجٹ میں چائے کے لیے وقفہ نہیں ہوا کرتا ۔ سردار عطا محمد خان لغاری ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب سپیکر ۔ میرا علاقہ بہت پسماندہ ہے اور میں واحد آدمی اپنے علاقے سے بول رہا ہوں ۔ برائے مہربانی مجھے تھوڑا سا وقت دیں تاکہ میں اپنی عرض داشت پیش کر سکوں ۔

جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو ، جو وزیر خزانہ بھی ہیں ، ضمنی بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی عرض کیا تھا کہ آپ نے دیہاتی عوام کے اوپر 30 کروڑ روپے کا بوجھ ڈالا ہے اور یہ "شوریٰ بینھم" کے بغیر ڈالا ہے ۔ جناب والا ۔ اس بارے میں ریونیو کمیٹی کو بھی کچھ معلوم نہ تھا اور آپ نے

سٹیمپ ڈیوٹی رجسٹریشن فیس سے وصول کی۔ اور پھر اسی سال سے جو differtial آبیانہ ریٹ تھا اس کو آپ نے یک قلم منسوخ کر کے دس کروڑ روپے کا مزید آبیانے کا بوجھ عوام پر ڈالا ہے اور کہا ہے کہ ہم نے زمینداروں کو چھوٹ دی ہے، 25 روپے فی فصل ڈال کر۔ جناب والا۔ موٹی عقل کے زمیندار تو نہیں سمجھ سکتے۔۔۔

سردار صغیر احمد۔ جناب سپیکر۔ سردار صاحب اپنے لیے بھی موٹی عقل کے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ان میں شامل ہیں یا نہیں؟ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ چھوٹے زمینداروں کے لیے یہ الفاظ استعمال نہ کریں۔

نوابزادہ سردار محمد خان لغاری۔ جناب سپیکر۔ مجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ یہ چوٹ کس طرح ہو گئی۔ چنانچہ ہم وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے شکر گزار ہیں جنہوں نے 26 اکتوبر کو اس کو کالعدم قرار دے دیا۔ خدا انہیں توفیق عطا فرمائے۔ یہ مصیبت دیہاتی عوام پر حنیف رامے صاحب ڈال گئے ہیں جس کے لیے میں نے جناب بھٹو صاحب کو کہا تھا کہ جناب اس قسم کا قانون لالہ منوہر لال صاحب سابق منسٹر فنانس پنجاب دیہاتی عوام پر بوجھ ڈالنے کے لیے پیش کر سکتے تھے۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ یہ جو سر خضر حیات صاحب کے وزیر تھے ان کے متعلق آپ بات کر رہے ہیں؟

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری۔ جی ہاں۔ اس قسم کے خیالات ان کے تھے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ زمیندار ان چھوٹی چھوٹی مصیبتوں کے لیے افسروں کی جوتیاں چاٹتے پھریں۔ یہ 1937ء میں رائج کیا گیا جب پرائیویٹ ممبر بل اسی نوعیت کا آیا تھا اور اسمبلی نے اس کے پیش ہونے کی اجازت بھی نہ دی تھی اور 1931ء کے ایکٹ کے نوٹیفیکیشن کا ممبر ڈال کر اس کو انہوں نے راتوں رات پاس کروا دیا، بغیر کسی مشورے کے۔ نہ تو کسی کمشنر کو معلوم تھا، نہ کسی ڈی۔ سی کو معلوم تھا، نہ ممبر بورڈ آف ریونیو کو معلوم تھا اور نہ ہی ہماری ریونیو کمیٹی سے مشورہ کیا گیا۔ یہ تیس کروڑ روپے کا آبیانہ تھا۔ اس سے زیادہ مصیبت وہ تھی جو در بدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں، شہروں میں چکر کاٹ رہے ہیں اور مابدولت رجسٹرار کو وقت نہیں

ملتا اور وہ کمبردار، پردہ نشین عورتیں بھی بے چاری پھر رہی ہیں۔ خدا کرے، آپ کو توفیق ہو اور آپ ان کا بوجھ ہلکا کریں اور جو تھوڑی بہت مراعات دی گئی ہیں ان سے زیادہ اصلی مراعات دیں اور یہ اجازت دے دیں کہ ایک آدمی کو یہ حق ہے کہ چاہے وہ رجسٹریشن پروسیجر اختیار کرے، چاہے سٹیمپ ڈیوٹی ادا کرے۔

جناب والا ۔ مجھے اپنے ضلع کی باتیں کرنی ہیں۔ میرے ضلع کا کوئی اور بولنے والا نہیں اور انہوں نے مجھے حق دیا ہے۔ لیکن ایک بہت ضروری بات جو یہاں شیر محمد بھٹی صاحب نے بتائی ہے کہ گھڑ دوڑ کی بجائے کتوں کی دوڑ شروع کی ہے، اس سے مجھے بہت شرم آتی ہے۔ کھر صاحب اس وقت گورنر تھے۔ انہوں نے ایک ایسا سلسلہ قائم کیا جو جمہوری روایات کے بالکل خلاف تھا اور شاید شیر محمد بھٹی صاحب کو پتا نہیں کہ اسمبلی کے ہال کے اندر یہ کہا گیا کہ چھ ہفتے کے بعد ہم منظوری نہیں دیتے، نہیں دیتے اور یہ قانون نہیں پاس ہوگا اور اس کے بعد جیسے ہی اسمبلی ختم ہوئی، ایک آرڈیننس کے ذریعے یہ قانون دوبارہ نافذ کیا گیا۔ اب وزیر قانون صاحب فرمائیں کہ یہ کوئی جمہوریت ہے کہ چھ ہفتے بعد آرڈیننس از خود ختم ہو جاتا ہے اور اس کو دوبارہ رائج کیا جاتا ہے، جب کہ آئین میں یہ ہے کہ کوئی قانون۔۔۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر۔ ریکارڈ کی بات ہے۔ میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ گھڑ دور کو حنیف رامے کے دور میں ختم کیا گیا، موجودہ وزیر اعلیٰ کے دور میں نہیں۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا۔ میں ایک اور بات عرض کروں کہ۔۔۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ یہ وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے حکم سے ختم ہوئی تھی۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ بے شک وزیر اعظم کے حکم سے ہوا ہوگا۔ مگر یہ جناب حنیف رامے صاحب کے دور میں ہوا تھا۔ * * * کی بات چھوڑیں، صحیح بات کریں تا کہ مورخ صحیح تاریخ لکھ سکے۔

مسٹر سپیکر ۔ * * * کا لفظ حذف کر دیا جائے۔

---

* * * مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ یہ دوسرا آرڈیننس اسمبلی کے ختم ہوتے ہی دوبارہ رائج کیا گیا ۔ ۔ ۔

مسٹر نذیر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں پچھلے ایک گھنٹہ سے تو ٹوک کر رہا ہوں کہ آپ کسی کو تقریر نہیں کرنے دے رہے اور interrupt کر رہے ہیں ۔

مسٹر نذیر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں تو وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وضاحت کسی اور موقع پر کریں ۔

Please do not interrupt him. Sardar Ata Muhammad Leghari is on his legs. You can't interrupt him and give your explanation.

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ کسی کی ہمت نہ تھی ایکسائز ڈیوٹی دی جا رہی تھی ۔ بجٹ ٹیکس وصول ہو رہا تھا ۔ 56 ہزار روپے سے لے کر ایک لاکھ روپے تک ان کو آمدنی ہوتی تھی ۔ افسوس ہے کہ انہی لوٹ مار اور ہماری پارٹی کو بدنام کرنے کے باوجود منٹو پارک ، اقبال پارک مینار پاکستان میں ان لوگوں نے یہ کھیل دھندا جاری کر رکھا ہے اور وہاں پر یہ لوگوں کی دوڑ ہوتی ہے اور اتنی رقم حاصل کرنے کے باوجود ان کے لیے اس بجٹ میں ساڑھے 8 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ میں عرض کروں گا کہ اس پر دوبارہ غور کریں ۔ اس کی الکوالری کی جائے اور یہ رقم انہیں اس صورت میں دی جائے اگر واقعی انہوں نے لوٹ مار کر کے اپنی جیبیں نہ بھر لی ہوں ۔ جناب غلام مصطفیٰ کھر صاحب کے وقت میں کسی کو ہمت نہ تھی کہ وہ جا کر ان کی پڑتال کرے ۔

جناب والا ہماری جماعت ایک انقلابی جماعت ہے ۔ خوش قسمتی سے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب علامہ اقبال کے مداح ہیں ۔ ایک ریزولیوشن ربا کے خلاف پیش ہوا تھا ۔ کمیونسٹ ممالک میں سٹیٹ لرننگ یا کسی کام میں سود نہیں لیا جاتا ہے ۔ میں تھوڑی بہت اکنامکس بھی جانتا ہوں ۔ سٹیٹ بنک کے قرضے سے اگر آپ چینی اور گیہوں خریدیں تو وہ سونے کے برابر پڑتی ہیں ، حالانکہ سونا کھایا نہیں جا سکتا جب کہ گیہوں لوگوں کو صحت اور توانائی

دے سکتی ہے ۔ اگر اس کی بجائے آپ سنٹرل گورنمنٹ سے التجاء کریں کہ سٹیٹ بنک بلا سود قرضہ دے اور جب ہم یہ خوراک اور اجناس بیچ دیں تو وہ واپس کر دیں اس طرح سے inflanation نہیں ہوگی اور اتنا خرچ بھی نہیں بڑھے گا ۔ تقریباً 13 فیصد سود بنک لے لیتے ہیں ۔ پتا نہیں کہ گورنمنٹ سے کتنا لیتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ہمیں Capitalistic system, ways and means سے ایڈوانسز کا سلسلہ نہیں چلانا چاہیے جو کہ انگلینڈ میں ہے اور اس پر گورنمنٹ بھی آج کل دس بارہ فیصد دیتی ہے پہلے تو 4,3 فیصد ہوا کرتا تھا ۔ کوئی وجہ نہیں ۔ اگر سنٹرل گورنمنٹ سے وصولی میں تاخیر ہوتی ہے تو اس پر بلا قرضہ مل سکتا ہے ۔ وہ نوٹ واپس چلے جائیں گے ۔ اس طرح سے بہت کم رقم ہوگی ۔

جناب والا ۔ میں اب خاص طور پر خوراک کی طرف آتا ہوں ۔ کچھ تھوڑا بہت تجربہ رکھتا ہوں ۔ میں آپ کے گوش گزار کروں گا ۔ میں 1944 سے 1954 تک ڈائریکٹر جنرل فوڈ رہا ہوں ۔ مجھے دکھ ہے کہ ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ 12 روپے من کے حساب سے گندم ملتی تھی اور اسی حساب سے ہم جنگ کے دوران بھی لوگوں کو گندم مہیا کرتے تھے ۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ بجٹ میں 50 سے 90 روپے تک صرف کرایہ وغیرہ incidental charges اور باربرداری کا خرچہ ہوتا ہے ۔ اس میں سود کی رقم بھی شامل ہے ۔ میں یہ التجاء کروں گا کہ آپ سٹیٹ بنک سے بلا سود رقم لیں ۔ کمرشل بنک سے نہ لیں ۔ ان incidental margins کے لیے آپ ایکسپرٹس کی کمیٹی بٹھائیں ۔ فوڈ کے بہت سے تجربہ کار ایکسپرٹس موجود ہیں ، مثلاً مسٹر آئی ۔ یو ۔ خان ، مسٹر اکرام الحق اور دیگر بہت شمار لوگ ، مسٹر غیاث الدین احمد وغیرہ ان لوگوں کی ایک کمیٹی بنائیں جو incidental margin کو کم کردے ۔ ہمارے وقت میں ایک روپیہ فی من margin آٹے کا ہوتا تھا ۔ آج کل خدا معلوم تین روپے ہے یا کتنا ہے ۔ اس کو بھی دیکھیں کہ کوئی justification ہے تاکہ لوگوں کو آٹا سستا ملے ، خزانہ پر ضمنی بجٹ کا بوجھ نہ ہو اور سودی اخراجات کا بوجھ کم کیا جا سکے ۔

جناب والا ۔ اسی طرح سے بہت امید دلائی گئی تھی کہ رورل سپلائی کارپوریشن بنے گی ، کوآپریٹو کارپوریشن بنے گی اور لوگوں کو چیزیں سستی

ملیں گی - پہلے زمینداروں کو فوڈ ایجنسی اور ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ سے جو بیج ملتے تھے اس میں یہ تھا کہ سودی قرضہ نہیں دیا جاتا تھا - کھاد باہر سے درآمد ہوتی تھی - یہاں بہت کم ہوتی تھی - مگر اب اس پر بھی 13 فیصد سود وغیرہ ہے اور بنک کا نظام ہے - اس کو بھی دیکھیں کہ جب وہ فصل فروخت ہو اس وقت ان کو interest free ملنی چاہیے جیسا کہ کمیونسٹ ملکوں میں ہوتا ہے - یہ اسلامی ملک ہے - ربا کے سلسلے میں ہی کہا گیا ہے - "حرب من اللہ و رسولہ" اس پر مہربانی کر کے توجہ فرمائیں -

جناب عالی ! میں چھوٹی سی اور گزارش کروں گا کہ لشاری صاحب پر مجھے بہت افسوس ہے - بہت نیک نیت انسان ہیں - نیک نفس آدمی ہیں - مگر وہ کیا کریں - ایسے آدمی ان کے محکمے میں بھرتی کر دیے گئے ہیں جو دنیا کو لوٹ رہے ہیں - ابھی ہمارے ضلع میں راجنپور میں گندم کا ریٹ 30 روپے فی من ہے - جام پور میں 32 روپے اور ڈیرہ غازی خان کی منڈی میں 33/32 روپے فی من ہے - زمیندار سے فوڈ انسپکٹر گندم نہیں لیتے بلکہ 3 روپے فی بوری یا 2 روپے فی من وصول کر کے آڑھتیوں سے لیتے ہیں - زمیندار اس بارے میں کیا کریں - میں یہ وزیر خوراک کے نوٹس میں لے آیا ہوں - انہوں نے کہا کہ تحریری طور پر دو - مگر اس کے باوجود کل تک یہی پوزیشن تھی کہ گندم 30 روپے من تھی - قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو دسمبر 1974ء میں تشریف لائے تھے - انہوں نے کہا تھا کہ اس وقت قیمت خرید 38 روپے ہوگی اب تو مزید مہنگائی ہو گئی ہے -

سردار صغیر احمد - جناب والا - گندم کی سرکاری قیمت خرید 37 روپے فی من مقرر ہے -

مسٹر سپیکر - نہیں وہ کچھ اور بات کر رہے ہیں - وہ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے آفیشل/آفیسر زمیندار سے گندم نہیں لے رہے ، اس لیے اس کی قیمت گر رہی ہے - زمیندار کو پہلے منڈی میں بیچنی پڑتی ہے - وہاں پر وہ سستی بیچتا ہے اور پھر آڑھتی فائدہ اٹھا کر 37 روپے من آگے دیتا ہے - بیچ میں سٹاف کی کمشن ہے -

He is making a different point. That is a different thing.

سردار صغیر احمد - جناب والا - یہ بات غلط ہے - سردار صاحب ہاں

خود ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے ڈیرہ غازیخان نہیں گئے - انہیں کیا معلوم کہ وہاں گندم کا کیا ریٹ ہے -

مسٹر سپیکر - آپ ان کو interrupt نہ کریں - Allocated time گزر جائے گا -

It is a matter of fact. But this is the point he is trying to make out.

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری - جناب والا - 38 روپے cost of production تھی اگر ان کو اس سے کم قیمت ملی تو وہ اگلے سال اتنا رقبہ کاشت نہیں کریں گے - ابھی ذکر ہوا کہ کپاس کی پیداوار کم ہے - کیوں کم ہے ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے 64 روپے سے 90 روپے فی من تھی - اسی ایوان میں ہم نے ایسوسی ایشن کی طرف سے یہ درخواست کی تھی کہ کم سے کم 100 روپے فی من مقرر کریں - مگر ایسا نہیں کیا گیا ، اس لیے پیداوار کم ہوئی ہے - اس کے علاوہ deltapine وغیرہ کا ذکر ہے ہمارے ضلع میں سیلاب اور locust آئی - 1970ء میں عتیق الرحمان صاحب نے کہا تھا کہ ہم اس کو نیست و نابود کر دیں گے - دسمبر 1974ء میں جناب محمد حنیف رامے صاحب نے کہا تھا کہ ہم اس کو نیست و نابود کر دیں گے - لیکن یہ نہیں ہوا - شکر ہے کہ دس میل کا دریا ، دریائے سندھ ، درمیان واقع ہے - اور اگر وہ دریا نہ ہوتا تو وہ اس طرف آ جاتی اور پنجاب میں کپاس کی پیداوار تباہ ہو جاتی - اس لیے میں یہ التجا کروں گا کہ اس کا انسداد کیا جائے - جناب میں اس سلسلے میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں میرے ضلع میں ایک ایسا فلڈ آیا - -

مسٹر سپیکر - آپ اس کے بارے میں جنرل بجٹ پر کہہ دیں -

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری - جناب والا - دو اصل باتیں ہیں - جو ضمنی بجٹ میں ضروری ہیں - ایک جو وہاں پر فلڈ سے نقصان ہوا - ہمارے وزیر خزانہ صاحب بنفس نفیس وہاں تشریف لے گئے انہوں نے ہماری betterment کے لیے ایک لاکھ روپے کی رقم اپریل میں منظور کی تھی جو اس وقت تک نہیں ملی - اگر بلڈوزر کے لیے رقم اب بھی نہ ملی تو کیا کرایا کام ختم ہو جائے گا - میں نے ضمنی بجٹ کے دوران بھی ان کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی -

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنی تقریر کو مختصر کیجیے ۔ آپ نے تو پوائنٹ آوٹ کرنے کی بجائے اس کو violate کرنا شروع کر دیا ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ ہم سے بلڈوزر کا کرایہ 98 روپے فی گھنٹہ وصول کرنا چاہتے ہیں ، جبکہ دوسروں سے 45 روپے فی گھنٹہ بھی وصول کیا جاتا ہے اور مختلف زمینداروں کے لیے 45 روپے بھی رکھے ہیں میں درخواست کروں گا کہ اس کے بارے میں ابھی آرڈر ہو جائیں اور اس کو 30 روپے فی گھنٹہ کر دیا جائے ۔ تونسہ شریف میں یہی کام 19 روپے فی گھنٹہ میں ہوا تھا ۔ اس کے بارے میں درخواستیں دی جا رہی ہیں اور موسم جا رہا ہے ، اس لیے مہربانی کرکے اس پر آپ غور کریں ۔ باقی میں جنرل بحث پر عرض کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ آج ضمنی بجٹ پر بحث کا دوسرا دن ہے ۔ میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے اور میں اپنے اس شریف اور قابل وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا اور اچھا کام کرکے اچھا کام [illegible] کرنا سب سے بڑی اچھائی ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ اس [illegible] آئینی تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد کافی چیزوں پر پیسہ خرچ کیا ہے اور خاص [illegible] مرلہ سکیم قابل ذکر ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ مکینوں کو اور چھوٹے سزدور پیشہ لوگوں اور کسانوں کو غلامی سے نجات دلانا بہت بڑا کارنامہ ہے اور اس کے لیے جو رقم ضمنی بجٹ میں رکھی گئی ہے ، اس پر [illegible] خزانہ صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں ۔

جناب والا ۔ یہاں پر اپوزیشن کی طرف سے بہت باتیں ہوئی ہیں ۔ میں ان کا بہت تھوڑے سے وقت میں فرداً فرداً جواب دیتا ہوں ۔ سابق وزیر زراعت نے کہا کہ ٹیکسٹائل ملیں بند ہو رہی ہیں ۔ میں ان سے پوچھوں گا کہ کیا یہ بھی حکومت کا قصور ہے ؟ ہم تو چاہتے ہیں کہ پرمٹ لو ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں سرمایہ دو تاکہ ہم ملیں لگائیں ، ہم کہتے ہیں کہ سرمایہ لو اور لگاؤ ملیں ۔ وہ ہم سے وعدہ لیتے ہیں کہ آپ اسے قومی تحویل میں نہیں لیں گے ، تو ہم کہتے ہیں کہ بھئی نہیں لیں گے ، تم لگاؤ ملیں ۔ لیکن ایک بات جو وہ کرتے ہیں کہ ہمیں لائسنس بندی اور چھانٹی کا اختیار دو ۔ یہ اختیار ہم کبھی نہیں دے

سکتے ہم مزدوروں کے ساتھ ہیں اور ان کے ساتھ رہیں گے ۔ اگر وہ ٹیکسٹائل ملیں بند کیے رہے ہیں تو اس کے کون ذمہ دار ہیں؟ اس کے وہی سرمایہ دار ذمہ دار ہیں جو اپنی پونجی باہر کے ملکوں کو بھیج رہے ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ یہاں پر مزدور کام کریں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہاں کا غریب اور محنت کش طبقہ کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے ۔

دوسرے انہوں نے کپاس کی قیمت کا موازنہ کیا ہے ۔ انہوں نے بتایا ہے کہ غیر ممالک میں کپاس کی قیمت پانچ سو روپے کے قریب ہے اور یہاں پر ہمیں تین سو روپے فی من دیے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہوں گا کہ مائی ڈیر خاکوانی صوبائی حکومت کی نظر میں آپ جیسے گورے چٹے نواب نہیں غریب لوگ بھی ہیں ، مزدور بھی ہیں ، محنت کش بھی ہیں ، کسان بھی ہیں اور طالب علم بھی ہیں ۔ اگر حکومت اس کی قیمت بڑھائے تو اس کا مارا بوجھ صارفین پر ہوتا ہے ، کیونکہ اس سے کپڑا بنتا ہے ، اس سے تیل نکالا جاتا ہے اور تیل سے مصنوعات بنتی ہیں ۔ اس سے زیادہ تر غریب لوگوں کو استفادہ حاصل کرنا ہوتا ہے ۔ اس سے صرف بڑے زمینداروں یا بڑے جاگیرداروں کو فائدہ حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ غریب لوگوں کو فائدہ حاصل کرنا ہوتا ہے اور حکومت دیکھ رہی ہے کہ اس میں غریب لوگوں کا کتنا فائدہ ہے ۔ غیر ممالک بڑی آمدنی والے علاقے ہیں یہاں پر چھوٹے آمدنی والے اور غریب لوگ بستے ہیں ۔ یہاں حکومت نے دیکھنا ہے کہ ہم کپاس کی قیمت کتنی مقرر کریں کہ زمیندار کو بھی فائدہ ہو اور صارفین کو بھی ۔ اس میں یہ نہیں کہ اتنی بڑی قیمت رکھ دیں کہ صارفین پر اتنا بڑا بوجھ پڑ جائے کہ وہ اس قابل ہی نہ رہیں کہ وہ اس بوجھ کو برداشت کر سکیں ۔

تیسری بات انہوں نے گندم کے متعلق کی ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ کو یہ بھی پتا نہیں کہ یہ بیج کیسا ہے اور کہاں سے منگایا گیا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حکومت نااہل ہے ۔ میں سابق وزیر موصوف کو یہ کہوں گا کہ نااہل تو آپ تھے جنہوں نے یاکورا کا بیج منگوایا تھا ۔ جناب والا ۔ میں ایک کسان کا بیٹا ہوں اور یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ یہ جو یاکورا کا بیج منگوایا گیا ہے اس کے لیے یہاں کی آب و ہوا ٹھیک نہیں اور یہ سابق وزیر زراعت کو معلوم نہ تھا ۔ اور پھر وہ دوائیاں بھی منگوائی گئیں جو اس

بیج کے لیے بہت ضروری تھیں ۔ اگر کچھ دوائیاں وغیرہ منگوائی بھی گئیں ، تو جیسا کہ سردار صغیر صاحب نے کہا ہے ، ان سے ایک چوہا یا ٹیلا یا سولڈی وغیرہ بھی نہیں مر سکی ۔ تو یہ ان کی اپنی نااہلی تھی انہیں کیا پتا تھا ۔ یہ تو ویسے ہی وزیر زراعت بن گئے ۔ اگر کسی کسان سے مشورہ لیا جاتا جو 24 گھنٹے دھوپ میں کام کرتا ہے اور جاڑے کی سردیوں میں کام کرتا ہے تو پھر یہ بات ہوتی ۔ یہ ان کو یاد ہوگا کہ انہوں نے بلند بانگ دعوے کیے تھے کہ اتنے لاکھ ٹن گندم ہوگی لیکن اتنی گندم نہ ہوئی ۔ انہوں نے گندم اکٹھی کرنے کے لیے مزدوروں کو پیٹا ، چھوٹے زمینداروں کو پیٹا لیکن پھر بھی وہ اپنا حساب پورا نہ کر سکے ۔ اب جو وزیر اعلیٰ آئے ہیں وہ بلند بانگ دعوے نہیں کرتے ۔ جب گندم آئے گی تو یہ پھر بتائیں گے کہ اتنی گندم پیدا ہوگی ۔ چونکہ انہوں نے کنٹرول کیا ہے اور شروع ہی سے وہ ادویات منگوا کر دی ہیں اور وہ بیج جو یہاں پیدا ہوا تھا دبا ہے اور آج گندم کی یہ حالت ہے کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ اتنی زیادہ ہوئی ہے کہ یہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا ۔

جناب والا ۔ انہوں نے چوتھی بات یہ کی تھی کہ کپاس کی پیداوار کم ہوئی ہے ۔ 15 جولائی کو وہ کابینہ سے مستعفی ہوئے ۔ میں خود کپاس کاشت کر کے آیا ہوں اور اس پر میں نے چار دن لگائے ہیں ۔ کوئی بھی ایسا زمیندار نہیں جو 15 جولائی سے پہلے کپاس نہ بیج چکا ہو ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وزیر اعظم صاحب ملتان میں ایک میٹنگ میں آئے اور وہاں پر سب دوست بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے انہیں علیحدہ بلایا اور کہا کہ بھئی بات سنو ، تم زراعت کے بہت بڑے ماہر بنتے ہو تو اس کے لیے ہمیں discuss کرنا چاہیے کافی دیر تک ڈسکشن ہوتی رہی ۔ اس کے بعد وزیر اعظم صاحب نے کہا کہ اپنے deltapine لوہر آؤ اور اسی دن ڈیلٹا پائن نام رکھا گیا اور اسی دن ڈیلٹا پائن کو وزیر بنا دیا گیا ۔ اس میں بھی جو قصور تھا ، وہ ان کا اپنا تھا اس میں دوسری حکومتوں کا کیا قصور ہو سکتا ہے ۔ نہ یہ ڈیلٹا پائن گندی ادویات وغیرہ منگواتے اور نہ یہ اس طرح کی باتیں کرتے کہ ان پر کوئی دھیان نہیں دیا گیا ۔ آخر وہی بات ہوئی کہ فصل کم ہوئی اور اس کا خمیازہ آئندہ آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑا ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں اپنے چند مسائل کی طرف آتا ہوں ۔ میں اپنی حکومت سے خوش ہوں کہ میری تحصیل میلسی میں بہت زیادہ کام ہوئے ہیں اور تعلیم پر ہر جگہ اتنے پیسے خرچ کیے گئے ہیں کہ کبھی ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا ۔ کبھی ہمارے مزدور یہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ ہمارے دیہات میں کوئی ڈسپنسری ہوگی ۔ ان سب چیزوں میں ایک اپیل کروں گا کہ میلسی میں کوئی کالونی نہیں جس کی اشد ضرورت ہے ۔ کیونکہ میلسی بہت بڑے جاگیرداروں کی سٹیٹ ہے اور وہاں پر سرکار کی کوئی زمین نہیں ۔ وہاں کے جاگیردار اپنی اس زمین کو لاکھ روپے فی مرلہ کے حساب سے بھی بیچنے کو تیار نہیں اور وہاں پر غریب لوگ آج تک اسی طرح لنگے پڑے ہیں ۔ میں اپیل کروں گا کہ جہاں دوسری جگہوں پر کالونیاں بنائی جا رہی ہیں ان سے پہلے اس کی طرف توجہ دی جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک مختار احمد اعوان ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ جناب سپیکر ۔ آج اس معزز ایوان میں ضمنی بجٹ پر بحث کی جا رہی ہے ۔ میں بہت سی باتیں کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ حزب اختلاف نے بجٹ پر بحث کے دوران بہت سی باتیں کیں ۔ ہم نے وہ باتیں سنیں اور بغیر کسی مداخلت کے ان کے نوٹس لیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا privilege ہے کہ میں ان کی باتوں کا جواب دوں ۔

جناب والا ۔ وہ لوگ جو اپنے آپ کو ترقی پسند کہتے ہیں اور جن کا یہ مطالبہ ہے کہ ایشیا ، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے عوام کی جد و جہد پر سیر حاصل تبصرہ ہو ۔ انہوں نے یہاں ضمنی بجٹ کے دوران subjectivism اور objectivism کی بات کی ہے ۔ میں بڑے ادب سے یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اگر subjective conditions پر بحث کی گئی تو پھر objective conditions کو کوئی بھی اس ملک میں ترقی پسند نہیں سمجھ سکتا ۔ اگر ملک کے معروضی حالات کا تجزیہ کرنے کی اہلیت کوئی ترقی پسند نہیں رکھتا تو اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے آپ کو ترقی پسندوں کی فہرست میں شمار کروائے ۔ حضور والا ۔ انہوں نے ہمارے وزیر خزانہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو تلقین کی کہ وہ subjectivism کا شکار ہیں ۔ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ ضمنی بجٹ جو یہاں پیش کیا گیا ہے اور جتنے بھی اخراجات اس پر اس کی

منظوری سے پہلے خرچ کیے گئے وہ کہاں پر خرچ کیے گئے ۔ جب ان اخراجات اور مطالبات زر پر تنقید کی گئی ہے تو ہمارے دوستوں نے کہا کہ اس ملک میں سامراجی طور طریقوں کو اپنایا جا رہا ہے اور سامراجی ہتھکنڈوں سے کھیلا جا رہا ہے اور یہاں پر صحیح بات نہیں کہی جاتی ۔ حضور والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ماضی کے ارباب دانش کی دانش کو اس ملک پاکستان میں کسی نے چیلنج کیا ہے تو وہ صرف اور صرف جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب اور پیپلز پارٹی کے کارکن تھے جنہوں نے ان نام نہاد دانشوروں کی دانش کو چیلنج کرتے ہوئے یہ کہا کہ صحیح دانش صرف اور صرف ملک کے 95 فی صد غریبوں کے پاس ہے ۔ یہ ان غریبوں کے پاس ہے جو کھیت میں خود کام کرتے ہیں اور وہ دانشور کبھی نہیں ہو سکتے ، جو absentee land lord ہیں ۔ جو گلبرگ کے بنگلوں میں بیٹھتے ہیں ۔ جہاں پر وہ دانشمندانہ بحثیں اور باتیں کرتے ہیں ۔ لیکن ان کے علم میں کوئی ایسی بات نہیں کہ دور دراز اضلاع میں جہاں کھیت میں کسان کام کرتا ہے وہاں objective condition نہیں کہ وہ کسان کن حالات میں کام کر رہا ہے اور اصلی دانش کا فوارہ کہاں سے پھوٹتا ہے ۔ حضور والا ۔ نام نہاد دانشور یہاں پر بھی بحث پیش کرتے رہے ، جن کی دانش محدود تھی ، جو اپنے آپ کو دانشوروں کی لسٹ میں لکھواتے رہے ۔ لیکن انہوں نے کوشش کی کہ پنجاب کے تمام جاگیرداروں کو یکجا اور اکٹھا کر دیا جائے اور پاکستان پیپلز پارٹی کو sabotage کیا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی دانش فیل ہو گئی ہے ۔ اگر دانش کامیاب ہوئی ہے تو ان غریبوں اور مفلوک الحال لوگوں کی ہوئی ہے جن کے بارے میں اسی صدی کے عظیم انقلابی رہنما چیئرمین جناب ماؤزے تنگ نے کہا کہ اصل wisdom غریبوں کی wisdom ہوا کرتی ہے ۔ اصل wisdom غریب عوام کی ہوا کرتی ہے ۔ ایسی wisdom کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ جناب والا ۔ یہی ایک اصول تھا جس کے تابع یہاں پر جد و جہد شروع کی گئی اور جناب ذوالفقار علی بھٹو ، جو پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بھی ہیں ، انہوں نے سب سے قریبی رابطہ اس ملک کے غریبوں کے ساتھ قائم کر کے ان کے مسائل معلوم کیے اور مسائل کو حل کرنے کے لیے کوششیں کیں ۔ میں نہیں کہتا کہ تمام مسائل حل ہو چکے ہیں ۔ لیکن جو مسائل حل کیے گیے ہیں ، وہ غریبوں کی دانش کو سامنے رکھ کر کیے گئے ہیں ۔ اب پنجاب کے معزز وزیر خزانے بالکل انہیں کی تائید

کرتے ہوئے 22 کروڑ 12 لاکھ روپے صرف کیے ۔ حضور والا ۔ وہ رقم کہاں خرچ کی گئی ہے ؟ وہ رقم اس طرح خرچ کی گئی ہے کہ میونسپل کمیٹیوں کو امداد دی گئی ۔ سیلاب کے نقصانات کی تلافی کی گئی ۔ شوگر ٹارگیٹ جو بڑھ گئے تھے ان پر اخراجات کیے گئے ۔ کیا یہ اخراجات غلط تھے؟ رجعت پسند یہ چاہتے ہیں کہ یہ اخراجات گلبرگ کالونی جیسی بڑی دوسری کالونیاں بنانے پر خرچ ہوتے تو پھر ان کے سینے میں ٹھنڈک پہنچتی ۔ اگر یہ اخراجات صرف اور صرف غریبوں کے مسائل حل کرنے پر صرف کیے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ غریبوں کی دانش کو پنجاب کے وزیر خزانہ نے صحیح صرف کیا ہے ۔

حضور والا ۔ میں یہ بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ بہت تنقید کی گئی اور ضمناً یہ تنقید بھی کی گئی کہ پنجاب میں انتظامیہ کی مشینری مخصوص ہدایات پر عمل کرتی ہے اور وہ دفعہ 144 کو نافذ رکھنے کے لیے کوششیں کر رہی ہے ۔ جناب والا ۔ ایسے حالات آج پنجاب میں ہرگز نہیں ہیں ۔ کیونکہ اگر پنجاب میں اور پورے پاکستان میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہے تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ ایک خاص صوبے کو کوئی خاص ہدایت دی جائے گی ۔ اگر دفعہ 144 کا نفاذ بعض مقامات پر ہے تو اس کا جواز صرف اس لیے تھا کہ غریب ، جو کہ اپنے آپ کو منضبط کر رہے تھے ، جو اپنی زندگی کو regulate کرنا چاہتے ہیں ، جو ایک ڈسپلن کے تابع ہو کر اس ملک میں آج حقوق ملکیت کی بات کر رہے ہیں ، جنہیں حقوق ملکیت دیے جا رہے ہیں ، ان کے اس نظم و ضبط سے اور ان کی آنکھوں سے اٹھتے ہوئے انقلاب کے شعلوں سے گھبرا کر یہ رجعت پسند یہ کوشش کریں گے کہ یہاں پر کوئی افراتفری پھیلا دی جائے ۔ یہاں پر امن قائم نہ رہنے دیا جائے ۔ اگر اس سلسلے میں دفعہ 144 بعض مقامات پر نافذ کی گئی تو خدا کے بندو ۔ یہ لوگ جنہیں صدیوں سے تعلیم سے بے بہرہ رکھا گیا ، جنہیں غیر تعلیم یافتہ اس لیے رکھا گیا کہ ان کی دانش میں مزید اضافہ نہ ہو ۔ وہ آج جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں جد و جہد کر رہے ہیں کہ ان کو منزل مل سکے اور غریبوں کو منزل مل جانا رجعت پسندوں کی تمام تر مراعات کو چھین لیے جانے کا نام ہے ۔ یہ وہ مراعات ہیں جو ماضی میں انہوں نے غریبوں کے حقوق غصب کر کے حاصل کی تھیں ۔ اگر یہ ایک منطقی بات ہے تو پھر کسی صورت میں بھی یہ برداشت نہیں کریں گے کہ صوبہ پنجاب میں افراتفری پھیلا کر غریبوں کو ان

کی منزل تک پہنچنے کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں ۔

حضور والا ۔ میں آخر میں کہوں گا کہ معزز وزیر خزانہ نے یہ ضمنی بجٹ غریبوں کی بھلائی کے لیے پیش کیا ہے ۔ سیلاب کی روک تھام اور کچی آبادیوں کو ٹھیک کرنے پر اخراجات صرف کیے گئے ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کچی آبادیوں کے مکینوں کو حقوق ملکیت دیے ۔ غریب تو اس پورے ملک کے مالک ہیں ۔ پورے ملک کی سیاست کے مالک ہیں ۔ پورے ملک کی معیشت کے مالک ہیں ۔ اگر انہیں یہ حقوق ملکیت کچی آبادیوں کے سلسلے میں دیے جا رہے ہیں تو ہم خداوند تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ انہیں یہ حقیقی حقوق ملکیت جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب امیروں سے چھین کر دلائیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ مطالبات ، جو ڈیمانڈز کی صورت میں یہاں ہاؤس میں put کیے جائیں گے ، یہ ڈیمانڈز نہیں ، غریبوں کے جائز حقوق تھے ۔ میں جناب وزیر خزانہ کو atribute بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ محض مطالبات زر نہ کہیے ، بلکہ غریبوں کے جائز حقوق کہیے ۔ کیونکہ مطالبات تو امیروں کے سامنے ہوا کرتے تھے ۔ اگر عوام کا mandate پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد کے پاس ہے تو پھر غریب عوام کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی زندگی سدھارنے اور انقلاب کی منزل حاصل کرنے کے لیے مطالبات کی نہیں ، حقوق کی بات کریں اور پیارے قائد ان کو تمام حقوق دینے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ 76 - 1975 کا موجودہ ضمنی بجٹ اصولی طور پر ایک گنگا جمنا بجٹ ہے جس میں سابقہ کابینہ کی خوبیوں اور خرابیوں کو اور موجودہ کابینہ کی کامیابیوں اور ناکامیوں کو سمو دیا گیا ہے ۔ وزیر خزانہ ڈاکٹر خالق صاحب گنگا جمنا کے سنگھم کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ وہ سابقہ کابینہ میں بھی سینیر وزیر تھے اور موجودہ کابینہ میں بھی سینیر وزیر کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اس طرح وہ اپنے دونوں کندھوں پر دونوں کابینوں کے اعمال کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں ۔ لازمی ہے کہ یہ ضمنی بجٹ کا ڈھلا ہوا انہی کی گود عاطفت میں زیادہ بہتر اور زیادہ خوبصورت نظر آتا ہے ۔

جناب والا ۔ ضمنی بجٹ عام طور پر ایسے مطالبات زر پر مشتمل ہوتا ہے

جو انتہائی ناگزیر اور ناگہانی اور انجانے اخراجات کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ یہ ضمنی بجٹ ترتیب دیتے وقت ایسا تناسب اور توازن کا برقرار رکھنا ضروری ہوتا ہے جس کے نتیجے میں بجٹ کے اصولی معیار اور اس کے تقاضے کسی طرح مجروح نہ ہوں۔ اس لیے عام طور پر ماہرین اقتصادیات کی رائے یہ ہے کہ ضمنی بجٹ ایک دو فی صد سے زاید اخراجات پر کسی طرح مشتمل نہیں ہونا چاہیے۔ یہ عجیب صورت حال ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت سامنے آئی اور اس نے جہاں زندگی کے دوسرے شعبوں میں مختلف برائیوں اور بدعتوں کو جنم دیا وہاں میزانیے میں بھی ایک نئی بدعت کا آغاز کیا۔ وہ بدعت یہ ہے کہ یہ حکومت سال میں برابر کی بنیاد پر دو سالانہ بجٹ مرتب کرتی ہے اور پہلے ہی بجٹ کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے کہ اپنے عیوب اور بے جواز اخراجات کا کسی نہ کسی طرح کوئی جواز تلاش کیا جائے۔ اس دوہرے بجٹ کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ حکومت اپنے واجد شاہی اللے تللے اور غیر معمولی اخراجات کو کسی نہ کسی طرح عوام کی نظروں سے پوشیدہ رکھ سکیں۔ جو انہوں نے اپنی زندگی کا معمول بنا لیا ہے۔ دوہرے بجٹ کے نتیجے میں انتظامی سطح پر ایک طرف تو انتہا اسراف بیجا کیا جاتا ہے اور دوسری طرف لوگوں کو یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ انتہائی کم وسائل کے ساتھ انتہائی کم اخراجات کے ساتھ معاملات کو زیادہ بہتر بنانے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ان کے سامنے اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو غیرمعمولی اخراجات غیرمعمولی ڈھٹائی کے ساتھ سالانہ بجٹ میں سامنے آ سکتے ہیں، انہیں دو حصوں میں منقسم کر کے لوگوں کو فریب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی جائے۔

جناب والا۔ موجودہ بجٹ اصل اخراجات میں تقریباً 20 فی صد اضافے کی حیثیت رکھتا ہے اور وزیر خزانہ کی پوری تقریر میں اس کا واضح اور مدلل جواز موجود نہیں جس کے پیش نظر وہ اتنے بڑے خطیر اضافے کو کسی طرح بھی صحیح ثابت کر سکیں۔ میرے نزدیک دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ حکومت انتہائی ناقص بجٹ تیار کرنے کی عادی ہو گئی ہے اور بجٹ سازی کے بنیادی اصولوں کو یکسر نظر انداز کر کے ایسے تخمینے سالانہ بنیاد پر تیار کیے جاتے ہیں جو صوبے کے تقاضوں اور مطالبات کو پورا نہیں کرتے، یا دوسری صورت میں یہ حکومت اس قدر فضول خرچ ہو گئی ہے کہ

اپنے ہی بنائے ہوئے سالانہ تخمینوں کو نظر انداز کرکے جب چاہے اور جس صورت میں چاہے اخراجات میں اضافہ کر لیتی ہے اور پھر اس کو ضمنی بجٹ کا نام دے دیتی ہے ۔ دونوں صورتوں میں یہ جرم سنگین حیثیت رکھتے ہیں ۔ دوسری صورت قومی خزانے پر ناروا بوجھ کی حیثیت رکھتی ہے ۔ دوسرا جرم قابل دست اندازی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس بجٹ کی باتی پاتی پر نظر رکھیں اور ہر مطالبۂ زر پر غور و خوض کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار کریں ۔ محض قصیدہ آرائی اور تعریف و توصیف کسی صورت میں بھی اس صوبے کے مسائل کو حل نہیں کر سکتے ۔

جناب والا ۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک طرف ایک ارب 45 کروڑ 64 لاکھ روپے کا ضمنی بجٹ اور اس پر طرفہ ستم یہ کہ یہ دعوے بھی کیے گئے کہ یہ بے انتہا کفایت ، بے انتہا بچت کے ساتھ بڑے بڑے شعبوں میں کمی لاگو کرکے اس نتیجے پر پہنچے کہ اس کو ایک ارب 43 کروڑ کی حد تک محدود رکھیں ۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کفایت کے ساتھ ایک ارب 43 کروڑ کا بجٹ پیش کیا ہے ۔ اگر یہ کفایت نہ ہوتی تو غالباً یہ رقم اصل بجٹ سے بھی بڑھ جاتی ۔ اگر یہ کفایت کہی جا سکتی ہے تو آخر اسراف کس بلا کا نام ہے ؟ آخر ہم کس طور پر یہ کہہ سکتے کہ یہ حکومت صرف لفظوں اور وعدوں کی حد تک مفادات کی دعویدار ہے ؟ یہ تو روزمرہ کا معمول ہے ۔ عوام کی خون پسینے کی کمائی سے ضمنی بجٹ ایک ارب 43 کروڑ تک کی حد پہنچا دیا گیا ۔

جناب والا ۔ اس بجٹ میں دو بڑے بڑے عنصر ہیں جہاں زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کی گئی ۔ گندم اور چینی کی اجارہ داری کی تجارت اور دوسرے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ، میں گندم کی تجارت پر اپنی تخفیف زر کے دوران اظہار خیال کروں گا لیکن جہاں تک ایل ۔ ڈی ۔ اے کا تعلق ہے، آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ اس ضمنی بجٹ میں ساڑھے پندرہ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ اس اعتبار سے اصل میں یہ ایل ۔ ڈی ۔ اے کا بجٹ ہے جس کو ہم سے منظور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ لاہور کی خوبصورتی کے نام پر پنجاب کے صوبے پر اس قدر ناروا بوجھ ڈال دیا گیا ہے کہ ہم کسی صورت میں اس پر اتفاق نہیں کر سکتے ۔ لاہور کی خوبصورتی اپنی جگہ پر نہایت ضروری ہے ۔ لیکن پنجاب کی بدصورتی کو لاہور کی خوبصورتی کے بدلے قبول نہیں کیا جا

سکتا۔ پھر یہ بھی تو دیکھیے کہ کتنے مہینوں سے یہ کام جاری ہے۔ لیکن لاہور کے حسن میں کوئی نمایاں اضافہ نظر نہیں آ سکا۔ سوائے اس کے کہ چند قمقمے، ادھڑی ہوئی سڑکیں اور چند گلاب کے دستے ہیں چند بڑی بڑی سڑکوں پر نظر آتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اگر وہ پنجاب کی نمائندگی کرتے ہیں تو لاہور کے علاوہ پنجاب کے ان پسماندہ علاقوں پر بھی یکساں طور پر توجہ کرنا ہوگی جو سینکڑوں سال سے پسماندگی اور بدحالی کا شکار چلے آ رہے ہیں۔

جناب والا۔ تعلیم کا شعبہ نہایت اہم ہے اور اس پر خاص رقم سالانہ بجٹ میں رکھی گئی ہے۔ لیکن یہ رقم کھوئے سکے کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کو سن کر تعجب ہوگا کہ چار کروڑ کی رقم اسی مہینے ریلیز کی گئی ہے جس کا مقصد سائنسی سامان، کتابیں اور فرنیچر حاصل کرنا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ حکم بھی جاری کر دیا گیا ہے کہ تمام رقم 30 جون تک خرچ کر لی جائے۔ مجھے بتایا جائے کہ آخر وہ کون سا الہ دین کا چراغ ہے، وہ کون سا منتر ہے، جس کے ذریعے فرنیچر کی اتنی بڑی تعداد کی سپلائی 30 جون سے پہلے ہو سکے گی۔ سکولوں اور کالجوں کی ضرورت اتنی جلدی پوری نہیں ہو سکتی۔ وہ رقم lapse ہو جائے گی اور اس کا بڑا حصہ خرد برد ہو جائے گا۔ میں وزیر خزانہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر وہ کیا محرکات ہیں کہ سارا سال اس رقم پر سانپ کی طرح بیٹھنے کے بعد جون کے آخری مہینے میں اس کو release کیا گیا ہے؟ کیا محض اس لیے کہ جو رقم لوگوں کو دکھانے کے لیے آپ نے بجٹ میں رکھی ہے، اسے اصل میں خرچ کرنا آپ کا مقصد نہیں؟

مسٹر سپیکر۔ راؤ محمد افضل۔

سید قابش الوری۔ جناب والا۔ مجھے ایک منٹ اور دیں۔

مسٹر سپیکر۔ اس طرح تو یہ بحث آج ختم نہیں ہو سکے گی۔ اچھا صرف ایک منٹ۔

سید قابش الوری۔ جناب والا۔ میونسپل کمیٹیوں کی امداد بھی ایک اچھا اور مستحسن اقدام ہے اور اس سلسلے میں اس بجٹ میں خطیر خواہ رقم رکھی گئی ہے۔ لیکن مجھے یہ بھی شکایت ہے کہ اس میں تناسب، توازن

اور استحقاق برقرار نہیں رکھا گیا ۔ لاہور اور ملتان ، چونکہ سابق وزیر اعلیٰ لاہور سے تعلق رکھتے تھے اور موجودہ وزیر اعلیٰ ملتان سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے صرف ملتان شہر کے لیے ایک کروڑ روپیہ دیا گیا ہے ۔

Mr. Speaker : I don't think that he represents Multan. He is an honourable member from Muzaffargarh. It has never been said that he is an honourable member from Multan.

سید نابش الوری ۔ جناب ۔ میں نے رہنے والے کہا ہے ۔

Mr. Speaker : He represents Muzaffargarh.

سید نابش الوری ۔ میں نے یہی کہا ہے ۔ جب میں وہ کہنا چاہوں گا تو مظفر گڑھ کا بھی نام لوں گا ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ "الدھا بالٹے ریوڑھیاں اپنے اپنوں کو دے" کے مصداق اگر یہ اصول صحیح ہو تب بھی کم از کم بہاولپور ڈویژن کا حق بھی اسی تناسب سے رکھا جانا چاہیے تھا کیونکہ وزیر بلدیات بہاولپور سے تعلق رکھتے ہیں ۔ لیکن بہاولپور شہر کو صرف 10 لاکھ روپے دیے گئے ہیں اور بہاولنگر اور رحیم یار خان کو پانچ پانچ لاکھ روپے دیے گئے ہیں ۔ اسی طرح میانوالی اور دوسرے پسماندہ علاقوں کو بھی پانچ پانچ لاکھ روپے دیے گئے ہیں جب کہ لاہور اور ملتان کے لیے کروڑوں روپے کی رقم خرچ کی جا رہی ہے ۔ یہ کسی طور پر بھی حکومت کی اس پالیسی سے ہم آہنگ نہیں جس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم پسماندہ علاقوں کو زیادہ سے زیادہ مستحق امداد سمجھتے ہیں اور انہیں زیادہ سے زیادہ امداد دیتے ہیں اور انہیں ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پلہ لانے کے لیے کوشاں ہیں ۔ جناب والا ۔ جب تک اس پالیسی کو بدلا نہ جائے گا یا جب تک ہم پسماندہ علاقوں کو ترجیحی بنیاد پر ترقی یافتہ بنانے کے لیے کوشش نہیں کریں گے ، ہماری یہ تمام کوششیں یکطرفہ ہوں گی ، ہماری یہ تمام کوششیں صرف ایک یا دو یا تین شہروں کو خوبصورت بنانے کے لیے ہوں گی ۔ لیکن یاد رکھیے ۔ اگر پنجاب اجتماعی طور پر پسماندہ اور بدصورت ہے تو یہ دو تین شہر اس کی خوبصورتی اور ترقی میں اضافے کا سبب نہیں بن سکتے ۔ ۔ ۔

سپیکر ۔ راؤ محمد افضل ۔

سید نابش الوری ۔ اس لیے میں اس ایوان سے درخواست کروں گا کہ اس

ضمنی بجٹ کو ، جو فضول خرچی اور اسراف بے جا کا شاہکار ہے ، مسترد کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ راؤ محمد افضل خان ۔

راؤ محمد افضل خان ۔ جناب سپیکر ۔ میرے دوستوں نے ابھی ضمنی بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے زراعت کے متعلق بڑے پرزور الفاظ میں یہ کہا ہے کہ تمام روپیہ ضائع کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا گیا کہ کاشتکار کو فائدہ پہنچے ۔ میں اس امر کا عینی شاہد ہوں کہ ان کے دور وزارت میں میں بارہا ان کے پاس گیا کہ وہ کوئی ایسی منصوبہ بندی فرمائیں جس سے کاشتکار اور زمیندار کو فائدہ پہنچ سکے ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میں آپ کو ایک ایک چیز گن کر بتاؤں گا کہ جس وقت میرے دوست خاکوانی صاحب وزارت کے عہدے پر فائز تھے تو میں ان کے پاس سپرے پمپوں کے لیے گیا اور کہا کہ یہ وقت ہے کہ آپ ایسی پالیسی مرتب کریں کہ اس وقت کاشتکار حکومت سے سپرے پمپ حاصل کر سکیں ۔ کیونکہ ملک کی آب و ہوا بالکل تبدیل ہو چکی ہے اور اب بغیر ادویات کے استعمال کے ہم اپنی فصلوں کو نہیں بچا سکتے ۔ لیکن ہوا یہ کہ کوئی مثبت قدم نہ اٹھایا گیا ۔ بعد ازاں میں بیجوں کے لیے ان کے پاس گیا اور جو وہ اپنے آپ کو ڈیلٹا پائن بیج کے ماہر کہتے ہیں میں نے ان کے لیے درخواست کی کہ ڈیلٹا پائن ۔ 16 جو آپ کاشت کر رہے ہیں ، یہ اس ملک میں فیل ہو چکا ہے ۔ کسی ایسے بیج کا بندوبست کیا جائے جس سے کاشتکار اور زمیندار کو فائدہ ہو سکے اور ہمارے ملک کی پیداوار میں اضافہ ہو سکے ۔ یہ بات میں نے کپاس کی فصل شروع ہونے سے تقریباً دو ماہ پہلے کی ۔ مگر اب ستم ظریفی دیکھیے کہ وزیر موصوف نے ہمیں ڈیلٹا پائن کا بیج دیا اور اس کی قیمت کاشتکار سے اڑھائی ہزار روپیہ فی من وصول کی گئی اور یہ بیج بھی کاشتکار کو 14 جون کو استعمال کے لیے دیا گیا جب کہ ڈیلٹا پائن کی کاشت کا وقت اپریل کے مہینے میں ختم ہو جاتا ہے اور اگر اس کے بعد کاشت کیا جائے تو فی ایکڑ زیادہ جھاڑ نہیں ہوتا ۔ لہذا ایک تو اس کا ریٹ اڑھائی ہزار روپے فی من رکھا گیا ۔ جب اس کے متعلق احتجاج کیا گیا تو مرکزی حکومت نے اس کی قیمت ڈیڑھ ہزار روپیہ فی من مقرر کی ۔

نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ناکام ہوا اور غلط پالیسی کی وجہ سے ہوا اسی طریقے سے 12 جون کو جب میں امریکہ میں تھا تو مجھے یہ پتا چلا کہ پنجاب کے وزیر نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ گندم کا بیج درآمد کیا جائے ۔ میں حیران ہوں کہ آج انہوں نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر یہ کہا ہے کہ موجودہ وزیر زراعت ہوائی جہاز میں ادھر اُدھر پھر رہے ہیں اور روپیہ ضائع کر رہے ہیں ۔ زمیندار کو معاشرے میں پہلی مرتبہ یہ مقام دیا گیا ہے کہ گاؤں گاؤں جا کر اسے یہ بتایا گیا کہ ان کا معاشرے کوئی مقام ہے اور اگر تم زیادہ پیداوار کرو گے تو قابل احترام اور قابل صد ستائش ہو ۔ ورنہ یہ ہوتا رہا ہے کہ میں بارہا ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اتنا روپیہ زمینداروں نے ginners سے لینا ہے مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا ۔ ان سے پیشتر جو وزیر زراعت تھے ، بریگیڈیر صاحب ، انہوں نے ہمیں لکھوکھا روپیہ دلایا مگر یہ صاحب موصوف ایک روپیہ بھی ginners سے مل مالکان سے دلا سکے ۔ اسی طریقے سے تمام وہ بیج جن کی منصوبہ بندی کی گئی ، مجھے اچھی طرح سے علم ہے ، وہ صاحب موصوف نے منگوایا تھا اور وہ تجویز ان کی طرف سے تھی اور ڈیلٹا پائن جو ایک بہترین کوالٹی تھی انہوں نے اس میں منگوا کر ناکام کیا یا کامیاب کیا ، جو کچھ بھی ہوا ان کی وجہ سے ہوا ۔ اب آپ دیکھیں کہ اس وقت جو پالیسی مرتب کی گئی اس کے مطابق ساڑھے نو لاکھ ٹن گندم حکومت خرید چکی ہے ۔ یہ اس امر کا بین ثبوت ہے کہ ایک اچھی پالیسی کی وجہ سے کھاد گاؤں گاؤں زمینداروں کو پہنچائی گئی ، ان کے لیے بیج گاؤں گاؤں پہنچایا گیا اور کپاس کی 14 لاکھ گانٹھوں کی ذمہ داری بھی اس وقت کے صاحب موصوف پر عاید ہوتی ہے جن کو میں نے جا کر بتایا تھا کہ پچھلے سال کپاس کی فصل کا بیج جو آپ نے اکٹھا کیا وہ درست نہیں ۔ لہٰذا دوسرے بیج کا بندوبست کیا جائے مگر انہوں ایک نہ سنی اور کاشتکار بازاروں سے لے کر گندم بیج کاشت کرتے رہے ۔ اس وقت جو پیمائی کرائی ، جو ہم نے مئی اور جون میں کاشت کی تھی ، اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ 14 لاکھ گانٹھیں کم ہو گئیں ۔ اب جو منصوبہ بندی کی گئی ہے اور جو اچھا بیج سپلائی کیا جا رہا ہے ، محنت کی جا رہی ہے ، گاؤں گاؤں اور شہر شہر جا کر کاشتکاروں کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ اس طریقے سے کاشت کرو ، یہ بیماری ہے ، ہر وقت ریڈیو پر یہ بتایا جاتا ہے کہ کس طریقے سے آپ کاشت کر سکتے ہیں ، میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ جس طریقے سے

یہ کام ہو رہا ہے اس سال 15 لاکھ ٹن گندم پیدا ہوگی ۔ جس طریقے سے زمیندار دوبارہ کاشت کر رہے ہیں کیونکہ اس حکومت نے پہلی بار ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اور انشاءاللہ زمیندار اس سال 42 لاکھ گانٹھیں پیدا کرکے دیں گے ۔ یہ کہہ دینا تو آسان ہے کہ فلاں چیز ضائع ہو رہی ہے ، فلاں ہوائی جہاز پر جا رہا ہے ، لیکن عمل کرکے دکھانا مشکل ہے ۔ وہ تو یہ بھی نہیں کر سکے کہ جو بیج زمیندار کو صرف 100 روپیہ من کے حساب سے میسر آنا تھا وہ انہوں نے airlift کرا کر اور غلط منصوبہ بندی کرا کر اڑھائی ہزار روپیہ فی من کے حساب سے کاشتکار کو دیا ۔ صحیح معنوں میں وہ مجرم ہیں اور میں تو یہاں تک کہوں گا کہ جو بھی اس وقت ان کے ساتھ شامل تھے ، وہ زمیندار تھے ، یا کوئی اور تھے ، ان کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہیے جس سے آئندہ ملکی اور قومی ضیاع نہ ہو ۔

مسٹر چیئرمین ۔ رائے میاں خان کھرل ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ جناب سپیکر ۔ آج ضمنی بجٹ پر دوسرے دن بحث جاری ہے ۔ میں جناب وزیر خزانہ کو یہ ضمنی بجٹ پیش کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ جب میں نے یہ پڑھا کہ ضمنی بجٹ میں ایک ارب چوالیس کروڑ چوبیسٹھ لاکھ روپے میں سے 1 ارب 21 کروڑ 52 لاکھ روپے صرف مطالبات زر آئینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے پیش کیے گئے ہیں اور فی الواقع جو سرکاری خزانے سے خرچ ہے ، وہ 22 کروڑ 12 لاکھ روپیہ ہے تو میری یہ سوچ تھی کہ اگر پنجاب اسمبلی کی اپوزیشن اپنے بارے میں یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ ذمہ دار اپوزیشن ہے تو وہ اس بجٹ کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتی اور جتنے مطالبات زر ہم نے پیش کیے ہیں ان کی اہمیت ان کی افادیت اور معاشرے میں جن لوگوں کو ان سے فائدہ پہنچا ہے ، اگر ان کے دل میں کچھ بھی ان کے بارے میں خیر خواہی یا بہتری یا فلاح و بہبود یا ہمدردی ہے ، تو وہ اس ضمنی بجٹ کی ہر صورت میں تعریف کریں گے ۔ لیکن جو باتیں کہی گئی ہیں ، اس میں انہوں نے مخالفت ، اعتراض برائے اعتراض اور تنقید برائے تنقید کا رول ادا کیا گیا ہے ۔

اس طرف سے میرے ایک معزز ساتھی نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے

کہ آپ کو پتا نہیں کہ عوام قوت محاسبہ ہیں ۔ انہوں نے احتساب کرنا ہے ، حساب لینا ہے اور اس لیے جو بھی آپ کا عمل ہے ، اسے پوری ذمہ داری سے پیش کریں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ عوام کے ذہن ، ان کے فرائض اور ان کی ذمہ داریوں کا صرف ایک طرف رخ موڑنا اور یہ سمجھانا کہ جو کچھ اپوزیشن کہہ رہی ہے ، وہ حرف بحرف صحیح اور درست ہے یہ ملک اور قوم کے نقصان کی بات ہے ۔ اگر عوام کی بات مدنظر ہے تو پھر آپ کو یہ سوچ پیدا کرنی اور یہ توقع رکھنی ہوگی کہ عوام کو ان کا صحیح حق دینا ہوگا جب اپوزیشن ایسے اعتراض کرتی ہے جن میں وزن نہیں ہوتا ، جن میں حقیقت نہیں ہوتی ، جن میں صحیح بات نہیں ہوتی تو پھر عوام جج کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ انہیں حزب اقتدار کے اعمال اور اس کی پالیسوں کو دیکھنا ہوتا ہے ۔ ملک کی اپوزیشن پر بھی وہ کڑی نظر رکھتے ہیں ۔ اگر اس میں حقیقت اور عوام کی بات ہوتی ہے تو پھر اس کو وزن ملتا ہے ۔ اگر وہ اعتراض برائے اعتراض اور اور مخالفت برائے مخالفت کی بات ہوتی ہے تو عوام بے حس ہو جاتے ہیں ۔ یہ میری ذاتی رائے ہے ۔ اپوزیشن کی جانب سے جو باتیں ہوتی ہیں ۔ ان میں وزن نہیں ہوتا ، ان میں حقیقت نہیں ہوتی ۔ ان میں مخالفت برائے مخالفت کا اصول کار فرما ہوتا ہے ۔ اس لیے میں اپنے عوام کو سلام کرتا ہوں ۔ پاکستان کے عوام دنیا کے کسی ملک سے کسی طرح پیچھے نہیں ۔ وہ اپوزیشن کی باتوں سے بے حسی ضرور برتتے ہیں جب ان کا نوٹس نہیں لیتے ، اور ان کو اہمیت نہیں دیتے اس لیے اپوزیشن کو ذمہ دار رول ادا کرنا چاہیے اور ان کی صحیح طور پر ایک سوچ ہونی چاہیے تھی کہ وہ حکومت کی مدد کرتی اور اس کی پالیسوں پر تعمیری تنقید کرتی جس سے اس صوبے کے عوام کو فائدہ ہوتا ۔ جب وہ رول ادا نہیں کرتی اور ذاتی مفادات کے لیے exploitation کرتی ہے تو عوام یہ سوچتے ہیں کہ ان کی باتوں میں سوائے exploitation تخریب کاری اور غلط راستے پر ڈالنے کے اور کوئی حقیقت نہیں اور ان کی باتوں میں کوئی وزن نہیں آج ہم ہی نہیں ، سارے پنجاب کے عوام گواہ ہیں کہ عوام نے اپوزیشن کی ایسی باتیں سننے سے انکار کر دیا ہے ۔ عوام میں ان کے لیے کوئی جگہ نہیں ۔ کوئی ان کی بات سننے کے لیے تیار نہیں ۔ اگر آج بھی اپوزیشن اپنے فرائض کو پہچان لے اور حقیقت پسندی پر آ جائے اور تعمیری تنقید کرے جس سے صوبے کے عوام کو فائدہ ہو تو بعید نہیں کہ عوام ان کا تخریبی رول بھلا دیں ، پھر

حکومت کو بھی فائدہ ہو سکتا ہے ۔ وہ بھی آخر انسان ہیں ، وہ بھی آخر اسی دنیا میں رہتے ہیں ، وہ اپنی اصلاح کر سکتے ہیں ۔ اگر عوام کے فائدے کی بات ہوگی تو وہ ضرور اس پر کان دھریں گے ۔ اگر وہ سمجھیں گے کہ صرف اقتدار حاصل کرنے کے لیے عوام کو exploitation کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے تو پھر ہم یہ دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ عوام اتنے سادہ نہیں کہ وہ غلط باتوں پر کان دھریں گے اور غلط راہوں پر چل نکلیں گے ۔ اگر یہ فضا پیدا ہوگی تو جمہوریت صحیح پنپ نہیں سکے گی ۔ جو صحیح اپوزیشن ہے وہ یہ کہتی ہے کہ یہ کرنا چاہیے ۔ مگر موجودہ اپوزیشن یہ نہیں سمجھتی کہ اس کے فرائض کیا ہیں اور وہ کیا کر رہی ہے ۔ وہ اپنے فرائض پورے نہیں کرتے اور نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ڈالتے ہیں ۔ وہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے جب تک وہ تعاون نہ کریں ۔ اور ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو نہ ملایا جائے ۔ وہ اجتماعی مسائل کی طرف دھیان کرے اور سوچ سمجھ کر بات کرے ۔ یہ ہمارا فرض ہے ۔ یہ پورا نہ کیا جائے تو نتیجہ یہی ہوگا ۔ جب کوتاہی اور لاپرواہی ہو ، فرض ناشناسی ہو تو پھر کس پر اعتراض کیا جائے ؟ پنجاب کے عوام اتنے نااہل اور ناسمجھ نہیں کہ اپوزیشن کے موجودہ رول کو نہ سمجھ سکیں جس کی وجہ سے عوام اور ملک کو نقصان ہو رہا ہے ۔

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

حضور والا ۔ میں ایک مثال عرض کرتا ہوں ۔ ایک دیہاتی کا ہمیشہ یہ رول تھا ، اس کا یہ شغل اور شوق تھا کہ وہ رات کو ایسے ہی آوازیں نکالنی شروع کر دیتا کہ میرا نقصان ہو گیا ، ڈاکو پڑ گئے ہیں وغیرہ وغیرہ ۔ اور لوگ اس کی آواز سن کر اس جانب بھاگتے تھے کہ یہ آواز اس بات کی متقاضی ہے کہ کوئی بڑا نقصان ہو گیا ہے ۔ لیکن آگے آتے تو وہ آدمی ہنس پڑتا کہ میں نے تو آپ کے ساتھ مذاق کیا ہے ۔ اسی طرح میں اپوزیشن کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اسی طرح آوازیں لگاتی رہی اور عوام کو بے وقوف بناتی رہی اور عوام دیکھتے رہے کہ ان باتوں میں وزن نہیں ، حقیقت نہیں اور واپس لوٹتے رہے تو پھر وہ ان کی باتوں پر کوئی کان نہ دھریں گے ۔

جناب والا ۔ جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے ، اس میں جتنے بھی مطالبات زر پیش کیے گئے ہیں وہ ہماری کمیٹیوں کے لیے ہیں ، وہ غریبوں کے مکانوں کے لیے ہیں ۔ آبپاشی کا نظام ہے ۔ 1947ء کے بعد ہم دیکھ رہے ہیں

کہ اس پر کوئی توجہ نہ دی جاتی تھی ۔ زرعی صوبہ ہونے کی حیثیت سے آبپاشی کا نظام بہتر بنانا انتہائی ناگزیر تھا ۔ آج اس کے لیے جتنی رقم رکھی گئی ہے اس کے بغیر زرعی ترقی نہیں ہو سکتی ۔ جتنے بھی مطالبات زر ہیں وہ نہایت انقلابی طور پر صوبے کے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے ضروری ہیں اور انہیں منظور کرنا چاہیے ۔ اپوزیشن کے مطالبات ناجائز ہیں اور وہ تضیع اوقات کرتے ہیں ۔ اس ایوان میں بیٹھنے پر لمبا چوڑا خرچ پڑتا ہے ۔ اس لیے انہیں دیکھنا چاہیے کہ تضیع اوقات نہ ہو اور تعمیری تنقید کریں ۔ اس کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں ۔ اسلام علیکم ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب صدر ۔ میں بغیر کسی ابتدائی تمہید کے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سال رواں ہماری انتیس سالہ تاریخ میں سیاہ ترین سال ہے ۔ اس لیے کہ اس سال پیپلز پارٹی کے چہرے سے جمہوریت کا پردہ چورا ہے میں اتار کر پھینک دیا گیا ہے اور نیچے سے جو چہرہ برآمد ہوا ہے اس پر صاف اور واضح الفاظ میں "آمریت" لکھا ہوا تھا اور ہر کوئی یہ پڑھ سکتا ہے ۔ یہ آمریت کا چہرہ اسی سال لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا ہے ۔

جناب والا ۔ حلقہ نمبر 6 کا ذکر کیا گیا ہے ۔ حالات کا دھارا اسی سال میں بدلا ہے ۔ اس صوبے کے دو سابق وزرائے اعلیٰ اور بہت سے ممبران صوبائی اسمبلی اور نیشنل اسمبلی پیپلز پارٹی سے علیحدہ ہوئے اور ان میں سے ایک سابق وزیر اعلیٰ نے حلقہ نمبر 6 سے الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا ۔ حکومت کی تمام انتظامی مشینری اس ضمنی انتخاب کو جیتنے کے لیے عمل میں آئی ۔ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کے تمام ذرائع اس حلقے کے انتخاب کو جیتنے کے لیے لگا دیے گئے ۔ لیکن جناب والا ۔ مخالف امیدوار کے انتخابی جلسے میں لاکھوں کی حاضری نے پیپلز پارٹی کی مقبولیت کے ڈھول کا پول کھول دیا اور یہیں سے اس آمریت کی ابتدا ہوئی ۔

جناب والا ۔ یہ کہا گیا کہ حلقہ نمبر 6 کا انتخاب ہمارے لیے پانی پت کی لڑائی کی طرح ہمیشہ یاد رہے گا ، یا جس طرح لینن گراڈ میں جرمن کو شکست کبھی نہیں بھولے گی ، ہمیں بھی نہیں بھولے گی ۔ اس بات کا فیصلہ تو تاریخ کرے گی ۔ لیکن یہ بات بالکل واضح اور عیاں ہے کہ حلقہ نمبر 6 ہی کا

انتخاب تھا جس سے اس بات کا فیصلہ ہوا کہ پیپلز پارٹی اپنے پانچ سالہ دور اقتدار میں رہنے کے بعد عوام کی مقبولیت حاصل کر سکی ہے یا کھو چکی ہے۔ جناب والا۔ اس انتخاب کو جیتنے کے لیے انتخابی جلسے میں سرکاری مشینری کو انتہائی ڈھٹائی سے ننگے طریقے سے استعمال کیا گیا۔ پرامن انتخابی جلسے میں لاٹھی چارج، آنسو گیس اور گولی کا استعمال کیا گیا جس سے درجنوں شہری لقمۂ اجل بنے۔ یہی نہیں تمام وہ سیاسی کارکن جن پر یہ شبہ تک تھا کہ وہ پیپلز پارٹی کے ممبر کی مخالفت کر رہے ہیں، سرکاری مشینری کو حرکت میں لا کر ان کے گھروں میں چھاپے مارے گئے اور ان کو کئی کئی روز تک تھانوں میں رکھ کر ذلیل کیا گیا۔ معاملہ یہیں ختم نہیں ہوا۔ ایڈمنسٹریشن اور اپنے پٹھوؤں کے ذریعے دوسرے اضلاع سے لوگوں کو جعلی ووٹ بھگتانے کے لیے اس حلقے میں لایا گیا اور نہ صرف یہ بلکہ پریذائیڈنگ آفیسرز کے ساتھ جو سلوک اس روز حکومت کے نمائندگان کی طرف سے کیا گیا اس پر کبھی بھی کوئی فخر نہیں کر سکے گا اور اس کی ہمیشہ مذمت کی جاتی رہے گی اور اسے افسوس ناک کہا جائے گا۔

مجھے خوشی ہے کہ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے آج دوسری طرف جانے کے بعد پہلی مرتبہ اپنی پارٹی بدلنے کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ اس کی ضرورت نہ تھی۔ انہوں نے ہمیں یہ سبق دینے کی کوشش کی ہے کہ ہم جمہوریت کے اصول کو سمجھ نہیں سکتے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ جمہوریت کا اصول یہ ہے کہ ہم اس بات کی judgment کریں، حالات کو دیکھیں، لیڈر شپ کو دیکھیں کہ کونسا ایسا راستہ ہے جو ملک کی سلامتی کے لیے مفید ہو سکتا ہے جو رقوم اور صوبے کے مفاد میں ہو سکتا ہے۔ اس کے مطابق آپ اپنا فیصلہ کریں کہ آپ کس پارٹی میں جانا چاہتے ہیں، آپ کس کو support کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا۔ یہی وہ اصول ہے جس کی بنا پر ہم پیپلز پارٹی سے علیحدہ ہوئے ہیں۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں ان لوگوں کا کیا گناہ تھا؟ پیپلز پارٹی سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد حکومت کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انہیں اس جمہوریت کے حق کو استعمال کرنے کی اجازت دی گئی؟ کونسا انہوں نے ایسا منصوبہ بنا لیا تھا؟ کونسا انہوں نے ایسا فعل کیا تھا یا ان سے ایسا فعل سرزد ہو گیا تھا جس سے اس ملک کی سالمیت کو خطرہ لا

حق ہو گیا تھا ؟ میں حاجی سیف اللہ صاحب سے استفسار کروں گا کہ کیا یہ جمہوریت تھی کہ پیپلز پارٹی سے علیحدہ ہونے والے ممبران اسمبلی اور پارلیمنٹ کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کیے گئے ؟ ان کے رشتے داروں کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا گیا ؟ یہی نہیں ، دو ممبران اسمبلی اور کئی کارکنوں کو اغوا کیا گیا جن کے بیوی بچے اور خاندان والے آج تک ان کے where abouts کے متعلق نہیں جانتے ۔ انہیں یہ معلوم تک نہیں کہ آیا وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں؟ یہی وہ جمہوریت تھی جس کی خاطر حاجی سیف اللہ خان صاحب پیپلز پارٹی میں شامل ہو کر یہ سبق دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہمیں جمہوریت کا علم نہ تھا ؟ جناب والا ۔ میں یہ مثال اس لیے دے رہا ہوں کہ ہماری التیس سالہ تاریخ میں یہ سیاہ ترین دور ہے ۔ یعنی اس سال پیپلز پارٹی کی حکومت نے وہ کارنامے سرانجام دیے ہیں اور اس ملک کی تقدیر کو ایک ایسے موڑ پر لا کر کھڑا کیا ہے ، جہاں اس قوم کو قطعاً علم نہیں کہ کیا بنے گا ؟ انہیں اپنی منزل تک معلوم نہیں ۔

کہا جاتا ہے کہ پیپلز پارٹی نے مزدوروں کی اور عوام کی خدمت کی ہے اور اصلاحات نافذ کی ہیں ۔ یہاں دو دن سے اس بات کا ڈھنڈھورا پیٹا جا رہا ہے کہ غریبوں کے لیے پانچ مرلے کی سکیم بنائی گئی ہے ۔ تعلیمی پالیسی پر اتنے اخراجات کیے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا ۔ جب سالانہ بجٹ پر بحث ہو گی تو اس معاملے پر تفصیل سے بات ہو سکے گی ۔ لیکن آج صرف حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اسمبلی کا ریکارڈ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ جو کچھ آج وہ اس ایوان میں فرما رہے ہیں اور جو انہوں نے عذر آج اپنے پارٹی تبدیل کرنے کا پیش کیا ہے وہ ان کے کل کے قول کی نفی نہیں کرتا ؟

جناب سپیکر ۔ نہایت مشکل کام ہے ۔ میں مانتا ہوں کہ جمہوری ملک پسماندہ ممالک اور نو آزاد ممالک میں ہمیشہ یہ کوشش کی جاتی رہی ہے کہ ملک کے جو تین organs ہیں ، ان میں ایک مناسب رشتہ قائم کیا جائے اور ایسا کیا جاتا ہے ۔ اس مناسب رشتے کے بغیر ملک میں جمہوریت قائم نہیں رہتی ۔ وہ رشتہ لیجسلیچر، ایگزیکٹیو اور جوڈیشری کے درمیان ہوتا ہے اور یہ آئین میں ہمیشہ قائم کیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس معاملے پر بحث سے

Jurists کے views موجود ہیں کہ یہ رشتہ صحیح طور پر قائم نہیں رہتا، جب تک ان تینوں organs میں صحیح توازن قائم نہ رہے اور پھر اس ملک میں جمہوریت بھی قائم نہیں رہ سکتی یا اس معاشرے کو ایک جمہوری معاشرہ یا اس آئین کو ایک جمہوری آئین یا اس حکومت کو ایک جمہوری حکومت نہیں کہا جا سکتا۔ جناب والا۔ ہمارے آئین میں یہ بات موجود ہے اور ان تینوں organs کے درمیان ایک رشتہ قائم کیا گیا تھا۔ لیکن ہماری سب سے بڑی بد قسمتی یہی ہے کہ آج ان organs میں وہ رشتہ، وہ توازن موجود نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس پر کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ جوڈیشری اپنے احکامات کی تکمیل انتظامیہ کے ذریعے کروا سکتی ہے اور اگر انتظامیہ اس بات کا تہیہ کر لے کہ وہ جوڈیشری کا وقار قائم نہیں رکھنا چاہتی، یا جوڈیشری کے احکامات کی تکمیل کرنا نہیں چاہتی تو اس کا نتیجہ عملاً یہی ہوگا کہ جوڈیشری اپنا وہ فرض غیر جانبداری اور ایمانداری سے ادا نہیں کر سکے گی۔ جناب والا۔ آج ہمارے ملک میں بعینہٖ یہی صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ آج ہم اس بات پر فخر نہیں کر سکتے کہ ہماری جوڈیشری اور ایگزیکٹیو میں وہ توازن موجود ہے۔ آج ہم اس بات پر فخر نہیں کر سکتے کہ ہماری جوڈیشری اس پوزیشن میں ہے کہ غیر جانبداری سے اپنے فرائض سر انجام دے سکے جو کہ ایک جمہوری معاشرے کے لیے ضروری ہے۔ اب ہم اس پر فخر نہیں کر سکتے کہ ہماری جوڈیشری کا وقار قائم ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ ملک مختار احمد اعوان جو مرضی ہے کہیں لیکن ان objective conditions کو آئین میں تبدیلی لانی چاہیے تھی۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ objective conditions اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی تو پھر بہتر یہی تھا کہ آئین کو تبدیل کیا جاتا۔ جناب والا۔ اسی طرح وہ رشتہ، وہ پوزیشن، اور توازن جو ہماری مقننہ اور ایگزیکٹیو میں موجود ہونا چاہیے وہ موجود نہیں۔ مقننہ کے فرائض ہیں اور وہ فرائض عوامی نمائندگی کی صورت میں ان پر عائد ہوتے ہیں۔ وہ اسی صورت میں ادا کیے جا سکتے ہیں جب وہ بلا خوف و خطر غیر جانبداری اور ایمانداری سے، جیسا کہ انہوں نے حلف لیا ہوا ہے، ادا کر سکتے ہوں۔ لیکن جب ایگزیکٹیو مشینری اس بات کا تہیہ کر لے کہ وہ مقننہ کو لنگڑا لولا کرنا چاہتی ہے تاکہ وہ [illegible] بطور مہرا استعمال کر سکے تو پھر مقننہ اس پوزیشن میں نہیں رہتی کہ [illegible] اپنے

فرائض ایمانداری سے اور غیر جانبداری سے ادا کر سکے ۔ آج ہماری اسمبلی کی بالکل وہی پوزیشن ہے ۔ جیسا کہ میں نے اس سے قبل عرض کیا تھا کہ ہمارے صوبے کے دو سابقہ وزرائے اعلیٰ اور کچھ ممبران اسمبلی پیپلز پارٹی سے علیحدہ ہوئے ، انتظامی مشینری کے ذریعے موجودہ حکومت نے ان کے خلاف جو اقدامات کیے ، حالات کے اس دائرے میں اس بات کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ ہماری مقننہ غیر جانبداری سے اپنے فرائض ادا کر سکتی ہے ۔ میں آج ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کون سا وہ ممبر ہے جو پیپلز پارٹی سے علیحدہ ہوا ہو اور اس کے خلاف انتقامی کارروائی نہ ہوئی ہو ، اس کے ، اس کے رشتے داروں اور اقربا کے خلاف مقدمات قائم نہ ہوئے ہوں کون سا وہ ممبر ہے جس کے اعزا و اقربا کو مالی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کی ہو ؟ جناب سپیکر ۔ اس کے بعد بھی یہ دعویٰ ہے کہ آئین میں جو اختیارات دیے گئے ہیں ہم ان پر یقین رکھتے ہیں ۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ جونہی ان ممبران اسمبلی نے اسی دباؤ کے تحت یا ظلم و ستم نہ سہہ سکنے کی وجہ سے پارٹی میں دوبارہ شامل ہونے کا اعلان کیا تو مقدمات کا کہیں پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گئے ہیں ۔ وہ مقدمات فوراً غائب ہوگئے اور وہ دوبارہ باعزت ممبران اسمبلی بن گئے ۔ ان حالات میں انہیں اس قسم کے دعوے زیب نہیں دیتے ۔ جناب سپیکر ۔ یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے ۔ جس طرح سے اس سارے سال کے دوران واقعات ہوئے وہ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ہم ایک ایسے موڑ پر پہنچ گئے ہیں جہاں ہمیں یہ معلوم ہی نہیں کہ ہماری منزل کون سی ہے ؟ جناب والا ۔ یہی نہیں ۔ اس کے بعد سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی گئی دعویٰ جمہوریت کا ہے ۔ دعویٰ یہ ہے کہ عوام ان کے ساتھ ہیں ۔ یہاں اسی اسمبلی میں کل بھی گورنمنٹ پارٹی کے ممبران کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا اور آج بھی ہمارے دوست نے یہاں کہا ہے کہ اپوزیشن frustrated ہے ۔ اپوزیشن کے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے ۔ اپوزیشن عوام میں مقبول نہیں ۔ اس طرح یہاں یہ بھی کہا گیا ، گو میں میاں منظور احمد موہل صاحب کی باتوں کا جواب دینا نہیں چاہتا تاہم یہ بھی کہا گیا کہ دفعہ 144 کوئی چیز نہیں ۔ عوام کے سامنے یہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی ۔ جناب والا ۔ اگر یہ صحیح ہے کہ اس ملک اور صوبے کے عوام ان کے ساتھ ہیں تو سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عاید کرنے کا مقصد ہماری سمجھ سے بالاتر ہے ۔ جب عوام ان کے

ساتھ ہیں تو پھر سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کس بات کی ہے ؟ اخبارات پر پابندی کس بات کی ہے ؟ ایڈیٹروں کو جیل میں کس لیے بھیجا جا رہا ہے اور یہ خاص ٹریبیونل کس لیے بنائے گئے ہیں ؟ کیا یہ عوام کی حمایت ہے ؟ حقیقت یہ ہے کہ حلقہ نمبر 6 کے الیکشن کے بعد جب انہیں معلوم ہو گیا کہ اس ملک اور صوبے کے عوام ان کے ساتھ نہیں اور جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل رہی ہے تو انہیں یہ ایسے اقدامات کرنے پڑے جو صریحاً جمہوریت کی نفی کرتے تھے اور عارضی طور پر وہ اپنے اقتدار کو سہارا دینا چاہتے تھے ۔

جناب سپیکر ۔ یہ درست ہے کہ وہ اپنے ان انتظامات اور ایڈمنسٹریشن کو استعمال کرنے کی وجہ سے عوام میں مایوسی پھیلانے میں کامیاب ہو گئے ۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ آج اس ملک کا کوئی شہری بھی اس بات کی توقع نہیں رکھتا کہ اس ملک میں آئندہ انتخابات غیر جانبدار ہوں گے ۔ یہی وجہ ہے کہ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کو explanation دینے کی ضرورت دو وجوہات کی بنا پر ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ تمام وہ لوگ جو کسی وقت مسلم لیگ میں تھے ، جب مسلم لیگ کی حکومت تھی ، تمام وہ لوگ ری پبلکن پارٹی میں تھے ، جب ری پبلکن پارٹی کی حکومت تھی ، یہ تمام لوگ کنونشن لیگ میں تھے جب کنونشن لیگ کی حکومت تھی اور وہی سب لوگ آج پیپلز پارٹی میں شامل ہیں اور اپنے ہزاروں ساتھیوں سمیت داخل ہو رہے ہیں ۔ اس لیے نہیں کہ انہیں پیپلز پارٹی سے محبت ہو گئی ہے ، بلکہ صرف اس لیے کہ حکومت کے بغیر وہ رہ نہیں سکتے ۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ایک وقت وہ تھا کہ پیپلزپارٹی کی حکومت بننے کے بعد یہ تمام لوگ پیپلزپارٹی میں شامل ہونا چاہتے تھے اور پیپلز پارٹی انہیں قبول نہ کرتی تھی اور اس کے لیے یہ معاملہ مرکزی کمیٹی میں بھی زیر بحث آیا اور وہاں اس بات کو بھی تسلیم کیا گیا تھا کہ یہ عوام دشمن لوگ ہیں انہی لوگوں کی مخالفت کی بنا پر ہمیں عوام نے ووٹ دیے تھے ، انہی کی کارکردگی اور دھاندلیوں کی وجہ سے لوگوں نے پیپلز پارٹی کو چنا تھا ۔ اب ان عوام دشمن عناصر کو ہم کیسے پیپلز پارٹی میں شامل کر رہے ہیں ؟ انہی کی غلط کارکردگی کی وجہ سے پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی ۔ لیکن حلقہ نمبر 6 میں پیپلز پارٹی کا جو حشر ہوا ، اس سے انہیں معلوم ہو گیا کہ عوام ان کے ساتھ نہیں ہیں ۔ اب خلا کو پر

کرنے کے لیے ان لوگوں کی ضرورت ہے اور آج ہزاروں کی تعداد میں یہ لوگ پیپلز پارٹی میں شامل ہو رہے ہیں ۔ مجھے ہنسی آتی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ہم ان رجعت پسندوں کی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے ۔ میرے بھائی ۔ جن لوگوں کو آپ رجعت پسند کہتے تھے ، وہ تو سب کے سب آج آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں ۔ آپ مجھے بتائیں کہ جن لوگوں کو آپ نے رجعت پسند کہا تھا اور جن کے متعلق آپ نے کہا تھا کہ یہ reactionist ہیں ، جن لوگوں کو آپ نے کہا تھا کہ یہ سرمایہ داروں کے ایجنٹ ہیں ، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں؟ وہ سب آپ کی صفوں میں موجود ہیں ۔ پھر آپ کے منہ سے یہ بات زیب نہیں دیتی کہ ہم رجعت پسندوں کی سازشوں کا مقابلہ کریں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ ہماری یہ بدقسمتی رہی ہے ۔ خاص طور پر پسماندہ ممالک میں عوامی نمائیندگان اور ایگزیکٹیو مشینری کے درمیان ایک توازن قائم کرنا نہایت ہی مشکل اور آسان کام ہے ۔ یہ میں بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میں حکومت میں بھی رہا ہوں اور اپوزیشن میں بھی ، اور میرا ذاتی تجربہ ہے کہ توازن قائم کرنا ایک نہایت ہی مشکل کام بھی اور نہایت ہی آسان کام بھی ۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ کبھی وہ پلڑا سارے کا سارا ایگزیکٹیو مشینری کے پاس رہا ہے اور کبھی سارے کا سارا سیاسی نمائندگان کے پاس چلا گیا ۔ جب کسی حکومت کو ، جو اپنے آپ کو جمہوری حکومت کہلانے کا دعویٰ کرتی ہے ، عوام کی حمایت حاصل نہ رہے تو وہ اس بات پر مجبور ہو جاتی ہے کہ تمام کا تمام پلڑا ایگزیکٹیو کے پاس چلا جاتا ہے ۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آج بالکل یہی پوزیشن ہمارے ملک میں ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب عوام کے نمائیندگان کے خلاف اس ایگزیکٹیو مشینری کو استعمال کیا جائے اور بے دریغ استعمال کیا جائے تو پھر آپ اس ایگزیکٹیو مشینری سے یہ توقع نہیں رکھ سکتے کہ وہ عوام کے نمائندگان کی بات سنے گی ۔ میں جانتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں بیٹھنے والے معزز ممبران کی رائے کیا ہے ۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ آج چند باتوں کی بنا پر وہ اس کا اظہار نہیں کرتے ۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جس نوکر شاہی کے خلاف نفرت کا نعرہ لے کر پیپلز پارٹی برسر اقتدار

آئی ، وہی آج بھی اس ملک پر حکومت کر رہی ہے ۔ لیکن یہ بات بھی بالکل درست نہیں ۔ کیونکہ اس حکومت کے آنے سے پہلے نوکر شاہی کو جو تحفظ حاصل تھا وہ آج حاصل نہیں ۔ جو تحفظ بیوروکریسی کو ہمیشہ اس ملک میں حاصل رہا ہے کہ بلا جواز ، بلا کسی ثبوت اور بغیر اظہار وجوہ کے ملازمت سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا ، آج انہیں وہ حاصل نہیں ۔ اس کے خلاف اور اس کے حق میں بہت سے دلائل دیے جا سکتے ہیں ۔ لیکن میرے نزدیک نہ سو فی صد یہ بات درست ہے کہ انہیں اس قدر تحفظ حاصل ہو کہ انہیں کوئی ہاتھ نہ لگا سکے اور نہ یہ بات درست ہے کہ انہیں اس قدر عدم تحفظ حاصل ہو کہ وہ سٹیٹ کے ملازم ہونے کی بجائے فرد واحد کے ملازم بن کر رہ جائیں ۔ لیکن بدقسمتی سے آج ہمارے ملک اور صوبے میں یہ حالت موجود ہے ۔ اس حکومت میں وہ اپنے آپ کو سٹیٹ کے ملازم محسوس نہیں کرتے ۔ وہ اپنے آپ کو ذاتی ملازم تصور کرتے ہیں ۔ اس لیے ان میں یہ ہمت اور جرأت نہیں کہ حکومت کے ناجائز احکامات کو ماننے سے انکار کر دیں یا ان میں اس بات کی جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ یہ کہیں کہ جناب والا ۔ یہ بات قانونی طور پر جائز نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ آج حکومت آئین کے خلاف اس ایڈمنسٹریشن کو سیاسی مخالفین کو کچلنے کے لیے استعمال کر رہی ہے ۔ آج ہر ضلع کا ڈپٹی کمشنر اور ایس ۔ پی پاکستان پیپلز پارٹی کا پریذیڈنٹ اور سیکرٹری ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے ۔ اگر آپ اس حقیقت سے آنکھیں بند کریں تو یہ آپ کی خوشی ہے ۔ آپ ضرور کریں ۔ آپ کے پاس اخبارات ، ریڈیو اور ٹیلیویژن ہیں ۔ آپ جو چاہیں ، ان ذریعوں سے پروپیگنڈا کریں اور آپ کر بھی رہے ہیں ۔ لیکن آپ یہ مت بھولیں کہ جتنا زیادہ آپ پروپیگنڈا کرتے ہیں ، اس سے آپ کی ساکھ اتنی ہی ختم ہوتی ہے ۔ آج یہ صورت حال آپ کے زیادہ پروپیگنڈا کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے ۔ جب بھی آپ کی تقریر شروع ہوتی ہے لوگ ریڈیو اور ٹیلیویژن کا سوئچ آف کر دیتے ہیں اور یہ بات آپ پسند نہیں کرتے حالانکہ یہ آپ کا تصور ہے ۔ آپ اپنا balance اور stability قائم نہیں رکھ سکتے ، اس لیے کہ آپ اتنے sensitive ہیں کہ جہاں کہیں حکومت کے خلاف کسی نے ذرا سی بھی غیر جانبدارانہ رائے دینے کی کوشش کی گئی ، وہیں پر حکومت کی تلوار ٹوٹ پڑتی ہے ۔

جناب والا ۔ آج اپوزیشن موجود ہے ۔ گو ہمارے وزیر اطلاعات نے یہ

فرمایا تھا کہ یہ حکومت کی قانونی طور پر unfettered discretion ہے کہ وہ جس اخبار کو چاہے اشتہار دے اور جس کو چاہے اشتہار نہ دے۔ جناب والا۔ اخلاق بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ اپنے فعل کو ثابت کرنے کے لیے قانون کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں ہوتی ہیں۔ کیا آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ جس اخبار کے اشتہارات آپ نے بند کیے ہیں، اس سے اس کی circulation میں کوئی کمی آ گئی ہے؟ کیا اس سے اس کی مقبولیت کم ہو گئی ہے؟ کیا وہ اخبار اپوزیشن پر تنقید نہیں کرتا رہا؟ خود مجھ پر تنقید کرتا رہا ہے۔ لیکن اگر چھوٹی سی، نہایت محتاط انداز سے کوئی چیز حکومت کے خلاف ہو تو آپ میں اس کے لیے قوت برداشت ہونی چاہیے۔ لیکن وہ آپ برداشت نہ کر سکے۔ میں آپ کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں بھی آپ کا قصور ہے، ورنہ یہ صورت حال پیدا نہ ہوتی۔ آپ کی ہر بات اخبارات میں چھپتی ہے، ریڈیو اور ٹیلیویژن پر آتی ہے۔ لوگ اسے شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

جناب والا۔ یہ سال، اس لیے بھی ہماری تاریخ کا سیاہ ترین سال ہے کہ اس سال صوبائی حکومت مرکز پر بہت زیادہ depend کرتی رہی ہے۔ ہماری صوبائی حکومت میں اتنی سکت موجود نہ تھی کہ وہ اس صوبے کی نمائندگی کرتے ہوئے مرکز سے اپنے جائز حقوق حاصل کر سکتی۔ شاید میرے دوست ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اعداد و شمار دے کر ثابت کرنے کی کوشش کریں کہ ہم نے اپنے فنڈز کا پورا حصہ مرکز سے لیا ہے۔ لیکن وہ بھی جانتے ہیں، میں بھی اس بات سے آگاہ ہوں اور بہت سے دوسرے دوست بھی جانتے ہیں کہ محض فنڈز ہی میں پورے حقوق نہیں ہوتے۔ بہت سے دوسرے حقوق بھی ہوتے ہیں۔ یہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ انتظامی مشینری کو بہتر بنا کر اخراجات میں کمی ہوتی ہے۔ میں نہایت عزت سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ وزرا یہ سمجھ کر کہ ان کی وزارت مرکز کی صوابدید پر ہے اور وہ صرف اسی صورت میں وزیر رہ سکتے ہیں کہ وہ مرکزی حکومت کو خوش کریں، تو ایسی صورت میں وہ اپنے صوبے کی فلاح و بہبود اور ایڈمنسٹریشن پر کیسے کنٹرول کر سکتے ہیں؟ آپ کے سامنے یہ موجود ہے کہ اگر انہوں نے دورے کیے، تو زیادہ تر اپنے اپنے حلقوں اور ہوم ڈسٹرکٹ کے دورے کیے۔ اگر

واقعی ان کے دوروں کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے اپنے محکموں کی کارکردگی کو بہتر بنانا چاہتے ہیں یا ان محکموں کی کارکردگی کو وہ موقع پر دیکھنا چاہتے ہیں تا کہ ان کی باز پرس کر سکیں ۔ تو وہ صوبے کے تمام اضلاع میں جاتے اور وہاں دورے کرتے ۔ یا پھر بہتر یہ تھا کہ اپنے اپنے شہروں کے تمام محکمے ہر وزیر کو دے دیے جاتے کہ وہ اپنے تمام محکموں کے انچارج رہیں ۔ لیکن ایسا نہ ہوا اور وزرا اس لیے نہ تھے ۔ حالات نے ثابت کیا کہ وزرا کو اس لیے رکھا گیا کہ وہ اپنے اپنے اضلاع میں مؤثر طریقے سے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرکے اپوزیشن کا نام و نشان مٹا دیں ۔ ہمارے سامنے بہت سے اضلاع کی مثالیں موجود ہیں ۔ ہمارے نوجوان وزیر اطلاعات نے جس طرح دفعہ 144 کے باوجود جلسے کیے ، ان کا مقصد یہی تھا کہ ضلع گجرات کے چوہدری ظہور الٰہی ایم ۔ این ۔ اے ٹریبونل کے سامنے پیش ہوئے ۔ اس لیے حالات کو سدھارنے کے لیے اب وہ روزانہ وہاں پر تقریر کیا کریں ۔

جناب سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے کافی وقت لے لیا ہے ۔ ابھی بہت سی چیزیں ہیں ۔ لیکن ان کو میں سالانہ بجٹ کے لیے چھوڑتا ہوں ۔ امن عامہ کا موضوع بھی میں کٹ موشن پر زیر بحث لاؤں گا ۔ لیکن آخر میں ، conclude کرتے ہوئے ، میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ہمارا یہ سال ایسا سال نہ تھا کہ جس پر ہمارے دوست فخر کر سکیں ۔ میں نے ابتدا میں کہا تھا کہ حاجی سیف اللہ صاحب کو وہ ایکسپلینیشن دینے کی ضرورت نہ تھی ۔ وہ اس لیے کہ میں حاجی صاحب کو یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ آپ کو کبھی کسی نے اس ایوان کے اندر یا باہر اپوزیشن نہیں سمجھا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ اپوزیشن سے آپ آج نکل گئے۔ * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

Mr. Speaker : It couldn't be a fair comment. That is not a fair comment.

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میں یہ نہ چاہتا تھا لیکن حاجی صاحب نے مجھے اس پر مجبور کیا ہے ۔ آپ ایوان کے اندر یا باہر جہاں بھی جائیں ، بصد شوق جائیں ۔ ہم نے آپ کے جانے پر اصرار نہیں کیا ۔

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

Mr. Speaker : This is not a fair comment. I don't think if it is fair what the Leader of the Opposition has stated. I think that this may even be against the Parliamentary Practice something that was between the two Hon'ble Members is being narrated in this House while they were in confidence with each other.

Chudhari Talib Hussain : Mr. Speaker, I am not narrating, but I am stating the facts.

بہرحال میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے یہ کہوں گا کہ ہمارا یہ سالہ ہماری تاریخ میں ہمارے کردار پر ہمیشہ کے لیے ایک مہر ثبت کرے گا ۔ ہم نے اس دوران جو کردار ادا کیا ہے وہ ہمیں ایک اہم موڑ پر لے گیا ہے ۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اب بھی ہماری آنکھیں کھلیں اور حالات بدلیں چالیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ میں نے اپنی تقریر کے دوران التعلق احتیاط برتی تھی کہ کسی کا نام نہ لوں ۔ چنانچہ میں نے کسی کا حوالہ نہیں دیا ۔ مگر حیرانی تو یہ ہے کہ :

بادۂ عصیاں میں دامن تر بتر ہے شیخ کا

الزام مجھے دیتے ہیں ، یہ لوگ جو صرف ٹکٹ نہ ملنے کی وجہ سے راتوں رات اپوزیشن میں آئے ہیں مجھے بتائیں کہ ایک طرف تو وہ اس پارٹی سے ٹکٹ کی بھیک مانگتے ہیں اور جب ٹکٹ نہیں ملتا ، تو پھر اپوزیشن میں جا کر بیٹھتے ہیں ۔ میں اسی وجہ سے ان بنچز کو چھوڑ کر آیا ہوں کہ اگر یہی اپوزیشن ہے تو مجھے ایسی اپوزیشن قبول نہیں ۔ میں نے تو احتیاط برتی ہے ، لیکن عوام کیسی ایسی اپوزیشن چاہتے ہیں ؟ یہ اپوزیشن ہے ؟ کون سا ظلم ہے جو کہ انہوں نے اپنے دور میں روا نہیں رکھا ؟ کون سی بربریت ہے جو انہوں نے نہیں کی ؟ کیا کسی ممبر کو غلام مصطفیٰ کھر کے دور میں یہ جرأت تھی کہ وہ اپنے ایمان کے مطابق ووٹ دے سکے ؟ کون سا ظلم اور دھاندلی ہے جو برداشت نہیں کی گئی ؟ اس کے باوجود کسی بنچ کا نام اور کسی بھی آدمی کا نام نہیں لیا گیا ۔ اس سلسلے میں ہر ممکن احتیاط برتی گئی ہے ۔ میں نے تو صرف یہ استدعا کی تھی اپوزیشن کا جو رول ہم نے چار سال تک اس ایوان میں maintain کیا ہے ۔ وہی اپوزیشن کا اصل role تھا اور جب آپ کی so called millitant, so called aggressive type of opposition,

کو میں نے دیکھا تو میں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی کیونکہ میں ایسی اپوزیشن کا قائل نہیں رہا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ جیسے لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ اس لیے ووٹ نہیں دے سکے کہ آپ کی عزت مصطفیٰ کھر کے زمانے میں محفوظ نہ تھی تو کیا سید تابش الوری صاحب نے ووٹ نہ دیا تھا ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اب بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ ووٹ کا مسئلہ ایک سیکرٹ مسئلہ ہوتا ہے ۔ میں نے اپنی دانست اور ایمان کے مطابق اپنا ووٹ کاسٹ کیا ہے ۔ آپ کے کہنے سے نہ ووٹ بدلا کرتے ہیں اور نہ آپ کے کہنے سے ان کا اظہار ہوا کرتا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے ہلکے پن کا مظاہرہ کیا ہے جو کچھ آپ نے آج اس ایوان میں کہا ہے آپ بھی اس وقت عقل روا رکھتے تھے اور آج آپ رونا رو رہے ہیں ؟ آپ نے کس کس کو ننگا نہیں کیا تھا اور کس کس کی آپ نے بے عزتی نہیں کی تھی ؟

Chaudhri Talib Hussain : I will also be standing on personal explanation.

Mr. Speaker : That is why I gave that comment that who of the two is being condemend in the statement, the person who got that commitment and the person who gave the commitment.

چوہدری طالب حسین ۔ آپ نے اپنا ایکسپلنیشن دے دیا لیکن جس طرح حاجی صاحب نے میرے اوپر الزامات لگائے ہیں اور جو میرے خلاف الفاظ استعمال کیے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ میں ان کی اس ایوان میں وضاحت کروں ۔

جناب والا ۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ان کا حق تھا اور فرض تھا کہ یہ جس طرح چاہتے ووٹ استعمال کرتے ، اور میں جانتا ہوں کہ وہ حق ان سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا ۔ میں یہ بھی چاہتا تھا کہ اس بات کا ذکر کروں میں نے یہ ذکر اس لیے کیا کہ انہوں نے ہم پر یہ الزام لگایا کہ ہمارے اپوزیشن میں آنے کے بعد انہوں نے یہ محسوس کیا کہ یہ [illegible]شن پارلیمانی اپوزیشن نہیں جو کہ جمہوری معاشرے میں ہوا کرتی تھی ۔ [illegible] مجھے یہ ضرورت محسوس

ہوئی کہ میں اس بات کی وضاحت کروں ۔ جناب والا ۔ اپوزیشن تو ہم ہی تھے حاجی صاحب اپوزیشن تھے اور اس کے لیے یہ بتانا پڑا کہ کس طرح وہ اپوزیشن نہ تھے ۔ انہوں نے یہ کہا تھا ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I presume that this election is also by secret ballot.

چوھدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ انہوں نے ہم پر یہ الزام لگایا ہے کہ ہم اس لیے پیپلز پارٹی سے علیحدہ ہو گئے کہ ہمیں ٹکٹ نہ ملا ۔ اگر ٹکٹ مل جاتا تو ہم شاید پیپلز پارٹی سے علیحدہ نہ ہوتے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تو کیا آپ نے ٹکٹ کے لیے apply کیا تھا؟

چوھدری طالب حسین ۔ میں کب کہتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اور apply کرنے کے بعد جب انکار ہوا تو پھر آپ اپوزیشن میں آئے ۔ کیا یہ حقیقت نہیں ؟

چوھدری طالب حسین ۔ یہ حقیقت ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر آپ برا سمجھتے تھے تو آپ کبھی ٹکٹ کے لیے apply نہ کرتے ۔ تو پھر ہم کہتے کہ یہ ٹھیک ہے اور یہ condem کر کے آئے ہیں ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ حاجی صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ میں نے سن لیا ہے ۔ اب حاجی صاحب جواب سننے کا بھی ذرا حوصلہ رکھیں ۔

جناب یہ حقیقت ہے کہ اس ایوان میں پہلے سیشن میں بھی یہ سوال پیدا ہوا تھا اور اس ایوان کا ریکارڈ شاید ہے کہ میں نے اس بات کی وضاحت کی تھی کہ ہم نے پیپلز پارٹی سے کیوں علیحدگی اختیار کی ۔ اس میں یہ الزام بھی شامل تھا [illegible] نے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ کے لیے کیوں درخواست دی تھی ؟ میں نے اس [illegible] پوری وضاحت کی تھی ۔

Mr. Speaker : But it means that he is not [illegible] your explanation.

Chaudhri Talib Hussain [illegible] nt he may not be aware of that.

اور آج اس الزام کے دھرائے جانے کے بعد یہ ضروری ہو گیا ہے کہ میں اس بات کا جواب دوبارہ دوں ۔

جناب والا ۔ میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا اور آج بھی یہ کہہ رہا ہوں کہ پیپلز پارٹی میں ہمارے اختلافات موجود ہیں اور آج بہت سے ممبر جو ان بینچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اس بات کے شاہد ہیں ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ یہ اس وقت گورنمنٹ کے ہوٹ چاٹتے تھے اور اب یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اس وقت پیپلز پارٹی کے ساتھ اختلافات موجود تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہوٹ چاٹنا اچھا فقرہ نہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ اگر وہ میرے کہنے کے بعد جواب دے لیں تو یہ زیادہ مناسب ہوگا ۔ اگر یہ اسی طرح ڈرامہ کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں اور اگر یہ اسی طرح ٹوک کر بات کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ لیکن اگر ان کے دل میں کوئی بات ہے تو یہ میرے بعد بھی کہہ سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ ہمارے اختلافات موجود تھے ۔ وہ اختلافات کیا تھے اور کیوں تھے ؟ اس کی تفصیل میں میں جانا نہیں چاہتا ۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ کافی عرصے سے اختلافات چلے آ رہے ہیں اور ان کے لیے ہم نے پارٹی کے اندر رہ کر جدوجہد کی اور کوشش کی کہ پارٹی کے حالات کو سدھارا جائے ۔ لیکن ہم اس وقت بھی تشدد کا نشانہ بنے ۔ اگر انہیں یہ یقین نہیں تو میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ کیا وجوہات تھیں کہ جب ہم پارٹی کے اندر بھی تھے تو اس وقت بھی ساٹھ سے زیادہ ممبران اسمبلی نے مستعفی ہونے کے لیے استعفے پیش کیے ؟

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ مصطفیٰ کھر نے اس وقت کہا تھا کہ اسی آدمی میرے ساتھ ہیں مگر صرف چھ آدمی اس وقت اس کے ساتھ کھڑے ہوئے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ آپ کو علم نہیں ، مجھے علم ہے ۔

Mr. Speaker : Please don't interrupt.

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ وہ تو یہی صورت تھی ۔ لیکن جس وقت پارٹی کے اندر رہ کر جمہوری جدوجہد کے لیے دروازے بند کیے تو پھر ہمارے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا کہ ہم اس پارٹی سے علیحدگی اختیار کر لیں ۔ لیکن ہم میں اتنی اخلاقی جرأت موجود تھی اور میرے خیال میں پنجاب میں یہ پہلی مرتبہ ہوا کہ حکومتی پارٹی میں سے کچھ لوگوں نے اختلافات کی بناء پر استعفے پیش کیے ، جب کہ حکومت بھی موجود ہو اور انہوں نے اپوزیشن کا کردار ادا کیا ہو ۔ اس سے پہلے اس کی یہاں پر کوئی مثال نہیں ملتی ۔ لوگ اپوزیشن چھوڑ کر تو حکومتی پارٹی میں ضرور جاتے ہیں ۔ لیکن حکومتی پارٹی چھوڑ کر اپوزیشن میں آنے کی کم ہی لوگوں کو ہمت ہوتی ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے باوجود اگر ہم بھی موقع پرست ہوتے تو بہت سارے ایسے مواقع آئے ، اور وہ لوگ جو موقع پرست ہوئے ہیں وہی اپوزیشن چھوڑ کر حکومتی پارٹی کی طرف چلے جاتے ہیں ۔

کرنل واجد جمیل اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں بھی حزب اختلاف کے لیڈر سے چند سوالات پوچھنا چاہتا ہوں ۔ ان کا مجھے بہت احترام ہے ۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یہ مسلم لیگ میں آئے تھے تو کیا انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم کوئی عہدے نہیں لیں گے ؟

Mr Speaker : That was the dispute between the party organisation. This House is not directly concerned with that.

وزیر خزانہ ۔ جناب سپیکر ۔ شروع میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنی مثبت تجاویز میرے دوستوں کی طرف سے آئی ہیں وہ نوٹ کی گئی ہیں اور خاص طور پر وہ تجاویز جن میں کچھ محکموں کی کارکردگی کے متعلق کچھ فاضل اراکین نے اپنے مشاہدات بیان کیے ہیں ، اُن پر حتی الامکان عمل ہوگا ۔

جناب والا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ کچھ باتیں بالکل غلط فہمی کی بناء پر کی گئیں ۔ ویسے میں آج اتنی لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنا چاہتا لیکن کچھ غلط فہمیوں کا ازالہ ضرور کرنا چاہتا ہوں مثلاً یہ ایک بات جو میں نے شروع بجٹ کی تقریر لکھتے وقت پندرھویں پیرے میں لکھی ہے ، میں نے بڑی سوچ کر لکھی ہے اور وہ اس impression پر لکھی تھی کہ شاید سارے بجٹ کو

کوئی نہ پڑھے ۔ حالانکہ میں نے پندرھویں پیرے میں اس سارے ضمنی بجٹ کی summary بنائی تھی اور اس سارے پیرے کی wording خود میں نے اپنے ہاتھ سے کی تھی ۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی شخص سارے ضمنی بجٹ کی تقریر کو نہ بھی پڑھے تو اس آخری پیرے کو پڑھ لے ، جس کی صرف چھ لائنیں ہیں ، تو اسے پتا چل جائے گا کہ حقیقت میں جو اضافی خرچہ کیا گیا ہے اور جو فی الواقع خرچ خزانے سے ہوا ہے وہ کل 22 کروڑ اور 12 لاکھ روپے کا ہے ۔ 121 کروڑ اور 52 لاکھ کا بجٹ ہے ۔ اس میں میں 12 کروڑ تو وہ ہیں جو اس سے پچھلے سال کے خرچ سے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو 75 - 1974ء کے سال میں دیے تھے ، 76 - 1975ء کے سال میں نہیں ۔ اور دوسرے پیسے ایسے ہیں جو ہم سٹیٹ بنک اور کمرشل بنکوں سے قلیل المیعاد قرضے لیتے اور دیتے رہتے ہیں ۔ وہ ان سب کا مجموعہ ہے ۔ کسی ایک وقت پر یا کسی ایک قرضے کی رقم نہیں ۔ لیکن یہ بڑی سادہ اور بڑی معمولی سی بات تھی اور اس کو appreciate نہیں کیا گیا ۔ اگر اس کو appreciate کیا جائے تو 22 کروڑ اور 12 لاکھ کا جو بجٹ ہے اور جس کے تصرف میں ہم نے عوامی مفاد کو پیش نظر رکھا ہے ، اس کو جاننا اور پہچاننا کوئی زیادہ مشکل نہ ہوگا ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف نے ایک بات واضح طور پر کہی تھی اور تمام حزب اختلاف کے ارکان کہتے رہے ہیں ۔ اور ایسی باتوں سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت کے درمیان wedge جو ہے وہ drive کیا جائے اور گڑ بڑ کروائی جائے کہ کیوں پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت کا اب تک کسی وجہ سے جھگڑا نہیں ہوا ۔ پنجاب رنجیت سنگھ کے زمانے کی طرح آزاد اور خود مختار صوبہ کیوں نہیں ہوگیا ۔ پنجاب مسلسل all Pakistan نظریہ کیوں رکھتا ہے ۔ یہ بات ان کے اندر بہت کھولتی ہے ۔ اس کا اظہار پہلے ارا کین نے تو دبے الفاظ میں کیا تھا، لیکن قائد حزب اختلاف نے علی الاعلان یہ بات کہہ دی ۔ اب یہ تجویز پیش کی گئی کہ reserve fund قائم کیا جائے ۔ reserve fund قائم کرنے والے صاحب آج یہاں موجود نہیں ۔ لیکن انہوں نے یا تو confuse کیا ہے ۔ Reserve Bank of India اس وقت ہوتا تھا جب

انڈیا آزاد نہ تھا ۔ آزاد ملکوں کا سٹیٹ بینک ہوتا ہے اور پاکستان کا سٹیٹ بنک موجود ہے ۔ اور ایک طرح سے یہ کہنا چاہیے کہ پاکستان کے جو reserve ہیں وہ اس میں موجود ہوں گے ۔ فرض کیا ، ان کا یہ خیال ہو کہ پنجاب گورنمنٹ اپنے بجٹ سے دس کروڑ روپیہ سٹیٹ بنک میں الگ رکھ دیا کرے کہ یہ reserve ہے اور ہم اس سے قرضے ادا کریں گے تو ان صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ جو سٹیٹ بنک کے پاس ہم reserve رکھتے ہیں ان پر کوئی interest نہیں ملتا ۔ فرض کیا کہ آج ہم دس کروڑ روپیہ رکھیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پانچ سال کے بعد وہ depreciate سے کم رہ جائے گا ۔ وہ دس کروڑ نہیں رہے گا ۔ وہ کہیں گے کہ reserve fund نہیں ۔ اگرچہ انہوں نے reserve fund کہا تھا ۔ اچھا چلیے ، آپ کسی جگہ invest کر دیں جہاں پر آپ کو interest ہے یا کوئی اور فائدہ ہو ۔ اگر اس سے interest آتا ہو تو ہم اس کو صوبے کی ڈویلپمنٹ پر کیوں نہ خرچ کریں ؟ کون کہتا ہے کہ سڑکوں ، سکولوں اور ہسپتالوں پر خرچ ڈویلپمنٹ کا خرچ نہیں ۔ جناب والا ۔ یہی تو پرانی منصوبہ بندی کی غلطی تھی جس کا میں نے اپنے بجٹ میں ذکر کیا تھا ۔ وہ لوگ سمجھتے ہی نہیں کہ ڈویلپمنٹ کیا ہے ۔ انسانوں کی ڈویلپمنٹ سے زیادہ اہم اور کس کی ڈویلپمنٹ ہے ؟ اگر انسان صحت مند ہوں گے ، اگر انسان ہنرمند ہوں گے تو اس سے بڑی ڈویلپمنٹ کسی قوم کی اور کیا ہو سکتی ہے ؟ بعض لوگوں نے کہا تھا کہ سڑکوں کی ضرورت نہیں ۔ بھئی ، منڈیوں میں مال کہاں سے آتا ہے ؟ زمینداروں کا مال کہاں سے آئے گا ؟ ان کے شہر کو ضروریات کہاں سے ملیں گی ؟ ملک میں جو تجارت اور اقتصادیات ہے ، اس کی ترقی کیسے ہوگی ؟ Reserve Bank کے سلسلے میں جواب یہ ہے کہ یہ نہایت غیر معقول تجویز ہے ۔ معاشی طور پر اور اقتصادی طور پر یہ بالکل نا سمجھی کی دلیل ہے کہ یہ کہا جائے کہ صوبہ reserve fund قائم کرے ۔ وہ تو پھر depreciation سے بیچارے ایسے خراب ہو جائیں گے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد مجھے قرضوں کے متعلق عرض کرنا ہے جن کے متعلق اتنا شور کیا جاتا ہے ۔ جب سے development planning شروع ہوئی اور دوسری پلان بنی ، پاکستان میں ڈویلپمنٹ کا کچھ شعور شروع ہوا ۔

اس وقت سے صوبے اپنی ڈویلپمنٹ کے لیے پہلے مرکز یعنی وفاقی حکومت سے لیتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان بننے سے پہلے سے لے کر 1935ء کے ایکٹ کے بعد جتنی حکومتیں بھی بنی ہیں ، ہندوستان میں یا پاکستان میں، ان میں وفاقی حکومت کے پاس زیادہ اقتصادی کنٹرول تھا ، جو میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کو پسند نہیں آئے گا جو پنجاب کو رنجیت سنگھ کا آزاد ، خود مختار صوبہ بنانا چاہتے ہیں ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جن حالات میں پاکستان ہے ، جو پاکستان کے جغرافیائی اور سیاسی حالات ہیں ان کے تحت مرکزی حکومت کے پاس اقتصادی طاقت کا ہونا لازمی ہے ۔ جناب والا ۔ چھ نکات والے اسی اقتصادی طاقت کو ختم کرنا اور وفاقی حکومت کو ایک بیوہ بنانا چاہتے تھے جو صوبوں سے پینشن لے کر جیے گی ۔ ہم ان سے قطعاً اتفاق نہیں کرتے جو وفاقی حکومت کو اس قسم کی بیوہ بنانا چاہتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے چھ نکات کی زبردست اور ڈٹ کر مخالفت کی ۔ آج reserve fund کے تحت یہاں اور بہت سی تجاویز دی گئی ہیں ۔ حقیقت میں ان تجاویز میں یہ امر مضمر ہے کہ پنجاب حکومت نے وفاقی حکومت سے کیوں رابطہ قائم کیا ہوا ہے ۔

جناب والا ۔ ہماری پنجاب حکومت کی یہ کوشش ہے کہ جہاں تک پنجاب کے اپنے معاملات کا تعلق ہے ، ان کو بیان کیا جائے ۔ لیکن ان کو قومی پس منظر میں بیان کیا جائے ، جس میں ساری قوم کا مفاد ہو اس کو مد نظر رکھ کر فیصلہ کیا جائے ۔ مثلاً ایک تجویز یہ بھی دی گئی کہ یہ جو قرض لیتے ہیں اس کی ضرورت ہی کیا ہے ، اور قرضے پر جو ڈویلپمنٹ کی جائے اس کا کوئی فائدہ نہیں ۔ جناب والا ۔ اس قرضے کی بھی دو مدیں ہیں ۔ ایک تو خارجی قرضہ ہے جو ہم دوسری دنیا سے لیتے ہیں ۔ مرکزی حکومت اس پر انحصار آہستہ آہستہ کم کر رہی ہے اور حقیقت میں وہ قرضہ بھی نہیں ۔ وہ تو استعمار نے ہمارا استحصال کیا ہوا ہے اور وہ ہم واپس لے رہے ہیں ۔ اس کا بھرپور طور پر اظہار نیروبی میں UNCTAD—4 کانفرنس میں کیا گیا ہے ۔ اس کانفرنس میں پسماندہ دنیا کے ممالک نے یہ نہیں کہا کہ ہم آپ سے بھیک مانگتے ہیں ، بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ یہ ہمارا حق ہے ۔ علامہ اقبال رح نے اس وقت کی گٹھ جوڑ کی بنی ہوئی لیگ آف نیشنز کے متعلق یہ کہا تھا :

من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدی چند
بہر تقسیم قبور انجمنی ساختہ اند

کہ چند کفن چوروں نے ایک جماعت بنا لی ہے تاکہ قبریں آپس میں تقسیم کرکے ان کے کفن مل جل کر چرا لیں ۔ تو یہ استعمار نے ہمارا استحصال کیا ہوا ہے ۔ ہم جو خارجی قرضہ لیتے ہیں میں اس کی بات کر رہا ہوں کہ وہ بھی ہم ایسی کوئی بھیک نہیں مانگتے ۔ لیکن جہاں تک پنجاب حکومت اور وفاق حکومت کا تعلق ہے ، ہم ایک ملک کے لوگ ہیں اور وفاق حکومت کے پاس زیادہ اقتصادی طاقت ہے اور ہونی بھی چاہیے ۔ جیسے میں کہہ چکا ہوں کہ دستور اور آئین کے مطابق وہ طاقت ہے ۔ اسی طاقت کے مطابق وفاق حکومت کے پاس بہت سے ایسے ٹیکسز ہیں جو وفاق حکومت کے پاس جاتے ہیں اور جانے بھی چاہئیں ۔ جیسے لینڈ کسٹم ہے ، ایکسائز ہے اور بہت سارے ہیں ۔ تو ان کے حصے میں جو ملتے ہیں وہ بغیر کسی سود کے ملتے ہیں ۔ لیکن اس کے علاوہ جو وفاق حکومت ہمیں قرضے دیتی ہے ان سے کوئی استحصال نہیں ہوتا ، بلکہ وفاق حکومت یہ امید کرتی ہے ۔ یہ بڑا دقیق اور ایسا پوائنٹ ہے جس پر سوچنا چاہیے کہ اگر یہ شرط لگائی جائے کہ اس پر سود ہوگا تو حکومت ان کو ایسے productive کاموں پر خرچ کرنے کے لیے مجبور ہوگی یا اس کو اس طرح سے ترغیب ہوگی کہ وہ فضول کاموں میں یہ پیسے خرچ نہ کرے ۔ یہ بہت باریک پوائنٹ ہے ۔ اگر اس پیسے کو جو ہم قرض لیتے ہیں non-development اخراجات میں خرچ کر دیتے پھر تو الزام لگایا جا سکتا تھا کہ وہ قرضے جو حکومت ڈویلپمنٹ کے لیے لیتی ہے، اور وہ انتظامی اخراجات پر خرچ کر دیتی ہے ۔ لیکن ایسی کوئی بات نہیں ۔ جب میں یہ پوائنٹ لے رہا تھا تو یہ بھی کہا گیا کہ قرضہ لے کر ڈویلپمنٹ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس سال جو ختم ہو رہا ہے ، ہم تقریباً 204 کروڑ کا ڈویلپمنٹ بجٹ مکمل کریں جس سے سینکڑوں میل سڑکیں بنی ہیں ، سکول بنے ہیں ، ہسپتال بنے ہیں ، ملیں لگ رہی ہیں ، زراعت کا کام ہو رہا ہے ، بیج تقسیم ہوئے ہیں اور کرم کش ادویات تقسیم ہوئی ہیں وغیرہ وغیرہ ۔ یہ ہم کہاں سے خرچ کرتے ہیں ؟ 303 کروڑ حکومت کے Revenues ہیں اور تقریباً 303 کروڑ خرچ ہے ۔ اس میں سے 9 لاکھ کا صرف ایک معمولی سا اضافہ بنتا ہے ۔ تو کیا پھر ہم 9 لاکھ سے ڈویلپمنٹ کرتے ؟ اس لیے یہ جو دلیل دی گئی ہے کہ قرضہ لیا جاتا ہے اور فضول خرچ کیا جاتا ہے ، یہ بالکل غلط دلیل ہے ۔ reserve fund کی دلیل بھی غلط دلیل تھی ۔ میں حیران ہوں کہ

اس بات کو ایک اخبار میں بہت پذیرائی ملی جو کہ اقتصادیات کو بالکل نہ سمجھنے کی بات ہے ۔ ایسی بات کہی گئی ہے جس کا مطلب نہ ہے کہ صوبے کے لیے reserve fund قائم کرنا ہے ۔ تو جس طرح کہا گیا ہے وہ نہایت ہی احمقانہ بات ہوگی اور کوئی عقل کی دلیل نہیں ہوگی ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ یہ قرضے ایک بہت بڑا بوجھ ہیں ۔ یہ قرضے 25 سال میں اور اقساط میں ادا کرنے ہوتے ہیں ۔ اور پانچ سال کا اس میں grace period بھی ہوتا ہے گویا پانچ سال کے بعد ادائیگی شروع کرتے ہیں ۔ اس لیے میں یہ بات واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے جو قرضے لیے ہیں ان کو ڈویلپمنٹ کے کاموں میں بڑے بہترین طریقے سے invest کیا گیا ہے اور جب ان کو واپس کرنے کا موقع آئے گا تو انشاء اللہ ہماری اقتصادیات اور ہماری معیشت اس قدر مضبوط ہے اور زرعی معیشت اس قدر ترقی کر رہی ہے (آپ اس سال فصلوں کو دیکھیں گے) کہ ہم وہ پیسے واپس کر سکیں گے۔ ہماری جو صنعتی ملیں ہیں ان کا gestation period تقریباً مکمل ہو چکا ہے ۔ چھ Rice shellers کام کر رہے ہیں ۔ باقی 77 - 1976ء میں کام شروع کر دیں گی۔ 78 - 1977ء کے crushing season تک چند شوگر ملیں بھی کام کرنا شروع کر دیں گی ۔ اسی طرح سے ہم نے ایسی ڈویلپمنٹ کی ہے کہ ان سے پیسے واپس ہونے شروع ہو جائیں گے اور ہم یہ قرضے واپس کرنے شروع کر دیں گے ۔ پنجاب کی معیشت اتنی مضبوط ہے کہ یہ ان قرضوں کا بوجھ اچھی طرح سے برداشت کر سکتی ہے ۔

جناب والا ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ضمنی بجٹ پیش کرنا کمزور معیشت کی دلیل ہے اور یہ جنگ کے حالات میں ہی پیش کیے جاتے ہیں ۔ یہ معقول بات نہیں ۔ 1937ء سے ضمنی بجٹ پیش کیا جا رہا ہے ۔ ضمنی بجٹ پچھلے چار سالوں میں بھی پیش کیے جاتے رہے ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی نے بھی ضمنی بجٹ پیش کیے ہیں۔ 73 - 1972ء میں ایک سو ایک کروڑ روپے کا ضمنی بجٹ، جو بجٹ کا 30 فی صد، 74 - 1973ء میں ایک سو بائیس کروڑ کا ضمنی بجٹ جو اس بجٹ کا 26.7 فی صد تھا اور 75 - 1974ء میں 143 کروڑ 61 لاکھ تھا جو اس بجٹ کا 26.9 فی صد تھا۔ اس سال اگر وہ تمام رقمیں بھی لے لی جائیں اور 22 کروڑ کی بجائے 143 کروڑ سمجھا جائے تو یہ صرف 18.38 فی صد بنتا ہے ۔ پچھلے

سالوں میں 30 فی صد، 26.09 فی صد، 26.00 فی صد کے مقابلے میں 18.38 فی صد ہے۔ یہ سب سے کم بجٹ ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس پر اعتراضات ہوئے، اگرچہ میں اس کو طعنہ نہیں سمجھتا ۔ اگر ہم سال کے دوران عوامی مفاد کے لیے کوئی بات جس کے لیے کوئی حساب نہ کر سکے ، یا کوئی ایسے مضمرات یا کوئی نئے پہلو جو ہمارے سامنے پہلے نہ تھے ، وہ سامنے آ جائیں اور ان پر خرچ کیا جائے یا پنجاب کی ترقی کے لیے خرچ کیا جائے جیسے میں ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر اس مالی سال گیا اور میں نے جا کر دیکھا کہ جتنے منصوبہ جات زیر تکمیل تھے ، میں نے ان افسران اور ان عوامی نمائندگان کو اکٹھا کیا اور ان کا مسلسل محاسبہ کیا اور اگر وہاں موقع پر مجھے کسی بہتر ضرورت کا احساس دلایا جائے جس پر عمل کرنے سے بہترین نتائج نکل سکتے ہوں تو میں کیا ان کو اس کے لیے فنڈز نہ دوں گا ؟ اسی طرح تونسہ شہر والے یہ کہیں کہ ہمیں پینے کا پانی نہیں ملتا اس لیں ہمیں بہت تکلیف ہے اور میں یہ کہہ دوں کہ اب یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ سال ختم ہو گیا ہے ۔ اگلے سال کے بجٹ میں اس کے لیے رقم رکھیں گے ۔ تو کیا یہ ظالمانہ حکومت نہ کہلائے گی ۔ اسی طرح وزیراعظم پاکستان جائیں اور وہاں دیکھیں اور واٹر ورکس مکمل کرنے کے لیے کہیں تو کیا ان کے لیے پیسہ اگلے سال میں رکھا جائے گا۔ اس طرح غریب وال میں جائیں اور وہاں واٹر ٹینک بنانے کے لیے پیسے نہیں ۔ کیونکہ سالانہ بجٹ بناتے وقت معلوم نہ تھا کہ یہ ٹینک ٹوٹ جائے گا تو کیا اس کے لیے اگلے سال کا انتظار کریں ؟ نہیں ، یہ نہیں ۔ بلکہ ایسے ضروری کاموں کے لیے روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے ۔ اگر آپ پچھلے چار سال کے اعداد و شمار کو دیکھیں تو یہ سب سے چھوٹا بجٹ ہے ۔ لیکن اس کے باوجود مجھے اس کا طعنہ دیا گیا ہے ۔ اگرچہ یہ سب کو معلوم ہے کہ یہ تمام رقم عوام کے مفادات کے لیے مختص کی گئی تھی اور اس حکومت نے ڈویلپمنٹ پر خرچ کی تھی لیکن پھر بھی مجھ کو طعنہ دیا گیا ہے ۔

ایک اور بات ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے کہ لاہور کو پیسے زیادہ دیے جاتے ہیں ۔ آج اس بات پر خاص طور پر توجہ کریں کہ یہ کہا جاتا تھا کہ پنجاب بھر کی ضلع ہیڈ کوارٹر اور میونسپل کمیٹیوں کو پیسے دیے جائیں ۔ لیکن جب پیسے دیے گئے تو یہ کہا جاتا ہے کہ لاہور کے مقابلے میں کم دیے گئے ہیں ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پہلے تو دیے نہ جاتے تھے ۔ یہ تو ایک ایسی

چیز ہے جس کی تعریف کرنی چاہیے ۔ لوکل کونسل ، میونسپل کارنسل ، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کو پانچ لاکھ سات لاکھ دس لاکھ بیس لاکھ روپے دیے اور یہ ان کے اپنے پروگراموں کے مطابق دیے گئے ہیں تاکہ یہ اپنے کام مکمل کر سکیں ۔ دوسری بات میرے چند دوستوں نے لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کی کارگردگی کے متعلق پوائنٹس بتائے ہیں اور وہ میں نے نوٹ بھی کیے ہیں ۔ اور میں نے متعلقہ اتھارٹی کو بتا بھی دیے ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کو پنجاب کا شہر نہ سمجھا جائے ، بلکہ یہ پاکستان کا ایک عظیم شہر ہے ۔ اس شہر میں ماضی کے نہایت شاندار آثار موجود ہیں ۔ ان کو دیکھنے کے لیے غیر ملکی ساتھی یا ہمارے مہربان آتے ہیں ۔ آپ صرف یہ نہ سمجھیں کہ صرف مال روڈ پر ہی خرچ ہو رہا ہے ، بلکہ جیسا کہ شیر محمد بھٹی صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کے حلقے میں بہت کچھ ہو رہا ہے باقی اراکین لاہور بھی بتا سکتے ہیں کیونکہ کروڑوں روپے اندرون شہر میں خرچ ہو رہے ہیں ۔ صرف مال روڈ یا شادمان کالونی گلبرگ پر ہی نہیں خرچ ہو رہے ۔ لاہور تمام جگہوں پر خرچ ہو رہا ہے ۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ صرف ان جگہوں پر ہی خرچ ہو رہا ہے اور لاہور پر جو خرچ ہوتا ہے دو طریقوں سے ہوتا ہے ایک تو وی ۔ آئی ۔ پی Route پر خرچ ہوتا ہے اور اس کے علاوہ اندرون شہر پر بھی خرچ ہوتا ہے ۔ یہ خرچ اس لیے ہوتا ہے کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ اہل لاہور مہمان نوازی میں بہت مشہور ہیں اس لیے جو لوگ بھی آتے ہیں انہیں اچھی جگہ پر بٹھاتے ہیں ، اچھا کھانا کھلاتے ہیں اور آنے والے مہمان کی بہت خاطر تواضع کرتے ہیں ۔ اس لیے اگر کوئی غیر ملکی مہمان اور دوسرے دوست آتے ہیں تو یہ تنقید کی کون سی بات ہے کہ ان کے لیے پیسہ خرچ ہوتا ہے ، بلکہ یہ تو تعریف کی بات تھی کہ ہم اپنے آنے والے مہمانوں کی اتنی خاطر تواضع کرتے ہیں ۔ لاہور پاکستان کا ایک قدیمی اور عظیم شہر ہے اور اس بہادروں اور غازیوں کے شہر کو اگر کوئی دیکھنے آتے ہیں تو اس میں طعنے کی کیا بات ہے ؟ سب زیادہ مال روڈ کی خوبصورتی پر تنقید ہوئی ہے ۔ یہ سب مال روڈ پر خرچ نہیں ہو رہا ۔ مال روڈ پر بھی ہوا ہے لیکن سب نہیں ۔ کہا گیا ہے کہ لاہور کی ترقی پر بہت خرچ ہو رہا ہے ۔ اگر یہاں کی گلیوں کا پانی جو ہے باہر بہتا

پھرتا تھا ۔ اس کو سیوریج بنا کر اس میں ڈال دیا گیا ہے تو کیا یہ تنقید کی بات ہے ؟ اس سے لاہور خوبصورت ہو گیا ہے ۔ یہ تو انسانوں کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے ۔ اس سے کھٹکنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ یہ سارے پاکستان پر ہی خرچ ہو رہا ہے اور انشاءاللہ ہم اور خرچ کریں گے اور زیادہ سے زیادہ توجہ اس طرف دیں گے ۔ (میں زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا)

اس کے علاوہ دو اراکین نے خاص طور پر یہ کہا ہے کہ یہ پانچ مرلے کے پلاٹ صرف کاغذوں پر ہیں ۔ میں صرف ان دو ارکان کے علاقے کے اعداد و شمار پیش کرتا ہوں ۔ پھالیہ میں 9755 پانچ مرلے کے پلاٹ تقسیم کیے جا چکے ہیں ۔ اسی طرح ساہیوال تحصیل میں 33740 پانچ مرلے کے پلاٹ تقسیم کیے جا چکے ہیں ۔ لیکن اس کے علاوہ کوئی ایسی جگہ ہے ، تو مجھے اس کی نشاندہی کریں ۔ یا یہ ہو سکتا ہے کہ کسی رکن نے یہ کہا کہ فلاں زمین نہ لیں اور اس طرح کیس سول litigation میں چلا جائے ۔ اس لیے اگر کسی جگہ کوئی شخص اس معاملے میں مداخلت کرے تو ہو سکتا ہے کہ یہ سکیم اس طرح رہ گئی ہو ۔ لیکن اس کی بھی کوئی خاص وجہ ہو سکتی ہے ۔ پھر بھی میں اس طرف خاص توجہ دینے کے لیے تیار ہوں ۔ فاضل رکن مجھے کسی خاص گاؤں یا قصبے کی نشان دہی کریں تو میں اس طرف خاص توجہ دینے کے لیے تیار ہوں ۔ اس کے بعد آپ مجھے یہ بتائیں کہ پاکستان کا وہ کون سا وزیر اعظم تھا جو ہر تحصیل میں خود جا کر پوچھتا تھا کہ بتائیے آپ کے لیے کیا کریں اور جو وزیر اعظم عوام کے پاس جائے اور یہ کہہ کر چلا آئے کہ تم اردو بہت اچھی بولتے ہو اور محاورے بھی بہت اچھے استعمال کرتے ہو مگر اس کے لیے اگلے سال میں بجٹ میں رقم مختص کریں گے ۔ کیا یہ عوامی حکومت ہوتی ہے ؟ اس لیے اس دو کروڑ کا یہ حساب ہے کہ وزیراعظم پاکستان جگہ جگہ گئے اور وہاں کے لوگوں کی مشکلات کو سنا اور ان کو دور کرنے کے لیے کچھ امداد کرنا پڑی ۔ اسی طرح پانچ مرلے والی سکیم کے متعلق بہت سی شکایات موصول ہو ہیں ۔ ان کوئی ضرور پورا کیا جائے گا ۔ انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اس کے لیے کچھ پیسے رکھے جائیں اور ہم نے اس کے لیے ایک میٹنگ کی اور میں نے یہ محسوس کیا کہ دو کروڑ روپے سے ہم اس سکیم پر بہت اچھی طرح سے عمل جاری رکھ سکیں گے ۔ اس لیے یہ کروڑ روپے رکھ دیے گئے اور اس سال میں تین کروڑ دیے

اور اس سال میں تین کروڑ دیے گئے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد یہ کہا گیا کہ فضول خرچ ہوتا ہے مثلاً اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے متعلق ، میں یہ ایسی باتیں عرض کر رہا ہوں جو فاضل اراکین کو گھر کے بالکل نزدیک نظر آ جائیں گی ۔ یہ نئی یونیورسٹی ہے ۔ اس نے محکمہ امتحانات بنانا ہے انہوں نے امتحانات لینے ہیں ۔ تو یہ جو تاریخی بات ہو رہی ہے اس کی تعریف ہونی چاہیے تھی ۔ پھر یہ بھی کہ ملتان کی یونیورسٹی اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اس علاقے کی تاریخ میں پہلی بار بطور یونیورسٹی اور بطور Examining Body اس سال سے کام کر رہی ہے اور حکومت نے اس کے لیے اس سال کے دوران پیسے مختص کیے ہیں ۔ کیا ہم انہیں یہ کہتے کہ نہیں جناب ۔ آپ یہ امتحانات مالی سال ختم ہونے کے بعد لیجیے میں آپ کا زیادہ وقت لیے بغیر صرف وہ چند باتیں بتا رہا ہوں جو لوگوں کو بہت نزدیک محسوس ہو جائیں گی کہ اس سے یہ فائدے ہوئے ہیں اور ان پر ایسے کام ہوئے ہیں کہ اگر ہم ان کے لیے رقوم کی اختصاصات نہ کرتے تو اس سے عوام کو کچھ نقصان ہوتا ۔ اس کے بعد سیلاب سے جو نقصانات ہوئے تھے ان کو اس سال کے موسم برسات کے آنے سے پہلے مکمل کرنا تھا ۔ ہم یہ انتظار نہیں کر سکتے تھے کہ 30 جون کو نیا بجٹ پاس ہو اور پھر اس میں یہ اختصاصات ہوں ۔ تو لازمی تھا کہ اس کو ایک مد سے لے کر دوسری مد میں خرچ کیا جاتا اور اس کو ہم نے خرچ کیا اور بڑا بہتر خرچ کیا ۔ پھر اس کے بعد جو زیادہ خرچ ہوئے ہیں سٹیٹ ٹریڈنگ پر ، غلے اور اجناس پر اس کی وجہ یہ تھی کہ گندم کے targets بارہ لاکھ ٹن سے بڑھ کر 14.57 لاکھ ٹن ہو گئے ، یعنی تقریباً ساڑھے چودہ لاکھ ٹن ۔ چینی بھی دو لاکھ پچاس ہزار ٹن سے بڑھ کر تین لاکھ دس ہزار ٹن ہو گئی ۔ یہ چیزیں تو بجٹ میں لکھی ہوئی تھیں ۔ لیکن اس کے باوجود بہت سے فاضل ممبران نے چونکہ تنقید کی ہے تو میں نے اس کا جواب دینا ضروری سمجھا ۔ اس کے بعد اس سال میں Land Revenue Reforms ہوئیں جو کہ تاریخ میں پہلی بار ہوئیں اور جن سے تقریباً 30 فی صد کاشتکاروں کو سارے سے استثنیٰ ملا لینڈ ریفارمز کے تحت بھی ہم نے کچھ پیسے دیے ۔

اب میں جس بات کو خاص طور پر [illegible] ہوں وہ ہے تعلیم کی

گرانٹ ۔ کہا یہ گیا ہے کہ یہ جو تعلیم کی گرانٹ ہے یہ جون کے مہینے میں الٹ شنٹ خرچ ہو جائے گی ۔ میں فاضل رکن اور ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ ان گرانٹس کو الٹ شنٹ خرچ ہونے سے روک دیا گیا ہے اور میں نے ان کو یہ کہا ہے کہ صرف اتنا پیسہ خرچ کیا جائے جتنا ٹھیک طرح سے خرچ ہو سکتا ہے اور باقی جتنے پیسے lapse ہوں گے وہ میں سال کے شروع میں اضافی طور پر محکمہ تعلیم کو پھر دے دوں گا ۔ ویسے فاضل رکن نے یہ بات ٹھیک طور پر point out کی ہے کہ یہ نقصان ہوتا تھا ۔ لیکن ہو نہیں رہا ۔ میں نے اس میں رکاوٹ پیدا کر دی ہے ۔ اب 30 جون تک صرف اتنے پیسے خرچ ہوں گے جو آسانی سے اور بہتر طور پر [illegible] کے مفاد کو مد نظر رکھ کر ہو سکتے ہیں اور باقی پیسے میں اگلے سال کے [illegible] میں دے دوں گا ۔

سید ناہض الوری ۔ صرف جون کے مہینے میں دینے میں کیا مصلحت ہے، یہ بتا دیں ۔ یہ بڑے راز کی بات ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ ہماری وجہ سے کوئی مصلحت نہیں ہوتی ۔ یہ ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ کی اپنی مرضی ہوتی ہے ۔ جہاں تک فنانس ڈیپارٹمنٹ کا تعلق ہے، جتنی بات آپ کو موٹے کتابچے میں Revenue Expenditure میں اور Development میں مل گئی ہے وہ اکاؤنٹنٹ جنرل کے پاس چلے جائے گی ۔ جو بل اس پیسے کی ادائیگی کے متعلق اس کے پاس جائے گا وہ ان کو براہ راست مل جائے گا ۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کوئی منظوریاں نہیں روکتا ۔ یہ ایک غلط پروپیگنڈا ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ سارا سال پیسے روکے رکھتا ہے ۔ ہاں ! وہ سکیمیں جو بدل دی جائیں ، جن سکیموں پر زیادہ پیسہ درکار ہو ، نئی سکیموں کے لیے یہ کیس ہمارے پاس آتا ہوتا ہے ۔ لیکن جو سکیمیں آپ سالانہ بجٹ میں پاس کرتے ہیں ، ان کے لیے پیسے اسے ۔ جی انہیں براہ راست دیتا رہتا ہے ۔ یہ محکمے کے اپنے طریقہ کار اور اپنی کارکردگی اور اپنی تقسیم کار کے مطابق ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں آخری بات کہنا چاہتا ہوں ۔ مجھے اور آپ کو معلوم ہے ۔ یہ کہا گیا کہ یہ سال آسریت کا سال تھا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ میں کوئی بے چین نہیں ۔ مجھے تو ایک دو باتیں

مسٹر اعتزاز احسن سے پوچھتی تھیں۔ اس کے لیے میں نوٹ لے رہا ہوں۔

وزیر خزانہ۔ کہتے ہیں کہ یہ آسریت کا سال تھا اور فلانہ تھا۔ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ سال ان غداروں کی شناخت کا سال تھا جن کے خلاف سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور یہ سال ان لوگوں کی پہچان سال بھی تھا جن کی تاریخ یہ ہے اور جن کے متعلق علامہ اقبالؒ نے یہ بتاتے ہیں:

جعفر از بنگال و صادق از دکن
ننگ دیں، ننگ قوم، ننگ وطن

نا قبول و نا امید و نا مراد
ملت ہست کار ایشاں اندر فساد

وہ لوگ جنہوں نے ملت میں فساد ڈال رکھا تھا، پاکستان بننے کے بعد تک بھی چپ ان لوگوں کو چھ نکات کا پروگرام نظر آیا تو وہ فوراً اس کے گرد جمع ہو گئے کیوں؟ کہ ان چھ نکات کا مطلب پاکستان کے صرف دو ٹکڑے کرنا تھا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں وہ صرف سطحی طور پر سمجھتے ہیں، اس کا مقصد پاکستان کے پانچ ٹکڑے کرنا تھا۔ اس کا مقصد مغربی پاکستان کے چار ٹکڑے کرنا تھا۔ وہ لوگ پھر ان کے ساتھ جمع ہو گئے اور چھ نکات والوں کے ساتھ مل کر انہوں نے کوشش کی کہ جیسے ہم بظاہر تو پہلے ہی ننگے ہو گئے تھے، قوم کے غدار ہو گئے تھے۔ یہ لوگ جو آج جوان ہیں انہوں نے بچپن سے ان کے باپ کو اور ان کو پیٹا ہے۔ ہم یہ کیسے بھول جائیں گے۔ انہوں نے کہا چلیے ہم ان چھ نکات میں شامل ہو جائیں۔ جب ہم نے ان کی مخالفت کی اور ان کو ننگا کیا اور واضح کیا کہ ان کے مضمرات کیا ہیں اور چھ نکات کے مضمرات کو پہلے بیان کرنے والے جناب ذوالفقار علی بھٹو تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جنہوں نے یہ کہا تھا کہ آپ weapon of the language استعمال کریں language of the weapon استعمال نہ کریں۔ مقصد یہ تھا کہ استدلال اور دلیل سے یہ ثابت کیا جائے کہ یہ حکومت ایک پاکستان کو ملی تھی، صوبوں کو یہ حکومت نہیں ملی تھی جو Act of Independence 1935 کے تحت حکومت ملی تھی، اس میں مرکزی حکومت کو ایک بیوہ نہ بنا دیا جائے۔ مرکز کے پاس اقتصادی طاقت ہونا لازمی ہے، دفاع کے لیے، خارجہ تعلقات کے لیے [illegible] کی معیشت مضبوط بنانے کے لیے، جب یہ لوگ چھ نکات

والوں سے بھی ناکام ہو گئے تو انہوں نے چھوٹے صوبوں میں گڑ بڑ پھیلانی شروع کر دی ۔ جب چھوٹے صوبوں میں بھی ناکام ہو گئے تو پھر یہ سوچا گیا کہ آئیے اب یہ ہاتھ پنجاب پر رنگے جائیں ۔ تو پھر حقیقت میں وہ لوگ جو پہلے Respected Sir کہتے تھے ، اور دوستوں کی طرف سے بالکل ٹھیک کہا گیا کہ چند دن پہلے وہ جس پارٹی کی وفاداری کا دم بھرتے تھے ، جس پارٹی کا ٹکٹ حاصل کرنے کے لیے درخواستیں دی جاتی تھیں اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کو Respected Sir کہا جاتا تھا ، جب وہ ٹکٹ نہ ملا ، صرف اتنی سی بات ہوئی ۔ فرض کیا اگر ٹکٹ مل جاتا تو یہ سارے لوگ بمع اپنے لیڈر صاحب کے ہمارے ساتھ ہوتے ۔ اس لیے یہ تو ان کی شناخت کا سال تھا ۔ سب کو یہ پتا چل گیا کہ کون لوگ اپنے مفادات کو مقدم رکھتے ہیں اور کون لوگ پنجاب کے مفاد کو قومی مفاد کے ساتھ منسلک کر کے بات کرتے ہیں ۔ نتیجہ یہ ہے کہ جب پنجاب میں یہ گڑ بڑ کرنے کی کوشش کی گئی تو نہ صرف پنجاب کے عوام نے بلکہ سارے پاکستان کے دوسرے صوبوں کے عوام نے بھی آواز اٹھائی اور یہ کہا کہ یہ کمال کی بات ہوگی کہ پنجاب متعصب ہو جائے ۔ چھوٹے صوبوں میں تو پہلے تعصب بھڑکانے کی کوشش کی جا رہی تھی لیکن چھوٹے صوبوں نے اس بات کا ثبوت دیا کہ یہ ان مفاد پرستوں کے تعصب اور کینہ پروری کی اور حسد کی بنیاد پر اور haterd کی بنیاد پر دشمنی، بغض اور عناد کی بنیاد پر ہے اس لیے ہم ملک دشمنوں کے ہاتھ میں نہیں آئیں گے ، پھر ان لوگوں نے اپنی سازش کا جال پنجاب میں پھیلایا اور یہاں پر جو لوگ ذاتی مخاصمت رکھتے تھے ، کسی وجہ سے کینہ رکھتے تھے ، بغض رکھتے تھے یا عناد رکھتے تھے وہ لوگ ان کے ہتھکنڈوں اور ان کی سازشوں کا شکار ہو گئے ۔ لیکن پنجاب کے غیور عوام نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سازش جو بڑی خطرناک تھی ، میں یہ ایوان میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں تفریق پیدا کرنے کی سازش بہت بڑی سازش تھی اور میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ مکمل طور پر ختم ہو گئی ہے ۔ کیونکہ ایسے عناصر کو خواہ کتنی [illegible] شکست ہو ، وہ [illegible] کسی نہ کسی طریقے سے اپنا کام جاری رکھتے [illegible] میں یہ بات اس [illegible] میں علی الاعلان کہتی [illegible] تا ہوں [illegible] جس رو[illegible] جو پاکستان [illegible] توڑنا چاہتی ہیں ، جو [illegible] کو کم [illegible] کرنا چا[illegible] اپنے مفادات [illegible] ان کے اپنے مفادات [illegible] وہ

کمروں میں بیٹھ کر بناتے ہیں کہ ہم نے فلاں علاقے میں یہ کرنا ہے اور وہ کرنا ہے۔ ان کے مفادات کے تحت جن کو پاکستان راس نہیں آتا، ان کی بھی سب سے بڑی کوشش پنجاب میں سازش کرنے کی تھی جو پچھلے سال میں عیاں ہو گئی اور وہ لوگ پبلک میں بالکل عیاں ہو گئے اور عوام نے خود انہیں اسی وجہ سے قبول نہ کیا۔ اور ان کو معلوم تھا کہ یہ لوگ پنجاب کے حقیقی مفادات کے لیے نہیں، بلکہ اپنے حسد، بغض اور عناد کو پورا کرنے کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ملک ٹوٹ جائے، فلاں آدمی کو، یا فلاں پارٹی کو حکومت نہیں کرنے دیں گے۔ اس بات کو عوام بھی سمجھ گئے۔ یہ کہا گیا ہے کہ بہت دھاندلیاں کی گئیں۔ حالانکہ ان حضرات کے جو لیڈر تھے خود انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں علی الاعلان یہ بات کہی تھی اور وہ ایک ایسے اخبار میں چھپی تھی جو ان کی بات کو فوراً چھاپ دیتا ہے۔ ان کے لیڈر نے یہ کہا کہ میں دھاندلیوں کا بادشاہ ہوں۔ سب لوگ اس بات کے گواہ ہیں۔ یہ خبر اخباروں میں چھپی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں دھاندلیوں کا بادشاہ ہوں۔ جب وہ اپنے متعلق علی الاعلان پریس کانفرنس میں یہ کہیں کہ میں دھاندلیوں کا بادشاہ ہوں تو پھر مجھے کیا تعجب ہے کہ جو یہ دھاندلیاں بتاتے ہیں کہ اس حلقے میں ہوئیں، صاف ظاہر ہے کہ وہ ہماری دھاندلیوں کے بادشاہ نے کی ہوں گی۔ اس کے بعد یہ کہا گیا کہ اس ملک میں مقننہ آزاد نہیں، یا یہاں پر اس اسمبلی میں لوگ بات نہیں کر سکتے۔ جناب والا۔ آج دو دن سے جو بحث ہو رہی ہے، یا اس اسمبلی کی جو روز کی کارروائی ہوتی ہے تو یہ کہاں ہے کہ حزب اختلاف کے رکن اٹھ کر کوئی بات کریں اور ہم ان کا منہ بند کر دیں۔ بلکہ آپ نے دیکھا نہیں کہ صبح سے اس اس قسم کے طعنے دیے جا رہے ہیں اور اس اس قسم کی سخت باتیں کہی جا رہی ہیں اور ہم بیٹھ کر سن رہے ہیں؟ تو اس سے زیادہ اور کیا مقننہ کی آزادی ہوگی۔ اس سے زیادہ اور کیا یہ آزادی ہو کہ ایک اقلیت اکثریت کو ختم کر دے، قتل کر دے۔ یہ تو آزادی نہیں ہوگی۔ آزادی تو یہی ہے کہ اس اسمبلی میں آئین میں ترمیم پیش کرتے ہیں تو اس پر پوری بحث کرتے ہیں۔ امر بحث پر بحث کر رہے ہیں۔ شدید ترین نکتہ چینی کی ہے۔ آئندہ بھی کریں۔ ہم اس کو سنیں گے۔ انہیں آزادی ہے۔ پھر اس کے بعد کہا گیا کہ عدلیہ آزاد نہیں۔ جناب والا۔ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ آپ روز دیکھتے

ہیں کہ حکومت اپنے ایگزیکٹیو آرڈر سے کسی آدمی کو گرفتار کرتی ہے اور عدلیہ قانون اور قاعدے کے مطابق اس کی ضمانت کر دیتی ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عدلیہ آزاد ہے؟ کتنے سول کیسوں میں اور کتنے ٹریبونلز میں انکم ٹیکس کیسوں میں حکومت کے خلاف فیصلے ہوتے ہیں۔ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ عدلیہ آزاد نہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ حزب اختلاف کے صاحبان کو جو اس وقت موجود ہیں خود ان کے ساتھی جو اب ہماری طرف آ رہے ہیں، وہ ان کے بھانڈے پھوڑ رہے ہیں۔ خود ان کے راز کو بتا رہے ہیں تو اس سے زیادہ اور میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ روز اخبارات میں ان کی طرف سے آتا ہے کہ کون سے جلسے میں کس طرح سے گڑبڑ کس آدمی نے شروع کروائی۔ اس بات پر کوئی تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ ان کے ساتھی تھے۔ نہایت معتبر ساتھی تھے۔ بلکہ ان کے لیے یہ کہا جاتا تھا کہ یہ لوگ ہی تو ہیں جو پنجاب کے "تھم" ہیں۔ تو چلیے، کم از کم پنجاب کے سارے "تھم" تو ہماری طرف آ گئے ہیں۔

جناب والا۔ اس کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ قانون کی عملداری نہیں۔ یہ بات بڑی عجیب لگتی ہے۔ قانون کی عملداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی اپوزیشن لیڈر اٹھ کر فوج کو کہے کہ تم مداخلت کرو۔ "آؤ فوج" نیشنل اسمبلی میں یہ آواز دی جائے اور کوئی اپوزیشن کا لیڈر جلسے میں کھڑے ہو کر ملک کے خلاف غداری کا مرتکب ہو۔ کوئی لیڈر جلسے میں کھڑے ہو کر ملک کی سالمیت کے خلاف باتیں کرے، کوئی لیڈر ملک کی خارجہ پالیسی کے خلاف باتیں کرے، جو ہمارے دوست ملک ہیں ان کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی کوشش کرے، پاکستان کے مفادات کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ اگر تو ایسے لیڈر کو کھلی چھٹی دے دی جائے تو یہ قانون کی عملداری ہے اور اگر ایسے لیڈر کا محاسبہ کیا جائے تو یہ بڑا ظلم ہو رہا ہے۔

جناب والا۔ آخر میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قانون کو اپنا راستہ لینا ہے۔ حزب اختلاف کے پاس بہت بڑے ماہرین قانون ہیں۔ سابق وزرائے قانون دو تین یا پتا نہیں پاکستان میں چار ہیں، وہ سارے آپ کے پاس ہیں۔ جتنی قانون سے آپ کو حفاظت مل سکتی ہے وہ ہر کچہری میں آپ کو کھلی کھلی اجازت ہے۔ کسی ایسی جگہ پر آپ کو اس سے نہیں روکا جائے گا

لیکن اگر قانون کی عملداری سے یہ سمجھا جائے کہ کوئی شخص قانون کی دھجیاں اپنی مرضی سے اڑاتا رہے ، دوست ممالک سے ہمارے تعلقات خراب کرتا رہے ، خارجہ پالیسی کے متعلق ایسے بیانات دیتا رہے اور جو آئینی حکومت ہے اور جو دستور ہے اور جو آئین ہے اس کے خلاف نفرت ابھارتا رہے اور اسے کچھ کہنے نہ دیا جائے تو میرے خیال میں یہ قانون کی عملداری نہیں ہوگی ، بلکہ یہ قانون کی دھجیاں اڑانے کے برابر ہوگا ۔

جناب والا ۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے کچھ جوابات دینے کے لیے وقت دیا ۔ آخر میں میں ایک سابق وزیر زراعت صاحب کے بارے میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ انہوں نے کہا کہ فلاں سٹاک کیوں منظور کیا گیا ۔ اس لیے منظور کیا گیا کہ جو اس سال کپاس کی کاشت ہوگی ، وہ اسی سال میں کاشت ہوگی ۔ انہیں اتنا تو معلوم ہونا چاہیے ۔ تو اس کے لیے لازم تھا کہ ہم سالانہ بجٹ کا انتظار نہ کر سکتے ۔ اس سال کپاس کی فصل کے لیے ہم نے خاص تدابیر اختیار کی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اس کا پھل انشاء اللہ ، جب ہم فصل برداشت کریں گے تو اس وقت ملے گا ۔ جیسے گندم کی فصل میں جو ہم نے اچھی تدابیر اختیار کیں اس کا پھل ہمیں ابھی مل رہا ہے ۔ بہت اچھی گندم پیدا ہوئی ہے ۔ yield بھی سوائے ایک آدھ قسم کے بہت اچھی ہے ۔ اور یہ کہ procurement بھی بہت اچھی ہو رہی ہے ۔ جو اس میں کچھ صاحبان نے نقائص بتائے ہیں میں ان پر پوری توجہ دوں گا ۔ آپ کا شکر گزار ہوں ۔ جناب والا ۔ بہت شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر اعتزاز احسن ۔ الفرمیشن کا محکمہ آپ کے پاس ہے ؟

وزیر اطلاعات ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر کوئی چیز کانگو یا موزمبیق سے آئے تو یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ وہ انفارمیشن سے آئی ہے ؟

وزیر اطلاعات ۔ جی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اور اگر کوئی چیز میکسیکو سے آئے تو کیا یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ وہ انفارمیشن سے آئی ہے ۔

وزیر اطلاعات ۔ امریکہ سے جی ۔

مسٹر سپیکر ۔ تیسری بات جو میں پوچھنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ دنیا میں امریکہ نام کا کوئی ملک ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ ہیں ۔ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ ہے ۔ امریکہ صرف شمالی اور جنوبی امریکہ کو شامل کرکے ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیونکہ ایک فاضل رکن یہاں یہ تقریر کر رہے تھے کہ کوئی چیز میکسیکو سے آئی ہے تو وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ وہ امریکہ سے آئی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ امریکہ شمالی اور جنوبی امریکہ دونوں شامل کرکے ہوتا ہے ۔ یو ۔ ایس ۔ اے کو اگر وہ امریکہ سمجھتے ہیں تو غلط سمجھتے ہیں ۔

وزیر اطلاعات ۔ جی ہاں ۔ بالکل ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : That is Central America. That is not even Latin America.

وزیر اطلاعات ۔ سنٹرل امریکہ ہے ۔ جی ، بالکل ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں یہاں سے اٹھ کر جو پانچ منٹ کے لیے گیا ہوں تو یہی نقشہ دیکھنے گیا تھا ۔ میں نے کہا کہ میکسیکو کہیں افریکہ میں نہ ہو ۔ شکریہ ۔

مجھے ایک اور اعلان کرنا ہے ۔ آج کی بحث کے جتنے حصے سینیٹ کے انتخابات میں سیکریسی آف بیلٹ کو violate کرتے ہیں ، ان کو میں نے حذف کرنے کے آرڈر دے دیے ہیں ۔ But I shall myself scrutnize کہ کتنا حصہ secrecy of ballot کو violate کرتا ہے ۔

The House is adjourned. It shall re-assemble at 8.00, not 8.30, a.m. tomorrow.

آج شاید ممبران یہ سمجھتے تھے کہ ساڑھے آٹھ بجے یہ اجلاس ہوگا ۔
(ایوان کی کارروائی بروز بدھ مورخہ 19-6-76 آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں "اجلاس"

بدھ ۔ 16 جون 1976ء

(چہار شنبہ ۔ 17 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۭ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝

پ ۹ ــ س ۷ ــ رکوع ۱۲ و ۱۳ ــ آیات ۱۸۱ تا ۱۸۵

اور ہماری مخلوقات میں سے ایک وہ لوگ ہیں جو حق کا راستہ بتاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ ان کو ہم بتدریج اس طرح پکڑیں گے کہ ان کو معلوم بھی نہ ہوگا۔ اور میں تو ان کو مہلت دیئے جاتا ہوں۔ بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ کیا انہوں نے غور نہیں کیا۔ کہ ان کے صاحب (محمد) کو (کسی طرح) کا جنون نہیں ہے۔ وہ تو کھلم کھلا ڈرانے والے ہیں۔ کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت میں اور جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں۔ ان پر نظر نہیں کی۔ اور اس بات پر خیال نہیں کیا کہ شاید ان کا وقت قریب آ گیا ہو۔ قرآن کے بعد وہ اور کس چیز پر ایمان لائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں آج کے سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حسب فیصلہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

بسوں کے حادثات میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد

*6222 ۔ **سید ناظم حسین شاہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جنوری 1972ء تا مئی 1974ء صوبہ میں بسوں کے حادثات میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد کیا ہے ۔ تفصیل ضلع وار بتائی جائے ۔

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران حادثات میں ہلاک ہونے والے کتنے افراد کو معاوضہ دیا گیا ۔

(ج) مذکورہ حادثات میں ملوث کمپنیوں کے نام اور بسوں کے نمبر کیا تھے ۔ حکومت نے بسوں کے حادثات کی روک تھام کے لیے کیا انتظامات کیے ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف ، ب ، ج) مطلوبہ کوائف صوبہ کے تمام اضلاع سے اکٹھے کیے جا رہے ہیں ۔ مکمل معلومات فراہم ہو جانے پر ایوان میں پیش کر دی جائیں گی ۔

تیز میٹر چلانے اور سواریاں بٹھانے سے انکار کرنے پر لاہور میں ٹیکسی اور رکشا ڈرائیوروں کے چالان

*6786 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جنوری 1974ء سے یکم اکتوبر 1974ء تک لاہور میں تیز میٹر چلانے اور سواریاں بٹھانے سے انکار کرنے پر کتنے ٹیکسی اور رکشا ڈرائیوروں

کے چالان ہوئے اور انہیں کس قدر جرمانہ یا سزا دی گئی۔ کتنے ڈرائیور گرفتار کیے گئے اور کتنوں کے کاغذات قبضہ میں لیے گئے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جنوری 1974ء سے یکم اکتوبر 1974ء تک لاہور میں تیز میٹر چلانے پر 1037 اور مواریاں بٹھانے سے انکار کرنے پر 1183 ٹیکسی اور رکشا ڈرائیوروں کے چالان ہوئے ان میں سے 11 ڈرائیوروں کو گرفتار کیا گیا 63 ڈرائیوروں کو گرفتار کیا گیا 63 ڈرائیوروں کے لائسنس ضبط کیے گئے اور مجموعی طور پر 1,25,790 روپے جرمانہ کیا گیا۔

محکمہ مال کے ملازمین کے خلاف تحقیقاتی رپورٹ پر کارروائی میں تاخیر

*6905 ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈپٹی کمشنر لاہور نے مورخہ 6 جولائی 1970ء کو ایک چٹھی نمبری ریڈر/ایم آئی 13113/757 کے ذریعے ایس ایس پی لاہور کو موضع افضل آباد تحصیل قصور ضلع لاہور کے چند بااثر افراد اور محکمہ مال کے چند ملازمین کے خلاف انکوائری کرنے کے احکام جاری کیے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ انکوائری کو مکمل ہوئے تقریباً ایک سال گزر چکا ہے لیکن اس انکوائری کی رپورٹ ابھی تک مسٹر ممتاز احمد خان سب انسپکٹر پولیس سپیشل اسٹیبلشمنٹ ٹمپل روڈ لاہور کے پاس بغیر کسی کارروائی کے پڑی ہوئی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ رپورٹ پر ابھی تک کوئی کارروائی نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں اور کیا وزیر موصوف اس معاملے کی ذاتی طور پر چھان بین کریں گے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) درست ہے ۔

(ب) درست نہیں ۔ اس معاملہ میں مسمیان چراغ دین وغیرہ نے جج عدالت عالیہ/ کسٹوڈین اوقاف لاہور کی عدالت میں اپیل دائر کی ہوئی ہے جو زیر سماعت ہے اسی وجہ انکوائری معطل میں ہے ۔

(ج) اپیل کا فیصلہ ہونے پر انکوائری جلد مکمل کر لی جائے گی۔

بسوں کے حادثات میں ہلاک ہونے والے افراد کو مالی امداد کی فراہمی

*6923 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1974ء تا یکم جون 1974ء صوبہ میں بسوں کے حادثات ہوئے ان میں کتنے افراد ہلاک یا زخمی ہوئے ۔ کتنے ڈرائیوروں کے چالان کیا گیا اور انہیں کیا کیا سزا دی گئی اور ہلاک یا زخمی ہونے والوں کو کس قدر مالی امداد فراہم کی گئی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ مطلوبہ کوائف صوبہ کے تمام اضلاع سے اکٹھے کیے جا رہے ہیں مکمل معلومات فراہم ہو جانے پر ایوان میں پیش کر دی جائیں گی ۔

باغبانپورہ لاہور کے سینما گھروں میں ٹکٹوں کی بلیک

*7484 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ باغبانپورہ لاہور کے سینما گھروں میں شوٹائم کے دوران پولیس تعینات نہیں کی جاتی جس سے مذکورہ سینما گھروں کے مالکان بیشتر اوقات بکنگ پر ٹکٹیں فروخت کرنے کی بجائے تمام ٹکٹیں بلیک میں فروخت کر دیتے ہیں جس دور دراز سے آئے ہوئے سینما بینوں کو سخت پریشانی اٹھانی پڑتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سینماؤں کے مینجر سینما بینوں کی شکایات سننے کی بجائے شکایات کنندگان کی بے عزتی کرتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ کے سینما مالکان کی دھاندلیوں کا سدباب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں نیز شو ٹائم کے دوران وہاں پولیس متعین کرنے کے لیے تیار ہے؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست نہیں ۔ علاقہ تھانہ باغبانپورہ میں دو سینما گھر واقع ہیں اور پنجوم کے دنوں میں ان

کے سامنے باقاعدہ پولیس متعین کی جاتی ہے البتہ ٹکٹوں کی بلیک کی شکایات کسی حد تک درست ہے ۔

(ب) ضلعی انتظامیہ کو ایسی شکایات موصول نہیں ہوئی کہ ان سینما گھروں کے منیجروں نے کسی تماشائی کی بے عزتی کی ہو ۔

(ج) ضلعی انتظامیہ سینما گھروں میں بے قاعدگیوں اور ڈھانڈلیوں کے متعلق وقتاً فوقتاً چھاپے مارتے رہتے ہیں اور شکایات درست ثابت ہونے پر متعلقہ سینما کی انتظامیہ کے خلاف سخت کارروائی کی جاتی ہے ۔ حال ہی میں تھانہ باغبانپورہ میں واقع دونوں سینماؤں کی انتظامیہ پر دو مختلف مواقع پر 112 روپے سے 1200 روپے تک جرمانہ عاید کیا گیا ۔ فلم بین حضرات کی شکایات کے الزام اور سہولت کے لیے ضروری اقدامات مسلسل بروئے کار لائے جاتے ہیں ۔

ضلع جہلم میں مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں مقدمات کی تعداد

*7564 ۔ مرزا فضل حق ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) یکم جنوری 1974ء تا 31 دسمبر 1974ء ضلع جہلم میں تعینات مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں کتنے مقدمات کا فیصلہ ہوا ۔

(ب) مذکورہ مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں متذکرہ عرصہ کے دوران کتنے نئے مقدمات دائر ہوئے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یکم جنوری 1974ء تا 31 دسمبر 1974ء ضلع جہلم میں تعینات مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں بالترتیب 4299 باقاعدہ اور 8029 سرسری مقدمات کا فیصلہ ہوا ۔

(ب) مذکورہ مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں متذکرہ عرصہ کے دوران بالترتیب 4388 باقاعدہ اور 8178 سرسری مقدمات درج ہوئے ۔

ضلع جہلم میں چوری ۔ ڈکیتی اور قتل کی وارداتیں

*7567 ۔ مرزا فضل حق ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ یکم جنوری 1974ء تا 31 دسمبر 1974ء تحصیل چکوال ضلع جہلم میں چوری

ڈکیتی اور قتل کی کتنی وارداتیں وقوع پذیر ہوئیں۔ ان کی ماہوار تعداد بیان فرمائی جائے۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ یکم جنوری 1974ء تا 31 دسمبر 1974ء تحصیل چکوال ضلع جہلم میں چوری ، ڈکیتی اور قتل کی وارداتوں کی مہینہ وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے :۔

نام مہینہ	چوری	ڈکیتی	قتل
ا	2	3	4
جنوری	8	—	2
فروری	3	—	1
مارچ	16	—	3
اپریل	13	—	3
مئی	14	—	4
جون	13	1	3
جولائی	10	—	1
اگست	12	—	2
ستمبر	13	—	3
اکتوبر	8	—	3
نومبر	10	—	3
دسمبر	10	—	—
کل میزان	130	1	28

رانا محمد نواز انسپکٹر پولیس تھانہ صدر بہاولپور کے خلاف کارروائی

*7628 ۔ چوہدری منظور احمد ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کوارٹر نمبر 44 ۔ اے واقع ون یونٹ سٹاف کالونی بہاولپور چیئرمین ہاؤسنگ الاٹمنٹ کمیٹی بہاولپور نے مورخہ 4 ۔ جنوری 1975ء کو چوہدری منظور احمد سپرنٹنڈنٹ دفتر

ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر کو الاٹ کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ کمشنر بہاولپور نے مورخہ 75 - 3 - 27 کو مذکورہ الاٹمنٹ کی تصدیق کر دی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مورخہ 75 - 5 - 24 کو رانا محمد نواز انسپکٹر پولیس تھانہ صدر بہاولپور نے مذکورہ کوارٹر کا تالا توڑ کر اس پر زبردستی قبضہ کر لیا اور چوہدری منظور احمد کا سامان باہر پھینک دیا۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ انسپکٹر پولیس مذکورہ کے پاس کوئی الاٹمنٹ آرڈر وغیرہ بھی نہیں تھا اور اس نے ناجائز طور پر مذکورہ کوارٹر پر قبضہ کر لیا۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تا حال متعلقہ افسران بالا نے مذکورہ انسپکٹر پولیس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اور نہ ہی اس سے مذکورہ کوارٹر خالی کرایا ہے۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محمد نواز انسپکٹر مذکور کے خلاف کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست نہیں البتہ چوہدری منظور احمد کو کوارٹر نمبر 259/11 ون یونٹ سٹاف کالونی بہاولپور میں الاٹ ہوا تھا جس کا کوارٹر نمبر 44/1 سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(ب) یہ درست نہیں۔ کمشنر بہاولپور نے کوارٹر نمبر 44/1 کی منظور احمد کے حق میں تصدیق نہیں کی۔

(ج) رانا محمد نواز انسپکٹر پولیس نے مورخہ 23 ۔ اپریل 1975 کو ڈی ۔ آئی ۔ جی پولیس اور ممبر ہاؤسنگ الاٹمنٹ کمیٹی کے کہنے پر کوارٹر نمبر 44/1 پر قبضہ کیا تھا۔

(د) یہ درست نہیں۔ البتہ انسپکٹر مذکور کے پاس قبضہ کے وقت تحریری الاٹمنٹ آرڈر نہیں تھا۔

(ہ) درست نہیں ۔ قبضہ مذکور کے بارے میں رپورٹ چیئرمین ہاؤسنگ الاٹمنٹ کمیٹی کو کی گئی اور حالات کا جائزہ لینے کے بعد انسپکٹر مذکور کا قبضہ کمشنر صاحب نے فی الحال رکھا ہے ۔

(و) مذکورہ بالا واقعات کی روشنی میں انسپکٹر مذکور کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی گئی ۔

کانسٹیبلوں کی تعداد میں اضافہ

*7888 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں محکمہ پولیس کے افسران اور کانسٹیبلوں کی تعداد کس قدر ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کانسٹیبلوں کی تعداد افسران کی نسبت بہت کم ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کانسٹیبلوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) صوبہ میں محکمہ پولیس کے افسران اور کانسٹیبلوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے :

انسپکٹر جنرل آف پولیس	1
ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس	1
ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس	10
اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل آف پولیس	5
سپرنٹنڈنٹ آف پولیس	43
اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس	25
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس	83
پراسیکیوٹنگ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس	16
انسپکٹرز	224
پراسیکیوٹنگ انسپکٹر	67

سب انسپکٹرز	1324
پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹرز	287
اسسٹنٹ سب انسپکٹرز	2193
ہیڈ کانسٹیبل	4530
کانسٹیبل	29320
کل تعداد	38129

ان اعداد و شمار میں کرائم برانچ، سپیشل برانچ، ریلوے پولیس، ٹیلی کمیونی کیشن اور ٹریننگ سینٹر وغیرہ کی نفری شامل ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جزو (ب) کے جواب کے مدنظر اگرچہ افسران کی تعداد کانسٹیبلوں کی تعداد کے مقابلہ میں زیادہ نہیں۔ تاہم صوبہ بھر میں پولیس کی کی نفری ضرورت سے بہت کم ہے۔ جس میں مالی حالات کے مطابق بتدریج اضافہ ہوتا رہا ہے۔

سمگلنگ کی روک تھام

*8069۔ ملک چھ اعظم۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں چاول، چینی اور گندم کی جب بھی کمی ہوتی ہے تو اس کی ایک وجہ سمگلنگ بھی بتائی جاتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ اشیاء کی سمگلنگ کی روک تھام کے سلسلے میں کون سے اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق)۔ (الف) جی ہاں۔ اس ضمن میں سمگلنگ کا بھی ذکر آتا ہے جو درست وجہ نہیں۔ اصل وجہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے۔

(ب) سمگلنگ کی روک تھام کے اقدامات مورخہ 3 ۔ جون 1976ء کو سوال نمبر 8037 کے جواب میں ایوان کے سامنے پیش کیے جا چکے ہیں جو کہ حسب ذیل ہے :

وفاقی حکومت کی ہدایات کے تحت صوبائی حکومت کی جانب سے بھی سمگلنگ کی روک تھام کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جاتے ہیں ۔ وفاقی حکومت کے زیر نگران پاکستان رینجر ، کوسٹ گارڈ FIA اور محکمہ کسٹمز سمگلنگ پر کڑی نظر رکھتے ہیں اور ناکہ بندی اور چھاپہ مار پارٹیاں بھی ترتیب دے کر مناسب کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے ۔ صوبائی سطح پر ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی سربراہی میں انٹی سمگلنگ کمیٹی قائم ہے ۔ جو سمگلنگ کے سدباب کے لیے ماہ بہ ماہ تفصیلی جائزہ لیتی ہیں ۔ سمگلروں اور ان کے امدادی افراد کے خلاف DPR کے تحت کارروائی کی جاتی ہے ۔ سمگلروں کے بارے میں مخبری کرنے والوں اور انٹی سمگلنگ سٹاف کی حوصلہ افزائی کے لیے ایک خاص شرح کے مطابق انعامات دیے جاتے ہیں ۔ علاوہ ازیں سنگین واردات کی صورت میں مقدمات درج ہو کر قید و جرمانہ کی سزائیں بھی دی جاتی ہیں ۔

گندم کی سمگلنگ کی روک تھام کے لیے محکمہ خوراک پنجاب کے زیر اہتمام ایک انٹی سمگلنگ سکواڈ بھی قائم ہے جو گندم کی بین الاضلاعی نقل و حرکت پر نظر رکھتا ہے ۔

حادثات کی روک تھام

*8110 ۔ ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹریفک کے اکثر حادثات کی وجہ تیز رفتاری ہوتی ہے ۔

(ب) یکم جنوری 1975ء تا 31 ۔ جنوری 1976ء صوبہ میں بسوں کے حادثات میں کتنے افراد ہلاک و زخمی ہوئے ۔

(ج) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت حادثات کی روک تھام کے لیے بسوں کے ڈرائیوروں کو تیز رفتاری سے روکنے کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) بہت حد تک درست ہے ۔

(ب) مذکورہ عرصہ میں بسوں کے حادثات میں 785 افراد ہلاک اور 1686 افراد زخمی ہوئے ۔

(ج) حادثات کی روک تھام اور بسوں کے ڈرائیوروں کو تیز رفتاری سے روکنے کے اقدامات کی تفصیل پہلے اجلاس کے دوران سوالات نمبر 5018 اور 5936 کے جواب میں مورخہ 17 ۔ مارچ 1976ء اور 5 ۔ اپریل 1976ء کو ایوان میں پیش کی جا چکی ہے ۔

ایڈیشنل سیشن ججوں کی تعداد بڑھانا

*8295 (الف) ۔ ملک عبدالکرم اعوان ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ نئی قانونی اصلاحات کے پیش نظر صوبہ میں ایڈیشنل سیشن ججوں کی تعداد بہت کم ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس کمی کو پورا کرنے کے لیے کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ یہ درست ہے کہ نئی قانونی اصلاحات کے پیش نظر صوبہ میں ایڈیشنل سیشن ججوں کی تعداد کم ہے ۔

حال ہی میں ایڈیشنل سیشن ججوں کی دس اسامیوں کی منظوری برائے مالی سال 77 - 1976ء دے دی گئی ہے ۔ اگر ضروری سمجھا گیا اور حکومت کے مالی وسائل نے اجازت دی تو اضافہ پر غور ہو سکتا ہے ۔

صوبہ کے تھانوں میں پولیس ملازمین کے لیے رہائشی سہولتیں

*8303 ۔ ملک ثناء اللہ خان ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ کے تمام تھانوں میں پولیس ملازمین کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو انہیں کب تک رہائشی سہولتیں فراہم کی جائیں گی ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) حکومت اپنے مالی وسائل کے مطابق پولیس ملازمین کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے سال بہ سال رقم مختص کرتی رہتی ہے ۔

صوبہ کے تھانوں میں ٹرانسپورٹ کی سہولتیں

*8304 ۔ **ملک ثناء اللہ خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ کے تمام تھانوں میں ٹرانسپورٹ کی سہولتیں اور وائرلیس سیٹ مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو انہیں کب تک ٹرانسپورٹ کی سہولتیں اور وائرلیس سیٹ مہیا کیے جائیں گے اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) درست ہے ۔

(ب) حکومت مالی وسائل کے مطابق ہی یہ سہولتیں مہیا کرے گی ۔

لائلپور میں سول ججوں کے لیے رہائش گاہوں کی تعمیر

*8326 ۔ **سید طاہر احمد شاہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لائلپور ضلع ہیڈ کوارٹرز میں کل کتنے سول جج دسمبر 1975ء میں تعینات تھے ۔

(ب) کیا لائلپور ضلع ہیڈ کوارٹرز میں تعینات تمام سول جج کے لیے سرکاری رہائش گاہیں مہیا کی گئی ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مستقبل قریب میں مذکورہ بالا افسران کے لیے سرکاری رہائش گاہیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) دسمبر 1975ء میں لائلپور ضلع ہیڈ کوارٹرز میں سات سول جج تعینات تھے ۔

(ب) لائلپور ضلع ہیڈ کوارٹرز میں سول ججوں کے لیے دو فلیٹ مہیا کیے گئے ہیں۔

(ج) لاہور ہائی کورٹ نے قانونی اصلاحات کی اعلیٰ اختیارات کی کمیٹی (High Powered Law Reforms Committee) کو سفارش کی ہے کہ پنجاب میں تمام جوڈیشیل افسروں کو سرکاری رہائش گاہیں مہیا کی جائیں۔ یہ سفارشات کمیٹی نے منظور کر لی ہیں اور جب حکومت کے مالی وسائل نے اجازت دی تو اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔

لائلپور شہر میں رکشا و ٹیکسی ڈرائیور کا مسافروں سے زائد کرایہ وصول کرنا

*8327۔ **سید ظاہر احمد شاہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لائلپور شہر میں رکشا و ٹیکسی ڈرائیورز مسافروں سے مقرر شدہ کرائے سے زائد کرایہ وصول کرتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یکم جنوری 1974ء تا یکم اپریل 1976ء کتنے ڈرائیوروں کا اس سلسلے میں چالان کیا گیا۔ اور ان سے کل کتنا جرمانہ وصول کیا گیا۔ نیز ایک ڈرائیور کو زیادہ سے زیادہ کتنا اور کم از کم کتنا جرمانہ کیا گیا۔

(ج) کیا حکومت ایسے اقدام کرنے کو تیار ہے جن کی وجہ سے رکشا اور ٹیکسی ڈرائیورز مقررہ کرایہ سے زیادہ وصول نہ کر سکیں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) کسی حد تک درست ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران اس ضمن میں 2782 ڈرائیوروں کا چالان کیا گیا۔ اور ان سے کل 2,05,790 روپے جرمانہ وصول کیا گیا۔ جرمانہ کی کم سے کم رقم 20 روپیہ اور زیادہ سے زیادہ 300 روپے فی ڈرائیور تھی۔

(ج) شکایات کے ازالہ کے لیے ٹریفک پولیس مسلسل سرگرم عمل رہتی

ہے ۔ ٹریفک مجسٹریٹ بھی مستعدی سے چیکنگ کرتے ہیں ۔ قصور وار ڈرائیوروں کے چالان کیے جاتے ہیں اور موقع پر ہی جرمانے بھی عائد کیے جاتے ہیں ۔

ضلع سرگودھا میں اسلحہ کے لائسنسوں کا اجراء

*8397 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاھلوں ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع سرگودھا میں یکم جنوری 1972ء تا 15 ۔ مارچ 1974ء اور 16 ۔ مارچ 1974ء تا 30 ۔ اپریل 1976ء ہر سال علیحدہ علیحدہ کتنے اسلحہ کے لائسنس جاری ہوئے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ مطلوبہ تفصیل یہ ہے :

	مدت	اسلحہ کے جاری ہونے والے لائسنسوں کی تعداد
(1)	یکم جنوری تا 31 ۔ دسمبر 1972ء	503
(2)	یکم جنوری تا 31 ۔ دسمبر 1973ء	1900
(3)	یکم جنوری تا 15 ۔ مارچ 1974ء	208
(4)	16 ۔ مارچ تا 31 ۔ دسمبر 1974ء	157
(5)	یکم جنوری تا 31 ۔ دسمبر 1975ء	173
(6)	یکم جنوری تا 30 ۔ اپریل 1976ء	64

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر سپیکر ۔ اگر کوئی درخواست ہائے رخصت ہوں تو وہ لے لی جائیں ۔

مسٹر رشید احمد خان بھٹی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر رشید احمد خان بھٹی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I could not attend the Session of the Assembly on 14th because I was not well. Kindly grant me leave for the said day. Thanking you.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں اسماعیل ضیاء

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں اسماعیل ضیاء صاحب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

میں 7 تا 10 جون اور 14 جون کو بوجہ بیماری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا براہ کرم ان ایام کی رخصت مرحمت فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

بندہ 14 جون شام کو ہونے والے اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ کیونکہ بندہ بیمار تھا ۔ اس لیے استدعا ہے کہ رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی جائے)

مسٹر نوازش علی خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نوازش علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

گزارش ہے کہ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق میں

نے سینے کا اپریشن کروانا ہے جس کی وجہ سے مورخہ 15-6-76 سے اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہ لے سکوں گا ۔ اپریشن لاہور ہی میں رہ کر کروایا جائے گا ۔ اس لیے التماس ہے کہ صحت یابی تک میری رخصت منظور فرمائی جائے جب میں ٹھیک ہوا حاضر ہو جاؤں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ کل سالانہ بجٹ پر بحث کا آغاز ہوگا چونکہ میرے پاس گورنمنٹ پارٹی کی لسٹ آ گئی ہے اس لیے فاضل اراکین اپنا نام میرے دفتر میں دیکھ لیں کہ آیا ایسے ممبران جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان کا نام اس لسٹ میں شامل ہو گیا ہے یا نہیں فاضل حزب اختلاف کے قائد سے بھی استدعا ہے کہ وہ ان فاضل اراکین کے نام دے دیں جو حزب اختلاف کی طرف سے بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ۔

پنجاب کا ضمنی میزانیہ بابت سال 76-1975ء

مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبات زر پیش کیے جائیں گے وزیر خزانہ ۔

(مطالبہ نمبر 14)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 648764720,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری تجارت (غلہ جبنی) کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 648764720.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری تجارت (غلہ چینی) کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

چوہدری طالب حسین صاحب کی تخفیف کی تحریک ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ 648764720.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد سرکاری تجارت (غلہ و چینی) میں تخفیف کر کے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ 648764720.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد سرکاری تجارت (غلہ چینی) میں تخفیف کر کے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

وزیر خزانہ ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری صاحب کی بھی یہی ترمیم ہے اور مخدوم زادہ سید حسن صاحب موجود نہیں ہیں ۔

میاں منظور احمد وٹو ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رولز آف پروسیجر کا رول 116 جو ہے اس کی پوری طرح سے تکمیل نہیں کی گئی یعنی میں اس کو آپ کے سامنے پڑھتا ہوں پھر آپ اس پر کوئی فیصلہ کریں کہ آیا اس کے مطابق یہ کٹ موشن دی گئی ہے یا نہیں رول یہ ہے کہ

Rule 116. A motion may be moved to reduce the amount of a demand in any of the following ways :

(a) That the amount of the demand be reduced to Re. 1.00 representing disapproval of the policy underlying the demand. Such a motion shall be known as "Disapproval of policy Cut". A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss.

تو جناب والا ۔ یہاں پر انہوں نے precisely کوئی indication نہیں دی کہ ہم کس مسئلے کو زیر بحث لا رہے ہیں ۔ کیونکہ رولز میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ ان کو precisely indicate کرنا چاہیے تھا پھر آگے دوسری بات جو ہے وہ تو discussion میں آتی ہے میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رولز آف پروسیجر کے مطابق یہ جو پالیسی کٹ ہے وہ ایجنڈے میں نہیں دی گئی اور نہ ہی فاضل حزب اختلاف کے لیڈر نے اس کی من وعن تائید کی ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آف پروسیجر پر صحیح معنوں میں عمل نہیں کیا گیا ۔

Mr Speaker : The rule is :

That the amount of the demand be reduced to Re. 1.00 representing disapproval of the policy underlying the demand. Such a motion shall be known as "Disapproval of Policy Cut". A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss. The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy.

میں اس پر اپنی considered opinion دوں گا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ یہ بالکل واضح مسئلہ ہے کیونکہ اب اس مسئلے نے زیر بحث آنا ہے اور اگر اس پر بحث شروع ہو گئی تو پھر اس کے بعد میرے خیال میں کوئی فائدہ مند بات نہیں ہوگی آپ کسی اور فاضل ممبر سے اس رائے کا اظہار کرا سکتے ہیں کہ یہ بالکل واضح بات ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سارے اراکین فاضل ہی ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جس ممبر سے آپ چاہتے ہوں اس سے مشورہ لے لیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس قاعدے کا تعلق ہے جس کا حوالہ فاضل رکن نے دیا ہے اس کے تحت اصل میں ہماری تحریک تخفیف زر حکمت عملی کی استرداد کی تحریک کہلاتی ہے یعنی ہم پھر اس حکمت عملی کو reject کر رہے ہیں اسے مسترد کر رہے ہیں جس کی بنیاد پر یہ مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے اور اس میں اسی ضرورت کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اس حکمت عملی کے مقابلہ میں ہم کس حکمت عملی کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں اور اس طرح سے یہ پوری پالیسی زیر بحث آتی ہے ۔ اور اسی پر ہم کہہ رہے ہیں کہ مطالبہ ہذا کے تحت کار فرما حکمت عملی کو زیر بحث لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اور اس سلسلہ میں جو میاں منظور احمد موہل صاحب نے کہا ہے ۔

There appears to be a lot of weigh t in it but I am not going to use my opinion at this stage.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ وہ نکات ہیں جو مسلسل اور مختلف میزانیوں کے دوران تحاریک تخفیف زر بنتے رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ پچھلے سال مرحوم و مغفور جناب شیخ عزیز احمد صاحب نے بھی پوائنٹ اٹھایا تھا اور اس پر جناب والا ۔ نے یہ موشن disallow کر دی تھی کیونکہ specific point موشن میں mention نہیں کیا گیا تھا ۔ جیسا کہ 116 (الف) کی requirements ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ پچھلے سال تو ہم بائیکاٹ کیے ہوئے تھے نہ اس پر بحث ہوئی اور نہ ہی کوئی تحریک پیش کی گئی ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ معاف کرنا اس سے پچھلے سال کی بات ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس میں ہمارا specific point یہ ہے کہ اس کی حکمت عملی کو زیر بحث لایا جائے ۔

This is the specific point.

اور اس کا نام ہے disapproval of the policy اور اسی کے تحت ہم اس حکمت عملی کو زیر بحث لا رہے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک ثابش الوری صاحب نے کہا ہے کہ حکمت عملی کو زیر بحث لایا جائے وہ تو ٹھیک ہے لیکن آگے جو حکمت عملی کا تقاضہ ہے اس کو elaborate کیا گیا ہے ۔ رولز 116 (اے) میں یہ ہے کہ کس طرح آپ نے اس نوٹس میں mention کرنا ہے ۔ میں تو اس پر بحث کر رہا ہوں ۔ اور جناب والا ۔ اس میں یہ ہے کہ

Discussion shall be confined to the specific point

اس میں specific کے لفظ کی intention ہی یہی ہے کہ وہ اپنے نوٹس میں specify کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے پہلے اپنا فیصلہ تو دیکھ لینے دیں جس کا ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ذکر کر رہے ہیں ۔

I would like to give my considered view in my ruling over this. Till such time I am making my mined I am allowing discussion. But permitting the discussion will not be a ruling. That ruling I would give after properly study of the objection that has been raised.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ مسٹر لذر حسین منصور ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ چوہدری محمد اشرف ۔ کوئی بھی نہیں ہے ۔ تو کون شروع کرے گا ۔ مسٹر ثابش الوری ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ سرکاری تجارت کے ضمن میں جو کہ چینی ، شکر اور چاول کی خرید و فروخت سے متعلق ہے ایک اہم مطالبہ پیش کیا گیا ہے ۔ جس کے تحت 76 - 1975ء کے ضمنی بجٹ میں 77 کروڑ 11 لاکھ روپے طلب کیے گئے ہیں ۔ یہ رقم اس رقم کے علاوہ ہے ۔ جو کہ 76 - 1975 کے سالانہ بجٹ میں اسی مد کے سلسلہ میں اس ایوان نے منظور کی تھی ۔ اور وہ سالانہ رقم 2 ارب 65 کروڑ 14 لاکھ 79 ہزار 400 روپے تھی ۔ اسی طرح سے غلہ اور چینی کی تجارت کی اس مد میں سالانہ مطالبات زر اور ضمنی مطالبہ زر کی مجموعی رقم 3 ارب 42 کروڑ 15 لاکھ 79 ہزار اور 400 روپے بنتی ہے ۔ یہ اتنی خطیر رقم ہے اتنا بڑا سرمایہ ہے کہ اگر اسے کسی صحیح تجارتی ادارے کے ہاتھوں خرید و فروخت پر لگایا جائے تو اس کے نتیجہ میں کروڑوں روپے

کے منافع کی صورت پیدا کی جا سکتی ہے ۔ اس بڑی رقم کے جواز کے طور پر جناب وزیر خزانہ نے اپنے سالانہ اور ضمنی بجٹ میں یہ جواز پیش کیا تھا کہ چونکہ ان کے غلے اور چینی کے خریداری کے مرکز اور ٹارگٹ بڑھ گئے ہیں لہذا انہیں مجبوراً ضمنی بجٹ کے تحت 77 کروڑ 11 لاکھ کی غیر معمولی رقم کے مطالبات زر کو پیش کرنا پڑ رہا ہے ۔

//جناب والا ۔ جہاں تک تجارت کی حکمت عملی کا تعلق ہے ۔ میں اس حد تک اس سے متفق ہوں کہ چینی ، گندم اور چاول ایسی اشیاء سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ براہ راست عوام/کی بنیادی ضرورت کی تکمیل کرتے ہیں ۔ اس اعتبار سے حکومت کا یہ بنیادی فرض ہے کہ وہ ایک فلاحی مملکت کی حیثیت سے ایسے اقدامات بروئے کار لائے جن سے عوام کو ان اشیاء/کے حصول سے زیادہ سے زیادہ آسانیاں ، زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم ہو سکیں ۔ عام طور پر حکومتیں ایسا کاروبار اس بنیاد پر کرتی ہیں ۔ کہ اس میں نہ نفع ہو اور نہ نقصان ہو/ لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس مد کے تحت جو ذمہ داری قبول کی ہے ان کو نہ صرف بے حسن و خوبی پورا نہیں کیا جا رہا ہے ۔ بلکہ ان پر انتظامی/اخراجات اس قدر وسیع کرائے گئے ہیں کہ ان کی خرید و فروخت میں انتظامیہ کی وسعتیں اس قدر بڑھ گئی ہیں اور عملہ کی تعداد اتنی زیادہ کر دی گئی ہے کہ یہ تجارت/ اب محض خسارہ کی تجارت رہ گئی ہے ۔ اور اس طور پر ایک خطیر رقم کو بہتر طور پر ایک منافع بخش انداز میں عوام کے مفاد میں زیادہ بہتر استعمال کرنے کے بجائے اس/کا بھونڈا ، غلط اور خسارہ انگیز طریق کار استعمال کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ اس وقت یہ تجارتی ایجنسی جو کہ خود محکمہ فوڈ نے اپنے طور پر مختلف شعبوں کے ذریعہ سے انجام/دی ہے ۔ اس میں چینی کی خرید و فروخت میں ہمیں اس وقت لاکھوں روپے کے خسارہ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ جناب والا ۔ چینی 160 روپے من کے حساب سے فیکٹری سے خرید کی جا رہی ہے اور اس پر 6 روپے من کے حساب سے بار برداری کا خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہے ۔ اس طرح سے 166 روپے من خود حکومت کے پاس/پہنچ رہی ہے اور وہ 159 روپے من کے حساب سے فروخت کر رہی ہے ۔ اس طرح سے 7 روپے من کا بنیادی/ خسارہ ہو رہا ہے ۔ اور خسارہ صوبائی حکومت کو اس/بنیاد پر برداشت کرنا پڑ رہا ہے اور یہ برداشت کرنے کو تیار ہو گئی ہے کہ مرکزی حکومت نے وعدہ کیا تھا اور نہ یقین دلایا تھا کہ اس معقول سے سبسڈی کا/امداد کا انتظام

کیا جائے گا اور یہ خسارہ صوبائی حکومت کا خسارہ نہیں ہوگا ۔ بلکہ یہ بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح سے مرکزی حکومت کھاد ۔ بیج ۔ گندم اور دوسری اشیاء کے سلسلے میں subsidy دے کر صوبائی حکومت کے خسارے کو پورا کر رہی ہے ۔ مجھے معلوم ہے محترم وزیر خوراک اور وزیر خزانہ یہ دیکھیں گے کہ اس سلسلہ میں حکومت نے جو یقین دہانی/کرائی ہے اس پر کہاں تک عمل ہوا ہے اور ہم اس خسارہ کو ان آخری ایام میں کس حد تک پورا کر سکیں گے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر فیڈرل گورنمنٹ کوئی وعدہ/ کرتی ہے تو صوبائی حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنی پوری قوت اور صلاحیت کے ساتھ اپنے مالی حالات کے پیش نظر مرکزی حکومت سے اس وعدے کی تکمیل کی راہ ہموار کرے ورنہ/ ہم مختلف شعبوں میں مختلف خسارے برداشت کرکے اپنے مالی توازن کو خراب اور ابتر کر دیں گے ۔

جناب والا ۔ دوسری اہم آئیٹم چاول ہے جو اس تجارت کی ضمن میں آتی ہے چاول/صوبہ پنجاب کی ایسی جنس ہے جس کی بیرونی ممالک میں بے پناہ مانگ ہے اور ہم ملکی سطح پر سب سے زیادہ چاول برآمد کر رہے ہیں اور اس پر مرکزی حکومت بے پناہ/منافع کما رہی ہے جو جناب والا ۔ کروڑوں میں پھیلا ہوا ہے لیکن ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ اتنے کثیر منافع کے باوجود جو لوگ چاول پیدا کر رہے ہیں وہ/منافع ان تک نہیں پہنچ رہا جو مزدور محنت شاقہ کے بعد چاول کی اچھی اقسام ہی پیدا نہیں کر رہے بلکہ اس کی پیداوار میں غیر معمولی اضافے کا باعث بن رہے ہیں انہیں/اس منافع میں سے کوئی بنیادی سہولت فراہم کرنے کی صورت پیدا نہیں کی جا رہی اور ہماری پیداوار پر ہماری محنت پر سنٹرل رائس ایکسپورٹ کارپوریشن اپنے سرمایہ میں مسلسل اضافہ کر رہی ہے ہمیں خوشی ہے کہ پنجاب جس طرح زراعت کے دوسرے شعبوں میں پورے ملک کی غذائی کفالت کے لیے اپنا اہم کردار ادا کر رہا ہے انتہائی فخر کے بعد وہ اس بات کی دلیل ہے کہ پنجاب قومی سطح پر ملک کے لیے اور قوم کی خوشحالی کے لیے اپنے تمام تر وسائل اور صلاحیتیں بروئے کار لا کر اپنے قومی اور ملکی فریضہ کو صحیح طور پر انجام دے رہا ہے لیکن جناب والا ۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ تالی ایک ہاتھ سے کبھی نہیں بجتی پنجاب یک طرفہ طور پر مسلسل خسارہ برداشت کرکے یہ فریضہ انجام نہیں دے سکتا پنجاب زراعت کے سلسلے میں اور تجارت کے سلسلے میں مناسب

سہولتوں کے حصول کے بغیر اپنا کردار زیادہ موثر نہیں بنا سکتا اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ صوبائی حکومت چاول کی تجارت کے سلسلے میں مرکزی حکومت سے منافع کا ایسا متناسب حصہ طلب کرے جس کے ذریعے چاول کی پیداوار بڑھانے کے سلسلے میں اور چاول کی تجارت کے اخراجات برداشت کرنے کے سلسلے میں صوبائی حکومت اور پنجاب کے کاشتکاروں کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کے مواقع مل سکیں ۔ جناب والا ۔ جب تک عوام کو اور خاص طور پر دیہاتی آبادی کو ایسی سہولتیں فراہم نہیں کی جائیں گی جن کے ذریعے وہ گندم چینی اور چاول کی پیداوار بڑھانے کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ ترغیب اور زیادہ سے زیادہ جاذبیت حاصل کرے اس وقت تک ہم پورے ملک کی زرعی ضروریات کی تکمیل کے سلسلے میں ان ٹارگیٹس کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے جن کے ہم خواب دیکھ رہے ہیں یا جن کی ملکی سطح پر ہمیں سب سے زیادہ ضرورت ہے ۔

جناب والا ۔ حکومت نے 12 لاکھ ٹن کی بجائے 14 لاکھ اور 97 لاکھ ٹن گندم کی خریداری کا فیصلہ کیا ہے اور اس طرح سے 2 لاکھ 50 ہزار ٹن کی بجائے 3 لاکھ 10 ہزار ٹن چینی خریدنے کی پالیسی طے کی ہے اس مقصد کے لیے 30 کروڑ 30 لاکھ 99 ہزار 200 روپے کی رقم طلب کی گئی ہے لیکن اصل مطالبہ زر میں مجموعی رقم 30 کروڑ سے بڑھ کر 7/ کروڑ 11 لاکھ ہو گئی ہے اور ان اخراجات میں زیادہ تر انتظامی اخراجات ہیں ہم بنیادی طور پر اس بات سے متفق ہو سکتے ہیں کہ گندم اور چینی کے ٹارگیٹس بڑھانے کی وجہ سے 30 کروڑ کا مطالبہ زر یا امر مجبوری یہاں منظور کیا جاتا ہے لیکن اس کو بڑھا کر 77 کروڑ 11 لاکھ تک پہنچا دیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ محکمہ کو اور زیادہ وسیع کیا جائے اس کے عملے کو غیر متناسب اور غیر متوازن انداز میں بڑھایا اور پھیلا دیا جائے اور اس طرح سے انتظامی اخراجات اس قدر وسیع کر دیے جائیں کہ یہ تجارت اپنے نتیجے کے اعتبار سے خسارے کی تجارت ہو جائے پھر اس طرح سے ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس طرح سے نئی نئی آسامیاں نئے نئے مناصب تخلیق کرکے اپنی پسند کے لوگوں کو بھرتی کیا جائے اور ان کے ذریعے ایسے مقاصد کی تکمیل کی جائے جو صوبائی اور ملکی مقاصد کی بجائے سیاسی اور جماعتی مقاصد کی تکمیل کی حیثیت رکھتے ہوں ۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ ایک طرف تو حکومت خریداری کا ٹارگیٹ بڑھا رہی ہے اور دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ ہمارے پورے صوبہ میں 7 لاکھ ٹن سے زیادہ اجناس اسٹور کرنے کے لیے ذخیرہ کرنے کے لیے سرے سے گودام ہی موجود نہیں ہیں اور ماضی کے تجربات شاہد ہیں کہ ہماری اسی غلط حکمت عملی کے نتیجے میں لاکھوں من گندم کو خراب ہونا پڑا ہزاروں من گندم سڑ گئی اور وہ نا قابل استعمال ہوکر پوری قوم کے لیے پورے صوبہ کے لیے ایک مسئلہ بن کر رہ گئی تھی ۔ اس سال کی صورت یہ ہے کہ ہم 15 لاکھ ٹن گندم اور تین لاکھ چینی خریدنا چاہتے ہیں اور خرید رہے ہیں ۔ لیکن ہمارے پاس ذخیرہ کرنے کے لیے عمارتیں موجود نہیں ہیں ہم سکولوں ، کالجوں یا دوسری پرائیویٹ عمارتوں میں ذخیرہ کرنے کی سہولتیں حاصل کرنے کے لیے پریشان ہو رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک طرف ان سرکاری عمارتوں میں عارضی طور پر گندم یا چینی رکھی جائے گی اور اس کے بعد انہیں پھر اصل گوداموں میں منتقل کیا جائے گا ۔ اسی طرح transportation پر اور نقل و حمل پر ہمیں دوہرے اخراجات برداشت کرنا پڑیں گے ۔ یہ اخراجات سینکڑوں اور ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہوتے ہیں ۔ اس لیے میں اس بات پر سب سے زیادہ زور دینا چاہتا ہوں کہ جب صوبائی حکومت کو ہر سال گندم ، چینی اور چاول کی ناگزیر خریداری کرنی پڑتی ہے تو آخر وہ کیا وجوہات ہیں کہ جن کے لیے ذخیرہ کرنے کا معقول انتظام ابھی تک حکومت نہیں کر سکی ۔ یہ وہ بنیادی ضرورت ہے جس کے بغیر سرمایہ اور مال محفوظ ہی نہیں رہ سکتا ۔ جناب والا ۔ آپ نے دیکھا ہے کہ بارشیں شروع ہو گئی ہیں اور ہماری لاکھوں من گندم جس پر کروڑوں روپیہ صرف ہو چکا ہے ریلوے پلیٹ فارموں پر یا کھلے میدانوں میں پڑی ہوئی بھیگ رہی ہے ۔ اس میں بدبو پیدا ہوگی وہ متعفن ہوگی ۔ وہ نا قابل استعمال ہوگی ۔ لیکن جس طرح سے پٹھان اپنا پیسہ وصول کرنے کے لیے صابن تک کھانے کو تیار ہو جاتا ہے اسی طرح سے یہ حکومت اپنا پیسہ وصول کرنے کے لئے پھر عوام پر جبر کرتی ہے ۔ وہ سرکاری فلور ملوں کے ذریعے آٹا پسواتی ہے ۔ ۔ ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ حضور والا ۔ میں آپ کی وساطت سے معزز رکن سید ثابش الوری صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہاں بھی پٹھان

بیٹھے ہوئے ہیں ۔ بندہ بھی پٹھان ہے ۔ اس لیے اتنا حملہ نہ کریں ۔ کیونکہ آپ نے بھی کوئی لڈو نہیں چھوڑا ۔ اگر انہوں نے صابن کھا لیا تو کیا ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ ویسے یہ محاورہ ہے اور یہ خصوصاً کسی کی ذات پر حملہ نہیں ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ میں نے ذاتی حملہ سمجھا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ ویسے بھی میرا اشارہ سود خور پٹھان کی طرف تھا اور یقیناً کرنل محمد اسلم خان نیازی سود خور پٹھانوں میں شامل نہیں ہوں گے ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ خراب گندم ۔ یہ سڑی ہوئی گندم پھر زبردستی غریبوں کے پیٹ میں پہنچانے کے لیے سرکاری طور پر فلور ملوں کو دی گئی ۔ چونکہ اس وقت حکومت نے فلور ملوں پر پسائی کی ساری ذمہ داری بھی خود قبول کر رکھی ہے وہ خود گندم دیتی ہے اور فلور ملوں کی پسائی کے بعد اسے راشن ڈپوؤں تک پہنچاتی ہے۔ اس طرح سے اس اجارہ داری کا نقصان یہ ہو رہا ہے کہ ایک طرف حکومت کا کروڑوں روپے کا سرمایہ انتظامی اخراجات پر بے جواز خرچ ہو رہا ہے ۔ اور انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے ہماری اجناس کو تباہی کا اندیشہ دو چار ہے ۔ دوسری طرف وہی خراب اجناس عوام کے ہاتھوں فروخت کرکے بیماریوں اور امراض کے ایک لامتناہی سلسلے کو دعوت دی جا رہی ہے ۔ اس لیے میں یہ مطالبہ کرنے میں میں حق بجانب ہوں کہ حکومت جب تک مناسب انتظامات کے قابل نہیں ہو جاتی اسے اس فضول خرچی اور اس تضیع سرمایہ کی کسی صورت میں اجازت نہیں دی جا سکتی ۔ جناب والا ۔ اسی سلسلے میں ایک اہم نکتہ یہ ہے اور جناب وزیر متعلقہ اسے دہرائیں گے کہ ہم یہ خریداری صرف اپنے لیے نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم یہ خریداری دوسرے صوبوں کے لیے بھی کر رہے ہیں اور چونکہ انہیں سپلائی جاری رہتی ہے اس لیے زیادہ مقدار میں غلہ باہر پڑا رہتا ۔ لیکن اعداد و شمار شاید ہیں اور خود آپ کا اور میرا مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ اس وقت بھی دوسرے صوبوں میں گندم پہنچانے کی رفتار انتہائی سست اور برائے نام ہے ۔ بلکہ میری اطلاع کے مطابق دوسرے صوبے گندم کی خریداری کے سلسلے میں تامل اور تذبذب کا اظہار کر رہے ہیں کیونکہ صورت یہ ہے کہ صوبہ پنجاب نے تجارتی

حکمت عملی کے تحت اپنی گندم کی خریداری پر خرچ اتنا بڑھا لیا ہے اور transportation پر اخراجات ایسے غیر معمولی ہو گئے ہیں کہ دوسرے صوبوں کو ہماری یہ گندم 50 روپے من کے حساب سے پڑتی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ نہایت اہم بات ہے جس پر میں آپ کے وساطت سے پورے ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت اپنے غیر معمولی اخراجات کی وجہ سے اس گندم کو 50 روپے من کے حساب سے وہاں پہنچا رہی ہے جب کہ دوسرے صوبوں کو درآمد شدہ گندم تقریباً 30 روپے من کے حساب سے ملتی ہے کیونکہ درآمدی گندم کے سلسلے میں مرکزی حکومت ایک غیر معمولی susbidy دے رہی ہے ۔ اور اس susbidy کی بنیاد پر انہیں درآمدی گندم تقریباً 30 روپے من پڑتی ہے ۔ اسی صورت میں یہ بالکل درست بات ہے کہ وہ 50 روپے من گندم کے لیے کسی طور پر تیار ہوں گے ۔ تو ایک طرف جہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی خریداری اور transportation کے اخراجات کو کم سے کم کریں تاکہ ہم دوسرے صوبوں کو مناسب نرخوں پر گندم پہنچانے کی ذمہ داری پوری کر سکیں یا وہ صوبے یہ جاذبیت محسوس کریں کہ وہ درآمدی گندم کے بجائے پنجاب کی پیدا کردہ گندم کو ترجیح دیں ۔ جناب والا ۔ ایسی صورت میں اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم اپنی ساری حکمت عملی پر نظر ثانی کریں اور یہ دیکھیں کہ کن کن شعبوں میں اخراجات کی وسعت میں بے جواز اضافہ ہو رہا ہے ۔ کہاں کہاں ہم زیادہ سے زیادہ کفایت کر سکتے ہیں ۔ عملے میں کتنی کمی کی جا سکتی ہے اور ان کی مستعدی کو کس طور پر بڑھایا جا سکتا ہے ۔ یہ ہم اس وقت کریں گے جب حکومت کے سامنے نفع و نقصان کا صحیح گوشوارہ موجود ہوگا ۔ اور محض خرچ کے کر اور محض سرکاری اجارہ داری کے ذریعے آپ یقیناً اپنے لیے کچھ آسانیاں فراہم کر سکتے ہیں لیکن عوام کے لیے آسانیاں فراہم کرنا آپ کی ذمہ داری ہے ۔ اور عوام کے لیے آسانیاں اسی صورت میں فراہم ہوں گی جب آپ اپنے اخراجات کم کرکے انہیں زیادہ سے زیادہ سستی اجناس فراہم کرنے میں کامیاب ہوں ۔ جناب والا ۔ ایک طرف اسی مد کے تحت اخراجات میں اضافے کی وجہ یہاں یہ بیان کی گئی ہے کہ ریلوے کے کرایوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اس کے نتیجے میں ہمارے اخراجات بڑھ گئے ہیں ۔ ایک تناسب سے یہ خرچ میں اضافہ یقیناً ہوا ہے اور اس کا جواز بھی موجود ہے ۔ لیکن خود حکومت نے اس غیر معمولی خرچ

سے بچنے کے لیے تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے کے صرفے سے ۔ ۔ ۔ معاف کیجیے گا حکومت نے ریلوے کے اخراجات سے بچنے کے لیے اس ضمنی مطالبہ زر میں ایک کروڑ آٹھ لاکھ روپے طلب کیے ہیں ۔ جن سے 70 ٹرک خریدے گئے ہیں ایک طرف 70 ٹرک کی خرید کا جواز یہ بیان کیا گیا ہے کہ ریلوے کے اخراجات سے بہت حد تک محفوظ ہو جائیں گے ۔ دوسری طرف خود اخراجات کو اس حد تک بڑھا دیے گئے ہیں کہ ریلوے کے کرایوں میں اضافہ ہو گیا ہے یہ دو متضاد باتیں ہیں یا تو ابھی تک خرید کیے ہی نہیں یا ان سے صحیح طور پر کام نہیں لیا جا سکا ۔ اگر صحیح طور پر کام لیا جا رہا ہے پھر ریلوے کے کرایوں میں اضافے کا جو جواز ہے وہ کسی طور پر درست نہیں ہے اسی طرح اس مطالبہ زر کے تحت 46 لاکھ 5 ہزار چھ سو روپے کی رقم سے نیا عملہ بھرتی کرنے کے لیے طلب کیا گیا ہے جن کا کام عوام میں راشن کارڈوں کی تقسیم ہے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ راشن کارڈوں کا یہ کام ناقص طور پر مکمل کیا گیا ہے اور راشن کارڈوں کی کتنی بڑی تعداد جعل سازی پر مشتمل ہے راشن ڈپو والوں نے خود بلیک کے مقاصد کے لیے بڑی تعداد میں راشن کارڈ تیار کرائے اور پھر لاکھوں افراد ایسے ہیں جن کے سرے سے راشن کارڈ موجود ہی نہیں دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر آپ ہر شہر کے راشن کارڈوں کے اعداد و شمار کو جمع کریں آپ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوگی کہ ہر شہر کی آبادی ان راشن کارڈوں کے مطابق تقریباً ڈیڑھ گنا ہوگی ۔ یعنی اصل آبادی سے ڈیڑھ گناہ آبادی کی بنیاد پر راشن کارڈ بنا دیے گئے ہیں ۔ اس جعلسازی میں راشن ڈپو اور محکمہ خوراک کے عملے کا براہ راست تعلق ہے ۔ ان کی اپنی باہمی ملی بھگت باہمی منافع خوری ہے ۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہر چھ ماہ میں جب وزیر خوراک یہ اعلان کرتے ہیں کہ جعلی راشن کارڈوں کے سلسلے میں ایک زبردست مہم کا آغاز کیا جا رہا ہے ۔ اس لیے لوگ راشن کارڈوں کے غیر ضروری بوگس surrender کر دیں ۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک ہفتے کے اندر لاکھوں بوگس لوگ surrender کر دیتے ہیں ۔ اصل میں وہ کارروائی یہ ہوتی ہے کہ ڈی ۔ ایف ۔ سی اور ڈپو ہولڈر اپنے جعلی کارڈوں میں سے پانچ فی صد surrender کر دیں تو 5% surrender سے بھی اتنے بوگس بن جاتے ہیں کہ حکومت کی پروپیگنڈہ مشینری بڑے پیمانے پہ حرکت میں آ جاتی ہے کہ ہم نے لاکھوں بوگس حاصل کر لیے ہیں ۔ اور پھر یہ راشن کارڈ دو ہفتے کے

بعد راشن ڈپوؤں پر پہنچ جاتے ہیں ۔ اور اس طرح یہ جعلی کاروبار حکومت کی سرپرستی میں تیزی سے جاری ہے ۔ اس طرح ایک طرف یہ نقصان ہے کہ حکومت اپنے صحیح تخمینوں کے مطابق لوگوں میں صحیح راشن کی تقسیم کا صحیح اہتمام نہیں کر سکتی ۔ دوسری طرف جو چیز لوگوں کو راشن کے ذریعے کنٹرول پر ملنی چاہیے وہ چیز بلیک میں خرید لی جاتی ہے اس طرح سے ہمارے یہاں یہ کاروبار روز افزوں ترقی پر ہے اور ترقی کر رہا ہے ۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ صرف عملہ بڑھانے سے اس برائی کا خاتمہ نہیں ہوگا انہیں ایسے ایماندار افسروں کی مستعد ٹیم کرنا ہوگی جو مسلسل دورے کرکے مسلسل لوگوں سے رابطہ قائم کرکے راشن ڈپوؤں پر اچانک جانچ پڑتال کرکے اس سلسلے میں موثر اقدامات بروئے کار لائے ۔ جناب سپیکر ۔ حالات اور واقعات کے اس پس منظر میں میری اپنی رائے یہ ہے کہ حکومت تین ارب اور 42 کروڑ کے سرمائے سے جو تجارت کر رہی ہے اور اس پر مختلف ایجنسیاں منافع کما رہی ہیں اور صوبائی حکومت خسارہ برداشت کر رہی ہے اس پر از سر نو غور کرکے اس حکمت عملی کو اسطور مرتب کیا جانا چاہیے اس تجارت کے ذریعے عوام کاشتکاروں کو زیادہ سے زیادہ زرعی پیداوار بڑھانے کے سلسلے میں خاص طور پر گندم کپاس اور چاول کی پیداوار بڑھانے کے سلسلے میں رعائیتوں اور سہولتوں کے لیے Subsidy فراہم کی جانی چاہیے ۔ اس طرح نئے سرے سے اگر حکمت عملی مرتب نہ ہوگی تو ہم ایک فلاحی مملکت کی حیثیت سے عوام کی حقیقی ضروریات کے پیش نظر رکھ کر ایسے اقدامات نہ کریں گے جن کے ذریعے اجناس کو سستے داموں اور بہتر طریقے پر محفوظ رکھ کر بیچا نہ جا سکے ۔ اس وقت ہم نہ صرف اپنے صوبے کی زرعی ضروریات کی تکمیل حسن و خوبی کے ساتھ نہ کر سکیں گے ۔ اور قومی اور ملکی سطح پر ان کی زرعی کفالت کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا ۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس مطالبہ زر کو مسترد کر دے تا کہ حکومت نئے سرے سے نئی حکمت عملی مرتب کرکے انتہائی کفایت کے ساتھ انتہائی جدید سہولتوں کے پیش نظر اس مطالبہ کو مرتب کرکے اس ایوان میں پیش کرے ۔ اور اپنی ضروریات عوام کی خواہشات کی روشنی میں منظور کرنے کے قابل ہو سکے ۔ شکریہ

مسٹر چیئرمین ۔ مسٹر انور حسین منصور ۔ موجود نہیں ۔ چوہدری طالب حسین ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ چینی اور گندم بنیادی ضروریات ہیں اور ان ضروریات کے پیش نظر یہ محکمہ اس طرح سے تجارت کرنے کے لیے قائم کیا گیا تھا تاکہ ان دونوں بنیادی ضروریات کو ہم غریب عوام کو مہیا کر سکیں ۔ جناب والا ۔ مجھے یہ تسلیم ہے کہ ان دو بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے حکومت نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ ان کی قیمتیں نہ بڑہیں اور اس ملک کے غریب عوام سستے داموں چینی ، آٹا حاصل کر سکیں ۔ جناب والا ۔ اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ آیا وہ مقاصد جن کے لیے کاروباری اور تجارتی طور پر ان اجناس کی خرید و فروخت حکومت کی طرف سے کی جا رہی ہے ، وہ مقاصد حکومت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی ہے یا نہیں ۔ جناب والا ۔ تجارت کا یہ ایک بنیادی اصول ہے اور جس قسم کے اقتصادی نظام میں ہم ہیں ، اس میں وہ سسٹم یا تھیوری پورے طور پر کار فرما ہے ۔ گندم کے معاملے میں حکومت بہت سالوں سے ، ہر سال قیمت مقرر کرتی ہے کہ کسان سے اس قیمت پر گندم خاصل کی جائے گی اور اسے subsidize کرکے ڈپو ہولڈروں کے ذریعے سستے داموں آٹا مہیا کیا جانے کا بھی اعلان کیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس سسٹم کے تحت جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے ، بعض اوقات مارکیٹنگ میں قیمتیں گندم کی اس قیمت کی نسبت جو حکومت کی طرف سے مقرر کی جاتی ہے ، زیادہ ہوتی ہیں اور بعض اوقات اسی سسٹم کی بنا پر یا ان اقدامات کی بنا پر جو حکومت اپنا target پورا کرنے کے لیے کرتی ہے ، قیمتیں بازار میں اس قیمت کی نسبت جو حکومت کی طرف سے مقرر کی جاتی ہے ، کم ہو جاتی ہیں اور دونوں میں جو پیچیدگیاں اور تکالیف اس ملک کے غریب عوام اور کسانوں کو پیش آتی ہیں ، میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں آج وہ اس ایوان کے سامنے پیش کروں ۔ جناب والا ۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ آج سے دو سال قبل جب حکومت پنجاب نے گندم حاصل کرنے کا 18 target لاکھ ٹن مقرر کیا تو اس وقت نہ صرف یہ کہ گندم کی پیداوار کم تھی بلکہ چند وجوہات کی بنا پر مارکیٹ میں گندم کی قیمت سرکاری مقرر کردہ قیمت سے زیادہ تھی ۔ چنانچہ اس target کو پورا کرنے کے لیے حکومت کی انتظامی مشینری پوری طرح حرکت میں آئی اور مجسٹریٹوں کے ذریعے اور تحصیلداروں کے ذریعے سے اور پولیس کے ذریعے سے اس ملک کے کسانوں اور کاشتکاروں کو جس طرح

سے ذلیل و خوار کرکے جو target کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی آج تک اس کی مثال نہیں ملتی ۔ لیکن جناب والا ۔ وہ targets پھر بھی پورے نہ ہو سکے ۔ ان اقدامات کی بنا پر کسانوں میں حکومت کے خلاف جو نفرت پیدا ہوئی میرا خیال ہے کہ حکومت اس سے اچھی طرح سے آگاہ ہے ۔ اسی طرح ہر سال حکومت اس target کو پورا کرنے کے لیے دو اقدامات کرتی ہے ۔ ایک یہ کہ ضلع وار گندم کی نقل و حمل پر پابندی عاید کی جاتی ہے تاکہ جن اضلاع میں گندم کی زیادہ پیداوار ہوتی ہے وہاں سے یہ کم پیداوار کے علاقوں میں منتقل نہ ہو تاکہ حکومت کو اپنے targets پورے کرنے میں سہولت رہے اور گندم کی قیمتیں بھی اسی سطح پر رہیں جو حکومت نے خرید کے لیے مقرر کر رکھی ہیں ۔ دوسرا اقدام جو ہر سال کیا جاتا ہے وہ ہے فلور ملوں میں پسائی ۔ تمام فلور ملوں میں پرائیویٹ پسائی بند کر دی جاتی ہے تاکہ مارکیٹ میں فلور مل مالکان خریدار موجود نہ رہیں اور گندم کی قیمتیں بڑھنے نہ پائیں جس سے حکومت اپنے ان targets کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے ۔ جناب والا ۔ پہلی صورت حال تو وہ تھی جو میں نے عرض کی کہ آج سے دو سال قبل حکومت نے unrealistic target مقرر کیا اور اسے پورا کرنے کے لیے لوگوں کو ہر طرح سے ذلیل و خوار کیا گیا لیکن دوسری طرف پچھلے سال سے یہ صورت حال ہے کہ مارکیٹ میں گندم کی قیمت اس قیمت سے کم ہے جو حکومت کی طرف سے مقرر کی گئی ہے ۔ اس کے باوجود آج بھی ضلع وار گندم کی نقل و حمل پر پابندی موجود ہے، اور پرائیویٹ پسائی کی اجازت بھی نہیں ۔ آج گندم مارکیٹ میں سستے داموں خرید کے لیے موجود ہے لیکن حکومت کی طرف سے اس کی خریداری کے لیے مناسب اقدامات نہیں کیے جا رہے اس لیے کہ حکومت کی اپنی وجوہات موجود ہیں ، جیسے کہ میرے دوست سید قابش الوری نے کہا ہے ۔ باوجود اس امر کے کہ ہماری یہ پالیسی سالہا سال سے چل رہی ہے کہ ہر سال ہم گندم کی خریداری کے لیے target مقرر کرتے ہیں لیکن اس گندم کو سٹور کرنے کے لیے ہمارے پاس سٹوریج موجود نہیں اور یہ امر واقع ہے کہ ہر سال ہزارہا من گندم بارش کی بنا پر ، پلیٹ فارموں پر اور کھلے میدانوں میں ضائع ہوتی ہے ۔ اس لیے میں وزیر خوراک کی توجہ اس طرف دلا رہا ہوں کیونکہ میرا مقصد بلاوجہ نکتہ چینی کرنا نہیں ۔ یہ ہمارا قومی مسئلہ ہے اور اس کے لیے ہمیں از سر نو

جائیز لینا ہوگا ۔ جناب والا ۔ آج صورت حال یہ کہ دور دراز کی منڈیوں میں جو ہزاروں من گندم موجود ہے وہ پلیٹ فارموں پر پڑی ہوئی ہے ، لیکن کیونکہ حکومت کی طرف سے ایک مخصوص target ہے اور اسی target کے مطابق گندم خرید کرنی مقصود ہے اور مارکیٹ میں سپلائی زیادہ ہے اور خریداری کم ہے اس لیے محکمہ خوراک کے افسران کے پاس ایک leverage موجود ہے ۔ آپ کے سپر وائزرز ، آپ کے انسپکٹرز ، جو گندم کی خریداری پر متعین ہیں ان کے پاس ایک leverage موجود ہے ۔ اگر مارکیٹ میں گندم 35 روپے من مل رہی ہو اور حکومت نے اسے 37 ، ساڑھے سینتیس روپے من کے حساب سے خرید کرنا ہو تو ان کے پاس ایک ایسا leverage موجود ہے کہ وہ جس سے چاہیں خریدیں اور جس سے نہ چاہیں نہ خریدیں اور جب اس کے پاس یہ اختیار موجود ہے تو یقیناً اس کے خریدنے کے عوامل کچھ اور ہوں گے اور آج باوجود اس امر کے کہ ایک وقت جب حکومت کی طرف سے یہ کوشش کی گئی تھی کہ ہم لوگوں کے دروازوں پر جا کر گندم خریدیں گے تاکہ grower کو تکلیف نہ ہو ، اس کو incentive ہو اور وہ مڈل مین کے ظلم و تشدد سے بچ جائے اور آڑھتی کے اس استبداد سے بچ جائے جو وہ ان پڑھ gorwer پر آج سے صدیوں پہلے سے کر رہا ہے ۔ چنانچہ یہ اس واقعہ ہے کہ دور دراز علاقوں میں جہاں فارمل منڈیاں موجود نہیں ، محکمہ خوراک کی طرف سے خریداری کے مراکز موجود ہیں۔ ان مراکز میں آج جو دھاندلیاں ہو رہی ہیں میرا خیال ہے کہ حکومت ان سے آگاہ نہیں ورنہ آج تک وہ خریداری کے مراکز اس حالت میں موجود نہ ہوتے ۔ کل میرے ایک دوست نے جب اس سلسلے میں ایک ضمناً بات کی تھی تو ایک سابق وزیر سردار صغیر صاحب نے یہ کہا تھا کہ یہ بات درست نہیں اور محکمہ خوراک کے افسران گھر گھر جا کر گندم خرید کر رہے ہیں ۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ صحیح صورت حال سے آگاہ نہیں ۔ آج ہر منڈی میں ، ہر چیز سنٹر میں یہی صورت حال موجود ہے اور اس میں کم از کم ففٹی ففٹی اس ڈیلر اور محکمہ خوراک کے سپروائزر یا انسپکٹر کا حصہ موجود ہے ۔ اب اس صورت حال کو آپ کس طرح justify کر سکتے ہیں ۔ اگر مارکیٹ میں ایک جنس کی قیمت پینتیس روپے من ہے جو کہ آپ کو مل رہی ہے اور آپ اس کی ساڑھے سینتیس روپے من خرید کر رہے ہیں ، وہ اڑھائی روپے آپ کس طرح grower کو دینا چاہتے

ہیں ؟ وہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ آپ یہ ensure کر سکتے کہ grower کے دروازے سے آپ جتنی گندم اس کے پاس میسر ہے ، اسے ساڑھے سینتیس روپے دے کر اٹھا سکتے ہیں ۔ لیکن یہ ممکن نہیں ۔ آپ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ یہ کسی حکومت کے لیے بھی ممکن نہیں ہوگا ۔ اگر گندم آپ کے ٹارگیٹ سے زاید موجود ہے تو پر grower سے باوجود اس امر کے کہ مارکیٹ میں جنس اس سے زیادہ داموں میسر آ سکتی ہو ، تو آپ اسے زاید قیمت ادا کرکے وصول کر سکتے ہیں ۔

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب والا ۔ آج صورت حال یہ ہے کہ وہی مڈل مین جس سے grower کو بچانے کے لیے آپ نے پرچیز سنٹرز دور دراز علاقوں میں قائم کیے تھے ، آج اس مڈل مین کے ساتھ ساتھ محکمہ خوراک کا ملازم اور آپ کا مقرر کردہ ایجنٹ دونوں حصہ دار ہیں ۔ جہاں تک grower کا تعلق ہے ، جہاں تک اس کسان کا تعلق ہے ، اسے وہی قیمت مل رہی ہے جو آج مارکیٹ میں موجود ہے ۔ جناب والا ۔ اس صورت حال کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی اس پالیسی پر جو کہ آج مختلف اضلاع میں گندم کی نقل و حمل پر پابندی یا پرائیویٹ ملنگ پر پابندی ہے ، اس کی کوئی justification موجود نہیں ۔ جناب والا ۔ یہ تو اس تصویر کا ایک رخ ہے ۔ دوسری طرف وہ مقصد جس کی بنا پر آپ نے گندم اور چینی کی تجارت کا کاروبار اپنے ذمے لیا ہے ، یا یہ بوجھ اٹھانے کی ذمہ داری قبول کی تھی ، وہ تھا کہ آپ صحیح داموں پر یہ دونوں ضروریات زندگی عوام کو میسر کر سکیں ، وہ مقصد ہی پورا نہیں ہوا ۔ اس لیے کہ پرائیویٹ ملوں کے بعد آپ جو آٹا غریب آدمی کو مہیا کر رہے ہیں ، وہ اس قابل نہیں کہ استعمال کیا جا سکے ۔ اس میں بھی بہت سی چیزیں درپیش آتی ہیں ۔ ایک طرف یہ امر آپ کے سامنے موجود ہے کہ بہت سی گندم پاپٹ فارموں پر اور میدانوں میں پڑے ہوئے بارش کی وجہ سے خراب ہو جاتی ہے ۔ اسے بھی حکومت استعمال میں لاتی ہے اور وہ دوسری گندم کے ساتھ شامل کر کے پسائی کرکے سپلائی کی جاتی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسی گندم جو باہر سے درآمد کی جاتی ہے اور کراچی کی بندرگاہ پر سٹوریج نہ ہونے کی بناء پر بھیگ کر خراب ہو جاتی ہے وہ بھی مرکزی حکومت کی طرف سے صوبائی حکومت کو سپلائی کی جاتی ہے اور اس کو بھی شامل کرکے اس کی پسائی کی جاتی ہے ۔

ایک تو اس آٹے کی خرابی کی وجہ یہ ہے اور دوسرے یہ کہ جس وقت گندم کی قیمت مارکیٹ میں اس قیمت سے زائد ہو جاتی ہے کہ حکومت کی طرف سے مقرر کردہ ہے تو پھر وہ فلور مل مالک اور آپ کے محکمے کا وہ سپروائزر یا انسپکٹر دونوں اس میں حصہ دار بن جاتے ہیں۔ اگر آپ کسی فلور مل کو دو سو بوری روزانہ سپلائی کرتے ہیں تو وہاں گندم کی بسائی ایک سو بوری کی ہوتی ہے اور ایک سو بوری کے ساتھ جو اور چنے شامل کر دیے جاتے ہیں، یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس سے آٹے کی وہ کوالٹی قائم نہیں رہتی جو کہ انسانی صحت کے لیے ضروری ہے۔ تیسرا فیکٹر اس میں وہی ہے کہ آپ نے میدہ نکالنے کی جو percentage مل مالک کو allow کی ہے، آپ کے محکمہ خوراک کا ملازم اس مل مالک سے مل کر میدہ زیادہ نکالتا ہے اور اس طرح بھی آٹے کی کوالٹی خراب ہو جاتی۔ جناب والا یہ تمام چیزیں ہیں۔ جو ایک طرف حکومت یا وزیر متعلقہ کے موثر کنٹرول کی متقاضی ہیں، وہاں میں سمجھتا ہوں کہ وقت آ گیا ہے کہ حکومت از سرنو اس بات کا جائزہ لے کہ کیا ہماری وہ پالیسی جس میں گندم اور چینی حاصل کر کے عوام کی دو بنیادی ضروریات پوری کرنا چاہتے ہیں، آیا اس طریقے سے ہم وہ حاصل کر سکیں گے یا اس کے لیے کوئی متبادل تجویز زیادہ موثر ثابت ہوگی۔ اس وقت میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ آپ کو اس کے متبادل تجویز پیش کر سکوں لیکن ایک چیز میں ضرور دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمیں نہایت سنجیدگی سے اس مسئلے پر غور کرنا ہوگا۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اسے ہم معمولی طریقے سے نہیں لے سکتے آپ کو اس بات کا علم ہے کہ آٹا اور چینی دو ایسی چیزیں ہیں کہ اگر ان کی کمی واقع ہو جائے تو لازمی طور پر ایک ایسا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے جو ہر حکومت کے لیے نہایت ہی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی بنا پر حکومت نے بہا خرچ کر کے اور ایک بہت بڑا انتظامی paraphernalia قائم کر کے یہ کوشش کرتی ہے۔ لیکن ہم کسی حد تک اس کوشش میں کامیاب ہوتے ہیں اور ہماری وہ پالیسی کس حد تک کامیاب ہوتی ہے۔ یہ بات سب کے سامنے عیاں ہے۔ اس لیے میں وزیر موصوف سے اور حکومت سے یہ اپیل کرتا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے پر نہایت سنجیدگی سے غور کیا جائے اور باوجود اس امر کے کہ اس محکمے میں بے انتہا ملازم بھرتی کیے گئے اور بے انتہا اخراجات ہو رہے ہیں۔ لیکن وہ مقاصد جن کی خاطر یہ محکمہ قائم کیا گیا تھا، یا وہ مقاصد

جن کے تحت حکومت گندم اور چینی خرید کر کے غریب عوام میں تقسیم کرنا چاہتی تھی ، وہ ہم سب حاصل نہیں کر سکے ۔ نہ ہم grower کو مطمئن کر سکے ہیں اور نہ اسے وہ صحیح قیمت جو حکومت کی طرف سے مقرر کی جاتی ہے مل سکی ہے ۔ نہ وہ صحیح آٹا ہم consumer کو دے سکتے ہیں ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں ایک دفعہ پھر اپیل کرتا ہوں کہ یہ نہایت اہم مسئلہ ہے اور اس پر ہمیں سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میں نے بھی نام لکھوایا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا نام تو میرے پاس کٹا ہوا ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ میں نے گزارش کی تھی کہ میں ان سے پہلے بولنا چاہوں گا ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر . . .

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی تقریر سے پہلے ایک اعلان کر دینا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ قواعد و انضباط کار کے قاعدہ نمبر 113 کے تحت تخفیف زر کی کارروائی بارہ بجے دوپہر تک جاری رہے گی اور اس کے بعد قاعدہ مذکور کے تحت مطالبات زر پر رائے شماری شروع کر دی جائے گی ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ حزب اختلاف کے فاضل اراکین نے گندم اور چینی کے حصول اور تجارت کی پالیسی پر کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ میں اس ضمن میں محکمے کی طرف سے دھاندلیوں کی وجہ سے عوام کو روزمرہ درپیش پریشانیوں اور مشکلات سے آپ کی وساطت سے ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے کسی بھی فاضل رکن سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ حکومت کے دوسرے تمام محکموں میں دھاندلیاں اپنے عروج پر ہیں ۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ محکمہ خوراک میں بھی دھاندلیوں کی بہت شکایات عوام کے لبوں پر عام ہیں ۔ آج جب ہم عوامی زندگی کے شعبے میں یہ دیکھتے ہیں کہ ایک عام آدمی کو راشن ڈپو سے جب اپنے راشن کارڈ کا حصہ یا اپنی اشیائے ضرورت حاصل کرنی پڑتی ہیں تو راشن ڈپو ہولڈر عوام کے لیے بے پناہ مشکلات کا باعث بنا ہوا ہے ۔ عوام کو اس

کڑکتی دھوپ میں لائنوں کے ذریعے بہت دیر تک صبر آزما وقت کا انتظار کرنا پڑتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ شاہ صاحب آج تو آسمان پر بادل ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ یہ آج کی بات نہیں ۔ آج تو میں گیا بھی نہیں ہوں دیکھا بھی نہیں ہے ۔ میں تو جنرل بات کر رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ لوگوں کو اس طرح دیر تک انتظار کروایا جاتا ہے اور بہت سے لوگ جنہوں نے اپنے روزگار کا دھندا کرنا ہوتا ہے وہ لوگ اس طویل وقت سے تنگ آ کر اپنا راشن لیے بغیر واپس چلے جاتے ہیں ۔ اس پر مزید یہ کہ راشن ڈپو ہولڈر محکمہ خوراک کے عملے کی ملی بھگت سے صارفین کو راشن کارڈ ہولڈرز کو ان کے حصے سے کم وزن تول کر لوگوں کو وہ مال سپلائی کرتے ہیں اور وہ آٹا جو صارفین کو جناب والا ۔ ڈپوؤں کے ذریعے مہیا کیا جاتا ہے اس پر قطعی طور پر عوام کا اعتماد اٹھ چکا ہے ۔ اگر بازار میں سے آٹا یا گندم با آسانی نسبتاً سرکاری نرخوں پر بھی مہیا ہو تو کوئی بھی شخص سرکاری طور پر محکمہ کی طرف سے مہیا کردہ آٹا یا گندم خریدنے کے لیے قطعی طور پر تیار نہیں ہوتا ۔ اس کی وجہ یہ ہے جناب والا کہ مل مالک محکمہ کے عملے کی ملی بھگت کے ساتھ گندم میں جو چری روٹی کے سوکھے ٹکڑے اور مکئی کے جو تکے ہوتے ہیں ان کو گندم کے ساتھ پیس کر آٹے میں ملاوٹ کر دی جاتی ہے ۔ اس کے لیے حکومت کی طرف سے بار بار سدباب کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے مختلف قسم کی سکیمیں بنا کر انتظامی اخراجات میں اضافہ کیا جاتا ہے مگر اس کے باوجود کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ کسی ملاوٹ کرنے والے کو کوئی ایسی سزا نہیں دی جاتی ۔ قوانین موجود ہیں چھاپے مارے جاتے ہیں کیس بنائے جاتے ہیں مگر رشوت کی انتہا اس حد تک پہنچ چکی ہے سزا دینے والے انسان بھی ملاوٹ کرنے والے اشخاص سے مل کر ان سے بڑے بڑے نذرانے وصول کر کے ان کو تھوڑا سا جرمانہ کر کے یا بالکل ان کو معاف کر کے چھوڑ دیتے ہیں ۔ جس کی وجہ سے ملاوٹ کا رجحان عام ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملاوٹ کرنے والے کسی طرح بھی قاتلوں سے کم نہیں ہیں اور ملاوٹ کرنا قتل کے جرم سے کسی صورت سے بھی کم نہیں ہے اور اگر حکومت عوام کی فلاح و بہبود اور بہتری کی خواہش مند ہے اور اس کا اظہار کرتی ہے ،

اپنے ان دعووں اور وعدوں میں مخلص ہے اور ان پر عملدرآمد کرنا چاہتی ہے تو یہ جو slow poisoning کرنے کے ذمہ دار ہیں اور معاشرے میں جو سماج دشمن عناصر ہیں ان کو سخت سے سخت سزائیں دی جائیں تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور عوام کو slow poisoning کے ذریعے آہستہ آہستہ ہلاک کرنے کی یہ ناپاک سازش ، مہم اور جو کردار ہے اس کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے ۔ ہونا تو چاہیے کہ جیسے چین میں ہے کہ کوئی شخص کسی بدعنوانی کا مرتکب ہوتا ہے تو سنا ہے کہ اس شخص کو موقع پر لا کر گولی سے اڑا دیا جاتا ہے اور پھر یہ نظارہ دیکھ کر کوئی شخص اس قسم کی بدعنوانی کرنے کا مرتکب نہیں ہوتا ۔ میرے نظریہ کے مطابق ملاوٹ کرنے والوں کی سزا موت سے کم نہیں ہونی چاہیے تاکہ اس معاشرے سے پاکستان کے اور اس صوبے کے عوام کو خالص خوراک کی شکل میں ان کی جو بنیادی ضرورت ہے وہ پوری کی جا سکے ۔ جناب والا ۔ نئے راشن کارڈ بنانے کے لیے نئے عملے کے لیے انتظامی اخراجات کے لیے بھی اس ایوان میں مطالبہ پیش کیا گیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی انتظامی ایجنسیاں جتنے بھی انتظامی شعبے ان سماجی اور قانونی اور اخلاقی برائیوں کو ختم کرنے کے لیے قائم کرتے چلے جائیں مگر جب تک حکومت قانون پر سختی سے مخلصانہ طریقے سے عملدرآمد نہیں کرے گی ، جب تک سماج دشمن عناصر کو ، قوم دشمن عناصر کو ختم نہیں کیا جائے گا اور جب تک ان کے ذہن میں محاسبے کا خوف نہیں ہوگا اس وقت تک آپ نہ تو سماج دشمن عناصر کو اور نہ سماجی برائیوں کو ختم کر سکیں گے نہ ان کا قلع قمع کر سکیں گے ۔ جناب والا ۔ یہ جو آپ نے اضافی انتظامی عملہ مقرر کیا ہے میرا یہ دعویٰ ہے کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب آپ حکمت عملی پر بھی تو کوئی بات کریں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ یہ بھی تو حکمت عملی ہی ہے یہ کیا ہے ۔ یہ میری معلومات ہیں کہ اضافی عملہ متعین ہونے کے باوجود چالیس روپے سے لے کر پچاس روپے تک ایک جعلی راشن کارڈ بنانے کا محکمہ کی طرف سے انسپکٹر وصول کرتا ہے اور پھر اس حاصل کردہ رقم سے وہ اپنے افسران کو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیکھیے یہ اصل میں حکمت عملی کی بات نہیں ہے جو آپ

کہہ رہے ہیں وہ تو پالیسی کی بات کے بارے میں آپ کہہ رہے ہیں اور پالیسی کی تفصیلات جو ہیں وہ حکمت عملی نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا۔ میں آپ کے ارشاد کے مطابق پھر یہ گزارش کروں گا کہ گندم کے حصول کے لیے ہیں وہ زبردست قسم کی دھاندلیاں اس صوبے کے غریب عوام سے روا رکھے ہوئے ہیں۔ ہم جب غریب کسانوں معلومات اکٹھی کرتے ہیں تو کسی کو بھی سرکاری طور پر مقرر کردہ نرخ ان کی اجناس کے بدلے میں ادا نہیں کیے جاتے۔ جناب والا۔ زیادہ سے زیادہ لین سے لے کر ساڑھے پینتیس روپے تک عام کسانوں کو گندم کے نرخ اس وقت دیے جا رہے ہیں اور دور دراز کے علاقوں میں اہلکاران جانے سے گریز کرتے ہیں اور یہی وہ وجہ ہے جناب کہ ایک عام کسان کی اعلیٰ افسران تک یا حکومت کے دروازے تک دستک دینے کی کوئی رسائی نہیں ہوتی اس لیے ایسے دیہات کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو افسران لاہور میں ائیر کنڈیشنڈ دفاتر میں بیٹھے ہیں ان کو اندرون صوبہ جا کر عوام کی اس جائز شکایت کا ازالہ کرنا چاہیے اور ان کے جو ذمہ داران اہلکاران ہیں اور نالائق ہیں ان کو سخت سے سخت ترین سزا دی جائے تاکہ اس برائی کو ختم کیا جا سکے اور پاکستان اور اس صوبے کے غریب اور عام کسان کو حکومت کی پالیسی کے مطابق صحیح معاوضہ مل سکے۔ جناب والا۔ یہ جو چینی بنانے کا طریقہ کار ہے جہاں تک چینی کے ماہرین کی رائے ہے کہ پاکستان میں یہ بہت پرانا طریقہ رائج ہے۔ آج ہمارے اس صوبے کا کروڑوں روپے کا سرمایہ اور زرمبادلہ ضائع کیا جا رہا ہے جس سے کہ بہت سے molasses بہت معمولی قیمت پر باہر بھیجے جاتے ہیں یا یہ ضائع کر دیے جاتے ہیں اس میں سے بہت سے کیمیکلز تیار کیے جا سکتے ہیں جس سے کہ چینی کی قیمت خرید جو ہے جو اس کی کاسٹ آف پروڈکشن ہے اس کو بہت حد تک کم کر کے عوام کی ایک بنیادی ضرورت چینی کی جو ہے اسے سستے داموں پر مہیا کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس کے لیے کوئی واضح پالیسی تیار نہیں کی جاتی کہ جدید خطوط پر چینی کی پروڈکشن کا بندوبست کیا جائے اور اس بیرونی دنیا میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ چینی جو ہے وہ بین پروجیکٹ نہیں ہے۔ جناب والا۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جنرل بین پروڈکٹ نہیں ہے۔ میں پروڈکٹس کہتا ہوں وہ چیزیں شامل تھیں جو

انسانی ضرورت کے لیے نہایت اہم ہیں ۔ جناب والا ۔ چینی کے بارے میں ایک اور بات بھی غور طلب ہے وہ یہ کہ چینی کے ریٹ سرکاری طور پر ساڑھے چار روپے مقرر کیے گئے ہیں اور چینی کی پرائیویٹ تجارت پر مکمل طور پر پابندی ہے ، لیکن پرائیویٹ طور پر چینی بک رہی ہے آپ یہاں سے کسی بھی آدمی کو بازار سے چینی کے لیے بھیج دیں تو یا دس روپے سیر جتنی چینی آپ چاہیں خرید سکتے ہیں ۔ یہ بھی حکومت کی نااہلی کا دوسرا ثبوت ہے ۔ جناب والا ۔ پچھلے سال بھی یہ شکایت عام رہی ہے کہ عام آدمی کو اور دوسرے مشروب ساز اداروں کو چینی بہت کم مقدار میں ملتی رہی ہے ۔ جب کہ ہمارا یہ مشاہدہ ہے ہماری یہ معلومات ہیں کہ ملک کے دوسرے صوبوں میں چینی وافر مقدار میں دی جاتی رہی ہے اور اس صوبہ میں بیورجیز کو صوبہ سرحد سے لا کر فروخت کیا جاتا رہا ہے ۔ اور اس سے ہمارے صوبہ پنجاب کی مشروبات کی صنعت پر برا اثر پڑا ہے ۔ اور اس کے ٹیکس بھی دوسرے صوبے لے کھائے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ ایک ہی ملک مختلف صوبوں میں مختلف پالیسیاں اپنا رہے ہیں ہمیں اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ پنجاب کے عوام نے کونسا قصور کیا ہے کہ پنجاب کے عوام کے ساتھ یہ سوتیلی ماں کا سلوک روا رکھا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ ان حقائق کی روشنی میں آپ کی وساطت سے یہ مطالبہ کرنے میں اپنے آپ کو برحق سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ایوان اس مطالبہ زر کی منظوری نہ دے اور حکومت ان خامیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے سرے سے پالیسی مرتکب کرے ۔ (شکریہ ۔)

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ ضمنی اور سالانہ بجٹ میں اعداد و شمار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت پنجاب سالانہ غلہ اور چینی کی سرکاری خریداری کے لیے 3 ارب 42 کروڑ 15 لاکھ روپے سے زیادہ روپیہ خرچ کرتی ہے ۔ اتنی بڑی خطیر رقم جو کہ عوام اور صوبہ پنجاب کی مالی اور زرعی معیشت کو بہتر بنانے کے لیے خرچ کی جا رہی ہے ۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ جس حکمت عملی اور پالیسی کے تحت حکومت جو سرکاری خرید غلہ اور چینی کے لیے کر رہی ہے ، اور جو مقاصد اسی پالیسی کو آگے لانے کے لیے حکومت کے پیش نظر تھے وہ حاصل ہوئے ہیں یا نہیں ، میں اپنا ایمانداری تجزیہ اس ایوان کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کروں گا اور وہ عوامل اور وہ مشکلات جن کی وجہ سے حکومت پنجاب کی یہ پالیسی حوصلہ شکن حد تک

نا کام ہو چکی ہے ۔ میں وہ عوامل اسی معزز ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں تا کہ حکومت یا تو مناسب حد تک اپنی اس پالیسی میں تبدیلی پیدا کرے یا پھر یکسر اس پالیسی کو ختم کرنے کے قابل ہو سکے ۔ جناب سپیکر میری رائے میں نمبر 1 حکومت کی خرید و فروخت کی اپنی جو سرکاری پالیسی ہے ۔ اس میں چند نقائص ہیں ۔ نمبر 2 حکومت کی منصوبہ بندی اور حکمت عملی کے نفاذ کا طریقہ کار خصوصی طور پر کاروباری اور اخلاقی تقاضوں کے ہم آہنگ نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ نمبر 3 غلہ اور رائس کے سرکاری ڈیلر جن کو با اثر سیاسی اور انتظامی افراد کی پشت پناہی حاصل ہے ۔ نمبر 4 محکمہ خوراک کی اپنی دھاندلیاں ۔ نمبر 5 محکمہ خوراک اور محکمہ زراعت یہ دونوں محکمے لازم ملزوم ہیں اور ان کی علیحدہ علیحدہ وزارت ہے ۔ تو یہ جو عوامل میں نے ایوان میں پیش کیے ہیں ان کا تجزیہ کرتے ہوئے میں سب سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ اگر حکومت نے جو حکمت عملی ، جو پالیسی ، سرکاری غلہ اور چینی کی فرورخت کے لیے بنائی ہے اور اس کا نفاذ محکمہ خوراک کر رہا ہے اگر اس کے طریقہ کار میں حکومت چند تبدیلیاں کر لے تو یقیناً حکومت اعلیٰ مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہے ۔ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ محکمہ خوراک میں موجودہ طریقہ کار کے تحت جو سنٹر خرید کے لیے قائم کیے ہوئے ہیں ۔ قصبوں میں ، شہروں میں ، ان میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ان میں جو دھاندلیاں ہو رہی ہیں ، وہاں جو بد دیانتی محکمہ خوراک کر رہا ہے ڈیلر کے ساتھ مل کر ، اس کو پورے طور پر محکمہ خوراک یا حکومت ختم نہیں کر سکی ۔ میں اپنی اس دلیل کے حق میں نوائے وقت کی ایک خبر جو آج سے ایک یا دو دن پہلے شائع ہوئی ہے ۔ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں ۔ مختصر طور پر اس نے لکھا ہے ۔ کہ ڈسکہ تحصیل میں محکمہ خوراک میں دھاندلی کی ایک مثال یعنی صرف ایک مثال کہ موضع جاسکے اور گڑھ جو ہے ، یہ دور دراز کے اسٹیشن ہیں جہاں پر محکمہ خوراک نے دفتر قائم کیے ہوئے ہیں ۔ وہاں عام حالات میں گندم یا کوئی اور چیز خرید کر ڈسکہ ، پسرور یا سیالکوٹ سنٹر میں لانا نہایت مشکل ہے کیونکہ وہاں ٹرانسپورٹ کا کوئی انتظام نہیں ہے ۔ اور یہ وہاں کے شہریوں کا بیان ہے لیکن یہ ڈپو پرچیز سنٹر اس لیے محکمہ خوراک نے قائم کیے ہیں کہ وہاں باربرداری کے لیے حکومت کا جو خرچ ہے وہ نو سو روپے فی سو بوری زیادہ پڑتا ہے

ان پرچیز سنٹروں کی نسبت جو کہ ڈسکہ پسرور یا سیالکوٹ میں ہیں اور اس سے پہلے اتنی بڑی دھاندلی اس طریقہ سے کی جا رہی ہے وہ اس طرح کہ گندم کی خرید کی جاتی ہے ڈسکہ یا سیالکوٹ سے ، لیکن جو وچر کا محکمہ خوراک کی جانب سے ڈیلر حضرات کو دیے جاتے ہیں ان پر لکھا ہوتا ہے موضع جانگے یا گڑھ ۔ کیونکہ سیالکوٹ اور ڈسکہ کے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر نذر حسین منصور آپ خوراک کی حکمت عملی پر بحث کر رہے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ جب حکمت عملی پر بحث کریں گے تو طریقہ کار لازمی طور پر آئے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی یہ بات تو میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کی دلیل یہ ہو کہ اب وہاں ان کو پرچیز سنٹر نہیں کھولنے چاہییں پھر تو آپ کی ٹھیک بنتی ہے ۔ کیونکہ حکمت عملی تو یہ ہے کہ وہاں خرید کی جائے یا نہ کی جائے ۔

مسٹر نذر حسین منظور ۔ جناب والا ۔ حکومت نے گندم کی خرید و فروخت کے لیے پرچیز سنٹر بنائے ہیں ، اب اگر ہم پرچیز سنٹر پر بحث نہ کریں اس کے طریق کار پر اس کے نتائج پر اگر ہم بحث نہ کریں تو حکمت عملی پر آپ کیسے بحث کر سکتے ہیں ۔ میں یہ کہوں گا کہ حکمت عملی غلط ہے ۔ کس طریقہ سے غلط ہے کہ یہ پرچیز سنٹر اس طریق سے چل رہا ہے ۔ اس لیے یہ حکمت عملی غلط ہے ۔ اس نقطہ نظر سے میں نے مثال دی ہے ۔ ان پرچیز سنٹرز میں اس طریقہ سے کاروبار ہے جس کی وجہ سے پنجاب کی حکمت عملی فیل ہو رہی ہے اور یہ متعلقہ بحث ہے ۔ اور اس کا ڈائرکٹ تعلق ہے ۔ اس کے بعد جناب سپیکر ۔ میں نے دوسرا یہ بتایا ہے کہ سرکاری گندم کے ڈیلر ، چاول کے ڈیلر وہ تمام پنجاب کی حکمت عملی کے تحت آتے ہیں اور اس کا لازمی جزو ہیں ۔ ان پر بحث کی جانی ضروری ہے ۔ ان میں کیا خرابی ہے وہ کیا کرتے ہیں جس کی وجہ سے پنجاب وہ مقاصد حاصل کرنے میں ناکام ہو رہی ہے ۔ یہ بھی ایک لحاظ سے حکمت عملی پر بحث ہوگی ۔ اس کے بعد میں یہ بتاؤں گا کہ موجودہ حکمت عملی میں اس حد تک تبدیلی کریں یا اس کو یکسر ختم کریں اور اس کے لیے اس قسم کی متوازن حکمت عملی ہونی چاہیے تو وہ میری تقریر

کا آخری حصہ ہوگا۔ اس لیے جناب والا ۔ پہلے میرے لیے ان فیکٹرز پر بحث کرنا ضروری ہے دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ چاول کے ڈیلرز میں سے اکثر کو یا تو سیاسی افراد کی پشت پناہی حاصل ہے یا ان کو بہت بڑے انتظامی افسران کی ان کے ساتھ امداد شامل ہے۔ جناب والا۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے چیچہ وطنی کے ایک رائس ڈیلر کی بات کرتا ہوں، جس کا بھائی 1974ء میں مرکزی وزیر خزانہ تھا۔ اس نے 1200 من چاول گورنمنٹ کو دینا تھا۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ تو آپ کا خیال ہے کہ وزیروں کے بھائیوں کو یا کسی اپوزیشن کے معزز رکن کے بھائی کو رائس ڈیلر نہیں ہونا چاہیے؟

مسٹر نذر حسین منصور۔ میں کہتا ہوں کہ ہونا چاہیے لیکن جناب والا۔ میں کہہ رہا تھا کہ یہ بات فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے ریکارڈ پر موجود ہے کہ انہوں نے جو رائس ڈیلر کی حیثیت سے حکومت کو چاول دینا تھا وہ انہوں نے نہ دیا۔ اس نے کہا کہ چیچہ وطنی میں سیلاب آ گیا ہے اور وہ تمام چاول جو کہ میں نے گورنمنٹ کے لیے خریدا ہے وہ تمام خراب ہو گیا۔ گل گیا، برباد ہو گیا۔ لیکن وہ بلیک میں فروخت ہوا۔ اس کے لیے محکمہ خوراک کا ریکارڈ موجود ہے۔ جناب والا۔ مرکزی وزیر نے اس کے لیے سفارش کی۔ ٹیلیفون کے ذریعہ سے اور دوسرے ذریعوں سے تاکہ وہ چاول گورنمنٹ کو نہ دینا پڑے۔ اور اس سے کماحقہ، ڈیلر کو فائدہ ہو۔ اس قسم کے وہ رائس ڈیلر جنہوں نے مجوزہ مال حکومت کو دینا ہوتا ہے۔ اور با اثر لوگوں کے تحت ہوتے ہیں تو اگر ایسے افراد کو محکمہ خوراک یا حکومت پنجاب ان کو رائس ڈیلر یا گورنمنٹ کو مال دینے کا فریضہ نہ سونپے، تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ حکومت کی موجودہ حکمت عملی بہت حد تک کامیاب ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد جناب والا۔ جو تیسرا فیکٹر ہے وہ چینی کا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ چینی بازار میں 10 روپے سیر فروخت ہو رہی ہے۔ اور حکومت اس خرید و فروخت کے لیے زیادہ پیسہ خرچ کر رہی ہے۔ اور ڈیڑھ ہونڈرز 10 روپے سیر دیتے ہیں۔ اب عوام کا سوال یہ ہے کہ یہ چینی بازار میں کہاں سے آ جاتی ہے؟ دس روپے سیر چینی اس انقلابی حکومت کے دور میں بک رہی ہے اور ہم لے رہے ہیں۔ یہ یا تو حکمت عملی کی ناکامی کی وجہ سے ہے یا طریقہ کار کی ناکامی کی

وجہ سے ہے یا حکومت پنجاب اپنی نا دانستہ غفلت کا اس حد تک شکار ہے کہ اسے سوائے اپنے سیاسی تحفظ کے ، عوام اور سونے کے کاروبار کے لیے وقت نہیں ملتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ بہت بڑا سوال ہے کہ سامنے کھلم کھلا دس روپے سیر چینی فروخت ہو رہی ہے ۔ مجھے بتائیں آپ کی زرعی معیشت میں گنا یا دوسری فصلیں آج سے 4 سال قبل زیادہ پروگریسو فارمنگ ہو رہی تھی ۔ آپ ترقی دادہ بیج بھی دے رہے ہیں ۔ گاؤں گاؤں دورے لگا رہے ہیں ۔ میں اس زمانہ میں جس کو آپ رجعت پسندانہ دور کہتے تھے ۔ جب کہ ماہرین زراعت برے تھے ۔ حکومت بری تھی ۔ اس نے پنجاب کی معیشت کو تباہ کر دیا تھا ۔ یہ نعرے دے کر ہم نے لوگوں سے ووٹ لیے ہیں تو بتائیں کہ دس روپے سیر کبھی چینی بازار میں فروخت ہوئی تھی ۔ جاؤ مان لو ، 5 روپے ہوگی ۔ بلیک ہوتی تھی ، بلیک کل بھی ہوتی تھی ، بلیک آج بھی ہوتی ہے ۔ تو پھر آپ بتائیں کہ آپ کس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ غریبوں ، کاشتکاروں اور صارفین کے زیادہ ہمدرد ہیں کہ آج تک تاریخ میں اتنے زیادہ ہمدرد پیدا نہیں ہوئے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ بات چھوڑ دیتا ہوں ، لیکن افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ آپ ڈپو پر جائیں ، کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ ڈپو پر 4 روپے سیر والی چینی بالکل صاف اور ملاوٹ سے پاک ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ گندم پر آ جائیں ۔ میں نے پہلی تقریر میں کہا تھا کہ گورنمنٹ گندم میں ڈیلر اور محکمہ خوراک کی ملی بھگت سے ملاوٹ ہوتی ہے یہ پہلو اور افسوس ناک ہے ۔ ہم کمی کی بات نہیں کرتے ہیں کہ 2 من 30 سیر کی بوری میں 10 سیر کمی ہو جائے ۔ یہ کمی پچھلے وقتوں سے آ رہی ہے مانا کہ یہ آپ کے بس کی بات نہیں ہے ۔ باہر چیچہ وطنی اور اوکاڑہ کی مین سڑک پر آپ کو غلہ کے انبار نظر آئیں گے جن کی حفاظت کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے ۔ وہ بارش اور آندھی کی زد میں ہے ۔ یا تو اس کو محکمہ نے نہیں خریدا ہے اور اگر خریدا ہے تو تحفظ کا انتظام نہیں ہے ۔ یہ تو آپ کا طریق کار ہے ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ مٹی کی ملاوٹ ہو رہی ہے ۔ میں آج اپیل کرتا ہوں کہ آپ ایم ۔ پی ۔ اے حضرات کی ایک کمیٹی بنالیں ۔ اس کمیٹی کی چیکنگ کے دن کا اعلان نہ کریں ، میں بتاؤں گا کہ کتنی مٹی نکلتی ہے ہمارے یہ ڈیلر جو کہ دیہات سے تعلق رکھتے ہیں ، قصبہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ محکمہ خوراک اور آپ کی حکمت عملی اور طریقہ کار

کے نقص کی وجہ سے ہزاروں من مٹی ڈال رہے ہیں اور وہ آٹا جب ملوں میں پس کر آتا ہے اس سلسلہ میں پنجاب کے مزدور اور کسانوں نے ناقص آٹے کے خلاف مظاہرے کیے ہیں اور اخبارات میں آئے دن آٹا ہے کہ حکومت ناقص آٹا سپلائی کر رہی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہنگامی طور پر اگر کوئی وزیر یا ملٹری کا آفیسر آیا اور جس نے چند دنوں کے لیے اچھا آٹا سپلائی کرایا۔ اور وہ چیز روک دی۔ لیکن یہ 1976ء کی بات نہیں ہے کہ وقتی طور پر لوگوں کو فائدہ ہوا۔ میں 74 - 73 - 1972ء کے ملاوٹ شدہ آٹے کی بات کر رہا ہوں، اس کے بعد جناب سپیکر۔ سب سے زیادہ افسوس ناک یہ پہلو ہے جو وزیر موصوف کی خصوصی توجہ کا متقاضی ہے کہ کسان گندم پیدا کرتا ہے وہ کپاس کی فصل پیدا کرتا ہے۔ اس کے بل بوتے پر سرکاری خرید و فروخت کا انحصار ہے۔ جس کے بل بوتے پر رائس ملوں والے گندم کے ڈیلر، ڈپو ہولڈر، اور مختلف تجارتی طبقے منافع کما رہے ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ محکمہ خوراک کی سرکاری خرید و فروخت کا یہ غلط طریق کار ہے اور اس میں جو دھاندلیاں ہو رہی ہیں اس کا براہ راست اثر کاشتکار، اور زمیندار پر پڑتا ہے جو یہ فصل اگاتے ہیں جو یہ گڑ اور شکر پیدا کرتے ہیں۔ آپ کی پالیسی کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق پنجاب کے کاشتکار سے ہے۔ چاول کی سرکاری خرید کو دیکھیں اگر حکومت نے بناسپتی خریدنا ہوتا ہے تو اس میں پرمل اور اری پاک کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ جناب والا۔ حکومت نے مختلف اعلانات کے ذریعہ سے اقرار کیا ہے کہ ملاوٹ ہمارے معاشرے کا ناسور ہے لیکن اس کو یکسر ختم کرنے کے لیے آپ کی حکمت عملی میں کوئی تبدیلی نہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ تقاضوں سے مطابقت رکھ سکے۔ آپ کے انداز فکر اور منصوبہ بندی میں وہی رجعت اور وہی پرانا طریقہ ہے جو کہ پہلی حکومتیں کیا کرتی تھی۔ میں مثال سے واضح کرتا ہوں۔ آج پنجاب کا کسی محکمے کا وزیر یا سیکرٹری نہ بنیادی طور پر اس پیشہ سے تعلق رکھتا ہے اور نہ اس محکمے سے تعلق رکھتا ہے جو محکمہ خوراک کے سیکرٹری ہیں ان کا نہ کوئی کاشت کاری پس منظر ہے۔ نہ انہوں نے گندم کو بو کر دیکھا ہے۔ اور نہ انہوں نے کبھی ڈپو پر آٹا یا چینی خریدی ہے اور وہ پنجاب کے کسانوں اور مزدوروں کے مسائل سے قطعاً ناواقف ہیں۔ جناب والا۔ آج آپ کے سامنے ایک وزیر کہہ سکتا ہے کہ میں اتنا بڑا زمیندار ہوں دو سو تیس بیعوں کا مالک

ہوں لیکن اگر وہ محکمہ زراعت کا سربراہ ہے تو یہ آپ کے علم میں بات ہے کہ وہ نہ زراعت کو جانتا ہے اور نہ اس کے باپ دادا نے کبھی اپنے ہاتھ سے ہل چلایا تھا اور نہ اس نے گندم بوئی تھی اور نہ کاٹی تھی اس کی گندم بھی کسی نے کاٹی تھی اور کسی اور نے ہی اس کی گندم کاشت کی تھی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی کی بات کر رہے ہیں یا محکمہ خوراک کی پالیسی کی بات کر رہے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جناب اس طریقہ سے کام نہیں چل سکتا ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ آپ پروگریسو ریفارمرز تو بنتے ہیں ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker: These are two different Departments These are two different problems. Don't confuse them.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ اس طریقہ سے محکمہ کو بہترین پالیسی دینے کے لیے اس میں ترقی پسند اور انقلابی قسم کی تبدیلیاں لانا پڑیں گی اور ایسا ہی سیکرٹری لانا پڑے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ آپ حکمت عملی پر بحث کر رہے ہیں اور آپ کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وزیر خوراک کے کیا امور ہیں اور وزیر زراعت کے کیا امور ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ کو ابھی تک پتا نہیں چلا ۔ ساڑھے چار سال سے آپ اس اسمبلی کے ممبر ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ وہ تو جناب بعد کی آئٹم ہے کہ وزیر خوراک اور وزیر زراعت کے پاس کیا کیا امور ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب اس کا وقت آئے گا تو اس وقت اس پر بول لیں ۔ کم از کم اب تو یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ کو ان دونوں میں تمیز ہی نہیں ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ اگر آپ کو یہ بات بری لگتی ہے تو میں اس کو اس طریقہ سے کہہ دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ بری یا اچھی کی بات نہیں ۔ یہ تو صرف relevant

ہونے کی بات ہے اس لیے رولز میں غالباً بڑا واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ پوائنٹس بڑے specific ہونے چاہئیں تا کہ آپ کو بھی پتا ہو کہ آپ کن امور پر بول رہے ہیں ۔ یہ صرف وزراء کے لیے ہی نہیں ہے بلکہ آپ کے لیے بھی ایک ریفرنس کی بات ہے کہ آپ کن امور پر بات کر رہے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے نہایت ادب سے ایک گزارش کروں گا کہ اگر محکمہ خوراک کا وزیر یا محکمہ زراعت کا یا پائی وے کا بنیادی طور پر اس طبقہ سے تعلق نہیں رکھتا جس طبقہ کے مفاد کے لیے وہ محکمہ قائم کیا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ حکمت عملی رجعت پسندی ہے ۔ جناب والا ۔ پہلے بھی اس محکمہ کے سی ۔ ایس ۔ پی افسر ہوتے تھے جو اس کاروبار حیات سے قطعاً ناواقف تھے ۔ جناب والا ۔ آپ کو معیشت میں انقلاب برپا کرنے کے لیے اور گندم اور چینی کی سرکاری خرید و فروخت کو بہترین بنانے کے لیے ایسے ماہرین کو آگے لانا چاہیے جو اس کاروبار سے اور اس تجارت سے بخوبی واقف ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ لشاری صاحب ہمارے ضلع سے ہیں اور وہ بنیادی طور پر زمیندار ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ لشاری صاحب سے بہت ڈرتے ہیں وہ تو آپ کی ساری باتیں سنتے رہے ہیں ۔

He was at a place where he could hear.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ بہرحال آپ نے جو observatious دی ہیں ان سے ان کو غلط فہمی ہو سکتی ہے لیکن جناب والا ۔ ان کو میں نے clearance دینی ہے کہ میں نے ان کے بارے میں کوئی بات نہیں کی ۔ اور یہ ڈر کی کوئی بات نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنے ضلع کے وزیر سے بہت ڈرتے ہیں ان کی غیر حاضری میں تو آپ نے بہت ہی باتیں کی ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ یہ بات چھوڑیں کہ میں کس سے ڈرتا ہوں یا نہیں ڈرتا ہوں لشاری صاحب میرے دوست ہیں اور نہایت ہی شریف آدمی ہیں ان کی موقعہ شکنی نہیں ہونی چاہیے ۔

جناب سپیکر ۔ آخر میں میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ عوام کا، کاشتکار کا، صارفین کا اور پنجاب کے غریب عوام کا اعتماد سیاسی طور پر سماجی طور پر یا کسی لحاظ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کی یہ جو بنیادی ضروریات ہیں مثلاً گندم ہے چینی ہے آٹا ہے یہ سب پوری ہونی چاہئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیکھیے ۔ یہ تو سب کو پتا ہے ۔ آپ حکمت عملی کی بات کریں کہ یہ رقم منظور نہیں ہونی چاہیے اس میں ایک روپے تک کی کمی ہونی چاہیے ۔

مسٹر نذرحسین منصور ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ جب میں یہ بات کہتا ہوں کہ حکومت اگر عوام کو اعتماد میں لے کر اپنی حکمت عملی میں یہ تبدیلی کرے تو کیا یہ حکمت عملی کی بات نہیں ۔ جناب والا ۔ میں نہایت ایمانداراانہ طریقہ سے پھر حکومت کو جھنجوڑنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ اگر غریب عوام کی بنیادی ضروریات مثلاً غلہ چینی وغیرہ ۔ ان میں آپ بلاوجہ ملاوٹ بند نہ کرا سکے تو یہ اچھا نہ ہوگا ۔

چوھدری امان اللہ تک ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک قانون کا تعلق ہے وہ تو آپ ہم سے زیادہ جانتے ہیں لیکن بعض ایسی feelings ہیں اور وہ اکثر دیہاتیوں کے متعلق ہوتی ہیں وہ شاید آپ کے علم میں نہ ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ میری بات سنیں ۔ شاید آپ نے ہل چلایا ہو یا نہ چلایا ہو میں نے خود چھ سال تک زمین پر کام کیا ہے اور یہاں ملتان کے دوست بیٹھے ہوں گے اور انہیں اس بات کا پتا ہے کہ میں اس ضلع کی کسان کمیٹی کا چھ سال سیکرٹری رہا ہوں لیکن ہمیں اس کو یہاں زیر بحث نہیں لانا چاہیے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ہل چلانے کا تجربہ یہاں اسمبلی میں استعمال نہیں ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت اچھا ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ اگر موجودہ حکومت پنجاب اپنے اندر زرعی feelings محسوس نہیں کرتی تو

نشست و گفتن کی پالیسی ترک کرے - جنابہ والا - عوام کو صحیح اور غیر ملاوٹ شدہ چینی اور آٹا مہیا کریں اور ان چیزوں کی بلیک بند کریں اور اس کے لیے اپنی حکمت عملی میں جس حد تک تبدیلی کرنی ہے کریں - جناب والا - یہ میں نے چند گزارشات عرض کی ہیں اور اگر اب بھی انہوں نے اس بات کا نوٹس نہ لیا تو مجھے وہ رات یاد ہے کہ جب زرعی اصلاحات کا اعلان ہو رہا تھا اور سربراہ مملکت نے یہ کہا تھا کہ یہ رات آج مزارعین کی کسانوں کی اور غریب مزدوروں اور صارفین کی رات ہے اور اس کے بعد نئی صبح طلوع ہونے والی ہے - جناب والا - میں یہ پیغام آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ آج یہ حکمت عملی اور یہ طریقہ کار اور فرائض سے نظر اندازی - سست روی - جس کو اخبارات اور ٹیلیویژن میں غلط رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے اگر آپ نے خود اپنا محاسبہ نہ کیا تو پنجاب کے غریب کاشتکار اس آواز کے خلاف آواز بلند کریں گے جو سربراہ مملکت نے آواز دی تھی - خدارا اس کے انجام سے ڈریں اس لیے کہ وہ دھوکہ ثابت ہوگا اور خدا کی قسم وہ اب تک اتنی طویل رات ہے اتنی سیاہ رات ہے کہ اس میں سپاہی صبح ہمیں آپ کے ذریعے کہیں نظر نہیں آتی -

مسٹر سپیکر - وزیر خوراک -

وزیر خوراک - جناب سپیکر - مطالبہ زر نمبر 14 پر کافی بحث ہوئی - کافی تنقیدیں ہوئیں - جناب والا - محکمہ خوراک کے فرائض میں چار بنیادی چیزیں شامل ہیں -

1. Procurement. 2. Handling. 3. Storage. 4. Distribution.

جناب والا - حزب اختلاف کی طرف سے محکمہ کی کارکردگی جس کی implementation کے لیے محکمہ خوراک قائم کیا گیا ہے کافی لے دے ہوئی ہے - جناب والا - میں یہ بات فخر سے اور خوشی سے برضا و رغبت تسلیم کرتا اگر ان کی تنقید میں ذرا بھی کوئی حقیقت پسندی ہوتی - لیکن مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اخراجات کی حکمت عملی کی پالیسی پر بے جا تنقید فرمائی ہے - سابقہ کارکردگی ان سے ٹھیک جھیر ہوئی ہیں ہے - اس وقت حکومت میں ان کا عمل دخل خاصا تھا - جب حکومت یا اس محکمے کی کارکردگی ان پر عیاں ہوئی تھی - میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آج کل بھی

جن اخراجات کے لیے یہ ڈیمانڈ کی گئی ہے یا مطالبات کیے گئے ہیں ان میں کسی قسم کی حکمت عملی کی کوئی کوتاہی نہیں ہے ۔ اور حکومت کی طرف سے اس میں کوئی کسی رقم کا ضیاع نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ سید تابش الوزی صاحب نے سب سے پہلے یہ فرمایا کہ حکومت نے یہ اخراجات عملے کی ایزادی کے لیے مانگے ہیں اور اس بھرتی سے یہ اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں جناب سید تابش الوری جیسے فاضل ممبر کو بصد احترام یہ بات کہنے کے لیے تیار ہوں کہ یہ الزام جو انہوں نے لگایا ہے وہ ایمان کو حاضر ناظر جان کر کہیں گے کہ کیا یہ حقیقت پر مبنی ہے ؟ جناب والا ۔ یہ ہر گز نہیں ہے ۔ وہ خود ہی اس کا جواب محسوس کریں گے کہ یہ الزام انہوں نے غلط لگایا ہے کہ یہ بھرتی سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ ان کو علم ہے کہ ہم نے اپنے 435 purchase centre سے بڑھا کر 560 کے قریب کر دیے ہیں لہذا اس وجہ سے ایزادی عملے کے لیے ضرورت محسوس ہوئی تھی جس کی وجہ سے ہم نے ایزادی عملے کا مطالبہ کیا تھا ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ جیسا کہ ان کو معلوم ہے کہ ہم نے 15 لاکھ ٹن کا ٹارگیٹ achieve کرنا ہے ۔ خدا کے فضل و کرم سے میں اس پوزیشن میں ہوں کہ آج ہم سابقہ سالوں کے مکمل سیزن کے ٹارگیٹ کے مقابلے میں زیادہ گندم procure کر چکے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) وہ کیا کہتے ہیں کہ یہ ہمارے عملے کی کارکردگی نہیں ہے ؟ جناب والا ۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ دوسرے صوبوں کے بارے میں یہ تنقید کی گئی ہے کہ دوسرے صوبوں کو 50 روپے من گندم پڑتی ہے اور وہ صوبے ہم سے گندم لینے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ یہ بات بالکل غلط ہے ۔ صرف ویگنوں کی کمی کی وجہ سے دوسرے صوبوں کے لیے گندم کی ترسیل میں رکاوٹ آ گئی تھی ۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے اب ہم دو سپیشل ٹرینوں کے ذریعے تقریباً 24 سو ٹن گندم روزانہ دوسرے صوبوں کو بھیج رہے ہیں اور دوسرے صوبے اسے بخوشی لینے کے لیے تیار ہیں اور برضا و رغبت لینے کے لیے تیار ہیں ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کا بنیادی مقصد اور منشور عوام کو روٹی کپڑا اور مکان مہیا کرنا اور سستے داموں مکان مہیا کرنا تھا ۔ چوہدری طالب حسین صاحب نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ بعض اوقات قیمتیں محکمہ خوراک کی نسبت بازار میں کم ہوتی ہیں ۔ میرے دوست یہ بات بھول گئے ہیں کہ ہماری حکومت شہریوں

کو آٹا 34 روپے 80 پیسے من کے حساب سے مہیا کرتی ہے جب کہ آج کھلی مارکیٹ میں آٹے کی قیمت 40 روپے من سے کم نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ گندم اور چینی کے ذخیرہ کرنے کے لیے بھی تنقید ہوئی کہ ہمارے پاس storage capacity نسبتاً کم ہے ۔ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ 15 لاکھ ٹن کے لیے ہمارے پاس procurement کا بندوبست نہیں ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ ان کو یہ نہیں بھولنا چاہیے گو یہ میں ضمنی بجٹ کے بارے میں کہہ رہا ہوں کہ اس سال ہمارے پاس دس لاکھ procure کرنے کی گنجائش موجود ہے ۔ اور خدا کے فضل و کرم سے ہم کر رہے ہیں ۔ اس لیے ان کا یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے کہ ہمارے پاس procurement کے لیے اور سٹور کرنے کے لیے کسی قسم کا انتظام نہیں ۔ جناب والا ۔ آئندہ سالانہ بجٹ میں 4 کروڑ روپے اور اس کے علاوہ وفاق دس کروڑ روپیہ invest کر رہی ہے تاکہ سٹوریج کا بندوبست کیا جائے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ 23 لاکھ آبادی کے راشن کارڈوں کے سلسلے میں جو عملہ کام کر رہا ہے اس پر بھی حزب اختلاف کی طرف سے تنقید ہوئی ۔ جناب والا ۔ وہ دوست یہ بات بھول گئے ہیں کہ بوگس راشن کارڈوں کو ختم کرنے کے لیے ہمارے عملے نے 23 لاکھ یونٹ ختم کیے ہیں ۔ میں یہ دعوے اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں انشاءاللہ العزیز خدا کے فضل و کرم سے اور محکمہ کی بہتر کارکردگی کی وجہ سے میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ آئندہ بوگس راشن کارڈوں کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے گا ۔

(تحسین)

جناب والا ۔ یہ تنقید بھی کی گئی تھی کہ شہریوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ملوں سے ناقص آٹا حاصل کریں ۔ جناب والا ۔ یہ بات بالکل غلط ہے ۔ ہم نے یہ تمام تجربات کیے ہیں ۔ ہم نے ڈیرہ غازی خان ، شیخوپورہ اور بہاولنگر میں گندم دینے کا تجربہ کیا لیکن شہریوں نے گندم کے حصول کے لیے نا رضامندی کا اظہار کیا چنانچہ اب حکومت آٹا سپلائی کر رہی ہے ۔ اس لیے یہ الزام اور حکمت عملی پر یہ تبصرہ کہ گندم ناقص سپلائی کی جاتی ہے درست نہیں ۔ جناب والا ۔ میں نے جب بحیثیت وزیر خوراک اپنے عہدے کا چارج لیا اور سب سے پہلے جو میں نے حکم دیا وہ یہ تھا کہ جہاں کہیں سٹوریج میں یا کسی دیگر خدائی یا آسمانی یا ارضی آفات کی وجہ سے یا بارشوں اور دیگر قسم کی مصیبتوں کی وجہ سے اگر گندم گل سڑ گئی تو اس میں حکومت کا کوئی قصور

نہیں ہے ۔ چنانچہ اس گندم کو میرے بھائیوں کے لیے اور اس ملک کے بسنے والے لوگوں کے لیے پسائی کے لیے نہ دی جائے ۔ اور وہ گندم میں نے write off کرا دی ہے ۔ اس گندم کے لئے میں نے حکم دے دیا ہے کہ اس گندم کو بالکل نہ پیسا جائے ۔ اس لیے یہ الزام بالکل غلط ہے کہ ہم damaged wheat یا خراب گندم ملوں میں پسوا کر ڈپوؤں میں سپلائی کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ الزامات لگانے سے پہلے انہیں یہ بات جاننی چاہیے تھی کہ حکومت اس بار پچھلے سالوں کی نسبت کیا حفاظتی اقدامات کر رہے ہیں اور یہ اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے لیے یا پاکستان میں بسنے والے شہریوں کی فلاح و بہبود کے لیے کیا کیا اقدامات کر رہی ہے ۔ جناب والا ۔ آپ حیران ہوں گے کہ خدا کے فضل و کرم سے اضافی عملے کے علاوہ ہم ڈیڑھ سو کروڑ روپے کا زر مبادلہ چاول سے کما رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ ہم فیڈرل حکومت کے بطور ایجنٹ کے چاول کا کاروبار کرتے ہیں ۔ اس رائس کو handle کرنے کے لیے اور اس رائس کی تجارت کرنے کے لیے ہمیں اضافی عملے کی ضرورت تھی ۔ اگر اس سلسلے میں معمولی سا اضافہ کیا گیا ہے تو میرے دوست یہ بھول گئے ہیں کہ ہم ملکی سطح پر کتنا زر مبادلہ کما رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کیا یہ پنجاب کو بھی مل رہا ہے ؟

وزیر خوراک ۔ جناب والا ۔ پنجاب کو جو حصہ ملتا ہے وہ ہماری آبادی کے حساب سے ملتا ہے اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ۔ جناب والا ۔ بجٹ میں جو allocation ہوتی ہے وہ ہماری آبادی کی بنیاد پر ہمیں ملتی ہے اور یہ وفاقی حکومت ہمیں مختص کرتی ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بات بھی فاضل ممبر کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کو اس کی آبادی کی بنیاد پر حصہ ملتا ہے ۔ جناب والا ۔ حکومت نے transportation کے لیے 70 ٹرک خریدے ۔ یہ موضوع بھی باعث تنقید بنا ۔ میرے دوست یہ بات بھول گئے ہیں کہ ہم نے دور دراز علاقوں سے گندم کی transportation کے لیے یہ بندوبست کیا کیونکہ ٹرکوں کے ٹھیکیدار حضرات اکثر ہمیں dodge کر جاتے ہیں ۔ اس لیے اب ہم ان کو بروقت transportation مہیا کریں گے ۔ اسی مقصد کے پیش نظر اور اسی شکل کے پیش نظر قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے ہمیں یہ ستر ٹرک خریدنے کا حکم فرمایا اور یہ ستر ٹرک

انہوں نے ہمیں خرید کر کے دیے ۔ آج خدا کے فضل و کرم سے 47 ٹرک on road ہیں ۔ ان میں سے بیس بیس ٹرک اضلاع ساہیوال اور ملتان کے لیے مہیا کیے گئے ہیں کیونکہ صوبے میں یہی دو اضلاع ہیں جو سب سے زیادہ گندم پیدا کرتے ہیں ۔ اور یہ ٹرک اس لیے مہیا کیے گئے ہیں تاکہ interior سے یہ گندم اٹھا کر پی آر سنٹر میں لائیں اور دوسرے صوبوں کو گندم کی ترسیل ہو سکے ۔ جناب والا ۔ یہ ٹرک جن کی جناب قائد عوام نے ہمیں اجازت بخشی ہے اور ہمیں یہ ٹرک لے کر دیے ہیں کیا یہ ٹرکوں کے اخراجات کو ایک فضول خرچی سمجھتے ہیں ؟ یہ بڑی زیادتی اور افسوس کی بات ہے کہ جب محکمہ اپنی کارکردگی کی وضاحت کرنا چاہتا ہے ۔ یا جب محکمہ اپنی کارکردگی بڑھانا چاہتا ہے تو حزب اختلاف کی طرف سے بے جا تنقیدیں ہو جاتی ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ کیا کوئی ٹرک بہاولپور میں بھی بھیجے ہیں ؟

منسٹر سپیکر ۔ اس میں کیا ہے ۔ آپ جب کہیں گے وہ بھیج دیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ملتان اور ساہیوال میں ہم نے بیس بیس ٹرک بھیجیں ہیں ۔ اسی لیے میں نے یہ سوال کیا ہے کہ کیا بہاولپور میں بھی بھیجے ہیں ؟

وزیر خوراک ۔ جناب والا ۔ یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے محکمہ خوراک کی اپنی تقسیم ہے جہاں ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ٹرکوں کی کمی ہے جہاں ہم ٹرانسورٹیشن کی کمی محسوس کرتے ہیں وہاں ہم فوری طور پر ٹرک تقسیم کر دیتے ہیں میں یہ بات خدا کے فضل سے فخر سے کہتا ہوں کہ اور بعض دوستوں نے الزام لگایا ہے کہ ان کا عملہ ایرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھتا ہے اور کوئی چیکنگ نہیں کرتا ان کو پتہ نہیں کہ دور دراز علاقوں میں پرچیز سنٹر کھولے گئے ہیں خدا کے فضل سے اس ہاؤس کو دعوے سے کہتا ہوں کہ ماسوائے بہاولپور ڈویژن کے میں نے 80 فیصد پرچیز سنٹر خود چیک کیے ہیں میرا عملہ اور میرے ڈائریکٹر اور عملے کے دوسرے ارکان دن رات اس سلسلے میں کوشاں ہیں وہ یہ بات بھول گئے کہ محکمہ پر بیجا تنقید کر رہے ہیں ۔ وہ یہ بھول گئے ہیں کہ 9 لاکھ ٹن گندم پچھلے سال چھ مہینے میں یعنی دسمبر میں اکٹھی ہوئی تھی وہاں اب ڈیڑھ مہینے میں 9 لاکھ ٹن سے زائد اکٹھی ہو

گئی ہے کیا یہ محکمہ کی کارکردگی ہے یا نااہلی ہے ۔ جناب والا ۔ آپ سن کر یہ فخر محسوس کریں گے کہ ہمارے بعض اضلاع وہ ٹارگیٹ حاصل کر رہے ہیں جو ہم نے ان کے لیے issue کیا تھا ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی تنقید اگر تعمیری ہو تو ہم لبیک کہنے کے لیے تیار ہیں ۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ وہ تعمیری تنقید نہیں کرتے جناب والا ۔ کہا گیا ہے کہ محکمہ خوراک کے عملے اور ڈیلروں کی ملی بھگت کے ساتھ زمیندار پریشان ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ 9 لاکھ ٹن گندم میں سے چھ لاکھ ٹن گندم ہم نے زمینداروں سے لی ہے اور تین لاکھ ٹن ڈیلروں سے لی ہے میں خود منڈیوں میں گیا لیکن بعض ایسے جگہیں ہیں جہاں ناقص قسم کا اناج کی کوالٹی معیاری نہیں تھی وہاں ہم نے انکار کیا ہے کہ یہ کوالٹی ہم نہیں لیتے میرا ایمان ہے کہ اس ملک کے بسنے والے لوگوں کے لیے اپنی پارٹی کے منشور کے مطابق خوراک کا بندوبست کرنا روٹی کا بندوبست کرنا ہمارے فرائض میں داخل ہے ۔ اور یہ حقیقت عیاں ہو رہی ہے کہ خوراک کا بندوبست کیا جا رہا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے گارنٹی دیتا ہوں کہ اس سال محکمہ خوراک جو گندم حاصل کرے گا وہ سو فیصد اچھی کوالٹی کی ہوگی یہ اعتراضات کہ گندم خراب خریدی گئی ہے انشاءاللہ ایسا نہیں ہوگا ۔ اگر خدا کی طرف سے بارش کا نزول ہو ۔ ہمارے پاس اس کا علاج نہیں اور نہ ہی حزب اختلاف کے پاس اس کا علاج ہے ۔ اگر آسمانی آفات ہوں تو کیا کیا جا سکتا ہے ۔ ارضی آفات کے تو ہم نے انتظامات کیے ہوئے ہیں لیکن خدا کے فضل و کرم سے بارش کا نزول باعث رحمت ثابت ہوتا ہے یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ ہم کسی قسم کی کوتاہی نہیں کر رہے ہیں ۔ یا کسی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ انہوں نے جیسا کہ فرمایا ہے کہ بعض معاملات ایسے ہیں ان کی شرافت اور نیت پر شک نہیں ہے ۔ لیکن ایسے واقعات ہیں ۔ اگر ہم ان واقعات کی نشان دہی کرائیں تو کیا اس کا تدارک فرمائیں گے کیونکہ کچھ آپ کا عملہ دھوکہ بھی دے رہا ہے ۔

وزیر خوراک ۔ جناب والا ۔ اس دنیا میں بسنے والے سب انسان ایک جیسے نہیں ہیں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میرا عملہ سو فیصد ایمانداروں کا عملہ ہے

میں نے پہلی بار یہاں بیان دیا ہے اور میں ایمان سے کہتا ہوں کہ اگر میرے عملے میں سے کوئی بد دیانتی کا ارتکاب کرتے ہوئے پکڑا گیا تو خدا کے فضل و کرم سے اسے سزا دی جائے گی ۔ وہ اپنے جرم سے بچ نہیں سکے گا ۔ اور برائی کا سدباب کیا جائے گا ۔ اگر الزام ثابت ہو جائے تو اس کو جرم کے مطابق سزا دی جائے گی ۔ میرا یہ ایمان ہے کہ اس قسم کی غلطی کا ارتکاب کرتے ہوئے کوئی پکڑا گیا تو اس کو قرار واقعی سزا دی جائے انشاءاللہ اس طرح سے بدعنوانی کم ہوگی ۔ جب کہ میں خود خلوص نیت سے کام کر رہا ہوں اور میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا ایک ادنیٰ سپاہی ہوں انہوں نے مجھ پر اعتبار کیا ہے تو خدا کے فضل و کرم سے ان کے اس اعتماد کو میں ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا اور ان کے اس اعتماد پر پورا اتروں گا ۔ اور ان سب دوستوں کا تعاون میرے ساتھ ہو اور خدا وند تعالیٰ کی مدد شامل ہو ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ مکی کے ٹکے پیسے والوں کو بد دیانت نہ کہا جائے ۔

وزیر خوراک ۔ جناب والا ۔ طاہر احمد شاہ نے مکی کے ٹکے کی بات کی ہے لیکن ایسی بات کرنی چاہیے جو صحیح ہو یہ الزام سو فیصد بے بنیاد ہے خدا کے لیے ایسا الزام نہ لگایا کریں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ یہ بالکل درست ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بات لاشاری صاحب کے علم میں نہ ہو ان کی تحقیقات کرا کے دیکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا چیز ؟

سید طاہر احمد شاہ ۔ مکی کے ٹکے یعنی گندم کے ساتھ پیش کر دیے جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے ہم فاضل دوست نے آپ کی تمام باتیں بڑے تحمل سے سنی ہیں لیکن ادھر ہر تین منٹ کے بعد کوئی اٹھتا ہے اور بات کرتا ہے آپ کی تقریر میں کسی نے ٹوکا تھا ۔ جو کچھ آپ نے کہنا تھا کہا اس لیے ان کی بات بھی تحمل سے سنیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب ہم ان کی ذات کا بہت احترام کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو آپ اور آپ فرداً فرداً ہر وزیر کا احترام کرتے ہیں ۔

وزیر خوراک ۔ میرے خیال میں یہ بازی گری والا ۔ حربہ اختیار کر رہے ہیں کوئی ایک کام اچھا کر جائے تو یہ پھر کہتے ہیں کہ اس میں تھوڑی سی کسر رہ گئی ہے۔ کام اچھا ہو رہا ہے یہ بازی گری باتوں سے باز نہیں آ رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں ان سب اعتراضات کے پیش نظر استدعا کروں گا کہ جو بھی مطالبات اور جو بھی رقوم اخراجات ذخیرہ کے کاروبار کے لیے مانگی ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہیں اور ان کا مصرف صحیح ہے اور نیک نیتی پر مبنی ہے اور پاکستان میں اور پنجاب میں بسنے والے شہریوں کو اچھی خوراک مہیا کرنے کے لیے اچھے طریقے سے مہیا کرنے کے لیے اور اچھی کوششوں کے حصول کے لیے پیش کیے ہیں اس لیے جناب والا ۔ میری استدعا ہے کہ ان مطالبات زر میں جو رقوم طلب کی ہیں وہ بے بنیاد نہیں ہیں وہ تمام حقیقت پر مبنی ہیں اس لیے آپ خدا کے فضل و کرم سے اس سے اتفاق فرمائیں گے اور اس کو منظور فرمائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ 648764720.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد سرکاری تجارت (غلہ و چینی) میں تخفیف کرکے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ 648764720.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری تجارت (غلہ و چینی) کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 13)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ

ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

ثابش صاحب ۔ اس میں بھی آپ نے کوئی کٹ موشن دی ہے ؟

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہم دس روپے کی رقم کرکے ایک روپیہ کرنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کسی کے لیے یا کسی کی تنخواہ کے لیے کوئی مطالبہ زر پیش نہیں کیا ہے ۔ سالانہ بجٹ پر بحث کے دوران محکمہ کی پالیسی تو پہلے ہی زیر بحث آ چکی ہے ۔ یہ تو صرف دس روپے کی ایک technical formality ہے اب اس technical formality پر آپ نے کٹ موشن پیش کر دی ہے ۔ How does it stand to reason.

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ صورت یہ نہیں ۔ صورت یہ ہے کہ یہ نئی سکیمیں ہیں ، نئے اخراجات ہیں ۔ البتہ انہیں بجٹ میں سے پورا کیا گیا ہے ۔ یہ اخراجات نئے ہیں اور یہ اخراجات صرف دس روپے کے نہیں ، یہ لاکھوں روپے کے ہیں لیکن انہیں بجٹ سے پورا کیا گیا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب بجٹ میں سے اخراجات پورے کیے جالیں تو وہ پیش کیے جاتے ہیں لیکن ان کی منظوری اسی طرح سے ضروری ہے جس طرح دوسرے مطالبات زر کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو یہ بھی ویسے ہیں کہ مطالبہ ہذا کے تحت کار فرما حکمت عملی کو زیر بحث لایا جائے ۔

سید ثابش الوری ۔ کیونکہ آپ نے وقت مقرر کر دیا ہے اس لیے ہم

چاہیں گے کہ ان پر نہایت اختصار کے ساتھ اظہار خیال کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو اس سے پہلے وہ فیصلہ دے رہا ہوں جو میاں منظور احمد موہل نے نکتہ اٹھایا ہے ۔ میں اس میں یہی دیکھ رہا تھا مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب ہیں ؟

ایک آواز ۔ ۔ ۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیونکہ ایجنڈے کے مطابق باری ان کی آتی ہے ۔

A point has been raised by Member from Bahawalnagar (Mian Manzoor Ahmed Mohal) that the cut motion No. 1 on Demand No. 14 is not in order and that it should be ruled out. The motion is a 'Disapproval of Policy Cut'. According to the Member raising the objection the motion does not indicate the particulars of the policy which are proposed to be discussed whereas Rule 116 requires the mover to indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss and the discussion is to confined to the specific point or points mentioned in the notice, though it shall be open to members to advocate an alternative policy. It is quite evident that in the cut motion the imperative requirement of indicating in precise terms the particulars of policy proposed to be discussed is absent. There will be no method to require the mover to confine himself in his speech to any specific points and the apprehension that the discussion will be reduced to a general debate cannot be ignored.

I, therefore, uphold the objection.

Mr. Abual Hafiz Karear : After these cut motions, can the demands be taken up ?

Mr. Speaker : They will be taken up in the order they are appearing in the agenda.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی کٹ موشن پیش نہ ہو ، کسی مطالبہ زر پر بحث نہ ہو اور یہ اسی طرح سے پاس ہو جائیں ۔

Mr. Speaker : You can oppose it and discuss it.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ تخفیف زر کی تحریکیں تین قسم کی ہوتی

ہیں اور ظاہر ہے کہ جب آپ ہمیں ایک بنیادی مسئلہ پر ، جس کے لیے جواز موجود ہے ، جس کے لیے روایات موجود ہیں ، اس کی اجازت نہیں دے رہے تو ویسے آپ کس طرح اجازت دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا اس وقت بھی رولنگ یہی تھا لیکن اس میں یہ پوزیشن تھی ، چونکہ وہ admit ہو چکی تھی ، تو جس طرح آج پہلی مرتبہ یہ ہوا ہے بالکل وہی پوزیشن وہاں تھی ۔ چونکہ وہ موشن admit ہو چکی تھی تو it was not pressed by the Government party کہ اس پر بحث نہ ہو ۔

Even then I upheld the objection that has been upheld again today.

سید تابش الوری ۔ تو آپ فرمانا چاہیں گے کہ کیا طریقہ کار ہوگا جو آپ اختیار کرنا چاہ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں نہیں ۔ یہ تو ضمنی بجٹ ہے ۔ کل کے بعد جب بھی سالانہ بجٹ آئے گا تو دیکھ لیں گے ۔

سید تابش الوری ۔ کل تو نہ آپ نے دیکھی ہے نہ میں نے دیکھی ہے ۔ آج ہم ضمنی بجٹ کے مطالبات زر پر بحث کرنی چاہتے ہیں ۔ اس کے لیے ہماری تحاریک بھی موجود ہیں ۔ اگر آپ ہماری ان تحاریک کو بھی جن میں سے صرف چار پر بحث ہونی ہے ، ان کو محض اس لیے guillotine کرنا چاہتے ہیں کہ آپ تنقید برداشت کرنے کی کسی طور بھی کوئی گنجائش محسوس نہیں کرتے اور یہ چاہتے ہیں کہ ان کارناموں پر ، ان بد اعمالیوں پر ، ان کوتاہیوں پر پردہ پڑا رہے جن کو ہم واضح کرنا چاہتے ہیں ۔ تو یہ آپ نے پہلے بھی کرتے رہے ہیں ، آج بھی کر سکتے ہیں ۔ آپ نے پہلے بھی ملک میں دفعہ 144 کے تحت لوگوں کی آواز بند کر رکھی ہے اور آپ اس ایوان میں بھی یہی طریق کار اختیار کر سکتے ہیں لیکن یہ کسی طور پر بھی جمہوری عمل اور پارلیمانی روایات سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتی ۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ تحاریک تخفیف زر اس طرح سے guillottne کی گئی ہوں جب کہ وزیر خزانہ اور دوسرے وزراء یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم تنقید سننے کے لیے تیار ہیں ۔ ہم برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ ہم اصلاح کے لیے تیار ہیں ۔ لیکن یہ محض نعرے کی حد تک ہے ، یہ دعوے کی حد تک ہے ، عدل اس سے بالکل خالی ہے ، تہی دامن ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ جو فاضل رکن نے فرمایا ہے اس کے برعکس آپ کو یاد ہوگا کہ آج صبح میں نے اسی وجہ سے اصرار نہیں کیا اگرچہ ٹیکنیکلی یہ غلط بات تھی اور اب اس پر جناب والا کا فیصلہ بھی آ گیا ہے ۔ اگر میں چاہتا تو صبح اس پر اصرار کر سکتا تھا اور جتنی بحث ہوئی ۔ جناب قائد حزب اختلاف نے کی ، فاضل رکن نے کی اور دیگر ارکان نے کی ، یہ نہ ہو سکتی ۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم بحث کو اور تنقید کو ختم نہیں کرنا چاہتے ۔ لیکن بہرحال اس ایوان کی کارروائی کے لیے کچھ قوانین ہیں اور ان قوانین کے تحت ایک فاضل رکن نے نکتہ اٹھایا ہے اور اب فاضل سپیکر نے اس پر اپنا فیصلہ بھی دے دیا ہے ، تو یہ بات کہنی غلط ہوگی ۔ میں یہ بات پھر دہرانی چاہتا ہوں کہ میں نے صبح اس لیے اصرار نہیں کیا ، ورنہ اگر میں اس پر اصرار کرتا تو جناب والا ۔ مہربانی فرمائے اور یہ جو فیصلہ جناب نے اب صادر فرمایا ہے یہ صبح ہی فرما دیتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر خزانہ اور سید قابش الوری صاحب غالباً دونوں ہی کو ایک بات کی غلط فہمی ہے ۔ کٹ موشنز تو پیش نہیں ہو سکتیں مگر جو مطالبات پیش کیے گئے ہیں ان کی مخالفت کی جا سکتی ہے اور ان پر ایوان میں بحث ہو سکتی ہے ۔ اس لیے ان کا یہ اندیشہ کہ شاید یہ اعتراض اس لیے کیا گیا تھا اور ان کے انداز بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سپیکر نے یہ رولنگ اس لیے دی ہے کہ بحث کے دروازے بند کر دیے جائیں ، بحث کے دروازے بند نہیں ، یہ انؐ کی غلط فہمی ہے اور میں نے پہلے بھی یہی کہا ہے ۔ انہوں نے غالباً اپنے فکر یا غصے میں میری بات نہیں سنی کہ اب بھی ان پر بحث ہو سکتی ہے ۔

سید قابش الوری ۔ کیا طریقہ ہوگا ؟ کل آپ نے فرمایا تھا کہ کل اس پر بحث شروع ہو رہی ہے ، کل بحث کر لیجیے گا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے ساتھ میں نے یہ بھی کہا ہے کہ سالانہ بجٹ آئے گا ، اس میں کٹ موشنز آپ ضابطے کے مطابق دیں گے ۔ اس لیے سالانہ بجٹ ابھی آ رہا ہے ۔ آج کا جو بجٹ ہے ، بارہ بجے تک فاضل اراکین اس پر بحث کر سکتے ہیں ۔

They can oppose and discuss it.

اس لیے میں اس کو دوبارہ پڑھ رہا ہوں تاکہ جو فاضل اراکین اس کی مخالفت

کرنا چاہیں وہ اس کا اظہار کر سکیں کہ ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں - میں مطالبہ نمبر 23 کو دوبارہ پڑھ رہا ہوں -

یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 00 10 روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے -

سید قابش الوری - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر نذر حسین منصور - جناب والا - میں بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - سید قابش الوری -

مسٹر نذر حسین منصور - ٹائم کتنا رکھیں گے ؟

مسٹر سپیکر - جنہوں نے اس کی مخالفت کرنی ہے، بارہ بجے ان کی تقریریں ختم ہو جائیں گی - اور فاضل وزیر صحت یا حکومت کی جانب سے کوئی دوسرے وزیر اگرچہ جواب دینا چاہیں تو وہ جواب دیں گے۔ اس کے بعد قاعدہ نمبر 113 کے مطابق یہ مطالبات زر پیش ہو جائیں گے -

سید قابش الوری - جناب سپیکر - اس وقت ہمارے سامنے صحت عامہ کے سلسلے میں ایک علامتی مطالبہ زر ہے - اس کے ذریعے صوبائی حکومت ان سکیموں ، اخراجات اور اقدامات کی منظوری حاصل کرنا چاہتی ہے جو وہ کر چکی ہے ، یا تجویز کر رہی ہے - 76 - 1975ء کے بجٹ میں ہیلتھ سروسز کے لیے تقریباً ساڑھے پندرہ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی - اور یہ بات یقیناً نسبتاً خوشگوار ہے اس مختص شدہ رقم میں سے بچت کر کے صوبائی حکومت نے اپنی نئی سکیموں اور نئے اخراجات کو پورا کرنے کی کوشش کی - لیکن یہ سوال پھر بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر حکومت صحیح تخمینے کرنے میں کامیاب رہی تھی ، اگر حکومت عوام کی ضروریات اور مطالبات کے پیش نظر ساڑھے پندرہ کروڑ روپے کے خرچ کو سالانہ اخراجات کے لیے ضروری سمجھتی تھی تو پھر اس میں اتنی بڑی بچت کس طرح رونما ہوئی ، یا یہ کہا جا سکتا ہے

کہ اس وقت جو تخمینے لگائے گئے تھے ، وہ ضرورت سے زیادہ تھے ۔ یا یہ کہنا چاہیے کہ حکومت نے تخمینے تو صحیح لگائے تھے لیکن ان میں کفایت اتنی کر لی گئی کہ پھر نئی سکیموں کے لیے نئی رقم کی ضرورت پیش نہ آئی ۔ جناب والا ۔ دونوں صورتوں میں بنیادی بات یہ ہے کہ حکومت کے مختلف محکمے جو بجٹ سے متعلق ہیں اور بجٹ کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز مرتب کرتے ہیں ، ان کی کارکردگی محل نظر محسوس ہوتی ہے اور یہ اعتراض بے جا نہیں کہ وہ سالانہ یا ضمنی بجٹ تیار کرتے وقت عوام کی خواہشات اور ضروریات کو صحیح طور پر پیش نظر رکھ کر صحیح تخمینے مرتب نہیں کرتے ۔ جناب والا ۔ صحت عامہ ہر فلاحی اور جمہوری مملکت کا ایک انتہائی بنیادی فرض ہے ۔ کیونکہ جب تک صحت مند افراد نہ ہوں ، صحت مند قوم جنم نہیں لیتی ، اور جب تک صحت مند قوم نہ ہو ، مختلف شعبوں میں ترقیاتی کام تیز تر نہیں کیے جا سکتے ۔ ہمیں احساس ہے کہ ہمارے وسائل بڑے محدود ہیں ۔ لیکن وسائل کی کمی کے باوجود حکومت احتساب سے نہیں بچ سکتی اور وہ قانونی اور سماجی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے عوام کے سامنے بہرحال جواب دہ ہے اور جب ہم ان کی کارکردگی کا بحیثیت مجموعی جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اس پوزیشن میں بڑی شدت کے ساتھ اور بڑی تلخی کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ حکومت ابھی تک عوام اور غریب طبقے کو بنیادی طور پر معالجے کی سہولتیں فراہم کرنے میں ناکام رہی ہے ۔ آج تک لاکھوں عوام علاج کی سہولتوں سے محروم مختلف امراض میں مبتلا ہو کر دم توڑ رہے ہیں اور ہسپتالوں کی حالت ایسی نہیں کہ وہاں انہیں صحیح سہولتیں مہیا کی جا سکیں ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے جنرک پالیسی کی جزوی ناکامی کے اعتراف کے بعد اس بات کی بھی ضرورت ہو گئی ہے کہ حکومت ہسپتالوں میں ادویات کے سلسلے میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے اور جن ناقص گولیوں اور ادویات کے ذریعے عوام اور خاص طور پر سرکاری ملازمین کے معالجے کو ترجیح دی جا رہی ہے اس پر نظر ثانی کی جائے ۔ کیونکہ پہلے جو طریق کار کا رائج تھا اس کے مطابق کچھ پیٹنٹ ادویات ، کچھ اچھی اور معیاری ادویات انہیں سرکاری طور مل جایا کرتی تھیں ، لیکن جنرک پالیسی کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا ۔ اور سرکاری ملازمین اپنے معالجے کے سلسلے میں حکومت کی غیر معیاری اور ناقص ادویات خریدنے پر مجبور کر دیے گئے ۔ اس لیے ایک

طرف تو اس بات کی ضرورت ہے کہ اس پالیسی کی ناکامی کے نتیجے میں سرکاری ملازمین اور عوام کی خاطر ادویات کی فراہمی کی نئی پالیسی کا اعلان کیا جائے اور سرکاری ملازمین کے لیے میڈیکل الاؤنس مقرر کر دیا جائے تاکہ وہ ماہرین اور ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق صحیح اور معیاری ادویات بازار سے خرید سکیں۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان نے کرسی صدارت سنبھالی)

جناب والا۔ اس کے ساتھ ہی اگر ہم معالجے کے سلسلے میں عام ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی کارکردگی پر نظر ڈالیں تو ایک انتہائی افسوسناک اور تکلیف دہ صورت حال ہمارے سامنے آتی ہے۔ ہمارے دیہات کی تقریباً 95 فی صد ڈسپنسریاں ڈاکٹروں سے محروم ہیں۔ ہمارے بہت سے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور دوسرے ہسپتال بھی ڈاکٹروں کی مناسب تعداد سے محروم ہیں۔ اسی طرح ہمارے مختلف میڈیکل سے متعلقہ تعلیمی اداروں میں بھی اساتذہ اور ماہرین کی شدید قلت محسوس کی جا رہی ہے۔ ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں فزیشن اور سرجن نہیں ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں لوگوں کو دور دراز کا سفر کر کے اور اس میں اخراجات برداشت کر کے اپنے معالجے کے لیے بڑے بڑے شہروں کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ جناب والا۔ یہ صورت حال اس قدر دردناک ہے کہ اس کا اندازہ کرنے کے لیے آپ کو صرف بہاول پور ڈویژن ہی کے اعداد و شمار کافی ہوں گے۔ بہاول پور ڈویژن کے لیے مجموعی طور پر میڈیکل آفیسرز کی ایک سو بانوے آسامیاں حکومت کی جانب سے منظور شدہ ہیں اور ان میں سے ایک سو اکیس خالی ہیں۔ 192 میں سے 121 اسامیاں خالی ہیں۔ اور مختلف ہسپتال اور ڈسپنسریاں ڈاکٹروں کے بغیر ڈسپنسروں اور کمپوڈروں کے رحم و کرم پر چل رہی ہیں۔ جناب وزیر صحت نے پچھلے دنوں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ یہ حال بہاولپور ڈویژن کا ہی نہیں ہے بلکہ تمام ڈویژنوں میں کم و بیش صورت حال یہی ہے۔ پھر جناب والا۔ بہاولپور میں قائد اعظم میڈیکل کالج کا قیام عمل میں آیا ہے۔ لیکن وہاں پر اساتذہ کی اور ڈاکٹروں کی کمی کا مسئلہ اسی طرح زبوں حالی کا شکار ہے۔ قائد اعظم میڈیکل کالج کے لیے منظور شدہ آسامیاں 42 ہیں اور 42 میں سے 34 آسامیاں خالی ہیں اندازہ فرمائیے کہ کل آسامیاں 42 ہیں اور ان میں سے 34 خالی ہیں۔ پروفیسروں کی 16 آسامیاں منظور شدہ ہیں اور اس میں سے آٹھ خالی ہیں اس کا

مطلب یہ ہے کہ آٹھ ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ سرے سے اس کالج میں موجود ہی نہیں ہیں ۔ اسی طرح جناب اسسٹنٹ پروفیسروں کی بھی 34 آسامیاں ہیں جن میں سے 9 خالی ہیں نسبتاً اسسٹنٹ پروفیسروں کی آسامیاں زیادہ اچھی تعداد میں ہمارے پاس موجود ہیں لیکن ان میں بھی 9 کی قلت بدستور موجود ہے ۔ پھر جناب والا ۔ دوسرے کالجوں میں بھی صورت حال اس سے مختلف نہیں ہے وہاں تو یہ کیفیت ہے کہ لڑکوں کے لیے جن کو آئندہ ہماری قوم کے معالجے کے لیے تیار ہونا ہے ان کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے ۔ ان کے کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہے ان کے لیے پوری لیبارٹریوں کا انتظام نہیں کیا گیا اور جب یہ چیزیں موجود نہیں ہیں تو آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آئندہ چل کر ساڑھے سترہ سو کی تعداد میں جو ڈاکٹر تیار ہو کر نکلیں گے ان کی علمی قابلیت اور اور تجرباتی استعداد کیا ہوگی اور وہ کس طرح سے عطائیوں کی طرح ہماری قوم کی قسمتوں سے کھیلتے رہیں گے ۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہمیں آج اس ضمنی بجٹ کے مطالبہ زر پر بحث کرتے ہوئے اس حکمت عملی کو زیر بحث لانا ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ماہر ڈاکٹر موجود نہیں ہیں بلکہ ان میڈیکل کالجوں میں جو ڈاکٹر تیار کیے جا رہے ہیں وہ بھی علمی اور تجرباتی اعتبار سے اس قدر ناقص ہوں گے کہ آئندہ چل کر غالباً ان سے علاج کرانا عام لوگوں کے لیے زیادہ آسان نہیں ہوگا ۔ جناب والا ۔ دیہات میں ڈاکٹروں کی یہ کمی خاص طور پر اس لیے محسوس ہوتی ہے کہ حکومت اس سلسلے میں امتیازی پالیسی اختیار کیے ہوئے ہے ۔ وہ لازمی طور پر کوئی ایسی شرط لگانے کے لیے تیار نہیں ہے جس کے تحت ڈاکٹر اپنی تربیت کے عرصے میں دیہات میں لازمی طور پر سروس کر سکیں وہ نام نہاد طریقے سے ایسے اعلانات تو کرتی ہے لیکن اپنی مجبوریوں کے باعث اپنے ان فیصلوں اور اعلانات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تیار نہیں ہوتی ۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے صوبے کی 85 فی صد آبادی اپنی کثیر رقم اپنے علاج معالجے پر صرف کرنے کے باوجود اپنی کثیر رقم صحت عامہ پر صرف کرنے کے باوجود اپنی بنیادی ضروریات سے محروم ہے ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے ہر سال ادویات کی فراہمی کے لیے رقم میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور گرانقدر اضافہ ہو رہا ہے لیکن ادویات کی مقدار میں اس اعتبار سے کمی آ رہی ہے کہ وہ لوگوں تک صحیح طور پر نہیں پہنچتیں ۔ وہ ادویات بار بار ہسپتالوں کے سٹوروں میں

پہنچتیں ہیں وہاں سے بازار میں پہنچتی ہیں اور بازار سے پھر منڈیوں میں منتقل ہو جاتی ہیں اور اس طرح سے ہم ایک ایسی بنیادی ضرورت سے لوگوں کو محروم رکھے ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں غریبوں کو مزدوروں کو کسانوں کو طالبعلموں کو صحیح علاج معالجے کی سہولتیں میسر نہیں ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ حکومت اور با اثر افراد کے سوا عام لوگوں کے لیے مکسچر اور سستی گولیوں کے سوا ہسپتالوں میں کوئی چیز دستیاب نہیں ہے ۔ اس لیے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہم اس مطالبہ زر پر غور کرتے وقت ادویات کی فراہمی کے سلسلے میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں اور نہ صرف یہ کہ بہتر ادویات صحیح وقت پر پہنچانے کا انتظام کریں بلکہ یہ انتظام بھی کریں کہ وہ مریضوں کو پہنچائی جا سکیں ۔ جناب والا ۔ ہسپتالوں کی حالت یہی نہیں ہے بلکہ اس قدر دگرگوں ہو گئی ہے کہ وہاں ادویات تو ایک طرف سرنج اور روئی تک لانے کے لیے مریضوں کو مجبور کیا جاتا ہے اور ان سے کہا جاتا ہے کہ ہسپتال میں روئی اور سرنج تک بھی موجود نہیں ہے اور وہ اپنی سرجری کے سلسلے میں اور دوسری میڈیکل کی سہولیات کے سلسلے میں اپنی جیب پر انحصار کرنے پر مجبور ہیں ۔ جناب والا ۔ اس صورت حال کے باوجود اس ضمنی بجٹ میں انہوں نے نئی نئی آسامیاں تخلیق کی ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ جب پہلے سے منظور شدہ آسامیوں پر لوگ موجود نہیں ہیں اور ڈاکٹر دستیاب نہیں ہیں تو پھر نئی نئی آسامیوں کو کن ڈاکٹروں اور کن ماہرین سے پر کیا جائے گا ۔ آخر ان نئے نئے اداروں سے حکومت کون سے مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے اور ڈاکٹر جو ہمارے صوبے میں دوسرے صوبوں کے مقابلے میں بہتر تعداد میں موجود ہیں اور وہ پہلے سے ہی دل برداشتہ ہیں پہلے سے ہی سرکاری ملازمتوں میں آنے سے اعتراض و تامل کرتے ہیں تو پھر آخر جب وہ پہلے ہی مطمئن نہیں ہیں تو پھر وہ ان آسامیوں کے لیے کس طرح درخواستیں دیں گے یہی نہیں حکومت اپنی پالیسیوں کے باوجود ڈاکٹروں کو سمک سے باہر بھیجنے میں جو وقتاً فوقتاً نرمی سے کام لیتی رہی ہے اور جو ڈاکٹر پہلے سے رخصت پر موجود ہیں یا ٹریننگ کے لیے گئے ہوئے ہیں نہ ان کی ملازمتوں کا سلسلہ منقطع کیا جاتا ہے اور نہ ان کو لازمی طور پر طلب کرنے کے احکامات جاری کیے گئے ہیں ۔ محض چند خطوط لکھ دیے جاتے ہیں اور ان خطوط کے نتیجے میں کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی جاتی نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے ماہرین

ملک کے سرمائے سے ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں لیکن وہ ملک میں خدمات انجام دینے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر اس قدر حالات سے بیزار ہیں اور اپنے مطالبات کے سلسلے میں اس قدر دل گرفتہ ہیں کہ وہ آج سے اپنے مطالبات منوانے کے لیے تین گھنٹے کی روزانہ علامتی ہڑتال شروع کر رہے ہیں ۔ ان کا مطالبہ اس وقت سرمائے کے لیے نہیں ہے تنخواہوں میں اضافے کے لیے نہیں ہے بلکہ بنیادی طور پر انصاف کے لیے ہے ۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے لیے ایک ایسا career structure بنایا جائے جس کے تحت ڈاکٹر مختلف سطح پر مختلف موقعوں پر اپنی تربیت حاصل کر سکیں انہیں اپنے مستقبل کی ضمانت مل سکے ۔ اس وقت صورت یہ ہے کہ مختلف ڈاکٹر اپنے اثر اور سیاسی رسوخ کی بنا پر مختلف آسامیوں کے لیے منتخب کر لیے جاتے ہیں اور ان کے لیے کوئی یکساں اور مساوی اصول موجود نہیں ہیں ۔ ڈاکٹر بھی اس پر متفق ہیں اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ پیاری ضرورت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ڈاکٹروں کے لیے جو زیر تربیت ہیں یہ لازمی قرار دیا جائے کہ وہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد کسی بھی شرط کے بغیر ملازمت میں براہ راست لے لیے جائیں گے اور ان پر یہ لازمی قرار دے دیا جائے کہ وہ پہلے دو سال دیہات میں serve کریں گے اور جب تک وہ دیہات میں serve نہیں کریں گے اس وقت تک نہ انہیں ڈگری ملے گی اور نہ انہیں آئندہ career بنانے کے مواقع ملیں گے ۔ پھر جناب والا ۔ یہی نہیں ہونا چاہیے کہ یہ پابندی ہو بلکہ یہ جاذبیت بھی ہونی چاہیے کہ اگر وہ دو سال وہاں خدمات انجام دیں پھر یکساں طور پر ایسے مواقع بھی فراہم کیے جائیں کہ آگے چل کر وہ رجسٹرار بھی بنیں اور پوسٹ گریجوایشن کی تربیت بھی حاصل سکیں اور دوسری آسامیوں کے لیے ان کو یکساں طور پر ایسے مواقع میسر آئیں کہ وہ کسی ایسی دل گرفتگی کے بغیر کسی بے انصافی کے خوف کے بغیر اپنے مستقبل کو محفوظ سمجھ کر سرکاری ملازمت اختیار کر سکیں ۔ جناب والا ۔ جب تک ایسا نہیں ہوگا جب تک ان کے لیے ایسے لازمی قوائد و شرائط نہیں بنائے جائیں گے جس کے تحت انہیں مختلف career میں یکساں انصاف میسر ہو اس وقت تک کوئی ڈاکٹر دیہات میں جانے کے لیے تیار نہیں ہوگا اور جب تک دیہات میں ڈاکٹر نہیں جائیں گے اس وقت تک حکومت اپنی 85 فیصد آبادی کو صحت کی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے میں ناکام رہے گی ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے نیا فیصلہ یہ کیا جا رہا ہے کہ

مختلف ہسپتالوں اور انسٹیٹیوشنز میں نان میڈیکل ایڈمنسٹریٹر لگائے جا رہے ہیں اور یہ تجزیہ بھی صرف پنجاب میں کیا جا رہا ہے جو پہلے بھی ناکام ہو چکا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک نان میڈیکل ایڈمنسٹریٹر میڈیکل کی ضروریات سے قطع نظر میڈیکل کے جو تجربات ہیں ان کے فقدان کے باعث وہ ان اداروں کو صحیح طور پر کنٹرول نہیں کر سکیں گے ۔ اس لیے یہ کہنا کہ صرف ڈاکٹروں کی قلت کو دور کرنے کے لیے ہم نان میڈیکل ایڈمنسٹریٹر لگا رہے ہیں یہ صحیح نہیں ہے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسے ایڈمنسٹریٹر جو میڈیکل پروفیشن سے تعلق رکھتے ہوں ۔ وہ صرف ایڈمنسٹریشن نہ کریں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اپنی میڈیکل کی تعلیمی قابلیت کے مطابق معالجہ کی خدمات بھی انجام دیں اور جناب والا ۔ یہ پہلے سے ہو رہا ہے کوئی اچھا ڈاکٹر کوئی میڈیکل آفیسر اس وقت تک مطمئن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس سلسلہ میں اپنی معالجاتی ذمہ داریاں پوری نہ کرے ۔ جناب والا ۔ میں آخر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر تو اپنی منظم قوت کے باعث اپنے مطالبات منوا لیں گے لیکن وہ غریب عوام کہیں جائیں گے جو دہشت اور خوف معاشی بد حالی کی وجہ سے اپنی قوت احتجاج بھی سلب کروا بیٹھے ہیں ۔ اس لیے ایسی ٹی صحت پالیسی مرتب ہونی چاہیے جس کے تحت ہر شہری کو معالجے کی سہولتیں میسر ہوں ۔ ہسپتالوں میں نظم و نسق بہتر ہو ادویات کی فراہمی کے لیے بہتر انتظام کیا جائے اور ڈاکٹروں کا ایک کیریر سٹرکچر ، اسی طور پر مرتب کر دیا جائے کہ وہ آئندہ اپنے مستقبل کو محفوظ سمجھیں ان الفاظ کے ساتھ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس علامتی مطالبہ زر کو مسترد کر دیا جائے ۔ (شکریہ)

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ صحت عامہ کے سلسلہ میں یہ علامتی مطالبہ زر کے تحت حکومت پنجاب نے جو بجٹ ظاہر کی ہے میں یہ سوال کرتا ہوں کہ کسی مد میں بجٹ ظاہر کر کے اگر حکومت یہ کہے کہ اس نے بجٹ کی ہے اور اس کے لیے اپنے آپ کو تعریف کے قابل سمجھے تو میں اس کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں اس لیے کہ صحت عامہ کا جو محکمہ ہے اس پر آپ نے ساڑھے پندرہ کروڑ روپے خرچ کیے ہیں اور آپ نے بجٹ کی ہے تو آپ کے لیے یہ قابل تعریف قدم نہیں ہے بلکہ ایسے محکموں پر میں کہتا ہوں کہ ساڑھے پندرہ کروڑ کی بجائے بیس پچیس کروڑ روپے خرچ

کریں ۔ ہمیں ان محکموں میں بچت کرنی چاہیے جہاں آپ بچت نہیں کرتے ، جہاں زیادہ خرچ کی ضرورت ہوتی ہے وہاں آپ زیادہ خرچ نہیں کرتے یہی آپ کا تضاد ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنے آپ کو مخصوص آئیٹم تک محدود رکھیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ تمہید بھی تو ضروری ہے اور میں یہ مختصر طور پر عرض کروں گا ۔ ۔ ۔

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ یہ تو اس بات کی حمایت کر رہے ہیں کہ پندرہ بیس کروڑ روپے کی بجائے پچیس کروڑ روپے خرچ کریں اس میں پھر تخفیف کی تو کوئی بات نہیں ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ کو اس میں تخفیف نہیں کرنی چاہیے اس لیے کہ ہیلتھ سروسز کے تحت جس پالیسی اور حکمت عملی کے تحت اس محکمے کو یا صحت عامہ کے اداروں کو چلا رہے ہیں اس میں زبردست تضاد یہ ہے کہ ان اداروں کو آپ باقاعدہ طور پر ایک نئے جذبے کے تحت اور نئے فلسفے کے تحت نہ ان کی نگرانی کر رہے ہیں نہ ان کو چلا رہے ہیں اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ موجودہ مخصوص سیاسی حالات کے پیش نظر آپ کو اپنے اوپر اعتماد نہیں رہا ، مثال کے طور پر کتنی ہڑتالیں ہوتی ہیں ۔ ہسپتالوں میں ہوتی ہے ، پیرا میڈیکل سٹاف کی ہوتی ہے ، ڈسپنسر کلاس کے تحت ہوتی ہیں ، حکومت کے پاس نہ تو اس کا کوئی حل ہے اور نہ ہی حکومت کوئی اچھا جواب دے سکتی ہے اور نہ ہی ان کے پاس وہ اعتماد ہے جو ان کو فراہم کر سکیں ۔ اور خاص طور پر صحت عامہ کے محکموں میں جو بے چینی پھیلی ہوئی ہے اس کا علاج کر سکے ۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے اس مد میں بچت کی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ آپ نے کوئی اچھا کارنامہ سرانجام نہیں دیا بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہسپتال ڈاکٹر اور صحت عامہ کے اور جتنے ادارے ہیں ان پر آپ زیادہ سے زیادہ خرچ کریں ۔ اور جو رقم بجٹ میں رکھی گئی ہے اس سے بھی زیادہ مختص کریں اور ہم اس پر کوئی اعتراض نہیں کریں گے لیکن اس وقت جو بے چینی اور اضطراب پھیلا ہوا ہے اس کا آپ کوئی علاج کیوں نہیں کرتے ۔ آپ ایک عام آدمی کو سستا علاج ابھی تک نہیں دے سکے ، آپ کے دور حکومت میں صحت عامہ کے مسائل اس طرح ہیں

جس طرح آپ کے دور سے پہلے موجود تھے ، آج کا دیہاتی اس طرح پریشان ہے جس طرح پہلے تھا صرف دو تین جگہ آپ نے قصبات میں ہسپتال کھول دیے ہیں ۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے صحت عامہ کا مسئلہ حل کر دیا ہے ۔ اگر آپ نے کچھ ہسپتال زیادہ کھولے ہیں تو آبادی کا متناسب بھی زیادہ ہو گیا ہے اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ صحت عامہ کے مسائل زیادہ ہوئے ہیں کم نہیں ہوئے ۔ اور آپ کی حکمت عملی نے وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ سب سے بڑی بات جو میں وزیر موصوف کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں آپ کو جانتا ہوں کہ آپ ایک خاص مکتبہ فکر کے داعی ہیں ، آپ رو رہے ہیں ہم رو رہے ہیں یہ تمام قوم رو رہی ہے کہ ہڑتالیں ہو رہی ہیں ڈاکٹر اطمینان بخش طریقے سے کام نہیں کر رہے اور علاج بھی سستا نہیں رہا ، باقاعدہ طور پر دیہات میں کوئی طبی سہولتیں نہیں ہیں ۔ آپ مانتے ہیں اور آپ زیادہ سے زیادہ یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ جناب ہم مانتے ہیں ہم نے بہت کچھ کیا ہے ہم نہیں کہتے کہ تمام مسائل حل ہو گئے ہیں ، لیکن ہم نے کافی کوشش کی ہے ۔ اور یہ مسائل اس طرح سے کبھی بھی حل نہیں ہو سکتے ایک بات میں آپ کو صاف طور پر کہہ دوں کہ آپ نے یہ کہا تھا کہ اس معاشرے میں پھیلی ہوئی معاشی اور معاشرتی ناہمواری کو ہم ختم کریں گے اور امارت اور غربت کے تفاوت کو یکسر ختم تو نہیں کریں گے لیکن اس فاصلے کو کافی حد تک کم کر دیں گے تاکہ عام انسان اس معاشرے میں سستا علاج حاصل کر سکے۔ اس کو طبی سہولتیں بہترین طریقے سے حاصل ہو سکیں ۔ لیکن میں یقین سے کہتا ہوں کہ غربت اور امارت کے معاشی اور معاشرتی فاصلے کو زیادہ طویل کر دیا ہے آپ کی حکمت عملی نے اس کو اس رخ پر موڑ دیا ہے کہ آپ نے جو دعویٰ کیا تھا کہ معاشرے میں پھیلا ہوا استحصال ، خواہ ہسپتال میں ہو تعلیمی اداروں میں ہو ، صنعت میں ہو ، کارخانے میں ہو ، وہ ختم ہو جائے گا لیکن وہ اسی لیے ختم نہیں ہو رہا کہ آپ نے حسین نعرہ تو لگایا تھا کہ استحصال ختم کر دیا جائے گا ۔ لیکن میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس حکومت نے آج تک استحصال کی نئی نئی صورتوں نئی نئی روشوں نئے نئے انداز کو جنم دیا ہے ۔ فیشن کے طور پر ایک دفعہ جینرک سکیم بھی چلی تھی اور تمام اخبارات جینرک سکیم کی تعریفوں سے بھرے پڑے تھے لیکن اس کا جو حشر ہوا اس پر میں بحث

نہیں کرنا چاہتا ۔ کوئی انقلابی قدم آپ بتائیں جو اٹھایا ہو یا تو آپ یہ کہیں کہ آپ نے ڈاکٹروں کو ذہنی طور پر اس قابل کر دیا ہو کہ وہ جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہو کر دیہات کی طرف بھاگ پڑے ہیں ۔ اس لیے کہ ہمارے سامنے ایک ملک سوشلسٹ ری پبلک آف چائنا جس کی آپ بھی پرستش کرتے ہیں ، بے شک ہم اس کی پرستش نہیں کرتے آپ کی ضمن سے ہم یہ کہتے ہیں بابائے سرخ کہتے ہیں کہ وہاں انہوں نے تقریر کی تھی کہ جب وہ چائنا گئے ۔ ۔ ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے وزرا صاحبان ، انقلابی لیڈر صاحبان اور سیاست دان جاتے چین میں ہیں باتیں ہمیں چین کی سنائیں گے اور یہ نہیں کہ ڈاکٹر جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہو کر دیہات میں پھیل جائیں ۔ میں کہتا ہوں کہ پیر آپ کو اس قسم کی باتیں نہیں کہنی چاہئیں ۔ اگر آپ بات کرتے ہیں تو پھر وہی رنگ وہی جذبہ جنم دینا چاہیے اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس طریقہ کی پیوند کاری اس طرح سے آپ یہاں بھی لگا رہے ہیں خواہ محکمہ صحت ہو ، محکمہ خوراک ہو ، یا ہماری زندگی کا کوئی بھی پہلو ہو یہ آپ کے انقلابی نعرے کی نفی کرتا ہے ۔ اور اسی وجہ سے آپ پریشان ہیں اور مزید پریشانیاں آپ کا استقبال کرنے کے لیے تیار ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ مجھے صرف دو تین منٹ دے دیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ چلیے رعایت کر دیتے ہیں ۔ شاہ صاحب بھی کیا یاد کریں گے ۔ (تالیاں)

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ میں مشکور ہوں کہ آپ نے میری گزارش کو پذیرائی بخشی ہے ۔ میڈیکل کالجز میں اسسٹنٹ پروفیسروں اور پروفیسروں کی خالی آسامیاں بھی موجودہ صحت کی حکمت عملی کے تحت آتی ہیں ۔ جناب والا ۔ حکومت کے مقرر کردہ معیار کے مطابق اگر کوئی ڈاکٹر یا سپیشلسٹ ایف ۔ آر ۔ سی ۔ ایس یا ایم ۔ آر ۔ سی ۔ پی ، قومی خدمات کے لیے رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات بغیر کسی معاوضہ کے پیش کرتا ہے تو حکومت کی طرف سے ان کے اس جائز مطالبے کو پذیرائی نہیں بخشی جاتی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مطالبہ کو منظور کرنے سے ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کرنے میں مدد ملے گی ۔ اور قومی خزانہ پر بے جا بوجھ نہیں پڑے گا ۔ جب حکام سے اس مطالبہ کی تائید کی جاتی ہے تو وہاں سے یہی جواب آتا ہے اور

یہ جواز پیش کیا جاتا ہے کہ پہلے سے موجودہ ڈاکٹر صاحبان کو یہ فارمولا اور یہ حکمت عملی قابل قبول نہیں ہے ۔ ہمیں صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ چاہے پہلے سے موجود ڈاکٹر صاحبان یا دوسرا عملہ اس کو مستحسن تسلیم کرتا ہے اس سے اتفاق کرتا ہے یا نہیں کرتا ہے لیکن اگر یہ ایک عوامی ضرورت ہے اور عوام کے مفاد میں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان ڈاکٹروں کی خدمات مستعار لی جائیں ۔ یہ قوم کے بھی مفاد میں ہوگا ۔ اس طریقہ سے حکمت عملی میں تبدیلی کی جائے ۔ جناب سپیکر ۔ آخر میں میں ایک دفعہ پھر زائد وقت دینے کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں کوئی بات نہیں ہے ۔ This is no favour.

وزیر صحت ۔ جناب سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 23 پر بحث کرتے ہوئے دوستوں نے جو اعتراضات کیے ہیں میں ان کا مختصراً جواب دینا چاہتا ہوں ۔ فاضل رکن سید تابش الوری صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے جو بچت کرکے اپنے اخراجات پورے کیے ہیں یہ اچھی بات ہے ۔ لیکن پہلے یہ غلط تخمینہ ہوگا ۔ زائد پیسے مانگے ہوں گے ۔ اس لیے ہم بحث کر سکتے ہیں ۔ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں گا کہ ترجیحات ہوتی ہیں جو ہمارا تخمینہ تھا وہ مناسب تھا ہماری ضروریات کے مطابق تھا بعد میں کچھ ایسی چیزیں سامنے آئیں جن میں زیادہ ترجیح مطلوب تھی ۔ ہم نے اپنے طور پر ایک مد سے پیسے نکال کر دوسری مد میں خرچ کر لیے ۔ مثال کے طور پر ساڑھے تین لاکھ فلڈ ریلیف کے لیے دیے ۔ اب فلڈ ریلیف کے لیے لوگوں کو پیسے کی ضرورت تھی ۔ ہم اگلے سال کے بجٹ تک انتظار نہیں کر سکتے تھے کہ اس وقت تک پیسے آئیں اور پھر ہم لوگوں کو دیں اور اس وقت تک بیماری پھیلتی رہے ۔ اسی طرح سے ہم نے اپنی ترجیحات کو بدلا ۔ اور اپنے فنڈز جو کہ ہمارے پاس پہلے موجود تھے ۔ اس میں بچت کرکے ہم نے اپنے اخراجات کو پورا کیا ۔ دوسری بات میڈیکل الاؤنس کی کمی کی ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ ان کی تجویز قابل عمل نہیں ہے اگر وہ خود بھی اس پر غور کریں ۔ اور سمجھیں تو آپ اس بات کا تعین نہیں کر سکتے کہ ایک آدمی بیمار ہے ایک ماہ میں 50 روپے سے لے کر 150 روپے تک اس کی بیماری پر خرچ آئے گا ۔ اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا ہے ۔ بعض اوقات ایک چھوٹے سے چھوٹے ملازم پر ہزاروں

روپے خرچ ہو جاتے ہیں ، اور ہم ان کی امداد کے لیے خرچ کرتے ہیں ان کی صحت کے لیے ہمیں کرنا پڑتا ہے ۔ ہم وہ اخراجات پورے کر رہے ہیں اگر یہ فکسڈ میڈیکل الاؤنس کر دیا جائے تو اس میں دشواریاں پیدا ہوں گی ۔ تیسری بات یہ ہے کہ بہاولپور میں میڈیکل کالج میں میڈیکل آفیسرز کی آسامیاں خالی ہیں ، مجھے اعتراف ہے ۔ صوبے میں بہت سی جگہوں پر آسامیاں خالی ہیں اس سلسلہ میں میں پہلے بھی اس ایوان میں جواب دے چکا ہوں کہ ہم نے جو کچھ ڈاکٹرز کے لیے کیا ۔ آج سے پہلے کسی حکومت کو یہ شرف نہیں حاصل ہوا ہے ۔ میرے دوست پنجاب میں اگر میڈیکل کی ہسٹری جانتے ہوں تو انہیں پتا ہوگا کہ پنجاب میں پہلا میڈیکل کالج 1810ء میں قائم ہوا تھا ۔ اور وہ تھا کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور اس کے بعد دوسرا میڈیکل کالج ، لشٹر کالج میڈیکل کالج کے نام سے موسوم ہو کر 1954ء میں قائم کیا گیا ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 19 سال کے بعد پنجاب میں ایک میڈیکل کالج کا اضافہ ہوا ۔ لیکن ہم نے 3 سال کے عرصہ میں پنجاب کو تین میڈیکل کالج دیے ۔ اور ایک پوسٹ گریجوئیٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ دیا ۔ جناب والا ۔ جب ہماری حکومت برسر اقتدار آئی تھی تو اس وقت صوبے میں میڈیکل کالج میں داخلہ کی نشستیں 400 کے قریب تھیں ۔ اب وہ 1800 ہو گئی ہیں پہلے 26 سال میں میں تمام حکومتوں نے اپنے وسائل کے ساتھ جو کچھ کیا ۔ اس کے نتیجہ میں 400 سیٹیں مل سکیں ۔ ہم نے 4 سال میں ان کو بڑھا کر 1800 کیا ۔ 1400 سیٹیں بڑھا دیں ، جب کہ پہلے 26 سال میں 400 سیٹوں کا انتظام کیا جا سکا ۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم میڈیکل کے شعبے میں ڈاکٹر پیدا کرنے کی کتنی کوشش کر رہے ہیں ۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ میڈیکل کالجز میں پروفیسروں اور اسسٹنٹ پروفیسروں کی کمی ہے ۔ اس بات کا بھی جناب والا ۔ مجھے اعتراف ہے ۔ اس کمی کو دور کرنے کے لیے ہم نے لاہور میں ایک پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ شروع کیا ۔ اور وہاں سے ہمیں جلد پروفیسر اور سپیشلسٹ دستیاب ہوں گے ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بیرون ملک چھٹی لے کر یا ٹریننگ پر گئے ہوئے ہیں ، ان سب کو ہم واپس بلا رہے ہیں ، انہیں ہم نے نوٹس دے دیا ہے کہ اگر وہ اپنی رخصت ختم ہونے کے بعد یا ٹریننگ کے بعد واپس نہ آئے تو ہم ان کے خلاف قانونی کارروائی کریں گے ۔ اور جو لوگ اپنے طور پر وہاں غیر

ممالک میں پریکٹس کر رہے ہیں انہیں ہم نے یہ incentive دیا ہے کہ ہم اپنے سفارت خانہ کے ذریعہ سے وہاں ان کے انٹرویو لینے کی کوشش کر رہے ہیں اگر انہیں یہ خدشہ ہو کہ اگر وہ پاکستان جائیں تو ان کی سیلیکشن ہو یا نہ ہو اور 10 ۔15 ہزار آنے جانے پر خرچ ہوں گے ۔ ہم نے ان کی اس تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسے انتظامات کیے ہیں کہ وہاں بیرون ملک بیٹھے بیٹھے ہم ان کا انتخاب کریں اور انہیں ملک میں آنے کے مواقع ملیں تاکہ وہ ملک کی خدمت کر سکیں ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ بھی اس مطالبہ زر میں کہا گیا ہے وہ بالکل معقول ہے اسے منظور کیا جانا چاہیے ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ وزیر صحت کی تقریر میں مداخلت کرنے کا میرا قطعی طور پر کوئی مدعا نہیں تھا ۔ میری گزارش کرنے کا صرف یہ مقصد تھا کہ اگر ڈاکٹر صاحبان نے پیش کش کی ہے اور وہ مقررہ تعلیمی معیار اور شرائط پر پورے اترتے ہیں اور ان کا سالہا سال کا تجربہ ہے اور وہ قومی خدمات اچھی طرح سے انجام دیتے ہیں تو جناب والا ۔ رضا کارانہ طور پر ان کی خدمات حاصل کرنے میں حکومت کو انکار نہیں ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ رضا کارانہ طور پر وہ اپنی سروسز پیش کر رہے ہیں ۔

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ اگر ان کی سیلیکشن ہمارے تعلیمی معیار کے مطابق ہے تو ہم ان کی خدمات حاصل کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ شاید آپ ان کی بات سمجھ نہیں سکے میرا جو اندازہ ہے وہ یہ ہے کہ in their own towns وہ leading figures ہیں ۔ اور وہ رضا کارانہ طور پر آپ کے کالج میں آ کر پڑھانا چاہتے ہیں ۔

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ جس جذبے کا انہوں نے اظہار کیا ہے ہم اس کو خوش آمدید کرتے ہیں ۔ اگر وہ کوالیفائڈ ہیں اگر وہ پڑھا سکتے ہیں اور وہ ہمارے معیار پر پورے اترتے ہیں تو جناب والا ۔ ہم خوش آمدید کرتے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے مطالبہ زر نمبر 23 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے کہ :

ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 13)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 13 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 114236880.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 10)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 10 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 36050.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 1)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 1 زیر غور ہے ۔ اور سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 62920.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 2)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 2 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1138280.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 3)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 3 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1241120.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 4)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 4 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 33900.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ

30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مصارف درباره عمل درآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 5)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 5 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1826500.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیےعطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر اخراجات محاصل جنہیں عام محصولات سے پورا کیا جائے گا برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 6)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 6 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 3604300.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 7)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 7 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 6404810.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ

30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 8)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 8 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 6285090.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 9)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 9 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1063930.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امور حیوانات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 11)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 11 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 8587840.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد

امداد (ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 12)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 12 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 4850.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مال سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سامان تحریر و طباعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 15)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 15 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 467960.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 16)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 16 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 25698310.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات

کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 17)

مسٹر سپیکر۔ اب مطالبہ زر نمبر 17 زیر غور ہے۔
سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 28159000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 18)

مسٹر سپیکر۔ اب مطالبہ زر نمبر 18 زیر غور ہے۔
سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 62504600.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپاٹی پورٹ فنڈ وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 19)

مسٹر سپیکر۔ اب مطالبہ زر نمبر 19 زیر غور ہے۔
سوال یہ ہے :
کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز

نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 20)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 20 زیر غور ہے ۔
سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس اور محصولات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 21)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 21 زیر غور ہے ۔
سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ معدات گستری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 22)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 22 زیر غور ہے ۔
سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز

نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 24)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 24 زیر غور ہے ۔
سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 25)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 25 زیر غور ہے ۔
سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 26)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 26 زیر غور ہے ۔
سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز

نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 27)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 27 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 28)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 28 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 29)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 29 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز

نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 30)

مسٹر سپیکر۔ اب مطالبہ زر نمبر 30 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیمیں پر صرف سرمایہ (میڈیکل سٹور و کوئلہ) برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 31)

مسٹر سپیکر۔ اب مطالبہ زر نمبر 31 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیقات کی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 32)

مسٹر سپیکر۔ اب مطالبہ زر نمبر 32 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز

نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 33)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 33 زیر غور کے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوا حسابات محاصل مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 34)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 34 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1976ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوا حسابات محاصل سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ کل جنرل بحث آٹھ بجے شروع ہوگی ایوان کی کارروائی ٹھیک آٹھ بجے شروع ہوگی اس لیے جن ارکان نے تقریریں کرنی ہیں اگر وہ صبح حاضر نہ ہوئے تو ان کا وقت آدھا رہ جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کی کارروائی 17 ۔ جون 1976ء بروز جمعرات 8 بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 17 ۔ جون 1976ء بروز جمعرات 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوگیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

جمعرات ۔ 17 جون 1976ء
(پنج شنبہ ۔ 18 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۡ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۡ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

پ ۴ ۔ س ۳ ۔ رکوع ۵ ۔ آیات ۱۳۲ تا ۱۳۵

تم لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ اور تم اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور (خدا سے) ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو ایسے لوگ ہیں کہ آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ اور اللہ نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے۔ اور وہ کہ جب کوئی فحش کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے۔ اور وہ لوگ جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔

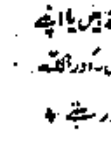

وما علینا الا البلاغ

راجہ محمد افضل خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ ایوان میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کریں ۔ (ایوان میں کورم پورا نہیں تھا)

مسٹر سپیکر ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔

(گھنٹی بجنی شروع ہوئی ۔ مگر کورم پورا نہیں ہو سکا)

Mr. Speaker : The House is odjourned for 15 minutes and it shall reassemble at quarter to nine.

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حسب فیصلہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں ۔

خانپور تا ڈھوک ٹالیاں سڑک کی تعمیر

***4463 ۔ مرزا فضل خان** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ خانپور تا ڈھوک ٹالیاں تحصیل چکوال ضلع جہلم کو ملانے والی ایک کچی سڑک موجود ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کو ڈسٹرکٹ کونسل جہلم نے اس سال کے بجٹ میں پختہ کرنے کا پروگرام بنایا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کے کچھ حصے پر کام شروع ہو چکا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ

سڑک کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ بلکہ ہیلپ ورکس پروگرام کی وساطت سے پہلے سات میل سڑک ہذا کے ٹکڑے کو پختہ کرنے کے لیے فنڈز مہیا کیے گئے تھے ۔

(ج) پہلے سات میل سڑک کا حصہ پختہ ہو چکا ہے ۔

(د) جی ہاں ۔ بقایا حصہ کے لیے 77 ۔ 1976ء میں عوامی ضلع کونسل کے سامنے ہیلپ ورکس پروگرام فنڈز سے رقم مہیا کرنے کے لیے معاملہ رکھا جائے گا ۔

چکوال شہر میں نکاسی آب کا ناقص انتظام

*4501 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جب بھی بارش ہوتی ہے چکوال شہر کی گلیوں اور سڑکوں میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے اور آمد و رفت میں دقت پیش آتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا میونسپل کمیٹی چکوال نکاسی آب کا مناسب بند و بست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) چکوال میں جہلم ، تلہ گنگ روڈ جو میونسپلٹی سے گزری ہے بارش کے دنوں میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے یہ سڑک محکمہ پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کے زیر تصرف ہے ۔ کمیٹی نے جہلم روڈ پر تحصیل آفس سے لے کر چونگی نمبر 3 تک نالہ پختہ کر دیا ہے جس سے پانی کی نکاسی ہوتی ہے ۔ تحصیل آفس سے لے کر تلہ گنگ روڈ ریلوے کراسنگ تک کے Berms اونچے ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے سڑک پر پانی کھڑا ہوتا تھا لیکن اب پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی نے سڑک کے اس حصہ کو ڈیڑھ فٹ اونچا کرنے کا کام شروع کر دیا ہے جس کے بعد کمیٹی

سڑک کے ساتھ فٹ پاتھ اور پانی کے نکاس کے لیے نالہ تیار کرے گی۔

(ب) جب سڑک کی پختگی محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی مکمل کر دے گا تو کمیٹی جیسا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ فٹ پاتھ اور نالہ کی تعمیر کا کام شروع کر دے گی تاکہ پانی کا مناسب نکاس ہو سکے۔

ہیڈ مسٹریس میونسپل ووکیشنل سکول منڈی بہاؤ الدین کو واجبات کی ادائیگی

*5276۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مورخہ 73 - 11 - 5 کو چیف منسٹر صاحب پنجاب نے ہیڈ مسٹریس میونسپل ووکیشنل سرٹیفکیٹ سکول برائے خواتین منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات کی درخواست پر مذکورہ سکول کو دوبارہ جاری کرنے اور سٹاف کو بحال کرنے کا ڈپٹی کمشنر گجرات کو حکم دیا تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ درخواست پر ابھی تک عمل درآمد کیوں نہیں ہوا۔

(ج) کیا حکومت چیف منسٹر صاحب کے مذکورہ احکام کی روشنی میں مذکورہ سکول کی عمارت میں سکول جاری کرنے اور ہیڈ مسٹریس اور جونیئر مسٹریس کی ملازمتوں کو بحال کرتے ہوئے انہیں سابقہ تنخواہیں ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) ایسی کوئی درخواست جس پر چیف منسٹر صاحب نے احکام جاری کیے ہوں بلدیہ گجرات اور ڈپٹی کمشنر گجرات کے دفتر میں موصول نہیں ہوئی۔

(ب) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) شہر میں دو اور سکولوں کی موجودگی میں یہ اداراہ اپنی افادیت کھو چکا تھا اس لیے بند کر دیا گیا حکومت اس کو دوبارہ کھولنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ جہاں تک اس کے عملے کی

سابقہ تنخواہوں کا تعلق ہے ان کو تمام واجبات کی ادائیگی کر دی گئی ہے ۔

میونسپل ووکیشنل سکول منڈی بہاؤالدین کا اجراء

*5277 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن پنجاب لاہور نے جون 1973ء میں پنجاب کے جن اٹھارہ منظور شدہ ووکیشنل سکولوں کی فہرست قومیائے جانے کے لیے جاری کی اس میں 15 نمبر پر میونسپل ووکیشنل سکول برائے خواتین منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات درج ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول چو تحصیل پھالیہ اور منڈی بہاؤالدین سب ڈویژن کا واحد ادارہ تھا جسے قومیائے جانے کے کچھ عرصہ بعد بند کر دیا گیا جس کی وجہ سے مذکورہ علاقوں کو تعلیمی نقطہ نگاہ سے بہت نقصان پہنچا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ادارہ کو فوری طور پر جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔ میونسپل ووکیشنل سکول برائے خواتین منڈی بہاؤالدین کا نام مذکورہ فہرست میں 13 نمبر پر درج تھا ۔

(ب) یہ درست نہیں کہ مذکورہ سکول منڈی بہاؤالدین سب ڈویژن کا واحد ادارہ تھا بلکہ منڈی بہاؤالدین میں دو پرائیویٹ ووکیشنل ادارے کام کر رہے ہیں ۔ مذکورہ سکول کو قومیائے جانے سے ہی مورخہ 73 - 3 - 6 کو بند کر دیا گیا تھا ۔ لہذا مذکورہ علاقوں کو تعلیمی نقطہ نگاہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچا ۔

(ج) اس ادارے کو دوبارہ جاری کرنے کا کوئی ارادہ نہیں چونکہ طالبات کے لیے دو پرائیویٹ ووکیشنل ادارے پہلے ہی

موجود ہیں ۔

ملتان روڈ اور فیروز پور روڈ لاہور پر بس سٹینڈ کا قیام

*4397 ۔ **ملک غلام محمد محسن** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بیرون لاہور جانے والے شہریوں کے لیے بادامی باغ کے قریب صرف ایک ہی جنرل بس سٹینڈ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اوکاڑہ ، ساہیوال ، ملتان اور قصور وغیرہ کی طرف جانے والے مسافروں کو دو دراز سے جنرل بس سٹینڈ پہنچنا پڑتا ہے جس سے نہ صرف ان کا وقت ضائع ہوتا ہے ۔ بلکہ آمد و رفت وغیرہ کے اخراجات سے بھی زیر بار ہونا پڑتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ آج کل پٹرول اور ڈیزل تیل گران ہے اور بند روڈ کے راستے طویل مسافت طے کرنے پر خرچ زیادہ ہوتا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ملتان روڈ اور فیروز پور روڈ پر دو علیحدہ بس سٹینڈ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) ملتان روڈ (نزد یتیم خانہ) پر ایک بس سٹینڈ فوری طور پر تعمیر کرنے کے لیے کارروائی کی جا رہی ہے ۔ ابتدائی نقشہ جات بھی تیار ہو چکے ہیں اور اس سلسلے میں جگہ کا تعین کیا جا چکا ہے ۔

لاہور میں سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر بیٹھنے والے افراد کے سامان کی ضبطی

*5498۔ **ملک شاہ محمد محسن** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور کارپوریشن کا سٹاف سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر بیٹھ کر پھل اور کھانے پینے کا سامان فروخت کرنے والوں کا سامان اٹھا لیتا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو 1973ء میں کتنے افراد کا سامان ضبط کر کے انہیں بے روزگار کیا گیا اور جو پھل کھانے پینے کا سامان ضبط کیا گیا وہ کتنے میں اور کیسے فروخت ہوا نیز فروخت ہونے سے جو رقم ملی وہ کس مد میں جمع کرائی گئی اور 1973ء میں کتنی رقم جمع کرائی گئی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) سال 1973ء میں مجموعی طور پر 7226 افراد کا مال اٹھایا گیا تھا ۔ ان میں سے 6791 افراد نے تاوان ادا کر کے اپنا مال واپس لے لیا اور بقایا 435 افراد نے اندرون میعاد مال واپس لے لیا ۔ جس کو قانون کے مطابق نیلام عام فروخت کیا گیا تاوان و نیلام سے الترتیب مبلغ 72,422 روپے اور 2,055 روپے وصول ہوئے 7,448 روپے کی رقم کارپوریشن کے خزانہ میں زیر مد (ii) 26 (پینل چارجز) جمع کی گئی یہ عمل قانون کے مطابق کیا گیا ۔

چاہ تھلے والا شجاع آباد روڈ کو پانی کی فراہمی

*6238۔ **سید ناظم حسین شاہ** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چاہ تھلے والا شجاع آباد روڈ ۔ کمہار منڈی میں بلدیہ ملتان نے آج تک پینے کے لیے پانی فراہم نہیں کیا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چاہ تھلے والا ۔ کمہار منڈی نزد

ریلوے پل میں گندے پانی کا بہت بڑا جوہڑ ہے اور اس پانی میں اکثر جانور مثلاً کتے وغیرہ مر جاتے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چاہ تھلے والا کمہار منڈی میں نصب شدہ نلکا جات میں سے جمع شدہ گندہ پانی آنا شروع ہو چکا ہے جو کہ نہایت ہی مضر صحت ہے اور لوگ پریشانی میں مبتلا ہیں اور پینے کے لیے صاف پانی دور دراز علاقوں سے لانے پر مجبور ہیں ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس علاقہ میں پانی کی ٹینکی تعمیر کر کے عوام کو صاف پانی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ جوہڑ ملکیتی محکمہ ریلوے موجود ہے ۔ لیکن کتوں کے مرنے کی اطلاع نہیں ملی میونسپل کارپوریشن نے گندے پانی کے نکاس کے لیے پمپنگ سیٹ لگا دیے ہیں ۔

(ج) اس علاقے میں نسبتاً زیادہ گہرائی میں لگے ہوئے نلکوں کا پانی اچھا ہے ۔ جو نلکے جوہڑ کے قریب ہیں اور گہرائی پر نہیں لگے ان کا پانی خراب ہے ۔

(د) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اس منصوبہ پر کام شروع کر دیا ہے اور آئندہ مالی سال تک اس علاقے میں فراہمی آب کا مسئلہ حل ہو جانے کی توقع ہے ۔ بشرطیکہ حکومت کی طرف سے مناسب فنڈز مہیا کر دیے گئے ۔

حسن پروانہ کالونی ملتان میں واقع لینک کی درستگی

*6239 ۔ سید ناظم حسین شاہ ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملتان شہر میں حسن پروانہ کالونی محلہ سوتری رٹ ۔ بستی بچہ ۔ محلہ رانا رٹ ۔ سدو حسام ویلوے روڈ اور ان کے گردو نواح کی آبادی قریباً ایک لاکھ سے زائد افراد پر مشتمل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان علاقہ جات میں ٹینکی حسن پروانہ کالونی سے پانی فراہم کیا جاتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حسن پروانہ کالونی کی ٹینکی کی موٹر بالکل خراب ہو چکی ہے اور دیگر فنی خرابیوں کی وجہ سے پانی کی فراہمی بالکل بند ہو چکی ہے جس کی وجہ سے ان علاقوں کے لاکھوں افراد پریشانی میں مبتلا ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فوری طور پر حسن پروانہ کالونی ملتان کی ٹینکی کو درست کرانے کے لیے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔ کافی آبادی ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی نہیں (واٹر ورکس حسن پروانہ کالونی درست طور پر چل رہا ہے اور ان علاقوں میں پانی مناسب مقدار میں مہیا کیا جا رہا ہے) ۔

(د) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

ضلع کونسل ملتان کے ریٹائرڈ اساتذہ کو پنشن کی واجب الادا رقوم کی ادائیگی

*6389 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ قبل سرکاری اور نیم سرکاری ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں 35 روپے کا اضافہ کیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ضلع کونسل ملتان نے بلدیاتی ریٹائرڈ اساتذہ جو سال 1962ء سے قبل ریٹائرڈ ہو چکے ہیں کی پنشن میں کوئی اضافہ نہیں کیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب حکومت نے پنشن خواروں کی پنشن میں اضافہ کا اعلان کیا ہے جو فوری طور پر نافذالعمل ہوگا اور اس کا اطلاق بلدیاتی اداروں پر بھی ہوگا ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ پرانے ریٹائرڈ اساتذہ کی پنشن میں سابقہ اور حالیہ دونوں الاؤنس شامل کر کے ان کو بقایا واجب الادا کی ادائیگی کرے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) ڈسٹرکٹ کونسل ملتان نے اپنے تمام پرانے ریٹائرڈ ملازمین کو پنشن میں سابقہ اور حالیہ دونوں الاؤنس شامل کر کے ان کو بقایا واجب الادا کی ادائیگی کر دی ہے ۔

ضلع کونسل کے ریٹائرڈ ملازمین کو پنشن کی ادائیگی میں سہولت

*6390 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں ضلع کونسلوں کے ریٹائرڈ ملازمین کو پنشن صدر دفتر سے اور حکومت کے ریٹائرڈ ملازمین کو ان کے نزدیکی نیشنل بنک سے دی جاتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع کونسلوں کے ریٹائرڈ ملازمین کو بھی حکومت کے دوسرے سرکاری ملازمین کی طرح ان کے نزدیکی نیشنل بنکوں سے پنشن کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) کیونکہ ضلع کونسلوں کے ریٹائرڈ ملازمین موجودہ طریقہ کار سے مطمئن ہیں اور انہیں اس سلسلے میں پنشن حاصل کرنے میں کوئی خاص دشواری نہیں ہے اور نہ ہی انہوں نے حکومت سے اس قسم کا کوئی مطالبہ کیا ہے ۔ اس لیے نیشنل بنکوں سے پنشن کی ادائیگی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ نیز فاضل اسمبلی کی تجویز ضلع کونسلوں کے لیے انتظامی لحاظ سے ناقابل عمل ہے ۔

بہاولنگر میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں دھاندلیاں

*6748 ۔ **راؤ مراتب علی خان** ۔ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ بہاولنگر میں واقع خادم آباد کالونی کے جملہ پلاٹس "آبادکاری سکیم" کے تحت بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ کیے گئے تھے اور پلاٹ ہائے نمبری 1 تا 74 اور پلاٹ نمبر 185 الترتیب برائے ملازمین بلدیہ و سب آفس بلدیہ بہاولنگر کے لیے الاٹ کیے گئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پلاٹ نمبر 185 کو جو سب آفس بلدیہ کی تعمیر کے لیے مختص کیا گیا تھا ۔ بلدیہ ہی نے اے ۔ بی ۔ سی تین حصوں میں تقسیم کرکے باہر کے لوگوں کا قبضہ کرا دیا جنہوں نے وہاں ناجائز تعمیر بھی شروع کر دی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پلاٹ ہائے نمبری 1 تا 74 بلدیہ کے ملازمین کو دیئے گئے ہیں اور اگر نہیں تو کیوں اور کیا بوقت قرعہ اندازی بلدیہ بہاولنگر نے یہ اصول وضع کیا تھا کہ پلاٹ نمبر 185 جو بلدیہ کے سب آفس کے لیے مختص کیا گیا ہے کسی کو بھی رہائش کے لیے نہیں دیا جائے گا ۔ ایسی صورت میں اس پلاٹ کو تین حصوں میں تقسیم کرکے باہر کے لوگوں کو بھی رہائش کے لیے دیے جانے میں کونسا ضابطہ یا اصول کار فرما ہے نیز کالونی مذکور میں جن لوگوں نے ناجائز قبضہ کرکے پلاٹوں پر تعمیر شروع کی ہوئی ہے بلدیہ کے حکام مجاز نے ان لوگوں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اور اگر نہیں کی تو کیوں ۔

(د) کیا وزیر موصوف مذکورہ دھاندلیوں کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرانے کے لیے کسی ذمہ داری افسر کا تقرر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ اگر نہیں، تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔ لیکن پلاٹ نمبر 185 سب آفس کے لیے مختص نہیں کیا گیا تھا ۔

(ب) جواب جزو (الف) کے پیش نظر یہ پلاٹ اللہ بخش نامی شخص کو الاٹ کیا گیا تھا۔

(ج) جزو (الف) و (ب) کے پیش نظر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کچھ بے گھر افراد نے کالونی کے پلاٹس پر ناجائز قبضہ کیا ہوا تھا۔ ان میں سے بیشتر کو متبادل رہائشی جگہیں مہیا کر دی گئی ہیں اور انہوں نے خادم آباد کالونی کے پلاٹ خالی کر دیے ہیں۔ بقایا ناجائز قابضین کو متبادل رہائشی پلاٹ دینے کے انتظامات کیے جا رہے ہیں۔

(د) جوابات (الف) و (ب) و (ج) کے تحت سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بہاولنگر میں واٹر سپلائی سکیم کے منصوبے کی تکمیل

*6794۔ راؤ مراتب علی خان۔ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ بہاولنگر کی حدود میں واقع بستی صدر دین۔ امیر کوٹ۔ نظام پورہ اور فاروق آباد کو پانی مہیا کرنے کے لیے بستی ریگران میں واٹر سپلائی سکیم کا ایک اہم منصوبہ زیر تعمیر ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پروگرام کے مطابق یہ منصوبہ گزشتہ سال مکمل ہونا چاہیے تھا لیکن اس کو ابھی تک مکمل نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکیم کے ابھی تک مکمل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے نیز یہ کب تک مکمل ہوگی۔ اس پر کل کتنا خرچ ہوگا اور اب تک اس پر کتنا خرچ ہو چکا ہے؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق)۔ (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) اس منصوبہ کے مکمل نہ ہونے کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:۔

(1) بلدیہ بہاولنگر نے اپنے حصہ کی بقایا رقم جو کہ 1,02500 روپیہ

بنتی ہے ۔ اب تک ادا نہیں کی ۔

(2) بے پناہ مہنگائی کے باعث 74 - 1973ء میں ٹینکی کی تعمیر کرنے والے ٹھیکیدار نے کام چھوڑ ہڑتال کر دی تھی ۔

(3) تعمیراتی سامان کے نرخ اور مزدوری بڑھ جانے کی وجہ سے اس منصوبہ کے تخمینہ کو از سر نو مرتب کرنا ضروری ہو گیا تھا ۔

چنانچہ نظر ثانی شدہ تخمینہ بلاگت 15.58 لاکھ روپیہ منظور ہو چکا ہے اور اب تفصیلی تخمینہ بلاگت 17.35 لاکھ روپیہ کی منظوری کے مراحل میں ہے ۔ بہر حال منصوبہ ھذا پر کام شروع ہے اور اس پر ماہ مئی 1976ء تک 13.83 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں ۔ اگر بلدیات جاولنگر اپنے حصہ کی رقم ادا کر دے تو اس مالی سال کے آخر تک کام مکمل کر دیا جائے گا ۔

ٹیکسلا میں واٹر سپلائی سکیم

*6888 ۔ شیخ محمد انور ۔ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹیکسلا تحصیل راولپنڈی میں منظور شدہ رورل واٹر سپلائی سکیم کے تحت کام شروع کر دیا گیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس منصوبے کے لیے کتنی رقم منظور کی گئی ہے اور اس رقم میں سے اب تک کتنی خرچ کی جا چکی ہے نیز یہ منصوبہ کب تک مکمل ہوگا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) منصوبہ ھذا کے لیے 75 - 1974ء میں دو لاکھ روپے اور 76 - 1975ء میں 3 لاکھ روپے منظور کیے گئے ۔ اس کے تحت اب تک 2.26 لاکھ روپے خرچ کیے جا چکے ہیں ۔ اس سکیم کے لیے بقایا فنڈز 7.70 لاکھ روپے 77 - 1976ء میں مختص کیے گئے ہیں اور منصوبہ انشاءاللہ جون 1977ء تک مکمل ہو جائیگا ۔

موضع کھڑ میں واٹر سپلائی کے لیے رقم کی تخصیص

*6889 ۔ شیخ محمد انور ۔ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تھانہ واہ چھاؤنی کے دو مواضعات بھاڑ اور کٹیا اور تھانہ سنگ جانی کے موضع عثمان کھڑ کے لیے واٹر سپلائی کے منصوبوں کا سروے آج سے تقریباً سات ماہ قبل مکمل

کر لیا گیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس منصوبہ کے لیے کل کتنی رقم مختص کی گئی ہے نیز اس پر کب تک کام شروع کیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے مندرجہ بالا مواضعات میں پانی سپلائی کے لیے منصوبہ جات تیار کیے تھے ۔ جس میں سے صرف موضع عثمان کھوڑ کو سالانہ ترقیاتی پروگرام 77 - 1976ء میں شامل کیا گیا ہے جس کا تخمینہ 9,98,750 روپے ہے اور اس سکیم پر کام جولائی 1976ء میں شروع کر دیا جائے گا ۔

دیو سماج روڈ لاہور میں سیوریج کی مرمت

*7001 ۔ **چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ دیو سماج روڈ نزد کمشنر آفس لاہور کا سیوریج اکثر بند رہتا ہے جس کی وجہ سے گندہ پانی ایک جوہڑ کی صورت میں سڑک پر جمع رہتا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سیوریج کی مرمت کرانے یا نیا سیوریج لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست نہیں کہ دیو سماج روڈ سنت نگر کا سیوریج سسٹم اکثر خراب رہتا ہے ۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ دو ماہ قبل تک دیو سماج روڈ کے دونوں کناروں پر کارپوریشن کی گندی نالیاں سڑک سے اونچی تھیں ۔ بعض اوقات ان نالیوں میں کوڑا کرکٹ جمع ہونے سے گندہ پانی سیوریج سسٹم میں داخل ہونے کی بجائے سڑک کے نشیب میں پھیل جاتا تھا ۔ اب کارپوریشن نے سڑک کی سطح اونچی کر دی ہے اور نالیاں سڑک کی نسبت اونچی ہو گئی ہیں اس طرح اب وہاں پر گندہ پانی جمع نہیں ہوتا ۔ حالیہ دور تین بارشوں کے دوران بھی پانی کھڑا نہیں ہوا ۔

(ب) سیوریج سسٹم میں کوئی خرابی نہیں ہے اصل مسئلہ سڑک کے نشیب کا تھا جو اب حل ہو چکا ہے اس لیے وہاں پر نیا سیوریج سسٹم لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

دیو سماج روڈ (رام نگر) لاہور کی تعمیر

*7078 ۔ **چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نومبر 1974ء میں دیو سماج روڈ (رام نگر) لاہور کے نصف حصے کو مرمت کر دیا گیا تھا اور باقی ماندہ حصے کو چھوڑ دیا گیا تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کے باقی ماندہ حصے کی تعمیر ادھوری چھوڑنے کی وجوہات کیا تھیں اور حکومت کب تک مذکورہ سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں۔

(ب) دیو سماج روڈ سنت نگر لاہور کی مرمت کا کام مکمل کر دیا گیا ہے۔ موسم سرما کی وجہ سے کام روکنا پڑا تھا۔ جس کی وجہ سے کام ادھورا رہ گیا تھا جو اب مکمل ہو چکا ہے۔

پیلز ورکس پروگرام کے تحت رقوم کی تخصیص

*7288 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 74 - 1973ء میں پیلز ورکس پروگرام کے تحت ضلع وار کتنی کتنی رقم دی گئی اور اس میں سے کتنی کتنی خرچ ہوئی۔

(ب) سال 75 - 1974ء میں ضلع وار کتنی کتنی رقم دی گئی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) سال 74 - 1973ء کے دوران پنجاب کے مختلف اضلاع کو فراہم کردہ اور خرچ شدہ رقوم کی تفصیل لف ہے۔

(ب) سال 75 - 1974ء کے دوران پنجاب کے مختلف اضلاع کو فراہم کردہ رقوم کی تفصیل لف ھذا ہے۔

ضلع وار مالیاتی کوشوارہ بابت 74 ۔ 1973ء

ضمیمہ 'الف'

نمبر شمار	نام ضلع	یکم جولائی 1973ء کو سابقہ بقایا	30 جون 1974ء تک جاری شدہ رقم	دیگر وسائل سے وصول شدہ رقم	اضلاع کے پاس کل رقم	30 جون 1974ء تک خرچ کی رقم	بقایا رقم
1	2	3	4	5	6	7	
1 ۔	کیمبلپور	18.38	15.10	3.17	36.65	28.97	7.68
2 ۔	راولپنڈی	7.93	18.83	0.06	26.82	24.66	2 16
3 ۔	جہلم	41.42	37.65	0.96	80.03	79.20	0.83
4 ۔	گجرات	6.09	35.81	7.68	49.68	41.47	8.11
	میزان	73.82	107.39	11.87	193.08	174.30	18.78
5 ۔	سرگودھا	30.05	16.94	1.78	48.77	29.49	19.28
6 ۔	لائل پور	58.01	36.55	2.54	92.70	94.95	2.25
7 ۔	جھنگ	61.88	18.30	6.18	86.36	84.34	2.02
8 ۔	میانوالی	45.56	14.91	1.14	61.61	35.91	35.70
	میزان	195.50	86.70	11.74	293.94	244.69	49.25

1	2	3	4	5	6	7	
9.	سیالکوٹ	47.08	17.95	0.8ɔ	65.88	65.12	9.76
10.	گوجر نوالہ	29.14	15.55	—	44.69	34.40	10.29
11.	شیخوپورہ	30.8	13.88	7.36	52.10	28.64	24.46
12.	لاہور	55.22	36.46	—	71.68	66.68	5 00
	میزان	142.30	83.84	8.21	234.35	185.84	48.51
13.	ساہیوال	12.60	50.22	0.29	63.11	65.22	2.11
14.	ملتان	43.46	35.48	2.80	81.74	56.71	25.03
15.	مظفر گڑھ	37.51	17.38	—	54.89	52.32	2.57
16.	ڈیرہ غازی خان	25.18	25.14	0.36	50.68	40.67	10.01
	میزان	118.75	128.22	3.45	250.42	214.92	35.50

(Bills amounting Rs. 2.11 Lakhs)

1	2	3	4	5	6	7	
17 .	بہاولپور	26.94	29.77	0.39	57.10	46.78	10.32
18 .	بہاولنگر	30.85	30.17	—	61.02	52.66	8.36
19 .	رحیم یار خان	31.64	25.15	1.91	58.70	57.67	1.03
	میزان	89.43	85.09	2.30	176.82	957.11	19.71
	کل میزان	618.80	491.24	37.57	1148.61	976.86	1171.75

گوشوارہ گرانٹ برائے اضلاع بابت 75 ۔ 1974ء

نمبر شمار	نام ضلع	برائے ترقیاتی سکیم بمعہ ڈبلیو ۔ ایف ۔ پی	برائے تعلیم بالغان	برائے بلدیات	سیلاب کے نقصانات کی بازیابی پر خرچ	میزان کل رقم
1	2	3	4	5	6	7
1 ۔	کیمبلپور	46,25,200	1,91,025	54,000	—	58,70,225
2 ۔	راولپنڈی	31,74,600	3,85,350	5,86,000	—	74,45,950
			(M. C. Muree)	6,00,000		
3 ۔	جہلم	78,00,000	2,67,000	1,38,000	23,06,000	105,11,000
4 ۔	گجرات	49,96,3000	3,74,750	4,81,000	4,20,000	62,72,050
5 ۔	سرگودھا	26,14,400	5,07,350	4,38,000	—	35,59,750
6 ۔	لائلپور	76,08,000	9,42,030	21.96,000	—	107,46,500
7 ۔	جھنگ	32,85,000	3,07,400	5,00,000	1,44,000	42,37,000
8 ۔	میانوالی	14,84,000	1,99,950	1,71,000	4,34,000	22,88,950
9 ۔	سیالکوٹ	59,08,000	5,84,250	5,91,000	5,20,000	92,53,000
				16,50,000 (M. C. Sialkot)		

1	2	3	4	5	6	7
10 .	گوجرانوالہ	25,46,000	5,40,100	12,53,000	16,02,000	59,41,100
11 .	شیخوپورہ	27,71,200	40,30,500	1,85,000	13,02,000	46,87,400
12 .	لاہور	40,35,000	8,48,050	30,05,000	4,50,000	133,94,675
				50,56,925 (L. M. C.)		
13 .	ساہیوال	62,22,733	8,99,550	4,59,000	1,05,000	76,86,283
14 .	ملتان	53,96,267	12,44,250	15,21,000	16,93,000	98,54,517
15 .	مظفر گڑھ	32,85,000	2,64,700	1,08,000	28,65,000	65.22,700
16 .	ڈیرہ غازی خان	28,77,300	3,56,850	1,78,000	1,95,000	36,07,150
17 .	بہاولنگر	54,40,000	2,78,625	2,18,000	5,61,000	64,79,625
18 .	رحیم یار خان	46,46,000	3,13,050	2,39,000	5,24,000	57,22,050
19 .	بہاولپور	27,81,000	2,14,850	1,81,000	23,79,000	55,55,850
	میزان	814,97,700	91,50,100	198,06,925	155,00,000	1259,54,725
	کل رقم	12,59,54,725				

تتمہ ج،

گوشوارہ ضلع وار اخراجات بابت 75 - 1974ء

نمبر شمار	نام ضلع	سٹاف پر خرچ	پراجیکٹ اور متفرقات پر خرچ کی رقم	تعلیم بالغاں پر خرچ کی رقم	کل رقم
1	2	3	4	5	6
1 -	کیمبلپور	38.21	0.47	1.65	40.33
2 -	راولپنڈی	29.68	1.26	2.55	33.51
3 -	جہلم	91.11	0.12	1.20	92.43
4 -	گجرات	58.08	0.28	3.63	61.99
	میزان	217.08	2.15	9.03	228.26
5 -	سرگودھا	28.44	0.09	3.69	32.42
6 -	لائلپور	83.29	0.27	8.98	92.54
7 -	جھنگ	29.37	0.09	2.67	32.13
8 -	میانوالی	34.01	0.30	1.69	36.00
	میزان	175.11	0.75	17.33	193.09
9 -	سیالکوٹ	33.72	1.82	5.46	41.00
10 -	گوجرانوالہ	31.71	5.07	5.12	41.90
11 -	شیخوپورہ	59.18	0.69	4.99	64.68
12 -	لاہور	35.53	2.73	7.99	46.25
	میزان	160.14	10.31	23.56	194.01

1	2	3	4	5	6
13 .	ساہیوال	44 80	1 60	8.52	54.92
14 .	ملتان	56.79	2.28	11.54	70.01
15 .	مظفر گڑھ	49.61	—	2.44	52.05
16 .	ڈیرہ غازی خان	33.58	0.90	3.69	38.44
	میزان	185.05	4.78	26.19	216.02
17 .	بہاولپور	65.48	0.78	1.66	67.92
18 .	بہاولنگر	68.27	2 19	2.61	3.0 77
19 .	رحیم یار خان	54.35	1.34	2.85	58.54
	میزان	168.10	4.31	7.12	199.53
	کل رقم	925.48	22.30	83.13	1030.91

پانڈووال پائین تا میانوال سڑک کی تعمیر

*7384 . **چوھدری لال خان** ۔ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے دیہات پانڈووال پائین سے میانوال کا فاصلہ تقریباً 2 میل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقہ میں سڑک نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے لوگ اپنی اجناس کی نقل و حرکت کے لیے ٹریفک کی سہولتوں سے بالکل محروم ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ دیہاتوں کے لوگوں کی سہولت کے پیش نظر پانڈووال پائین تا میانوال لنک روڈ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔ اس سڑک کی تعمیر کو سالانہ ترقیاتی پروگرام 77 - 1976 میں شامل کیا جائے گا ۔ اور انشاءاللہ آئندہ سال کے دوران فنڈز مہیا ہونے کی صورت میں تعمیر کر دی جائے گی ۔

ٹرسٹ کی ملکیتی اراضی کو ناجائز قابضین سے واگزار کرانا

***7420 ۔ چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ کی ملکیتی زمینوں کے بیشتر حصہ پر لوگوں نے ناجائز قبضہ جما رکھا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ شاہ عالم مارکیٹ لاہور کے اندر اس قسم کی لاکھوں روپے کی زمین پر ناجائز قابضین نے کاروبار شروع کر رکھا ہے اور لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کی جانب سے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاتی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ کے ناجائز قابضین سے ٹرسٹ کی ملکیتی زمین واگذار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست نہیں کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی ملکیتی اراضی کے بیشتر حصہ پر لوگوں نے ناجائز قبضہ جما رکھا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ ادارہ کی کچھ اراضی پر بعض جھگی نشینوں وغیرہ نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی شاہ عالمی سکیم میں کچھ حصہ اراضی (چند کنال) پر ناجائز قابضین جھگی نشینوں وغیرہ نے قبضہ کر رکھا ہے مگر یہ درست نہیں کہ ان کے خلاف کوئی کارروائی ادارہ مذکور نے نہیں کی ہے ۔ ان کی بیدخلی

کے لیے قانونی نوٹس وغیرہ حاصل کر لیتے رہے ہیں ۔ علاوہ ازیں یہ لوگ اجتماعی شکل میں احتجاج کرتے رہے ہیں کہ انہیں بیدخل نہ کیا جائے ۔ بلکہ اراضی مقبوضہ ان کو الاٹ کر دی جائے چونکہ انہوں نے محکمہ بحالیات سے پی ٹی ڈی حاصل کر رکھے ہیں سکیم کے بیشتر حصہ پر مارکیٹ بمطابق منظور شدہ سکیم تعمیر ہو چکی ہے اور مستحق لوگ کاروبار کر رہے ہیں ۔

(ج) ناجائز قابضین کو بیدخل کرنے کے لیے مناسب اقدام کیے جا رہے ہیں ۔ مگر چند قانونی سقم پائے کی بناء پر بے دخلی میں تاخیر ہو رہی ہے جس پر قابو پانے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے ۔

بلدیہ بہاولنگر کے بجٹ میں محلہ فاروق آباد کی نالیوں کی تعمیر کے لیے رقوم کی تخصیص

*7578 ۔ **بیان منظور احمد موہل** ۔ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) بلدیہ بہاولنگر نے سال 75 - 1974ء کے بجٹ میں محلہ فاروق آباد میں نالیوں کی تعمیر کے لیے کس قدر رقم مختص کی ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ سڑک ہارون آباد کے ساتھ ساتھ ایک نالی غربی جانب تعمیر کی گئی ہے جو مسجد فاروق آباد کی گلی تک بنائی گئی ہے اور آگے اس کی تعمیر بند کر دی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مسجد کے بالکل ملحقہ پلاٹ منظور احمد موہل رکن صوبائی اسمبلی کا ہے جہاں پر اس کا ڈیرہ و گیراج وغیرہ ہے اور اس کے آگے ان کی کوٹھی ہے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ نالی مسجد کے آگے اس لیے تعمیر نہیں کی گئی کہ اس کا فائدہ منظور احمد موہل رکن صوبائی اسمبلی کو نہ ہو جائے اور ان کے گھر کا نکاسی پانی نالی میں نہ چلا جائے ۔

(ہ) کیا یہ تمام کارروائی بلدیہ نے مقامی پیپلز پارٹی کے دباؤ کی وجہ سے کر رکھی ہے ۔

(و) کیا وزیر موصوف ایسی کارروائی کو نہ کیے جانے کی یقین دہانی کرا سکتے ہیں اور اس نالی کو 50 فٹ اور آگے بنانے کا خیال رکھتے ہیں یا نہیں ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) متذکرہ محلہ کے لیے بلدیہ بہاولنگر نے سال 75 - 1974ء کے بجٹ میں کوئی علیحدہ رقم مختص نہیں کی تھی ۔ تاہم 8,500 روپے کے خرچہ سے عوام کے تقاضوں اور علاقہ کی اہمیت کے پیش‌نظر محلہ فاروق آباد میں نالی کی تعمیر کر دی گئی ہے ۔

(ب) نالی کی تعمیر مکمل کر دی گئی ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) جی نہیں ۔

(ہ) جی نہیں ۔ فنڈز کی کمی کی وجہ سے نالی کی تعمیر کچھ عرصہ کے لیے روک دی گئی تھی ۔ جو اب مکمل ہو چکی ہے ۔

(و) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ کیونکہ نالی کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے ۔

ماسٹر اصغر علی شاہ ٹائپسٹ بلدیہ احمد پور شرقیہ کے خلاف کارروائی

*7591 ۔ **میاں منظور احمد موہل** ۔ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماسٹر اصغر علی شاہ ٹائپسٹ بلدیہ احمد پور شرقیہ نے ریٹائرڈ ملازمین بلدیہ کا چندہ ۔ پنشن نومبر و دسمبر 1966ء مبلغ 54ء724 روپے غبن کیا اور فرضی داخل جات مرتب کرکے ان پر افسران اور اہلکاران خزانہ کے جعلی دستخط اور مہریں ثبت کیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 29 اپریل 1967ء کو بلدیہ کے افسران کی ایک سیٹنگ میں بذریعہ ریزولیوشن نمبر $\frac{2}{576}$ ٹائپسٹ مذکور کو سنگین نوعیت کا جرم ثابت ہونے پر معطل کر دیا گیا اور عرصہ معطلی کی تنخواہ $\frac{1}{3}$ حصہ بطور گزارہ الاؤنس مقرر کیا گیا اور بعد ازاں سہ سالہ ترقی روک کر اسے بحال کر دیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈیپسٹ مذکور نے سزا ملنے کے باوجود اپنی اصلاح نہ کی اور معاملات کی غلط سینیارٹی مرتب کی اور چند مخصوص معاملات کو غیر قانونی مفاد پہنچا کر بلدیہ کو سخت نقصان پہنچایا ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ٹائپسٹ مذکور نے چند معاملات کی سیلیکشن گریڈ کی غلط فکسیشن کرا کر انہیں 500 روپے کی غیر قانونی رقم دلوائی جس کا انکشاف ہونے پر نہ صرف تحقیقات شروع ہے بلکہ اس رقم کی واپسی بھی شروع کر دی گئی ہے ۔

(ھ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ٹائپسٹ مذکور نے 15 اکتوبر 1974ء کو بلدیہ احمد پور شرقیہ کے ریکارڈ کو نذر آتش کر دیا تھا ۔

(و) اگر جزوہ ئے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹائپسٹ مذکور کے خلاف فی‌الفور سخت ترین کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگو ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) جی نہیں ۔

(ھ) جی نہیں ۔

(و) جوابات جزو (الف) تا (ھ)بالا کے پیش‌نظر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

تحصیل وہاڑی میں موڑ میاں پکھی تا میاں چنوں پختہ سڑک کی تعمیر

***7945 ۔ میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وہاڑی تحصیل کے موڑ میاں پکھی سے میاں چنوں تک پختہ سڑک کی تعمیر کے لیے سال رواں کے بجٹ میں رقم رکھی گئی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کی

تعمیر کے سلسلے میں اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے ۔ اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔ اس سڑک کی کل لمبائی بیس میل ہے ۔ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت موڑ میاں پکھی تا میاں پکڈن سڑک کی دو میل فرش بندی کے لیے سال رواں کے دوران دو لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) اس سڑک کی تعمیر کا افتتاح 5-4-76 کو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے فرمایا ہے سات میل لمبائی پر مٹی ڈالنے کا کام ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت ہو چکا ہے جو جون 1976ء تک مکمل ہو جائے گا ۔ اس سڑک پر دو میل سولنگ کے لیے پیپلز ورکس پروگرام کے تحت دو لاکھ روپے کی رقم مختص کی جا چکی ہے اور ٹنڈر طلب کیے جا رہے ہیں امید کی جاتی ہے کہ مجوزہ فرش بندی 31 اگست 1976ء تک مکمل ہو جائے گی ۔ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت بقیہ حصہ پر سولنگ اور سٹیلنگ کا کام فنڈز مہیا ہونے پر شروع کر دیا جائے گا ۔

اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کی روک تھام

*7954 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) حکومت نے صوبہ میں اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کی روک تھام کے لیے کن کن افسران کو اختیارات دیے ہوئے ہیں ۔

(ب) مذکورہ افسران نے ضلع وار خوراک اشیاء کے کل کتنے نمونہ جات مالی سال 1972ء ، 1973ء ، 1974ء اور 1975ء میں حاصل کیے اور ان میں سے کل کتنے نمونہ جات معیاری پائے گئے اور کتنے غیر معیاری ۔

(ج) حکومت ملاوٹ کے سدباب کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) حکومت نے مندرجہ ذیل افسران کو اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کی روک تھام کے لیے نمونہ جات

حاصل کرنے کے اختیارات دیے ہیں ۔

گورنمنٹ

I ۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ

(1) جملہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر

(2) جملہ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر

(3) جملہ ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ

II ۔ ریونیو ڈیپارٹمنٹ

(1) جملہ اسسٹنٹ کمشنر

(2) ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

(3) lawyer مجسٹریٹ ۔ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ۔

III ۔ محکمہ بلدیات

(1) جملہ ایڈمنسٹریٹر ، ضلع کونسل ۔ میونسپل کمیٹی ۔

(2) جملہ چیف آفیسر ضلع کونسل ۔ میونسپل کمیٹی ۔

(3) جملہ میڈیکل آفیسر آف ہیلتھ ۔ میونسپل کمیٹی ۔

(4) جملہ سیکرٹریز ۔

(5) کلاس 1 میونسپل کمیٹیوں میں جز وقتی فوڈ انسپکٹر ۔

IV ۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ

(1) جملہ ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ ۔

(2) جملہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر فوڈ ۔

(3) جملہ سٹوریج اینڈ انفورسمنٹ آفیسر ۔

(4) جملہ انفورسمنٹ آفیسر ۔

(5) جملہ انفورسمنٹ اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر ۔

(6) جملہ انفورسمنٹ انسپکٹر ۔

(7) جملہ واشنگ کنٹرولر ۔

(8) جملہ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر ۔

(ب) *مذکورہ بلدیاتی اداروں کے افسران کی کارکردگی بابت سال 1972ء تا 1975ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

*براہ کرم فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

(ج) حکومت نے اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کی روک تھام کے لیے مندرجہ ذیل انتظامات کر رکھے ہیں اور مزید اقدامات زیر غور ہیں۔

(1) اشیائے خوردنی کی خرید و فروخت کے لیے ویسٹ پاکستان پیور فوڈ آرڈی نینس مجریہ 1960ء اور ویسٹ پاکستان پیور فوڈ رولز مجریہ 1965ء نافذ ہیں۔ اس آرڈی نینس اور رولز میں خریدار/بیچنے والے کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا گیا ہے۔ خرید و فروخت کا طریقہ کار مقرر کیا گیا ہے۔ خالص صاف اور پاک چیزوں کی فروخت کا پورا پورا تحفظ کیا گیا ہے۔ ملاوٹ کرنے والے معیار سے گری ہوئی چیزیں فروخت کرنے والے اور ان کے متعلق جملہ نکات خوراک کے لاگو قانون کی دفعات میں موجود ہیں۔ کسی بھی دفعہ کی خلاف ورزی کرنے والے کے لیے مناسب سزا جو کہ قید، جرمانہ یا دونوں سزاؤں کی شکل میں مقرر کی ہوئی ہے۔

(2) اس آرڈی نینس کو زیادہ واضح، مکمل، موثر اور کامیاب بنانے کے لیے چند ایک تجاویز کی گئی ہیں تاکہ عوام کے حقوق کی پوری پوری حفاظت ہوسکے پنجاب پیور فوڈ بل 1976ء عنقریب اسمبلی میں بحث کے لیے پیش کر دیا ہے۔ یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ جب کبھی بھی خوراک کے بارے نئے سٹینڈرڈ یا کسی قسم کی ترمیمات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو ماہرین خوراک اور خوراک کی انجمنوں اور صنعتکاروں سے پورا پورا تعاون اور ان کی رائے اور تجربے سے حتی الوسع استفادہ حاصل کیا جاتا ہے۔

(3) اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کی روک تھام کے لیے حکومت نے پنجاب میں حال ہی میں ایک اعلیٰ سطح کی صوبائی اٹی اڈلیٹریشن کمیٹی تشکیل کی ہے اس کا مقصد صوبہ میں ملاوٹ کی روک تھام اور اس کے متعلق مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینا اور ان پر عمل درآمد کروانا ہوگا۔ امید ہے کہ ان اقدامات سے ملاوٹ کا سدباب ہو سکے گا۔ اور خوراک کی صورت فروخت کی حالت بہتر ہو جائے گی صوبائی انسداد رشوت کمیٹی کے تحت قلع انسداد

ملاوٹ کمیٹیاں قائم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے ۔ تا حال پنجاب کے کل 19 اضلاع میں 13 کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں جو کہ اپنے فرائض بخوبی انجام دے رہی ہیں اور کوشش کی جا رہی ہے کہ باقی ماندہ ضلعی کمیٹیاں بھی قائم ہو جائیں اور خاطر خواہ فرائض انجام دینا شروع کر دیں ۔ ان کمیٹیوں کی تشکیل سے اشیائے خوردنی کے نمونہ جات کی تعداد میں قدرے فرق پڑا ہے اور پہلے سے زائد نمونہ جات موصول ہو رہے ہیں ۔ توقع کی جاتی ہے کہ ان نئے اقدامات کی وجہ سے ملاوٹ کی روک تھام میں خاطر خواہ نتائج برآمد ہوں گے ۔

(4) آبادی کے تناسب کے مطابق مختلف بلدیات کے لیے فوڈ انسپکٹران کی تعداد جزوقتی فوڈ انسپکٹران کی تقرری کے لیے کوشش کی جا رہی ہے اور نئے تقرر ہونے والے انسپکٹران کو محکمہ صحت کی لیبارٹری میں نمونہ جات حاصل کرنے اور خوراک کے قوانین سے واقفیت کی معقول تربیت دی جاتی ہے تاکہ وہ قانون کے مطابق خود اعتمادی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکیں ۔ ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ فوڈ انسپکٹر مقرر کیے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ نمونہ جات حاصل کیے جا سکیں ۔

(5) اسلام آباد فیڈرل ایریا جہاں پہلے ویسٹ پاکستان پیور فوڈ آرڈی ننس کا نفاذ نہیں تھا اور وہاں سے نمونہ جات خوراک حاصل نہیں کیے جاتے تھے اب وہاں پر بھی اس قانون کا نفاذ کر دیا گیا ہے ۔ اور باقاعدہ نمونہ جات حاصل کیے جاتے ہیں ۔

(6) حکومت پنجاب صوبہ میں مزید فوڈ لیبارٹریاں کھولنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے تاکہ پیور فوڈ آرڈیننس کے تحت کارکردگی کو مزید معیاری بنایا جا سکے ۔

فتح جنگ ضلع کیمبلپور میں واٹر سپلائی سکیم

*8002 ۔ **ملک سنور خان** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع کیمبلپور میں فتح جنگ واٹر سپلائی

سکیم زیر تکمیل ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ سکیم کب تک مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں درست ہے ۔

(ب) یہ سکیم موجودہ مالی سال 76-1975ء میں پچاس فیصد اور بقایا اگلے سال 77-1976ء میں مکمل ہو جائے گی ۔ تاہم اس سکیم سے ستمبر 1976ء کے آخر تک کچھ لوگوں کو پانی مہیا ہونے لگے گا ۔

تحصیل چکوال میں ملہال مغلاں تا ڈھوڈیال سڑک کی پختگی

***8004 ۔ ملک منور خان** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل چکوال میں ملہال مغلاں تا ڈھوڈیال سڑک کو پختہ کرنے کا منصوبہ زیر تکمیل ہے ۔ مگر ابھی تک مذکورہ سڑک کا بمشکل 4 میل ٹکڑا مکمل ہوا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت باقی ماندہ زیر تکمیل منصوبہ کو جلد از جلد مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف و ب) ملہال مغلاں ۔ ڈھوڈیال سڑک کی کل لمبائی سولہ میل ہے ۔ اس سڑک کی پختگی ہیلز ورکس پروگرام کے تحت مرحلہ وار عمل میں لائی تھی ۔ 1973-74ء سے 76-1975ء تک ملہال مغلاں سے بھوبھڑ تک دو میل ساڑھے چھ فرلانگ سڑک پختہ ہو چکی ہے جس پر کل 6,49,066 روپے خرچ ہو چکے ہیں ۔ باقی سڑک کی تعمیر کے لیے محکمہ شاہرات حکومت پنجاب سے کہا گیا ہے کیونکہ عوامی ضلعی کونسل کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ بقیہ سڑک پختہ کی جا سکے جس پر تخمیناً 43 لاکھ روپے خرچ آئے گا ۔

شادمان کالونی لاہور میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*8108 ۔ مسز حسنینہ بیگم کھوکھر ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) شادمان کالونی لاہور میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لیے حکومت کی جانب سے کیا شرائط مقرر ہیں ۔

(ب) سابقہ وزیر اعلیٰ کے دور میں مذکورہ کالونی میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کن شرائط کے تحت ہوئی ۔ جن اشخاص کو پلاٹس الاٹ ہوئے ان کے ناموں کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ پلاٹس غیر حقداروں کو الاٹ ہوئے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان سے پلاٹ واپس لے کر مستحق افراد کو دینے کو تیار ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) شادمان کالونی میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لیے مندرجہ ذیل شرائط مقرر ہیں ۔

1 ۔ پلاٹ کی قیمت 25000 روپے فی کنال کے حساب سے وصول کی جائے گی ۔

2 ۔ اگر قیمت قسطوں میں ادا کرنی ہو تو تمام رقم تین سال کے عرصہ میں چھ برابر قسطوں میں ادا کرنی ہوگی ۔ اگر قیمت قسطوں میں ادا کرنی منتخب کریں تو اس پر بحساب ساڑھے آٹھ فیصد سود سالانہ پلاٹ کے قبضے کی تاریخ سے وصول کیا جائے گا ۔

3 ۔ کل رقم کی پہلی قسط الاٹمنٹ کی چٹھی جاری ہونے کی تاریخ سے 30 دن کے اندر اندر جمع کروانی ہوگی ۔

4 ۔ پلاٹ کا قبضہ پہلی قسط وصول ہونے پر دیا جائے گا ۔

5 ۔ پلاٹ صرف رہائشی مکان تعمیر کرنے کے استعمال میں لیا جائے گا ۔

6 ۔ مکان قبضے کی تاریخ کے پانچ سال کے اندر اندر تعمیر

کرنا ہوگا۔

7 ۔ مکان کے نقشہ جات محکمہ ہاؤسنگ و ٹریکل پلاننگ کے منظور شدہ نقشہ نویسوں سے بنوائے ہوں گے۔

8 ۔ الاٹی پر لازم ہے کہ وہ حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً جاری کردہ شرائط پر عملدرآمد کرے گا۔

9 ۔ الاٹمنٹ صرف اس شرط پر کی جاتی ہے کہ الاٹی پانچ روپے کے نان جوڈیشل اسٹامپ پیپر پر حلفیہ بیان دے کہ الاٹی یا اس کی بیوی/خاوند یا زیر کفالت بچوں کی ملکیت میں کوئی رہائشی مکان یا پلاٹ پنجاب میں نہیں ہے۔

(ب) سابقہ وزیر اعلیٰ کے دور میں جن اشخاص کو شادمان کالونی میں مندرجہ بالا شرائط پر پلاٹ الاٹ ہوئے ان اشخاص کی فہرست لف ہے۔

(ج) بظاہر ایسا نہیں ہے کیونکہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ وزیر اعلیٰ صاحب کی صوابدید پر ہے۔

نمبر شمار	نام اور پتہ مالک (الاٹی)	رقبہ	پلاٹ کا نمبر
1 ۔	سکارڈن لیڈر ایم ارشد پاکستان ایئر فورس آفیسر میس ایئر بیس کراچی۔	ایک کنال پانچ مرلے اٹھاسی مربع فٹ	476
2 ۔	مسٹر جاوید یعقوب اکبر سٹریٹ اسلامیہ پارک لاہور۔	دو کنال	53
3 ۔	میاں افضل وٹو سابقہ وزیر پنجاب۔	دو کنال	اے ۔ 54
4 ۔	مسٹر اے۔ جی۔ رضا فیڈرل لینڈ کمشنر پرائم منسٹر۔	دو کنال	234
5 ۔	مسٹر اے۔ کے خالد سیکرٹری سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن پنجاب لاہور۔	دو کنال	اے 52

6	مسز پروین انتخار 14 ۔ بی بہاولپور ہاؤس ۔	ایک کنال	250
7 ۔	مسٹر احسان غنی اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پرزن لاہور ۔	ایک کنال	281
8 ۔	مسٹر حامد محمود ایڈوکیٹ ہائی کورٹ لاہور ۔	دس مرلے	697
9	مسمات حمیدہ بیگم 35 ۔ کچا فیروز پور روڈ لاہور ۔	ایک کنال	253
10۔	پروفیسر شیخ محمد عثمان 6 ۔ بی نیو کیمپس لاہور ۔	ایک کنال	282
11۔	میاں عبدالستار نجم اسسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل ہائی کورٹ لاہور ۔	ایک کنال	283
12۔	شمیم احمد خان ڈپٹی سپیکر پنجاب لاہور ۔	ایک کنال	بی ۔ 228
13۔	ملک محمد انجم ولد ملک محمد اختر 133 ۔ ایف اسلام آباد	ایک کنال	251
14۔	مسمات غلام فاطمہ 35 ۔ رائل پارک لاہور ۔	10 مرلے	505
15۔	چوہدری غلام باری سلیمی ایڈوکیٹ سپریم کورٹ اینڈ ہائی کورٹ لاہور	ایک کنال	252
16۔	مسٹر عبداللطیف قریشی مکان نمبر 48 گلی نمبر 6 گوالمنڈی لاہور	10 مرلے	671
17۔	ڈاکٹر ایم اے رحمان میو ہسپتال لاہور	10 مرلے	700
18۔	سید فدا حسین ایم ۔ پی ۔ اے حافظ آباد	10 مرلے	657

19.	مس فیریا رحمان معرفت سیکرٹری اطلاعات پنجاب لاہور	ایک کنال	409
20.	مسٹر محمد افضل رندھاوا ایم ۔ این ۔ اے ۔ لائلپور	ایک کنال	408
21.	ڈاکٹر تنویر احمد چوہدری سینئر میڈیکل آفیسر پی سی ایس آئی آر لیبارٹری فیروز پور روڈ لاہور	ایک کنال	407
22.	مسٹر کے زیڈ درانی ہوم سیکرٹری پنجاب لاہور	ایک کنال	406
23.	فیوم نظامی 130 ۔ لیو سمن آباد لاہور	10 مرلے	703
24.	مسٹر شفیق احمد 121 فیض باغ لاہور	10 مرلے	698
25.	ایس ایم مسعود وزیر قانون پنجاب	ایک کنال	404
26.	مسٹر اے ہو سلیم ڈپٹی سیکرٹری لوکل گورنمنٹ لاہور	ایک کنال	405
27.	بریگیڈیر مظفر ملک چیف سیکرٹری پنجاب لاہور	ایک کنال	22
28.	راجہ محفوظ علی چیئرمین پاکستان ہیلپ پارٹی رحیم یار خان	10 مرلے	652
29.	ڈاکٹر مس ایم کے الہی 2 ۔ ڈی نیو کیمپس پنجاب لاہور	10 مرلے	706
30	مسز راحت فاروق 26 ۔ واپڈا فلیٹ لاہور	10 مرلے	506
31.	خالد لنار 26 ۔ واپڈا فلیٹ لاہور	10 مرلے	507

32.	مسٹر علاؤالدین ہارون مکان نمبر 6 گلی نمبر 77 ۔ آریا سماج اچھرہ لاہور	10 مرلے	702
33.	مسٹر امتیاز حسین 20 ۔ سی جی او آر ۔ 3 لاہور	10 مرلے	705
34.	مسز مجید میر چیف فوٹو گرافر روزنامہ مساوات لاہور	10 مرلے	299
35.	سید مہدی حسین حافظ آباد	10 مرلے	656
36.	مولانا احسان الٰہی ظہیر 228 ۔ اے شادمان لاہور	ایک کنال	228
37.	عبدالبشیر خان 116 ۔ رفیع روڈ لال کرتی راولپنڈی	10 مرلے	704
38.	ڈاکٹر بی اے بزدانی ڈینٹل ہسپتال لاہور	10 مرلے	508
39.	مسز عابدہ پروین 48 ۔ بی گلبرگ لاہور	10 مرلے	701
40.	چوہدری مشتاق احمد ایم ۔ پی ۔ اے ۔ لاہور	10 مرلے	512
41.	صوفی نذر محمد ایم ۔ پی ۔ اے ۔ نارووال	10 مرلے	511
42.	سید نثار احمد 84 ۔ گلبرگ لاہور	10 مرلے	651
43.	میر منیر علی ہرل ایم ۔ پی ۔ اے ۔ لائلپور	10 مرلے	509
44.	چوہدری منظور احمد گوندل ایم ۔ پی ۔ اے گجرات	10 مرلے	653

45.	مسز آصفہ نسیم 17 ۔ ٹیمپل روڈ لاہور	10 مرلے	655
46.	مسز یاسمین رشید 125 ۔ ایم سمن آباد لاہور	10 مرلے	554
47.	مسٹر بشیر احمد پرائیویٹ سیکرٹری ٹو منسٹر ایچ اینڈ پی پی پنجاب لاہور	10 مرلے	545
48.	میاں شہادت خان (ایم ۔ این ۔ اے) بیکاں بھٹیاں تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ	10 مرلے	543 ۔ A
49.	مسٹر امجد حسین جائنٹ ایڈیٹر پاکستان ٹائمز لاہور	10 مرلے	510
50.	مسز سیتا مجید 20 ۔ اے کینال پارک لاہور	10 مرلے	559
51.	غلام جیلانی 10 ۔ فیلمنگ روڈ لاہور	10 مرلے	634
52.	مسٹر اعظم خلیل ہاؤس نمبر 20 گلی نمبر 137 نسبت روڈ لاہور	10 مرلے	681
53.	مسٹر وہاب الدین شاہ 14 ۔ اے ریس کورس روڈ لاہور	ایک کنال	403
55.	مسز مریم حبیب و یمن ایڈیٹر پاکستان ٹائمز لاہور	ایک کنال	401
55.	مسٹر ظفر حسین 86 چیمبر روڈ لاہور	10 مرلے	ی ۔ 543
56.	مسٹر فرہاد زیدی ایڈیٹر ڈیلی حویت کراچی	10 مرلے	550
57.	مسٹر عبدالرحمان شیخ پی اے ٹو چیف سیکرٹری پنجاب	10 مرلے	658

58 ۔	سید مہتاب احمد شاہ ایم ۔ پی ۔ اے مظفر گڑھ	10 مرلے	567
59 ۔	مسز نیلوفر علی 66 ۔ مزنگ لاہور	10 مرلے	770
60 ۔	چوہدری محمد اکرم سیکرٹری فوڈ لاہور	10 مرلے	771
61 ۔	مسٹر جاوید احمد قریشی کمشنر سوشل سیکیورٹی پنجاب لاہور	ایک کنال	129
62 ۔	مسٹر خالد احمد ڈپٹی کمشنر لاڑکانہ	دو کنال	پی ۔ 141
63 ۔	مسٹر عابد اللہ خان سولسٹر اسلام آباد	دو کنال	87
64 ۔	شیخ محمد رشید فیڈرل منسٹر فار ایگریکلچر	دو کنال	189
65 ۔	لیفٹیننٹ کرنل شفقت حسین 36 ۔ ایچ ماڈل ٹاؤن لاہور	دو کنال	8
66 ۔	ڈاکٹر خالدہ عثمانی اسسٹنٹ پروفیسر فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور	دو کنال	192
67 ۔	ملک خالق داد خان ایم ۔ پی ۔ اے سرگودھا	دو کنال	88
68 ۔	مسٹر ہمایوں فیض رسول کمشنر ملتان ڈویژن	دو کنال	163

صحافیوں اور وکلاء کے لیے رہائشی سہولتیں

*8121 ۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) حکومت صوبہ کے شہروں میں رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے کہاں کہاں اضافی بستیاں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں شہری اضافی بستیوں میں صحافیوں اور وکلاء کو بہت کم مکانات یا پلاٹس رہائش کے لیے دیے جاتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت صحافیوں اور وکلاء کو زیادہ رہائشی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) حکومت پنجاب رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے صوبہ کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں مالی وسائل کے مطابق اضافی بستیاں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔ یہ درست نہیں وکلاء کے لیے پانچ فیصد اور صحافیوں ، ادیبوں اور آرٹسٹوں کے لیے پانچ فیصد کوٹہ اکثر رہائشی سکیموں میں مختص کر دیا گیا ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔ مزید سہولت کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

جوہر آباد ضلع سرگودھا میں وکلاء کے لیے کالونی کی تعمیر

***8122 ۔ ملک غلام اعظم** ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ قبل سابقہ وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے جوہر آباد ضلع سرگودھا میں وکلاء کے لیے کالونی تعمیر کرنے کا وعدہ کیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر اب تک عمل درآمد نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ۔ اور اس کو کب تک عملی جامہ پہنایا جائے گا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی نہیں ۔ یہ درست نہیں ہے ۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

قبروں کی بے حرمتی

***8189 ۔ سید تابش الوری** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قبرستان میانی صاحب لاہور میں عدم گنجائش

کی وجہ سے اب مردوں کو چوبرجی کے قریب ایک میدان میں جو اس بلڈنگ کے عقب میں واقع ہے جس میں ایکسائز کا دفتر اور مزنگ کا پٹوار خانہ ہے دفنانے کی اجازت دی جا رہی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ میدان کے بیشتر حصہ پر کئی لوگوں نے ناجائز طور پر قبضہ کر رکھا ہے اور ان کے مویشی قبروں کے اوپر گھومتے پھرتے رہتے ہیں ۔ جس سے قبروں کی بے حرمتی ہوتی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان ناجائز طور پر قابض لوگوں کے جمع ہونے کی وجہ سے ان خواتین کو جو اپنے لواحقین کی قبروں پر فاتحہ کے لیے جاتی ہیں پریشانی اٹھانی پڑتی ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات ہے تو کیا حکومت قبروں کو بے حرمتی سے بچانے کے لیے مذکورہ میدان کے ارد گرد چار دیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو چار دیواری کب تک بن جائے گی ۔ نیز ناجائز قابضین کو بیدخل کرنے کے لیے اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے اور انہیں وہاں سے کب تک بیدخل کر دیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) قبرستان کے ایسے تمام حصوں میں جہاں سے ناجائز تجاوز کا خدشہ تھا ۔ دیوار تعمیر کر دی گئی ہے ۔ اور سوائے ایسے ناجائز قابضین کے جنہوں نے عدالت ہائے دیوانی سے حکم امتناعی لے رکھا ہے ۔ باقی تمام کو بے دخل کر دیا گیا ہے ۔

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے مستند ڈرافسمینوں کو غیر مستند ڈرافسمینوں پر ترجیح دینا

***8192 ۔ چوہدری محمد حیات گوندل** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں مستند اور

غیر مستند ڈرافسمینوں کی سینیارٹی مشترکہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ محکمہ میں 2 سالہ ڈرافسمین کورس کے مستند ڈرافسمینوں کو نظر انداز کرکے صرف سینیارٹی کی بناء پر غیر مستند ڈرافسمینوں کو ڈویژنل ہیڈ ڈرافسمینوں کے عہدہ پر ترقی دے دی جاتی ہے ۔ حالانکہ دوسرے محکمہ جات میں مستند ڈرافسمینوں کو غیر مستند ڈرافسمینوں پر 1973ء سے ترقی دی جا رہی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے 2 سالہ ڈرافسمین کورس کے مستند ڈرافسمینوں کو غیر مستند ڈرافسمینوں پر ترجیح دینے کو تیار ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) ڈویژنل ہیڈ ڈرافسمین کے عہدہ پر صرف اس ڈرافسمین کو ترقی دی جاتی ہے جس کا تجربہ کم از کم تین سال ہو محکمہ تعمیرات کے قواعد و ضوابط میں کوئی ایسی بندش نہیں جس کی رو سے غیر مستند ڈرافسمین ہیڈ ڈرافسمین نہیں ہو سکتے ۔ البتہ محکمانہ احکام کے تحت اس محکمہ کے شعبہ ہائے ڈیزائن میں کسی غیر مستند ڈرافسمین کی تعیناتی یا ترقی نہیں ہو سکتی ۔

(ج) ڈرافسمینوں کی 75 فیصد آسامیاں مستند اشخاص کی بھرتی سے اور 25 فیصد ٹریسروں کی ترقی سے پر کی جاتی ہیں ۔ ان ٹریسروں کا تجربہ کم از کم 5 سال ہونا چاہیے۔ اس طرح سے مستند ڈرافسمین 3 سال کے تجربہ سے اور ٹریسروں سے ترقی یافتہ ڈرافسمین سال کے تجربہ سے ہیڈ ڈرافسمین کی آسامیوں کے قابل ہوتے ہیں ۔ اندریں حالات غیر مستند ڈرافسمین کو مستند ڈرافسمین پر ترجیح دینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

اسفالٹ پلانٹ کی خرید

*8271 ۔ **سید طاہر احمد شاہ** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لائلپور میونسپل کمیٹی نے سڑکوں کی

جدید طرز پر تعمیرات کے لیے ایک اسفالٹ پلانٹ حکومت روس سے خریدا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ مشینری کب خریدی گئی تھی۔ کب لائلپور پہنچی اور اس پر کتنی لاگت آئی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ابھی تک مذکورہ مشینری کو سڑکوں کی تعمیر کے لیے استعمال نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت مشینری کو استعمال میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں۔

(ب) مذکورہ مشینری کی خرید کے لیے سال 72 ۔ 1971ء میں ایل ۔ سی کھولی گئی اور مشینری سال 75 ۔ 1974ء میں قسط وار لائلپور پہنچی۔ جس پر کل لاگت اب تک مبلغ 22,82,339 روپے آ چکی ہے۔

(ج) جی نہیں۔ کیونکہ ابھی تک مشینری بوجہ ضروری آلات مکمل طور پر تنصیب نہیں ہو سکی۔ اب مشینری کو تنصیب کرنے کا کام آخری مراحل میں ہے۔ جو کہ ماہ رواں کے اختتام پر فنی ماہرین کی مدد سے مکمل کرکے مشینری مذکور کو استعمال میں لایا جا سکے۔

لائلپور شہر میں کچی گلیوں کی پختگی

*8272 ۔ **سید طاہر احمد شاہ** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لائلپور شہر میں محلہ افغان آباد نمبر 1 ، محلہ افغان آباد نمبر 2 ، محلہ رضا آباد ، محلہ نصیر آباد ، محلہ پنج پیر ، محلہ لیاقت آباد ، محلہ الطاف گنج ، محلہ بستی ارائیاں ، بستی عیسائیاں ، محلہ کوثر آباد ، محلہ ایوب کالونی ، چک نمبر 279 ر ۔ ب خورد کی کون

کون سی گلیاں پختہ ہو چکی ہیں اور کون کون سی ابھی تک کچی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ محلہ جات کی جو گلیاں ابھی تک پختہ نہیں کی گئیں ان کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے اور بارش کے دنوں میں ان میں سے گزرنا محال ہو جاتا ہے۔ جس سے وہاں کے مکینوں کو بے حد پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کچی گلیوں کو فی الفور پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) متذکرہ آبادیوں میں کچھ گلیاں کچی ہیں اور کچھ پختہ ہیں۔ گلیوں کے ابھی تک نام نہیں رکھے گئے۔ بہرحال کچی اور پختہ گلیوں کی تعداد درج ذیل ہے:

کل گلیوں کی تعداد	173
پختہ گلیوں کی تعداد تقریباً	46
کچی گلیوں کی تعداد تقریباً	127

(ب) جی ہاں۔

(ج) متذکرہ محلہ جات کی کچھ گلیوں کو پختہ کرنے کے لیے ٹینڈر طلب کیے جا رہے ہیں جن کا تخمینہ مبلغ دس لاکھ ایک ہزار پانچ صد روپیہ ہے (10,01,500) ٹینڈر منظور ہونے پر دو ماہ کے بعد گلیوں کو پختہ کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں بلدیہ مذکور نے افغان آباد نمبر 1 کی گلیوں کے لیے مبلغ دس لاکھ اٹھائیس ہزار روپے (10,28,000) اور افغان آباد نمبر 2 کے لیے مبلغ چار لاکھ اٹھانوے ہزار دو صد روپیہ (4,98,200) اگلے مالی سال میں مختص کیے ہوئے ہیں۔ جن سے 14 گلیاں اور 10 گلیاں بالترتیب پختہ ہوں گی۔

شاد باغ لاہور کے اے بلاک میں واقع گٹر کی صفائی

*8311 ۔ میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شاد باغ لاہور کے اے ۔ بلاک میں واقع کوارٹر نمبر 23 تا 30 کے گٹر کی صفائی عرصہ پانچ ماہ سے بالکل نہیں کی گئی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ گٹر کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے غلاظت کی وجہ سے وبائی بیماری پھوٹنے کا شدید اندیشہ ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقے کے مکینوں نے مذکورہ گٹر کی صفائی کے متعلق بارہا افسران متعلقہ کو شکایات کی ہیں مگر ابھی تک کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ گٹر کی صفائی عرصہ پانچ ماہ سے نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور کب تک اس کی صفائی کی جائے گی اور کیا حکومت متعلقہ اہلکاران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی نہیں ۔ مذکورہ گٹر کی صفائی باقاعدگی سے کرائی جاتی ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔ ایسا کوئی اندیشہ نہیں ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔ علاقے کے مکینوں کی شکایات پر ہمیشہ فوری کارروائی کی گئی ہے اور گٹر کی بر وقت صفائی کرائی گئی ہے ۔

(د) جزو ہائے بالا کے جوابات کے پیش نظر اہلکاران کے خلاف کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

سرگودھا میں ترقیاتی سکیموں پر رقوم کا تصرف

*8373 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) بلدیہ سرگودھا نے 73 ۔ 1972ء ، 74 ۔ 1973ء ، 75 ۔ 1974ء اور 76 ۔ 1975ء میں ترقیاتی سکیموں پر کتنی کتنی رقوم صرف کیں اور وہ بلدیہ کی اصل آمدن کا کتنے فیصد تھیں ۔

(ب) مذکورہ مدت میں کتنی کتنی رقوم ملازمین کی تنخواہوں پر صرف ہوئیں اور وہ مذکورہ بلدیہ کی اصل آمدن کا کتنے فیصد تھیں ؟

وزیر حزالہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) ترقیاتی سکیموں پر خرچ اور اصل آمدن کے فیصد کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہے :

نمبر شمار	سال	ترقیاتی سکیموں پر خرچ	اصل آمدن کا فیصد
- 1	1972 - 73ء	12,85,545	21.93
- 2	1973 - 74ء	9,85,028	17.57
- 3	1974 - 75ء	8,73,105	13.28
- 4	1975 - 76ء	24,58,000	28.56

(ب) ملازمین کی تنخواہوں پر صرف اور اصل آمدن کے فیصد کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہے :

نمبر شمار	سال	تنخواہوں کا خرچ	اصل آمدن کا فیصد
- 1	1972 - 73ء	25,69,150	43.83
- 2	1973 - 74ء	34,16,810	59.02
- 3	1974 - 75ء	44,93,317	68.31
- 4	1975 - 76ء	54,77,400	63.64

سرگودھا میں سڑکوں اور سیوریج کا ناقص انتظام

*8373 (الف) ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ سرگودھا کی زیر تحویل سڑکوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بلدیہ مذکور کے زیر تحویل سیوریج سسٹم صحیح طور پر کام نہیں کر رہا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بلدیہ مذکور کے ذرائع آمدن نہایت محدود اور قلیل ہیں اگر ایسا ہے تو کیا حکومت سڑکوں کی مرمت اور سیوریج سسٹم کی بحالی کے لیے مذکورہ بلدیہ کو مالی امداد دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ کیونکہ تمام سیوریج پائپ بوسیدہ ہو چکے ہیں ۔ جو تبدیل طلب ہیں ۔ بہرحال بلدیہ اپنے محدود وسائل کے پیش نظر اس سکیم کو چلا رہی ہے ۔ تاکہ عوام کو تکلیف نہ ہو ۔

(ج) جی ہاں ۔ حکومت نے حال ہی میں مبلغ 20 لاکھ روپے کی رقم سڑکوں کی مرمت و ترقیاتی پروگرام کے لیے بلدیہ مذکور کو فراہم کی ہے ۔ سیوریج سسٹم کو چلانے کے لیے بلدیہ نے ایک لاکھ 75 ہزار روپے دوران سال 76 ۔ 1675ء خرچ کیے ہیں ۔ جو کہ ناکافی ثابت ہوئے کیونکہ تمام پائپ تبدیل طلب ہیں ۔ جن کے لیے مزید مبلغ 20 لاکھ روپیہ کی رقم درکار ہے ۔ مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ بلدیات کے اکاؤنٹنٹ کو قومی بے سکیل نمبر 10 کی عطائیگی

135 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ بلدیات پنجاب میں اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ کو قومی بے سکیل نمبر 10 دیا جا رہا ہے ۔ جب کہ اسی محکمے کے اکاؤنٹنٹ کو قومی بے سکیل نمبر 8 دیا جا رہا ہے حالانکہ قومی بے سکیل کے نفاذ سے پہلے اکاؤنٹنٹ 350-13/215-10-175 کا سکیل لے رہے تھے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس تضاد کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جن بلدیاتی اداروں میں اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ اور اکاؤنٹس کلرکوں کی اسامیاں ہیں اور جن پر لوگ تعینات ہیں مختلف قومی بے سکیل میں تنخواہ حاصل کر رہے ہیں جو کہ ہر بلدیاتی ادارہ کی مالی حالت اور کام کو مد نظر رکھتے ہوئے مقرر کیے جاتے ہیں ان کے بے سکیل کو یکساں طور سے مقرر نہیں کیا جا سکتا جب تک یہ اسامیاں لوکل کونسل سروس

(LCS) میں شامل ہو جائیں ۔ اکاؤنٹنٹ کی آسامیاں 68 ۔ 7 ۔ 1 سے لوکل کونسل سروس (LCS) میں شامل کر لی گئی تھیں اور جن بلدیاتی اداروں میں ایسی اسامیاں ہیں ان کو مندرجہ ذیل قومی بے سکیل دیئے جا رہے ہیں :

(1) اکاؤنٹنٹ گریڈ III سینئر ۔ قومی بے سکیل نمبر 8

(2) اکاؤنٹنٹ گریڈ II جونیئر ۔ قومی بے سکیل نمبر 11

(ب) کوئی تضاد نہیں ۔ لہذا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

دریائے راوی پر واقع پتن نور شاہ پر کشتیوں کے پل کی تعمیر

138 ۔ سنٹر رستم علی خان بلوچ ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ساہیوال میں دریائے راوی پر واقع پتن نور شاہ کے لیے کشتیوں کا پل تعمیر ہو چکا ہے اور اس کے ذریعے لائلپور ساہیوال کے درمیان آمد و رفت شروع ہو گئی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت مذکورہ پل صرف 6 کشتیوں پر مشتمل ہے اور دریا میں پانی کی مقدار میں زیادتی ہو جانے کی بناء پر اکثر ٹوٹ جاتا ہے اور آمد و رفت معطل ہو جاتی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل نے اس پل کے لیے پانچ مزید کشتیاں کافی عرصہ پہلے بنوائی تھیں اور انہیں دریا کے کنارے رکھ دیا گیا تھا ۔ مگر متعلقہ انتظامیہ نے ان کو استعمال میں لانے کی اجازت نہیں دی ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے احکامات جاری کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ پل 9 کشتیوں پر مشتمل ہے ۔ جس کی لمبائی اس وقت تین صد فٹ ہے ۔ پانی کی زیادتی کی وجہ سے پل بھاری ٹریفک

کے لیے اس وقت بند کر دیا جاتا ہے ۔ جب کہ پانی کا اخراج دس ہزار کیوسک سے زیادہ ہو ۔

(ج) پل متذکرہ کی توسیع کے لیے موقع پر چھ (6) عدد کشتیاں موجود ہیں ۔ جن کو پل پر لگانے کے لیے ٹھیکیدار مطلوبہ سامان مہیا کر رہا ہے ۔ جو کہ موجودہ مالی سال میں مکمل ہوگا ۔ اس سے پل کی لمبائی 480 فٹ ہو جائے گی اور پندرہ عدد کشتیوں پر مشتمل پل 53000 کیوسک پانی کا اخراج برداشت کر سکے گا ۔

(د) جواب جزو (ج) بالا کے بعد سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

موضع داد بلوچ تحصیل ساہیوال میں ڈسپنسری کی تعمیر

139 ۔ سیٹھ رستم علی خان بلوچ ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال نے موضع داد بلوچ تحصیل و ضلع ساہیوال کے لیے ایک ڈسپنسری جاری کی ہوئی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہالیان دیہہ نے مذکورہ ڈسپنسری کی عمارت کے لیے ایک ایکڑ اراضی ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال کے نام بلا معاوضہ منتقل کرا دی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسل ساہیوال نے اس ڈسپنسری کے لیے 75 ۔ 1974ء میں مبلغ 50,000 روپے منظور کیے تھے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال نے تا حال اس ڈسپنسری کی عمارت تعمیر کیوں نہیں کروائی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔ لیکن یہ منظوری برائے سال 76 ۔ 1975ء میں ہوئی تھی

نہ کہ برائے سال 75 ۔ 1974ء ۔ جیسا کہ درج کیا گیا ہے ۔

(د) چونکہ اس وقت متعلقہ مد میں رقم مطلوبہ موجود نہ تھی ۔ جو کہ مابعد سڑکوں کی تعمیر کے لیے رکھی گئی تھی ۔ اس رقم سے مطلوبہ مد میں منتقل کی گئی ۔ لہذا وجہ دیری انتقال رقم تھی اب متذکرہ ڈسپنسری کی تعمیر کے لیے ٹینڈر ہو چکے ہیں ۔ اور ورک آرڈر جاری کیا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سالانہ بجٹ پر عام بحث شروع ہوتی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ وقفہ سوالات کی معطلی کا فیصلہ آپ کو ایوان کے دونوں بازوؤں سے رائے لینے کے بعد کرنا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل قائد ایوان اور فاضل قائد حزب اختلاف دونوں سے رائے لے لی گئی ہے ۔

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 77-1976ء

(بحیثیت مجموعی عام بحث)

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔

قریب وقت نے کھینچا حجاب ڈالا ہے
وہاں بھی شمع جلا دو جہاں اجالا ہے

وزیر خزانہ نے مالی اعتبار سے 77 ۔ 1976ء کا معمولی بجٹ کا بجٹ پیش کیا ہے ۔ لیکن شعری اعتبار سے یہ خسارے کا بجٹ ہے ۔ انہوں نے اپنے پندرہ صفحات کی مختصر ترین بجٹ تقریر میں ساڑھے چودہ اشعار استعمال کیے ہیں ۔ اس لیے تقریری ضخامت کے لحاظ سے بقول کسے، اسے ایک مصرع کے خسارے کا بجٹ کہا جا سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ اشعار کی بھرمار اور تقریر کے اختصار کا ریکارڈ ہی وزیر خزانہ نے قائم نہیں کیا ، بلکہ مالیاتی لحاظ سے ریکارڈ بجٹ پیش کرنے کا دعویٰ بھی کیا ہے ۔ یہ ریکارڈ اتنے تعجب کی بات نہیں جتنا یہ ریکارڈ ہے کہ جناب عبدالخالق تنہا وزیر ہیں جو چار کابینوں میں مسلسل وزیر

چلے آتے ہیں ۔ اور غالباً عبدالحمید دستی کے بعد وہ دوسری شخصیت ہیں جو متضاد ، متحارب اور متقابل وزرائے اعلیٰ کی کابینوں میں برابر اور مسلسل شریک ہو رہے ہیں ، اور یہ خیال بے جا نہیں کہ اگر آئندہ میاں خورشید انور یا ملک اللہ دتہ کی سربراہی میں کوئی کابینہ تشکیل پائی تو جناب ڈاکٹر عبدالخالق یقیناً اس میں بھی ممتاز مقام پر فائز ہوں گے ۔ وہ برابر ترقی کر رہے ہیں اور اپنے مستقبل کے لیے انہیں عبدالحفیظ پیرزادہ کی طرح کسی پامسٹ کو ہاتھ دکھانے کی ضرورت نہیں ۔ جناب والا ۔ ان کی ذاتی پالیسی کے نتیجے میں ان کا اپنا مستقبل تو شاید محفوظ ہو ، لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کی حکومتی پالیسی کے نتیجے میں پنجاب کا مستقبل تابناک نظر نہیں آتا ۔ کیونکہ اس کی آمدنی میں نسبتاً کمی ہو رہی ہے اور اخراجات میں بے جواز اضافہ ہو رہا ہے ۔ بنیادی طور پر موجودہ بجٹ خسارے کا بجٹ ہے ، کیونکہ اس کی آمدنی 3 ارب 38 کروڑ 57 لاکھ روپے ہے اور خرچ 3 ارب 45 کروڑ 70 لاکھ روپے ۔ آمدنی میں 7 کروڑ 13 لاکھ کا یہ خسارہ جسے سرمائے کی مد اور پبلک اکاؤنٹنٹ کے فاضل سرمائے سے پورا کیا جائے گا ۔ لیکن سرمائے کی یہ مدیں بنیادی طور پر مستقل آمدنی کا حصہ نہیں ہوتیں اس لیے یہ خسارہ ہمارے لیے اور پورے ایوان کے لیے توجہ کا طالب ہے ۔ پھر یہ خسارہ اس اعتبار سے اور بھی تشویشناک ہو جاتا ہے کہ اگر اس بجٹ میں سے مرکزی حکومت کا 15 کروڑ 7 لاکھ 16 ہزار روپے کا عطیہ اور غیر ملکی امداد کا 12 لاکھ 47 ہزار روپیہ وضع کر دیا جائے تو یہ خسارہ اور بھی زیادہ پھیل جاتا ہے ۔ کیونکہ یہ آمدنی بھی یہ امداد بھی یہ عطیات بھی مستقل آمدنی کا حصہ نہیں کہلائے جا سکتے ۔ جناب والا ۔ ترقیاتی پروگرام کی خطیر رقم کے خوشگوار پہلو سے قطع نظر یہ ایک روایتی بجٹ ہے جس کے خسارے کو اعداد و شمار کی شعبدہ گری سے معمولی بچت میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ بجٹ ہمیشہ بہت سی توقعات اور امیدوں کا پیش خیمہ ہوا کرتا ہے اور پورے صوبے کی نظریں آئندہ کی ترقی و توسیع کے سلسلے میں نئے بجٹ پر لگی رہتی ہیں ۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی ہے کہ موجودہ بجٹ میں کوئی چونکا دینے والی خوش کن بات نہیں ہے کوئی انقلابی تبدیلی نہیں ہے کوئی جدید منصوبہ بندی نہیں ہے ۔ معاشی خوشحالی کا کوئی جامع اور نیا پروگرام نہیں بلکہ تبدیلی احوال کی آرزو اور تڑپ تک موجود نہیں ہے۔ پھر جناب والا ۔

نصب العین اور پھر اس نظریہ حیات کا اعادہ بھی نہیں ہے جس کے لیے اس مملکت کا قیام عمل میں آیا تھا اور جس کے لیے ہم نے اپنے دستور میں ایک لازوال عہد کیا ہے// جناب والا ۔ اگر نظریہ حیات اور نصب العین کا واضح تصور موجود ہو تو کم ازکم ترقی کی مختلف سمتین متعین کی جا سکتی ہیں اور اس طرح تذبذب اور عملی تضادات کا خاتمہ ہو سکتا ہے جس کے باعث اس بجٹ میں بے نصب العینی کی ایک عجیب کیفیت نظر آتی ہے ۔ جناب والا ۔ صوبے کی آمدنی اور خرچ کا تفاوت ہمارے لیے ایک عظیم المیہ اور ایک عظیم لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ پچھلے سال ہمارے بجٹ کے مطابق ایک کروڑ نوے لاکھ روپے کی بچت ہوئی تھی لیکن اس کی بجائے بیس کروڑ روپے کا خسارہ ہوگیا اور آئندہ بھی یہ اندیشہ موجود ہے کہ اگر آمدنی کے لئے ذرائع تلاش نہ کیے گئے غیر ترقیاتی اخراجات میں بے رحمانہ کمی نہ کی گئی ۔ سادگی اور کفایت کو نہ اپنایا گیا اور محاصل کی وصولی میں مستعدی کا مظاہرہ نہ ہو سکا تو پنجاب کے مستقبل کے لیے نوشتہ دیوار کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے ۔ جناب والا ۔ یہ صورت حال اور بھی سنگین ہو جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سول انتظامیہ پر غیر معمولی اخراجات کیے جا رہے ہیں اور پچھلے سال کے مقابلے میں ان اخراجات میں بیس فی صد کا اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ 39 کروڑ 45 لاکھ روپے کا صرفہ پچھلے سال تھا اور اب اس سال اسے بڑھا کر 47 کروڑ 47 لاکھ روپے کر دیا گیا ہے ۔ اس خطیر اضافے کے باوجود صوبے کا اجتماعی نظم و نسق ابتر سے ابتر ہوتا جا رہا ہے ۔ جرائم کی رفتار بڑھ رہی ہے ۔ قتل ، ڈاکے ، چوری اور اغواء معمول بن گئے ہیں ۔ بسوں کے حادثات نے انسانی زندگی کو بے قیمت بنا دیا ہے ۔ غنڈہ گردی اور لاقانونیت اس طرح سایہ فگن ہو گئی ہے کہ شہری اپنا جان و مال محفوظ نہیں سمجھتے ۔ یہی نہیں بلکہ اراکین اسمبلی بھی اس لاقانونیت سے محفوظ نہیں ۔ افتخار تاری اور چوہدری ارشاد احمد کا پراسرار اغواء ابھی تک حکومت کی رسوائی کا اشتہار بنا ہوا ہے ۔

// جناب والا ۔ مہنگائی اور بے روزگاری سیلاب کی طرح بڑھ رہی ہے تنخواہ دار طبقہ پس کر رہ گیا ہے ۔ جمہوری اور سیاسی عمل منجمد کر دیا گیا ہے ۔ دفعہ 144 صوبے کی تقدیر بن گئی ہے اور قائد اعظم کی 17 جون کی ہوئی

والی کانفرنس کے لیے اس سال میں مسلم لیگ کو لاؤڈ سپیکر تک کے استعمال کی اجازت نہیں دی گئی ۔ جناب والا ۔ مساجد تک میں اجتماع کی آزادی سلب کی جا رہی ہے اور حال ہی میں گوجرانوالہ کی ایک مشہور مسجد نور اور مدرسہ نصرت الاسلام کو محض سیاسی مقاصد کے لیے حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے تاکہ وہاں دینی اور مذہبی تلقین و تبلیغ کا سلسلہ ختم ہو کر رہ جائے جناب والا ۔ اخبارات پر پہرے سخت کر دیئے گئے ہیں آزاد اخبارات رسائل کی اقتصادی ناکہ بندی کی جا رہی ہے ۔ ریڈیو ، ٹی وی اور ٹرسٹ کے اخبارات کے ذریعے حزب اختلاف کی کردار کشی کی مہم تیز تر کر دی گئی ہے ۔ بڑے بڑے زعما تو ایک طرف مجھ جیسے ایک ادنیٰ کارکن تک کو نہیں بخشا گیا اور 3 مئی کے پاکستان ٹائمز اور امروز نے ایک ایسی خبر شائع کی جو انتہائی بے بنیاد اور گمراہ کن تھی اور جس میں مجھ پر یہ الزام لگایا گیا کہ میں امروز اور پاکستان ٹائمز کے ایک گروپ کے ساتھ تھانہ گوالمنڈی میں گیا اور حزب اختلاف کی بنیاد پر دھمکی دے کر وہاں دوسرے گروپ کے خلاف کیس رجسٹر کرایا ۔ حالانکہ یہ واقعہ سرے سے غلط بے بنیاد اور گمراہ کن ہے ۔ میرا نہ کسی گروپ سے کوئی واسطہ ہے نہ کسی گروپ کی سیاست سے کوئی تعلق نہ کبھی اس تھانے میں گیا اور نہ اس بارے میں کوئی کردار ادا کیا لیکن محض حزب اختلاف کے لیے یہاں بھی کردار کشی کا پرانا وطیرہ اور طریقہ اختیار کرنے میں کوتاہی نہیں کی گئی ۔ مجھے خیال تھا کہ یہ بڑے اخبارات واقعات کی ترتیب کی روشنی میں حالات سے واقفیت کے بعد اس کی خود تردید کر دیں گے لیکن چونکہ ایسا دانستہ کیا گیا تھا اس لیے انہیں یہ اخلاقی جرأت اور صحافتی دیانت کا روایتی مظاہرہ کرنے کی توفیق بھی نہیں ہو سکی ۔ جناب والا ۔ حالات کی یہ خزاں زدگی خون کے آنسو رلا رہی ہے لیکن وزیر خزانہ ہمیں بہار کا مژدہ سنا رہے ہیں میں ان سے شعری زبان میں ہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ :

کیا بہاروں کے یہی روپ ہوا کرتے ہیں
یہ بہاراں ہے تو پھر دور خزاں کیا ہو گا
یہ مسرت ہے تو پھر رنج کسے کہتے ہیں
سود یہ ہے تو خدا جانے زیاں کیا ہو گا

جناب سپیکر ۔ بجٹ سیاسی معاشی ، سماجی اور ثقافتی ، ادبی زندگی کے احتساب

اور تجزیہ کا مظہر ہوتا ہے ۔ لیکن موجودہ بجٹ اس سے بڑی حد تک تہی دامن ہے ۔ مملکت کی بنیادی ذمہ داریوں اور دستوری تقاضوں کی تکمیل صوبائی حکومت کا ایک اہم فریضہ ہے ۔ لیکن ہم اس فریضہ کی انجام دہی یا اس سلسلے میں کسی عملی خاکہ سے اس بجٹ کو محروم پاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں ادب جرم عاید کرتا ہوں کہ موجودہ صوبائی حکومت اپنے دستوری تقاضوں کی تکمیل میں ناکام رہی ہے اور اس نے ان ضروری فرائض کو ادا کرنے میں سنگین کوتاہی کا ارتکاب کیا ہے جن کی انجام دہی کے لیے اسے عوام کی طرف سے اعتماد بخشا گیا تھا ۔ ایک پراسرار دباؤ کے تحت اس نے مرکز سے اپنا جائز محصولاتی حصہ وصول کرنے میں انتہائی کمزوری اور مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے ۔ بلکہ اپنے حصے سے دستبرداری کے گناہ کا ارتکاب کیا ہے میں آپ کی توجہ اس اہم نکتہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ دستور کے تحت پانچ ٹیکس قابل تقسیم ہیں ایسے ٹیکسوں کا صوبوں کے درمیان تقسیم کیا جانا لازمی ہے جن میں انکم ٹیکس سیلز ٹیکس کپاس اور دیگر اشیاء پر برآمدی ڈیوٹی تمباکو کی ایکسائز ڈیوٹی اسٹیٹ ڈیوٹی اور دولت ٹیکس شامل ہیں دس بارہ سال سے یہ عمل جاری ہے کہ پہلے تین قسم کے ٹیکسوں میں مرکز کا حصہ 20 فیصد اور صوبوں کا حصہ 80 فیصد قرار دیا گیا ہے جب کہ اسٹیٹ ڈیوٹی دولت ٹیکس اور تمباکو کی ایکسائز ڈیوٹی کی آمدن سو فیصد صوبوں کا حصہ قرار دی گئی ہے اس فیصلے اور طریق کار نہ صرف یہ کہ ایوب خان کے غیر جمہوری دور میں عمل ہوتا رہا نہ صرف یہ کہ یحییٰ کے آمرانہ دور میں اس عمل پر جاری رہا موجودہ حکومت کے ابتدائی دور میں بھی اس پر عمل کیا جاتا رہا اور ہمیں ہمارا حصہ ملتا رہا لیکن اب یکایک ایک نیا صدارتی حکم جاری کیا گیا ہے جس کے تحت تمباکو کی ایکسائز ڈیوٹی اسٹیٹ ڈیوٹی اور دولت ٹیکس کو ناقابل تقسیم بنا کر صوبوں کو ان کے حق سے یکسر محروم کر دیا گیا ہے جناب والا 76 - 1975ء میں تمباکو کی نظر ثانی شدہ ڈیوٹی ایک ارب تئیس کروڑ روپے بنتی ہے اور آئندہ سال یعنی 77 - 1976ء کے لیے تمباکو کی نظر ثانی شدہ ڈیوٹی ایک ارب 38 کروڑ روپے بنتی ہے ۔ اس طرح سے 76 - 1975ء کا دولت ٹیکس مجموعی طور پر پانچ کروڑ روپے اور 77 - 1976ء کے لیے پانچ کروڑ 25 لاکھ روپے بنتا ہے ۔ پھر اسٹیٹ ڈیوٹی 76 - 1975ء کے لیے ستر لاکھ روپے اور 77 - 1976ء میں 75 لاکھ روپے بنتی ہے ۔ اس طرح مجموعی

طور پر موجودہ سال میں 128 کروڑ 70 لاکھ روپے کی ڈیوٹی اور ٹیکس صوبوں کا حصہ بنتے ہیں ۔ اور آئندہ سال یہ رقم بڑھ کر 144 کروڑ روپے ہو جاتی ہے ۔ لیکن اسے ناقابل تقسیم بنا کر دوسرے تینوں صوبوں کو اور صوبہ پنجاب کو اپنی اس خطیر رقم کے حصے سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ اگر یہ تقسیم ہوتی تو پنجاب کو 60.25 (60 اعشاریہ 25 فیصد) حصہ ملتا ۔ اس طرح 76 - 1975 میں اسے 78 کروڑ روپے اور 77 - 1976ء میں 87 کروڑ روپے ملتے ۔ جناب والا ۔ پچ لا بجٹ بیس کروڑ روپے خسارے کا بجٹ ہے ۔ اور اس سال بھی ہماری آمدنی کی مد میں 7 کروڑ روپے کا خسارہ موجود ہے ۔ اگر یہ حصہ مرکز سے ہمیں روایتی طور پر مل جاتا تو ہمارا یہ بجٹ خسارے کا بجٹ نہ ہوتا ۔ بلکہ یہ واضح طور پر بچت کا بجٹ ہوتا ۔ جناب والا ۔ ٹیکس دو قسم کے ہوتے ہیں ایک جامد اور دوسرے پھیلاؤ والے ٹیکس ۔ یعنی ایک وہ ٹیکس جس کی آمدنی تقریباً یکساں رہتی ہے ۔ اور دوسرے وہ ٹیکس ہیں کی آمدنی پھیلتی رہتی ہے ۔ ان میں انکم ٹیکس ، سیلز ٹیکس ، اور کائن ڈیوٹی وغیرہ شامل ہے جو مرکز وصول کرتا ہے ۔ جامد ٹیکسوں میں آبیانہ ، مالیہ اور پراپرٹی ٹیکس وغیرہ آتے ہیں جن کی آمدنی صوبوں کو ملتی ہے ۔ مجموعی طور پر ملک میں جو ٹیکس وصول کیے جا رہے ہیں ان میں سے 92 فیصد آمدنی مرکز کو ہو رہی ہے ۔ اور 8 فیصد آمدنی صوبوں کو جا رہی ہے ۔ لیکن موجودہ صورت میں یہ آمدنی اس اعتبار سے اور بھی کم ہو رہ گئی ہے کہ اس میں دس سال سے صوبوں کو مرکز سے جو حصہ مل رہا تھا اس کو بھی ختم کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ تقسیم کا یہ اصول اس بنیاد پر طے کیا گیا تھا کہ صوبے خود مختاری کی بنیاد پر اپنے ترقیاتی منصوبے مکمل کر سکیں ۔ اور وہ مرکز کی ہر وقت کی محتاجی سے آزاد ہو جائیں ۔ عطیات اور قرضے کی صورت میں مرکز جو سرمایہ فراہم کرتا ہے اس کی حیثیت احسان کی ہے لیکن ہم عنایت یا رعایت نہیں بلکہ اپنا حق مانگتے ہیں اور اس حق کو حاصل کرنا صوبائی حکومت کا فریضہ ہے ۔ جس کی ادائیگی میں وہ مسلسل کوتاہی کا ارتکاب کر رہی ہے ۔ جناب والا ۔ صوبائی خود مختاری کا دستوری استحقاق ہی مجروح نہیں ہو رہا بلکہ صوبے کے عمومی حقوق و مفادات کا تحفظ بھی محل نظر ہو کر رہ گیا ہے ۔ آہستہ آہستہ مرکز صوبے کے معاملات اور وسائل پر کنٹرول اختیار کر رہا ہے اور خالص صوبائی مسائل پر بھی مرکزی اختیارات کے اثر و نفوذ میں مسلسل اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ آپ نے

دیکھا ہے کہ سیاحت اور ہوٹلوں کی صنعت پہلے ہی مرکزی حکومت اپنی تحویل میں لینا چاہتی ہے ۔ بیجوں کی فراہمی کا اختیار اس نے خود حاصل کر لیا ہے اور اس سلسلے میں قانون سازی بھی کر دی ہے ۔ کوآپریٹو بنکوں پر کنٹرول کے لیے صوبوں سے قرارداد منظور کرواکر ایک نئے وفاقی قانون کا مسودہ مرتب کیا جا رہا ہے ۔ بناسپتی گھی کی صنعت کو صوبائی بورڈ کے ہاتھوں سے لے کر مرکزی سطح پر دو کارپوریشنوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے پرائمری تعلیم اور تعلیمی نصابوں کی ترتیب سے متعلق امور مرکز کو سپرد کرنے کی تجویز زیر عمل ہے ۔ یہی نہیں بلکہ تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ صوبائی محکمہ اوقاف کو بھی جزوی طور پر یا کلی طور پر مرکز کی تحویل میں دینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ لینے دینے کے یہ پیمانے مختلف ہیں ، مرکز ہم سے ہمارے اختیارات تو لے رہا ہے لیکن ہمیں ہماری صوبائی خود مختاری کے تحت ضروری اختیارات دینے سے بھی گریزاں ہے ۔ آپکو معلوم ہوگا کہ موجودہ حکومت ہی کے دور میں تقریباً 18 خود مختار کارپوریشن قائم کی گئی ہیں ۔ لیکن ان میں سے کتنی کارپوریشن کے ہیڈ آفس پنجاب میں ہیں ؟ جناب والا ۔ مرکز اس سلسلے میں ہمارے حقوق و مفادات کی نگرانی کا ذمہ دار ہے لیکن اس سے زیادہ ذمہ داری خود صوبائی حکومت کی ہے اس کا فرض ہے کہ اپنے ضروری فرائض سے کما حقہ عہدہ برآ ہو ۔ ورنہ وقت پر احتسابی لمحہ اسے اس کی سزا دینے پر مجبور ہو جائے گا ۔ جناب والا ۔ دستوری تقاضے کی تکمیل میں اور بھی کوتاہیاں ہو رہی ہیں ۔ عدلیہ اور انتظامیہ کا مسئلہ آپ کے سامنے ہے ۔ دستور کے تحت 13 اگست تک ایک میعاد مقرر کر دی گئی تھی جس میں عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی لازمی طور پر عمل میں آ جانی چاہیے تھی ۔ لیکن حکومت اس سلسلے میں بھی اپنی اس دستوری ذمہ داری کو پورا کرنے میں ناکام رہی ہے اور اس نے اس بحث میں بھی اس کے لیے ایسی خطیر رقم مہیا نہیں کی یا ایسا اعلان نہیں کیا جس کے تحت عدلیہ اور انتظامیہ کی ناگزیر علیحدگی عمل میں آ سکے ۔ جناب والا ۔ اس طرح سے بلدیاتی انتخابات کا انعقاد صوبائی حکومت کی ایک اہم ترین ذمہ داری ہے ۔ لیکن اس ذمہ داری کو بھی مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے مسلسل ٹالا جا رہا ہے ۔ جمہوریت ہماری سیاست ہے کا نعرہ دینے والی یہ پارٹی خود جمہوریت کے حقیقی پہلوؤں سے گریز کر رہی ہے اور بلدیاتی انتخابات کو ٹالنے کے لیے نت نئے بہانے تلاش کیے جا رہے ہیں بلکہ اب

یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ آئندہ بلدیاتی اداروں کی تشکیل و ترتیب نامزدگی کی بنیاد پر ہوگی اور یہ ایسا شرم ناک اعلان ہے جس کے لیے کوئی آدمی کسی صورت میں پسندیدگی کی سند نہیں دے سکتا۔ جناب والا ۔ موجودہ بجٹ میں بھی بلدیاتی انتخابات کے لیے چونکہ کوئی رقم مہیا نہیں کی گئی اس لیے ہمارا یہ اندیشہ بیجا نہیں کہ وہ اس سال بھی بلدیاتی انتخابات کروانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ۔ جناب والا ۔ اردو کو قومی زبان کی حیثیت سے رائج و نافذ کرنا ہماری دستوری ذمہ داری ہے ۔ مجھے احساس ہے کہ صوبہ پنجاب میں اس سلسلہ میں بعض اہم اور بنیادی کام کیے گئے ہیں لیکن اسے ابھی تک دفتری زبان کی حیثیت نہیں دی گئی ۔ اور صوبائی حکومت کے واضح نوٹیفیکیشن کے باوجود ، ایک واضح اعلان کے باوجود معینہ میعاد کے اندر اسے دفتری زبان نہیں بنایا گیا حالانکہ اس سلسلے میں کوئی حقیقی مشکل درپیش نہیں ہے ، میں پنجاب اسمبلی کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ اس کا تمام کام ماضی میں انگریزی میں ہوا کرتا تھا لیکن اب الف سے لے کر ی تک تمام کام اردو میں کیا جا رہا ہے ۔ نہ اصطلاحات کی کمی ہے نہ ٹائپ کی مشکل ، اور نہ اس سلسلے میں کسی اور دشواری یا دقت کا سامنا ہے ۔ اگر وزیر خزانہ واقعی اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت سے صوبہ پنجاب میں رائج کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اس سلسلہ میں بلا تاخیر فوری طور پر اسے دفتری زبان بنانے کا اعلان کرنا ہوگا ۔ جناب والا ۔ اس طرح سے پچھلے سال جناب وزیر خزانہ نے اپنی سالانہ بجٹ تقریر میں یہ وعدہ کیا تھا کہ جس طرح مرکز نے اپنے ملازمین کو بعض رعایتیں دی ہیں ، سہولتیں دی ہیں اس طرح سے صوبائی ملازمین کو بھی سہولتیں اور مراعات دینے کے سلسلے میں نہایت ہمدردی سے غور کیا جا رہا ہے لیکن یہ وعدہ ابھی تک پورا نہیں ہو سکا ۔ مرکز کے ملازمین کو 15 فیصد سے 20 فیصد مکان کا کرایہ دیا جا رہا ہے لیکن صوبائی حکومت نے صوبہ میں اس سال بھی اس وعدہ کی تکمیل نہیں کی ۔ جس کی وجہ سے ملازمین کو بڑی پریشانی اور دقت کا سامنا ہے ۔ جناب والا ۔ وہاڑی اور فیصور کو ضلع بنانے کا فیصلہ یقیناً انتظامی اعتبار سے عوام کی خواہشات کا آئینہ دار ہے لیکن اس سلسلے میں خطیر رقم مخصوص کیے جانے کے باوجود ابھی تک حکومت کی طرف سے کوئی نوٹیفیکیشن حکومت کی طرف سے جاری نہیں کیا گیا اور میرے خیال میں کہ جس طرح موجودہ حکومت اپنے کاموں کو انتظامی سطح پر خاموشی سے طے کرنے کی بجائے سیاسی سطح

پر ہنگامے اور ڈرامے کا ذریعہ بنا کر طے کرتی ہے اس طرح وہ اس فیصلے کو بھی شاید کسی بڑے سیاسی ڈرامے یا انقلابی اعلان کی صورت دینا چاہتی ہے حالانکہ یہ انتظامی معاملہ انتظامی سطح پر محض ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے سادگی و آسانی کے ساتھ طے کیا جا سکتا۔ جناب والا۔ پچھلے اور موجودہ بجٹ میں بیرونی وسائل پر انحصار کم کرنے پر زور دیا گیا ہے لیکن سوائے کے اپنے مالی وسائل کو بڑھانے کی تدابیر ہمارے سامنے نہیں لائی گئیں۔ میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ حکومت نے اس سال کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا بلکہ گاڑیوں اور شراب کی لائسنس فیس میں جائز طور پر اضافہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ ایسا اضافہ ہے جس سے یقیناً غریب عوام متاثر نہیں ہوں گے، جس سے عام آدمی کی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ لیکن یہ اضافہ آمدنی محض ایک کروڑ روپے کے لگ بھگ ہوگی جس سے ہماری مالی ضروریات کی تکمیل نہیں ہو سکتی اس لیے ہمیں اپنے مالی وسائل اور مالی ذرائع کو بڑھانا ہوگا۔ اس مقصد کے لیے اپنی تمام ذہنی و عملی توانائیاں صرف کرنی ہوں گی۔ جناب والا۔ ماضی میں پسماندہ علاقوں بالخصوص بہاولپور کو ترجیحی بنیاد پر رقوم مختص کرنے کا بار بار اعلان کیا گیا ہے اور ہمیشہ عوام کو خوش کن خواب دکھائے جاتے رہے ہیں اور خود وزیر اعظم نے بارہا یہ اعلان کیا ہے کہ بہاولپور کی حق تلفی کا ازالہ کرنے اور اسے ترجیحی بنیادوں پر دوسرے ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پلہ بنانے کے لیے زیادہ رقوم دی جائیں گی۔ لیکن اس سلسلے میں ابھی تک اس اعلان کے مطابق ترقیاتی رقوم کی تخصیص کا اعلان نہیں کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں حکومت نے سنجیدگی سے سوچنا شروع کیا ہے اور اس مقصد کے لیے کچھ راہیں بھی متعین کی ہیں۔ لیکن عملی نتائج کے اعتبار سے ہم ابھی کسی خوشگوار صورت حال کو کہاں نہیں دیکھ رہے ہیں۔ جناب والا۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ بہاولپور ڈویژن کے لیے ہر سطح پر سفارشوں کا ساڑھے بارہ فیصدی سے 20 فیصدی تک کا کوٹہ مخصوص کیا جائے۔ اور صنعتی اور دوسرے ترقیاتی زرعی شعبوں میں ترجیحی بنیاد پر رقوم مختص کی جائیں۔ ہائی کورٹ کا مستقل بنچ قائم کر دیا جائے۔ بہاولپور کی سول لائن کی فراہمی ترجیحی بنیاد پر کی جائے۔ ڈائرکٹ ڈائلنگ کے ذریعہ اسے دوسرے شہروں سے ملایا جائے۔ کیونکہ بہاولپور واحد ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے جو ڈائرکٹ ڈائلنگ سے محروم ہے۔ جب کہ دوسرے تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹر

ڈائرکٹ ڈائیلنگ رکھتے ہیں ۔ اسی طرح بہاولپور کے لیے ایک ائیرپورٹ کا قیام بھی ایک اہم ضرورت ہے ۔ مجھے امید ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت کو اس سلسلہ میں سفارشات بھیجے گی ۔ جناب والا ۔ آخر میں مجھے صوبے کی موجودہ اجتماعی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے صوبائی حکومت سے بہتر توقعات کا اظہار کرنا ہے اور خود حکومت نے جو دعوے کیے ہیں ۔ ان کی بنیاد پر ایک اور اہم مطالبہ بھی کرنا ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ حکومت نے چینی اور گندم کے سلسلے میں اس دفعہ خود کفیل ہونے کا اعلان کیا ہے ۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ چینی پنجاب میں فی کس 12 پونڈ 2 اونس سالانہ اور سندھ میں 27 پونڈ سالانہ مل رہی ہے ۔ اور گھی پنجاب میں 8 پونڈ 8 اونس سالانہ اور سندھ میں 12 پونڈ 4 اونس سالانہ کے حساب سے مل رہا ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے باوجود کہ یہ تفاوت پہلے سے موجود ہے ، سندھ میں اب صورت حال اتنی بہتر ہو گئی ہے کہ انہوں نے ایک اخباری اطلاع کے مطابق اعلان کیا ہے ۔ کہ وہ سندھ میں چینی کا راشن ختم کر رہے ہیں جناب والا ۔ یہ ایک خوش کن اعلان ہے جس کے پیش نظر میں یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ اگر واقعی ہم خودکفیل ہوگئے ہیں تو پنجاب میں بھی راشننگ کو فوری طور پر ختم کر دینا چاہیے ۔ جناب والا ۔ اس وقت پنجاب کی حکومت اپنے معاملات منصوبہ بندی میں اور ترقیاتی پروگرام کے سلسلہ میں آزمائش کے کٹہرے میں کھڑی ہے اسے اپنا قومی اور صوبائی کردار واضح اور نمایاں کرنا ہے ۔ اور یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ ملک کی خوشحالی کے ساتھ ساتھ پنجاب کے عوام کی ترقی ، بھلائی اور بہتری ، آزادی اور خود مختاری کے لیے عزم حوصلہ اور جرأت سے کام کر سکتی ہے اور یہی اس کی کامیابی اور ناکامی کی کسوٹی ہے اگر اس نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا تو اسے ایک کامیاب حکومت کہا جائے گا ۔ اور اگر اس نے ماضی کی طرح اس سال بھی اپنی اس اہم ذمہ داری کی انجام دہی میں نااہلی غفلت اور کوتاہی ناکامی کا مظاہرہ کیا تو وہ ایک ناکام اور مایوس کن حکومت کے نام سے تعبیر کی جائے گی ۔ اس لیے جناب والا ۔ مجھے یہ توقع ہے کہ ہماری ان گزارشات اور ان دلائل کی روشنی میں وزیر خزانہ اپنی منصوبہ بندی اور لائحہ عمل پر نئے سرے سے غور کریں گے ۔ اور مختلف مدوں اور شعبوں میں ایسے انقلابی اقدامات عمل میں لائیں گے جن کے نتیجہ میں پنجاب حقیقی عوامی خوشحالی اور ہمہ جہتی ترقی سے ہم کنار ہو سکے ۔

بجٹ کے بعض دوسرے گوشوں سے متعلق میں تھوڑی تخفیف زر کے دوران اظہار خیال کروں گا ۔ اس لیے ان گزارشات کے ساتھ آپ سے اب اجازت چاہوں گا ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

جناب سپیکر ۔ 77 ۔ 1976ء کا سالانہ بجٹ پیش ہے ۔ میں اس ترقیاتی متوازن اور معتدل بجٹ پر وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ، یہ بجٹ ایک ترقی پسندانہ بجٹ ہے اور یہ بجٹ پنجاب کے عوام کی ترقی اور خوشحالی کا پیش خیمہ ہے ۔ جناب والا ۔ جب سے یہ عوامی حکومت قائم ہوئی ہے اس وقت سے اب تک جتنے بجٹ پیش ہوئے ہیں ان میں سے یہ بجٹ سب سے زیادہ انقلابی ، عوامی اور تعمیراتی خوبیوں کا مظہر ہے ۔ عوامی پالیسیوں کو کامیابی سے چلانے کی کوششوں کا پیش خیمہ ہے اس پر میں وزیر خزانہ ، وزیر اعلیٰ اور ان کے رفقا کار کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ میرے خیال میں ہماری بجٹ کی آخری تقریر ہو ، آئندہ الیکشن کی آمد کے متعلق ہم سن رہے ہیں پیشتر اس کے کہ میں پاکستان کی سیاست اور قیام پاکستان کا جو پس منظر ہے ، اس کی سیاسی پارٹیوں کا کردار ، پاکستان پیپلز پارٹی کا قیام اور اس کی کارگزاریاں پیش کروں اس سے پہلے میں اپنے ذاتی اثاثوں کا اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس 1970ء سے پہلے کیا جائیداد تھی اور اب کیا ہے ۔ یہ میرے نقطہ نظر سے پاکستان میں صاف اور ستھری سیاست کو فروغ دینے کے لیے ' پاکستان میں لوٹ کھسوٹ اور اجارہ داری کے خاتمہ کے لیے یہ نقطہ نظر سے نہایت ضروری ہے کہ جب بجٹ کی آخری تقریر ہو تو اپنا یوم الحساب عوام کے سامنے پیش کیا جائے ۔ پاکستان میں صاف ستھری سیاست کو فروغ دینے اور ذاتی اور سیاسی اکا ، دکا مخالفین کے غلط پراپیگنڈے کے لیے موجودہ بجٹ اجلاس میں میں اپنے اثاثوں کا اعلان کرتا ہوں ، 1970ء سے پہلے میرے پاس دو سربفلک اراضی تھی ۔ 4 دیہی رہائشی پلاٹ اور ملتان شہر میں ایک رہائشی پلاٹ تھا ۔ 1969ء کے آخر میں میں نے اپنی اراضی ایک مربع واقع چشتیاں چک نمبر 176 ایک لاکھ روپے میں فروخت کی ۔ جس کی موجودہ قیمت 4 لاکھ روپے ہے اس میں سے نصف الیکشن پر اور قومی ضروریات پر اور نصف اپنی ذاتی ضروریات پر خرچ کی ۔

1971ء کے آخر تک 10 ہزار روپے میں ایک رہائشی پلاٹ واقع چک نمبر 176 فروخت کیا۔ 1972ء میں ایک دوسرا دیہی پلاٹ اسی چک میں واقع 10 ہزار روپے میں فروخت کیا۔ یہ ہر دو پلاٹ تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر میں واقع ہیں۔ 1973ء میں ملتان شہر میں واقع رہائشی پلاٹ 10 ہزار میں فروخت کیا۔ تقریباً ایک مربع اراضی کوٹ مول چند تحصیل کبیر والا ضلع ملتان میں ہے جو کہ میں نے تقسیم ملک کے بعد جالندھر کے متروکہ معاوضہ کے طور پر الاٹ کروائی۔ 1974ء میں اس چک میں واقع دکان کا پلاٹ 5 ہزار روپے میں فروخت کیا۔ جون 1976ء میں کوٹ مول چند میں واقع رہائشی پلاٹ جو کہ میرے ممبر بننے سے پہلے میرے پاس موجود تھا۔ 10 ہزار روپے میں فروخت کیا۔ 3 مربع اراضی میرے پاس 10 سال کے پٹہ پر ہے جو کہ میں نے چک نمبر 176 مراد الف تحصیل چشتیاں میں 1968ء نیلام عام میں حاصل کی تھی۔ جس کی مدت 1969ء سے شروع ہوئی۔ 1976ء میں داراں والا، تحصیل چشتیاں میں ایک رہائشی پلاٹ 6 ہزار روپے میں خریدا۔ اگست 1975ء میں نقد قیمت ادا کرکے ایک ٹریکٹر فورڈ خریدا جس سے میں خود کاشت کرتا ہوں، اس وقت میرے پاس ایک مربع اراضی ملکیتی خود اور 3 مربع 10 سالہ پٹہ پر ہے جو کہ 1970ء سے پہلے کا ہے۔ بعد میں 6 ایکڑ عارضی کاشت پر 5 سالہ ان کانٹلنڈ رقبہ جو کہ میرے اپنے رقبہ سے ملحق تھا جو کہ نہ لینے کی صورت میں میرے رقبہ کی آبادی پر اثر ہوتا تھا، الاٹ کروایا۔ ٹریکٹر کی خرید سے پہلے میری زرعی آمدن بیس ہزار روپے سالانہ تھی جو چالیس ہزار روپے سالانہ ہونا شروع ہو گئی۔ ممبر بننے سے پہلے میرے پاس سیکنڈ ہینڈ کار تھی جو کہ الیکشن کے زمانے میں بیکار ہو گئی۔ بعد ازاں مجھے پرمٹ ملا وہ پرمٹ میں نے استعمال نہیں کیا اور کار نہیں خریدی۔ جناب والا۔ میں پاکستان صوبہ پنجاب اور اپنے ضلع اور اپنے حلقہ لیابت کے عوام کو چیلنج کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ میں نے جب سے سیاست میں قدم رکھا ہے یا جب سے ممبر منتخب ہوا ہوں میں نے کبھی بھی رشوت نہیں لی ہے اور نہ ہی کسی رشتہ دار کے ذریعے کوئی جائیداد بنائی ہے اور نہ ہی کبھی میں نے رشوت دی ہے اور نہ ہی کبھی دلائی ہے۔ جناب والا۔ کوئی بھی اگر اس قسم کی نشاندہی کرتا ہے تو وہ میدان میں آئے اور عدالتی تحقیقات کرائے اور قصور وار ہونے کی صورت میں میری بقایا جائیداد ضبط کرا سکتا

ہے اور مجھے سزا دلا سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ میں چشتیاں شہر میں اپنے اہل و عیال کرائے کے ایک مکان میں رہائش پذیر ہوں اور میں نے گورنمنٹ سے اب تک کوئی بھی رہائشی پلاٹ حاصل نہیں کیا ۔ ایم ۔ پی ۔ اے منتخب ہونے سے پہلے میرے خلاف کبھی کوئی مقدمہ نہیں تھا اگرچہ میں اپوزیشن کا پھاڑ اور سرگرم کارکن تھا لیکن ممبر بننے کے بعد میرے خلاف سات مقدمے بنائے گئے جن میں دو مقدمے سابق وزیر اعلیٰ غلام مصطفیٰ کھر کے دور میں بنائے گئے اور پانچ سابق وزیر اعلیٰ جناب حنیف رامے صاحب کے دور میں بنائے گئے ۔ پہلے دو مقدمے جو میرے خلاف اور میاں منظور احمد مؤکل اور میرے دیگر ساتھیوں کے خلاف تھے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے احکامات کے مطابق ختم کر دیے گئے ۔ پانچ ابھی باقی ہیں اس عرصہ میں مجھ پر سات قاتلانہ حملے کرائے گئے ۔ جناب والا ۔ میرے اپنے خیال کے مطابق تمام ممبران اسمبلی جو پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں ان کی بھی یہی حالت ہے اور خدا کے سامنے سرخرو ہیں ۔ میں خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ اور

آں را کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک

جناب والا ۔ میں نے اپنے علاقے کے عوام کی خدمت کے لیے گزشتہ پانچ سالوں میں تقریباً ایک لاکھ پچاس میل بس پر سفر کیا 25 ہزار گھنٹے کام کر کے عوام کی خدمت کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل رکن سے میں استدعا کرتا چاہتا ہوں کہ ان کی تقریر کا پہلا حصہ تو کچھ نہ کچھ بجٹ سے متعلق معلوم ہوتا ہے ۔ لیکن اب فاضل رکن جنرل بجٹ کی طرف بھی توجہ کریں ۔

سید قائم الوری ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر کو یہ وضاحت کرنی چاہیے کہ یہ قاتلانہ حملے کرائے گئے تھے کیا یہ حملے حکومت نے کرائے تھے یا حزب اختلاف نے کرائے تھے ۔

حافظ فضل احمد اللہ ۔ حملے کرانے والے بھی اسی طرف بیٹھے ہوئے ہیں ۔

مسٹر لئیق حسین منصور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں یہ جاننا

علی اسد اللہ صاحب کی داد دیتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب اسمبلی کے اراکین کے سامنے ایک جرأت مندانہ قدم اٹھایا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ تمام پیپلز پارٹی اور اپوزیشن کے فاضل ممبران بھی اپنے اپنے اثاثوں کا اسی طریقہ سے اعلان کریں گے ۔ لیکن میری عرض یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اعلان میں جتنے پلاٹوں کی گنتی کی ہے بہرحال میں یہ سمجھتا ہوں کہ چشتیاں بہاولپور اور ملتان میں ایسا کوئی بھی علاقہ ان کی تقریر میں نہیں سنا جہاں انہوں نے خرید و فروخت نہ کی ہو ۔ بہرحال وہ خرید و فروخت جائز ہے یا غلط اس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو جب تقریر کا موقع ملے گا تو اس وقت اس کی بات کر لیں کہ ممبران اسمبلی کو اراضی کی خرید و فروخت کا کاروبار نہیں کرنا چاہیے ۔ اچھا جی حافظ علی اسد اللہ ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ 1970ء سے پہلے کی جو اراضی تھی وہ میں نے بیچی ہے اور جو میں نے اب خریدی ہے وہ میں نے اب پیش کر دی ہے ۔ مسٹر نذر حسین منصور صاحب خواہ مخواہ اس معاملے کو الجھانا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں جو کچھ انہوں نے کہنا ہوگا وہ اپنی تقریر میں کہہ لیں گے ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نے یہ کسی پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ یہ اپنا فرض سمجھ کر اپنے علاقے کے عوام کی خدمت کی ۔ اور جناب والا ۔ یہ سبق ہمیں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو سے ملا ہے جو شب و روز کام کر کے اس ملک کی خدمت کر رہے ہیں اور اپنی صحت کی کسی قسم کی پرواہ نہیں کرتے اور شب و روز کام کر رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی زمین پر اس کے ایک ادنیٰ بندے کی حیثیت سے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد ذوالفقار علی بھٹو کے پیروکار کی حیثیت سے میں نے یہ کام اپنا فرض سمجھ کر کیا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ یہاں پر شہری آزادیوں کا ذکر کیا گیا ہے یہاں دفعہ 144 کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور اس ایوان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ

صوبائی خود مختاری کے جو اختیارات حکومت کی طرف سے تفویض کیے گئے ہیں انہیں استعمال میں نہیں لایا جا رہا۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج جو حالات ہیں یہ بہت بہتر ہیں۔ جناب والا۔ پاکستان جن حالات میں بنا اور پاکستان کا ٹکڑا جن حالات میں ہم نے حاصل کیا اس تک پہنچنے کے لیے ہمیں جنگ آزادی 1857ء کے مراحل سے گزرنا پڑا اور جنگ میسور لڑنی پڑی۔ جنگ میسور میں اپنوں کی غداری کی وجہ سے جو ہمیں نقصانات اٹھانے پڑے وہ سب جناب والا۔ آپ کے سامنے ہیں۔ مغلیہ سلطنت ختم ہوئی اور پلاسی کی جنگ نے برصغیر کی سیاست کا جو نقشہ پلٹا یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہے اس کے بعد قیام پاکستان کے لیے برصغیر ہند و پاک کی جد و جہد میں عاشقانِ حق، ہمارے بڑے بڑے بزرگان دین کا کردار اکابرین ملت کا کردار۔ سرسید احمد خان، مولانا محمد علی صاحب، مولانا شوکت علی صاحب، جناب مولانا ظفر علی خان اور قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کے رفقائے کار کا بھی حصہ ہے۔ جناب والا۔ پاکستان کا ٹکڑا کوئی آرام سے حاصل نہیں کیا گیا۔ اس کے لیے مدتوں جد و جہد کی گئی اس کے لیے لاتعداد قربانیاں دی گئی ہیں اس کے لیے ہار سے پھول کو نیزوں پر اچھالا گیا لیکن قیام پاکستان کے بعد جو پاکستان کا نظریہ تھا اور جو اس کا مقصد تھا اس کو بھلا دیا گیا اور خود غرض سیاست میدان میں آ گئی اور وہ لوگ جو پاکستان کے داعی تھے وہ بھی اس میں شامل ہو گئے اور وہ لوگ جو اس کی جڑوں کو اکھاڑنا چاہتے تھے اور جو اجارہ دار طبقہ تھا، جاگیردار تھے، سرمایہ دار تھے، استحصال پسند تھے، وہ لوگ بھی کسی حد تک اس میں شامل ہو گئے اور پھر وہ لوگ بھی شامل ہو گئے جو ہر دور میں موقع پرست اور خوشامدی سیاست کے قائل رہتے ہیں۔ جناب والا۔ مسلم لیگ کے پرچم تلے اور قائد اعظمؒ کی زیر قیادت جو پاکستان ہم نے حاصل کیا تھا اس کا سودا کرنے والے کون لوگ تھے یہ وہی لوگ تھے جن کو آج اکابرین کے نام پر اور جان نیشنوں کے نام دیے جا رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ جناب تحریر و تقریر پر پابندیاں عائد ہو رہی ہیں۔ جناب والا۔ یہ پابندی کس نے عائد کی ہے۔ جناب والا۔ آخر تحریر و تقریر کی کوئی حدود و قیود ہوتی ہیں اگر کوئی ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اگر کوئی صوبائی خود مختاری کا اس حد تک نعرہ لگاتا ہے کہ مرکز کا استحکام

اس سے متاثر ہو جس طرح مغلیہ دور میں صوبائی خود مختاری متاثر ہو گئی تھی اس طرح آج بعض لوگ پاکستان کو ختم کرنے کے لیے صوبائی خودمختاری کے غلط قسم کے نعرے لگا رہے ہیں ۔ اس قسم کی روک ٹوک کے لیے شہری آزادی پر حدود و قیود عائد کی جاتی ہیں ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پاکستان جن لوگوں نے حاصل کیا ہے ان لوگوں میں سے اکثر راہ راست سے بھٹک گئے اور وہی لوگ آگے چل کر پاکستان کے بگاڑ کا موجب بنے اور ان ہی لوگوں کی وجہ سے پاکستان کے دو ٹکڑے ہوئے ۔ انہی لوگوں کی وجہ سے پاکستان کو ایوب خانی اور یحییٰ خانی مارشل لاء کا سامنا پڑا اور یہ سامنا کیوں کرنا پڑا ۔ جناب والا ۔ یہ سامنا اس لیے کرنا پڑا کہ یہ لوگ تصنع سیاست کے قائل تھے اور یہی لوگ آج مسلم لیگ میں تھے اور راتوں رات ری پبلکن پارٹی کی تشکیل کرکے اس کے عہدے دار بنتے تھے اور ری پبلکن پارٹی کے بعد اگر کنونشن لیگ بنی تو یہی لوگ اس میں شامل ہو گئے ۔ کنونشن لیگ کے بعد جب پیپلز پارٹی کی تشکیل ہوئی تو اس پر بھی یہی لوگ قبضہ کرنے کی فکر میں لگے رہے ۔ جناب والا ۔ سیاست کا یہ ٹھیکیدار طبقہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک بھی اسی صورت حال کو قائم رکھنے کی فکر میں ہے اور اس ٹھیکیدار طبقے میں کون کون سے لوگ شامل ہیں ۔ جناب والا ۔ اس میں اجارہ دار ہیں جو عوام پر ، کسانوں پر بزور طاقت حکومت کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس انداز سیاست کو موجودہ دور میں چلنے نہیں دیا جا سکتا ۔ جناب والا ۔ ایوب خانی مارشل لاء اور یحییٰ خانی مارشل لاء کو ختم کرنے کے لیے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زیر قیادت جب پاکستان پیپلز پارٹی نے حکومت سنبھالی تو پاکستان دو ٹکڑے ہو چکا تھا ۔ انہوں نے آمرانہ نظام کے خلاف ٹکر لی انہوں نے موقع پرست نظام کے خلاف جہاد کیا انہوں نے روایاتی سیاست دانوں کے بڑے بڑے قلعوں کو مسمار کرکے متوسط اور غریب طبقے کے لوگوں کو آگے آنے کا موقع دیا ۔

جناب والا ۔ پاکستان کی سیاست محلوں سے نکل کر ، کلبرگ کی کوٹھیوں سے نکل کر قصبوں میں ، شہروں میں ، گلیوں میں اور کوچوں میں داخل ہو گئی یہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی سیاست تھی اور اس میں

ان کو طرح طرح کی مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا اور وہ لوگ جو سیاست کے ٹھیکیدار تھے اور جو ہر دور میں حکومت کرنے کے عادی تھے وہ لوگ اسے اتنی آسانی سے برداشت کرنے والے نہیں تھے ۔ انہوں نے قدم قدم پر روڑے اٹکائے ۔ جناب والا ۔ ان کی انقلابی تعلیمی اصلاحات اور ان کی انقلابی زرعی اصلاحات ان کی انقلابی آئینی اصلاحات ان کی بلوچستان میں سرداری نظام کے خاتمے کے متعلق اصلاحات اور ان کی بارہ ایکڑ تک کے کسانوں کو مالیہ کی معاف اور غریب دیہاتی لوگوں کے لیے پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ دینے کا پروگرام اور پنجاب کے ہر شہر ، ہر قصبہ ، ہر دیہات میں سٹلائٹ ٹاؤن اور فلیٹوں کی تعمیر کے متعلق پروگرام یہ سب قابل ذکر ہیں تاکہ بے گھر لوگوں کو گھر مہیا کیے جا سکیں ۔ ان سب اصلاحات میں طرح طرح کے روڑے اٹکاتے رہے اور سازشیں کرتے رہے اس لیے ان طاقتوں کو ختم کرنا چاہیے ۔ موجودہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت جو عوامی حکومت ہے جس میں متوسط طبقہ اور غریب طبقہ برسر اقتدار ہے۔ اس نے اس میں نمایاں کردار ادا کیا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو کہ بڑی ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے ، کیا آپ کی تقریر کرنے کی نیت نہیں ہے ؟

مسٹر نذر حسین منصور ۔ لیکن جناب والا ۔ بعض چیزیں وضاحت کے لیے ضروری ہوتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ آپ اپنی تقریر میں وضاحت کر لیں ۔

This is not fair.

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ یہ موقع پرستوں کا طبقہ ہے یہ پاکستان پیپلز پارٹی پر اب یلغار کیے ہوئے ہے اور ہر طرف سے حملہ آور ہو رہے ہیں کہ اتنے لاکھ آدمی پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے ، اتنے ہزار آدمی شامل ہو گئے ۔ یہ ہمارے لیے انتباہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ ہمارے پرانے لوگ فکر نہ کریں لیکن ہم مہمان کی حیثیت سے ان کا خیر مقدم کرتے ہیں لیکن پیپلز پارٹی کی

بھی کچھ حدود و قیود ہوتی ہیں اور ان حدود و قیود کا خیال رکھنا ہوتا ہے کیونکہ مہمان گھر کا مالک نہیں بن جاتا ۔ ان حدود و قیود کا قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو خیال رکھے ہوئے ہیں ۔ اس لیے کہ ہمارے قائد عوام انتہائی زیرک سیاستدان ، مدبر اور دانشور انسان ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس دور کے ایک عظیم سیاستدان ہیں ۔ ان کی سب لوگوں پر نظر ہے ۔ اس لیے ہمارے طبقے کو مایوس نہیں ہونا چاہیے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے جو پرانے کارکن ہیں انہیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کے لیے خوشی کا پیغام ہے ۔ بعض لوگ اپنے خود غرضانہ مفادات حاصل کرنے کے لیے آئے ہیں ۔ لیکن جب انہیں وہ مفادات ملتے نہیں تو وہ پھر روٹھ کر کسی اور طرف چلے جاتے ہیں ۔

جناب والا ۔ یہاں متحدہ حزب اختلاف کا بھی ذکر آیا ۔ اس لیے میں اپنی سالانہ بجٹ تقریر میں حزب اختلاف کی تعمیری تنقیدوں کا خیر مقدم کرتا ہوں ۔ کیونکہ ملک کو ایک ایسی متحدہ حزب اختلاف کی ضرورت ہے جو برسراقتدار پارٹی پر صحیح ، جامع اور تعمیری تنقید کر سکے ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ایک ہی واضح پروگرام ، ایک ہی مثبت پروگرام ، ایک ہی مماثل پروگرام رکھنے کے باوجود حزب اختلاف کی پارٹیاں باہم دست و گریباں ہیں ۔ وہ ایک دوسرے سے علحیدہ ہیں ۔ برسراقتدار آنے سے پہلے ہی ان میں باہمی اقتدار اور رسہ کشی کی جنگ ہے ۔ لیکن یہ برسراقتدار پارٹی کا قصور نہیں ہے ۔ یہ اگر قصور ہے تو حزب اختلاف کے اپنے زعما کا قصور ہے کیونکہ گزشتہ پچیس تیس سالہ سیاست سے جو انہوں نے سبق سیکھا ہے وہ اس سے مجبور ہیں اور وہ اپنی سازشوں کا آپ ہی شکار ہو رہے ہیں ۔ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے ۔ ہم تو ان کا خیر مقدم کرتے ہیں ۔ اور میرے خیال میں دفعہ 144 لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارے کارنامے اتنے درخشندہ ہیں اور ہم نے عوام کے لیے اتنے ترقیاتی کام کیے ہیں کہ ہم ہر گاؤں میں ، ہم ہر محلہ میں ، ہر قصبہ میں اور ہر شہر میں عوامی سطح پر متحدہ محاذ کے لیڈران کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور ان کی تقاریر کا جواب دے سکتے ہیں ۔ ہم عوام کو قائل کر سکتے ہیں ۔ ہمیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ میرے خیال میں دفعہ 144 کے نفاذ سے آپ کے خیالات کو عوام کے سامنے پیش کرنے سے روکنا نہیں ہے بلکہ اس کی وجوہات وہی حدود و قیود اور پابندیاں ہیں جو

جمہوریت کی طرف سے جمہوری حکومتوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً عائد کی جاتی ہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ منور احمد ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ تھوڑا سا وقت اور دے دیں میں کچھ اپنے علاقائی مسائل کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے ٹائم کی پابندی کی بات کی ہے تو اس سلسلے میں میں یہ کہوں گا کہ آج صبح اجلاس 8 بج کر 20 منٹ پر شروع ہوا اور کورم کا اعتراض ہو گیا تو دوبارہ اجلاس ایک گھنٹے کے بعد 9 بج کر 20 منٹ پر شروع ہوا ۔ اس لیے جو فاضل اراکین کورم کے اعتراض ہونے سے پہلے یہاں موجود تھے وہ بیس منٹ تک بولیں گے اور جو فاضل اراکین موجود نہیں تھے ان کے لیے آٹھ منٹ کا وقت تجویز کیا گیا ۔ راجہ منور احمد ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ اگر آپ پانچ منٹ اور دے دیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ حافظ صاحب آپ کو تقریر کرتے ہوئے بیس منٹ ہو گئے ہیں ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں تو پابندی کے ساتھ اجلاس میں حاضر ہوتا رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اسی لیے آپ کو بیس منٹ دیے ہیں ورنہ باقیوں کے آٹھ منٹ ہیں ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ ہم آپ کے شکر گزار ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میری گذارش یہ ہے کہ اس کو خود ممبران کی good sence پر چھوڑ دینا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ممبران کی good sense تو یہ تھی کہ 9 بجکر 20 منٹ پر اجلاس ہو ۔ اب علامہ صاحب یہ نہیں ہو سکتا کہ پہلے چھ مقرر چھ دن تقریر کر جائیں اور باقی 180 ممبران کو تقریر کرنے کا موقع نہ ملے ۔ میں نے تو اس میں equitable distribution کرنی ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ آپ کو بڑی patient ruling دینی چاہیے ۔ میں نے جو نکتہ کا آغاز کیا تھا وہ نکتہ جب انجام پذیر ہوا تو آپ نے اپنا فیصلہ صادر فرما دیا ۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ تھا اور میں نے خود بھی لیشنل اسمبلی میں یہ دیکھا ہے کہ وہاں جناب سپیکر ۔ نے ریلوے بجٹ پر کہہ دیا تھا کہ ہمیں وقت کی پابندی impose نہیں کرنی چاہیے ۔ ممبران وقت خود ہی مقرر کریں ۔ مقررین کو محدود نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس طرح سے تقریر کرنے والوں کو دقت محسوس ہوگی ۔ اس لیے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں اس کا فیصلہ اس ایوان کے اعتماد کے ساتھ ممبران پر چھوڑ دیجیے کہ کون لمبی تقریر کرتا ہے کون مختصر تقریر کرتا ہے ۔ اور کون غیر ضروری اور غیر متعلقہ تقریر کرتا ہے ۔ اس کے بعد اگر آپ کو ضرورت محسوس ہو اور جیسا کہ آپ دو دنوں میں وقت مقرر کرتے ہیں تو وقت متعین کر دیں ۔ لیکن آپ کے فیصلے کا مجھ پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لیے کہ میں 8 بجکر 20 منٹ پر یہاں موجود تھا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میری اس میں گذارش یہ ہے کہ آپ وقت مقرر کریں یہ آپ کی discretion ہے اور آپ کر سکتے ہیں لیکن اس طرح کی discretion نا مناسب ہوگی کہ جو ممبران حاضر تھے ان کو وقت زیادہ دیا جائے اور جو حاضر نہیں تھے ان کو وقت کم دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں ان کو کیا punish کر سکتا ہوں کہ جو ممبران ایک گھنٹہ پہلے آ گئے ہیں ؟ Must I punish them ?

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ punish ment آپ کو دینی ہی نہیں چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں ان کو punish نہیں کر رہا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ punishment دینی ہی نہیں چاہیے اور نہ ہی اس بارے میں آپ کو سوچنا چاہیے ۔ آپ تمام ممبران کو برابر وقت دینے کی کوشش کریں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ آج اجلاس ایک گھنٹہ دیر سے شروع ہوا ۔ لیکن جو ممبر صاحبان حاضر نہیں تھے وہ کوشش کر رہے ہیں کہ مناسب وقت میں اپنے خیالات کا اظہار

کر دیں ۔ لیکن اگر آپ نے وقت مقرر کیا ہے اور ان کی discretion پر نہیں چھوڑا تو پھر کم از کم سب کو برابر کا وقت دینے کے متعلق غور فرمائیں ۔ اس لیے کہ یہ مناسب ہوگا لہذا آپ اپنے اس فیصلے پر نظر ثانی فرمائیں اور تمام ممبر صاحبان کو برابر برابر وقت دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ منور احمد ۔

میں کل صبح ہاؤس میں 8 بجکر 5 منٹ پر اس بات کا اعلان کروں گا کہ اگر کوئی مقرر نہیں آتا

He will be losing his chance.

اور 8 بجکر 5 منٹ پر مقرین کو ملانا شروع کروں گا ۔

راجہ منور احمد ۔ جناب سپیکر ۔ جیسا کہ میں نے پچھلی مرتبہ تقریر کرتے ہوئے عرض کی تھی اور آپ کو تکلیف دی تھی لہذا اس مرتبہ پھر میں آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ اس ملک کی دوسری اسمبلیوں میں جیسا کہ دستور ہے یعنی بلوچستان کی اسمبلی میں لوگ بلوچی زبان میں تقریر کرتے ہیں ۔ اس طرح سرحد اسمبلی اور سندھ اسمبلی کے لوگ وہاں کی اپنی زبانوں میں تقریر کرتے ہیں ۔ اگر آپ لوگ برا نہ مانیں تو مجھے اجازت دی جائے کہ میں بھی یہاں پنجابی زبان میں تقریر کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس سلسلے میں مجھ سے اجازت لے رہے ہیں ؟

راجہ منور احمد ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں اجازت لینے کی کیا بات ہے ۔ اس میں تمہید کی بات کی ضرورت ہی نہیں ہے کیوں کہ صوبہ سرحد میں بھی اور بلوچستان میں بھی یعنی ان دونوں صوبوں میں غالباً اردو زبان میں تقاریر کی جاتی ہیں ۔ سندھ میں تین زبانوں میں تقاریر کی جاتی ہیں ۔ اس لیے تمہید کی تو ضرورت ہی نہیں بہر حال آپ بغیر تمہید کے بھی اجازت مانگیں گے تو آپ کو اجازت ہے ۔

راجہ منور احمد ۔ جناب والا ۔ 77-1976 کا میزانیہ ۔ مجھے معاف کیجیے میں پھر اردو میں تقریر کرنے لگا ہوں ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ میں کوشش کروں گا کہ میں پنجابی دے وچ تقریر کراں ۔ جناب والا ۔ 77-1976 کا بجٹ جو بڑا زیر بحث ہے اور اوھدے نے کافی کچھ کیا جا چکا اے اور میرا خیال

ایہہ ہے اے جیہڑا موجودہ اسمبلی دا آخری بجٹ ہے اور وزیر خزانہ نے اپنی تقریر دے وچ جیہڑی انہاں نے بجٹ پیش کر دے ہویاں اس ایوان دے وچ کیتی اے ۔ انہاں نے بڑی خوبصورتی دے نال اس برصغیر دے وچ جمہوریت ۔ سیاست اور معیشت اور معاشرت دا جیہڑا ارتقا اے اس دا ذکر کیتا انہاں نے ایہ کہیا اور اک جگہ اشارے نال اک جگہ بڑی واضح طور تے انہاں نے نشان دہی کیتی اے کہ تمام ارتقا جیہڑا او اک ایسے مقام تے پہونچ گیا جتھے روشنی دی کرن دا تے سوچ دا ذکر انہاں نے کیتا اک ایسی صبح دی نشان دہی کیتی جیہڑی کے اینان دے خیال وچ تمام تاریکیاں دے بعد اک ایسی صبح جیدے بعد لوکاں دیاں تکلیفاں انہاں دیاں مصیبتاں انہاں دے مسائل دا حل پاکستان پیپلز پارٹی دے اقتدار دی صورت وچ ہو جاتا سی ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر خالق صاحب جیہڑے ساڈھے وزیر خزانہ نیں اس پارٹی وچ آن تو لیکے ہن تک مختلف محکماں دے وچ رہ نیں ۔ لیکن وزیر خزانہ دی حیثیت نال انہاں نوں اے پہلی دفعہ موقع ملیا اے کہ بجٹ نوں پیش کرن ۔ ڈاکٹر خالق صاحب دے واسطے اک بہت بڑی جیڑی prolem اے جیڑی انہاں واسطے مصیبت ہے او اے وے کہ ڈاکٹر صاحب نے جس انقلاب دا ذکر کیتا اے ۔ اوہ تبدیلی اس جماعت دے 1970 دے انتخاب دے بعد اور 1971 دے اقتدار دے آن دے بعد شروع ہوئی سی اور انہاں نوں یاد رکھنا چاہیدا اے کہ پارلیمانی جمہوریت دا اے خاصہ ایہ اصول اے کہ 4 سال گذرن دے بعد پنجواں جیہڑا سال اے او اس اسمبلی توں ہار اک میزانیہ دا سال ایہہ حساب کتاب دا سال اک حساب کتاب جیہڑا اس اسمبلی دے وچ اعداد و شمار دی صورت دے وچ پیش کیتا جا رہیا ایہ ایک حساب کتاب جیہڑا اس جماعت دا انہاں دے اقتدار دا اس اسمبلی دے بارےتیار کیتا جا رہیا ایہ ۔ جناب عالی انہاں نے اقتدار وچ دے ویلے اس ملک دے عوام دے نال کچھ وعدے کیتے سن اور ایہ وعدے اگر میں انہاں نوں تقسیم کراں تو میں انہاں نوں تین حصیاں وچ تقسیم کر سکتاں وان انہاں نے تین طریقیاں دے نال نال اس ملک دے عوام دے نال وعدے کیتے ۔ ایک تو او وعدے جیہڑے اس حکمران جماعت نے جس وقت اپنے جماعت بنائی سی نے اس ملک تے لوکاں دے وچ نویں سیاسی جماعت کیوں بنا رہے ہاں اس ملک دے وچ اک نویں سیاسی جماعت دی کی ضرورت ایہ ۔ جینہا نوں اے اپنے پالیسی اینڈ فاؤنڈیشن ڈاکومنٹس دی

صورت وچ لوکاں دے سامنے پیش کر دے نیں دوسرا وعدہ انہاں نیں 1970ء دے انتخابات دے ویلے اپنے منشور دی صورت دے وچ کیتا سی ۔ او تیسرا وعدہ جیہڑا کہ میں سمجھناواں کہ اس جماعت دے واسطے او اسی طرح مقدم اے اور اسی طرح اے مقدس اے جس طرح کہ پہلے دوسرے وعدہ نے او اے وعدے نیں جیہڑے انہاں دے قائد دے مختلف مقامات مختلف موقعاں دتے اتے اپنی تقریراں دے وچ لوکاں دے نال کیتے سی ۔ جناب والا ۔ میں پہلا اپنی تقریر دا حصہ جیہڑا اے صرف اس گل دے وچ صرف کرنا چاہناں واں کہ انہاں نے اس ملک دے لوکاں دے نال کی وعدے کیتے سی اور چار سال گذرن دے بعد اے گل جیہڑی اے ۔ اے لوکاں دے سامنے واضح ہونی چاہی دی اے ۔ اس جماعت نے انہاں دی تکمیل دے سلسلے دے وچ کس حد تک ابتدا یا کسی حد تک تکمیلی کم کیتے نیں ۔ انہاں نے میں اپنی بجٹ نوں رکھنا چاہناں واں تاکہ اس تو زیادہ اے پہلے نال ۔ جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے اسلامی سوشلزم دا ذکر کیتا اینا نے اپنی بجٹ تقریر دے وچ کیا ایہ:

Page 2, of the Budget Speech of the Finance Minister, from line 3 to line 7 -

> **He appeared on the dark horizon line a bright star of fortune of our nations as the embodiment of the people's aspirations and like the Allama Iqbal's revolutionary sun and introduced reforms of for reaching magnitued towards the establishment of Islamic Socialism under our manifesto.....**

جناب عالی ۔ ڈاکٹر صاحب اک بڑے لکھے انسان نیں میں حیران ہاں کہ میرے تن ڈاکومنٹس جنہاں دا میں حوالہ دتہ اے ۔ میں اس ایوان دی میز اتے رکھن واسطے تیار آں ۔ اگر انہاں تناں ڈاکومنٹس دے وچ کسی جگہ نے اسلامک سوشلزم دے دعوے دا مینوں ذکر وکھا دین ۔ اسلامک سوشلزم دا نہ انہاں دے منشور وچ ذکر اے ۔ اسلامک سوشلزم نہ فاونڈیشن اور پالیسی ڈاکومنٹس دے وچ ذکر اے جدے اتے انہاں نے پارٹی بنائی سی ۔ جیدے اتے اینان نے عوام نال وعدے کیتے سی کہ اسی ملک دے وچ اس واسطے سیاسی پارٹی بنا رہے آں کہ سانوں اینان اینان چیزاں اینان اینان تبدیلیاں دی ضرورت اے اور نہ جناب انہاں نے اپنے 1970ء دا منشور لوکاں دے سامنے لے کے گئے سن اوے

وچ انہاں نے اسلامی سوشلزم دا لفظ استعمال کیتا اے دوبی ڈاکومنٹس اس وقت میرے کول اسمبلی دے وچ موجود ہن انہاں دے وچ کسے جگہ تے اسلامک سوشلزم دا لفظ use نہیں کیتا ۔ جناب اے لفظاں دا ہیر پھیر اے ۔ اعداد و شمار دا ہیر پھیر ایہ جھڑا نہیں چل سکدا لوکاں نو 1970ء دے منشور دے وچ تساں اے گل آکھی سی اے قوم دے نال دھوکہ ہوندا رہیا ایہ ایہ دھوکہ میرے خیال دے وچ 30 سال دی تاریخ دے وچ جنان وڈا دھوکہ ایس جماعت نے کیتا میں ایہ نہیں کہندا ایس دھوکہ دے وچ جیہڑے اسی لوک آں جیہڑے ایس جماعت دے بنان والے ساں ایس جماعت نوں آگے لیان والے سن جنہاں ایس صوبے دے وچ ایس جماعت واسطے خون پسینہ اک کیتا اور ایس الزام توں بری ذمہ نہیں ۔ میں قطعاً تاریخ دی اپنی او سیاہ زندگی جیہڑی ہے میں اپنے آپ نوں کدی وی بری ذمہ کرن واسطے تیار نہیں ۔ اسی لوگ جیہڑے آں اپنی اس تاریخ دے وچ انہاں گلاں تو معاف کر دتے جاواں گے ۔ جناب عالی ۔ کوئی ناراض یا کوئی چین بچین ہوں دی کوئی ضرورت نہیں کہ تسی ناراض ہو کہ میں اے کیا کہ اے سیاہ ترین زندگی سی جدے واسطے اسی شرمندہ وآں جدے واسطے سانوں قوم دے سامنے معافی منگنی ہوئے گی ۔ اور میں نے کہنا وآں کہ اگر ایہہ لوگ جیہڑے اقتدار دے اوس پاسیوں اٹھ کے ایس پاسے آ گئے نیں اگر اوہ قوم دے سامنے جا کے اپنے گناہواں دی تلافی دے واسطے اگر اونہاں نوں قوم نو ایہہ وی کہنا پوے کہ اساں بڑیاں غلطیاں کیتیاں سن اساں بڑے گناہ کیتے سن ، اساں توانڈے نال دھوکہ کیتا اے ایس دھوکے دی تلافی دے وچ اگر انہاں نوں قوم نال ایہہ وعدہ وی کرنا پوے تے میں سمجھناں وآں کہ ایہہ وی کوئی بڑا وڈا کفارہ نئیں ۔ تے جناب سانوں پوری زندگی ، آن والی زندگی وچ سانوں پبلک آفس وچ نہ لیانا ۔ سانوں لوکاں نوں تسی ذاتی طور تے اقتدار وچ نہ لیاؤ ۔ لیکن جیہڑیاں گلاں اسیں کہ رئے ہاں اوہ ضرور سن لوو ، اوہ بالکل صحیح نیں ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر تعلیم ۔ اوہ کہن گے کہ پہلے وی تسی غلطی کیتی سی تے ہن وی غلطی کر رئے او ۔

(قہقہہ)

راجہ منور احمد ۔ جناب والا ۔ ایس جماعت دی تاریخ دے شروع ہوں توں ایس تاریخ دا پہلا باب مکمل ہو گیا اے اور میں یقین نال کہنا وآں کہ

ایہہ جماعت اپنی تاریخ دے آخری باب وچ جا رہی اے اور جنابا بھٹو صاحب چھڈ کے جانے دے بعد اس دے بعد ایس بحث نوں انہوں شروع کران کہ انہاں نے اپنے منشور دے وچ ، جس طرح کہ میں اگے ذکر کیتا اے ، کہ اسلامی سوشلزم دا وعدہ اینان نے لین کیتا ای نئیں کسے جگہ تے اور ایہہ بار بار اسلامی سوشلزم دا لفظ استعمال کر دے لین ۔ دوھوین ڈاکومنٹس میرے پاس موجود نیں کیونکہ میں نئیں چاہندا کہ ایس ایوان دا وقت ضائع کیتا جائے مگر میں اوھدی ورق گردانی نئیں کرنی چاھندا اور نہ میں پڑھنا چاہنان کہ اوہ کلازز کی نیں جنہاں وچ اینان نیں سوشلزم دا ذکر کیتا ۔ لیکن میں ایہہ بالکل یقین نال توانوں کہہ سکدا آں کہ اسلامی سوشلزم دا کوئی ذکر نہیں کیتا اینان لیں سوشلزم خالصتاً سوشلزم دا ذکر کیتا اے اور ایہہ ہن اوھنوں اسلامی سوشلزم دا ناں دینا چاہندے نیں اور بالکل ہن تے باہر عوام دے وچ تے ایہہ اسلامی سوشلزم وی نئیں کہنا چاہندے ۔ ایہہ صرف اسلام دے نال سوشلزم دی جنگ دا آغاز کر رہے نیں ۔ ایس واسطے ، جناب والا ۔ توانوں اک اینہاں دے مسیحا دی روشنی دے اک ستارے دی تقریر سناواں ۔ اوس دا اک چھوٹا پیراگراف سناواں جیہڑی اوس لیں اپنی ملک اور قوم دے بارے کیوڑ سالساں دے سامنے 20 دسمبر دی رات نوں کیتی ۔ ساری تاریخ پچھل جاؤ ساڈی تاریخ نوں چھڈ دیو کیہہ اینہاں نیں اقتدار وچ آون تو پہلے ایس ملک اور ایس قوم دے نال کی وعدے کیتے من ۔ میں کہنا واں کہ جس وقت تسی اقتدار وچ آ گئے تے تواڈے لوکاں دے نال کی وعدے سن ، توہاں لوکاں دے نال کی کیتی سی ۔ میں ذرا اک پیراگراف پڑھنا آں ، اینہاں دا اپنا جیہڑا حکمہ انفارمیشن اے اوس دی مطبوعات دے وچوں اک کتاب اے ۔

(Quotation from "President of Pakistan, Zulfiqar Ali Bhutto. Speeches and statements December 20, 1971-March 31, 1972)

(Page 3 جناب !

I want the flowering of our society, I want initiative in the hands of our people. To breathe, I want suffocation to end. I know what it means under dictatorship that decides fundamental matters in their own manner. This is not the way civilized countries are run. Civilization means civil Rule. Civilization means institutions."

جیہڑا آدمی ایہہ کہوے کہ :

Civilization means institutions.

اور اوہدے وقت دے وچ ملک دے تمام institutions تے اداریاں دا ستیاناس کر دیتا جاوے ۔ اوس دے بعد کہندے نیں :

Civilization means democracy...What a hypocracy—

what a hypocricy جیہڑا اے ایہہ اوہدا حصہ نئیں ، صرف civilization mean sdemocracy اوہدا حصہ اے ۔

Every institution of Pakistan has either been destroyed or threatend and that is why we face this state today. We have to rebuild democratic institutions, we have to rebuild confidence. We have to rebuild hope in the future. We have to rebuild a situation in which the common man, the poor man in the street can tell me to go to hell, I do not believe you and I do not like you. We have to make our Government accountable Why we face this situation is because there has been no accountability. Without accountability, you can achieve no results.

جناب : تہاڈا تے یوم حساب آ گیا اے ۔ جناب وزیر خزانہ نوں میں کہنا آں کہہ جس accountability دا 20 دسمبر 1971ء وچ تساں لوکاں دے سامنے کہہ کے آئے سو ، جدے وچ تسی کیا سی کہ "بھٹو جائے جہنم میں ، میں تمہاری بات پر یقین نہیں کرتا" تساں تے لوکاں نال وعدہ کیتا سی کہ میں لوکاں نوں ایہہ حق دیواں گا کہ لوک گلی وچ کھلو کے پھہ سکن ۔ جناب ۔ ایہہ 20 دسمبر 1971ء نوں جس ویلے تسی سیکورٹی کونسل توں واپس آئے سو ، جس ویلے ایس ملک دے دو ٹکڑے کرا چکے سو ، اوس ویلے تسی ایہہ گل کیہی سی ۔ ایہدے بعد ایہہ واقعات ایتھے نئیں کھڑے ہو جاندے ۔ تسی ایس ملک دے لوکاں دے نال اک دھوکہ نئیں کیتا ، تسی دھوکے کیتے نیں ۔ تساں وعدہ خلافیاں نئیں کیتاں تسی جمہوریت دے پردے وچ آمریت قائم پئے کر دے سو ۔ تسی غریباں دے نال دے اتے جاگیرداراں اور نواباں دی حکومت قائم پئے کر دے سو ۔ تسی کہندے او کہ اسی رجعت پسند آں ۔ اسی رجعت پسند آں ایس واسطے کہ اسی سیاست نوں اگے کھڑنا چاہندے آں ۔ اسی ایس واسطے رجعت پسند نئیں آں کہ اسی سیاست نوں 30 سال پرانی سیاست دے وچ نیہہ کھڑنا چاہندے آں ۔ رجعت پسند تسی او ۔ تسی سیاست نوں پاکستان بنن

دی سیاست توں وی پچھے کھڑنا چاہندے او ۔ تسی سانوں ہندو سامراج دے پنجے دے تھلے دینا چاہندے او ۔ اسی رجعت پسند نئیں آں ۔ پاکستان مسلم لیگ ، قائد اعظم دی جماعت اور قائد اعظم خود اور پاکستان دی قوم جیہڑی اک progressive قوم سی ، اک ایسی قوم سی جنہیں کہ سیاست دے جیہڑے پرانے رستے سن انہاں توں ترک کرکے اک ہزار سال دے رستے توں ترک کرکے انہاں نیں نواں رستہ اپنے واسطے اختیار کیتا سی ۔ ایہہ سی اوس ویلے دی ترقی پسند طاقت ۔ چنانچہ کوئی آدمی جیہڑا ایس ملک توں وانہں اوس سیاست دل کھڑے ، رجعت پسند اوہ اے جس نیں ایہہ کہیا کہ جناب میں ایس ملک دے وچ ایہہ کل سن واسطے اک تیار نئیں کہ ہندوستان دے نال جنگ نئیں کیتی جا سکدی ۔ اور جناب ۔ ایہہ وعدہ نے تسی میرے نال نئیں کیتا ، اے تسی پوری قوم دے نال کیتا اور ایہہ وعدہ تسی سیاسی جماعت بنان ویلے نئیں کیتا ایہہ تسی 1970ء دے الیکشن وچ وی کیتا ، اپنی بنیادی دستاویز وچ وی کیتا اور ایس دے بعد تمام تقریراں جیہڑیاں تسی election campaign دے وچ کیتیاں اونہاں دے وچ وی کیتا اور election campaign دیاں تقریراں توں ممکن اے توانوں لوک نہ پھڑ سکن لیکن اے جیہڑے کاغذات نیں جیہڑے تسی عوام دے سامنے رکھ چکے او ، تاریخ دے سامنے رکھ چکے او ، انہاں نوں کس طرح تسی نس سکدے او ۔ تسی اوھدے وچ ، چونکہ وقت کٹ اے ایس او میں دو چیزاں دا ذکر ضروز کرنا چاہندا ہاں کہ تسی اپنی پارٹی بنان دے ویلے جیہڑی foundation documents سن انہاں دے صفحہ 17 دے اتے نمبر 10 ۔ ڈیفنس آف پاکستان رولز دا ذکر کیتا ۔ تساں کہیا سی :

(Quotation from "Foundation and Policy" Pakistan People's Party, page 19 :—

10. Defence of Pakistan Rules.

This Convention demands the immediate withdrawal of the Defence of Pakistan Rules, which are being maintained, long after the emergency has passed to suppress the liberties of the people and to interfere in the normal judicial processes. This Convention demands the immediate release of all politicial prisoners and date-nues.

جناب ۔ تسی کہندے او کہ اساں وعدہ خلافیاں نئیں کیتیاں ، اساں نے ایس ملک دے لوکاں نال جیہڑے وعدے کیتے سن سارے دے سارے پورے کیتے

نیں ۔ تسی ایسے ای صفحے دے اتے نمبر 113 Democracy in Azad Kashmir دا ذکر کیتا اور تساں کیہا کہ :

Condemning the imposition of the Azad Jammu and Kashmir Act of 1964 which resulted in the undemocratic dislodgment of the Government of Azad Kashmir, this Convention demands that the said Act be withdrawn and free election held in the Azad Kashmir ensuring fair representation to all sections of Kashmiries including the refugees.

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر عبدالحفیظ کاردار ۔

راجہ منور احمد ۔ لیک پوائنٹ میں اور عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی تقریر 23 منٹ ہو گئی ہے ۔

راجہ منور احمد ۔ جناب ۔ تسی اک وعدہ جیہڑا پاکستان دے لوکاں دے نال صفحہ 19 تے کیتا سی ، تسی کیہا سی کہ :

20. Press Trust.

The freedom of of press in Pakistan is restricted by undemocratic laws and by executive action. I addition, the Government is in virtual control of the bulk of the newspaper through the institution of Press Trust. In this way the Government carries on its own propaganda while suppressing public opinion.

This Convention demands the dissolution of the Press Trust and repeal of all laws which crub the freedom of the Press.

Mr. Abdul Hafeez Kardar :

Mr. Speaker, I heartily welcome the sentiments expressed by the honourable Finance Minister and the great achievements that Pakistan has registered in varied fields of human endeavour under the Leadership of Prime Minister Mr.Zulfiqar Ali Bhutto. All pledges made by the Pakistan Peoples Party in the election manifesto of 1970 have been honoured. I had all intentions to keep myself restricted to economic issues but since the honourable Member from Jhelum has chosen to restrict himself to purely poltical issues, I thought I should remind him the difference between a manifesto and the public

will which is expressed at the polls. What is contained in a manifesto is a throw into the public to see what the reaction is. it is for the people, eventually, to give the verdict and mandate to the ruling party as to why they are being put into power. So, when the foundation papers are mentioned it should also be remembered that on many occasions, there were numerous and hundreds of them and I rememer seeing the member from Jhelum in quite a number of those public meetings, Mr. Zulfiqar Ali Bhutto did repeatedly mention the words "Islami Mussawat" and "Islami Socialism". This is what the general public wanted and this is what the general public voted for. Not merely the manifesto that was put forward but on that particular issue

(applause)

which was put forward before the general public. That is the relevant issue which has to be taken into consideration. Not merely what is written but an improvement of what was originally decided upon by a handful of official members howsoever important they were.

Regarding the democratic issue, I merely want to remind the member from Jhelum, who was the Advisor to the last Chief Minister of this Province, the deeds of that Chief Minister. I don't want to recount what the did but I want to narrate [illegible] particular incident where. I think, the member from [illegible]um was also present. That is, the time when the new Leader of House was being elected and the out-going Chief Minister was there and I had the privilege of saying that let [illegible] maintain honourable traditions and thank the out-going Chief Minister. It will be recalled that I was told by my colleagues and Members of this august House that "Mr. Kardar, sit down. You were not here in the last few months and you don't know how much the Chief Minister did against us. He sent the Police to our residences". This was the act of the Chief Minister whose Advisor the member from Jhelum was These are the traditions you set up yourself and it does not befit you to talk about democratic institutions which you tried to subvert. I was merely talking about this particular aspect and in saying so I would submit that, when the Party and the Chairman went a step further in the implemenation of the

manifesto, we had in mind that primary objective, that principle which forms one of the four principles of Party, i e.

طاقت کا سر چشمہ عوام ہے ۔

So, when the Awaam said "Islami Musawat", "Islamic Socialism", then natuarlly Socialism had to be amended to make it subservient to Islamic principles.

(applause)

Sir, I said that all pledges have been honoured. It is not always possible in a developing country to bring about socio-economic Justice over-night. Resources are required but even the worst of enemies of Mr. Bhutto and his Party would acknowledge that reforms have been introduced in all spheres of national life; may be social or economic, may be in the field of education, agriculture, Labour, etc.; and are being followed very sincerely, are being followed vigorously and are being followed for implemenation. It is the far-sighted vision of the Prime Minister that we have been able to lay down the foundation of a society which will look-after the common man. I am surprised that in the debates which have taken place on the occasion of the supplementary budget, one particular aspect has been over-looked by my friends on the Opposition benches, that is, the great achievement in restoring the dignity of man --- what you call the abolition of Sardari system. In fact, it is the abolition of slavery which existed in the 20th century and in a part of Pakistan. The restoration of the dignity of man, to liberate his soul and to liberate his body are the main objectives of the Pakistan Peoples Party's programme because, after all, it is not the machines, it is not merely the system that really matters but it is the man behind everything that matters. We want to bring dignity to man and that is why all the measures which have been taken have been directed towards this particular direction.

(interruptions)

Please stop interrupting. I never interrupt my friends. Mr. Speaker, I would add that you can't quote an instance of any government which has attempted even a meagre part of the reforms that this government has introduced and that too in a small period, in a small time and in a limited time of 4½ years. Just cross your mind back to the problems that were

faced by this government. I don't want to repeat them because you know more about it. Some of these major problems were the occupation of armed forces and the large number of people which we had lost to captivity in India but this is a fact that the restoration and dignity not only of man but of Pakistanis has been well established.

Now, Sir, I am going to make certain references to the Federal Budget also because it is only after the Federal Budgteory allocations have been made that the Provincial Government gets its allocation. That is why I deem it necessary to make certian references to that Budget. Out of the total allocations of Rs. 350 crore, the Province of Punjab is going to get Rs. 189.44 crore for its development. Due to this particular reason, I would like, first of all, to congratulate the Federal Finance Minister for bringing forward measures which are calculated not merely to protect the interest of the poor and the low income groups but also to bring relief to these particular groups of our people. In a secondary position, but equally important, our own honourable Finance Minister has imposed no tax and he is to be congratulated for furthering the Federal Government's objective of bringing relief to the common man and advancing his interest. While on this subject, I want to say one or two things about the Federal Budget.

Mr. Speaker, I sincerely welcome the steps taken by the Hon'ble Finance Minister to boost exports by giving rebate or aid from twenty five per cent to fifty per cent. I would suggest that the case of each industry should be examined separately because if we take up the case of the textile industry it will be found that we have some cheap competitive producers like South Korea, Hong Kong. It seems to me that rebate on export of textile sector needs to be increased. It may perhaps prove a little inadequate. With regard to another important sector in which I think there is tremendous need for improvement is that although Pakistan continues to remain exporter of raw matrials, there are certian commodities in which it exports semi manufactured goods like grey cloth canvas and leather. There is room for acquiring as much technological skill as we can

and we have instances of countries in Asia like South Korea, Hong Kong, Portugal and Greece which have come up through technical collaboration with other countries. How they come about in doing so is by linking the trade agreements with technological aid. I strongly recommend that whenever we formulate our trade agreements with foreign countries we should not merely restrict ourselves to exchange of commodities but rather add the over riding clause that all trade agreements should include technological skill and know-how so that we can add value to our products not only for the benefit of the producers here but also it will set better prices when we will export our goods and it will also be found qualitywise more competitive with other countries. I also welcome the Honble Finance Minister for incentives given not only to public sector but also given to the private sector. I welcome the provisions he has made for the BIM Corporation and I hope they will yield higher profits and also the concessions that he has given to the private sector and I hope they will come forward and invest for the improvement of our economy. My Hon'ble friend Mr, Rauf Tahir from Lahore Distt always talked about the third world. Sir, how the third world go about improving its lot. He must equally remember that there is a tremendous confrontation going on between the rich and the poor nations and that complcation is purely on the economic level, but unless we know Pakistan can defeat the capitalist forces.....

Mr. Nazar Hussain Mansoor: Mr. Speaker, I would like to invite your attenteon that the Hon,ble Member has taken six minutes more than the fixed time.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : Unless we know Pakistan can defeat the capitalist forces when the limited technological resources are at the disposal of the third world, it is not merely by slogans as are raised by those who draw distinction between the subjective and objective idealism as was done the other day that we can solve the problem. It is by unifying the third world and in that Pakistan has played a very significant and leading role. Since an attempt is being made to restrict my own participation in this particular debate I would like to come straight on to the provincial measures which have drawn

my attention and I am going to pick up just three or four fields in the industrial sector and one in the educational sector. I think it is very heartening that the allocation of 7.40 crores has been made for the Punjab Industrial Development Board. The question here is that how far productive use of these resources is going to be made. Is it going to be made for purely setting up of textile mills and sugar mills which the private sector also prefer or is it going to be in areas where there is a big gap. Sir, I would like to say some thing for the consideration of the Hon'ble Finance Minister and the Minister of Industries to kindly take note of this suggestion that there are areas where some thing of this nature can be done. As the House knows there are large number of producers of grey cloth and canvas in Lyallpur, in Gujranwala, in Wazirabad and in jalalpurjattan. Now there is need for improving the value of the goods produced and in this particular respect the Punjab Industrial Development Board can set up finishing units so that it can provide necessary service. It will add value to the products of entreprenure, it will add value to the exports and thereby help to reduce our very big trade balance deficit. Sir, the another field in which I would like to make submission is that where as check .....

Raja Muhammad Afzal : Point of order Sir. The Honsble member has taken much more time. I think you must have noted how much time the Hon'ble Member has taken and then the other members have the same right to take the same time.

Mr. Chairman : I am well aware of it. The time has been noted and yet he is in time

Voices From the Opposition Benches (What was the time noted)

Mr. Chairman : The time noted was 10.22. This tim been noted by Mr. Speaker. Now what is the time, he can speak upto 10.45. Grace of two minutes can also be given.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ وقت مقرر ہو چکا ہے آپ نے شاید سنا ہوگا کہ جناب سپیکر نے اس پر فیصلہ نہیں فرمایا ۔

فیصلہ یہ ہوا ہے کہ وہ کل اس پر فیصلہ کریں گے ۔ کہ کس ممبر کو کتنا وقت دیا جائے ۔

Mr. Chairman : It is for the Speaker to decide how much time a member has to take and I hope that the Hon'ble members will act thereupon.

Mr. Abdul Hafeez Kardar : Mr. Speaker, I was suggesting

Mr. Nazar Hussain Manzoor : Sir, it has been decided.

Mr. Chairman : It is for the Speaker to decide and it is not for the members to decide. Please continue.

Mr. Abdul Hafeez Kardar : Sir, I was talking about areas in which the Punjab Industrial Board can promote the economy of this Province and I have suggested the setting up of finishing units. Secondly Sir, the area in which it can play significant role is by setting up a joint venture with the producers of spindles because if the House would like to know there are thirty five lac spindles installed in the country. Three and ahalf lac spindles are replaced each year and they are imported. I would suggest that a unit should be created for the manufacture of these spindles within the country. It will lead to saving of foreign exchange, it will lead to acquisition of better skills for our labour and as well as reduce our dependence on foreign countries. Another area in which the Punjab Industrial Board can play important role, and it has relevance to today's news item, is that the Bangla Desh is looking forward for supply of workshop materials and appliances and the Industries Department should set up a Trading Corporation for undertaking some contract work from importers of foreign countries because we have low producing cost, and are the manufacturers of small tools and machine tools in Gujranwala, Wazirabad. By taking this step such areas can be greatly benefitted and they themselves can be benefitted and the country will earn considerable amount of foreign exchange. Mr. Speaker I am grateful that you will give me the time because what I am saying is on the basis of my two years experience and study of the foreign market where I have spent time and I hope some Hon,ble Members who are getting agitated would try to learn some

thing from the experience that others have. I am always willing to listen to them but I would like to say that I will not take more than another ten minutes. Sir, I was talking about how the areas in which the Punjab Industrial Board is functionting can be improved. I know all the areas want sugar mills to be put up. But where the sugar mills to be put I suggest that the sugar mills should set up in areas where sugar mills exist and I hope this suggestion will be given serious thought whether in sugar-cane zone, because it will lead to less investment on the instalment of new machinery, it will lead to better yields in the mill zone areas and it w ll also lead to the production of paper from the molases as a by product. It would be a better use of molases and it will reduce the movement of wagons because of very short supply. The next one is and I think that should be taken into consideration and this is a very important area that the Punjab Industrial Development Board should set up carpet looms in the villages. Now, if you set up a textile mill it will cost you about 2/3 crores and the cost per worker comes to one lac. The total in-take of labour in a traditional textile mill is about six hundred workers. If you instal carpet looms, the cost of one carpet loom is 1200 rupees. It employs four workers, so at the same of a textile mill you would be able to instal about 25,000 such looms and will give employment to one lac persons and this is an area where Pakistan has an edge. We have no competitors. It will add to the export value, it will add to the export earnings and will reduce your trade balance differences. Now these were I thought some areas in Punjab Industrial Board instead of going to the traditional areas to set up mills should play a significant role and this really means a departure from what the role Industrial Development Board as has been repeatedly said, should be. Now, I come to the field of mineral development. It will be recalled particularly by my respected friend the Finance Minister that last year when the Punjab Mineral Development Corporation was being set up I had humbly requested that the allocation for this important field should be about five crores. I am therefore, Mr. Finance Minister, deeply disappointed that you have made provision of one crore thirty lakhs and this is a field

in which if you look carefully you will be able to set up new industry. There is a wide field of industry which you can set up if you successfully mind your minerals development it will also and to the export earnings. These are the fields, I suggest through you Mr. Speaker to the Hon'ble Finance Minister to revitalise and rechannelise the activities of the Industrial Development Board. Another aspect in which the mineral department should take interest is, the provision of power connections to those industrise who use fine coal. It is the common knowledge that the Punjab has poor quality of coal. Has this been analysed? It is because our miners cannot drill beyond the upper level and the upper crest of any strata. They can't go into any depth because they say that the moment they go into any depth they hit across water and for pumping out water they don't get connections. I would humbly suggest that this is your very important work. You depend on import of coal from Baluchistan. It ties up large number of wagons. What is required is greater emphasis on its expolitation and this is a particular situation where all you have to do is to provide merely power connections. It is a situation which needs to be amended and taken note of. I have few things more to say about this particular field but I would like to cross over to field of education. I am not going to lecture on this as the Educational Minister my valued friend being here but I would use the phrase that the students are the greatest asset of a nation. One must say that they need to be educated and trained so that they can produce the wealth that the country needs. I am very happy over this to see that there is increase in the budget. Total developmental and non developmental is about 113 crores and almost half of it has been allocated for the primary sector and I am happy that this is so because the Central Government Policies objectives are to extened facilities of education. Take the light of education to far flung areas and this is the right direction. I pray to God Almighty that once we are granted more resources this will become compulsory. You know Mr. Speaker, in countries where education is compulsory, no child under the age of aikteen can be kept at home and that is under penalty or fine and imprisonment. I would like to see the day when this would be made

compulsory here and we can boast of youth this country which would equip with knowledge and training to come up and build up economy of this country. Mr. Speaker, there are one or two other points in the educational sector which I would like to mention and my Hon'ble friends will not mind it. In the filed of polytechnic there is a big gap between the students of the polytechnic. We find Misteries italic working at Ihnadreth Road. Now this gap has to be bridged. Who is going to bridge this gap? I think this has to be bridged by the polytechnics themselves. I would say that evening classes should be started for the misteries so that they could know the use of modern technological approach. I would also say that you must think of evolving a scheme under which village polytechnics are set up. I remember the time of writing a note when I was your predecessor Mr. Finance Ministor on this particular subject. I know we have limited resources. I am not happy over the provision of 2.40 crores for the technical education because it is too meagre but I know the resources are not there but I would add that atleast an effort can be made by the polytechnics in sending the mobile workshop to rural areas so that they can be taught modern technology to add to the national wealth and national productivities. One more point that realtes to my own constituency and I am also representing the wish of a very large number of people, MPAs & MNAs who say that when education has been nationalised why should the Lahore Corporation pay one crore seventy five lacs annually for primary education. It is a sincere demand that this budget should be taken up by the education department so that Labore Municipal Corporation can divert these funds for so many other activities that they are supposed to cater for the benefit of the citizens of this City. Thank you very much Mr. Speaker.

مسٹر محمد حنیف ۔ جناب والا ۔ موجودہ سالانہ بجٹ پر جو انتہائی متوازن بجٹ ہے میں وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ، اگر اس بجٹ کو ہم 1970ء کے وعدوں کی روشنی میں دیکھیں تو وہ ہماری سنجیدہ اور وعدوں کی تکمیل میں مختلف مدوں میں صحیح طور پر ان کی priorities کے حساب سے مختص کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے میں اپنے حلقہ کے مسائل کی طرف وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کراؤں گا ۔ ہمارے ہاں چھتر کے

مقام پر صنعتی شعبے کے لیے کچھ جگہ حاصل کی گئی تھی ۔ اور وہاں کے زمینداروں نے انتہائی قیمتی زمین کو محض اس مقصد کے لیے دیا تھا کہ وہاں پر صنعتیں لگیں گی اور لوگوں کو ملازمت کے مواقع میسر ہوں گے ۔ مجھے افسوس ہے کہ معمولی اعتراض کی وجہ سے وہاں پر کارخانہ نہیں لگ سکا ہے ۔ حالانکہ ہم یہ بات جناب وزیراعظم پاکستان کے نوٹس میں لائے تھے۔ جناب والا۔ گزارش کروں گا کہ اس مسئلہ کو فوری طور پر حل کریں ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ پچھلی مرتبہ یعنی 1974ء میں آج سے دو سال پہلے میں نے مری میں ایک دفتر روزگار کھولنے کی گزارش کی تھی اس وقت کے وزیر محنت نے اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ ایک دفتر اس علاقہ میں کھولا جائے گا ۔ مگر آج تک توجہ نہیں دی گئی ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ یہ دفتر فوری طور پر کھولا جائے ۔ ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ میں میں نے یہ کہا تھا کہ جلو سے روزن (Rosin) فیکٹری کو مری میں install کیا جائے ۔ کیونکہ روزن پیدا بھی اسی علاقے میں ہوتا ہے ۔ اس لیے قابل اخراجات بار برداری بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ روزن فیکٹری جلد از جلد مری کے علاقے میں قائم کی جائے ۔ جناب والا ۔ ہمارے ہاں ایندھن کی کمی ہے قیمتی درختوں کو نقصانات سے بچانے کے لیے سوئی گیس دی جائے ۔ جناب والا ۔ سوئی گیس کے لیے جو subsidy حال ہی میں اے ۔ ڈی ۔ سی نے دی ہے ۔ اس لیے میں بہت مشکور ہوں ۔ اور امید کرتا ہوں کہ اس پر جلد از جلد عمل درآمد ہوگا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے قیمتی درخت نقصان سے بچ سکیں گے ۔ جناب والا ۔ ہمارے ہاں مری کے بیشتر علاقہ میں سیب کے درخت ہیں اور ان کو بڑی بیماری لگی ہوئی ہے ۔ جس کو codling moth کہتے ہیں اس کی طرف گو کوشش کی جا رہی ہے لیکن نتائج حوصلہ افزا نہیں ۔ لہذا زیادہ تیز رفتاری کی ضرورت ہے اور اس موذی مرض کے خاتمے کے لیے خطیر رقوم مہیا کی جائیں ۔ تاکہ سیب کی فصل کو نقصان سے بچایا جا سکے ۔ ورنہ سیب کے کاشتکاروں کی سخت حوصلہ شکنی ہوگی ۔

جناب والا ۔ سڑکوں کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ ہم موجودہ عوامی حکومت کے ان اقدامات کے لیے مشکور ہیں ۔ اگر ہم اپنی پارٹی کی چند سالہ دور حکومت میں دیکھیں کہ اس سے پہلے صرف راولپنڈی سے کوہالہ تک ایک سڑک موجود تھی ۔ لیکن موجودہ حکومت کے اس مختصر دور میں 4

بڑی سڑکیں ملی ہیں اور ان پر اچھا خاصا کام ہو رہا ہے ۔ اس میزانیہ زیادہ تر تھوڑی تھوڑی رقوم دی گئی ہیں اور صرف 5,5 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ وہاں خاص قسم کے حالات ہیں ۔ پہاڑوں پر کام کرنے کے لیے cost of construction میدانی علاقوں کی نسبت بہت زیادہ ہے اس لیے وہاں اتنی زیادہ رقم درکار ہے ۔ وہاں پر اس تھوڑی سی رقم سے کام نہیں ہو سکتا ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس میں اضافگی ہو تاکہ یہ سڑکیں جلد از جلد مکمل ہو سکیں ۔ علیوٹ کے مقام پر پل فوری طور پر تعمیر کیا جا سکے ۔ شاملات کی تقسیم کا مسئلہ ہے اس میں سفارشات پہنچ چکی ہیں ۔ مسئلہ زیر غور ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ شاملات کے مسئلہ کو مقداروں میں ان کے حصہ کے مطابق جلد از جلد تقسیم کرنے کے انتظامات کیے جائیں تاکہ موجودہ صورت حال میں بے چینی کی وجہ سے جو انتظامی ہو رہا ہے ۔ اس کو فی الفور بچایا جا سکے ۔ جناب والا ۔ مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے سلسلے میں میں جناب وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا مشکور ہوں اور اپنے علاقے کے غریب عوام کی جانب سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہماری پسماندگی کے پیش نظر دوسرے علاقوں کے مقابلہ میں ہمارے علاقے کی ڈویلپمنٹ کے لیے ایک ادارہ قائم کیا گیا ۔ اس کو gross allocation کے طور پر موجودہ ہی سال میں ایک کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ ادارہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی خواہشات کی تکمیل کے لیے فوری طور پر سکیمیں وضع کرے اور ان پر وقت ضائع کیے بغیر عمل درآمد شروع کروا دے ۔ اور حکومت مزید رقوم بھی مہیا کرے کیونکہ یہ ادارہ ہمارے بیشتر مسائل حل کر سکتا ہے جس سے ہماری معاشی زندگی میں انقلاب برپا ہوگا ۔ جناب والا ۔ مری کے مخصوص موسمی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے وہاں کے دیہاتی علاقے کی آبادی کا چیتی کا کوٹہ مری شہر کی آبادی کے برابر کیا جاوے ۔ مجھ سے پہلے یہ اظہار کیا گیا ہے کہ شاید یہ اسمبلی کا آخری بجٹ ہو ۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کو 1971ء تک کے اس پس منظر میں دیکھا جائے ۔ جب ہم برسر اقتدار آئے ہم نے اس اقتصادی ڈھانچے کو صحیح طور پر تعمیر کرنے کے سلسلہ میں کیا کچھ کیا ہے یہ حقائق و شواہد ہیں ۔ اس وقت اگر ہم پانچویں منزل یا پانچویں سال میں ہیں تو یہ بڑی

بے انصافی ہوگی اگر ہم چار سالوں کی ترقی کو یکسر نظر انداز کرکے ہم صرف اس سال کو مد نظر رکھیں ۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ گزشتہ 4 سالوں میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اس ملک کے غریب عوام کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے کیا کیا اقدامات کیے ۔ جناب والا ۔ ہمارا صوبہ بنیادی طور پر ایک زرعی صوبہ ہے ۔ ویسے تمام ملک کے لیے زراعت ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس حکومت نے سب سے پہلے یہ کوشش کی کہ زراعت کے شعبے کو بہتر سے بہتر بنایا جائے ۔ اور اس پر توجہ دی جائے ۔ وہ اس طرح سے ہو سکتا تھا کہ 85,80 فیصدی آبادی جو کہ دیہی آبادی پر مشتمل ہے ان کی حالت کو بہتر بنایا جائے ۔ اور ترقی کی راہ میں ان کی رکاوٹوں کو دور کیا جائے ۔ جب ہم نے 1970ء میں اقتدار سنبھالا تھا ۔ اس وقت جنگ کے اثرات تھے ۔ مشرقی پاکستان الگ ہو گیا تھا ، افراط زر کا دیو گھیرے ہوئے تھا ۔ ان حالات کے باوجود حکومت نے یہ کوشش کی کہ زراعت کی طرف توجہ دے اور اس نے تیز رفتاری سے اپنے وسائل کے اندر ہی اس منزل کی طرف سفر شروع کیا ۔ ہمارے ملک کی زرعی معیشت مجموعی پیداوار کا 45 فیصدی تھی ۔ اور 85,80 فیصدی آبادی زراعت کے ساتھ منسلک تھی ۔ جو کہ اس بات کی متقاضی تھی کہ اس زرعی شعبہ کو جس کو ماضی کی حکومتیں نظر انداز کر گئی ہیں اس پر بھرپور توجہ دی جائے ۔ جناب والا ۔ آپ اگر ماضی میں دیکھیں تو صنعتی پیداوار کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا رہا ہے اس کے برعکس زرعی شعبہ کی قیمتوں میں ایک جمود طاری تھا ۔ جب حکومت نے توجہ دی تو سب سے پہلے زرعی شعبہ کی طرف توجہ دی ۔ بیج کی اعلیٰ کوالٹی مہیا کی ، کھاد پر توجہ دی ، کھاد کی موجودہ پوزیشن گوشواروں کے ذریعہ آپ کو بتاؤں گا ۔ 72 - 1971ء میں کھاد 4.18 کروڑ کی مالیت کی تھی ۔ اور 76 - 1975ء میں 35 کروڑ کی مالیت کی کھاد استعمال ہو رہی ہے ۔ اسی طرح سے جو ٹریکٹر کے لیے زرعی قرضہ جات تھے ۔ وہ 73 -1972ء میں 32 کروڑ 90 لاکھ دیا گیا تھا ۔ اور 76 - 1975ء میں ایک ارب 78 کروڑ کے قریب دیے گئے ۔ یہ زراعت کے شعبے میں ترقی کے لیے خاصے اور ٹھوس اقدامات تھے ۔ اس کا نتیجہ فوری طور پر یہ ہوا کہ زراعت کے شعبے میں ترقی ہوئی ۔ 85,80 فیصدی آبادی کی معیار زندگی اور ملک کی معیشت کو ترقی ہوئی ۔ اور روزگار کے مواقع میسر آئے ۔ وہ سرمایہ جو کہ اس سے پہلے شہروں اور

صنعتوں کی طرف ہوا کرتا تھا۔ اس سرمایہ کا رخ موڑ دیا گیا اور اس کے ذریعہ سے 76 - 1975ء میں زرعی معیشت کو ترقی دے کر اس کے حالات کو استحکام دے کر اس سرمایہ کا رخ دیہات کی طرف موڑ دیا گیا اور اب ان سے دیہاتی مستفید ہو رہے ہیں اور ملک اس مستحکم معیشت سے مستفید ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا بڑا مسئلہ جو ہمارے سامنے تھا وہ یہ تھا کہ مختلف علاقے ترقی یافتہ تھے اور مختلف علاقے انتہائی پسماندہ تھے اور ان کے اثرات ابھی برقرار تھے۔ جناب والا۔ ہماری پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت نے جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ان علاقوں کو جو انتہائی پسماندہ تھے اور جو پیچھے کی طرف جا رہے تھے ان کو آگے لانے کے لیے نئے نئے ترقیاتی فنڈز مہیا کیے۔ جناب والا۔ میں اس ایوان میں بلوچستان کی مثال دے سکتا ہوں کہ آپ بلوچستان کو دیکھ لیجیے کہ وہاں پر کتنا سرمایہ لگایا گیا ہے۔ جناب والا۔ وہاں پر سڑکیں بنائی گئیں، سکول وہاں پر بنائے گئے اور ان کی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے کتنے ٹھوس اقدامات کیے گئے۔ سرحد کو ترقی یافتہ بنانے کے لیے کتنے ٹھوس اقدامات کیے گئے اور پنجاب میں چولستان کا ترقیاتی ادارہ اور مری اور کہوٹہ پہاڑی علاقے کی ترقی کے لیے ترقیاتی ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کا میں جناب والا۔ پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں ملک کے شمالی علاقوں کو اور آزاد کشمیر کے علاقوں کو ترقی دینے کے لیے مختلف اقدامات کیے گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کے لوگوں کی اب حالت بہتر ہو سکے گی۔ جناب والا۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارے ترقیاتی پروگرام کا 55 فیصد حصہ ان ذہین اضلاع کے لیے مختص کر دیا گیا ہے جن کو ہم پسماندہ سمجھتے ہیں اور 45 فیصد بیٹ ترقی یافتہ اضلاع کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پسماندہ اور ترقی یافتہ علاقوں کے درمیان فاصلوں کو کم کرنے کے لیے اور ان پسماندہ علاقوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے انتہائی ٹھوس اقدامات ہیں اور ہمارے وعدوں اور منشور کے مطابق ہیں۔ جو جناب والا۔ ہم نے 1970ء میں لوگوں سے کیے تھے۔

جناب والا۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ اب آپ مزدوروں کی حالت کو دیکھیں اس سے پہلے مزدوروں کی یہ حالت ہوتی تھی کہ جو بھی مزدور کام کرتا تھا اس کی ملازمت کا قطعاً کوئی تحفظ نہیں تھا اور ان کے مطالبات

کو کوئی بھی نہیں سنتا تھا اور ان کا جو مقام تھا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں تھا ۔ جناب والا ۔ آج یہ حالت ہے کہ ان کے حقوق کسی طریقے سے بھی پامال نہیں ہو سکتے ان کے کو ان حقوق مل رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ آج اگر کسی مزدور کو کسی ناقص وجوہات کی وجہ سے ملازمت سے نکالا جاتا ہے تو اس کا کیس لیبر کورٹ میں اچھی طرح سے سنا جاتا ہے اور اس کو بحال کر دیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مزدور کو اس کی عظمت کا تحفظ دیا گیا ہے اور یہ پیپلز پارٹی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سے یہ بھی عرض کروں گا کہ جب ہم برسر اقتدار آئے تو ملک کی معیشت کے وسائل چند خاندانوں کے قبضے میں تھے ۔ جناب والا ۔ یہ انتہائی ضروری تھا کہ ان وسائل کو ان چند خاندانوں سے لے کر ملک کے تمام افراد کے لیے یکساں طور پر وقف کیا جائے ۔ جناب والا ۔ سب سے بڑا کارنامہ جو اس حکومت نے کیا وہ یہ ہے کہ بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کو قومیا لیا گیا اور اب جو شخص کوئی صنعت لگانا چاہتا ہے تو اگر وہ ان قواعد و ضوابط کو پورا کرتا ہے اور اس کو اس صنعت کے لیے قرضہ مل سکتا ہے ۔ اس کے لیے اس کو کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ اس ملک میں جو صنعتیں لگائی جا رہی تھیں اس میں ملکی ضروریات کی کوئی (priority) نہیں ہوا کرتی تھی وہاں پر منافع کو سب سے پہلے (priority) ہوا کرتی تھی ۔ جناب والا ۔ اس حکومت نے ان صنعتوں کو اس لیے قومی ملکیت میں لے لیا کہ ایک تو وہاں پر جو قباحتیں پیدا ہو رہی تھیں ان کو ٹھیک کیا جائے اور دوسرے صنعتی شعبے میں پیداوار کے سلسلے کو ٹھیک کیا جائے ۔ تیسرے صحیح منصوبہ بندی کے مطابق آئندہ ملک میں صنعتیں لگائی جائیں ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان صنعتوں کو جن کو قومی ملکیت میں لیا گیا ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے دور رس نتائج حاصل ہوں گے اور یہ اقدامات دور رس نتائج کے حامل ہیں اور ان سے ملک خود کفیل ہو جائے گا ۔

جناب والا ۔ فولاد کے سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ موجودہ حکومت سے پہلی حکومتوں نے اتنے عرصے میں سب سے بڑی اور بنیادی صنعت جو فولاد کی تھی اس پر قطعاً کوئی توجہ نہیں دی اور اس کی اہمیت کا قطعاً

کوئی احساس نہیں کیا گیا مگر موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد فولادی صنعت کو اہمیت دی اور کئی ارب روپے کی مالیت سے فولاد کا کارخانہ اپنے دوست ملکوں کے تعاون سے قائم کیا جا رہا ہے اور ہم ان دوست ملکوں کے بے حد مشکور ہیں۔

جناب والا ۔ اب میں یہ عرض کروں گا کہ پاکستان کو حاصل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس کو اسلام کا قلعہ بنایا جائے اور اسلامی نظام کے عین مطابق ہم اپنی زندگی گزار سکیں ۔ جناب والا ۔ پیپلز پارٹی کے برسر اقتدار آنے کے بعد اسلامی برادر ملکوں کے ساتھ ہمارے تعلقات اتنے عروج پر ہیں اور اتنے اچھے ہیں کہ اس سے پہلے کبھی بھی نہیں ہوئے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک صحیح جذبہ کے تحت اسلام کی خدمت ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف کے 8 ممبران نے ہم پر تنقید کی یہ بڑی افسوس ناک بات ہے کہ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ وہ ہم سے علیحدہ ہوئے ہیں اور آج اس انداز میں ہمارے منشور اور حکومت کے اقدامات پر تنقید کرتے ہیں کہ جیسے شروع ہی سے وہ اپوزیشن میں بیٹھتے تھے۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل قائد حزب اختلاف چوہدری طالب حسین موجود نہیں ہیں ۔ وزیر پارلیمانی امور موجود ہیں میں یہ تجویز کر رہا ہوں کہ کل جمعہ کو دو سیشن ہوں تاکہ ممبران کو زیادہ سے زیادہ وقت ملے ۔ یہاں پر قومی اسمبلی کی بات کی جاتی ہے تو قومی اسمبلی بجٹ سیشن میں دس سے بارہ گھنٹے meet کرتی ہے تو یہ سب باتیں نہیں ہو سکتیں کہ ایک تو ہم آٹھ بجے کی بجائے نو بجے meet کریں اور پھر کچھ ممبران کی یہ خواہش ہے کہ ہفتہ کو بھی اجلاس نہ ہو پھر عملی طور یہ بات ہو جاتی ہے کہ ہم ساڑھے چار یا پانچ گھنٹے بیٹھتے ہیں بلکہ شاید اس سے بھی کم بیٹھتے ہیں پھر فاضل اراکین یہ جنہوں کہ 25 اور 30 منٹ کی تقریر ہو یہ سب باتیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں ہم اس کو organize تو کر سکتے ہیں مگر اس میں یہ سب limitations نہیں ہو سکتیں مگر ہمیں کسی نہ کسی limitation کو توڑنا پڑے گا تو اس میں ایک limitation تو یہ ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ آپ جتنے سیشن چاہیں کر لیں ہمیں کوئی

اعتراض نہیں ہے ۔ کل دو سیشن کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو کل دو سیشن ہو جائیں ہفتہ کو دو سیشن ہو جائیں اور سوموار کو بھی دو سیشن ہو جائیں پھر مجھے بھی اطمینان ہوگا کہ فاضل ممبران نے دل بھر کر تقریریں کی ہیں اور اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے تو tentatively یہی تجویز ہے کہ کل بھی دو سیشن ہوں گے ۔ ہفتہ کو بھی دو سیشن ہوں گے اور سوموار کو بھی دو سیشن ہوں گے ۔

But then the members have to co-operate with us in this matter.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ آج ہی دو سیشن کر لیں ۔ اور ہفتہ کو چھٹی کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہفتہ کو چھٹی نہیں ہے ہفتہ کو morning session لازمی ہے ۔

آوازیں ۔ آج ہی دو کر لیں

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ ایک مہینے میں یہی پندرہ دن ہیں آپ ہفتے کو یہاں بیٹھیں گے اور آج دو سیشن کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جو فاضل اراکین اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں ان کو اس بات کا نوٹس نہیں ہوگا کہ آج دو سیشن ہوں گے۔ اس لیے آج دو سیشن کرنے کا فائدہ اس لیے نہیں ہوگا کہ کورم پورا نہیں ہوگا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ٹھیک ہے ۔

مسٹر محمد حنیف خان ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ آج بھی پریس کی آزادی کے متعلق اور جمہوری انسٹیٹیوشن کے متعلق ہم پر تنقید کی گئی ۔ جناب والا ۔ جس انداز میں ہمارے فاضل اراکین نے ہم پر تنقید کی ہے ان کی رپورٹنگ صحیح طور پر ہوگی ۔ جناب والا ۔ اخبارات کی اپنی اپنی پالیسی ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ پچھلے دنوں میں جو تقاریر ہوئی ہیں ان کی صحیح طور پر رپورٹنگ نہ ہوئی ہو پھر اگر یہ کہا جائے کہ پریس پر پابندی ہے یا کوئی ایسی رکاوٹ ہے تو یہ حقیقت سے انحراف ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان جمہوری انسٹیٹیوشنز کی کارکردگی صحیح طور پر اس طرح سے ہو سکتی ہے کہ ہم ان کے اجلاس میں باقاعدگی سے حصہ لیں اور ہمارے جو ملکی اور اجتماعی مسائل ہیں ہم ان کو یہاں پر پیش کریں اور ملک کے عوام کو اور حکومت کو اپنے مسائل سے

صحیح ٹھوس اور مثبت انداز میں با خبر کریں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ان اداروں کی صحیح طور پر خدمت نہ کریں ۔ جناب والا ۔ آخر میں میں مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو شاید اس بات کا پتہ نہیں کہ آپ کو تقریر کرتے ہوئے پچیس منٹ ہو گئے ہیں ۔

مسٹر محمد حنیف خان ۔ جناب والا ۔ صرف دو منٹ اور دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح تو میرے لئے بڑا مشکل ہو جائے گا قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب والا ۔ مالے اک معزز ممبر راجہ منور احمد صاحب نے چونکہ پنجابی وچ تقریر کیتی اے ایس واسطے میں وی ایہ چاہنان وان کہ پنجابی وچ تقریر کراں ۔

جناب میں سب توں پہلاں محترم وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحبنا توں ایس بجٹ پیش کرن تے مبارک باد پیش کرنان وان ۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ قبل اس کے کہ میں فاضل رکن کی تقریر میں مداخلت کروں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ حافظ علی اسداللہ صاحب کی وہ روایت جو انہوں نے قائم کی ہے کہ مسٹر عبدالحمید کار دار نے اپنے اثاثوں کا اعلان کیا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی ۔ اللہ میاں آپ کو بھی ایسا کرنے کی توفیق دے ۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ وہ بہت ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت شکریہ ۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں پیپلز پارٹی کے معزز ممبران سے یہ توقع کرتا ہوں کہ ہر ممبر پہلے اپنے اثاثوں کا اعلان کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر لذر حسین منصور ۔ میں آپ سے ان باتوں کی توقع نہیں کرتا تھا ۔ آپ اپنے آپ کو اپنے لول سے کیوں جوڑ رہے ہیں کیونکہ یہ کوئی پھلجڑی والی بات نہیں بنتی ۔ اگر کوئی پھلجڑی والی بات ہوتی تو میں

بھی اس کی تعریف کروں گا ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ سائیں میرا ۔ ایہ بڑا اچھا تے بڑا چنگا بجٹ پیش کیتا گیا اے تعلیم اتے ، صحت اتے ، واہی اتے تے سڑکاں اتے بڑی اچھیاں رقماں خرچ کیتیاں گیاں نیں ۔ لوکاں نوں پنج مرلے دے پلاٹ دین واسطے وی کافی پیسہ دتہ گیا اے تاکہ اوہ غلامی توں نجات حاصل کر لین تے اپنے آپ نوں صحیح رکھ سکن ۔ جناب میرا رستہ ہور سی پر ھن رستہ کھچھ ہور ہو گیا اے ۔ کیونکہ راجہ منور احمد صاحب نے کجھ ایہو جئی تقریر کیتی اے کہ میں وی چاہناں واں کہ اوھدا جواب دیواں ۔ انہاں نے کیہا کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اسلامی سوشلزم دی گل کیتی اے ۔ لیکن میں ایہ کہناں واں کہ اساں جو کجھ لیتیاں اوہ سب کجھ اوہی اے مسلمان اے ، اسلامی ملک اے ۔ اسلامی سوشلزم اے ۔ اساں اوہ نئیں کہ جدوں ایہہ گل ہووے کہ پہلے وزیر خزانہ ہووے پھر گل کرے تے خونی انقلاب او سی تے وت ایس توں بعد دوبارہ بجٹ پیش ہووے تے جدوں وزیر اعلیٰ بنے تے کائی شئے وی یاد نہ روے ۔ نہ خونی انقلاب یاد روے تے نہ کوئی ہور شئے یاد روے ۔ تے جدوں جاون لگیے تے پتہ لگ جاوے کہ اسیں ایہ سیٹ چھڈ رہے آں تے وت اسیں رتیاں لکیراں نے رتے سوہرے دا ذکر کرے ۔ لیکن ایہ ساریاں گلاں ساڈے وچ نئیں ۔ اسیں جو کجھ پہلے آں اوہ کجھ بعد وچ آں ۔ تے جدوں وزیر اعلیٰ دی سیج توں اتریے تے آپے تے سانوں اوہی ہیراں یاد آون جھیڑیاں ہیراں دے مار مار کے اساں پھلودے کٹھ دتے ہون اساں نوں اوہی کیدو کھیڑے تے دوسریاں گلاں یاد آون ۔ اسیں پہلاں وی ایتھے سی ۔ سانوں ایہ گلاں پہلے کیوں یاد نئیں آیاں ؟ اسیں باہر آنے تے سانوں ایہ گلاں یاد آیاں کہ اساں تاں کیدو دا کردار ادا کیتا اے ۔ لیکن جناب ۔ ہیر اوسے طراں ہیرا اے ۔ رانجھاں اوسے طراں رانجھا اے ۔ ایہ ہیر رانجھے دی اے لیکن انہاں ورگے کیدو کی کر سکدے نیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تساں ایس واسطے ہیر تے کھیڑے دا ذکر کیتا اے ہیر پنجابی دی تقریر مکمل نئیں ہوندی ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ میرا سوہنا سائیں ۔ ہیراج وی رانجھے دی اے تے کل وی رانجھے دی روے گی ۔ کیدو لکھ سازشاں کرے کیدو کجھ کر

لوے پر اوہ اپنے ارادیاں وچ کامیاب نئیں ہو سکدا ۔ آخر کیدو جا ملیا تے کھیڑیاں نال جا ملیا ۔ اسیں ایس وچ کی کر سکدے سی ۔ کیونکہ جہیڑا اوھدا مقام سی اوھدے ول ای اوس نے جانا سی ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ ایہہ وی کہہ دیو کہ رانجھا ہیر نوں کڈھ کے تے نئیں لے گیا۔

مسٹر محمد یعقوب علی بھٹہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کیدو دا انہاں ذکر کیتا اے ۔ انہاں توں ایہ پچھو کہ ہیر توں کی مراد اے تے ایہدے ماماں تے چاچیاں نال انہاں دا کی تعلق اے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایہہ چیز سمجھن والے سب سمجھ گئے نیں ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ حضو ۔ میں ہیر پاکستان نوں آکھاں گا تے رانجھا اپنے قائد عوام جناب ذولفتار علی بھٹو نوں آکھاں گا ۔ تے کیدو اوس اپوزیشن نوں آکھاں گا جنہاں نوں صرف بہانے ای لبھدے نیں تے ہور کجھ نئیں لبھدا ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ ایہ سانوں کھیڑے کہہ لین تے چنگے رہن گے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ تسیں اگر زیادہ کجھ کرو گے تے پھر داھواں اوویں اٹھے گا ۔ جویں جنگ وچ اٹھدا اے ۔ ورنہ ایہو جئی گل [illegible] ۔ جناب والا ۔ ایس تو بعد ایہ سوشلزم تے اسلامی سوشلزم تے تنقید کر دے نیں ۔ میں کہناں واں کہ جتنی خدمت ساڈے قائد نے اسلام دی کیتی اے اتنی کسے نئیں کیتی ہووے گی ۔ جناب نوں چنگی طراں معلوم اے کہ عرب توں مدینے پاک دا امام مسجد ایس سر زمین تے تشریف لے اوندا اے ۔ مکہ مکرمہ دا امام مسجد ایتھے اپنے قدم مبارک رکھ تے سانوں اک اچی سعادت بخشدا اے ۔ اسلامی سربراہی کانفرنس ہون دی اے ۔ حج فری ہون دا اے ۔ جناب ۔ ایہ وے سلام دی اصل خدمت ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ یہ تو مانا کہ قائد عوام نے سب کچھ کیا لیکن انہوں نے کیا کیا ہے ؟

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں نے بھی خدمت کی ہے ۔ میں جناب نذر حسین منصور صاحب نوں دساں گا کہ اوہ دن مینوں آج تک یاد

اے جدوں علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب ختم نبوت دی اک قرارداد میرے کول لے کے آئے تے میرا دل کمب گیا تے میں اوھدے اتے دستخط کر دتے ۔ میری فوراً بلائی ہو گئی ۔ تے رامے صاحب کہن لگے کہ تینوں شرم نئیں آئی کہ توں دستخط کر دتے نیں ۔ میں انہ کہیا کہ رامے صاحب شرم ای آئے اے تاں دستخط کیتے نیں ۔ ایہ سی اسلام دی خدمت جو میرا قائد ذوالفقار علی بھٹو کر رھیا اے ۔ جناب والا ۔ میں زیادہ گلاں کراں تے میں اپنے انہاں فرضاں وں دور ہو جاواں گا جیہڑے میرے لوکاں نیں مینوں سونپے نیں ۔ جناب میں نہایت مشکور ہاں کہ میرے علاقے نوں بہت کجھ دتا گیا اے ۔ میرے علاقے وچ کالج دتا گیا اے لیکن اس کالج واسطے ناں توں سانوں کوئی پیسہ دتہ گیا اے ناں ای اوس کالج دی عمارت واسطے کجھ دتا گیا اے ۔ تے ناں ای سانوں کوئی رقبہ مل رہیا اے ۔ اس واسطے میں ایہ اپیل کراں گا کہ سانوں رقبہ وی دتہ جاوے تے عمارت بھی دتی جاوے ۔

جناب ۔ ایس توں بعد سڑکاں دی واری آوندی اے ۔ سڑکاں دے واسطے میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب دا ، جناب وزیر خزانہ صاحب دا ، جناب وزیر تعمیرات صاحب دا تے جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب دا نہایت مشکور آں کہ میری سڑک دے واسطے ست لکھ روپیہ رکھیا گیا اے تے ایہ وقت دی بڑی ضرورت سی ۔ ایس واسطے کہ وھاڑی ضلع بن گیا اے ۔ ایہدے علاوہ ہور کوئی ذریعہ نئیں سی ۔ یا تے ہیلی کاپٹر ہوندے یا اوہ سڑک جیہڑی بن رہی ہے ۔ میں اپیل کراں گا کہ اوہ سڑک جولائی توں شروع کر دتی جاوے ۔ دو دو چار چار میل دے ٹکڑے جلدی بن جاون تاں جے میلسی دے لوگ اپنے کاروبار دے سلسلے وچ وہاڑی آ سکن ۔ جناب ۔ ایس تو بعد میں ایہ عرض کراں گا کہ ساڈے میلسی دے لوکاں وچ اسپرٹ چین ورگی اے ۔ جدوں ملک معراج خالد صاحب وزیر اعلیٰ ہوندے سی تے میں اپنی بجٹ تقریر وچ ایہ آکھیا سی کہ جناب اسیں خود ٹوکری چکاں گے تے اساں ٹوکری چک کے وکھائی تے 42 میل لمبی سڑک تے مٹی ساڈے لوکاں نے اپنی مدد آپ دے تحت پائی ۔ ایہ پنجاب دے وچ کوئی مثال دس دیو ورنہ پھر میں ایہ کواں گا کہ پنجاب دے وچ ایس دی مثال نئیں ۔ یعنی اساں 42 میل لمبی سڑک تے مٹی آپ پائی ۔ جناب ۔ ساڈے تے کجھ مہربانیاں وی کیتیاں گیاں ۔ مترو سڑک واسطے دتے گئے ۔ جلے واسطے پیسے دتے گئے ۔ لیکن میرا سوہنا ساڈیں میں

تہاڈوں ایہ دساں کہ ساڈی میلسی اک جاگیرداروں دی سٹیٹ اے ۔ تے ہمیشہ جاگیرداراں لیں کوشش کیتی اے کہ میلسی دے وچ کجھ نہ ہوے ۔ صرف اک میل وی سڑک دا ٹکڑا میلسی وچ نہ بن سکیا ۔ لیکن اس وقت تقریباً 18 میل سولنگ تے پکی سڑک بن چکی اے لیکن پھر وی اوس میلسی دی ضرورت اے ۔ میلسی توں فتح پور تک سڑک تے مٹی پئے گئی اے تے صرف تن میل سڑک واسطے سانوں پیسے دی ضرورت اے ۔ میلسی توں متروا 11 میل مٹی پئے گئی اے ۔ سولنگ وی ہو گئی اے ۔ لیکن چار میل مٹی پئی ہوئی اے تے بن اوہ کھنڈ وہی اے لہذا اھدے واسطے سانوں پیسے چاہی دے نیں ۔ میرا سوھنا سائیں ۔ میلسی توں دنیا پور ست میل مٹی پئے گئی اے ۔ یعنی میلسی توں دنیا پور براستہ بلند پور ، سردار پور جھنڈی اہدے واسطے سانوں پیسے چاہی دے نیں میلسی توں کہرو ڑیکا انتہائی اہم سڑک سی لیکن ہمیشہ ساڈے پہلے آون والے سیاستدان وی دعوے کر دے رہندے سی کہ ایس نوں بناواں گے پر کجھ نہ کیتا ۔ لیکن ہن ایس دی ایہ پوزیشن اے کہ سانوں جو فنڈ ملیا اوس دے نال جنان ہو سکدا سی اسان بنوا دتا ۔ یعنی مٹی وی پوائی لیکن اج تک اوہ سڑک نا مکمل اے ۔ ایہ رالا رب نواز صاحب تے میری سڑک اے ۔ اسیں اپیل کر دے آں کہ اوھدے اتے ہمدردانہ غور کیتا جاوے ۔ اوس توں بعد میلسی توں لڈن 26 میل دا فاصلہ اے ۔ ایہ سڑک پنج میل اک پاسے توں بنی ہوئی اے تے پنج میل دوسری طرفوں بنی ہوئی اے ۔ 16 میل سڑک ایویں بنی ہوئی اے ۔ تے اھدا کوئی پرسان حال نئیں ۔ میرا سوہنا سائیں ۔ ایس دے اتے وی غور کیتا جاوے ۔ ایس تو بعد میلسی توں خیر پور تا میاں والی کجھ سڑک بنائی گئی سی تے ھن اوہ وی ٹٹ گئی اے لہذا ایس واسطے وی مزید پیسے رکھے جاون ۔ ایس توں بعد میرا سوھنا سائیں میلسی توں بڈھ سلطان پور ڈیڑھ دو میل سڑک بنی ہوئی اے تے باقی سڑک بنائی جاوے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار ۔ جناب والا ۔ سوھنا سائیں کا substitute کیا ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سوھنا سائیں دا substitute جناب سپیکر اے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب ۔ ایہ پنجابی دا لفظ اے تے ایندا مطلب

اے "سائیں میرا" ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوہنے توں مراد خانی شکل و صورت ای سوھنا نئیں بلکہ دل دا وی سوہنا ہو سکدا اے ۔ (قطع کلامیاں)

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب ۔ بن میں اوتھے چلن والیاں گڈیاں دی گل کراں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اصل میں مائی لارڈ دا ترجمہ ہے "سوہنا سائیں" ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ سر کا سائیں تو خاوند کو کہتے ہیں کہیں یہ اس نسبت سے تو نہیں فرما رہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سر دا سائیں نے سوھنا سائیں ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ ملتانی وچ مینڈا سائیں کہندے نیں ۔ جناب ۔ بن میں گڈیاں ول آونا واں ۔ نے ایہہ منت کرناں واں کہ سانو اک تیز رفتار گڈی دتی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تساں سوہنا کہیا اے نے سارا ایوان پریشان ہوگیا اے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب ۔ تسیں سوہنے او نے تسیں فکر نہ کرو ۔ جناب ۔ میں عرض کردا پیا ساں کہ سانوں گڈی اوہ دتی گئی اے جیہڑی پنج گھنٹے روزالہ لیٹ آوندی اے ۔ اک دفعہ میں آ رہیا سی نے اسمبلی دا اجلاس پنج بجے شام ہوناں سی پر میں ایتھے دس بجے آ پہنچیا ۔ جناب ۔ تساں ذرا خیال کرو کہ سانوں اوہ تیز رفتار گڈی دتی گئی اے جیہڑی پنج گھنٹے لیٹ ہو جاندی اے ۔ ایس واسطے اسیں گزارش کراں گے کہ جویں اوہدا ناں تیز رفتار اے اوہ تیز رفتار ای روے ۔ ایدے بعد پنج مرلہ سکیم دے متعلق ایہہ حکم پاس ہو چکا اے اوہ سٹے (stay) نیں ہو سکدا کافی دیہات ایسے نے جتھے سٹے (stay) ہو چکا ایہہ اتھے پنج مرلہ سکیم نہیں ہوئے ۔ اساں اے وی اپیل کراں گے کہ وزیر خزانہ اوہ رانا شوکت صاحب غور فرمان اور ضرور کرن اک بڑی وڈی چیز ایہہ میاسی شہر دے متعلق سوہنا سائیں میں دساں دا کہ میلسی تحصیل وچ دھڑک لیس لائی گئی ۔ ایہہ جیہڑی پورے پنجاب وچ کتھے نہیں اتھوں دے جاگیردار نے بلدیہ دے چیئرمین

نے اپنی ٹوہر رکھن واسطے اپنی پھنے خانی رکھن واسطے اوہ دھڑک فیس لائی سی میں اپیل کران گا پورے پنجاب وچ کسی جگہ نیں اتھے وی ختم کیتی جاوے ۔ استوں بعد ہسپتالاں دی گل آندی اے ہسپتال سالوں کافی دتے گے نیں ۔ لیکن اجے تک وی قصبے نیں جتھے ڈسپنسریاں نیں نہ اتھے کوئی ہیلتھ سنٹر ایہہ اور اک قصبے لئی کافی عرصہ دا ہیلتھ سنٹر منظور سی پھر انوں ختم کر دتا گیا ۔ میں اپیل کرنا کہ دوبارہ اوہ ہیلتھ سنٹر منظور کیتا جاوے ۔ احمد پور محمد سید ڈسپنسریاں قائم کیتیاں جان ۔

سائیں میرا میں سکولاں ول آوں گا ساڈے تین ہائی سکول اک کالج تے 50 دے قریب پرائمری سکول کھلے گے نیں۔ پھر وی اجے ضرورت ایہہ ۔ احمدپور ھاڑی چند وچ مڈل سکول بنائے جاین ۔ فتح پور جھوڑا دریا وچ ایہہ 16 میل تک کوئی سکول نہیں انوں ہائی دا درجہ دیتا جاوے ۔ اور جلا جیم دا معاملہ کافی عرصہ پنڈنگ ایہہ ہائی سکول دے کئی دفعہ آرڈر ہو کر پھر واپس ہو جاندے نیں نہ سانوں پتہ اے کہ مڈل سکول ایہہ نہ ایہہ پتہ ایہہ کہ او ہائی سکول ایہہ ۔ ہائی سکول دی گرانٹ آندی ایہہ کیندے نیں مڈل سکول مڈل سکول دی گرانٹ آندی ایہہ تے ہائی سکول ایہہ ۔ او وجے لٹکیا ہویا ایہہ ۔ جناب ۔ اوہ دے اتے کجھ رحم کیتا جاوے ۔ اسدے بعد جناب ۔ میلسی ہائی سکول دی گل آندی اے ۔ جناب ۔ تھوڑی جی میربانی کرنان ۔

مسٹر سپیکر ۔ تسان دس منٹ کیا سی تیرہ منٹ ہو گئے نیں ۔

قاضی محمد اسماعیل خاویہ ۔ میلسی دی گل ہوندی ایہہ جناب ۔ ادے وچ 1400 لڑکا ایہہ اور آٹھ کمرے نے تسی آپ خیال کرو ۔ ادے واسطے وی سانوں پیسہ چاہیا دا ہائی سکول ڈاکوٹہ جلا جیم دیاں عمارتاں ڈگ ریاں نیں ادے واسطے وی پیسہ رکھیا جاوے ۔ کرم پور دے ہائی سکول واسطے تھوڑے پیسے رکھے گے سی دو تین کمرے بنائی سی اودے واسطے بھی مزید ہائی سکول واسطے پیسے دیتا جاون ۔ محمد شاہ دے مڈل سکول واسطے بھی پیسے دتے جاون ۔ پانی دے پاروں میں وزیر اعلیٰ دا شکریہ ادا کرنان اس سال پورا پانی ریاں اور اگاں وی اپیل کرنا اے پانی فصل واسطے بڑا اہم ہوندا ا آگاں واسطے وی پورا سال ساڈے واسطے رکھیا جاوے ۔ جناب ۔ وھاڑی د ۔ ع بن چکا اور میرے کین دے بنا دیتا :

سر تسلیم خم جو مزاج یار میں آئے

لیکن اگر تھوڑی جہی گل کران کہ ملازمتاں وچ وی سانوں حصہ دتا جاوے ۔ دوسریاں مراعتاں وچ سانوں حصہ دیتا جاوے ۔ ٹبہ سلطان پور نوں وی تحصیل دا درجہ دتا جاوے ۔ کرم پور نوں وی سب تحصیل دا درجہ دتا جاوے ۔ اسدے بعد اگر عمارتاں ہو سکن تاں کج نا کج ادھر تعمیر کیتاں جان تاکہ مزدور وی کم لگے رہن ۔ بجلی دی گل ہوندی اے ڈکوٹہ کرم پور دے واسطے ذوالفقار علی بھٹو میرے قائد نے آرڈر کیتے سی ۔ لیکن محکمے نیں ایس حد تک دوکھا دتا کہ اوہ بارہ میل اے میلسی توں حالانکہ اوہ ڈیڑ میل اے تے میں اپیل کران گا محکمہ بجلی نوں کہ پرائم منسٹر دے آڈر نیں اور بارہ تیرہ ہزار دی آبادی ایہہ انہے ضروری طور تے بجلی پہنچائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ میلسی ٹیلیفون ایکسچینج وچ توسیع کیتی جاوے ۔ ٹیکسٹائل مل لائی جاوے ۔ 16 جننگ فیکٹریاں نیں اور آج تک اک کالونی بنائی سی دس کلے دی کمیٹی نیں ۔ سائٹ سیلکٹ کیتا جیدے وچ ایم ۔ پی ۔ اے ایک ڈپٹی ڈائریکٹر دی اک اے ۔ سی صاحب انہیں منظور کیتا لیکن اسنوں توڑان دی کوشش کیتی جا ری اے ۔ جناب میلسی دے چاروں طرف انہاں جاگیرداراں دا رقبہ میربانی کر دے ایہہ کالونی منظور کیتی جاوے ۔ نہ سرکاری رقبہ نہ کوئی ہور چھوٹے زمیندار دا رقبہ ایہہ کہ اوہ خرید کے مکان بنا سکے ۔ میں اینہاں گزارشاں دے بعد سلام کرنا ۔

سردار صنیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میرے خیال میں پنجابی میں تقریر کا سلسلہ راجہ منور صاحب نے شروع کیا ۔ وہ ایک سازش کے تحت کیا گیا ہے ۔ حالانکہ فاضل رکن اردو میں تقریر بہت اچھے طریقے سے کر سکتے تھے ۔ لیکن پنجابی میں تقریر اتنی اچھی طرح نہیں کر سکے ۔ اور وہ فاضل اراکین جو اردو نہیں بول سکتے وہ تو پنجابی میں تقریر کریں تو کوئی مضائقہ نہیں اردو ہماری اپنی قومی زبان ہے ۔ اس طرح وہ صوبے کو minimise نہ کریں ۔ اور فاضل ممبر کے لیے پنجابی میں تقریر کرنا مشکل تھا وہ اردو میں تقریر کر سکتے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سازش کا لفظ تو مناسب نہیں ہے ۔

سردار صنیر احمد ۔ یہ سازش ہی ہے کہ انہیں پنجابی بولنا مشکل تھا

اور وہ اردو آسانی سے بول سکتے تھے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں آپ اچھی طرح جانتے ہیں ۔ رولز آف پروسیجر کے مطابق اردو میں ہی تقریر کر سکتے ہیں ۔ یا انگریزی میں کر سکتے ہیں ۔ میں سردار صغیر احمد صاحب سے متفق ہوں انہوں نے شاید اس وجہ سے پنجابی میں تقریر کرنا شروع کی کہ شاید جناب والا ۔ ان کو روکیں گے ۔ اور وہ باہر جا کر یہ پروپیگنڈا کریں کہ ہمیں پنجابی میں تقریر کرنے سے روکا ہے ۔ اس لیے آپ اس سلسلے میں رولز کی سختی سے پابندی کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک بات تو ہے کہ انہوں نے پنجابی اردو کو ملا کر تقریر کی ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ اردو ہماری قومی زبان ہے ۔ جتنا حزب اقتدار اردو سے پیار کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہم اس قومی زبان سے پیار کرتے ہیں ۔ لیکن صرف اپنے احساسات اور جذبات کی ترجمانی کرنے کے لیے راجہ منور صاحب نے آپ سے اجازت طلب کی تھی یہ نقطہ سردار صغیر صاحب اٹھا رہے ہیں یہ اس وقت اٹھانا چاہیے تھا لیکن اس وقت سردار صغیر صاحب نے ایک سازش پیدا کی ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جو لوگ گھر میں پیدا ہوتے ہیں ان کو گھر والے بہت اچھی طرح جانتے ہیں ۔ راجہ منور میرے ساتھی رہے ہیں انہوں نے میرے ساتھ کام کیا ہے اور میں دعوے سے کہتا ہوں جو کچھ میں نے کہا ہے وہ درست کہا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید نے بھی تو پنجابی میں تقریر کی ہے

سردار صغیر احمد ۔ وہ پنجابی بول سکتے تھے اس نے بڑی مشکل سے پنجابی میں تقریر کی تھی اس میں آدھی انگریزی اور اردو شامل تھی ۔ پنجابی ہماری مادری زبان ہے ہم اس کی ترقی چاہتے ہیں لیکن ہم کسی صورت میں قومی مفاد کو ختم نہیں کرنا چاہتے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ یہ قومی اصولوں کے خلاف ہے ہم پنجاب سے پیار کرتے ہیں ، ہم پاکستان سے پیار کرتے ہیں جس انداز میں اور جس زبان میں کوئی اپنا اظہار خیال بہترین طریقے سے کر سکتا ہے کرے اس میں سازش کی کیا بات ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا وہ پنجابی بہترین طریقے پر بول رہے تھے ۔

وزیر قانون ۔ جو controverys پیدا کرنا چاہتے ہیں اسمبلی کے رولز آف پروسیجر میں واضح طور پر اردو یا انگریزی لکھا ہوا ہے ۔ لیکن اس سے زیادہ آسانی کی رولز میں کوئی گنجائش نہیں ہے کہ وہ اپنا مافی ضمیر پنجابی میں آسانی سے بیان کر سکتے ہیں ۔ اگر وہ رولز پر عمل کرتے تو پھر تو ٹھیک تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس وقت جب انہوں نے اجازت مانگی تھی تو کسی نے یہ اعتراض نہیں کیا تھا ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں جو بات سردار صاحب نے کی ہے وہ بڑی اہم ہے ۔ اگر اس وقت اعتراض کیا جاتا تو یہ شور کرتے کہ ہمیں پنجابی میں بولنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ بعض اوقات کاردار صاحب انگریزی میں بولتے ہیں حالانکہ وہ اردو بول سکتے ہیں ۔ بعض ممبران ایسے بھی ہو سکتے ہیں کہ جو انگریزی نہیں جانتے لیکن اس کے باوجود وہ انگریزی میں تقریر کرتے ہیں ۔ عام طور پر آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ صوبہ سندھ ، سرحد ، اور بلوچستان میں وہ اپنی علاقائی زبان میں تقاریر کرتے ہیں ۔ لیکن اگر یہ سمجھا جائے کہ وہ پنجابی زبان میں بول رہے تھے جو رولز آف پروسیجر میں نہیں ہے تو یہ رولز آف پروسیجر اسمبلی کے بنائے ہوئے نہیں ہیں ۔ اور اس کے لیے ایک سب کمیٹی بنائی گئی تھی لیکن اس کمیٹی نے ابھی تک وہ رولز نہیں بنائے حالانکہ اس اسمبلی کی معیاد ختم ہو گئی ہے ۔ یہ رولز گورنر صاحب کے بنائے ہوئے ہیں ۔ جہاں تک پنجابی زبان کا تعلق ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر ایس ۔ ایم مسعود صاحب جو بڑے عظیم سوشلسٹ ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ دنیا کے کسی بھی اشتراکی ملک میں وہاں کے اداروں اور ایوانوں میں اپنی اپنی علاقائی زبانوں میں بولنے سے نہیں روکا جاتا ۔

اس لیے آپ محض پنجابی زبان کے خلاف بات کرنے کے لیے کہ اردو اور انگریزی پروفیجر یہ ہے اور جناب سپیکر نے اس بحث اجلاس سے پہلے بھی راجہ منور احمد صاحب کو پنجابی میں تقریر کرنے کی اجازت دی تھی ۔ اب نہ جانے وزیر قانون کو یکایک کیا سوجھی ہے کہ وہ پنجابی زبان پر اعتراض کر رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں یہ اعتراض واپس لینا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے تو اعتراض کیا ہی نہیں ، انہوں نے تو کسی اور کی تقریر کے متعلق کہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ

The controversy is over. I have taken n ot of what has been said.

مسٹر طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ پنجابی ہماری مادری زبان ہے اور اس صوبے کے عوام کی اکثریت پنجابی زبان میں بات چیت کرتی ہے ۔ اس کے بولنے پر تو کم از کم دفعہ 144 نہیں لگانی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں سب سے پہلے آپ کے ذریعے جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے ایک دیرینہ مطالبے کو پورا کرنے کے لیے بجٹ میں گنجائش رکھی ۔ میری مراد وہاڑی کو ضلع کا درجہ دینے کے متعلق ہے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ ایک بہت ہی دیرینہ مسئلہ تھا جو 1935ء سے التوا میں پڑا ہوا تھا ۔ کبھی بہانہ بنایا جاتا کہ وسائل نہیں یا کبھی اور کوئی انتظامی بہانہ بنا کر اس کو التوا میں رکھا گیا ۔ دراصل اس کے ضلع نہ بننے کی سب سے بڑی وجہ محض سیاسی تھی ۔ وہاں کے جاگیردار اور بڑے بڑے زمیندار یہ نہیں چاہتے کہ لوگوں کی حالت بہتر ہو ، لوگ ترقی کریں اور ان کو قریب ہی سے انصاف مل سکے ۔ عرصے سے لوگ چیختے تھے ۔ ہم بے حد ممنون ہیں اور وہاں کے لوگ وزیر اعظم صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے عوام کے حق میں فیصلہ دیا ۔ ملتان کے بڑے زمینداروں اور سیاسی جاگیرداروں نے روڑے اٹکائے لیکن ہمیں خوشی ہے کہ عوامی حکومت نے عوام کے حق میں فیصلہ دیا ۔ مجھے امید ہے کہ اب جب کہ بجٹ میں اچھی خاصی رقم مہیا کر دی گئی ہے ، یہ ضلع جلد ہی کام کرنا شروع کر دے گا ۔ جس طرح ابھی قاضی اسماعیل جاوید صاحب نے مطالبہ کیا ہے کہ وہاڑی میلسی سڑک

کو پختہ کرنے کے لیے بہت بڑی رقم رکھ دی گئی ہے ، میں بھی درخواست کروں گا کہ اس پر بہت جلد کام شروع ہو جانا چاہیے تاکہ ریل کی طرح سڑک کے ذریعے بھی وھاڑی میلسی کا فاصلہ کم ہو سکے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے پچھلے سال بھی مطالبہ کیا تھا اور اب پھر مطالبہ کروں گا کہ اگرچہ وھاڑی میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے دو کالج قائم ہیں لیکن ان کے لیے بلڈنگ کا کوئی انتظام نہیں ۔ پہلے زمین کا بہانہ کیا جاتا رہا ۔ اب حکومت کو وہاں باقاعدہ زمین مل چکی ہے اور اس کا قبضہ بھی مل چکا ہے ۔ میں درخواست کروں گا کہ ان اداروں کے لیے عمارتوں کا انتظام کیا جائے ۔ پچھلے سال کے بجٹ میں چک نمبر 22 ڈبلیو ۔ بی میں ایک ہیلتھ سنٹر منظور کیا گیا تھا ۔ پہلے بہانہ بنایا گیا کہ وہاں زمین نہیں ملتی ۔ اب وہاں زمین مل گئی ہے اور قبضہ بھی مل گیا ہے ۔ ٹنڈر ہو گئے ہیں اور ورک آرڈر بھی جاری ہو گیا ہے ۔ نہ معلوم اب کس بنا پر اسے روک دیا گیا ہے ۔ میں درخواست کروں کہ اس ہیلتھ سنٹر کو بھی مکمل کرنے کے احکامات جاری کیے جائیں ۔ حالانکہ پچھلے بجٹ میں اس کے لیے گنجائش رکھی گئی تھی ۔ اب جب کہ حکومت ضلع پر خاصا خرچ کر رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت وہ مطالبہ پیش کرنا مناسب نہیں ۔ اگر وہاں بہت سے چھوٹے چھوٹے مسائل التوا میں پڑے ہوئے ہیں ، میں سمجھتا ہوں کہ ضلع کا کام شروع کرنے کے فوراً بعد چھوٹے چھوٹے مسائل انتظامی طور پر وہاں خود بخود حل ہو جائیں گے ۔ حضور والا ۔ راجہ منور احمد صاحب کی تقریر کے متعلق کچھ دوستوں کا اعتراض تھا کہ انہوں نے پنجابی کیوں بولی ۔ قطع نظر اس کے کہ انہوں نے کون سی زبان استعمال کی میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پنجابی ، انگریزی اور اردو تینوں زبانیں استعمال کیں ۔ دراصل جب آدمی نے جھوٹ بولنا ہو تو وہ کوشش کرتا ہے کہ اس کے لیے کوئی خاص الفاظ ایجاد کرے، استعمال کرے ۔ جب اس کو الفاظ نہیں ملتے تو وہ زبان تبدیل کر لیتا ہے ۔ راجہ صاحب نے بار بار مسلم لیگ کا ذکر کیا میں سن کر حیران ہوا کہ وہ کس مسلم لیگ کا ذکر کر رہے ہیں ۔ آج سے دو سال پہلے ۔ ۔ ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یہ لفظ "جھوٹ" غیر پارلیمانی ہے ۔ اس کو حذف کیا جائے ۔

میاں خورشید انور ۔ چلو "غلط بیانی" کہہ لیں ۔ جناب والا ۔ انہوں نے بڑی ڈھٹائی سے مسلم لیگ کا بار بار ذکر کیا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے جھوٹ کے لفظ کی بجائے اسے لفظ غلط بیانی میں تبدیل کر دیا ہے ؟

میاں خورشید انور ۔ وہ تو آپ نے پہلے ہی کرا دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آج سے دو سال پہلے راجہ منور احمد صاحب اور اس کے دوسرے ساتھی وزیر اعلیٰ اور پنجاب پیپلز پارٹی کے پریذیڈنٹ ہمیں بار بار ملتے رہے اور راجہ صاحب خاص طور پر یہی فلسفہ لے کر آتے رہے کہ مسلم لیگ ختم ہو چکی ہے ، مسلم لیگ نہیں ہے ، مسلم لیگ کی ضرورت نہیں ۔ اب اپنی سیاسی مصلحتوں کی بنا پر بار بار جہاں مسلم لیگ کا ذکر کر رہے تھے تو مجھے افسوس ہوتا تھا کہ آج سے دو سال پہلے تو وہ ہمیں سمجھایا کرتے تھے کہ مسلم لیگ نام کی اب کوئی جماعت نہیں رہی ۔ موجودہ مسلم لیگ دراصل کنولشن لیگ ہے ، جس کو میں سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگ کہنا سخت گناہ ہے کیونکہ یہی لوگ تھے جنہوں نے مسلم لیگ کے ساتھ غداری کی ، مسلم لیگ کو ختم کرنے کے لیے ریپبلیکن پارٹی بنائی ۔ اس کے بعد ایوب کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے مادر ملت مخالفت کی اور کنولشن لیگ کو مسلم لیگ ظاہر کرتے ہوئے قائد اعظم کا نام بھی لیتے رہے اور ساتھ ساتھ قائد اعظم کی ہر بات کا مذاق اڑا دیا ۔ جمہوریت کی دشمنی کی اور ملک میں ایسے حالات پیدا کر دیے کہ ملک میں خلفشار پیدا ہوا ، یہ کنولشن لیگ ہی کی پالیسیوں کا نتیجہ تھا کہ ملک ٹوٹا ۔ اب مجھے افسوس ہوتا ہے کہ مسلم لیگ کا نام لینے والے ایسے دوست بڑے تحمل سے رہے ہیں ۔ بار بار ذکر کرتے ہیں ۔ یہ میرے سامنے مسلم لیگ کو گالیاں دیا کرتے تھے اور مسلم لیگ کا نام سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے تھے ۔ چونکہ ان کو ان کے باس نے اشارہ کیا تو اب انہوں نے اس جماعت میں پناہ لے لی ہے حالانکہ ان کا ضمیر مانتا ہے کہ مسلم لیگ جس نے پاکستان قائم کیا تھا ، یہ نہیں ہے ۔ اصل مسلم لیگ جس نے پاکستان قائم کیا تھا ۔ ۔ ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ یہ تمام لوگ جو مسلم لیگ کا نام لیتے ہیں آج کل لاکھوں ساتھیوں سمیت پیپلز پارٹی میں جا چکے ہیں ۔ اس لیے یہ بات درست نہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ مجھے افسوس ہے کہ میرے ساتھ لاکھوں ساتھی تو کبھی نہ تھے ، میں تو چند ہزار ووٹوں سے کامیاب ہوا تھا ۔ بہر صورت وہ تو آپ سے بہت زیادہ تھے ۔ لیکن بہت سے لوگ آپ کے ساتھ وہاں پیپلز پارٹی میں تھے جس وقت پیپلز پارٹی میں شامل ہوا تھا ۔ اس وقت میں نے یہ سمجھا تھا کہ مسلم لیگ کے لیڈر بھاگ چکے ہیں ، قائد اعظم کا کوئی ساتھی اب مسلم لیگ کی قیادت کرنے کے لیے تیار نہیں ۔ کوئی باہر چلا گیا ، کوئی چھوڑ کر بیٹھ گیا ۔ مسلم لیگ کا نام تو استعمال کرتے تھے لیکن انہوں نے عملاً کنونشن لیگ کے ساتھ تعاون شروع کر دیا تھا ۔ ان لوگوں نے جن کو یہ زعم تھا کہ وہ اس ملک میں آمریت کو ختم کرنے کے لیے ، اس ملک میں جمہوریت کو لانے کے لیے کوشش کرتے رہے، مسلم لیگ کے اصولوں کے لیے کام کرتے رہے ، وہ سب کے سب کنونشن لیگ میں شامل ہو گئے ۔ انہوں نے ان لوگوں کا ساتھ دینا شروع کر دیا جن لوگوں نے اس ملک میں مارشل لاء مسلط کیا تھا ، جن لوگوں نے اس ملک میں آمریت کو مضبوط کیا تھا ۔ ہمیں بھی سوچنا پڑا کہ کنونشن لیگ کا ساتھ کبھی نہیں دے سکتے ۔ ہم اس پارٹی کا ساتھ تو دے سکتے ہیں جسے لوگوں نے منتخب کیا ہے ، جسے لوگوں نے ووٹ دیے ہیں ۔ اس بنا پر ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا ۔ میں تو صرف یہ عرض کر رہا تھا ۔ اس وقت آپ کے راجہ منور صاحب بار بار یہ تقاضا کیا کرتے تھے ، ہمارے ساتھ بحث ہوتی رہی اور یہ بڑے فلسفے بیان کیا کرتے تھے کہ مسلم لیگ نام کی جماعت کی ضرورت ہی نہیں ۔ اب مجھے افسوس ہوا ہے ۔ وہ اتنی جلدی بھول گئے ۔ دس بارہ ساتھی جو میرے ساتھ آئے تھے ، میں نہیں ، وہ بھی باہر بیٹھے ہنس رہے تھے کہ راجہ صاحب کو آج مسلم لیگ سے پیار کیسے ہو گیا ۔ دراصل انہیں مسلم لیگ سے پیار نہیں ہوا ۔ انہوں نے لوگوں کو exploit کرنے کے لیے اپنی ایک پناہ گاہ ڈھونڈھی ہے ۔ اس کا نام آپ نے مسلم لیگ رکھ چھوڑا ہے ۔ اس میں مسلم لیگ کون سا ہے ؟ کیا آپ کے صدر ریپبلکن نہیں بنے تھے ؟ کیا وہ کنونشن لیگ میں نہیں رہے ؟

کیا وہ قیوم لیگ کے ساتھ نہیں رہے ؟ کیا انہوں نے کونسل مسلم لیگ کی مخالفت نہیں کی ؟ جو کہ اصل مسلم لیگ تھی ؟ کیا آپ کے جنرل سیکرٹری پبلکن نہیں تھے ؟ وہ کنونشن لیگ میں نہ تھے ؟ مجھے افسوس ہے۔ آپ بار بار ایک ایسی جماعت کا نام لیتے ہیں جس نے اس ملک کو قائم کیا ، اس ملک کے لیے جد و جہد کی ۔ صرف نام لینے سے ، صرف نام رکھنے سے تو فرق نہیں پڑتا ۔ (قطع کلامیاں) کونسل مسلم لیگ ایک تاریخ ساز جماعت تھی ، اس نے کام کیا ہے ۔ انتخابات میں جب لوگوں نے ہمیں رد کر دیا ، لوگوں نے ہماری جماعت کو قبول نہ کیا تو اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ ہم کنونشن مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم دس بارہ سال جو کنونشن لیگ کے خلاف جد و جہد کرتے رہے ، ہم غلطی پر تھے ۔ ہم کبھی یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ۔ ہم نے وہ جد و جہد نہایت دیانتداری کے ساتھ جاری رکھی اور اس ملک کی ، عوام کی بہتری کے لیے کی تھی ۔ آپ کی طرح نہیں کہ جب تک کرسیاں پاس رہیں تو پیپلز پارٹی زندہ باد کرتے رہے ۔ پیپلز پارٹی کے نام پر آپ لوگ منتخب ہو کر آئے تھے ۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ میں سے کون ہے جسے مسلم لیگ کے نام پر لوگوں نے یہاں منتخب کر کے بھیجا ہے ۔ یہ سب کرسیوں کے بھوکے ہیں ۔ جو یہاں سے نکالے گئے ، انہوں نے اپنا نام مسلم لیگ رکھ لیا ہے۔ آپ چاہے کچھ بھی نام رکھیں، قائداعظم نام بھی رکھ لیں ، لوگ آپ کو کبھی مسلم لیگی تسلیم نہیں کریں گے ۔ حضور والا ۔ (قطع کلامیاں)

ہاں ، میں پرانا مسلم لیگی ہوں ۔ میں کبھی کنونشن لیگ میں نہیں رہا ۔ میں نے کبھی عہدے کے لیے سودے بازی نہیں کی ۔ اگر میں صحیح مسلم لیگی نہ تھا تو پھر راجہ منور صاحب سے پوچھیں کہ کیوں میرے پیچھے پھرتا رہا ۔ کیوں میرے ساتھ بار بار میٹنگ کرتا رہا ۔ کبھی وزیر اعلیٰ کو ساتھ لے کر اور کبھی اپنے صدر کو ساتھ لے کر ۔ کیا یہ ضروری تھا ؟

حضور والا ۔ یہ بحث تو خیر ہوتی رہے گی ۔ میں اپنے علاقے کے مسائل چند ایک اور بیان کر لوں ۔ مجھے امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب کہیں نوٹ فرما لیں گے ۔ جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ایک دو سڑکیں ضروری ہیں ۔ اسی طرح اڈن کو ہورے والا کے ساتھ ملانا بھی اشد ضروری ہے ۔

نصف سڑک کچی ہے اور نصف پکی ہے ۔ اس کے لیے اگر آپ مہربانی کر کے کوئی خاص عنایت فرمائیں اور تھوڑا سا بجٹ مختص کر دیں تو بڑا ممنون ہوں گا اور اس ضلع کی کامیابی کا انحصار بھی ان دو سڑکوں پر زیادہ ہے ۔ اگرچہ لوگوں کو تکلیف تو بہت عرصے سے تھی ۔ وہ ملتان سے دور ایک سو میل سے بھی زیادہ فاصلے پر رہتے تھے ۔ لیکن یہ دو سڑکیں بنائی جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پارا ضلع جو کہ نہایت زرخیز اور نہایت ہی ۔ ۔ ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ کیا کوئی اس ایوان کا فاضل رکن ایوان کی کارروائی کے دوران گیلری میں بھی بیٹھ سکتا ہے ؟

میاں خورشید انور ۔ اگر وہ تھک جائیں تو ضرور بیٹھ سکتے ہیں ۔ میرا خیال ہے آپ بھی وہاں چلے جائیں تو بہتر ہے ۔ (قہقہے) جناب والا ۔ وہاں سکولوں کی بہت کمی ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ کے پاس گیلری کا پاس ہو تو ضرور بیٹھ سکتے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ اس بجٹ میں وہاڑی کے لیے کم از کم ایک ہائی اور دو مڈل سکولوں کی گنجائش ضرور رکھیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

(اپوزیشن کی طرف سے قطع کلامیاں)

بجٹ میں حصہ لینے کا یہ کوئی طریقہ نہیں ۔ بات یہ ہے کہ آپ کے لیڈر میرے پاس شکایت کر گئے تھے کہ میں نے حزب اختلاف کی تقریریں بڑی جلدی جلدی کروانی شروع کر دی ہیں ۔ تو ان کے حکم کے مطابق ابھی تک آپ کی باری نہیں آئی ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا مجھے آج تقریر کرنے کا موقع ملے گا ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا نام آج کے مقررین میں ہے ۔ لیکن وہ میرے پاس بڑے زور سے شکایت بھی کر گئے تھے اس لیے میں نے جلدی جلدی آپ کی

تقریریں کروانی شروع کر دی ہیں ۔ ان کے اشارے کے مطابق آپ کی تقریر دن کے کوئی آخری حصے سے تھوڑی دیر پہلے ہوگی ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں چھوٹی سی گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ میں میاں صاحب کی تقریر سے جو مسلم لیگ کے بارے میں تھی بہت محظوظ ہوا ہوں مگر باقی دوست جو حزب اقتدار سے تعلق رکھتے ہیں اگر یہ بھی فرما دیں کہ ملک قاسم کے سیکرٹری جنرل بننے سے پہلے کنونشن مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل کون تھے ؟

مسٹر نذر حسین منصور ۔ اور آج کل وہ کیا ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ جب آپ کی تقریر کی باری آئے گی تو آپ بتا دیں کہ کون تھا ؟

چوہدری امان اللہ لک ۔ مجھے کیا سزا ہے جناب ۔ آپ سے قائد حزب اختلاف مل کر تجویز فرما گئے ہیں ۔ آپ نے میرے ساتھ تو وعدہ کچھ اور فرمایا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں کیا کروں ۔ میرے لیے تو دو حکم آ گئے ہیں ۔ ایک قائد حزب اختلاف کا اور ایک آپ کا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میں نے تو آپ سے درخواست تھی اور روٹیشن کے مطابق دو یا تین ممبر آتے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو بالکل یہی کرنے والا تھا ۔ قائد حزب اختلاف یہ ارشاد فرمایا تھا کہ آج ان کے تین مقررین بولیں گے ۔ پہلے ممبر آج کی بحث کا افتتاح کریں گے ، اور جو ان کے تیسرے ممبر ہوں گے وہ آخری دو یا تین مقررین سے پہلے دن آخری وقت میں تقریر کریں گے ۔ تاکہ حکومتی پارٹی کی طرف سے جو تقاریر ہو رہی ہیں ، کچھ اس کا جواب آپ بھی دے سکیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ بیگم صاحبہ کا وقت آخر میں رکھ دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں کیسے رکھ دوں ۔ ان کا راستہ کون روک سکتا ہے؟ ان کا راستہ چوہدری امان اللہ لک صاحب کی کوشش کی باوجود بھی نہیں رکتا ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب سپیکر ۔

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جوان ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ۔ آج اس معزز ایوان میں 77 - 1976ء کا سالانہ بجٹ زیر بحث ہے ۔ وزیر خزانہ نے جس محنت ، جس لگن اور جس جانفشانی کے ساتھ یہ سالانہ بجٹ اس ہاؤس میں پیش کیا ہے ، میں اس کے لیے انہیں دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں جناب سپیکر ۔ یہ سالانہ بجٹ 9 ارب 99 کروڑ 74 لاکھ اور 67 ہزار کی رقم پر مشتمل ہے ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور نے کرسی صدارت سنبھالی)

اس میں سے تین کروڑ کی رقم سٹیٹ ٹریڈنگ کے لیے رکھی گئی ہے اور 617 کروڑ کی اصل رقم ہے جو خرچ کی جائے گی ۔ جس کا زیادہ تر حصہ پسماندہ علاقوں کے لیے مختص کیا گیا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ بجٹ کی سب سے بڑی صفت یا خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک ترقی پسندانہ بجٹ ہے ۔ بجٹ کی دوسری بڑی صفت یہ ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس عاید نہیں کیا گیا ۔ بجٹ کی تیسری بڑی صفت یہ ہے کہ اس میں تنخواہ دار افراد کو مناسب چھوٹ دی گئی ہے اور بجٹ کی چوتھی صفت یہ ہے کہ یہ ایک حقیقت پسندانہ بجٹ ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کامیابی اورکامرانی ، اس فتح مندی و بہرہ مندی ، اس خلوص نیتی اور جانفشانی کا سہرا موجودہ عوامی حکومت کے سر ہے ۔ جو کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان کی گوناگوں کوششوں ، مسلسل جدوجہد ، تدبر و فراست ، صلاحیت و قابلیت ، یک جہتی لگن ، حسن تدبر ، قوت استعداد ، شاندار خدمات اور رہنمائی کے پیش نظر آج ہم پہلو بہ پہلو ساتھ ساتھ ، دوش بدوش اور ہم قدم ترقی و خوشحالی اور خوش نودی کی راہ پر گامزن ہیں ۔ جب موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی اس وقت وطن عزیز ایک جلتا اور دھکتا ہوا ایک پریشان اور زبوں حال ایک بے اعتدال اور بے قاعدہ ایک مذموم اور قبیح ایک ناکام اور افسردہ خطہ ارض تھا ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے والا کوئی نظر نہیں آتا

تھا ۔ جناب سپیکر ۔ لوگ پریشان تھے ۔ بچے ہراساں تھے خواتین افسردہ تھیں ہمارا ایک بازو ہم سے کٹ چکا تھا ۔ ملکی معیشت بالکل تباہ ہو چکی تھی اور ملکی خزانہ بالکل خالی ہو چکا تھا ۔ ہمارے نوے ہزار فوجی ہندوستان کی قید میں تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارا پانچ ہزار مربع میل علاقہ بھی ہندوستان کے قبضے میں تھا ۔ جناب سپیکر ۔ جو لوگ اس وقت کے حکمران تھے وہ چوہوں کی طرح بلوں میں جا چکے تھے گویا ان کے منہ کالے ہو چکے تھے اور انہوں نے اپنے بستر تک خندقوں میں منتقل کروا لیے تھے کیونکہ وہ عوام کا سامنا نہیں کر سکتے تھے ۔ جناب سپیکر ۔ یہ خوف ناک المیہ کیوں ہوا اور کیسے ہوا میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتی لیکن میں اتنا ضرور کہوں گی کہ یہ جو کچھ بھی ہوا محض اور محض اس لیے ہوا کیونکہ ملک میں جمہوریت نہیں تھی بلکہ ملک میں آمریت تھی اور اس کے ساتھ ساتھ مارشل لاء کا بول بالا تھا ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت کے حکمران کی ناکامی اور خامی اور اس وقت کے حکمرانوں کی جاہلیت اور کاہلی اور اس وقت کے حکمرانوں کے تعطل اور غیر ذمہ دار رویے کا یہ نتیجہ تھا کہ ہمارا ایک بازو ہم سے کٹ گیا ۔ جناب سپیکر ۔ پریشانی اور افسردگی کی اس فضا میں اگر ہمیں کوئی راہنما ، کوئی راہبر اور کوئی لیڈر نظر آتا تھا تو وہ صرف اور صرف جناب ذوالفقار علی بھٹو کی شخصیت تھی اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خدا وند کریم نے پاکستان کی سرزمین میں جناب ذوالفقار علی بھٹو جیسا قائد پیدا کیا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ جس ولولہ انگیزی اور جرأت سے اس قابل تعظیم قائد نے جس طرح سے اس ملک کی تباہ شدہ کشتی کو کنارے سے لگایا ہے اور آج جس کی وجہ سے آپ بڑی شان و شوکت کے ساتھ دنیا کے سامنے سر اٹھا سکتے ہیں اور آج جس کی وجہ سے پاکستان پھر اپنی شان و شوکت کے ساتھ قائم و دائم ہے وہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ذات ہے ۔ جناب سپیکر ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لیے ملکی سلامتی اور بقاء کے لیے ملک کے تحفظ و استحکام کے لیے ملک کی سربلندی کے لیے اور پاکستان کا نام دنیا بھر کے ممالک میں روشن کرنے کے لیے اور اتحاد ملت اسلامیہ کے لیے جو کار ہائے نمایاں سر انجام دیے ہیں ان سے آپ بخوبی واقف ہیں ۔ یہ دوسری بات ہے کہ چند ایک معزز ممبران جو اس وقت اپوزیشن کی بینچوں پر بیٹھے ہیں وہ ان حقائق سے اپنی آنکھیں بند کر لیں ۔ جناب سپیکر ۔ آپ نے دیکھا ہے کہ عوام کو حکومت

کرنے کا حق اس آئین کے ذریعے دیا گیا جو کہ ایک مستقل آئین ہے ایک جمہوری آئین ہے اور ایک اسلامی آئین ہے ۔ جناب سپیکر ۔ اس کے ساتھ پھر پاکستان کے عوام کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اس کے ساتھ ساتھ جو اسلامی سربراہی کانفرنس یہاں پر منعقد کرائی گئی تو عوام کی خوشیوں کو اور بھی چار چاند لگ گئے ۔ ۔ ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ اور بنگلہ دیش منظور کر لیا گیا ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب سپیکر ۔ ان کارناموں کے ساتھ ساتھ عوامی حکومت نے بہت ساری پالیسیاں نافذ کیں تاکہ عوام کی فلاح و بہبود اور خوشحالی و ترقی کے لیے کام کیے جائیں ۔ جناب والا ۔ آپ نے دیکھا کہ تعلیمی پالیسی نافذ کی گئی اور اس کے تحت میٹرک تک تعلیم مفت قرار دے دی گئی بہت سارے سکول مزید کھولے گئے اور جو پرائمری سکول تھے ان کو اپ گریڈ کرکے مڈل اور میٹرک کیا گیا ۔ طلباء کے لیے تعلیم کو بامقصد بنایا گیا اور سائنٹیفک اور ٹیکنیکل سہولتیں بہم پہنچائی گئیں ایگرو ٹیکنیکل ایجوکیشن کی طرف توجہ دی گئی ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلیم بالغاں کی طرف بھی توجہ دی گئی ۔ آپ کو معلوم ہے کہ رسول پاک کی حدیث ہے کہ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے تو اس سے یہ معنے نکلتے ہیں کہ چاہے کتنی بھی محنت کرنی پڑے علم ضرور حاصل کرنا چاہیے ۔ جناب والا ۔ اس ضمن میں میں آپ کی توجہ ڈاکٹر خالق صاحب کی تقریر کے پیرا 29 کی طرف دلاؤں گی اس میں 113 کروڑ اور 41 لاکھ روپے تعلیمی مقاصد پورے کرنے کے لیے مختص کیے گئے ہیں اور دیہی علاقوں میں موجودہ حکومت نے پرائمری سکول کھولنے کا پروگرام بنایا ہے اور مڈل سکولوں کو ہائی سکول بنانے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے اور اس میں شک و شبہے کی کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ یہ ایک نیک عمل ہے اور ہر ایک کے لیے قابل قبول ہونا چاہیے ۔ اس کے علاوہ جناب ترقیاتی پروگرام کے لیے 16 کروڑ 67 لاکھ روپے کی رقم پیراگراف نمبر 20 کے رکھی گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے کہ رسول اکرم کی حدیث ہے کہ علم حاصل کرنا چاہیے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ رسول کریم کا حکم نہیں ہے کہ سر پر دوپٹہ بھی اوڑھنا چاہیے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ ان کا تو یہ بھی حکم ہے کہ داڑھی رکھو اور آنکھیں بھی بند رکھو ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر چیئرمین (میاں خورشید انور) ۔ بیگم صاحبہ آپ کا ٹائم تقریباً ختم ہو چکا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ نہیں جی پانچ منٹ تو انہوں نے لے لیے ہیں ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گی کہ زراعت ہمارے ملک کی معیشت کا اہم ترین شعبہ ہے اور زراعت کے لیے پچھلے سالوں سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے تاکہ ہمارے ملک کی پیداوار کو بڑھایا جا سکے اور ہمارا ملک جو ہے وہ پروڈکشن کے معاملے میں خودکفیل ہو سکے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ زرعی پالیسی کے تحت حکومت نے پہلے ہی بہت سی مراعات عوام کو دی ہیں جس میں بیج ، ٹریکٹر اور کھاد وغیرہ کے لیے خاص انتظامات کیے گئے ہیں اور آئندہ حکومت نے اس صوبے کے لیے اور بھی زیادہ رقم مختص کی ہے تاکہ پاکستان کو خوراک کے معاملہ میں خودکفیل بنایا جا سکے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ پانچ سالہ سکیم پر عملدرآمد کی رفتار کو تیز بنانے کے لیے حکومت نے 3 کروڑ روپے کی گنجائش رکھی ہے اور حکومت بے گھر افراد کو جلد از جلد پلاٹ مہیا کرنا چاہتی ہے ۔ پہلے بھی عوامی حکومت نے پلاٹس پسماندہ علاقوں میں ایسے افراد کو دیے ہیں جن کے پاس سر چھپانے کی کوئی گنجائش نہیں تھی ہم چاہتے ہیں اور ہر حکومت کا کوئی نہ کوئی منشور ہوتا ہے یہ حکومت بھی ایک منشور لے کر آئی تھی ہم اس منشور پر عملدرآمد کرنے کے لیے اور بھی زیادہ پلاٹ غریب عوام دینا چاہتے ہیں ۔ اس لیے میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس بارے میں کسی کو کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے اور نہ کسی کو اس کے بارے میں کوئی اعتراض ہونا چاہیے ۔ جناب سپیکر ۔ چند ایک اعتراضات جو حزب مخالف کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں بالکل بے فائدہ اور بے سود تھے اور ان کی کوئی گنجائش نہیں تھی ۔ جناب والا ۔ ان کے پیٹ میں درد کیوں اٹھ جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ جب حکومت عوام کی بھلائی اور ترقی کے لیے کام کرنا چاہتی ہے تو جناب والا ۔ ان کے سر کیوں چکرانے لگتے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ بیگم صاحبہ کا گلا کیوں بیٹھ گیا ہے ؟

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ جب حکومت عوام کی خواہشات کو پورا کرنا چاہتی ہے تو ان کو دل کے دورے کیوں پڑنے لگتے ہیں ؟

جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گی کہ میرا حلقہ انتخاب میں گوجرانوالہ ، شیخوپورہ اور لائلپور ہیں ۔

سردار صفیر احمد ۔ جناب والا ۔ بیگم صاحبہ نے سارے پنجاب سے ووٹ حاصل کیے ہیں انہیں سارے پنجاب کی بات کرنی چاہیے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ مجھے کسی نے appose نہیں کیا میں تو un oppose ہو گئی تھی ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر چیئرمین ۔ اچھی رہ گئی ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ میں نے اس علاقہ کے بے شمار دورے کیے ہیں اور یہاں کے سکول ، کالج ، ڈسپنسریاں ، سوشل ویلفیئر کے ادارے ، فیملی پلاننگ سنٹر ، جیل اور اس کے ساتھ ساتھ ڈسٹرکٹ ہسپتال کا بھی معائنہ کیا اور اس کے ساتھ یہاں کے عوام کے مسائل بھی میں نے دریافت کیے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ بیگم صاحبہ آپ کے بارہ بج گئے ہیں ٹائم ختم ہو گیا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ صرف ایک منٹ ۔ آخری پوائنٹ رہ گیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس پر میں موجودہ عوامی حکومت کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اس علاقہ میں سڑکیں ، پل ، سوئی گیس بہم پہنچائی ۔

مسٹر چیئرمین ۔ چوہدری فضل سرور جوڑا ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ میرا آخری پوائنٹ رہ گیا ہے ان کو تو آپ نے بیس بیس منٹ دیے ہیں اور میرا ذرا گلا خراب ہے بس صرف آخری پوائنٹ سن لیں ۔ جناب والا حکومت نے معاشرتی ناانصافیوں کو دور کرنے کے لیے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں ، سرداروں کا خاتمہ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ مزدوروں کے لیے جو اصلاحات اور پالیسیاں کی گئیں اور اقتصادی اصلاحات کے لیے بھاری صنعتوں اور بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کو قومی تحویل میں لیا گیا جناب حکومت عوام کے لیے دن رات کوشاں ہے اور آخر میں ، میں یہ کہوں گی انشاءاللہ تعالیٰ ان پالیسیوں کے فوائد سے آپ ہمیشہ ہمیشہ پاکستان

کو تابندہ اور درخشاں ، شگفتہ اور شاداب دیکھیں گے ۔ (شکریہ)

(نعرہ ہائے تحسین)

چوھدری محمد سرور جوڑا ۔

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں
کار جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر

(نعرہ ہائے تحسین)

اس سے پیشتر کے میں کچھ کہوں میں جناب سپیکر ۔ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ میرا اور آپ کا کچھ جھگڑا ہوا تھا اس وقت بھی بارہ بجے تھے

(نعرہ ہائے تحسین)

اور آج بھی بارہ بجے کا وقت ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین ۔ آج میں جھگڑا نہیں کروں گا اس وقت بارہ بج کر دو منٹ ہو گئے ہیں ۔

چوھدری محمد سرور جوڑا ۔ میں اپنے عزیز دوستوں سے ، اپنے اپوزیشن کے ارکان اسمبلی سے یہ ضرور کہوں گا کہ وہ میری تقریر کے دوران تالیاں نہ بجائیں کہیں ہاؤس کے باہر مجھے پولیس پکڑ کر نہ لے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ چوھدری صاحب آپ فکر نہ کریں پولیس آپ کو نہیں پکڑے گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چوھدری محمد سرور جوڑا ۔ جناب سپیکر ۔ وزیر خزانہ صاحب جو اپنی سیٹ پر نہیں ہیں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جیسے وزیر خزانہ خود خوبصورت ہیں اس طرح انہوں نے بجٹ بھی دیانتداری اور ایمانداری سے دیا ہے وزیر خزانہ نے صرف اس ایوان کے اندر بلکہ اس ایوان کے باہر بھی اپنی دیانتداری اور ایمانداری کا لوہا منوایا ۔ پیپلز پارٹی کے چار سالہ دور حکومت میں ، میں نے جتنی بھی تقریریں کیں اس میں میں نے ہمیشہ اپنی جماعت کا ذکر کرتا ہوں کہ بھارت نے پچھلے دنوں ہائیڈ روجن بم کا دھماکہ کیا ہے میں یہ چاہتا ہوں اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ بھی دھماکہ کریں تاکہ ہم بھی بھارت کو اپنی برتری تسلیم کروا سکیں ۔ میں ان ارکان اسمبلی سے بھی کہوں گا جو ان بنچوں پر بیٹھے تھے اور ان بنچوں

پر چلے گئے ہیں جو چار سال تک ہماری پیپلز پارٹی پر ہماری حکومت پر اس ایوان میں تنقید کرتے رہے ۔ اب مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کونسی غیبی طاقت ، یا کونسا انہیں الہام ہوا ہے کہ وہ ان بنچوں سے اٹھ کر ادھر ہمارے ساتھ آ بیٹھے ہیں ۔ میں یہ کہوں گا کہ وہ صرف ایک ہی مقصد ہے ، وہ ہے پیپلز پارٹی کا ٹکٹ ۔ یہ ایوان کو اچھی طرح سے علم ہے اور میرے اپوزیشن کے بھائی بھی اچھی طرح سے جانتے ہیں اور حال ہی میں شامل ہونے والے میرے بھائی بھی جانتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے سامنے اب جو الیکشن آنے والا ہے ، پیپلز پارٹی کے انقلاب کے آگے کوئی بھی نہیں ٹھہر سکے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور انہیں یہ اچھی طرح سے علم ہے کہ پیپلز پارٹی سو فیصد نشستیں حاصل کرے گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) قائد عوام فخر ایشیا کے سامنے مجھے تو اس ملک میں کوئی آدمی نظر نہیں آتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں اپوزیشن والوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ قائد عوام کے سامنے ایک آدمی بتائیں جو ان کے سٹینڈرڈ کا ہو ۔ قائد عوام نے عوام کے لیے اتنے کام کیے ہیں کہ پچھلے تیس سال میں آج تک کسی نے اتنے کام نہیں کیے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ قائد اعظم (تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) میرے خیال میں وہ پریس گیلری کی طرف دیکھ رہے ہیں ۔ میرے خیال میں وہ حمید نظامی کو پریس گیلری میں ڈھونڈھ رہے ہیں ، وہ حمید نظامی جس نے اپنی قلم کو اپنی عزت ، عصمت سے بھی زیادہ جانا ۔ میں کوئی زیادہ باتیں نہیں کروں گا قائد اعظم جنہوں نے یونیورسٹی میں تقریر کی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اسلامی ممالک سے بڑا اسلامی ممالک عطا فرمایا ہے اور انہوں نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو ہم اس کے اہل ثابت نہ ہوں معاف کرنا حقیقت میں میرے دوست ارکان اسمبلی اس کے اہل ثابت نہیں ہوئے اگر ہم اس کے اہل ثابت ہوتے تو آج مشرقی پاکستان ہم سے جدا نہ ہوتا ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے اس وقت کے وزیر قانون ملک مختار احمد اعوان صاحب نے جو اس وقت وہ اسمبلی میں موجود نہیں ہیں لابی میں بیٹھے ہوئے تھے یہ بتایا کہ سابق گورنر پنجاب ملک غلام مصطفیٰ کھر نے اپنے وزراء کو حکم دیا تھا کہ جب چوہدری سرور جوڑا کسی وزیر صاحب کے کمرے میں جائے تو اس کو دھکے اور گالیاں دیکر باہر نکال دیا جائے ۔ تمام ممبران اسمبلی میں حکومت سے کوئی ٹیڈی پیسہ تک وصول نہیں کرتا ، میں کوئی ٹی ۔ اے ۔ ڈی ۔ اے نہیں لیتا اس چار سالہ دور حکومت میں

میں نے اس اسمبلی سے اس حکومت سے کوئی تنخواہ نہیں لی ۔ میں اکاونٹس آفیسر کے نام سے نا آشنا ہوں ۔ اکاؤنٹس آفیسر کی شکل سے نا آشنا ہوں ۔ میں جب اس اسمبلی میں آیا تھا تو میں نے اس اکاؤنٹس آفیسر کو لکھ دیا تھا کہ میرا جتنا بی ۔ اے ۔ ڈی ۔ اے بنے وہ فلاں بنک میں جمع کر دو معلوم نہیں وہ پچاس ہزار کے لگ بھگ ہوگا یا جتنا بھی ہوگا ۔ جیسا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے پارٹی میٹنگ میں جو کہ 31 مئی 1976ء کو ہوئی تھی بتایا تھا کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو جولائی میں الیکشن مہم پر سفر آغاز کر رہے ہیں۔ جب قائد عوام گجرات آئیں گے ۔ یہ میری تنخواہ جو قوم اور عوام کی امانت ہے ۔ یہ اس وقت خرچ کی جائے گی ۔ جناب والا ۔ میرا آسمان اور زمین کے درمیان کوئی مکان نہیں ہے ۔ میرا کوئی بھائی عزیز ۔ رشتہ دار سرکاری ملازم نہیں ہے ۔ میں سینما گھروں کا مالک ہوں ۔ مجھے فخر ہے کہ میں امیر ہوں ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے اسے غریبوں میں بانٹ دو ۔ لیکن میرے پاس دو ۔ تین ۔ چار جوڑے کپڑے ہیں جو کہ میری بیوی اپنے ہاتھوں سے دھوتی ہے ۔ وہ میں پہن لیتا ہوں ۔ اور یہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اسلامی سوشلزم اسلامی سوشلزم کہتے ہیں یہ گلبرگ میں لیو اڈے پر 700 روپے کا ٹکٹ لے کر گئے تھے ۔ اس سوشلزم کی بات کرو ، جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو زنا کاری کے الزام میں 100 دروں کی سزا دی تھی ۔ جب جلاد نے انہیں 80 کوڑے مارے تو وہ مر گئے ۔ حکم ہوا کہ 20 کوڑے اس کی لاش پر مارے جائیں تاکہ اس کو اگلے جہاں چھٹکارا ملے ۔ آج اس شہر میں 2 لاکھ عورتیں زنا کاری کا دھندا کرتی ہیں اور پولیس جو لاء اینڈ آرڈر اور امن عامہ کی محافظ ہے وہ ان زنا کاری کے اڈوں سے ماہانہ فیس وصول کرتی ہے ۔ جناب والا ۔ اس اسمبلی کے چیمبر کے باہر ٹریفک کا ہیڈ کانسٹیبل یا پولیس کا سپاہی ، چھابڑی والے ۔ ریڑھی والے اور تانگے والے سے رشوت وصول کرتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ مت کہنا کہ میں کسی کے خلاف بول رہا ہوں کیا ہم ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان یہاں پر ہمیشہ کے لیے آئے ہیں ۔ کیا نوازش علی آف سرگودھا ۔ شیخ صفدر علی آف لاہور ۔ انور سیال آف گجرات آج یہاں ہیں کیا شیخ عزیز احمد اور رانا کے ۔ اے ۔ محمود آج ہم میں موجود ہیں ۔ یہ ہمیشہ کے لیے نہیں آئے تھے ۔ ہم خود

ہمیشہ کے لیے نہیں آئے ہیں ۔ نہیں

اک سانس کا جھگڑا ہے لیا لیا نہ لیا نہ لیا

جناب والا ۔ میرے بھائیو میں اس لیے ہمیشہ یہ کہتا ہوں کہ میں ہر وقت اس انتظار میں ہوں کہ قائد عوام فخر ایشیاء جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اگر مجھے اعتماد میں لیا ہے ۔ تو انہوں نے سمجھا ہے کہ اس انسان میں ایسے اوصاف موجود ہیں اگر وہ سمجھیں گے کہ اس نے ایک پیسہ بھی وصول نہیں کیا ہے تو میں پھر بہت فارورڈ جانے لگا ہوں ۔ میرے بھائیو مجھ پر تہمت نہ لگانا ۔ عدالت لگی ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لگی ہے ۔ اور یا عدالت لگی ہے تو گجرات میں محمد سرور جوڑا کی لگی ہے ۔ میں نے عدالت لگانی گجرات کے عوام سے جا کر پوچھو ۔ جناب والا ۔ ہمیں جو کچھ ملا یہ کس کی وساطت سے ملا ۔ کس کی وساطت سے میں یہاں اس ایوان میں آیا ہوں ۔ یہ وقار اور یہ عزت مجھے کس نے بخشی ہے یہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور اس کے بعد جناب ذوالفقار علی بھٹو کی وساطت سے ملی ہے ۔ جیسا کہ میرے بھائی جناب عبدالحفیظ کاردار صاحب نے کہا ہے کہ طاقت کا سر چشمہ عوام ہیں ۔ گجرات کے عوام سے جا کر پوچھو ہم ان کی کتنی عزت کرتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ آج سے نہیں ۔ پیپلز پارٹی کے دور سے نہیں ۔ مسلم لیگ کے دور سے نہیں ۔ بلکہ پوری ایک صدی سے گجرات میں جوڑا خاندان برسر اقتدار ہے ۔ فحاشی ۔ بدمعاشی ۔ زنا کاری ۔ بے ایمانی اور رشوت خوری کے خلاف ہمیشہ ہم نے آواز بلند کی ہے ۔ میں کوئی ایسے نہیں آیا ہوں بدرم سلطان بود والی بات نہیں ہے میرے والد صاحب 50 سال گجرات کے میئر رہے ہیں جب ایک دفعہ کوئی اس ہاؤس میں آتا ہے ۔ تو اس کے بعد صرف چند شکلیں دوبارہ آتی ہیں ۔ جب ایک دفعہ ایک ممبر بنتا ہے ۔ تو دوسری دفعہ نہیں بنتا ہے ۔ 50 سال زندگی کا ایک حصہ ہوتے ہیں 50 سال تک گجرات کے عوام نے ہمیں اعتماد میں لیا ہے اور آج اس کی بدولت ، جناب ذوالفقار علی بھٹو کی بدولت ، وہ 100 سال تک زندہ رہے میری تو یہ دعا ہے ۔ میں تو اپوزیشن سے ہمیشہ یہ کہتا رہتا ہوں کہ بتاؤ ۔ ایک آدمی تو لاؤ ۔ مرزائیوں کا مسئلہ 100 سال پرانا مسئلہ تھا ۔ انہوں نے ایک گھنٹہ میں حل کر دیا ۔ سرداری نظام ، کون سی بات ہے ۔ کونسے کارنامے ہیں جو کہ میرے قائد نے نہیں کیے ہیں ۔ میں

تو جناب والا ۔ ایک بات جانتا ہوں کہ میں نے ایک دن خدا وند تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے ۔ مجھے رب العزت کی قسم میں آج روزے سے ہوں ، آج سے نہیں 24 سال سے میرا جمعرات کے روز کا روزہ ہوتا ہے ۔ لاؤ کسی ولی اللہ کو ۔ کسی آدمی کو 30.40 لاکھ کی آبادی میں سے کوئی آدمی لاؤ ۔ جس کا کہ جمعرات کا روزہ ہو ۔ یہ سب کچھ ہم نے اپنے اخلاق سے اپنے کیرکٹر سے جیتا ۔ میں نے ایک کروڑ بار کہا ہے کہ میں نے ایک روز اپنے اللہ کے پاس جانا ہے ۔ اس کے حضور میں پیش ہونا ہے ۔ ایک بات ضرور کہوں گا مساوات بھٹی کا وہ نعرہ ، وہ راگ جو کہ ہم نے الاپا تھا ۔ مجھے دکھ ہوتا ہے جب وزیر خزانہ نے کہا کہ ہم ایڈیشنل جج لگائیں گے ۔ مجسٹریٹ لگائیں گے ۔ ڈی ۔ ایس ۔ پی اور ایس پی بھرتی کریں گے ۔ نہیں ۔ میں اس بھرتی کرنے کے حق میں نہیں ہوں جو ایڈیشنل جج ۔ مجسٹریٹ ڈی ۔ ایس ۔ پی وغیرہ بھرتی ہوں گے کیا ان میں کسی چھابڑی والے کا بھی لڑکا ہوگا کیا کسی تانگے والے کا بھی لڑکا ہوگا کیا کسی ریڑھی والے کا بھی لڑکا ہوگا ۔ نہیں میں اب بھی اس ایوان کو چیلنج کرتا ہوں کہ پہلے جتنے بھی مجسٹریٹ بھرتی ہوئے وہ سب جاگیرداروں کے بچے تھے بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا اگر میرے بھائی ناراض نہ ہوں ان میں ایم ۔ این ۔ اے اور ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کے بھی کچھ عزیز و اقارب تھے ۔ جناب والا ۔ لشاری صاحب ایک نیک دل وزیر ہیں میں کبھی بھی ان کے پاس ڈھو وغیرہ کے لیے نہیں گیا اور نہ ہی میں نے کبھی ان سے سفارش کی ہے کہ میرے کسی آدمی کو یہ کردو یا وہ کردو ۔ جناب والا ۔ یہ میرا کیا کام ہے ۔ جناب والا ۔ حکومت جس آدمی کو بہتر سمجھتی ہے اس کو ڈھو دیتی ہے اور جو لوگ بد دیانت ہیں ان کو نہیں دیا جاتا ۔ جناب والا ۔ میں اپنی زندگی میں صرف ایک ہی چیز چاہتا ہوں اور یہ میری دلی خواہش ہے اور وہ کیا ہے جناب والا ۔ وہ ہے قانون کا احترام ۔ قانون کی حاکمیت قانون کی سلامتی اور ہم اس کو کیسے لا سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ کالی کملی والے کا قانون لائیں ۔ جناب والا ۔ لائیے میرے اللہ اور اللہ کے رسول کا کلام ۔

(اس مرحلہ پر چوہدری غلام رسول صاحب نے کلام پاک ایوان میں اٹھایا اور کہا)

جناب والا ۔ میں ایک ایسا قانون لایا ہوں ۔ میں ایک ایسا بل لایا ہوں کہ

جس پر اس اسمبلی میں کبھی بھی بحث نہیں ہو سکتی کوئی بھی اپوزیشن والا اس بل پر بحث نہیں کر سکے گا کوئی بھی ممبر اس قانون کو جھٹلا نہیں سکے گا کوئی بھی ممبر اس بل پر بحث نہیں کر سکے گا جناب والا ۔ اس کی کوئی کلاز ایسی نہیں جس کی ترمیم کی جائے میں کہتا ہوں کہ اس کو اپناؤ ۔ ہم ذلیل و خوار ہو رہے ہیں ہم مذہب سے بیگانے ہیں زناکار لوگ زنا کرکے بچیوں کو سڑکوں پر پھینک دیتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں شاہ کوٹ کا واقعہ یہاں اس ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔ ایک زناکار نے زنا کرکے ایک لڑکی کی لاش سڑک پر پھینک دی اور تمام رات اس پر کاریں اور بسیں گزرتی رہیں صبح معلوم ہوا کہ یہ لڑکی کی لاش ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ چاہتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر میاں مصطفیٰ ظفر قریشی صاحب چوہدری محمد سرور جوڑا صاحب سے کلام پاک لے کر جانے لگے تو چوہدری سرور صاحب نے فرمایا)

نہیں ۔ میں نے یہ سپیکر صاحب کو دینا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کا مشکور ہوں اللہ میاں نے مجھے بھی تحفہ دیا ہوا ہے ۔ پیدا ہوتے وقت میرے ماں باپ نے بھی ایک تحفہ مجھے دیا تھا آپ تو بہت لیٹ ہو گئے ہیں اب 55 سال کی عمر میں یہ پیش کر رہے ہیں اور وہ بھی اسمبلی کا غالباً آخری اجلاس ہے کہ اب آپ کو یاد آیا ہے اگر پہلے سیشن میں یاد آجاتا تو سب قدر کرتے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا ۔ جناب والا ۔ میں اب اپنی تقریر کو ختم کروں گا اور میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ آپ نے جو بجٹ میں کہا کہ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اس جہان کو مٹا کر ایک ایسا نیا جہان بنا دیتا جس میں ہر انسان اپنی دلی خواہشات کو پورا کر سکتا تو میں جناب والا ۔ وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ یہ جو میں نے قرآن کریم اللہ کا کلام اس ایوان میں پیش کیا ہے اگر اس کو اپنایا جائے تو ہمارے اوپر جتنے بھی مصائب ہیں اور جو مشکلیں ہیں یہ سب آسان ہو جائیں گی آخر میں یہ چند شعر پڑھوں گا کہ :

کئی بار ہم نے یہ دیکھا ہے کہ
جن کا مزین بدن تھا معطر کفن تھا
جب قبر کھلی ان کی اکھڑی کو دیکھا
نہ تار کفن تھا نہ عضو بدن تھا

اب میں سپیکر صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے کافی وقت مجھے تقریر کرنے

کے لیے دیا جناب سپیکر ۔ شاید آپ یہ سمجھیں کہ میں آپ کی کوئی خوشامد کر رہا ہوں یا تعریف کرتا ہوں آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین رہے ہیں آپ ہمارے لیے قابل احترام رہے ہیں آپ نے جیسے لیڈر آف دی ہاؤس کے ایسا برتاؤ کیا ویسے ہی آپ نے لیڈر آف دی اپوزیشن کو بھی اتنا ہی ایسا جانا اور اتنا ہی وقت دیا بلکہ میں نہیں بلکہ ایک روز جب میرے سپیکر صاحب چیمبر میں آ گئے تو کہنے لگے کہ بھئی آج آپ کو میں نے کوئی چھوٹی دے دی ہے جتنی مرضی اپنے دل کی بھڑاس نکال لو ۔ میرے اپوزیشن والے بھائیوں کو بیس دس ۔ پندرہ ۔ پندرہ منٹ ملے ہیں وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال چکے ہیں اب وہ آرام سے بیٹھے ہیں میں لشاری صاحب کا ۔ سنہاس صاحب کا ۔ وزیر خزانہ صاحب کا ۔ اعتزاز صاحب کا ۔ بریگیڈیر صاحب کا اور رانا اقبال صاحب کا شکر دل سے مشکور ہوں کہ جب میں ان کے چیمبر میں گیا انہوں نے مجھے سائلوں کی نگاہوں سے نہیں دیکھا جیسے کہ پہلے وزراء مجھے اس عہد حکومت میں دیکھا کرتے تھے میں آپ کا احسان مند ہوں میں آپ کا ممنون ہوں کہ میں جب بھی گیا آپ نے مجھے اچھی نگاہوں سے دیکھا اور میں اپنے قائم مقام سپیکر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ عین بارہ بجے مجھے کھڑا کیا ۔ (قہقہے) ۔ خدا حافظ

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ جناب سرور جوڑا نے جس سادگی کے انداز میں اس ایوان کو اس مقام پر پہنچایا اور ہمیں وہ وعدہ یاد دلایا جس میں اس دنیا کی بہتری اور عاقبت کا واقعی بھلا ہے ہم شرمندہ ہیں ہم مسلمان ہوتے ہوئے اور مومن ہوتے ہوئے خدا اور خدا کے رسول کی بات کرنے سے اس ایوان میں کیوں گھبراتے ہیں آج میں جناب سرور صاحب کا مشکور ہوں اور ان کے بعد مجھے جو موقع دیا گیا ہے وہ میرے لیے چھوٹا نہیں ہے ۔

بہر حال جناب والا ۔ آج بجٹ کے موضوع پر جب ہم تقریر کر رہے تھے ہماری اپوزیشن پارٹی اور گورنمنٹ پارٹی کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں ان سب میں ایک بات پر اتفاق رائے ہے ۔ جناب والا ۔ اتفاق رائے یہ ہے کہ ہم نے پنجاب کے لیے اور پنجاب کے عوام کے لیے بہتری اور ان کی خوشحالی کے لیے مل جل کر سوچنا ہے اور یہ ہم سب کی مشترک ذمہ داری ہے ۔ اس میں اپوزیشن پارٹی کا یا گورنمنٹ پارٹی کا قطعی طور پر کوئی مخالفانہ جذبہ نہیں ہے ،

کوئی مناظرہ نہیں ہے ، کوئی شیعہ سنی کا یا کوئی احمدی سنی کا مناظرہ نہیں ہے بلکہ ہم پر عوام کی جو ذمہ داری ہے اس کا آج ہم نے اپنے اپنے نقطہ نگاہ کے مطابق اظہار کرنا ہے ۔ اور میں یہ کامل یقین سے کہتا ہوں کہ گورنمنٹ بینچیز ہوں یا اپوزیشن بینچیز ہوں وہ سب ان عوام کی بہتری کے لیے جوابدہ ہیں ۔ جناب والا ۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے بجٹ عوام کی بہتری کے لیے تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ جناب عبدالحفیظ کاردار نے اپنی معلومات کے مطابق نہایت احسن اور نہایت تجربہ کار ہونے کی حیثیت سے ایک حصے کو touch کہا اور وہ جو Industrial development processes ہیں ۔ چیف سیکرٹری صاحبان ہیں ۔ وزراء صاحبان ہیں اور اس کے بعد جو متعلقین ہیں وہ اگر نہ سوچ سکیں ۔ اور ان کی نگاہ سے کوئی چیز اوجھل ہو جائے تو عوام کے مطالبے کے پیش نظر ممبران اسمبلی کا یہ کام ہے کہ وہ یہاں آ کر اچھی تجاویز دیں ۔ جناب والا ۔ بجٹ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ ایک انتظامی امور کو چلانے کے لیے بجٹ کا کچھ حصہ ہم آج وقف کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ دوسرا حصہ ہم ترقیاتی منصوبوں کے لیے وقف کر رہے ہیں اور تیسرے حصے میں ہم اس صوبے کے عوام کے لیے عدل و انصاف مہیا کرنے کے لیے بجٹ میں پیسہ مختص کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ مجھے انتظامی لحاظ سے بصد افسوس اختلاف کرنا پڑتا ہے اور ان دوستوں سے بھی اختلاف کرنا پڑتا ہے جو حقائق سے پردہ پوشی کر رہے ہیں ۔ ۔۔ خدا کے بھی چور ہیں ، عوام کے بھی چور ہیں اور اپنی ضمیر کے بھی چور ہیں ۔ یہ ماننا پڑے گا کہ گزشتہ سالوں سے جو روش اختیار ہوئی تھی اور جس طرف عوام کا دھارا مڑا تھا وہاں کرپشن ، نا اہلی اور بد دیانتی نے ہمارے بجٹ کا بہت سا حصہ ضائع کیا ۔ اس وقت 77 - 1976ء کے بجٹ کی صورت حال بھی یہی ہے ۔ جو سکیم ہم بنا کے اور پاس کر کے محکموں کو دیں گے اس کا بیشتر حصہ کرپشن ، رشوت ، بد دیانتی ، دھاندلی اور سیاسی لوٹ کھسوٹ کی نظر ہوگا ۔ ہم گزشتہ سالوں پر اگر نظر ڈالیں تو چار سالوں میں حافظ علی اسد اللہ ہوں ، راجہ منور احمد ہوں، میاں منظور احمد موہل ہوں یا سردار صغیر احمد ہوں ، زید ہو یا بکر ہو یہاں پر ذمہ داریوں ، کوتاہیوں کو ایک دوسرے کے سہارے پر ایک دوسرے کے کندھے پر رکھ کر ہم عوام میں سرخرو نہیں ہو سکتے ۔ جناب حنیف رامے صاحب کا دور ہو، جناب مصطفیٰ کھر صاحب

کا دور ہو ، جناب سردار صغیر احمد صاحب ہوں یا موجودہ کابینہ اور اس کے اراکین ہوں ذمہ داری ہم سب پر مشترکہ ہے ۔ پنجاب کے عوام کی بہتری کے لیے ہم سب نے کوشش کرنی ہے ۔ میں نہیں کہتا کہ موجودہ وزراء سارے کے سارے بد دیانت ہیں ۔ ان میں دیانتدار بھی ہیں اچھے لوگ بھی ہیں لیکن انتظامی ڈھانچے میں اخلاقی طور پر اس قدر کرپشن آ چکی ہے کہ اب وہ ان کے بس سے باہر ہو چکی ہے اور یہ ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا ۔ جناب سرور چوڑا صاحب جس بجٹ پر میں بات کر رہا ہوں اس کا تین چوتھائی کم از کم کرپشن کی نظر ہوگا ۔ اس کی وجوہات کیا ہے ؟ اس لیے کہ انہیں خوف خدا نہیں ہے ۔ عاقبت و آخرت اور کلام پاک پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ گزشتہ سالوں میں اور موجودہ سال میں اسلامی روایات کو پامال کیا گیا ۔ اسلامی تصور حیات کو پامال کیا گیا ۔ اس مقصد کے لیے ہم نے بجٹ میں جو حصہ مخصوص کرنا تھا وہ نہ کر سکے ۔ اس لیے جب تک قوم کے اندر اسلام عاقبت و آخرت کا خوف پیدا نہیں ہوگا اس وقت تک ہم اس کرپشن کے دھارے کو ، بدمعاشی اور رشوت کے دھارے کو اور اس کے بعد جیسا کہ جناب سرور چوڑا صاحب نے فرمایا تھا کہ عصبیت فروشی کے دھارے کو نہیں موڑ سکتے ۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ موجود بجٹ میں یا گزشتہ سالوں کے بجٹوں کی روشنی میں ، جناب سردار صغیر احمد صاحب کے دور وزارت کی روشنی میں جس کابینہ میں وہ رہے تھے ہم نے ان کو نہیں اپنایا تھا ۔ ہم اہل پنجاب کے لیے پنجاب میں اسلامی قوانین اور اسلامی روایات کے لیے بجٹ میں ایک بے شمار حصہ مخصوص کریں ۔ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وزیر خزانہ ہونے کے باوجود ہمیشہ ایک مبلغ اور ایک اسلام پسند ہونے کی حیثیت ہمارے سامنے آئے ہیں ۔ انہیں اس سلسلے میں کافی عبور حاصل ہے ۔ لیکن اس کے باوجود اس بجٹ میں اسلام ، اسلامی روایات ، مذہب اور قرآن و سنت کی ترغیب اور اس کو enhance کرنے کے لیے ہم زیادہ بجٹ کا حصہ مختص نہیں کر سکے ۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟ یہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب فرمائیں گے ۔

جناب والا ۔ مجھے جناب سرور چوڑا صاحب کی تقریر کے اس حصہ کے ساتھ سو فیصد اتفاق ہے کہ ہم نے اہل پنجاب کو چار سال کے عرصہ میں کہاں

سے کہاں لا کر رکھ دیا ہے ۔ سڑکیں تو بن گئیں لیکن وہ تو سکھوں کے کام بھی آ سکتی ہیں ۔ ہندوؤں کے کام بھی آ سکتی ہیں ۔ وہ بدمعاشوں کے کام بھی آ سکتی ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ مجھے اس پر اعتراض ہے کہ "سکھوں کے کام آ سکتی ہیں ، ہندوؤں کے کام آ سکتی ہیں" اس کا مطلب ہے کہ وہ آپ کو ووٹ کر یہاں آ کر سڑکوں پر چڑیں گے ۔ ہم یہ قطعاً برداشت نہیں کر سکتے ۔ حضور ۔ یہ الفاظ واپس لیے جائیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں اپنے دوست پاکستان کے پاسدار جناب کرنل محمد اسلم خان لیازی صاحب اور باقی دوستوں کی حب الوطنی کی داد دیتا ہوں ۔ میں بھی انہیں میں شامل ہوں ۔ میری گزارش یہ تھی کہ ہم جو یہ تعمیرات کر رہے ہیں یا بند بنا رہے ہیں یا سابقہ حکومتوں نے جو بنائے تھے لیکن اس کے باوجود جس چیز کی کمی تھی وہ احساس ملت ہے جس کو ہم نے کم کیا ۔ وہ احساس تحفظ ہے جو ہم نے کم کیا وہ احساس جمہوریت ہے جو ہم نے کم کیا ۔ ملک و ملت کے ساتھ جو ہمارے لگاؤ کی مشترکہ ذمہ داری تھی وہ ہم نے وفاقی حکومت کی اطاعت سے کم کی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قوم کا سب سے بڑا سرمایہ ہے ۔ لیکن جس انداز سے جناب کرنل محمد اسلم خان لیازی الجھے اس کے پیچھے ماں اور باپ کی ٹریننگ کا وہ جذبہ ، استادوں کا وہ جذبہ ، ان اساتذہ کی وہ ٹریننگ ، حب الوطنی کی وہ ٹریننگ تھی جس میں آج ہم شامل ہیں ۔ اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ حب الوطنی کا وہ جذبہ جو اس سے قبل موجود تھا ۔ وہ اب کیسے پیدا ہو سکتا ہے ۔ وہ اسلامی روایات کے ساتھ ، بہترین اساتذہ کے ساتھ ، انسٹی ٹیوشن کے ساتھ پیدا ہو سکتا تھا ۔ لیکن اب سکولوں میں کیا ہو رہا ہے ۔ کالجوں میں کیا ہو رہا ہے ؟ وہ قوم جس کو ہم تربیت دے رہے ہیں اور جس پر بجٹ کا حصہ خرچ کر رہے ہیں ؟ اس میں کتنے نا اہل اور غیر ذمہ دار اساتذہ ٹریننگ دے رہے ہیں جس کے لیے ہم بجٹ مخصوص کر رہے ہیں ۔ یہ وہ قوم ہے جسے پاکستان کی پاسداری کرنی ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان سڑکوں کے تحفظ کے لیے ، ڈویلپمنٹ کے لیے ، سکولوں کی حفاظت کے لیے ہمارا بھی یہ فرض ہے کہ ہم اس کو نظریاتی تحفظ دیں ۔ لیکن ہم اس

میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں ۔ یہ چند آدمی ہیں ، یہ چند شخصیات ہیں اور یہ چند سیاسی آدمی ہیں/جو پاکستان کو درد دل کے ساتھ ، اہل پنجاب کو درد دل کے ساتھ چاہتے ہیں اور اس کا تحفظ چاہتے ہیں ۔ لئی نسل کا خدا حافظ ہے ۔ اس کے ہم ذمہ دار ہیں ، اس کے/موجودہ وزیر تعلیم ذمہ دار ہیں ، اس کی کابینہ ذمہ دار ہے ، اس کی اپوزیشن ذمہ دار ہے ، اس کی پاکستان پیپلز پارٹی کے اہل اقتدار ذمہ دار ہیں ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ صوبے میں ان نظریاتی/تحفظات کی مجموعی طور پر ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے ۔ بطور انسان ان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ جن انسانوں کے لیے سڑکیں بنا رہے ہیں وہ انسان بھی ہیں یا نہیں ہیں/وہ پاکستانی نظریات کے حامل ان کو بنا رہے یا نہیں بنا رہے ۔ وہ سعادت کیا ہے جس نے ان نظریات کو ڈویلپ کرنا ہے ۔ اس لیے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ/بات ایسی ہے جو کہ حقیقت پسندانہ ہے اور جس پر آپ نے نگاہ کرنی ہے ۔ جو بجٹ ہم گزشتہ سالوں سے خرچ کر رہے ہیں اور ہم بجٹ پر بحث کر رہے ہیں ۔ اس تمام ڈویلپمنٹ کا مقصد عوام کو تحفظ دینا ہے ۔ سڑکیں گودام بنانا یہ عوام کی بہتری اور اس کی بہبود تھی ۔ یہ ایک طریقہ کار ہے ۔ لیکن قوم کو بطور قوم بنانے میں یہ صوبہ ناکام رہا ہے ۔ اس کی کیا وجوہات تھیں ۔

جناب والا ۔ بجٹ کے پیش کرنے پر مبارک باد دینا اس سے وزیر خزانہ خوش ہوتے ہیں لیکن باقی رفقا کار کو اس کے کچھ حقائق کی روشنی میں دیکھنا ہوگا ۔ جس طرح گذشتہ سال بجٹ میں کیا گیا تھا آئندہ سال کے لیے بھی وہی طریقہ کار رکھا ہے کہ کس طرح روپیہ ظلم اور استبداد اور جبر کرنے پر خرچ کیا جائے گا ۔ عوام پر ظلم کرنے کے لیے کس طریقے سے روپیہ خرچ کیا جائے گا اس بجٹ میں کہا گیا ہے کہ ہم عوام کی ڈویلپمنٹ کے لیے یہ روپیہ خرچ کریں گے ۔ اس کے برعکس قوم کو ہم نے عدم تحفظ دیا ہے ۔ عوام نے آج ہم کو یہ موقع دیا ہے کہ ہم اسلامی روایات پر عمل کریں ۔ چاہے کوئی بھی ہو چاہے وہ ضلع گجرات سے تعلق ہو یا ضلع ساہیوال سے تعلق رکھتا ہو یا میانوالی سے لیکن یہ حکومت عوام کے/مشترک مفاد کی ذمہ دار ہے اس لیے تمام ذمہ داری ان کو اسلامی جذبے کے ساتھ قبول کرنی چاہیے ۔ لیکن ہم اس میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں چاہے اس میں حنیف رامے یا غلام مصطفیٰ کھر کا ہی زمانہ کیوں

نہ ہو۔ جناب والا۔ جہاں تک انتظامی امور کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں میں ایک چھوٹا سا واقعہ عرض کرتا ہوں کہ کچھ دن ہوئے پولیس کی وہگن ایک نوجوان کی تلاش میں پھر رہی تھی پولیس والوں سے پوچھا گیا کہ کیا ہوا تو انہوں نے کہا کہ اس نوجوان نے ایک ہوٹل میں تقریر کی تھی ہم اس کو تلاش کر رہے ہیں۔ وہ نوجوان دسویں جماعت کا طالب علم تھا جس کی تلاش میں پولیس ماری ماری پھر رہی تھی اس کے برعکس پولیس عوام کی تحفظ کی ذمہ دار ہے پولیس انتظامی امور کی ذمہ دار ہے۔ لیکن آج کل پولیس صرف سیاسی چپقلش کے لیے ریزرو ہو کر رہ گئی ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی خوش آئند بات نہیں ہے۔ کیونکہ عوام کے اس پیسے کو عوام کے تحفظ کے لیے خرچ ہونا چاہیے پولیس رات کو گشت کرے اور عوام کو چوروں سے تحفظ دے۔ یہ پیسہ عوام کی بہبود پر خرچ ہونا چاہیے۔ اس لیے میں استدعا کرتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے طریقہ کار پر ہمیں نگاہ رکھنی چاہیے۔ اور ان کے ترقیاتی منصوبوں پر بھی نگاہ رکھنی چاہیے اور یہ مسئلہ کوئی بحث و تمحیص کا مسئلہ نہیں ہے اس پر عوام پہلے ہی اپنا فیصلہ دے چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی دیں گے۔ یہ ظلم اور بربریت کو استعمال کر رہے ہیں۔ میں فاضل اراکین سے استدعا کروں گا کہ وہ اس طریقہ کار کے متعلق کم از کم اپنی میٹنگز میں غور کریں۔ کیونکہ یہ اپنے طریقہ کار کو غلط استعمال کر رہے ہیں۔ پولیس کا استعمال امن و امان کی نذر ہو گیا ہے۔ اور عوام کو اس کے سیاسی اپریشن پر لگایا گیا ہے۔ اور آئندہ سال کا جو بجٹ زیر بحث ہے اس کا بیشتر حصہ اسی پر خرچ ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب عوام کے پیسے کے ساتھ ضیاع ہو رہا ہے۔ جہاں تک محکمہ مال کے ریکارڈ کا تعلق ہے انگریز کے زمانے سے لے کر اس کا ریکارڈ مستحکم رہا ہے۔ لیکن رانا شوکت صاحب نے کہا تھا کہ اس نظام کو ہم upset کریں گے۔ یہ ایک جنون ہے جو میرے دوستوں کو آیا ہوا ہے۔ اور یہ انہوں نے قائد عوام سے اخذ کیا ہے کہ ہم ہر چیز کو الٹ دیں گے۔ اس کو تبدیل کریں گے۔ میں ڈاکٹر صاحب سے استدعا کروں گا کہ وہ نوٹ فرما لیں کہ آپ نے بارہ ایکڑ پر معافی کا ،وژہ تو سنا دیا لیکن وہ ناقابل عملی ہے۔ اگر کوئی شخص کل چودہ ایکڑ کا مالک بن جائے تو کیا اس زمرے میں نکل جائے گا۔ اس لیے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس کے تحت day today

آبیانے کا ریکارڈ رکھا جائے اور اس کے لیے کوئی ایکسپرٹ کمیٹی بنائی جائے۔ جو اس پر غور کر سکے وگرنہ موجودہ شکل میں یہ ناقابل عمل ہے۔ اس میں بد دیانتی اور دھاندلی کے راستے کھلیں گے۔ وزیر مال کے فرمان کے مطابق محکمہ مال میں تبدیلی کرنا مقصود ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ تحصیلدار اور دیگر ریونیو سٹاف کیڈر علیحدہ کیا جائے کیونکہ تحصیلدار صاحب بہت ایکسپرٹ ہوتے ہیں اور ان کا مال کے محکمہ میں بہت تجربہ ہوتا ہے اس کے بعد اس کو مجسٹریٹ یا ایگزیکٹیو میں رکھا جانا چاہیے لیکن وہ لوگ جو ریکارڈ نہیں جانتے اور ریکارڈ سے قطعاً ان کی ناآشنائی ہے ان کو ایسی جگہوں پر لگانا ٹھیک نہیں ہے۔ اس لیے ان کا کیڈر علیحدہ ہونا چاہیے تاکہ ان کی ترقی اپنے ہی محکمے میں ہو سکے۔ اس طرح محکمہ مال سے جب زمیندار قرض لیتا ہے تو ان سے پٹواری رشوت لیتا ہے جب وہ رجسٹری کراتا ہے اس کو وہاں بھی پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں اس کے بعد وہ رجسٹری کی نقل لیتا ہے اس کو وہاں بھی پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے میں استدعا کرتا ہوں کہ غریب عوام کی بھلائی کے لیے ان پٹواریوں کی رشوت کو بند کیا جائے اور یہ بار گران کاشتکاروں پر زیادہ پڑ گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ 25 ہزار تک رجسٹریشن کو مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ اس وجہ سے یہ تجربہ ناکام ہو گیا ہے۔ میری تیسری گذارش سیاسی نعرہ بازی کے متعلق ہے۔ مالک کو یہ کہا گیا تھا کہ تم کو حق ملکیت حاصل رہے گا۔ اور مزارع کو یہ کہا گیا تھا کہ نہیں کوئی مالک بے دخل نہیں کر سکتا لیکن قانونی طور پر جو تحفظات دیے گئے وہ خاصے دقت طلب ہیں اور یہ مسئلہ خاصہ الجھاؤ میں پڑا ہے۔ یہ ایک نئی فہمی سازش ہے کہ حکومت نے مزارع کو زیادہ حقوق ملکیت دینے ہیں تو اس کو زیادہ واضح اور زیادہ مستحکم کیا جائے۔ بجائے اس کے مزارعوں کا سلوک مالکان کے ساتھ غیر قانونی ہو اس لیے میں وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ اس ضمن میں زیادہ واضح اور مستحکم احکامات ترمیم کے ذریعے کیے جائیں تاکہ ان مزارعوں کو بے دخل نہ کیا جا سکے۔ اور مالکان کو بھی اس میں حقیقت حال کا پتہ لگ جائے۔ وگرنہ یہ ایک سیاسی تصادم ہے جس سے ملکی معیشت کو کافی نقصان اٹھانا پڑا کیونکہ جو قابض ہیں وہ مالکان کو کچھ نہیں دے رہے ہیں۔ اور کچھ کو زمین نہیں ملی ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں

اس سے ملک معیشت کافی حد تک متاثر ہو رہی ہے اور یہ ہماری مشترکہ ذمہ داری ہے اس میں حکومت یا اپوزیشن کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے ہماری معیشت کا تعلق ہے۔ اس کے علاوہ ملک قیوم صاحب اگر یہاں ہوتے تو میں ان کی خدمت میں استدعا کرتا کہ وزیر صحت نے وہ کون سی تبدیلی کی ہے کیونکہ جتنی دوائیاں ہسپتالوں میں اور ڈسپنسریوں میں جا رہی ہے وہ بدستور بلیک میں فروخت ہو رہی ہیں، ہوتی تھیں اور ہوتی رہیں گی۔ اور مریضوں کو پرائیویٹ طور پر تمام ادویہ خریدنا پڑتی ہیں۔ جس میں خاصہ وقت درکار ہوتا ہے اس طرح حکومت کے بجٹ کا بیشتر حصہ کا ضیاع ہو رہا ہے۔ اس لیے سنجیدگی کے ساتھ اس طرف بیٹھنے والے اور اس طرف بیٹھنے والے ارکان اس پر غور فرمائیں اور وزیر صحت صاحب اس میں کوئی نہ کوئی راستہ اختیار کریں۔ اس کے بعد جو دوائیں بازار میں آئیں اس کا سدباب کیا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موھل۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ آپ نے وقت کم دیا ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو 20 منٹ دیے گئے تھے۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ صرف دو منٹ میں ختم کر دیتا ہوں۔ میں گزارش کر رہا تھا پیپلز پارٹی کے ورکروں نے پارٹی کو بد نام کر دیا ہے اور لشاری صاحب نوٹ فرما لیں۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ ڈپوؤں کے نظام کے متعلق سنجیدگی سے غور فرمائیں۔ کیونکہ دیہات میں جتنی چینی ڈپو ہولڈر لے جاتا ہے وہ تمام کی تمام بلیک میں فروخت کر دیتا ہے۔ آپ اس پر غور فرمائیں۔ اور دوسرا یہ کہ جیسے کم سپلا کیے گئے ہیں اس لیے بینز (bins) اور سٹوریج کا تسلی بخش ہیں۔ میں لشاری صاحب کی امداد کے لیے وزیر خزانہ سے یہ استدعا کروں گا کہ کم از کم ان کو زیادہ پیسے دیے جائیں۔ جو غلہ مشکل سے پیدا کیا جاتا ہے وہ تباہ ہو رہا ہے۔ منڈی بہاؤالدین میں میں خود حالات دیکھ کر آیا ہوں اور ان کے گوش گزار کر رہا ہوں۔ وہاں تباہی اور بربادی ہو رہی ہے۔ وہاں سٹوریج کا کوئی انتظام نہیں۔ اس سلسلہ میں پیسہ بہت کم دیا گیا ہے۔ گودام تیار کیے جائیں اور غلے کو محفوظ کیا جائے۔ ایک دانے کا ضیاع بھی کافی نقصان ہے۔ یہ بڑی مشکل سے پیدا ہوتا ہے۔ ہم اس کی طرف توجہ نہیں کر سکے۔ اس کے

علاوہ "محکمہ جیل" کے متعلق رانا صاحب سے عرض کروں گا کہ میں جیل کا معائنہ کرنے گیا تھا۔ میرے پاس ایک تجویز ہے، جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اسے نوٹ فرما لیں اور ان کو پہنچا دیں۔ میرا خیال ہے کہ قرآن و حدیث کی آیات کا ترجمہ کروا کر اگر ہم یہ ریلیں اور ٹیپ وہاں پہنچا دیں اور فارغ اوقات میں تیسری قسم کے اور اخلاقی قسم کے ٹیپ قیدیوں کو سناتے رہیں، تو اس میں ہمارا زیادہ پیسہ خرچ نہیں ہوگا۔ معمولی سا پیسہ خرچ ہوگا۔ وہاں جو لوگ جاتے ہیں ان کے ذہن کو مسلسل hit کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہاں ٹیپ سسٹم جاری کیا جائے۔ ان کو آواز دینے کے لیے لاؤڈ سپیکر تو وہاں پہلے لگے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ قرآن و سنت اور اچھے اخلاق کی بجائے آپ کچھ اور ٹیپ کر لیں اور انہیں فرمان قائد عوام سناتے رہیں۔

مسٹر ایس۔ ایم۔ مسعود۔ امان اللہ لک صاحب کے لیے بھی یک ٹیپ کی ضرورت ہوگی۔

چوہدری امان اللہ لک۔ میرے لیے بھی ہے اس لیے کہ میری بھی یہ بد نصیبی تھی کہ میں آپ کے ساتھ وقت نہ گزار سکا۔

مسٹر سپیکر۔ میں یہاں بیٹھے ہوئے تو یہ نہیں کہتا کہ یہ ان کے لیے مخصوص کیوں ہے اور سارے پاکستان کے لیے کیوں نہیں۔

چوہدری امان اللہ لک۔ اگر آپ کے ٹیپ مجھے متاثر کریں گے تو میں وہ بھی ساتھ لے جاؤں گا اور سنتا رہوں گا۔ انشاءاللہ العزیز۔ وہاں بھی کوئی اتنا اچھا اور سمجھ دار آدمی نہ تھا کہ میں آپ کے ساتھ اتنی دیر گزارتا۔ ورنہ میں اسمبلی چھوڑ کر چلا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری نااہلی ہے اس لیے میں تو یہ گزارش کر رہا تھا کہ محکمہ جیل کے متعلق میری ایک تجویز ہے۔ اگر آپ اسے پسند نہ فرمائیں تو آپ کی مرضی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو صحیح اور درست کیا جا سکتا ہے۔ اور جہاں تک ڈپوؤں کے نظام کا تعلق ہے۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ میاں منظور احمد موہل۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بولنا چاہتا ہوں کہ آج صبح راجہ منور ، ایم پی اے ، فاضل رکن صاحب نے کچھ ایسی باتیں کہی ہیں جو پاکستان کے مفادات کو نقصان پہنچا سکتی ہیں اور پاکستان کی خارجہ پالیسی کے متعلق غلط فہمی پیدا کر سکتی ہیں ۔ میں ایک بات تو میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ کسی ملک کی خارجہ پالیسی کا مقصد اس ملک کے اپنے قومی مفادات کا تحفظ اور فروغ ہوتا ہے اور عام طور پر یہ سفارتی کارروائیوں یعنی ڈپلومیسی کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے ۔ لیکن جب سفارتی کارروائیاں یعنی ڈپلومیسی قومی مقاصد حاصل نہیں کر سکتیں تو انہی قومی مفادات کو آگے بڑھانے کے لیے جنگ ہوتی ہے ۔ جنگ بذات خود نصب العین نہیں ہوتی ۔ دوسری بات جناب والا ۔ میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ جموں اور کشمیر کا مسئلہ ہے جسے پچھلی حکومتوں نے سرد خانے میں ڈال رکھا تھا جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان نے یہ دوبارہ بین الاقوامی سطح پر اٹھایا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور اس کے لیے اپنی خارجہ پالیسی کی وجہ سے بہت سے ممالک سے تائید بھی حاصل کی ہے اور حال ہی میں عوامی جمہوریہ چین اور عوامی جمہوریہ کوریا نے جو مشترکہ سرکاری طور پر اعلامیے جاری کیے ہیں ان میں ان دونوں حکومتوں نے جموں و کشمیر کے بارہ میں پاکستان کی حکمت عملی کی مکمل تائید کی ۔ اس کی ایک اور وجہ بھی ہے کہ معاہدہ تاشقند جو ایسے حالات میں ہوا تھا جب پاکستان کی حالت اتنی اچھی تھی ۔ اس کے باوجود معاہدہ تاشقند میں کشمیر کا ذکر تک نہ تھا لیکن معاہدہ شملہ جو وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی کوششوں سے ہوا اس وقت اگرچہ پاکستان کی پانچ ہزار مربع میل زمین اور 93 ہزار جنگی قیدی ہندوستان کے قبضہ میں تھے اس کے باوجود انہوں نے کشمیر پر پاکستان کے موقف کا ذکر کیا ۔ تیسری بات میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ خارجہ پالیسی ایک بہت ہی نازک مسئلہ ہے اور بڑی فہم و فراست اور تجربہ کے بعد کوئی کہنی چاہیے ۔ میں حیران ہوں کہ فاضل رکن نے جو اس پر خیال آرائی کی ہے ۔ خارجہ پالیسی بڑا نازک مسئلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی خوش قسمتی ہے کہ پاکستان میں ایسے نام نہاد دانشوروں کی حکومت نہیں ورنہ یہ خارجہ پالیسی کی وجہ سے جس کا

مظاہرہ آج یہاں کیا گیا ہے ، پاکستان کو نقصان پہنچانے اور پاکستان کا قطعاً کوئی فائدہ نہ کرتے ۔ آخر میں میں تقریر ختم کرتے ہوئے یہی کہوں گا کہ خارجہ پالیسی کے مسئلہ پر اس ایوان میں ہم جس قدر آزادی سے اجتناب کریں گے اسی طرح قومی مفادات کا تحفظ ہو سکے گا ۔ بہت شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل ۔

چوہدری طالب حسین ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو تقریر کے دوران اس لیے نہیں ٹوکا کہ وہ قائد ایوان کے فرائض انجام دے رہے تھے ، اور جب قائد ایوان تقریر فرما رہے ہوں تو حزب اختلاف کی طرف سے انہیں ٹوکا نہیں جاتا حالانکہ انہوں نے اس روز بھی کچھ ایسی باتیں کی تھیں اس کے باوجود میں نے حزب اختلاف سے یہ کہا تھا کہ وہ ان کی تقریر میں مداخلت نہ کریں ۔ آج بھی میں حیران ہوں کہ جس نکتہ ذاتی وضاحت پر اٹھ کر انہوں نے یہ تقریر فرمائی ہے یہ نکتہ ذاتی وضاحت نہ تھا ۔ دوسرے میں ڈاکٹر صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس روز بھی انہوں نے اپنی تقریر میں جوش خطابت میں یہ فرمایا کہ جب پبلک جلسوں میں خارجہ پالیسی پر نکتہ چینی کی جائے تو اس کے خلاف قانون اپنی عملداری میں کیوں نہ آئے ۔ میں ڈاکٹر صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خارجہ پالیسی ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر پبلک جلسوں میں تنقید ہو سکتی ہے ۔ یہ ایک بنیادی چیز ہے جو انہیں تسلیم کرنی پڑے گی اور دوسرے یہ کہ اگر اس ایوان میں خارجہ پالیسی پر سرکاری بنچوں کی طرف سے تعریف ہو سکتی ہے تو اس پر تنقید کیوں نہیں ہو سکتی ۔ یہ ابتدا ان کی طرف سے ہوئی ہے ۔ ان میں سے جو ممبر بھی اٹھا ہے اس نے ایک بار یہ ضرور کہا کہ ہمارے قائد عوام کی خارجہ پالیسی نے یہ کر دکھایا ۔ یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے جو انہیں ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنا پڑے گا اگر کسی مسئلہ پر حکومت کی جانب سے تعریف ہو سکتی ہے تو یہ ایک لازمی امر ہے کہ آپ اس پر وہ تنقید سننے کے لیے بھی تیار رہیں ۔ آپ تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے کے لیے بھی تیار رہیں ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ان وجوہات کی بنا پر پاکستان کے تعلقات دوسرے ممالک کے ساتھ خراب ہونے کا اندیشہ ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ایسے الزامات ہیں جو ہمیشہ یہاں وطیرہ رہا ہے کہ حکومت حزب اختلاف پر الزام لگا کر انہیں بدنام کرنے کی

کی کوشش کرتی ہے جیسے کہ سوائے حکومت کے اور کوئی حزب اختلاف کی پارٹی میں محب وطن نہیں ، جیسے کہ کوئی پارٹی پاکستان کا مفاد نہیں چاہتی ۔ یہ بالکل غلط روایت ہے ، یہ بالکل سستے نعرے ہیں ، جو آج تک لگتے رہے ہیں ۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ کسی اصول پر اور کسی آئین کے مطابق حکومت چلے تو اس کے مطابق آپ کو ان چیزوں کی اجازت دینی ہوگی ۔ آپ ان کی تقریر میں سے کوئی ایسا حصہ نہیں نکال سکتے جس سے آپ یہ کہیں کہ فاضل مقرر نے دانستہ طور پر کوشش کی ہے کہ پاکستان کے تعلقات کسی دوسرے ممالک کے ساتھ کشیدہ ہو جائیں ۔ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے اور میں اس کو پورے زور سے جھٹلاتا ہوں ۔ یہ طریقہ ، یہ وطیرہ نہایت ہی غلط ہے ۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ جب کوئی مقرر حزب اختلاف کی طرف سے اٹھ کر اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کی کوشش کرے تو فوراً نکتہ ذاتی وضاحت پر اٹھ کر اس کے خلاف اس قسم کے الزامات لگائے جائیں کہ سوائے گورنمنٹ پارٹی کے اور کوئی محب وطن نہیں ۔ یہ بات نہایت ہی غلط ہے ۔

اسپیکر ۔ آج اجلاس کا وقت دو بجے تک ہوگا ۔ میاں منظور احمد موہل ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب سپیکر ، آج صبح سے 77 - 1976ء کے میزانیہ پر بحث جاری ہے ۔ یہ میزانیہ پنجاب کے فاضل وزیر خزانہ نے نہایت محنت لگن اور جدوجہد سے تیار کیا ہے اور میں اس پر انہیں مبارکباد دیے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ اعداد و شمار سے وہ کتب بھری ہوئی ہیں اس لیے میں اعداد و شمار میں جانے سے پہلے ضروری سمجھتا ہوں کہ میں چند ایسے واقعات اور حالات عرض کروں جن کے باعث پاکستان میں یہ پتا چلایا جا سکے کہ جمہوریت کیسے آئی ، جمہوریت کی بنیاد کیسے بنی اور وہ کیا حالات تھے کہ پاکستان بنانے کی ضرورت لاحق ہوئی ۔ جناب والا ۔ پاکستان اس لیے حاصل نہیں کیا گیا تھا کہ محض ہمیں حکمرانی کرنی ہے ، بلکہ اصل غرض و غایت یہ تھی کہ ہمیں مسلمان قوم کی فلاح و بہبود کے لیے ایک علیحدہ مملکت دوانت کرکے وہاں اپنی حکومت قائم کرنی ہے ۔ جناب والا ۔ اس وقت ہندوستان حکمران اور ہندو بنیا مسلمان عوام کو لوٹ رہا تھا ۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مسلمان قوم

کی حالت بدلے ۔ لیکن قائد اعظم محمد علی جناح نے ایک تحریک پیدا کی جس کا مقصد یہ تھا کہ ہم ایک علیحدہ سلطنت قائم کریں گے جس میں عوام کو لوٹ کھسوٹ سے بچائیں گے ۔ یہ مقصد اور مدعا تھا ۔ لیکن یہاں پر اس تحریک میں یہ بات بھی پیدا کر دی گئی کہ ہم ہندو مخالف کے خلاف ہیں ۔ میرے خیال یہ ضرور کہوں گا کہ قائد اعظم محمد علی جناح کے ذہن میں قطعاً کبھی بھی مخالفت نہ تھی ۔ بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ جو طبقہ لوٹ کھسوٹ کر رہا ہے ، ہم اس کے خلاف اپنی ایک علیحدہ مملکت قائم کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم ایک استحصال سے پاک معاشرہ قائم کریں گے ۔ جہاں لوٹ کھسوٹ نہ ہو گی۔ جناب والا ۔ اس بنا پر پاکستان قائم ہوا ۔ اس کے بعد آپ نے بھی دیکھا، پاکستان بننے کے بعد مسلم لیگ جماعت برسر اقتدار آ گئی ۔ مسلم لیگ وہ جماعت تھی جس کے سامنے یہ نصب العین تو تھا کہ ہم پاکستان بنائیں گے ۔ لیکن پاکستان بنانے کے بعد ان کی قطعاً کوئی منزل نہ تھی کہ ہم پاکستان میں کونسا معاشرہ قائم کریں گے ۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم لیگ جماعت اپنے آپ ہی انتشار کا شکار ہو گئی ۔ وہ ڈرائنگ روم کی سیاست میں بھٹک گئی جس کے نتیجے میں پاکستانی عوام اس جماعت سے بدظن ہو گئے اور اس کے نتیجے میں پاکستان میں فوجی آمریت قائم ہوئی ۔ میرا خیال ہے کہ یہ مسلم لیگ کی نا اہلی کا ثبوت ہے کہ ہم پہ فوجی حکمران مسلط ہوئے اور انہوں نے عوام کو یہ تسلیم کرایا کہ اس ملک کے سیاست دان خراب تھے اور ان سے ہم فوجی حکمران بہتر اور اچھے ہیں ۔ اس وجہ سے ہمارے ملک میں مارشل لاء کا نفاذ ہوا اور اس طرح سے ہم لوگ آمریت کے پنجے میں محکوم زندگی بسر کرتے رہے۔

جناب والا ۔ اس کے بعد آسمان کے افق پر جناب ذوالفقار علی بھٹو کی شخصیت ستارے کی مانند نمودار ہوتی ہے ۔ انہوں نے ایک تحریک کی شکل میں عوام کو اپنے ساتھ ملایا ۔ انہوں نے صرف دو سال کے اندر اندر پاکستانی عوام سے تسلیم کرا لیا کہ میں ان کی قیادت کرنے میں حق بجانب ہوں اور ان کا صحیح قائد ثابت ہو سکتا ہوں ۔ کیونکہ سب سے پہلے یہ ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے ، عوام کو یہ یقین دلانا پڑتا ہے کہ جو انسان ان کے سامنے ہے ، آیا وہ قیادت کا فرض سرانجام دے سکے گا یا نہیں ۔ جناب والا ۔ بھٹو صاحب نے عوام کو یہ ثابت کر کے دکھایا کہ میں قیادت کا فرض انشاءاللہ تعالیٰ صحیح

معنوں میں ادا کروں گا ۔ یہی بات تھی کہ قوم نے بھٹو صاحب کو 1970ء کے انتخابات میں بھرپور طریقے سے ساتھ دیا اور آپ نے دیکھ لیا کہ مغربی پاکستان میں پاکستان پیپلز پارٹی واضح اکثریت کے ساتھ کامیاب ہوئی ۔ جناب والا ۔ میں یہاں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس وقت پیپلز پارٹی نے منشور دیا تھا تو وہ حالات نہ تھے جو آج ہیں ۔ اس وقت ایک متحدہ پاکستان تھا جس میں مشرقی پاکستان بھی آتا تھا ۔ لیکن جب پیپلز پارٹی کو قیادت ملی تو وہ معروضی حالات نہ تھے ۔ پاکستان کٹ کر رہ گیا تھا ۔ اس لیے ہم قطعاً یہ نہیں کہہ سکتے کہ پیپلز پارٹی نے من و عن اپنے منشور کو ایک سال کے اندر کیوں نہیں لاگو کر دیا ۔ کیونکہ ہمیں تمام حالات کو دیکھنا ہوگا ، ان کا مطالعہ کرنا پڑے گا کہ وہ کونسی رکاوٹیں تھیں جن کی بنا پر پیپلز پارٹی چاہتے ہوئے بھی اپنے منشور کو صحیح معنوں میں کلی طور پر نافذ نہ کر سکی ۔ یقیناً اس نے کوشش ضرور کی اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس نے اپنے کیے ہوئے کافی وعدے پورے کیے ہیں جن کی مثال آپ کے سامنے ہے ۔ سب سے پہلے میں تعلیمی اصلاحات کو لوں گا ۔ آپ دیکھیے کہ اس ملک میں پرائیویٹ طریقے سے سکول کھولے جاتے ہیں ۔ ان میں اساتذہ پڑھاتے تھے ۔ ان سے وہ پرائیویٹ ادارے چلانے والے چار چار سو کی رسید لیتے تھے لیکن انہیں ایک سو روپیہ ہی دیا کرتے تھے ۔ لیکن پیپلز پارٹی کی عوامی حکومت نے ان تمام اداروں کو نیشنلائز کیا ۔ ان تمام اساتذہ کو جن کا کوئی مستقبل نہ تھا ، ان کو انہوں نے سرکاری ڈیکلیر کیا ۔ یہ کوئی ایک اچھا کام نہیں ہے ، یہی ایک اچھا کارنامہ نہیں ہے ، اسی طرح میں یہاں یہ بھی کہوں گا کہ لیبر اصلاحات کو لے لیجیے ۔ پہلے مزدور کے بارے میں ایک آجر جو چاہے ، فیصلہ کر سکتا تھا ۔ لیکن اب آخر اپنی مرضی نہیں چلا سکتا ۔ اب کورٹس بن گئی ہیں ۔ اس میں آجر اور مزدور دونوں پیش ہوتے ہیں اور ان کے سامنے انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا ہے ۔ اسی طرح میں یہاں پر یہ بھی کہوں گا کہ زرعی اصلاحات کو آپ لے لیجیے ۔ دیہات میں مزارعین کو جو فائدہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کو یہ رعایت دی گئی ہے کہ مزارع اب بیج نہ دے ۔ آبیانہ مطالبہ بھی مزارع اب نہ دے ۔ تمام تر مالک کے ذمے ہے ۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر موجودہ حکومت تمام حضرات کو زمین نہیں دے سکی تو اس نے اس

حد تک ان کی ضرورت کو ضرور پورا کیا ہے کہ جو مزارع بارہ ایکڑ تک زمین کاشت کرتا اس کا چھ سو سات سو روپے کا فائدہ کر دیا گیا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس چار پانچ ایکڑز زمین ہو گئی ہے ۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ عوامی حکومت موجودہ وسائل کی روشنی میں جتنے بھی کارنامے سرانجام دے سکتی تھی اس کے لیے اس نے بھرپور کوشش کی ہے ۔ اس طرح موجودہ حکومت نے ایک انقلابی قدم اٹھایا ہے ، بارہ ایکڑ تک مطالبہ سرکار کی معافی کا کام یہ بہت بڑا کام ہے ۔ اس سے پہلے حکومتوں نے بڑی سکیمیں بنائیں لیکن کسی کو یہ جرات نہ ہو سکی کہ وہ انہیں نافذ کر سکے ۔ موجودہ حکومت اور قائد اعوام ذوالفقار علی بھٹو کو ہی یہ طاقت نصیب ہوئی کہ انہوں نے عوام الناس کی فلاح کے لیے یہ اعلان کیا ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنے علاقے کے بارے میں بھی چند مسائل کا ذکر کروں۔ جناب والا۔ ضلع بہاولنگر بہاول پور ڈویژن میں واقع ہے ۔ ویسے تو بہاول پور ڈویژن تمام کا تمام پس ماندہ ہے اور ہم موجودہ حکومت کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ان تینوں اضلاع کو پس ماندہ ڈیکلیر کیا ہوا ہے ۔ اسی وجہ سے جب بھی ہیلز ورکس پروگرام کے ذریعے کوئی رقم ملتی ہے ، تو ان پس ماندہ علاقوں کو 55 فی صد کے حساب سے ملتی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ، ضلع بہاول نگر باقی دو اضلاع سے بھی پسماندہ ہے اور میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ضلع بہاول نگر جو پہلے زرخیز خطہ تھا ، نہایت سرسبز و شاداب علاقہ تھا ، وہاں سیم اور تھور نے اپنا جال بچھا دیا ہے ۔ میں وزیر خزانہ کی خدمت میں درد مندی سے اپیل کروں گا اور ان کی خدمت میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ براہ مہربانی میری اس بات کو نوٹ کریں ۔ جناب وزیر خزانہ ۔ اب میں اپنے علاقائی مسائل کی طرف آ رہا ہوں ۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میری ان معروضات کو ذرا نوٹ فرمائے جائیں ۔ سب سے پہلا مسئلہ سیم اور تھور کا ہے ۔ سیم اور تھور نے ہمارے ضلع بہاول نگر کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے ۔ اس وقت اس قدر سیم ہے کہ وہ کھیت جو آج سے پہلے نہایت سرسبز و شاداب تھے ، آج وہاں پانی ہی پانی نظر آتا ہے ۔ ویسے موجودہ حکومت نے وہاں پر اپنی مشنری ٹیمیں بھیج دی ہیں ۔ انہوں نے کام کرنا بھی شروع کر دیا ہے ۔ مگر

وہ ایک بہت لمبے عرصے کا منصوبہ ہوگا ۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ موجودہ حکومت اس کو ذرا جلدی موثر اور بہتر انداز سے اس پر قابو پانے کے لیے کوئی سکیم تیار کرے کیونکہ اس طرح سے وہاں پر تمام کسانوں کا تمام مالکوں کا بڑے مالکوں کا سب کا فائدہ ہوگا ۔ وہاں پر کسی ترقی کا فائدہ صحیح معنوں میں اس کے بغیر ہمارے سامنے نہیں آسکے گا ۔ میں دو بات بھٹو کا پل ہے اور میں موجودہ حکومت کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے موجودہ بجٹ میں بھٹو پتن کے لیے جو لاہور کو بہاول نگر سے ملانے کا واحد ذریعہ ہے اور یہ بھٹو پتن بہاول نگر سے عارف والا ، ساہیوال اور لاہور تک ملانے کا واحد ذریعہ ہے لیکن ہمیں اس سے پہلے کوئی چالیس پچاس میل ہیڈ ملیانکی کے اوپر سے سفر کرکے آنا پڑتا تھا کیونکہ طغیانی کے دنوں میں اور کوئی راستہ نہیں ہوتا ۔ موجودہ حکومت نے موجودہ بجٹ میں اس کے لیے رقم رکھی ہے لیکن میں یہ اپیل کروں گا کہ یہ رقم اور بڑھائی جائے تاکہ یہ منصوبہ جلد از جلد تکمیل کو پہنچے اور عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں میسر آ سکیں ۔ جناب والا ۔ دوسری بات میں محکمہ تعلیم کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ کیونکہ میں یہ جانتا ہوں کہ جب تک ملک میں تعلیم عام نہیں ہوگی اس وقت تک انسان صحیح انسان نہیں ہو سکتا اور موجودہ حکومت نے اور خاص طور پر صوبائی حکومت پنجاب نے اس وقت بھی بجٹ میں سب سے زیادہ رقم محکمہ تعلیم کے لیے مختص کی ہے ۔ لیکن ایک بات میں وزیر خزانہ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ وہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر اپنے عملے کے لیے یعنی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کے لیے کم از کم سواری کا ضرور انتظام کریں ۔ یعنی جیپ کا انتظام کریں انہیں چیکنگ کے لیے دور دراز جانا ہوتا ہے ۔ ان کو سکولوں کی پڑتال کرنا ہوتی ہے عملے کو دیکھنا ہوتا ہے کہ آیا وہ حاضر بھی ہوتے ہیں یا نہیں ۔ جب وہاں محکمہ تعلیم کے پاس سارے ضلعے میں ہی کوئی گاڑی نہ ہو تو جناب والا ۔ ان کے لیے دور دراز کے علاقوں میں جانا بہت تکلیف دہ بات ہے ۔ اس لیے میری یہ استدعا ہے کہ وہ اس مطالبے کو ضرور پورا کریں اس کے علاوہ جناب والا ۔ میرے حلقہ لیاقت میں جو سب سے اہم سڑکیں ہیں ان کی طرف آتا ہوں ۔ ایک موضع سہار والی ہے جو کہ سات آٹھ ہزار افراد کی آبادی پر مشتمل ہے وہاں سے ایک سڑک نور چک تک ہوتی

چاہیے تاکہ چشتیاں شوگر مل کو گنے کی سپلائی کی جا سکے۔ اسی طرح ہٹھاڑ کا علاقہ ہے جو کہ دریائی علاقہ کہلاتا ہے وہاں مدرسہ سٹیشن ہے اس سے باڑہ سجوار خان اور اسی طرح عبداللہ سٹیشن سے منوں چک براستہ چک صادق لنگر کے لیے پختہ سڑک کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح سے عوام کو بہت سہولت ہو جائے گی اور وہ اپنی اجناس منڈیوں میں با آسانی لے جا سکیں گے۔ اس کے علاوہ جناب والا۔ ایک اور سڑک ہے وہ ڈونگا بونگا سے گلاب والی دوسری ڈونگا بونگا سے سونگا تک ان سڑکوں کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ محکمہ تعلیم کے بارے میں چونکہ میرے دوست حافظ علی اسد اللہ صاحب کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ چشتیاں شہر میں جناب والا۔ صرف ایک ہائی سکول ہے وہاں پر 18 سو طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور باقی کوئی بھی وہاں پر سکول نہیں ہے۔ ہم نے ڈاکٹر صاحب کو جب وہ وزیر تعلیم تھے ان کی خدمت میں بھی عرض کی تھی۔ اب ملک غلام نبی صاحب کو بھی کہا ہے کہ برائے مہربانی چشتیاں میں ایک ہائی سکول کی منظوری دی جائے یا موجودہ ہائی سکول کو ڈبل شفٹ کے تحت چلانے کا بندوبست کیا جائے۔ وہاں موجودہ بلڈنگ میں 18 سو بچوں کا پڑھانا اور اتنے اساتذہ کی موجودگی میں ناممکن نظر آتا ہے۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بہاولنگر شہر میں ایک لو انکم ہاؤسنگ سکیم شروع کی گئی ہے یہ بڑی اچھی سکیم ہے۔ بہاولنگر شہر کے لیے اس پر بڑی رقم خرچ کرکے اسے تیار کر دیا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہ علاقہ بہت ہی پسماندہ ہے وہاں لوگ پلاٹ لینے کے لیے تیار نہیں ہیں وہاں چار دفعہ درخواستیں وصول کرنے کی تاریخ بڑھائی گئی ہے کیونکہ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ اس کی قیمت ایک ہزار روپے مرلہ ہے۔ اس کا نام لو انکم ہاؤسنگ سکیم ہے لیکن لو انکم والے تو اس میں جا نہیں سکتے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر غور کیا جائے۔ اور اس کی قیمت کو کم کیا جائے تاکہ لو انکم والے لوگ کالونی سے فائدہ اٹھا سکیں۔ چوتھی بات جناب والا۔ یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ سے حال ہی میں میونسپیلٹیز کے ایڈمنسٹریٹرز کو یہ احکامات بھیجے ہیں کہ وہ اپنے ٹیکسوں کے شیڈول میں پچیس سے پچاس فیصد اضافہ کریں۔ حالانکہ جناب والا۔ یہ لیٹر 1974ء میں جاری ہوا تھا لیکن بہاولنگر کی میونسپل کمیٹیوں نے 1975ء میں اس پر جو ٹیکس ایزاد کر دیا تھا اب بلدیہ اس کو

آڑ بنا کر موجودہ ایڈمنسٹریٹر ٹیکسوں کو اور زیادہ بڑھا رہے ہیں ۔ اس طرح سے بہاولنگر کے شہریوں میں اضطراب پایا جاتا ہے وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ٹیکس تو پہلے ہی بڑھائے جا چکے ہیں اور ایک سال کے اندر دوسری مرتبہ اضافہ کسی طرح سے بھی قابل تحسین نہیں ہے اسے نہ بڑھایا جائے ۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں التماس کروں گا کہ وہ اس مسئلے پر غور و خوض کریں اور ایسی صورت حال پیدا کریں کہ دوبارہ ٹیکس بڑھانے کی نوبت پیش نہ آئے ۔ جناب والا ۔ میں زراعت کے متعلق بھی چند ایک باتیں کرنا چاہتا ہوں ۔ زمیندار کے لیے زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور زراعت کے لیے جب تک پانی نہ ہو اس وقت تک میرے خیال میں زراعت ملک میں پنپ نہیں سکتی ۔ موجودہ حکومت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بہت بڑی مہربانی ہے کہ اس کے دو تین سالوں کے اندر پانی کا مسئلہ پیدا نہیں ہوا ۔ ضلع بہاولنگر میں عموماً سب سے بڑا مسئلہ یہی ہوا کرتا تھا کہ پانی میں کمی واقع ہو جاتی تھی لیکن پچھلے دو سالوں سے ہمارے علاقے میں پانی کی قطعاً کوئی کمی واقع نہیں ہوئی جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس وقت گندم کی فصل بہترین ہے اور کپاس کی فصل بھی انشاء اللہ ہمارے ٹارگیٹ سے زیادہ ہی ہوگی ۔ اس لیے میں اس کا بھی شکر ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجودہ حکومت کے لیے یہ بھی ایک سنہری موقع تھا کہ پانی کا مسئلہ ہمارے لیے پیدا نہیں ہوا ۔ اب جناب والا ۔ آخر میں میں ایک بات کی طرف آتا ہوں کہ ایک اخبار والے نے پرسوں جب میں نے ضمنی بجٹ پر تقریر کی تھی تو میں نے کہا تھا چند وہ دوست جو پچھلے بجٹ کے دنوں میں ادھر تھے اور اس بجٹ کی انہوں نے تعریف کی تھی ۔ وہ آج ضمنی بجٹ پر کس طرح برس رہے ہیں انہوں نے اس پر جو رپورٹنگ کی ہے وہ یہ ہے کہ منظور موھل یہ بتانا بھول گئے کہ انہوں نے اس بجٹ کی مخالفت کی تھی ۔ جناب والا ۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ان دنوں یہاں موجود نہیں تھا کیونکہ میں تو ان دنوں جیل میں تھا اور جو جمہوریت کے چیمپئن بنے پھرتے ہیں وہ اس وقت کے اس صوبے کے وزیر اعلیٰ تھے ان کے دور میں میں ان کی جمہوریت نوازی کی سزا بھگت رہا تھا اور میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کیونکہ مختصراً مجھ پر یہ فرض عاید ہو

جاتا ہے اس لیے کہ آج سید طاہر احمد شاہ صاحب نے بھی یہ کہا تھا جب سرور جوڑا تقریر کر رہے تھے کہ منظور سومرو بھی اسی صف میں شامل ہیں تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں نے پیپلز پارٹی خود نہیں چھوڑی تھی بلکہ میرے لیے حالات ایسے پیدا کر دیے گئے تھے۔ میں نے غلام مصطفیٰ کھر کے دور جبر و استبداد میں پیپلز پارٹی کے کلمۂ حق کی آواز بلند کی تھی اور میں اس ہاؤس میں بھی کلمۂ حق کرتا رہا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں اپنے علاقے میں کلمۂ حق بلند کرتا رہا۔ میرے لیے جب بھٹو صاحب لاہور آئے تو گورنر ہاؤس کے دروازے بند کر دیے گئے۔ میں نے جب تحریک استحقاق پیش کی تو اس راہ میں رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ کون سی جمہوریت تھی جو آج جمہوریت کے دعوے دار بنتے ہیں۔ لیکن میں ان حالات میں بھی پیپلز پارٹی میں رہا۔ لیکن پھر کیا ہوا عبد حنیف رامے ایک ایسے محسن جن کو ہم دل سے چاہتے تھے۔ جن کو ہم سمجھتے تھے کہ وہ جمہوریت کے علمبردار ہوں گے۔ ہم نے ان کا بھرپور ساتھ دیا لیکن کیا ہوا۔ جب وہ آئے تو خدا پناہ، میرے اوپر زنا بالجبر کا مقدمہ قائم ہوا اور مجھے جیل میں بھیجا گیا اور جب میں جیل میں تھا تو وہ اخبار پڑھ رہا تھا اس کی ایک شہ سرخی تھی کہ خواتین کی عزت پر ڈاکہ نہیں ڈالنے دیا جائے گا۔ میں نے سوچا یہ کون سی بات ہے لیجیے پڑھا تو وہ بیان میرے بارے میں اسمبلی میں دیا گیا تھا کہ منظور سومرو نے وہاں کسی عورت کی عزت پر ڈاکہ ڈالا ہے تو یہ اس وزیر اعلیٰ کے عہد میں ہوا جو جمہوریت کے سب سے بڑے چیمپئن بنتے تھے انہوں نے یہ سوچا تھا کہ ہم لوگ ہیں جن کو بے گناہی کی سزا دی جا رہی ہے ان کو امداد دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جناب والا۔ میں یہاں پر اعلانیہ کہتا ہوں میں اپنے ضمیر کی آواز پر مصطفیٰ کھر کا جور و ستم سہہ لیا۔ لیکن حنیف رامے جو ہماری کلاس سے تعلق رکھتے ہیں یہ بھی اب اسی طرح کے ہو گئے ہیں۔ اس لیے میں نے کہا کہ میں اب پیپلز پارٹی چھوڑ کر اپوزیشن میں جاتا ہوں۔ یہ وجہ تھی کہ میں پیپلز پارٹی چھوڑ کر اپوزیشن میں چلا گیا۔ جناب والا۔ میں سچے دل سے گیا تھا۔ میں قطعاً اس لیے نہیں گیا تھا کہ مجھے کوئی مفاد تھا لہ ہی

میں مفاد پرست تھا کیونکہ اگر میں مفاد پرست ہوتا تو پیپلز پارٹی کبھی نہ چھوڑتا ۔ میں اپنی جان جوکھوں میں کبھی نہ ڈالتا ۔ میں وہاں اس لیے گیا تھا کہ میں جمہوریت کی خاطر حق و انصاف کی خاطر ملک میں صحت مند معاشرہ قائم کرنے کے لیے اپنا رول ادا کروں گا ۔ لیکن جب وہاں گیا تو وہاں تو کوئی اور صورت حال تھی ۔ جناب والا ۔ میں نے دیکھا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے ۔ جب یہ بائیکاٹ کا مسئلہ آیا ۔ حاجی سیف اللہ خان صاحب گواہ ہوں گے ۔ جب میٹنگ ہوئی میں نے خود وہاں احتجاج کیا کہ آپ کون سی سیاست چلاتے ہیں ۔ ہمیں اسمبلی میں بھی کام کرنے سے روکتے ہیں تو متحدہ محاذ کے لیڈر کہنے لگے ۔ میں متحدہ محاذ میں بھی نہیں گیا تھا ۔ نہ میں نے ان کے ساتھ کبھی شمولیت کی تھی ۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے پاس قطعاً ایسی کوئی بات نہیں کوئی پروگرام نہیں ہے ۔ جس کے تحت یہ عوام کا سامنا کر سکیں ۔ یہ تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم کسی طرح الہ دین کے چراغ کو جلا کر یا بجلی کا بٹن دبا کر بھٹو صاحب کی حکومت کا تختہ الٹ دیں ۔ بس یہ ان کا مقصد ہے اور کچھ نہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں ۔ ہم پیپلز پارٹی کے منشور پر یقین رکھتے تھے ، اسی پارٹی میں شامل ہوئے تھے اور اسی کے لیے جد و جہد کی تھی ۔ لیکن جب ہم نے محسوس کیا کہ اپوزیشن کے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے اور یہ صورت حال ہے اور ادھر ان لوگوں کی پریشانیوں کی وجہ سے میں پیپلز پارٹی چھوڑ کر چلا گیا تھا ۔ لیکن جب قدرت کی طرف سے عتاب نازل ہوا ، تو ان کا چہرہ ننگا ہوگیا ہم نے سوچا کہ اب اللہ کی طرف سے صورت حال بہتر ہوگی ، اور دوسرا میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں آپ لوگ اپنی وجہ سے نہیں گئے ہیں ، آپ لوگ کسی کے پیرو کار بن کر گئے ہیں ۔ ہم کسی کے پیرو کار نہیں بنے تھے ۔ ہم اپنی ضمیر کی آواز پر گئے تھے۔ لیکن آپ نے جب یہ دیکھا کہ کھر صاحب کو حلقہ نمبر 6 میں جب ٹکٹ نہیں ملا ہے تو کھر صاحب کے کہنے پر آپ پارٹی چھوڑ گئے ۔ اور پھر میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں ، آپ کھر صاحب کے بھی مخلص نہیں ہیں ۔ آپ غلط پراپیگنڈہ کی وجہ سے گئے ، کیونکہ پراپیگنڈہ انسان کے ذہن پر لازمی اثر کرتا ہے ۔ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ عوام بھٹو صاحب کی حکومت کے خلاف ہو رہی ہے اور ملک غلام مصطفیٰ کھر آئندہ لیڈر بننے والا ہے۔ آپ نے اس غلط فہمی میں آ کر ملک غلام

مصطفیٰ کھر کا ساتھ دیا جس کی وجہ سے آپ ادھر چلے گئے ۔ جناب والا ۔ کھر صاحب کے بارے میں بھی میں آپ کو بتاتا چلوں ۔ صرف ٹکٹ کا مسئلہ نہیں تھا ۔ ٹکٹ کے مسئلے سے پہلے بھی آپ جائزہ لیں کہ کیوں وہ اس بات پر آئے ۔ جناب والا ۔ انہیں اس بات کا دکھ تھا کہ مجھے وزارت اعلیٰ سے کیوں ہٹایا گیا ۔ آخر میں ، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری باتیں سنیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ ایک شعر میں نے جناب منظور وٹو کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرنا ہے کہ وہاں گئے ۔ پیپلز پارٹی سے اور پھر تحریک استقلال میں گئے ۔ اور پھر پیپلز پارٹی میں واپس آ گئے تو میں اتنا ضرور کہوں گا کہ :

نہ جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ میں ایک چھوٹی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ منظور وٹو صاحب نے کہا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے ابھی اپنی تقریر کرنی ہے ۔ اس میں بڑی وضاحت آپ کر سکتے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ صرف ایک نقطہ ہے جس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ منظور وٹو صاحب نے پیپلز پارٹی کو چھوڑا تھا اور مختار رانا گروپ انقلابی محاذ کا ایک کنونشن لاہور میں منعقد ہوا تھا تو انہوں نے تقریر کرنے سے قبل یہ الفاظ کہے تھے کہ میں آج ذوالفقار علی بھٹو کے منہ پر تھوک کر اس کی پارٹی کو چھوڑ آیا ہوں ۔ اگر یہ تردید کرتے ہیں تو قرآن پاک سے حلف لے کر کہیں کہ انہوں نے ایسا نہیں کہا تھا ۔

میاں منظور احمد وٹو ۔ جناب سپیکر ۔ یہاں پر یہ بات ہوئی ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ میں نے پیپلز پارٹی کو ان حالات میں چھوڑا جو لوگوں نے پیدا کیے تھے اور میں کنونشن میں بھی گیا لیکن یہ جو بات کہہ رہے ہیں یہ ان کی اپنی من گھڑت بات ہے ۔ البتہ میں دائرہ اخلاق کے اندر رہتے ہوئے تنقید ضرور کرتا رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جناب احمد علی بیٹو ۔

حاجی احمد علی بیٹو ۔ جناب سپیکر ۔ میں جناب وزیر خزانہ کے اس بجٹ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ ۔ ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ انہیں مبارک باد وزیر خزانہ صاحب کو دینی چاہیے تھی مگر یہ مبارک باد بجٹ کو دے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جس نے بت تراش کی تعریف کرنی ہوتی ہے ، وہ بت کی تعریف کرتا ہے ، جس نے تصویر کے خالق کی تعریف کرنی ہوتی ہے وہ تعریف کرتا ہے ، جس نے شاعر کی تعریف کرنی ہوتی ہے وہ شعر کی تعریف کرتا ہے ۔ اس میں حیرانگی کی بات تو کوئی نہیں ہے ۔ (قہقہہ)

حاجی احمد علی بیٹو ۔ جناب والا ۔ میرے اپوزیشن کے دوستوں نے کہا کہ پنجاب میں کوئی ترقی نہیں ہوئی ہے میں اپنے حلقہ کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ میرے حلقہ میں پچاس میل لمبی سڑکیں بنی ہیں اور اس کے علاوہ دو ہائی سکول جو اب اپگریڈ ہوئے ہیں اور ان کے لیے بلڈنگیں بھی بنی ہوئی ہیں ۔ اس کے علاوہ میرے حلقہ میں پچاس پرائمری سکول کھولے گئے ہیں ۔ اور تیس پرائمری سکولوں کی بلڈنگیں بنی ہوئی ہیں ۔ چار ڈسپنسریاں بھی میرے حلقے میں بنی ہیں اور تین ٹیلیفون ایکسچینج بنے ہیں ، دیہاتوں میں پل تعمیر کیے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ جناب میں وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ایک سڑک پر ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت ، مٹی ڈالی گئی ہے لیکن وہ ریت نما ہونے کی وجہ سے اندھیریوں میں کافی اڑ گئی ہے ۔ اگر وہ مہربانی کریں تو سولنگ کروا دی جائے ۔ اس کے علاوہ پاک پتن سے موضع شفیع میں دس میل لمبی بجلی کی لائن لگی ہوئی ہے ۔ لیکن اس پر تار نہیں ہے اور بجلی کی لائن پر لاکھوں روپے خرچ کیے گئے ہیں اگر وہ مہربانی کریں تو واپڈا کو یا مرکزی حکومت کو تاکید فرمائیں تو ہماری بجلی کی لائن شروع ہو سکتی ہے ۔ اس کے علاوہ ایک قصبہ ملکاں ہے جہاں تقریباً بیس ہزار کی آبادی ہے وہاں ایک ڈسپنسری بھی ہے لیکن ہسپتال نہیں ہے اور لوگوں کو علاج کے لیے پاک پتن جانا پڑتا ہے اگر مہربانی کی جائے تو وہاں ایک ہسپتال قائم کر دیا جائے ۔ اور اس طرح عوام کو کافی فائدہ ہو سکتا ہے ۔ (مہربانی)

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب سپیکر ۔ اگر آپ مجھے کل کے لیے ٹائم دے دیں تو آپ کی مہربانی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل تو پھر ٹائم کم ہو جائے گا آج تو بیس منٹ دیے جا رہے ہیں ۔ کل تو دس دس بارہ منٹ کا ٹائم ہوگا ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ مجھے منظور ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک ثناءاللہ ۔

ملک ثناءاللہ خان ۔ جناب سپیکر ۔ موجودہ بجٹ کا تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے خیر مقدم کیا ہے کیونکہ اس میں نئے ٹیکس تجویز نہیں کیے گئے اس لیے میں وزیر خزانہ کو نئے ٹیکس نہ لگانے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ ۔ ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ آپ مجھے تو بھٹکنے نہیں دیتے اور یہ کیوں ہر وقت اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ بھی اپوزیشن میں بیٹھے ہوتے تو شاید میں آپ کو نہ ٹوک سکتا ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہمیں پھر اپوزیشن میں ہی جانا پڑے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کے تو ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ مگر انہیں کھلی چھٹی کیوں ہے ۔ اور نذر حسین منصور صاحب کیوں ہر وقت تختہ دار پر آ جاتے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ تعریف کے لیے الگ ٹیپ پانچ منٹ کے لیے چلا دیں اس کے بعد ممبران صاحبان تقریر شروع کر دیا کریں ۔ کیونکہ وہ تو ہر ممبر کے لیے ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن آپ کی یہ بات کوئی مناسب نہیں ہے ۔

ملک ثناءاللہ ۔ جناب والا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ جناب نذر حسین منصور

صاحب کو اس پر کیوں اعتراض ہے ۔ یہ خود بھی ایسا کرتے رہے ہیں جناب سپیکر ۔ موجودہ بجٹ ایک عوامی متوازن ترقیاتی بجٹ ہے ۔ چونکہ اس بجٹ میں زراعت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے ۔ اور زراعت کی ترقی دیہاتی آبادی کے لیے ہے ۔ اور اس میں فاضل بجٹ رکھا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ قائد عوام کی ہدایت کے مطابق حکومت پنجاب نے پنجاب میں زمینداروں اور کسانوں کو کافی سہولیات بہم پہنچائی ہیں ۔ اس سلسلہ میں پچھلے ضمنی بجٹ میں تھریشر خریدنے کے لیے کافی رقم رکھی گئی ہے حکومت نے زمینداروں کی سہولت کے لیے کافی رقم رکھی ہے ۔ سینکڑوں تھریشر خریدے گئے ۔ لیکن جناب والا ۔ اب بھی ان کی تعداد کم ہے ۔ آج بھی صوبے کے زمیندار تھریشر کی کمی کی وجہ سے سینکڑوں دیہاتوں میں تمام گندم صاف نہیں کر سکے ہیں ۔ اس لیے میں وزیر خزانہ کی خدمت میں گزارش کروں گا ۔ کہ موجودہ بجٹ میں مزید تھریشر خریدنے کے لیے گنجائش رکھی جائے ہر یونین کونسل کی سطح پر کم از کم 5 یا 6 تھریشر دیے جائیں ۔ تاکہ غلے کی کمی نہ ہو اور خوراک کے ضیاع کو روکا جا سکے ۔ اور ہم اس معاملے میں خود کفیل ہو سکیں جناب والا ۔ جہاں تک مزدوروں اور کسانوں کی بہبود کا تعلق ہے ۔ قائد عوام نے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا ہے قائد عوام نے بلوچستان میں سرداری نظام ختم کر دیا ہے ۔ قائد عوام نے عوام کے دل موہ لیے ہیں اب وہ کسان ، مزدور اور عوام کے اتحاد کی علامت بن گئے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ کسان مزدور قائد عوام کی قیادت میں اپنی منزل کو پالیں گے اور رسوائے زمانہ شیشک ٹیکس جو شیشے کا تھا ، جو کہ صدیوں سے عوام سے وصول کیا جاتا ہے وہ ختم کر دیا گیا ہے اور اس طرح تمام مزدور اور کسانوں نے سکھ کا سانس لیا ہے ۔ اور اس کا تمام طبقوں نے خیر مقدم کیا ہے ۔ جناب والا ۔ حکومت نے آلو کی کاشت کرنے والے زمینداروں کو بچانے کے لیے اور ملک کی معیشت بچانے کے لیے پاسکو کو 10 ہزار ٹن آلو کاشت کرنے کی اجازت دی تھی ۔ لیکن پاسکو نے زمینداروں سے تعاون نہ کیا اور ہزاروں ٹن آلو مٹر گیا اور یہ سب اس لیے ہوا کہ یہ فیصلہ لیٹ کیا گیا ۔ اور یہ فصل پنجاب میں کولڈ سٹوریج کی کم سہولتوں کی وجہ سے تباہ ہو گئی ۔ اسی لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ آلو کی فصل کو بچانے کے لیے ہر ضلع کے صدر مقام پر کولڈ سٹوریج کی سہولت اس کی فصل کے لحاظ سے پیدا کی جائے تاکہ آلو

سڑنے سے بچ سکیں اور اس کے صحیح اعدادو شمار اکٹھے کریں سپیشل گرداوری کریں تاکہ صحیح اعداد و شمار حکومت کے سامنے ہوں اور اس کی روشنی میں حکومت ایکسپورٹ کرے ۔ مجھے یہ خوشی ہے کہ قائد عوام نے 1973ء کے سیلاب کے بعد اور 1975ء کے سیلاب کے بعد چھڑاڑ اور بھوات کا دورہ کیا ۔ اور اس علاقہ کی ترقی کے لیے موقعہ پر ہی احکامات جاری کیے ۔ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے بھوات کے لیے دریائے توی پر کشتیوں کا پل منظور فرمایا ۔ یہ بھی قائد عوام کا ایک اور وعدہ اس علاقہ کے عوام کے ساتھ پورا ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ ان علاقوں سیلابوں سے محفوظ کرنے کے لیے کئی میل تک بند تعمیر کیے گئے ہیں اس سے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوئی اور وہ زیادہ دلجمعی کے ساتھ سبزی پیداوار کے اضافہ میں لگے ہوئے ہیں جہاں تک جنگلات کا تعلق ہے میں وزیر جنگلات سے گذارش کروں گا کہ سیالکوٹ ایک بڑا علاقہ ہے وہاں آبادی زیادہ ہے وہاں ار گوشت کے ڈپو اور ملک کے پلانٹ قائم کیے جائیں تاکہ عوام کو سستا گوشت اور دودھ مہیا ہو ۔ جناب سپیکر ۔ جہاں تک سیالکوٹ کا تعلق ہے وہاں آبادی زیادہ ہے ۔ اس وجہ سے بیروزگاری ہوتی ہے ۔ ویسے تو سارے ملک میں بے روزگاری ہے لیکن سیالکوٹ میں آئے دن کی قدرتی آفات کی وجہ سے زیادہ بے روزگاری ہے ۔ اس لیے میں یہ تجویز کروں گا کہ بھوات اور دوسرے پس ماندہ علاقوں میں گتے کے کارخانے اور گھریلو صنعتوں کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ لوگوں کو قریب سے روزگار مل سکے تعلیم کے متعلق عرض ہے کہ بھوات میں دریائے توی پر پل نہ ہونے کی وجہ سے یہ باقی علاقہ ملک سے کٹا ہوتا ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ وہاں پر لڑکیوں کا سکول نہیں ہے وہاں پر لڑکیوں کا ایک ہائی سکول کھولا جائے اور لڑکوں کا کالج قائم کیا جائے ۔ جناب والا ۔ بھوات دور دراز ہونے کی وجہ سے بجلی سے محروم ہے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ بھوات کے دیہاتوں کے لیے بجلی فراہم کی جائے ۔

حضور والا ۔ جہاں تک بھوات کی پس ماندگی کا تعلق ہے وہ تین اطراف سے مقبوضہ کشمیر کی وادیوں سے ملا ہوا ہے ۔ وہاں لوگوں کو روزگار کے لیے بڑے کم مواقع میسر آتے ہیں وہاں سڑکیں کچی ہیں ، وہاں پر سڑکوں کی تعمیر کی جائے ، پلوں کے کام کو فوری طور پر مکمل کریں ، تاکہ لوگوں

کو مواصلات کے مناسب انتظامات میسر ہوں ۔ جناب سپیکر ۔ چونکہ بجوات دور ہے اس وجہ سے وہاں پر اساتذہ اپنی تعیناتی پسند نہیں کرتے ہیں ۔ اور وہ وہاں پر جاتے بھی نہیں ہیں ، اکثر سکول وہاں پر اساتذہ کی کمی کی وجہ سے بند پڑے ہوئے ہیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس علاقے سے تمام پی ۔ ٹی ۔ سی ۔ امیدواران کو as a special case بھرتی کر لیا جائے ۔ اور ان کی تعیناتی کر دی جائے ۔ تاکہ سکول کھل سکیں یا un-trained teacher ہیں ان کی تقرری کی جائے ۔ تاکہ سکول کھل سکیں اور قوم کے ہزاروں آوارہ بچے تعلیم سے بہرہ ور ہو سکیں ۔

جناب سپیکر ۔ صوبہ میں محکمہ تعلیم کے ملازمین کی تعداد تمام محکموں سے زیادہ ہے اور سٹاف کی زیادہ فورس ہے اس لیے میں یہ بھی تجویز پیش کروں گا کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر اور ڈپٹی ایجوکیشن افسر کو conveyance کی سہولتیں دی جائیں تاکہ تعلیم کی افادیت کے لیے سکولوں کا دورہ کر سکیں اور تعلیم کے لیے حکومت نے جو سہولتیں دی ہوئی ہیں وہ لوگوں تک آسانی سے پہنچ سکیں اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر اکثر اپنے حلقوں میں نہیں جاتیں کیونکہ وہاں انہیں یہ سہولتیں میسر نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی رہائش کا کوئی انتظام ہے اس لیے سب ڈویژن پر تو ان کی رہائش کا انتظام کیا جائے ۔

جناب سپیکر ۔ پسرور شوگر مل ایک بارانی علاقہ میں واقع ہے سیالکوٹ تحصیل کا مشرقی علاقہ بھی بارانی ہے اس لیے میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ سیالکوٹ کے بارانی علاقہ کو بھی پسرور شوگر مل زون میں شامل کیا جائے اور ٹربائن سسٹم سے ایریگیشن کا انتظام کیا جائے اور یہ اس علاقہ کے لوگوں کا اور پارٹی ورکرز کا متفقہ فیصلہ اور مطالبہ ہے ۔

جناب سپیکر ۔ حکومت نے چند دن ہوئے یہ اعلان کیا ہے کہ اس سال ملک میں چینی ایک لاکھ 43 ہزار ٹن کے قریب زیادہ پیدا ہوئی ہے اور حکومت نے عوام کا کوٹہ بھی بڑھا دیا ہے ۔ حضور والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا اور وزیر خزانہ کے نوٹس میں یہ بات لاؤں گا کہ دیہات کا اب بھی کوٹہ چار چھٹانک ہی ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ دیہاتی عوام

کی ضروریات کے مطابق ان کے لیے بھی شہروں اور قصبوں کے برابر چینی کا کوٹہ مقرر کیا جائے۔ آج بھی صوبہ میں لاکھوں ٹن گندم موجود ہے اور اس وقت کوئی اس کا خریدار نہیں ہے۔ حکومت نے گندم کا ریٹ 37 روپے مقرر کیا ہے۔ زمینداروں کو وہ ریٹ بھی نہیں مل رہا اور اکثر ضلعوں میں ریٹ 30 - 32 روپے ہے اور وہ بھی in cashe payment نہیں ہے اس کی خرید کے لیے معقول اور خاطر خواہ انتظام کیا جائے۔

آخر میں جناب والا۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بہت زیادہ وقت دیا ہے۔ شکریہ

مسٹر سپیکر۔ ملک اللہ دتہ۔

ملک اللہ دتہ۔ جناب والا۔ میں جناب دا سب توں پہلے شکریہ ادا کرناں ہاں کہ جس طرح چینی دے کوٹے دے متعلق حکومت دا فیصلہ اے یا محکمہ ریلوے دا فیصلہ اے۔ اوسے طرح ای چولکہ میں چوتھے درجے دے شہری دی حیثیت نال تعلق رکھناں ہاں۔ میں بڑا ای مشکور ہاں کہ صحیح وقت دے اتے مینوں ٹائم دیتا گیا اے۔ جناب سپیکر۔ میرے دوست اور ساتھی وزیر خزانہ، جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے موجودہ بجٹ پیش کیتا اے میں انہاں نوں مبارک باد پیش کرناں ہاں۔ ایس لئی کہ پاکستان 1974ء توں لے کے اج تک جنے بجٹ ایس ایوان دے وچ پیش ہوندے رہے نیں اور جس ویلے بجٹ آوندا سی ایس ویلے عوام محسوس کردا سی کہ پتا نئیں کہ آساں ای دیوی دے بکرے ہاں اور پتا نئی کہ کہڑے پاسیوں سالوں چھری دے نال کوھیا جاناں اے جسدے وچ کہ عوامی مفاد نوں مد نظر رکھدیاں ہویاں عوامی حکومت دے صحیح پروگرام دے مطابق کوئی نواں ٹیکس عائد نئی کیتا گیا اے جس دے نال کہ عوام جھڑے سب توں زیادہ اکثریت دے وچ نے اوہ خوش نے کہ صحیح سمت دی طرف حکومت جا ری اے اور ساڈے مفاد دی حفاظت کر دی اے۔ اوس توں بعد میں جناب وزیر تعلیم دی خدمت وچ عرض کراں گا کہ تعلیم ہر ملک وچ بنی نوع آلسان اور عوام نوں ترقی دے اوتے لے جاندی اے اور سب توں بنیادی مسئلہ اے اور جس دے اوتے سب توں زیادہ سرمایہ رکھیا گیا اے اور خرچ

کیتا جا ریا اے اس دے وچ جیتھے کہ چند ایسیاں چیزاں ہن جنہاں دی طرف خاص کرکے توجہ دین دی ضرورت اے ۔ جناب والا ۔ ساڈی حکومت دے اعداد و شمار دے مطابق جیہڑا ایس ویلے پہلا مسئلہ اے اوہ ایہہ اے کہ جیہڑے 6 لکھ نوجوان ہر سال روزگار دی تلاش دے واسطے پریشان ہو رہے نیں ۔ جنہاں وچوں کوئی ساڈے تین ، پونے چار لکھ پنجاب دے عوام ہون گے اوہ جس ویلے میٹرک پاس کرکے سکولاں دے وچوں نکل دے نیں تے سوائے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں فاضل رکن سے یہ کہنا چاہتا ہوں آپ کو شاید پتا نہیں کہ آپ کو ہم تقریباً پونے گھنٹے سے ڈھونڈ رہے ہیں اور جب سے ہم آپ کو تلاش کر رہے ہیں ۔ دو مقررین نے اس کے بعد تقریر کی ہے ۔ ملک ثناء اللہ صاحب بھی اور دوسرے فاضل مقرر نے بھی ۔

ملک اللہ دتہ ۔ شکریہ جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس لیے تیسرے اور چوتھے درجے والی بات نہیں ہے آپ تو اس معاملے میں کچھ زیادہ ہی حساس معلوم ہوتے ہیں ۔

ملک اللہ دتہ ۔ جناب والا ۔ میں حساس نئیں میں تے بطور مذاق تیسرے تے چوتھے درجے دے متعلق کہہ ریا سی ۔

جناب والا ۔ میں عرض کر ریا سی کہ جیہڑے ساڈے نوجوان میٹرک پاس کرکے سکولاں توں نکل رہے نیں ۔ انہاں دے پاس ذریعہ معاش لئی کوئی ہنر نئی ہوندا ۔ جس دی ساڈے مسلمان ممالک دے اندر حد تو زیادہ مانگ اے اور اوتھے ضرورت اے ۔ ایس لئی جناب والا ۔ میں اے عرض کران گا کہ ایس سال دے اندر سب توں زیادہ ٹیکنیکل سکول کھولے جاون جنہاں دے وچ ساڈے نوجوان بجے میٹرک پاس تعلیم حاصل کرکے ملک دی ضروریات بھی پوری کرن اور جیہڑے ساڈے ہمسائہ ممالک یا اسلام دی روح نال ساڈے بھائی نیں ۔ او اوتھے جا کے انہاں دی ضرورت بھی پوری کرن ۔ اور جیہڑے لڑکے ٹیکنیکل تعلیم آسانی دے نال سکھ سکدے نیں انہاں لئی ٹیکنیکل تعلیم دا سب توں زیادہ انتظام ہونا چاہیدا اے تاکہ ملک دی بیکاری ختم ہو جاوے ۔

ایس توں علاوہ اک اور مسئلہ اے اور جہڑا کہ ساڈے ضلع دا اے اور جہڑا کہ دو ، تین سال توں چلیا آ ریا اے ۔ جناب والا ۔ اوہ مسئلہ ایہہ اے کہ بوائے سانڈ تے اوتے بالکل صحیح تعلیم اے ۔ لیکن گرلز سانڈ دے اوتے ایس ویلے بھی ساڈے ضلع دے اندر سکول بند نیں ۔ لیکن ریکارڈ دے اندر اوتھے استانیاں موجود نیں ۔ جناب والا ۔ اوہ ساڈیاں ای بچیاں نیں لیکن نقائص دی وجہ توں انہاں دی کوئی باز پرس کرن والا نئی جناب والا ۔ جیتھے 15 استانیاں نے اوتھے ریکارڈ دے وچ 20 استانیاں دکھائی گئیاں نیں اور اوہ تنخواہ کسی ہور سکول دے نان تے لے ریاں نیں تے پڑھا کسی ہور سکول دے نان تے نیں ۔ اور گھر بیٹھیاں مہینے دے بعد اوہ جا کے تنخواہ وصول کر ریاں نیں ۔ اور سکول موقع تے بند ہوندے نیں ۔ لیکن جناب والا ۔ کوئی بھی اوس پاسے توجہ نئی دیندا اگر دیکھیا جاوے ایہہ دا سبب ناقص منصوبہ بندی اے ۔ جناب والا ۔ میں تے پچھلے سال بھی عرض کیتی سی جہدے وچوں اک مطالبہ منیا گیا سی ۔ جناب والا ۔ میرا ہوں مطالبہ ایہہ وے کہ سنٹر انچارجاں نوں نقد تنخواہ دین دی بجائے انہاں نوں چیک دیتے جان ۔ اور ایہہ مطالبہ میرا پچھلے سال بھی سی ۔ جناب والا ۔ جنہاں اے ۔ ڈی ۔ آئیاں دے کنگن پور ، چونیاں ، کھڈیاں ، پتوکی ، کوٹ رادھا کشن ، رائے ونڈ ، بھائی پھیرو ، قصور ، للیانی ، کاہنہ ، مناواں ، علاقے نیں اونہاں کولوں توسی ایہہ پوچھو کہ تہاڈے سکول کہڑے کہڑے نیں اور کہڑے کہڑے دیہاتاں وچ نیں ۔ اوہ تہانوں نئی دس سکدیاں یعنی اوہ ساریاں لاہور سنٹر وچ بیٹھیاں ہوندیاں نیں ۔ ماسوائے انہاں توں جہڑیاں کہ پکی سڑکاں دے نال نیں اوہ اوتھے جا کے معائنہ کر کے آ جاندیاں نیں ۔ انہاں دی بجائے ساڈیاں اوہ بچیاں جہڑیاں کہ دیہاتاں دے وچ پڑھا ریاں نیں ۔ انہاں اگر کسی کاغذ دے اوتے دستخط کروائے ہوں انہاں نوں لاہور آونا پیندا اے اور اوہ دوسرے پاسے نگرانی نئی رکھ سکدیاں ۔ جناب والا ۔ ایس واسطے فوری طور تے ایس گل دی ضرورت اے کہ جنیاں بھی اے ۔ ڈی ۔ آئیاں ہن انہاں نوں اک اک کارک مہیا کیتا جاوے اور انہاں دا دفتر بھی اپنے اپنے سنٹر دے وچ ہووے تا کہ اوہ اوتھے جا کے تنخواہ لین ۔ دوسرے پاسے اناں چر کسے بھی استانی نوں تنخواہ ادا نہ کیتی جاوے جناں چر اوہدے بل نال حاضری نہ ہووے کہ

سہینے دے وچ ایہہ کنے دن حاضر رئی اے اور اس دے نال اوتھے دی بچیاں دی بھی حاضری ہوئی چاہی دی اے کہ ایس سہینے دے اندر اوتھے کنے بچے حاضر ہن ۔ لیکن حالت ایہہ وے کہ بچیاں دی کوئی حاضری نئیں سکول بند ہن ۔ تنخواہواں دتیاں جا رہیاں نیں ۔ ایس واسطے میں محترم وزیر تعلیم صاحب دی خدمت وچ گزارش کراں گا کہ ایس پاسے وی خصوصی توجہ دے کے اس مسئلے نوں حل کرن دی کوشش کرن ۔ دوسرے پاسے میں ایہہ عرض کراں گا کہ میرے ساتھی نے چار چھٹانک کھنڈ دی ۔ جیڑی عرض کیتی سی ایس دا ذکر میں بعد وچ کراں گا تے ہن میں ریلوے دے متعلق عرض کراں گا کہ ریلوے دے چار درجے سی فرسٹ کلاس ، سیکنڈ کلاس ، انٹر کلاس تے تھرڈ کلاس ، لیکن ریلوے نے اعلان کر دتا اے کہ اک درجہ اساں ختم کر دتا اے تن درجے رہن دتے نیں ۔ لیکن دوسرے پاسے اک ایئر کنڈیشنڈ کلاس جاری کر دی اے ۔ یعنی اک نویں کلاس جاری کر دی اے ۔ جیڑی کہ سب تو زیادہ سرمائے والیاں دے لئی اے تے انہاں واسطے اے جیہڑے زیادہ پیسہ خرچ کرکے جان گے ۔ ایسے طرح ای واشن دے وچ چینی دے اندر جتھے شہراں دے واسطے اک سیر ، قصبیاں دے واسطے باراں چھٹانکاں، تے تیسرا درجہ جیہڑا اٹھ چھٹانکاں لین والا اے اوس نوں ختم کرکے چوتھا درجہ ساڈا دیہاتیاں دا لے آندا اے جنہاں دے واسطے چار چھٹانک چینی مقرر کیتی اے ۔ ایس واسطے کہ ایہہ چوتھے درجے دا شہری نیں ۔ چونکہ میں دیہات نال تعلق رکھنا واں ۔ میرے بچے وی دیہات وچ نیں ۔ اوتھے ای ذریعہ معاش اے ، اوس نال ای واسطہ اے ۔ لیکن جیہڑا ایہہ اعلان اے کہ جنہاں دے سپیشل کوٹے نیں ۔ جیہڑے دس دس من ، وہ وہ من ، پنجاہ پنجاہ من، دو دو سو من ، پنج پنج سو من مہینے دے لین والے نیں ، انہاں دے کوٹے ودھا دتے جان ۔ اگر پچھلا ریکارڈ ویکھیا جاوے کہ دیہاتاں وچ پہلے وی چار چھٹانک ہین کہ نئیں ۔ جتھے انہاں دے کوٹے ودھائے گئے نیں اوتھے ایس کلاس دا کوٹہ وی ودھا دتا جاوے ۔ کیونکہ جنی زیادہ پیداوار سی اوہ انہاں عوام دے واسطے، انہاں مظلوماں دے واسطے جیہڑے پنڈاں دے وچ رہندے نیں ۔ جنہاں دے بیمار بچے تے عورتاں نیں ۔ تے دوسرے غریب لوک ہوندے نیں ۔ انہاں نوں یعنی دیہاتیاں نوں چینی مہیا کرن واسطے ، انہاں دا چینی دا کوٹہ ودھا دتا جاہی دا اے ۔ تاں کہ سپیشل کوٹیاں دا اعلان کیتا جاوے ۔

جناب ۔ ایس توں وکھ ایہہ بہت زیادہ کہیا جاندا اے کہ ہیواز پارٹی نوں بدنام کرن واسطے پراپیگنڈہ کیتا جا ریا اے ۔ میں چیلنج کرنا ہاں کہ ساڈی تحصیل چونیاں دے اندر 1960ء دے وچ جیہڑے ڈپو قائم ہوئے سن اج تک اوہی نیں ۔ کوئی دوسرا ڈپو اج تک اساں نئیں بنوایا ۔ شائد کئی اور تحصیلاں وچ اک دو تن ڈپو زیادہ بنے ہون گے ۔ اٹھاراں اٹھاراں پنڈاں دے اوتے اک اک ڈپو اے ۔ وہ وہ میل دور جا کے لوکاں نوں چینی لینی پیندی اے ۔ ڈپو ہولڈر اول تاں لے جاندا ای نئیں ۔ کیونکہ جیہڑی لیندا اے اوتھے ای فروخت کر جاندا اے ۔ جے جیہڑی چینی لے جاوے گا اوہ اونی ہووے گی جیہڑی چند مخصوص آدمیاں نوں تقسیم کر دیوے گا ۔ باقی چینی عوام نوں ساری تحصیل دے اندر کائی نئیں ملدی ۔ میں جناب وزیر خوراک دی خدمت وچ گزارش کراں گا کہ اسمبلی دے اندروں اک کمیٹی بنائی جاوے جیہڑی تحصیل دے اندر جا کے انکوائری کرے ۔ کیونکہ میں ایہہ انکوائری کراں واسطے تیار ہاں ۔ ایہہ کمیٹی دیہات دے اندر جا کے ویکھے تے سارا حساب کیتا جاوے ۔ اوتھوں دے عوام کولوں ایہہ پچھیا جاوے کہ تساں کدی چینی ویکھی اے ؟ ایس واسطے اساں نیں جناب مصطفیٰ کھر دے زمانے وچ اپنی تحصیل دے اندر ایہہ تجویز رکھی سی کی ایہدا حل صرف ایہہ وے کہ ہر پنڈ دی جیہڑی آبادی اے اوس پنڈ دی آبادی وچوں کسے آدمی نوں ڈپو دے دتا جاوے تاکہ پنڈ والیاں نوں ایہہ پتا ہووے کہ ایتھے واسطے کنی چینی لیونی ہوے گی تے اوہ ڈپو والا آدمی جیہڑا اوسے ای پنڈ دا ہووے گا ۔ اوہ چینی بلیک نئیں کر سکے گا تے نہ اوہ فوڈ والیاں نوں رشوت دے سکے گا ۔ تے ایہہ نئیں ہووے گا فوڈ والیاں نوں اوتھے ای حصہ دے کے بلیک کر آوے ۔ ایس واسطے ڈپو علیحدہ علیحدہ بنتے چاہی دے نیں ۔ تے ایسے واسطے ہر دیہات دے وچوں عوام نے ساڈے ست سو درخواستاں ہن تک باقاعدہ دتیاں ہویاں سی ۔ اے ۔ آر ۔ سی پتوکی دے کول ایہہ چیز مکمل نئی ہوئی سی ۔ ہن جس ویلے اساں اوتھے تحصیل دی میٹنگ وچ ایہہ چیز رکھی ۔ اے سی صاحب دے کولوں پتا کیتا تے انہاں نے کہیا کہ حکومت دی طرفوں ایہہ پابندی لگی ہوئی اے کہ کوئی تسیں ہور ڈپو جاری نئیں کر سکدے ۔ تے میں وزیر خوراک صاحب دی خدمت وچ ایہہ گزارش کراں گا کہ خاص کر ساڈی تحصیل نوں ایہہ اجازت دتی جاوے کہ ہر دیہات دے اندر

علیحدہ علیحدہ ڈہو بنا دتے جان ۔ کیونکہ اوہ قصائی ڈہو ہولڈر جیہڑے کہ بلیکیے نیں انہاں تو ساڈی جان چھوڑانی جاوے ۔ ایس دے علاوہ میں وزیر مال صاحب دی خدمت وچ عرض کراں گا ۔ تے پنج مرلہ سکیم دے جیہڑے اعداد و شمار نیں انہاں دے متعلق عرض کراں گا ۔ جناب حقائق دے سامنے کدے وی (ڈھر) اختلاف نئیں کرنا چاہیدا ۔ حقائق نوں حقائق تسلیم کرو گے ۔ تے پھر اوس دا ازالہ کر سکو گے ۔ جنہاں اعداد و شمار دے نال حساب کیتا جاندا اے کہ اینے پلاٹ تقسیم کر دتے گئے ۔ انہاں نوں دخل نئیں دتا گیا ایہہ غلط اے ۔ ایہہ ٹھیک اے کہ انہاں دے اتنے فارم بھرے گئے ، انہاں دے کارڈ بن گئے ۔ کئیاں نوں کارڈ تقسیم کر دتے گئے ، لیکن موقعے تے دخل نئیں دتے گئے ۔ ایہدے وچ مختلف جگہ تے مختلف وجوہات نیں ۔ کالونی ایریا دے جیہڑے دیہات نیں ، جنہاں دے اندر گورنمنٹ دی زمین خود اپنی اپنی ہوئی سی ۔ جتھے انہاں دیہاتاں دے اندر جنہاں لوکاں نوں پلاٹ تجویز کیتے گئے انہاں پلاٹاں دے اوتے کئی ہور لوکاں نیں ناجائز قبضہ کر لیا اے ۔ ایہہ اوہ لوک نیں جیہڑے با اثر نیں ۔ تے انہاں نیں چار چار کنال چھ چھ کنال زمین اوتے قبضہ کیتا ہویا اے ۔ ایہہ لوک اینیں با اثر نیں کہ محکمہ مال نوں ایہہ جرأت نئیں کہ انہاں دا ناجائز قبضہ توڑ کے دوسریاں نوں اوہ پلاٹ دے دین ۔ ایس دے علاوہ کچھ لوک ایسے نیں کہ جنہاں نے سول کورٹ کولوں (stay) سٹے لے لیا اے ۔ حالانکہ ایہہ گورنمنٹ دی زمین اے ۔ لیکن خاص کر ویکھن والی ایہہ چیز اے ۔ تے اوہدے اوتے توجہ دین دی ضرورت اے کہ ملکیت گورنمنٹ دی اے ۔ تے جیڑے ناجائز قابض نیں انہاں نوں (stay) سٹے لے ہویاں سال سال ہوگیا اے ۔ اوہ تاریخاں پوا جھڈ دے نیں ۔ نہ انہاں دے سٹے (stay) خارج ہون ۔ نہ محکمہ مال انہاں نوں بے دخل کرے ۔ جناں چر انہاں نوں بے دخل نئیں کیتا جاندا اوتے تک اوہ لوک جنہاں نوں کارڈ تقسیم ہو گئے نیں ۔ انہاں نوں پلاٹ شائد نئیں مل سکدے ۔

Mr. Speaker: The time is extended by an other five minutes.

میں ٹائم ودھا دتا اے تاکہ دو بجے ایہہ ٹائم ختم نہ ہو جاوے ۔

ملک اللہ دتہ ۔ جناب میں ایہہ عرض کراں گا کہ انہاں لوکاں نوں بڑی ضرورت اے ۔ ایس واسطے ناجائز قابضین کولوں جگہ خالی کرائی جاوے

تا کہ انہاں غریب لوکاں نوں اوہ زمین دتی جاوے ۔ دوسرے جتھے گورنمنٹ دی زمین اوتے اوہ دیہاتاں دے نال نال اے ۔ اوہ پلاٹاں دے واسطے زمین اکوائر (acquire) کرن واسطے جیہڑا ریکارڈ اے ۔ اوہ کیئیاں جگہ تے ایہہ وے کہ آبادی اوتھوں میل ڈیڑھ میل دے فاصلے تے واقع اے ۔ تے ایسی جگہ پلاٹ تجویز کر دتے نیں جتھے اوہ ، چارے جا کے بیٹھ وی نئیں سکدے ۔ ضرورت ایس چیز دی اے کہ آبادیاں دے نال زمین اکوائر (acquire) کرکے انہاں نوں پلاٹ دے دتے جان ۔ چوتھا مسئلہ ایہہ وے خاص کر جیہدی طرف اج تک کسے وی توجہ نئیں دتی کہ کالونی ایریا دے اندر کچھ گورنمنٹ دے منظور شدہ حاطے سی ۔ جس ویلے اوہ آبادیاں بن لگیاں انہاں دیہاتاں دے اندر کچھ حاطے خالی چھڑ دتے گئے سی ۔ تے اوہ حاطے اوہ سی جنہاں نوں کمیاں دے حاطے کہیا جاندا اے ۔ انہاں حاطیاں وچ اوہ لوک سن جنہاں نوں کمیں کہیا جاندا اے ۔ لوہار ، ترکھان ، موچی ، تیلی ، ماچھی ، جولاہا ، چھیمبا ، نو مسلم شیخ ، عیسائی انہاں حاطیاں وچ آباد نیں ۔ لیکن انہاں دی موروثیت دا تھوڑا جہیا حق اے کہ انہاں نوں بیٹھیاں ہویاں نوں کوئی اٹھا نئیں سکدا ۔ انہاں دی وی ایہہ ضرورت اے کہ جتھے دوسریاں نوں پنج پنج مرلیاں دا مالک بنایا جا رہیا اے ۔ اوتھے محکمہ مال نوں ایہہ حکم دتا جاوے کہ انہاں دے فارم لین تے جنی جنی موروثیت انہاں دے قبضے دے وچ اے ۔ جیہڑی کہ پنج پنج مرلے ، ست ست مرلے یا دس دس مرلے ہووے ، یعنی انہاں نوں وی ایس دا مالک بنا دتا جانا چاہیدا اے ۔ جدوں تکر او بیٹھے نے ، او مالک نے ۔ جد اٹھ کے چلے گئے فیر انہاں دی کوئی حیثیت نہیں ۔

ہن میں محکمہ نہر دے متعلق اپنے علاقے دیاں بنیادی تکلیفاں دساں دا بلوکی سلیمانکی بند تو وان تے رکھ ، دو راجباہ بنائے گئے نیں ۔ انہاں دیاں موریاں انیاں تنگ بنایاں گیا نیں کہ انہاں وچوں پانی صحیح نہیں چل سکدا ۔ او غلط بنایاں گیاں نیں ۔ ایدے علاوہ پتوکی دا پانی کھارا اے ۔ محکمہ نہر نے اپنے شیڈول دے مطابق جیڑا پانی دیتا سی اوہ اک فصل نوں 33% سی ۔ تے دوسری فصل نوں وی 33% سی ۔ ایس طرح 33% زمین خالی پئی اے ۔ ہن قومی ضرورت نوں سامنے رکھ دیاں ہویاں سو فیصد زمین نوں کاشت کرنا

چاہیدا اے ۔ ایس دے لئی محکمہ نہر دے ایکس ۔ ای ۔ این جے خاص توجہ دینیں تے انہاں راجباہاں وچ پانی چل دا رہے ۔ فیر ساری زمین کاشت ہو سکدی اے ۔ پر انہاں راجباہاں دا اصلی مسئلہ ایہہ انہاں دے سوراخ کھلے کیتے جان ۔ تے ایس تراں او پانی جیہڑا انہاں علاقیاں واسطے ایس ویلے اک ہزار ایکڑ واسطے تین کیوسک پانی اے ۔ اوہ موجودہ حالات دے مطابق اک ہزار ایکڑ لئی 5 کیوسک پانی مہیا کیتا جائے ۔ کیوں جے اوتھے ٹیوب ویل لا کے وی پانی لیں مل سکدا ۔

ضلع لاہور دے وچ پچھلے سال بجلی دین واسطے اک سکیم بنائی گئی سی ۔ محکمے ایہہ بجلی دینی منظور کر لئی سی ۔ تے اک ادھ دیہات وچ بجلی پوچان دا کم شروع وی ہو گیا سی ۔ محکمے دے کول ایس کم لئی 35 لکھ روپے وی موجود اے ۔ پر اوہ ہن تک خرچ کیوں نئیں کیتا گیا ۔ ایس لئی رشوت دی وبا چلی ہوئی ایہہ ۔ اہلکار رشوت دے انتظار دے وچ نیں ۔ پر اوتے دے عوام رشوت نئیں دینا چاندے ۔ بجلی والے دو چار ہزار رشوت لینا چاندے ایہہ ۔

تحصیل چونیاں، تحصیل قصور نوں ضلع لاہور توں الگ کیتا جا رہیا اے ۔ کل بالکل ساڈی امنگاں مطابق ایہہ پر ایہدے لئی جیڑا دو لکھ روپیہ رکھیا گیا اے ۔ تے ضلع دا ہیڈ کوارٹر قصور بنایا جا رہیا اے ۔ عوام دی خواہشاں دے خلاف ایہہ ۔ کیونکہ قصور تے اک گٹھ وچ ایہہ فیر دواں جنگاں توں معلوم ہویا ایہہ ۔ ایتھوں ہندوستان دا بارڈر صرف تین میل ایہہ ۔ اگر میڈیم توپ دا گولہ وی چلایا جائے ، توں اوام نال پہنچ سکدا ایہہ ۔ لحاظ ایہہ کل دفع دے لحاظ نال غلط ایہہ ۔ پچھلیاں جنگاں وچ سب توں وڈا مسئلہ ایہہ سی کہ قیدیاں نوں کس طرح مستقل تھاواں تے پہنچایا جاوے ۔ ایس ویلے سارا شہر خالی ہو جاندا اے ۔ ایہہ کل قصور دے عوام وی محسوس کر دے نے کہ اوہ گٹھ وچ آباد ایہہ تے ضلع واسطے موزوں نئیں ۔ چونیاں ، پتوکی تے کوٹ رادھا کشن تینوں تھاواں ایسیاں نیں ۔ جتھے حکومت دی اپنی سرکاری تھاں موجود ایہہ تے کالونیاں وی ہن ۔ کوٹ رادھا کشن وچ تاں بارہ چودہ مربے زمین محکمہ اوقاف دی ہئی ہوئی اے ۔ انہاں دے وچوں کسے نوں ضلع بناؤ ۔ تحصیل چونیاں والے انہوں من لین گے ۔ مہربانی نال میری تجویزاں تے

غور فرماؤ تے انہاں دے متعلق حکومت دی طرفوں آرڈر جاری فرمائے جان ۔ عارضی طور تے ضلع بنانا تے ٹھیک ہے پر ہمیشہ لئی ٹھیک نئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل دو اجلاس ہوں گے ۔ صبح کا اجلاس آٹھ بجے اور شام کا اجلاس ساڑھے چار بجے ۔

(اب ایوان برخاست کیا جاتا ہے یہ کل آٹھ بجے صبح ہوگا)

The House is adjourned and it shall re-assemble at 8 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس مورخہ 18 جون 1976ء بروز جمعہ 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوگیا) ۔

فہرست

(بحوالہ لشان زدہ سوال نمبر 7954)

نمبر شمار	ضلع/بلدیاتی ادارہ	سال	تعداد نمونہ جات	معیاری	غیرمعیاری	نمونہ جات جن کے نتائج وصول نہیں ہوئے
-1	لاہور	1972	4362	119	3166	
		1973	7280	3952	3328	
		1974	11333	7641	3692	
		1975	12883	8255	4628	
-2	شیخوپورہ	1972	115	80	35	
		1973	526	343	183	
		1974	216	156	60	
		1975	384	203	126	
-3	گوجرانوالہ	1972	1335	799	536	
		1973	1505	886	619	
		1974	1445	812	553	80
		1975	2849	1813	1036	
-4	سیالکوٹ	1972	771	470	301	
		1973	1504	910	594	
		1974	1220	684	536	
		1975	1114	638	476	
-5	سرگودھا	1972	404	291	113	
		1973	731	522	209	
		1974	548	390	158	
		1975	462	314	146	
-6	لائلپور	1972	2494	1562	932	
		1973	2970	1729	1241	
		1974	3456	1868	1588	
		1975	3056	1823	1233	
-7	جھنگ	1972-73	1057	658	399	
		1973-74	906	611	295	
		1974-75	816	639	222	
-8	میانوالی	1972	319	75	244	
		1973	613	192	421	
		1974	423	72	341	
		1975	465	121	344	

نمبر شمار	ضلع/بلدیاتی ادارہ	سال	تعداد نمونہ جات	معیاری	غیر معیاری	نمونہ جات جن کے نتائج وصول نہیں ہوئے
9-	ضلع کونسل راولپنڈی	1972-73	36	28	8	
		1974-75	8	7	1	
	میونسپل کارپوریشن راولپنڈی	1972-73	4404	1655	1745	
		1974-75	4702	2014	2688	
	میونسپل کمیٹی مری	1972-75	189	44	145	
10-	جہلم ضلع کونسل جہلم	1972-73	27	21	6	
		1974-75	3	—	3	
11-	گجرات ضلع کونسل گجرات	1972-73	—	—	—	
		1974-75	62	28	34	
12-	کیمبلپور ضلع کونسل کیمبلپور	1972-73	32	20	13	
	میونسپل کمیٹی پنڈی گھیب	1972-73	86	36	49	
		1974-75	65	13	52	
	میونسپل کمیٹی تلہ گنگ	1972-73	10	9	1	
		1974-75	9	8	1	
	میونسپل کمیٹی فتح جنگ	1972-75	103	50	33	
	میونسپل کمیٹی کیمبلپور	1972-73	79	43	36	
		1974-75	78	53	25	
	میونسپل کمیٹی حسن ابدال	1972-73	60	36	24	
		1974-75	34	19	16	
13-	بہاولپور	1972	292	172	120	
		1973	471	338	133	
		1974	357	285	72	
		1975	235	167	68	
14-	بہاولنگر	1972	551	462	89	
		1973	980	767	213	
		1974	469	381	88	
		1975	465	334	131	
15-	رحیم یار خان	1972-73	438	223	215	
		1973-74	191	69	122	
		1974-75	154	82	72	

نمبر شمار	ضلع/بلدیاتی ادارہ	سال	تعداد نمونہ جات	معیاری	غیرمعیاری	نمونہ جات جن کے نتائج وصول نہیں ہوئے
16-	بلدیہ ساہیوال	1972	404	300	104	
		1973	562	375	187	
		1974	329	200	129	
		1975	341	222	119	
	بلدیہ اوکاڑہ	1972	140	93	47	
		1973	238	148	90	
		1974	190	148	48	
		1975	235	160	75	
	بلدیہ چیچہ وطنی	1972	102	93	9	
		1973	70	60	10	
		1974	156	1140	42	
		1975	154	118	35	
	بلدیہ پاکپٹن	1972	46	28	18	
		1973	156	71	95	
		1974	213	120	93	
		1975	230	140	90	
	بلدیہ عارف والا	1972	143	87	56	
		1973	202	154	48	
		1974	136	101	35	
		1975	74	56	18	
	بلدیہ دیپالپور	1972	42	35	7	
		1973	52	38	14	
		1974	9	4	5	
		1975	62	58	4	
	بلدیہ اٹپالہ خورد	1972	190	173	17	
		1973	240	195	45	
		1964	200	166	34	
		1975	142	—	—	
	بلدیہ حویلی	1972	14	9	5	
		1973	135	56	79	
		1974	152	109	43	
		1975	75	48	27	
17-	مظفر گڑھ	1972	350	246	104	
		1973	796	481	315	
		19[illegible]	547	320	226	1
		1975	289	563	415	11

نمبر شمار	ضلع/بلدیاتی ادارہ	سال	تعداد نمونہ جات	معیاری	غیرمعیاری	نمونہ جات جن کے نتائج وصول نہیں ہوئے
18-	ڈیرہ غازی خان	1972	204			
		1973	314			
		1974	114	524	258	
		1975	150			
19-	ملتان	1972	2432	1689	743	
	میونسپل کارپوریشن ملتان	1973	2227	1552	675	
		1974	2227	1759	468	
		1975	2168	1706	462	
	بلدیہ وہاڑی	1972	241	166	75	
		1973	143	98	45	
		1974	78	57	21	
		1975	120	99	30	
	بلدیہ بورے والا	1972	—	—	—	
		1973	—	—	—	
		1974	106	57	49	
		1975	297	165	132	
	بلدیہ میلسی	1972	9	8	1	
		1973	40	32	8	
		1974	67	50	17	
		1975	205	110	95	
	بلدیہ خانیوال	1972	130	83	47	
		1273	48	18	30	
		1974	76	38	38	
		1975	48	13	35	
	بلدیہ میاں چنوں	1972	89	51	38	
		1973	49	29	20	
		1974	—	—	—	
		1975	92	58	34	
	بلدیہ جہانیاں	1972	85	81	4	
		1973	71	68	3	
		1974	30	24	6	
		1975	168	150	18	
	بلدیہ تلمبہ	1972	71	66	5	
		1973	40	38	2	
		1974	65	60	5	
		1975	70	56	14	

بلدیہ	کبیر والا	1972	44	34	10
		1973	73	47	26
		1974	57	50	7
		1975	90	65	35
بلدیہ	عبدالحکیم	1972	67	30	37
		1973	93	48	45
		1974	51	31	20
		1975	142	94	48
بلدیہ	لودھران	1975	25	18	7
بلدیہ	کہروڑ پکا	1972	25	18	7
		1973	18	16	2
		1974	—	—	—
		1975	35	18	15
بلدیہ	دیپا پور	1972	38	27	11
		1973	—	—	—
		1974	12	12	—
		1975	94	70	24
بلدیہ	شجاع آباد	1972	—	—	—
		1973	16	3	13
		1974	—	—	—
		1975	25	11	14
بلدیہ	جلال پور	1972	50	42	8
		1973	49	35	14
		1974	53	46	7
		1975	125	93	32

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

جمعتہ المبارک ۔ 18 جون 1976ء
(جمعتہ المبارک ۔ 19 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا
سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ○
اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا
عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ز سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ز لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ○

پارہ ۲۰ سورہ ۲۸ رکوع ۹ آیات ۵۱ تا ۵۵

اور ہم پے در پے ان لوگوں کے پاس ہدایت کی باتیں بھیجتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، اور جب (قرآن) اُن کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم (اس پر) ایمان لے آئے، بلاشبہ وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور ہم تو اس کے پہلے سے فرماں بردار ہیں۔

ان لوگوں کو دوگنا اجر دیا جائے گا کیونکہ وہ صبر کر رہے ہیں۔ اور بھلائی کے ذریعہ برائی کو دُور کرتے ہیں، اور جب کبھی بے ہودہ بات سُنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال۔ تم کو سلام۔ ہم حاسدوں کے خواستگار نہیں۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 77-1976ء

(بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث جاری)

مسٹر سپیکر ۔ دیوان سید علام عباس بخاری ۔ آپ کی تقریر شروع ہونے سے پہلے میں ایک دو باتیں ایوان کو بتا دینا چاہتا ہوں ۔ میں ٹائم کو کو strictly enforce کرنے لگا ہوں اور ہر فاضل ممبر کے پاس 15 منٹ ہوں گے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکے ۔ کیونکہ اسمبلی کی کارروائی آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ لیٹ شروع ہوتی ہے اس کے پیش نظر میں یہ فیصلہ کر رہا ہوں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ بسم‌اللہ‌الرحمن‌الرحیم ۔

جناب سپیکر ۔ پیشتر اس کے کہ میں 77-1976 کے بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کروں میں ایک چیز کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ جیسے کے میرے دوستوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ شاید یہ اجلاس آخری اجلاس ہو اور اس کے بعد ممکن ہے کہ اس معزز ایوان کے موجودہ معزز ارکان میں سے کوئی رکن یہاں تشریف لا سکیں یا نہ لا سکیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ 1951ء میں میں پہلی بار اس معزز ایوان کا ممبر منتخب ہوا اور اس کے بعد چار بار 1951ء سے لے کر آخری الیکشن 1970ء تک منتخب ہو کر متواتر اپنے علاقے کی نمائندگی کرتا چلا آ رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ دوستوں کے کہنے پر میں نے الیکشن لڑنے اور اللہ‌تعالیٰ کی مہربانی سے اور رسول پاک صلی‌اللہ‌علیہ‌وسلم کے کرم سے میں کامیاب رہا ۔ میرے ساتھ جو ممبر تھے یعنی جو معزز اراکین میں اس ایوان میں دیکھتا تھا وہ نواب افتخار حسین خان ممدوٹ ۔ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ ۔ نواب صاحب کالا باغ ۔ سردار عبدالحمید خان دستی ۔ ملک قادر بخش جھکڑ ۔ میاں امیر الدین ۔ م ش یعنی میاں محمد شفیع ۔ میجر مبارک علی صاحب ۔ سید کرنل عابد حسین صاحب اور دیگر صاحبان تھے جو آج اس ایوان میں موجود نہیں ۔ ان میں سے کچھ تو اللہ کو پیارے ہو گئے اللہ ان کو غریق رحمت کرے ، اور جو موجود ہیں اللہ‌تعالیٰ ان کا سایہ اپنے خاندان پر قائم رکھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آمین ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ اسی لیے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے اگلے اجلاس میں ، جو الیکشن کے بعد ہو آپ مجھے دیکھ سکیں ۔ اس اسمبلی میں میرا اور علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کا جو وقت گزرا ہے اس لحاظ سے ہم دونوں کو اگر بابائے اسمبلی کہا جائے تو یہ عین مناسب ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ نوازش علی صاحب بھی غالباً آپ کے ساتھ ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا جو بیس سالہ پارلیمانی تجربہ ہے ، اس دوران میں نے جو سنا اور جو دیکھا اس کا نچوڑ اور کالج کے بعد چالیس سالہ پبلک لائف میں میں نے اپنے علاقے میں خصوصاً دیہات میں جو کچھ محسوس کیا اس کو میں پیش کروں ۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے معذرت کی ہے کہ اگر تھوڑی سی تلخ باتیں ہو جائیں تو وہ نظر انداز فرمائیں کیونکہ دوست وہی جو حقیقت بتائے ، تعریف کرنے والے تو بہت ہوتے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ اس آغاز اور تمہید کے بعد میں عرض کروں گا کہ اگرچہ آپ کبھی کبھی غصے میں آ جاتے ہیں مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کا دل اور ضمیر پاک صاف اور دماغ بہت ہی ٹھنڈا ہے ۔ اس لیے آج میرے لیے براہ مہربانی یہ وقت کی پابندی نرم کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ۔ ہر دوست کا یہی مطالبہ ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ میں نے اسی لیے تمہید پر پانچ منٹ صرف کیے ہیں ۔ (قطع کلامیاں) جناب سپیکر ۔ ممکن ہے میں بھی اس اسمبلی میں واپس نہ آؤں ۔ اس لیے میں عوام کی تکالیف ، خصوصاً دیہات میں جو ہم محسوس کرتے ہیں کے سلسلے میں ٹھوس چیزیں پیش کرنا چاہتا ہوں جو گورنمنٹ کے لیے ، معزز اراکین کے لیے اور آپ کے لیے بھی انشاءاللہ مفید سرمایہ ثابت ہوگی ۔ جناب والا ۔ ایک تو آپ وقت کی مہربانی فرمائیں دوسرے جب میرے دس منٹ رہ جائیں تو مجھے مطلع کیا جائے تاکہ میں اپنے مسائل کے متعلق جلدی عرض کر سکوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے پانچ منٹ پورے ہو گئے ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ تو پھر میں اپنے علاقے کے مسائل کے متعلق

مسٹر سپیکر ۔ آپ اگر کچھ ارشاد فرما لیتے تو ہم بھی مستفید ہو جاتے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ میں نے اپیل کی ہے کہ اگر آپ آج ٹھوس باتیں سننا چاہتے ہیں تو کچھ مزید وقت آپ مجھے عنایت فرما دیں ۔

جناب سپیکر ۔ محترم و مکرم جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے اسے میں ایک متوازن بجٹ کہہ سکتا ہوں ۔ ان کی طبیعت ، شرافت اور لیاقت میں جو توازن ہے وہ ان کے بجٹ میں بھی مترشح ہے ۔ جناب والا ۔ تعلیم کے لیے 113 کروڑ 41 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ اس کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں ۔ میرے نقطہ نگاہ سے تعلیم و تربیت بنیادی چیز ہے ۔ اس کے لیے اگر اس سے بھی زیادہ رقم مختص کی جاتی تو اور بھی مناسب ہوتا ۔ ترقیاتی پروگرام کے لیے 2 ارب 28 کروڑ اور غیر ترقیاتی اخراجات کے لیے 3 ارب 45 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ اس لیے میرا اپنا نظریہ یہ ہے کہ ایسا صوبہ اور ملک جس کا بال بال مقروض ہو اس کے لیے غیر ترقیاتی اخراجات اس قدر رکھنا مناسب نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں غیر ترقیاتی اخراجات کم سے کم کر دینے چاہییں اور کمال تعیش کا سامان بند کر دینا چاہیے ۔ ہمیں ہر وہ کام کرنا چاہیے جس پر ہمارا سو روپیہ خرچ ہو تو اگلے سال اس سے ہمیں دو سو روپے آ سکیں ۔ میں اصولاً غیر اخراجات کے حق میں نہیں اس لیے ان کو جس قدر کم کیا جائے بہتر ہے ۔

جناب والا ۔ میں ڈاکٹر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کوئی ایسا ٹیکس نہیں لگایا جس سے عام شہری متاثر ہوتا ۔ گھوڑ دوڑ کی شرطوں پر 15 فیصد سے 20 فیصد تک ٹیکس بڑھایا گیا ہے ۔ شراب پر بھی لائسنس فیس بڑھا دی گئی ہے ۔ اس سے مجھے تھوڑی سی خوشی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں یہ دونوں لعنتیں ، جوا ، شرطیں لگانا اور شراب اسلامی ملک میں قطعاً بند ہونی چاہئیں ۔ بہرحال میں شکر گزار ہوں کہ انہوں نے خاص کر زراعت پیشہ برداری کو اس دفعہ معاف کر دیا ہے ورنہ عموماً یہ رسم تھی کہ جب بھی بجٹ میں زیادہ رقومات صرف ہوتی تھیں تو اس کے نتیجے میں زراعت پیشہ برداری ، جو کہ اس ملک کی اسی (80) فیصد ہے ، پر ٹیکس بڑھا

دیا جاتا تھا اور وہ بے زبان طبقہ خاموشی سے برداشت کر لیتا تھا ۔ جناب والا میرے دوست حافظ علی اسداللہ صاحب نے اپنی جائیداد کا اعلان کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہاں پر ایک اچھی رسم قائم کی ہے ۔ میں بھی عرض کروں گا کہ ملتان کے چار پانچ زمیندار تھے جن میں میرا بھی شمار ہوتا تھا اور جب میں ایچیسن کالج سے گیا تو میری جائیداد 25 ہزار ایکڑ اراضی کے قریب تھی ۔ جناب والا ۔ سیاست کی مہربانی سے اور لینڈ ریفارمز کی مہربانیوں سے اس وقت جو رقبہ میرے نام ہے وہ صرف چھ مربعے ہیں ، تقریباً ایک سو پچاس ، دو سو ایکڑ ۔ جب سے لینڈ ریفارمز ہوئی ہیں اس کے بعد اب کسی کو جاگیردار کہنا میرے نزدیک سوائے ایک مضحکہ خیز چیز کے اور کچھ نہیں ۔ جناب والا ۔ ہزاروں ایکڑ رقبہ لینڈ ریفارمز میں لیے جانے کے بعد بھی اس طبقہ نے بڑے تحمل اور صبر سے کام لیا ۔ اور کسی نے نہیں دیکھا کہ جو جائداد ہم نے لے لی ہیں ۔ ان میں سے کون سی ایسی ہیں جو ہم نے غداری کے عوض حاصل کی تھیں اور کون سی ایسی ہیں جو ہم نے زر حلال اور محنت سے خرید کی ہیں ۔ جناب والا ۔ اتنا رقبہ چھننے کے بعد بھی لفظ جاگیردار استعمال کیا جاتا ہے ۔ اب ہم ان پانچ چھ مربعوں پر خود کاشت کرتے ہیں ۔ جاگیردار کا لفظ کچھ دوست تفنن طبع کے لیے دیتے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جاگیردار ہے کون ؟ میں سمجھتا ہوں کہ میرے دوست شیخ رشید صاحب کا بس چلے تو وہ چھ مربعے بھی نہ رہنے دیں ۔ اس کو بھی ہم ملک کے مفاد کے خاطر برداشت کر لیں گے مگر ہمیں دکھ ہوتا ہے کہ لوگ رشوت سے چار چار کوٹھیاں بنا رہے ہیں ، نا جائز آمدنی سے کروڑوں کی جائدادیں کھڑی ہو رہی ہیں اور اسی حکومت کے لاڈلے لاکھوں کروڑوں کی رشوت لے کر کوٹھیاں بنا رہے ہیں ، ان کے دلال کوٹھیاں بنا رہے ہیں تو ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ ہماری حلال کی کمائی سے خریدی ہوئی ہزاروں ایکڑ زمین لینڈ ریفارمز میں لے لی گئی ہے ۔ ان کو کوئی لگام دینے والا نہیں ۔ جو لوگ سمگلنگ سے بلیک مارکیٹنگ سے کروڑپتی بن رہے ہیں ان کی طرف حکومت کوئی توجہ نہیں دے رہی ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ میرے بچوں کو کالج ملتا تھا وہ بھی بند کر دیا گیا ہے اور وہ اب نہیں ملتا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ بیگم صاحبہ ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بھی مظلوم ہیں اور ہم بھی مظلوم ہیں ۔ جناب والا ۔ مجھے تسلیم ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی عوامی حکومت کے اکابرین اور وزراء تمام کے تمام اولیا کرام نہیں ۔ یہ ممکن نہیں کہ ان سے غلطیاں نہ ہوں ۔ ان سے یہ توقع رکھنا کہ خلافت راشدہ کا نمونہ پیش کریں ، زیب نہیں دیتا ۔ مگر میں اتنا عرض کروں گا کہ کوئی انصاف پسند انسان انکار نہیں کر سکتا کہ 1971ء کی جنگ کے دوران ہر شخص کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ یہ ملک چل بھی سکتا ہے بچ بھی سکتا ہے یا نہیں ۔ اس وقت میں بھی حزب اختلاف میں تھا اور میرا بھی یہ خیال تھا کہ ملک بچتا بھی ہے یا نہیں اور چل بھی سکتا ہے یا نہیں ۔ ذوالفقار علی بھٹو اور اس عوامی حکومت نے حقیقت میں بڑی دلیری سے ملک کو سہارا دیا اور نہ صرف یہ کہ ملک کو بچالیا بلکہ ملک کو ترقی کے راستے پر لگا دیا ہمارے نوجوانوں کو طاقتور شہری بنایا ، اپنی مصلحت اندیشی اور عقلمندی سے ہزاروں مربع میل رقبہ جس پر دشمن قابض تھا واپس لیا ، اسلامی دنیا سے رابطہ قائم کیا ، اسلامی دنیا کو منظم کیا اور ان کو ہر قسم کی مراعات دیں ۔ چھوٹے چھوٹے زمینداروں کو معاملہ معاف کرکے انقلابی قدم اٹھایا گیا ، مکانات کے لیے 5 مرلے کی سکیم اور خاص طور پر دیہات میں چھوٹے طبقوں کی امداد کی جنہیں کمیں کہتے ہیں ۔ میں تو یہ کہنا مناسب نہیں سمجھتا ۔ بلوچستان میں سرداری سسٹم کا خاتمہ ، جملہ مسلمان ممالک کے علاوہ خصوصاً چین ۔ ایران ترکی ۔ سعودی عرب ، عرب امارات ، سری لنکا ، فرانس ، جرمنی ، کینیڈا ، شام مصر ، جنوبی ، امریکہ اور روس سے تعلقات و روابط قائم کیے گئے ۔ سابقہ حکومتوں کی غلط پالیسیوں کا ازالہ کیا گیا ۔ آج ملک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دفاعی لحاظ سے اتنا مضبوط ہے کہ ہندوستان تو کیا کوئی اور ملک بھی ہماری طرف بری نگاہ سے دیکھ نہیں سکتا ۔ جناب والا ۔ ہمارے چند دوست پارٹی کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں ۔ میں اس مصلحت کو سمجھ نہیں سکا کہ جب وہ وزیر اعلیٰ تھے ، جب وہ گورنر تھے ، ان کے بیانات میرے پاس موجود ہیں اور میں نے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ فائل کھولی ہوئی ہے ۔ وہ اللہ اور اللہ کے رسول کے بعد اگر کسی کا نام لیتے تھے تو جناب بھٹو کا لیتے تھے اور ان کی تعریف کرتے تھے کہ وہ جمہوریت پسند ہیں ۔ [illegible] کرنے والے ملک کو بچانے والے ، عوامی تحریک پیدا کرنے والے بھٹو ، [illegible] سمجھ میں آتا کہ [illegible]

چھوڑنے کے بعد دس پندرہ دنوں میں وہی بھٹو جمہوریت کش بھٹو ، قوم کا دشمن بھٹو ، پریس کو مارنے والا بھٹو ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں کچھ نہ کچھ کمیاں ضرور ہوں گی ۔ یہ حکومت خلفائے راشدین کی طرح برائی سے پاک نہیں ہو سکتی لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دس پندرہ دنوں کے بعد بھٹو غدار بھی ہو جاتا ہے ، جمہوریت کش بھی ہو جاتا ہے اور قوم کا بیڑہ غرق کرنے والا بھی ہو جاتا ہے ۔ اس مصلحت کو میں سمجھنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر بلال شاہ ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب ۔ ابھی تو میں نے اپنے علاقے کے مسائل بیان کرنے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو 25 منٹ ہو گئے ہیں اور یہ میرے لیے بڑا مشکل ہے کہ میں ہر فاضل رکن کو مقررہ وقت سے زائد وقت دوں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ میں صرف دو منٹ میں اپنے علاقے کے مسائل بیان کر دوں گا ۔ میرا ضلع ملتان ہے اور اس کی تین تحصیلیں ہیں ۔ شجاع آباد وہاڑی اور لودھراں ۔ وہاڑی سے ایک سڑک جو جلال پور جاتی تھی اور جلال پور سے لڈن جاتی تھی وہ کہروڑ پکا سے لودھراں تک کچھ نہ کچھ بنی ہے اور لودھراں سے جلال پور والی سڑک شاید ایک دو میل بنی ہے ہمیں اس کی بہت تکلیف ہے کیونکہ دو تحصیلوں کو ملاتی ہے ۔ اس پر کام زیادہ تیز کیا جائے ۔ جلال پور سے اوچ شریف تک صرف سات میل کا ٹکڑا کچا رہ گیا ہے ۔ اگر آپ اس کو پختہ کر دیں اور اوچ شریف اور جلالپور کے درمیان ستلج دریا پر ایک کشتیوں کا پل بنا دیں تو کراچی سے لاہور تک 50 میل کا چکر بچ جائے گا ۔ صرف سات میل کا ٹکڑا ہے ، اگر آپ اس کو پختہ کر دیں اور ایک کشتیوں کا پل جلال پور پتن پر بنا دیا جائے تو تین اضلاع مل جائیں گے ۔ ملتان بہاولپور ، مظفر گڑھ اور اس کے علاوہ 50 میل کا فاصلہ بھی بچ جائے گا ۔ جناب والا ۔ ملتان ، شجاع آباد اور جلال پور سڑک ٹوٹ گئی ہے ۔ یہ سڑک پچھلے سیلاب میں ٹوٹی تھی لیکن آج تک مرمت نہیں کرائی گئی ایک لاکھ کی آبادی جلالپور کی ہے ۔ اس میں ایک بھی لیڈی ڈاکٹر نہیں ایک لاکھ کی آبادی پر ایک لیڈی ڈاکٹر نہیں ۔ اس سے اندازہ فرمائیں کہ

مستورات کو کیا تکالیف ہو سکتی ہیں ۔ شجاع آباد اور جلالپور دونوں جگہوں پر پانی خراب ہے اور دونوں جگہوں کے لیے واٹر ورکس کی سکیمیں بنائی گئی تھیں ۔ آج تین سال ہو گئے ہیں ، نہ شجاع آباد کی واٹر ورکس سکیم مکمل ہوئی ہے اور نہ ہی جلالپور کی ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ واٹر ورکس کے ساتھ اگر ڈرینیج نہ کی جائے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔ وہاں پر پانی کڑوا ہے ، لوگوں کو سخت تکلیف ہے ۔ براہ مہربانی جلالپور اور شجاع آباد کی ڈرینیج سکیموں کو آگے بڑھایا جائے تحصیل کی سطح پر آپ نے انٹر میڈیٹ کالج دینے کیے ہیں ۔ میرے خیال میں وہاں رقبہ بھی مخصوص ہو چکا ہے ، مگر شجاع آباد میں ابھی تک انٹر میڈیٹ کالج نہیں دیا جا سکا ۔ تمام علاقوں میں بند صحیح ہو چکے ہیں ، جلالپور کا بند ابھی تک صحیح نہیں ہوا اور شجاع آباد کا بند بھی ابھی تک صحیح نہیں ہوا ۔ ہم ہر سال سیلاب کی زد میں آتے ہیں اور ہمارا ہزاروں روپے کا نقصان ہو رہا ہے ۔ بجلی کی لائنیں جو وہاں دی گئیں ہیں ، وہ گر چکی ہیں ۔ جلالپور سے کوٹلہ جاکر تک بجلی کی لائن دی گئی ہے مگر وہ لائن کام نہیں کر رہی ، وہاں سپلائی نہیں ہو رہی ۔ راستے میں بہادر پور جیسا بڑا قصبہ ہے ، اس کو بجلی کی سپلائی ہی نہیں دی گئی اور جہاں بجلی کی لائنیں دی گئی ہیں وہ گر چکی ہیں ۔ ٹیوب ویلوں کے کنکشنوں کے لیے ہمیں بے حد دقتیں ہوتی ہیں ۔ اس کے لیے میں اپیل کروں گا کہ اس کا کوئی خاص انتظام کیا جائے کہ رشوت کے بغیر کنکشن مل سکے ۔ یہ ٹیوب ویل کی تکلیف صرف ہمیں نہیں بلکہ پورے پنجاب میں ہے ۔ جناب والا ۔ آپ کا بہت بہت شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر غلام بلال شاہ ۔

ڈاکٹر غلام بلال شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ آج 77 - 1976ء کا سالانہ بجٹ پیش ہو رہا ہے ۔ جناب والا ۔ میرے خیال میں یہ ایک ترقی پسندانہ اور عوامی بجٹ ہے جس میں کوئی نیا ٹیکس عوام پر نہیں لگایا گیا سوائے اس کے کہ معمولی سا ٹیکس گھوڑ دوڑ پر اور شراب پر لگایا گیا ہے ۔ میرے خیال میں یہ بالکل جائز ہے بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اسلامی ملک میں گھوڑ دوڑ اور شراب پر مکمل پابندی ہونی چاہیے اور ہمارے ملک کو اس ناسور سے بالکل پاک کر دینا چاہیے ۔ جناب والا ۔ کل مخالف بنچوں کی طرف سے یہ کہا گیا تھا

کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو اسلامی سوشلزم کی طرف نہیں جا رہے ۔ جناب والا، اس سے واضح اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ موجودہ حکومت نے بے گھر افراد کو پلاٹ دیے اور ان پلاٹوں کا معاوضہ خود ادا کیا ۔ یہی اسلامی سوشلزم کی واضح مثال ہے کہ کسی سے کسی کی جائداد لوٹ کھسوٹ سے نہیں لی جاتی بلکہ اس کو معاوضہ دیا جاتا ہے اور جناب والا ۔ موجودہ بجٹ میں پانچ کروڑ روپیہ میونسپل کمیٹیوں کے لیے رکھا گیا ہے ۔ یہ ایک بہت اچھا قدم ہے ۔ جو میونسپل کمیٹیاں اپنے اخراجات خود پورے نہیں کر سکتیں وہ اس رقم سے اپنے اخراجات پورے کریں گی ۔ جناب والا ۔ موجودہ حکومت نے بے گھر افراد کو پانچ مرلہ سکیم کے تحت 13765 ایکڑ رقبہ جو سرکاری ہے ، مفت لوگوں میں تقسیم کیا ہے ۔ اس کے علاوہ دو کروڑ روپے کی رقم پچھلے بجٹ میں اس سکیم پر لگائی اور موجودہ بجٹ میں تین کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے یہ ایک ایسا قدم ہے جس کی تعریف حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران بھی کریں گے اور انہیں کرنی چاہیے ۔ جناب والا ۔ میرا حلقہ لیاقت دیہات پر مشتمل ہے ۔ تحصیل شاہ پور میں قطعاً کوئی صنعت نہیں ۔ جس وقت بھی حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ شاہ پور میں کوئی صنعت لگائی جائے تو جواب ملتا ہے کہ کوئی پارٹی تیار کریں جو وہاں پر کوئی صنعت لگائے ۔ حضور والا ۔ جب کسی سرمایہ دار سے بات کی جاتی ہے تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ اگر ہم شاہ پور سے صرف 9 میل خوشاب کی طرف چلے جائیں یا جوہر آباد کی طرف چلے جائیں تو حکومت کی طرف سے لاکھوں روپے کا ٹیکس معاف کر دیا جاتا ہے اس لیے کہ تحصیل خوشاب پسماندہ ہے ۔ اگر لوگ شاہ پور میں سرمایہ لگائیں تو انہیں ٹیکس دینے پڑیں گے اس لیے 9 میل آگے چلے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جوہر آباد میں شوگر مل ہے ، ٹیکسٹائل مل ہے لیکن شاہ پور میں کسی قسم کی کوئی صنعت نہیں ۔ پیپلز ٹیکسٹائل مل جاولپور حکومت نے خود لگائی ہے ۔ کسی سرمایہ دار نے اس میں کوئی حصہ نہیں لیا نہ کوئی سرمایہ لگایا ہے ۔ اسی طرح پیپلز شوگر مل احمد پور شرقیہ بھی حکومت نے اپنے پیسے سے لگائی ہے ۔ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ پاری تحصیل کہ جو پسماندہ ہے وہاں حکومت اپنے سرمائے سے اس قسم کی کوئی صنعت ، کوئی شوگر مل یا کوئی ٹیکسٹائل مل لگا دے تاکہ وہاں کے غریب اور نادار لوگ اپنی روزی عزت سے کما سکیں ۔ جناب والا ۔ یہ تحصیل سونا اگلنے والی

تحصیل ہے ۔ وہاں پر کماد کی فصل ضلع میں سب سے زیادہ ہوتی ہے ۔ لیکن کھانڈ بنانے کا کارخانہ جوہر آباد میں ہے ۔ اس کی وجہ محض یہ ہے یہاں پر کوئی سرمایہ دار پیسہ لگانے کے لیے تیار نہیں اور یہاں کا غریب اور مزدور طبقہ اپنی روزی نہیں کما سکتا ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں پر حکومت اپنے سرمائے سے کوئی شوگر مل یا ٹیکسٹائل مل لگائے جس طرح بہاولپور اور احمد پور شرقیہ میں لگائی گئی ہیں ۔ جناب والا ۔ شاہ پور برانچ نہر ششماہی ہے ۔ میں اس سے پہلے بھی بارہا اس ایوان میں عرض کر چکا ہوں کہ اس نہر کو سالانہ کیا جائے کیونکہ اس تحصیل کی تمام معیشت زرعی ہے اور وہاں پر جو سب سے بڑی نہر ہمیں ملتی ہے وہ چھ مہینے چلتی ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس نہر کو سالانہ کیا جائے ۔ وہاں کوئی صنعت نہیں ، کوئی کارخانہ نہیں اور جو نہر ہمیں ملی ہے وہ بھی چھ ماہ چلتی ہے وہ غریب کا طبقہ کہاں جائے ۔ وہاں کا کسان بھی اپنی کاشت پوری نہیں کر سکتا ۔ اس سے حکومت کو بھی نقصان ہوتا ہے اور ہم اپنی اس زرخیز زمین سے پوری پیداوار بھی نہیں لے سکتے ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ شاہ پور برانچ نہر کو سالانہ کا درجہ دیا جائے ۔ جناب والا ۔ میں بارہا یہاں ایک سکیم پیش کر چکا ہوں کہ پوری تحصیل میں کوئی ریلوے لائن نہیں ۔ یہ ایک بہت پرانی سکیم ہے کہ بھیرہ سے چک رام داس اور چک رام داس سے جھاوریاں اور جھاوریاں سے شاہ پور اور شاہ پور سے ساہیوال اور پھر فروکہ اور سلانوالی تک ریلوے لائن بچھائی ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ مرکز کا کام ہے لیکن ہم بھی یہاں سے سفارش کر کے بھیج سکتے ہیں ۔ یہ سکیم پہلے ہی مکمل بنی پڑی ہے ۔ اس پر توجہ دی جائے اور اس کو کامیاب بنایا جائے ۔ جب تک پوری تحصیل میں ریلوے لائن نہیں بچھے گی یہ تحصیل ترقی نہیں کر سکتی ۔

جناب والا ۔ میں پھر پانچ مرلہ سکیم کی طرف آ رہا ہوں ۔ میری تحصیل میں ایک جگہ ہے ، گوندل ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے منشور کے تحت گوندل میں جو سرکاری رقبہ پڑا تھا ، وہ پانچ مرلہ سکیم کے تحت وہاں کے غریب لوگوں کو الاٹ کر دیا گیا ۔ جناب والا ۔ وہ رقبہ بڑا قیمتی ، بڑا زرخیز تھا ۔ وہاں کے ایک جاگیردار محمد اشرف گوندل خود اس رقبے کو لینا چاہتے ہیں ، ان کی کوشش ہے کہ وہ رقبہ ان کو دے دیا جائے اور اشتمال میں وہ

رقبہ ان کو دے کر ان کا اپنا رقبہ ، جو اچھا نہیں ، بہت دور ہے اور اچھی جگہ پر واقع نہیں ، وہ ان غریب لوگوں کو دیا جائے ۔ جناب والا ۔ یہ سکیم مکمل ہو گئی ۔ اے ۔ سی نے وہ رقبہ الاٹ کر دیا ۔ تو اس شخص نے ڈی ۔ سی صاحب کے پاس اپیل کی ۔ موجودہ ڈی ۔ سی صاحب نے بھی وہی فیصلہ بحال رکھتے ہوئے وہ رقبہ انہی غریب لوگوں کو الاٹ رکھا ۔ پھر اس نے کمشنر صاحب کے پاس اپیل کی ۔ انہوں نے بھی وہ رقبہ غریب لوگوں کو الاٹ رکھا ۔ اس کے متعلق میں یہ بھی عرض کر دوں کہ وہ رقبہ پکی سڑک پر واقع ہے ۔ وہاں پر یونائیٹڈ بنک ہے ۔ وہاں یونین کونسل کا دفتر ہے اور اس رقبے کے بالکل سامنے بچوں کا ہائی سکول ہے ۔ اب وہ شخص یہ کوشش کر رہا ہے کہ کسی طریقے سے وہ رقبہ ان غریبوں کو نہ ملے ، وہ کینسل ہو جائے اور اس کا رقبہ جو اچھا نہیں ، جو لوگ نہیں لینا چاہتے ، وہ ان کو دیا جائے ۔ جناب والا ۔ اس نے اوپر سے ایک کمیٹی بنوا دی ہے جس میں وہ آدمی جو خود یہ رقبہ لینا چاہتا ہے ، ممبر نامزد کیا گیا اور اس جاگیردار کے ایک رشتہ دار کو بھی اس کا ممبر بنایا گیا ہے ۔ ایک ایم ۔ پی ۔ اے ایک ایم ۔ این اے اور ایک پیپلز پارٹی کا صدر ممبر بنا دیا گیا وہاں پر میٹنگ ہوئی ۔ اس کمیٹی نے بھی سوائے اس آدمی کے بھی فیصلہ دیا ۔ دوسرے بڑے آدمیوں کی طرف سے جو ایک نمائندہ تھا ، ایک ووٹ اس کا ملا ۔ باقی چار ووٹوں کے ساتھ فیصلہ دیا گیا کہ یہ رقبہ انہی غریب لوگوں کو دے دیا جائے ۔ یہ واضح قانون ہے کہ جہاں حکومت کا رقبہ پڑا ہے ، وہاں پر دوسرا رقبہ دیا ہی نہیں جا سکتا ۔

جناب والا ۔ میں مشکور ہوں کہ میرے حلقہ نیابت میں دو سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے ۔ پچھلے سال کا مڈل سکول ہائی بن چکا تھا ۔ وہاں بڑی آبادی تھی اور یہ ان کا حق بنتا تھا ۔ اس وقت ساہیوال ضلع سرگودھا کو بھی ہائی کا درجہ دے دیا گیا ہے ۔ وہاں کی آبادی تقریباً چالیس ہزار ہے آج تک وہاں مڈل سکول چل رہا تھا اور مڈل سکول کی بھی کوئی عمارت نہیں ۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ وجہ کے لیے عمارت منظور ہوئی تھی لیکن ابھی تک ہمیں پیسہ نہیں ملا ۔ اپنی مدد آپ کے تحت ہم نے اس سکول میں ایک دو کمرے بنوائے ہیں ۔ مہربانی فرما کر وجہ کے ہائی سکول کے لیے [redacted] دیا

جائے۔ یہ سب سے ضروری چیز ہے۔ جس طرح مہربانی کی گئی ہے میں آپ کا مشکور ہوں۔ آپ کی مہربانی سے ساہیوال ضلع سرگودھا کو پائی سکول کر دیا گیا ہے لیکن بچوں کے لیے وہاں بلڈنگ ہے ہی نہیں۔ کرایے پر چھوٹا سا مکان لیا ہوا تھا جس میں بچوں کے لیے بیٹھنے کی جگہ نہیں۔ ہم نے ایپلزورکس پروگرام سے پیسہ نکلوا کر وہاں چار دیواری بنائی ہے اور پرائمری تین کمروں کا چلا دیا ہے۔ وہاں بچیاں بیٹھ نہیں سکتیں، استانیوں کے لیے رہنے کی جگہ نہیں۔ جو ہیڈ مسٹرس آتی ہے، وہ وہاں رہنا پسند نہیں کرتی۔ سٹاف وہاں رہنا پسند نہیں کرتا۔ مہربانی کرکے ساہیوال سکول کے لیے رقم مختص کی جائے۔

جناب والا۔ ساہیوال جو کہ ضلع سرگودھا میں واقع ہے سارا سال پانی میں ڈوبا رہتا ہے۔ اصل میں یہ نشیب میں واقع ہے۔ جب بھی باہر سے بارش کا پانی آتا ہے، وہ ساہیوال کے گرد و نواح میں پھیل جاتا ہے اور سارا سال وہاں کھڑا رہتا ہے۔ ہماری بار بار یاد دہانی پر حکومت نے مہربانی فرمائی ہے۔ ساہیوال سے جو سیم ڈرین نکالی ہے وہ دریا میں پانی لے جائے گی۔ لیکن اس میں ایک کمی رہ گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ down stream تقریباً ایک فرلانگ پر اس سیم نالے کو شروع کرکے دریا میں لے جایا گیا۔ اس سے یہ اس واقع ہوگا کہ ساہیوال کو پانی چاروں طرف سے گھیرے رکھے گا اور اس طرح بیماریاں پھیلیں گی۔ میری تجویز ہے کہ اس نالے کو دو تین میل آگے زیرو سیال تک لے جایا جائے تاکہ پانی پیچھے سے drain ہو کر ساہیوال سے باہر نکل جائے۔

جناب والا۔ شاہ پور سول ہسپتال میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں۔ بلکہ میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ پوری شاہ پور تحصیل میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں اور کوئی لیڈی ڈاکٹر شاہ پور تحصیل میں پرائیویٹ پریکٹس بھی نہیں کرتی۔ میری گزارش ہے کہ شاہ پور سول ہسپتال کے لیے کوئی لیڈی ڈاکٹر ہونی چاہیے فاروقہ ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر تعینات کی جائے۔

جناب والا۔ جہانیاں شاہ سے کاری براستہ نورے والا ایک ایسی سڑک ہے جس کی اشد ضرورت ہے۔ یہ پوری سڑک سارا سال پانی میں ڈوبی رہتی ہے اور یہ واحد راستہ ہے جو جہانیاں شاہ پور نور... والا اور کاری کو سرگودھا سے سلانوالی کی طرف سے ملاتا ہے۔ جناب والا۔ اس سڑک کے لیے پیسے منظور ہو چکے ہیں لیکن دو سالوں سے پانی دینے والوں نے آج تک اس سڑک پر کوئی

فنڈ خرچ نہیں کیا ۔ مہربانی فرما کر اس بارہ میل لمبے حصے کو مکمل فرمایا جائے ۔ جناب والا ۔ شاہ پور صدر ، شاہ پور سٹی اور ساہیوال کی میونسپل کمیٹیاں بڑی غریب کمیٹیاں ہے ۔ میری گزارش ہے کہ حکومت نے جو موجودہ بجٹ میں پانچ کروڑ روپیہ non-lapseable فنڈ رکھا ہے ، اس میں سے ان میونسپل کمیٹیوں کو حصہ دیا جائے ۔ جناب والا ۔ ساہیوال سے دریا تک جو سڑک ہے یہ شیر شاہ سوری کے وقت کی بنی ہوئی ہے ۔ پرانے وقت میں جب پانی کے ذریعے یہاں تجارت ہوا کرتی تھی ، اس وقت یہ بڑی مشہور سڑک تھی ۔ لیکن یہ کچی ہے ۔ پورے دریا کی "کدھی" کے لوگ شہر میں نہیں آ سکتے ۔ ان کے لیے کوئی راستہ نہیں ۔ حالانکہ شیر شاہ کے وقت کی کچی سڑک موجود ہے ۔ پچھلے سال ہم نے ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت بھی اور پیلز ورکس پروگرام کے تحت بھی رقوم منظور کی تھیں اور اس کو پکا کرنے کی منظوری دی تھی لیکن آج تک اس پر کوئی پیسہ خرچ نہیں کیا گیا مہربانی فرما کر اس سڑک کو پکا کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر احسان الحق پراچہ ۔

ڈاکٹر غلام بلال شاہ ۔ جناب والا ۔ صرف دو منٹ اور ۔ ڈسٹرکٹ کونسل سرگودھا کی زمین شاہ پور میں پڑی ہے ۔ ڈسٹرکٹ کونسل نے مزارعین کو وہ زمین دے رکھی ہے ۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم نے معاملہ ، آبیانہ اور بیج کی تو مزارع کو معاف کر دی ہے لیکن ڈسٹرکٹ کونسل ابھی تک ان مزارعین سے بیج بھی وصول کر رہی ہے اور آبیانہ بھی ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ڈسٹرکٹ کونسل بھی مثال قائم کرتی ۔ وہ تو حکومت کی زمین ہے وہ غریب لوگ کئی بار ڈی ۔ سی اور کمشنر صاحب کے پاس شکایت لے کر جا چکے ہیں لیکن کچھ نہیں ہوا ۔ انہیں بھی بیج کی معافی دلائی جائے ۔ جناب والا ۔ ساہیوال ایک بڑا قصبہ ہے جس کی آبادی چالیس ہزار کے قریب ہے ۔ وہاں انٹر کالج ہونا بہت ضروری ہے ۔ فاروقہ ، وجہ میں لڑکیوں کا ہائی سکول بھی ضروری ہے ۔ جناب والا ۔ دیہات میں لوگوں سے چینی کے معاملے میں زیادتی ہو رہی ہے ۔ انہیں چھٹانک ڈیڑھ چھٹانک فی کس کے حساب سے چینی کا کوٹہ ملتا ہے اور اس پر طرہ یہ ہے کہ وہ کوٹہ بھی پرانی مردم شماری کے مطابق ملتا ہے ۔ کم از کم موجودہ مردم شماری کے مطابق انہیں کوٹہ دینے کا اعلان کیا جائے

اور انہیں شہر کے لوگوں کے برابر کوٹہ دیا جائے۔ شکریہ جناب۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر احسان الحق پراچہ۔

مسٹر احسان الحق پراچہ۔ جناب سپیکر۔ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو صوبہ پنجاب کا متوازن اور ترقیاتی بجٹ پیش کرنے اور اپنی بجٹ تقریر میں صوبے کی صحیح صورت حال پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب والا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جب اقتدار سنبھالا تو اس وقت ملک کی حالت دگر گوں تھی۔ چار سالوں کے عرصے میں قائد عوام نے اپنی بے پناہ ذہانت، قابلیت اور متانت سے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا اور ملک شکست کے بعد جن مایوسیوں سے ہمکنار تھا ان مایوسیوں کو دور کیا۔ جناب والا۔ قائد عوام نے اقتصادی، زرعی اور لیبر اصلاحات کا نفاذ کرکے عام آدمی کی حالت کو بہتر بنایا۔ اندرون ملک حالات بہتر کرنے کے ساتھ ساتھ خارجہ پالیسی کو بھی اس طریقے سے ترتیب دیا کہ ملک کی ساکھ بیرون ممالک میں بڑھی۔ اس خارجہ پالیسی کی بدولت اس وقت دنیا قائد عوام کو لیڈر مانتی ہے اور قائد عوام تیسری دنیا کے لیڈر مانے جاتے ہیں۔ وہ بجا طور پر فخر ایشیاء کہلانے کے مستحق ہیں۔ جناب والا۔ وزیر خزانہ نے جو سالانہ ترقیاتی پروگرام پیش کیا ہے۔ اس میں 36 کروڑ 84 لاکھ کی کمی دکھائی گئی ہے اور اس کمی کو دور کرنے کے لیے جناب وزیر خزانہ اپنی تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ دوران سال زیر عمل منصوبوں میں کمی بیشی کرکے اس کمی کو پورا کیا جائے گا۔ میرے خیال میں یہ وزیر خزانہ صاحب نے executing agencies پر بد اعتمادی کا اظہار کیا ہے کہ شاید جتنا سالانہ ترقیاتی پروگرام ترتیب دیا گیا ہے یا گورنمنٹ نے جو سالانہ ترقیاتی پروگرام مرتب کیا ہے اس کی سو فیصد execution نہ ہو سکے گی یا پھر اگر سو فیصد execution بھی ہو تو اس سے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی سکیمیں متاثر ہوں گی اور سال کے آخر میں ان پر کٹ لگائی جائے گی۔ اس لیے میں وزیر خزانہ کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں کہ بہتر یہ ہوگا کہ وہ اس کمی کو پورا کر لیں اور اپنے غیر ترقیاتی ریونیو بجٹ پر، جو اس وقت 70 . 345 کروڑ روپیہ ہے، اگر دس فیصد کی advolarum cut لگا دیں تو جو بچت cut لگانے سے ہوگی، اس سے ترقیاتی پروگرام پورا ہو جائے گا اور

غیر ترقیاتی اخراجات جو پچھلے سال سے 14 فیصد زیادہ ہیں ، اگر دس فیصد وہ ترقیاتی کاموں پر لگا دیئے جاتیں تو چار فیصد کا اضافہ میرے خیال میں غیر ترقیاتی اخراجات کے لیے کافی ہوگا ۔ زراعت کے لیے 27.73 کروڑ کی رقم رکھی گئی ہے ۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور پاکستان کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے ۔ موجودہ حکومت بجا طور پر زراعت پر خرچ کر رہی ہے ۔ لیکن اخراجات جس تناسب سے اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو رہے ۔ ہماری فی ایکڑ پیداوار گندم ، چاول اور گنے کی اس وقت دنیا کے دوسرے ممالک سے بہت کم ہے اور اگر مزید کوشش کی جائے تو اسی قابل کاشت رقبے سے ہم دو گنا گندم ، چاول اور گنا حاصل کر سکتے ہیں اور آئندہ اپنی خوراک کے معاملے میں نہ صرف خود کفیل ہو سکتے ہیں بلکہ برآمد کرنے کے قابل بھی ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ پاکستان کی 80 فیصد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے ۔ لیکن 20 فیصد شہری آبادی کی وجہ سے 80 فیصد زراعت پیشہ کاشتکاروں کے حقوق کو نظر انداز کیا جاتا ہے ۔ اس وقت گندم کی قیمت 37 روپے من مقرر ہے ، اس کی صحیح قیمت لگوائی جائے ۔ اگر اس قیمت کا موازنہ دنیا میں گندم کی prevailing prices سے کیا جائے تو یہ قیمت بہت کم ہے ۔ میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہ 20 فیصد شہری آبادی کو سستی گندم اور آٹا مہیا کرنے کے لیے 80 فیصد دیہاتی آبادی اور کاشتکاروں کے حقوق کو پامال نہ کرے اور ان کو ان کی پیداوار کی صحیح قیمت دلائی جائے ۔ اگر آپ زراعت کے ماہرین سے رائے طلب کریں تو اس وقت 42 روپے فی من سے کم زمیندار کو گندم نہیں پڑتی ۔ میں گزارش کروں گا کہ ایک تو اس سے زمینداروں کا فائدہ ہوگا کہ ان کو ان کی گندم کی قیمت صحیح ملے گی ، اور وہ زیادہ سے زیادہ گندم کاشت کریں گے ۔ دوسرے اس سے ملک بھی خود کفیل ہوگا اور غلہ باہر بھیجنے کے قابل بھی ہو جائے گا ۔ اسی طرح شہروں میں چینی کی قیمت برقرار رکھنے کے لیے گنے کی قیمت نہیں بڑھائی جاتی جس سے زمینداروں کا سخت نقصان ہو رہا ہے ۔ انہیں گنے کی مناسب قیمت ادا ہونی چاہیے ۔ جناب والا ۔ انڈسٹریل سیکٹر میں سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 12 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کو اس رقم کا بہت سا حصہ ٹیکسٹائل ملوں کے لگانے کے لیے مل رہا ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ ہمارے صوبے میں پہلے ہی بہت سی ٹیکسٹائل ملیں لگی

ہوئی ہیں اور وہ جن مشکلات سے گزر رہی ہیں ان سے حکومت ناواقف نہیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ صوبے میں وہ صنعتیں لگائے جن میں پرائیویٹ سیکٹر حصہ نہیں لے رہا یا جو صنعتیں اس صوبے میں نہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے ہاں چاول کی ملیں لگی ہوئی ہیں۔ حالانکہ rice husking ملوں کے bran کی oil yield دوسرے oil seeds سے بہت زیادہ ہے۔ لیکن ہمارے ہاں کروڑوں من bran ضائع ہو رہا ہے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا۔ اس لیے مناسب ہے کہ حکومت solueut extraction plant لگائے۔ اس لیے کہ ملک کو تیل کی ضرورت ہے، بناسپتی گھی کی ملوں کی ضرورت ہے۔ لہذا یہ پلانٹ لگائے جائیں اس سے تیل کی کمی کا مسئلہ کسی نہ کسی حد تک حل ہو سکتا ہے۔ یہ rice husking mills جو کروڑوں من bran چلا رہی ہیں اگر اس سے تیل extract کریں تو ہمارا یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس لیے میں جناب وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ٹیکسٹائل انڈسٹری پرائیویٹ سیکٹر میں پہلے سے لگی ہوئی ہے، اور غالباً 12 کروڑ روپے میں 12 ملیں اس وقت لگی لگائی مل سکتی ہیں۔ کراچی اور لائلپور میں یہ ملیں بند ہو رہی ہیں۔ اس لیے بجائے اس سیکٹر میں سرمایہ لگانے کے جس انڈسٹری پرائیویٹ سیکٹر نہیں آ رہا جو صوبے کے بہترین مفاد میں ہے، اس سیکٹر میں آپ روپیہ لگائیں۔ تعلیم پر ہونے انیس کروڑ روپے کی رقم خرچ کی جا رہی ہے۔ جب سے تعلیمی اصلاحات نافذ کی گئی ہیں اور کالجوں اور سکولوں کو قومی تحویل میں لیا گیا ہے اس کے بعد سے سننے اور پڑھنے میں یہی آتا ہے کہ داخلے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ اس سے گورنمنٹ پر اخراجات کا بوجھ بھی دن بدن بڑھ رہا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جو فلاحی انجمنیں پہلے ہی احسن طریقے سے سکول اور کالج چلا رہی تھیں۔ اگر ان کو ان کے سکول واپس نہیں کیے جا سکتے تو ان فلاحی اداروں کو اجازت دی جائے کہ وہ نئے سکول اور کالج کھولیں۔ گورنمنٹ ان پر اپنی نگرانی رکھ سکتی ہے کہ وہ صحیح طور پر کام چلا رہے یا نہیں۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ کئی تعلیمی ادارے، کالج اور سکول جو مشنری اور فلاحی ادارے چلا رہے تھے، بہت اچھے طریقے سے چلا رہے تھے۔ یہ گورنمنٹ کے بجٹ پر ایک بلاوجہ بوجھ ہے۔ اس بوجھ کو کم کرنے کے لیے اور عوام کی تکالیف دور کرنے کے لیے یہ اجازت ان فلاحی اداروں کو دوبارہ ملنی چاہیے کہ وہ اپنے

سکول یا کالج کھولیں ۔ ایک گزارش اور کرنی چاہتا ہوں کہ ہماری انتظامیہ اور سیکریٹیریٹ کی کارکردگی اس وقت چالیس فیصد کے قریب ہے ، دفاتر میں باقاعدگی نہیں ، کام کی رفتار بہت کم ہے اور خاص طور پر موسم سرما میں جب کہ دفاتر اور سیکریٹیریٹ کا ٹائم ساڑھے سات بجے صبح ہوتا ہے ۔ صرف دو فیصد یا چار فیصد لوگ ہی وقت پر آتے ہوں گے ۔ باقی ساڑھے آٹھ نو بجے کے قریب آتے ہیں اور پھر دو بجے واپس چلے جاتے ہیں ۔ اس سے گورنمنٹ کے دفاتر کی کارکردگی بڑی حد تک متاثر ہوتی ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ سردیوں میں گورنمنٹ کے دفاتر اور سیکریٹیریٹ کا ٹائم صبح نو بجے سے شام چار بجے تک کر دیا جائے تاکہ وہ دن میں کچھ نہ کچھ کام کر سکیں ۔ اس سے میرا خیال ہے کہ کارکردگی بڑھ سکے گی ۔ لوکل باڈیز کے متعلق میں نے یہ عرض کرنی ہے کہ ان کے الیکشن تو غالباً جنرل الیکشن کے بعد ہوں گے اور اس وقت جو نظام چل رہا ہے اس کے تحت تقریباً تمام بجٹ ختم ہو چکا ہے اور کوئی ترقیاتی کام نہیں ہو رہا ۔ گورنمنٹ کو میونسپل کمیٹیوں کو امداد دینی پڑتی ہے ۔ چند سال پہلے میونسپل کمیٹیوں کو اپنی آکٹرائے پوسٹوں کو نیلام کرنے کی اجازت تھی ۔ جناب سلک معراج خالد کے زمانے میں یہ آرڈر جاری ہوگیا تھا کہ کوئی میونسپل کمیٹی اپنی محصول چونگیوں کو نیلام نہیں کر سکتی اور عملے کو کچھ بونس دینے کا بھی اعلان کیا تھا ۔ اس کے بارے میں کم از کم مجھے اپنے علاقہ کا علم ہے کہ ہمارے ضلع کی میونسپل کمیٹیوں کی آکٹرائے پوسٹوں کی آمدنی بہت کم ہو گئی ہے ۔ اگر حکومت اس سلسلے میں نیلامی کی جنرل پالیسی نہیں بنانا چاہتی تو کم از کم ہر میونسپل کمیٹی کو یہ اختیار دینا چاہیے کہ اگر وہ مناسب سمجھے تو اپنی آکٹرائے پوسٹوں کو نیلام کر سکے ۔ میں اپنے شہر بھیرہ کی بات کرتا ہوں ۔ ہمیں اس وقت تنخواہیں دینے کے لیے کوئی دقت پیش نہ آتی تھی بلکہ ترقیاتی کام بھی ہو جاتے تھے اور کبھی حکومت سے گزارش کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی تھی کہ ہمیں قرضہ دے ۔ جب سے نیلامی کا سلسلہ ختم ہوا ہے ہماری آکٹرائے کی آمدنی 30 سے 35 فیصد تک کم ہو گئی ہے ۔ میں نے کمشنر صاحب سے بھی استدعا کی تھی کہ ہمیں کم از کم محصول چونگیوں کی نیلامی کی اجازت دے دیں تو انہوں نے کہا کہ یہ گورنمنٹ کا مسئلہ ہے ، انہوں نے اس پر پابندی لگائی ہوئی ہے ۔ جب تک حکومت اسے پالیسی

نہیں بناتی ہم اس میں کچھ نہیں کر سکتے ۔ میں گزارش کروں گا کہ جو میونسپل کمیٹی اپنی محصول چونگی نیلام کرنا چاہے ، کر سکے ۔ اس سے گورنمنٹ کا بھی بہت سا بوجھ ہلکا ہو جائے گا ۔ ہم بھی تنخواہیں دینے کے قابل ہو جائیں گے اور ترقیاتی سکیموں پر بھی عمل کر سکیں گے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب وزیر خزانہ اور وزیر بلدیات اس پر خصوصی توجہ فرمائیں گے اور جو کمیٹیاں اپنی چونگی کو نیلام کرنا چاہیں انہیں اس بات کی اجازت دے دی جائے گی ۔ اس کے علاوہ کچھ گزارشات میں اپنے حلقہ نیابت کے متعلق کرنی چاہتا ہوں ۔ پہلے تو تحصیل خوشاب ہمارے ضلع میں بہت پسماندہ تحصیل شمار ہوتی تھی ۔ لیکن اب وہاں انڈسٹری لگنے سے وہ حالت نہیں رہی ۔ جس سب تحصیل سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں وہ بہت پسماندہ ہے ۔ سڑکوں کے لحاظ سے ، تعلیم کے لحاظ سے اور صحت کے لحاظ سے ، بھیرہ میونسپلٹی میں اس وقت تین ہائی سکول کام کر رہے ہیں اور بھیرہ کے گرد و نواح میں تین چار اور ہائی سکول ہیں ، لیکن وہاں کالج نہیں ۔ کالج تحصیل ہیڈ کوارٹر میں ہے اور لوگوں کو اس سے بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ میں پچھلے دو سالوں سے متواتر یہ کوشش کر رہا ہوں کہ بھیرہ میں ایک انٹر کالج قائم کیا جائے ۔ جناب وزیر خزانہ ۔ جو پچھلے سال وزیر تعلیم تھے ، سے بھی میں نے گزارش کی تھی ۔ جناب بھٹو صاحب جب سرگودھا تشریف لے گئے تھے ان سے بھی گزارش کی تھی ۔ ہمارے پاس بلڈنگ بھی موجود ہے ، صرف سٹاف مقرر کر دیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ اسی سال بجٹ میں جو دس نئے کالج رکھے گئے ہیں ان میں سے ایک انٹر کالج ہماری سب تحصیل میں کھولا جائے ۔ اس کی بلڈنگ کی مرمت کے لیے بھی جو خرچ ہوگا وہ ہم مقامی طور پر کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ اس کے علاوہ بھیرہ ساک وال روڈ ، ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کے زیر تعمیر ہے ۔ تین سالوں سے وہ سڑک بن رہی ہے ۔ لیکن اس کی جو رفتار ہونی چاہیے تھی وہ نہیں ۔ اس سلسلے میں میں وزیر مواصلات و تعمیرات سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے محکمے کو ہدایت کریں تاکہ یہ سڑک جلد تعمیر ہو سکے ۔ اگلے سال کے بجٹ میں اس سڑک کے لیے صرف پانچ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور آج کل جو ہائی وے والے اسٹیمیٹ لگا رہے ہیں اس سے پانچ لاکھ میں غالباً ایک میل سڑک بنتی ہے ۔ میں جناب وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ بھیرہ اور میانی کو ملانے کے لیے کم از کم دس لاکھ

روپے کی ضرورت ہوگی ۔ اس میں پانچ لاکھ روپے کا اور اضافہ کر دیا جائے ۔ یہ دونوں ٹاؤن میرے حلقہ میں بہت اہم اور پسماندہ ہیں ، ان کا آپس میں کوئی رابطہ نہیں ۔ یہ سڑک اسی صورت میں مکمل ہو سکے گی اگر اس کے لیے کم از کم دس لاکھ روپے مختص کیے جائیں ۔ پانچ لاکھ روپے پہلے ہی مختص کیے گئے ہیں اور پانچ لاکھ روپے مہربانی فرما کر مزید مختص کیے جائیں ۔ جناب والا ۔ بھیرہ شہر کے نزدیک سے ایک سیم نالہ گزارا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ شہر ایک جھیل کی شکل اختیار کر گیا ہے ۔ میں نے چیف انجینئر صاحب سے بھی گزارش کی ہے کہ اس پانی کے نکاسی کا بندوبست کریں ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے یا تو لفٹ پمپ لگائیں یا کوئی ایسا انتظام کریں جس سے بھیرہ شہر سے اس پانی کی نکاسی ہو سکے ۔ اس کے لیے مناسب ہدایت دی جائیں ۔ کیونکہ وہاں جو ڈرین بنائی گئی ہے اس سے ہمارا پینے کا پانی بھی ناقابل استعمال ہوگیا ہے ۔ پہلے ہمارا پانی دریائے جہلم کے پاس سے گزرنے کی وجہ سے بہت اچھا تھا ۔ لیکن اب تو وہ طبی نقطہ نظر سے ناقابل استعمال ہوگیا ہے ۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ ورکس کونسل سے میں نے دو تین مرتبہ ریزولیوشن پاس کروایا کہ وہاں واٹر سکیم شروع کی جائے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ واٹر سپلائی سکیم کے لیے بھی کچھ کیا جائے ۔ میانی قصبہ بہت پرانی ٹاؤن کمیٹی ہے ، وہاں گرلز مڈل سکول ہے ۔ اسے ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ کیونکہ بچیوں کو مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیرہ جانا پڑتا ہے ۔ وہاں ہوسٹل کا کوئی انتظام نہیں اور انہیں مزید تعلیم ترک کرنا پڑتی ہے ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے تاکہ بچیوں کو تعلیم حاصل کرنے میں مزید کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر بلال صاحب نے ایک گزارش کی تھی کہ نہر شاہ پور برانچ کو سالانہ کر دیا جائے ۔ یہ میرے حلقے سے گزر کر شاہ پور میں جاتی ہے ۔ میں بھی ان کے اس مطالبے کی تائید کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ نہر شاہ پور برانچ کے تمام علاقے کا انحصار اسی نہر پر ہے ، اسے اگر سالانہ نہر کا درجہ دیا جائے تو زراعت بہت زیادہ بڑھ جائے گی ۔ (شکریہ)

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر ایم ۔ کے خاکوانی ۔

مسٹر نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔ جناب والا ۔ حکومت ہمیشہ یہ اعلان کرتی رہتی ہے کہ زراعت ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور ہم اس پر بہت توجہ دے رہے ہیں لیکن آپ دیکھیں حکومت کی عدم دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ اگلے سال کے پرقیاتی بجٹ میں پچھلے سال کے بجٹ کے مقابلے میں 21 کروڑ روپے زائد رکھے گئے ہیں مگر زراعت کو اس سے کوئی حصہ نہیں دیا گیا ۔ پچھلے سال بھی 27 کروڑ روپے رکھے گئے تھے ، اس سال بھی 27 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ اس طرح حضور والا ۔ کرم کش ادویات کے لیے جو رقم پچھلے سال رکھی گئی تھی اس سال بھی وہی رکھی گئی ہے حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ پچھلے سال ہماری کپاس اور چاول کی فصلوں کو کافی نقصان پہنچا حضور والا ۔ اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ 40 لاکھ ایکڑ پر سپرے کیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ میں جناب وزیر خزانہ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر ان کے علم میں یہ بات نہیں تو سن لیں کہ اگر سو ایکڑ سپرے ہو تو اس پر تین سپرے ہوتے ہیں ۔ اس لیے جب سو ایکڑ پر یہ سپرے کرتے ہیں تو اس کو تین سے ضرب دیتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ تین سو ایکڑ پر سپرے کرتے ہیں تو اس کو تین سے ضرب دیتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ تین سو ایکڑ پر سپرے ہوا ۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ 40 لاکھ ایکڑ سپرے دراصل 13 لاکھ ایکڑ پر سپرے ہوگا ۔ یہ سپرے کماد کے لیے بھی اور چاول کی فصل کے لیے بھی ہوتا ہے ، یہ کپاس کے لیے بھی ہوتا ہے اور باغات کے لیے بھی ہوتا ہے اور میری اطلاع کے مطابق صرف کپاس کے 5 فیصدی رقبہ پر سپرے ہوتا ہے ۔ حضور والا ۔ کپاس کی فصل بہت نازک ہوتی ہے ۔ کسی ملک میں بھی کپاس پر 4 سے 5 فیصدی تک سپرے نہیں ہوتا ۔ 90 سے 100 فیصدی رقبہ پر سپرے ہو تب آپ کی پیداوار بڑھ سکتی ہے ۔ یہ جو کیڑے مکوڑے ہیں ۔ ان سے فصلات کا تحفظ آپ کے حربوں سے نہیں ہو سکتا جن میں آپ بڑی مہارت رکھتے ہیں ۔ مثلاً اگر آپ یہ حکم صادر کریں کہ دفعہ 144 کے تحت تمام کیڑوں مکوڑوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ پانچ سے زائد کسی کھیت میں اکٹھے نہ ہوں اور لاؤڈ سپیکر نہ لگائیں تو اس کا ان کیڑوں مکوڑوں پر کوئی اثر نہ ہوگا ۔ نہ ہی آپ آئین میں ترمیم کر کے ان کے بنیادی حقوق سلب کر سکتے ہیں ، نہ ہی ایف ۔ ایس ۔ ایف کو حکم دے سکتے ہیں کہ ان کو کندھے پر اٹھا کر باہر پھینک دیں اور نہ ہی ان کے لیے

کوئی سپیشل ٹریبیونل بنا سکتے ہیں اور ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ خاکوانی صاحب ۔ ڈیبیٹ یا تقریر کا ایک اصول ہوتا ہے بنیادی حقائق کا جو جغرافیہ کے متعلق ہوں ، صحت کے متعلق ہوں ، تعلیم کے متعلق ہوں ، زراعت کے متعلق ہوں اور صنعت کے متعلق ہوں تمام فاضل اراکین سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ زندگی کے بنیادی حقائق کو جانتے ہیں اور یہ تقریر تب ہی چل سکتی ہے ورنہ ہر ممبر اگر یہ سمجھے کہ یہ اراکین الف ، ب ، نہیں سمجھتے اور وہ ان کو قاعدہ پڑھانا شروع کر دے پھر میرے لیے اس debate کو conduct کرنا نا ممکن ہو جائے گا اور اگر کوئی فاضل رکن یہ سمجھے کہ خاکوانی صاحب کو الف ۔ ب کی بھی سمجھ نہیں آئی اور وہ الف ۔ ب پڑھنا شروع کر دے تو میرے لیے مشکل ہو جائے گی ۔

Let us carry on this debate at least with certain minimum requirements.

اس کو ایک لا تعلق بات کی طرف divert نہ کریں ۔ میں تو اس پر comment کرنا نہ چاہتا تھا ۔ بڑا مجبور ہو گیا اور اب بھی میں avoid کر رہا ہوں کہ میں comment نہ کروں اور پھر چوہدری صاحب آئیں گے اور یہ کہیں گے کہ آپ نے جغرافیہ کی ایک factual بات کیوں کر دی ہے ۔ اس وقت میری ڈیوٹی تھی ۔ آپ نے ایک بات کہی تھی اور میں آپ کو ٹوکنا نہ چاہتا تھا ۔ امریکہ کسی ملک کا نام نہیں ۔ امریکہ ایک براعظم کا نام ہے ۔ فرانس سے کوئی چیز آئے ساری دنیا کہے گی کہ یورپ سے آئی ہے ۔ میکسیکو سے کوئی چیز آئے ، اگر کوئی کہے کہ امریکہ سے آئی ہے تو

It is very valid, good and correct statement.

آج پھر آپ اسی لائن پر جا رہے ہیں ۔ مگر میں نے ٹوکا نہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ مجھے تو فاضل رکن کی تقریر سے شک پڑتا ہے کہ وہ اپوزیشن کے اراکین کو کیڑوں مکوڑوں سے تعبیر کر رہے ہیں میں اس کی clarification چاہتا ہوں ۔

مسٹر نوابزادہ جہ خان خاکوانی ۔ میں تو جناب والا ۔ اس کی اہمیت بتا رہا تھا ۔ آپ کو یاد ہوگا ہمارے وزیر اعلیٰ اوکاڑہ گئے تھے ۔ کیڑے مکوڑے تو

ایک طرف رہ گئے شہد کی مکھیوں نے حملہ کر دیا انہوں نے ان کا مقابلہ کیا ہمارے وزیر اعلیٰ نے شہد کی مکھیوں کو شکست دے دی ۔ لیکن شکست اس وقت آئی جب کہ وہ 100 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اپنی کار کو بھگا لے گئے ۔ وہ ان کا مقابلہ نہ کر سکے ۔ میں اس لیے یہ اصرار کرتا ہوں کہ یہ کیڑے مکوڑے فصلوں کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں ۔ ان پر توجہ نہیں دی جا رہی ۔ میں نے اس طرف بھی بیٹھ کر بار بار یہ کہا ہے کہ اگر سپرے کی دوائیوں کے کارخانے نہ لگائے گئے اور اس کا سد باب نہ کیا گیا تو کپاس تو کیا آپ خریف کی فصل بھی کاشت نہ کر سکیں گے ۔ اسی طرح ملک کا نقصان ہے حضور والا ۔ اس ایوان میں ایسے اعداد و شمار دیے گئے ہیں ۔ خود دربشک صاحب نے سوالات کے جوابات میں کہا ہے کہ پنجاب میں ایک کروڑ 90 لاکھ ایکڑ اراضی سیم اور تھور زدہ ہے اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا ۔ جناب والا کہ ایک کروڑ 90 لاکھ ایکڑ کل پنجاب کا رقبہ ہے جو کہ نہری پانی سے آبپاش ہوتی ہے ۔ ۔ ۔

وزیر آبپاشی ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل رکن کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ میں نے کہا تھا کہ پنجاب کا 2 کروڑ 32 لاکھ ایکڑ رقبہ کل نظام آبپاشی کو (cover) کرتا ہے ۔ 4 سکارپ جو کہ پہلے سے کام کر رہے ہیں ، 32 لاکھ ایکڑ کو cover کرتے ہیں ۔ 17 سکارپ نئے ہم وزیر اعظم کی ہدایت کے مطابق تعمیر کر رہے ہیں ۔ بقایا 192 لاکھ ایکڑ رقبہ جو کہ سارا نہری ایریا میں ہے ۔ وہ سارا کور ہو جائے گا ۔ ہم اس پر احتیاطی تدابیر کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی تقریر ہوگی ۔ آپ اس موقع پر ان کی غلط فہمی دور کر دیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ انہوں نے کہا ہے کہ مجھے پتا نہیں ۔ کل رقبہ 192 لاکھ ایکڑ نہیں ۔ 232 لاکھ ایکڑ ہے جو زیر آبپاش ہے ۔ اس لیے 42 لاکھ ایکڑ پہلے سے coverd ہے ۔ اور 192 کو کور دینا چاہتے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ آپ ان کو کہیں کہ تفاصیل اپنی تقریر میں بتائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کل موجود نہ تھے اور حکومتی پاٹی کا کوئی آدمی تقریر نہ کر سکا جب تک کہ اس کو روکا نہ گیا ۔ ویسے میں نے انہیں منع کر دیا ہے ۔

مسٹر نوابزادہ چھ حان خاکوانی ۔ جناب والا ۔ میں نے جو کچھ کہا ہے اس پر میں اب بھی قائم ہوں ۔ ایک کروڑ 50 لاکھ ایکڑ سے زائد آبپاشی رقبہ ہے ۔ اس میں میں ٹیوب ویل کا رقبہ شامل نہیں کرتا ہوں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمام کا تمام رقبہ سیم اور تھور زدہ ہے ۔ میری اطلاع کے مطابق پنجاب میں صرف 2 لاکھ ایکڑ ہے ۔ ایک کروڑ 90 لاکھ سیم اور تھور زدہ ہے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی خامیوں کو چھپانے کے لیے کہا ہو کہ یہ سارا رقبہ غیر آباد ہے ، سیم اور تھور زدہ ہے ۔ اس قدر اعلیٰ رقبہ دنیا میں نہیں لیکن حالت یہ ہے کہ دنیا کے 20 ممالک میں سے جو کہ کپاس پیدا کرتے ہیں ہم رقبہ اور کاشت کے لحاظ سے پانچویں نمبر پر آتے ہیں لیکن ہماری اوسط فی ایکڑ پیداوار 19 ویں نمبر پر لے آتی ہے ۔ اسی طرح سے جناب والا ۔ اگر گندم کی پیداوار مشرق پنجاب میں اوسط فی ایکڑ 28 من ہے تو ہماری اوسط کیوں 18 من ہے ۔ ہم اپنی اوسط کیوں نہیں بڑھا سکتے ۔ میں نے بار بار اس طرف بیٹھ کر بھی کہا ہے کہ ہم اس لیے اپنی اوسط نہیں بڑھا سکتے کیوں کہ ہم وہ کام نہیں کرتے جو کرنے چاہئیں وہاں کاشت کے رقبہ پر کھاد کی اوسط 28 پونڈ فی ایکڑ ہے اور ہمارے ہاں 7 پونڈ فی ایکڑ ہے کیوں کہ ہمارے ملک میں جو کھاد بنتی ہے اس پر 20 روپے فی بوری ترقیاتی سر چارج لگاتے ہیں ۔ میں بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ کسی ملک میں کھاد کی درآمد پر ٹیکس نہیں لگایا جاتا ۔ آپ اسے ترقیاتی سرچارج کہیں ، غیر ترقیاتی سرچارج کہیں ، کچھ کہیں ، یہ نہیں لگانا چاہیے اور اس کے بعد یہ جو کارپوریشن کے سفید ہاتھی کھڑے کیے جا رہے ہیں پاک ٹریکٹر کارپوریشن اس کی وجہ سے 12000 سے 17000 روپے فی ایکڑ زیادہ خرچہ آتا ہے ۔ جب آپ ٹریکٹر درآمد کرتے ہیں اس پر ڈیوٹی ہے اور یہی ٹیکس ہماری زراعت کو آگے نہیں بڑھنے دیتا ہے ۔ جناب والا۔ پہلے منصوبہ بندی کی جاتی تھی ۔ 5 سالہ منصوبہ بندی ہوتی تھی اب یہاں 5 سال کیا ، ایک سال ، بلکہ 6 ماہ کا منصوبہ بھی نہیں ہوتا ۔ جب فصل کاشت ہوتی ہے ۔ پھر اس کے ریٹ مقرر ہوتے ہیں حالانکہ یہ پہلے ہونا

چاہیے تاکہ لوگوں کو علم ہو کہ کس فصل میں فائدہ ہے اور وہ وہی فصل زیادہ کاشت کریں ۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ سرداری نظام ختم ہے ، دوسری طرف آپ اقدامات سکھوں سے بھی بد تر کر رہے ہیں ۔ آپ ساری حکومت ایڈہاک ازم پر چلا رہے ہیں ۔ اگلے سال دیکھا جائے گا ۔ کتنی گندم کتنا آلو آتا ہے ۔ اس کے بعد دیکھیں گے ۔ آپ اپنے منشور کے 14 اصولوں کو بھی ایڈہاک ازم چلا رہے ہیں ۔ کہا گیا ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے جناب والا ۔ آج دیکھیں کہ فحاشی حکومت کی زیر سرپرستی اس وقت عروج پر ہے ۔ پھر انہوں نے کہا کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے اور یہ سوشلسٹ اکانومی ہے ، اگلے دو سالوں میں اس تبدیل کر کے ویسٹرن (western) اکانومی بنا دیا ۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ آئین میں ترمیم کر کے پرائیویٹ انٹرپرائزز کو آگے لایا جا رہا ہے اور باقی دو اصولوں کا یہ ذکر کرتے ہیں کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے اور طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں سبحان اللہ ۔ جناب والا ۔ میں حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں کیوں کہ اس میں انہوں نے Ad-hocism کو چھوڑ دیا اور کوئی ابہام نہیں رکھا اور خاص طور پر جب کہ انہوں نے کہا کہ نہ اس ملک میں جمہوریت ہو سکتی ہے اور نہ یہ طاقت عوام کو دی جا سکتی ہے ۔

جناب والا ۔ پچھلے سال اسی جون کے مہینے میں "مساوات" جو کہ پارٹی کا favourite ہے ، کے اداریہ میں یہ لکھایا گیا کہ پنجابیوں کو جمہوریت راس نہیں آتی ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پنجابیوں نے جمہوریت کے لیے ووٹ دیے تھے اور آمریت کے خلاف ووٹ دیئے تھے اور دفعہ 144 کے خلاف ووٹ دیے تھے ۔ جناب والا ۔ یہ پنجابیوں کی ہتک ہے ۔ جناب والا ۔ پنجابیوں نے اس لیے دیے تھے کہ اس وقت یہ کہا گیا تھا کہ مسئلہ کشمیر پر ہم ایک ہزار سال تک لڑیں گے ، پنجابیوں نے اس لیے ووٹ دیے تھے کہ آپ نے انتخاب سے پہلے جب پورا پاکستان تھا یہ کہا تھا کہ ہندوستان کی ہاکی کی ٹیم پاکستان کی سرزمین پر پاؤں نہیں رکھے گی اب کیا حال ہے ؟ جناب والا ۔ اب حال یہ ہے کہ مشرقی پنجاب کے سکھ وزیر اعلیٰ جرنیل سنگھ کو اس کے مقابل کا وزیر اعلیٰ ، یعنی وزیر اعلیٰ پنجاب لاہور میں گلے لگا رہا ہے جناب والا ۔ پہلے یہ کہا گیا تھا کہ سرحد اور بلوچستان میں غدار

ہیں - آج پنجابیوں کو بھی کہا گیا - ایک سابق وزیر اعلیٰ جناب حنیف رامے پر ڈی پی آر لگا ہوا ہے اور وہ جیل کی کوٹھری میں سڑ رہا ہے - جہاں آدھے دن دھوپ رہتی ہے اور جس میں کوئی پنکھا بھی نہیں - دوسری طرف جس پارٹی کو آپ نے غدار کہا اور جس پارٹی کو سپریم کورٹ نے ممنوع قرار دیا ہے ان کے لیے جناب والا - جیلوں میں ایر کنڈیشنز لگا دیے گئے ہیں سبحان اللہ آپ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں - جناب والا - مجھے نپولین کی وہ بات یاد آ گئی اس نے کہا کہ میری ڈکشنری میں "ناممکن" کا لفظ نہیں - جناب والا - ایسے معلوم ہوتا ہے کہ پیپلز پارٹی کی ڈکشنری میں صرف "پاس" کا لفظ ہے "فیل" کا لفظ سرے سے ہی نہیں -

مسٹر سپیکر - حاجی محمد سیف اللہ خان -

حاجی محمد سیف اللہ خان - // جناب والا - حکومت پنجاب کی بلکہ میں کہوں گا کہ صوبہ پنجاب کے وزیر خزانہ کی یہ پہلی بجٹ تقریر ہے جو ہر قسم کے تصنع سے میرا ، ریاکاری سے پاک اور/لفاظی کی بجائے اعداد و شمار سے پر ہے - اس بجٹ تقریر میں نہ تو ہمیں خون کی ندیاں دکھائی گئیں اور نہ ہی نظریاتی تضاد میں پھنسایا گیا بلکہ سیدھے سادھے اور عام/فہم انداز میں صوبے کا بجٹ پیش کیا گیا - میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کا ہر فرد چاہے وہ کسی بھی سیکٹر سے تعلق رکھتا ہو اس کی تعریف کیے بغیر نہیں/رہ سکتا -

~~(تعریف کے جملے)~~

جناب والا - صوبہ پنجاب کا یہ نہایت حقیقت پسندانہ ، متوازن ، ترقیاتی اور صاف ستھرا بجٹ ہے - اس صوبہ میں یہ واضح کر دیا گیا کہ صوبہ پنجاب کو اس پارٹی اور اس حکومت/کی چار سالہ جد و جہد کا ثمر ملنا شروع ہو گیا ہے - آپ نے یہ اندازہ کیا ہوگا کہ بہت مدتوں بعد یہ پہلا سال ہے جس میں اس صوبہ کے اندر/توقع سے زیادہ گندم اور چینی کی پیداوار ہوئی ہے -

~~(تعریف کے جملے)~~

آپ مانیں یا نہ مانیں اس کی جو بھی وجوہات کہہ لیں - ہو سکتا ہے کہ حزب اختلاف اس کو صرف یہ کہہ/کر ٹال دے کہ اس سال چونکہ بارشیں زیادہ ہوئی ہیں اور قدرتی حالات بہتر ہو گئے اس وجہ سے یہ صوبہ مدتوں بعد گندم اور چینی کی پیداوار میں خود کفیل/ہو گیا ہے مگر حقیقت اس کے برعکس ہے

جناب والا ۔ قدرت کیوں مہربان ہوئی قدرت کی مہربانیاں کیوں شروع ہوئیں کیوں ہماری پیداوار میں اضافہ ہونا شروع ہوا یہ ایک مسلمہ اصول ہے اور قرآن کا بتا ہوا اصول ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کسی قوم اور کسی حکومت پر ہوا کرتی ہے تو اس کے صوبے اور اس کے ملک کے اندر قحط کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی خصوصی کرم نوازیاں شامل حال ہوتی ہیں اور خصوصی مہربانیاں کسی قوم اور کسی صوبہ پر ہوتی ہیں تو پھر اس کی زمینیں سونا اگلنا شروع کر دیتی ہیں ۔ بارشوں کی رحمتیں برسنا شروع ہو جاتی ہیں اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ ایسے وسائل پیدا کر دیتے ہیں جن کے ذریعے وہ خوشحالی کی طرف گامزن ہونا شروع کر دیتی ہے ۔ کیوں ہوئی یہ خوشحالی کیوں ہوئیں یہ بارشیں کیوں ہوا پیداوار میں اضافہ ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں یہ اس لیے ہوا کہ جس طرح علامہ اقبال نے فرمایا تھا ۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ یہ تو اس حکومت کے سر سہرا ہے کہ اس نے قادیانوں کو غیر مسلم قرار دیا یہ اسی حکومت کے سر سہرا ہے کہ اس نے اسلامی اقدار کو زندہ کیا یہ اسی حکومت کے سر سہرا ہے کہ اس نے حرمین شریفین کو اس خطے میں آنے کی دعوت دی ۔ جناب والا ۔ یہ اسی حکومت کے سر سہرا ہے یہ پارٹی کی پالیسی کا ثمر ہے جو آج ہمیں گندم اور چینی کی شکل میں ملنا شروع ہو گیا ہے ۔ کیا اب بھی ہم انکار کر سکتے ہیں کہ تائید ایزدی ہمارے ساتھ نہیں ، اب بھی ہم یہ کہہ سکتے ہے کہ زراعت میں ہم نے ترقی نہیں کی ، اب بھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حکومت کی نیت اپنے عوام کے لیے نیک اور درست نہیں ؟

جناب والا ۔ بجٹ میں دو بنیادی چیزیں ہوا کرتی ہیں ، ایک انفرادی حقوق سے متعلق اور انفرادی ضروریات سے متعلق اور دوسری اجتماعی ضروریات کے متعلق ۔ جناب والا ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس پارٹی کے حکومت میں آنے سے پہلے اس ملک اور اس صوبے کے کسی بھی بجٹ میں انفرادی ضرورت

کی طرف توجہ نہیں دی گئی ۔ تھوڑی بہت اگر کوشش کی گئی تو اجتماعی ضروریات کی طرف اور یہ پہلی بار ہوا کہ عوام کو انفرادی ضروریات سے آگاہ کیا گیا اور انہیں روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ دیا گیا ۔ اور یہ بتلایا گیا کہ حکومت کا فرض اجتماعی ضرورت کا پورا کرنا نہیں بلکہ انفرادی ضرورت پوری کرنا بھی اس کا فرض اولین ہے ۔ آپ کہیں گے ہم روزانہ سنتے ہیں کہ اس وقت اگر سب سے زیادہ طعنہ اس پارٹی کو دیا جاتا ہے تو وہ یہی ہے کہ جناب یہ روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ دے کر آئے تھے لیکن اب اس کو بھول گئے ہیں ۔ باقی تو سب چیزیں ختم ہو گئیں ۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ جنگی قیدی بھی واپس آ گئے ، وہ stunt بھی ختم ، رقبہ بھی واپس ہو گیا ، وہ نعرہ بھی ختم ، پاکستان نہیں بچے گا ، وہ بھی دنیا نے دیکھ لیا کہ بچا نہیں بلکہ پاکستان نے وہ قوت حاصل کی کہ انڈیا جیسے ملک کے مقابلے میں سلامتی کونسل کی نشست جیت کر دکھائی ۔ اس لیے پاکستان بچا ہی نہیں بلکہ اب ہم ایک طاقتور ملک کی حیثیت سے ابھر چکے ہیں ۔ اور جناب ۔ باقی ایک چیز ، باقی ایک slogan ، باقی ایک stunt جو حزب اختلاف کے پاس رہ گیا ہے جس کے بارے میں وہ عوام کو گمراہ کر سکتی ہے ۔ یہ ہے کہ جناب روٹی کپڑا اور مکان کا مسئلہ حل نہیں کیا گیا ۔ آج میں ببانگ دہل علی الوجہ البصیرت بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ مسئلہ بھی حل ہو چکا ہے ۔ کس طرح حل ہوا ؟ شائد حزب اختلاف یہ سمجھتی تھی کہ روٹی کپڑا اور مکان سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح من و سلویٰ کا اترنا ہے ۔ شائد وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس وعدے اور اس نعرے سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص کو گھر بیٹھے بٹھائے خوانچے مل جائیں گے ۔ اور روٹی تک ان کے گھر میں چلی جائے گی ، لوگ آرام سے سوتے رہیں گے ، اور لوگوں کو اتنا وقت میسر آ جائے گا کہ وہ حزب اختلاف کے گمراہ کن نعرے سنتے رہیں گے ، ان کے لیے جلوس نکالیں گے ، نکمے پن کا ثبوت دیں گے اور سڑکوں پر نکل آئیں گے ۔ آپ نے دیکھ لیا کہ اس مسئلے کو اس طرح حل کیا گیا جس طرح ایک باپ نے اپنی نکمی اولاد کو یہ کہا تھا کہ بیٹو ٹھیک ہے اس وقت میں بیٹھا ہوں ، اس وقت آپ کو روٹی بھی مل رہی ہے ، ہر چیز مل رہی ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ میرے بعد آپ بھوکے مریں ۔ میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میری زمین کے اندر خزانہ دفن ہے ۔ اگر آپ کو کسی

وقت ضرورت پڑے ، کسی وقت ضرورت لاحق ہو تو اس خزانے کو نکال لینا اور اپنا وقت بسر کرنا ۔ آپ کو پتہ ہے ، آپ سب اسے سمجھتے ہیں کہ دراصل وہ خزانہ نہ تھا ۔ وہ خزانہ نکالنا مقصود نہ تھا بلکہ ان بیٹوں کو محنت کی ترغیب دینا مقصود تھا اور ان وسائل کو بروئے کار لانا مقصود تھا جو ان کے پاس تھے مگر وہ ان کو بروئے کار نہ لاتے تھے اور محنت کی طرف رغبت نہ کیا کرتے تھے ۔ یہ پہلی بار آپ نے دیکھا کہ آج اس قوم کا ، اس صوبے کا ایک ایک فرد محنت کی طرف راغب ہے ، ایک ایک فرد اپنی روزی کے لیے چل رہا ہے اور ایک ایک فرد اپنے آپ کو بنانے کے لیے کوشاں ہے ۔ یہ سہرا کس کے سر ہے ؟ آج یہ پہلی بار ہے کہ باوجود اس کے کہ حزب اختلاف دن رات کہتی ہے کہ ملک میں یہ ہوگیا ، عوام کے ساتھ یہ ظلم ہوگیا ، یہ چیز ہوگئی ۔ مگر اللہ کی مہربانی سے انہیں ایک آدمی نہیں ملتا جو ان کے جلوسوں میں شریک ہو ، ایک آدمی نہیں ملتا جو ان کے جلوسوں کے ساتھ چلے ۔ لیکن قوم اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے ، اسے اپنی فکر دامن گیر ہے ، وہ اپنی معیشت کی طرف چل رہی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) کیونکہ قوم کو خزانے کی نشاندہی کر دی گئی ہے جس کی طرف پہلے اس کا دھیان نہ تھا ، اس کی توجہ نہ تھی ۔ اب وہ سوچتے ہیں کہ ہمارا ایک معمولی سا آدمی بھی کارآمد بن گیا ۔ کیونکہ پہلے تو لوگوں کو ایک اٹھنی دے کر جلسوں کی زینت بنا لیا کرتے تھے ۔ اب ہمارے دام اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ اسی لاہور میں 15 روپے روز پر مزدور نہیں ملتا ، کیوں ؟ اس لیے کہ ترقیاتی کام شروع ہیں ۔ لوگوں کو روزگار مل رہے ہیں اور یہ چیزیں ملک کی ہوا کرتی ہیں ۔ ابھی ابتدا ہے ، ابھی ہم نے منزل حاصل نہیں کی ، ابھی ہم نے وہ چیز مکمل طور پر نہیں دی بلکہ ہم نے ایک راستہ بتا دیا ہے جس کی طرف عوام چل نکلے ہیں اور اگر اس راستے پر چل کر وہ منزل کی طرف پہنچ گئے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ قوم کسی بھی حالت میں اور کسی بھی صورت میں خوشحال نہ ہو ۔ کون کہتا ہے کہ یہ مسئلہ حل نہیں ہوا ؟ کون کہتا ہے کہ روٹی کپڑا اور مکان نہیں مل رہا ؟ کون کہتا ہے کہ اس کی طرف توجہ نہیں دی گئی ؟ اب اجتماعی مسائل کی طرف آ جائیے کہ اس صوبے کے اجتماعی مسائل پر کیا توجہ دی گئی ہے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ تعلیم کی مد میں پہلے اتنی پروویژن نہ رکھی گئی اور اتنا کام نہ کیا گیا جتنا اس حکومت

نے کیا ۔ صحت کے معاملے میں اتنی پرووِیژن ، اتنی liberal policy کسی بھی حکومت نے پہلے نہ برتی جتنی اس حکومت نے برتی ہے ۔ رہا امن عامہ کا سوال ، تو اس سلسلے میں جہاں تک پرووِیژن کا تعلق ہے، جہاں تک کوشش کا تعلق ہے اس میں بھی اس بجٹ میں آپ کو کمیں بھی کمی نہیں دکھائی دے گی ۔ مگر عوام کو ان کا ثمر صحیح کیوں نہیں مل رہا ؟ باوجود روپیہ خرچ کرنے کے ، باوجود حکومت کی انتہائی کوشش کے عوام کو ان کا احساس کیوں نہیں ہو رہا ؟ اس میں تھوڑی بہت سوچ کی ضرورت ہے ۔ ہم ایک عبوری دور سے گزر رہے ہیں ، ہم بحرانی دور سے گزر رہے ہیں ۔ ہم نے اسے ایک نئے نظام سے بدلنا ہے اور بالخصوص تعلیمی نظام کو ، اس بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی اس پالیسی کو ہر لحاظ سے سراہنا چاہیے جو اس نے اس ملک میں جاری کرکے تعلیم عام کرنے کی کوشش کی ہے ، سکولوں کو نیشنلائز کیا ، کس لیے کیا ؟ کہ وہ اساتذہ جو بیچارے تعلیمی قابلیت رکھتے تھے ، برابر کی حیثیت رکھتے تھے ۔ برابر کا وقت دیتے تھے ، برابر کی محنت کرتے تھے ۔ مگر ان کو سرکاری سکولوں کے اساتذہ کے مقابلے میں مراعات نہ ملا کرتی تھیں ، وہ کام بھی بہت حد تک ختم ہوگیا ۔ رہ گئیں قانون کی خامیاں تو میں سمجھتا ہوں کہ ابھی بہت سی خامیاں ہیں ، ابھی بہت کچھ کرنا ہے ۔ سب کچھ ہوگا یہ ہماری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ آج اس صوبے کے وزیر تعلیم ملک غلام نبی صاحب ہیں جن کو میں اپنی تعلیمی پالیسی کی اصلاح کے لیے ، اپنے محکمے کی اصلاح کے لیے اور اس صوبے میں تعلیم کو عام کرنے کے لیے کسی اور کی نہیں بلکہ ان کی اپنی تقریر یاد دلانا چاہتا ہوں جو انہوں نے 3 مارچ 1952ء کو اسی ایوان میں بجٹ کے موقع پر تعلیم کے بارے میں فرمائی تھی ، اس میں انہوں نے فرمایا تھا ۔ جناب والا ۔ یہ ملک غلام نبی کے اپنے الفاظ ہیں کہ "وزیر تعلیم صاحب یاد رکھیے کہ اگر ہم نے اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ دی تو یہ کروڑوں روپے خرچ کرنے کے باوجود ہماری پوزیشن کولہو کے اس بیل کی طرح ہوگی جو ساری عمر ایک ہی چکر میں گھومتا رہتا ہے اور اپنے تئیں یہ سمجھتا ہے کہ وہ ساری دنیا طے کر چکا ہے ۔ مگر جب اس کمبخت کی آنکھیں کھلتی ہیں تو اس وقت اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہاں سے چلا تھا اس وقت تک وہیں ہے" ۔ جناب والا ۔ میں انہیں ان کی اپنی تقریر یاد دلانا چاہتا ہوں اور ان سے استدعا

کرتا ہوں کہ اتفاق سے اس وقت انہوں نے اس وقت کے وزیر تعلیم کو للکارا تھا اور اب میں انہیں یاد دلاؤں گا کہ اگر وہ اپنی 1952ء کی تقریر پڑھ کر اس کی روشنی میں صوبے کے نظام تعلیم کو ڈھال دیں ، اس صوبے کے تعلیمی نظام کو انسانی بنیادوں پر استوار کر دیں تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ کروڑوں روپے جو ہم تعلیم پر صرف کر رہے ہیں ۔ یہ عوام تک نہ پہنچیں یا ان کا ثمر عوام کو نہ ملے ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ تعلیم کے بارے میں ہم نے کم ترقی نہیں کی ۔ یہ اسی دور کی بات ہے کہ پہلے یہاں پر صرف ایک پنجاب یونیورسٹی ہوا کرتی تھی ۔ لیکن اس حکومت کے آنے کے بعد اس وقت پنجاب یونیورسٹی کے علاوہ بہاولپور یونیورسٹی اور ملتان یونیورسٹی موجود ہے ۔ ایک سیکنڈری بورڈ ہوا کرتا تھا جو سارے صوبے کے لیے ہوتا تھا ۔ اب پانچ بورڈ زیر تجویز ہیں جن میں سے تین کام کر رہے ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ حالات رو بہ اصلاح ضرور ہیں ۔ لیکن ان کی اصلاح کی طرف مزید توجہ دینی چاہیے ۔ اس وقت ان اداروں کی کیفیت ایسی ہے جیسے ایک نیا نیا مکان بنا ہو ۔ اس مکان کے اندر روڑے بھی پڑے ہوتے ہیں ، اینٹیں بھی پڑی ہوتی ہیں ، گندگی بھی ہوتی ہے لیکن جب اس کو فنش کیا جاتا ہے تو وہ ایک عالی شان محل کا نمونہ پیش کرتا ہے ۔ اس وقت جو اصلاحات ہوئی ہیں ان کی بھی کیفیت اس مکان جیسی ہے ۔ اس میں روڑے بھی ہیں ، اینٹیں بھی ہیں ، گندگی بھی ہے ۔ اب ان کی اصلاح کی ضرورت ہے ۔ جب ان کی اصلاح ہوگی تو یقیناً ایک عالی شان محل کی طرح یہ اصلاحات ہمارے سامنے آئیں گی ۔ پھر ہمیں ان کا ثمر ملنا شروع ہو جائے گا ۔ جہاں تک صحت کا تعلق ہے ۔ میں نے تین باتیں کہیں تھی ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری ۔ غلام نبی صاحب مراقبے میں معلوم ہوتے ہیں ، ابھی تو ان کی آنکھیں کھل جانی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کھل گی ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ اس وقت بھی آپ کو کولہو کا بیل کہا تھا ۔

سید تابش الوری ۔ کولہو کے بیل کی آنکھیں بند ہوتی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ عینک بدل لیں ۔

صید تابش الوری ۔ ان کی چار آنکھیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب دو منٹ رہ گئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اب صحت کے میدان کی طرف آتا ہوں ۔ حکومت کا کام پیسہ فراہم کرنا ہے ۔ آپ میں سے کوئی الزام نہ لگا سکے گا کہ حکومت اس میں ناکام رہی ہے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کے آنے سے پہلے اس صوبے میں کتنے میڈیکل کالج تھے ، کتنے ڈاکٹر تھے اور کتنے ڈاکٹر سال بھر میں نکالا کرتے تھے ۔ آج کتنے میڈیکل کالج اس صوبے کے اندر موجود ہیں ۔ یہ کس نے کام کیا ، کس حکومت کا یہ کرشمہ ہے کہ ڈاکٹروں کی کمی تھی اس لیے کالج بڑھائے گئے ہیں ؟ یہ کام بھی اس حکومت نے کیا ہے کسی اور نے نہیں کیا ۔ ایک ایک گاؤں اور ایک ایک قریہ میں ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس نے جاری کیں ؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں برائیاں ہوں گی ۔ ان کی اصلاح کی ضرورت ہے ، ان کی نگرانی کی ضرورت ہے جو باہمی اتحاد ، یگانگت اور تعاون سے پیدا ہو سکتی ہے ۔ میں کل سے سن رہا ہوں تنقید بڑی زبردست ہو رہی ہے ۔ بڑے اچھے پیمانے پر ہو رہی ہے ، بہت ستھری ہو رہی ہے اور اس سلسلے میں میں یہ کہتا ہوں کہ حزب اختلاف نے قطعاً کوئی کوتاہی نہیں کی ۔ مگر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حزب اختلاف کا کام تنقید کرنا ہے ، کیا تنقید کرنے سے صوبے کے عوام کی خدمت ہو جایا کرتی ہے ۔ کیا حزب اختلاف کا رول بجٹ پر تنقید کرنا ہوتا ہے یا اس کے متبادل تجاویز دینا بھی ضروری ہوتا ہے ۔ کیا یہ اس کی ذمہ داری نہیں ؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف نے کل سے آج تک کتنی تجاویز پیش کی ہیں کہ اس سکیم کو یوں نہیں یوں کریں تو یہ فائدہ ہوگا ۔ یہ کس کا کام ہے ، صوبے کے عوام اس کا فیصلہ کریں گے ، آپ روڑے اٹکاتے رہیں ۔ کیا آپ اس ملک کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں ؟ صرف تنقید کرنا ہی کام نہیں اس کے لیے تجاویز بھی پیش کریں تا کہ صوبے کے عوام کی صحیح خدمت کر سکیں ۔ جناب والا ۔ آپ نے اندازہ لگایا ہوگا کہ عوام کو انتظامیہ اور امن عامہ کی صورت حال کی وجہ سے تکالیف ہیں ۔ اس سے کوئی انکار نہیں کرتا ، معاشرے میں بہت زیادہ برائیاں ہیں ، وہ آپ کی پیدا کردہ ہیں ۔ بلکہ بعض چیزیں تو انگریز کے وقت کی

یادگار ہیں اور اسی وقت سے چلی آ رہی ہیں ۔ ان کی اصلاح لازمی ہے ، ان کی اصلاح کی طرف منزل بمنزل چلنا چاہیے ۔ بالخصوص یہ صوبے کی پہلی حکومت ہے جس کی شرافت ، جس کی دیانت ، جس کی محنت اور جس کی قابلیت کسی سمر سے پوشیدہ نہیں ۔ اس سے پہلے جو صاحب یہاں پر فائز رہے ہیں بہت سی چیزیں ان کی پیدا کردہ ہیں ، جو ان کو ورثہ میں ملی ہیں ۔ جن کو صاف کرنا ان کے ذمے پڑ گیا ہے اور جن کی صفائی بہت حد تک کر دی گئی ہے یا انشاء اللہ بہت جلد کر دی جائے گی ۔ یہ ہم سب کا فرض ہے ، اگر ہم سب سے پہلے خود ٹھیک ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ انتظامیہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گی ۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ جو کام ہو رہے ہیں ان کی اچھی طرح سے چوکیداری کریں ۔ یہ کام حکومت کا نہیں بلکہ ہم سب کا ہے ۔ یہ سارے معاشرے کا ذمہ ہے ، تمام قوم کا ذمہ ہے کہ ان برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرے ۔ جناب والا ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ حکومت نے 5 مرلہ سکیم کا نفاذ کیا تا کہ غریب عوام کو مکان میسر آ جائیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب وقت ختم ہوگیا ہے ۔ آپ پرانے حساب سے چل رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس کو عملی جامہ پہنانا چاہیے ۔ آج وہ غریب کسان اور غریب لوگ جو قبر تک کی زمین کے لیے ترستے تھے ۔ مکانوں کے مالک بنے ہوئے ہیں اور باقی بننے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ انہیں مفت پلاٹ تقسیم کیے جا رہے ہیں ۔ یہ کارنامہ کس حکومت کا ہے ؟

سید تابش الوری ۔ جنہیں قبروں کی جگہ نہ ملتی تھی انہیں پانچ مرلے زمین دے کر قبریں فراہم کر دی گی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ حزب اختلاف کی قبریں بنتی ہوں گی ۔ بہرحال کسی مسلمان کی قبر 5 مرلے میں نہیں بنی ۔ میرا تو یہ ایمان ہے کہ ہم تو اب تک تین گز سنتے آئے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ آپ کے انتقال کے بعد ایسے ہی محسوس ہوتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں ہیلپز ورکس پروگرام کے متعلق حکومت کو متوجہ کراؤں گا کہ یہ انیمائی مفید پروگرام

ہے اور اس پر حکومت کروڑوں روپے خرچ کر رہی ہے ۔ اس کا واحد مقصد یہ ہے کہ بیروزگاری کو ختم کیا جائے ، اور ترقیاتی کاموں کی تکمیل کی جائے ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس پر زیادہ سختی سے عمل کیا جائے تا کہ اس سے عوام کو صحیح فائدہ حاصل ہو سکے ، عوام کو صحیح حق مل سکے اور یہ پروگرام کامیاب ہو سکے ۔ اب میں دو منٹ میں اپنے علاقے کے مسائل عرض کروں گا ۔ اس سلسلے میں میں جناب ڈاکٹر خالق صاحب سے بطور خاص گزارش کروں گا :

کہتے ہوئے ساقی سے حیا آتی ہے ورنہ
ہے یوں کہ مجھے درد تہہ جام بہت ہے

جناب والا ۔ میرا علاقہ اس صوبے کی آخری حد پر واقع ہے ۔ جیسے کہ نہری علاقوں میں ہوا کرتا ہے کہ اکثر لوگ بھوکے رہ جاتے ہیں یا پیاسے رہ جاتے ہیں ۔ یہی حالت میری تحصیل لیاقت پور کی ہے کہ ہم اپنے حق سے بھی محروم رہ جاتے ہیں ۔ اس علاقے کی طرف آج تک کوئی توجہ نہیں دی گئی ، نہ صنعتی لحاظ سے ، نہ زرعی لحاظ سے ۔ یہ علاقہ بہت پسماندہ ہے ۔ جناب وزیر اعظم جب وہاں تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے اس علاقے کی ترقی کے لیے بہت سے وعدے فرمائے تھے ۔ لیکن ان میں سے کسی کی بھی تکمیل نہیں ہوئی ۔ آپ تحصیل لیاقت پور کی طرف خصوصی توجہ دیں ۔ لیاقت پور کی منڈی 1952ء میں قائم ہوئی تھی ۔ لیکن اس کا ایک تہائی حصہ بھی آج تک آباد نہیں ہو سکا ۔ اس کی آبادی کی طرف توجہ دیں ۔ اس کے علاوہ عباسیہ کا ایک بہت بڑا حصہ ہے جو تحصیل کا ایک تہائی ہے ، وہ پینے کے پانی تک کی سہولتوں سے محروم ہے ۔ سڑکوں کا تو وہاں نام و نشاں نہیں ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو یاد ہوگا کہ جب وہ رحیم یار خان کے دورے پر آئے ہوئے تھے تو انہیں بتلایا گیا تھا کہ ایک سڑک لیاقت پور سے کلر والا ، پچھلے سال کے بجٹ میں آ گئی تھی ۔ مگر عین وقت پر کاٹ دی گئی تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم کوشش کریں گے کہ اسے ضمنی بجٹ میں مکمل کریں ۔ اور اگر اس میں نہ ہو سکی تو اگلے بجٹ میں لازماً ہو جائے گی ۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس سال بھی اس سڑک کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ اور صرف اس سڑک کو ہی نہیں ، اس علاقے میں ایک انچ سڑک کے لیے بھی کوئی پروویژن

نہیں رکھی گئی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس علاقے کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے ۔ اس لیے میں استدعا کروں گا کہ حکومت اس طرف پوری توجہ دے اور جو پسماندہ علاقے ہیں ، سب سے پہلے ان کی ترقی کی طرف توجہ دے تاکہ ہم عوام کی صحیح خدمت کر سکیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر عبدالقیوم بٹ، کیا آپ تقریر نہیں کریں گے ؟

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ میں تقریر کل کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا ۔ میاں عبدالرؤف ۔

میاں عبدالرؤف ۔ جناب سپیکر ۔ آج بجٹ پر بحث کو دوسرا دن ہے ۔ یہ بجٹ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے پہلی مرتبہ اس منصب پر پیش کیا ہے ۔ یہ نہایت ہی ترقی یافتہ اور ترقی کے لیے ممدو معاون ثابت ہونے والا بجٹ ہے اور میں اس پر ڈاکٹر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ بجٹ کو دیکھنے کے لیے پارٹی کے پس منظر کو بھی کچھ دیکھنا پڑے گا ۔ اس سے پہلے دو تین بجٹ آئے ہیں ۔ جب سے پیپلز پارٹی برسرا قتدار آئی ہے ، یہ غالبا آخری بجٹ ہوگا اور اس کے بعد نیا الیکشن ہوگا ۔ جب پارٹی نے عنان حکومت سنبھالی ، جب قائد عوام نے اس ملک سنبھالا ، تو اس وقت کیا حالات تھے ؟ اس وقت ہر طرف افراتفری تھی ، پریشانی تھی ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے کافی وضاحت سے مسائل کا ذکر کیا ہے ۔ میں مختصراً عرض کروں گا کہ فوج کا سب سے بڑا اور تجربہ کار حصہ دشمن کے قبضے میں تھا ۔ ان کے لیے حکومت کے خزانے سے تنخواہ جاری ہوتی تھی ۔ اس کا بوجھ تھا ۔ اسی طرح ایسی فیکٹریاں بند تھیں جن کے لیے مال مشرقی پاکستان سے آتا تھا ۔ ان کا بوجھ بھی اس معاشرے پر پڑ رہا تھا ۔ اس طرح بہاری بہت بڑا علاقہ ہندوستان کے قبضے میں تھا جس کے رہنے والے بے گھر ہو چکے تھے ۔ ان کی کفالت کے لیے بھی حکومت نے اپنی طرف سے گزارہ الاؤنس یا جیب خرچ دیا ہوا تھا ۔ وہ بوجھ بھی حکومت کے بجٹ پر پڑ رہا تھا ۔ اسی طرح سے شور و غل اور جلسے جلوس کی وبا عام پھیلی ہوئی تھی ۔ ایسے حالات میں یہ بجٹ آئے ۔ یہ بجٹ جو آ رہا ہے ، یہ سب سے بڑا بجٹ ہے ۔ آپ دیکھیں کہ یہ 338 کروڑ روپے کا

بجٹ ہے اور اس میں سے ترقیاتی مد 228 کروڑ کی ہے ۔ اتنا بڑا بجٹ پہلے کبھی پیش نہ ہوا تھا ۔ 72 - 1971ء کا بجٹ ہم نے دیکھا ہے جو یحییٰ خان کے زمانے میں ہماری حکومت آنے سے پہلے آیا تھا ۔ وہ ٹوٹل 333 کروڑ 77 لاکھ کا تھا ۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس بجٹ اور اس بجٹ میں کتنا فرق ہے ۔ میں کچھ مدات لیتا ہوں جن سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے کہ قوم نے ترقی کی طرف قدم رکھے ہیں یا تنزلی کی طرف ۔ حزب اختلاف صحیح کہتی ہے یا حزب اقتدار کے قدم صحیح راستے کی طرف جا رہے ہیں ۔ اریگیشن کی مد میں 72 - 1971ء میں صرف 2 کروڑ 59 لاکھ روپے تھے موجودہ بجٹ میں اس مد کے تحت 27 کروڑ 70 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ اس طرح ہیلتھ کی رقم پہلے 6 کروڑ 25 لاکھ تھی اور اس دفعہ 16 کروڑ 66 لاکھ ہے ۔ اسی طرح ہاؤسنگ کی سکیم دیکھیں ۔ پہلے اس میں برائے نام پیسہ رکھا جاتا تھا یا یوں کہیے کہ ہاؤسنگ کی سکیم سرے سے نہ تھی ۔ ہاؤسنگ کی سکیم میں 3 کروڑ 20 لاکھ روپیہ رکھا جاتا تھا اس دفعہ 51 کروڑ 63 لاکھ رکھا گیا ہے ۔ ہم پر الزام لگایا جاتا ہے کہ حکومت اپنے وعدے بھول چکی ہے ، پارٹی اپنے موقف سے ہٹ چکی ہے ۔ ٹھیک ہے ، ہم یہ وعدے ایک دم پورے نہیں کر سکتے کیونکہ وسائل کم ہیں ۔ ملک چھوٹا ہے ۔ ملک کے وسائل جس طرح بے ترتیب ہوئے تھے ، ان کو ترتیب دینے میں بھی بہت وقت لگا ہے ۔ آپ اندازہ لگائیں پچھلا بجٹ دیکھیں ۔ اس بجٹ میں آپ کو سب سے بڑی رقم ملے گی ۔ 51 کروڑ روپیہ ہاؤسنگ کے لیے رکھا گیا ہے ۔ مکانات ایک دن میں تعمیر نہیں ہوتے ۔ ویسے بھی آپ دیکھیں ، عام آدمی اپنا مکان بنانے میں بہت دیر سوچتا رہتا ہے کہ پیسہ کہاں سے آئے گا کس طرح سے روپیہ اکٹھا کر کے مکان بنائے ۔ اس طرح ملک و قوم کے لیے بڑے پیمانے پر مکان مہیا کرنا اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کروڑوں کا بجٹ پیدا کرنا کوئی آسان بات نہیں ۔ 51 کروڑ کی رقم رکھی گئی ہے ۔ اس سے پہلے تین کروڑ رکھے جاتے تھے ۔ آپ اندازہ لگائیں ۔ حزب اختلاف کے لوگ ، جو آج سے پہلے حکومت کرتے چلے آئے ہیں ان کے زمانے میں یہ بجٹ ہوا کرتا تھا ۔ کیا تین کروڑ کا بجٹ مکان مہیا کر سکتا تھا اور اکیاون کروڑ کا نہیں کر سکتا ؟ اور اگر اکیاون کروڑ کا نہیں کر سکتا تو [illegible] کروڑ کا بجٹ کر سکے گا ؟ میں یقین اور دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ وقت [illegible] اللہ تعالیٰ ضرور آئے گا جب قوم مکانیت کے لحاظ سے

اپنے آپ کو محفوظ محسوس کرے گی ۔ اس کے بعد ٹرانسپورٹ کا محکمہ آتا ہے ۔ اس میں انہوں نے صرف 6 کروڑ 97 لاکھ روپیہ رکھا تھا ۔ اور اس دفعہ 41 کروڑ 65 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ ٹرانسپورٹ کی سہولت عوام کے لیے ہے ۔ اس میں بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے ، سب سے زیادہ رقم شعبہ تعلیم میں رکھی گئی ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ اس سے پہلے جتنی بھی حکومتیں آئیں انہوں نے قوم کو تعلیم دینے ، ان کا معیار اونچا کرنے اور صحیح راستے پر لانے میں کوئی خاص کام نہ کیا ۔ وہ اس طرف توجہ ضرور دیتی رہیں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ توجہ نہ دیتی رہیں لیکن حزب اختلاف کا دعویٰ ہے کہ اس حکومت نے کچھ نہیں کیا ۔ میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت نے کچھ نہیں کیا یا انہوں نے کچھ نہ کیا تھا جب کہ وہ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اس وقت انہوں نے اس مد میں 6 کروڑ 97 لاکھ روپیہ رکھا ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک طرف 6 کروڑ 97 لاکھ ہے اور اس دفعہ کوئی 132 کروڑ 12 لاکھ تعلیم کے لیے رکھا گیا ہے جب کہ اتنے برے حالات تھے ، جب کہ افراتفری تھی ، ملک کی سالمیت خطرے میں تھی ، عوام پریشان تھے ۔ اس وقت تعلیم کے شعبے پر حکومت نے 78 کروڑ روپیہ خرچ کیا تھا ۔ اس میں پندرہ سو ہائی سکول اور 78 کالج ایکدم نیشنلائز کیے گئے اور بہت سی ایسی چیزیں ختم کر دی گئیں جو فضول خرچی میں آتی تھیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اتنے سکولوں اور کالجوں کو ایک دم نیشنلائز کرنا اور قوم کو آگے بڑھانا اور تعلیم پر 132 کروڑ کا بجٹ دینا کوئی آسان بات نہیں ۔ اور ٹیکس بھی نہیں لگے اگر ٹیکس لگے ہوتے تو پھر بھی آپ کہہ سکتے تھے کہ ٹیکس کے ذریعے پیسہ پورا کیا گیا ہے آپ اندازہ کریں کہ ایسی چیز پر ٹیکس لگایا گیا جو عوام کے تصرف میں نہیں آتی ۔ جس کا تعلق عوام سے نہیں ۔ عوام کی خاطر اتنی بڑی رقم تعلیم کی مد میں رکھی گئی ہے ۔ جو انسان کو صحیح راستہ بتاتی ہے ۔ اس کے سوا اور کون سی بات ہو سکتی ہے ۔ اس کے سوا اور کونسا طریقہ ہو سکتا ہے تو اس کے بعد زراعت کا محکمہ آتا ہے ۔ بہت شور سن رہے ہیں کہ زراعت کی طرف سے توجہ نہیں دی گئی ۔ سابقہ وزیر زراعت صاحب بھی تشریف لائے اور انہوں نے بہت سی باتیں کیں کیڑے مکوڑوں کی ، میرا خیال ہے کہ وہ کیڑے مکوڑے ہی اپنے زمانے میں مارتے رہے ہیں ۔ بہرحال زراعت کے محکمے کے لیے رقم رکھی گئی ہے تو وہ اسی پر خرچ ہوگی اور زراعت کا تعلق دیہات سے ہے

میں یہ استدعا کروں گا کہ زیادہ آبادی چونکہ دیہات میں رہتی ہے تو ایگریکلچر یا اس سے متعلق جتنے محکمے ہیں ان پر خرچ کرنے کا مطلب ہے عوام پر خرچ کرنا ۔ ایگریکلچر کے لیے 41 کروڑ 42 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جب کہ اس سے پہلے 5 کروڑ روپے رکھے گئے تھے ۔ 5 کروڑ ایک طرف ہے اور 41 کروڑ 42 لاکھ ایک طرف ۔ جو کچھ محکمہ آبپاشی پر خرچ کیا جائے گا وہ بھی دیہاتی لوگوں پر خرچ ہوگا پھر پیپلز ورکس پروگرام ہے اس میں پندرہ کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ یہ بھی دیہاتی لوگوں کے لیے ہے اور اس میں ایک علیحدہ رقم رکھی گئی ہے پانچ کروڑ اٹھہتر لاکھ کی جو صرف دیہات میں آب رسانی کو پورا کرے گی ۔ تو ان رقوم کو دیکھیں تو آپ اندازہ لگائیں گے کہ بجٹ کا نصف حصہ دیہاتی لوگوں کی ضروریات کو پورا کرے گا ۔ اس طرح سب سے بڑا بجٹ دیہات کی آبادی کے لیے رکھا گیا ہے دیہات میں لوگ زیادہ بستے ہیں اور یہ شہریوں کی حق تلفی نہیں ہے کیونکہ لوگ شہروں میں کم رہتے ہیں دیہات میں زیادہ رہتے ہیں ۔ دیہاتی لوگوں کی طرف اس بجٹ کا رجحان میں زیادہ ہے تو عوامی بجٹ وہی کہلاتا ہے جس کا رجحان عوام کی طرف ہو ۔ میں یہ ثابت کر رہا ہوں کہ اس بجٹ کا رجحان عوام کی طرف ہے اس لیے یہ عوامی بجٹ ہے اور اسے عوامی بجٹ کہنا بالکل صحیح ہے ۔ اس کو ترقیاتی بجٹ کہنا بالکل صحیح ہے اس لیے میں عوامی حکومت اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ عوامی بجٹ پیش کیا ہے اور عوام کی حوصلہ افزائی کی ہے ۔ اس سے عوام کی ترقی ہوگی ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں گا جیسے کہ پہلے بھی اس بات کا ذکر آیا ہے کہ دیہاتی لوگوں کے لیے پانچ سالے کی سکیم جاری کی گئی ہے ۔ اس سے کروڑوں آدمیوں کو فائدہ پہنچے گا یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ جب ان کو فائدہ پہنچے گا تو معیشت بڑھے گی ، معیشت بڑھے گی تو ملک ترقی کرے گا تو دنیا میں اس کا نام روشن ہوگا ۔ آخر میں اس بجٹ پر اچھی طرح سے بحث کرنے کے بعد میں ایک شعر بیان کر دوں گا جو ڈاکٹر خالق صاحب نے اپنی تقریر میں پڑھا تھا ۔

انداز بیان گرچہ شوخ نہیں ہے ۔ ۔ ۔

سید قابض الوری ۔ بہت شوخ نہیں ہے ۔ آپ نے تو شعر کو قتل کر دیا ہے ۔

(قہقہے)

میاں عبدالرؤف ۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

میں کچھ مسائل بھی پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ ہارون آباد میں پینے کے پانی کی شدید قلت ہے میں یہ عرض کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب اس مد میں سے ہارون آباد کے لیے کچھ رقم مختص کریں جس سے پوری آبادی کے لیے آب رسانی کی سکیم مکمل کی جا سکے ۔ پہلے وہاں پچیس ہزار کی آبادی تھی ، آج پچاس ہزار کے قریب ہو چکی ہے تو اس تناسب سے رقم رکھنی چاہیے ۔ ڈگری کالج فار بوائز پہلے ہمارے ہاں ہے ۔ اس کی بلڈنگ کی منظوری کو دو سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اس پر کوئی کام نہیں ہوا میں عرض کروں گا کہ اگر اس بجٹ میں اس کے لیے رقم مختص کرکے وہاں پر کام شروع کرایا جائے تو مناسب ہوگا ۔ ہارون آباد کے لیے گرلز کالج منظور ہو چکا ہے اس کے لیے جگہ کا بھی انتخاب ہو چکا ہے ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس کو acquire کرکے وہاں پر بلڈنگ کا انتظام فرمایا جائے ۔ اسی طرح سے ہارون آباد کی ایک سڑک ہے جو چک 38 ڈاھری سے نکلی ہے اور یتیم والی کو جاتی ہے اس کو اگر ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کر دیا جائے تو مناسب ہوگا کیونکہ یہ مختلف تحصیلوں کو انٹر لنک بھی کرتی ہے ۔ اس کے علاوہ ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت اس پر مٹی بھی پڑ چکی ہے ۔ ہارون آباد کی دو تین اور سڑکیں ہیں ۔ کمرانی روڈ ہے جو فقیر والی تا 141 چک جاتی ہے ۔ اس پر بھی مٹی پڑ چکی ہے ۔ اس کے لیے سکیم بھی موجود ہے ، اسے مکمل کرایا جائے ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہارون آباد میں کوئی مل نہیں ۔ وہاں پر کوئی نہ کوئی شوگر مل لگ سکتی ہے ، فلور ملیں لگ سکتی ہیں ، کاٹن ٹیکسٹائل ملیں لگ سکتی ہیں ۔ اس طرح اس علاقے کا سب سے بڑا مسئلہ سیم کا ہے ۔ علاقہ بہت اچھا ہے ، شہر بہت خوبصورت ہے ، لیکن اس میں سیم کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کیونکہ ہارون آباد دو نہروں کے درمیان واقع ہے ۔ دونوں طرف سے سیم کا پانی جمع ہو رہا ہے اور وہاں بلڈنگیں اور اربوں روپے کی جائیداد ضائع ہو رہی ہے ۔ میں حکومت پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس پر فوری طور پر توجہ دے کر اگر مستقل نہیں تو عارضی طور پر ٹیوب ویل لگا کر پانی ڈرین آؤٹ کرکے اس علاقے کو بچایا جائے اور کروڑوں ، اربوں روپے کی جائیداد کو بچایا جائے ۔

اس کے علاوہ حافظ صاحب شوگر مل کے لیے کہہ رہے ہیں ، ٹیکسٹائل مل کے لیے کہہ رہے ہیں ۔ کیونکہ ان کو زیادہ ٹائم نہیں ملا تھا تو میں یہ عرض کروں گا کہ ان کا مطالبہ بھی سن لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ محترمہ ناصرہ کھوکھر ۔

محترمہ مس ناصرہ کھوکھر ۔ جناب سپیکر ۔ 77 - 1976ء کے بجٹ پر تیسرے دن بحث جاری ہے ۔ دونوں اطراف سے بجٹ پر کافی کچھ کہا گیا ہے ۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جن حالات میں ہم نے حکومت سنبھالی تھی وہ ہم سب کے سامنے ہیں ۔ میں ان حالات کو دھرانا نہیں چاہتی کیونکہ تمام حالات یہاں پر پیش کیے ہیں ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گی کہ جناب ڈاکٹر صاحب نے محنت کی ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ وہ ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر گئے ہیں ، ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر گئے ہیں اور انہوں نے عوام کی تکالیف خود جا کر معلوم کی ہیں ۔ اس سے پہلے کسی بھی وزیر خزانہ نے اتنی محنت نہیں کی اور اتنی زحمت گوارا نہیں کی کہ وہ خود جا کر معلوم کریں کہ عوام کی تکالیف کیا ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جناب ڈاکٹر صاحب نے نہایت حقیقت پسندانہ بجٹ پیش کیا ہے اور یہ ایک ترقیاتی بجٹ کہلانے کا مستحق ہے ۔ اس کے لیے میں روایتی انداز میں مبارکباد پیش نہیں کرنا چاہتی جیسے کہ یہاں پر روایت ہے کہ یہ بات ضروری سمجھی جاتی ہے کہ وزیر خزانہ کو چاہے جیسا بھی بجٹ ہو ، ضرور مبارکباد پیش کی جائے ۔ کل یہاں پر اسی ہاؤس میں اپوزیشن کی طرف سے ایک فاضل رکن نے accountability کی بات کی تھی ، وہ ہمیں accountability سے ڈرا رہے تھے کہ آئندہ انتخابات میں آپ کا حساب ہونے والا ہے ۔ میں اپوزیشن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ہمیں کوئی ندامت نہیں ، ہمیں کوئی شرمندگی نہیں ، ہم فخر سے اپنا سر بلند کر کے عوام میں جائیں گے اور انہیں بتائیں گے کہ ۔ ۔ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

پچھلے چار سالوں میں ہم نے کتنے مشکل حالات میں ، کتنے محدود وسائل کے ہوتے ہوئے بھی کس قدر اصلاحات کی ہیں اور وہ کس قدر انقلابی اصلاحات

ہیں ۔ اس لیے ہم accountability سے بالکل خوفزدہ نہیں ہمیں اپنی accountability سے کوئی خطرہ نہیں بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ انہوں نے اپنا کردار کیا ادا کیا ہے ؟ یہاں بہت دیر تک گورنمنٹ پارٹی پر جمہوریت کشی کا الزام لگایا جاتا رہا ہے میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب وہ یہاں منتخب ہو کر آئے تھے تو 9 ماہ تک انہوں نے مسلسل اسمبلیوں کا بائیکاٹ کیوں رکھا ؟ سب سے بڑا جمہوری ادارہ اس وقت صوبے کی اسمبلی ہے اور سب سے بڑے جمہوری ادارے کا انہوں نے بائیکاٹ کر کے کوئی اچھی بات کا مظاہرہ نہیں کیا ۔ جمہوریت کشی کا الزام جو وہ ہم پر لگاتے ہیں خود ان پر عاید ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد کہا گیا ہے کہ ہم نے جو وعدے عوام سے کیے تھے وہ پورے نہیں ہوئے ۔ جناب ویلا ۔ جب الیکشن ہوا تھا تو اس وقت ہمارے ملک کے ٹکڑے نہیں ہوئے تھے لیکن جب حکومت ہمارے ہاتھ میں آئی تو اس وقت دو ٹکڑے ہو چکے تھے ، ملک کی اقتصادی حالت بہت خراب ہو چکی تھی ۔ اس کے بعد الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ اس وقت قوم خراب ہو چکی ہے ، معاشرے میں ہر قسم کی برائی موجود ہے ۔ یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس وقت معاشرے میں بہت سی برائیاں ہیں لیکن میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ سب برائیاں صرف پچھلے چار سال میں پیدا ہو گئی ہیں ، کیا یہ ہمیں ورثے میں نہیں ملی میں یہ اپوزیشن سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جتنی بھی اصلاحات ان چار سالوں میں ہوئی ہیں کیا پچھلی کسی حکومت نے اتنی جرات کی تھی ؟ یقیناً کسی بھی پچھلی حکومت نے اس بات کی جرات نہ کی ۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں دو صدیوں کی غلامی کا ذکر کیا ہے۔ "کہ دل توڑ گئی دو صدیوں کی غلامی" تو میں عرض کروں گی کہ وہ غلامی تو غیروں کی تھی لیکن بدقسمتی سے جب پاکستان بنا تو اپنوں نے اس سے بھی بری حالت میں پاکستان کو چھوڑا جب ہم نے اقتدار سنبھالا جیسے کہ صبح سید دیوان غلام عباس صاحب نے فرمایا کہ ہمیں یہ علم نہ تھا کہ یہ پاکستان بچے گا بھی یا نہیں تو ہمیں شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسا قائد دیا ہے ، ایک ایسا رہنما دیا ہے جس نے نہ صرف اس ملک کو بچا لیا ہے بلکہ اس کے وقار کو بھی بہت بلند کر دیا ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ میں کچھ تعلیم کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں ۔ پچھلے سال بھی تعلیم کے لیے کافی رقم مختص کی گئی تھی اور صوبہ میں ایک ہزار نئے

پرائمری سکول کھولے گئے تھے ۔ اس وقت بھی میں نے یہ عرض کیا تھا کہ نئے پرائمری سکول کھولنے سے تعلیم کا مسئلہ حل نہ ہو سکے گا ۔ میرے نوٹس میں ایسے بہت سے ہائی سکول ہیں جن کے پاس کافی جگہ ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اگر انہیں توسیع کی اجازت دے دی جائے تو وہ آئندہ مزید پرائمری سیکشن کو بڑھا دیں گے ۔ لیکن اس پر عمل نہیں ہو سکا اور وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں اس بات کا خود بھی اعتراف کیا ہے کہ وہ سکول جو پچھلے سال کھلنے تھے ابھی تک کسی وجہ سے نہیں کھل سکے ۔ تو اس سال بھی مزید دو سو پرائمری سکول کھولنے کے لیے رقم مختص کی گئی ہے ۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ ٹھیک ہے یہ دو سو نئے پرائمری سکول بھی کھل جائیں لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ مشورہ دوں گی بلکہ میری تجویز ہے کہ جو سکول پہلے سے کام کر رہے ہیں اگر ان میں ڈبل شفٹ کا بندوبست کر دیا جائے ۔ تو اس سے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ راولپنڈی میں وقارالنساء گرلز سکول اور کالج ہے ۔ جب تعلیمی ادارے نیشنلائز کیے گئے اس وقت وقارالنسا بنیادی طور پر ایک سکول تھا ۔ سکول کو نیشنلائز نہیں کیا گیا صرف کالج کو نیشنلائز کیا گیا ہے ، جس کی وجہ سے یہ دو علیحدہ علیحدہ ادارے ہو گئے ہیں ۔ وہاں کے اساتذہ اور عوام کی یہ رائے ہے کہ سکول کو بھی نیشنلائز کیا جائے ۔ اس کے ساتھ ہی کافی رقبہ زمین کا موجود ہے جس کے لیے میں بھی وزیر تعلیم صاحب کے پاس گئی تھی اور گورنمنٹ ہائی کے دوسرے ارکان سے بھی یہ استدعا کی ہے کہ اس رقبہ پر سکول بلڈنگ میں توسیع کی اجازت دی جائے تاکہ سکول میں داخلہ نہ ملنے کی دشواری کسی حد تک حل ہو سکے اس کے ساتھ ہی راولپنڈی میں جو نیا میڈیکل کالج شروع کیا گیا ہے اس میں ابھی تک گرلز ہوسٹل کی کوئی گنجائش نہیں ۔ لڑکیوں کے لیے یہ بہت دشواری ہے کہ وہ باہر علاقوں سے آ کر دوسرے لوگوں کے گھروں میں رہیں یا الگ رہیں ۔ تو اس کے لیے محکمہ تعلیم سے یہ گزارش کی گئی ہے کہ میڈیکل کالج کے بالکل ساتھ ہی 32 ایکڑ زمین کا رقبہ موجود ہے ، اس میں سے چھ ایکڑ رقبہ گورنمنٹ لڑکیوں کے ہوسٹل کے لیے مختص کر دے اور جتنی جلدی ہو سکے وہاں پر لڑکیوں کے لیے ہوسٹل کا انتظام کیا جائے اور ساتھ ہی اس کالج کی لیڈی ڈیمانسٹریٹر کے لیے بھی رہائش کا بندوبست کیا جائے ۔ جناب والا ۔

یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ صوبہ بھر میں دو سو مڈل اور پرائمری سکولوں میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کا اجرا کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پانچ سو مڈل سکولوں میں بھی فنی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے ۔ موجودہ حکومت سے پہلے کسی بھی حکومت نے فنی تعلیم پر توجہ نہیں دی ، تعلیم کا کوئی مقصد نہ تھا ۔ لوگ ڈگریاں لے کر پھرتے تھے لیکن ان کو ملازمت نہ ملتی تھی ۔ یہ اس حکومت کی کارکردگی ہے اس نے تعلیم کا رخ موڑ کر اس کو بامقصد بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ کوشش کی ہے ۔ اس طرح سے ہمارے ملک میں ہنر مند لیبر کی کمی بھی دور ہو جائے گی ۔ اس کے ساتھ ہی جناب والا ۔ انڈسٹریل سکول کے اساتذہ کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ باقی لوگوں کو تو نیشنل پے سکیل دے دیے گئے ہیں لیکن صوبے میں جتنے بھی انڈسٹریل ہوم ہیں ان کے اساتذہ کی تنخواہ شروع سے لے کر آج تک 150 روپے ہے اور ان کے لیے کوئی سالانہ ترقی بھی نہیں ، جب کہ باقی اساتذہ کو نیشنل پے سکیل دیے جا رہے ہیں میری یہ گزارش ہے کہ انہوں نے بھی میٹرک پاس کرنے کے بعد ڈپلومہ لیا ہوا ہے ۔ ان کی تنخواہ کم از کم پی ۔ ٹی ۔ سی کے اساتذہ کے برابر کر دی جائے چونکہ پی ۔ ٹی ۔ سی اساتذہ بھی میٹرک کے بعد ڈپلومہ رکھتے ہیں ۔ جناب والا ۔ بجٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر پر چودہ نرسنگ کے مراکز کھولے جا رہے ہیں ۔ اس بات پر میں وزیر خزانہ کو خاص طور پر مبارکباد پیش کرتی ہوں چونکہ اس وقت ملک میں نرسوں کی بے حد کمی ہے آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ اس وقت تک گنگا رام ہسپتال میں 160 نرسوں کی کمی ہے ، یعنی 160 نرسیں اگر صوبے میں سے اس کمی کو پورا کیا جائے تو صوبے میں کوئی نرس باقی نہیں رہتی ، یعنی نرسوں کی اتنی زیادہ کمی ہے ۔ اس لیے یہ بہت اچھی خبر ہے کہ نرسوں کی ٹریننگ کے لیے صوبے میں چودہ مراکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں کچھ اصلاحات کے بارے میں بھی ذکر کرنا چاہتی ہوں ۔ میں اتنا عرض کروں گی کہ اس حکومت نے بہت سی اصلاحات کی ہیں جن کو میں دھرانا نہیں چاہتی لیکن میں اتنا ضرور کہوں گی کہ یہ جو اصلاحات ہوئی ہیں ، ان کے نتائج فوراً ہمارے سامنے نہیں آ سکتے ۔ اس سلسلے میں ایک چینی کہاوت ہے کہ اگر تمہارا منصوبہ ایک سال کا ہے تو فصل اگاؤ اور اگر دس سال کا ہے تو درخت اگاؤ لیکن اگر دائمی ہے تو اس کے لیے افراد پیدا کرو یعنی باکردار افراد ۔ ضرورت

اس بات کی ہے کہ ہم باکردار افراد پیدا کریں - ہم نے جو اصلاحات کی ہیں یہ ہم نے بیج بو دیے ہیں ، ان اصلاحات کے نتائج ایک دن میں حاصل نہیں ہو سکتے اور یہ تبدیلیاں ہمیں ایک دن میں نظر نہیں آ سکتیں - آج معاشرے کی خرابیوں کا ہم ذکر کرتے ہیں ، ہم کہتے ہیں کہ معاشرے میں اس قدر بد اخلاقی پیدا ہو گئی ہے اور بہت سی برائیاں ہو گئیں ہیں ، سماجی برائیاں ہو گئی ہیں - اس کے لیے میں عرض کروں گی کہ آج جو ہم خرابیاں دیکھتے ہیں وہ ہمیں ورثہ میں ملی ہیں - اس سے پہلے کبھی تعلیم پر اتنی زیادہ رقم خرچ نہیں کی گئی - اس کی اہمیت کو نہیں دیکھا گیا حالانکہ یہ بنیادی ضرورت ہے - ہمیں تعلیم کو تو ستائیس ، اٹھائیس برس پہلے اتنی اہمیت دینی چاہیے تھی اور آج ہم اس بات کی جو شکایت کرتے ہیں وہ شکایت ہمارے سامنے پیش نہ ہوتی اور معاشرے کی صورت کچھ اور ہوتی - لیکن آج آپ دیکھیں گے کہ یہ جو بیج بوئے ہیں ، آج ہماری حکومت نے جو اصلاحات کی ہیں آئندہ دس پندرہ سالوں کے بعد اس کے نتائج آئیں گے - یہ تبدیلی ایک دم نہیں آ سکتی اور خصوصاً جو ترقی پذیر ممالک ہیں ، جن میں پاکستان بھی شامل ہے ان کے لیے یہ بہت دشوار گزار راستہ ہوتا ہے - ہمارے وسائل بہت محدود ہیں لیکن مسائل بہت زیادہ ہیں - اپوزیشن کی طرف سے اگر کوئی اچھی تجویز آتی ہے ، آپ یہاں ہیں اور یہ ایوان بھی گواہ ہے کہ گورنمنٹ نے ہمیشہ ان کا خیر مقدم کیا ہے - آج بھی جب یہ تنقید کر رہے تھے تو وہ تنقید برائے تنقید کر رہے تھے - کوئی بھی اچھی تنقید نہ تھی - اس سلسلے میں میں ایک حکایت بیان کروں گی کہ ایک ایرانی نے اپنا ایک شاہکار تیار کیا اور اس کو پبلک کے سامنے پیش کر دیا اور کہا کہ آپ بتائیں اس میں کیا کمی رہ گئی ہے - جب وہ شام کو واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کا شاہکار تمام لکیروں سے سیاہ ہوا پڑا تھا اور لوگوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا کہ یہاں بھی خرابی ہے ، یہاں بھی خرابی ہے اس کو براہ مہربانی دور کو دیں تو اس پر کوئی نشان تک نہ لگا ہوا تھا - یہی حال ہماری اپوزیشن کا ہے - وہ یہ تو کہتے ہیں کہ ہمارے بجٹ میں یہ خرابی ہے ، یہ بھی خرابی ہے ، حکومت اس بات میں بھی ناکام رہی ہے اور امن و امان نہیں ، پیسہ ضائع کیا جا رہا ہے اور کوئی منصوبہ بندی نہیں لیکن ان کی طرف سے ابھی تک کوئی ٹھوس تجویز ہمارے سامنے نہیں آئی - کیا ہی اچھا ہوتا اگر کوئی ٹھوس تجویز وہ ہمارے سامنے پیش کرتے اور ہم اسے دیں

خوشدلی سے قبول کرتے ۔ آخر میں جناب والا ۔ میں ایک اور ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتی ہوں کہ پنجاب آرٹ کونسل کو اس سال صرف دس لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو کہ بالکل ناکافی ہے ۔ ابھی پنجاب آرٹ کونسل والوں نے راولپنڈی ، بہاولپور میں اور دوسرے شہروں میں آرٹ کونسل شروع کرنے ہیں ۔ ملتان میں آرٹ کونسل شروع ہو چکی ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گی کہ اتنا فنڈ تو صرف ان کی تنخواہوں کے لیے بمشکل پورا ہوگا ۔ اور ثقافتی پروگرام ادھورا رہ جائے گا ۔ میری یہ گزارش ہے کہ ثقافتی پروگرام کی تکمیل کے لیے اس رقم میں اضافہ کیا جائے تاکہ ان پروگراموں کو پوری طرح سے پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکے ۔ میں نے اپنے علاقے کی مشکلات بیان کر دی ہیں اس کے ساتھ ہی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کا مسئلہ بھی میں نے پچھلے سال اٹھایا تھا ابھی تک اس کا کوئی حل نہیں ہوا ۔ پچھلے دنوں وزیر صحت صاحب پنڈی تشریف لائے تھے اور Holy family Hospital کی نیشنلائزیشن کا اعلان کیا تھا لیکن ابھی تک اس بارے میں کوئی انتظام نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ۔ میڈیکل کے طلباء اب تیسرے سال میں جانے والے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی ہسپتال میں پریکٹس کریں ۔ لیکن وہاں کوئی ہسپتال نہیں جہاں پر ان کے لیے پریکٹس کا معقول انتظام ہو سکے لہذا حکومت جلد از جلد ہولی فیملی ہسپتال کو اپنی تحویل میں لے تاکہ وہاں پر پریکٹس کر سکیں اور اگر جناب والا ۔ سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال کو واپس نہیں لے سکتے تو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کی توسیع کا انتظام کریں اور اس میں مقرر کردہ بستروں کی تعداد بڑھائیں ۔ یہ صرف میرا حلقہ نیابت ہی نہیں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا بھی ہے ۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ وہ اس پر غور فرمائیں گے ۔ آخر میں جناب سپیکر ۔ آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے ۔

سردار ضمیر احمد خاں/جناب سپیکر ۔ پیشتر اس کے کہ میں بجٹ کے متعلق کچھ عرض کروں ، آج اس ایوان میں ملتان سے ایک فاضل رکن اپوزیشن نے اپنے پارٹی کے چار اصولوں کے متعلق یہ ذکر کیا ہے/ کہ ہم ان اصولوں کے سلسلہ میں بھی ایڈھاک ازم پر عمل کرتے ہیں ۔ میں فاضل رکن کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ کیا وہ صوبے میں ایسی جمہوریت چاہتے ہیں جس

میں ان کے باغوں کو کاٹ دیا جائے اور ان کی عزت کو برباد کر دیا جائے۔ اگر وہ اس بات کو طاقت کا سرچشمہ کہتے ہیں۔ تو ہم معذوری ظاہر کرتے ہیں کہ ہم اس صوبے میں ایسی جمہوریت قائم نہیں کر سکتے جس میں لوگوں کی عزت نفس باقی نہ رہے۔ اگر انہیں یہ بات پسند ہے تو ہم معافی چاہتے ہیں ہمارے لیے یہ بڑا مشکل کام ہے کہ ہم صوبے میں ایسے حالات یا ایسی جمہوریت پیدا کریں یا عوام کو وہ طاقت دیں جس کے ذریعے سے ان کی اپنی عزت محفوظ نہ رہے۔ اگر میرے فاضل دوست ان واقعات کو بھول گئے ہیں تو میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ اگر کوئی اور فاضل رکن یہ بات کرتے تو شاید میں گوارا کر لیتا۔ لیکن ایک ایسے فاضل رکن کی زبان سے ایسے الفاظ نکلے ہیں اور خود انہوں نے ان لوگوں کا ساتھ دیا ہے جنہوں نے ان پر ظلم کیا تھا اور جنہوں نے ان کا باغ برباد کیا تھا، جنہوں نے ان کے خلاف اخلاق جرائم کے جھوٹے مقدمات قائم کیے تھے۔ ہم نے کیا کیا؟ ہم نے ان لوگوں کو کان سے پکڑ کر باہر نکال دیا جنہوں نے اس صوبے کے عوام کی عزت کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی، جنہوں نے اس صوبے کے عوام کے ساتھ برائی کرنے کی کوشش کی اور ظلم کرنے کی کوشش کی۔ ہم نے ان کو ان کی طاقت کے باوجود کان سے پکڑ کر باہر نکال دیا۔ جناب والا۔ یہ اس پارٹی اور قائد عوام کا کارنامہ ہے، یہ اس حکومت کا کارنامہ ہے۔ مجھے افسوس ہے انہیں چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اس حکومت کی داد دیتے کہ جب بھی کسی پر ظلم ہوا، چاہے وہ آدمی بڑا ہو یا چھوٹا کسی صورت میں بھی چھوٹے آدمی کی وجہ سے بڑے کے ساتھ رعایت نہیں کی گئی۔ انہیں یہ پتا نہیں کہ جب ان کے ساتھ ظلم ہوا تھا تو انصاف یہی تھا کہ اس بڑی طاقت کو اقتدار سے نکال دیا جائے، اس صوبے کے اقتدار سے اسے نکال دیا جائے۔ تو یہی کیا گیا اور یہ پاکستان پیپلز پارٹی نے کیا اور جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کیا۔ میں اس پر نادم ہوں کہ میرے بھائی، میرے دوست اس طاقت کے ساتھ شامل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔ یا تو وہ اس صوبے میں دوبارہ ایسی حکومت لانا چاہتے ہیں، ایسی طاقت لانا چاہتے ہیں جس کو وہ عوامی طاقت کہیں گے، جس کا چلے وہ خود مظاہرہ کر چکے ہیں۔ جناب والا۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اسلام بھی تم ایڈھاک ازم پر چلاتے ہو۔ یہ الزام لگایا گیا ہے اور فحاشی کا

طعنہ دیا گیا ہے ۔ میں اس ایوان کے در و دیوار کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر فاضل رکن ہمارے ساتھ تعاون کریں تو فحاشی ختم ہو سکتی ہے اور اگر وہ تعاون نہیں کرتے ہیں تو فحاشی اس صوبے سے ختم نہیں ہو سکتی ۔ کیا لوگ نہیں جانتے کہ گلبرگ میں کیا ہوتا ہے ، شام کو کیسی محفلیں جمتی ہیں ۔ اس صوبے کے عوام جانتے ہیں کہ ان محفلوں کو کون لوگ زینت بخشتے ہیں ان کو رانا اقبال صاحب یا میرے جیسا غریب آدمی attend نہیں کرتا ، ان کے سرغنہ یہی لوگ ہوتے ہیں جو آج اسمبلی میں اعتراض کرتے ہیں ۔ فحاشی کے خاتمہ کے لیے آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں ، ہم فحاشی کا خاتمہ کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ اگر ہم آپ پر ہاتھ ڈالیں گے تو آپ کہیں گے کہ ہم چونکہ اپوزیشن میں ہیں ، اس لیے ہمیں حکومت پکڑتی ہے ۔ اگر آپ فحاشی کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون کریں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا تعاون ہو ۔ جناب عالی ۔ اس مقدس ایوان میں یہ الزام لگانا سراسر نا انصافی ہے ۔

جناب والا ۔ بجٹ حساب کتاب کا ایک میزانیہ ہوتا ہے ، پورے ایک سال کا میزانیہ ہوتا ہے ۔ کوئی بھی حکومت ہو ، جتنے اس کے وسائل ہوتے ہیں ان کو مجتمع کرکے وہ اس کو کسی نہ کسی طریقے سے خرچ کر ہی دیتی ہے ۔ جتنی بھی حکومتیں گزری ہیں ، سب یہ کام کرتی رہی ہیں ۔ میں رسمی مبارک سلامت جناب وزیر خزانہ کو نہیں دوں گا ۔ لیکن یہ بات بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس صوبے میں عوامی حکومت آنے کے بعد یہاں کے میزانیوں کا مزاج ہی بدل گیا ہے ۔ آپ پرانے میزانیے اٹھا کر دیکھیں ، میزانیہ کی جو روح ہوتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ میزانیہ خواص کی بھلائی کے لیے ہے یا کہ عوام کی بھلائی کے لیے ہے ۔ جناب والا ۔ جس وقت سے زمام اقتدار جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ہاتھ میں آئی ہے ۔ اس وقت سے اس ملک اور صوبے کے بجٹ کے طریق کار کا انداز بھی بدل گیا ہے اور اس دور کا یہ آخری بجٹ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ پہلی مرتبہ اس صوبے کے عوام کو اہمیت دی گئی ہے ۔ پچھلے 14 - 15 سالہ دور حکومت اور ایوب خان کے دور حکومت کے بجٹ اب نکال کر دیکھیں ۔ اربوں روپے کے بڑے بڑے منصوبے ہوتے تھے لیکن تعمیر گلبرگ کی ہوتی تھی ، عوام کی

کوئی کالونی تعمیر نہ ہو سکتی تھی ۔ کم آمدنی والے لوگوں کے لیے مکانات تعمیر نہ ہو سکتے تھے ، اس سے غریب لوگوں کو پلاٹ مہیا نہ کیے جا سکتے تھے ، غریب لوگوں کو علاج مہیا نہ ہوتا تھا ۔ جناب والا ۔ وہ بجٹ ایک خاص طبقہ کے لیے ہوا کرتے تھے ۔ پہلی مرتبہ جناب والا ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت اس ایوان میں ایک عوامی بجٹ لائی ہے ، اس سے عوام کی ترقی ہوئی ہے ۔ میں اگر قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے جاری کردہ اصلاحات کا ذکر کروں اور اس کی تفصیل میں جانا چاہوں تو وہ ایک ، دو ، تین یا چار دنوں میں ختم نہیں ہو سکتی ۔ جناب والا ۔ کون نہیں جانتا کہ اس ملک اور اس صوبے میں تعلیمی اصلاحات ، لیبر اصلاحات ، زرعی اصلاحات ہوئیں اور کیا کیا منصوبے اس ملک کے عوام کی بہتری کے لیے نہیں ہوئے ۔ جہاں جناب والا ۔ اسلام کی خدمت کا تعلق ہے تمام حالات آپ کے سامنے ہیں ۔ ختم نبوت کے مسئلہ سے لے کر حرمین شریفین کے اماموں کی آمد تک کے تمام اقدامات پر آپ غور کریں جن میں اسلام کے فروغ کے لیے جد و جہد کی گئی ۔ جناب والا ۔ بے پناہ اصلاحات پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے لیکن ایک بات جو سب سے بڑی ہے اور جس کا ذکر اس ایوان میں بہت کم آیا ہے وہ میں کہے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے جنگ پلاسی سے لے کر قیام پاکستان اور آج تک کا اپنے بجٹ میں ذکر کیا ہے ۔ جناب والا ۔ جب پاکستان نہ بنا تھا ، متحدہ ہندوستان میں انسان کی عزت نفس کو مجروح کرنے کے لیے یہ کام ہزار سال سے شروع تھا اور اس وقت کی ہندوستان کی حکومت نے اور پھر پاکستان بننے کے بعد پاکستان کی کسی حکومت نے بھی انسان کی عزت نفس کو بحال کرنے کی کوشش نہ کی ۔ جناب والا ۔ یہ پہلی حکومت ہے اور یہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا کارنامہ ہے جو انہوں نے انسان کی عزت نفس کو بحال کرنے کے لیے کیا ہے ۔ جناب والا ۔ اگر آپ انسان کو وہ مقام ، وہ اعتماد نہیں دیں گے تو آپ کسی صورت میں ترقی نہ کریں گے ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے اندر انسانیت کا جذبہ پیدا کرے اور اس میں خود اعتمادی اور عزت نفس ہو ۔

جناب والا ۔ میں تمام اصلاحات میں سے صرف پانچ مرلے سکیم کے

پس منظر کو آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ جب ہندوستان میں قوموں کو رواج دیا گیا ، طبقات کو رواج دیا گیا ، انسانوں کو تقسیم کیا گیا اس وقت ایک ہندو برہمن نے ایک اونچی ذات تیار کرکے یہاں ایک ایسے معاشرے کی بنیاد رکھی جس میں آج سے ہزاروں سال پیشتر اس متحدہ ہندوستان اور آج پاکستان کے بہت سارے طبقات کو زمین کی ملکیت سے محروم کیا گیا ، ان کو غلام بنایا گیا ۔ جناب والا ۔ میں ایک دیہاتی ہوں اور مجھے اس بات کا علم ہے کہ ہر گاؤں کی دیہاتی جمع بندی میں یہ درج ہوتا تھا کہ جو شخص اس گاؤں میں اراضی کا مالک نہیں اور جو شاملات دیہہ میں حصہ دار نہیں اگر وہ ہزار سالوں سے بھی اس گاؤں میں بستا ہے تو بھی وہ اپنے مکان کا مالک نہیں ہوتا اور اگر وہ نقل مکانی کرنا چاہتا ہے تو اپنا ملبا اٹھا سکتا ہے ۔ لیکن وہ زمین کو فروخت نہیں کر سکتا ، کسی کو منتقل نہیں کر سکتا ۔ جناب والا ۔ کسی گاؤں میں دو ، چار مرلے زمین کی ملکیت بظاہر بڑی معمولی معلوم ہوتی ۔ لیکن جناب والا ۔ صرف صوبہ پنجاب میں 18 لاکھ کنبے ایسے تھے جن کے پاس اپنے مکانوں کی زمین کی ملکیت نہ تھی ۔ وہ تیس سال سے کسی مپرسی کی حالت میں رہتے تھے ۔ جناب والا ۔ ہم نے ان کو کہا کہ آپ کو آزادی ملے گی ، پاکستان بنے گا ۔ جناب والا ۔ انہیں آزادی نہ ملی وہ حکومت ہی کے نہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے زمینداروں کے بھی غلام تھے ۔ جناب والا ۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ وہ لوگ اپنے مویشیوں کی کھاد استعمال نہ کر سکتے تھے ۔ جناب والا ۔ زمیندار ان سے اس بات کی بھی بیگار لیتے تھے کہ وہ ان کی چند مرلہ زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ وہ صبح اٹھ کر پہلے ان کو سلام کرتے تھے ، ان کا حقہ بھرتے تھے ۔ اور جناب والا ۔ مجھے اس بات کے کہنے میں ندامت محسوس ہوتی ہے کہ ان لوگوں کی ماؤں بہنوں کی عزت بھی محفوظ نہ تھی اور اس آسان کے نیچے پورے پنجاب میں ان کے لیے کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں وہ اپنا مکان بنا کر بیٹھ سکتے ۔ جناب والا ۔ اس بات کو کس نے محسوس کیا ؟ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے محسوس کیا کہ پنجاب میں بسنے والے اٹھارہ لاکھ اور دوسرے صوبوں میں بسنے والے لوگ اس وقت تک آزادی سے آشنا نہیں ہو سکتے جب تک ان کو اس غلامی سے نجات نہ دلائی جائے ۔ انہوں نے

ان اٹھارہ لاکھ لوگوں کے لیے مفت پلاٹ مہیا کرنے کے منصوبے بنائے۔ جناب والا ۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ ہم نے اس سکیم کو کامیاب بنانے میں کافی کام کیا ۔ جناب والا ۔ چھ لاکھ پلاٹ تین مہینے کے عرصے میں اس صوبے کے غریب عوام کو تقسیم کیے گئے اور آج بڑی تیزی کے ساتھ ہمارے وزیر کالونیز اتنی کوشش اور محنت کر رہے ہیں جس کے نتیجے میں مجھے توقع ہے کہ اس مالی سال میں پنجاب کے 18 لاکھ کنبوں کو ، جن کی آبادی ایک کروڑ بنتی ہے ، زمینوں کا مالک بنا دیا جائے گا اور وہ لوگ اس غلامی سے نجات حاصل کر لیں گے ۔ اس سے پہلے کسی بھی حکومت کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا ۔ جناب والا ۔ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ بات اکبر بادشاہ نے بھی نہ کی اور کسی مغل بادشاہ نے بھی نہ کی ۔ یہ پہلی جناب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت ہے ، یہ پہلی اسلامی حکومت ہے جس نے اسلام کے اصولوں کو اپناتے ہوئے اس صوبے کے 18 لاکھ کنبوں کو اس غلامی سے نجات دلائی ہے ۔ جناب والا ۔ کسی بھی مسلمان بادشاہ نے یہ کام نہ کیا تھا ۔ جناب والا ۔ صرف یہی بات نہیں ، ہمارے پنجاب میں چھوٹے مالکان کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔ شہروں میں بسنے والے لوگ ایک حد تک انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہوا کرتے تھے ۔ انہیں یہ حق حاصل تھا کہ ایک حد تک آمدنی پر حکومت کو کوئی ٹیکس ادا نہ کریں ۔ لیکن دیہات میں بسنے والے مفلوک الحال لوگوں کو اگر سو روپے کی آمدنی بھی ہوتی تھی ، تو انہیں مالیہ کی صورت میں ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا ۔ جناب والا ۔ ان کے ساتھ یہ ظلم تھا ، نا انصافی تھی ۔ جناب والا ۔ اس نا انصافی کو کس نے ختم کیا ؟ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کیا ۔ آج تک بیسیوں حکومتیں یہاں آئی ہیں ، زمینداروں کی حکومتیں بھی یہاں آئی ہیں اور لوگوں کی بھی حکومتیں یہاں آئی ہیں ۔ لیکن کسی کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ ان طبقات سے ہونے والی نا انصافی کو دور کر سکیں ۔ جناب والا ۔ ایسا کرنے سے حکومت کے خزانے پر بوجھ ضرور پڑا ہوگا ۔ لیکن ایک حق کو تسلیم کیا گیا ہے ۔ اب یہ لوگ صحیح معنوں میں زمینوں کے مالک ہیں ۔ جناب والا ۔ زرعی اصلاحات دولتانہ صاحب کے دور میں بھی ہوئیں اور لوگوں کو دھوکا دیا گیا ۔ ایوب خان نے بھی تمام ایسی زمینوں کو جن کو کوئی آدمی خریدنے کے لیے تیار نہ تھا ، سرکاری خزانے سے رقم ادا کر کے خریدا اور اس طرح سے خزانے کے ساتھ دھوکا کیا ۔

لیکن جناب والا ۔ جو زرعی اصلاحات اس صوبے میں اور اس ملک میں اب ہوئی ہیں ۔ وہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کی ہیں کہ زمین کا معاوضہ نہیں دیا گیا اور نہ ہی کوئی قیمت مزارعین سے لی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ مزارعوں کو بہت سے حقوق دیے گئے ہیں ۔ سب سے پہلے شفع کا حق دیا گیا ، بیج کا بوجھ مالک پر ڈالا گیا ، کھاد میں اسے حصہ دار بنایا گیا ۔ جناب والا ۔ آبیانے کے تمام اخراجات اس پر ڈالے گئے اور مزارع کو ان چیزوں سے نجات دلائی گئی ۔ جناب والا ۔ میں اس ضمن میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ کئی چیزیں اونچی سطح پر اس طرح ہو جاتی ہیں کہ ہم محسوس بھی نہیں کرتے کہ نچلی سطح پر کیا ہوگا ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر مال سے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب میں وزیر مال تھا تو میں نے کوشش کی اور اس بات کو initiate کیا کہ اس صوبے میں بسنے والے ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم مالکان کو زرعی اصلاحات کی پابندیوں سے نجات دلائی جائے ۔ جناب والا ۔ میں اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں اور آج اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ لوگوں کو جو بہت غریب لوگ ہیں ، جو اپنا گزارہ نہیں کر سکتے اور اپنے مزارعوں سے بھی زیادہ غریب ہیں ، ان میں بیوگان بھی شامل ہیں ، ان میں سرکاری ملازم بھی شامل ہیں ، ان میں یتیم بھی شامل ہیں ۔ اگر تمام اخراجات ان پر ڈال دیے جائیں تو پھر ان کے پاس کچھ نہیں بچتا ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس پر ضرور نظر ثانی کی جائے ۔

جناب والا ۔ جہاں تک میرے علاقے کی ترقی کا سوال ہے ۔ میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا شکرگزار ہوں ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے میں اپنے حلقہ نیابت کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں کہ کسی بھی حکومت نے اس حلقہ نیابت میں کسی سال بھی ہزار روپے سے زیادہ خرچ نہیں کیا ۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور میں نے تمام بجٹ دیکھے ہیں ۔ جناب والا ۔ 1973ء میں بارشیں ہوئیں ، سیلاب میرے علاقہ میں آئے ، ایسے معلوم ہونے لگا کہ یہ علاقہ جھیل کی صورت اختیار کر جائے گا اور ڈوب جائے گا ۔ لیکن حکومت نے بڑی مستعدی کے ساتھ کام سرانجام دیا ۔ اور میں جناب وزیر آبپاشی کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ وہاں بڑی مستعدی کے ساتھ دو سیم نالے تعمیر کیے گئے جن پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے ۔ جناب والا ۔ یہ کام کسی حکومت سے

بھی نہ ہو سکتا تھا ۔ جناب والا ۔ اس کی منصوبہ بندی دو سال پہلے ہوئی تھی لیکن عمل درآمد اس سال ہوا ہے اور بڑی تیزی سے یہ نالے کھودے گئے ۔ میرے علاقے کے عوام قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو دعا دیتے ہیں ۔ جناب والا ۔ پہلے محکمہ انہار کے افسران کچھ سنا نہ کرتے تھے ۔ لیکن آج وہ ہمارے پیچھے پھرتے ہیں کہ ٹیل والے چکوک کے آدمی کمیٹی میں شامل کریں اور ان سے پوچھیں کہ انہیں کیا تکلیف ہے ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ پہلی دفعہ محسوس کیا ہے کہ صحیح کام ہو رہا ہے ۔ میرے کچھ دوستوں نے پولیس پر اعتراض کیا ہے ۔ یہ لوگ محسوس نہیں کرتے کہ اگر یہ ادارہ موجود نہ ہو تو ہمارے نظم و نسق کی حالت کیا ہوگی ۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت سے پیشتر جتنی چوریاں ، جتنے ڈاکے ہوا کرتے تھے ۔ آج ان پر بہت حد تک قابو پا لیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں محمد افضل وٹو ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ دو منٹ اور دے دیں ۔ کیونکہ میں نے آپ سے ضروری باتیں کرنی ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ نے ہر ڈویژن کو میڈیکل کالج دیا ہے ۔ لیکن میری ڈویژن سرگودھا کے ہیڈ کوارٹر کو اس سے محروم رکھا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک سڑکوں کے پروگرام کا تعلق ہے ۔ اس میں اس بات کی ضرورت ہے کہ میں جناب وزیر خزانہ کو یاد دلاؤں کہ میرے حلقہ نیابت میں ایک سڑک تین سال سے شروع ہے اور اس کا فاصلہ دس میل ہے ۔ لیکن اس کے لیے اس سال جو پانچ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے وہ بہت کم ہے ۔ اسی طرح ایسی اور بھی سڑکیں ہیں جو نامکمل ہیں ۔ مثلاً ایم ۔ اے ۔ سی ڈھو سے بڑالہ تک ، قلعہ والی سے بڑالہ تک تین تین ، چار چار میل کی یہ سڑکیں ہیں جو گرینڈ ٹرنک روڈ سے ملتی ہیں ۔ اگر ان کو مکمل کر دیا جائے تو اس سے اس علاقے کے عوام کی بڑی بہتری ہو سکتی ہے ۔

جناب والا ۔ میرا حلقہ نیابت ستر میل لمبا ہے ۔ اس میں شاہ نگدر کا علاقہ ضلع ہیڈ کوارٹر سے پچاس ساٹھ میل دور ہے ۔ وہاں کے لوگوں کو سرگودھا آنے کے لیے سو میل کی مسافت طے کرنی پڑتی ہے ۔ وہاں نہ کوئی

کالج ہے ، نہ کوئی ہائی سکول ہے ۔ اس لیے ایک تو ضلع ہیڈ کوارٹر سے اس علاقے تک سڑک پہنچائی جائے ۔ دوسرے اس میں جو سکول ہے اس کو ہائی کا درجہ دیا جائے ۔ جناب والا ۔ اسی طرح میں ایک اور شکریہ ادا کرنا بھول گیا کہ پچھلے سال بجٹ سیشن میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے احکامات کے تحت اعلان کیا گیا تھا کہ سرگودھا ڈویژن میں سرگودھا ، چنیوٹ ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور گوجرہ کو امسال سوئی گیس سپلائی کر دی جائے گی ۔ جناب والا ۔ آپ اس بات سے خوش ہوں گے کہ سرگودھا کو سوئی گیس کی سپلائی جاری ہو چکی ہے اور باقی جو قصبات میں ان کو دو مہینے کے اندر اندر سوئی گیس کی سپلائی مل رہی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ میاں محمد افضل وٹو ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انہوں نے پچھلے سارے کاموں کے لیے شکریہ کا مستحق جناب ذوالفقار علی بھٹو کو ٹھہرایا ہے اور آئندہ کے لیے وزیر خزانہ سے درخواست کی ہے ۔ وہ جہاں بھٹو صاحب کو کیوں بھول گئے ہیں ؟

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ یہ درخواست کرنے کا توسط ہے ۔ درخواست اصل میں انہیں کے نام ہوتی ہے اور وہ اس ہاؤس کی نمائندگی کرتے ہیں کہ ہمارے احساسات ان تک پہنچائیں ۔ شکریے کا جو حقدار ہوتا ہے اسی کو ادا کیا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں محمد افضل وٹو ۔

میاں محمد افضل وٹو ۔ جناب سپیکر ۔ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

جناب سپیکر ۔ ہمارے صوبے کے معاشی مسائل لا محدود ہیں اور معاشی وسائل نہایت ہی قلیل اور محدود ہیں ۔ اس کے علاوہ معاشی ، معاشرتی اور روحانی value of life بھی ، سالہا سال کی سابقہ تاریخ اور ایسے عوامل کی وجہ سے جو اس حکومت سے پہلے وقوع پذیر ہوئے ، نہایت ہی خراب اور up-set ہو چکی ہیں ۔ ایسے حالات میں جب ہم اپنے صوبے کے سالانہ میزانیے کا موازنہ کرتے ہیں یا تجزیہ کرتے ہیں یا ہم اس کو اچھا یا برا قرار دینے

کے لیے اپنے صوبے کے زرعی ، تعلیمی ، صنعتی اور انتظامی امور کے سلسلے میں priority مقرر کرتے ہیں ۔ تو یہ دیکھنا ہوگا کہ کون کون سے مسائل فوری اور بنیادی اہمیت کے ہیں اور ان کے لیے اس حد تک اس میزانیے میں رقم رکھی گئی ہے ۔ میرے خیال میں چونکہ صوبہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور اس کی معیشت اور صنعت کا بنیادی طور پر انحصار زراعت پر ہے اس لیے ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اس بجٹ میں زراعت پر percentage کے لحاظ سے کل کتنی رقم رکھی گئی ہے ۔ زراعت سے متعلق پانی کے مسائل ہیں ، آبپاشی کے مسائل ہیں ، محکمہ آبپاشی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بیج اور صنعتی و زرعی مشینری کے مسائل ہیں ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے ملک اور ہمارے صوبے میں خاص طور پر زراعت بہت پسماندہ ہے ۔ بیج اچھے نہیں ملتے ، زرعی مشینری نہایت مہنگی اور نایاب ہے ۔ اسی طرح سے زرعی سلسلے میں تعلیم بھی لوگوں کو صحیح معنوں میں نہیں مل رہی ۔ پانی کچھ تو تبخیر کی وجہ سے ، کچھ seepage کی وجہ سے ، کچھ نالوں اور نالیوں کے پختہ نہ ہونے کی وجہ سے یا نالے اور ان کی پلیاں پختہ نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے ۔ اس لیے جب زراعت صحیح معنوں میں ترقی پذیر نہ ہو تو ہماری صنعت اور روزگار کے وسائل اس سے متاثر ہوتے ہیں ۔ مختصراً ان محکموں یعنی تعلیم ، زراعت ، پانی ، آبپاشی ، ذرائع اور مسائل ، معدنی اور صنعتی ترقی ، ہاؤسنگ اور فزیکل پلاننگ کے لیے ترقیاتی بجٹ میں تقریباً 229 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور اگر اس میں غیر ترقیاتی بجٹ بھی شامل کیا جائے تو میرے خیال میں یہ ٹوٹل بجٹ کا تین چوتھائی سے بھی زیادہ بنتا ہے ۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ نے یقینی طور پر بجٹ کی تشکیل کرتے وقت صوبے کے معاشی اور معاشرتی حالات کو مد نظر رکھا ہے اور ان کی یہ کوشش ہے کہ ہم اپنے محدود وسائل میں اپنے ان معاشی مسائل کو زیادہ سے زیادہ تیزی کے ساتھ اور تھوڑے سے تھوڑے وقت میں حل کر سکیں ۔ اب اپوزیشن کے دوست یہ کہیں گے کہ ٹھیک ہے آپ نے بڑی رقم رکھی اور پچھلے سالوں میں آپ کی حکومت نے کافی رقم ان مدات پر خرچ کی ۔ لیکن اس کے نتائج ہمارے سامنے نہیں ۔ اس کا اثر عملی صورت میں ماننا نہیں جتنا کہ ہونا چاہیے تھا ۔ میرے خیال میں کسی بجٹ میں فنڈ مہیا

کر دینے سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے زرعی ، معاشی ، صنعتی اور انتظامی مسائل حل ہو سکتے ہیں یا پولیس کی زیادہ بھرتی کر دینے سے حل ہو سکتے ہیں یا دوسرے انتظامی محکموں کے لوگ زیادہ تعداد میں مقرر کر دینے سے حل ہو سکتے ہیں ۔ بنیادی طور پر میری humble اور ناقص رائے میں حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنی ایک مخصوص شخصیت اور ایک مقصد حیات کے ساتھ اس کائنات میں آتا ہے ۔ اس مقصد حیات کو ہر انسان کے ذہن میں بٹھانا یعنی پیدائش سے لے کر سن بلوغت تک اس کے ذہن میں مقصد حیات کو بٹھانا ایک قومی فریضہ ہے اور جو قوم اپنا مقصد حیات واضح نہیں کرتی اپنے نصاب تعلیم سے ، اساتذہ کی شخصیت سے ، گھر کے ماحول سے اور قانون کی پابندیوں سے ، اس کی کمسنی سے بلوغت کے زمانے تک اس کی شخصیت کو صحیح معنوں میں ، صحیح خطوط پر استوار نہیں کرتی تو وہ شخص بڑا ہو کر نہ اپنی انفرادی زندگی میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے ، نہ ہی اس قوم کی اجتماعی زندگی میں ، جس کا وہ فرد ہے ، کوئی خدمت کر سکتا ہے اور نہ ہی ترقی حاصل کر سکتا ہے اور جس قوم نے اس بنیادی مسئلے پر کوتاہی کی ہے ۔ اس قوم کے افراد کی اکثریت یقینی طور پر انسان نہیں ، خلیفۃ اللہ نہیں ۔ جس کے لیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں :

انی جاعل فی الارض خلیفہ

میں نے انسان کو اس زمین میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے ۔ خلیفہ کسے کہتے ہیں ؟ میں اللہ کے خلیفہ کی اہمیت بیان کرنے سے پہلے ایک زمیندار کے مختار کار کی اہمیت بیان کرتا ہوں ۔ ایک زمیندار اس سلسلے میں اس لیے مختار مقرر کرتا ہے تا کہ وہ اس کی جائیداد ، اس کے ملازمین اور اس کے آثاثوں کی پوری طرح واقفیت حاصل کرے گا اور اسی طرح ان تمام کی نگرانی کر سکے گا ۔ جس طرح سے وہ خود نگرانی کرتا ہے ، جس طرح سے وہ خود فرائض کی انجام دہی کرتا ہے ۔ جو مختار ان فرائض میں کوتاہی کرتا ہے ، ان خصوصیات کا حامل نہیں ہوتا وہ اس کو مختار نہیں رکھتا ۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ انسان کو اپنا مختار مقرر کرکے اس سے کیا توقع رکھتے ہیں ؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نہ سوچیں گے کہ انسان کے دنیا میں کیا فرائض ہیں ، انسان کا کیا مقصد حیات ہے ۔ جب انسان کی سمجھ میں یہ آ جائے گا کہ اس کے

زندگی میں کیا فرائض ہیں پھر وہ ان کو بہتر طور پر تشکیل دے سکتا ہے۔ خدا کی خصوصیات یہ ہیں کہ وہ تمام کائنات کا خالق ہے ، رازق ہے۔ جو اس کو نہیں مانتے وہ ان کو بھی رزق دیتا ہے ، جو اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کی مخلوق پر ظلم کرتے ہیں ، ان کو بھی بنیادی ضروریات یعنی پانی ، ہوا اور دوسری چیزیں دیتا ہے۔ خدا کی ذات تمام کائنات اور اس کے اندر جتنی بھی مخلوق ہے خواہ انسان ہیں ، خواہ حیوان ہیں ، جمادات ہیں یا نباتات ہیں سب پر محیط ہے لیکن خدا کی خصوصیات انسان میں آئی ہیں اسی لیے انسان خدا کا نائب ہے۔ جس انسان میں خدائی خصوصیات کا تناسب زیادہ ہوگا ، جتنی ڈگریاں زیادہ ہوں گی اتنا ہی وہ خدا کے قریب ہوگا۔ جب خدا کے قریب ہوگا تو پھر وہ خدا کا خلیفہ ہوگا۔ چونکہ وقت بہت کم ہے اس لیے میں اپنے نقطہ نظر کو مختصراً یوں بیان کروں گا کہ جس انسان میں اجتماعی concept ہو ، انسانیت سے ہمدردی ہو ، قوم اور وطن سے ہمدردی ہو ، اپنے ذاتی مفادات کو قربان کرنے کے لیے تیار ہو ایسا انسان حقیقی طور پر قوم کا ایک فرد ہے۔ اس قوم کی اجتماعی ، معاشی اور معاشرتی زندگی ایک ہی ہوگی اور جو انسان خود غرض ہوگا ، نفس پرست ہوگا ، ذاتیات اس کا ایمان ہوگا اور وہ قوم جس میں وہ پیدا ہوا ہے یا رہتا ہے اس کی اجتماعی زندگی کسی صورت میں صحیح خطوط پر تشکیل نہیں دی جا سکتی خواہ بجٹ میں کتنی ہی رقم رکھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ قیام پاکستان بلکہ اس سے بھی قبل سے ہماری حکومت ، ہماری قوم اور ہمارے ملک نے اس بنیادی اہمیت پر توجہ نہیں دی۔ انگریز کے زمانے میں ہمارا نظام تعلیم ہماری قوم کے مزاج کے موافق نہ تھا۔ جیسے کسی کارخانے میں کپڑا بنتا ہے اگر اس کا خام مال اچھا نہ ہوگا تو اچھا کپڑا کیسے پیدا کیا جا سکتا ہے اسی طرح سے پاکستان کا ایجوکیشنل سسٹم ایسا ہے کہ یہ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز جن میں ہماری قوم کی موجودہ نسل کسی نہ کسی صورت سے تعلیم حاصل کر رہی ہے اور مقصد حیات سے پوری آگاہی کے ساتھ عملی قدم زندگی میں اٹھا رہی ہے ، وہ تمام چیزوں سے بہرہ ور نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل ہمارا ملک پسماندہ ہے۔ ہمارے ملک کے معدنی وسائل زرعی وسائل اس قدر ہیں کہ دنیا کے کسی ملک میں اس قدر وسائل موجود نہیں۔ یہ اس قوم کی بد قسمتی ہے کہ کئی وجوہات کی بنا پر یہ وسائل استعمال میں نہیں لائے جا سکے۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ ہمارا نظام تعلیم غلط تھا

خراب تھا جس کے نتیجے میں میں توقع نہیں کرتا کہ موجودہ نسل اور ہماری آنے والی نسل اس قابل ہو کہ اپنے فرائض کی انجام دہی کی اہلیت رکھتی ہو پاکستان پیپلز پارٹی نے پہلی دفعہ نظام تعلیم کو بدلنے اور اپنی نوزائیدہ نسل کو ان خطوط پر استوار کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ ایجوکیشنل پالیسی کو ان خطوط پر ڈھالا جا رہا ہے کہ تمام کالجوں، سکولوں اور دوسرے اسی طرح کے اداروں میں نصاب کی یکسانیت پیدا کر دی ہے، استادوں کی قابلیت اور صلاحیت کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ نصاب تعلیم کو خاص طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جانا ضروری ہے۔ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ بنیادی تعلیم میں اجتماعی طور پر روحانی طور پر، معاشی طور پر، انتظامی طور پر ہر ایک کو moral values of life اور معاشرتی values of life سے پوری آگاہی اور واقفیت بہت ضروری ہے۔ اس کے بعد یہ کہ میٹرک یا ایف اے، جو بھی سٹنڈرڈ رکھا گیا ہے، اس کے بعد فنی تعلیم جس میں سائنسی تعلیم اور دیگر تعلیم بھی شامل ہے، میں مہارت حاصل ہونی چاہیے۔ اسی طرح سے پروفیسر اور ماہرین تعلیم کے بورڈ ہوں جو قوم کے نوجوانوں کو ٹرینڈ کریں۔ اس کے بعد وہ لوگ جو فنی تعلیم اور دیگر شعبوں میں صلاحیت رکھتے ہوں اور جو قوم کے پیسے کو ضائع نہ کریں ان کو قومی سطح پر کام پر لگایا جائے جیسے کہ ترقی یافتہ ممالک میں ہے۔ دوسری گذارش میں یہ کروں گا کہ سرکاری محکموں میں اہلیت اور ایمانداری کا معیار درست ہونا چاہیے۔ ان کو اتنا پیسہ دیں کہ کوئی بھی کسی قسم کی چوری وغیرہ نہ کر سکے کیونکہ تعداد کے بڑھانے سے چوری کا معیار کم نہیں ہو سکتا۔ اگر آفیسر ایماندار ہو تو 20 آفیسرز کی جگہ اپنے طریقہ کار سے کام کر سکتا ہے۔ اسی طرح سے دوسرے مسئلوں کا حل بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے صرف یہ ایک مثال دی ہے۔ ترقیاتی محکمے جو قومی سطح پر ترقیاتی کاموں کی انجام دہی کے سلسلے میں لگے ہوئے ہیں مثلاً ایریگیشن۔ ہائی وے بلڈنگز اور اسی قسم کے دوسرے انتظامی محکمے، وہاں ایمانداری اور قابلیت کا ایک اعلیٰ معیار ہونا چاہیے جس سے انسان کی کوالٹی اور اہلیت کا پتہ لگ سکے۔ تعداد کے بڑھانے میں مسئلوں کا حل نہیں۔ اسی طرح کچھ اور مسائل ہیں۔ ترقیاتی کاموں کے لیے پیسہ رکھا جاتا ہے لیکن جو پسماندہ علاقے ہیں وہاں ٹھیکدار ٹھیکہ نہیں لیتے اور یہ پیسہ دوسری مد میں

خرچ کر دیا جاتا ہے اور وہ علاقے پھر پسماندہ رہ جاتے ہیں ۔ وہ تمام روپیہ حساب کی رو سے خرچ کرنا ہوتا ہے اس لیے وہ اصل اضلاع کی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے تو خرچ نہیں کیا جاتا بلکہ دیگر کاموں پر یعنی ایک ضلع سے دوسرے ضلع کو منتقل کر دیا جاتا ہے اور جس ضلع کے لیے پیسہ رکھا جاتا ہے وہ بدستور پسماندہ رہ جاتا ہے ۔ اس لیے جو رقم کسی پسماندہ ضلع کے لیے رکھی گئی ہے وہ اسی ضلع میں خرچ ہونی چاہیے تاکہ اس ضلع کی پسماندگی دور ہو سکے ۔ اسی طرح کچھ رقوم غلط مدات میں رکھی گئی ہیں مثلاً بہاولنگر کی بجائے وہاں بہاولپور لکھا گیا ہے ۔ یہ صرف کلریکل غلطی ہے اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے اس مد میں اس سال ساٹھ لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ مجھے شک ہے ، خطرہ ہے کہ وہ شاید اگلے سال بھی استعمال نہ ہو ۔ اسی طرح ہمارے ضلع میں کافی سڑکیں تین تین سال سے on going چلی آ رہی ہیں ۔ کوئی ٹھیکہ دار وہاں جا کر ٹھیکہ نہیں لیتا ۔ اسی طرح محترم رؤف صاحب بیان کر رہے تھے ، وہاں لڑکوں کا کالج منظور ہو چکا ہوا ہے ۔ پیسے بھی یقیناً اس کے لیے مختص ہوئے ہوں گے لیکن تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے وہ فنڈ lapse ہوتا ہے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ اگر ہمیں اپنے ملک صوبے کی ترقی اور بقا چاہیے تو ہمیں اپنے ذہن کو اپنی سوچ کو اور اپنی فکر کو اجتماعی اور انسانی اور قومی سطح پر لے جانا ہوگا ۔ اگر ہم نے اس کو انفرادی اور ذاتی حد تک رکھا تو صرف ہم نہیں ، پھر تمام محکمے ، تمام نچلے کی مشینری ، تمام پارٹی کے کارکن تمام لوگوں کی سوچ ذاتی اور خود غرضی کی طرف مائل ہوگی جس کے نتیجے میں ہم ایک قوم نہ رہیں گے ۔ ہم ایک بکھرے ہوئے گھرانے کے افراد اور پتھر ٹکڑے ہوں گے ، ہم قوم کسی صورت نہیں کہلا سکتے ۔ میں ان معروضات کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں ۔ السلام علیکم ۔

مسٹر سپیکر ۔ رانا رب نواز نون ۔ ۔ ۔

Syed Abida Hussain : Point of order.

I would like to bring to your kind notice that some of the honourable members repose on the sofas in the lobby and lady members have to pass through rows of members lying on the sofas which is very unpleasant for them. I would

request you kindly to direct that the members should compose themselves in the lobby as well as in the House as the honourable members should. If that is not possible then I would suggest that arrangements may be made for separate entries whereby the lady members could enter in the House without feeling any embarrassment.

مسٹر سپیکر ۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی یہ بات تمام فاضل اراکین نے ، جو ایوان میں موجود ہیں یا لابی میں موجود ہیں ، سن لی ہوگی اور آئندہ کوئی ایسا موقع نہ آئے گا کہ آپ کو یہ شکایت ہو سکے ۔

رانا رب نواز نون ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر ۔ وزیر خزانہ نے 77-1976ء کا یہ بجٹ پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ واقعی یہ عوامی بجٹ ہے اور اس میں ہر شعبہ زندگی کو آگے بڑھانے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے ۔ اس کے ساتھ ہی عوام پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ بقول کسے :

خالق کا ہے کمال یہ پنجاب کا بجٹ
ٹیکسوں کا بوجھ خلق پر ڈالا نہیں گیا

جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے نہایت نیک نیتی اور دیانت داری سے اس بجٹ کو پیش کیا ہے ۔ اگر وہ چاہتے تو اس بجٹ کو فاضل بجٹ میں بھی تبدیل کر سکتے تھے لیکن انہوں نے نہایت ہی دیانت داری اور نیک نیتی سے اس بجٹ کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اس صوبے کی زرعی معیشت کو بڑھانے کے لیے سب سے زیادہ حصہ زراعت کو دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ مجھ سے پہلے فاضل مقررین نے حکومت پر بہت بحث کی لیکن میں اس مختصر سے وقت میں اپنے علاقے کے مسائل پیش کرنا چاہوں گا ۔ جناب والا ۔ پاکستان بننے سے 1970ء تک ہم حالات کو دیکھتے رہے اور اس کے اتار چڑھاؤ کی طرف توجہ کرتے رہے لیکن ہمیں کہیں بھی روشنی نظر نہ آئی ۔ دسمبر 1971ء میں جب عوامی حکومت کا دور آیا تو ہم بھی اس امید کے تحت یہاں آئے کہ اب ہمارے علاقائی مسائل پوری طرح حل ہوں گے ۔ لیکن مجھے صد ہزارہا افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس بیداری کے دور میں بھی میرے حلقے میں میرا کوئی مطالبہ

منظور ہو کر پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا ۔ جناب والا ۔

طلسم شب نے کوئی رنگ پھر اچھالا ہے
کہاں نمود سحر ہے کہاں اجالا ہے

میں تحصیل لودہراں کے قصبہ کہروڑ پکا سے تعلق رکھتا ہوں ۔ میری خوش قسمتی ہے کہ وفاقی وزیر محترم سید ناصر علی شاہ صاحب رضوی اور پنجاب پیپلز پارٹی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل جناب تاج محمد خان صاحب لنگاہ بار ایٹ لاء بھی اسی قصبے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ چونکہ وہ دونوں صاحبان ملکی اور بین الاقوامی مسائل میں الجھے رہتے ہیں ، اس لیے وہ اپنے علاقائی مسائل کی طرف کم توجہ دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے عوام میرا گریبان پکڑ لیتے ہیں اور میرا محاسبہ کرتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس معاملے میں حق بجانب ہیں ۔ کیونکہ وہ جدھر سے دیکھتے ہیں ، لائل پور کے گھنٹہ گھر کی طرح میں ہی انہیں نظر آتا ہوں ۔ (قہقہے) حالانکہ مجھے ان دونوں حضرات سے کوئی ذاتی مخاصمت نہیں ۔ ہم سب مل کر قائد عوام کا جھنڈا اٹھایا ہوا ہے ۔ چونکہ یہ بحث علاقائی مسائل پر ہو رہی ہے ۔ اس لیے حقائق پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا ۔ امید ہے کہ یہ دونوں صاحبان میری اس گستاخی کو نظر انداز فرما دیں گے ۔ جناب والا ۔ میری سب سے پہلی گذارش یہ ہے ۔ جب میں نے قائد عوام فخر ایشیا کے سامنے یہ کہا کہ جناب والا ، میں کہروڑ پکا حلقے سے منتخب ہو کر آیا ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ آپ اپنے مسائل بتائیں ۔ میں نے کہا کہ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ کہروڑ پکا میں ایک سڑک بھی پکی نہیں تو اس بات پر وہ ہنسنے لگے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ قصبہ تو پکا ہے ، لیکن سڑک کوئی پکی نہیں ۔

رانا رب نواز ۔ ایک سڑک بھی پکی نہیں ۔ انہوں نے اس وقت کے وزیر اعلیٰ کو حکم دیا ۔ چنانچہ انہوں نے کہروڑ پکا تا میلسی ۔ جو اس علاقے کی نہایت اہم سڑک ہے ، کہروڑ پکا کو میلسی اور وہاڑی سے ملاتی ہے ، اس سڑک کو اے ۔ ڈی ۔ پی میں شامل کر لیا اور اس کے لیے 80 لاکھ روپیہ رکھا اور پانچ لاکھ روپیہ 76-1975ء میں لگانا قرار پایا ۔ لیکن مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ متعلقہ حکام اور سڑکوں کے وزیر سے رابطہ

قائم کرنے کے باوجود یہ کام ابھی تک نہیں ہو سکا ۔ میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ دردمندانہ اپیل کروں گا کہ اس سڑک کو پائیہ تکمیل تک پہنچایا جائے اور اسے اس بجٹ میں شامل کر لیا جائے ۔ جناب والا ۔ میرا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ قصبہ کہروڑ پکا ضلع ملتان میں آبادی کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے ۔ اس کی آبادی تقریباً چالیس ہزار افراد پر مشتمل ہے ۔ اس کے ارد گرد گیارہ ہائی سکول ہیں ۔ دو ہائی سکول اسی شہر میں ہیں ۔ میری رائے ہے کہ جو انٹر کالجز تحصیل ہیڈ کوارٹروں میں قائم کیے جا رہے ہیں ان میں سے ایک انٹر کالج بجائے لودھراں کے کہروڑ پکا میں قائم کیا جائے ۔ جناب والا ۔ چونکہ لودھراں بہاول پور سے صرف سات میل کے فاصلے پر ہے اور وہاں پر پہلے ہی بہت سی تعلیمی سہولتیں میسر ہیں ۔ اس لیے اگر یہ انٹر کالج کہروڑ پکا میں قائم کیا جائے تو میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا ۔ جناب والا ۔ اسی ضمن میں ایک اور گذارش ہے ۔ کہروڑ پکا میں ایک اسلامیہ پبلک ہائی سکول تھا جسے حکومت نے نیشنلائز کر لیا ہے ۔ اس کے ساتھ ایک پرائمری حصہ بھی ہے ۔ ان دونوں سکولوں کی عمارتیں نہ ہونے کے برابر ہیں ۔ ان کی طرف بھی توجہ مبذول فرمائی جائے ۔ جناب والا ۔ کہروڑ پکا میں پرانا ہائی سکول 1928ء سے قائم ہے ۔ اس کی عمارت بہت خستہ ہو چکی ۔ علاوہ ازیں وہاں کے لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت ٹیوب ویل کا بور کر لیا ہے ۔ بجلی پہنچ چکی ہے لیکن اس کو ابھی تک میٹر اور کنکشن نہیں ملا ۔ اس کی طرف بھی توجہ فرمائی جائے ۔ جناب والا ۔ میرے حلقہ کی آبادی اڑھائی تین لاکھ افراد پر مشتمل ہے ۔ لیکن وہاں ایک سول ہسپتال ہے جسے اب موجودہ حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے ۔ لیکن نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ جب سے یہ ہسپتال صوبائی تحویل میں آیا ۔ اس کے عملے کو ابھی تک تنخواہیں نہیں ملیں جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ اس کی طرف توجہ مبذول فرمائی جائے ۔ جناب والا ۔ عوامی حکومت کے دور میں کہروڑ پکا میں بجلی پہنچ چکی ہے جس کے لیے میں بے حد ممنون ہوں ۔ لیکن وہاں پر بجلی کے مزید کنکشنوں کے لیے لوگوں کو واپڈا کے دفتر کے چکر لگانا پڑتے ہیں اور اگر یہی عمل اسی طرح جاری رہا تو صدہا سال تک بھی لوگ بجلی سے محروم رہیں گے ۔ جناب والا میں آپ کی خدمت میں پرزور اپیل کرتا ہوں کہ ہمارے اس زرعی علاقے میں ٹیوب ویلوں اور رہائشی مکانوں کے لیے بجلی کی

ترسیل فوری طور پر کرنے کا مناسب انتظام کیا جائے۔ جناب والا ۔ عوامی حکومت کا دوسرا سب سے بڑا کارنامہ جو میرے حلقے میں ہوا ہے وہ ٹیلیفون کا ہے ۔ جناب والا ۔ وہاں پر ٹیلفون لگ چکے ہیں لیکن اس کا انتظام اور نظام ناقص ہے کہ اگر لاہور کال ملانا ہو تو دو دو تین تین دن تک جاتے ہیں ۔ براہ مہربانی اس علاقے کی زرعی اہمیت کے پیش نظر اس ٹیلیفون کے نظام کو خود کار نظام میں بدلا جائے ۔ کھروڑ پکا کی میونسپل کمیٹی پرانی میونسپل کمیٹیوں میں سے ایک ہے لیکن وہاں جو گورنمنٹ کی طرف سے گرانٹ ملتی ہے وہ بہت ہی قلیل ہوتی ہے ۔ یہاں تک کہ ملازمین اور عملے کی تنخواہیں بھی پوری نہیں ہوتیں اور وہ اپنے دفتر کے اخراجات بینکوں سے قرضے لے کر پورا کرتے ہیں اور اپنی تنخواہیں پوری کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس میونسپل کمیٹی کی گرانٹ کو بھی اس کی ضرورت کے پیش نظر اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے میری ایک گذارش ہے کہ جہاں نئے اضلاع قائم ہو رہے ہیں اور بہت سی اصلاحات ہو رہی ہیں وہاں ہمارے علاقے کھروڑ پکا میں بھی ایک مستقل آر ایم دے دیا جائے تاکہ وہاں سستا انصاف مہیا ہو سکے ۔ جناب والا ۔ کھروڑ پکا میں ایک واٹر ورکس کی ٹینکی موجود ہے لیکن اس کا نظام بہت ہی پرانا ہے اور ڈیزل انجنوں سے چلایا جاتا ہے ۔ اس میں صرف پانچ سو کنکشنوں کی گنجائش رکھی گئی ہے جب کہ قصبہ کی ضرورت بارہ سو کنکشنوں تک پہنچ چکی ہے اور وہ درخواستیں ایسے ہی ادھر ادھر پھر رہی ہیں ۔ میری یہ استدعا ہے کہ پانی جو انسان کی سب سے بنیادی ضرورت ہے ، کی بہم رسانی کے لیے ایک نئے واٹر ورکس کے قیام کی منظوری دی جائے ۔ جناب والا ۔ جیسے کہ کل بھی فاضل ممبران نے بحث کی اور آج بھی اس ایوان میں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ گندم کی جو سرکاری قیمت مقرر ہوئی ہے اس ریٹ پر کم از کم جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے میرے حلقہ میں 33 روپے سے زیادہ قیمت پر خریدنے کے لیے کوئی آڑھتی یا کوئی سرکاری ادارہ تیار نہیں ۔ اس کے لیے مناسب انتظام کیا جائے ۔ وہ علاقہ بہت زرخیز ہے ، گندم بہت پیدا ہوتی ہے ، لوگ بدحالی کا شکار ہو ہو رہے ہیں ، وہ کہتے ہیں کہ جب ہمارے پاس گندم ہوتی ہے تو اسے لینے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا اور جب ہم منڈیوں سے لینے جاتے ہیں اس وقت بھاؤ آسمان سے باتیں کر رہے ہوتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ہی میری

بھی گذارش ہے کہ جب ہم کوئی سکیم بنائیں اور جب بھی ہماری پارٹی کوئی سکیم بناتی ہے تو اتنی دیر کے بعد بنائی جاتی جاتی ہے کہ اس کے بعد میں صحیح طور پر کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا ۔ یہ درست ہے کہ ابھی ہمارے پاس پمفلٹ آئے ہیں کہ کپاس کا فلاں بیج اچھا ہے اور فلاں خراب ہے ، اس پر سپرے کرانا چاہیے ۔ یہ ہونا چاہیے ، وہ ہونا چاہیے ۔ لیکن میرے خیال میں یہ کام بہت لیٹ شروع ہوتا ہے اور وہ بھی کاغذی سطح پر ہوتا ہے ۔ اگر ہم یہ پروگرام صحیح وقت پر شروع کریں اور صحیح وقت پر صحیح راہنمائی کی جائے تو اس سے ہم اپنے ملک کی پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھا سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ہماری بہت سی اہم سڑکیں ہیں ۔ کہروڑ پکا چیلے وائین نہایت اہم سڑک ہے اور پھر کہروڑ پکا شاہ پور پھل اور کہروڑ پکا تا بہاول پور براستہ حاصل پور یہ نہایت اہم سڑکیں ہیں ان کی طرف بھی توجہ دی جائے ۔ جناب والا ۔ میں پر امید ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب جناب سپیکر کی وساطت سے میری یہ باتیں غور سے سماعت فرما رہے ہوں گے ۔ یہاں چند لوگوں کو جیسے اجازت ملی ہے کہ انہوں نے پنجابی میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تو آخر میں میں بھی خواجہ فرید کے دو شعروں سے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں ۔

خوش تھی فرید تے شاد ول
ڈکھڑاں کوں ناں کر یار ول
اجو جھوک تھیسی آباد ول
ایہہ نیں نہ واھسی پک منڑیں
(نعرہ ہائے تحسین) شکریہ

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد حنیف نارو ۔

مسٹر محمد حنیف نارو ۔ جناب سپیکر ۔ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو اس ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں یہ روایتی مبارکباد نہیں بلکہ اس کی وجوہات ہیں کہ یہ ایک ترقیاتی اور عوامی بجٹ ہے جس سے عوام پر کوئی بوجھ نہیں پڑا اور نہ ہی کوئی ایسا ٹیکس عاید کیا گیا ہے جس سے عوام براہ راست متاثر ہوتے ہوں ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بجا طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں اور میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ اپوزیشن کی طرف سے ، غیر معقول تو میں نہیں کہہ سکتا ،

بہرحال کوئی معقول قسم کی تنقید نہیں ہوئی اس لیے کہ اپوزیشن نے کوئی متبادل تجاویز پیش نہیں کی ۔ ہر اپوزیشن کا یہ رول ہوتا ہے کہ وہ تعمیری بحث کرتی ہے یا تعمیری تجاویز پیش کرتی ہے لیکن میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہوں گا کہ ہمارے ہاؤس کی اپوزیشن کوئی تعمیری تجاویز پیش نہیں کرتی جس سے ہمارے عوام کی ترقی کے لیے اور صوبے کی تعمیر کے لیے کوئی ٹھوس کیے جا سکیں یا ان کی تجاویز کو سراہا جا سکے ۔ اس طرح مخالف ممبران نے صرف تنقید برائے تنقید اور بحث برائے بحث ہی کی ہے کوئی تعمیری تجاویز انہوں نے پیش نہیں کیں ۔ بہت سے معزز ممبران نے زراعت پر بڑی تنقید کی ہے حالانکہ ان میں سے ایک ممبر خود وزیر زراعت رہ چکے ہیں۔ خود انہوں نے اس وقت جو کارنامے سرانجام دیے تھے اب تک کسان اور زمیندار ان کو کوستے ہیں ۔ بیج کی درآمد کے سلسلے میں انہوں نے جو غلطی کی تھی ، آج بھی لوگ اس غلط بیج کی درآمد پر ان کو کوستے ہیں کہ جو بیج انہوں نے درآمد کیا تھا یا جو پالیسی انہوں نے بنائی تھی وہ کسی طرح بھی عوامی فلاح کے لیے درست نہ تھی ۔ دیگر ممبران نے بھی اس سلسلے میں تنقید کی ہے ۔ جناب والا ۔ وہ ممبران یہ بھول گئے ہیں کہ عوامی حکومت نے جو اصلاحات نافذ کی ہیں وہ کسی طرح بھی اس بات کی غمازی نہیں کرتیں کہ ابتر حالات کے باوجود ، کٹھن مراحل کے باوجود اور بے اطمینانی کی فضا کے باوجود حکومت نے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو نے عوام کے مسائل سے کسی طور پر بھی چشم پوشی کی ہو بلکہ جو باتیں پارٹی نے الیکشن سے قبل منشور میں دی تھیں اور جن وعدوں کا اظہار کیا تھا ان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انتہائی کوششیں کی گئیں ہیں مثلاً سب سے زیادہ جو بات تھی وہ کسانوں اور مزدوروں کے متعلق تھی ۔ ان کی فلاح کے لیے حکومت نے اصلاحات نافذ کیں ، مزدوروں کی فلاح کے لیے قوانین نافذ کیے اور پھر کسانوں کی فلاح کے لیے لینڈ ریفارمز نافذ کیں جن سے ان کی بہبود کے بہت زیادہ کام ہوئے ہیں ۔ اس طرح قانونی اور انتظامی اصلاحات ہوئیں ۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ دیہاتیوں کے لیے کسی حکومت نے بھی کوئی کام نہ کیا تھا ۔ دیہات کے بے کار مزدور ، کسان اور جن کو لوگ کمیں کہتے ہیں جو محنت مزدوری کرکے اپنا گزارہ کرتے ہیں ، ان کے لیے کوئی کام نہ تھا ، وہ بے چارے بیکار پھرتے تھے اور ان سے بیگار لی جاتی تھی جب زمیندار اپنی مرضی سے جب چاہتا ان کے گھروں سے نکال دیتا تھا ۔ وہ

کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو محفوظ محسوس نہ کرتے تھے ۔ انہیں زمینداروں کا نمبرداروں کا ، ممبران کا اور پھنے خان قسم کے لوگوں کا حکم ماننا پڑتا تھا وہ مجبور ہوتے تھے کہ ان کی تمام خواہشات کی تکمیل کریں اور ان کا احترام کریں حالانکہ وہ اس بات پر خوش نہ ہوتے تھے ، انہیں یہ کام مجبوراً کرنا پڑتے تھے ۔ لیکن جناب ذوالفقار علی بھٹو قائد عوام نے غریب عوام کے لیے پانچ مرلے کی سکیم نافذ کی ۔ ان کی اس سکیم کو جاگیردار اور سرمایہ دار پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھتے لیکن عوام کا اس سلسلے میں بہت ہی خوشگوار قسم کا رد عمل ہے ۔ دیہات کے عوام بڑے خوش ہیں کہ ان کی ایک دلی آرزو پوری ہو گئی ہے اور آج وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ فخر کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں گو بہت سا کام ابھی ہونا باقی ہے ۔ وہ بھی انشاءاللہ بہت جلد تکمیل پذیر ہوگا ۔ اس طرح سرداری سسٹم کا خاتمہ کرکے حکومت نے انسان دوستی کا ثبوت دیا ہے ۔ اس سے پہلے کبھی کسی حکومت نے اتنی جرات کا مظاہرہ نہ کیا تھا ، وہ ہمیشہ سرداروں سے بات چیت کرتے تھے ، انہیں سے معاملات طے کرتے تھے ۔ ان کا عوام سے کوئی رابطہ نہ کیا تھا ۔ یہ صرف اس حکومت کا کارنامہ ہے کہ اس نے سرداری سسٹم کو ختم کیا ہے اور عوام کی بھلائی کے لیے بے انتہا کام کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ انسانی وقار بحال کرنے کے سلسلے میں حکومت نے یہ بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس حکومت کی اسلامی خدمات کا تعلق ہے وہ بھی اس حکومت نے بہت زیادہ انجام دی ہیں ۔ مثلاً اسلامی دستور اس ملک میں نافذ کیا گیا ہے اور اس کے بعد بھی بہت سے اقدامات کیے گئے ہیں ۔ اس طرح اسلامی کانفرنس کا انعقاد بھی اس حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ تمام دوست ملکوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا اور ان سے اپنے روابط بڑھائے ۔ اس کے علاوہ سیرت کانفرنسیں بھی منعقد ہوئیں ۔ اس طرح قائدعوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے بہت اچھا پروگرام پیش کیا اور بتایا کہ کس طرح ہمارا مذہب ایک انقلابی مذہب ہے اور کس طرح ہماری تاریخ ایک سنہری تاریخ ہے اور کس طرح امامین یہاں تشریف لائے ۔ انہوں نے مسلمان کے دل موہ لیے اور یہ بھی میں سمجھتا ہوں اسلامی خدمات کے سلسلے میں ایک مثبت قدم تھا ۔ جناب والا ۔ اپوزیشن والوں نے ان تمام باتوں کو نظر انداز کرکے اس پر تنقید کی ہے ۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے کچھ لوگ اپوزیشن سے ہماری پارٹی میں بھی شامل ہوئے ہیں اور

ہماری پارٹی سے ادھر بھی گئے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ ہماری پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر ادھر گئے ہیں وہ سیاسی مرتد ہیں اور اسلام میں مرتد کی سزا قتل رکھی گئی ہے ۔ ان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ حکومت ان کے ساتھ کوئی سختی نہیں کر رہی ، جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس کی سزا انہیں بعض اوقات خود بخود ملی ہے لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے بڑی نرم پالیسی رکھی ہوئی ہے ۔ اتنی سخت پالیسی نہیں رکھی جتنی سخت پالیسی سابقہ حکومتوں کی ہوتی تھی اور اپوزیشن برائے نام ہوتی تھی ۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں بہت بڑی بات ہے کہ وہ یہاں بیٹھ کر تنقید کرتے ہیں حالانکہ ان کو یہ حق نہیں پہنچتا ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کس منہ سے یہاں بیٹھ کر حکومت کے خلاف باتیں کرتے ہیں ۔ حکومت نے اقلیتوں کے سلسلہ میں جو خدمات کی ہے وہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اوپر لانے کے لیے بہت بڑا کام ہے ۔ وہ لوگ مطمئن نہ تھے بلکہ مایوس تھے ، وہ سمجھتے تھے کہ وہ اس ملک کے کاروبار میں شامل نہیں ، نہ سیاسی طور پر ، نہ اقتصادی طور پر اور نہ ہی کسی اور طریقہ سے ۔ لیکن جناب والا ۔ اب جو اقلیتوں کو نمائندگی دی گئی ہے یہ بھی ایک مثبت قدم ہے ، یہ بھی عوامی خدمت ہے ۔ حکومت نے غنڈوں کے خلاف اور سماج دشمن عناصر کے خلاف بھی مہمیں چلائیں ، ان کو کیفر کردار تک پہنچایا ۔ اس طرح عوام کو شر سے محفوظ رکھا اور امن عامہ کی صورت کو بحال کرنے کی کوشش کی ۔ جو لوگ کالا کاروبار کرتے تھے ان کے خلاف بھی حکومت نے کافی کارروائی کی ہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ فحاشی اور بے حیائی کے خلاف حکومت جو کارروائی کر رہی ہے وہ بھی کافی حد تک اطمینان بخش ہے ۔ جناب والا ۔ حکومت نے تعلیم کی مد میں جو رقم رکھی ہے وہ میرے خیال میں صوبائی ضروریات کے لیے کافی ہے ۔ حکومت یہ چاہتی ہے کہ نئی پود کی اچھی طرح سے تربیت کی جائے اور کوئی آدمی بغیر تعلیم کے نہ رہے اور نئی پود پوری طرح علمی لحاظ سے مسلح ہو کر عملی زندگی میں قدم رکھ سکیں اور ملک کی پوری طرح سے خدمت کر سکے ۔ جناب والا ۔ حکومت نے زراعت کے لیے بھی کافی رقم رکھی ہے اور زراعت کے لیے کافی کام کیا ہے ۔ کرم کش ادویات کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے میں سمجھتا ہوں یہ ماڈرن ایگریکلچر کے لیے کافی بڑی خدمت ہے ۔ جناب والا ۔ میں اب اپنے علاقے کے مطالبات کے سلسلے میں بات کرتا ہوں ۔ رحیم یار خان

میں ایک ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ہے ۔ اس کی ترقی کے لیے خاطر خواہ انتظام ہونا چاہیے کیونکہ وہ کافی عرصہ سے قائم ہے اور اچھی تربیت کر رہا ہے لیکن اس کے لیے رقم بہت تھوڑی رکھی گئی ہے اس میں اور ترقی کی ضرورت ہے ۔ اس میں بہت بڑا رقبہ ہے ، بہت بڑی بلڈنگ ہے ، وہاں بڑے اچھے طریقے سے تعلیم جاری ہے اور بچے بھی اس میں خاصی دلچسپی لے رہے ہیں ۔ بعض دفعہ اتنی دقت ہوتی ہے کہ بچوں کو وہاں پر داخلہ تک نہیں ملتا ۔ تو اس سلسلہ میں میں عرض کروں گا کہ اگر اس میں مزید شعبے قائم کیے جائیں تو اس سے علاقے کی ضرورت پوری ہو سکے گی ۔ پچھلے دنوں وہاں غیر ملکی وفود آئے تھے ۔ انہوں نے اس ادارے کی مدد کرنا چاہی تھی لیکن وہ ایسے موسم میں آئے جب شدت کی گرمی پڑ رہی تھی ۔ تو انہوں نے اپنی امداد اس لیے روک لی کہ یہ امداد یہاں خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہیں کر سکے گی ۔ جناب والا ۔ اس پر خصوصی توجہ فرمائی جائے تاکہ اس ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کی ترقی ہو سکے ۔ اس طرح ایگریکلچر انسٹیٹیوٹ بھی وہاں پر موجود ہے ۔ وہاں کافی بچے ہر سال تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ان کو وظیفے بھی دیے جاتے ہیں لیکن جناب والا ۔ اگر وہ ملک کے لیے سود مند ثابت نہیں ہو سکتے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ ان کی ٹریننگ کے لیے کوئی اچھا انتظام کیا جائے اور ان کو اچھے قسم کے زرعی میدان میں بھیجا جائے تاکہ وہ کسانوں کی بہتر طور پر خدمت کر سکیں ۔ جناب والا ۔ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی بات ہوئی ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں پر جو ٹیلے ہیں ان کو برابر کرنے کے لیے ضروری ہے کہ بہاولپور ڈویژن کے لیے بلڈوزر بالخصوص فراہم کیے جائیں تاکہ وہاں زمین کو ہموار کیا جا سکے اور جن لوگوں کو وہ زمین ملے وہ خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں ، وہ اس پر جو بھی محنت کریں اس کا انہیں پورا معاوضہ مل سکے ۔ اس طرح جناب والا ۔ وہاں چولستان کی اراضی کی تقسیم کا مسئلہ ہے ۔ سنا یہ ہے کہ چولستانی باشندوں کو بھی یہ زمین دی جائے گی ۔ تو یہ بہت اچھی سکیم ہے ، قابل تعریف ہے اور قابل تحسین ہے ۔ میں بھی یہ عرض کروں گا کہ یہ زمین انہیں لوگوں کو دی جائے جو کافی عرصہ سے وہاں رہائش پذیر ہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ چولستان کی آبادی اتنی تھوڑی ہے کہ وہ تمام زمین ان کے حصہ میں آنے کے بعد بھی بچ جائے گی ۔ میں سمجھتا ہوں یا چولستانی نہ ہوں ۔ دوسرے مزارعین جن کو بے دخل

کیا جا رہا ہے ان کو بھی وہاں آباد کیا جائے کیونکہ ان کو تجربہ ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ زمین کو کس طرح سے قابل کاشت بنایا جاتا ہے۔ اگر اس کے بعد بھی زمین وافر ہو تو پنجاب کے باقی علاقوں کے لوگوں کو بھی دی جائے۔ اس میں کام نہیں لینا چاہیے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ زمین بے آباد رہے تو رہے لیکن باہر کے لوگ وہاں جا کر کاشت نہ کر سکیں۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ اس قسم کی سوچ نہیں ہونی چاہیے۔ جناب والا۔ رحیم یار خان میں سڑکوں کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی اور اس کا جواز یہ تلاش کیا گیا ہے کہ جو وہاں پر پل تیار ہو رہے ہیں ان کی ترقی کے لیے کافی رقم مختص کر دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ٹھیک نہیں کیونکہ سڑکوں کی رحیم یار خان میں سخت ضرورت اور ان پلوں کی بھی اشد ضرورت ہے اور یہ جو پل بن رہے ہیں یہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے خاص حکم کے تحت بن رہے ہیں۔ جناب والا۔ رحیم یار خان میں سڑکوں کی تعمیر کی طرف توجہ دینا اشد ضروری ہے۔ یہ جواز درست نہیں کہ چونکہ یہ پل تعمیر ہو رہے ہیں اس لیے سڑکوں کے لیے کوئی فنڈز نہیں۔ ایک سڑک ہے جس کا نام ہے جوئے شیر۔ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کس قدر کٹھن راستہ ہے یہ علاقہ چولستان کی طرف واقع ہے۔ اس کی لمبائی 13 میل ہے۔ یہ سڑک بننی انتہائی ضروری ہے۔ اس کی تعمیر کی جائے۔ ہر سال ڈسٹرکٹ اتھارٹی کی طرف سے اس کی تعمیر کی سفارش کی جاتی ہے لیکن اسے ڈیویلپمنٹ پروگرام میں پیش نہیں کیا جاتا۔ یہ بات افسوس ناک ہے۔ جناب والا۔ جب بہاولپور کے حقوق کی بات کی جاتی ہے تو اس میں صرف ضلع بہاولپور کی نمائندگی کو پیش نظر رکھا جاتا ہے حالانکہ بہاولپور ڈویژن میں دو مزید اور اضلاع رحیم یار خان اور بہاولنگر بھی ہیں۔ ان کو یکسر نظر انداز نہ کیا جائے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ بہاولپور کو اس کا حق نہ دیا جائے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ بہاولپور ڈویژن کی بہتری سوچتے وقت اضلاع رحیم یار خان اور بہاولنگر کو بھی شامل کیا جائے۔ ملازمتوں کی تقسیم میں بھی اضلاع رحیم یار خان اور بہاولنگر کو شامل کیا جائے ادنیٰ ملازمتوں اور گریڈ 15 سے کم کی ملازمتوں میں اضلاع رحیم یار خان اور بہاولنگر کے عوام کے لیے سیٹیں مقرر کی جائیں۔ میرا یہ مطالبہ انتہائی شدید ہے کہ ان اضلاع کے ساتھ انصاف کیا جائے۔

شکریہ۔

کنور محمد یاسین خان ۔ جناب والا ۔ اس سالانہ 77 - 1976ء کے بجٹ پر بحث کا آج دوسرا دن ہے ۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے معزز دوستوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ میں حزب اختلاف کے ان معزز اراکین کے خیالات اور ان کی آراء سے اتفاق نہیں کرتا جو یہ فرماتے ہیں کہ 4 سال کے اس عوامی دور میں پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کے قائد نے اپنے وعدوں پر عمل نہیں کیا ۔ میں ان لوگوں کو آپ کی وساطت سے اور پنجاب کے عوام سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چار سال کے عوامی دور میں کونسا ایسا فیلڈ ہے ، کونسی ایسی مد ہے جس میں پاکستان پیپلز پارٹی نے کام نہ کیا ہو ۔ مثلاً زراعت کا مسئلہ ہے زرعی اصلاحات ہوئیں ۔ بغیر معاوضہ کے غریبوں کو زمینیں دی گئیں ۔ چھوٹے مزارعین کو بغیر معاوضہ کے زمینیں دی گئیں اس کے علاوہ کاشتکاروں اور مزارعین میں جتنی آزادی ، جتنا شعور ، جتنا عزت نفس کا احساس پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں پیدا کیا گیا وہ پہلے کبھی نہیں ہوا ۔ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ پہلے الیکشن جو جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے دور میں ہوتے تھے ان میں ان غریبوں کو کوئی پوچھتا تک نہ تھا کہ ان کی کیا رائے ہے بلکہ چند وڈیروں اور جاگیرداروں کے چوہدریوں کے ذریعے ووٹ لیا جاتا تھا اور ان سے رابطہ پیدا کیا جاتا تھا ۔ لیکن قائد عوام کا یہ کارنامہ ہے کہ انہوں نے جو جدوجہد کی اس کے نتیجہ میں عوام میں یہ شعور پیدا ہوا کہ اب ان کو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا ۔ جناب والا ۔ جب ہم اپنے اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے ہمارے لیے کیا کیا ہے ، آپ نے اسمبلی میں تقریر کیوں نہیں کی ۔ آپ نے فلاں مسئلہ پیش کیوں نہیں کیا ہے ؟ اس سے پیشتر عوام یہ بات نہ کرتے تھے ۔ اس وقت صوبائی اور قومی اسمبلی کے اراکین تک ان کی پہنچ نہ تھی ۔ وہ لوگ پانچ سال کے بعد اپنے اپنے ممبران کو دیکھتے تھے جس وقت وہ ان سے ووٹ لینے کے لیے جاتے تھے ۔ جناب والا ۔ ہمیں پتہ ہے ۔ ہمارے علاقہ لودھراں میں اسی طرح سے ووٹ ملتے تھے اور اسی طرح سے ووٹ دیے جاتے تھے ۔ اس لیے یہ قائد عوام ہی کا کارنامہ ہے کہ انہوں نے لوگوں کو شعور بخشا اور اب عوام اپنے حقوق اور اپنے فرائض کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں ۔ کوئی ان کو دھوکا نہیں دے سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ حزب اختلاف کے اراکین نے یہ بات کی ہے کہ لوگ پاکستان پیپلز پارٹی سے متنفر ہیں ۔ قطعی نہیں ، پاکستان پیپلز پارٹی

نے ان کی خدمت کی ہے ۔ ابھی ناصرہ کھوکھر صاحبہ نے فرمایا تھا کہ ہم کسی بات سے بھی عوام سے شرمندہ نہیں ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم جب election compaign پر جائیں گے تو ہمارے پاس اتنی چیزیں ہیں ، ہم نے اتنی اصلاحات کی ہیں کہ کوئی وجہ جواز نہیں ہے کہ ہم ان سے شرمندہ ہوں یا ان سے آنکھ نہ ملا سکیں ۔ اسی طرح سے جناب والا ۔ تعلیمی اصلاحات ۔ لیبر اصلاحات ۔ قانونی اصلاحات اور دیگر اصلاحات ہوئی ہیں اور کونسی ایسی مد ہے ، کونسا ایسا شعبہ ہے کہ جس میں پاکستان پیپلز پارٹی نے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے حکم کے مطابق اصلاحات نہیں کی ہیں ۔ اس کے ساتھ ہی جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں کہ بہت سی باتوں پر تبصرہ ہوا ہے اور بہت سی شکایات کی گئی ہیں ۔ کہیں سڑکوں کا رونا رویا گیا ہے ، کہیں پولیس کا مطالبہ کیا گیا ہے ، کسی نے سکولوں کا مطالبہ کیا ہے ۔ جناب والا۔ بجا طور پر یہ مطالبات جائز ہیں اور یہ پورے ہونے چاہئیں ۔ لیکن میں اس ہاؤس میں فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس پارٹی کے 4 سالہ دور حکومت میں میرے قائد کی زیر نگرانی میرے حلقہ نیابت میں جو کہ نہایت ہی پسماندہ علاقہ ہے جو کہ ریگستان ہے ، جہاں زیر زمین پانی بھی کڑوا ہے ، وہاں پر جو کام ہوئے ہیں وہ صدیوں تک نہ ہو سکتے تھے ۔ کروڑوں روپے کا کام ہوا ہے ۔ میں تھوڑی سی اس کی تفصیل پیش کروں گا ۔ سڑکوں کی مد میں 4 سال کے عرصہ میں دنیا پور تا بستی ملوک 13 میل لمبی metlled road بنائی گئی ہے ۔ دنیا پور تا کروڑ پکا 16 میل لمبی سڑک بنائی گئی ۔ دنیا پور سے آدم واہن براستہ رکن پور سپر پانی وے کا حصہ ہے ۔ وہ سڑک 6 میل بن چکی ہے باقی کام جاری ہے ۔ اس سڑک کے لیے 25 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے ۔ اس طرح سے دنیا پور سے جہانیاں 6 میل مکمل ہے باقی کام جاری ہے ۔ اس سال کے بجٹ میں اس کے لیے 21 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے ۔ وہ سڑک خانیوال سے ملے گی اور خانیوال ، جہانیاں ، دنیا پور اور لودھراں سے ہوتی ہوئی جلالپور جائے گی ۔ اس سے لاہور سے کراچی جانے والے مسافروں کی مسافت 40 میل ہو جائے گی ۔ پہلے انہیں خانیوال ، ملتان سے ہو کر جلالپور جانا پڑتا تھا لیکن اب وہ short cut ہو گیا ہے ۔ اب دنیا پور سے لودھراں ہوتے ہوئے 40 میل کی مسافت کم ہو جائے گی ، ٹریفک کا وقت بھی کم ہو جائے گا ، ہمارے اس پسماندہ

علاقے کے تمام دیہات جو اب تک ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے ، تمام کے تمام مین روڈ پر آ جائیں گے اور ٹریفک بھی ادھر منتقل ہو جائے گی۔ جناب والا یہ تمام کام قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی کوشش سے ہوا ہے ۔ اس سے پہلے ہمارے علاقے کو کبھی کسی نے اتنی نوازشات سے نہ نوازا تھا ۔ اس کے لیے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ ایک سڑک پیپلز ورکس پروگرام کے تحت دنیا پور تا ملتان براستہ ٹھٹھہ پاؤلیاں 5 میل مکمل ہوئی ہے ۔ یعنی پانچ mettled roads دنیا پور سے مکمل ہوئی ہیں ۔ پرائم منسٹر جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں ۔ اس سے پہلے ایک پکی اینٹ اور ایک سڑک بھی نہ بنی تھی کیونکہ وہاں کے جاگیردار اور بڑے لوگوں کا اس میں ہاتھ تھا ۔ وہ عوام کی خدمت نہ کرتے تھے بلکہ وہ اپنی خدمت کرتے تھے ۔ اس کے بعد دوسری بات ہسپتالوں کے متعلق ہے ۔ دنیا پور میں 1970ء سے پہلے ایک رورل ڈسپنسری تھی جو ڈسٹرکٹ کونسل کے تحویل میں تھی جس کا سالانہ بجٹ دو ۔ تین یا چار ہزار سے زیادہ نہ ہوتا تھا اب وہاں پر رورل ہیلتھ سنٹر بن گیا ہے اور 36 کمروں کا بہترین ہسپتال ہے ۔ اس کے تحت تین سب سنٹرز بنائے گئے ہیں اور پچاس ہزار روپے صرف ہیلتھ سنٹر کے لیے رکھے گئے ہیں ۔ وہاں پر لوگوں کو ادویات اور تمام سہولتیں ملتی ہیں ۔ جناب والا ۔ اس طریقے سے یہ چار ہسپتال مکمل ہو چکے ہیں اور میرے حلقہ نیابت میں بھی ایک ہیلتھ سنٹر بنایا گیا ہے جو مکمل ہو چکا ہے اور اس نے کام شروع کر دیا ہے ۔ وہاں پر پچاس ہزار روپے سالانہ کا بجٹ ہے اور اس کے تحت تین سب سنٹر محکمہ ہیلتھ نے بنائے ہیں ۔ اس طریقے سے آٹھ ۔ نو ہسپتال اس چار سال کے عرصہ میں وہاں پر بنائے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے ۔ میں اور میرے حلقہ نیابت کے عوام قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔

جناب والا ۔ وہاں کا زیر زمین پانی کڑوا ہے ۔ شہر کی سہولت کے لیے نہر کا پانی فلٹر کرنے کے بعد سپلائی کیا جائے گا ۔ یہ انیس لاکھ روپے کا منصوبہ ہے اور اس کا میں ساڑھے چھ لاکھ روپے مزید اس واٹر ورکس کو دیے گئے ہیں ۔

جناب والا ۔ اسی طرح اور بھی بہت ساری باتیں ہیں جو میں عرض کرنی چاہتا تھا ، جن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے جیسے پسماندہ علاقے کی پاکستان

پیپلز پارٹی نے کتنی زیادہ خدمت کی ہے اور عوام کو کتنا زیادہ فائدہ پہنچایا ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ کچھ ضروریات ایسی ہیں جو ابھی پوری ہونا باقی ہیں ۔ مثلاً کالج کی بات ہے ۔ رب نواز نون صاحب میرے ہی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں دنیا پور سے تعلق رکھتا ہوں اور وہ کہروڑ پکا سے تعلق رکھتے ہیں ۔ انہوں نے کالج کی بات کی ہے کہ کہروڑ پکا کو کالج ملنا چاہیے ۔ جناب والا ۔ اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ کہروڑ پکا میری تحصیل کا سب سے بڑا ٹاؤن ہے لیکن ایک بات میں ان کی خدمت میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ انہوں نے ایک بات صحیح نہیں کی ۔ وہ بات یہ ہے کہ سید ناصر رضوی صاحب ، جو ہمارے ایم ۔ این ۔ اے ۔ ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں اور اس وقت سنٹرل منسٹر بھی ہیں ، وہ اور لنگاہ صاحب آپس میں ہی الجھے رہتے ہیں اور وہاں کے مقامی مسائل میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے ۔ جناب والا ۔ میں اس کی تردید کرتا ہوں ۔ ناصر رضوی صاحب نہایت ہی شریف انسان ہیں اور ہم ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر چلتے ہیں ، کبھی ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہوا ۔ وہ میرے ایم ۔ این ۔ اے ہیں اور میں ان کا ایم ۔ پی ۔ اے ہوں ۔ جتنے بھی اجتماعی کام ہوتے ہیں ہم مل جل کر کرتے ہیں اور بھائیوں کی طرح کرتے ہیں ۔ وہ ہر کام میں دلچسپی لیتے ہیں ۔ یہ بات قطعی طور پر ہر غلط ہے جناب والا ۔ جہاں تک رب نواز صاحب کا تعلق ہے وہ ہماری پارٹی کے نمائندے ہیں ۔ ان سے بھی ہمارا کوئی اختلاف نہیں ۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ۔ جناب والا ۔ کالج کے بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ ہم دنیا پور کے لیے بھی کالج کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور مطالبہ کرنا ہمارا حق ہے ۔ جناب والا ۔ میں دنیا پور کے لیے عرض کروں گا کہ اگر مہربانی ہو سکے تو وہاں پر بھی ایک کالج بنا دیا جائے کیونکہ وہاں پر بھی بہت سارے ہائی سکول ہیں ۔

جناب والا ۔ اس سے پہلے مجھے ہائی سکولوں کی بات یاد نہیں رہی ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ دنیا پور میرا حلقہ نیابت ہے ۔ وہاں پر آٹھ مڈل سکولوں کو اس چار سالہ دور میں اپ گریڈ کرکے ہائی سکول بنا دیا گیا مڈل سکول اور پرائمری سکول تو بہت تعداد میں ہیں ۔ دوسری بات دنیا پور میں خلہ منڈی کی سکیم پارٹیشن سے پہلے کی چل رہی ہے ۔ وہاں پر سائٹ

سیلیکٹ ہو چکی تھی ، سرکاری سکیم موقع پر موجود ہے اور اس کی تمام چیزیں مکمل ہو چکی ہیں ، لیکن وہ ابھی تک سرخ فیتے کی شکار ہو رہی ہے ۔ وہاں پر زمین بھی ہے قبضے کا کوئی مسئلہ نہیں ۔ سرکاری لینڈ ہے اور گورنمنٹ نے اس کو ایک محکمہ سے دوسرے محکمہ کو منتقل کرنا ہے ۔ جناب والا ۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ براہ کرم دنیا پور میں غلہ منڈی فوری طور پر بنائی جائے ۔

تیسری میری گزارش یہ ہے کہ میرے حلقہ نیابت میں زیادہ تر زمین کالونی لینڈ ہے ، سرکاری اراضی ہے ۔ وہاں پر چھوٹے چھوٹے کاشتکار ہیں جو بیچارے پچاس پچاس سال سے اور چالیس چالیس سال سے ان زمینوں کو کاشت کرتے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کبھی اسلام آباد کی سکیم آ گئی تو وہ سب کچھ ختم ہو گیا اور وہ زمین ان غریبوں سے چھین کر اسلام آباد کے متاثرین کو دے دی گئی ، کبھی گوجرانوالہ چھاؤنی کی سکیم آ گئی ، کبھی اور کوئی سکیم آ گئی ۔ ٹھیک ہے یہ ان کو ملنی چاہیے ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت نہیں کرتا لیکن جو لوگ وہاں پر صدیوں سے رہ رہے ہیں ان لوگوں نے زمینیں کاشت کیں ، انہوں نے بنجروں کو صاف کیا ، وہ اب بھی tenant چلے آ رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میری یہ گزارش ہے کہ سینکڑوں ایکڑ سرکاری زمین جو ابھی تک گورنمنٹ کے ریکارڈ میں بقایا پڑی ہے وہ ان لوگوں کو دے دی جائے جو لوگ وہاں پر قابض ہیں اور جو کاشت کرتے ہیں وہی لوگ اس کے مستحق ہیں اور یہ ان کا حق ہے ۔ جناب والا ۔ ان کو خدا کے لیے مستقل حقوق دیے جائیں تاکہ وہ بھی اچھی زندگی گزار سکیں ۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ ایک سڑک دنیا پور سے براستہ ماجے کوٹلہ میلسی کو جاتی ہے ۔ یہ کوئی 27 میل کا ٹکڑا ہے ۔ وہاں پر کوئی ریلوے لائن نہیں ، لوگوں کو بڑی تکلیف ہے ۔ لوگ اپنی اجناس منڈیوں تک نہیں پہنچا سکتے ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کی اس تکلیف کو دور کیا جائے اور اس سڑک کو بجٹ میں شامل کیا جائے ۔ ایک اور سڑک دنیا پور تا ملتان براستہ ٹھٹھہ ہاؤلیاں ہے ۔ یہ سڑک پانچ میل پیپلز ورکس پروگرام کے تحت دنیا پور سائڈ سے مکمل ہے اور سات میل ملتان سائڈ سے مکمل ہے ۔ یہ سڑک تین تحصیلوں کو ملاتی ہے اور اس کی وجہ سے دنیا پور اور ملتان کا راستہ صرف چوبیس میل رہ جاتا ہے اب ہم چالیس میل کا فاصلہ طے کرتے ہیں ۔

تو براہ کرم اس سڑک کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ ان گزارشات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ راجہ محمد الفضل خان۔

راجہ محمد الفضل خان۔ جناب سپیکر۔ موجودہ میزانیہ 77 - 1976ء زیر بحث ہے اس سے پہلے کہ میں اس پر بحث کروں حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی تقریر پر مجھے ایک شعر یاد آ گیا جو میں ترمیم کے ساتھ پیش کرتا ہوں کہ:

غالب کا ہے انداز بیان ادھر اور آدھر اور۔

جناب والا۔ جہاں تک حاجی صاحب کے تقریر کرنے کا انداز ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وکالت مظلوم کی بھی کر سکتے ہیں اور ظالم کی بھی۔ جناب والا۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ موجودہ حکومت کے دور میں پیداوار میں جو اضافہ ہوا ہے یہ نشاندہی کرتا ہے کہ خدا کی رضا بھی ان کے ساتھ ہے اس لیے کہ وہ موجودہ حکومت کے ساتھ زیادہ مل چکے ہیں۔ لیکن انہوں نے دوسرے انداز سے نہیں دیکھا کہ جب لوگوں نے فیصلہ کیا کہ اس حکومت کو برسر اقتدار لانا ہے تو سب سے پہلے مشرقی پاکستان کا المیہ ہوا۔ اس کے چار پانچ سال کے اندر ہم نے سیلابوں اور زلزلوں اور تباہیوں کا مقابلہ کیا۔ جناب والا۔ کیا اس وقت یہ نہ کہا جا سکتا تھا کہ خدا موجودہ حکومت سے ناراض تھا۔ جناب والا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کچھ تبدیلیاں آنے والی ہیں یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہماری ڈھٹائی پر اس حد تک بیزار ہو چکے ہیں کہ انہوں نے اب یہ سوچا کہ وعدہ تو انسان کو عزت دینے کا کیا ہے لیکن چلو یہ نہیں سمجھتے تو نہ سمجھیں میں ان کو عزت دیتا ہی چلا جاؤں۔

جناب والا۔ آج پنجاب کا بجٹ زیر بحث ہے۔ وہ عظیم صوبہ جس کی اکثریت سے کسی کو اختلاف نہیں، جہاں منتظمین سب سے اعلیٰ ہیں، جہاں کے کسان اور جہاں کے مزدور قابل فخر ہیں اور جہاں کی فوج عظیم ہے، اس صوبے کی قربانیوں سے کسی کو انحراف نہیں اور یہاں ہزاروں ماؤں نے اس ملک کے دفاع کے لیے اور اس ملک کی بقا کے لیے اپنی گودیں خالی کیں لیکن آج ہم اس صوبے میں دیکھ رہے ہیں کہ قیادت کا فقدان ہے۔ اس صوبے کو اس مقام پر لے جایا جا چکا ہے جہاں یہ اکثریت میں ہونے کے باوجود قومی

سطح پر قیادت حاصل نہیں کر سکتا ۔ جناب والا ۔ دفعہ 144 مسلسل نافذ کی گئی ہے ۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ اس صوبے کے عوام کو اس حد تک محروم کیا جائے کہ یہ ایسی قیادت نہ ابھار سکیں جو اس قوم کی باگ دوڑ سنبھال سکے ۔ جناب والا ۔ آپ ظاہرہ طور پر دیکھ رہے ہیں کہ کل جو وزیر تھے وہ آج اسیر ہیں اور جو آج کے وزیر ہیں وہ کل اسیر ہوں گے ۔ جناب والا ۔ یہ پنجاب کی بد نصیبی ہے کہ اس طرح سے ایک اکثریتی پارٹی کے وزیر بھی کل اسیر بن جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ جو ہم نے حالات دیکھے ، جو ہم نے اس دور کے کارنامے دیکھے ہیں وہ یہی ہیں ۔ پہلا یہ کہ انہوں نے کام کرنا تھا ، انتظامیہ نے وزراء نے سب نے مل کر اس ملک کی ترقی اور عوام کی خوشحالی کے لیے اپنا دن رات اس ملک میں صرف کرنا تھا تاکہ عوام اور ملک ترقی کرے ۔ لیکن جناب والا ۔ موجودہ حکومت نے انتخاب جیتنے کے بعد جس وقت اقتدار حاصل کیا تو کام کرنے کی بجائے انتظامیہ ، پولیس اور اپنے وزراء اور تمام قومی وسائل کو اپنے آئندہ الیکشن کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا ۔ جناب والا ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ موجودہ حکومت تمام انتظامیہ کو اپنے لیے استعمال کر رہی ہے ۔ پولیس کو عوام کو کچلنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے ۔ جو بھی قیادت ابھرتی ہے ، چاہے حزب اختلاف سے چاہے حزب اقتدار سے عوام کو فوراً کچلنے کا بندوبست کیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ پنجاب کی بد نصیبی ہے کہ یہاں پر زیادہ تر لوگ ایسے ہی ملتے ہیں جنہوں نے ماضی میں انگریزوں کے ساتھ مل کر ان کو ڈیڑھ سو سال قوت بخشی کہ وہ عوام پر حکومت کر سکیں اور آج بھی وہ لوگ تیزی سے اس جماعت کی طرف جا رہے ہیں ۔ اگر ان کی تاریخ آپ دیکھیں تو واضح طور پر وہ ورق کھل کر سامنے آ جائیں گے کہ ان لوگوں کے مربعے جائیدادیں اور نوابیاں صرف اس لیے تھیں کہ انہوں نے انگریز کے ساتھ مل کر پنجاب ، پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو حکومت سے دستبردار کیا تھا جناب والا ۔ دوسرا کارنامہ موجودہ حکومت کے سامنے ہے وہ قانون سازی ہے ۔ قانون سازی اس انداز سے کی گئی ہے کہ حزب مخالف یا ان کی مخالفت کرنے والوں کے لیے زمین ، زر اور زندگی تنگ کر دی جائے ۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ جتنے بھی قوانین بنائے گئے ہیں ان کا مقصد صرف تین اصولوں کے گرد گھومتا ہے ۔ یا تو غداری کا الزام لگایا گیا یا کسی پر ڈی ۔ پی ۔ آر لگا دی گئی یا ان میں سے کچھ قتل کر دیے گئے ۔ کچھ پر مقدمے قائم کیے گئے اور کچھ

لوگ جو اس ملک کی قیادت سنبھالنا چاہتے تھے ، پس پردہ چلے گئے ۔ تاریخ گواہ ہے کہ ایسے زمانے میں جب بھی کسی حکومت میں ایسے مظالم ہوئے جب بھی تاریخ اسلام میں ایسے مظالم ہوئے تو حکومتوں نے ایسے ہی قوانین بنائے اور اسی طرح سے تنظیموں کو عوام کے خلاف استعمال کیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ نہ کہیں کہ اسلام میں بھی ایسے واقعات ہوئے بلکہ یہ کہیں کہ مسلمانوں کے دور میں ایسے واقعات ہوئے ۔

Don't include Islam.

واجد علی الفضل خان ۔ جناب والا ۔ مسلمانوں کے دور میں بھی ایسے مظالم ہوئے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آل نبیؐ کے ساتھ بھی گنے چنے آدمی نکلے تھے ۔ آج ہم آپ کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان حالات میں لوگ گنہگار ہو چکے ہیں اور ان لوگوں کا حکومت کے ساتھ لاکھوں کی تعداد میں ملنا انہی حالات کی عکاسی کرتا ہے جو اس دور میں اس قوم نے دیکھے تھے ۔ جناب والا ۔ صوبہ پنجاب کے لیے بے انتہا منصوبے بنائے گئے ہیں ۔ ان کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ یہ یقینی بات ہے کہ الفاظ میں ، تحریروں میں اور اخباروں میں ہم نے بہت منصوبے دیکھے اور وعدے بھی دیکھے ، لیکن ہوا یہ ہے کہ جب بھی دولت کی تقسیم کا وقت آیا تو ہم نے بندر بانٹ کا طریقہ دیکھا ، ایک طرف منصوبہ بنایا جاتا ہے ۔ جب بھی کسی ضلع میں یا کسی صوبے میں کوئی فیکٹری لگتی ہے تو وزیر اعظم صاحب کہتے ہیں کہ آج اس فیکٹری کا افتتاح ہے ، پنجاب میں چھ فیکٹریاں لگیں گی ۔ لیکن افسوس ہوتا ہے کہ چار سال گزر جاتے ہیں اور ان میں سے ایک فیکٹری بھی وجود میں نہیں آتی ۔ ہسپتال بھی بنتے ہیں ، میڈیکل کالج بھی بنتے ہیں ، مختلف ادارے بھی بنتے ہیں ، خوبصورت شہر بھی بنتے ہیں ، سٹیشن بھی ایئر کنڈیشنڈ بنتے ہیں ۔ لیکن پنجاب کی ضرورت پوری نہیں کی جاتی اور پنجاب کو اس معیار پر نہیں لیا جاتا جس معیار پر پنجاب نے پاکستان کے لیے قربانیاں دی ہیں ، یہ سب ہماری بے حسی کا نتیجہ ہے ۔ جناب والا ۔ ہمارے اراکین اور ہمارے نمائندوں کی دوڑ صرف وزارتوں اور عہدوں تک رہ چکی ہے ۔ اس کا وزن ان کے لیے اتنا بھاری ہو چکا ہے کہ وہ محسوس کرتے ہیں اور اس وزن کے نیچے اتنے دب گئے ہیں کہ اپنا حق مانگنے سے قاصر ہیں ۔ یہ وعدہ بھی پورا نہیں کروا سکتے ، جب وزیر اعظم وعدہ کرتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ وزیر اعظم کو کہیں کہ اس کو پورا کریں ۔ جس طرح ایک سال کے اندر ایک صوبے میں 23 کروڑ روپے کی لاگت سے فیکٹری لگ سکتی ہے ۔

اسی طرح اس صوبے کا حق تھا کہ چھ فیکٹریاں یہاں پر اتنے عرصے میں، دو سال میں یا تین سال میں لگ جاتیں۔ لیکن آج ہم سنتے ہیں کہ ایک وزیر پنجاب کی شوگر فیکٹری کے لیے loan لینے کے لیے چلے گئے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ جب ہماری باری آتی ہے تو مشینری کے لیے loan ہمیں بیرونی ملک سے لینا پڑتا ہے اور جب دوسروں کی باری آتی ہے تو یہ پنجاب کے اندر جو ہیوی انجینرنگ کمپلیکس کام کر رہا ہے اس سے حاصل کی جاتی ہے۔ یہ کمپلیکس دوسروں کے لیے بلکہ سب کے لیے مشینری بنا رہا ہے۔ لیکن اپنے صوبے پنجاب کے لیے نہیں بنا رہا۔ یہ نا انصافیاں ہیں اور ان نا انصافیوں کی وجہ سے ہم نے ایک تلخ تجربہ کیا ہے۔ یہ ایک ایسی سیاست ہے جس کا تجربہ ہم ماضی میں کر چکے ہیں۔ ہم نے اس ملک کے حالات دیکھے، ہم نے تباہی دیکھی، ہم نے اس ملک میں صوبائی تعصب دیکھا، ہم نے ایک بڑے صوبے کو علیحدہ ہوتے دیکھا، ہم نے اسلام آباد بنتے دیکھا اور ہم نے ان تخریبی سیاستدانوں کو اسلام آباد کے حوالے سے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرتے دیکھا۔ آج وہی حالات دوبارہ اسی سیاست کے ذریعے پیدا کیے جا رہے ہیں۔ خاموشی کا یہ مطلب نہیں کہ لوگوں کے دلوں میں اس بات کا احساس نہیں، لوگ احساس کرتے ہیں۔ لوگوں کی مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے لیکن ریڈیو، ٹیلیویژن اور اخباروں میں تشہیر کی جاتی ہے جس سے لوگوں کے دلوں میں نفرت بھر رہی ہے۔ کوئی بھی طالع آزما اس بات کو لے کر صوبائی تعصب کا ایک تماشا کھیل سکتا ہے۔ جناب والا۔ یہ آپ کے سامنے ظاہر ہے کہ ماضی میں الیکشن ہوئے اور ایک طویل آمریت کے بعد قوم کو انتخابات کا موقع ملا۔ لیکن الیکشن کا وقت اتنا کم تھا کہ موجودہ وزیر اعظم صاحب پیپلز پارٹی کا مشن لے کر مشرقی پاکستان نہ جا سکے۔ یعنی ڈیڑھ سال کا وقت اتنا کم تھا کہ یہاں پر جو صوبے تھے وہاں تک وہ اپنے کام کو محدود کر کے مشکل سے ختم کر سکے۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی پاکستان میں ایک علیحدہ قیادت ابھری اور مغربی پاکستان میں علیحدہ قیادت ابھری۔ وہ قیادت اپنے عوام کو لے چلی اور ادھر کی قیادت نے اپنے عوام کو ساتھ لے کر اس ملک کے دو ٹکڑے کر دیے۔ لیکن آج پھر وہی ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے۔ پانچ سال مسلسل اس ملک میں قومی سطح پر قیادت ابھرنے کے

راستے بند کر دیے گئے ۔ الیکشن کے لیے اتنا تھوڑا وقت دیا گیا ہے کہ لوگ اپنے اپنے علاقوں میں مشکل سے اپنی علاقائی اور صوبائی قیادت کو ابھار سکیں اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ کچھ صوبوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو کہ اپنے علاقے تک محدود ہیں اور اپنے صوبے سے باہر نہیں نکلے ، ان کو یہ موقع فراہم کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنی قیادت صوبائی سطح پر ابھار کر اس ملک میں انتشار پیدا کریں ۔

Mr. Speaker : The time is extended by five minutes.

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ ہم ان غلط اصولوں کی اور اس غلط تقریبی سیاست کی پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں کہ یہ حالات ملک کے لیے بڑے سنگین ہیں ۔ ایک ٹیم مقرر کی گئی ہے جو کہ statistics رپورٹ بناتی ہے کہ کسی صوبے کی قیادت اگر ملک کو فراہم کی جائے تو ملک میں استحکام اور خوشحالی آ سکتی ہے اور ملک بھی نہیں ٹوٹ سکتا ۔ حکومت کی اس ٹیم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر پنجاب قومی سطح کی قیادت کو سنبھالے گا تو پاکستان میں استحکام آئے گا ۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ آج پنجاب کے عوام کو اپنے صوبے کی قیادت کو چن کر پنجاب سے باہر بھیجنے کی اجازت نہیں دی جاتی ؟ دفعہ 144 کے ذریعے ایک سازش کے تحت تمام راستے بند کر دیے گئے ہیں ۔ کچھ وزراء اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ اور جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بھی کئی تقاریر میں فرمایا ہے کہ ہم مساوات محمدی قائم کریں گے ۔ مساوات محمدی وہی لوگ قائم کر سکتے ہیں جن کے پاس تین بنیادی اصول ہوں ۔ اخلاق ، انصاف اور اعتدال ، وہ لوگ جو مساوات محمدی کا نام لے کر جام اپنے لبوں پر لگاتے ہیں اور ظلم کرتے ہیں اور قرعوئیت کے کٹہرے میں جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں وہ ملک میں مساوات محمدی نہیں لا سکتے ۔ ان کے سامنے ہماری مثال موجود ہے ۔ جس طریقے سے اس ملک میں محلات بنے ، عیاشی کے مراکز بنے ، استحصال ہوئے ، قوم بھوکی مری ۔ پانچ سال سے ہم استحصال دیکھ رہے ہیں ۔ اگر جھنڈیوں کا ہی ٹھیکہ لگایا جائے ، اگر بسوں کے کرایوں کا ٹھیکہ لگایا جائے ، اگر گیٹوں کا اور ان میناروں کا ٹھیکہ لگایا جائے تو یہ کروڑوں روپوں تک پہنچ جاتا ہے ۔ اور ادھر دیکھیے کہ وہ نبیؐ جس کا ہم نام لیتے ہیں ، جس نبیؐ کی شان

کسی سے کم نہیں وہ دو جہان کے بادشاہ جب مکہ فتح کرتے ہیں تو عجز کا اتنا عظیم مظاہرہ کرتے ہیں جو ایک تاریخی حقیقت بن جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ تمام حالات ہمارے سامنے ہیں ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کس طرح سے اس قوم کو سزا دی ۔ بابر کا حلف بھی ہمارے سامنے ہے ۔ جس وقت بابر نے حلف اٹھایا اور توبہ کی تو خدا کی رضا کے ساتھ اس مغلیہ خاندان نے چار سو سال تک اس توبہ کا فیض اٹھایا ۔ آج بھی وہ حالات ہمارے سامنے موجود ہیں ۔ مساوات محمدی کے دعوے کے باوجود یہ بڑی بڑی کاریں قبول کرتے ہیں ، موٹروں کے بغیر یہ چل نہیں سکتے ، ان کی کاروں کے آگے پولیس کی تنظیمیں چاہئیں اور سیاست میں ان کا یہ مقام ہے کہ آج یہ وزیر ہیں ، ہو سکتا ہے کل فقیر ہو جائیں ۔ اس لیے ان کو چاہیے کہ پہلے اپنی عادات کو صحیح کریں :

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

آپ عمل کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ۔ اس ملک میں بڑی عجیب بات ہے ۔ ہم نے دیکھا کہ ٹریبیونل کو اتنے اختیارات دے دیے گئے اور عدلیہ کو غیر مؤثر بنا دیا گیا ۔ ان کا یہ وعدہ تھا کہ عدلیہ انتظامیہ سے الگ ہوگی ۔ لیکن اس سے پہلے عدلیہ کو غیر مؤثر بنانے کے منصوبے بنا لیے گئے ۔ اس لیے میں آپ سے کہتا ہوں کہ جب کسی ملک میں مخالفین کے بولنے پر پابندی لگا دی جاتی ہے ، کسی انسان پر تمام غلط الزامات لگا دیے جاتے ہیں اور اس کی اتنی بڑی سزا رکھی جاتی ہے جو قاتلانہ حملہ کرنے کے برابر ہو تو ان حالات میں حکمران جماعت کو غلط کام کرنے کی ترغیب ملتی ہے ۔ جو حالات یہاں پیدا کیے جا رہے ہیں ، قانون کو توڑا جا رہا ہے اور اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے ملک میں کالے قانون نافذ کیے جا رہے ہیں اس کے نتائج نہایت خطرناک اور سنگین ہو سکتے ہیں ۔ اب میں تعلیمی پالیسی اور دوسرے منصوبوں پر گزارشات کروں گا ۔ جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے بڑے دعوے کیے جا رہے ہیں کہ ہم نے میڈیکل کے طلباء کے لیے 1800 سیٹیں بڑھا دیں ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اس صوبے میں 1800 سیٹیں بھی کم ہیں ، یہاں 4500 سیٹیں ہونی چاہئیں ۔ آپ کو فخر نہیں ہونا چاہیے ، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ پنجاب کے عوام نے ہر میدان میں سب سے زیادہ قربانی دی ہے اور دیتے ہیں ۔ پنجاب کے حقوق سب سے زیادہ ہونے چاہئیں ۔ پنجاب نے سندھ

میں جا کر کاشتکاری سکھائی ۔ اس لیے لازم ہے کہ صوبائی تعصب ، اور اختلافات ختم ہوں اور آپس میں ہم آہنگی پیدا ہو ۔ اس کے لیے لازم ہے کہ سیٹوں کی تقسیم قومی سطح پر ہو اور پنجاب ، سرحد ، سندھ اور ہر جگہ آبادی کے لحاظ سے سیٹوں کی تقسیم ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ چاہتے ہیں کہ آئین میں ترمیم ہو اور یہ محکمے فیڈرل حکومت کے پاس چلے جائیں ؟

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ سندھ ، پنجاب اور سرحد کی تمام 3600 سیٹیں ہیں ۔ اس لحاظ سے پنجاب کو تیسرا حصہ ملے گا ۔ جہاں تک گراس نیشنل پراڈکس کا تعلق ہے وہ 40 ارب 20 کروڑ روپے ہے ۔ یہ آمدنی تمام ملک کی ہے جس کی آبادی سات کروڑ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وقت میں پانچ منٹ کی توسیع کی جاتی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ اور اس میں 19 ارب 97 کروڑ 85 لاکھ روپے ٹیکس لگائے گئے ہیں ۔ یہ صرف فیڈرل ٹیکس ہیں ۔ اگر تخمینہ لگایا جائے تو یہ ٹیکس فی خاندان ، جو پانچ افراد پر مشتمل ہو اور جس کی آمدنی 2775 روپے ہو ۔ 13750 ہے ۔ اس کے علاوہ 1350 روپے صوبائی ٹیکس ابھی موجود ہیں ۔ یہ اعداد و شمار ہزاروں تک پہنچ جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم ٹیکس نہیں لگائے جب کہ مرکز نے ٹیکسوں کی بھرمار کر رکھی ہے ۔ اس میں کوئی گنجائش موجود نہیں ، اس پر کوئی داد فریاد نہیں کرتے کہ ان کا خرچ کس طریقے سے اور کس انداز سے ہو رہا ہے ۔ ایک صوبے میں اس حد تک ترقی ہو رہی ہے اور اتنے منصوبے تیار کیے جا رہے ہیں کہ کسی ایک صوبے کے تمام منصوبوں کو اکٹھا کیا جائے تو اس صوبے کے ایک منصوبہ کے برابر بنتے ہیں ۔ یہ صاف طور پر ناانصافی ہے ۔ اس کا رد عمل صوبائی تعصب کی شکل اختیار کر جائے گا ۔ میرا علاقہ اس چیز کا شاہد ہے ۔ وہ علاقہ جس نے موجودہ صدر مملکت کو 27 سال سے منتخب کیا ہے ، جہاں لوگوں نے بے انداز قربانیاں دی ہیں ۔ آج اس علاقے میں جا کر دیکھیں کہ پانچ سال پہلے جو حالات تھے ، آج اس سے بھی زیادہ ابتر ہو چکے ہیں ۔ کسی ایک گاؤں کے سکول کی چھت نہیں ، تمام سکول کے

ٹوٹ چکی ہیں اور شہر کے راستے سے گاؤں کٹ چکے ہیں ۔ لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ یہ چیز یا تو میرے لیے سزا کی موجب ہے یا صدر مملکت کے لیے ، پتا نہیں اس میں کیا راز ہے ۔ میں اپنے تارکین وطن کی طرف آتا ہوں جو موجودہ پاکستان اور پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں ۔ وہ آج بڑی تعداد میں اس ملک کے لیے زرمبادلہ کما رہے ہیں اور اس ملک کے منصوبوں اور معیشت کو بہتر بنانے کے لیے کوشش کر رہے ہیں ، وہ ملک کی ترقی کے منصوبوں کے لیے پیسہ فراہم کر رہے ہیں ۔ اس حکومت نے ابھی تک نہیں سوچا کہ وہ لوگ جب وطن آئیں گے تو یہاں کیا کریں گے ۔ یہاں ان کے لیے فیکٹریاں تک نہیں لگائی گئیں ۔ اس لیے یہ لازمی ہے کہ اس انداز سے سوچا جائے تاکہ وہ واپس آئیں اور کام کر سکیں اور اس پنجاب کو خوشحال بنانے میں کامیاب ہو سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان منتوی ہوتا ہے ۔ شام کا اجلاس ساڑھے چار بجے ہوگا ۔

(اجلاس کی کارروائی چار بجکر 56 منٹ پر زیر صدارت مسٹر سپیکر شروع ہوئی)

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری غلام احمد باجوہ ۔

چوھدری غلام احمد باجوہ ۔ جناب سپیکر ۔ ایہہ بڑی خوشی دی گل اے کہ سال دے بعد تساں نے یاد کیتا اے ، کئی آدمیاں نے ایس بجٹ دی تعریف کیتی اے ۔ میں جمعہ والے دن تے ہفتے والے دن اپنے علاقے دے وچ ساں اور میرے علاقے دے لوکاں نے وی ایس بجٹ دی بڑی تعریف کیتی اے اور انہاں نے نال ای ایہہ گل کئی سی کہ وزیر خزانہ صاحب نوں ساڈی طرفوں بھی مبارک باد دینا کیونکہ ایہہ جیہڑا بجٹ اے ایس دے وچ قومی ترقی ، ملک دی ترقی اور صوبے دی ترقی لئی کافی پیسے رکھے نیں ۔ باقی گزارش ایہہ وے کہ میں اپنے علاقے دی تشریح وچ زیادہ نئیں جانا چاہندا ہاں ۔

جناب والا ۔ میرے علاقے دے مسائل ایہہ نیں کہ گیارہ لکھ بارہ ہزار اک سو اکتیس روپے اینہاں چار سالاں دے وچ پیوز ورکس پروگرام دے اوتے لگے نیں ۔ میری گزارش ایہہ وے کہ جیہڑیاں سکیماں شروع کیتیاں گئیاں سن اوہ ساریاں ادھوریاں رہ گئیاں نیں ۔ ایس لئی جناب والا ۔ میں ایہہ

گزارش کراں گا کہ انہاں ساریاں سکیاں نوں مکمل کیتا جاوے ۔

جناب والا ۔ میری دوسری گزارش ایہہ وے کہ پچھلے سال میں ایس ایوان دے وچ گزارش کیتی سی کہ تحصیل سرگودھا دے وچ پانی بڑا ای کوڑا اے ۔ ہر علاقے دے ممبر نے اپنے اپنے علاقے دی مشکلاں بیان کیتیاں نیں اور اوہ ظاہر ایس طریقے نال کردے نیں کہ انہاں دا علاقہ بڑا ای بیک ورڈ علاقہ اے ۔ جناب والا ۔ مینوں اج تک ایہہ سمجھ نئیں آئی کہ بیک ورڈ علاقہ کس نوں آکھدے نیں ۔ بیک ورڈ علاقے اسیں زمیندار لوک اوہ سمجھدے ہاں کہ جیہڑیاں زمیناں دے وچ کوئی فصل نہ ہووے ، پانی کوڑا ہووے ۔ جناب والا ۔ ایسے علاقے نوں اسیں بیک ورڈ آکھدے ہاں ۔ ہاں میں دیکھیا ایہہ وے کہ تحصیل خوشاب ، کیمبلپور ، میانوالی ، جھنگ تے بہاولپور دے ممبر ایہہ آکھدے نیں کہ انہاں دے علاقے بڑے بیک ورڈ نیں ۔ جناب والا ۔ گجرانوالہ ، گجرات ، جہلم ، راولپنڈی ، کیمبل پور تے میانوالی دے علاقیاں وچ میں پھر کے دیکھیا اے کہ اینان دے وچ کوئی وی کچا مکان نئیں اور کوئی وی کچی سڑک نئیں ۔ جناب والا ۔ میں تے اوس تحصیل دی گل کراں ہاں جیہڑی تحصیل وچ میری رہائش اے ۔ جناب والا ۔ تحصیل سرگودھا دے وچ میں دیکھیا اے کہ تقریباً 5 فیصدی بجلی اے ، 5 فیصدی سڑکاں نیں اور ایس علاقے دے وچ شہر نوں یا اک دوسرے دے پنڈ نوں جاندا کوئی ذریعہ نیں اور آمد و رفت دا کوئی سہارا نئیں ۔ جناب سپیکر ۔ میں بڑی خوشامد تے منت دے نال ہاؤس دی خدمت وچ عرض کراں گا کہ جیہڑا تحصیل سرگودھا دا ہاجوث علاقہ اے ۔ اک تاں اوہ علاقہ سیم زدہ کافی اے دوسرے اوتھے کوئی شے پیدا نئیں ہوندی کیوں جے سیم نے اوہ علاقہ تباہ کر دتا اے ۔ اوتھے کپاہ دا اگنا بالکل ختم ہوگیا اے ۔ ساڈا زمینداراں دا ایہو اک ذریعہ ہوندا سی جیندے نال زمیندار چار پیسے کما سکدے سی ۔ جناب سپیکر ۔ میں نہایت عاجزانہ طور تے ایس ہاؤس اگے گزارش کراں گا کہ ایس ہاؤس وچوں کوئی چار آدمی مقرر کرلو جیہڑے جا کے ایہہ ویکھن کہ ہاجوث علاقے دیاں کی کی تکلیفاں نیں یا ہاجوث علاقہ کہندے کس نوں نیں ۔ میں ایہہ گزارش کراں گا کہ اک تاں ایس ہاؤس وچ بیٹھیاں میں ایہہ ویکھیا اے کہ جیہڑے آدمی دا پتہ پیا اے یا جیہڑے آدمی دا

سنٹر حکومت نال رابطہ قائم ہو سکیا اے انہاں لوکاں اک اک ضلع وچ چار چار پنج پنج شوگر ملاں لیاں نیں ۔ تحصیل سرگودھا وچ اک ایسا حصہ اے جیہڑا سیم زدہ اے ۔ میں پہلاں وی گزارش کیتی سی کہ ایس علاقے وچ کپاہ دی فصل قطعاً نئیں ہو سکدی ۔ ایتھے ست سالاں توں لیکے اج تکر کپاہ دی فصل نئیں ہو سکی ۔ براہ مہربانی ساڈے واسطے کجھ کیتا جاوے ۔ پچھلے سال وی جناب وزیر اعظم صاحب دی خدمت وچ ایہہ عرض کیتی سی کہ ساڈے علاقے شاہینہ آباد وچ اک شوگر مل دے دیو ۔ میں ایہہ ویکھیا اے کہ گوجرہ دے علاقے وچ ، سمندری دے علاقے وچ ، کالیہ دے علاقے وچ یعنی دو تحصیلاں وچ ترائے (تین) شوگر ملاں دتیاں گیاں نیں ۔ سانوں ایہہ گل گوارا نئیں کہ تحصیل سرگودھا دے وچ وی شوگر مل لگا دتی جاوے ۔ تحصیل سرگودھا نوں گورنمنٹ نیں انجے سمجھیا اے جیویں سوتیلی ماں اپنے سوتیلے بچیاں نال سلوک کر دی اے ۔

جناب سپیکر ۔ میں پچھلے سال وی گذارش کیتی سی کہ ہر پنڈ وچ پانی کوڑا اے ۔ شہر سرگودہا توں ٹر کے سلاں والی تک دا علاقہ تے 46 بھاگتاں والے علاقے سارا سیم زدہ اے ۔ ایس علاقے دا پانی اتنا ناقص اے کہ جیندے پین نال لوکاں دے اتے بڑا برا اثر پیندا اے ۔ میں گذارش کیتی سی کہ ایس بیلٹ وچوں ہر پنڈ واسطے چار چار پنج پنج ہزار روپیہ دتا جاوے تاں جے ہر پنڈ وچ پکے تلاب بن سکن ، تاں جے نہری پانی انہاں تلاباں وچ جمع کیتا جاوے تے لوک اوہ پانی پین واسطے استعمال کر سکن لیکن میری اوس منت تے خوشامد دا کوئی اثر نئین ہویا ۔ کسے پنڈ نوں ، دساں نوں (10) ، پندراں نوں (15) یا ویہاں نوں (20) کوئی پیسے دے دتے جاندے جنہاں پیساں نال پکے تلاب بن جاندے تے لوکاں نوں ایہہ سہارا ہو جاندا تے اوہ لوک نہری پانی پی کے اپنی صحت نوں صحیح رکھ سکدے ۔ جناب سپیکر ۔ جیہڑا سیم زدہ علاقہ اے اوتھے رہن دا یا پیٹھن دا کوئی بندوبست نئیں ہو سکدا ۔ پانی پیوے تاں بندہ بیمار ہو جاندا اے ۔ فصل اچ نئیں ہوندی تسیں اوس علاقے وچ جاکے پھر کے ویکھو تے تہانوں پتہ لگ جاوے گا کہ اگر اک پنڈ توں کسے بیمار آدمی نوں لیکے شہر لوں جانا ہووے تاں کوئی پکا ذریعہ نئیں ۔ جے کوئی پکی سڑک ہووے تے اوہ لوک آسانی دے نال اپنے مریض نوں شہر لے جا سکن ۔ جناب

سپیکر ۔ سلاں والی سرگودھا سڑک اتے گورنمنٹ نیں ورلڈ فوڈ پروگرام دے تحت کجھ مٹی پائی سی ، پر اوہ اجے وی ادھوری پئی ہوئی اے ۔ مہربانی کر کے ایہہ سڑک سلاں والی توں سرگودھے تک پکی کیتی جاوے ۔ باقی گذارش ایہ وے کہ تحصیل سرگودھے دے وچ تن یا چار ہیلتھ سنٹر بنیں نیں ۔ جناب سپیکر ۔ اسیں وی حق اکھنیں آں تے محکمہ صحت کولوں ایہ امید رکھنیں آں کہ کجھ نہ کجھ ساڈے علاقے وچ وی ہسپتال بنا دتے جان تاں جے اوتھوں دے غریب لوکاں لوں آپو اپنے علاقیاں دے وچ لیڑے تھاں علاج دیاں سہولتاں مل سکن ۔ جناب سپیکر ۔ باقی گذارش ایہ وے کہ ٹاؤن کمیٹیاں دا دو میل دا ایریا تے میونسپل کمیٹیاں دا پنج میل دا جیہڑا ایریا اتے اوتھے سبزیاں دی بڑی کاشت ہوندی اے تے شہر دے عام لوک سبزیاں وی کاشت کر دے نیں ۔ لیکن سبزیاں واسطے پانی نئیں دتا گیا جدوں کہ باگاں نوں پانی دتا جاندا اے ۔ میں گذارش کرناں واں کہ مہربانی کر کے جس طراں باگاں دا پانی ودھا دتا جاندا اے اوسے طراں سبزیاں دا وی پانی ودھایا جاوے تاں جے سبزیاں دی کاشت لوک زیادہ کر سکن ۔

جناب سپیکر ۔ ہن میں ایہ عرض کراں گا کہ ساڈی صوبائی حکومت نے ایہ اعلان کیتا اے کہ ہر تحصیل نوں اک کالج دیاں گے ۔ تحصیل سرگودھا دا رقبہ ہوندے دو سو میل دی لمبائی وچ اے تے ایس علاقے وچ کوئی کالج نئیں ، ناں لڑکیاں دا تے ناں ای لڑکیاں دا ۔ ایس واسطے میں منت نے خوشامد کرناں واں کہ مہربانی کر کے ساڈی ایس تحصیل سرگودھے دے وچ شاہینہ آباد یا سلاں والی یا چوکی بھاگٹ یا چک 46 شمالی دے وچ اک لڑکیاں دا تے اک لڑکیاں دا کالج دتا جاوے ۔ میں پہلاں وی عرض کیتی سی کہ سرگودہا شہر توں ویہہ ویہہ (20) ۔ تریہہ تریہہ ۔ (30) چالی چالی (40) ۔ سٹھ سٹھ (60) میل دور جیہڑا علاقہ اے اوتھوں دے غریب لوک شہر وچ رہائش نئیں رکھ سکدے ۔ ناں او غریب لوک ہوٹلاں دا خرچ کر سکدے نیں ناں ای شہر وچ روز آجا سکدے نیں تے ناں ای انہاں کول سوائے ریل دے روز دے آن جان دی کوئی ہور سہولت اے ۔ لیکن بچیاں ریل وچ رش ہون کر کے سفر نئیں کر سکدیاں ۔ جناب عالی مہربانی کر کے سلاں والی وچ کالج دتا جاوے ، بھاگٹاں وچ دتا جاوے تے اک چک 46 شمالی وچ دتا جاوے تاں

جے انہاں دی آبادی سب توں زیادہ اے ۔ تحصیل سرگودھے دی جیہڑی آبادی اے اوہ باقی تناں (3) تحصیلاں نالوں زیادہ اے ۔ تسیں ایس سلسلے وچ بے شک مردم شماری کڈھا کے ویکھ لو ۔ ایس واسطے آبادی دے لحاظ نال ساڈا حق بندا اے کہ اسیں ایتھوں واسطے شوگر مل وی لوے ۔ اسیں کالج وی لوے ۔ ایس واسطے ایہ حکومت دی ذمہ داری بندی اے کہ ایس علاقے وچ شوگر مل دتی جاوے ۔ تسیں جا کے ویکھ لو کہ ساڈے ایس علاقے وچ زمینداراں دی کی حالت اے ۔ رامے گورنمنٹ دے زمانے وچ جدوں وزیراعظم صاحب سرگودہا گئے سن ، تے میں نہایت منت تے خوشامد کردیاں ہویاں انہاں دی خدمت وچ عرض کیتی سی کہ جناب مہربانی کرو تے ساڈوں ایس تحصیل سرگودھے دے وچ اک شوگر مل دے جاؤ ۔ اسیں زمیندار طبقہ کپاہ دی فصل توں بالکل محروم ہو گئے ہاں کیوں جے کپاہ دی فصل ساڈے سیم زدہ علاقے وچ نئیں ہوندی ۔ رامے صاحب نیں آکھیا کہ میں سمندری دے وچ بیٹھا آں ، میں کالیے دے وچ بیٹھا واں ۔ میں ٹوبے دے وچ بیٹھا واں ۔ میں آکھیا جناب جیہڑی ٹوبے والی یا کالیے والی مل اے اوہ جھنگ تو گنا حاصل کر سکدی اے ۔ ساڈے ایس علاقے دے وچ مہربانی کر کے شوگر مل دے دیو لیکن بد قسمتی نال اتفاق ایہ ہویا کہ رامے صاحب نہ منے ۔ ایس واسطے وزیر اعظم صاحب وی مجبور ہو کے نئیں کر سکدے سی ۔ بعد وچ تن چار 3/4 واری ملاقات وی ہوئی تے خوشامد وی کیتی گئی لیکن ہن میں سارے باؤس توں ایہ خوشامد کرناں واں ، منت کرناں واں کہ ایہ سفارش کیتی جاوے کہ تحصیل سرگودھا دے وچ اک شوگر مل ضرور لگنی چاہی دی اے ۔ باقی گذارش ایہ وے کہ تحصیل سرگودھے وچ بڑا گنا پیدا ہوندا اے ۔ ڈاکٹر بلال شاہ صاحب نال آکھدے نیں کہ انہاں دی تحصیل شاہ پور وچ گنا بڑا پیدا ہوندا اے لیکن تحصیل شاہ پور دا گنا تے بھلوال وی جا سکدا اے تے جوہر آباد وی جا سکدا اے لیکن ساڈی تحصیل سرگودھے دا گنا بھلوال نئیں جا سکدا کیوں جے بھلوال سرگودھے توں کافی دور پیندا اے ۔ تے ایتھوں جوہر آباد وی کافی دور پیندا اے ۔ دوسری بد قسمتی ایہ وے کہ جناں وی شوگر کین دا پیسہ اے جیہڑا کہ انہاں ملاں توں حاصل ہوندا اے اوہ انہاں ای تحصیلاں دے اندر ڈویلپمنٹ تے خرچ کیتا جاندا اے لیکن ساڈی تحصیل سرگودھا وچ قطعاً شوگر کین دا پیسہ خرچ نئیں کیتا جاندا ۔ ایس واسطے میں دو چار واری منت

وی کیتی اے کہ مہربانی کر کے ساڈا وی حق بندا اے کیوں جے گنا تحصیل سرگودھا توں کافی جالدا اے ۔ ایس واسطے مہربانی کر کے ایس علاقے وچ کوئی ڈویلپمنٹ ہونی چاہی دی اے ۔ باقی جناب گذارش ایہ وے کہ میں اک توں چیز ویکھی اے کہ رائے ونڈ توں کوٹ رادھا کشن اک لوہی سڑک نکل رہی اے میں کل سنیا اے اپنے علاقے دے آدمی کولوں جیہڑا کہ اوتھوں لنگ رہیا سی ، کہ اوتھے اک مسجد بنی ہوئی سی جیہڑی کہ بن شہید کر دتی گئی اے ، تے اوتھوں سڑک لنگائی گئی اے ۔ کیا ایسا کوئی اسلامی قانون اے کہ مسجداں توں شہید کر کے اوتھوں سڑکاں لنگایاں جان ۔ کیا ایہ مسلمانی حکومت نئیں ؟ مہربانی کر کے ایس گل دا پورا پورا تدارک کیتا جاوے کیوں جے اوس علاقے دے لوکاں توں ایس گل دا بڑا افسوس اے ۔ ایس واسطے ایس سڑک توں مسجد دے اتوں ولا مار کے بنایا جاوے تاں جے مسجد دی تھاں بچ جاوے ۔ اگر یہ محکمہ ہائی وے کوں اے یا جیہڑے وی محکمے نے ایہ سڑک بنائی اے اوس توں آکھیا جاوے کہ اوہ سڑک مسجد دے اتوں بنان تے اوس شہید شدہ مسجد توں دوبارہ تعمیر کر کے دین ۔

جناب ۔ بن میں اپنے پنڈ دی تھوڑی جئی گل کرناں واں کہ میں ایس سلسلے وچ جناب وزیر اعظم دی خدمت وچ منت کیتی سی ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : The House is called to order please.

چوہدری غلام احمد باجوہ ۔ جناب والا ۔ میں ایہ عرض کر رہیا ساں کہ میں جناب وزیر اعظم توں منت کیتی سی کہ اسیں چڑیا گھر دی طرف تلاب دا پانی پی رہے آں یعنی نہر دا پانی تلاب وچ پایا گیا اے تے اوس تلاب وچوں اسیں لوک پانی پی رہے آں ۔ بد قسمتی نال شہر سرگودھے دا پانی جیہڑا سی ، 79 شمالی والے پاسے میونسپل کمیٹی نے اوہدا رخ پھیر دتا اے تے ہر تھاں دے اتے تے ہر بنے دے اتے گندہ پانی آون لگ پیا اے ۔ ایہ چار سال دی گل اے ساڈیاں جوان بچیاں رات توں نہر توں پانی لین جاندیاں نیں جیہڑا اسیں پینیں ہاں ۔ ایس سلسلے وچ میں جناب بھٹو صاحب توں وی اپیل کیتی سی تے انہاں نیں مہربانی کر کے ساڈے علاقے دے وچ واٹر سپلائی سکیم شروع کرن دا حکم دیتا سی ۔ ایس سکیم نوں تقریباً ساڑھے چار لکھ روپے دا تخمینہ بن گیا سی ۔ میرے علاقے وچ بارہ ہزار اک سو اکتیس روہلے لوک

ہیاز ورکس پروگرام دے تحت خرچ ہوئے نیں تے تمام سکیماں نا مکمل نیں مہربانی کر کے مزید رقم دیتی جاوے تاکہ ایہ سکیماں مکمل ہو جاون میری اپیل اے کہ ساڈی میونسپل کمیٹی نوں اور ٹاؤن کمیٹیاں نوں پانی سپلائی کرن دا انتظام کیتا جاوے ، ایس پانی نال سبزیاں وی زیادہ اگ سکدیاں نیں ۔

جناب والا ۔ جس طرح ریل گڈی وچ چار درجے ہوندے نیں ایسے طرح ہر گل وچ چار درجے بنا دیتے گئے نیں مثلاً شہراں وچ چوٹی دا کوٹھہ فی کس اک میر اے ، تے قصبیاں وچ بارہ چھٹانک ، پنڈاں وچ 8 چھٹانک اے تے ایس توں وی گھٹ درجے دے پنڈاں وچ ایہ کوٹھہ چار چھٹانک ایہہ جیدے وچ ساڈا شہار وی ہوندا اے ۔ میں گذارش کراں گا کہ اسی طرح افسراں دے وی چار درجے رکھے جاون ۔ پہلے درجے دی تنخواہ دو ہزار ۔ دوسرے درجے دی پندرہ سو تیسرے درجے دی اک ہزار تے چوتھے درجے دی پنج سو روپے ماہوار مقرر کیتی جاوے جیدے نال غریب ملازم وی اپنے بال بچے دا پیٹ پال سکن ۔ چھوٹے کولوں چھوٹے ملازم دی تنخواہ پنج سو روپے ہوئے ۔ وڈے ملازماں نوں کاراں تے کوٹھیاں تے دوسریاں سہولتاں مل جاندیاں نیں اک ویری فیر میں وزیر خزانہ دی خدمت وچ التماس کراں گا کہ ساڈیاں نامکمل سکیماں نوں مکمل کرن دے لئی مزید رقم دیتی جاوے ۔ چک 19 شمالی دے لئی اک ہائی سکول منظور کیتا گیا اے پر اوہدی چار دیواری نئیں ۔ ایس لئی ایس اسکول دی چار دیواری لئی رقم دیتی جاوے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ کرنل راجہ جمیل اللہ خان ۔

کرنل راجہ جمیل اللہ خان ۔ جناب والا ۔ 77 - 1976ء کے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے ۔ پنجاب اسمبلی میں جو نئے مالی سال کا بجٹ پیش کیا گیا ہے ، میں کسی جھجھک اور تامل کے بغیر کہوں گا کہ یہ مجموعی طور پر متوازن اور قابل تحسین بجٹ ہے ۔ دس ارب روپے کے اس ریکارڈ بجٹ کا خوشگوار پہلو یہ ہے کہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ جناب والا ۔ حزب اختلاف کے معزز اراکین اس پر وزیر خزانہ کو مبارک نہ دیتے تنقید ان کا حق ہے اور جمہوریت کا تقاضہ بھی یہی ہے ۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ماسوائے چند اراکین کے ، حزب اختلاف کے دوسرے اراکین نے بجٹ سے ہٹ کر ذاتیات اور ملکی سیاست کو ملوث کیا ہے ۔ یہاں تک کہ قائد عوام ، جن کا وہ کل تک فخر سے نام لیتے تھے اور گن گاتے تھے ، انہیں بھی نہیں

بخشا ۔ میرے چند معزز اراکین حزب اختلاف اور خاص کر ایک قابل احترام رکن نے پیپلز پارٹی پر اپنے منشور سے منحرف ہونے کا الزام لگایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ پیپلز پارٹی اپنے دعووں سے منحرف ہو گئی ہے ۔ جناب والا ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ گزشتہ چند سالوں میں پارٹی نے تعلیم ، زراعت، مواصلات ، لیبر اور دوسرے شعبوں میں قابل تحسین اصلاحات کی ہیں اور وہ بھی مشکل حالات اور قلیل عرصے میں ، خاص کر اپنی پارٹی کے اندر جو اختلافات تھے کہ کچھ حضرات بظاہر کچھ تھے اور باطن میں کچھ تھے ۔ گزشتہ سال بجٹ پر جو بحث ہوئی تھی اس کا ریکارڈ اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو وہ بھی اس کی شہادت دے گا ۔ اب اہل پنجاب نے ان کے کھانے اور دکھانے کے دانت دیکھ لیے ہیں ۔ یہ اختلافات پارٹی کے اندر تھے اور خاص طور پر بنگلہ دیش کے المیہ کے بعد جو معاشی اور اقتصادی حالات تھے اور جو پاکستانی قوم کا ماریل تھا ، ان سب کے ہوتے ہوئے صرف اسلامی ممالک ہی نہیں بلکہ سب دنیا نے تسلیم کیا اور پاکستان میں اسلامی سمٹ ہوئی ۔ سیکورٹی کونسل کا الیکشن اس کا شاہد ہے ۔ جناب والا ۔ قائد عوام پر الزام لگایا گیا ہے کہ confrontation کی بجائے انہوں نے lubmission کی پالیسی اختیار کر لی ۔ اگر یہ سچ ہوتا تو پھر وہ مغربی پاکستان کی کھوئی ہوئی ہزاروں میل زمین واپس حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوتے ۔ ویٹ نام اور کوریا میں جنگ بند ہوئی ۔ لیکن ابھی تک جنگی قیدی واپس نہیں ہوئے ۔ قائد عوام نے ہمارے جنگی قیدیوں کو پہلے رہا کرایا اور کھوئی ہوئی زمین کو واپس لیا ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ قیدی تو واپس آ ہی جاتے ۔

کرنل راجہ جمیل اللہ خان ۔ وقت کے ساتھ ساتھ اور اقتصادی اور معاشی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے سیاست بدلتی رہتی ہے ۔ چین ، امریکہ ، روس اور اسی طرح اور بھی مثالیں ہیں ۔ لیکن میرا خیال ہے کہ شاید انہوں نے قائد عوام کی تقاریر نہیں سنیں جو انہوں نے کوریا اور شمالی کوریا کے متعلق کی تھیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے بتایا جائے کہ کیا خارجہ پالیسی پر اس ایوان میں بحث ہو سکتی ہے ؟ یہ

وزیر خزانہ ۔ نہیں ہو گی، میں اپنے ساتھیوں کو روک دیتا ہوں ۔

کرنل راجہ جمیل اللہ خان ۔ اچھا میں خارجہ امور کا ذکر نہیں کرتا ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب میں نے صرف وضاحت چاہی تھی ، میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں ۔

کرنل راجہ جمیل اللہ خان ۔ اگر آپ میرا احترام کرتے ہیں تو میں بھی آپ کا بے حد احترام کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : Just a reference may be justified. This is not a discussion on the foreign policy.

کرنل راجہ جمیل اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ٹھیک ہے میں اس کو چھوڑتا ہوں ۔ یہاں شادمان کالونی کا ذکر آیا ہے اور دوسری جگہوں کا بھی آیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر یہ اعتراض تھا کہ بہت سی چیزیں فیڈرل قانون سازی میں آتی ہیں ۔ لیجسلیشن میں تو زیر بحث فارن پالیسی آ سکتی ہے ۔ یہاں تو جنرل بجٹ ہے ۔ اس کے ریفرنس میں اگر کوئی بات ہو سکتی ہے تو ٹھیک ہے ، اس کے ریفرنس میں اگر کوئی بات نہیں ہو سکتی تو It is proper not to discuss it here.

کرنل راجہ جمیل اللہ خان ۔ یہاں شادمان اور شاد باغ کالونیوں کا بھی ذکر آیا ۔ اس میں سولہ سو کنال سکیم کے پلاٹوں ، دوسرے غریبوں کے پلاٹ یا پانچ مرلے سکیم کا ذکر نہ کیا گیا ۔ زار روس ، بابائے سوشلزم اور لینن کا بھی ذکر ہے ۔ اگر ٹھنڈے دل سے دیکھا جائے تو عین ممکن ہے کہ اس وقت کے لینن جس نے شادمان میں پلاٹ دیے ہیں ، یا وہ لینن جو کہ آج پیر کے حضور جا کر اپنے کردار اور اپنی کئی سالوں کی سوچوں اور افکار سے تائب ہو رہا ہے، معافی مانگ رہا ہے ۔ اس کا ہاتھ ہو یا زار پنجاب کا ہاتھ ہو ۔ لیکن میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ موجودہ حکومت کا شادمان میں پلاٹ دینے میں کوئی ہاتھ نہیں ۔ جناب والا ۔ اس قلیل عرصے میں جتنے رفاہی کام کیے گئے ہیں ، under developed ممالک میں اس کی مثال نہیں ملتی ۔ گاؤں گاؤں میں بجلی مہیا کی گئی ہے ۔ کم از کم میں اپنے ضلع کے متعلق تصدیق کر سکتا ہوں کہ کئی وہ گاؤں جو سالہا سال سے ترستے تھے ، وہاں

بھی بجلی پہنچ چکی ہے ۔ ضلعوں میں سڑکیں اور پل بنائے گئے ہیں جس سے صرف آمد و رفت میں ہی سہولت نہیں ہوئی ، بلکہ اجناس کو منڈیوں میں لے جانے میں بھی سہولت ہوئی ہے ۔ گاؤں میں سکول ، شہروں میں ٹیکنیکل کالج اور دوسرے کالج کھولے گئے ۔ گاؤں میں ڈسپنسریاں اور تحصیلوں میں ہسپتال کھولے گئے ۔ یہ تمام کام قابل تحسین ہیں ۔ ان کے لیے اس بجٹ میں بھی پیسہ رکھا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنے علاقے کے چند مسائل بیان کرنا چاہتا ہوں جن کے بارے میں خاص طور پر میں چاہوں گا کہ وزیر خزانہ ان پر دھیان دیں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ چار سال سے کوشش تھی کہ وزیر آباد شہر میں لڑکیوں کا کالج کھولا جائے ۔ لڑکیوں کا کالج تو وہاں کھل گیا ہے ، لیکن سرکاری عمارت نہیں ۔ وہ کالج ایک کرائے کی عمارت میں ہے ۔ مجھے امید ہے کہ عنقریب عمارت بھی تعمیر کر دی جائے گی اور لڑکوں کا کالج ڈگری کر دیا جائے گا ۔ دوسرے وہاں غریب عوام کو ایک تکلیف ہے ۔ زرعی قرضے جو ان کو ٹریکٹر خریدنے کے لیے ملتے ہیں اگر وہ "نئیٹ" کے لیے مانگتے ہیں تو "نئیٹ" کی قیمت 56 ہزار 4 سو ہے ۔ لیکن جب وہ خریدنے جاتے ہیں تو انہیں "میسی" دیا جاتا ہے ۔ اس وقت ایسے کئی غریب کسان 'میسی' کے پرمٹ لیے پھر رہے ہیں ۔ لیکن وہ چھ سات ہزار روپیہ فالتو نہیں دے سکتے ۔ کیونکہ اس وقت 'نئیٹ' تو مل نہیں رہا ۔ یا تو جو پرمٹ انہیں جاری کیے گئے اور بنکوں سے جو قرضے دیے گئے ، ان پر سود لاگو نہ ہو ، ان کا سود معاف کر کے پرمٹ واپس کیے جائیں یا سود معاف کر کے جب 'نئیٹ' آئے تو انہیں وہ دیے جائیں کیونکہ وہ غریب آدمی چھ سات ہزار کہیں سے مہیا نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ۔ میرے علاقے بجوات سے لے کر قادر آباد ، بلکہ حافظ آباد تحصیل تک ، نیچے والے تو سیلاب سے نالاں ہوتے ہیں لیکن بجوات اور وزیر آباد سب سے پہلے اس کی زد میں آتے ہیں ۔ صرف ایک ہری پور بند یہاں ریلوے والوں نے تعمیر کیا ہے ۔ ایک لوہری والا بند پاکستان بننے سے پہلے تھا ، لیکن ریلوے والوں نے اسے dis own کر دیا ہے اور اس کی تعمیر نہیں کی گئی ۔ اب کئی کروڑ روپے ان پشتوں اور بندوں کی تعمیر کے لیے مختص کیے گئے ہیں ۔ میری درخواست ہے کہ

چونکہ اس دفعہ بارشیں اتنی ہو رہی ہیں کہ سیلاب آنے کا خطرہ ہے ، اس لیے لوہری والا بند کی فوری تعمیر کی جائے ۔ ایک پل جس کے لیے کھلی کچہری میں قائد عوام نے درخواست منظور کی تھی کہ پلکھو نالے کے اوپر سوہدرہ کے قریب بنایا جائے گا اور قائد عوام نے دس ہزار روپیہ بھی دیا تھا ، اس کے لیے سروے کیا جائے ۔ آج تک وہ پل تعمیر نہیں ہوا ، نہ اس کا کوئی نقشہ بنا ہے اور نہ ہی اس کے لیے احکام جاری ہوئے ہیں ۔ سیلاب کی وجہ سے لوگ اپنی اجناس ، اپنے بچے ، اپنی چیزیں اور مال و جان وہاں سے نکال کر لے جا سکتے ہیں ۔ اس لیے اس پل پر فوری دھیان دیا جائے جناب والا ۔ سیلاب اور جنگ کی وجہ سے وزیر آباد شہر کی حالت بہت خستہ ہے ۔ بڑے بڑے شہروں کو کروڑوں روپے دیے گئے ہیں ۔ کمیٹیوں کے لیے بھی روپے مختص کیے گئے ہیں ۔ میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ وزیر آباد پر بھی رحم کیا جائے ۔ وہ خود وہاں تشریف لائیں اور شہر کی حالت دیکھیں ۔ جس شہر سے آٹھ آٹھ دس دس فٹ پانی گزر چکا ہو ، اس کے مکانوں ، گلیوں اور سڑکوں کی کیا حالت ہوگی ۔ اس کے لیے کم از کم بارہ چودہ لاکھ روپیہ کمیٹی کو دیا جائے ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میری گزارش ہے کہ پیپلز ورکس کونسل کے لیے پچپن لاکھ روپے کا وعدہ کیا گیا تھا ۔ اسی وعدے کی بنا پر پچپن لاکھ کے حساب سے کنٹریکٹ کیے گئے تھے اور کام شروع ہوگیا تھا ۔ لیکن بعد میں یکلخت ایک صبح وہ روپیہ پچپن سے بارہ لاکھ ہوگیا جس کی وجہ سے جو کام شروع ہو چکا تھا ، وہ بھی رک گیا اور جو کام آج تک ہو چکا ہے ، اس کے بارے میں بھی خطرہ ہے کہ جو پیسہ استعمال ہوا ہے ، اس کا ضیاع ہو سکتا ہے ۔ اس دفعہ جو پیسہ دیا جائے ، وہ پرانے کام کو مدنظر رکھ کر اور نئے کام ہاتھ میں لیتے ہوئے کمیٹیوں کو اور پیپلز ورکس کونسل کو برابر کے حساب سے اور ان کی ضروریات کے حساب سے دیا جائے اور ایک دفعہ جو پیسہ دیا جائے ، اس میں کمی نہ ہو ، بیشی ہو تو بے شک ہو ۔ شکریہ جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

سمندر میں موجوں کی دھاروں سے کھیلو
فلک پر اڑو ، چاند تاروں سے کھیلو
مصائب اگر ہوں تو ہمت نہ ہارو
دشمن پہ چڑھ چڑھ کے میدان مارو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ۔ کچھ عرض کرنے کے لیے سب سے پہلا نام تو میں نے دیا تھا ۔ ۔ ۔ مگر پھر بھی آپ کی مہربانی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس آپ کا نام جس نمبر پر ہے ، اس کے مطابق تو شاید بجٹ کے بعد ہی آپ کی باری آتی ۔ یہاں تو آپ کا نام ساٹھویں نمبر پر ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ یہ جو ہمارا سالانہ بجٹ ہے اسے میں نے بہت غور سے دیکھا ہے ۔ چونکہ رسم چلی آ رہی ہے ۔ ۔ ۔ وزیر خزانہ صاحب تو مجھے نظر ہی نہیں آ رہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ایوان میں موجود ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ ہاں ، تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ مبارک کے مستحق ہیں ۔ میں نے دیکھا ہے کہ چیف منسٹر صاحب ، جنہوں نے اتنی کوشش اور کاوش سے اپنا کام شروع کر رکھا ہے ، ان کا یہاں ذکر خیر بھی نہیں آیا اور چونکہ یہ بجٹ ان کی وزارت اولے میں تیار ہوا ہے ، میں ان کو بھی مبارک پیش کرتا ہوں ۔ حضور والا ۔ پھر میں قائد عوام کو خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ گو اس بجٹ کے متعلق نہیں ، مگر ان کی خارجہ پالیسی اور ان کی اندرونی پالیسیاں اور یہ تبدیلیاں اور یہ انقلاب اور یہ اسلامی دنیا میں ان کا مقام پیدا کرنا اور اس گناہ گار شہر لاہور میں اسلامی کانفرنس کا انعقاد اور دنیا کے اسلامی سربراہان کا یہاں پر ، اس ہال میں اکٹھے ہونا ہمارے لیے فخر کا مقام ہے ۔

مسٹر لذز حسین منصور ۔ صرف لاہور شہر ہی گناہ گار ہے یا کوئی اور شہر بھی ؟ یہ بتا دیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ آپ تشریف رکھیے گا۔ یہ منصور تو ہر وقت تختہ دار پر آ ہی جاتا ہے ، کوئی بات نہیں ۔

(قہقہے)

جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے پاکستان کے لیے یہ فخر کا مقام ہے ۔ ہم نے اتنی پوزیشن بلڈ اپ کی ہے ، حقیقت یہ ہے کہ جیسے پاکستان کو اسلام کا قلعہ مانا گیا تھا یا پاکستان کو اسلام کا قلعہ کہا گیا تھا ، یہ چیز ثابت ہو چکی ہے ۔ اس کے علاوہ سیرت کانفرنس یا سیرت کانگرس یہاں پر منعقد ہوئی جس کی صدارت مسجد نبوی کے امام صاحب نے کی ۔ ہمارے لیے یہ کتنے فخر کی بات ہے ، پھر لاکھوں پاکستانیوں نے ان کے پیچھے نماز ادا کی جن کی امامت کے لیے دلیا ترستی ہے ۔ کہاں کہاں سے حجاج کرام پہنچتے ہیں اور ان کے پیچھے وہاں نماز ادا کرنے کو اپنے لیے باعث فخر اور اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں ۔ وہ ہماری اس سرزمین پر تشریف لائے اور لاکھوں لوگ ان کی زیارت سے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے مستفیض ہوئے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں یہ بہت بڑا کارنامہ ہے اور پھر جناب والا۔ خانہ کعبہ کے امام مسجد یہاں تشریف لائے ۔ تو یہ چیزیں پہلے ہم نے کبھی نہ دیکھی تھیں ۔ پاکستان بنا ہے اسلام کے نام اور اسلام کے لیے ، یہ اسلامی ملک تھا، اسلامی دلیا میں یہ سب سے عظیم ملک تھا اور دلیا کا یہ پانچواں بڑا ملک تھا ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ اب بھی ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اب بھی ہے ، اس وقت تھا ۔ ہمارے خدایان وطن اس وقت بھی اتنی خدمت نہ کر سکے اتنی جلیل القدر ہستیوں کو یہاں نہ بلا سکے جو اب آپ دیکھ رہے ہیں ۔ یوں سمجھیے گا کہ ہماری ایک گناہ گار پارٹی ہے بقول منصور صاحب کے، وہ پوچھ رہے تھے کہ یہ شہر گناہگار ہے ۔ تو ہماری پارٹی بھی گناہگار ہے ۔ جناب والا ۔ یہ تو پہلے گن گاتے تھے اب ادھر تشریف لے گئے ہیں ۔ وہ صاحبان بھی تھے جنہوں نے پہلے پیپلز پارٹی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا تھا ، انہوں نے اس کو سوشلسٹ بنا دیا اور اسلام کے دائرے سے باہر کر دیا مگر ان کی خدمات ملاحظہ ہوں ، ان کے جذبات ملاحظہ ہوں ۔ جناب گزارش ہے کہ شنیدہ کے

بود مانند دیدہ تو یہ چ ز ہے جو کہ ثابت ہو چکی ہے ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اسلامی دنیا ، تیسری دنیا نہیں ، اسلامی دنیا اور میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اسلامی دنیا پاکستان کو بلند کر سکتی ہے ۔ اگر یہ آپس میں اتفاق کریں تو بڑی بھاری طاقت ہیں ۔ اسلامی ممالک کو قدرت نے پٹرول دیا ہے ، تیل دیا ہے یہ ایسی چیز دی ہے کہ اس کے بغیر ہوائی جہاز اور گاڑیاں ٹھیکرے رہ جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کرنل صاحب یہ بحث بجٹ پر ہو رہی ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ سر، آپ کو appriciate کرنا چاہیے کہ ان کے ٹینک ، ان کی بکتر بند گاڑیاں ، ان کے ٹرک ، موٹریں ، کاریں اور ہوائی جہاز یہ بالکل اسلامی دنیا کی مٹھی میں ہے کہ وہ تیل جس سے وہ چل سکتے ہیں اگر یہ بند کر دیں تو وہ ٹھیکرے ہو کر رہ جاتے ہیں ، کھلونے ہو کر رہ جاتے ہیں ۔ اگر یہ اپنی حیثیت کو سنواریں ، اگر یہ اپنی پوزیشن کو دیکھیں اور مضبوط کریں ، اتحاد کریں ، تو قسم خدا کی میرا ایمان ہے کہ جیسے حدیث نبوی ہے کہ آخیر میں غلبہ اسلام کا ہوگا ، وہ وقت دور نہیں جب غلبہ اسلام کا ہوگا ۔ اگر سپاہی پاکستان کا ہو اور اسلامی ممالک کے سربراہان اور عربوں کے اور ان کی دولت کے ذریعے ہتھیار سپلا ہوں تو ہمارا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا ۔ میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں ، وہ شراب خور قومیں ، وہ جوئے باز قومیں ، وہ عیش پرست قومیں ، کہاں مقابلہ کر سکتی ہیں اسلام کے مجاہد کے ساتھ ۔ صحیح معنوں میں اگر اس بات کو دیکھا جائے تو اسلام کا سپاہی اگر مر جائے تو شہید اور فاتح ہو تو غازی ہے ۔ یہ مضمون تو ادھورا رہا لیکن ایک تھوڑی سی بات میں یہ بھی عرض کر دوں کہ سوشلزم کو ہماری معیشت کہا گیا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ سوشلزم سے یا کسی اور ازم سے ہم اس وقت بھیک مانگیں جب اسلام میں گنجائش نہ ہو ۔ اسلام ایک جامع مذہب ہے ۔ ہمارے ساتھ بات کرو، ایسا کون سا مذہب ہے جس نے عشر اور زکواۃ کا معاشی نظام دیا ہو ، قطعاً نہیں ۔ اب بھی آپ نے غیر اسلامی ٹیکس لگا رکھے ہیں اور زکواۃ اور عشر نہیں لگائے ۔ وہ آپ شوق سے لگائیں اور پھر دیکھیں کہ معیشت کیسے برابر ہوتی ہے ۔ اگر آپ کا پڑوسی بھوکا سو گیا ہے تو نظام اسلام کے مطابق آپ نے جو روٹی کھائی

ہے وہ حرام ہے ۔ یاد کریں یہ باتیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ سوشلزم میں یہ کہا گیا ہے کہ مزدوروں کو ہم مراعات دے رہے ہیں ، فلاں کو دے رہے ہیں ، کاشتکار کو دے رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں حدیث پیش کرتا ہوں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ کرنل صاحب ۔ آپ کے پانچ منٹ رہ گئے ہیں ۔ میانوالی کافی بڑا ضلع ہے اور آپ کا حلقہ تو بہت وسیع ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ جناب یہ میں مضمون پورا کر لوں تو میرا ایمان پورا ہو جائے گا ۔ میں میانوالی ضلعے کو اسلام پر قربان کرنے کے لیے تیار ہوں ۔ تو جناب والا ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حدیث نبوی ہے کہ "عطا کر دو مزدور کو اس کی مزدوری قبل اس کے کہ اس کا پسینہ خشک ہو جائے" سوشلزم کے پاس کہاں ہے یہ مضمون ۔ یہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مضمون ہے ۔ اس کے بعد ہمیں سوشلزم کی کیا ضرورت ہے ؟ اگر آپ نے اسلام کو نہ اپنایا ، یہ ازم وہ ازم اپنائے رہے تو آپ کو مسلمان چھوڑ جائے گا ۔ میں دعوے سے کہہ رہا ہوں ، چیلنج سے کہہ رہا ہوں ، خبردار کر رہا ہوں جو آپ نے کہا ہے کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں وہ عام مسلمان ہیں ۔ وہ چھوڑ جائیں گے آپ کی حکومت کو ، وہ اسلام کو نہیں چھوڑ سکتے ۔ اگر آپ تدبر سے کام لیں ، اگر آپ سیاست سے کام لیں ۔ اگر فراست سے کام لیں تو آپ اسلام کو نہیں چھوڑ سکتے ۔ جناب والا ۔ میں اب اپنی ڈیویلپمنٹ سکیم کے متعلق عرض کروں گا ۔ مختصراً وہ یہ ہے کہ پرائم منسٹر صاحب کا ڈائریکٹیو ہو اور ایک سڑک عیسیٰ خیل سے چشمہ تک پانچ چھ میل کی ہو اور ہماری حکومت 345 کروڑ کے بجٹ میں اس کی گنجائش بھی نہ رکھے اور جناب چیف منسٹر کے ذہن میں یہ بات ڈالی جائے کہ اس سڑک پر دس کروڑ روپے لگ رہے ہیں ۔ تو یہ غلط ہے ۔ یہ چوک قرطبہ لاہور تو نہیں ۔ جناب والا ۔ ہمیں تو صرف بیس لاکھ روپیہ چاہیے ۔ چھ میل سڑک ہے ، چھ ضرب تین ، اٹھارہ ، دو لاکھ اوپر رکھ لیں وہ بھی ہمیں کسی نے نہیں دینے ۔ اپنے قائد محترم کی بات بھی کسی نے نہیں ماننی اور پرائم منسٹر کا لیٹر موجود ہے جو انہوں نے جاری کیا ہے کہ انہوں نے جو دورے

کیے ہیں ان میں جو ہدایات انہوں نے دی ہیں ان کی تکمیل کیوں نہیں ہوئی تو میں اس سڑک کا وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں پرزور عرض کرنا چاہتا ہوں ، جناب والا ۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ تمام لوگ جو کروڑوں روپے کی سکیمیں پاس کر رہے ہیں ان سب کے لیے اتنا پیسہ کہاں سے آئے گا ؟ بجٹ بن چکا ہے ،

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

جناب والا ۔ ہمارا انٹر کالج عیسیٰ خیل چل رہا ہے ۔ ہم نے سات کنال زمین دے دی ہے ۔ وزیر خزانہ صاحب خود میانوالی تشریف لے گئے ۔ اور بلڈنگ کا حکم دیا مگر عمل نہیں ہوا یہاں یہ بھی عرض کروں گا کہ میانوالی کا کالج کافی عرصہ سے بنا ہوا ہے ۔ وہاں پر عملے کا انتظام نہیں ، پانچ سال میں پانچ پرنسپل بدل چکے ہیں کیوں کہ ان کے رہنے کے لیے کوئی جھونپڑا تک نہیں ۔ جناب والا ۔ پپلاں کے مقام پر لیاقت آباد میں (11) ہائی سکول چل رہے ہیں ، وہاں بلڈنگ موجود ہے لیکن وہاں بھی کالج نہیں رانا شوکت محمود صاحب وزیر مال بھی وہاں تشریف لے گئے تھے ۔ چشمہ بیراج کے متاثرین کو ابھی تک صحیح معاوضہ نہیں ملا ۔ جناب والا ۔ تریبلا اور منگلا والوں کو ہزاروں روپے فی کنال بطور معاوضہ مل گئے ہیں لیکن میانوالی والوں کو چند کوڑیاں ملی ہیں ، یہ کہاں کا انصاف ہے ؟ وزیر مال صاحب اس کی چھان بین کروا رہے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ جلد کوئی فیصلہ کر لیں گے ۔ جناب والا ۔ پراپرٹی کے متعلق حافظ علی اسد اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ میں وضاحت کروں ۔ 1970ء میں جب الیکشن ہوئے تو پہلے میں آزاد امیدوار منتخب ہوا تھا ۔ چالیس ہزار ووٹ میرا تھا اور پیپلز پارٹی کا امیدوار میرے مقابلے میں تھا ۔ اس کو زکوۃ کا چالیسواں حصہ بھی پورا نہ مل سکا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو ٹیلی گرام ہمارے ریکارڈ میں ہے اس میں تو یہ لکھا ہوا ہے کہ آپ پیپلز پارٹی کے امیدوار تھے اور آپ نے میاں خورشید انور صاحب کے سوال کا جواب بھی اسی ایوان میں یہی دیا تھا ۔ ۔ ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ جناب والا ۔ وہ غلط ہے ۔ آپ کہاں چلے گئے آپ مجھ سے وضاحت لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور صاحب بھی یہاں موجود ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ جناب والا ۔ ہماری بھی سن لیں ۔ میں عرض کر دیتا ہوں ۔ وہ کہتے تھے کہ میرے پاس مسلم لیگ کا ٹکٹ تھا لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ میں اس سے استعفا دے چکا تھا ۔ جناب والا ۔ دسمبر میں الیکشن ہوئے اور اپریل میں ہم قائد عوام کے ساتھ آ گئے ۔ اس وقت حکومت یا وزارت عظمیٰ دیکھ کر نہ آئے تھے ، بہر حال میں معذرت چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خان محمد صاحب سے معذرت کریں جن کا وقت آپ لے رہے ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ جناب والا ۔ 1970ء سے لے کر 1976ء تک میری پراپرٹی میں کمی واقع ہوئی ، اضافہ نہیں ہوا ، میں ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسل کا چیرمین بھی ہوں ۔ اگر مجھ پر کوئی ایک ٹیڈی پیسہ بھی ثابت کر دے تو میں نے پہلے بھی اسی ایوان میں اعلان کیا ہے اب بھی کرتا ہوں کہ میں اپنی تمام جائداد دینے کے لیے تیار ہوں ۔ جناب والا ۔ کوئی چیز کوئی رشوت ، کوئی پلاٹ ، کوئی فائدہ میں نے حاصل نہیں کیا ۔ اگر یہ غلط ثابت ہو تو میں اپنی تمام جائداد دینے کے لیے تیار ہوں اس کے علاوہ عیسیٰ خیل تحصیل کے لیے نہر کی درخواست ہے جو جناح بیراج کالا باغ سے نکالی جائے ۔ اور شکر درہ روڈ کی استدعا ہے ۔ اس کے بعد میں جناب والا آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

میاں خان محمد ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب ڈاکٹر عبدالخالق وزیر خزانہ پنجاب کو پنجاب کے سالانہ متوازن اور ترقی پسند بجٹ پیش کرنے پر ہدیہ تبرک پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ ہدیہ تبرک میں اپنے دل کی گہرائیوں سے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں اس وجہ سے پیش کرتا ہوں کہ امر بجٹ کی تیاری کے سلسلے میں ڈاکٹر صاحب نے پنجاب کے ہر ضلع کا دورہ کیا ، ہر جگہ پر پہنچے ، عوامی نمائندگان سے صلاح مشورے کیے اور پنجاب کی ضروریات اور پنجاب کے منصوبے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ، پنجاب کے وسائل کو اور پنجاب کے مسائل کو روبرو کر کے ایک اس قسم کا بجٹ اسمبلی

کے سامنے پیش کیا ہے جس سے مجھے امید ہے اور میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ پنجاب کے مسائل حل ہوں گے اور ڈاکٹر صاحب نے جو نسخہ پیش کیا ہے انشاءاللہ تعالیٰ اس کا ضرور اثر ہوگا ، اس سے پنجاب خوشحال ہوگا ، شاداب ہوگا اور آباد ہوگا ۔ جناب والا ۔ اس عوامی حکومت نے جب عنان حکومت سنبھالی تھی تب اس گلستان کی ہوا اور یہاں کے حالات دگرگوں تھے ۔ جناب والا ملک کا ایک حصہ کٹ چکا تھا ، قوم نڈھال تھی ، بھائی بھائی سے لڑ رہا تھا اور ہندوستان کا ریڈیو یہ کہہ رہا تھا لاالہ پر قائم ہونے والا ملک اب تقسیم ہو چکا ہے اور پاکستان کا نظریہ اب ختم ہو چکا ہے ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے پاکستان کے حالات بیرونی طور پر بھی اچھے نہ تھے ۔ اس بات سے اپوزیشن کے حضرات بھی پوری طرح سے واقف ہیں ۔ جناب والا ۔ اس وقت حکومت سنبھالنے کے لیے کوئی تیار نہ تھا ہر پاکستانی کا دل اور امید صرف اور صرف ذوالفقار علی بھٹو سے وابستہ تھی اور قوم اس انتظار میں تھی کہ وہ امریکہ سے واپس آئیں ۔ اس ملک کی ڈگمگاتی کشتی کے کھیون ہار بنیں اور اس کشتی کو ساحل مراد تک پہنچائیں جس کے لیے پہنچنا اس کا مقدر ہے ۔ جناب والا ۔ جس وقت جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک کی حکومت کو اپنے ہاتھوں میں لیا اس وقت ملک اور قوم کے سامنے مسائل ہی مسائل تھے ۔ مسائل کا ایک انبار تھا اور ان سے کسی کو بھی آنکھیں ملانے کی جرات نہ تھی ۔ لیکن جناب قائد عوام نے ان مسائل کے انبار سے نپٹنے کا منصوبہ بنایا صرف اس امید پر کہ ۔

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزارہا شجر سایہ دار راہ میں ہیں

جناب والا ۔ سب سے پہلا کام جو قائد عوام نے کیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے جنگ ہاری ہوئی ، ہمت ہاری ہوئی قوم کو حوصلہ دیا ۔ ہر فرد اس سوچ میں تھا کہ کیا پاکستان باقی رہتا ہے یا نہیں رہتا ۔ اس وقت لوگوں کو یہ امید دلانا کہ پاکستان قائم رہنے کے لیے معرض وجود میں آیا ہے صرف اور صرف قائد عوام کا حوصلہ تھا ۔ انہوں نے ان حالات میں ملک کی باگ ڈور سنبھالی جناب والا ۔ اس وقت دشمن نے پاکستان کے بہت سے علاقوں پر بھی قبضہ جما رکھا تھا ، ان کو واپس لینا اور اسے حاصل کرکے پاکستان میں شامل کرنا

نہایت مشکل کام تھا ۔ اس کے ساتھ ساتھ 93 ہزار جنگی قیدیوں کی رہائی بھی حکومت ذمہ تھی ۔ جناب والا ۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ قیدی تو آ ہی جانے تھے ۔ لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ قیدی اگر اتنی آسانی سے آ سکتے تو قائد عوام کبھی یہ نہ کہتے کہ میرے وطن کے ان سپاہیوں کو چھوڑ دیا جائے اور ان کے بدلے میں میں اپنے دو بیٹوں کو یرغمال کے طور پر ہندوستان کے سپرد کرنے کے لیے تیار ہوں ، یہ حالات اس لیے پیدا ہوئے کہ ان قیدیوں کو واپس لانا نہایت مشکل اور دشوار کام تھا ۔ جناب والا ۔ قائد عوام جب شملہ تشریف لے گئے تو پوچھا گیا کہ وہ زمین پر کیوں سوتے ہیں ؟ تو انہوں نے کہا کہ ہندوستان کی سرزمین پر اگر اس کے 93،000 بھائی زمین پر سوتے ہیں ، تو اس قوم کے سربراہ کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ پلنگ پر یا صوفے پر یا کسی نرم بستر پر سوئے ۔ اس لیے انہوں نے شملہ میں زمین پر سونا پسند کیا وہ آرام سے نہ بیٹھے ۔ ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے ملک اور ایک ایک دن میں کئی کئی ملکوں کا دورہ کیا ۔ اس طرح سے جو پاکستان کے پرانے دوست تھے ان کو یقین دلایا کہ پاکستان قائم اور دائم ہے ۔ اس نے پاکستان کے لیے نئے دوستوں کو تلاش کیا اور ان کی امداد سے پاکستان کے اندر استحکام پیدا کیا ۔ ملک کے اندر اصلاحات نافذ کیں پھر آپ نے دیکھا کہ ملک کے اندر آئین کے لیے تیاریاں شروع ہو گئیں اور اس مقصد کے لیے ایک اسمبلی بٹھا دی گئی اور ایک آئین ، جس کی قوم اور ملک کو ضرورت تھی قوم کو دیا گیا وہ آئین جو عوامی اور اسلامی آئین ہے ، جو ایک جمہوری آئین ہے اور جس پر تمام مکتب فکر کے لوگ متفق ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ زرعی اصلاحات ، تعلیمی اصلاحات ، لیبر اصلاحات اور قانونی اصلاحات کی گئیں اور تمام صنعتوں کو قومی ملکیت میں لیا گیا ۔ اسی طرح سے بنک اور انشورنس کمپنیوں کو قومی تحویل میں لے کر 22 خاندانوں کی معیشت کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا ۔ جناب والا ۔ سرداری نظام کے خاتمے کے لیے کوشش کی گئی اور کروڑوں انسانوں کو سرداری نظام کے اس خوفناک چنگل سے نجات دلائی گئی اور سب سے بڑا کام یہ کیا کہ لوگوں کو ان کی اپنی زبان استعمال کرنے کا حق دیا ۔ ان کو یہ حوصلہ دیا کہ وہ اپنی بات حکومت سے کریں اس پر تنقید کریں اور اپنے مطالبات منوائیں ، احتجاج کر سکیں اور حکومت کو مجبور کر سکیں کہ وہ ان کے مسائل حل کرے ۔ اب جناب والا ۔ کارخانے کا

مزدور اس کو اپنی ملکیت تصور کرتا ہے ۔ کھیت میں کام کرنے والا کسان کھیت کو اپنی ملکیت تصور کرتا ہے ۔ اب وہ انشاءاللہ تعالیٰ لگن اور محنت سے کام کریں گے اور وہ دن دور نہیں جب کہ پنجاب اور پاکستان خوشحال ہوتا چلا جائے گا ۔ جناب والا ۔ ہمارے بزرگوں نے ایک خواب دیکھا تھا اور اس کے لیے جتن کیے تھے ۔ جمال الدین افغانی اور علامہ اقبال نے اس تصور کو پیش کیا ۔ اور یہ کہا

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

اس خواب کو اس ہاؤس میں قائد عوام نے شرمندہ تعبیر کیا ، یہاں تک کہ سیرت النبی کانفرنس منعقد کی اور حرمین شریفین کے اماموں کو پاکستان آنے کی دعوت دی ۔ کشمیر کے معاملے میں دنیا کے اندر گھوم کر ، کوریا جا کر ، چین جا کر کام کیا ۔ جناب والا ۔ میں سرسری طور پر عرض کروں گا ۔ اس کے بعد زراعت پر آئیں ۔ ہماری معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے اور زراعت ہی اس کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے ۔ اس بجٹ میں زراعت کی ترقی اور نشوونما کے لیے کافی رقوم دی گئی ہیں ۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ آئندہ سالوں میں دنیا میں جو سب سے بڑا بحران آنے والا ہے وہ غذا کا بحران ہے اور تیل کے بحران کے بعد یہ سب سے بڑا بحران ہے جو دنیا پر خوفناک شکل میں چھا رہا ہے ۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب کی حکومت قبل از وقت اس خوفناک عذاب کو محسوس کرے اور میں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ وہ اس کو محسوس کرتی ہے اور اس کا سدباب کرنے کے لیے کوشاں ہے ۔ جناب والا ۔ اگر عرب تیل نکال کر دنیا کو مہیا کر سکتے ہیں تو یہ بھی ممکن ہے کہ غذا کی کمی دور کرنے میں پاکستان اہم رول ادا کرے اور وہ تبھی ہو سکتا ہے جب زراعت کو زیادہ ترقی دیں اور ایک انڈسٹری کے طور پر اس کو چالو کریں ۔ اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے ، جس پر پہلے ہی عمل ہو رہا ہے کہ کاشتکاری کے لئے طریقے اپنائے جائیں جب تک اس پالیسی کو اپنایا نہ جائے اس وقت تک اس بہت بڑے خطہ ارض پر زراعت کو ترقی نہیں دی جا سکتی ۔ جناب والا ۔ ہمارا خطہ زمین اتنا وسیع و عریض اور اتنا ہموار ہے کہ زراعت کے لیے دنیا میں اس سے زیادہ کوئی اور زرخیز خطہ نہیں ۔ جناب والا ۔

اگر یہاں پر ٹریکٹر دیے جائیں ، آپ بیج مہیا کریں کرم کش ادویات دیں ، نہری پانی وافر دیا جائے اور جس طرح حکومت لگوا رہی ہے زیادہ سے زیادہ ٹیوب ویل لگوائے جائیں کنویں دیے جائیں ، بند تعمیر کیے جائیں پھر زراعت زیادہ ترقی کر سکتی ہے ۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ سیلابوں سے بچاؤ کی تدابیر جو کہ حکومت نے تیار کی ہیں ، ان سے پچھلے سال خاطر خواہ فائدہ حاصل ہوا ۔ ان تدابیر کو اور زیادہ تیز کیا جائے کیونکہ سیلاب سے اچھی خاصی ہری بھری کھیتی تباہی اور بربادی کے کنارے پر چلی جاتی ہے ۔ اگر اس کو تباہی سے بچا سکیں تو یہ زراعت کی ترقی اور کامیابی ہے ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں گزارش کروں گا کہ دریاؤں کی draiming کی جائے ، ان کو drain کیا جائے دنیا کے دیگر ممالک میں دریاؤں کو train کیا جاتا ہے اور ان کے راستے کو کھود کر دریاؤں کے فالتو پانی کو خاموشی سے سمندر میں گرا دیتے ہیں اور زمین تباہی و بربادی سے بچ جاتی ہے ۔ قیمتوں کے تقرر کے سلسلے میں میں گزارش کروں گا کہ کاشت سے پہلے مختلف اجناس کی قیمتوں کا اعلان کیا جائے تاکہ زمیندار حوصلے سے ، ہمت سے اور اعتماد کے ساتھ کاشت کر سکے تاکہ وہ صحیح قیمت وصول کر سکے ۔ اس سلسلے میں اگر سٹوریج کی سہولتیں کاشتکاروں کو مہیا کی جائیں تو آلو وغیرہ جو کہ گل سڑ جاتے ہیں ان کو فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں فصلوں کے بیمہ کی سکیم بھی جاری کرنی چاہیے ۔ حال ہی میں ہمارے علاقے میں ژالہ باری سے بے شمار فصلیں تباہ ہو گئیں اور لوگوں کا بے بہا سرمایہ برباد ہو گیا ۔ اب وہ اس قابل بھی نہیں کہ نئی فصل کاشت کر سکیں ۔ اگر بیمہ کی سکیم نافذ ہوتی تو ان کو اعتماد ہوتا کہ فصل تباہ ہونے کی صورت میں ان کو کچھ نہ کچھ معاوضہ مل جائے گا ۔ اسی طرح سے دیہات کے اندر صنعتیں قائم کی جائیں تو شہروں میں بڑھتی ہوئی آبادی کا بوجھ کم ہو جائے گا اور دیہات بھی ترقی کر سکیں گے ۔ شاہراہوں پر حادثات کے بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ موڑوں کو ختم کر دیا جائے ۔ ان موڑوں نے خونی موڑوں کی شکل اختیار کر لی ہے ۔ موڑوں پر جو درخت ہیں ان کو ختم کیا جائے ۔ جو بس یا سواری حادثے میں تباہ ہوتی ہے اگر درخت نہ ہوں تو وہ تباہ نہ ہوگی اور جانوں کا ضیاع بھی نہ ہوگا درختوں کی جڑوں کے ذریعے سڑک کے نیچے تک پانی پہنچ جاتا ہے اور سڑک برباد ہو جاتی ہے ۔ تمام ترقی یافتہ ممالک میں شاہراہوں کے اردگرد درخت نہیں

ہوتے کیوں کہ ان کے ذریعے سے سڑک کمزور ہو جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ پچھلے سال پنجاب کونسل آف دی آرٹس کو 19 لاکھ روپے دیے گئے اور اس سال 10 لاکھ روپے دے کر اس میں کمی کر دی گئی ہے حالانکہ راولپنڈی ۔ بہاولپور اور لائلپور میں ابھی آرٹ کونسلوں کا انعقاد ہونا ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم 30 لاکھ روپیہ پنجاب آرٹ کونسل کے لیے مہیا کیا جائے ۔ جناب والا ۔ آخر میں میں ساہیوال کے لیے چند گزارشات پیش کروں گا ۔ ساہیوال زراعت کے سلسلے میں سب سے اول اور ملتان کے بعد دوسرا ضلع ہے لیکن صنعتی طور پر پاکستان اور پنجاب کا پسماندہ ترین علاقہ ہے ۔ وہاں اوکاڑہ میں کپڑے کی بہت پرانی مل ہے ، اس کے علاوہ کوئی صنعت نہیں جناب والا ۔ وہاں پر کوئی انڈسٹری لگائی جائے ، شوگر مل قائم کی جائے ، گھی کی مل منظور کی جائے اور وہاں پر سوئی گیس پہنچائی جائے ۔ جناب والا ۔ وہاں پر بیشمار دیہات ہیں جہاں ابھی تک بجلی نہیں پہنچی ۔ جناب والا ۔ وہاں پر بجلی پہنچائی جائے ۔ شہر کے لیے سیوریج اور واٹر سپلائی سسٹم کے لیے جو رقم میونسپل کمیٹی سے لی جاتی ہے وہ معاف کی جائے اور حکومت اپنے خزانے سے وہ رقم دے کیونکہ کمیٹی کے پاس اتنے فنڈز نہیں جن سے وہ اپنے اخراجات پورے کر سکے ۔

جناب والا ۔ عوامی حکومت کی مہربانی سے ساہیوال انجینئرنگ کالج کا کا انعقاد ہوا اور اس کو جاری ہوئے دو سال گزر چکے ہیں ۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ اس کالج کو وہاں سے منتقل کر دیا جائے ۔ جناب والا ۔ اس کالج کو منتقل کر دینے سے عوام پر برا اثر پڑے گا ۔ جناب والا ۔ وہاں کے عوام کا مطالبہ ہے کہ اس اس کالج کو وہیں پر رکھا جائے ۔

آخر میں میں جناب والا ۔ آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بہت وقت دیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔ تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا ، میں شروع کرتی ہوں اس رب العزت کے نام سے ۔

جناب سپیکر ۔ آج سالانہ بجٹ پر بحث کا دوسرا دن ہے ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔)

77 - 1976ء کے سالانہ بجٹ میں جو اہمیتیں ہیں وہ خصوصی طور پر پنجاب کو بہت بلند و بالا کرنے کے لیے ہیں ۔ میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور ان کی اس کارکردگی پر بہت زیادہ خوش آمدید کہتے ہوئے مبارک باد پیش کرتی ہوں اگرچہ اس مبارکباد کہنے پر اپوزیشن کے لوگ تلملا اٹھتے ہیں اس لیے کہ "کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے سچ" ۔

جناب والا ۔ یہاں سالانہ بجٹ پر بحث کے دوران اپنے دلوں کی بھڑاس سیاسی طور پر اس طرح نکالی گئی جیسے کہ وہ ان کا کوئی ذاتی مسئلہ تھا اور ذاتی الجھنیں پیدا ہونے کے بعد ان کو اسی سے کچھ تکالیف ہوئی ہیں جن کو وہ برداشت نہیں کر سکتے ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ اپوزیشن میں چند لوگ ہیں جو اپنے اندر کدورت اور بغض رکھتے ہیں ۔ بہرحال جو لوگ ہم سے بچھڑ گئے ہیں اور جو ہم میں سے چلے گئے ہیں ان کا "انگور کھٹے ہیں" والا حساب ہے ۔ کیونکہ ادھر جا کر ان کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ :

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ جناب امان اللہ لک صاحب کی تقریر پر ہمیں بہت دکھ ہے جو ملکی طور پر بہتر نہیں ۔ جناب والا ۔ میں ان کی ذہانت پر بے حد حیران ہوں کہ کیا داد دوں ۔ انہوں نے اپنی تقریر میں سڑکوں کا ذکر کرتے یہ کہا کہ "مجھے تو امید ہے کہ ان سڑکوں پر ہندو اور سکھ ہی قابض ہوں گے" ۔ جناب والا ۔ میں ان کی اس بات پر بڑی حیران ہوں کہ وہ اس اسلامی مملکت میں انہی ہندوؤں اور سکھوں کو لانا چاہتے ہیں جس مملکت کو قائد اعظمؒ نے اپنی گونا گوں جد و جہد کے ساتھ اسلام کے نام پر اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نام پر قائم کیا ۔ جناب والا ۔ یہ وہی لوگ ہیں جو اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ ان کا خواب ہے اور یہ ان کی گندی خواہشات ہیں کہ وہ اس اسلامی

مملکت پر ، اس پاک سر زمین پر ہندوؤں اور سکھوں کو لانا چاہتے ہیں ۔ میں چوہدری امان اللہ لک صاحب کو آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ آپ کی ماؤں اور بہنوں کے دوپٹے اترے ، ان کی عصمتیں لوٹی گئیں تب جا کر پاکستان معرض وجود میں آیا ۔ کیا آپ اب یہ چاہتے ہیں کہ ان سڑکوں پر انہی ہندوؤں اور سکھوں کا دوبارہ قبضہ کرا دیں ۔ جہاں پر آپ کی بہو بیٹیوں کی گردنیں کاٹی جائیں، جہاں ان کے سروں سے دوپٹے اتارے جائیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے ان کو یہ چیلنج کرتی ہوں کہ آئندہ پاکستان کا کوئی بھی باشندہ ایسی بات برداشت نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ہمارے ملک کی سالمیت کو توڑنے اور اسلام کو نیست و نابود کرنے کے مترادف ہے ۔

جناب والا ۔ میں محترم سرور جوڑا صاحب سے بھی یہ گزارش کروں گی اگرچہ وہ اس ایوان میں موجود نہیں ، انہوں نے کل یہ باتیں کہیں جو آمرانہ ذہنیت کی پیداوار ہیں ۔ جناب والا ۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ وہ کوئی ٹی ۔ اے ، ڈی ۔ اے نہیں لیتے ، کوئی تنخواہ نہیں لیتے ۔ جناب والا ۔ یہ ان کا اللہ کے ساتھ اپنا ذاتی معاملہ ہے ۔ لیکن جب انہوں نے لشاری صاحب سے یہ بات کہی کہ "میں آپ کے پاس کبھی بھی کوئی درخواست لے کر نہیں آیا" تو یہ حقوق العباد ہیں ، حقوق اللہ معاف ہو جاتے ہیں ۔ لیکن حقوق العباد کبھی معاف نہیں ہوتے ۔ جناب والا ۔ ہم یہاں پر منتخب ہو کر اس لیے آئے ہیں کہ اپنے اپنے علاقے کے مزدوروں، کسانوں، طالب علموں اور دوسرے لوگوں کی درخواستیں لے کر آئیں ، ان کے لیے روزگار مہیا کریں اور ان کی دوسری تکالیف دور کریں ۔ جناب والا ۔ یہ حقوق العباد کبھی معاف نہیں ہوئے ۔

تیسری بات جناب سرور صاحب نے یہ کہی کہ "میرے مقابلے میں کسی بھی ولی اللہ کو لائیں ، میں روزہ رکھتا ہوں ، میں یہ کرتا ہوں ، میں وہ کرتا ہوں" ۔ جناب والا ۔ اول تو نفلی عبادت کو سرعام کہنا ہی گناہ ہے اور پھر جمعرات کا روزہ فرضی عبادت نہیں ۔ لیکن اس کے بعد انہوں نے ولی اللہ اور اولیاء اللہ کو پکارا ہے ۔ اس سلسلے میں میں سمجھتی ہوں کہ اس پاک وطن میں تمام مسلمانوں کا ایک اہم حصہ ہے اور یہاں پر ایسی غیر ذمہ دارانہ تقریریں نہیں ہونی چاہئیں جو ہمارے اسلامی جذبات کو مجروح کریں ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ میں اپنے علاقے کے کچھ مسائل پیش کروں گی۔ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اور جناب سپیکر سے یہ گزارش کروں گی کہ ہمارے بہاول پور ڈویژن میں کوئی لیبر کورٹ نہیں ، وہاں پر لیبر کورٹ ہونی چاہیے تاکہ ہمارے بہاول پور ڈویژن کے لوگوں کو ملتان نہ آنا پڑے ۔ جناب والا ۔ وہاں پر کوئی لیبر ڈائریکٹوریٹ بھی نہیں ۔ آلات زرعی کا جو کارخانہ ہے اس کے لیے کچھ رقم بڑھا دی جائے تاکہ وہ زیادہ کام کر سکے ۔

اس کے بعد تعلیمی ، لیبر اور زرعی پالیسیوں میں جتنی اس حکومت نے قائد عوام کی قیادت میں ترقی کی ہے ، میرا خیال ہے کہ پہلی حکومتوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی تھی ۔ اب میں یہ ضرور گزارش کروں گی کہ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا اور مواقع ملتے رہیں گے ، ہم قائد عوام کی قیادت میں اسی طرح اعلیٰ اور ارفع بجٹ پیش کرتے رہیں گے ۔ ان تمام اصلاحات میں اور زیادہ گونا گوں ترقیاں ہوں گی اور ملک خوشحالی کی طرف گامزن رہے گا ۔

اس کے علاوہ میں ایک اور گزارش کروں گی کہ بہاول پور میں قائد اعظم میڈیکل کالج موجود ہے ، وہاں پر وکٹوریہ ہسپتال بھی موجود ہے ۔ میں اس کے لیے گزارش کروں گی ، یہ ایک بڑا ہی اہم نکتہ ہے کہ اس کا نام بھی قائد اعظم میڈیکل ہسپتال رکھ دیا جائے جیسے کہ ملتان میں نشتر میڈیکل ہسپتال ہے ۔ کیونکہ وکٹوریہ ہسپتال کا نام ہماری غلامانہ ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے ، اسے بدل دینا چاہیے ۔ جناب والا ۔ دوسری چیز میں یہ عرض کروں گی کہ بہاول پور کی چند ایسی بستیاں ہیں جہاں لوگ بیس بیس ، تیس تیس سال سے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان میں پٹے داروں کی بستی ہے ، بہاول پور بستی ہے ۔ کچی کالونیاں ہیں جن کو ابھی تک پکہ ملکیت نہیں دیا گیا ۔ براہ کرم ان کو پکہ ملکیت دے دیا جائے تاکہ وہ لوگ سکون سے بیٹھ سکیں ۔

جناب والا ۔ میں یہ بھی گزارش کروں گی کہ وہاں ڈاکٹر کالونی میں درجہ چہارم کے ساڑھے تین سو یا چار سو ملازمین رہتے ہیں ۔ ان کے بچوں کے لیے یعنی نہ لڑکوں کے لیے اور نہ ہی لڑکیوں کے لیے کوئی پرائمری سکول ہے ۔ اس وجہ سے وہ لوگ جو ڈاکٹر کالونی میں رہتے ہیں اپنے بچوں کو تعلیم

دلوانے سے قاصر ہیں ۔ اس لیے میں گزارش کروں گی کہ وہاں یہ دونوں سکول قائم ہونے چاہئیں ۔ اس کے بعد میں یہ بھی گزارش کروں گی کہ بہاول پور میں جو جامعہ اسلامیہ تھی ہماری حکومت نے اسے اسلامیہ یونیورسٹی کا درجہ دے دیا ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کے وائس چانسلر اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے ہیں ۔ لہذا ان کی جگہ دوسرا وائس چانسلر جلد از جلد بھیج دیا جائے کیونکہ وہاں تعلیم کا بہت حرج ہو رہا ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ضلع رحیم یار خاں کے علاقے لیاقت پور اور چنی گوٹ کے جنگلات میں مورنوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ کوئی آدمی فصل کاشت کرنے کے بعد اسے اٹھا نہیں سکتا کیونکہ مور فصل کو خراب کر دیتے ہیں ۔

مسٹر چیئرمین (میاں خورشید انور) ۔ مفتاح صاحب ۔ ایک نوٹ کرلو ۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔ ہاں جی، یہ ایک خاص پرابلم ہے جناب والا۔ اس کے بعد ایک اور بات ہے وہ یہ کہ عباسیہ نہر کے ارد گرد کی آبادی سڑکوں کی سہولت سے محروم ہے ، جس کی وجہ سے وہ اپنی اجناس یا دوسری چیزیں منڈی میں نہیں لے جا سکتے ۔ اس لیے اس علاقے میں سڑکیں بنائی جائیں اور ان سڑکوں کو منڈیوں سے ، لیاقت پور یا دوسرے چکوک سے ملا دیا جائے تاکہ وہ چیزیں منڈیوں میں بہم پہنچائی جا سکیں ۔ جناب والا ۔ ہم قائد عوام کی قیادت میں یہ پانچ سال پیپلز پارٹی میں گزار رہے ہیں ۔ قائد عوام کی اس قیادت کو آج دنیا مانتی ہے ، عالم اسلام میں اس کا ڈنکا بج رہا ہے اور آج انڈیا بھی ہماری طرف دیکھ کر اپنے آپ کو کمزور سمجھتا ہے ۔ ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قائد عوام کی قیادت ہم سب پر اور خاص طور پر پاکستان پر اسی طرح قائم و دائم رکھے ۔ اس کے ساتھ ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اتنی توفیق عطا فرمائے کہ ہم قائد عوام

کے ہاتھ مضبوط کر سکیں اور اس وطن عزیز کی خدمت کر سکیں ۔ شکریہ

مسٹر چیئرمین ۔ چوہدری علی بہادر خاں ۔

چوہدری علی بہادر خاں ۔ جناب سپیکر ۔ میں جناب وزیر خزانہ کو ایک سیدھا سادہ بجٹ جیسے کہ وہ خود بھی سیدھے سادے ہیں ، پیش کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں اور یہ بھی امید کرتا ہوں کہ اگرچہ انہوں نے اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا لیکن جیسے کہ بات ہو رہی ہے ، کہیں ایسے نہ ہو کہ وہ جنوری میں کوئی نیا ٹیکس لگا دیں جس سے اس بجٹ کی خوشی جو آج ہم محسوس کر رہے ہیں اور مبارک باد دے رہے ہیں ، تمام زائل ہو جائے اور جنوری میں ہم یہ سن لیں کہ فلاں ٹیکس عائد کر دیا گیا ہے ۔ اس لیے میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح انہوں نے فرخدالی سے اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا اسی طرح وہ 30 جون 1977ء تک کوئی نیا ٹیکس عائد نہ کریں ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ اس بجٹ میں ویسے تو بہت ساری خصوصیات ہیں ۔ اس بجٹ میں تعلیم ، زراعت اور زندگی کے مختلف شعبوں میں بہت ساری رقومات مہیا کی گئی ہیں اور اس کو اگر ترقیاتی بجٹ کہا جائے تو یہ بے جا نہ ہوگا ، لیکن اس میں ہم نے ایک مد میں دیکھا کہ ملیریا ایریڈیکیشن کے لیے اڑھائی کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ اس صوبے میں محکمہ ملیریا کی کوئی کارکردگی نہیں اور وہ محکمہ فرضی طریقے پر اس رقم کو ضائع کر رہا ہے ۔ اس لیے میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس پیسے کو ملکی مفاد میں خرچ ہونا چاہیے جو اس ملیریے کے بے کار محکمے پر خرچ کیا جا رہا ہے ۔ یا تو اس محکمے کی کارکردگی بڑھانی چاہیے یا کم از کم یہ رقم واپس لے کر کسی اور اچھے محکمے کی کارکردگی میں اضافہ کیا جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ وزیر خزانہ صاحب نے ٹی بی کے انسداد کے لیے صرف 0.82 کروڑ کی رقم مہیا کی ہے ۔ اس صوبے میں تپ دق کی بڑھتی ہوئی حالت کے پیش نظر میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض

کروں گا کہ اس کے لیے کم از کم دو کروڑ روپے کی رقم مہیا کی جائے کیونکہ تپ دق کے انسداد کے لیے 0.82 کروڑ روپے کی رقم کچھ مناسب نہیں جب کہ صوبے میں یہ بیماری بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر معزز رکن حافظ علی اسد اللہ صاحب نے اپنے اثاثوں کا اعلان کیا تھا اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ دوسرے ممبران سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ بھی اپنے اثاثوں کا اعلان کریں گے ۔ جناب والا ۔ میں بھی اس معزز ایوان میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ 1970ء سے لے کر آج تک میں نے کوئی جائیداد نہیں بنائی بلکہ جو 1970ء میں میرے پاس جائیداد تھی وہی چلی آ رہی ہے ۔ میرا بینک بیلنس اس وقت سے اب تک نہیں بڑھا ۔ میں نے اس عرصے میں اگر کہیں سے بھی کوئی پیسہ کمایا ہو تو حکومت تحقیقات کرا کے میری ذاتی جائیداد کو بھی ضبط کر سکتی ہے ۔ مجھے ایک کار کا پرمٹ اور ایک ٹریکٹر کا پرمٹ ملا تھا جو کہ میں نے avail نہیں کیے اور وہ پرمٹ منسوخ کرا دیے تھے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ چوھدری صاحب ، چھڑی چوری ہوئی سی اوھدے متعلق کی ہویا ؟

چوھدری علی بہادر خاں ۔ جناب والا ۔ جیسے جناب نے فرمایا ، میں عرض کرتا ہوں کہ پندرہ روز ہوئے میری چوری ہوئی تھی یا کرا دی گئی ۔ یہ معاملہ ابھی زیر تفتیش ہے اور یہ حالات بتائیں گے کہ آیا یہ چوری ہوئی ہے یا کرائی گئی ہے ۔ بہرکیف میں جناب قائد ایوان سے عرض کروں گا کہ اس معاملے میں پوری دلچسپی لیں اور سیاسی اختلافات کو اس مشکل میں ہوا دینے سے روکا جائے کیونکہ ہماری تحصیل میں اس وقت بڑے مشکل حالات ہیں ۔ وہاں نہ کوئی قانون ہے اور نہ کوئی عدالت ہے ۔ اگر کوئی شخص کسی پولیس والے یا ڈی ۔ ایس ۔ پی سے کہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ بے بس ہیں ۔ اس لیے وہاں یہ حالت ہے کہ تحصیلدار اور اے سی تک لاچاری کا اظہار کرتا ہے ۔ ایک دفعہ میں اے سی صاحب کے پاس شکایت لے کر گیا اور انہیں کہا کہ رات کو گیارہ بجے ایک آدمی کو گرفتار کیا گیا ہے تو

انہوں نے کہا کہ انہیں پورا پورا اس بات سے اتفاق ہے کہ اس آدمی کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے لیکن وہ بے بس ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے ۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ کم از کم اس بے بسی کا ازالہ کیا جائے جو کہ وہاں کے افسران پر طاری کر دی گئی ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں اپنے علاقائی مسائل کی طرف آتا ہوں ۔ ہمارے علاقے میں گزشتہ تقریباً 25 سالوں میں ایک انچ بھی سڑک نہیں بنائی گئی ۔ میں نے یہاں ایک نشان زدہ اسمبلی سوال نمبر 4492 دیا تھا جس کے جواب میں وزیر مواصلات نے مورخہ 74 - 1 - 28 کو اس ایوان میں یہ یقین دلایا تھا کہ سڑک شجاع آباد تا غریب شہید آئندہ مالی سال 75 - 1974ء میں شامل کر دی جائے گی ۔ لیکن جب وہ بجٹ آیا تو وہ سڑک شامل نہ ہو سکی بلکہ رہ گئی ۔ اس کے بعد میں نے ڈاکٹر محمد صادق ملہی صاحب ، جو اس وقت وزیر مواصلات تھے ، کو درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ آئندہ مالی سال 76 - 1975ء میں یہ سڑک شامل کی جائے گی ۔ لیکن 76 - 1975ء میں بھی یہ سڑک شامل نہ کی گئی ۔ جناب والا ۔ اب مارچ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ملتان تشریف لے گئے تو ان کی خدمت میں عرض کی گئی ۔ انہوں نے کہا کہ اب مئی میں نیا بجٹ بنے گا ۔ اس لیے آپ وزیر مواصلات سے رابطہ قائم کریں ۔ اس سلسلے میں میں نے بریگیڈیر صاحب داد صاحب سے درخواست کی تو انہوں نے 76 - 3 - 17 کو ایک آرڈر دیا ۔

Plese include it in the next ADP of 1976 - 77.

لیکن وزیر مواصلات کے آرڈر کے باوجود اور تین سالوں سے اسمبلی میں یقین دہانیوں کے باوجود یہ سڑک بجٹ میں شامل نہیں کی جاتی ۔ نا معلوم وہ کون سی چیز ہے ، وہ کون سی طاقت ہے جس کی وجہ سے یہ تمام افسران اور معزز وزراء صاحبان اس چیز کو پس پشت ڈال کر اس سڑک کو نہیں بنا رہے ۔ میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آئندہ بجٹ میں کم از کم اس سڑک کو شامل کرایا جائے ۔

جناب والا ۔ میرا دوسرا مسئلہ کالج کا ہے ۔ دو سال ہوئے ہمارے شجاع آباد میں ایک انٹرمیڈیٹ کالج قائم ہوا تھا ۔ اس کے لیے ہم نے زمین

بھی مہیا کر دی تھی ۔ گزشتہ بجٹ میں اور اس سے پچھلے بجٹ میں اس کالج کی تعمیر کے لیے رقم بھی مہیا کی گئی تھی لیکن آج تین سال کا عرصہ ہو گیا ہے کہ وہ پی ۔ سی ۔ ایف فارم جو پورے ہیں ان کا فیصلہ نہیں ہو سکا ۔ محکمہ تعلیم کہتا ہے کہ اس میں یہ غلطی ہے ۔ وزیر خزانہ صاحب کے محکمے میں جب آتا ہے تو وہاں پر کوئی اور اعتراض ہو جاتا ہے ۔ یہ بات جناب وزیر خزانہ کے علم میں ملتان میں لائی گئی تھی اور انہوں نے اس کا بڑا سختی سے نوٹس لیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ بات بھی طے ہو جائے گی لیکن تین سال سے پی ۔ سی ۔ ایف فارم کا مسئلہ حل نہیں ہو رہا ، رقم بھی موجود ہے ، زمین بھی موجود ہے لیکن کالج کی تعمیر عمل میں نہیں آ رہی ۔ اس کے علاوہ مینگو سیڈ سنٹر تین سال سے وہاں قائم ہے ، اس کے عملے پر تقریباً سات لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہو رہا ہے اس کے باوجود جو بھی زمین مہیا کی جاتی ہے وہ اس کے اندر کوئی نہ کوئی خرابی نکال دیتے ہیں ۔ اس طریقے سے یہ رقم جو حکومت دے رہی ہے ، ضائع ہو رہی ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ وہ زمین جو زرعی اصلاحات کے تحت ضبط کی گئی ہے وہ مینگو ریسرچ سنٹر کے لیے دی جائے تا کہ یہ محکمہ اپنا کام اور کارکردگی دکھا سکے ۔ علاوہ ازیں بلدیہ شجاع آباد کی حالت بہت خراب ہے اور ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے کہ بلدیہ کے پاس عملے کو تنخواہ دینے کے لیے پیسہ نہیں ۔ حکومت نے بلدیہ شجاع آباد کو دو سال پہلے ایک گرانٹ چار لاکھ اسی ہزار روپے کی سڑک تعمیر کرنے کے لیے دی تھی جس سے بلدیہ نے سڑک کی تعمیر کا کام شروع کرا دیا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آدھی سڑک تعمیر ہو چکی ہے اور لوکل گورنمنٹ کی طرف سے چٹھی آ گئی ہے کہ یہ رقم غلطی سے دے دی گئی تھی اس لیے یہ رقم واپس کی جائے ۔ جناب والا ۔ یہ کتنا ظلم ہے کہ آدھی سڑک تعمیر ہو چکی ہے ، اس کے ٹنڈر ہو گئے ہیں ۔ لیکن حکومت کی چٹھی آ جاتی ہے کہ رقم واپس کرو ، یہ غلطی سے دی گئی تھی ۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس لیے میں جناب والا کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جو رقم دے چکے ہیں وہ واپس نہ لی جائے ۔ اگر کوئی قانونی رکاوٹ ہے تو وہ رقم قرض کی شکل میں بلدیہ کو دے دی جائے جو حکومت قسطوں میں وصول کرے ۔

اس کے علاوہ ہماری تحصیل میں کوئی rural ہیلتھ سنٹر تعمیر نہیں ہوا ۔ ضلع کونسل نے سفارش کی تھی کہ سکندر آباد اور کوٹلی میں دو ہیلتھ سنٹر قائم کیے جائیں ۔ یہ دونوں پوائنٹ کم از کم ایک لاکھ آبادی کو علاج provide کر سکتے ہیں ۔ اس لیے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں ان ہیلتھ یونٹوں کو شامل کیا جائے ۔ تاکہ اس علاقے میں کم از کم یہ تکلیف دور ہو سکے ۔ جناب والا ۔ شجاع آباد کاٹن گروئنگ ایریا ہے ۔ اس میں کوئی ٹیکسٹائل مل نہیں اور نہ ہی موجودہ بجٹ میں کوئی ٹیکسٹائل مل دی گئی ہے ۔ میں وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ شجاع آباد میں ٹیکسٹائل مل قائم کریں ۔ کیونکہ یہ سٹیشن ریلوے لائن پر واقع ہے اور کاٹن گروئنگ ایریا ہے ۔ اس سے بہتر کوئی اور مقام نہیں ہو سکتا ، اس لیے اس تحصیل کے لیے ایک ٹیکسٹائل مل کی منظوری دی جائے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں جناب کی وساطت سے وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شجاع آباد میں تین سال سے واٹر سپلائی سکیم شروع ہے جو ابھی نامکمل ہے ۔ اس محکمہ کے پاس پیسے بھی جمع کرا دیے گئے ہیں اور بلدیہ نے اپنا ایک تہائی حصہ بھی جمع کرا دیا ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے صرف ایک ٹینکی بنائی ہے اور باقی کام چھوڑا ہوا ہے ۔ اس لیے محکمہ پبلک ہیلتھ کو ہدایت کی جائے کہ وہ تین سال کے نامکمل واٹر سپلائی کے منصوبے کو مکمل کرے اور اس کے ساتھ سیوریج سکیم بھی اس جگہ مہیا کی جائے ۔ اس کے علاوہ ہمارا مطالبہ ہے کہ وہاں ایک اضافی بستی بنائی جائے ۔ وہاں کی ڈسٹرکٹ کونسل نے بھی سفارش کی ہے کہ وہاں ایک اضافی بستی دی جائے ۔ آخر میں میں جناب وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن اور ترقی پسند بجٹ پیش کرکے صوبے کے عوام کی خواہشات کے مطابق قدم اٹھایا ہے اس لیے وہ واقعی مبارک باد کے مستحق ہیں ۔ شکریہ

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر حلیم رضا ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب سپیکر ۔ میں فاضل وزیر خزانہ کو 77 - 1976ء کا ترقی پسندانہ ، متوازن اور عوامی بجٹ پیش کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔ یہ بجٹ اعداد و شمار اور حساب کتاب کا گوشوارہ ہی نہیں بلکہ اس

صوبے کے عوام کی امنگوں ۔ آرزوؤں اور اداروں کا مظہر بھی ہے ۔ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صوبے کی معیشت مستحکم اور پائدار بنیادوں پر استوار ہے ۔ جناب والا ۔ میں اپنے فرض سے کوتاہی کو رنگا اگر میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو خراج عقیدت پیش نہ کروں جن کی قائدانہ صلاحیتوں اور سیاسی بصیرت و تدبر سے آج میرا اقوام عالم کی صفوں میں امتیازی حیثیت کا حامل ہے ۔

ایک وہ ہیں کہ بدلتا ہے زمانہ جن کو
ایک وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

جناب سپیکر ۔ تاریخ شاہد ہے کہ برصغیر ہند و پاک کے کروڑوں مسلمان صدیوں انگریزوں کے جبرو استبداد اور ہندو بنیا سامراجیت کی چکی تلے پستے رہے ۔ مسلمانان ہندوستان کے لیے ترقی کی تمام راہیں مسدود کر دی گئیں ۔ مذہبی طور پر ان پر ترقی کی تمام راہیں مسدود کر دی گئیں ۔ ان کا مذہبی معاشرتی اور استحصال ہوتا رہا تاکہ قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی قیادت میں برصغیر ہند و پاک کے مسلمانوں نے اپنے حقوق کے حصول کے لیے تحریک آزادی کا آغاز کیا ۔ گو اس دور میں بھی برصغیر میں میر صادق اور میر جعفر جیسے غداران ملت موجود تھے ، انگریزی سامراجیت کے تلوے چاٹنے والے جاگیردار اور وڈیرے موجود تھے لیکن کے باوجود ایمان ۔ اتحاد اور یقین محکم کے عزم بالجزم کے ساتھ آخرکار مسلمان ایک علیحدہ وطن کے حصول میں کامیاب و کامران ہوئے ۔ وطن آزاد ہوا ۔ قائد اعظم ہم سے جدا ہوئے ، قائد ملت نہ رہے اور خان حکومت ایک بار پھر انہی جاگیرداروں ۔ وڈیروں اور انگریزی سامراجیت کے پروردہ فوجی آمروں کے ہاتھ میں آ گئی جنہوں نے اس ملک میں لوٹ کھسوٹ استحصال اور جبرو استبداد کو رواج دیا ۔ قوم مایوس ہو چکی تھی ، فضائیں تیرہ و تار ہو چکی تھیں کہ ایک بار پھر سندھ کے ریگستان سے وطن عزیز کا ایک جیالا آزادی کا متوالا ذو لفقار علی بھٹو فوجی آمریت کے خلاف اسلام ۔ جمہوریت اور اسلامی عدل و مساوات کا علم لے کر میدان جہاد میں اترا ۔ قوم نے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اس کا ساتھ دیا اور تورخ نے دیکھا کہ 1970ء کے انتخابات میں استحصالی قوتوں کو شکست فاش ہوئی اور پیپلز پارٹی کی حکومت معرض وجود میں آئی ۔

سارے لات و منات ٹوٹ گئے
پر ستم گر کے ہاتھ ٹوٹ گئے
پھر کسی غزنوی کی ضرب لگی
پھر کئی سومنات ٹوٹ گئے

تاریخ اس کی شاہد ہے کہ پیپلز پارٹی کا ساتھ غریب عوام نے دیا تھا اور انہی کے ذریعے پیپلز پارٹی معرض وجود میں آئی تھی ۔ مشرقی پاکستان ہم سے جدا ہوا اور جو لوگ صبح آزادی کو شب گزیدہ سحر سے تعبیر کرتے تھے ، جو گجر بجنے سے دھوکہ کھا گئے تھے ، کہنے لگے کہ اب پاکستان چند دنوں کا مہمان ہے مگر قائد عوام کی انقلابی و سماجی اصلاحات کی بدولت پاکستان کی خارجہ پالیسی ، تیسری دنیا کی جدوجہد ، اسلامی ممالک سے پائیدار دوستی اور ہمسایہ اقوام سے احترام باہمی کی بنیاد پر تعلقات نے میرے ملک کے وقار کو سیاسی معاشی اور معاشرتی طور پر اقوام عالم میں بلند کر دیا ۔ میرا ایمان ہے کہ قائد عوام آج پاکستان ہی کے نہیں بلکہ ایشیا اور عالم اسلام کے مسلمہ عوامی راہ نما تسلیم کیے جاتے ہیں ۔

نکہ بلند سخن دل نواز جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میرکارواں کے لیے

جناب سپیکر ۔ میری اس جانب بیٹھنے والے متضاد نظریات کے حامل ، الگ الگ منشور رکھنے والے ، محروم اقتدار اور ہوس اقتدار میں مبتلا فاضل دوستوں نے یہاں آزادی تحریر کی بات کی ہے ۔ وہ چاہتے ہیں کہ انہیں صوبائی عصبیت کا زہر پھیلانے کی آزادی ہو ، وہ چاہتے ہیں کہ قانون کی حکمرانی کی بجائے لاقانونیت کو فروغ ملے ، وہ چاہتے ہیں کہ مساجد کو سیاسی اغراض و مقاصد کے لیے اکھاڑہ بنایا جائے ۔ انہیں یہ سمجھ لینا ہوگا کہ یہ ملک عظیم قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا ہے ، اس کے حصول کے لیے لاکھوں جانوں کی قربانی دی گئی ، عصمتیں لٹیں ، گردنیں کٹیں ، تب یہ آشیانہ پایہ تکمیل کو پہنچا ۔

کیا اس لیے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے
بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

جناب سپیکر ۔ ہرگز نہیں ۔ جب تک پاکستان پیپلز پارٹی کا ایک بھی کارکن زندہ

اور موجود ہے ، کسی ولی خان کسی اصغر خان یا کسی اور کو اس امر کی اجازت نہ دی جائے گی کہ وہ وطن عزیز کی سالمیت اور اس کے استحکام کے خلاف سازش کر سکے - ہم قائد عوام کی قیادت میں اس ملک کی بقا اور اس کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے اپنی جانیں جو خدا وند تعالیٰ کی امانت ہیں امر ملک کی سلامتی اور استحکام کے لیے قربان کرنے کو تیار ہیں اور اس کے بہ یہ سمجھیں گے کہ :

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جناب سپیکر - آج اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں اپنے حلقے کے چند مسائل فاضل وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں - سب سے پہلا مسئلہ وہاں لائل پور میونسپل کارپوریشن کا ہے - میں نہایت دکھے دل کے ساتھ جناب وزیر خزانہ سے معذرت کرتے ہوئے ان کے نوٹس میں ایک ضروری بات لانا چاہتا ہوں کہ مقامی بلدیہ لائلپور کے شہریوں کے مسائل حل کرنے میں قطعی طور ناکام ہو چکی ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام کے ٹیکسوں سے تنخواہ پانے والے بلدیہ کے اہل کار سیاسی گروہ بندی ، رشوت خوری اور اقربا نوازی کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں اور ان کی سرپرستی وہاں کا موجودہ ایڈمنسٹریٹر کر رہا ہے - جناب سپیکر - مجھے اس بات کی اجازت دیجیے کہ میں اس حقیقت کو یہاں پر بے نقاب کر دوں کہ پچھلے دنوں وزیر بلدیات رئیس شبیر احمد صاحب لائل پور تشریف لے گئے - انہوں نے سارا دن وہاں سارے شہر کا دورہ کیا - انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تمام شہر تعفن ، گندگی اور غلاظت کا ڈھیر بن چکا ہے - ناکارہ سیوریج سسٹم کی وجہ سے پورے شہر کی کئی آبادیوں میں پانی کھڑا ہے - اس کی وجہ سے کئی مکانات گر چکے ہیں - رئیس شبیر صاحب وزیر بلدیات نے موقع کو دیکھتے ہوئے چند سینئری السپکٹروں اور سٹاف کو معطل کیا اور وہاں کے ایڈمنسٹریٹر کو ، جس کے متعلق ثابت ہو گیا تھا کہ وہ راشی اور بدعنوان ہے ، وہاں سے تبدیل کرنے کے احکام جاری کر دیے - مقام افسوس ہے کہ وزیر بلدیات کے حکم کے باوجود وہ ایڈمنسٹریٹر آج تک بلدیہ کا روح رواں بن کر وہاں موجود ہے - میری استدعا ہے کہ اگر فاضل وزیر بلدیات کے حکم کی تعمیل کروا لی جائے اور بلدیہ کے اس نا اہل

ایڈمنسٹریٹر سے لائلپور کے شہریوں کی جان چھڑا لی جائے تو یہ ہم پر احسان عظیم ہوگا ۔ میں فاضل وزیر خزانہ سے استدعا کروں گا کہ اس طرح ایک وزیر کے حکم کی تعمیل نہ ہونے کی وجہ سے عوام میں پیپلز پارٹی کی حکومت کے متعلق جو تاثر پایا جاتا ہے ، وہ ناقابل بیان ہے ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ میرے حلقہ نیابت میں فیکٹری ایریا کی کچی آبادی ایک لاکھ افراد پر مشتمل ہے ۔ وہاں پر جناب قائد عوام نے ان سے ایک وعدہ یہ کیا تھا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت بننے کے بعد انہیں جدید شہری سہولتوں سے مزین ایک کالونی مہیا کی جائے گی ۔ اس پر کچھ کام ہو چکا ہے اور ان میں سے کچھ لوگوں کو چک نمبر 213 اور گلستان کالونی میں پلاٹ دے دیے گئے ہیں ۔ باقی لوگوں کے بارے میں ایک اعلیٰ سطح اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ ان کے لیے میوہ منڈی کی زمین حاصل کر کے ان کو وہاں آباد کیا جائے ۔ میری درخواست ہے کہ برسات کی آمد ہے ۔ بارشوں کے دنوں میں پوری آبادی جزیروں کی شکل اختیار کر لیتی ہے ۔ وہاں مکانات گر جاتے ہیں اور بعض اوقات تو ایسا بھی ہوا ہے کہ وہاں بچے ڈوب کر مر گئے ۔ اس آبادی میں 32 جوہڑ ہیں ۔ میں آپ کے توسط سے فاضل وزیر خزانہ سے استدعا کروں گا کہ اس زیر تکمیل منصوبے کو فی الفور عملی جامہ پہنایا جائے تاکہ قائد عوام کے اس وعدے کو عملی شکل دی جا سکے جو انہوں نے لاکھوں افراد کے جلسہ عام میں کیا تھا ۔ جناب سپیکر ۔ میرے حلقہ نیابت میں دو تین اضافی بستیاں ہیں ۔ ان میں پیپلز کالونی نمبر 1 نمبر 2 سمن آباد کالونی اور ڈی ٹائپ کالونی شامل ہے ۔ میری استدعا ہے کہ ان آبادیوں کو بنے ہوئے بیس سال گزر چکے ہیں لیکن وہاں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق نہیں دیے گئے ۔ میں فاضل وزیر خزانہ سے استدعا کروں گا کہ ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دیے جائیں ۔ اس کے علاوہ ڈی ٹائپ کالونی کے مکینوں سے سود در سود کی رقم وصول نہ کی جائے ، بلکہ اصل رقم وصول کی جائے ۔ اس کے علاوہ وہاں ایک ہائی سکول قائم کیا جائے ۔ اس کے علاوہ میرے حلقہ نیابت میں سالار والا اور ریلوے لائن سے ملحقہ کچی آبادیوں کے لوگوں کو متبادل جگہ دیے بغیر وہاں سے بے دخل نہ کیا جائے کیونکہ محکمہ ریلوے ان کچی آبادیوں کے لوگوں کو بارہا نوٹس دے چکا ہے اور انہیں وہاں سے اٹھانے

کی کوشش کر رہا ہے ۔ آخر میں میں فاضل وزیر خزانہ سے استدعا کروں گا کہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ انگریزی جبرو استبداد کی تمام یادگاروں کو ختم کر دیا جائے ۔ میں فاضل وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ لائلپور کا شہر ایک انگریز ڈپٹی کمشنر کے نام پر بنا تھا جس کا نام لائل تھا جو ظالم تھا ، جابر تھا ۔ جس نے سانڈل بار کے حریت پسندوں پر بے جا تشدد کیا اور ان کو گولیوں کا نشانہ بنایا ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کی وساطت سے فاضل وزیر خزانہ سے میری استدعا ہے کہ لائل پور کا نام حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابی بلال حبشی کے نام پر "بلال پور" رکھا جائے میں فاضل وزیر خزانہ سے استدعا کروں گا کہ میری اس تجویز کو عملی جامہ پہنائیں ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ، اور ایک بار پھر جناب وزیر خزانہ اور ان کے رفقائے کار کو اس بجٹ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

ڈپٹی سپیکر ۔ چوہدری محمد حیات گوندل ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب سپیکر ۔ 77 - 1976ء کے بجٹ جو آج زیر بحث ہے ، ہر شخص نے جناب وزیر خزانہ کو مبارک دی ہے اور میں بھی اس کے لیے وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ یہ ایک عوامی بجٹ ہے اور ہر طبقہ فکر کے لوگوں نے اس کی تعریف کی ہے ۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سوائے شراب اور گھوڑ دوڑ کے کوئی نیا ٹیکس عاید نہیں کیا گیا ۔ اس لیے یہ نہایت ہی اچھا اور تعریف کے قابل بجٹ ہے ۔ اس کے بعد میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ میرے حلقے میں ایک قصبہ ملک وال ہے ۔ وہاں ایک ریلوے کا پل ہے ۔ ملک وال سے خوشاب اور کھیوڑہ کی طرف گاڑیاں جاتی ہیں ۔ جب وزیر اعظم پاکستان گجرات اور جہلم کے دورے پر گئے تھے تو لوگوں نے گجرات اور جہلم دونوں اضلاع کے لیے اس پل کو ٹریفک کے لیے کھولنے کا مطالبہ کیا تھا ۔ وزیر اعظم صاحب نے موقع پر حکم صادر فرمایا تھا کہ اس سال اس کا معائنہ کیا جائے گا اور آئندہ مالی سال میں اس پل کو کھول دیا جائے گا ۔ اس پل کے دونوں جانب پکی سڑکیں موجود ہیں اور کوئی زیادہ خرچ بھی نہ ہوگا ۔ اگر صرف اس پل کو پکا کر دیا

جائے تو اس پر سے یکطرفہ ٹریفک گزر سکتی ہے ۔ پچھلے سال جب بجٹ پیش ہوا تو اس وقت کے وزیر خزانہ نے کھل کر خاص طور پر اس پل کا ذکر کیا تھا کہ آئندہ سال اس کے لیے رقم مختص کی جائے گی ۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس مالی سال میں بھی اس کے لیے ، جو کہ عوام کا مطالبہ تھا اور وزیر اعظم صاحب نے موقع پر جا کر حکم بھی دیا تھا ، کوئی رقم نہیں رکھی گئی ۔ تو پھر اگلے مہینے یا اس سے اگلے مہینے جناب وزیر اعظم صاحب پنجاب کا دورہ کریں گے تو ہمیں ان سے وزیر خزانہ کی شکایت کرنی پڑے گی کہ انہوں نے اس سال کوئی رقم مختص نہیں کی ، حالانکہ آپ نے اس کا آرڈر دیا ہوا تھا اور لوگوں کو موقع پر کہا تھا کہ اس پل کو کھول دیا جائے گا ۔ اس کے بعد ، اس شہر ملک وال میں ایک ہسپتال میونسپل کمیٹی کا ہے ۔ تیس پینتیس ہزار کی آبادی ہے ۔ وزیر صحت صاحب بہ نفس نفیس انہی دنوں اس شہر کا معائنہ کر کے آئے ہیں ۔ وہاں کا ہسپتال آبادی کے مطابق بہت چھوٹا اور تنگ ہے اور میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس ہسپتال کو سرکاری تحویل میں لے کر اس کی توسیع کی جائے ۔ اس کے بعد جناب میں گزارش کروں گا کہ زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس ملک کی 80 فیصد آبادی کا انحصار بالواسطہ یا بلا واسطہ ، زراعت پر ہے ۔ میرا علاقہ سکارپ ایریا بھی ہے اور یہاں دوہرا آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے ۔ ٹیوب ویل اکثر خراب رہتے ہیں اور ان سے تقریباً نصف بالکل ناکارہ ہو چکے ہیں اور جو بقایا ہیں وہ بجلی اور فنی خرابیوں کی وجہ سے اکثر خراب رہتے ہیں ۔ اس کے باوجود دوہرا آبیانہ زمینداروں پر اسی طرح مسلسل لاگو کیا جا رہا ہے جس طرح پہلے دن سے ان پر ٹھونسا گیا تھا ۔ اس لیے اب میں یہ گزارش کروں گا کہ ان سکارپ ایریاز میں اس دوہرے آبیانے کی لعنت کو ختم کیا جائے ۔ کافی دیر سے زمیندار اس کے بوجھ تلے دبے پڑے ہیں اور وہ دوہرا آبیانہ دیتے دیتے اب تھک چکے ہیں ۔ اس لیے اب اس آبیانے کو دوہرے کی بجائے سنگل وصول کیا جائے ۔ اس کے بعد میں گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ نے چاول کی قیمت مقرر کی ہے ۔ اس سے کاشتکاروں کو نقصان ہو رہا ہے کیونکہ آڑھتی اور مڈل مین سستے داموں کاشتکاروں سے موجی خرید رہے ہیں اور اس کا چاول بنا کر گورنمنٹ کو خود سپلائی کرتے ہیں ۔ اس لیے چاول کی بجائے اگر موجی کی قیمت مقرر کی جائے مثلاً باسمتی موجی ہے ، موٹا چاول ہے ، مختلف اقسام کی مختلف قیمتیں مقرر کی

جائیں تو اس سے کاشتکار کو ، زمیندار کو فائدہ پہنچے گا اور مڈل میں اس سے زیادہ منافع نہیں کما سکیں گے ۔ اس کے بعد یہ ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت مختلف اضلاع کے لیے رقوم مختص کی جاتی ہیں لیکن یہ رقوم بہت تھوڑی اور قلیل ہوتی ہیں اور جب بھی کوئی سیلاب آ جائے یا کوئی آفت ناگہانی یا اس قسم کا کوئی اور واقعہ رونما ہو جائے تو پیپلز ورکس پروگرام کی گرانٹ سیلاب کی نذر ہو جاتی ہے اور بہت سی چھوٹی چھوٹی دیہی سکیمیں جو چھوٹے لیول پر ہوتی ہیں وہ اس سے متاثر ہوتی ہیں اور گرانٹ بند ہو جانے کے باعث وہ تشنہ تکمیل رہ جاتی ہیں ۔ بہت سا کام ہر ضلعے میں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت شروع کیا گیا لیکن گرانٹ کی کمی کی وجہ سے پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا ۔ اس لیے بجٹ میں جو رقم رکھی گئی ہے یہ نہایت قلیل ہے ، اسے اور زیادہ بڑھایا جائے تو یہ عوام کے مفاد میں ہوگا ۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ نیابت میں ایک موضع بکڑ ہے جو سب تحصیل بھی رہ چکا ہے ۔ یہ بہت بڑا قصبہ ہے ۔ یہاں 1940ء میں ہائی سکول تھا لیکن اسے اب ڈاؤن گریڈ کر دیا گیا ہے جب کہ دوسرے سکولوں کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے ۔ اسے ہائی سے مڈل کر دیا گیا ہے حالانکہ اس قصبے کی آبادی تقریباً اٹھارہ ہزار ہے ۔ گردونواح میں بہت سے دیہات ہیں جو اس سکول سے استفادہ کر سکتے ہیں لیکن اس سکول کو ہائی سے مڈل کر دیا گیا ہے ۔ میری گزارش ہے کہ اسے اپ گریڈ کیا جائے ، یہ لوگوں کا مطالبہ ہے ورنہ وہاں کے اہالیان تعلیم سے بہرہ ور نہ ہو سکیں گے ۔ اس کے بعد میں گزارش کروں گا کہ وہاں پر ایک موضع ہے دھنی کلاں ۔ وہاں پر ہیلتھ سینٹر منظور ہوا تھا اور محکمہ صحت نے وہاں کے لوگوں کو چٹھی لکھی تھی کہ آپ کا ہیلتھ سینٹر منظور ہو چکا ہے ، آپ محکمہ کے نام زمین منتقل کرائیں ۔ چنانچہ محکمہ کے کہنے پر اہل دیہہ نے پانچ ایکڑ اپنی زرعی اراضی محکمہ صحت کے نام منتقل کرا دی ۔ اس کے بعد ہمارے ایک وزیر صاحب کے اثر و رسوخ سے ان کے اپنے گاؤں میں وہ ہیلتھ سینٹر منتقل ہو گیا ۔ وہاں ہیلتھ سینٹر بنا دیا گیا ہے اور دھنی کلاں کے آدمی جن کو کہا گیا تھا کہ آپ زمین منتقل کر لیں اور محکمہ کی ہدایت کے مطابق انہوں نے زمین منتقل بھی کرا دی تھی ، وہ اس ہیلتھ سینٹر سے محروم

رہے ۔ چلو پہلا وعدہ تو ان کا وزیر صاحب کی نذر ہو گیا ۔ اب میں گزارش کرتا ہوں کہ آئندہ مالی سال میں وہاں ہیلتھ سینٹر ضرور دیا جائے ۔ ایک سڑک ہے پکڑ سے کوٹ دھیرن ۔ اس پر پیپلز ورکس پروگرام اور ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت ارتھ ورک کیا جا چکا ہے اور پایاں بھی تعمیر ہو چکی ہیں ۔ اگر اسے پختہ نہ کیا گیا تو پہلے جو رقم صرف ہوئی ہے وہ بھی رائیگاں جائے گی ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اسی سال اس سڑک کو پختہ کیا جائے ۔ دو تین اور سڑکیں پیپلز ورکس پروگرام میں گوجرہ تا وڑکا بالا چک شہباز اور کٹھالہ شیخاں تا میانوال ہم نے شروع کی تھیں اور ان کے کچھ حصے بن چکے ہیں ۔ ان پر سولنگ لگا ہے اور کچھ حصہ ٹاپ بلیک ہوا ہے لیکن رقم کی کمی کی وجہ سے ہم ان کو تکمیل تک نہیں پہنچا سکے ۔ اس لیے موجودہ مالی سال کے بجٹ میں اگر کچھ رقم ان کے لیے مختص کی جائے اور ان سڑکوں کو تکمیل تک پہنچا دیا جائے تو یہ نہایت ہی اچھا اور مستحسن اقدام ہوگا ۔ ایک سڑک کٹھالہ سے ملک وال ، جسے یہاں روڈ کہتے ہیں ، ساٹھ میل لمبی ہے ۔ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا اس پر ارتھ ورک ہو چکا ہے اور سولنگ بھی ہو چکی ہے ۔ اگر اس سڑک کو پختہ نہ کیا گیا تو کروڑوں روپیہ گورنمنٹ کا جو اس پر صرف ہوا ہے ضائع ہو جائے گا ۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ اس سڑک کو مناسب یہی ہے کہ پی ڈبلیو ڈی کے حوالے کر دیا جائے اور سڑک کر پختہ کیا جائے ۔ ملک وال تا سدا اور ملک والا تا مونگ اور سدا تا وریام دو سڑکیں ہیں ۔ ان کے لیے کچھ رقم رکھی گئی ہے لیکن یہ بہت تھوڑی ہے ۔ یہ اٹھارہ اٹھارہ میل لمبی سڑکیں ہیں لیکن ہر سال ان کے لیے کبھی پانچ لاکھ کبھی دس لاکھ روپے رکھے جاتے ہیں جس سے وہ سڑک ایک میل یا دو میل بنتی ہے ۔ اس طرح تو اس سڑک کو مکمل کرنے میں دس سال لگ جائیں گے اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم رکھی جائے اس کے بعد میں پانچ مرلہ سکیم کے متعلق کچھ عرض کروں گا ۔ پانچ مرلہ سکیم گورنمنٹ نے شروع کی ہے ۔ یہ نہایت اچھا اقدام ہے اور نہایت اچھی سکیم ہے ۔ بے گھر لوگوں کو اس سے گھر ملیں گے اور مل رہے ہیں ۔ اس سے لوگوں کو پلاٹ ملے ہیں ، لوگ بڑے خوش ہیں لیکن اس کا بہت سا کام ابھی بقایا ہے ۔ کاغذات میں شاید یہ کام اور یہ سکیم بہت آگے جا چکی ہے اور بہت

سا کام مکمل ہو چکا ہے لیکن بہت سا کام اور بہت سا حصہ ابھی نا مکمل ہے اور بہت سے لوگ بے گھر پھر رہے ہیں ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اسے جلد از جلد تکمیل تک پہنچایا جائے اور مستحق لوگوں کو پلاٹ فراہم کیے جائیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ کچھ لوگ لے جائیں اور باقی مارے مارے پھرتے رہیں ۔ جناب وزیر خزانہ نے شراب پر ٹیکس لگایا ہے میری رائے تو یہ ہے کہ یہ ایک اسلامی ملک ہے ، یہاں شراب قطعی طور پر ممنوع ہونی چاہیے اور اس کے لیے جو سخت سزا اسلام نے تجویز کی ہے وہ لوگوں کو دی جانی چاہیے جو شراب کو استعمال کریں ۔ باقی تمام قوانین بھی اسلام کے مطابق بنائے جائیں اور ان کا نفاذ کیا جائے ۔ سیم اور تھور کا مسئلہ پنجاب میں بہت زیادہ اہم ہے ہر سال بہت سا رقبہ سیم اور تھور کی نذر ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح تحصیل پھالیہ میں لنک کینال اور لنک کینال قادر آباد کی وجہ سے کافی علاقہ سیم زدہ ہو چکا ہے ۔ اس سلسلے میں میں چند تجاویز پیش کرتا ہوں ۔ کسووال سیم نالہ ڈیو ڈرین گڑھ قائم کا سیم نالہ بچھو 12 چک اور 13 چک کا سیم نالہ جو ہے ان کی توسیع کی جائے تاکہ ان علاقوں میں سیم اور تھور سے نجات حاصل کی جا سکے ۔ بہت سا علاقہ سیم کی وجہ سے زیر آب آ چکا ہے ۔ اس کے بعد میں گزارش کروں گا کہ جو کاشتکار گندم اور کپاس پیدا کرتے ہیں ان کو کاسٹ آف پروڈکشن بھی وصول نہیں ہوتی ۔ اس لیے میں گزارش کرتا ہوں کہ ان کی قیمت مناسب حد تک بڑھائی جائے ورنہ کاشتکار کی حالت نہایت خراب ہو جانے کا احتمال ہے ۔ اس کے بعد میرے علاقے میں ملک وال تیس ہزار آبادی کا شہر ہے ۔ وہاں انٹرمیڈیٹ کالج برائے طلباء اور طالبات نہایت ضروری ہے ۔ یہ بہت بڑا علاقہ ہے اور ہائی سکول بھی وہاں ہے ۔ اس لیے میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہاں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے الگ الگ انٹرمیڈیٹ کالج کھولے جائیں ۔ کچھ علاقوں میں چھوٹے راستے ہیں جو دو میل لمبے ہیں ۔ ان کے لیے بجٹ میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ۔ چھوٹا راستہ اگرچہ دو میل کا ہوتا ہے پھر بھی یہ دو تین گاؤں کے لیے کافی ہو جاتا ہے ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ چھوٹی سڑکوں کے لیے رقم مخصوص کرنا ضروری تھا ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ اسمبلی میں کہا گیا تھا کہ زمین کی منتقلی پر کوئی فیس نہ لی جائے گی ۔ لیکن ابھی تک پہلے کی طرح ہو رہا ہے ، لوگوں کو اس سلسلے

میں کافی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں ، پھر تحصیل میں جا کر رجسٹری کروانا پڑتی ہے اور زمینداروں کا اس پر کافی خرچ آتا ہے ، میری یہ گزارش ہے کہ پٹواری کے پاس پہلے جیسے انتقال درج کروا دیے جاتے تھے اور تحصیلدار موقع پر جا کر تصدیق کر دیتا تھا اس کے مطابق اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ ایک بڑی اہم بات جو میں وزیر خزانہ صاحب کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھتا ہوں یہ ہے کہ تمام شوگر ملیں زمینداروں سے شوگر کین ٹیکس دس پیسے کے حساب سے وصول کرتی ہیں جو سڑکوں کے لیے ہوتا ہے لیکن جب وہ وصول ہو جاتا ہے تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ ٹیکس کہاں گیا اور کاشتکار جو یہ ٹیکس ادا کرتے ہیں ان کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ۔ کمشنر صاحبان اس کمیٹی کے چیئرمین ہوتے ہیں ، کچھ عوامی نمائندے اور کچھ سرکاری افسران اس کمیٹی کے ممبران ہوتے ہیں جو اس شوگر کین ٹیکس سے سڑکیں بنواتی ہے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ جب شوگر کین ٹیکس گورنمنٹ پنجاب کے پاس پہنچ جائے تو یہ رقم دو ، تین ، چار مہینوں کے بعد کمشنر صاحبان کو دے دی جائے تاکہ جس مقصد کے لیے یہ رقم دی جاتی ہے اس پر خرچ کی جا سکے ۔ میں بھی اس کمیٹی کا ممبر ہوں ، ڈیڑھ دو سال گزر جاتے ہیں لیکن پھر بھی پنجاب گورنمنٹ رقم دینے میں ناکام رہتی ہے ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ تمام شوگر ملوں کی رقوم جلد از جلد ادا کر دی جائیں تاکہ سڑکیں تعمیر کی جا سکیں ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ میں گزارش کروں گا کہ کھانڈ شہروں میں ایک سیر فی کس دی جاتی ہے ، قصبوں میں آٹھ چھٹانک اور دیہاتوں میں اس کا کوٹہ 4 چھٹانک ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ دیہات کے لوگوں کا کوٹہ بھی بڑھایا جائے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ منڈی بہاؤالدین اور ملک وال میونسپل کمیٹیوں کی حالت نہایت ہی ناگفتہ بہ ہے ۔ وہاں سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں ، پانی کا کوئی انتظام نہیں اور گندے پانی کے نکاس کے لیے بھی کوئی انتظام نہیں ۔ اس کے لیے کوئی مناسب انتظام کیا جائے ۔ ٹیوب ویل سب مڈی پلے بہت کم دی جاتی ہے اس کے لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم دس ہزار روپے کی جائے ۔ جناب والا ۔ آخر میں میں محکمہ زراعت سے درخواست کروں گا کہ جڑیاں اور جنگلی سور اناج کا بہت نقصان کر رہے ہیں ، اس سے بچاؤ کا کوئی خاص انتظام کیا جائے ۔ چین میں بھی جڑیاں ماری گئیں ۔ اسی طرح ہماری گورنمنٹ بھی اس لیول کی کارروائی کر سکتی ہے ۔ جڑیاں اناج کا تیسرا حصہ کھا جاتی ہیں اور فصل کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں ۔ اسی طرح جنگلی سور ہیں ۔ اگر گورنمنٹ لیول پر اس کا کوئی انتظام نہ کیا گیا تو ملک کو بہت نقصان ہوگا ۔ اس کے بعد میں جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

شیخ محمد اقبال ۔ جناب سپیکر ۔ 77-1976ء کے بجٹ پر بحث کرنے سے پہلے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کو خراج تحسین پیش کروں جنہوں نے مارشل لاء کے بعد ، ایک آمر کی حکومت کے بعد ، اس ملک کی باگ ڈور سنبھالی ۔ اس وقت کی اپوزیشن اور دوسری جماعتیں یہ کہا کرتی تھیں کہ اس ملک کا خدا حافظ ہے ۔ شاید یہ پاکستان رہے یا نہ رہے ۔ قائد عوام کی سیاسی بصیرت نے یہ ثابت کر کے دکھا دیا ہے ، ملک کو جس طرح انہوں نے مضبوط کیا ہے اور ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ۔ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرنے سے پہلے پھر قائد عوام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ گذشتہ چار سال کے عرصے میں پنجاب میں تین حکومتیں بدلی ہیں لیکن ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اسی طرح قائم و دائم ہیں ۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟ یہ ڈاکٹر صاحب کی قابلیت ، ذہانت اور محنت کا نتیجہ ہے ۔ اس بجٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی قابلیت سے بجٹ کی تیاری میں کتنی محنت سے کام کیا ہے ، ایسا بجٹ جس میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا ۔ پنجاب کے عوام خوش ہیں ۔ پہلے عوام مرکزی بجٹ کا انتظار کر رہے تھے ۔ مرکزی بجٹ جب پیش کیا گیا تو کوئی نیا ٹیکس نہ لگایا گیا ۔ اس کے بعد پنجاب کے عوام کو خطرہ تھا کہ جب پنجاب کا بجٹ پیش کیا جائے گا تو اس میں نئے ٹیکس لگائے جائیں گے ۔ لیکن پنجاب کے بجٹ کو جب لوگوں نے دیکھا اور پڑھا کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں تو عوام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ۔ جناب والا ۔ آپ کو علم ہے کہ جھنگ میں گذشتہ الیکشن میں پیپلز پارٹی کا کوئی امیدوار ، سوائے خان نوازش علی خان صاحب کے جو گڑھ مہاراجہ سے منتخب ہوئے تھے ، کامیاب نہ ہوا تھا باقی تمام معزز ارکان ضلع جھنگ ، خواہ ایم پی اے ہیں یا ایم این اے ہیں ، جمیعت العلماء اسلام ، جمیعت العلماء پاکستان یا آزاد امیدوار کے طور پر منتخب ہوئے تھے ۔ لیکن قائد عوام نے جو اصلاحات اس ملک میں کی ہیں ضلع جھنگ کے عوام نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ہم پیپلز پارٹی میں شامل ہوں ۔ اپنے عوام کی خواہشات کے مطابق اور پاکستان پیپلز پارٹی کی کارکردگی اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی سیاسی بصیرت اور مدبرانہ میں جو ترقی ہوئی ہے اس کو دیکھتے ہوئے ہم نے پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی ہے اس کے بعد قائد عوام نے جب پنجاب کا دورہ کیا تو

میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اتنا بڑا اجتماع شاید کسی اور ضلع میں ہوا ہوا جتنا ضلع جھنگ میں ہوا ۔ اس وقت قائد عوام نے کچھ وعدے کیے ۔ وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بھی دو تین مرتبہ جھنگ تشریف لے گئے ۔ ان کی خدمت میں بھی عرض کی گئی کہ ہمارے جھنگ کے مسائل کو حل کیا جائے اور انہوں نے یہ وعدہ فرمایا کہ اس بجٹ میں ضرور ہمارے جائز مطالبات کے پیش نظر رقم مختص کی جائے گی لیکن خدا جانے ڈاکٹر صاحب بھول گئے ہیں ۔ کہ بجٹ تو بہت اچھا ہے لیکن جھنگ والوں کو پھر بھول گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ 1973ء میں جب سیلاب آیا تو ڈاکٹر صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے ۔ اس وقت انہوں نے جھنگ کی حالت دیکھی ، پنجاب میں سب سے زیادہ نقصان جھنگ کو ہوا اور دوسرے نمبر پر خان پور کو ہوا ۔ اس وقت فلڈ کمیشن کی رپورٹ یہ تھی کہ جھنگ سے سرگودھا 9 میل پر دریائے چناب پر جو برج ہے اس کو چوڑا کیا جائے ، اس کی وجہ سے ہمیشہ شہر کو نقصان پہنچتا ہے اور وزیر خزانہ صاحب نے بھی وعدہ فرمایا تھا کہ اس سال بجٹ میں رقم مختص کی جائے گی لیکن میں نے بجٹ میں دیکھا ہے کہ اس کو چوڑا کرنے کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی جہاں تک باقی اضلاع کا تعلق ہے ، اس ایوان میں زیادہ تر اراکین نے جو دیہات کے رہنے والے ہیں اپنے مسائل بیان کیے ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح ہیلتھ ورکس پروگرام میں 20 ، 20 اور 50 50 لاکھ روپیہ دیہات کے لیے مخصوص کیا جاتا ہے اسی طرح وہ پسماندہ شہر جن کی کمیٹیاں بہت کمزور ہیں ، ان کے لیے بھی سپیشل گرانٹ دی جائے ۔ جناب والا ۔ جھنگ گورنمنٹ کالج میں جس کی بلڈنگ 5,6 دفعہ سیلاب سے متاثر ہوئی ، طلباء کی تعداد زیادہ ہے ۔ ضرورت یہ ہے کہ اس کو نئے سرے سے بنایا جائے یا اس کو مرمت کر کے طلباء کے لیے ڈبل شفٹ کا انتظام کیا جائے ۔ ڈاکٹر صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ اس بلڈنگ کے لیے رقم مخصوص کی جائے گی لیکن اس بجٹ میں کچھ نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ۔ جھنگ میں ہاؤسنگ سکیم غربا کے لیے بنائی گئی جو سیلاب سے متاثر ہوئے تھے ۔ یہ میں سنتا رہا ہوں کہ ہر نمبر یہ کہتا ہے کہ 80 فیصدی آبادی دیہات کی ہے اور مزدور کسان دیہات میں رہتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ شہروں میں جو مزدور ہیں جتنے وہ تنگ ہیں شاید دیہات میں کوئی نہ ہو ۔ ریڑی والا ۔ چھابے والا ۔ تانگے والا ۔ ان غریبوں کے لیے

شاید کوئی ایسی سہولت نہ ہو جس سے وہ فائدہ اٹھا سکیں ۔ جھنگ میں ایک ہاؤسنگ سکیم بنی ۔ جناب والا ۔ شہر میں 500 روپے مرلہ کی قیمت ہے اور جھنگ کی ہاؤسنگ سکیم میں 800 روپے مرلہ قیمت رکھی گئی ۔ وزیر بلدیات اور ہاؤسنگ رئیس شبیر احمد صاحب جھنگ تشریف لے گئے ۔ ان کی خدمت میں میں نے یہ عرض کی کہ مہربانی کریں ، 800 روپے کی بجائے 500 روپے فی مرلہ اس کی قیمت رکھیں اگر آپ یہ مہربانی نہ کریں گے تو یہ سکیم فیل ہو جائے گی اور اسی طرح ہوا ۔ لوگوں نے ابھی تک کوئی مکان نہیں لیا ۔ کوئی قسط نہیں دی ۔ وہ ہاؤسنگ سکیم اسی طرح پڑی ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ جھنگ میں سیوریج اور واٹر سپلائی سکیم پر ایک کروڑ روپیہ خرچ ہونا ہے ۔ میں جناب ڈاکٹر صاحب کی توجہ اس طرف سبذول کراؤں گا کہ آپ مہربانی کریں ، میونسپل کمیٹی کے پاس اتنا فنڈ نہیں کہ وہ 20 سال میں بھی واٹر سپلائی اور سیوریج سکیم مکمل کر سکے ۔ آپ پنجاب گورنمنٹ سے جتنا زیادہ سے زیادہ فنڈ دے سکتے ہیں دے دیں ۔ آپ کی مہربانی ہوگی ۔ دوسری بات یہ ہے کہ سڑکوں کے لیے on going scheme میں جو اس بجٹ میں شامل ہے ، ضلع جھنگ کے لیے کوئی نئی سڑک نہیں رکھی گئی ۔ مہربانی فرما کر جو تجاویز ہماری ڈسٹرکٹ سے یا ہیلپ ورکس کونسل سے موصول ہوئی ہوں ان کے مطابق ہمیں 10/15 میل نئی سڑک دی جائے ۔ جناب والا ۔ جس طرح پاکستان ہیلپ پاٹی کی حکومت ، ہماری حکومت نے گندم کے سلسلے میں رعایت رکھی ہوئی ہے کہ مہنگی گندم خرید کر سستا آٹا فراہم کرتی ہے اسی طرح سے میری یہ تجویز ہے کہ پنجاب میں سستے کپڑے کے ڈپو کھولے جائیں اور یہ شرط لگا دی جائے کہ وہ غریب آدمی یا ملازم جس کی ماہوار آمدنی 500 روپے سے زائد نہ ہو وہی ان ڈپوؤں سے کپڑا خریدے ۔ گورنمنٹ 5 روپے گز کپڑا خریدے اور ڈپو پر وہ کپڑا اڑھائی روپے گز ہو اور اس کی بقایا قیمت پنجاب گورنمنٹ اپنی جیب سے دے جیسے کہ گندم میں دے رہی ہے ۔ اس سے روٹی کپڑا اور مکان کے وعدے پورے ہو جائیں گے ۔ مکان تو آپ نے 5 مرلہ سکیم میں دے دیا ، یہ بڑی اچھی سکیم ہے ۔ روٹی آپ نے سستی مہیا کر دی ہے گندم خریدی اور غریب عوام کو سستا آٹا مہیا کر دیا ۔ اسی طرح آپ مہربانی فرما کر کپڑے کی اس سکیم پر غور کریں ۔ وہ سرمایہ دار جن کی ماہوار آمدنی 5,10 لاکھ سے کم نہیں ان کی آمدنی پر سپر ٹیکس لگائیں تاکہ

اس کی آبادی سے غریب عوام کو فائدہ پہنچ سکے ۔ جناب والا ۔ جھنگ میں 125 بستروں تک پر مشتمل ایک ہسپتال ہے ۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس کو 200 بستروں تک بڑھایا جائے ۔ جھنگ کو ایک ٹیکنیکل کالج بھی دیا جائے ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن ، جو کہ ابھی میونسپل کمیٹی میں شامل ہوا ہے ۔ جھنگ صدر سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے ۔ اس میں کوئی ہائی سکول نہیں ۔ حالانکہ اس کی آبادی 20 ہزار کے قریب ہے ۔ وہاں کے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ جھنگ میں انڈسٹری نہ ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ پبلک سیکٹر سے جھنگ میں کوئی انڈسٹری نہیں لگائی گئی اور پرائیویٹ سیکٹر کو حکم نہیں دیا گیا ۔ کیونکہ جھنگ پسماندہ ضلع ہے اس لیے آپ کو اس وقت تک اجازت نہیں دی جاتی جب تک آپ رضامند نہ ہوں کہ جھنگ میں انڈسٹری لگائی جائے ۔ میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اب نئی صنعت لگانے کا لائسنس جھنگ کے لیے دیا جائے اور اس کے لیے شرط لگائی جائے کہ جھنگ کے سوا کسی دوسری جگہ انڈسٹری نہ لگائی جائے یہ پنجاب میں سب سے زیادہ پسماندہ ضلع ہے اور اس کے لیے سوئی گیس بہت ضروری ہے کیونکہ پرائیویٹ سیکٹر والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جھنگ میں سوئی گیس نہیں اس لیے وہ وہاں انڈسٹری لگانے کے لیے تیار نہیں ۔ جھنگ سے 18 میل کے فاصلے پر سوئی گیس کی لائن جا رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر صوبائی حکومت یا اس ہاؤس کے سارے ممبران میرے ساتھ اتفاق کریں تو یہ قرارداد کی صورت میں مرکزی حکومت کو لکھا جائے یا پھر ڈاکٹر صاحب جو کہ سینئر منسٹر بھی ہیں ، اپنی طرف سے مرکزی حکومت کو لکھیں کہ جھنگ کو سوئی گیس مہیا کی جائے ۔ اس کے بعد میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے کہ میں اپنے علاقے کے مسائل بیان کروں ۔ میں ڈاکٹر صاحب سے گذارش کروں گا کہ میرے پوائنٹ نوٹ فرما لیں اور ان پر غور فرمائیں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کی کارروائی 19 جون 1976ء بروز ہفتہ آلہ بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 19 جون 1976ء بروز ہفتہ آلہ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

ہفتہ ۔ 19 جون 1976ء
(شنبہ ۔ 19 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ
قَبْلُ ۗ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ۝ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا
يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ حَسِيبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ
وَلَٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

پارہ ۲۲ ۔ سورۃ ۳۳ ۔ رکوع ۲ و ۳ ۔ آیات ۳۸ تا ۴۲

پیغمبر خدا پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں ہے جو اللہ نے ان کے لیے مقرر کر دیا ہے ۔ اور جو پہلے گذر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے ۔ اور اللہ کا حکم مقرر ہو چکا ہے ۔ اور وہ ایسے تھے جو اللہ کے پیغام (لوگوں کے) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کے لیے کافی ہے ۔ محمد مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہی ہر بات سے پوری طرح واقف ہے ۔ اے ایمان والو اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو ۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

اقلیتی ارکان اسمبلی کا حلف وفاداری

مسٹر سپیکر ۔ اب اقلیتی فرقوں سے تعلق رکھنے والے ارکان بطور ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب حلف وفاداری اٹھائیں گے ۔

حلف وفاداری

1 ۔ مسٹر ڈی ، پی ، سنگھا ۔

2 ۔ مسٹر ایس ، سٹیفن ۔

3 ۔ مسٹر بخشا رام [illegible]

4 ۔ مسٹر بی ، ایوب خان ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

بیگم سیدہ عابدہ حسین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست بیگم سیدہ عابدہ حسین صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I would request leave of absence of the House for the sittings of the 7th, 8th, 9th, 10th, 14th, 15th, 16th, and 17th, as I had too taken my daughter, who was ill, to the hills for recuperation. Thanking you.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور احمد ماہی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور احمد ماہی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

مورخہ 19 جون بروز ہفتہ ضروری کام کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں گا ۔ ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب ممبران صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Session as I had some private affairs to attend to on 15 and 16th June, 1976. Kindly move the Assembly for the grant of leave.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 77-1976ء

(بحیثیت موضوعی عام بحث) جاری

Mr. Speaker : We resume discussion on the Budget.

Mr. Zulfiqar Ali Khan Khosa :

Sardar Zulfiqar Ali Khosa : Mr. Speaker, before I proceed with my speech, I would like to congratulate Dr. Abdul Khaliq, the Finance Minister of Punjab, for a very balanced budget which he has presented in this House. The present budget aims for the betterment, or rather for bettering the lot, of the common man. In my budget speech of the last year, through your good offices, I had tried to bring the problems of my district before the Government of Punjab and thereafter, had hoped and prayed that we would get a larger share than normally allocated to other districts for the simple reason that ours is a very backward district. Not much development has taken place there and all the successive Governments, since the Partition of India and Pakistan, have

constantly ignored us. It is heartening to see that the present government has definitely done more for us this year than in all the past years. When the Prime Minister of Pakistan visited Dera Ghazi Khan, somewhere probably in July or August 1975, he himself witnessed the devastation caused by floods in this district and even otherwise the difficulties being faced by the people there. He was very kind in appreciating our problems and made some decisions on the spot during that visit. Some of the decisions, it is hoped, will change the future of the district and bring jobs and means of livelihood to the people of that area. For instance, he sanctioned a sugar mill, a textile mill and a bridge on the river Indus at point Brahama and Ghazi Ghat. He also very kindly allocated a sum of Rs. 2 crore from the Central Budget towards constructing protection points for the protection of the western bank from the erosion of the river. These are only a few things which have been given to the district but, Mr. Speaker may I still say that even these will not be enough to bring us at par with the rest of the Province because during all these 27 to 28 years, when the rest of the Province was leaping ahead, we have been in a position of stagnation. Our educational facilities are certainly not upto the mark and we cannot compete with the rest of the districts in Punjab for many reasons. Basically, most of the school buildings in the district are now failing apart. There is no accommodation attached to these schools which are situated in far flung areas and there are no means of communications. We cannot blame those teachers who do not want to be posted in that area because, in the first place, as I have mentioned, there are no means of communications and, secondly, there no accommodation. It becomes extremely difficult for the teachers to accept appointment out in the wilderness where they cannot meet even their bare necessities of life. We have one Degree College in the entire district and I am sorry to say that even this Degree College the only one in the district so far-has not received its full equipment regarding a science laboratory or even the library. The mosque of the College, which is attached to the hostel, cannot be used for prayers because the condition of the mosque has been declared dangerous by the Buildings Department. I considered it my

personal duty to bring this to the notice of the Education Minister for the grant of some funds to carry out repairs of the mosque but, unfortunately, I have been informed that he has no funds for the repair of a mosque. Similarly, the hostel of this very college has no compound wall. Innumerable cases of theft have been noticed and brought to the attention of the authorities but even the authorities are powerless to ensure safety of the hostel since there is no boundary wall. We have tried, as a joint effort, with my colleagues from the Dera Ghazi Khan District to allocate some funds from the Peoples Works Programme for the construction of this boundary wall but they are insufficient because, as it is, we do not get sufficient funds which we could spare for such projects. Through your good offices, Mr. Speaker, I would like to convey my request to the Education Minister to kindly pay attention towards these problems of the College.

As far as the means of communication are concerned, in our district we have only one main road which runs from the northern portion of the district right down to the southern portion. The length of the district is approximately three hundred miles and an average of forty miles in width. Along that one main road, we probably have a total of 8 to 10 link roads which go into the interior. It is a surprising feature, Sir, that even today in this space age, when the moon has been reached and probes are being made towards mars, we in Dera Ghazi Khan are still using candle and bullock-cart as our major means of transportation both for goods and people. The farmers' produce, which has to come from within the interior, is still carried on camel and bullock-carts. We do not demand that others be depleted or others' share be cut down and given to us but we certainly demand from this government that we be given enough to bring us at par with the rest of the Province. Sir, it is the privilege of a great leader and an enlightened leader to formulate policies and to bring reforms. Thereafter, it is the duty of his teams, in this case the Punjab Government is one of his teams, to carry out those policies and reforms. The Prime Minister has, in no uncertain words, said that he wants to bring up the lot of the [illegible] districts. I have earlier said that we definite-

ly appreciate that we received more this year than in any of the previous years but, again, I stress that this is not enough to alleviate our distress and the problems which we face. I would request through your good offices that various proposals which have been sent by the Peoples Works Council of Dera Ghazi Khan for construction of roads to open up the interior and to facilitate travelling of people from Dera Ghazi Khan to other districts of the Punjab, these proposals may kindly be examined carefully and accepted in the interest of the District Furthermore Sir, Dera Ghazi Khan has geographical features. It has a very vast area and terrain of brackish, saline sub soil water. The only area where the sweet drinking water is available by hand pumps is rivirain areas and as we move away from the riverain area the water becomes saline. It is impossible for the local people to drill tubewells or to bring any drinking water scheme by themselves. The Government is definitely paying attention towards this. There are certain schemes even now being carried out but as I have said two or three such schemes cannot meet the demands of the entire District. I would, therefore, request through your good offices Sir, that any such scheme being forwarded again by the Peoples Works Council, Dera Ghazi Khan may please be examined carefully and sanctioned to bring relief to the people.

Now, I come to the problem of the hill torrents of the District. Sir, it is very heartening for us to hear Dr Abdul Khaliq that three of the hill torrents of Dera Ghazi Khan have been taken up for being controlled and utilized for irrigation purposes. Sir, there are about hundred hill torrents coming down from the western hills into planes. The damage and the devastation caused by these hill torrents has been witnessed by no less a person than the Prime Minister of Pakistan, Mr Zúlfiqar Ali Bhutto who very kindly agreed to visit the District and saw with his own eyes the plight of the people. I personally feel that these three hill torrents that have been taken over are as a result of his personal interest. I would further request that there are other major hill torrents which may very kindly be taken into consideration at least if you like to avoid damage and devastation of crores of rupees.

The damage is caused not only to the roads that exist but also to crops of the poor people. Taunsa Tehsil is a northern more tehsil of Dera Ghazi Khan and the Taunsa Barrage which is named after that Tehsil doesn't give even a drop of irrigation water to this neglected tehsil. Chashma Barrage which about sixty to seventy miles upstream of Taunsa Barrage is in a position to provide irrigation water to this unhappy tehsil. It is a vast area with very fertile soil but it lacks water. I would humbly request that the Punjab Government shou'd take up this matter with the Central Government so that we may be able to get a canal on the right bank of river Indus from the Chashma Barrage for irrigation purposes for Taunsa Tehsil.

Sir, in the entire District we have one Civil Hospital at the Headquarter and some dispensaries at tehsil level and elsewhere. It is my duty to point out to this House that the main hospital and all the dispensaries in the District are always understaffed. There is hardly any medicine available at these institutions. The nearest station where we get the help of a specialist is Multan which is 117 miles away. I can quote innumerable cases where the patients have been asked to shift from Dera Ghazi Khan Hospital for lack of facilities and aid to Multan and you will be surprised to know that deaths have taken place enroute. Sir, it is the duty of any Government and every Government to provide these basic facilities to its citizens. Mr Speaker Sir, I would like to draw the attention of the Punjab Government through your good offices towards our plight and request that our conditions are to be improved as far as these basic facilities and needs are concerned.

Sir, another point which is worth mentioning is the state of electricity in the District. I believe that it is a common rule laid down for all elected members that they give schemes for village electrification and these schemes should not be more than a leng'h of three miles from an existing connection. As I have explained earlier the District of Dera Ghazi Khan is three hundred miles in length and forty mile in average breadth. Sir, only the Tehsil headquarter has been electrified so far and if we move three miles per year per elected member

I can safely presume that it will take a century at least to reach all the vast areas of the District. Therefore, I would request Sir, that the Government should consider this and give us some special advantage over the rest of the Districts so that at least we come at some level with the rest although we cannot at all expect to come at par with the rest of the Districts

Another point which is worth mentioning is the natural gas resources discovered in Taunsa Tehsil of District Dera Ghazi Khan. It is in my knowledge that it is probably the third or fourth year that drilling is taking place over there. Last year it has been mentioned in all the national papers that there was tremendous explosion and machinery and rigs worth of crores of rupees were damaged or destroyed. We have not been informed why this happened, how this happened and who was responsible for this negligence.

Mr Speaker : That is actually federal subject, I think.

Sardar Zulfiqar Ali Khosa : Even if it is federal subject it is in the interest of the people to be kept aware of the situation.

Mr. Speaker : Some members of the National Assembly should take it up there We can't take it up here.

Sardar Zulfiqar Ali Khosa : Right Sir. My last point for today Sir, is agriculture. We are in the District having no industry so far none whatsoever. Our sole means of livelihood is agriculture. Whatever remedies, whatever suggestions we submit to the Government so far have either largely been ignored or if implemented they were always for the crops and thereby the farmers have not been benefitted. For instance Sir, the District of Dera Ghazi Khan has a peculiar position for the KHARIF crop in as much as that there is a pest called the black headed cricket. This emerges some where towards the end of March or in the beginning of April. It destroys the cotton crop as well as the JAWAR and any such crop that is planted during that part of the year. Previously three pesticides were disjributed to all the farmers regardless of station and status to combat this pest of black headed cricket but for some reason this policy was discontinued during the year 1975. Thank you.

مسٹر سپیکر ۔ سید مہتاب احمد شاہ ۔

سید مہتاب احمد شاہ ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب سپیکر ۔ میں جناب وزیر خزانہ کو عوامی بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ یہ امر باعث مسرت ہے اور اس بجٹ میں بھی سب سے بڑی خوبی ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا اور پھر عوام کی اچھائی کے لیے جتنے اخراجات تھے وہ بھی سارے پورے کیے گئے ہیں اور رکھے گئے ہیں ۔ اس بجٹ میں عوام کی بھلائی کے لیے جتنا کچھ کرنا چاہیے تھا ، جناب وزیر خزانہ نے وہ مہربانی کی ہے اور اس میں کیا ہے ۔ اس لیے وہ عوام کی طرف سے بھی مبارک باد کے مستحق ہیں ۔ اس بجٹ میں غریب عوام کے لیے ، بے گھر لوگوں کے لیے جو سستے پلاٹ دینے کی سکیم بنائی گئی ہے ، وہ نہایت ہی اچھی ہے ۔ کیونکہ وہ صرف بڑے شہروں میں ہی نہیں ، دیہات میں بھی اسے رکھا گیا ہے اور جو لوگ صدیوں سے غلامی کے پنجے تلے دبے ہوئے تھے ، انہیں نجات مل گئی ۔ اور یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا صحیح منشور ہے جس پر یہ عمل کیا گیا ہے ۔ میرے حلقہ انتخاب میں پہلے بھی کافی ترقی ہوئی ہے ۔ وہاں کالج کی عمارت نہ تھی ، ڈگری کالج کی عمارت بنائی گئی ہے ۔ چھبیس لاکھ روپے سے بڑا ہسپتال بنایا گیا ہے اور پولی ٹیکنک کالج چلے نہ تھا ، اس کی عمارت بھی بنائی گئی ہے اور وہ کالج بھی شروع ہے ۔ ڈگری کالج میں پرنسپل صاحب کے لیے جگہ نہیں ۔ یہ بات قابل غور ہے اور اس کے لیے میں جناب وزیر تعلیم سے عرض داشت کرنی چاہتا ہوں کہ ان کی رہائش کا بندوبست کیا جائے ۔ پچھلے دنوں جناب وزیر مال لیہ تشریف لے گئے تھے ۔ انہوں نے کمال مہربانی سے لیہ کے عوام کی باتیں سنیں اور خصوصاً تھل کے عوام کی تکالیف اور خواہشات کو بڑے غور سے سنا اور ان کی کافی تکالیف دور کیں ۔ پندرہ ایکڑ کے مالکان کو حقوق ملکیت دے دیے گئے ۔ جن لوگوں کی قسط ضبط ہو چکی تھی اور جنہیں ٹی ۔ ڈی ۔ ایے نے کہہ دیا تھا کہ اب آپ قسط داخل نہیں کر سکتے انہیں جناب وزیر مال نے اجازت دے دی کہ اب وہ قسط دوبارہ داخل کر سکتے ہیں ۔ میں ان سے پھر یہ درخواست کروں گا کہ جو چھوٹے چھوٹے مسائل رہ گئے ہیں ، ان پر بھی کمال مہربانی فرمائیں ۔

جناب والا ۔ لیہ کے بیٹ کے علاقے میں "گیدڑ بند" ٹوٹ گیا ہے۔ پچھلے دنوں جناب وزیر آبپاشی موقع پر تشریف لے گئے تھے ۔ انہوں نے موقع ملاحظہ فرمایا تھا ، انجینئر بھی ساتھ ہے ۔ میں پھر ان سے درخواست کروں گا کہ ان انجینئروں کو حکم دیں کہ وہ گیدڑ بند کو ضرور مکمل کریں ، کیونکہ وہاں کے عوام کو بڑی تکلیف ہے اور اس کے نہ ہونے کی وجہ سے دریائے سندھ میں اگر تھوڑا سا پانی آ جائے تو بیٹ کے علاقے کی فصل تباہ ہو جاتی ہے ۔ اس کا بنانا نہایت ہی ضروری ہے ۔ سڑکوں کے لیے لیہ کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا ۔ اس کے لیے عرض ہے کہ کوٹ سلطان سے پیر ججی تک سڑک بنائی جائے اور اس کے لیے میں جناب وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ وہ غور فرمائیں ۔ لیہ کو سڑکوں میں سے بہت تھوڑا حصہ ملا ہے ۔ لیہ تحصیل میں کوئی مڈل سکول ، ہائی سکول نہیں بنایا گیا ۔ دو سکول ایسے ہیں جہاں لڑکے بھی کافی تعداد میں پڑھتے ہیں اور ان کی عمارات بھی کافی ہیں ۔ مہربانی فرما کر ان مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جائے ۔ ان میں سے ایک تو چوک اعظم ہے اور دوسرا پیر ججی ، چک نمبر 399 اور چک نمبر 172 میں جو پرائمری سکول ہیں، انہیں مڈل کا درجہ دیا جائے تو کمال مہربانی ہوگی ۔

جناب والا ۔ چوک اعظم اور کوٹ سلطان میں ٹاؤن کمیٹی بنائی جا رہی ہے ۔ وہاں کے عوام میرے پاس آئے ، یہاں تاریں بھی آئی ہیں اور موجود بھی ہیں ۔ وہ لوگ چاہتے ہیں کہ ٹاؤن کمیٹی نہ بنائی جائے ، کیونکہ اس سے لوٹ کھسوٹ کا کوئی نیا سلسلہ شروع ہو جائے گا ۔ تمام عوام چاہتے ہیں کہ نہ بنائی جائے ۔ میں جناب وزیر بلدیات سے درخواست کروں گا کہ وہ مہربانی فرما کر اسے فی الحال روک دیں ۔ پہلے موقع ملاحظہ فرما لیں ، اگر ضروری ہو تو بنائی جائے ۔ ورنہ عوام کی یہی خواہش ہے اور میں پہنچا رہا ہوں کہ ٹاؤن کمیٹی کوٹ سلطان اور چوک اعظم میں بالکل نہ بنائی جائے ۔ اس کے ساتھ ہی میں جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب نے مجھے وقت دیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب سپیکر صاحب ۔ میں آپ [illegible] جناب وزیر خزانہ صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ

انہوں نے اس دفعہ اسلامی سوشلزم کو ملحوظ خاطر رکھ کر عوامی ترقیاتی بجٹ پیش کیا ہے ۔ میں شکر سے کہہ سکتا ہوں کہ اس میں انہیں ویت نام اور کمبوڈیا سے سرخ سویرے کی شعائیں نظر نہیں آئیں ، بلکہ ان کا فلاحی بجٹ پھر مصطفیٰ کے نور کی ضوفشانی کی جھلک دیتا ہے ۔ رامے صاحب کی بجٹ تقریر کے دوران میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ اسلام کی طرف رجوع فرمائیں ۔ سنا جاتا ہے کہ انہوں نے رجوع کرنے کا اعلان کیا ، مگر افسوس ہے ۔ جیسے کہا گیا ہے :

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

ہمارے دیہاتیوں کے قتل کے بعد انہوں نے توبہ کی ہے اور وہ اب پشیمان ہیں ۔ مگر اس کا فائدہ بیچارے دیہاتیوں کو نہیں مل سکتا ۔ میں ان کی نوازشات کے سلسلے میں بتانا چاہتا ہوں کہ جیسے لالہ منوھر لعل صاحب نے شہری آبادی کو مراعات دیں اور دیہاتی آبادی پر بوجھ ڈالنے کی کوشش کی ، انہوں نے بھی اپنی وزارت خزانہ کے دوران میں کس قدر بوجھ بے چارے بے زبان دیہاتی ، کچلی ہوئی آبادی پر ڈالا ۔ انہوں نے اپنے پہلے بجٹ میں میوٹیشن فیس تین روپے سے بڑھا کر دس روپے فی میوٹیشن تا دس ہزار روپیہ اور اس سے اوپر ایک روپیہ فی ہزار کر دی اور اس سے انہوں نے پینتیس لاکھ روپیہ بٹورا ۔ انہیں یہ خیال نہ آیا کہ ڈسٹرکٹ کونسل یا میونسپل کمیٹی کا لینڈ ٹرانسفر ایکٹ نہیں لگتا جب کہ دو فیصد کے قریب تمام پنجاب کے اضلاع میں ڈسٹرکٹ کونسل بھی فیس بٹورتی ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد انہوں نے کاٹن فیس دو روپے فی من کپاس پر لگائی جب کہ سندھ میں صرف آٹھ آنے فی من لگائی گئی تھی ۔ اس سے انہوں نے پچھلے سال کے بجٹ میں چار کروڑ اور جو سال اب گزر رہا ہے ، اس کے بجٹ میں ساڑھے چھ کروڑ روپے کا اندازہ لگایا ۔ جب میں نے ان کے بجٹ پر تھوڑی بہت تنقید کی تو فرمانے لگے کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فیس ہم ایکسائیز اینڈ ٹیکسیشن محکمے سے ، جو کہ میرے نیچے ہے ، وصول کریں گے اور کاشتکاروں اور زمینداروں پر اس کا کوئی بوجھ نہیں آئے گا ۔ تمام کا تمام کاٹن جنرز سے وصول کیا جائے گا ۔ مگر آپ حیران ہوں گے کہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے دفتر میں جانے پر ایسے گراں رولز بنائے گئے کہ زمینداروں پر مصیبت آئی ۔ اور اگر آپ کاٹن جنرز کا جننگ مارجن دیکھیں تو اس کے اندر یہ پوری پوری فیس موجود

ہے اور سارے کا سارا بوجھ غریب دیہاتی کے اوپر ہوا ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے بجٹ میں زمینداروں کو صرف پینسٹھ روپے سے لے کر نوے روپے تک ملا ، جب ان کے پاس کپاس تھی اور جب اوروں کے پاس گئی تو ریٹ کچھ چڑھ گئے ۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے کپاس اتنی کاشت نہیں کی اور اس سال ہمیں اتنی کم کپاس کی فصل ملی ہے کہ ہمارا اپنا گزارہ مشکل ہے ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

بجٹ میں ساڑھے چھ کروڑ کی بجائے ساڑھے چار کروڑ ضمنی بجٹ میں اس کی رقم دکھائی گئی ہے ۔نہ صرف یہ کہ رولز میں دو روپے کاٹن فی لگائی گئی ، بلکہ پہلے ہی جو رقم واجب الوصول ہوا کرتی تھی ، 31 جولائی تک لگائی جاتی تھی ، کیونکہ سندھ میں فصل شروع اگست سے آنا شروع ہو جاتی ہے اور یہاں پر فصل یکم اکتوبر سے آنا شروع ہوتی ہے ۔ ہم نے پنجاب ایگریکلچرل ایسوسی ایشن کی طرف سے درخواست دی تھی کہ مہربانی کر کے ہمارے کاٹن سیزن کے مطابق رولز میں تبدیلی کی جائے ۔ لیکن اب تک ایسا نہیں کیا گیا ۔ اس کے اوپر دوسرا بوجھ یہ ڈالا گیا کہ کاٹن جنرز کو حکم ہوا کہ دس دن کے اندر ایکسائز انسپکٹر کے مطالبے پر اگر آپ نے ہر مہینے فیس داخل نہ کی تو دو کی بجائے چار روپے وصول ہوں گے ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ کاٹن جننگ میں ورکنگ کیپیٹل بینکوں سے لیا جاتا ہے اور ایک آدمی کے پاس اگر بیس فیصد ہے ، تو اسی فیصد بنک سے لیا جاتا ہے ۔ اگر ہر مہینے آپ اس کو ڈبل کر کے جرمانہ وصول کرنا شروع کریں گے تو زمیندار کو پیسہ نہیں ملے گا ۔ یہی حالت تھی کہ پچھلے سال بنکوں سے خاصی قرضے دلا کر مرکزی وزیر خزانہ رانا حنیف صاحب کی مدد سے اور بھٹو صاحب کے زیر احکام لوگوں کو روپیہ دلایا گیا ۔ اس سال بھی وہی کیفیت ہے اور بیچارے کاشتکاروں کو ان کا معاوضہ اسی طرح مل رہا ہے :

دست دولت آفریں کو مزد یوں ملتی رہی
اہل ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکواۃ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ ہماری پنجاب ایگریکلچرل ایسوسی ایشن نے تجویز پیش کی

تھی کہ آپ مہربانی کرکے تیس مئی یا اکتالیس جون کی تاریخ مقرر کریں ، کیونکہ آپ کے بجٹ میں اس وقت رقم آ جائے تو اس سال کے بجٹ میں کام آ سکتی ہے ۔ اس سے آپ کا کوئی حرج نہیں ہوگا مگر زمیندار کو کارخانہ دار رقم ادا کر سکے گا ۔ اس سال بھی میں یہ جانتا ہوں بہت سے آدمی ہیں جنہیں اب تک رقم نہیں ملی اور کارخانہ دار یہ بہانہ کرکے 13 فیصد سود در سود بچانے کے لیے کاشتکار پر بوجھ ڈالتے ہیں ۔ ملک خدا بخش بچہ جب وزیر زراعت ہوا کرتے تھے تو انہوں نے مژدہ سنایا تھا کہ ہم ایک ایسا قانون بنا رہے ہیں کہ جو کارخانہ دار زیادتی کرے گا اور کاشتکار کو اس کی رقم وقت پر نہیں دے گا وہ رقم کلکٹر صاحب ایریر آف لینڈ ریونیو کے طور پر وصول کر سکیں گے ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس قانون کو کولڈ سٹوریج سے نکلوا کر نافذ کیا جائے تاکہ آئندہ سال آپ کی کپاس کی پیداوار بڑھے ، جیسا کہ قائد عوام اور وزیر اعلیٰ صاحب اس پر خاص توجہ فرما رہے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب ، ہاؤس میں کورم نہیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ (گنتی کی گئی) کورم نہیں، گھنٹیاں بجائی جائیں (گھنٹیاں بجائی گئیں) ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ کورم پورا ہے ۔ نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ میں ذکر کر رہا تھا کہ کاٹن جنرز اب تک لوگوں کو ان کے واجبات ادا نہیں کر رہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ 30 یا 28 جون کی بجائے جرمانے کی رقم ان سے ہر ماہ کی 10 تاریخ پر وصول کر لی جاتی ہے ۔ ان کے پاس پیسے جمع ہوتے اور انہیں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ 13 فیصد سود جو بنک لیتے ہیں وہ بیچارے زمیندار کی گردن پر ڈال دیا جاتا ہے ۔ اس لیے گزارش ہے کہ چیف صاحب کے وقت کا قانون کولڈ سٹوریج سے نکلوا کر ایریر آف لینڈ ریونیو کے طور پر وصولیاں کرائی جائیں ۔ میں نے ضمنی بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے بھی کہا تھا کہ ایک لون ایکٹ ویسٹ پاکستان کا 1959ء میں بنا تھا ۔ میری گزارش ہے اس کو نافذ فرمایا جائے ، کیونکہ اس میں سالانہ سود لیا جاتا ہے اور بنک اور

کوآپریٹو سوسائیٹیوں کو مستثنیٰ نہ کیا جائے ، کیونکہ یہ سہ ماہی سود در سود لیتے ہیں جو کہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں ۔ اگر آپ اس ایکٹ کو نافذ کر دیں گے تو کاٹن جنرز پر اتنا بوجھ نہیں رہے گا ، اور مارجن کم ہوگا تو قیمت زمینداروں کو زیادہ ملے گی ۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ اس فیس کی بنا پر جو کہ سندھ میں آٹھ آنے من ہے ۔ یہاں دو روپے من ہے ، ساڑھے چھ کروڑ کا مطالبہ کیا گیا ہے جب کہ پہلے سال چار کروڑ کا مطالبہ زر پیش کیا گیا تھا ، مگر چونکہ انہوں نے کوئی تجویز شروع میں نہیں بتائی تھی کہ لوگوں کو اچھے نرخ مل سکیں گے ، 65 سے 90 روپے کپاس کے ملیں گے ، تو اس وجہ سے پروڈکشن کم ہوئی اور زمینداروں کے ہاتھ سے کپاس جانے کے بعد اس کی قیمتیں آسمان تک چلی گئی ہیں ۔ اس کا کاشتکاروں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے پانچ منٹ رہ گئے ہیں ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ ابھی تو مجھے تقریر کرتے ہوئے پانچ منٹ ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پندرہ منٹ ہوگئے ہیں ۔ آپ نے نو بجکر چودہ منٹ پر تقریر شروع کی تھی ۔ اب آپ کے پانچ منٹ رہ گئے ہیں ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ مگر جناب والا ۔ کورم کی کمی کی وجہ سے میری تقریر بند کروا دی گئی تھی ۔

منشی سپیکر ۔ چلیے ، پانچ منٹ آپ کو اور دیے جاتے ہیں ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ایک روپیہ فی من کاٹن فیس سے انشاء اللہ آپ کو کافی رقم ملے گی اور آپ کا بوجھ ہلکا ہوگا ۔ زمیندار کو اس سے زیادہ قیمت ملے گی تو کپاس کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوگا ۔

جناب والا ۔ سندھ میں ریل کا کرایہ کم پڑتا ہے ۔ لیکن ہمیں تو تین چار روپیہ فی من کرایہ پڑ جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ دسمبر 1974ء میں ریونیو کمیٹی یا کسی سے مشاورت کیے بغیر انہوں نے بذریعہ نوٹیفیکیشن ، اسی سالہ آزمودہ انتقالات کے نظام کو الٹا کر رجسٹریشن نظام رائج کیا ہے ۔ اس سال

بھی کوئی اٹھارہ انیس کروڑ روپیہ ہوا ۔ اس کے علاوہ آبیانہ کے دس کروڑ روپیہ بڑھا رہے تھے ۔ اس وقت بھی میں نے ان سے استدعا کی تھی کہ اکانومی بنائیے ، جتنی رقم ہو اور differential rates جو کہ اسی سال چل رہے ہیں جس کا نوٹیفیکیشن بھی میں نے پیش کیا ، اس کے مطابق دس یا پندرہ فیصد بڑھائیے ۔ یہ نہیں کہ یکدم 25 یا 50 روپے ایک سال میں آبیانہ کی رقم ہو ۔ وہ تو نہ مانے ، مگر قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے 26 اکتوبر کو جہاں پر اعلان کیا اور یہ تلوار جو ہمارے دیہاتی عوام کے سروں پر لٹک رہی تھی اس سے نجات دلائی ۔ براہ کرم آپ اسی جابرانہ اور وحشیانہ نظام سے جو کہ رجسٹری کا نظام ہے اور جس میں آپ کو کم رقم وصول ہوتی ہے اور انسران کی جیب میں زیادہ رقم جاتی ہے اور پردہ نشینوں کو در بدر ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں ۔ افسران کو وقت نہیں ملتا اور نمبردار صاحب شناخت کرنے کے لیے ہوتے ہیں ۔ آپ اس نظام کو براہ مہربانی ختم کریں ۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ آپ اس میں کوئی اصلاح فرما رہے ہیں مگر خدارا دس روپے فیس انتقال جو کہ پہلی حکومتوں کے وقت میں تین روپے ہوتا تھا اور تقسیم پاکستان سے پہلے دو روپے ہوتا تھا ۔ جب کہ بڑے زمیندار بہت سی زمینیں بیچا کرتے تھے اور خریدا کرتے تھے اب تو صرف چھوٹے زمیندار اور کاشتکار خرید و فروخت کر رہے ہیں ۔ براہ کرم اس طرف توجہ فرمائیں تاکہ ان بیچاروں کی جیب سے یہ رقمیں وصول نہ ہوں اور mutation fee اگر دس روپے نہیں تو بیس روپے سے شروع کر دیں اور یہ ملحوظ رکھیں کہ دس فیصد کے اوپر ڈسٹرکٹ کونسل فیس بھی وصول ہو رہی ہے جو کہ شہروں میں نہیں ہو رہی ، دیہاتوں میں ہو رہی ہے ۔ شہروں میں تو ڈیڑھ کروڑ روپے سوا کروڑ روپے جناب حنیف رامے صاحب کے بجٹ میں ہمارے پاس موجود تھا اور اربن غیر منقولہ پراپرٹی ٹیکس جو کہ ایک کروڑ 56 لاکھ revised بجٹ میں ہوا تھا اور آپ نے ایک لاکھ 59 ہزار روپیہ کیا ہے ۔ وہاں تو بڑھا نہیں مگر دیہاتی عوام کے اوپر اس قدر بوجھ ڈالے جا رہے ہیں ۔ خدارا ان پر رحم فرمائیں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ستمبر 1972ء کو جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو تار بھیجا تھا ۔

Revenue Administration moribund. justice immpossible, pleasegrant interview.

تو انہوں نے مہربانی کرکے انٹرویو دیا تھا ۔ میں نے انہیں اس وقت عرض کیا تھا کہ جب تک عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ نہیں کیا جاتا اس وقت تک مہربانی کرکے دفعہ 99 پنجاب لینڈ سی ایکٹ کے تحت ، جہاں ریونیو اپیلٹ اتھارٹی کو یہ اختیار ہے کہ ایسے کیس جو وہ مناسب سمجھیں ان کو سول کورٹ میں سماعت کے لیے کریں جو کہ ضابطہ دیوانی اور ہائی کورٹ رولز اینڈ آرڈر کے تحت فیصلہ ہوتے ہیں تو اس کی اپیل ہائی کورٹ میں جاتی ہے ۔ میں نے کہا خدارا اب مہربانی فرمائیں ، یہ جو تجربے ہو رہے ہیں اس سے تحصیل دار بیچارے کافی مجبور ہیں ، کافی ان پر بوجھ ہیں ۔ وہ انصاف نہیں دے سکتے جو کہ سول کورٹ دے رہے ہیں ، تو میری تجویز یہ ہے ۔ افسوس کہ میں اس وقت نہ تھا جب کہ وزیر قانون صاحب نے تجویز پیش کی تھی کیونکہ ایک آپریشن کے سلسلے میں میں غیر حاضر تھا کہ یہ عدلیہ کو انتظامیہ سے تین سال کے لیے الگ کر لیں ۔ میں بصد احترام ان سے التماس کرتا ہوں کہ ریونیو کورٹ کیسز کے بارے میں وہ اس کو مستثنیٰ کریں ۔ اس وقت کے وزیر قانون صاحب سے بھی میں نے بات کی تھی اور وہ بھی کہتے تھے کہ یہ بالکل صحیح ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے ۔ چنانچہ اگر یہ کیا جائے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جو آپ کے تجربہ کار ریونیو آفیسر ہیں ، ان کو سول ججز لگا کر ان کے اے ۔ سی کے فرسٹ گریڈ کے اختیارات دیں اور ترقی دے کر کلکٹر کے اختیارات دیں اور سینئر سول ججز کو کلکٹر سے اختیارات دیں ۔ ڈسٹرکٹ ججز کو کمشنر یا ایڈیشنل کے اختیارات دیں اور ادھر سے ادھر بھیج دیں ۔ چونکہ آج کل جو ڈپٹی کمشنری کا نااہل ہے اس کو ایڈیشنل کمشنر لگا دیا جاتا ہے ۔ پندرہ بیس پیشیاں دیتے ہیں کوئی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر کوئی ضلع کے ہیڈ کوارٹر پر ۔ ۔ ۔

سپیکر ۔ چوہدری محمد اسلم خان ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ ہائی کورٹ کا ایک ریونیو ڈویژن create کریں جس کے تحت چیف بورڈ آف ریونیو کے افسران ہائی کورٹ میں چلے جائیں اور ریونیو سیکرٹری باقی کام سنبھالیں ۔ جناب والا ۔

میں یہ عوام کے مفاد کی خاطر یہ بیان کر رہا ہوں ۔ افسوس کہ آپ نے مجھے وقت نہیں دیا کہ میں اپنے ضلع کے فلڈ کے مسائل بیان کروں ۔ ہمارے ضلع میں اس قدر طغیانی اور اس قدر سیلاب آیا کہ بھٹو صاحب بنفس نفیس 27 جولائی کو ہوائی جہاز پر آئے ۔ ان کے ساتھ گورنر صاحب بھی تھے، وزیر اعلیٰ صاحب ، چیف سیکرٹری اور عملے کے دوسرے ارکان بھی تھے ۔۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تفصیلات میں جانے کے بجائے ذرا مختصر کر لیا کریں تو ہر ممبر کا وقت بچ جائے گا ۔ میں آپ کو وقت دینے کے لیے بالکل تیار ہوں، لیکن آپ تو یوں تار بھی پڑھنا شروع کر دیتے ہیں ۔ ممبران کو شاید اس سے کوئی دلچسپی نہ ہو ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ بہتر جناب والا ۔ 4 اگست کو گورنر عباسی صاحب تشریف لے گئے ۔ تین دن کے بعد آدھی رات کو اتنا سیلاب آیا کہ بیلی پیڈ پر آٹھ فٹ پانی تھا ۔ دو اڑھائی مہینے وہاں پر پانی کھڑا رہا ۔ رات کو لالٹینوں میں مٹی کے تیل میں پانی آ گیا اور سانپ بھی لوگوں کو کاٹ گئے ، لوگوں نے پتوں پر گزارہ کیا ۔ ان کے بھوسے وغیرہ تمام تباہ ہوگئے ۔ وہاں "پڑ" خراب ہوگئے ہیں اور "پڑ" بھی اس لیے خراب ہوئے کہ بڑی نہر کا پانی آنے کے بعد ان کے پاس تھریشر نہ تھے ۔ عباسی صاحب نے وعدہ کیا کہ جن کے "پڑ" بہہ گئے ہیں ان کا آبیانہ معاف کر دیا جائے گا ۔ فہرستیں بھی بنیں ، مگر کسی کو کچھ نہ ملا ۔

جناب والا ۔ میں "نگرانی" کی فیس کے بارے میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ کو پتا ہوگا کہ "نگرانی" ایک خصوصی jurisdiction ہے جس میں اگر کسی سے نا انصافی ہو ، یا قانون کی خلاف ورزی ہو ، تو "نگرانی" ہو سکتی ہے اور وہ چوتھی سٹیج ہوتی ہے ۔ ہر سٹیج کے اوپر ریونیو کورٹ ساڑھے سات فیصد فیس وصول کرتے ہیں ، مگر ہائی کورٹ میں پندرہ روپے ہے ۔ جب ہم بورڈ آف ریونیو میں ہوا کرتے تھے تو تین روپے ہوا کرتے تھے اور اب ad-valorum چار سو روپے وصول ہو رہے ہیں ۔ جناب میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کروں گا کہ دس روپے سے زیادہ نہ کیا جائے ۔ کیونکہ ہر قسم کے لوگ آتے ہیں ۔ کنسالڈیشن والے بھی آتے ہیں اور میرے پاس ایسے

لوگ بھی آئے جن کی ڈیڑھ ایکڑ زمین تھی اور نہری آبادی کے پاس ان کو ڈبل دے دی گئی ، وہ کہتے ہیں کہ یہ کار زمین ہے ۔ مہربانی کریں ، عوامی حکومت ہے ۔ ان پر اتنا بوجھ نہ ڈالا جائے ۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں :

"ان اللہ یحب المحسنین"

جناب والا ۔ اس طرح شیڈول سات میں کاٹن جنرز کے متعلق پہلے ایک آرڈیننس ستمبر 75 - 1974ء میں کیا گیا اور بعد میں اس کو ایکٹ کی صورت میں پارٹی ڈسپلن کے تحت پاس کیا ۔ پنجاب ایگریکلچرل ایسوسی ایشن نے سفارشات کی ہیں کہ ان کو مہربانی کرکے نیشنلائز کریں کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی فیکٹری جنوری میں شروع ہوتی ہے تو اس سے پانچ ، چھ ہزار روپے کا مطالبہ شروع ہوتا ہے کہ یہ تم نے جولائی میں داخل نہ کیا تھا ۔ اس سلسلے میں بڑی معقول تجاویز ہیں جو کہ کاٹن جنرز ایسوسی ایشن اور پنجاب ایگریکلچرل ایسوسی ایشن کی طرف سے آئی ہیں ۔

جناب والا ۔ مجھے خوراک کے محکمے کا بھی تھوڑا سا تجربہ ہے ۔ میں نے ضمنی بجٹ میں بھی کہا تھا کہ میں فوڈ میں اکیس سال رہا ہوں ۔ اس وقت جنگ کے دوران دس روپے من اور تقسیم ملک کے وقت بارہ روپے من پر ہم گندم دیا کرتے تھے ۔ مگر افسوس اب آٹھ روپے پچاس پیسے کے قریب incidental charges ہیں ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کھاد اور بیج کے بارے میں ایکسپرٹ کمیٹی بٹھائی جائے ۔ اگر آپ سٹیٹ بنک سے بلا سود قرضہ لیں تو پانچ ، چھ کروڑ بچ جائے گا ۔ دیہاتی آبادی کو تبادلہ اور جائیداد کی فروخت پر بھی ٹیکس کی چھوٹ دیں ۔ ایک اور بات بھی ہے ، سنا گیا ہے کہ فیس اشتمال اراضیات کو ڈبل کیا جا رہا ہے ۔ یہ پتا نہیں کہ یہ بات کس حد تک درست ہے ۔ مگر لوگوں کے لیے چھ روپے کی فیس بھی بہت مشکل ہے ۔ اگر اس کو ڈبل کرکے بارہ روپے کر دیا جائے تو اس کی عوامی حکومت سے توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اس کو بڑھائے ۔ خصوصاً غریب لوگوں کو اس چکر میں نہ ڈالا جائے ، خدارا اس فیس کو نہ بڑھائیں ۔ اور بھی مجھے پبلک کی بہت سی باتیں کہنی ہیں اور اپنے علاقے کے بارے میں بھی کچھ کہنا ہے ۔ مجھے دو منٹ کی اجازت دی جائے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب ، اب بیس منٹ ہو گئے ہیں ۔ میں تو بہت

چاہتا تھا کہ آپ کو وقت دوں ، مگر آپ کچھ میری limitation کا بھی خیال رکھیں ۔ پھر اس طرح سے دوسرے فاضل اراکین بھی مطالبہ کریں گے ۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ، وزرا صاحبان نے بڑی توجہ سے ان کو سنا ہوگا اور اس پر توجہ کریں گے ۔ آپ نے بہت سی اہم اور قیمتی باتیں اس ایوان میں کہی ہیں ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ اپنے علاقے کے بارے میں بھی وے کا ذکر کروں گا ۔ ہمارے ضلع میں 1901ء سے "جی سٹیمر" چلتا تھا ۔ جس سے ملتان اور ڈیرہ غازی خان کا فاصلہ پچپن میل رہ جاتا تھا ۔ ڈیرہ غازی خان کو لندن روٹ پر سمجھا جاتا تھا اور دو گھنٹے کا سفر ہوتا تھا ۔ اس سے زیادہ دیر شاذ و نادر ہی ہوتی تھی ۔ شروع شروع میں دریا کو عبور کرنے کا سفر 15 منٹ کا ہوتا تھا ۔ اس سٹیمر میں کاریں ، گاڑیاں ، بھیڑ بکریاں ، اونٹ اور دوسرے جانور جا سکتے تھے ۔ مجھے افسوس ہے کہ جی سٹیمر وہاں سے اٹھا کر ادھر نشتر گھاٹ کی طرف لایا گیا ہے اس صورت میں جب کہ وہاں پر انڈس کوئین پہلے سے موجود ہے اور اس کی مرمت ساری سردیوں میں نہیں ہو سکی ، اس کی مرمت کرنے کے لیے اسے نشتر گھاٹ پر لے جایا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ ایک دفعہ ہمارے ممبر صوبائی اسمبلی مسٹر رب نواز خان کھتران آیک بجے رات کو دریا پر پہنچے ۔ پہلے سے کوئی نوٹس نہ تھا کہ دریا کا پل ٹوٹ گیا ہے ۔ وہ وہاں گئے تو وہاں پر کوئی کشتی وغیرہ کا انتظام نہ تھا اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی نوٹس تھا ۔ وہ جب واپس آئے تو وہاں پر دو ، دو فٹ ریت جمی ہوئی تھی ۔ ایک پل ، یعنی پراج بنایا گیا ہے جو کہ تونسہ پراج کہلاتا ہے اور دائرہ دین پناہ سے ہو کر تونسہ کی طرف آتا ہے ۔ وہ تونسہ کی پل تک ہے، وہاں پر diversion ہوا کرتی تھی ۔ وہ diversion نہیں بنائی گئی ، یہ فاصلہ ایک پل صراط کا فاصلہ لگتا ہے ۔ میں سیکرٹری کمیونیکیشن اینڈ ورکس رہا ہوں ۔ سندھ میں بھی ایسے حالات نہ تھے ۔ سندھ کی بات چھوڑیں پنجاب کی بات کریں ۔ اب معلوم کیا جائے ، کس کی گرفت کی جائے ۔ مصطفیٰ کھر نے چوبیس سو آدمی نکال دیے ، ان میں سے بیسیوں زندہ درگور تھے ۔ یہ پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی ایک عوامی ڈیپارٹمنٹ ہے ۔ وہ عوامی

مفاد کے لیے ہے ، لیکن اب وہ عوام کے لیے ایک مصیبت بنا ہوا ہے ۔ آپ پانی وے کے ان افسران کی گرفتاری کریں جو راستے کو پل صراط بنائے پھرتے ہیں ، ان سے پوچھا جائے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری محمد اسلم ۔

چوھدری محمد اسلم خان ۔ جناب سپیکر ۔ اس سے قبل کہ میں اپنے علاقے کے مسائل پر اظہار خیال کروں ، میں جناب وزیر خزانہ کو موجودہ متوازن بجٹ پیش کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ اس وقت پوری بنی نوع انسان فکری ژولیدگی اور اخلاق بحران سے دو چار ہے ۔ بڑی وجہ یہ ہے کہ کچھ تعصبات اور کچھ مصلحتیں اور کچھ فکر و نظر کی ورماندگیاں انسان کو حقیقت کل تک پہنچنے نہیں دیتیں ۔ اکثر نفس کی لذتوں ، دولت کی ہوس کاریوں اور ظن و تخمین کی بھول بھلیوں میں گم ہیں ۔ جناب والا ۔ اس حقیقت کل تک پہنچنے کے لیے صرف عقل کا سہارا کافی نہیں ، بلکہ اس محسن اعظم کے ساتھ عشق و وارفتگی کے تعلق کی ضرورت ہے ۔ میں تمام دانشوروں کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ وہ جہاں بے شمار کتابیں پڑھتے ہیں ، وہاں اس پاک باز شخصیت کا خلوص نیت اور دیانت کے ساتھ مطالعہ کریں ۔ ہمیں یقین ہے کہ اسوۂ حسنہ خود بخود ان کے ذہنوں اور دلوں کو اپنی طرف کھینچتا چلا جائے گا ۔ جناب والا ۔ یہ دوری کی وجہ ہے ۔ دو صدیوں سے ہماری سوچ و بچار کے چشمے خشک ہوتے چلے گئے ہیں ۔ خدا جانے یہ فرنگیوں کی فسوں کاری تھی یا اپنوں کی سہل انگاری ، غور و فکر کی متاع لٹا دینے کے بعد ہم نے اپنے دامن میں بے بسی ، بے عملی اور درماندگی کے سنگریزے مجتمع کر لیے ہیں ۔ اس بے حسی نے دل و دماغ کی بالیدگی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے ۔

جناب والا ۔ زندگی میں توانائیاں نظریات کی پختگی سے آیا کرتی ہیں ۔ نظریات جتنے جاندار ہوں گے ، معاشرہ اتنا ہی مضبوط اور تیزگام ہوگا ۔ ہمیں ان افکار کا مردانہ وار مقابلہ کرنا ہوگا ، جن کے جراثیم زندگی کی فصلیں تباہ کر رہے ہیں ۔ ہمیں اس بات کا ثبوت فراہم کرنا ہے کہ ہم مقاصد کی حفاظت کرنا جانتے ہیں ۔ اسلامی تہذیب کو زندہ رکھنے کے لیے ہمیں اسلامی اقدار حیات کے منبع سے زندگی کے ہر گوشے میں تازہ خون فراہم کرنا ہے ۔

جناب والا ۔ آرزوؤں اور حقائق کے درمیان ہمیشہ طویل فاصلہ ہوتا ہے ۔ یہ فاصلہ صرف خواہشوں اور تمناؤں سے طے نہیں کیا جاتا ۔ یہ تو مسلسل جدوجہد اور ہر لحظہ تب و تاب کا تقاضا کرتا ہے ۔ ہمیشہ مومن کی زندگی سود و زیاں کے اندیشوں سے بالاتر ہوتی ہے ۔ وہ شہادت گاہ عشق میں موت و حیات کی حد بندیوں سے آزاد رہتا ہے ۔ اس کے پیش نظر صرف عظیم اور ارفع مقاصد ہوتے ہیں ۔ اس قوم کو قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے نئے نئے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ایک نئی امنگ ، ایک نیا ولولہ ، ایک نیا جذبہ عطا کیا ہے ۔ اب نئے تقاضے اور یہ نئی ذمہ داریاں صحیح معنوں میں ذہنی ، فکری اور عملی اتحاد اور یگانگت کی متقاضی ہیں ۔ اب شکوک و شبہات کو ختم کر دینا چاہیے ۔ سب مل جل کر قوم کی تعمیر و تشکیل میں حصہ لیں ، سفر کا راستہ نہایت کٹھن ہے یہ خود نگری اور خود آگہی کا راستہ ہے ۔ یہ صبر و استقامت کی پرخار وادی ہے ۔ یہ تقاضائے جگر کاری اور جاں نثاری ہے ۔ اس پر چلنے کے لیے عاشق کی سی دیوانگی چاہیے جو کہ مصلحتوں ، آسائشوں اور تن آسانیوں سے بالاتر ہوتی ہے ۔ خرد کے پیمانے اس کی تپش شوق کے آگے پگھل جاتے ہیں ۔ اس دیوانگی میں صعوبتوں کے کانٹے ایک نئی لذت بخشتے ہیں ۔ یہ لگن و عشق اور جنوں خیزی ہمارے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ذہن میں موجود ہے اور ان کا منتہائے مقصود ملک ، قوم اور اسلام کی سر بلندی اور عظمت ہے ۔

جناب سپیکر ۔ اب میں اپنے علاقے کے مسائل کی طرف وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ میرا حلقہ انتخاب اسلام آباد کے دامن میں واقع ہے ۔ ہم اپنی پارٹی اور قائد عوام کے بے حد شکر گزار ہیں کہ آج سے 4 سال قبل جس علاقے میں کوئی ذرائع نقل و حمل نہ تھے ۔ اور بقول غالب :

اک ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کر گھر یاد آیا

کا منظر پیش کرتا تھا ۔ اب وہاں پر سڑکوں کا کام شروع ہے ۔ اب وہاں پر بجلی کا کام ہو رہا ہے ۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ چکری روڈ کے لیے پچھلے سال 20 لاکھ کی رقم دی گئی تھی اور یہ کہ کی حسن کارکردگی سے 30 لاکھ روپے خرچ کیے گئے ۔ وہ اس سال تکمیلی مراحل میں تھی ۔ لیکن

موجودہ بجٹ میں اس کے لیے صرف 5 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ مجھے بڑا افسوس ہے ۔ اگر مہربانی فرما کر اسے دگنا ہی کر دیں تو دس سال میں شاید اس کی تکمیل ہو جائے اور یہ وہ سڑک ہے جس کے لیے میں نے وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھی راولپنڈی سے تلہ گنگ کا راستہ براستہ کھوڑ 84 میل ہے ۔ لیکن اگر راولپنڈی کو براستہ چوہان پنڈی روڈ تلہ گنگ سے ملا دیا جائے تو اس کا فاصلہ صرف پچاس میل رہ جاتا ہے ۔ یعنی 35 میل کا فرق پڑتا ہے ۔ اس لیے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے ۔ اس کے علاوہ ایک اور سڑک جو جوڑیاں اور بھٹہ نمبر کے نام سے منسوب ہے ، وہ تیسرے سال سے اے ۔ ڈی ۔ پی میں آئی ہوئی ہے ۔ اس کی سترہ میل کی لمبائی ہے اور وہ تحصیل چکوال کو ملاتی ہے ۔ اگر وہ سڑک پختہ ہو جائے تو تحصیل چکوال کی پختہ سڑک میں صرف دو میل کا گیپ رہ جاتا ہے ۔ اس کے پیش نظر اس کے لیے زیادہ رقم مختص کی جائے ۔ اس دفعہ اسے بھی صرف پانچ لاکھ روپیہ دیا گیا ہے ۔ میں وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے ان سڑکوں کو کوئی اور گرانٹ عطا کی جائے ۔

جناب والا ۔ ڈسٹرکٹ راولپنڈی ہی وہ علاقہ ہے جہاں پانی کے وسائل موجود ہیں ، ٹیوب ویلوں کی تنصیب تو ڈیزل انجنوں کے ذریعے سے ہو رہی ہے ۔ لیکن اب اس علاقے میں بجلی پہنچ گئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر راولپنڈی کے ملحقہ گاؤں کو زیادہ سے زیادہ بجلی دی جائے تو زرعی طور پر بہت اچھے طریقے سے ترقی کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں ہسپتالوں کے متعلق عرض کروں گا کہ ان میں کوئی بھی ڈاکٹر موجود نہیں اور ان کی عمارتیں جو 1924ء یا 1928ء سے بنی ہوئی ہیں ان میں مزید کوئی توسیع نہیں کی گئی اور خاص طور پر علاقہ چونترہ میں ہیلتھ سنٹر کی بڑی کمی ہے ۔ مہربانی فرما کر اس کے لیے اس سال کم از کم ایک ہیلتھ سنٹر منظور کیا جائے ۔

جناب والا ۔ وہاں پر ہائی سکول کافی ہیں ، پھر بھی ضرورت کے مطابق مڈل سکول پڑیال کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ خاص طور پر اس بنا پر بھی کہ یہ علاقہ بہت وسیع اور عریض ہے اور وہاں کافی آبادی ہے ۔ وہاں پر کالج بالکل ہی نہیں ۔ مہربانی کر کے ڈہلیا ہائی سکول کو کالج کا درجہ دیا

جائے ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر ۔ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وزیر خزانہ کی تقریر کی روشنی میں میں اپنی گفتگو کا آغاز ایک عربی شعر سے کرتا ہوں :

ما کل ما یظمئن المریدر کہ
تجر ریاح مالا تشتح السخن

جناب والا ۔ میں نے اس ایوان میں ضمنی اور سالانہ بجٹ پینتیس چالیس کے قریب پیش ہوتے دیکھے ہیں اور ان میں حصہ لیا ہے ۔ میں نے اڑتی ہوئی ایک خبر سنی ہے کہ شاید یہ اس ایوان کا آخری بجٹ ہے ، اس لیے میرے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ میں بڑے ہی اختصار کے ساتھ ، ضروریات کے مطابق تمام مسائل پر کچھ نہ کچھ عرض کروں :

امیر جمع ہیں احباب درد دل کہہ دو
پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

پھر خدا جانے نئے الیکشن کے بعد کون کون سے دوست ، کون کون سے چہرے اس ایوان میں داخل ہوتے ہیں ، کون آتا ہے کون جاتا ہے کون جیتتا ہے کون ہارتا ہے ۔

جناب والا ۔ جناب سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ میں نے اپنی پارلیمانی زندگی میں کبھی جمناسٹک نہیں کھیلی ۔ آپ کے بالکل بازو پر بیٹھا ہوں اور یہیں بیٹھا رہا ہوں ۔ میں نے کبھی یہ نہیں کیا کہ مسلم لیگ کی حکومت ہو تو مسلم لیگ میں چلا گیا ، ری پبلکن کی حکومت ہو تو ری پبلکن میں چلا گیا کنونشن لیگ کی حکومت ہو تو کنونشن لیگ میں چلا گیا اور اگر پیپلز پارٹی کی حکومت آئی تو اس میں شامل ہو گیا ۔ میں نے واجب الاحترام وزیر خزانہ کی تقریر یا اشعار کی میناکاری جو کہ محاورات سے لبریز تھی بڑی ہی تعمق نظر اور دقت فکر سے دیکھی ۔ بلاشبہ ڈاکٹر صاحب ہفت زبان کا لفظ عام طور پر تحقیق کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے ۔ لیکن میرا مقصد اس سے یہ ہے کہ وہ کئی زبانیں جانتے ہیں اور میں ان کی قابلیت اور شرافت کا ہمیشہ قائل رہا ہوں ۔ ڈاکٹر صاحب ایک انقلابی جماعت کے رکن ہونے کے مدعی ہیں ۔ سب

سے پہلے میں یہ عرض کردوں کہ میں نے پیپلز پارٹی کو کبھی انقلابی جماعت نہیں سمجھا ۔ اگر پیپلز پارٹی انقلابی جماعت ہے تو فیضی کے قول کے مطابق :

من دفتر کون و مکان یک بک مفصل دیدہ ام
الواح تقدیر جہان جدول بہ جدول دیدہ ام

جناب والا ۔ یہ بجٹ معنوی اعتبار سے نہ انقلابی ہے اور نہ حقیقت پسندانہ ۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے بجٹ کی تیاری میں بڑی جدوجہد اور محنت شاقہ سے کام لیا ہے اور صاف صاف باتیں کہہ کر اس ایوان کو اعتماد میں لینے کی کوشش کی ہے ۔ میں اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ نہ واجب الاحترام وزیر اعظم سوشلسٹ ہیں اور نہ ہی اس صوبے کے سربراہ جناب صادق حسین قریشی ۔ میں اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بھی سوشلسٹ نہیں ۔ لیکن مجھے یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا کہ ان کی بجٹ تقریر میں سوشلزم کے ساتھ ساتھ سیاسی تعطل بھی موجود ہے ۔ مجھے ڈاکٹر صاحب سے کم از کم یہ توقع نہ تھی کہ وہ اپنی تقریر کے کسی حصے میں بھی اسلامی سوشلزم یا یوں کہنا چاہیے کہ اسلام کی مخمل کے ساتھ سوشلزم کو پیوند کر دیں ۔ لیکن انہوں نے اس کو کیوں ضروری سمجھا ۔ اس کے متعلق وہ خود ہی بہتر سوچ سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ۔ اسی طرح سوشلزم بھی ایک مکمل نظام زندگی ہے جو مذہب اور اسلام کی نفی پر مرتب ہوتا ہے ۔ اس لیے سوشلزم کی اصطلاح کسی طور پر بھی موزوں نہیں ہے ۔ ہم اول و آخر مسلمان ہیں ۔ ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ بقول علامہ اقبال جب میں کہتا ہوں کہ ہم مسلمان ہیں ۔

چوں گویم مسلمانم بہ لرزم کہ دانم مشکلات لا الہ را

جناب صدر ۔ یہ ایک عام طعنہ زنی کی بات ہو گئی کہ جب کوئی آدمی پاکستان پیپلز پارٹی کے افکار و عقائد سے ہٹ کر بات کرے تو اسے فوراً رجعت پسند کا خطاب دیا جاتا ہے ۔ ذرا زیادہ شدت سے مخالفت کرے تو اسے ملک دشمن کے خطاب سے نوازا جاتا ہے ۔ مگر میرا ایمان ہے اور میں عالی وجہ البصیرت اپنے ناقص اور محدود علم کی بنیاد پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک وہ چودہ سو سال پیچھے نہ جائے ۔

اگر اس معنی میں میں رجعت پسند ہوں تو میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں رجعت پسند ہوں ۔ جب تک مسلمان چودہ سو سال پیچھے کی تعلیمات کی طرف غور نہیں کرے گا ، مطالبہ نہیں کرے گا ، اس وقت تک اس کے لیے ترقی ناممکن ہے ۔ اسی لیے حضرت حکیم الامت علامہ اقبال رح کو یہ ضرورت محسوس ہوئی اور انہوں نے اس وقت مسلم ممالک کے جو بادشاہ تھے ان کے نام پیغام میں فرمایا :

اے فواد ، اے فیصل ، اے ابن سعود
تا کجا بر خویشتن پیچیدن چو دود
زندہ کن در سینہ آن سوزے کہ رفت
در جہاں باز آوراں روزے کہ رفت

خاک بطحا خالد دیگر بہ زاد
نغمہ توحید را دیگر سرا
اے خیل دشت تو نالندہ تر
بر نخیزد از تو فاروق دگر

جناب والا ۔ دوسری بات جو آپ کے ارشادات سے جناب وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میں نے مسجد کی صفوں پر بیٹھ کر پڑھا ہے ، اس لیے میرے خیالات میں اگر مسجد کی بات آجائے تو اسے محسوس نہ فرمائیں ۔ اس میزانیے میں دیکھ کر مجھے بے حد دکھ ہوا ہے ۔ اس میزانیے میں ہی نہیں اس سے پہلے بھی یہ ہوتا رہا ہے اور ہم اس کی طرف نشاندہی کرتے رہے ہیں ۔ ہم اپنا فرض ادا کرتے رہے ہیں کہ صوبہ اگر مرکز سے کوئی رقم لیتا ہے تو اس پر سود ادا کرتا ہے اور مرکز کو اگر ضرورت لاحق ہوتی ہے تو وہ صوبے کو سود ادا کرتا ہے ۔ ایک ہی قوم ، ایک ہی ملک ، مفادات مشترک اور ضروریتوں کا محور اور پھل بھی مشترک ، تو آخر یہ سود کی لعنت اس میزانیے میں کیوں رکھی گئی ہے ؟ کیا ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نہیں جانتے ؟ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے قرآن مجید الحمد سے والناس تک معنوں کے ساتھ پڑھا ہوا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ قرآن حکیم میں سود کے متعلق یہ کہا گیا ہے هذا بحرب من الله و رسوله جو سودی کاروبار کرتا ہے اس کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم ان دوالر میں سود کی

لعنت کو ختم کر دیا جائے اس لیے کہ اب تو حکومت نے بنک بھی قومیا لیے ہیں ۔ جناب والا ۔ ایک بہت بڑے بینکر اور بہت بڑے بنک کے ماہر نے مجھے بڑا مایوس کیا جب اس نے کہا کہ بینکوں کے قومیانے کے بعد آپ کا یہ بنک سسٹم دو سال تک نہیں چلے گا ۔ بینکوں کو بے تحاشا کہا جاتا ہے کہ یہ رقم وہاں دے دو ، یہ رقم وہاں دے دو ۔ یہ رقم ان کو دے دو اور یہ رقم ان کو دے دو ۔ یہ رقم ترقیاتی فنڈ میں دے دو ۔ ادھر دے دو ۔ اُدھر دے دو لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک کوڑی واپس نہیں آ رہی ۔ روپیہ جو بینکوں میں پڑا ہوا ہے وہ چلایا جا رہا ہے ۔ جہاں تک آپ کی مصنوعات کا حال ہے اس پر میں کھل کر بات اپنی کٹوتی کی تحریک پر کروں گا ۔ اب صرف یہ کہونگا کہ آپ نے BECO کو نیشنلائز کیا سرکاری ملکیت میں لیا ۔ اس وقت وہ تقریباً 36 لاکھ روپے سالانہ انکم ٹیکس ادا کرتے تھے ۔ لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ وہ ادارہ 36 کروڑ روپے کا مقروض ہے ۔ وہ انکم ٹیکس کہاں چلا گیا چونکہ بنک انہوں نے قومیا لیے ہیں اور ان اختیارات میں نہیں ، اس لیے آئین میں دیے گئے حکمت عملی کے اصولوں کے مطابق بنکوں کے اندر بھی سود کی لعنت کو ختم کیا جائے گا ۔

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر نے گھنٹی بجائی)

جناب والا ۔ آپ مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ میں بھی سردار عطا محمد خان لغاری بن جاؤں ۔ میں کوشش کرونگا کہ اپنی تقریر جلدی ختم کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا تو یہ فرض ہے کہ بارہ تیرہ منٹ ہو جائیں تو یہ indicate کروں کہ آپ کا بنیادی وقت ختم ہو گیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ وہ وہ میرے سردار ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے لیے سب اراکین ایک جیسے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ دوسرا اس میں کارنامہ یہ انجام دیا گیا ہے کہ جناب وزیر خزانہ نے گھڑ دوڑ پر ٹیکس بڑھا دیا ہے ۔ اس اسمبلی کے ریکارڈ پر یہ بات موجود ہے کہ 1963ء میں مغربی پاکستان اسمبلی سے اسلامی نظریاتی کونسل سے یہ مشورہ لیا ہے کہ کیا گھڑ دوڑ بھی جوئے کے

احاطے میں آتی ہے یا نہیں ؟ تو اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ متفقہ رائے دی کہ یہ کھلا ہوا جوا ہے اور یہ حرام ہے ۔

انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ

جناب والا ۔ بجٹ میں یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ تعلیم کی مد میں زیادہ سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے ۔ لیکن وزیر خزانہ اپنے علم و فضل کی بنیاد پر تحقیق ضرور فرمائیں کہ آج ہماری فلک شگاف دانش گاہیں رجال کار پیدا کرنے سے کیوں محروم ہو گئی ہیں ؟ صحافت میں کوئی مولانا ظفر علی خان یا حمید نظامی پیدا نہیں ہو رہا ۔ کوئی مولانا محمد علی جوہر جیسا انقلابی آدمی پیدا نہیں ہوتا اور کوئی بالغ نظر انسان ان یونیورسٹیوں سے ابھر کر قوم کے سامنے نہیں آیا ۔ قومی تعلیم کے سلسلے میں ہمارا تنزل ہمارے ملک کی پوری تباہی کا باعث بنے گا ۔ بڑے افسوس کی بات ہے ۔ لیکن میں طلبائے کرام کی کوئی حوصلہ شکنی نہیں کرنا چاہتا ، کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے ان کے حقوق کے لیے ہمیشہ یہاں پر آواز بلند کی ہے ۔ لیکن میں نے بعض ایم ۔ اے پاس طالب علموں کو دیکھا کہ وہ انگریزی میں تار نہیں لکھ سکتے ۔ اس پر توجہ دینا ان کے لیے ضروری ہے ۔ یہاں یہ ذکر کر دینا مناسب ہوگا کہ پنجاب یونیورسٹی سے فارغ شدہ طلبہ جو ایم ۔ اے پاس کر لیتے ہیں ، ایم ۔ اے پاس کرنے کے بعد انہیں لیکچرار بنا دیا جاتا ہے ۔ شعبہ درس و تدریس میں ریسرچ میں لگا دیا جاتا ہے ۔ جو لوگ ایم ۔ اے پاس کر لیتے ہیں انہیں وہ سکیل نہیں دیا جاتا جو لیکچراروں کو دیا جاتا ہے ، حالانکہ ایک یونیورسٹی میں اور ایک شعبے میں پڑھانے والے ہیں ۔ اس میں فرق کیوں ؟ اس پر بھی توجہ کرنی چاہیے ۔ یہ غیر منصفانہ قدم ہے ۔

جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے سیلاب کے روک تھام کے لیے رود کوہی کے بندوں کی تعمیر کے لیے روپیہ مخصوص کر کے لوگوں آفات ارضی و سماوی سے بچانے کی کوشش کی ہے ۔ یہ ایک اچھی کوشش ہے ۔ لیکن عملی طور پر کیا ہوتا ہے یہ ایک لطیفہ نہیں ایک واقعہ ہے ۔ بہت دیر کی بات ہے ایک صاحب ڈیرہ غازی خان میں ڈپٹی کمشنر لگے ہوئے تھے ۔ میں نے دیکھا ان کے پاس ایک بہت لمبی چوڑی کار تھی ۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کار آپ نے کتنے کی خریدی ہے ؟ انہوں نے کہا کہ یہ رود کوہی میں لڑھکتی

ہوئی آ رہی تھی ۔ اس لیے قیمت کا پتا نہیں ۔ میں سراپا حیرت و استعجاب بن کر رہ گیا ۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے ؟ انہوں نے کہا کہ جب میں یہاں آ کر لگا تو دیکھا کہ رود کوہی کا کاغذوں میں بند بنا ہوا ہے ۔ لیکن چھ مہینے کے بعد لکھ دیا جاتا ہے کہ بند ٹوٹ گیا ہے ۔ چونکہ منظوری مجھ سے لینی ہوتی ہے اس لیے میں نے ان سے کہا کہ جو کچھ کھانا پینا ہے ، کھا پی لو ، مجھے ایک کار لا دو ۔ انہوں نے کار لا دی ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت ایماندار افسر تھا جس نے جھوٹ نہیں بولا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اسی لیے میں نے کہا ہے کہ بہت دیر کی بات ہے ۔ اب تو معاملہ بہت آگے بڑھ گیا ہے ۔ ان پر خصوصی نگرانی کی ضرورت ہے ۔ جو بندوں اور رود کوہیوں پر بند بنائے جاتے ہیں ان پر خاص نگرانی کی ضرورت ہے اور وہاں ایماندار آفیسرز مقرر کرنے چاہیں اور باقی جو ہیں ان کو قوم کے فائدے میں استعمال کیا جائے ۔

جناب والا ۔ حکومت نے عوام کی خواہشات کے مطابق اور انتظامی مشکلات کو دیکھتے ہوئے قصور اور وہاڑی کو ضلعوں کا درجہ دے دیا ہے ۔ یہ نہایت اچھی بات ہے ۔ وہاڑی ملتان سے اور قصور لاہور سے متعلق تھا ۔ اس میں کوئی لک نہ تھی ۔ یہ ایک حقیقت پسندانہ قدم ہے ۔

جناب والا ۔ فاضل وزیر خزانہ نے کوئی نیا ٹیکس عاید نہیں کیا اس کا خیر مقدم کیا جاتا ہے ۔ مگر پہلے ہی ٹیکسوں کی اتنی بھرمار ہے کہ عوام ان کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں ۔ اس لیے معذرت خواہ ہوں کہ میں اس بجٹ کو متوازن بجٹ نہیں کہہ سکتا ۔ فاضل وزیر خزانہ کے غالب کے شعر :

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

میں ان کی حد تک کے اس دعوے سے متفق ہوں ۔ مگر میں ان کی خدمت میں حسرت موہانی کا شعر پیش کرتا ہوں :

غم آرزو کا حسرت سبب اور کیا بتاؤں
میرے شوق کی بلندی میری [illegible] کی پستی

آخر میں ایک پاکستان کے شہری اور [illegible] نمائندے کی حیثیت

یہ گزارش کرتا ہوں کہ جب سے پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی ہے اس وقت سے پورا صوبہ دفعہ 144 کی زد میں ہے ۔ 144 کی حکومت قائم ہے ۔ اگر واقعی انتخابات قریب ہیں تو خیر سگالی اور دور اندیشی کے طور پر میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ دفعہ 144 کو بلا تاخیر ختم کیا جائے ۔ گرفتار شدہ سیاسی رہنماؤں ، طالب علموں ، مزدوروں اور سیاسی کارکنوں کو بلا تاخیر رہا کیا جائے ۔

جناب والا ۔ بہاولپور کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے

نہ شب نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چوں غلام آفتابم ہمہ از آفتاب گویم

مجھے نمائندگی کی سند بہاولپور سے ملی ہے میں بہاولپور کے عوام کی طرف سے عرض کروں گا کہ جب سے ویسٹ پاکستان تھا اس وقت سے لے کر بہاولپور کی عوام کے لیے ملازمتوں میں کوئی کوٹہ مقرر نہیں ۔ وہاں کے تعلیم یافتہ افراد انتہائی بے کاری کے عالم میں خراب ہو رہے ہیں ۔ اس لیے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ بہاولپور کو سنٹرل پنجاب کی سطح پر لانے اور تلافی کے لیے یہ ضروری ہے کہ جو بھی کوٹہ مقرر کیا جائے اس کی حد آبادی کے لحاظ سے مقرر کی جائے ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ رانا اقبال احمد خان ۔

وزیر اوقاف ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر ۔ آج تین روز سے 77 - 1976ء کے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے ۔ انہوں نے حمایت میں کہا اور غیروں نے مخالفت میں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ ہم آپ کے اپنے ہیں ، غیر نہیں ۔

وزیر اوقاف ۔ اس کے ساتھ پیپلز پارٹی پر تنقید بھی کی گئی اور جمہوریت اسلام ، اسلامک سوشلزم سوشلزم ، تہذیب ، پنجاب وغیرہ یہ تمام باتیں اس ایوان میں ہوئیں ۔

جناب سپیکر ۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے اور سب جانتے ہیں کہ میں پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں اور اس پر مجھے فخر ہے ۔ اس سے

پیشتر میرے دوست راجہ منور احمد صاحب نے اس ایوان میں پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کے document جو پارٹی کی تشکیل کے وقت شائع کیے گئے تھے اس کی کچھ عبارت پڑھ کر سنائی اور یہ ظاہر کرنے کی پوری کوشش کی کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے پچھلے ایک سال سے اپنے سارے منشور اور اپنے پروگرام جو کچھ بھی تھا، اس کو چھوڑ کر کوئی اور منشور اپنا رکھا ہے۔ جناب والا۔ پاکستان پیپلز پارٹی جس وقت معرض وجود میں آئی، اس وقت ملک میں آمریت تھی۔ بولنے کی کسی کو اجازت نہ تھی۔ اخبارات پر پابندی تھی پاکستانی قوم اسلام سے دور ہٹتی جا رہی تھی اور دنیا میں جمہوریت اور سوشلزم کے نام پر کچھ اس قسم کی تحریکیں چل رہی تھیں جن کا اسلام اور پاکستان سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ چنانچہ اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی بنائی گئی۔ اس جماعت نے چار نعرے دیے۔

1۔ اسلام ہمارا دین ہے۔
2۔ جمہوریت ہماری سیاست ہے۔
3۔ سوشلزم ہماری معیشت ہے۔
4۔ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔

یہ اس وقت کیوں کہا گیا؟ اس لیے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ پاکستان مسلمانوں نے بنایا تھا۔ پاکستان کے لیے ہم نے بے بہا قربانیاں دیں۔ جانی، مالی اور عزتوں کی قربانیاں دیں۔ جس وقت پاکستان بن رہا تھا، اس وقت ہماری غیرتیں اپنی عزت اور آبرو سکھوں اور ہندوؤں سے لٹوا رہی تھیں۔ ہمارے معصوم بچے شہید اور ذبح کیے جا رہے تھے۔ پاکستان ویسے ہی نہیں بن گیا تھا۔ پاکستان کے لیے ہر قسم کی قربانی دی گئی تھی۔ پاکستان بننے سے پہلے ہم پنجابی تھے، سندھی تھے، سرحدی تھے، بلوچی تھے، بنگالی تھے اگر نہ تھے تو پاکستانی نہ تھے۔ پاکستان بننے کے بعد، سرحدیوں نے، سندھیوں نے، پنجابیوں نے، بنگالیوں نے ایک پاکستان بنایا اور پاکستان میں رہنے والی قوم کو پاکستانی کہا جاتا۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ آج تک ہم صحیح پاکستانی نہیں بن سکے۔ آج تک ہم نے پاکستان کو سمجھا نہیں۔ آج تک ہم نے اسلام کو سمجھا نہیں۔ آج تک ہم نے اسلام، پاکستان اور جمہوریت کو سیاسی نعرہ بنائے رکھا۔ ہم نے آج تک اسلام کی کوئی خدمت

نہیں کی جس کی وجہ سے ہماری قوم کا یہ حشر ہوا کہ ہمارا وہ مشرقی پاکستان جو پاکستان تھا ، جو مسلمان تھے ۔ ہمارا نبی ، ہمارا خدا ، ہمارا رسول ، ہماری تحریک ایک تحریک تھی ۔ لیکن ہم سے وہ کیوں جدا ہوئے ؟ اس لیے جدا ہوئے کہ جمہوریت کے نام پر انہیں کھلی چھٹی دے دی گئی ، جمہوریت کے نام پر ۔ انہوں نے کہا کہ شاید جمہوریت کا معنی یہ ہے کہ تحریکیں چلاؤ ، گولی چلاؤ ، قتل و غارت کرو ، لوٹ مار کرو ، زبان درازی کرو ، ظلم و ستم کرو اور نفرت پھیلاؤ ۔ اس کو انہوں نے جمہوریت سمجھا جس سے پچیس سال تک ایک young generation ہماری تیار ہوئی جو ہندوؤں نے تیار کی ۔ جو ان استادوں نے کی ، جو کہتے تھے کہ یونیورسٹیوں میں آزادی ہونی چاہیے ، کالجوں میں آزادی ہونی چاہیے ۔ یہاں پاکستان میں تو صحیح تعلیم حاصل کرنے نہیں دیتے ۔ ان لوگوں نے پچیس سال میں ایک generation تیار کی جس generation نے کسی نہ کسی طریقے سے غیروں سے مل کر پاکستان کے خلاف سازش کی اور وہ مشرقی پاکستان ہم سے کٹ گیا ۔ پھر اس وقت ہمارے مخالفوں نے کہا کہ نظریہ پاکستان ختم ہو چکا ہے ۔ نظریہ پاکستان تھا کیا ؟ نظریہ پاکستان یہ تھا اور یہ ہے کہ مسلمان اپنے لیے ایک علیحدہ خطہ ، علیحدہ ملک بنانا چاہتے ہیں جہاں وہ اپنے دین ، اپنی تہذیب ، اپنی معاشرت اور اپنی سماج کے مطابق رہ کر اپنی زندگی گزار سکیں ۔ اگر پاکستان کا مقصد یہ نہ تھا تو جناب ، اگر ہندوستان میں پنجاب ہوتا تو پھر بھی یہاں پنجابیوں کی حکومت ہوتی ۔ ہندوستان میں سندھ ہوتا ، پھر بھی یہاں سندھیوں کی حکومت ہوتی ۔ ہندوستان میں سرحد ہوتا ، پھر بھی سرحدیوں کی حکومت ہوتی ۔ ہندوستان میں بلوچستان ہوتا ، پھر بھی بلوچیوں کی حکومت ہوتی ۔ ہمارا مقصد اقتدار حاصل کرنا نہ تھا ، صوبائی اقتدار حاصل کرنا نہ تھا ۔ مقصد تو یہ تھا کہ پاکستان بنا کر ایک پاکستانی قوم بنائی جائے اور پاکستان کو ہم اسلامی قلعہ کہیں ۔ اس لیے پاکستان پیپلز پارٹی نے کہا کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کہا ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

آج کے دن ہم نے اپنا دین مکمل کر دیا ، تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور جس چیز کو تمہارے لیے بطور دین پسند کیا ہے ، وہ اسلام ہے ۔ اس لیے پاکستان

پیپلز پارٹی نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ کامل دین ہے ۔ یہ انعام ہے اور پسندیدہ ہے ، اس لیے پاکستان پیپلز پارٹی نے کہا کہ اسلام ہمارا دین ہے اور وہ جماعت جو اسلام کا نعرہ دے ، وہ کیسے ایسا قانون بنا سکتی ہے ، وہ کیسے ایسا اقتصادی ڈھانچہ اس ملک میں نافذ کر سکتی ہے جو اسلام کی روح کے خلاف ہو ، جو اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہو ؟ ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ صرف ہمارے مخالف مخالفت برائے مخالفت کے لیے ہم پر تنقید کرتے ہیں ورنہ ہماری ایسی کوئی بات نہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس طریقے سے جمہوریت ہماری سیاست ہے ۔ کون سی جمہوریت ؟ کیا موجودہ جمہوریت اسلامی جمہوریت ہے ؟ کیا موجودہ سسٹم قرآن و سنت کے عین مطابق ہے ؟ کیا اگر برطانیہ کی اسمبلی قانون پاس کر دے کہ sadomy جائز ہے ، تو وہ اسلامی جمہوریت ہے ؟ یا دوسرے جتنے بھی ممالک میں جمہوریت رائج ہے کیا اس کا تعلق قرآن حدیث اور اسلام سے ہے ؟ یہاں کی جمہوریت کے بارے میں کہاں قرآن ، حدیث یا فقہ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ صوبائی اسمبلی ہوگی ، یہ قومی اسمبلی ہوگی ، پچیس سال کا ووٹ دے سکتا ہے ، آپ کا حلقہ نیابت ایسا ہوگا ، تحاریک التوا ہوں گی ، تحاریک استحقاق ہوں گی ، کٹ موشنیں ہوں گی ؟ کہاں ہے ؟ قرآن میں کسی جگہ نہیں لکھا ہوا ۔ اسلام میں صرف دو جماعتیں ہیں ۔ حزب‌اللہ اور حزب‌الشیطان ۔ ان کے علاوہ اور کوئی جماعت اسلام میں نہیں ۔ تو ایسی جمہوریت کو ہم نے کیوں کہا ۔ ہمیں پتا تھا کہ ایوب خان کے دور میں ایسی تحریکیں شروع ہو رہی تھیں ، ایسا سسٹم شروع ہو رہا تھا کہ جہاں کسی نہ کسی طریقے سے اس مملکت میں اسمبلی کے ذریعے کہہ دیا جائے کہ یہ ولی اللہ ہے ، یہ رسول ہے ، یہ خدا ہے ۔ اس کو ایسا مانو اور اس کو ایسا مانو ۔ ہم نے کہا کہ ہماری جمہوریت ایسی ہوگی کہ جہاں اسمبلی کوئی ایسا قانون پاس نہ کر سکے گی ، کوئی ایسی قرارداد پاس نہ کر سکے گی جس کی روح اسلام کے بنیادی اصولوں کی خلاف ہو ۔ کیا ہماری اسمبلی ، جس کو ہم جمہوریت کہتے ہیں ، ایسا قانون پاس کر سکتی ہے کہ نعوذباللہ ، قرآن پاک عربی میں ہے اور چونکہ عربی ہمیں آتی نہیں ، اس لیے قرآن پاک انگریزی میں کر دو فارسی میں کر دو ، سنسکرت میں کر دو ، بنگالی میں کر دو ہم نہیں کر سکتے کیونکہ ہم اسے کلام اللہ کہتے ہیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی زبان میں ہے ۔ اس لیے ہم تبدیلی

نہیں کر سکتے ۔ یہ تعریف ہوگی ۔ اسی طریقے سے اس اسمبلی میں ہم کوئی ایسا کوئی قانون بنا اور پاس نہیں کر سکتے جو قرآن اور سنت کے ، اور اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہو ۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے ۔ وہ جمہوریت جو اسلام کے تابع ہو ۔ جو اسلام کو اپنا دین کہنے والوں کے مطابق ہو ۔ ہم کسی دوسری جمہوریت کو نہیں مانتے اور نہ جمہوریت کا مقصد یہ تھا کہ جہاں Government of the people, by the جہاں گھیراؤ ، جلاؤ ۔ گولی مار دو ۔ تحریک چلا peopley, for the people دیں گے ۔ تخت الٹ دیں گے ۔ اس کا مقصد ہرگز جمہوریت نہیں جمہوریت کا ہے مقصد sence of particlpation ۔ جہاں ہر شخص یہ محسوس کرے کہ اس حکومت کے بنانے اور بگاڑنے میں ۔ وزرا کے پاس ایم ۔ این ۔ اے ۔ اور ایم ۔ پی ۔ اے کے پاس پہنچنے میں ۔ قانون بنانے میں ہمارا پورا عمل دخل ہے ۔ اس کو ہم جمہوریت کہتے ہیں ۔ اور یہ جمہوریت ، عوامی جمہوریت ، ڈیموکریسی ۔ جو عوام کے ذریعے سے ہم آتے ہیں ۔ عوام کی طاقت سے ہم آتے ہیں ۔ اس کو ہم کہتے ہیں جمہوریت ۔ اگر دو آدمی کہیں کہ جمہوریت نہیں اور باقی 98 کہیں کہ جمہوریت ہے تو اکثریت ان لوگوں کی ہے جو پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں ۔ اکثریت ان لوگوں کی ہے جو پیپلز پارٹی کو کامیاب کرایا ۔ اور اگر آج آدمی بیٹھ کر کہہ دے کہ

Civilization means institutation, Civilization means demo-
cracy. اگر Civilization means institutation تو سابقہ حکومت میں اس وقت انسٹی ٹیوشن نہ تھا ؟ اس وقت جب اسی معزز رکن کے پاس اس انسٹی ٹیوشن کا کوئی ایم ۔ پی ۔ اے ۔ جاتا تھا کہ میری ملاقات وزیر اعلیٰ صاحب سے کروا دو تو وہ کہتے تھے کہ فارغ نہیں ہیں ۔ تو وہ ایم ۔ پی ۔ اے کہتا کہ ۔ جناب چیف منسٹر صاحب تو یہاں ہیں ۔ تو وہ کہتا تھا کہ چیف منسٹر صاحب تو فارغ ہیں ۔ میں فارغ نہیں ۔ تو وہ انسٹی ٹیوشن کی بات کریں جو اپنے ساتھیوں کو یہ کہے کہ میں فارغ نہیں ۔ چیف منسٹر تو فارغ ہے ؟ یہی regard تھا اس انسٹی ٹیوشن کا ؟ یہ ہے civilization ؟ اور اس کے ساتھ ساتھ ڈیموکریسی ؟ کہ ایک آدمی ایک کمرے میں بیٹھ کے جو مرضی فیصلے کر لے اور اس وقت انسٹی ٹیوشن کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت کا چیف منسٹر اپنے وزیر ، ڈی ۔ سی ۔ او ، ایس ۔ پی کو کہے کہ اس کا کام نہ

کرو ؟ اس کی بات نہ سنو کمشنر اور سیکرٹریوں کو کہے کہ اس کی بات نہیں سننی ۔ یہ تھا ان کا انسٹی ٹیوشن ۔ یہ سسٹم کرنا چاہتے تھے ۔ اگر اسی کا نام جمہوریت ہے ، اس کا نام انسٹی ٹیوشن ہے تو پھر اس قوم کا خدا حافظ ہے ۔ جس کو یہ انسٹی ٹیوشن کہتے ہیں میں اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں ۔ یہ سب کیوں کرتے رہے ؟ اس لیے کرتے رہے ، سازشاً ، طبعاً کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو کسی نہ کسی طریقے سے کمزور کیا جائے ۔ آج ہم قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی وجہ سے آئے ہیں اور کل ہم اس ملک کے لیڈر ہوں گے ، ہم گورنر ہوں گے ، ہم پریذیڈنٹ ہوں گے ، ہم چیف منسٹر ہوں گے ۔ ہم جس کو چاہیں گے ، منسٹر بنائیں گے ۔ کیا ضرورت ہے کسی کا مرہون منت ہونے کی اس طریقے سے یہ شروع سے ہی اس جماعت کے خلاف سازشیں کرتے رہے اور پھر آپ نے دیکھا ۔ ہمیشہ صحیح چیز وہ ہوتی ہے جو دکھ میں کام آئے ۔ لیکن انہوں نے سوچا کہ شاید اب پاکستان پیپلز پارٹی جا رہی ہے ۔ اب لوگ ہمارے ساتھ ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ اب چھوڑ دو ۔ پنجابی ان لوگوں کو مرد نہیں کہہ سکتے جو دکھ کے وقت چھوڑ دیں ۔ سکھ کے وقت جھنڈی بھی لہرائیں عیش بھی کریں اور جب دیکھیں کہ شاید ان کو اب دکھ آ رہا ہے تو انہیں چھوڑ دیں کہ آئندہ ہم گورنر ۔ چیف منسٹر اور پرائم منسٹر ہوں گے ۔ لیکن تاریخ بڑی ظالم ہے اور وہ ہمیشہ صحیح فیصلہ کرتی ہے ۔ جن لوگوں نے تاریخ کا ساتھ نہیں دیا ۔ تاریخ نے کبھی ان کا ساتھ نہیں دیا ۔ تاریخ نے کہا کہ ظالمو ۔ کل تک اس شخص کی وجہ سے تم اقتدار پر تھے ۔ کل تم اس کا کلمہ پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ تم آسمان سے آئے ہوئے اوتار ہو ۔ آج تم اس میں کیڑے نکال رہے ہو ۔ میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گی ۔ بلکہ تمہیں ذلیل کروں گی ۔ تاریخ نے دیکھا کہ یہ جماعت صحیح ہے یہ پارٹی صحیح ہے اور تاریخ نے ہمارا ساتھ دیا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور پھر اسلام کی بات وہ کریں کہ جن کے گھر پر آج بھی فوج میں سور لٹک رہا ہوگا اور کئی قسم کی شراب ہوگی وہ دین کی بات کیسے کر سکتے ہیں ؟ اس ملک اور اس قوم کی بد قسمتی یہ ہے کہ جو بھی آیا اس کے اندر اور باہر میں فرق تھا ۔ اس کے ظاہر اور باطن فرق تھا ۔ وہ زبان سے کہتا تھا ۔ اس کا دل اس کا ساتھ نہ دیتا تھا ۔ وہ اسلام کا ڈھونگ رچایا ہے ۔ جمہوریت رچاتا ہے ۔ غریب عوام کا طرفدار بنتا ہے ۔ لیکن صرف اور صرف اقتدار حاصل کرنے کے لیے یہ سب کچھ:

ہے ۔ جناب والا ۔ وہ جماعت جس کے متعلق یہ کہا جائے ۔

مسٹر لذز حسین منصور ۔ جناب والا ۔ یہ جن لوگوں کی بات کرتے ہیں ۔ کیا آپ سے پہلے وہ ان کے ساتھ دکھ میں شریک نہ تھے ؟ آپ تاریخ کو کیوں جھٹلاتے ہیں ؟ اگر اس کی فوج مدد سور تھا تو کیا آج جو لوگ قید میں پڑے جل رہے ہیں ، ان کی فوجوں میں بھی سور تھا ؟

وزیر اوقاف ۔ بالکل ، وہ ہمارے ساتھ تھے۔ لیکن تاریخ ہمارے ساتھ تھی ۔ انہوں نے تاریخ کا ساتھ نہ دیا ۔ تاریخ سے بغاوت کی اور ان سے انتقام لیا۔ ہم واقعی اسلام ہمارا دین کہنے والے تھے ۔ وہ اسلام کے ساتھ چل نہ سکتے تھے ۔ جمہوریت کے ساتھ چل نہ سکتے تھے ۔ سوشلزم کے ساتھ چل نہ سکتے تھے ۔ عوام کے ساتھ چل نہ سکتے تھے ۔ تاریخ کے ساتھ چل نہ سکتے ۔ اس لیے وہ ہمارا ساتھ کیسے دے سکتے تھے ۔ تو وہ کیسے ہمارے ساتھ چل سکتے تھے جو اسلام کے ساتھ مخلص نہ ہو وہ کیسے ہمارے ساتھ چل سکتا تھا ۔

جناب والا ۔ اسی طریقے سے کہا گیا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی ایک انقلابی جماعت نہیں ۔ پاکستان پیپلز پارٹی ایک انقلابی جماعت ہے ، ہمارا لیڈر انقلابی ہے ، ہمارا منشور انقلابی ہے ، ہمارا طریقہ انقلابی ہے اور ہر چیز ہم اس طریقے سے کرتے ہیں کہ وہ غریب عوام ، جو پسے ہوئے ہیں انہیں ان کے حقوق دلائے جائیں ۔ جناب والا ۔ اسی پاکستان میں اسلام کے نام پر سرمایہ داروں اور جاگیرداروں نے سرمایہ داری اور جاگیرداری کو تحفظ دیا ، آمریت کو تحفظ دیا گیا اور اسی پاکستان میں علیحدہ علیحدہ قومیں بنائی گئیں ۔ حالانکہ ہم صرف اور صرف پاکستانی ہیں ۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس وقت صرف ایک آدم پیدا کیا گیا ۔ اراکیوں کا آدم علیحدہ نہ تھا، کشمیریوں کا آدم علیحدہ نہ تھا، جاٹوں کا آدم علیحدہ نہ تھا، راجپوتوں کا آدم علیحدہ نہ تھا اور وہ غریب لوگ جنہیں ہم کمیں کہتے ہیں ان کا آدم علیحدہ نہ تھا ۔ ہمارا آدم صرف ایک تھا اور ہم صرف ایک آدم کی اولاد سے ہیں ۔ ایک باپ کے بیٹے ہیں ، تو پھر یہ قومیں کس نے بنائیں ؟ فرعون بڑا بن بیٹھا ۔ اس نے اہل دنیا کو طبقات میں تقسیم کر دیا تو یہ فرعون کا سسٹم تھا ، یہ ایک سسٹم تھا جس نے دنیا کو طبقات میں تقسیم کیا ، برادری اور نسلوں میں تقسیم کیا اور اس کے بعد ان لوگوں نے سمجھا کہ ہم بڑے ہو گئے

اور اقتدار ہمارے پاس رہے گا۔

جناب والا ۔ اس دنیا کا سسٹم ہے کہ اگر ایک شخص مر جائے تو اس کے بعد اس کی وراثت اس کے وارثوں کو ملتی ہے ۔ کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کا بیٹا بھاگا بھاگا پٹواری کے پاس جائے گا کہ میرے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں ۔ ہم تین بھائی ، دو بہنیں اور ایک ہماری والدہ ہے ، اس کا انتقال ہمارے نام درج کرو ۔ پٹواری انتقال درج کر دیتا ہے ، اس کے بعد گرد اور اس کی تصدیق کرتا ہے ۔ تحصیلدار وراثت کے انتقال کی منظوری دیتا ہے اور اس کے بعد انتقال اس کے وارثوں کے حق میں ہو جاتا ہے ۔ اسی طریقے سے حضرت آدم علیہ السلام جب اس دنیا میں بھیجے گئے تو تمام دنیا کے وارث بنا کر بھیجے گئے اور تمام سمندر ، تمام پہاڑ ، تمام زمین اور تمام درخت حضرت آدم علیہ السلام کی ملکیت تھے اور ہم سب اولاد آدم ہیں ۔ اس لیے ہم سب کو اس میں سے حصہ ملنا چاہیے ۔ ہمارے حق میں اس کا انتقال ہونا چاہیے ۔ یہ پہاڑ ، یہ سمندر ، یہ پیداوار کے ذرائع سب ہمارے ہیں ۔ اس کو ہم اقتصادی جمہوریت کہتے ہیں ۔ اقتصادی جمہوریت ، سماجی جمہوریت ، معاشی جمہوریت ۔ آپ سوشلزم نہ کہیں ، اسلامک سوشلزم نہ کہیں ، اسلامی مساوات نہ کہیں ۔ اگر جمہوریت اچھی لگتی ہے تو پھر آپ اس کو اقتصادی جمہوریت کہیں ، معاشی جمہوریت کہیں ، سماجی جمہوریت کہیں ، اس کو کچھ تو کہیں ، ٹھیک ہے ، اس کو آپ نہیں مانتے لیکن میں یہ کہوں گا کہ جب تک اس ملک میں اقتصادی جمہوریت ، معاشی جمہوریت اور سماجی جمہوریت نہیں آئے گی ۔ اس وقت تک سیاسی جمہوریت چل نہیں سکتی اور ہی پاکستان پیپلز پارٹی چاہتی ہے کہ تمام ملک میں خوشحالی اور فارغ البالی ہو ، بے ایمانی ، رشوت ، چور بازاری ، ڈاکہ زنی ، لوٹ کھسوٹ اور استحصال ، سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام کا خاتمہ ہو ، غریب عوام کو اٹھائے ، امیروں کو نیچے کھینچو اور مساوات کا نظام نافذ کرو ، ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ایسا نظام نافذ ہو ۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہی ہماری اقتصادی جمہوریت ہے ۔ حدیث پاک ہے کہ افلاس اور غربت کفر کے برابر ہے ۔ اگر کوئی شخص اور کوئی قوم غربت اور افلاس سے دوچار ہوگی ، بھوک سے بلک رہی ہوگی تو اس قوم میں صحیح جمہوریت کیسے چل سکتی ہے ؟ اگر صحیح جمہوریت ، سیاسی جمہوریت چلانی ہے تو اقتصادی جمہوریت کو

لالہ ہوگا اور اس کو ہم لا کر چھوڑیں گے اور لا رہے ہیں۔ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا منشور بھی ہے اور یہی پیپلز پارٹی کا پروگرام بھی ہے۔

اس کے بعد کہا گیا کہ ہم نے اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی، ہم اسلام کا نام لے رہے ہیں اور اسلام پر ظلم کر رہے ہیں، اسلام پر ظلم ہو رہا ہے۔ جناب تابش الوری صاحب نے کہا کہ گوجرانوالہ کی مسجد نور کو take over کر لیا گیا ہے جو انتقامی کارروائی تھی۔۔۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن۔ جناب والا۔ میں فاضل وزیر صاحب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے، جو پیپلز پارٹی نے اسلام کی خدمت کی ہے، اس کی ہمیشہ تعریف کی ہے۔ یہاں اسلامی سربراہی کانفرنس ہوئی، اس کی ہم نے تعریف کی۔ یہاں سیرت کانفرنس ہوئی، یہاں امام الحرمین آئے، اس ملک کی روح کو اسلامی بنانے کی کوشش کی گئی، اس کی ہم نے ہمیشہ تعریف کی۔ لیکن میں نے جو اعتراض کیا تھا وہ یہ تھا کہ یہ محمل میں ٹاٹ کا پیوند نہیں ہونا چاہیے۔ یہ "اسلامی سوشلزم" کی بجائے "مساوات محمدی" کی اصطلاح استعمال کریں تو وہ لوگوں کے نزدیک زیادہ پذیرائی کی مستحق ہوگی۔

وزیر اوقاف۔ جناب سپیکر۔ سید تابش الوری صاحب نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ گوجرانوالہ کی مسجد نور کو اس لیے تحویل میں لیا گیا ہے کہ کوئی انتقامی کارروائی مقصود تھی، یا ان کو وہاں تقریروں کی اجازت نہ تھی یا یہ تھا اور وہ تھا۔ مسجد نور پر تحریک التوا بھی آئی۔ سید تابش الوری صاحب نے اس کا ذکر کیا، مولانا مفتی محمود صاحب، مولانا عبیداللہ انور صاحب، عزیز صاحب نے جو جمعیت طلبہ کے لیڈر ہیں، تحریک چلانے کی دھمکی دی۔ سرحد سے دھمکی دی گئی کہ ہم وہاں تحریک شروع کریں گے، صرف ایک مسجد کو تحویل میں لینے پر۔ اس مہینے ہم نے ایک مسجد اپنی تحویل میں لی، اوقاف آرڈیننس اور پالیسی کے مطابق چار پانچ مسجدوں کو حکومت کی تحویل میں لیا گیا تو پھر یہاں خاص طور پر کیوں شور مچایا گیا کہ یہ سیاسی انتقامی کارروائی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ مسجد ان کا اپنا سیاسی گڑھ تھا جہاں جناب فجر کی نماز شروع ہونے سے حکومت کو گالیاں دینا شروع کر دیتے تھے اور عشاء کی نماز کے بعد گالیاں دیتے سو جاتے تھے۔

پھر آنکھ کھلتی تھی تو پھر گالیاں دیتے تھے ، یہ ان کا طریقہ تھا ۔ جب شریعت کانفرنس ہوئی تو وہاں مولانا مفتی محمود صاحب نے کہا کہ میں پاکستان کے بنانے کے گناہ میں شامل نہ تھا ۔ جب اس قسم کی باتیں کی جائیں جو پاکستان کی سالمیت اور پاکستانی قوم کے خلاف ہوں ، جہاں مسجد کے تقدس کو پامال کیا جائے ، جہاں اسلام اور اس کے تقدس کا مذاق اڑایا جائے تو اس مسجد کے تقدس کو برقرار رکھنے کے لیے ہم اسے اپنے قبضہ میں لیتے ہیں تاکہ اس خدا کے گھر کا ، اس دین کا ، اس اسلام کا ، ان پاکستانیوں کا تقدس مجروح نہ ہو ۔ ہم اس کے محافظ کی حیثیت سے اسے اپنے قبضے میں لیتے ہیں ، ورنہ ہمارا کوئی سیاسی مقصد نہیں ۔

جناب سپیکر ۔ اگر ہم بدنیت ہوں تو ہمیں کیا مصیبت پڑی تھی کہ جب پاکستان پر مصیبت کا وقت تھا تو ہم اسے سنبھالا دیتے ۔ جب پاکستان کی قوم رو رہی تھی ، جب پاکستان کی قوم مایوس تھی اور ایک لیڈر کو امریکہ سے پکار رہی تھی کہ آؤ اور اس ملک کو بچاؤ ۔ قائد جب واپس آتا ہے تو فوراً انہوں کے پاس جاتا ہے ، اسلامی دنیا کے پاس جاتا ہے ۔ ان سے کہتا ہے کہ ہم بھی مسلمان ہیں ، تم بھی مسلمان ہو ، ہمارا ساتھ دو ۔ وہ غریبوں کے پاس تو نہ گئے تھے ۔ اگر ہماری نیت خراب ہوتی تو ہم دوسروں کے پاس جاتے جن کے پاس بڑے بڑے وسائل تھے ۔ اس کے بعد محکمہ اوقاف اور سنٹرل گورنمنٹ نے اسی لاہور میں پچھلے سال اسلامی کانفرنس منعقد کروائی آپ خود گواہ ہیں کہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام سنٹر کے تعاون سے امام کعبہ، امام مسجد نبوی یہاں تشریف لائے ۔ کس طریقے سے ان کا استقبال کیا گیا ، کس طریقے سے ہم نے ان کی شان میں قصیدے گائے اور کس طریقے سے ہم نے قوم کو بتایا کہ یہ ہمارے مقدس بزرگ آئے ہیں ۔ اس طرح سیرت کانفرنس محکمہ اوقاف نے منعقد کی ۔ ہماری حکومت آنے سے پہلے یہاں مولویوں کو کمیں سمجھا جاتا تھا ۔ امام مسجد کو مسلم لیگی کمیں سمجھتے تھے ۔ ہم نے کہا بابا یہ اسلام پھیلانے والے لوگ ، یہ نیک لوگ اور قرآن بیان کرنے والے لوگ ہیں ، آپ ان کو کمیں کہتے ہیں ، ہم انہیں عزت دیں گے ، ہم انہیں ان کا مقام دیں گے ۔ ہم نے مولوی صاحب کا کم از کم گریڈ 9 مقرر کیا ۔ مؤذن کا گریڈ چار اور پانچ اور امام اور خطیب کا 9 گریڈ سے لے کر 17 تک ۔

میں پوچھتا ہوں یہ سب کچھ کس نے کیا ؟ یہ مقام انہیں کس نے دیا ؟ بی ۔ اے ، ایم اے کرکے 9 گریڈ کی نوکری نہیں ملتی ، درسی نظامی کا پاس 9 گریڈ سے لے کر 17 گریڈ تک حاصل کرتا ہے ۔ مؤذن کا گریڈ چار اور پانچ ہے ، جو ایف ۔ اے اور بی ۔ اے بھرتی نہیں ہو سکتا ۔ یہ کس محکمے نے کیا ؟ کس حکومت نے کیا ؟ اس لیے کیا کہ یہ لوگ اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں تا کہ لوگوں کو اسلام سے محبت پیدا ہو ۔ اس طریقے سے دینی مدارس میں اگر یہ پڑھائیں تو صحیح ، ہم پڑھائیں تو غلط ، اس لیے کہ ہم ان کے مطلب کی بات نہیں کرتے ۔ اس لیے کہ ہم ان کے ذہن کی بات نہیں کرتے ۔ اس لیے کہ ہم پاکستان توڑنے کی بات نہیں کرتے ۔ اس لیے کہ ہم دشمنوں کا ساتھ نہیں دیتے ۔ اس لیے کہ ہم علیحدگی کی تحریکوں کی تبلیغ نہیں کرتے ۔ ہم ان مدرسوں کو مقدس رکھنا چاہتے ہیں ۔ ہم نے ایسے دینی مدارس بھی بنائے جہاں ہم چاہتے ہیں کہ اس قسم کے نوجوان علما اور فضلا تیار کیے جائیں جو اس قوم کے صحیح راہبر بن سکیں ۔ اس کے علاوہ محکمہ اوقاف نے ہسپتال بنانے شروع کیے ۔ داتا صاحب کے ہسپتال پر ہم 37 لاکھ روپے خرچ کر رہے ہیں اور اس کے نیچے گیارہ ڈسپنسریاں ہیں ۔ پچھلے دنوں شیر محمد بھٹی صاحب بھی موجود تھے ، میں میراں شاہ زیارت گیا ۔ وہ ایک ڈسپنسری کا افتتاح کرنا تھا ۔ وہاں مزار کی کل سالانہ آمدنی صرف 25 اور 30 ہزار روپے ہے ، اس سے زیادہ نہیں ۔ اس ڈسپنسری کی بلڈنگ پر ہم نے سوا لاکھ روپیہ خرچ کیا ۔ اس کے علاوہ اس میں ڈاکٹر ، ڈسپنسر ، مڈوائف ، ادویات اور سب کچھ فراہم کیا ۔ وہاں بھی مطالبہ پیش کیا گیا کہ کچھ نہیں ہو رہا ۔ یہ کردو اور وہ کردو، مسجد کی چھت گری ہوئی ہے ۔ میں نے وہاں بھی کہا کہ بھائی ، ٹھیک ہے ۔ ہم مسجد بناتے ہیں ، پانچ روپے فی نمازی آپ مجھ سے پیسے لے لیں ۔ جس دن عصر کی نماز کے وقت آپ پانچ سو نمازی مجھے دکھا دیں ، 25 سو روپے مجھ سے لے لیں ۔ دس ہزار نمازی ہوں تو پچاس ہزار روپے لیں ۔ ہم تو اس طریقے سے اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں ۔ پھر ہم دیہاتوں میں بھی ڈسپنسریاں قائم کر رہے ہیں ۔ پچھلے دنوں جب امام کعبہ تشریف لائے تو انہیں یہی بتایا گیا تھا کہ پاکستان میں صرف مولانا مودودی صاحب اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اور صحیح اسلام وہ ہے جو مولانا مودودی پیش کرتے ہیں ۔ میں نے اپنے محکمے کو کہا کہ آپ امام صاحب کو بادشاہی

مسجد لے جائیں ۔ آپ انہیں اپنی لائبریری دکھائیں، اپنا تبلیغی ادارہ دکھائیں ۔ جب ہم نے امام صاحب کو لائبریری دکھائی ، مسجد دکھائی ، تبلیغی ادارہ دکھایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اتنا کام تو پوری دنیا میں نہیں ہو رہا ۔ اس دن بیس کے قریب غیر مسلم بھی اسلام قبول کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے ۔ انہیں بھی امام کعبہ نے کلمہ پڑھایا اور مسلمان کیا ۔ یہ بھی ہماری حکومت کا کارنامہ تھا کہ امام کعبہ اس ملک سے خوش ہو کر گئے کہ یہ حکومت اسلام پھیلا رہی ہے ، اسلام کی خدمت کر رہی ہے ۔ دوسرے ممالک میں ہم اپنے تبلیغی مشن بھیج رہے ہیں ۔

جناب والا ! یہ تو تھی ساری محکمہ اوقاف کی کارگزاری، جیل کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جیلیں ہم زیادہ بنا دیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جیلوں کی تعداد کم سے کم ہو ۔ جیل میں لوگ کم سے کم جائیں ، لوگ جرم کم سے کم کریں ۔ جرم انسان اس وقت کرتا ہے جب وہ حیوان بن جاتا ہے ، جب اس پر حیوانیت غالب ہوتی ہے ، جب اس پر حیوانیت مسلط ہوتی ہے ، جب ایک انسان ایک انسان کا خون چوستا ہے ، جب ایک انسان دوسرے انسان کی عزت لوٹتا ہے ، جب ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کرتا ہے ، رشوت لیتا ہے ، چور بازاری کرتا ہے ، سمگلنگ کرتا ہے ، ملک کے خلاف تحریکیں چلاتا ہے ، ملک کے خلاف دشمنوں سے ملتا ہے اور پاکستان کی سالمیت کے خلاف سازشیں کرتا ہے ۔ اس وقت کوئی انسان انسان نہیں رہتا ، کوئی انسان مسلمان نہیں رہتا ، کوئی انسان پاکستانی نہیں رہتا ، جب دوسروں کے ہاتھ میں کھیل کر پاکستان کی سالمیت کے خلاف بات کرتے ہیں ۔ ہم کہتے ہیں وہ ظالم ہے ، وہ جابر اور فاسق ہے ، وہ پاکستانی نہیں ہم اس کے خلاف جہاد کرتے ہیں ۔ یہ ہمارا ، پاکستان پیپلز پارٹی کا ، ہماری حکومت کا منشور ہے ۔ ہم انہیں کھلی چھٹی نہیں دے سکتے ۔ ہم ان پر پابندی لگائیں گے خواہ ہمیں یہ کہیں کہ ہم جمہوریت کش ہیں ، خواہ یہ کہیں کہ ہم جمہوریت نہیں چاہتے ۔ ہم نے مشرقی پاکستان کو ٹوٹتے دیکھا ، ہم نے مشرقی پاکستان کے عوام کو ظلم سہتے دیکھا ، ہم نے اپنی فوجوں کو رسوا ہوتے دیکھا ، ہم نے اپنے علاقوں پر دشمنوں کا قبضہ دیکھا ، ہم کس طرح جمہوریت کے نام پر اس پاکستان میں خون کی ہولی کھیلنے دیں ؟

جس جمہوریت سے پاکستان کی سالمیت کو خطرہ ہو وہ جمہوریت ہم نہیں چاہتے اور نہ ہم اس بات کی اجازت دیں گے۔ یہی ہماری جمہوریت ہے ۔ اس کے علاوہ اگر یہ لوگ پھر کہیں کہ یہ حکومت کیا کر رہی ہے ۔ اگر تنقید برائے تنقید کریں گے تو وہ اسلام کی کیا خدمت کریں گے ، جو عوام میں نہیں جا سکتے ۔ جو بند کمروں میں بیٹھ کر بھی کہتے ہیں کہ یار ، ریس کا ٹائم ہوگیا ہے میٹنگ تم پریذائیڈ کرو ۔ وہ اس ملک کی اور اسلام کی کیا خدمت کریں گے اور وہ اس ملک میں کیا انقلاب لائیں گے ، وہ اس پاکستان کو کیا بچائیں گے ۔ وہ ایسا نہیں کر سکتے ، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔ عوام ہمارے ساتھ ہیں اور طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں ۔ جن کے ساتھ عوام ہوں گے ، کامیابی ان کے ساتھ ہوگی ۔ جاؤ ، عوام کو جیتو ۔ جاؤ ، اقتصادی جمہوریت ، سماجی جمہوریت اور اخلاقی جمہوریت کا پرچار کرو ، لوگوں کو اپنا قائل کرو ، منشور پہنچاؤ ، گلی گلی جاؤ ، دیہاتوں میں جاؤ ، شہروں میں جاؤ ، کوئی آپ کو روکتا نہیں ۔ روکتے ہیں اس وقت ، جب تم پاکستان کے خلاف بات کرتے ہو ۔ روکتے ہیں اس وقت جس وقت تم ذاتی حملے کرتے ہو ۔ روکتے ہیں اس وقت جس وقت تم گولی کی بات کرتے ہو ۔ روکتے ہیں اس وقت جس وقت تم گھیراؤ ، جلاؤ اور پاکستان کو توڑنے کی بات کرتے ہو ۔ اس کے علاوہ تو ہم آپ کو روکتے نہیں ۔

مسٹر تاج محمد خان زادہ ۔ جناب والا ۔ میری تقریر کے لیے کون سا ٹائم مقرر کیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا نام تو بہت پیچھے ہے ۔

مسٹر تاج محمد خان زادہ ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اس طرح کی تقریروں کی اجازت دیں گے تو پھر اسی طرح ہوگا کہ بجٹ پر تو کوئی بول ہی نہیں رہا ۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ سب کچھ پارلیمنٹ کے آداب کے خلاف ہے ۔ میں نے پچھلے بیس سال میں اس طرح کبھی نہیں دیکھا ۔

وزیر اوقاف ۔ جناب سپیکر ۔ اگر ہم صرف اپنے بجٹ کی باتیں کرتے ، تو شاید ہمارے مخالف دوست یہ کہتے اور عوام میں یہ تاثر ہوتا کہ ہم شاید کوئی جرم کر بیٹھے ہیں جس کی وجہ سے ہم جواب نہیں دے رہے ۔ ہمیں تو

اپنی صفائی کے لیے جواب دینا پڑتا ہے کہ تم کس قسم کی باتیں کر رہے ہو ۔ ہم تو لوگوں کے پاس دن رات جاتے ہیں ۔ کسی زمانے میں تو فیلڈ اسسٹنٹ بھی نہ جاتا تھا ۔ اس سال "کپاس اگاؤ مہم" میں ہمارے وزرا کھیتوں میں گئے ، گاؤں میں گئے ، دیہاتوں میں گئے اور کپاس اگاؤ مہم میں حصہ لیا ۔ فیلڈ اسسٹنٹ کا کام وزرا کر رہے ہیں، ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے کر رہے ہیں ۔ یہ وزیر اعظم صاحب کی ہدایت تھی ، وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں پیداوار زیادہ بڑھے ، کیونکہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے ۔ اس لیے ہم نے سب سے زیادہ رقم زراعت کے لیے رکھی ہے ۔ دوسری بڑی رقم ہم نے تعلیم کے شعبے میں رکھی ہے ۔ جب تک ہم جاہل لوگوں کو سمجھائیں گے نہیں ، تعلیم نہیں دیں گے ، اس وقت تک وہ جمہوریت اور اسلام کو کیسے سمجھیں گے ؟ ہم نے ان تمام باتوں کو سمجھانے کے لیے تعلیمی نظام میں تبدیلیاں کی ہیں ۔

عورتوں کے حقوق کے متعلق بھی بات کی جاتی ہے۔ پچھلے دنوں میں ایک جلسہ میں گیا تھا ، وہاں پر ایک ممبر خاتون نے بات کی کہ عورتوں کے حقوق مردوں سے زیادہ ہونے چاہئیں ۔ وہ اس لیے کہ عورت نے نپولین کو جنم دیا ، عورت نے ہٹلر کو جنم دیا ۔ اس نے محمد علی جوہر کو جنا ، شوکت علی ، پنڈت جواہر لال نہرو اور قائد اعظم محمد علی جناح جیسے آدمی پیدا کیے ۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے ، بڑے بڑے آدمی پیدا کیے ۔ لیکن مردوں کو داد دینی چاہیے ، آدم کو داد دینی چاہیے کہ اس کی باتیں پسلی سے عورت پیدا ہوئی اور مرد نے عورت کو پیدا کیا ، پھر بھی مرد کی supremacy ہے ۔ موجودہ ماحول میں عورت کے کئی روپ ہیں ۔ عورت ماں ہے ، بہن ہے اور بیوی ہے ، یہ سارے اس کے رشتے ہیں ۔ اگر اس دنیا میں ہر آدمی غیر کی عورت کو اپنی بہن سمجھے ، زنا کاری اور بدکاری سے اجتناب کرے اور پاکستان میں اسلام کے نام پر انہوں نے جو کھلی چھٹی دے رکھی ہے اس کو روکا جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے معاشرے میں عورت کو وہ مقام حاصل نہ ہو جو اسلام نے عورت اور انسان کو دیا ہے ۔ محکمہ اوقاف کے ذریعے ایسی کوشش کر رہے ہیں ۔ ہماری پالیسی ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ ہمارے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں ۔ ہم عوام کی خدمت

کرنا چاہتے ہیں ۔

ایک اور بات محکمہ جیل کے متعلق ہے ۔ ہم تمام قیدیوں کو جیل میں ریڈیو ، ٹیلی ویژن ، برتن ، فرنیچر ، اونی دریاں ، سوتی دریاں اور مینا کاری کا کام سکھاتے ہیں ۔ تاکہ وہ واپس جا کر باعزت زندگی بسر کریں اور معاشرے میں مقام حاصل کر سکیں ۔ قینائل ، صابن ، موزے ، چارپائیاں بننا ، یہ سارے کام جیلوں میں سکھائے جاتے ہیں ۔ تاکہ وہ معاشرے میں جا کر بہتر زندگی گزار سکیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنے منشور کی روشنی میں ہر انسان کے ، خواہ وہ مخالف ہو یا موافق حقوق کی ، ان کی جان و مال اور عزت آبرو کی حفاظت کرنا ہماری حکومت کا فرض ہے ۔ ہم حفاظت کرتے ہیں اور کریں گے۔ یہ اگر گالیاں دیں تب بھی ہم انہیں دعا دیتے رہیں گے ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زبان میری

جناب والا ۔ ایک اور شعر عرض ہے :

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

بجٹ پر بحث کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ ان مذموم الزامات کا جواب دوں جو کہ اپوزیشن نے ہم پر ٹھونسے ہیں ۔ ایک رکن نے کہا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے دھوکہ کیا ، یہ بات آپ ایوان میں تو کہہ سکتے ہیں ۔ لیکن اگر آپ عوام میں جا کر کہیں تو خدا کی قسم، عوام آپ کا گریبان پکڑیں گے اور کہیں گے کہ آپ جھوٹ کہتے ہیں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ عام انسان یہ کہے گا کہ نہیں ، نہیں ، جناب ذوالفقار علی بھٹو نے دھوکہ نہیں کیا، بلکہ وہ قوم کے ترازو پر پورا اترا ۔ وہ یہ کہے گا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو قوم کی امیدوں پر پورا اترا ، اپنے دشمنوں کے ترازو پر تلا ۔ دشمن آج پاکستان پیپلز پارٹی کی ماں کو مان گئے ہیں ، وہ اس میں شامل ہو رہے ہیں ۔ ان کا شامل ہونا اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے ۔ وہ ہمارے بھٹکے

ہوئے ساتھی تھے ، جنہیں شیطان ہوٹکا کر اپنی طرف لے گیا ۔ جنہیں پنجاب کی سطح پر عہدے دیے گئے ، انہوں نے دیکھا کہ یہ تمام جھوٹ اور دھوکہ ہے تو وہ واپس اپنی بنچوں پر آ گئے ۔ جناب والا ۔ میں اس سے بڑھ کر پاکستان کے مزدوروں اور کسانوں کے شعور کی داد دیتا ہوں ، یہ سب سے بڑا ثبوت ہے کہ قوم نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کو زبانی نہیں ، عملی طور پر لیڈر مانا ہے ۔ تم نے ہزار تحریکیں چلانے کی کوشش کی ، مگر مزدور نے تمہارا ساتھ نہ دیا ۔

جناب والا ۔ ایک معزز رکن نے یہ کہا کہ سوشلزم اور اسلام دو متضاد چیزیں ہیں ، دو علیحدہ علیحدہ ضابطہ ہائے حیات ہیں ۔ انہوں نے کہا سوشلزم اسلام کی نفی کرتا ہے ۔ میں یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں کہ سوشلزم مذہب کی نفی کرتا ہے ، سوشلزم تو اسلام کی نفی نہیں کرتا ۔ اسلام مذہب نہیں ، ایک دین ہے اور یہ تمام انقلابی اطراف کو پورا کرتا ہے ۔ اسلام کو اس طرح مذہب کہنا جیسے اس ملک میں ہندو مت اور دوسرے مذاہب گزرے ہیں ، اسلام کے ساتھ سب سے بڑی زیادتی اور سب سے بڑی بے انصافی ہے ۔ یہ کہنا کہ ہم یہاں سے 1400 سو سال پیچھے جائیں گے ، تو ایک دن ، ایک لمحہ پیچھے جانے کے لیے تیار نہیں ۔ تاریخ آگے جائے گی اور وہ ہمارا اسلام ، وہ سچا اسلام جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا تھا ، ہمیشہ ہمیشہ وقت کے تمام تقاضے پورے کرتا ہوا آگے جائے گا ۔ وہ اسلام کیا تھا ؟ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں ، ہم اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہیں ، ہم اس شخص کے پیروکار ہیں جو محنت کش تھا ، جو بکریاں چراتا تھا ، جسے ضرورت پڑی تو اپنے ہاتھوں سے لکڑیاں کاٹیں ۔ جس نے تمام زندگی اتنے پیسے اکھٹے نہ کیے کہ جن پر زکواۃ واجب ہوتی ۔ جس نے یہ کہا کہ میں ایک قمیض پر 70 پیوند لگانے کے لیے تیار ہوں ۔ لیکن میرے ملک میں ایک شخص بھی ننگا ہے تو میں دوسری قمیض بنانے کے لیے تیار نہیں ۔ اس سے بڑھ کر اور بڑا انقلاب کیا ہو سکتا ہے ؟ لیکن یہ اولا لنگڑا اسلام جو کہ 1400 سو سال پیچھے ہے ، جو یہ جھوٹے رجعت پسند بدستور کہتے آئے ہیں کہ آج ان فیکٹریوں کو کیوں لیا ، ان ملوں کو کیوں لیا ، ان کو واپس کر دو ، یہ اسلام نہیں ۔ یہ جھوٹ ہے ، یہ کیپیٹلزم نہیں ، ہم اس کو نہیں

آنے دیں گے۔

جناب والا ۔ کہتے ہیں کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے ، اس میں کوئی پیوند نہیں لگ سکتا ۔ ہم مانتے ہیں ، خدا کے بندو ، پیوند تو کیا ، آپ نے ناخن سے لے کر بالوں تک تمام انگریزی نظام پہن رکھا ہے ۔ تم ایک پیوند کہتے ہو ، ہمیں اسلام سے کوئی لگاؤ ، کوئی واسطہ نہیں ۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ ہم تھوڑا سا مساوات نہری اپنالیں جسے دوسرے ملکوں نے اپنا کر کامیابی حاصل کی ہے تو آپ کے پیٹ میں کیوں درد اٹھتا ہے ؟ کیونکہ آپ کی جاگیریں اور فیکٹریاں چھین لی جاتی ہیں ۔ اس لیے اسلام کے نام پر مزید استحصال کی اجازت نہیں دی جائے گی ۔ ایک نے کہا کہ بھٹو صاحب نے سازش کی ، نوابوں اور جاگیرداروں کو اکٹھا کر لیا ۔ جناب والا ۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم رجعت پسند نہیں ، ہم تو انہیں رجعت پسند کہیں گے جو عوام کے مفادات کی باتوں میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کریں ۔ ہم انہیں محض رجعت پسند ہی نہیں کہیں گے ، بلکہ بدعنوان ، بد کردار ، شرابی اور عیاش کہیں گے اور جتنی بھی ان میں برائیاں ہوں گی ہم ان کو عوام کے سامنے ننگا کریں گے ۔

جناب والا ۔ یہ کہا گیا ہے کہ اب تو نواب اور جاگیردار پیپلز پارٹی میں شامل ہونے لگ گئے ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر کوئی نواب اور کوئی جاگیردار ہمارے قائد کی قیادت کو خلوص دل سے تسلیم کر لے اور ان کے منشور پر چلنے کا عہد کر لے تو وہ پیپلز پارٹی میں ضرور شامل ہو سکتا ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس میں آپ کو شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ اگر کوئی آدمی ، کوئی جاگیردار ، کوئی سرمایہ دار اور کوئی جھوٹا آدمی پیپلز پارٹی کے اندر ، چاہے وہ حنیف رامے ہو یا مصطفیٰ کھر ، سازشیں کرنے کی کوشش کرے تو ہم اس کا وہی حال کریں گے جو ہم نے مصطفیٰ کھر یا حنیف رامے کا کیا ۔ خواہ وہ نواب ہی کیوں نہ ہو ، خواہ وہ سرمایہ دار ہی کیوں نہ ہو ، کوئی بھی ہو ، ہم کسی کو نہیں بخشیں گے ۔

جناب والا ۔ اس ایوان میں میرے ایک دوست نے یوم حساب کی بات

کی ۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پہلے آپ اپنا حساب کتاب تو چکا دیں ، عوام ان کا حساب لیں گے ۔ یہاں پر تو یہ کہا گیا ہے کہ باہر دفعہ 144 لگی ہوئی ہے اور وہ باہر نہیں جا سکتے تو ان دوستوں کی خدمت میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ دوست باہر نہیں جا سکتے تو اپنے حلقوں میں تو کم از کم جائیں ۔ اگر یہ نہیں جاتے تو آؤ ، میرے حلقے میں آؤ ، میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں ۔ میرے حلقے میں آ کر لوگوں سے بات کرو ۔ لیکن لوگ انہیں جھوٹا کہیں گے اور ان کے متعلق کہیں گے کہ ہم نے انہیں آزمایا ہوا ہے ۔ اگر پنجاب کی سر زمین سے کسی آزمائے ہوئے کو عوام مسترد کر دیں تو وہ اسے دوبارہ کبھی قبول نہیں کرتے ۔

جناب والا ۔ مجھے ایک اور بات سے بہت دکھ ہوا ۔ میرے ایک دوست نے کہا کہ میری بہت پرانی خواہشات ہیں ۔ یہ بات بالکل سفید جھوٹ ہے ، یہ تو سفید کاغذ سے بھی زیادہ جھوٹ ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ نواب اکٹھے ہوگئے ہیں ، جاگیردار اکٹھے ہوگئے ہیں ، فلاں اکٹھے ہوگئے ہیں ۔ جناب والا ۔ جب تم نے حکومت میں شمولیت اختیار کی تو مصطفیٰ کھر بھی اسی دھڑے سے تھا ۔ اس وقت کسی ایک آدمی نے بھی اعتراض نہ کیا ۔ اگر اعتراض کیا اور چیخا چلایا تو عبدالقیوم بٹ ہی اکیلا تھا اور اس بات کو برا محسوس نہیں کیا گیا۔ پھر ہمیں قائد عوام نے بتایا کہ تم میں ایک نیک آدمی ہے تو ہم سب خاموش ہوگئے ، کیونکہ یہ ہمارے قائد کا فیصلہ تھا اور قائد کے فیصلے کے ساتھ ہمیں تعاون کرنا پڑا ۔ کیونکہ ان کا ہر فیصلہ عوام کے مفاد میں ہوتا ہے ۔

جناب والا ۔ یہاں پر کہا جاتا ہے کہ کسی کو پارٹی میں بولنے کی اجازت نہیں ۔ آپ کے سامنے میری کھلی کتاب ہے ، میں نے نہ کبھی مصطفیٰ کھر کو معاف کیا ہے اور نہ ہی حنیف رامے کو اور نہ ہی پارٹی میں جو گندا عنصر ہے اسے معاف کرتا ہوں ۔ پیپلز پارٹی میں جمہوریت ہے اور جمہوریت کے تمام تقاضے ہم پورے کر کے آگے چل رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ میں جناب ڈاکٹر صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں ۔ انہوں نے بہت محنت اور کوشش کر کے یہ متوازن اور معیاری بجٹ اس ایوان میں پیش کیا ہے ۔ یقیناً ان حالات کے تحت اس سے

بہتر بجٹ پیش نہ ہو سکتا تھا ۔ اپوزیشن والے کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے دور میں کوئی ترقی نہیں ہوئی ۔ میں کہتا ہوں کہ صرف ایک ہی شعبے میں ترقی نہیں ہوئی ، بلکہ پیپلز پارٹی کے چار سالہ دور میں جتنی شدت سے ترقی ہوئی ہے اور ہر تحصیل میں جتنی زیادہ ترقی ہوئی ہے اتنی ان رجعت پسند حکومتوں نے پچھلے پچیس سال میں نہ کی تھی ۔ ہم نے صحت کے معاملے میں ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کرنے کے لیے سکولز اور میڈیکل کالجز کھولے اور نرسوں کی کمی کو پورا کرنے کے لیے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں ادارے قائم کیے جو نرسوں کو ٹرین کریں گے ۔

جناب والا ۔ ایک مسئلہ دیہاتی علاقوں کا ہے ، دیہاتوں میں ڈاکٹر نہیں جاتے ۔ گورنمنٹ کے لاکھوں اور کروڑوں روپے خرچ کرکے جو ہسپتال اور ڈسپنسریاں بنائی جاتی ہیں وہاں ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے وہ عوام کے لیے فائدہ مند نہیں ۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ دیہاتی لوگوں کو ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس میں داخلے نہیں ملتے ۔ مہربانی فرما کر اسی فیصد دیہاتی لوگوں کو میرٹ کے علاوہ ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس میں داخلے دیے جائیں تاکہ وہ دیہاتوں میں جا کر باقاعدہ پریکٹس کریں اور ساتھ ملازمت بھی کر سکیں ۔ جناب والا ۔ پہلے میرٹ پنجاب لیول پر ہوا کرتی تھی اور اب ضلع لیول پر ہوتی ہے ۔ میری رائے یہ ہے کہ نیچے جا کر تحصیل لیول تک میرٹ تیار کی جائے اور ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس میں داخلے دیے جائیں ، کیونکہ پنجاب کی بہت سی ایسی تحصیلیں ہیں جن میں ایک بھی ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ڈاکٹر نہیں ۔

جناب والا ۔ یہ پہلی دفعہ اس حکومت کا کرشمہ ہے کہ جب آپ کسی مین روڈ پر چلیں تو آپ کو جگہ جگہ پر یہ لکھا ہوا ملے گا کہ چیچک کی اطلاع دو ، ایک ہزار روپے انعام لو اور اب تو یہ انعام پانچ ہزار روپے ہو گیا ہے ۔ اس سے پہلے کسی حکومت نے ایسا نہیں کیا ۔ لوگ بیمار اور پریشان رہتے تھے ۔ (ڈاکٹر صاحب ، اب میں آپ کی توجہ کی بات کر رہا ہوں) ۔ فیملی پلاننگ والوں نے فیلڈ موٹیویٹرز کی سروسز کو بلاوجہ terminate کر دیا ہے اور اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ میٹریکولیٹ نہیں ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر ان کی سروسز کو انہوں نے terminate ہی کرنا تھا

تو آج سے چار سال پہلے ان لڑکوں اور لڑکیوں کو بھرتی کرنے کا کیا جواز تھا ؟ براہ مہربانی ان کو واپس نوکری دلائی جائے اور ان کی پریشانی کو دور کیا جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد محکمہ خوراک ، امداد باہمی اور زراعت ہے ۔ زراعت کے معاملے میں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ٹریکٹرز دیے گئے ہیں ، بیج دیا گیا ، کھاد دی گئی اور subsidy دی گئی ۔ لیکن اس میں شکوہ ابھی تک یہ ہے کہ دیہاتی آبادی کو پہلے دو چھٹانک راشن ملا کرتا تھا اور اب چار چھٹانک ملتا ہے تو یہ بھی بہت تھوڑا ہے ۔ سوت کے معاملے میں بھی صرف دو سیر چینی ملتی ہے ۔ یہ دیہاتی لوگوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے ۔ جب کبھی وہ چیختے چلاتے ہیں تو انہیں اس کا یہ جواب ملتا ہے کہ دیہاتوں کے لوگ شکر ، گڑ وغیرہ سے گزارا کر لیتے ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ بارانی علاقوں کے دیہاتی لوگ گڑ اور شکر نہیں بناتے ۔ ان لوگوں پر رحم کیجیے اور انہیں شہریوں کے برابر ہر حال میں چینی ، آٹا اور دیگر کوٹا دیا جائے ۔ یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے جو آج کے دیہاتی لوگ محسوس کر رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اگر کوئی مل غلط آٹا تیار کرتی ہے تو اس کو فوری طور پر سیل کر دیا جاتا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ مل کو سیل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔ اس طرح سے وہاں کام کرنے والے مزدور بے روزگار ہو جاتے ہیں ، انہیں بڑی پریشانی ہو جاتی ہے ۔ مل کو سیل کرنے کی بجائے اگر ان پر بھاری جرمانے کیے جائیں تو گورنمنٹ کو فائدہ ہوگا اور مشینری بھی چند دن کے لیے نہیں رکے گی ۔ جناب والا ۔ وہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے پھر corruption کرتے ہیں ۔ اس لیے ان پر بھاری جرمانے کیے جائیں اور ان کی ملوں کو سیل نہ کیا جائے ۔

جناب والا ۔ دیہاتوں میں فیئر پرائس شاپ کھولی جائیں ۔ ملک میں قیمتوں کا کنٹرول نہیں ۔ بڑے سیٹھ آج بھی چھوٹے دکانداروں کو چوریں مہنگی دیتے ہیں ۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ بڑے سیٹھوں کو پکڑا جائے جو ایسی باتیں کرتے ہیں ۔ خوراک کے معاملے میں جو انسپکٹرز وہاں سپلائی

لینے کے لیے جاتے ہیں وہ بھی چھوٹے دکانداروں کو پکڑتے ہیں اور چیزیں بنانے والوں کو نہیں پکڑتے ۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ چیزیں بنانے والوں ، بیچنے والوں اور چھوٹے دکانداروں کو بھی سزا دیں ۔ ہم اس طرح سے اس برائی سے نجات حاصل کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ بلڈوزر اور ٹریکٹروں کی soil conservation اور زراعت کے معاملے میں دونوں کے مختلف ریٹس ہیں ، یہ نہیں ہونا چاہیے ۔ عوام ایک ہیں ، ایک پارٹی ہے ، گورنمنٹ ایک ہے تو مختلف ریٹس رکھ کر خواہ مخواہ لوگوں کو الجھایا جاتا ہے ۔ بارانی علاقوں کی زراعت اور پیداوار کے تمام کے تمام اندازے غلط لگائے گئے ۔فتح جنگ کے بارانی علاقے میں جھاڑ پیداوار کو 22 سے 44 کو دیا گیا تو بتایا جائے کہ وہی خدا ہے ، وہی زمین ہے اور وہی بارانی علاقہ ہے ۔ پانی ہم نے نہیں دیا تو اس کی جھاڑ پیداوار کو دگنا کیسے کیا جا سکتا ہے ؟ یہ انہوں نے لینڈ لارڈز کے ساتھ مل کر کیا ہے ۔ میری طرف سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ دوبارہ چیک کیا جائے اور یونین کونسل لیول پر نیچے جا کر زمین کی مختلف اقسام کے مطابق ان کی جھاڑ پیداوار تیار کی جائے ۔

جناب والا ۔ میں تعلیم کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ تعلیم کے میدان میں ہم نے بہت سے نئے سکول کھولے ہیں اور بہت سے سکولوں کو اپ ۔ گریڈ کیا ہے ، نئے کالج کھولے ہیں ۔ لیکن معاشرے میں انصاف کے لیے یہ ضروری بات ہے اور میں اس بات پر ہمیشہ مصر رہا ہوں کہ کیوں ہمارے سامنے امیروں کے لیے علیحدہ سکول کھولے ہوئے ہیں ، ایچیسن کالج اور یہ انگلش میڈیم سکولز کیوں کھولے ہوئے ہیں ؟ کیا یہ ایک طبقے کی بالادستی کو برقرار رکھنے کے لیے ہے ؟ میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ایک ہی قسم کی تعلیم اس ملک میں ہو تاکہ غریبوں اور امیروں کے بچے ایک جگہ پر بیٹھ کر پڑھیں اور پھر پتا چلے کہ لائق کون ہے اور نالائق کون ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ورنہ ہمارے بچے ایسے competition میں نہیں آتے ۔ اگر آپ ان سکولوں کو رکھنا چاہتے ہیں تو پھر میں اس مطالبے کو دہراتا ہوں کہ اسی فیصد دیہاتی طلبہ کو ان کی merit کی بنا پر وہاں داخلہ دیا جائے پھر ہمیں یہ سکول منظور ہیں ۔ اس لیے دیہاتی پسماندہ علاقوں کی اسی فیصد آبادی کے نمائندگان

کو وہاں داخلہ دیا جائے۔

جناب والا ۔ سکول بند پڑے ہیں ، بند سکولوں کی تعداد درجنوں یا سینکڑوں میں نہیں ، بلکہ ہزاروں میں ہے ۔ عام چیخ و پکار اور واضح طور پر بتانے کے بعد بھی وزیر اعظم یہ کہہ دیتے ہیں کہ میں نے آرڈر کر دیا ، لیکن عملی طور پر نہیں ہوتا ۔ آج بھی سکول بند پڑے ہیں اور وہاں کی استانیاں سکول گئے بغیر کارکوں سے مل کر ملکی خزانے کو لاکھوں کا نقصان پہنچا رہی ہیں ۔ اس کی ذمہ داری بھی ہم پر اور خاص طور پر وزیر تعلیم پر عاید ہوتی ہے ۔ میری تجویز یہ ہے کہ وہاں کی مقامی یعنی ٹرینڈ پی ۔ ٹی ۔ سی تھرڈ ڈویژن لڑکیوں کو کیوں نہیں لگاتے ۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ ٹرینڈ تو کیا ، اگر وہاں untrained تعلیم یافتہ لڑکیاں ملتی ہیں تو ان کی خدمات بھی حاصل کرکے ان بند پڑے ہوئے سکولوں کو کھلوایا جائے ۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس میں بہت سخت نقصان ہو رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں ۔ جب جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب فرماتے ہیں کہ ہم دور دراز علاقوں میں ڈویلپمنٹ کرنا چاہتے ہیں تو کم از کم ان کے کہے کا پاس رکھو ۔ اپنی وزارتوں میں کلہ ٹھوک کر بیٹھو تاکہ کرسی محفوظ رہے ، کچھ وزرا صاحبان غیر حاضر ہیں۔ یہاں وزرا میں سے سوائے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ، رانا اقبال صاحب اور جناب لاشاری صاحب کے اور کوئی بیٹھا ہوا ہے ؟ یہ سب چیزیں آتی جاتی ہیں ۔

جناب والا ۔ اب میں یہ عرض کروں گا کہ پی ۔ ٹی ۔ سی کے داخلے کے وقت جب انٹرویو ہو جاتا ہے تو خدا کے لیے پھر دوبارہ انٹرویو لینے کی کیا وجہ ہے کہ آپ لڑکیوں کا انٹرویو لیتے ہیں ۔

That you are competent to get admission in PTC.

جب ایک لڑکی کا داخلہ ہو جاتا ہے اور اس بیچاری کو ٹریننگ کے بعد فٹ کرکے پاس کر دیا جاتا ہے تو پھر باقی کیا چیز رہ جاتی ہے کہ آپ دوبارہ اس کا انٹرویو کے لیتے ہیں ؟ purely merit basis پر، نمبروں کی بنیاد پر انہیں لگایا جائے ۔ انٹرویو نمبر اڑا دیے جائیں ، کیونکہ انٹرویو کے نمبروں میں

سفارشیں چلتی ہیں اور دھاندلیاں ہوتی ہیں ۔ با اثر لوگ انٹرویو سے اپنی بچیوں کو پاس کروا لیتے ہیں ۔ سکولوں میں تعلیم مفت ہو چکی ہے ، لیکن چندہ ابھی تک جاری ہے ۔ آپ اتنی سختی سے لائنیں لگالیں کہ کوریشن کی دھول تک وہاں سے نہ گزرے ۔ چندہ برائے نام بات ہے کیونکہ جہاں آپ اتنا بڑا قدم اٹھا سکتے ہیں کہ تمام کسانوں کو مالیہ معاف کر دیں ، تو پھر سکولوں سے یہ چندے کی لعنت کو بھی ختم کر دیں تاکہ کوئی غیر ہم پر انگلی اٹھانے کے قابل نہ ہو ۔

جناب والا ۔ اب میں ٹرانسپورٹ کے محکمے کے متعلق کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ ٹرانسپورٹ کے محکمے پر بہت پیسے خرچ ہوتے ہیں ۔ یا تو اس پوری کی پوری ٹرانسپورٹ کو قومی ملکیت میں لیں اور اگر ایسا نہیں کرتے تو امیر لوگوں کو دے دیں کیونکہ اس ملک میں ایسے امیر لوگ موجود ہیں جو ٹرانسپورٹ چلانا چاہتے ہیں ۔ جو ادارہ خسارے میں جائے اور خواہ مخواہ گورنمنٹ کے خزانے سے فضول خرچ کرے ، اس کو چلانے کی کیا ضرورت ہے ؟ ٹرانسپورٹ ہی کی طرح ڈسٹرکٹ کونسلوں کی بھی یہی حالت ہے کہ وہاں نوکر شاہی لوٹنے کے لیے بیٹھی ہے ۔ علاقے کے کام تو ہوتے نہیں لیکن وہ بدستور اس کے لیے رقم لیتے رہتے ہیں ۔

جناب والا ۔ اب میں بسوں کے حادثات کے متعلق عرض کروں گا کہ بغیر پولیس اور مالکان کے مل کر لوٹنے کے حادثات نہیں ہو سکتے ۔ جب وہ ملتے ہیں تو انہیں پتا ہوتا ہے کہ ہم ماہواریاں دیتے ہیں اور وہ گاڑیاں تیز چلاتے ہیں ، ان کا کوئی چالان کرنے والا نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ گاڑیاں تیز چلاتے ہیں اور حادثات ہو جاتے ہیں ۔ اس سلسلے میں میری رائے یہ ہے کہ اس بڑی روڈ پر یعنی جی ٹی روڈ ہو جس تھانے کی حدود میں حادثہ ہو اس تھانے کے ایس ایچ او کو چھٹی کرا دی جائے ۔ یہ بالکل سیدھی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سیدہ عابدہ حسین ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ جس طرح میں نے عرض کیا ہے کہ جس تھانے کی حدود میں ایکسیڈنٹ ہو اس تھانے کے ایس ایچ او کو چھٹی کرا دی جائے تو آپ دیکھیں گے کہ اس طرح کبھی ایکسیڈنٹ نہیں ہوگا ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میری ایک بڑی درد مندانہ اپیل ہے ، صرف وہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں ۔ باقی باتیں چھوڑ دوں گا ، کوئی پروا نہیں کروں گا ۔ گو ابھی بہت سی شکایات پیش کرنی باقی رہ گئی ہیں ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ محمد حنیف رامے صاحب نے اپنے دور حکومت میں تین سڑکیں میری تحصیل کی پاس کیں ، assesment بھی ہو گئی ۔ وہ سارا کچھ چھوڑا دیا گیا ہے ۔ حالانکہ میں نے تحصیل میں ، تھانے میں ، یونین کونسل میں جا کر یہ آرڈر لے کر دکھلایا ۔ جس حال میں وہ سڑک ہے ، جی ٹی روڈ بھی ایسی نہیں ۔ اس سلسلے میں میں گزارش کروں گا اور درد مندانہ اپیل کروں گا کہ اس سڑک پر چالیس بسیں جاتی ہیں ۔ وہ بالکل کچی سڑک ہے ، اس پر رحم کریں اور اس کو بنوائیں ۔

جناب والا ۔ میں اس کے ساتھ ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے فراخدلی سے وقت دیا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ سیدہ عابدہ حسین ۔

Begum Syeda Abida Hussain : Mr. Speaker, Sir, I would like to congratulate the Hon'ble Finance Minister on having presented a very sensible and realistic budget. I would particularly like to congratulate him because it was a reassessed budget. The Hon'ble Finance Minister visited most of the Districts to apprise himself of the progress of the last year's Annual Development Programme and to get first hand information on the requirements for this year's budget which I am sure to a large extent have been included in the budgetary proposals.

Mr. Speaker, Sir as we pose to reflect upon the last years budget and last years developments and also the Peoples Party Government's tenure for the last four years period it is with pride that we can feel the success of the foreign policy that has been manoeuvred by the Prime Minister of Pakistan Mr. Zulfiqar Ali Bhutto with great tact and with great skill encouraging intelligent and specific negotiations with our neighbours and he has manoeuvred out into a position of neutrality through bilateral negotiations and bilateral negotiations are certainly more honourable method than begging the

super powers to see on our behalf. Through these bilateral negotiations we have been manoeuvred into a situation of neutrality and the neutrality, Mr. Speaker, Sir, is the cornerstone of a successful foreign policy in the political dynamics of today. With regard to the domestic policies much has been said in the House today being the final day of the debate regarding ideological approaches what should have been or what should not. I would say that it would be fair to state that in the last four years the Pakistan Peoples Party Government has made a serious effort at shifting the basic structure of our economy we owe in earlier years before the advent of the Peoples Party. Because of the unguided growth that has taken place there was tremendous concentration of wealth. This latitude and the kind of bitterness eventually reflected themselves in the national demonstrations against the Ayub Regime and eventually brought down that regime. The Peoples Party has made earnest efforts to change this and to structure a policy of incorporating into it certain fundamental schemes ensuring for future a more balanced and equitable distribution of resources and this cannot be criticised by any school of thought because this basic concept is so logical and so close to the natural desires and aspirations of all human beings that this policy and these efforts can only be lauded.

Mr. Speaker, Sir, while we are talking about domestic policies and while we are talking about the fundamental changes that the present Government has attempted to give us more equitable system we must realise that our growing dependence on foreign assistance which has also been critically pointed out in this House is a serious matter of which cognizance must be taken and this can only be corrected if we are able to pull ourselves together and if we are able to increase our production. In order to increase production we should first look upon the agriculture because the agriculture is the backbone of our economy and the present Government has given agriculture priority which is indeed a praiseworthy step. However, unfortunately in the implementation of a great many policies of Government one finds that there is great scope for improvement, there is certain lag or there is certain gap between the intents of Government and what is being delivered

in practical terms to the grower.

In this respect I would like to make a humble submission before this House We have in our country today, and in this Province in particular, various agencies and institutions which have been created to facilitate the process of agricultural growth and to be of service to the grower: My practical experience as a farmer tells me that most of these agencies, in fact, are quite useless The moment a Corporation or an Organization or a Ministry is to be contemplated or set-up with regard to the development in agricultural sector, we find that an attempt is made to create invariably top-heavy institutions where the budgetory allocations are mostly absorbed under administrative over heads. As we all know, the grower does not have contact with the MB, ADB or ADLC or the Deputy Director and so on. He has to deal with the extension worker—the field worker—and the kind of specimen with which the grower invariably comes across, which is recruited as field worker, is incompetent, dishonest, *parasitic*, who does no good and is of no assistance whatsoever to that grower who is seeking assistance from him. These type of heavy structures which we have set up are not being able to make useful effort in facilitating the growth output in agriculture. So, if they cannot produce the desired results, let them be disbanded. The exchequer would make some kind of saving and, at least, if these agencies cannot accelerate the growth out-put they will not be retarding it. You take the case of PADAP for instance.' Yesterday, I was looking into the "Pakistan Times" and there they put up a very handsome advertisement that they were going to circulate a monthly magazine, and, that advertisement was signed by the Public Relations Officer. Sir, it is an organization which is fancy enough and grand also to have at the provincial headquarters a Public Relations Officer and yet this agency, whose chief function is procurement, has, in a given Tehsil, only one Procurement Officer, the result of which is that the growers who want to sell to the PADAP or who had grown superior wheat varieties from which seed could be derived for future, their dealing with the PADAP is extremely repentant. They repent as to why they did not grow inferior seed so that they did not have to come in contact with

this organization and would have gone simply to an 'Aharti' who does not create as many headaches as the government agencies create at the field level. Mr. Speaker, I realise, it sounds absurd when we say that a whole series of government organizations should be disbanded but the point is that the government sets up an agency with a particular aim in view. If that aim is not being fulfilled then the government must take serious note of the relevance of these institutions and consequently carry out a very serious probe as to how these institutions can be made effective. Once again I would like to submit that in the agricultural process these institutions can only prove to be effective through the extension worker, the field worker. I make these comments because we have just passed the Seed Corporation Bill and a new Corporation in connection with the agricultural growth is going to come into shape in this Province. At least, in this Corporation, a certain amount of caution should be exercised. Let the financial allocations to this Corporation not be consumed by recruiting junior clerks, purchasing typewriters and installing telephones on the desk of every Director and Assistant Directors who would man the Corporation. Let us, in fact, concentrate on the field worker on whose shoulders the success or failure of these institutions ultimately lies. In connection with the quality of the extension worker available in the Province, it would be relevant to connect the same with the situation of unemployment. The present Government has luckily re-structured the educational curriculum in a more practical and suitable manner the fruits of which will be available a few years from now. Today, we are stuck with the product of the past. We find a situation where there has been very little man-power planning over the last 25 years' period. During the last few years, the models that have been created have finally started to catch up with us as a result of which we have a large number of young Matriculates, FAs, Graduates, MAs, even some MScs and so on, who are looking for jobs. They are going round from door to door and sometimes persecuting the elected members who in turn interfere in the system and bring pressure on the Government to increase administrative over-heads as result of which dependenee on foreign assistance

increases from year to year. Consequently, we are caught in a *vicious* circle and the youth of the country undergo frustration and which no nation that is taking its building process seriously can afford to risk because a great deal of the building process is dependent on the levels of enthusiasm which you can generate among your young people. With regard to this ill-planned manpower, I would submit that although we cannot set the clock back and correct the ills that have accumulated over a period of time but what we can do is to try and make shift in our value system and make such adjustments as would give us a genuine boost in terms of growth and a social balance. What I mean in particular is that, today, we have a situation where a young Matriculate is not willing to do any kind of physical work. He is quite willing to be an office assistant, a junior clerk or even a peon but he is not willing to weed some vegetables and he is not willing to help in the fields. He is not prepared, therefore, to use the beautiful fertility of the soil of Punjab to its maximum level and is thus allowing himself to become a frustrated entity, a burden on the exchequer and of no assistance to his nation. I would submit that we must consider that Punjab used to be the granary for the undivided India but today we are not able to fulfil our own food requirements. So, we must rise up to the challenge and in order to accelerate this process we must attempt to inspire amongst our young generation a healthy respect for physical labour so that with the elimination of this kind of snobbery we are able to usefully employ our manpower to a larger extent. With regard to man-power employment we must also think in terms of future planning. Consequently, one comes to the problem of population control. I recall that two years ago I talked about population control on the floor of this House and got a very nasty letter from the Press Gallery saying that my speech was obscene. At the risk of getting another nasty letter I would say that no amount of growth, no amount of effort, no amount of Government's diligence and sincerety is going to be able to help us to improve our condition to a genuine extent unless we are able to control the size of our population increase It is very easy to demonstrate statistically that if our population continues to explode at the rate at which it is presently increasing, we will

simply never, for another one hundred or two hundred years, get rid of degradation, disease, illness and all that goes with meagre resources and too many members. In order to have an effective population programme we must think of our women who are one-half of the total population of this country. I do not wish to injure any feelings. A little while ago, an honourable member of this House made a very fine speech but I as a women felt my sensibility somewhat injured. Women were referred to as definitely inferior to men. It was said that woman emerged from the rib of man. We all know that a lot of Biblical and Quranic description is allegorical. In scientific terms woman was no more born from the rib of man than man was born from the rib of woman. There is absolutely no practical scientific or objective data to substantiate in any way the superiority of man or the inferiority of woman. I would request the honourable members of this House that when they make statement of this kind they should consider the sensibility of momen members of this House. I am sure, they would be utterly offended if one of us was to stand up and point out to them their inferiority.

Mr. Speaker Sir, women are half of the population of this country. They have elected half the members of this august House. They have to be given not only their rights on paper but their rights in practice. We all know that a good English adage though English is not conceptually popular here but it does say some good things occasionally :—

"Charity begins at home"

In order to give women their rights, we must see that these concepts are put into practice. We, by virtue of being elected members and representatives of the people are dependent upon one half of the population i.e. the female population of this country. Very soon we are going to people asking for votes. We should not be going to men alone for votes presuming that the women will vote alongwith them. I assure you, Mr. Speaker Sir, that it is my little bit of practical experience that women in this country particularly in this Province are beginning to be somewhat aware of their rights. They have certain expectations which they feel have not been adequately fulfilled. Among their various other demands one demand is

that the political parties have for a great deal of time ignored them in giving them equal representation when it goes to select candidates for the legislatures it is my humble submission to all political parties that make a claim to democracy, that make a claim to electorate, that make a claim to legislature that it is time that women were to be considered for party tickets from general seats. We are no longer satisfied with half a dozen reserved seats that are given to us. In view of our numerical strength the allocation of seats is entirely insufficient and I do hope that political parties will take note of this. The Peoples' Party equally, the Jama'at-e-Islami equally and all other parties and political organizations should see that women are given their due recognition.

Finally, Mr. Speaker Sir, realising that the bell went off a long time ago, I have to make two very brief submissions for my own district, the Jhang district which as we all know is a backward district. This district is in dire need for industrial development and I request the hon'ble Finance Minister to consider creating for us in Jhang a Small Industries Trading Estate because it is an area where small industries and handicrafts have been at a premium and where people are skilled in these fileds. Therefore, a Small Industries Trading Estate would go a long way in helping pull us out of our backwardness. Secondly, I would repuest the Finance Minister for my district to consider for the view of the Central Government the setting up of a sugar mill. We have one sugar mill in the district which is a fine sugarcane growing area. If another sugar mill were to be set up it would give a tremendous boost to growers of this district.

Last of all, I would like to add my voice to that of my colleague, Miss Nasira Khokhar in saying that the Punjab Arts Council deserves greater grant than ten lac of rupees. We all know that culture and art are intrinsic to life and indeed are very best that life can offer and we should do our best to promote culture. It is my view that it is through our cultural heritage, through the understanding of which, through the development of which we will find a sense of ourselves and we will be able to live with true dignity and true independence as true Muslims. I thank you, Mr. Speaker.

مسٹر سپیکر ۔ مرزا طاہر بیگ ۔ ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ مسٹر منظور حسین جنجوعہ ۔ راجہ سکندر خان ۔ چوہدری نور احمد (کوئی فاضل رکن موجود نہ تھا) ۔ جناب رب نواز کھتران ۔

مسٹر رب نواز کھتران ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی اجازت سے سالانہ بجٹ برائے 77 - 1976ء کے لیے اپنے محترم وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اور میں اپنی عوامی حکومت کا بھی مشکور ہوں ۔ اور میں تفصیل سے بتانا چاہتا ہوں کہ عوامی حکومت نے اپنے دور حکومت میں میرے حلقہ نیابت میں ، جو بہت زیادہ پسماندہ تھا ، کیا کچھ کام کیا ہے ۔ میں ڈاکٹر خالق صاحب کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے خود جا کر میرے حلقے کو شروع سے لے کر آخر تک ، چپے چپے کو دیکھا ۔ انہوں نے خود بھی محسوس کیا ہوگا کہ یہ حلقہ کتنی صدیوں سے حکومت کی مہربانیوں سے محروم رہا تھا ۔ یہ تو پرانا استحصال تھا ۔ عوامی حکومت نے تھوڑے وسائل میں ان کو کافی رفع کرنے کی کوشش کی ۔ لیکن یہ دوریاں اتنی زیادہ تھیں کہ انہیں چار سال کے عرصے میں پورا کرنا ناممکن تھا ۔ بہر حال جو کچھ ہوا ہے اور میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اس بجٹ کے لیے اپنی تقریر میں ڈاکٹر صاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ پہلی بار عوام کی شرکت سے یہ ترقیاتی منصوبوں کا بجٹ تیار ہوا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ اگر اس ملک میں ترقی مقصود ہے ، اس ملک کے لیے کچھ کرنا مقصود ہے تو صرف یہ ترقیاتی منصوبے نہیں ، بلکہ سالم کا سالم بجٹ عوام کے مشورے سے بننا چاہیے تھا ۔ آپ نے جس طرح اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ ہم نے اخراجات کا کنٹرول کرنے کے لیے بہت کچھ کوشش کی ہے ۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ اخراجات کا کنٹرول بالکل ناکافی ہے ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے اخراجات mirracle level پر چلے گئے ہیں ۔ لیکن ہماری کارکردگی روز بروز گر رہی ہے ہمیں اخراجات کو اور کنٹرول کرنا ہے تاکہ ہم اس غریب علاقے اور ملک کے لیے زیادہ سے زیادہ کام کر سکیں ۔ یہ اخراجات کا کنٹرول اس وقت ہوگا جب عوام کو اس بجٹ کی تیاری میں زیادہ سے زیادہ موقع دیا جائے گا ۔ میں ڈاکٹر صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ ایسا موقع بہت جلد عوام کے لیے فراہم کریں گے ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنے ضلع کے ترقیاتی منصوبوں کی طرف آنا چاہتا ہوں ۔ سب سے پہلے ، بجائے اس کے کہ میں ترقیاتی منصوبوں کو لے لوں ، میں عبدالحفیظ کاردار صاحب کا بہت ہی مشکور ہوں جن کی کوششوں سے یہاں پر منرل کارپوریشن بنائی گئی تھی جس کا ہوا ہمارے صوبے کے لیے بہت ضروری تھا ۔ کیونکہ سنٹرل کارپوریشن ایک بہت بڑا ادارہ ہے اور اس کے لیے بہت بڑا ملک ہے ۔ ہم نے دیکھا تھا کہ وہ ہمارے دور دراز علاقوں کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے سکتے تھے ۔ تو ان کی کوششوں سے ایک منرل کارپوریشن تیار کی گئی تھی ۔ منرل کارپوریشن کی ضرورت اس لیے ہمیں محسوس ہوئی کیونکہ جتنی سابقہ رپورٹیں تھیں وہ درست نہ تھیں ۔ میں اپنے ضلع کے متعلق کہتا ہوں کہ دفتروں سے ہمیں یہ رپورٹ ملتی تھی کہ یہاں پر کچھ چیز دستیاب نہیں لیکن مقامی لوگوں اور ہماری کوششوں سے ہم نے وہاں جا کر دیکھا ہے کہ وہاں بہت کچھ ہے ۔ وہاں پر ہم نے کوئلہ تلاش کیا وہاں پر جپسم تلاش کیا وہاں پر iron ore تلاش کی گئی اور اسی قسم کے اور بہت زیادہ خزانے وہاں پر موجود ہیں ۔ لیکن وہاں پر ہماری سنٹرل منرل کارپوریشن نے کوئی کام نہیں کیا ۔ پچھلے بجٹ اور اس بجٹ میں صرف ایک کروڑ تیس لاکھ روپے کی رقم اتنے بڑے پروجیکٹ کے لیے رکھنا بہت بڑی زیادتی ہے ۔ میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اتنے بڑے پروجیکٹ کے لیے یہ تھوڑی تھوڑی رقمیں رکھنے کا مقصد یہی ہوگا کہ یہ اخراجات ہوتے رہیں گے اور اس کا ریزلٹ کوئی نہیں ہوگا ۔ برائے مہربانی اس رقم کو اتنا زیادہ کریں کہ ان منصوبوں پر کوئی نہ کوئی کام ہو سکے ۔ اس پروویژن میں اسی بجٹ میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ ہمیں investigation کرنی ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ وہاں پر انویسٹی گیشن مکمل ہو چکی ہے ۔ اگر آپ لوگوں میں ہمت ہے تو یہ ذخائر بڑی کثرت سے وہاں موجود ہیں ، ان کو کام میں لایا جائے ۔ سب سے ضروری بات میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ خام لوہے پر پی آئی ڈی سی نے چار سال تک کام کیا ہے ۔ آپ کے دوسرے محکموں نے بھی کام کیا ہے اور ان کی رپورٹیں موجود ہیں ۔ ان سے صرف ظاہر ہے کہ بہت بڑے ذخائر موجود ہیں ۔ میں نے پی آئی ڈی سی والوں سے استدعا کی تھی کہ آپ وہاں پر کم از کم ایک بھٹی تو لگا دیں ۔ کافی دنوں سے ہم سن رہے ہیں اور جس جگہ ہم جاتے ہیں تو ہمیں دکھایا جاتا

ہے کہ یہ آپ کے ضلع کا لوہا ہے ۔ لیکن میں حیران ہوں کہ آج تک ہماری حکومت نے اتنے بڑے وسائل ہونے کے باوجود وہاں پر ایک پانچ ٹن کی بھٹی تک نہیں لگائی ۔ ہمیں ڈاکٹر صاحب کی طرف سے یہ بتایا جاتا ہے کہ ہم آپ کو ایک منی مل دے رہے ہیں ۔ یہ بہت دور کی باتیں ہیں اور یہ اعتراجات ہم پورے نہیں کر سکتے ۔ میں جناب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ براہ مہربانی ہمیں کم از کم ایک سو ٹن کی بھٹی وہاں دے دیں تو یہ ہمارے ضلع اور ہمارے ملک اور ہماری معاشیات پر بہت بڑا احسان ہوگا ۔ کیونکہ آپ دیکھیں کہ جو انڈسٹری ہے اس میں آپ زیادہ سے زیادہ مین پاور مہیا نہیں کر سکتے ۔ یہ منرل اور ایگریکلچر دو ایسے شعبے ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ مین پاور استعمال ہو سکتی ہے ۔ آپ اپنے بجٹ کا جو زیادہ حصہ اس طرف اگر مبذول کریں ۔ اس طرف اگر توجہ دیں تو بہت حد تک ملک کے لیے مفید ہوگا اور ہمارے لیے بھی مفید ہوگا ۔ میں آخر میں یہی استدعا کروں گا کہ براہ مہربانی ہمارے ضلع میں اسی بجٹ میں سے کم از کم ایک بھٹی لگانی چاہئے جو ملک میں لوہے کی کمی کا مسئلہ میرے خیال میں پرائیویٹ سیکٹر بھی بڑی آسانی سے دور کر سکتا ہے ۔ میں حیران ہوں کہ سنٹرل گورنمنٹ نے اس پر کیوں کنٹرول کیا ہوا ہے ۔ جس وقت کہ لوہے کی ہمیں اتنی ضرورت ہے ۔ میرے خیال میں پرائیویٹ سیکٹر کو اجازت دینی چاہیے کہ وہ اس فیلڈ میں کام کرے ۔ ہمارے پاس بہت بڑی فیلڈ ہے ، بہت زیادہ وسائل ہیں ، لیکن حکومت کے وسائل بہت تھوڑے ہیں ۔ ہمیں سنٹرل گورنمنٹ کو سفارش کرنی چاہیے کہ یہ وسائل پرائیویٹ سیکٹر کے لیے کھلے رکھنے چاہیں ۔ براہ مہربانی اسی طرح جپسم اور لائم سٹون وغیرہ پر وہاں بڑا اچھا کام ہو سکتا ہے بہت بڑے بہترین ذخائر ہیں ۔ کوالٹی اور quantity کے لحاظ سے وہ وسائل سروے کرنے پر ثابت ہو چکے ہیں ۔ اب ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے اور اگر کرنا چاہیے تو ان پروجیکٹوں پر کرنا چاہیے ۔ اگر یہ آپ کے استعمال میں آ سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ کسی غیر ملک سے معاہدہ کرکے ان ذخائر کو استعمال میں لائیں ۔ میں استدعا کروں گا کہ ایک کروڑ تیس لاکھ کی رقم جو جناب نے منرل کارپوریشن کے لیے مختص کی ہے ، بہت تھوڑی ہے ۔ پچھلے سال بھی ہم نے ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا تھا جس کا اس وقت ہمارے پاس کوئی ریزلٹ نہیں ۔ کوئی ریزلٹ ہمارے پاس نہیں آئی اور نہ ہم کسی تھوڑی رقم سے کوئی ریزلٹ پیدا

کر سکتے ہیں ۔ براہ مہربانی اس پر توجہ دیں اور اس رقم کو زیادہ کر کے زیادہ سے زیادہ منافع ان چیزوں سے حاصل کرنے کی کوشش کریں ۔

اس کے بعد میں اپنے ضلع کی سڑکوں کے متعلق مواصلات کی مد میں جو بجٹ رکھا گیا ہے ، اس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ گزارش یہ ہے کہ اس سال کے بجٹ میں کوئی نئی سڑک ہمارے علاقے میں نہیں دی گئی ۔ لیکن مجھے افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ ایک بہت اہم سڑک ، جو انٹر پراونشل سڑک ہے اور پچھلے سال سے on going سڑک ہے ، اس کو بھی اس بجٹ میں ختم کر دیا گیا ہے ۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اگر بجٹ بنانے والے اس سڑک کی جغرافیائی پوزیشن سے واقف ہوتے تو اتنی بڑی غلطی کبھی نہ کرتے کہ اتنی اہم سڑک کو on going رکھ کے پھر اس بجٹ میں نہ لیتے ۔ یہ سڑک ہے ۔ چوکی والا بھارتی کنگری روڈ ۔ یہ انٹر پراونشل سڑک ہے ۔ یہ صوبہ بلوچستان اور ڈیرہ غازی خان کو ملاتی ہے ۔ جو سڑک اس وقت اس جگہ پر چل رہی ہے ، اس کا فاصلہ یعنی کوئٹہ اور ملتان کے درمیان 70 میل کا یہ فرق بن جاتا ہے ۔ ساتھ ہی یہاں پر ایک سیمنٹ فیکٹری کی تجویز بھی چل رہی ہے ۔ چونکہ اس سڑک پر بہت بڑے معدنیات کے ذخائر ہیں ۔ جپسم ہے لائم سٹون ہے اور بہت سی معدنیات موجود ہیں ۔ تو اس سڑک کو یونہی چھوڑ دینا ہمارے ضلع کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے ، بلکہ ہمارے سارے صوبے کے ساتھ زیادتی ہے ۔ یہ سڑک ہمارے ضلع کی نہیں ، بین الاصوبائی سڑک ہے ۔ براہ مہربانی اس سڑک کو اسی بجٹ پر نظر ثانی کر کے شامل کیا جائے ۔

اس کے بعد میں آبپاشی کی طرف آتا ہوں ۔ خوش قسمتی سے اس وقت وزیر محکمہ آبپاشی ہمارے ضلع کے ہیں ۔ لیکن بد قسمتی سے انہوں نے اس علاقے کا کچھ خیال نہیں کیا ۔ پچھلی دفعہ جب پرائم منسٹر صاحب تشریف لائے تھے تو انہوں نے رودکوہیوں کے متعلق حکم دیا تھا کہ ان پر بھی کام کیا جائے رودکوہی وہاں پر بہت بڑا علاقہ ہے ۔ ضلعے کے دو حصے صرف رودکوہیوں پر دارومدار رکھتے ہیں ۔ اس پر کوئی کام اس وقت تک کسی حکومت نے نہیں کیا ۔ لیکن اس بجٹ میں رودکوہیاں جو لی گئی ہیں ، وہ میرے حلقہ نیابت میں نہیں ہیں ، بلکہ چھوٹی چھوٹی رودکوہیوں کو لے لیا گیا ہے ۔ میرے حلقہ نیابت میں میری تحصیل بالکل رودکوہیوں پر انحصار کرتی ہے ۔ براہ

مہربانی اس بجٹ میں میرے حلقہ نیابت میں ایک بہت بڑی رودکوہی سنگھڑ ہے ، اس کا بجٹ بھی بن چکا ہے اور ڈیزائن بھی ۔ اس کی ریگولیشن کے لیے بجٹ دیا جائے تو بڑی مہربانی ہوگی ۔

اس کے بعد میں تعلیم کی طرف آتا ہوں ۔ ہمارے ضلع میں ہماری تحصیل اقتصادی لحاظ سے پسماندہ ہے ۔ لیکن تعلیمی لحاظ سے ضلع میں سب سے آگے ہے ، بلکہ ڈویژن میں وہ اپنا وہ الگ مقام رکھتی ہے ۔ لیکن بد قسمتی سے ہر تین تحصیلوں میں کالج کھولے گئے ہیں ۔ لیکن میری تحصیل میں کوئی کالج نہیں دیا گیا ۔ پچھلی دفعہ ہرائم منسٹر صاحب نے بھی اور چیف منسٹر صاحب نے بھی ہمارے ساتھ اس کا وعدہ فرمایا تھا ۔ لیکن ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ۔ جو دس کالج منظور ہوئے ہیں براہ کرم ان میں سے میری تحصیل کو ضرور کالج دیا جائے ۔ پچھلی فرو گزاشتیں رفع ہو جانی چاہیں ۔

اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا زراعت کے متعلق پہلے بھی یہ بات سامنے آ چکی ہے میں بھی عرض کر دیتا ہوں کہ زراعت کی ترقی کے لیے ضروری ہے اور جہاں تک زراعت کے متعلق بجٹ میں نے دیکھا ہے وہ دفتروں اور equipment پر زیادہ انحصار کرتا ہے ۔ اگر زرعی ترقی مقصود ہے ، تو میں کاشتکار کو اس کا صحیح معاوضہ نہیں ملے گا ، جب تک زراعت کا مزدور معاشی بد حالی کا شکار رہے گا پیداوار نہیں بڑھے گی ۔ میں نے سنا ہے کہ اس دفعہ گندم کی فصل اتنی اچھی ہوئی ہے کہ وہ سنبھالی نہیں جا سکتی ۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بارشیں بروقت ہوئیں اور موسم اچھے رہے ۔ لیکن سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ گندم کا نرخ بڑھنے سے پیداوار بڑھتی ہے ۔ جتنا اس کا معاوضہ بڑھے گا ، اتنی ہی پیداوار بڑھے گی ، آپ کا زرمبادلہ بھی بچے گا اور کاشتکار کی مالی حالت بھی مستحکم ہوگی ۔ اس سے پیداوار میں یقیناً اضافہ ہوگا ۔ ہمارا ملک زرعی ہے اور اس سے بہت زیادہ فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ بجٹ سے زیادہ سے زیادہ کاشتکاروں کو مستفیض کرنا چاہیے زیادہ سے زیادہ فیلڈ میں کام کرنے والے لوگوں کی طرف توجہ دینی چاہیے اور دفتروں میں اسے avoid کرنا چاہیے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے علاقے میں سب سے زیادہ مسئلہ آب نوشی کا ہے ۔ اس مسئلے کو

حل کرنے کے لیے حکومت نے چار پانچ واٹر سکیمیں رکھی تھیں ۔ لیکن ان سکیموں کو مکمل ہوتے دس دس سال لگ جاتے ہیں اور یہ ترقی معکوس کے برابر ہے ۔ اس پر خرچہ زیادہ ہوتا ہے اور نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلتا ۔ میں جناب والا ۔ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہ سکیمیں ایک یا دو سال کے اندر اندر ختم ہونی چاہیے جاہیں ۔ یہ جو دس دس سال لگ جاتے ہیں یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے ۔ جناب والا ۔ میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے وزیر خزانہ صاحب کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر شیر محمد بھٹی ۔

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ جناب سپیکر ۔ میں رسمی طور پر جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش نہیں کروں گا ۔ میں انہیں "لوائے وقت" کے ذریعے سے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جس کا اکثر اپوزیشن کے ارکان تحریک التوائے کار میں حوالہ دیتے رہتے ہیں ۔ میں اس اخبار کے ذریعے سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ کو ریکارڈ بجٹ قرار دیا ہے ۔ اس بجٹ میں یہ خصوصیت بیان کی ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں اور یہ بجٹ ایک متوازن بجٹ ہے ۔ اب اس بجٹ کے بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ محاصل یعنی جو واجبات وصول ہوئے اس سے انتظامی اخراجات میں خرچ کم ہوا تو یہ تحسین اس اخبار کی طرف سے ہے جس کا اکثر یہ حوالہ دیتے رہتے ہیں ۔ اس کے بعد ہماری تحسین جتنی بھی ہے ، وہ سب رسمی ہو جاتی ہے ۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے ۔ اب میں وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ مخالفوں نے بھی ان کے بجٹ کی تعریف کی ہے اور یہ بہت اچھی بات ہے ۔ میں اس کی تفصیلات میں تو زیادہ نہیں جانا چاہتا ، بہرکیف اس وقت مجھے صرف اپوزیشن کے کچھ اعتراضات کے بارے میں عرض کرنا ہے ۔

جناب والا ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے یہ فرمایا کہ جب اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے تو پھر اس کے ساتھ اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کیوں ضروری ہے ۔ یہ سوال 1970ء کے الیکشن میں بھی آیا تھا ۔ انہوں نے بڑے زور سے یہ کہا تھا لیکن عوام نے اپنے شعور سے پر زور طریقے سے اس کو رد کر دیا تھا ۔ کیونکہ عوام جانتے ہیں کہ یہ سرمایہ دارانہ نظام کے وکیل ہیں ۔ ان کی پارٹیاں اور لیڈر ہی یہ سوال اٹھا رہے ہیں ۔ یہ ضرورت کیوں

محسوس ہوئی ؟ میں انہیں بتاتا ہوں کہ آج اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ اصطلاح کیوں استعمال میں لاتے ہیں ؟ میں اپنے معزز رکن کی اس طرف توجہ دلاؤں گا کہ خلافت راشدہ کے بعد جو دور آئے ، وہ حقیقت میں خلافت کے دور نہ تھے ۔ وہ دور بادشاہت کے تھے اور ان میں جتنے بھی نظام آئے ، ان کا اسلامی ضابطہ حیات سے کوئی تعلق نہ تھا ، چاہے موروثی بادشاہت ہو چاہے ڈکٹیٹر شپ ہو ، چاہے شہنشاہیت ہو ، اس کو اسلامی نظام کے طور پر پیش کیا جاتا رہا ہے اور عبدالحق مرحوم صاحب ، ہمارے مفکر نے لکھا تھا کہ جاگیردارانہ نظام جب یہاں پر آیا تو اسلامی لٹریچر میں کافی تبدیلیاں کر کے اس کو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس میں کافی آمیزشیں اور آرائشیں شامل کر دی گئیں جو اسلام میں نہ تھیں ۔ اس لیے یہ ضروری ہو گیا تھا کہ اس کی وضاحت کے لیے اسلامی سوشلزم کی اصطلاح استعمال کی جائے ، کیونکہ جب جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کو اسلامی نظام کہا جاتا رہا ہے تو پھر ضروری ہوا کہ اس کی نفی کی جائے تاکہ دوبارہ دھوکہ نہ دیا جا سکے ۔ اس لیے اسلامی سوشلزم کی اصطلاح استعمال کرنی پڑی ، ورنہ انہیں علم ہونا چاہیے کہ ہمارا ایک واضح اصول ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ اس کے بعد کوئی ابہام باقی نہیں رہ جاتا ۔ ہماری جمہوریت ، ہماری معیشت ، ہماری طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں ۔ سب کچھ اصول کے تابع ہے ۔ تو یہ ایک اصولی بات ہے ۔ صرف پاکستان ہی کے نہیں ، تمام دنیا کے لوگ یہ سمجھ چکے ہیں ۔ اب یہ بحث ختم ہو جانی چاہیے ۔ یہ آپ کے لیے مفید ثابت نہیں ہو سکتی ۔ اسلامی سوشلزم کی اصطلاح ، جو ہمیں قائد اعظم نے دی تھی ، پاکستان نے اس کو اپنا لیا ہے اور انشاءاللہ پوری دنیائے اسلام بھی اپنا لے گی اور اپنا لے گی ۔ آج انگریز کے استحصالی اور لوٹ کھسوٹ کے نظام سے ہم اسی اصطلاح کے ذریعے لڑیں گے اور اس کا قلع قمع کر کے رہیں گے ۔

یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ پارٹی اپنے وعدوں سے پھر گئی ہے ۔ میں ان فاضل اراکین سے گزارش کروں گا کہ میں نے اپنی زندگی کا ایک طویل حصہ سیاست میں گزارا ہے ۔ میں نے دیکھا ہے کہ اقتدار میں آنے سے پہلے پارٹیاں جو وعدے کرتی تھیں ، اقتدار میں آنے کے بعد ان سے منحرف ہو جاتی تھیں ۔ لیکن پیپلز پارٹی ایک ایسی پارٹی ہے کہ جو کچھ اس نے اپنی جدوجہد کے وقت

کہا تھا ، جو وعدے اس وقت کیے تھے ، اس پر اب بھی قائم ہے ۔ بہت سے وعدوں کو پورا بھی کر دیا گیا ہے اور باقی وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ میرے دوست جب اس قسم کی الزام تراشی کرتے ہیں تو انہیں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ قائد اعظم نے جو پاکستان ہمیں دیا تھا ، وہ چودہ کروڑ کی آبادی کا تھا ۔ اس پاکستان کے وسائل بھی آج سے دگنے تھے ۔ ہمارے پاس مسائل بھی اتنے زیادہ نہ تھے ۔ لیکن جس وقت پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی نقشہ بالکل مختلف تھا ۔ پاکستان کی جغرافیائی ، معاشی اور دفاعی لحاظ سے صورتحال بالکل مختلف تھی ۔ پاکستانی پر بڑی بڑی مصیبتیں آ گئی تھیں ۔ خدا تعالیٰ ایسی مصیبتیں کسی کو نہ دکھائے ۔ ان مصیبتوں میں سب سے بڑا خطرہ پاکستان کی آزادی ، خود مختاری اور سالمیت کو تھا ۔ یہ اہم ترین فریضہ تھا کہ ان مصیبتوں سے پاکستان کو باہر نکال دیا جائے ۔ جس خوش اسلوبی سے اس خطرے سے پاکستان کو محفوظ کیا گیا ، اس کے بارے میں میں سرار جی ڈیسائی کا ایک بیان اس معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ۔ آج سے دس ماہ پہلے سرار جی ڈیسائی نے کہا تھا کہ اگر قائد عوام کی بجائے یحییٰ خان کے بعد اس جیسا بیوقوف ہوتا تو پھر اس ملک کے مزید ٹکڑے ہو گئے تھے اور مخالفین کی خواہش پوری ہو گئی تھی ۔ لیکن یہ قائد عوام کی ذہانت ، بصیرت اور جرات مندانہ اقدامات ہیں کہ ساڑھے چار سال کے عرصے میں سیاسی معجزے رونما ہوئے ۔ یہ لوگ بخل سے کام لیتے ہیں ، حالانکہ لوگ ان معجزوں کو جانتے ہیں ۔ آج یہ میرے دوست جمہوریت کی بات کرتے ہیں ۔ انہیں زیب نہیں دیتا کہ جمہوریت کی بات کریں ۔ یہ جمہوریت کی بات کیسے کر سکتے ہیں ۔ ان میں سے متحدہ محاذ کے ایک لیڈر نے تو یہ کہا تھا کہ یحییٰ خان کو مزید پانچ سال حکومت کرنے کا موقع دیا جائے ۔ کیا یحییٰ خان جمہوری نظام کے تحت آیا تھا ؟ کیا یحییٰ خان کو عوام نے چنا تھا ؟ یحییٰ خان ایک ڈکٹیٹر تھا ۔ اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اسے اور پانچ سال حکومت کرنے دیں ۔ انہیں جمہوریت کے نعرے قطعاً زیب نہیں دیتے ، پھر انہیں حب الوطنی کے نعرے کیسے زیب نہیں دیتے ہیں ؟ جناب والا ۔ چھ نکات کے ذریعے سے ایک سازش تیار ہوئی کہ پاکستان میں ایسی خود مختار اکائیاں قائم کر دی جائیں ، کہ پاکستان قائد اعظم کا پاکستان نہ رہے ۔ اس موقع پر اسمبلی کا بیٹھنا ہی مضر تھا ۔ صرف قائد اعوام اس سازش کو پہچانتے

تھے اور وہ اس سازش کے خلاف لڑے۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے مجیب الرحمان کے ساتھ پاکستان کو دو ٹکڑے کر دیا۔ یہی وہ لوگ تھے جو کہتے تھے کہ مجیب الرحمان کو اقتدار منتقل کر دیا جائے۔ ان کی حب الوطنی پر ہمیں شبہ ہے۔ یہ اس شخص کو اقتدار منتقل کرنے کی باتیں کرتے ہیں۔ جس نے پاکستان کو توڑا۔ تو پھر بتائیے کہ ان کی جمہوریت کیا ہے۔ پھر بتائیے کہ ان کی حب الوطنی کیا ہے۔ پھر بتائیے ان کی عوام دوستی کیا ہے۔ یہ جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ جتنی جمہوریت قائد عوام پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں دی گئی ہے، اس کی آج تک مثال نہیں ملتی۔ ہمارے اور ان کے جمہوریت کے تصور میں فرق ہے۔ ان کا جمہوریت کا تصور کیا ہے؟ ابھی ان کے ایک ترجمان نے پچھلے دنوں "نوائے وقت" میں ایک مضمون لکھا اس میں یہ تھا کہ انڈسٹری کا بحران آ رہا ہے۔ سوت اور کپڑے کی انڈسٹری کا ایک بحران آ رہا ہے۔ سارے مضمون میں یہ منطق کار فرما تھی کہ مزدور کو رکھنے اور نکالنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے۔ یہ ہے ان کی جمہوریت۔ یہ چاہتے ہیں کہ مزدور کو مالک کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ بالفاظ دیگر مزدور کو غلام بنا کر رکھ دیا جائے۔ چوبیس پچیس برس تک مزدور یہاں غلام رہا۔ اس غلامی کی بیڑیاں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے آ کر کاٹی ہیں جناب ذوالفقار علی بھٹو اور یہ حکومت مزدوروں کو ان کا حق تو دے سکتی ہے۔ لیکن ان کے پاؤں میں بیڑیاں قطعاً نہیں ڈال سکتی۔ یہ جمہوریت کے نام پر انہیں بیڑیاں پہنانا چاہتے ہیں۔ یہ ان کی جمہوریت کا تصور ہے جس کو کبھی قبول نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے کسی دعوے کو دیکھ لیا جائے، اس میں آپ کو منفعت کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا۔

جناب والا۔ ابھی حال ہی میں پیر پگاڑا اور ان کے لوگوں نے کچھ تنقیدیں کی ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ معاہدہ تاشقند اور معاہدہ شملہ میں فرق کیا تھا؟ جب ہم تاشقند میں گئے تھے تو اس وقت ہم ایک طرح سے جیتے ہوئے تھے۔ لیکن وہاں سب کچھ ہار کر آ گئے۔ ہم نے وہاں جا کر کشمیر کے موقف کو چھوڑ دیا۔ اپنے موقف سے ہٹ گئے۔ لیکن ہم شملہ میں جاتے ہیں اس وقت ہماری صورت مختلف ہوتی ہے۔ ہم ہارے ہوئے ہیں اور وہ جیتے ہوئے۔ لیکن ہم وہاں پر جیت کر آئے ہیں۔ ایک واضح مثال ہے کہ ہم

وہاں پر اپنے موقف پر اڑے رہے اورکشمیر کا مسئلہ ہم نے تسلیم کرا لیا ہے۔

Mr. Speaker : This was pointed out by the Finance Minister, that this relates to foreign policies. This will not form the subject matter of disscussion in this Honse.

Mr. Itizaz Ahsan please.

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ میں جناب اس سلسلہ میں راج گوپال اچاریہ کا حوالہ دینا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ڈاکٹر صاحب اپنی تقریر میں کر لیں گے ۔ اس ایوان میں یہ consensus تھا کہ اس مسئلے کو یہاں نہیں لایا جائے گا ۔ یہ forign پالیسی ہے اور نیشنل اسمبلی اس کا proper forum ہے ۔ مسٹر اعتزاز حسن ۔

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ بہر حال اگر آپ اجازت دیں کہ میں راج گوپال اچاریہ کا وہ بیان یہاں quote کروں جو کہ انہوں نے شملہ پر دیا تھا تو آپ کی مہربانی ہوگی ۔ تھوڑی سی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے اٹھارہ منٹ ہو گئے ہیں ۔ مسٹر اعتزاز حسن ۔

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ جناب والا ۔ میرے تو ابھی علاقائی مسائل بھی ہیں ۔ دوسرے اراکین کو آدھا آدھا گھنٹہ اور ایک ایک گھنٹہ دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں سوائے سردار عطا محمد خان لغاری کے کسی صاحب کو پون گھنٹہ نہیں دیا گیا یا صرف ایک وزیر صاحب کو دیا گیا ہے ۔ پورے اٹھارہ منٹ ہوگئے ہیں ۔ اب دو باتیں نہیں ہو سکتیں ۔ یا تو آپ وہ جنرل تقریر کرائیں جو آج تک 30 ممبر کر چکے ہیں ، یا پھر آپ نئی باتیں کر لیں ۔ دونوں باتیں تو نہیں ہو سکتیں ، آپ نے سترہ اٹھارہ منٹ میں ان تقاریر کو ، جو کہ چلے ہو چکی ہیں ، دھرایا ہے ۔ آپ اس وقت کو بہتر avail کر لیتے ۔ میرے پاس 140 ممبران کے نام ہیں اور مجھے ساڑھے تین دن میں یہ ساری debate ختم کرانی ہے ۔

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ جناب والا ۔ میں ہاؤس میں پابندی کے ساتھ بیٹھتا ہوں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ بات ٹھیک ہے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ جناب والا ۔ اگر خوشامد کا motto ہٹا دیا جائے تو یہ تقاریر realistic ہو جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو دو منٹ مزید دیے جاتے ہیں ۔ تقریر کو ختم کریں ۔

مسٹر شیر محمد بھٹی ۔ اب میں تعلیمی مسائل کے بارے میں عرض کروں گا میرے علاقے میں لڑکیوں کا سکول نہیں ، بلکہ لاہور شہر میں آج تک لڑکیوں کا کوئی نیا کالج کوئی نیا سکول نہیں بنا ۔ اس جگہ لڑکیوں کے کالج اور سکول کی از حد ضرورت ہے ۔ اس کے علاوہ ایک ہسپتال کی بھی ضرورت ہے ۔ جناب والا ۔ شمالی علاقے میں آبادی بہت بڑھ گئی ہے ۔ مزدور علاقہ ہے ۔ اس طرف کوئی ہسپتال نہیں ۔ ایک ہسپتال بننا چاہیے ۔ پھر اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ ہے ۔ شمالی لاہور میں ٹریفک کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے ۔ جناب والا ۔ اس وقت گلبرگ کی طرف دو پل بن رہے ہیں ۔ یہ بڑی اچھی بات ہے ۔ ٹریفک میں سہولت ہوگی ۔ شمالی لاہور خاص کر شاہدرہ اور بادامی باغ میں ٹریفک زیادہ ہے ۔ زیادہ تر مزدور طبقہ آباد ہے ۔ وہاں پر پل کی از حد ضرورت ہے جلد از جلد ایک پل بنایا جائے ۔

Mr. Speaker : Information Minister. I hope that the honourable Minister will confine himself within reasonable time.

• وزیر اطلاعات (مسٹر اعتزاز احسن) ۔ جناب سپیکر ، آج جب کہ میں اس ایوان میں تقریر کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں ، تو میرے کچھ ملے جلے جذبات ہیں ۔ میرے لیے یہ ایک انتہائی عزت کا مقام ہے ۔ چند ماہ پہلے میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ میں اس ایوان میں ، بالخصوص اس بنچ سے کھڑے ہو کر اس فاضل اور معزز ایوان کو خطاب کر رہا ہوں ۔ میں یہاں کھڑا آج وہی کچھ کر رہا ہوں جو چند ماہ پہلے بحیثیت جونیر وکیل میں سوچ بھی نہ سکتا تھا ۔ آج اس ایوان ہی کا ممبر ہونے کی حیثیت سے یوں سمجھیے کہ :

پھروں میں اتراتا و گرتا شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی احساس ہے کہ اس ایوان نے مجھ سے پہلے میرے بزرگوں کو بھی عزت بخشی ۔ لیکن مجھے شاید احساس ہے کہ شاید اس شخص کی کمی پورا نہ کر سکوں جس کی جگہ میں نے اس

ایوان میں چند ماہ ہوئے ۔ چوہدری محمد انور سمان خود ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے ۔ وہ عوام میں ہردلعزیز تھے ۔ مجھے ان کی یاد بھی آتی ہے اور یہ میرے لیے ایک لمحہ فکریہ بھی ہے ۔ جناب والا ۔ میں فاضل اراکین اسمبلی سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر میں چوہدری محمد انور سمان صاحب کے سلسلے مقابلے میں جچتا نہیں ، تو فاضل اراکین اسمبلی مجھے اس کوتاہی اور کمی پر اس مجبوری میں بخش دیں ۔

جناب والا ۔ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس ایوان میں ایک حقیقت پسندانہ بجٹ مرتب کرکے پیش کیا ہے ۔ پیشتر اس کے کہ میں ایک خاص مسئلے کے بارے میں کچھ عرض کروں ، میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ چند محکمہ جات کی کارکردگی کے بارے میں اس ایوان کو کچھ بتاؤں ۔ جناب والا ۔ جہاں تک محکمہ آبکاری کا تعلق ہے ، میں یہ عرض کروں گا کہ اس سال 76 - 1975ء کی آمدنی 38 کروڑ 76 لاکھ روپے ہوئی ۔ یہ آمدنی گزشتہ سال کی آمدنی سے 2 کروڑ اور 38 لاکھ روپے زیادہ تھی ۔ اس عرصے میں 3828 کیس detect کیے گئے جب کہ گزشتہ برسوں میں صرف 3512 detect کیے گئے ۔

جناب والا ۔ جہاں تک محکمہ ترقیات و منصوبہ بندی کا تعلق ہے اس کے بارے میں مجھے ایک بات کا شدت سے احساس ہے اور احساس کے غالب ہونے کے تحت یہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ابھی ترقی کی راہ پر گامزن ہیں ۔ یہاں ابھی وسائل اور مسائل میں ایک غیر مساوی تناسب ہے ۔ اس حقیقت سے میں نظریں نہیں چراتا ۔ بلکہ میں وزیر خزانہ صاحب کو حقیقت پسند سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے ۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کے بارے میں ہم یہ سوچیں کہ یہ ہمارے خلاف جاتی ہے ۔ ہم بہر حال ان مسائل اور وسائل کی غیر مساوی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے اس جنگ میں نبرد آزما ہیں ۔ گو اس وقت بہت مطالبات ہیں ، عوام کی بہت ضروریات ہیں اور معاملہ کچھ ایسا ہی ہے کہ :

کوئی دل ایسا نظر نہیں آیا
نہ جس میں خوابیدہ تھی تمنا
الٰہی تیرا جہان کیا ہے
لگا خانہ ہے آرزو کا

جناب والا ۔ محکمہ ترقیات و منصوبہ بندی نے جتنے ٹارگیٹس متعین کیے تھے ، وہ زیادہ تر حاصل ہوگئے ہیں ۔ گو مالی سال ابھی ختم نہیں لیکن آج بھی ہم وہاں کھڑے ہیں کہ جہاں مالی سال کے عین آخر پر اور آخری دن تک ہمیں پہنچنا تھا ۔

ہیلپ ورکس پروگرام کے تحت اس سال کے آخر تک 632 سڑکوں کو میٹل کیا جا رہا ہے اور زیادہ تر یہ کام ہو چکا ہے ۔ جن سڑکوں کی سولنگ کی جا رہی ہے وہ 114 میل لمبی ہیں ۔ تقریباً 244 نئے سکول کھل چکے ہیں اور 45500 ہینڈ پمپس مختلف اضلاع میں لگائے گئے ہیں ۔ 35285 گز سڑکیں اور گلیاں پکی کی گئیں اور نالیوں کو بھی پختہ کیا گیا ۔ اس کے علاوہ محکمہ صنعت میں 10 کارپنٹس سنٹر 53 آرٹیسن ورکشاپس ، 10 دیہی مزدور ٹریننگ سنٹر اور چھ وائس شیارز لگائے گئے ۔

جناب والا ۔ دیہات میں پانی کی سپلائی کے سلسلے میں 81 سکیموں پر عمل کیا گیا ہے جن سے 6 لاکھ 60 ہزار لوگوں کو پانی اس سال مل چکا ہے ۔ شہروں میں پانی کی سپلائی کے سلسلے میں 30 سکیموں پر عمل کیا گیا اور یہاں بھی 6 لاکھ 60 ہزار لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچا ہے ۔ محکمہ تعلیم کے ترقیاتی منصوبہ بندی کے پروگراموں کے تحت ایک ہزار نئے پرائمری سکول کھل چکے ہیں ، 120 پرائمری سکولوں کو مڈل سکول بنایا گیا ہے ، 40 مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے اور 15 انٹرمیڈیٹ کالجز کھولے جا چکے ہیں ۔ تعلیم کے شعبے میں اس وقت تک ترقیاتی منصوبے مکمل ہو چکے ہیں ۔

جناب والا ۔ جہاں تک محکمہ اطلاعات کا تعلق ہے ، میں اس سلسلے میں چند گزارشات عرض کروں گا ۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ اس سال اخباروں کے متعدد ڈیکلریشنز جاری کیے گئے اور ایک بھی ڈیکلریشن حکومت کی جانب سے منسوخ نہیں کیا گیا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آزادی صحافت کی ایک بہترین دلیل ہے ۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ محکمہ اطلاعات اس دفعہ ضلعی اخبارات اور ضلعی صحافت کا خاص خیال کر رہا ہے ۔ ہم نے اس سیشن میں مختلف اضلاع

کے صحافیوں کو یہاں پر آنے کی دعوت دی ہے تاکہ وہ گیلری میں بیٹھ کر اسمبلی کی کارروائی کو خود دیکھیں ۔ اس کا صرف یہ مقصد نہ تھا کہ آ کر کچھ سیکھیں ، بلکہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ان کے یہاں آنے سے دیہاتی لوگوں کی شکایات سے ہمارا رابطہ قائم ہو ۔ مختلف اضلاع کے صحافی یہاں تشریف لا رہے ہیں اور اس سیشن کے دوران تقریباً سارے اضلاع کے صحافی اس معزز ایوان کی کارروائی کو دیکھیں گے ۔

جناب والا ۔ یہاں پر ایک اور مسئلہ ہے جس پر آج بہت زیادہ بحث ہو ہے اور کل بھی بحث ہوئی تھی ۔ میں اس کے بارے میں چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ میں آئین کی دفعات کے حوالے سے یہ عرض کر سکتا ہوں کہ مملکت اسلامیہ پاکستان میں جو آج آئین نافذ ہے ، وہ ایک اسلامی آئین ہے ۔ میں صرف اس پر اکتفا نہیں کرتا ، بلکہ آرٹیکل 2 ، دفعہ 2 یا دفعہ 31 کے حوالے سے یا کسی اور حوالے سے میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ یہ واقعتاً ایک اسلامی آئین ہے ۔ جناب والا ۔ میرے پاس اس وقت عدالت عالیہ لاہور کی دو نظریں ہیں جو حال ہی میں فیصلے سنائے گئے ہیں ۔ ایک تو ہی ایل ہے (پاکستان لاء جرنل) جون کا ہے یعنی اس مہینے کا ۔ اس میں ایک کیس نظام خان بنام ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ہے ۔ یہ جناب جسٹس محمد افضل ظلہ کا فیصلہ ہے اور مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ یہ فیصلہ آپ نے موجودہ آئین کی interpretation کرتے ہوئے لکھا ہے ۔ موجودہ آئین کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے آپ اپنی conclusion میں فرماتے ہیں :

> The residuary law in Pakistan vis-a-vis written constitution and written law, is Islamic law, justic and equity. Wherever, while interpreting the statue law, mor than one interpretations are possible, the one consistent with Islamic principles and jurisprudance would be adopted. General maxims and rules of natural law and justice which are read as part of statute (unless specifically excluded) be subordinated to, and modified so as to be in accord with, basic principles of Islam and its values.

یعنی آئین یہ کہہ رہا ہے ۔ اس طرح آئین کی وضاحت کی گئی ہے ۔

Out of the two, otherwise equal interpretations, one of which advances the principles of policy and Islamic provisions in the Constitution and the other does not, the former, unless prohibited by "written" Constitution and the written law, would be adopted. Wherever the expression "justice, equity and good conscience" occurs in law, it shall be interpreted in accordance with Islamic law and principles. When the law gives discretion to the Court and it can be exercised in more than one ways, it would be so exercised as to advance justice and fair play as understood in Islam. Rules of prudence, propriety and abundant caution and similar other considerations would be applied only in consonance with Islamic standards. Precedent law when required to be supplied to new situations would be so understood, followed and applied as to advance Islamic principles. All doubts in interpretation of laws and appreciation of evidence would be resolved in manner consistent with Islamic principles and jurisprudence in preference to any contrary norm.

جناب والا - یہ ایک نظیر ہے جو کہ قالوف کے رسالے میں شائع ہو چکی ہے - ایک دوسری نظیر عدالت عالیہ کے فل بنچ کا ایک فیصلہ ہے - اب میں یہ پوچھوں گا کہ اس فیصلے کے بعد آج دوبارہ کیوں یہ بحث کی جا رہی ہے ؟ میں اس کے بارے میں عرض کروں گا - اب میں عدالت عالیہ کے فل بنچ کا فیصلہ پڑھتا ہوں -

"A Full Bench of the Lahore High Court, comprising the Chief Justice, Mr. Justice Sardar Muhammad Iqbal, Mr. Justice Dr. Javed Iqbal

(جو کہ ہم سب جانتے ہیں کہ فرزند علامہ اقبال ہیں)

and Mr. Justice Aftab Hussain dismissed on Friday a write petition filed by Mr. Badi-uz-Zaman Kikatis, a retired Supreme Court Judge, and nine others inter alia praying for the governance Pakistan strictly in accordance with the divine law.

(اس مرحلہ پر مسٹر تھیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

The considered view of their lordships was that as specifically laid down in the preamble of the Constitution and reinforced by judgements of the High Courts and Supreme Court of Pakistan, the constitution of the Islamic Republic of Pakistan was Islemic both in essence and spirit and as such there could be no doubt that the country was being governed within the framework of an Islamic law and Constitution. Their lordships dismissed the petition in the light of these observations.

جناب والا ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے بڑے الزامات آج پھر کیوں لگائے جا رہے ہیں جب کہ عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ یہاں اسلام نافذ ہے ۔ دوبارہ یہ بحث کیوں چھیڑی جا رہی ہے ؟ یہ بحث نئی نہیں ، بہت پرانی ہے ۔ دراصل بات یہ ہے کہ اسلام پر کسی کی اجارہ داری ہوگی ۔ بحث اس وقت اٹھائی گئی تھی جب منگولوں نے بغداد کو نذر آتش کر دیا تھا ۔ جب اس کے بعد اجتہاد کے دروازے بند کر دیے گئے تھے ۔ جب مجتہد سے اجتہاد کا حق چھین لیا گیا تھا ۔ اس وقت بھی یہی بحث شکست خوردہ قوم نے چھیڑی تھی اور ترقی کی راہ پر چلنے کی بجائے اس وقت بھی مجتہد کو یہ حق دینے سے انکار کر دیا تھا جس کے نتائج جو عالم اسلام پر گزرے وہ ہمیں تاریخ کی نظر سے ملتے ہیں ۔ اس وقت یہ بحث چھیڑی گئی تھی ۔ یہ بحث کیا ہے ؟ یہ بحث یہ ہے کہ کون اسلام کی interpretation کرے گا ؟ تو کیا اجتہاد کا حق صرف مخصوص طبقے کو ہے یا تمام شہریان اسلام ، تمام مسلمانوں کو ہے؟ اور اگر یعنی اس پرانی بحث پر فیصلہ یہ کیا جائے کہ مسلمانوں یا ان کے نمائندوں کو یہ حق ہے تو آج اسمبلیاں بیٹھی ہیں ، ان کو یہ حق ہے کہ وہ اجتہاد کریں ۔ ان کو یہ حق ہے کہ وہ قانون بنائیں ۔ یہ مسئلہ آج اس لیے چھیڑا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ وہ پرانی بحث ہے اور یہ واعظ کا حصہ نہیں کہ وہی بتلائے کہ اسلام کیا ہے بلکہ ہر مسلمان کو اجتہاد میں ، اجتماع اسلام میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے ۔ وہاں اس بحث کو نقطہ عروج پر پہنچاتے ہوئے اور ہمارے حق میں دلیل دیتے ہوئے علامہ اقبال نے یہ فرمایا تھا :

"واعظوں میں وہ تکبر کہ الٰہی توبہ"

انہوں نے بھی کہا کہ انشاء کا جو اسلام ہے واعظ کا اسلام ، جو وہ اپنی تکبر

بھری زبان سے بیان کرتا ہے ، دراصل صحیح اسلام نہیں ۔ اس لیے انہوں نے فرمایا :

واعظوں میں وہ تکبر کہ الٰہی توبہ
اپنی ہر بات کو آواز خدا کہتے ہیں
بغض للہ کہ پردے میں عداوت ذاتی
دین کی آڑ میں کیا کرتے ہیں کیا کہتے ہیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ یہ تکبر کا اسلام ، یہ اسلام ، جس میں اجتہاد کا دروازہ بند ہے ، اصل اسلام نہیں ۔ علامہ اقبال کی اپنی تمام تر تحریک اور اثاثے میں ایک بات یہ تھی کہ اجتہاد کے دروازے کھلنے چاہیں ۔ یہ جو اجتہاد کا دروازہ بند کرتے ہیں اور کہتے کہ یہ اسلام ہے ، جو تکبر جو واعظ کا اسلام ہے ، اس اسلام کو یقیناً خطرہ پڑتا ہے ۔ اگر اسلام عوام کا مزدور اور کسان کا ہو تو انہیں خطرہ ہوگا ۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے حق میں تو فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔ ہم نے فیصلہ نہیں کیا ۔ میں نہیں کر رہا ۔ اس ایوان نے فیصلہ نہیں کیا ۔ لیکن وہ ادارہ کر رہا ہے جس کو یہ اختیار ہے کہ وہ قوانین کو جانچے اور پرکھے اگر اس ادارے عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے تو آج پھر یہ بحث حزب اختلاف کی طرف سے کیوں اٹھائی جاتی ہے ؟ وجہ یہ ہے کہ تکبر اور بغض للہ کے پردے میں عداوت کا جو اسلام ہے ، اس کو خطرہ ہے ۔ مگر ان کی بھی مجبوریاں ہیں ۔ میں نے پہلے بھی اس ہاؤس میں عرض کیا تھا کہ زیادہ تر مسائل حل ہوتے جا رہے ہیں ۔ مسائل کے خلاف جنگ جاری ہے اور ہم ترقی کی راہ پر گامزن ہیں ۔ اب ان کی مشکل یہ ہے کہ ان کے ہاتھ میں کوئی ٹھوس مسئلہ نہیں آتا جسے لے کر یہ عوام میں جائیں اور انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کریں ان کی پوزیشن وہی ہے کہ یہ ویسے تو رقیبوں سے نا خوش ہوتے ہیں ۔ لیکن یہ زلیخائے حزب اختلاف زنان مصر ہی سے خوش ہو سکتی ہے :

سب رقیبوں سے ہے ناخوش پر زنان مصر سے
ہے زلیخا خوش کہ محو ماہ کنعاں ہو گئیں

جو انہیں کوئی بڑا مسئلہ دے دے ، یہ اس کے ساتھ خوش ہوتے ہیں ۔ ان کی مجبوریاں ہیں کہ اب انہیں ایسا مسئلہ نہیں ملا جس سے یہ اس ملک ، قوم اور

اس صوبے کی حکومت کو دو چار کر سکیں ۔ ان کا جواز کیا ہے ۔ یہ ان کی مجبوریاں ہیں ۔ اس میں نیت کی بات نہیں ، یہ ان کی مجبوری ہے اور :

کہ مجبوری و دعوی گرفتاری الفت

دراصل مجبوری کی وجہ سے دعوے کرتے ہیں :

مجبوری و دعوے گرفتاری الفت
دست تہ سنگ آمدہ پیمان وفا ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ راجہ سکندر خان ۔

راجہ سکندر خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس مالی سال کے لیے ایک حقیقت پسندانہ اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس ایسا نہیں لگایا گیا جو common man کے لیے بوجھ کا باعث بن سکے ۔ مزید برآں ہماری 80 فیصد بے زبان زراعت پیشہ کلاس بھی اس مالی سال کے بجٹ میں محفوظ رہی ہے ۔ محکمہ تعلیم پر ایک معقول رقم مختص کرنا ایک احسن قدم ہے اور کام جو قومی مفاد میں تھے ۔ انہیں نظر انداز نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان کے مصارف میں حتی الوسیع کمی کی گئی ہے ۔ بلکہ نئے کالجوں سکولوں اور ہسپتالوں وغیرہ کے اجراء کا انتظام کیا گیا ہے ۔ ضروری سڑکوں کی تکمیل اور کشادہ کرنے کا انتظام کیا گیا ہے جناب قائد عوام نے جن کی لیڈر شپ پر ہمارے ملک کو فخر اور ناز ہے سٹیل ملز پاک عرب آئل کمپنی کا قیام اور اٹامک انرجی جیسے اہم مسائل کو حل کیا ۔ جن کو ہاتھ لگانے کی سابقہ حکومتوں نے کبھی جرأت نہ کی ۔ مسلم ممالک کے اتحاد کا سہرا بھی ہمارے قائد عوام کے سر ہے جن کی کاوشوں کو ہمیشہ ہمیشہ تحسین کی نظروں سے دیکھا جائے گا ، باوجود یہ کہ ان مسلم ممالک میں چھوٹے بڑے اختلافات موجود ہیں ۔ اسلامک سمٹ کانفرنس اور سیرت کانفرنس کے اس ملک میں انعقاد کا سہرا بھی ہمارے قائد عوام کے سر ہے جن کے باعث پاکستان کی شہرت کو اندر اور باہر چار چاند لگے ہیں ۔

جناب والا ۔ ہمارے ملک کی ترقی کا زیادہ انحصار زراعت کی ترقی کو فروغ دینے پر ہے ۔ ہزاروں کی تعداد میں ٹریکٹر امپورٹ کیے گئے ہیں اور اللہ

کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے کہ اس سال تھوڑے عرصے میں نو لاکھ ٹن سے زائد گندم purchase کی جا چکی ہے اور بقایا ٹارگٹ بھی عنقریب انشاءاللہ پورا ہو جائے گا۔ ابھی گندم کے کافی سٹاک ابتدائی مراحل یعنی گھائی اور صفائی میں پڑے ہیں۔ گندم کے ذخائر اکٹھے کرنا حکومت کے لیے ایک لاء اینڈ آرڈر پر ایشو بن جایا کرتا تھا جو اس سال ایک احسن فوڈ پالیسی کے باعث بغیر کسی تکلیف کے بخیر تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر پر ایشو بھی کافی حد تک انڈر کنٹرول بن سکتا ہے جو عام پبلک کے لیے باعث اطمینان ہوگا۔

جناب سپیکر ۔ اس معزز ایوان کے ایک معزز اور فہمیدہ رکن نے محض ایک شخص کی کج روی کے باعث ضلع جہلم کا نام متعدد بار اس ایوان میں لیا اور میرے خیال میں اس معزز رکن نے ہمارے ضلع جہلم کو بدنام اور رسوا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے ۔ میں اس معزز بھائی پر واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں غیور قومیں بستی ہیں اور یہ وہ ضلع ہے جس کے نوجوان کا خون اس ملک کے دفاع کے لیے چپے چپے پر بکھرا ہوا ہے ۔ ان کے اپنے لاہور شہر کے دفاع میں ہمارے ضلع کا کافی حصہ تھا ۔ میں یہ بھی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس شخص کی طرف میرے اس معزز بھائی کا اشارہ تھا اس کی تقلید میں ہماری تحصیل سے کسی نے تائید نہیں کی ۔ دوسری جگہوں سے ان کے چند ایک پرانے ساتھیوں نے مخالف سمت میں قدم اٹھایا ۔ لیکن وہ جلد ہی راہ راست پر آ گئے ۔

اب میں اپنی تحصیل کے مسائل کی طرف اس معزز ایوان اور جناب سپیکر کی وساطت سے وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں ۔ جناب سپیکر ۔ میری تحصیل پنڈدادن خاں اس ملک کی بیمالدہ ترین تحصیل ہے جو آج سے تقریباً نصف صدی قبل ایک زرخیز ترین تحصیل تھی ۔ جس وقت سے کوہ نمک سے مشینری کے ذریعے زیادہ تعداد میں نمک نکالنا شروع ہوا اس وقت سے حکومت کے خزانے میں تو کروڑوں کے حساب سے رقم جمع ہونی شروع ہو گئی لیکن ہماری تحصیل کی حالت بد سے بد تر ہوتی چلی گئی سنگلہ ڈیم کی تعمیر نے ہماری تحصیل کے ساکنان کے زخموں پر نمک پاشی کا کام کیا ہے ۔ دریائے جہلم جو ہمارے ضلع میں تقریباً دو سو میل کی لمبائی میں رواں دواں بہت تھا، ختم ہوا ۔ ہر سال پانی کے بہاؤ میں زرخیز مٹی لاکھ ہماری

زمینوں کو زرخیز کرنے کا سلسلہ ختم ہوا ۔ اس وقت کی حکومت نے تحریری نہیں ، زبانی یہ وعدہ کیا تھا کہ تحصیل پنڈدادن خان کے علاقے کو آبپاشی کے لیے ایک نہر دی جائے گی ۔ لیکن عملاً کچھ نہ ہوا میں اس نہر کے کیس کی 1967ء سے پیروی کر رہا ہوں اور میں فخر سے کہتا ہوں کہ موجودہ حکومت کے دور میں اس نہر کا کام سنجیدگی سے چلایا گیا ۔ پنجاب گورنمنٹ نے جلال پور کینال کی منظوری کی سفارش کی ۔ پلاننگ کمیشن نے اسے approve کیا اور اب ECNEC میں کچھ عرصے سے پڑی ہے ۔ یہ سکیم ہمارے علاقے کی شہ رگ ہے ۔ اگر کاٹی گئی تو علاقہ بالکل ویران ہو جائے گا اور اس میں بسنا نا ممکن ہوگا ۔ لیکن ہماری تحصیل کے ساکنان کو امید اور تسلی ہے کہ قائد عوام ہمارے اس جائز مطالبے کو کبھی نظر انداز نہیں فرمائیں گے ۔ اس معزز ایوان سے بھی گذارش ہے کہ ہمارے اس موقف کی تائید کرے ۔

دوسرا اہم مسئلہ پینے کا پانی ہے کیونکہ میدانی علاقہ کے 3/4 بلکہ اس سے بھی زائد رقبے کا sub soil water کڑوا ہو چکا ہے اور بعض مواضعات میں میلوں دور سے مستورات سر پر بھاری بھرکم گھڑے اٹھائے جوہڑوں سے پانی لانے میں مصروف رہتی ہیں ۔ یہی حالت بھوکے مویشیوں کی ہے جو دن کا تقریباً نصف حصہ پانی پر پہنچنے اور واپسی پر صرف کرتے ہیں ۔ لیکن میں یہ کبھی کہنے کو تیار نہیں کہ موجودہ حکومت نے اس طرف توجہ نہیں دی ۔ میرے حلقہ نیابت میں تقریباً بارہ چودہ مواضعات اور ڈھوکوں میں واٹر سپلائی سکیم چالو ہوئی ہیں ۔ ان میں سے بھیلووال واٹر سکیم اللہ واٹر سپلائی سکیم اور پنڈ دادن خان واٹر سپلائی سکیم پرانی ہیں ۔ لیکن بہت پرانی سکیمیں ہونے کے باعث انڈر گراؤنڈ پائپ زنگ آلود ہو کر ختم ہو گئے یا روز بروز ٹوٹتے پھوٹتے رہے ۔ چنانچہ موجودہ حکومت نے پنڈدادن خان واٹر سپلائی سکیم کو از سر نو مکمل کیا ۔ بلکہ اس کی تکمیل کے لیے موجودہ مالی سال میں بھی معقول رقم رکھی گئی ہے ۔ علاوہ ازیں موجودہ حکومت کے وقت تھل واٹر سپلائی سکیم ، کھیوڑہ واٹر سپلائی سکیم phase 1&2 ، بشارت واٹر سپلائی سکیم ، ہرن پور واٹر سپلائی سکیم ، ڈھڈیالہ جالپ واٹر سپلائی سکیم ، ڈھوک ہائے بھیلووال سروبہ اور ڈھوک ہائے اللہ پر کام کرایا گیا ۔ ڈھڈیالہ ہرن پور اور پنڈدادن خان واٹر سپلائی سکیم ، ٹیوب ویل کے ذریعے چالو کرائی گئیں ۔

لیکن دیگر اٹھارہ مواضعات جو تقریباً تیس میل کی لمبائی اور دس میل کی چوڑائی میں پھیلے ہوئے ہیں کا واحد ذریعہ ایک سردھی سپرنگ ہے - جو ہمارے علاقے کی بد قسمتی کے باعث اس کے پانی کی مقدار قدرتاً کم ہو گئی ہے - یہ سردھی سپرنگ کوہ نمک کی چوٹی پر واقع ہے - تقریباً تین چار میل کی لمبائی میں سردھی سپرنگ سے پیر کھارہ تک پائپ پہاڑ کے اوپر بغیر کھدائی کے نصب کیے گئے ہیں اور ہمارے ٹھیکیداران وغیرہ خدا ان کو راہ راست پر لائے اور ان میں پیٹ کے علاوہ ملک کی خدمت کا جذبہ خداوند کریم عطا کرے ، نے پائپ کی lay out میں غفلت وغیرہ سے کام لیا اور کھلے آسمان میں بجائے آہنی پائپ لگانے کے ربڑ وغیرہ کے پائپ لگانے جو گرمی کی شدت میں بالعموم پھٹ جایا کرتے ہیں اور ان کی مرمت تک کئی کئی دن علاقے میں پانی بند رہتا ہے - اس لیے میں گذارش کروں گا کہ اس حصہ پہاڑ میں ربڑ کے پائپ کی جگہ آہنی پائپ لگائے جائیں اور ان کے لیے الگ فنڈ مختص کیا جائے - بعض مواضعات ایسے بھی ہیں جن میں عرصہ ایک سال سے تاحال پانی پہنچا ہی نہیں - اس سردھی سپرنگ سے صرف چار میل کے فاصلے پر بڑی ڈہن سپرنگ واقع ہے اور وہ سردھی سپرنگ سے اونچی جگہ پر واقع ہے اور وہ سرد ہی سپرنگ سے اونچی جگہ پر واقع ہے جہاں سے پانی gravity کے ذریعے بذریعہ پائپ سردھی سپرنگ میں بآسانی لایا جا سکتا ہے - محکمہ پبلک ہیلتھ نے میری استدعا پر ایک سکیم بنائی - لیکن اس سکیم کو اس سال کے مالی بجٹ میں میری زبانی و تحریری درخواستوں کے باوجود نہیں رکھا گیا - جس کے باعث ہمارے علاقے کی پریشانی بدستور رہے گی - پینے کا پانی زندہ رہنے کے لیے ضروری ہے اور میں مودبانہ التماس کروں گا کہ اس کی طرف حکومت توجہ فرمائے - ان پر دو چشموں کے علاوہ کٹھی سپرنگ جو موضع کنڈوال کے شمالی جانب کوہ نمک میں واقع ہے سے پانی تحصیل خوشاب کے تین مواضعات اور ہماری تحصیل کے پانچ مواضعات کو سپلائی کرنے کے لیے سکیم پچھلے سال منظور ہوئی - ہماری تحصیل کے لیے پچھلے مالی بجٹ میں پانچ لاکھ روپیہ کی رقم مختص ہوئی - تاحال چالو نہ ہوئی ہے - البتہ حال ہی میں ہماری تحصیل کے لیے پائپ موقع پر پہنچے ہیں اور میری اطلاع کے مطابق یہ پائپ موضع کنڈوال سے دس ہزار فٹ دور تک بمشکل پہنچیں گے - اور ان کی lay out پر بھی خرچ ہوا ہے - اس مالی سال میں صرف چار لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے اور اس سے

میرے خیال میں صرف ایک یا دو مواضعات بمشکل مستفید ہو سکیں گے ۔ ان پانچ مواضعات میں سے چار مواضعات سردہی سپرنگ سے مستفید ہوتے تھے اور اگر یہ سکیم اس مالی سال میں مکمل ہوجاتی تو سردہی سپرنگ کے پانی پر لوڈ کم ہو جاتا ۔ یہ رقم بھی حکومت کی خصوصی توجہ کی محتاج ہے ۔ پنڈ دادن خان واٹر سپلائی سکیم جس کا پانی ٹیوب ویل کے ذریعے موضع ہرن پور سے جو چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے اب باقاعدگی سے کام کر رہی ہے اور میرے خیال کے مطابق پنڈ دادن خان کے قصبے کے لیے اس پانی کی مقدار ناکافی ہے ۔ موضع قمر بھی اسی لائن کے ساتھ واقع ہے ۔ اگر اس موضع کو بھی اس لائن سے پانی دیا جائے تو وہاں کے لوگ حکومت کو دعائیں دیں گے ۔ علاقہ پھپھرا کے تقریباً دس مواضعات جو کھیوڑہ واٹر سپلائی کے phase-2 میں آتے ہیں بھی اس طرح کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہیں ۔ بعض مواضعات ریلوے انجن سے پانی لینے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض اوقات انجن کی زد میں آکر مستورات کی ٹانگیں کاٹی گئیں یا شدید زخمی ہوئیں اور دیگر مواضعات دور دراز جگہوں سے پانی لاتے ہیں ۔ میری اطلاع کے مطابق Phase-1 جس میں ڈنڈوٹ ، رتوچھ ، پڈھ ، کھیوڑہ وغیرہ مواضعات آتے ہیں ، تقریباً مکمل ہو چکی ہے ۔ قصبہ پنڈ دادن خان بھی Phase-2 میں آتا تھا لیکن اب اس کا ہرن پور سے خاطر خواہ انتظام ہو گیا ہے ۔ اس لیے علاقہ پھپھڑا حکومت کی توجہ کا متمنی ہے ۔ لیکن آٹھ لاکھ روپیہ کی رقم سے اس علاقے کی تکمیل ممکن نہ ہوگی ۔ علاقہ پھپھرا کے تین چار مواضعات ہرن پور کے قریب ہیں اور اگر ان کو پانی ٹیوب ویل کے ذریعے ہرن پور سے دیا جائے تو حکومت کو بچت ہوگی ۔ مناسب ہوگا کہ محکمہ پبلک ہیلتھ کے افسران کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے اور اس کا جائزہ لیا جائے ۔ بشارت واٹر سپلائی سکیم علاقہ جھنگھڑ جو پہاڑی علاقے میں واقع ہے اور تقریباً 22 مواضعات پر مشتمل ہے بھی اس طرح پانی کی تکلیف کا شکار ہے اور اس سکیم کے لیے صرف دو لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے ۔ یہ سکیم پیر پتکھ سپرنگ سے پانی حاصل کرنے کے لیے بنی ۔ پیر پتکھ اس علاقے کے مشرقی حصے میں واقع ہے جبکہ ماسوائے آڑھ کے دیگر تمام مواضعات مغربی حصہ میں واقع ہیں ۔ اس قدر لمبی لائن کو چالو کرنے کے لیے کثیر رقم درکار ہوگی ۔ اس علاقے میں گو چشمے پانی کی تھوڑی مقدار کے ہیں لیکن بعض مواضعات کے

قرب و جواز میں مل سکتے ہیں ۔ اگر پیر پنکھ کے علاوہ دیگر چھوٹی سکیمیں بنائی جائیں تو رقم کی بچت ہوگی ۔ لیکن اس معاملے میں معتمد زائے محکمہ پبلک ہیلتھ کی ہی ہو سکتی ہے اور اس سکیم کے لیے بھی میں عرض کروں گا کہ معقول رقم فراہم فرما کر غریب عوام کی دعائیں لی جائیں ۔ ڈھڈیالہ واٹر سپلائی سکیم احسن طریقے پر چل رہی ہے ۔ یہ پانی ٹیوب ویل کے ذریعے حاصل کیا گیا ہے اور میری اطلاع کے مطابق جو ڈیزل انجن وہاں لگایا گیا ہے ، وہ کسی ناقص کوالٹی کے ہونے کے باعث چند گھنٹے سے زیادہ نہیں چل سکتا ۔ گو یہ پانی ڈھڈیالہ جانے کے لیے کافی ہے ۔ لیکن اس جگہ انجن کی بجائے الیکٹرک موٹر لگائی جائے تو نواحی مواضعات چک مجاہد ، ہر دو آبادی چک حمید ، نواں لوک وغیرہ جو بالکل قرب میں واقع ہیں اس سکیم سے بآسانی مستفید ہو سکتے ہیں اور واجبی خرچ پر جو محض پالپوں کا ہی ہوگا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔

راجہ سکندر خان ۔ جناب دو منٹ ۔

مسٹر سپیکر ۔ دو منٹ کر کے 180 میران کے چار سو منٹ ہو جائیں گے ۔ اس میں میرے لیے تو بڑی مجبوری کی بات ہے ۔ آپ کے اس وقت سترہ منٹ ہو گئے ہیں ۔

راجہ سکندر خان ۔ تین منٹ اور دے دیجیئے ۔ میں نے تو تین چار سال آپ کا وقت ضائع نہیں کیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر میں نے پہلے کبھی آپ کو تقریر کرنے سے منع کیا ہو ، پھر تو آپ مجھے یہ کہہ سکتے ہیں ۔

راجہ سکندر خان ۔ اجازت ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اگر ایک آدھ منٹ میں آپ اس کو sum up کر سکتے ہیں تو کر لیں ۔

راجہ سکندر خان ۔ جناب سپیکر ۔ میرا اور اہم مسئلہ کڑوے پانی کے کنٹرول کا ہے ۔ بڑے پانی ، بھیلو وال کس ، پیر کھارہ کس اور نیلا واں ہیں ۔ یہی کڑوے پانی ہماری تحصیل کے تقریباً تین لاکھ ایکڑ کے قیمتی رقبے

کو بنجر میں تبدیل کرنے کا باعث ہیں ۔ ان تمام پانیوں کا منبع میٹھا ہے اور ان پانیوں کی مقدار کسی جگہ بھی دو کیوسک سے زیادہ نہیں ۔ جب یہ میٹھے پانی نمکین حصہ پہاڑ میں داخل ہوتے ہیں تو کڑوے ہو کر میدانی علاقے میں داخل ہو کر علاقے کو ویران کر رہے ہیں ۔ نمکین حصہ پہاڑ کی لمبائی کسی جگہ بھی چار پانچ میل سے زیادہ نہیں ۔ اگر نارمل flow کا پانی نمکین حصہ پہاڑ سے انڈر گراؤنڈ پائپوں میں لا کر میدانی علاقے میں پہنچایا جائے تو پینے کے پانی کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے ۔ اور دو دو مواضعات کی آبپاشی کا سبب بھی بن سکتا ہے ، اور تیسرا بڑا فائدہ اراضیات کو شور سے بچانے کا ہوگا ۔ یہ سکیم پچھلے مالی سال میں بھی رکھی گئی ، محکمہ سائل ڈیم نے اس کا جائزہ لیا ۔ میں نے متعلقہ حکام سے ڈسکس کیا اور انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ سکیم قابل عمل ہے اور انتہائی مفید ہے ۔ اس سال بھی یہ سکیم بجٹ میں آئی ہے لیکن رقم کم ہے ، جو سروے پر ہی لگ جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جناب سپیکر ۔ یہ ایک زیادتی ہوگی ، بلکہ میں اپنے فرض سے کوتاہی کروں گا ، اگر اپنے نیک دل ، ہردلعزیز وزیر خزانہ کو ان کی محنت اور قابلیت پر داد نہ دوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں میزانیہ مرتب کرنے میں ان کی شاندار کارگزاری پر انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔ جناب سپیکر ۔ بجٹ میں صوبے کی اقتصادی ، ماضی ، حال اور مستقبل کی جھلک دکھائی دے سکتی ہے ۔ اگر موجودہ بجٹ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس میں ماضی کے تجربے سے فائدہ اٹھایا گیا ہے اور حال کو بہتر بنانے کی کوشش کی گئی ہے اور شاندار مستقبل کی طرف رہنمائی کی گئی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ معزز اراکین اسمبلی اس بات کے شاہد ہیں کہ جناب ڈاکٹر صاحب نے اس بجٹ سے پہلے تمام صوبے کے اضلاع میں دو دو دفعہ دورہ کیا اور موجودہ ترقیاتی سکیموں کا جائزہ لیا ۔ اس سے ہم لوگ یہی خیال کرتے ہیں کہ موجودہ بجٹ میں جن علاقوں کو حق ملنا چاہیے ، یا جن علاقوں کو ضرورت ہے ، ضرور ان کو ان کا حق ملے گا ۔

جناب سپیکر ۔ اگر ہم حقیقت پسندی سے کام لیں اور انصاف کریں تو

کوئی حکومت یہ نہیں چاہتی کہ ان کے دور اقتدار میں امن نہ ہو ، بدامنی ہو، یا گڑ بڑ مچے ۔ بلکہ ہر حکومت یہ چاہتی ہے کہ عوام خوشحال ہوں ، امن رہے اور ان کی عوام کی نظر میں اور مخالف گروپ کی نگاہ میں تعریف ہو ۔ لیکن اگر کسی طریقے سے کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما ہو جائے تو اسے حکومت کے کھاتے میں نہیں ڈالنا چاہیے ، بلکہ اس میں ہم لوگ بھی شامل ہوتے ہیں ۔ جناب سپیکر تنقید جمہوریت میں پہلا حق ہے اور جب مخالفین کو حکومت کی طرف سے یہ اجازت ہوتی ہے کہ وہ ان پر تنقید کریں تو اس میں نقاد حضرات کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ تنقید حقیقت پسندانہ اور تعمیری ہو ۔ تنقید میں ایسی چیزوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جس سے کہ حکومت کی کوتاہیوں کی نشاندہی ہو ۔ صرف مخالفت برائے مخالفت دوسری بات ہے ، بلاجواز مخالفت برائے مخالفت اچھی نہیں لگتی ۔

جناب سپیکر ۔ کسی صوبے کے ترقیاتی منصوبہ جات کے ساتھ ساتھ ملکی حالات کا جائزہ لینا بھی اشد ضروری ہے ۔ چونکہ یہ بات کئی دفعہ کی جا چکی ہے اور جیسا کہ آپ نے ابھی ابھی فرمایہ تھا کہ اس بات کا اعادہ اچھا نہیں لگتا ۔ لیکن مختصر الفاظ میں میں ایک چھوٹا سا خاکہ جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے عنان اقدار سنبھالی تو اس وقت جو ملک کے حالات تھے وہ آپ کے سامنے ہیں ۔ ملک کے دو ٹکڑے ہو چکے تھے ، ہمارا بہت سا رقبہ دشمن کے پاس تھا اور ہمارے لوے ہزار فوجی ہندوستان کی قید میں تھے ۔ برسراقتدار آنے پر انہوں نے شملہ کانفرنس میں اپنی قابلیت کا جو اظہار کیا ، ہمارا رقبہ واپس ہوا ، قیدی واپس آئے اور اپنے ملک کی ساکھ بنائی اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارا وہ پاکستان جس کے متعلق ہمارے مخالفین ، دشمن اور غیر ممالک یہ خیال کرتے تھے کہ اب پاکستان بہت کمزور ہو چکا ہے ۔ اب پہلے سے بھی کہیں زیادہ مضبوط ہے ۔

جناب سپیکر ۔ اس کے علاوہ داخلی حالات کے متعلق آپ کے علم میں ہے کہ ملک میں غداروں نے کیا کچھ کیا اور سپریم کورٹ نے کیا کچھ فیصلے کیے ۔ اس کے علاوہ احمدیوں کا مسئلہ کوئی معمولی مسئلہ نہ تھا ۔ لیکن اس ایمان کے امتحان میں ہماری حکومت یا ہمارے قائد نے ناموس رسالت

کی خاطر جو کردار ادا کیا ، اس پر صرف ہم ہی نہیں ، بلکہ مسلم ممالک بھی اس فیصلے پر عش عش کرتے ہیں ۔ اس کے علاوہ اسلام کے متعلق بہت بات کی گئی ۔ اگرچہ باقی مسلم ملکوں کی نسبت ہمارا ملک لیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلامی کانفرنس کے انعقاد ، امامین کے دورے اور سیرت کانفرنس کے انعقاد سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ موجودہ حکومت کا اسلام کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور یہ اسلام کے لیے بہت کچھ چاہتی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ اس کے بعد مختصر الفاظ میں زرعی ، تعلیمی اور اقتصادی میدانوں میں ہمارے ملک عوام کے لیے موجودہ حکومت نے جو اصلاحات نافذ کی ہیں ، ان سے جو فوائد حاصل ہوئے ہیں اس کو لوگ تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ بات بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ۔ موجودہ بجٹ کے معاملے میں ، مذکورہ بالا کٹھن حالات کے بعد حکومت نے ملک یا صوبے میں جن ترقیاتی منصوبوں پر کام کیا ہے ، ان میں سے چند ایک کا میں ذکر کروں گا ۔ دیہاتی لوگ خاص کر اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انصاف کے مسئلے میں ان کو کتنی تاریخیں بھگتنی پڑتی تھیں اور ان کا مسئلہ کتنا لمبا ہو جاتا تھا ۔ اب اس کے لیے بجٹ میں مزید جج یا مجسٹریٹ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ان غریب لوگوں کو انصاف جلد ملے ، یہ تو قابل تعریف بات ہے ۔ اس کے بعد بجٹ میں اردو ٹائپ رائیٹر اور ٹائپسٹ رکھنے کے لیے گنجائش اہم ترین بات ہے ۔ یہ بات انگریزی کی جگہ اردو زبان کی ترقی کے لیے ایک سیڑھی کی حیثیت رکھتی ہے ۔ اس سے ہماری قومی زبان کو فروغ ملے گا ۔ پانچ مرلے کی سکیم کے لیے مخالفین کی طرف سے بات کی گئی لیکن اس کا اندازہ وہ نہیں لگا سکتے ، یہ اندازہ صرف دیہاتی لوگوں کو ہو سکتا ہے ۔ شہر میں تو لوگ اپنے یا کرائے کے مکانوں میں رہتے ہیں ۔ لیکن دیہات میں بے گھر لوگ کسی جگہ پر کسی احاطے میں مفت بیٹھ جاتے ہیں ۔ لیکن اس کے بدلے میں انہیں اس قسم کی بیگاریں اور ایسے کام کرنے پڑتے ہیں جنہیں معاشرے میں باعث ہتک سمجھا جاتا تھا اور جس وقت مالک احاطہ چاہتے ، وہ وہاں سے نکال دیے جاتے ۔ تو اس سکیم کے نفاذ کے بعد جن لوگوں کے اپنے گھر آباد ہو گئے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ اپنے آپ کو معاشرے میں باعزت محسوس کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر - مالیے کی معافی بھی ایک تاریخ ساز اصلاح ہے۔ آج کل ہمارے ملک میں بڑے زمیندار تو ہیں نہیں۔ لیکن چھوٹے زمینداروں کو اس سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ ہماری اسی فیصد دیہاتی آبادی مالیے کی معافی سے مستفید ہوتی ہے۔ حکومت کو اپنے سابقہ بجٹ کی نسبت مالیہ نہ لینے کی وجہ سے جو خسارہ ہوگا، وہ بھی اس بجٹ میں جناب ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا تھا۔ تو اس سے ظاہر ہے حکومت نے چھوٹے مالکان کو فائدہ پہنچانے کے لیے مالیے کی معافی دی ہے، یہ بھی قابل تعریف اقدام ہے۔

جناب سپیکر - اس بجٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تعلیم پر زیادہ رقم خرچ کی جائے گی۔ تعلیم کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ محکمۂ صحت کے لیے بھی اتنی ہی رقم رکھنی چاہیے تھی تاکہ عوام صحت مند ہوں۔ آپ جانتے ہیں اور کسی دانا کا قول بھی ہے کہ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ دیہاتیوں کے بارے میں اندازہ لگائیں کہ انہیں مریض کو ڈاکٹر تک لے جانے کے لیے دو دو دن کی مسافت طے کرنا پڑتی ہے۔ اگر وہاں کوئی ڈسپنسری ہو بھی تو اس میں کوالیفائیڈ ڈاکٹر نہیں ہوتا، اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ صحت پر بھی زیادہ توجہ دی جائے۔ تعلیم کے مسئلے میں اپنے مشاہدے کی قابل ذکر بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے پچھلے دنوں ایک سوال بھی دیا تھا، کئی ہائی سکولوں میں صرف ایک ایک کمرہ ہے۔ کہیں تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ پرائمری سکولوں کے پانچ پانچ، چھ چھ کمرے ہوتے ہیں لیکن ہائی سکول کا ایک ہی کمرہ ہوتا ہے۔ اس کے لیے بھی کوئی طریق کار وضع کیا جائے جس سے یہ پتا چل سکے کہ کس سکول کو کتنی بلڈنگ کی ضرورت ہے۔ اس کے مطابق گرانٹ دی جائے، یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جن کے پاس پہلے ہی کمرے موجود ہوں، انہیں تو اور مل جائیں اور جن کے پاس نہ ہوں وہ محروم رہ جائیں اور ان کو کھلی جگہ پر بیٹھنا پڑے۔

جناب سپیکر - ایک بہت ہی ضروری اور موقع کے مطابق بات یہ ہے کہ اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سونے میں گندم کی فصل بہت اچھی ہوئی ہے، لیکن اس کو سٹور کرنے کا انتظام اچھا نہیں۔ میں پچھلے

ہفتے اپنے گاؤں گیا تو میں نے دیکھا کہ ہمارے کنجوانی ریلوے سٹیشن پر اب بھی گندم کا ایک بھی سٹور نہیں اور ہزاروں من گندم باہر پڑی ہے۔ ملازمین کو خدشہ تھا کہ اگر بارش آ گئی تو یہ گندم بھیگ جائے گی۔ بلکہ انہوں نے شکایت کی تھی کہ ایک دو گاڑیاں بھیجی تھیں اور وہ بھی واپس آ گئی ہیں۔ اس کے لیے میں اپیل کروں گا کہ غلہ ہر چیز سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے لیے ملک یا صوبے کی ضرورت کے مطابق سٹور تعمیر کیے جائیں۔ آپ بے شک اس کے متعلق تحقیق کرا لیں کہ اب بھی گندم سٹوروں میں نہیں، بلکہ باہر کھلی پڑی ہے۔

جناب سپیکر۔ جیسا کہ آپ کا حکم ہے آخر میں میں اپنے علاقے کے مسائل کے متعلق اپنی گزارشات پیش کروں گا۔ مجھے بڑی خوشی ہے اور میں حکومت کا اس دفعہ پھر شکریہ ادا کروں گا کہ میں نے پچھلے سالوں میں جو مطالبات پیش کیے تھے ان میں سے اکثر حل ہو گئے ہیں۔ میں نے قصبہ گڑھ کے متعلق عرض کیا تھا۔ جہاں انیس انیس میل کے فاصلے پر سکول نہ تھا اور اب اللہ کے فضل سے وہاں ہائی سکول چل رہا ہے۔ لیکن اس میں نہ پورے استاد ہیں اور نہ ہی اس کی بلڈنگ ہے۔ اس کے لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سکول کو بلڈنگ دی جائے۔ یہ سکول دریائے راوی کے کنارے پر ہے۔ لوگ بڑے پسماندہ ہیں، اس لیے ان کے لیے بلڈنگ کا ضرور انتظام کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے علاقے میں ہیلتھ سنٹر بھی بن گیا ہے اور کچھ سکولوں کا درجہ بھی بڑھا دیا گیا ہے۔ لیکن جیسا کہ تعلیم کی اہمیت کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا تھا، میں یہ عرض کروں گا اور کئی دفعہ پہلے بھی عرض کرتا رہا ہوں اور تمام فاضل ممبران نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ضروری بات ہے۔ میرے حلقہ نیابت میں قصبہ تاندلیانوالہ پنجاب کی بہترین منڈیوں میں سے ایک ہے۔ ہاری، تحصیل سمندری میں سمندری تحصیل ہیڈکوارٹر ہے لیکن تاندلیانوالہ بھی اسی کے مقابلے کا قصبہ ہے۔ کئی تحصیلوں کی میں مثال پیش کر سکتا ہوں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چار کالج ہیں لیکن ہاری تحصیل میں تحصیل ہیڈکوارٹر پر کالج ہے۔ آپ ہائی سکول کی تعداد ملاحظہ فرما لیں۔ دیہاتوں کو آپ دیکھ لیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ لڑکوں یا لڑکیوں کا کالج ہو میری گزارش صرف

یہ ہے کہ تاندلیانوالہ ایک اہم جگہ ہے ، وہاں ایک کالج ضرور بنا دیا جائے۔ یہ آپ کی بہت بڑی نوازش اور علاقے کے لوگوں پر احسان ہوگا ۔ میرے علاقے کے ایک چک نمبر 452 میں ایک ہائی سکول ہے ۔ چاروں طرف سے پکی سڑکیں بھی ملتی ہیں ۔ وہاں گرلز مڈل سکول ہے ۔ ان لوگوں کا مطالبہ ہے کہ اسے ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ اس کے علاوہ چک نمبر 541 میں مڈل سکول ہے ۔ اس کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ اور چک نمبر 402 گ ب میں پرائمری سکول مدت سے آ رہا ہے ۔ وہاں سے کافی دور دور تک مڈل سکول بھی نہیں ۔ اس سکول کو بھی مڈل کا درجہ دیا جائے ۔ ایک اہم چیز کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اس کے متعلق میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں اور آپ اپنے ذرائع سے بھی پتا کروا سکتے ہیں کہ ہمارے ضلع لائلپور اور ساہیوال کو قریب ترین راستوں سے ملانے کے لیے چلے دو پلیں بنی ہوئی ہیں ۔ ایک چیچہ وطنی اور ایک ساڑی پتن کے مقام پر بن رہی ہے ۔ لیکن اس تین میل کے فاصلے پر ایک کشتیوں کی پل بنا دی گئی ہے ۔ میرا اس ضمن میں مطالبہ یہ ہے کہ ان دونوں پتنوں کے درمیان آپ کسی انجینئر کو بھیج کر معلوم کر لیں ، جو بہترین جگہ ہو اور جو درمیانی جگہ ہو اور جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ ہو ۔ وہاں پل بنایا جائے ۔ باقی لوگوں نے بھی بہت مطالبات پیش کیے ہیں سڑک کے متعلق میں اتنا عرض کروں گا کہ کنجوانی ریلوے سٹیشن سے ماموں کانجن تک ، جو ایک منڈی ہے ، پکی سڑک بن جانی چاہیے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ رانا پھول محمد خان ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں وزیر خزانہ صاحب کو ایک قابل تعریف مثالی میزانیہ پیش کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ جہاں وہ اردو ، عربی ، فارسی اور انگریزی پر عبور حاصل کر چکے ہیں ، وہاں انہوں نے یہ میزانیہ پیش کر کے اس ایوان میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک اچھے حساب دان بھی ہیں انہیں ایک اچھا حساب دان مانتے ہوئے ہم تمام ارکان دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس میزانیے نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسائل کی زیادتی اور وسائل کی کمی کے باوجود انہوں نے جس قابلیت کے ساتھ یہ میزانیہ تیار کیا ہے اس پر اس صوبے کے عوام خوش نظر آتے ہیں ۔ کیونکہ میزانیے میں سب سے پہلے عوام نئے ٹیکس دیکھتے ہیں ۔ اور اس نئے بجٹ میں

عوام پر نئے ٹیکسوں کا بوجھ نہیں ڈالا گیا۔

جناب والا۔ میں کوئی لمبی چوڑی تقریر تو نہیں کرنا چاہتا، صرف اپنے مسائل پیش کروں گا اور وہ بھی مقررہ وقت کے اندر۔ اس معزز ایوان میں خارجہ پالیسی کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ میں اس کی وضاحت نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن ان فاضل ارکان سے صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے صوبہ میں خارجہ پالیسی پر بحث کرنا شروع کر دی کہ یہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے اور اس پر اس طرح سے بحث نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن اگر انہوں نے بحث کی ہے اور وہ اس کا جواب لینا ہی چاہتے ہیں تو میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ خارجہ پالیسی کی کامیابی کی یہ وجہ ہے کہ جو لوگ چند ماہ پہلے پاکستان کو برباد کرنے پر تلے ہوئے تھے اور جو ملک میں دھمکیاں دیتے تھے، وہ آج ہم سے دوستی کے لیے ہاتھ بڑھا رہے ہیں یہ خارجہ پالیسی کی کامیابی نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نظریہ پاکستان سے اس حکومت کا کوئی تعلق نہیں۔ اس ملک کو حاصل کرنے کا نظریہ اسلام کے علاوہ ایک اور بھی تھا۔ ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں اور اقلیتوں نے جمہوریت اور معیشت سے تنگ آ کر یہ مطالبہ کیا اور حقیقتاً اس ملک کو اقلیت نے حاصل کیا ہے، اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے نظریہ پاکستان کی تکمیل کے لیے اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کی ہے۔ ان کو جو مساویانہ حقوق دیے گئے ہیں اس کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ نظریہ پاکستان کی تکمیل نہیں۔ یہ نظریہ پاکستان کی تکمیل ہو رہی ہے۔ جناب والا۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حکومت اسلام سے دور جا چکی ہے۔ میں اس کے متعلق کیا کہوں اس ملک کا ہر باسی یہ جانتا ہے کہ آج ذوالفقار علی بھٹو کے عالم اسلام سے تعلقات اور دوستی ہی نہیں بلکہ وہ عالم اسلام کے دل کی دھڑکن بھی بن چکے ہیں۔ یہ اسلام دوستی نہیں تو اور کیا ہے؟

جناب والا۔ میں اپنے علاقے کے چند مسائل پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ممبران کے مطالبات کو لکھنے والی کوئی ہستی موجود نہیں، کیونکہ تمام محکموں کے وزرا موجود نہیں، سینئر وزیر صاحب تشریف رکھتے ہیں اور میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں یہ مطالبات ایک سال بعد پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ان پر ہمدردانہ غور کیا جائے۔ بجٹ سے پہلے

میں 85 فیصد دیہاتی عوام کے لیے گزارش کروں گا کہ ان کو ملازمتوں میں بالکل حصہ نہیں مل رہا ۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟ ہمارا نظام تعلیم انتہائی ناقص ہے ۔ ایک کلاس میں سائھ بچے ہیں لیکن ایک مدرس ہے ۔ اس طرح ہمارے بچے اچھی پوزیشن حاصل نہیں کر سکتے ۔ تھرڈ ڈویژن جس محکمے میں جاتا ہے اس کو جواب مل جاتا ہے ۔ میں نہایت ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ یہ 85 فیصد آبادی پورے ملک کے لیے خوراک مہیا کرتی ہے ، اس کے لیے کوئی سہولت نہیں ۔ اس کو ہر معاملے میں نظر انداز کیا جا رہا ہے ۔ وہ آج بھی اپنی جیب سے پیسے خرچ کر کے نقصان اٹھا کر اس ملک میں یہ ثابت کر رہے ہیں کہ دنیا میں ضروریات زندگی میں اہم ترین چیز پیٹ بھرنے کے لیے آٹا ہے اور تمام دنیا سے سستا آٹا پاکستان میں مہیا کیا جا رہا ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ ان کے لیے تھرڈ ڈویژن کی شرط ختم کی جائے جب تک دیہاتوں کا تعلیمی معیار شہروں کے برابر نہیں کر دیا جاتا ۔ یہ میری دردمندانہ اپیل ہے ۔ ہمارے لیے مشکل ہے کہ ہم ایک کلرک یا ایک چپڑاسی کے لیے سفارشیں کرتے پھریں اور تھرڈ ڈویژنر کو جواب ملتے ہیں ۔ اس کے علاوہ آپ جب وزیر تعلیم تھے تو آپ نے دیہاتیوں کی بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے بی ۔ ٹی ۔ سی کے ٹریننگ سکول کھولے ۔ لیکن 1972ء سے لے کر اب تک بے شمار دیہاتی بی ۔ ٹی ۔ سی کیے ہوئے پھر رہے ہیں اور ان کو کوئی ملازمت نہیں ملتی ۔ اس لیے آپ کو چاہیے کہ جن کلاسوں میں ستر اسی بچے ہیں اور ان کو ایک ایک استاد پڑھا رہا ہے ، وہاں پر کم از کم چار چار استاد تعینات کیے جائیں اور ان کی بے روزگاری کو ختم کریں تاکہ انہیں روزگار مہیا کیا جا سکے ۔ سکولوں میں استادوں کی تعداد زیادہ کر کے بے روزگاری کو ختم کرنے کے علاوہ بچوں کی قابلیت کو بھی بڑھائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ بچے فرسٹ اور سیکنڈ ڈویژن لینے کے قابل ہو سکیں ۔ دوسرے یہ کہ میری تحصیل چونیاں ، بلکہ ضلع لاہور میں کوئی کارخانہ قائم نہیں کیا گیا ۔ اب اس حکومت نے ایک شوگر مل کی منظوری دے دی ہے ۔ اس میں تقریباً دو ہزار ملازمین رکھے جائے ہیں ۔ میں جناب کے نوٹس میں بروقت یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ باہر سے خاصی تعداد میں لوگ بھرتی نہ کیے جائیں ، بلکہ میں مشکور رہوں گا اگر میرے اپنے علاقے کے لکھے پڑھے لڑکوں کو ملازمت دی جائے اور خاص طور پر اس کا خیال رکھا جائے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری حکومت نے بیشمار

ترقی کی ہے اور دیہی علاقے میں بے حد ترقی ہوئی ہے ۔ اس کی مزید کوشش کی جا رہی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک مالی سال میں تمام تر ترقیاتی سکیمیں نہیں ہو سکتی ہیں ، لیکن ہر سال ترقی ہو رہی ہے ۔ اور انشاءاللہ ہم اس سے زیادہ ترقی کریں گے ۔ میرے گاؤں بھائی پھیرو میں جب آپ وزیر تعلیم تھے آپ نے اس وقت ایک کالج کی منظوری دی تھی ۔ انٹر کالج بن چکا ہے ۔ ایک سال سے کلاسیں جاری ہیں ۔ لیکن ایک ہائی سکول کے کمرے میں وہاں کی عمارت کے لیے آج تک رقم نہیں مل سکی ۔ مجھے امید ہے کہ آپ اپنی خاص توجہ فرما کر اس کالج کے لیے عمارت کی تعمیر کا بندوبست فرمائیں گے ۔ اس کے علاوہ میرے علاقے میں پچھلے سال بھی آپ نے دو ہائی سکول دیے ہیں ۔ میں آپ کی توجہ ان اہم مقامات کی طرف دلانا چاہتا ہوں ، جو ضروری ہیں ۔ دھڑوال ایک بہت بڑی آبادی ہے جس میں 1938ء سے ایک مڈل سکول جاری ہے ۔ اس کو اب ہائی سکول کا درجہ دیا جائے تو میں ممنون ہوں گا ۔ اسی طرح سے 1939ء سے موضع بھونیہ جس کی آبادی 8 ہزار سے زائد ہے وہاں پر بھی مڈل سکول ہے ۔ اس کو بھی ہائی کا درجہ دیں ۔ 10 ہزار کی آبادی بھگیانہ کلاں ہے ۔ وہاں بھی مڈل سکول ہے ۔ اس کو بھی ہائی کا درجہ دیں اس طرح سے پٹھانہ 8 ہزار کی آبادی ہے ۔ وہاں پر مڈل سکول ہے ۔ اس کو بھی ہائی کیا جائے تاکہ ہمارے سکولوں پر زیادہ بوجھ نہ پڑے اور مختلف ہائی سکول ہونے کی وجہ سے ان بچیوں کو اچھی تعلیم مل سکے ۔

جناب والا ۔ بھائی پھیرو میونسپل کمیٹی شہر کے درمیان ایک جھیڑ ہے جو کہ بارش سے اتنا بھر جاتا ہے کہ اس میں 18 ، 18 فٹ پانی ہوتا ہے اور لوگوں کے مکان گرتے ہیں ، بچے گرتے ہیں ۔ جناب وزیر اعلیٰ جب بھائی پھیرو تشریف لے گئے تھے ۔ تو ہم نے یہ مطالبہ پیش کیا تھا کہ اس کے لیے انتظام ہونا چاہیے ۔ ایک سکیم بن کر آئی ہے جس پر کہ 80 ہزار روپے خرچ آتا ہے اس پر غور کریں ۔ اس سے شہری آبادی بیماریوں اور وبا سے بچ سکتی ہے ۔

جناب والا ۔ میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے ایک مگرمچھ سے ہماری جان چھڑائی ہے ۔ وہاڑی اور قصور کو ضلع بنا کر انہیں لاہور اور ملتان سے علیحدہ کرکے ہم پر ایک احسان عظیم فرمایا ہے ۔ جس سے میں مزید

امید کرتا ہوں کہ ہمارا علیحدہ ضلع ہونے کی وجہ سے ہمارے ان دیہاتوں کو ترقی ملے گی ۔ جن کو لاہور شہر کی وجہ سے نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے چھوٹے ملازمین ، پولیس کے سپاہی ، حوالدار چپڑاسی اور کلیریکل سٹاف کی جو آسامیاں ہیں ان پر اس ضلع کے یعنی تحصیل چونیاں اور قصور کے رہائشی امیدواروں کی تعیناتی کی جائے ۔ یہ نہ ہو کہ ضلع کے بسنے والوں کو لاہور میں رکھا جائے ۔ چھوٹے ملازمین کے لیے یہ بڑی مصیبت ہوتی ہے جنہیں دو دو تین تین سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے ۔ لاہور میں جس آدمی کے چھ بچے ہوں وہ تین سو روپے ماہوار پر مکان بھی نہیں لے سکتا ۔ اس لیے آپ نے جو عملہ تعینات کرنا ہو تو وہاں پر اس ضلع کے باشندوں کو رکھا جائے ۔ یہ زیادہ بہتر ہوگا اور اگر لئی بھرتی کرنی ہے تو وہ بھی اس ضلع سے کی جائے باہر سے نہیں ۔ میرے خیال میں میرا یہ مطالبہ جائز ہے اور درست ہے ۔ آپ اس پر ہمدردانہ غور کرتے ہوئے آئی ۔ جی پولیس اور چیف سیکرٹری کو لکھیں کہ قصور میں جو عملہ تعینات کرنا ہو ۔ وہ لا محالہ لاہور سے بھیجنا ہے ۔ اس کے علاوہ میرے علاقے میں سڑکیں بنی ہیں ، اس میں شک نہیں ۔ میرے ضلع کی لاہور تحصیل کو دیکھا جائے تو بہت ترقی یافتہ معلوم ہوگی ۔ اگر چونیاں اور قصور میں جائیں تو وہاں کمی واقع ہوگی ۔ کیونکہ وہاں مرکز کی طرف سے امداد ملی ہے ۔ کچھ پبلک ورکس پروگرام میں بنی ہیں ۔ چھانگا مانگا تا بھائی پھیرو ایک سڑک نہایت ضروری ہے اسے بنوا دیں ۔ یہ سڑک منظور شدہ ہے ۔ پیسے کی کمی کی وجہ سے نہیں بن سکی ۔ میں ممنون ہوں گا ۔ اس کے علاوہ ضلع قصور 1-7-76 سے شروع ہو رہا ہے ۔ اس ضلع کے لیے جو راہیں مختص کی گئی ہیں وہ ناکافی ہیں ۔ اس میں اگر کچھ اضافہ کر دیں تو اس ضلع کے لوگ بے حد ممنون ہوں گے میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر منور خان (کیمبلپور) ۔ جناب والا ۔ میں جناب کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے ۔ میں اپنی تقریر میں وزیر خزانہ کو اس میزانیہ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ، بلکہ اس حد تک مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ یہ ہمارے مانے چلے تھے اور ان پر اعتبار کیا گیا تھا ۔ جو بھی ذمہ داری انہیں دی گئی انہوں نے اس کو بطریق احسن نبھایا ۔ اس لحاظ سے بھی یہ زیادہ مبارکباد کے

مستحق ہیں ۔ میں بجائے اس کے کہ اور باتیں کروں صرف اپنے مسائل پیش کرتا ہوں ۔ ہمارا ضلع کیمبلپور پنجاب کے باقی اضلاع سے بے حد پسماندہ ہے ۔ جہاں تک اس ضلع کی تحصیل فتح جنگ کا تعلق ہے وہ اور بھی پسماندہ ہے ۔ اس تحصیل میں پاکستان بننے کے بعد سے پیپلز پارٹی کی حکومت آنے سے پہلے تک صرف آٹھ نو گاؤں میں یونین کونسل کے دفتر تھے اور غالباً ہر یونین کونسل میں ایک ایک سکول کی بلڈنگ بنی تھی ۔ اس کے علاوہ یہ تحصیل اپنی محرومیوں کے لحاظ سے اتنی آگے تھی جس کی میں مثال نہیں دے سکتا لیکن ہماری حکومت آنے کے بعد سے آج تک جو کام وہاں ہوئے ہیں جو ہماری حکومت نے اپنے وسائل سے کیے ہیں ، میں انہیں دھرانا کسی حد تک ضروری سمجھتا ہوں ۔ اس بنا پر کہ ہماری گورنمنٹ پر یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ اس نے فرنٹیئر بلوچستان قبائلی علاقے یا باقی صوبوں میں بہت کچھ کیا ، لیکن پنجاب میں اتنا کام نہیں ہوا تو میں صوبہ پنجاب کے ایک پسماندہ ضلع کی ایک چھوٹی سی تحصیل کا ایک معمولی سا کام پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ جہاں تک میرے حلقہ نیابت کا تعلق ہے وہ بہت وسیع ہے اس میں سے تقریباً ایک تہائی حصہ ہماری پارٹی کی انتظامیہ بیس پر کٹ گیا صرف میری تحصیل میرے حلقے سے تقریباً ایک تہائی اور دو تہائی کی نسبت سے بنتی ہے ۔ جو کام میری کوشش سے یا میرے وسائل سے میرے حلقے میں ہوا وہ صرف میری تحصیل فتح جنگ میں ہوا جس کی آبادی ایک لاکھ تیس ہزار بنتی ہے ۔ میں یہ عرض کر دوں کہ اس تحصیل کے اندر بڑے بڑے زمینداروں کے گھر تھے اور انہوں نے تعلیم کی کمی کو بہت کم محسوس کیا تھا ۔ لیکن اب اس بجٹ میں ہمیں ایک کالج مل گیا ۔ اس سے پہلے وہاں پر دو سکول تھے اور اب تین ہائی سکول دیے گئے ۔ اس سے پہلے وہاں پر چار مڈل سکول تھے اور اب 8 مڈل سکول دیے گئے ۔ اس سے پہلے پرائمری سکول تقریباً اتنے ہی تھے جتنے کہ تقریباً اس عرصے میں دیے گئے ۔ اس کے علاوہ جہاں تک ان پرائمری سکولوں کی عمارات کا تعلق ہے وہاں پر چند ایک دیہاتوں کے علاوہ باقی دیہاتوں میں ان لوگوں کے اپنے وسائل سے بنائی ہوئی عمارات تھیں اور ان میں بچے پڑھ رہے تھے ۔ اس دور میں اور پیپلز ورکس پروگرام میں کم از کم 70 اور 80 کے قریب ہم نے عمارات تیار کیں جن میں اب بچے پڑھ رہے ہیں ۔ ان عمارات

کو ہم نے پیپلز ورکس پروگرام کے تحت بنایا ہے ۔ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت ہم نے پچھلے سال 102 میل کچی سڑک بنائی جس پر گیارہ عدد پلیاں اور مزید اس سڑک کو تحفظ دینے کے لیے کچھ دیواریں بنائی گئیں ۔ اس کے علاوہ کچھ پختہ سڑکیں تھیں جن کی مرمت وغیرہ کی گئی ۔ جناب والا ۔ ہمارے ضلع میں پینے کے پانی کا جہاں تک تعلق ہے اس میں بھی لوگوں کو کافی پریشانیاں ہیں ۔ ہم نے اس سے پہلے کے بجٹوں میں بھی یہ گزارش کی تھی جس کی بنا پر محکمہ پبلک ہیلتھ کی طرف کچھ نہ کچھ کیا گیا ہے ۔ لیکن جہاں تک ہونا چاہیے تھا وہ نہیں ہوا ۔ باقی اضلاع کے لحاظ سے کیمبلپور کو نظر انداز رکھا گیا ہے ۔

Mr. Speaker : The time is extended by another 5 minutes.

مسٹر منور خان ۔ اس لحاظ سے میں یہ عرض کروں گا کہ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت وہاں پر پینے کے پانی کے لیے گیارہ کنوئیں کھودے گئے ۔ اس کے علاوہ پبلک ہیلتھ کی طرف سے ہماری تین سکیمیں تھیں جن میں ایک فتح جنگ تحصیل کی تھی اور دو مزید دیہاتوں کے لیے بنائی گئیں اور خاص طور پر فتح جنگ کی سکیم پایۂ تکمیل تک پہنچنے کو ہے ۔ اس کے علاوہ اٹھارہ میل سڑک جو کہ فتح جنگ بہتر روڈ ہے اور جس کے لیے وہاں کے علاقے کے عوام عرصہ دراز سے مطالبہ کرتے تھے ، وہ بھی بنائی گئی ۔ اور اب بھی وہ بن رہی ہے اور مزید 32 میل سڑک جو کہ ہمارے علاقے سے گزرتی ہے اور جو ترلول سے کراچی کی طرف مین لائن ہے اس کو دس سے بیس فٹ تک چوڑا کیا گیا ہے اور اس کے درمیان میں کم از کم چھ سات پلیاں ہیں جن کی height 33 فٹ تک بنتی ہے ۔ وہ پلیاں کچھ تو تیار ہو چکی ہیں اور کچھ ابھی بن رہی ہیں ۔ اس کے علاوہ ایک ڈیم ہے جو ابھی تیار ہو رہا ہے ۔ صحت کے معاملے میں ایک ہیلتھ سنٹر بنایا گیا ہے اور اب بجٹ میں تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر 80 بستروں کا ایک ہسپتال تجویز کیا گیا ہے جس کے لیے 2 لاکھ 97 ہزار روپے رکھے گئے ہیں ۔

جناب والا ۔ اب میں زراعت کے بارے میں کچھ عرض کروں گا ۔ مجھے تو محسوس نہیں ہوتا کہ وہاں پر کوئی کام ہوا ہو ۔ جہاں تک حکومت کی اصلاحات کا تعلق ہے اس کے بارے میں میں عرض کروں گا کہ اس نے پانچ

مربلے سکیم کے تحت 364 خاندانوں کو زمین دی ۔ مالیہ کی معافی کے تحت 31300 اسامیوں کو مالیہ معاف کیا گیا اور زرعی اصلاحات میں جو علاقے ضبط ہوئے ہیں ان کا رقبہ تقریباً سات ہزار ایکڑ ہے جو کہ 606 خاندانوں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ حالانکہ اس سے پہلے جو اصلاحات ہوئی تھیں ان میں بھی ہمارے علاقے کا رقبہ ضبط ہوا تھا ۔ ان باتوں کے باوجود دو تین چیزیں ایسی ہیں جو میں جناب سپیکر وزیر ، وزیر خزانہ کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھتا ہوں ۔ جناب والا ۔ ایک بات تو یہ ہے کہ ہماری پوری کی پوری تحصیل ابتدائی طور پر مزارعوں پر مشتمل تھی اور پر بڑے بڑے زمیندار تھے ۔ کچھ لوگ موروثی ہونے کی وجہ سے ان زمینوں کے مالک ہوئے اور کچھ لوگ ایوب کے زمانے کی زرعی اصلاحات پالیسی کی وجہ سے مالک ہوئے ۔ باقی لوگ تو اس وقت بھی مزارع ہیں ، جو دیہی آبادی ابتدائی طور پر وہاں پر بنائی گئی تھی اور جس میں وہ لوگ اب رہتے ہیں وہ زمین ابتدائی طور پر ان مالکوں کی ہے ۔ لیکن ان پر جو مکانات بنائے ہوئے ہیں اور جن میں وہ غریب لوگ رہ رہے ہیں ، وہ مکانات ان غریب مزارعوں کے ہیں جنہوں نے ان کی تعمیر پر ہزاروں روپے لگائے ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پانچ مربلے سکیم کے تحت وہ زمین ان لوگوں دی جانی چاہیے جن پر ان لوگوں نے اپنے مکانات بنائے ہوئے ہیں اور جن مکانوں میں وہ بس رہے ہیں ، بجائے اس کے ان لوگوں کو باہر نکالا جائے اور وہ مکانات بنے بنائے وہاں پر ہی وہ جائیں ۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو یہ ان لوگوں کے ساتھ صریحاً زیادتی ہوگی ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ان لوگوں کو ایک آرڈیننس کے تحت یا کسی اور طریقے سے وہ رقبہ الاٹ کیا جائے ۔

جناب والا ۔ ہماری حکومت نے بڑی اچھی کارکردگی اور بڑی اچھی اصلاحات کی ہیں ۔ لیکن اثرات ہمارے خلاف جا رہے ہیں کیونکہ یک قلم جھاڑ پیداوار کو وہاں پر ڈبل کر دیا گیا حالانکہ وہاں پر جب وزیر اعظم صاحب گئے تھے ہم نے ان سے اس کے بارے میں عرض کی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ مسئلہ تو ویسے مسٹر عبدالقیوم صاحب بھی پیش کر چکے ہیں ۔

مسٹر منور خان ۔ جناب والا ۔ چونکہ یہ میرا اپنا حلقہ ہے اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں ، یہاں پر چند گزارشات پیش کروں ۔ جھاڑ پیداوار

کے مسئلے کو اس وقت کالعدم قرار دینا چاہیے جب تک اس کے بارے میں بندوبست فائنل نہ ہو جائے اور بندوبست کے اندر بھی جو رقبے کی قسمیں ہیں ان کے لحاظ سے اس کی ریسرچ کی جائے اور جو کام وہاں پر اس کے بارے میں ہو رہا ہے وہ نا تسلی بخش ہے ۔

جناب والا ۔ میرے حلقے کے لوگوں نے لگان کے بارے میں بڑی شدت کے ساتھ مطالبہ کیا تھا کہ تین سال کی بجائے اس میں ایک سال کی میعاد کی جائے ۔ ان کی ہدایات کے مطابق اس اسمبلی میں بل پیش کیا گیا ، لیکن وہ بل ابھی تک ملتوی پڑا ہوا ہے اور اس کو ابھی تک فائنل نہیں کیا گیا ۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ ایک طرف تو 80 یا 85 فیصد آبادی کسانوں کی ہے اور کسان بے چارہ تو اس وقت اس حد تک پہنچ چکا ہے ۔ بلکہ میں تو اب یہ کہوں گا کہ کسان کی بجائے ان مزارعوں کی بات کی جائے جو کہ ان کے ماتحت وہاں زمینوں پر کاشت کر رہے ہیں ، یہ ان کے حقوق ہیں ۔ اس سلسلے میں ایک بل بھی آیا تھا اور جناب وزیر اعظم صاحب کے سامنے بھی لوگوں نے اپنی عرضداشت پیش کی تھی کہ ہمیں سخت تکلیف ہے کہ جب ہم بیج اور کھاد آپ کے اعلان کے مطابق مالکان سے مانگتے ہیں یا رسید مانگتے ہیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ہم پر چھ فصلوں کا بے وجہ دعویٰ کر دیتے ہیں ، وہ لوگ تباہ ہو رہے ہیں ۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ جب انہوں نے حکم دیا اور جہاں پر بل پیش ہوا تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس بل کو کیوں کھڈا لائن پر لگا دیا گیا ہے ۔ اسے فائنل کیوں نہیں کیا جاتا ؟ اسے کب فائنل کیا جائے گا ؟ جب اگلی اسمبلی آئے گی ؟ یہ بہت بڑی زیادتی ہے ۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر ہم یہی کر سکتے ہیں کہ جب جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب وہاں تشریف لائیں گے تو انہیں پھر یہی گزارش کریں گے کہ جناب ہم نے آپ سے گزارش کی اور آپ نے حکم دے دیا ۔ لیکن وہاں پر عمل نہیں ہوا اور ہمیں اس کا نہایت ہی افسوس ہے ۔ اس کے سوا اور کچھ کر نہیں سکتے ، تو اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم اس کو اسی اسمبلی میں پاس ہونا چاہیے ، کیونکہ وہاں لوگوں پر زیادتیاں ہو رہی ہیں ۔ کل کو الیکشن آنا ہے اور ہم نے لوگوں سے ووٹ لینے ہیں ۔ وہاں پر جو بڑے بڑے زمیندار ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف پہلے بھی سازش کی تھی یا آئندہ بھی کر سکتے

ہیں وہ لوگ ان غریب لوگوں کو دبا رہے ہیں ، ظلم کر رہے ہیں ، ان کو بے بس کر رہے ہیں ۔ آج تو سب ایک لائن پر نکل رہے ہیں ، سب جا رہے ہیں اور وہاں حلقے کے بیچ میں بڑا gap ہے ، وہاں پر بڑا فاصلہ ہے ، وہاں ظلم و ستم اپنی انتہا تک پہنچ چکا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ ہمارے کیمبل پور کا نہیں ، بلکہ تمام پنجاب کا ہے اور پھر یہ بیج کا مسئلہ ہے ۔ اس کے لیے کہتے رہے تھے کہ دو مہینے کی میعاد دی جائے ۔ اگر مزارع دو مہینے تک مالک سے وصول نہ کر سکے تو اس کو ختم کیا جائے کیونکہ مالک تو اسے دیتا ہی نہیں ۔ مالک وصول کرے تین سال تک اور مزارع وصول کرے دو مہینے تک ، یہ کیا ستم ظریفی ہے ۔ دونوں کے حقوق لازم و ملزوم ہیں ، لہذا ان کو ایک معیار پر لایا جائے تاکہ دونوں کے حقوق اپنی جگہ پر قائم رہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری فتح جنگ سے کیمبل پور تک جو سڑک ہے وہ بڑی اہم ہے ، یہ تین تحصیلوں کو ضلعوں سے ملاتی ہے ، یہ پکی بنی ہوئی ہے ، لیکن اسے کم از کم تھوڑا سا چوڑا کیا جائے اور اس کی پرانی حالت کو ذرا سدھارا جائے ۔ جہاں تک ہمارے شہر میں سوئی گیس کا تعلق ہے وہ یہ کہ سوئی گیس ہمارے شہر سے تقریباً سو گز کے فاصلے سے گزر رہی ہے ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر میں لوگوں کو سوئی گیس سے محروم رکھا گیا ہے ، اس لیے میری یہ درخواست ہے کہ شہر فتح جنگ کو سوئی گیس مہیا کی جائے ، یہ بڑی اہم بات ہے ۔ گورنمنٹ نے آج تک جو کچھ کیا ہے یا جو کچھ ہوا ہے لوگ اس سے بے حد مطمئن ہیں لیکن جہاں تک ان دو تین باتوں کی میں نے نشاندہی کی ان کے اثرات عوام کے اندر بڑے گہرے ہیں ۔ ایک تو وہ مکانات جن میں وہ رہ رہے ہیں وہ ان کی ملکیت نہیں ، مالک جب چاہتا ہے کہتا ہے کہ نکل جاؤ ، یہاں تو تمہارا ہے ہی کچھ نہیں ، زمین ان کی ہے ۔ زمین نہ بھی ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن مکان کا ہونا ضروری ہے ۔ میں نے یہاں جناب چیف منسٹر صاحب سے اور سابقہ وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کی تھی کہ جناب آپ تو payment کرتے ہیں اور رقبہ acquire کرتے ہیں تو کچھ رقبہ acquire کرکے ان کو دے دیں ۔ مگر ہم تو کہتے ہیں کہ جس جگہ پر لوگ بس رہے ہیں ، یعنی

جو مکانات ان کے آباواجداد نے بنائے ہیں وہی ان کو الاٹ کر دیے جائیں۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ آج تک اس عام پہلو پر جو کہ ایک بڑا مسئلہ ہے کسی نے سوچا تک نہیں۔ حالانکہ اتنی بڑی اصلاحات ہوئی ہیں لیکن اس کی طرف دھیان نہیں دیا گیا۔ ان گزارشات کے ساتھ میں جناب سپیکر سے اجازت چاہوں گا۔ میں ان سے اور وقت نہیں لینا چاہتا، صرف ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں وہ یہ کہ یہاں پر ہمارے ایک دوست نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہم غریب ہیں۔ میرا رقبہ کسی زمانے میں 25 ہزار ایکڑ تھا اب صرف چھ مربعے ہیں، میں نہایت غریب ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ اپنا بتایا ہے لیکن وہ نہیں بتایا کہ کس کس کے نام کتنا حصہ ہے۔

مسٹر منور خان۔ جناب والا۔ وہ تو نہیں بتایا جو گھر کے دس افراد جو کہ اس وقت پیدا ہوئے تھے ان کے نام بھی چھ مربعے الاٹ کر دیے۔

مسٹر سپیکر۔ بہرحال اس کو چھوڑیے۔

مسٹر منور خان۔ جناب والا۔ ستم ظریفی یہ کہ ایک طرف تو جب کسی کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے نام بھی چھ مربعے یا دس مربعے الاٹ ہو جاتے ہیں لیکن ایک وہ بھی ہے کہ جب وہ جوان ہو جاتا ہے تو اس کو رہنے کے لیے مکان تک مہیا نہیں ہوتا۔

مسٹر سپیکر۔ خان صاحب آپ نے تقریر تو ختم کر دی ہے، یہ گفتگو ساری تقریر سے باہر ہے۔

مسٹر منور خان۔ جناب والا۔ پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم کسان ہیں اور ہم 85 فیصد آبادی کی نمائندگی کرتے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ اجلاس ملتوی کرنے سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج دوسرا اجلاس شام کے ساڑھے چار بجے ہوگا اور سوموار کو اجلاس صبح آٹھ بجے ہوگا۔ یہ اس لیے بتا دیا گیا ہے کہ سوموار شام کو ہی اجلاس نہیں ہوگا، بلکہ سوموار کو دو اجلاس ہوں گے۔ اب یہ اجلاس ملتوی ہوتا ہے۔

(اب اجلاس آج شام ساڑھے چار بجے تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

شام کی نشست

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 77-1976ء

(بحیثیت مجموعی بحث) جاری

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔

ملک محمد اکرم اعوان ۔ جناب سپیکر ۔ سابقہ بجٹ جب اس پنجاب اسمبلی میں پیش ہوا تھا تو اس وقت کے وزیر خزانہ صاحب نے ہمیں کچھ سیاہ اور سرخ آندھیوں اور طوفانوں سے ڈرایا اور دھمکایا تھا اور یہاں تک کہا گیا تھا کہ اگر جان بچانی ہے تو ان سرخ آندھیوں سے آگے پہنچ کر ان سے لپٹ جاؤ اور ان کا خیر مقدم کرو ۔ اس کے مطابق انہوں نے ہمیں یہ بھی بشارت دی کہ سوشلزم اور کمیونزم کے سوا ایشیا میں کچھ نہیں ، لہٰذا آپ بھی ڈرا کریں ۔ لیکن بعد ازاں جب خدا کی قدرت اور ان کے کارناموں کی وجہ سے انہیں وزارت سے الگ کیا گیا تو پھر انہیں وہ سرخ آندھیاں وہ سرخ طوفان وہ سوشلزم وہ کیمونزم یکسر بھول گئے اور انہوں نے فرمایا کہ میں تو گمراہی میں تھا اور اب مجھے صحیح راستہ ملا ہے ۔ میں نے جتنا وقت بھی پیپلز پارٹی میں گزارا ہے ، میں گمراہی میں پھنسا رہا ہوں ۔ اگر ان کی یہ حالت تھی اور انہیں پیپلز پارٹی اور اس کے منشور کے ساتھ ایسا ہی خلوص تھا تو آپ خود اندازہ فرمائیے کہ :

از چنیں مردان چہ امید بہی

ان کے بجٹ اور ان کی لفاظی سے عوام اور پیپلز پارٹی کو کیا فائدہ پہنچا ہے ۔

جناب والا ۔ میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو خصوصی مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے predecessor کے برعکس حقیقت پسندانہ ، تعمیری اور نہایت ہی متوازن بجٹ ہمارے سامنے پیش کیا ہے ۔ اس میں کوئی نیا ٹیکس انہوں نے تجویز نہیں کیا جس سے عوام پر زد پڑتی ہو ۔ اس میں محض دو مدیں ایسی ہیں جہاں انہوں نے اضافے کا اعلان فرمایا ہے ۔ وہ ایسی مدات ہیں کہ ان پر اگر اور بھی خرچ بڑھا دیتے تو بہت سے عوام کو خوشی ہوتی ۔ بہرحال انہوں نے اپنی تقریر میں جس خلوص ، محبت اور ایثار کے ساتھ حقیقت حال عوام کے سامنے رکھی ہے وہ قابل داد ہے ۔

جناب والا ۔ بجٹ کسی صوبے یا ملک کی معیشت اور اقتصادی حالت

کا عکاس ہوتا ہے ۔ بجٹ دیکھ کر ہم یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ ہماری اقتصادی حالت کیا ہے ، ہمارے عزائم کیا ہیں ، ہم کیا کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ کس منزل پر جانا چاہتے ہیں اور عوام کی خدمت کے لیے کیا کیا ارادے رکھتے ہیں ۔ تو اس تمام پس منظر میں اگر موجودہ بجٹ کو آپ ملاحظہ فرمائیں تو مجھے فخر ہے کہ یہ بجٹ پنجاب کے عوام کے لیے بڑا ترقیاتی اور بڑا روشن مستقبل کا حامل معلوم ہوتا ہے ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہمارے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت کی وجہ سے پاکستان کو اور خصوصاً پنجاب کو یہ ترقی اور اقتصادی خوشحالی حاصل ہوئی ہے ۔ جب جناب وزیر اعظم صاحب نے 20 دسمبر 1971ء کو چارج سنبھالا تو اس وقت کے حالات ہم سب کو معلوم ہیں ۔ میرے فاضل دوستوں نے اس معاملے کو بڑی وضاحت کے ساتھ دہرایا ہے ۔ مجھے دہرانے سے تو کچھ حاصل نہیں ہوگا ، میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ اتنی تھوڑی مدت یعنی تین چار سال کے عرصے میں پاکستان کو جس کے بارے میں دشمنوں نے یہ اندازے لگا رکھے تھے کہ یہ ملک اب چند دنوں کا مہمان ہے ، اس منزل پر لے آیا کہ آج ہم دنیا کے بہترین ترقی پذیر ممالک میں شمار ہوتے ہیں ۔ ہماری اقتصادی حالت ، ہمارا ڈیفینس ، ہماری خارجہ پالیسی اور ہماری اقتصادی پالیسی اس نہج پر چل رہی ہیں کہ ہمیں بیرونی ممالک ، بیرونی مبصر اور بیرونی سیاستدان خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں ۔ یہ محض قائد عوام کی بصیرت اور لیڈر شپ کا اعجاز ہے ۔ ان کے کارناموں کو مزید دہرانے کی ضرورت نہیں ، کیونکہ وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں ۔ تین چار سال کے عرصے میں انہوں نے اس قدر کارنامے کر دکھائے ہیں کہ وہ عوام کے ذہنوں پر بالکل تازہ ہیں ۔ زرعی ، تعلیمی مزارعان کے لیے ، مالیہ آبیانے کے لیے اور لیبر کے لیے بے شمار انقلابی اصلاحات کی ہیں جن کی وجہ سے ہماری اقتصادیات اور عوام کی معاشرتی حالت نے اس طرح ترقی کی ہے کہ آج ہم خدا کے فضل سے بڑے اعتماد کے ساتھ اپنے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں ۔ سابقہ چار پانچ سال کا عرصہ ایک انقلابی دور تھا ، اس دور میں انقلاب کا آغاز ہوا ۔ یہ انقلاب جاری ہے اور جاری رہے گا اور آئندہ پانچ سال میں انشاء اللہ تعالیٰ ہم قائد عوام کے زیر قیادت پاکستان اور اس

انقلاب کو اس قدر مضبوط کر دیں گے کہ دنیا میں جو ترقی بیس پچیس سال میں ہندوستان جیسے ملک یا دوسرے ملکوں نے کی ہے وہ انشاء اللہ ہم اس عرصہ میں حاصل کر کے ان کے برابر بلکہ ان سے آگے بڑھ کر اپنے سر فخر سے اٹھا سکیں گے ۔

جناب والا ۔ ہماری بد قسمتی یہ رہی ہے کہ ہمارے ملک میں حزب اختلاف نے کبھی تعمیری کردار ادا نہیں کیا ۔ ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب غیر ملکی دوروں پر تشریف لے جانے لگے ، چین گئے، افغانستان گئے تو اسی دوران اپوزیشن کے ایک بزرجمہر نے ایک اس قسم کا بیان داغ دیا جس کا مقصد یہ تھا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی اپوزیشن بیرونی مذاکرات میں کمزور ہو اور پاکستان کی قوت اور طاقت کا اظہار نہ ہو اور یہ ظاہر کیا جائے کہ پاکستان میں انتشار ہے ۔ عوام وہاں پر ناراض ہیں ۔ اپوزیشن کو کچلا جا رہا ہے اور عوام کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے ۔ حضور والا ۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے شاعر نے کہا تھا ۔ شعر کا پہلا مصرع میں جان بوجھ کر حذف کر دیتا ہوں ، کیونکہ اس سے تعزیرات پاکستان کا اطلاق ہوتا ہے ۔ مصرع یہ ہے ۔

ایک بزرگ آتے ہیں مسجد میں خضر کی صورت

اور دوسرے مصرع میں چونکہ دشمنوں سے ہوشیار رہنے کا ذکر ہے لہذا وہ میں چھوڑتا ہوں ۔ جناب والا ۔ ایسے لوگوں کی قیادت ہمارے سامنے ہے جن میں وہ لورتن بھی شامل ہیں جو ہمارے ساتھ کل تک یہاں بیٹھے تھے اور آج انہیں روشنی نظر آ گئی ہے ۔ اب انہیں سابقہ مشورے بالکل ہی بھول گئے ہیں ۔ تو ایسے لورتنوں سے جو جگتو فرنٹ بنایا گیا ہے ۔ جسے متحدہ محاذ بھی کہتے ہیں ، اس سے عوام کی کیا توقعات ہو سکتی ہیں اور اس میں ملک کی کیا بھلائی ہو سکتی ہے اور ہم ان سے کیا امیدیں رکھ سکتے ہیں ۔ خدانخواستہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی نہیں لائے گا کہ ان کو یہاں پاکستان میں حکومت بنانے کا موقع مل جائے ۔ یہ تو ہمیں آج پچھلے چالیس سالہ زمانے کے دور میں لے جائیں گے یہ لوگ کہاں پاکستان کی ترقی کر سکتے ہیں ؟ ان کا تخیل ہی نہیں ، تصور ہی نہیں اور دماغ ہی نہیں جو سوچ سکے کہ ہمارے بیرونی تعلقات کیا ہونے چاہییں اور ہمارے اقتصادی فائدے کے لیے کیا ہونا

چاہیے - جنہیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں اور جنہیں چھ مہینے یا سال کے بعد بشارت ہوتی ہے کہ پہلے ہم اندھیرے میں رہتے رہے ہیں لیکن اب روشنی آ گئی ہے تو ان سے ہم کیا توقع کریں گے ؟ اگر پاکستان کو ترقی کرنی ہے تو قائد عوام کے جھنڈے تلے یہ حاصل ہو سکتی ہے - میں اس بات کو اس لیے نہیں کہہ رہا کہ میں ان کا ایک ادنیٰ جانثار پیروکار ہوں بلکہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ دنیا کے بڑے بڑے مدبر بے لاگ اخبار اور سیاستدان یہ بات آج کل کہہ رہے ہیں کہ پاکستان اور ایشیا کا عظیم لیڈر ذوالفقار علی بھٹو ہے - لہذا میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ پانچ سال میں انشاءاللہ تعالیٰ اس ملک کی کایا پلٹ جائے گی -

جناب والا - اب میں کچھ مسائل کے بارے میں عرض کرنی چاہتا ہوں - میں خاص طور پر پنجاب کی بات کروں گا ، کیونکہ پاکستان کی بات ہو چکی ہے - پنجاب میں بھی بہت ترقیاتی کام کیے گئے ہیں اور بہت فنڈز استعمال کیے گئے ہیں - لیکن میرے خیال کے مطابق شہری آبادی پر ذرا زیادہ توجہ دی گئی ہے - دیہی آبادی کی ترقی ، ان کی خوشحالی اور تعمیر کے لیے ذرا کم توجہ دی گئی ہے - اگر دیہی آبادی کی حالت بہتر بنانے کی طرف مخصوص توجہ دی جاتی تو اس میں ملک اور سوسائٹی کا فائدہ ہوتا - مڈل کلاس کو مضبوط کریں گے تو پھر کہیں جا کر ہمارے ملک کی اقتصادی پوزیشن مضبوط ہوگی -

جناب والا - شہروں میں انڈسٹری اور دوسرے کاروبار ہیں اس لیے دیہات کے اکثر لوگ شہروں میں منتقل ہو رہے ہیں - میں گذارش کروں گا کہ حکومت اس طرف خصوصی توجہ دے اور دیہی آبادی کے شہروں کی طرف رواں دواں ریلے کو روکنے کے لیے فوری بندوبست کرے - ورنہ دیہی معیشت میں اس سے خلا پیدا ہو جائے گا - اور ہمارا معاشرہ اس سے بری طرح متاثر ہوگا - اس لیے میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ دیہات میں اس قسم کی انڈسٹری یا دیگر کاروبار مہیا کیا جائے تاکہ دیہات کی آبادی کو شہروں کی طرف منتقل ہونے کی ضرورت محسوس نہ ہو -

حکومت پنجاب نے بہت اچھا کیا ہے کہ وہاڑی اور قصور اضلاع بنا دیے ہیں - اس میں عوام کا فائدہ ہے - ہمیں اس سے خوشی ہے لیکن میں یہ عرض

کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ :

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

آپ بھی گواہ ہیں کہ ہم کئی سال سے اس ایوان میں گذارشات کر رہے ہیں کہ خوشاب سخت پسماندہ تحصیل ہے ، اس کو ضلع بنا دیا جائے ۔ لیکن کچھ مجبوریاں ہوں گی اور یہ ڈاکٹر صاحب بہتر سمجھتے ہیں ۔ اسی وجہ سے میری استدعا کو پذیرائی حاصل نہ ہوئی ۔ میں یہ عوام کے مفاد میں اپنے علاقے کے غریب عوام کی خاطر یہ مطالبہ پر زور طریقے سے پھر دہراتا ہوں کہ تحصیل خوشاب کو ضلع کا درجہ دیا جائے تاکہ اس کی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے بھرپور کوشش کی جائے ۔

جناب والا ۔ تحصیل خوشاب میں سڑکوں کی کمی ہے ۔ تعلیم کے لیے کالجوں اور ہائی سکولوں کی کمی ہے ۔ انڈسٹری کی ضرورت ہے ۔ علاقہ سیکسر کو بجلی مہیا کرنے کی ضرورت ہے ۔ یہ وادی کشمیر سے بھی حسین تر خطہ ہے ۔ اس کو پانی مہیا کیا جائے ۔ اتنا تو میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اور ہماری حکومت پنجاب ہمارے حالات پر پوری توجہ دے گی اور عوام کی یہ مشکلات حل کرے گی اور ان کی توقعات پوری کرنے کی کوشش کرے گی ۔ مزید برآں میں یہ بات کہنا نہیں چاہتا کہ نوشہرہ میں ایک کالج کھولنے کا وعدہ پورا نہیں ہوا ۔ چونکہ وزیر اعلیٰ نے پچھلے دنوں وعدہ فرمایا تھا کہ آئندہ مالی سال یعنی یکم جولائی 1976ء میں جو شروع ہونے والا ہے ، ایک انٹر میڈیٹ کالج بنا کر دیں گے ۔ لیکن اگر ہم پر مہربانی کریں اور اس کا اعلان موجودہ مالی سال میں کر دیں تو شاید ہمیں زیادہ فائدہ ہوتا ۔ کیونکہ اس سے ہم اپنے عوام کو یہ کہنے کے قابل ہو سکتے کہ کچھ تو ہماری کوششوں کا ثمر نکلا ہے ، ورنہ جب ہم علاقے میں جاتے ہیں تو وہ ہمارا دامن پکڑتے ہیں کہ تم اتنے سالوں سے ایک کالج نہیں لے سکے ۔ تو اس سے بڑی شرم آتی ہے ۔ بہر حال ہم تو عرض ہی کر سکتے ہیں ۔ ہمارے مہربان وزیر اعظم بھٹو صاحب نے سرگودھا کے مقام پر ایک جلسہ عام میں ہماری استدعا سننے کے بعد اعلان فرمایا ہے کہ ہم کالج کھول رہے ہیں ۔ لیکن خدا معلوم کیا ہو گیا ہے ۔ بہر حال میں اس مطالبے کو ایوان کے سامنے دوہراتا ہوں اور

امید کرتا کہ انشاءاللہ وزیر خزانہ 30 جون 1976ء تک اعلان فرمائیں گے ۔

جناب والا ۔ میرے علاقے نے قائد عوام سے یہ درخواست کی تھی کہ گنج بال ، تحصیل خوشاب کی یونین کونسل ، بہت پسماندہ ہے ۔ اس کی پسماندگی کا یہ حال ہے کہ اس یونین کونسل کو میونسپل کا درجہ نہیں دیا گیا اس کے برعکس بھالی وغیرہ اور دوسرے قصبات کو میونسپل کا درجہ دے دیا گیا ہے ۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کو میونسپل کمیٹی کا درجہ دیا جائے ۔ اس کے علاوہ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ قائد آباد یونین کونسل و میونسپل کمیٹی کا درجہ دیا جائے ۔

مزید برآں میں محکمہ تعلیم کے متعلق عرض کروں گا اگر ہمارے وزیر تعلیم کے کانوں تک یہ گذارش پہنچ جائے ۔ میں گذارش کرتا ہوں کہ سب اچھا نہیں ۔ خاص طور پر جب سے یہ سلسلہ شروع ہوا ہے کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کو خصوصی اختیارات دے کر اضلاع میں مقرر کیا گیا ہے اساتذہ بچوں کے ساتھ بہت زیادتی کرتے ہیں اور ایسے کیسز ہوتے ہیں ۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ ایک ایجوکیشن آفیسر کو اتنی پاورز نہیں ملنی چاہیے ۔ بلکہ ڈائریکٹر کے پاس ہونی چاہییں تاکہ گڑ بڑ نہ ہو ۔ ابھی پچھلے دنوں ہمارے سرگودھا کے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کے خلاف لاکھوں روپے کے غبن کا کیس تھا ۔ اتنے چھوٹے آفیسر کو اتنے بڑے اختیارات دینا خود رشوت کو دعوت دینا ہے ۔ لہذا میری گذارش ہے کہ یہ اختیارات ان سے چھین لئے جائیں ۔ اور انہیں ڈائرکٹر کو دے دیں ۔ کئی نوجوان پی ۔ ٹی سی پاس کرکے آوارہ پھر رہے ہیں ۔ انہیں ملازمت نہیں ملتی ۔ اس طرح بہت سے عوام کو شکایت ہے کہ پانچ پانچ سال سے پی ٹی سی کا امتحان پاس کر کے بیٹھے ہوئے ہیں انہیں موقع دیا جائے ۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ بعد میں آنے والوں کو تو موقع دے دیا جاتا ہے اور سابقہ پی ٹی سی پاس نوجوان بیٹھے رہ جاتے ہیں ۔ میں ڈاکٹر صاحب سے خصوصی طور پر گذارش کروں گا کہ تھرڈ ڈویژن کے لیبل کو ختم کر دینا چاہیے ۔ ہر ڈگری یا ڈپلومہ میں ، چاہے وہ میٹرک ہو یا ایف اے ، بی اے اور ایم اے ، ہو کسی بھی سطح پر دو درجوں سے زیادہ نہیں ہونے چاہییں ۔ تھرڈ ڈویژن کا نفسیاتی طور پر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ جہاں بھی جاتا ہے اسے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ تھرڈ ڈویژن ہیں ۔

آپ کسی کام کے نہیں ۔ اس طرح سے نوجوانوں کا یہ قیمتی سرمایہ ضائع ہو رہا ہے ۔ اس طرف ڈاکٹر صاحب خصوصی توجہ فرمائیں ۔

جناب والا سرگودھا کے علاقے میں ٹیوب ویل نہروں کے کناروں پر لگائے جاتے ہیں تاکہ سب سائل واٹر کم کیا جائے وہ سلسلہ اب ختم کر دیا گیا ہے ۔ میں گذارش کرتا ہوں کہ زرعی اور قیمتی رقبے کو درست کرنے کے لیے ٹیوب ویل دوبارہ لگائے جائیں تاکہ سب سائل واٹر ٹھیک ہو جائے ۔ اس سے ہمیں بہت فائدہ ہوگا ۔ اور میں تجویز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ خوراک زراعت اور محکمہ نہر کو علیحدہ رکھنے سے ہماری اقتصادی پوزیشن بہت بری طرح متاثر ہو رہی ہے اور ترقیاتی پروگراموں پر اثر پڑ رہا ہے ۔ ان تینوں محکموں کو ایک وزارت میں ضم کر دیا جائے تاکہ ہماری اقتصادی پوزیشن پر اچھا اثر پڑے ۔ میں ان معروضات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

میسٹر سپیکر ۔ فقیر عبدالمجید خان ۔

فقیر عبدالمجید خان ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب سپیکر ۔ پرسوں چوتھ معزز اراکین نے ایک بات فرمائی ، سب سے پہلے میں اسی سلسلے میں گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ ہمارے قائد پر انہوں نے الزام لگایا کہ انہوں نے صرف عوام کے ساتھ وعدہ خلافی ہی نہیں کی ، بلکہ دھوکہ کیا ہے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ آدمی جب کسی پر الزام لگائے تو کم از کم اپنے گریبان میں تو جھانک کر دیکھیے ۔ جناب والا ۔ میں ان کے بارے میں کچھ ذاتی طور پر جانتا ہوں ۔ ان کا کردار ایسا تھا کہ ان کی بات سن کر ، تاریخ کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے مجھے راسپوٹین یاد آ رہا تھا ، میں زیادہ تو کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔ اگر آوا گون کے مسلک سے ہم تعلق رکھتے تو میں یہ سمجھتا کہ اس کی روح راجہ منور کی حیثیت سے بول رہی ہے اور راسپوٹین یہاں بول رہا ہے ۔ انہوں نے اپنی طرف تو بالکل دیکھا ہی نہیں ۔ اگر میں یہ کہوں کہ راسپوٹین ہر دور میں ہوتے ہیں تو یہ بھی بالکل درست ہے ۔ مجھے صرف راسپوٹین ہی نہیں ، عبداللہ بن ابی بھی یاد ہے ، مجھے میر جعفر اور میر صادق بھی یاد ہے ۔ جب تک وہ رہے ، خدا کی قسم ،

نہ کھور چین سے بیٹھا ، نہ رامے چین سے بیٹھا اور نہ ہی مہران اسمبلی کو کسی نے چین سے بیٹھنے دیا ۔ روزانہ ایک شوشہ ، روزانہ ایک گڑ بڑ ۔ میں ان کا دوست تھا ، مجھے ذاتی علم ہے اور میں حقائق بیان کر رہا ہوں ۔ میں کوئی اتنا بڑا لیڈر بھی نہیں ، کوئی عالم فاضل بھی اتنا بڑا نہیں ، میں حقائق بیان کر رہا ہوں ۔ ان دنوں چین سے نہ بیٹھنے دیا گیا ۔ راجہ صاحب اس وقت تشریف نہیں رکھتے ، کاش وہ ہوتے ، میں اس لیے لمبی بات نہیں کرتا ۔ اسی پر ہی اکتفا کرتا ہوں اور ایک شعر عرض کرتا ہوں ۔ میں کوئی شاعر نہیں ، ممکن ہے اس میں غلطیاں ہوں گی ۔ لیکن میں اس میں دل کی بھڑاس نکال رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ شعر آپ کا ہے ۔

فقیر عبدالمجید خان ۔ نہ جی نہ ، میرا نہیں ۔ توبہ ، میں کوئی شعر نہیں کہتا ۔ عرض ہے :

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں
(تعرہ ہائے تحسین)

تو جناب والا ۔ میں ان کے بارے میں—میں یہاں قائد عوام کے بارے میں بھی عرض کروں گا ۔ انہی کی طرف اشارہ کرکے :

سہارا تھا دوستدار حالی اور اپنے بے گانے کا رضا جو
سلوک اس سے کہیے یہ تم نے تو ہم سے کیا کیا نہ کیجیے گا

یہ مولانا حالی کا شعر ہے ، پہلے شعر کا مجھے پتا نہیں کہ وہ کس کا ہے ۔ یہ مولانا حالی کا ہے ۔ جناب والا ۔ ایک اور بات جو انہوں نے کی ، وہ بھی میرے لیے تکلیف دہ ہے ۔ میں بالکل دھقان سا ہوں ، مگر میں دکھ کی وجہ سے شعروں کے موڈ میں ہوں :

کیا ہوا درد سے حال دل حیراں مت پوچھ
باغ میں کہتی ہے کیا بلبل نالاں مت پوچھ
گل نے کیوں پھاڑ دیا اپنا گریباں مت پوچھ
پوچھنے والے میرا حال پریشاں مت پوچھ

جناب والا ۔ انہوں نے ایک بات پنجاب کے متعلق کہی ہے ۔ میں بھی انتظامی طور پر پنجاب کے صوبے سے تعلق رکھتا ہوں اور یہ میرا ثبوت ہے کہ میں پنجاب سے منتخب ہو کر یہاں آیا ہوں ۔ مگر وہ پنجاب کے ٹھیکیدار کیسے بن گئے ۔ میرے ایک دوست تھے ، پچھلے دنوں ان کی وفات ہوگئی ، بیٹھے ہوئے وہ مجھے یاد آنے لگے ۔

جناب والا ۔ آپ نے مجھے وقت دیر سے دیا ہے ۔ میری طبیعت میں جو غصہ پیدا ہوا تھا وہ ذرا کم ہوگیا ہے ۔ میں نہایت پریشان تھا ، میرے حلقے کی بھی بہت بڑی تکالیف ہیں ، ڈاکٹر صاحب وہاں جا چکے ہیں، میرے غریب خانے پر بھی جا چکے ہیں ۔ مگر میں اسے ایک قومی مسئلہ سمجھتا ہوں ، میں بھی پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں ۔ مگر میں پنجاب کو انتظامی لحاظ سے صوبہ سمجھتا ہوں ، جس طرح ایک ضلع یا ایک تھانہ ہوتا ہے ، اسی طریقے سے ، یا جس طرح کوئی آدمی قبیلوں سے پہچانا جاتا ہے ۔ قبیلہ اس لیے نہیں کہ کوئی سید ہو تو وہ کسی سے بڑا ہے ۔ میرا یہ خیال نہیں کہ سید بڑا ہے ، یا پٹھان یا کوئی چوھدری یا کوئی ملک بڑا ہے ، میں ایک مسلمان ہوں اور خدا کی قسم ، میں یہ دیانت امانت سے سمجھتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب آخری خطبہ فرمایا ، تو انہوں نے اس آخری خطبے میں فرمایا کہ عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ۔ میں اگر غلطی کروں تو معاف رکھنا ، عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں اور نہ ہی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل ہے ، نہ ہی کالے کو گورے پر فوقیت حاصل ہے اور نہ ہی گورے کو کالے پر فوقیت حاصل ہے ، نہ کسی ایک زبان والے کو دوسری زبان والے پر فوقیت حاصل ہے ۔ مرحوم رائے عبدالوھاب خان جن کا میں ذکر کر رہا تھا ، مجھے یاد آ گئے، وہ مہاجر ہیں ۔ جب سے پاکستان بنا ، وہ میرے پڑوس میں آ کر آباد ہوتے ہیں ، وہ ایک کہانی سنایا کرتے تھے ۔ جب وہ ہندوستان سے مہاجر ہو کر اس طرف آئے وہ اپنی بات سنایا کرتے تھے ۔ ایک دفعہ میں ان کے ساتھ بجلی کے سلسلے میں بنوں کی طرف سفر کر رہا تھا تو خدا کی قسم ، معلوم نہیں کتنے میلوں تک، جتنے بھی اس موٹر میں ساتھی تھے ، وہ روتے چلے گئے ۔ کیا جتنے والدین اپنے بچوں سے محروم ہوگئے ، اپنی عزتوں ، بیٹیوں سے محروم ہوگئے ، جتنے

بھائی اپنی بہنوں سے محروم ہوگئے ، انہوں نے پنجاب کے لیے قربانی دی تھی ؟ خدا کے لیے مجھے بتائیے ، جس پنجاب سے وہ آئے تھے ، کیا وہ پنجاب نہ تھا ؟ وہ بھی پنجاب تھا ۔ تو پھر میں یہاں گزارش کروں گا کہ خدا کے لیے ان بتوں کو توڑئیے ۔ یہ پنجاب بھی ایک بت ہے ، یہ سندھ بھی ایک بت ہے ۔ ان بتوں کو توڑئیے ، اللہ کے نام پر ، میری آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ اس پر ہمدردانہ غور فرمائیں ۔ ہم سب مسلمان ہیں ، ہم سب بھائی ہیں ، کسی کو کسی پر کوئی ترجیح نہیں ۔ جس کے اعمال اچھے ہیں ، جس کا ایمان اچھا ہے ، جو اچھے کام کرتا ہے ، وہ اچھا ہے ۔ میں تو درویش خدا مست ہوں :

درویش خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی
گھر میرا نہ دلی ، نہ بخارا ، نہ سمرقند

نہ مجھے وزارت کی امید ہے ، نہ میں کوئی وزیر بننا چاہتا ہوں ، نہ پارلیمانی سیکرٹری بننا چاہتا ہوں ، نہ میں کوئی بولین پر سیکرٹری بننا چاہتا ہوں ۔ یہ اللہ کا کرم ہے ، احسان ہے ۔ یہ میرے لیے بڑا ہی اعزاز ہے کہ میں یہاں اس معزز ایوان میں پہنچ گیا ہوں ۔ میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں :

دیدار کے قابل کہاں میری نظر ہے
یہ ان کی عنایت ہے کہ رخ ان کا ادھر ہے

ان کی عنایت سے میں ادھر آیا ہوں ۔

(جناب سپیکر نے گھنٹی بجائی)

مسٹر سپیکر ۔ گھنٹی کا بجنا اس امر کی علامت ہے کہ دس منٹ ہوگئے ہیں ۔

فقیر عبدالمجید خان ۔ آپ نے گھنٹی بجائی تو میں پریشان ہوگیا ۔ خدا کے لیے ایسا نہ کریں ، میں نے تو ابھی بہت سوں کو خراج تحسین پیش کرنا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کچھ مسائل پر بھی آئیے ناں ۔

فقیر عبدالمجید خان ۔ میں مسائل کی طرف بھی آتا ہوں ، لیکن پہلے

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا ضلع 1901ء میں بنا ، ضلع میانوالی اس سے پہلے بنوں تھا ۔ جناب والا ۔ 1901ء میں ہمارا ضلع بنا ، تو 1901ء سے لے کر 1971ء تک ہماری حکومت نہ تھی ۔ میں کسی اور کی بات نہیں کرتا ، میں کوئی بڑا سیاستدان نہیں ہوں ۔ یہ بات ریکارڈ میں موجود ہے کہ میرے حلقہ انتخاب کے اندر جو کام 70 سال میں نہیں ہوئے ، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں ، وہ ان ساڑھے چار سالوں میں ہوئے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ وہاں آئیے اور آ کر دیکھیے ، آپ وہاں آ کر ملاحظہ کر سکتے ہیں ۔ وہاں ان دنوں میں جو کام ہوا ہے وہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا ۔

مجھے جناب سپیکر ، آپ کا ڈر ہے ۔ میرے پاس ریکارڈ ہے ، لیکن ڈھونڈھنے میں دیر ہو جائے گی ۔ میں نے بڑی لمبی تقریر تیار کی تھی ، لیکن آپ نے ڈرا ڈرا کے بہت ساری تقریر مجھے بھلا دی ہے ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ان دنوں میں پانچ ہائی سکول وہاں بنائے گئے ہیں ۔ آٹھ مڈل سکول بنائے گئے ہیں اور پچاس پرائمری سکول بنائے گئے ہیں ، دو ہیلتھ سنٹر کھولے گئے ۔ میں اپنے حلقے کی بات کر رہا ہوں ، ان ہیلتھ سنٹروں کے ساتھ آٹھ سب ہیلتھ سنٹر کھولے گئے جو کہ دیہات کے اندر پھیلے ہوئے ہیں ۔ کئی میل تک پختہ سڑکیں بنائی گئی ہیں جو کہ ایم ایم روڈ کے متوازی ہیں ۔ ایم ایم روڈ ایک بہت بڑی سڑک ہے جیسے یہ ہماری جی ٹی روڈ ہے ، تو اس کے متوازی اور دوسری اس میں خوبی یہ ہے کہ وہ دو تحصیلوں بھکر اور میانوالی کو آپس میں ملاتی ہے ۔ اس کے علاوہ ایک درجن کے قریب نہروں کے پل بنائے گئے ہیں ۔ نہروں کے اوپر مختلف راستوں پر دیہات کے اندر پلیاں بنائی گئی ہیں ۔ زرعی اصلاحات کے تحت 1387 مزارعین اور خاندانوں کو زمین دی گئی ہے ۔ 2076 کنبوں کو پانچ مرلے سکیم کے تحت زمین دی جا چکی ہے ، تھوڑی سی بقایا ہے جس کے کاغذات بالکل تیار ہیں ۔ یہ بالکل ہی میں نے مختصراً عرض کیا ہے ۔ اگر مجھے آپ کی گھنٹی کا خوف نہ ہوتا تو اور بھی بڑی تفصیل میرے پاس موجود ہے ، اور بہت سے کام ہیں جن کا میں جلدی میں ذکر نہیں کر سکا ۔ واٹر سپلائی کی سکیم بن رہی ہے اور کئی بہت سی سکیمیں ہیں ۔ سب سے بڑی ایک سکیم ہے جو اربوں روپے سے میرے حلقہ انتخاب میں بن رہی ہے اور میرے حلقہ انتخاب کو یہ شرف حاصل ہے کہ اتنی بڑی سکیم بنائی گئی ہے ۔ مگر میں اس کو قومی مفاد کے تحت بیان نہیں کرتا

ویسے کسی نہ کسی طرح سے ہمارے مخالفین کو علم ہو جائے تو ہو جائے ، اربوں روپے کی یہ سکیم میرے حلقے کے لیے بنائی گئی ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کے لیے تعاون کریں گے ۔

جناب والا ۔ میرے کچھ مطالبات بھی ہیں ، کچھ مسائل بھی ہیں ۔ مسائل کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس کے اوپر ہمدردانہ غور فرمالیں ، پوری توجہ کے ساتھ کیونکہ :

شاعروں کے ہیں سب انداز سخن دیکھے ہوئے
درد مندوں کا ہے دکھڑا سب سے الگ

جناب والا ۔ کالج کے لیے عرصہ دراز سے میں منت کر رہا ہوں ۔ میرے بال بھی اب سفید ہو گئے ہیں اور میں اب بڑھاپے کی طرف دوڑ رہا ہوں ۔ سن 1960ء سے میں کالج کے پیچھے لگا ہوا ہوں ، گیارہ ہائی سکول میں نے گرد و نواح میں بنوا دیے ہیں ۔ سیاسی ، سماجی ، تعلیمی اور ہر لحاظ سے جو میرے استاد تھے ، انہوں نے یہ بتایا تھا کہ کالج کے لیے مت سوچو ، کالج کے لیے پہلے ہائی سکول بنانے پڑیں گے اور ہائی سکول بنانے کے لیے پہلے مڈل سکول بنانے پڑیں گے اور مڈل سکولوں کے لیے پہلے پرائمری سکول بنانے پڑیں گے ۔ تو آپ اندازہ لگائیں ، میں نے پہلے پرائمری سکول بنائے جو لاتعداد ہیں ۔ میرے حلقہ نیابت میں اب کوئی ایسا دیہات نہیں جہاں میں پرائمری سکول بناؤں ، مڈل سکول کے لیے اور نہ ہی ہائی سکول کے لیے کوئی جگہ ہے ۔ اب کالج بنانا چاہتے ہیں اور کالج مفت نہیں بنتا ، اس کے لیے مکان دینے کے لیے تیار ہوں ، اس کے لیے زمین دینے کے لیے تیار ہوں ۔ میرا وہاں اپنا ذاتی مکان ہے ، وہ دینے کے لیے تیار ہوں ، وہاں 1954ء سے گورنمنٹ کی ایک بلڈنگ کھڑی ہے ۔ لاکھوں روپے کی لاگت سے اسے تیار کیا گیا تھا ، لیکن وہ اس وقت تک کسی بھی کام میں نہیں لائی گئی ۔ ڈاکٹر صاحب اس بلڈنگ کو دیکھ چکے ہیں ، منہاس صاحب جو ہمارے وزیر جنگلات ہیں وہ دیکھ چکے ہیں اور بھی ایک وزیر صاحب دیکھ چکے ہیں ۔ مجھے اس وقت ان کا نام یاد نہیں آ رہا ، تو یہ ارا کین اور وزرا جو اسی اسمبلی کے اسی ایوان کے ہیں وہ دیکھ چکے ہیں ۔ جو بلڈنگ میں دینے کے لیے تیار ہوں اس میں ٹیلیفون بھی لگا ہوا ہے ، بجلی بھی لگی ہوئی ہے ، آگے گراؤنڈ بھی ہے اور محکمہ تعلیم کے بھی اس

کے لیے سفارش کر رکھی ہے ۔ 1970ء سے آپ کی سمری میں بھی آ چکی ہے ، تو خدا کے لیے رحم کیجیے ، خدا کے لیے رحم کیجیے ۔ ڈاکٹر صاحب ، آپ اس کے اوپر کوئی فیصلہ فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات کافی واضح ہو گئی ہے ، اب آپ آگے بھی تو چلیں ۔

فقیر عبدالمجید خان ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ پہلاں کے اندر ایک شوگر مل تھی اور جگہ بھی شوگر ملیں لگ رہی ہیں وہاں دو سال سے انہوں نے اکھاڑ لی ہے ۔

ایک فاضل رکن ۔ گنا نہیں ہوگا ۔

فقیر عبدالمجید خان ۔ گنا ؟ آ ہا ہا ، بہت ظلم کیا آپ نے ، بہت زیادہ گنا ہوتا ہے ۔ ہم یہ شوگر مل کو آج سے پندرہ سال سے پہلے صرف ایک پہلاں سے سات لاکھ من گنا دیتے رہے ہیں ۔ دوسری میری درخواست یہ ہے کہ ٹیوب ویلوں کے لیے جو سب سیڈی دی جاتی ہے وہ بجلی کے اوپر بھی دی جائے ۔ جہاں پانی کی کمی ہے مہاڑ کا علاقہ ہے جو پہاڑی علاقہ ہے وہاں ٹربائینیں لگتی ہیں ، ڈیزل انجن پانی نہیں کھینچ سکتا ۔ موسیٰ خیل ترمنڈی ، چھدرو اور کئی علاقے بھی ایسے ہی ہیں ۔ موسیٰ خیل کے اندر واٹر سپلائی کی سکیم پر شاید دس لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں ، لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا ۔ اس کی انکوائری کرائی جائے اور وہاں اس علاقے میں ہینڈ پمپ بھی دیے جائیں ۔

جناب والا ۔ میانوالی میں تیز رفتار گاڑی ریل کار چلتی تھی ، اسے شٹل ٹرین میں تبدیل کر دیا گیا ہے ۔ یہ ایک واحد ریل تھی جو تیز رفتار تھی ۔ آپ مرکزی حکومت سے درخواست کریں ، ڈاکٹر صاحب اس بات کو نوٹ کریں اور آپ کم از کم سینئر منسٹر کی حیثیت سے ہی مرکزی حکومت سے سفارش کر دیں کہ اس ٹرین کو بحال کیا جائے ۔ تھل نہر کا میں ذکر کروں گا کہ دو ہفتے سے ٹوٹی ہوئی ہے ، گرمیوں کا موسم ہے ۔ خدا کا شکر ہے کہ کچھ بارش ہو گئی ہے ورنہ گنا سارے کا سارا میرے حلقے کا غرق ہو جاتا ۔ یہ نہر کوٹ ادو تک جاتی ہے اور خوشاب کو بھی وہ تھل پروجیکٹ کے

تحت سیراب کرتی ہے ، وہ دو ہفتے سے ٹوٹی ہوئی ہے مگر اس میں مجھے کوئی شکایت نہیں ۔ جناب دریشک صاحب بہت مستعدی سے کام کر رہے ہیں ۔ میری گزارش صرف یہی ہے کہ کلن سے 1954ء کے ایک انجینئر تھے ، ان کی رپورٹ کے مطابق اور ان کی رپورٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے اوپر کام کیا جائے ۔

جناب والا ۔ ایک میری گزارش یہ ہے کہ سکول کے جو ہیڈ ماسٹر ہیں ان کا مطالبہ جائز ہے ۔ ان کو بھی لیکچراروں کے مطابق پانچ اضافی ترقیاں دی جائیں یہ میری تجویز بھی اور مطالبہ بھی ، اب میرا خیال ہے کہ میں کچھ خراج تحسین کی طرف آؤں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب ، وہ آپ پرالیوٹ طور پر وصول کر لیں ۔

فقیر عبدالمجید خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی میرے حلقے میں ترقی یا کامیابی ہوئی ہے وہ پچھلے ستر سال میں بھی نہیں ہوئی ۔ اس میں سب سے بڑا حصہ قائد عوام کا ہے جن کی ولولہ انگیز قیادت میں ڈاکٹر صاحب اور ہم سب لوگ مل کر چل رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ عوام بڑے مطمئن ہیں ۔ بہت سی پالیسیوں کا فاضل ارکان نے ذکر کیا ہے ۔ میں ان کو دھرانا نہیں چاہتا ، بلکہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں :

سعی سے اکتانے اور محنت سے کترانے نہیں
جھیلتے ہیں سختیوں کو سخت جانوں کی طرح
شادمانی سے گزرتے اپنے آپے سے نہیں
غم میں رہتے ہیں شگفتہ شادمانوں کی طرح

یہ میں قائد عوام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا ٹائم ختم ہوگیا ہے ۔

فقیر عبدالمجید خان ۔ جناب سپیکر ۔ ابھی تو مجھے آپ کو خراج عقیدت پیش کرنا ہے ۔ اپوزیشن کے لیے کہہ رہا ہوں :

ان کے غصے میں ہے دل سوزی، ملامت میں ہے پیار
مہربانی کرتے ہیں نا مہربانوں کی طرح
طعن سن کر احمقوں کے ہنستے ہیں دیوانہ وار
دن بسر کرتے ہیں دیوانوں میں جانوں کی طرح

جناب والا ۔ آپ کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں ، اتنے سال گزر گئے ۔ خدا جانے پھر ملاقات ہو یا نہ ہو ، آپ نے بہت اچھا وقت گزارا ہے ۔ بہت ہی مہربانی اور شفقت کے ساتھ ، میرے جیسے دھقان کی بھی آپ نے باتیں سنیں ، نرم بھی سنیں اور گرم بھی ، خدا نے آپ کو ان شرارتوں سے محفوظ رکھا ۔ بجٹ تو میں بھی پیش کر دیتا ، لیکن میں ڈاکٹر صاحب کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے ۔ ان کے کردار کی وجہ سے ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ، یہ ان جھنجھٹوں میں نہیں آئے ۔ میں ان کو ذاتی طور پر جانتا ہوں، ڈاکٹر صاحب سمجھے نہیں جاتے ، نہ ہی سارے ممبران کو جان سکتے ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب نے بے مثال فراست ، متانت ، حوصلہ مندی اور کردار سے کام لیا ہے ۔ انہیں اب بھی کافی چکر دیے گئے ہیں کہ آپ اب بھی وزیر اعلیٰ بن رہے ہیں ، یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے، مگر خدا کی قسم ، میں انہیں دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ کہیں ان کو نظر نہ لگ جائے ، انہوں نے کافی کام کیے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں بالکل مختصراً عرض کروں گا ، میں اب یہی کہنے والا ہوں :

یہی کچھ ہے ساقی متاع فقیر
اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر

جناب والا ۔ میں تھوڑا پڑھا ہوا ہوں ، درمیان میں مجھے پریشان کرتے ہیں اور سارا سلسلہ سوچ کا ختم ہو کر رہ جاتا ہے ، میرا سارا محل گر جاتا ہے ۔ شیخ چلی کی طرح میں جو محل بناتا ہوں وہ سارے دھڑم سے گر پڑتے ہیں ۔ آخر میں میں قائد عوام کی خدمت میں شعر پیش کرتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ خدا کا فضل و کرم ہے ، مجھے کوئی لالچ نہیں ۔ کچھ مانگتا بھی نہیں ، البتہ اپنے حلقے کے لیے کچھ نہ کچھ مانگتا بھی رہتا ہوں ۔ مجھے اللہ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے ، معلوم نہیں یوم حساب کو حساب بھی دے سکیں گے یا نہیں ۔ البتہ میری یہ ذاتی رائے ہے کہ قائد اعظم کے بعد پھر میرا ولولہ جاگ رہا ہے ۔ میرے اندر کا جذبہ بڑھ رہا ہے اور وہ صرف قائد عوام ، ان کی محنت اور ان کے جذبے کی وجہ ہے ۔ میں جوانی سے بڑھاپے کی طرف جا رہا ہوں ، مگر اندر سے پھر میں جوان ہو رہا ہوں اور میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں کچھ عرصہ مزید کام کروں ۔ ایک شعر پڑھ کر

میں ختم کرتا ہوں :

سمجھتے نہیں اس میں جان اپنی جان کو
وہ مر مر کر رکھتے ہیں زندہ جہان کو

مسٹر سپیکر ۔ میاں ظہور احمد ۔

میاں ظہور احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میں ڈاکٹر صاحب کو متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ ڈاکٹر صاحب کے متعلق میرے بھی وہی جذبات ہیں جن کا اظہار جناب سرور جوڑا صاحب نے اس ایوان میں کیا ہے ۔

جناب والا ۔ مسلمانان برصغیر نے قائد اعظمؒ کی قیادت میں پاکستان کے قیام کا ایک مطالبہ کیا اور عوام نے قائد اعظمؒ کی ایک آواز پر لبیک کہتے ہوئے ، ہر قسم کے مسائل کو جھیلتے ہوئے یہ ملک پاکستان قائم کیا ۔ اس وقت یہ کہا جاتا تھا کہ پاکستان کا قیام ایک ناممکن بات ہے ، لیکن مسلمانوں نے اپنی جدوجہد سے یہ ثابت کر دیا کہ جب مسلمان متحد ہو جاتے ہیں تو ان کے سامنے کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی ۔ قیام پاکستان کے سلسلے میں ہندوستان کے مسلمان بھی جو ادھر رہ گئے ہیں ، پیش پیش تھے اور ان کا یہ خیال تھا کہ جب یہ مملکت قائم ہو جائے گی تو یہ ایک اسلامی مملکت ہوگی اور ایک مضبوط ترین ملک ہوگا ۔ اس کی مضبوطی کے بل بوتے پر ہندوستان میں رہتے ہوئے بھی ہم اچھی زندگی گزار سکیں گے اور وہ ہماری تکالیف کا بھی خیال رکھیں گے ۔ پاکستان قائم ہوگیا اور مہاجرین کا ایک جم غفیر ، ایک سیلاب آیا ، بہت سے مسائل یہاں آئے اور ان کے لیے بھی بہت کام کرنا پڑا ، یہ مراحل ابھی ختم نہ ہوئے تھے کہ قائد اعظمؒ وفات پا گئے ۔ اس کے بعد قائد ملت بھی شہید کر دیے گئے ۔ اس کے بعد بجائے اس کے کہ ہم اس کی فلاح اور مضبوطی کے لیے کام کرتے ، ہم نے وہ کام سرانجام نہ دیے ۔ صاحب اقتدار لوگ مخلاتی سازشوں میں گرفتار ہوگئے اور غریب عوام ظلم و ستم کی چکی میں پستے رہے ۔ حتیٰ کہ 1958ء میں مارشل لاء نافذ ہوگیا اور آمریت کا دور شروع ہوگیا ، اس دور میں بھی عوام ظلم و ستم کی چکی میں پستے رہے ۔ حتیٰ کہ قائد عوام نے محسوس کیا کہ اس ملک کے قائم کرنے

کے اصل مقاصد کیا تھے اور انہوں نے ملک کی خدمت کرنے کا ایک عزم کیا اور وہ پیپلز پارٹی کا قیام عمل میں لائے۔ اس کے بعد خاص طور پر غریب عوام ان کا منشور دیکھ کر اس پارٹی میں شامل ہوگئے۔ جوں جوں قائد عوام کی شہرت اور طاقت بڑھتی گئی، دوسری جماعتیں بوکھلاتی گئیں اور انہوں نے بھی وہی باتیں کہنی شروع کر دیں، لیکن عوام کو دوسری جماعتوں پر قطعاً کوئی اعتماد باقی نہ رہا اور قائد عوام کو اپنا قائد تسلیم کرتے ہوئے عام انتخابات میں بھرپور طریقہ سے کامیاب کیا۔

جناب والا۔ مجھے ایک واقعہ یاد ہے کہ جب ہم عام انتخابات پر ووٹ مانگنے کے لیے گئے تو جیسا کہ آپ جانتے ہیں شہروں میں تو بڑے بڑے جلسے ہو جاتے ہیں، دیہاتوں میں اتنے جلسے نہیں ہوتے۔ وہاں دیہات دیہات جانا پڑتا ہے، شام کا وقت تھا، ہم ایک گاؤں میں گئے تو ہم گھر گھر چکر لگا رہے تھے، کوئی ہماری سنتا تھا اور کوئی نہ سنتا تھا۔ مغرب کا وقت تھا، ایک آدمی ننگی چارپائی پر لیٹا ہوا تھا، اس کی عمر تقریباً ستر سال ہوگی۔ وہ حقہ پی رہا تھا، رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ میں اور میرے دوسرے ساتھیوں نے اس سے کہا، بابا ہم ووٹوں کے لیے پھر رہے ہیں، آپ ہمیں ووٹ دیں۔ وہ کہنے لگا، ووٹ میں بھٹو کو دوں گا۔ میں نے کہا ہم بھی اس کی پارٹی کے آدمی ہیں، انہوں نے ہمیں ٹکٹ دیا ہے۔ کہنے لگا کہ ہم تمہیں نہیں جانتے ہیں، تم کیا ہو، کون ہو، کیا کرتے ہو، ہم آپ سے واقف نہیں، مگر ہم ووٹ جناب ذوالفقار علی بھٹو کو دیں گے۔ میں نے کہا، آپ کی مہربانی، ہم اس کی پارٹی ہی کے آدمی ہیں۔ لیکن جب ہم آگے چلنے لگے تو اس نے کہا کہ بات سنو، ووٹ ہمیں پاکستان پیپلز پارٹی کو دینے ہیں، لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو سے غداری نہ کرنا۔ یہ اس آدمی کی بات ہے جو کہ میرے خیال میں ان پڑھ تھا۔ ہم اسے جاہل سمجھتے ہیں، لیکن وہ جاہل نہ تھا، باشعور انسان تھا، یہ شعور غریب عوام کو قائد عوام نے بخشا ہے۔ اس کی بات میرے دل میں اتر گئی۔ کئی واقع آئے ہیں، لیکن اس شخص کی بات آج ہم نہیں بھولے، ہم قائد عوام کی وجہ سے آئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے ابھی ووٹ ہوں گے، لیکن میجارٹی میں ہمیں ووٹ قائد عوام کے نام پر اور ان کی اس جدوجہد کی وجہ سے ملے

ہیں ۔ جو عقیدت عوام کو صرف قائد عوام کے ساتھ ہے اس کی بنا پر ہمیں ووٹ ملے ہیں ، آج تک ہم اپنے قائد کے وفادار رہے ہیں اور رہیں گے ۔ کیونکہ عوام جو کچھ چاہتے ہیں ، ہمیں اس کی قدر ہے ، ہمیں عوام کی امنگوں پر عمل کرنا ہوگا ۔ ایک بات اور ہے ، ہمیں ٹکٹ نہ ملا تھا ، میں نے اپیل کی ، کراچی سے مجھے ٹکٹ ملا ۔ میں اپنے گاؤں میں آیا ، ہمارے گاؤں میں پچاس ساٹھ گھر قصابوں کے ہیں ۔ میرا خیال تھا کہ میں صبح سویرے ان کی طرف جاؤں گا ، اور انہیں ووٹ کے لیے کہوں گا ۔ قدرتی طور پر ان کا ایک سرکردہ آدمی فجر کی نماز کے بعد میرے پاس کسی کام کی غرض سے آیا ۔ میں نے کہا کہ میں تو ابھی تیری طرف آنے والا تھا ۔ کہنے لگا کیوں ، خیریت تو ہے ؟ میں نے کہا کہ مجھے ٹکٹ مل گیا ہے ۔ اپنے گاؤں میں تو میں کسی کو کچھ کہنے سے رہا ، کیونکہ باہر دیہاتوں میں جانا ہوگا ۔ آپ اپنی برادری سے کہیں ، تو وہ کھل کھلا کر ہنسا اور اس نے کہا کہ کسی کے پاس ووٹ کے لیے جانے کی ضرورت نہیں ۔ ہم سب علاقے کے غریب لوگوں نے قرآن کریم پر قسم کھا کر یہ عہد کیا ہوا ہے کہ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے ، ہم ووٹ قائد عوام کو دیں گے ، چاہے کچھ بھی ہو جائے ۔ اس نے مجھے مزید یہ بات کہی کہ ہمارے اور آپ کے پچاس ساٹھ سال کے دیرینہ مراسم ہیں ، آپ کے والد کے ہم پر احسانات ہیں ۔ اس نے کہا ، خدا کی قسم اگر تو بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے کھڑا نہ ہوتا تو ہم تمہیں ووٹ نہ دیتے ۔

جناب والا ۔ یہ تو جنرل الیکشن کی بات ہے ۔ قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات اور قائد ملت لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد پاکستان میں آمریت اور طوائف الملوکی کا دور رہا ، اس کا انجام یہ ہوا کہ ملک دو ٹکڑے ہوگیا ۔ اس میں ہم سب کا قصور ہے ، ہم اس ملک کو ایک مردہ جانور کی طرح کھاتے رہے ۔ ہم نے اس کی ترقی ، خوشحالی اور مضبوطی کی طرف کوئی دھیان نہ دیا ۔ گدھوں کی طرح ، جو مردار جانور کھاتی ہے ، ہم کھاتے رہے ۔ ہم انفرادیت میں کھو گئے اور اجتماعی نظریہ کا فقدان ہوتا چلا گیا ۔ ہم انفرادی سوچ میں جیتے رہے ، حتیٰ کہ ملک دو ٹکڑے ہوگیا ۔ جناب والا ۔ ہماری بقا اسی میں ہے کہ ہم اجتماعی طور پر سوچیں ۔ ہماری سوچ ہمیشہ یہ ہونی چاہیے کہ ملک اور قوم کی بقا کس بات میں ہے ۔ ہمارا ہر اقدام ملک کی

بقا اور استحکام کے لیے ہونا چاہیے ، نہ کہ انفرادی طور پر اپنی بقا کے لیے ، جب تک ہم اس نظریے پر کام نہیں کریں گے ، یہ ملک ترقی نہیں کر سکے گا ۔

جناب والا ۔ جب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک کی باگ ڈور سنبھالی ، تو اس وقت جو ملک کی حالت تھی وہ سب پر عیاں ہے ۔ انہوں نے شب و روز محنت کر کے ملک کو داخلی اور خارجی طور پر استحکام بخشا ۔ یہ حقیقت ہے ، صرف ہم ہی نہیں ، بلکہ بیرونی دنیا کے لوگ بھی اور دانشور بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ قائد عوام کی شب و روز محنت کا نتیجہ ہے کہ یہ ملک داخلی اور خارجی طور پر مستحکم سے مستحکم تر ہوتا جا رہا ہے ۔ ہمارے دشمن بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں ، لیکن جو لوگ دن بدن پاکستان کو کمزور کرنے کی باتیں کر رہے ہیں ، تعصب پھیلا رہے ہیں اور سب کچھ اقتدار حاصل کرنے کی خاطر کر رہے ہیں ، اپنے ذاتی اقتدار کی خاطر جو وہ اقدامات کر رہے ہیں ، وہ غلط ہیں اور منفی انداز فکر کے نتائج اچھے نہیں ہوتے ۔ ہمیشہ ہر شخص کو مثبت انداز فکر سے سوچنا چاہیے ۔ میں یہی کہوں گا کہ منفی انداز فکر رکھنے والے کو سختی سے کچل دیا جائے ۔ یہ بہت ضروری ہے ، کیونکہ اب ہمارا ملک مزید مصائب کا متحمل نہیں ہو سکتا ۔ ہمیں اب اس ملک میں زندہ رہنا اور عوام کو خوشحال بنانا ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنے علاقے کے ترقیاتی کاموں کی طرف آتا ہوں ۔ قائد عوام نے شروع شروع میں ہم ممبران کو لائل پور میں یہ فرمایا کہ اپنے اپنے حلقوں میں رہیں اور اپنے علاقے اور غریبوں کے مسائل حل کرنے کی کوشش کریں اور کہا کہ یہ تمہارا فرض ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ جو ممبر اپنے علاقے کی فلاح کے لیے کام نہیں کرتا ، اس کے علاقے میں ترقی نہیں ہو سکتی ۔ اس حکم پر میں نے عمل درآمد کی کوشش کی اور اس کے مثبت نتائج برآمد ہوئے ۔ سب سے پہلے ساڑھے چار میل سڑک کوٹدر والا سے بطرف گوجرہ مکمل ہو چکی ہے ۔ 6 میل سڑک تندیاں والا بنگلہ سے بطرف کلیاں والا زیر تکمیل ہے ، وہ جون تک مکمل ہوگی ۔ منجھلہ باغ سے دو میل سڑک ہے اور دو میل بقایا ہے ۔ کلیاں والا سڑک 77 - 1976 کے ہیلپ ورکس پروگرام یا ڈسٹرکٹ

کونسل کے بجٹ میں انشاء اللہ منظور ہوگی ۔ اس کے علاوہ میرے حلقے میں دو ہیلتھ سنٹر ہیں ، جن کے ساتھ چار چار سب ہیلتھ سنٹر اس دور میں مکمل ہوئے ہیں ، دو گرلز ہائی سکول مکمل ہوئے ہیں ۔ اس کے علاوہ تندیاں والا اور مریڈ والا روڈ قصبہ ماموں کانجن سے on either side of drain گزرتی ہے اور ایک لنک روڈ ایک میل لمبی تعمیر ہوئی ۔ اس drain پر عوام کی سہولت کے لیے bridges ڈیڑھ لاکھ روپے سے تعمیر ہوئی ہیں ۔

جناب والا ۔ یہ خاص اہمیت کے کام ہیں جو اس دور میں ہوئے ہیں ۔ اس کے علاوہ پرائمری سکولوں کا قیام ، ان کی عمارتوں کی تعمیر ، پلیاں ، لنکے ۔ یہ تو چھوٹے چھوٹے کام ہیں جو اس دور میں ہوئے ہیں ۔ پرائمری سکول تو کافی تعداد میں قائم ہوئے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ ہمارے جو مسائل ہیں وہ بھی میں اس ایوان میں بیان کرنا چاہتا ہوں ۔ پیشتر اس کے کہ میں اپنے مسائل کے بارے میں کچھ عرض کروں میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو اور حکومت پنجاب کا اپنے حلقے کے عوام کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرے پسماندہ علاقے پر خاص توجہ دی گئی ۔ لیکن پوری توجہ دینے کے باوجود اس علاقے کے مسائل حل نہیں ہوئے ، کیونکہ وہ لائلپور سے دور افتادہ علاقہ ہے اور وہاں پر پہلے ہی سے وسل و رسائل کا بالکل انتظام ہی نہ تھا ۔ وہاں پر تعلیم کا انتظام بالکل ہی نہ تھا ۔ میڈیکل سہولتیں بھی نہ تھیں جو اب اس دور میں حاصل ہوئی ہیں جن کے لیے ہمارے علاقے کے لوگ پیپلز پارٹی اور قائد عوام کا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ میں اس ایوان کو بتانا ہوں کہ جب ہم ٹوبہ ٹیک سنگھ میں الیکشن کے وقت کام کر رہے تھے تو وہاں کے لوگ ہم سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا وجہ ہے کہ آپ کے علاقے میں اتنے کام ہوئے ہیں وہ حمزہ صاحب کے مرید ہیں جو اس اسمبلی میں اپوزیشن کے ممبر رہے ہیں ۔ میں نے انہیں کہا کہ ممبر کا صرف یہی فرض نہیں ہوتا کہ اسمبلی میں جا کر گورنمنٹ کے خلاف تقریر کر دے اور جائز و ناجائز کاموں کا مرتکب ہو اور حکومت پر الزام لگاتا رہے ۔ ممبر کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے علاقے کے عوام کی خوشحالی اور بہبود کے لیے کام کرے ، ان کی ضروریات اور مسائل کا بھی ذکر کرے ، ان کے لیے کوشش کرے اور حکومت کی توجہ رفاہی کاموں کی طرف دلاتا رہے

صرف تقریر کر دینے سے آپ لوگوں کو خوش نہیں رکھ سکتے ۔ آج وہ لوگ محسوس کر رہے ہیں اور مجھے کہہ رہے ہیں کہ ہم سے غلطی ہوئی کہ ہم نے حمزہ صاحب کو ممبر بنایا ۔ اس علاقے میں حقیقتاً کوئی بھی ترقی کا کام نہیں ہوا صرف ایک ہائی سکول قائم کیا گیا ہے اور وہ بھی قائد عوام کی مہربانی سے ۔ اب ان لوگوں کی تکالیف کو دور کرنے کے لیے وہاں پر ایک کالج بنایا گیا ہے اس کے لیے بھی وہ پیپلز پارٹی کے مشکور ہیں ۔ وہ میرے پاس کئی بار اس کا ذکر کر چکے ہیں اور اب وہ چاہتے ہیں کہ کسی ایک آدمی کو آگے لائیں جو قائد عوام کا ساتھی ہو ۔ وہ اس بات کا کئی بار اظہار کر چکے ہیں ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ان غریب آدمیوں کو جو شعور بخشا ہے اس کے مطابق ان لوگوں کی یہ خواہش ہے کہ ان بچے بھی تعلیم حاصل کر سکیں اور انہیں بھی رسل و رسائل کی سہولتیں میسر ہوں ۔ ان لوگوں کو یہ سہولتیں کیسے میسر آ سکتی ہیں ؟ وہ اسی صورت میں میسر آ سکتی ہیں جب اس حلقے ممبر ان کے مسائل کی طرف پوری توجہ دے اور پوری محنت کرے ۔

جناب والا ۔ میں ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں ۔ میں ایک دفعہ ایک علاقے میں گیا وہاں کچی سڑک تھی اور گرمی کا موسم تھا ۔ میں سفر کر رہا تھا کہ اچانک میری جیپ خراب ہو گئی ۔ میں ایک کنوئیں پر چلا گیا ۔ اس کنوئیں پر چار پانچ آدمی مجھے ملے ، جن کی کوئی زمین نہ تھی ۔ باتوں باتوں میں انہوں نے مجھے کہا کہ آپ ہمارے ممبر ہیں ۔ لیکن آپ نے ہمارے لیے کچھ نہیں کیا ۔ ہمارے پاس رسل و رسائل نہیں ۔ ہمارے پاس کوئی پکی سڑک نہیں ، کوئی ریلوے لائن نہیں ، کوئی طبی سہولتیں نہیں ۔ ہم یہ سب تکالیف تو برداشت کر سکتے ہیں ، مگر تعلیم کی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں میں نے اس وقت کے وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ تمام واقعہ بیان کیا تو انہوں نے اس وقت وہاں پر گرلز مڈل سکول اور ایک مڈل سکول فار بوائز قائم کرنے حکم صادر فرمایا ۔ جب وہاں استانیاں گئیں تو وہ بیچاری وہاں کے نمبرداروں اور زمینداروں کے ہاتھ چڑھ گئیں اور انہوں نے کہا کہ دوڑو ۔ انہوں نے محسوس کیا کہ یہاں پر سکول کی ضرورت نہیں ۔ وہ بیچاری واپس آ گئیں ۔ وہ بہت پرانا ملکیتی قصبہ ہے ۔ وہاں پر سرکاری جگہ نہ تھی ۔ مجھے تو اس وقت پتا لگا جب میرے دوسرے ممبر

نے وہ سکول اپنے گاؤں میں منتقل کروا لیا ۔ میں نے اسے کہا کہ یہ بری بات ہے ۔ میں نے یہ سکول بڑی کوشش سے ان غریبوں کو لے کر دیا تھا ۔ آپ کو یہ منتقل نہیں کرانا چاہیے تھا ۔ آپ بھی ممبر ہیں ۔ آپ کو بھی چاہیے تھا کہ دوسرا سکول منظور کروا لیتے ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنے مسائل کی طرف آتا ہوں ۔ میرے حلقہ ماموں کانجن میں سیوریج سکیم زیر تعمیر ہے اور اس پر بہت سا کام ہو چکا ہے ۔ لیکن وہ قصبے کے ایک حصے میں زیر تعمیر ہے اور قصبے کے دوسرے حصے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ لوگوں کو جو پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ ملے ہیں ، وہ ان تک بھی نہیں گئی ۔ اگر یہ ان پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ حاصل کرنے والوں تک نہ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سکیم کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ میری استدعا ہے کہ اس سکیم کو revise کرنے ، اور پانچ پانچ مرلے کے جو پلاٹ تقسیم کیے گئے ہیں ، ان تک اس سکیم کو پہنچانے کا حکم دیا جائے ۔ اس طرح واٹر ورکس کی بھی مثال ہے ۔ قصبے کا ایک حصہ اس سے مستفید ہو رہا ہے ۔ دوسرے حصے کے لیے ہیلز ورکس کونسل لائلپور نے 1972ء میں اس کی سفارش کی تھی ۔ لیکن وہ آج تک اے ۔ ڈی ۔ پی میں نہیں آ سکی ۔ میری استدعا ہے کہ ماموں کانجن کی طارق کالونی کے لیے واٹر ورکس کے سکیم کے احکامات صادر فرمائے جائیں اور ریوائزڈ بجٹ منگوا کر رقم مختص فرمائی جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں ایک سڑک کا ذکر کروں گا ۔ ایک سڑک سمندری سے ماموں کانجن تک ہونی ضروری ہے ۔ اس کے لیے بھی ڈسٹرکٹ کونسل نے سفارش فرمائی تھی کہ سمندری رجیانہ روڈ کے ساتھ مل سکتی ہے ۔ اس سے فاصلہ بھی کم ہو جائے گا اور وقت کی بھی بچت ہوگی ۔ میری استدعا ہے کہ اس سڑک کو اے ۔ ڈی ۔ پی میں شامل کیا جائے ۔ اس کے علاوہ ایک سڑک ٹنڈیاں والہ سے کمالیہ تک اے ۔ ڈی ۔ پی میں منظور ہے ۔ اس دفعہ بھی اس کے لیے رقم مختص کی گئی ہے اور بجٹ میں اس کے بارے میں لکھا ہوا کہ یہ سڑک کرمانی تک ہوگی ۔ یہ سڑک چوک شاہ رحمے سے کرمانی تک پہلے ہی منظور ہو چکی ہے ۔ یہ تعمیر شدہ ہے اور یہ ڈسٹرکٹ کونسل کی سڑک ہے ۔ میری درخواست ہے کہ وہ رقم جو اس کے لیے مختص کی گئی تھی

اس کو کرمانی سے آگے کالیہ کی طرف صرف کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

مسٹر سپیکر۔ چوہدری محمد اعظم۔

چوہدری محمد اعظم۔ جناب سپیکر۔ تین چار روز سے فاضل اراکین 76 - 1975ء کے بجٹ کی بحث میں اپنے اپنے نقطہ نظر سے حصہ لے رہے ہیں۔ کچھ دوست سیاسی تجزیہ کرتے رہے ہیں اور کچھ اس بجٹ میں مختص کی گئی رقموں پر تجزیہ کرتے رہے ہیں۔ کچھ دوست اس بجٹ کی تعریف میں اچھے انداز سے اور اپنے اپنے نقطہ نظر سے تعریفیں کرتے رہے ہیں اور کچھ دوست مخالفت برائے مخالفت کی بنا پر اس پر تقریریں کرتے رہے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے وقار کے خلاف ہے۔ ہمیشہ دیانتداری سے اس کا تجزیہ کرنا چاہیے۔

جناب والا۔ بجٹ کے ساتھ ساتھ سیاسی نقطہ نظر کا ہونا ایک لازمی جز ہے اور سیاسی استحکام کا بجٹ کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب یا وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا شکریہ ادا کروں، اس بجٹ کا سابقہ سالوں کے حساب سے بلکہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے اور پاکستان کے پہلے کے واقعات سے تجزیہ کیا جائے تو میرے خیال میں زیادہ اچھا ہوگا۔

جناب والا۔ میں اس کے پیش نظر اپنی ناقص عقل کے مطابق اس کی تمہید شروع کرتا ہوں۔ کسی ملک کی معیشت کا دارومدار اس کے سیاسی استحکام پر ہوتا ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری قوم کے لیے ایک راہنما پیدا ہوا جس نے اس متحدہ ہندوستان کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمان قوم کی قیادت کو سنبھالا دے کر اپنی قوم کے لیے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا اور بڑی جلدی منزل مقصود پر پہنچتے ہوئے پاکستان حاصل کیا۔ لیکن ہماری بد قسمتی بھی ملاحظہ ہو کہ ہمارے علمائے کرام اور ہمارے ہی مسلمان بھائی جو اس وقت کانگریسی ہندوؤں کے ہاتھوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ اور ان کے pet تھے یا اپنے نقطہ نظر سے اس پر ایمان رکھتے تھے کہ اس ملک (ہندوستان) کی تقسیم ہونی چاہیے۔ لیکن جب یہ پاک وطن معرض وجود میں آیا

تو وہ لوگ جو اس سے اتفاق نہ کرتے تھے ، انہوں نے بھی اسی جائے پناہ میں آ کر پناہ لی ۔ جناب والا ۔ اس ملک کی بد قسمتی دیکھیے کہ جب یہ معرض وجود میں آیا تو ہمارے عظیم محسن قائد اعظم محمد علی جناح بہت جلد ہم سے جدا ہوگئے ۔ اس کے بعد مسلم لیگ یا جس جماعت نے اس کو معرض وجود میں لانے کی انتھک کوشش کی ان میں بڑے بڑے اچھے لیڈر بھی ہوئے ۔ لیکن جس مسلم لیگ کا ماضی آج شاندار الفاظ میں یاد کرتے ہیں اس مسلم لیگ سے ایسی ایسی غلطیاں سرزد ہوئیں جو ناقابل معافی ہیں ۔ مجھے اس وقت سے آج تک اسی طرح یاد ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ تھا کہ مسلم لیگ کی اسمبلی پارٹی یعنی مسلم لیگ کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے حضرات نے ایک دن میں معرض وجود میں آنے والی ری پبلیکن پارٹی اور اس شخص کے زیر قیادت انہوں نے ووٹ دیا جس نے پاکستان کا پرچم نہ لہرانے دیا ۔ آج وہی لوگ مسلم لیگ کے ماضی پر فخر کرتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں یہ بھی شرم آنی چاہیے کہ اس مسلم لیگ کے لیڈروں نے اپنے ذاتی مفادات کے پیش نظر کچھ ایسے ظلم اس قوم پر کیے اور ایک ایسا سانحہ اس ملک میں واقع ہوا کہ ایک ایسے شخص کی قیادت پر اعتماد کیا گیا اور اس شخص کو ووٹ دیے جس نے پاکستان کا پرچم لہرانے نہیں دیا ۔ اس کے بعد پھر یکے بعد دیگرے سانحے پر سانحہ رونما ہوتا رہا ۔ آج وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مسلم لیگ کے خیر خواہ تھے اور اس ملک کے خیر خواہ تھے ۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے پاکستان بنایا ۔ مجھے افسوس ہے کہ اس پلیٹ فارم سے الگ ہوکر آج مسلم لیگ کا نام لیتے ہیں ۔ جناب والا ۔ کسی سیاسی پارٹی کا تعلق اس کی لیڈر شپ اور منشور کے ساتھ ہوتا ہے وہ مسلم لیگ جس کی لیڈر شپ جب تک قائد اعظم کے ہاتھ میں رہی اور جب تک مخلص لیڈروں کے ہاتھ میں رہی اور اس کا منشور سامنے تھا تو اس مسلم لیگ نے پاکستان حاصل کیا ۔ لیکن اس مسلم لیگ سے جب لیڈرشپ علیحدہ ہوئی اور مسلم لیگ مخلص لیڈرشپ سے محروم ہوگئی اور اغراض کے تحت اس مسلم لیگ کو استعمال کیا گیا تو اس کا انجام یہ ہوا کہ ڈاکٹر خان جیسا آدمی جس نے پاکستان کا پرچم نہیں لہرانے دیا اس نے اس اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ مسلم لیگ کے ممبروں سے حاصل کیا ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد یہاں مارشل لاء نافذ ہوا اور ایوب خان کا دور شروع ہوا ۔ بہت سے لوگ رسماً تعریف کرتے ہیں

لیکن میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے معزز رکن سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایوب خان کے دور میں جو وزیر تھے وہ کون تھے؟

چوھدری محمد اعظم ۔ میں وہی عرض کرنے لگا ہوں ۔ میرے دوست آپ کی باتیں ہم بڑے ٹھنڈے دل سے سنتے رہے ہیں ، اس لیے ہماری باتیں بھی ذرا صبر سے سنیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ منصور صاحب جب آپ کی باری آئے گی تو آپ یہ باتیں کر لیں ۔

چوھدری محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو بلاوجہ خود غرضی کی خاطر کسی کی تعریف یا کسی کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے ہیں ۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ بات میرا کردار ثابت کرے گا ۔ ایوب خان کا دور شروع ہوا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دور میں بھی دو تاریخی واقعات ایوب خان نے کیے ہیں جو مسلم لیگ سے نہیں ہوئے ۔ مسلم لیگ کے لیڈر ایک مجاور کی طرح ایک خانقاہ پر بیٹھ کر کچھ حاصل کر رہے تھے جیسے داتا کے دربار کے مجاور تھے ۔ یہ مسلم لیگ کے لیڈر اپنی اس قوم کے محسن حضرت قائد اعظم کا مقبرہ تک تیار نہ کر سکے تھے ۔ وہ بھی ایوب خان نے بنوایا تھا جس کو یہ گالیاں دیتے تھے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ یہ غلط رنگ میں تاریخ پیش کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بھائی ان کو تقریر کرنے دیں ۔ آپ یہ باتیں اپنی تقریر میں کر لیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ یہ تاریخ کو غلط رنگ میں پیش نہ کریں ۔ ایوب خان کنونشن مسلم لیگ کا صدر تھا ۔ وہ مسلم لیگ کا سربراہ تھا ۔ تو کیا ایوب خان مسلم لیگ میں نہ تھا جس کی معزز رکن تعریف کر رہے ہیں ؟

چوھدری محمد اعظم ۔ وہ بہت بعد میں بنا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تاریخ کے ابھی یعنی ری پبلیکن پارٹی کے حصے پر ہیں۔

چوہدری محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ منصور صاحب شاید اس وقت بچپن میں تھے ۔ انہیں یاد نہیں ۔ میں ان کی سوجھ بوجھ میں اضافہ کر دوں کہ 1964ء میں وہ مسلم لیگ کا ممبر بنا تھا ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ بات یہ ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ممبر بنا تو تھا ۔ (قطع کلامیاں) مسلم لیگ ساریاں دی ماں اے ۔ تے جنیں جنم لینا اے ایہدے وچوں ای لینا اے ۔ تسیں باہر نہیں جا سکدے ۔

چوہدری محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ میں نے پہلے عرض کر دیا تھا کہ کسی پولیٹیکل پارٹی کا انحصار اس کی لیڈر شپ یا اس کے منشور پر ہوتا ہے ۔ اگر وہ غلط ہاتھوں میں جائے تو جماعت نقصان دہ ہوگی ۔ اگر اس کی قیادت صحیح ہاتھوں میں ہوگی تو وہ ملک کے لیے مفید ہوگی ۔ اس کے بعد یحییٰ خان کا دور شروع ہوا اور جن حالات میں جناب قائد عوام نے اس ملک کی باگ ڈور سنبھالی کوئی شخص دیانتداری سے اس سے ناواقف عتیق الرحمن صاحب یہاں کے گورنر تھے اور انہوں نے دربار لگانے کا سلسلہ شروع کیا تھا ۔ ایک دفعہ وہ ہمارے ڈسکہ میں تشریف لے گئے ۔ ڈسکہ میں دربار لگا ہوا تھا ۔ جب ہم ان کے سامنے حاضر ہوئے اور اپنے مطالبات پیش کیا کہ یہاں پر ڈویلپمنٹ کے لیے یہ ہونا چاہیے تو وہ کہنے لگے کہ پیسے کی بات نہ کرو کیونکہ حکومت کے پاس پیسہ نہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی مارشل لا کے دور سے سول گورنمنٹ کو حکومت منتقل ہوتی ہے تو اس وقت قانون کا شیرازہ بکھر چکا ہوتا ہے ۔ قانون کا احترام لوگوں کے دلوں سے اٹھ چکا ہوتا ہے ۔ یہ کتنی بد قسمتی ہے کہ جب جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو حکومت ملی تھی تو اس وقت اس ملک میں پولیس کی پڑتال ہوئی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی بد قسمتی ملک کی کیا ہو سکتی ہے کہ اس ملک کے دشمنوں نے ہر وہ سازش اس حکومت کے خلاف کی تھی جو وہ زیادہ سے زیادہ کر سکتے تھے ۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر اس شخص کو کوئی موقع مل گیا تو یہ اس ملک میں استحکام پیدا کر دے گا ، اس کے پاؤں نہ لگنے دیں اور یہاں اس کی حکومت کو استحکام نہ بخشا جائے ۔

جناب والا ۔ 1973ء میں جو سیلاب آیا ہے اس میں میرے حلقہ انتخابات کے چالیس پچاس دیہات جو دریا کے کنارے واقع ہیں متاثر ہوئے ۔ اس وقت کے وزیر خزانہ محمد حنیف رامے صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے بچشم خود ان دیہات کو دیکھا ۔ اس سے پہلے 1950ء میں سیلاب آیا ۔ 1954ء میں بھی سیلاب آیا تھا ۔ 1957ء میں بھی سیلاب آیا تھا ۔ 1959ء میں بھی سیلاب آیا تھا اور میں تاریخی طور پر حلفاً کہنے کے لیے تیار ہوں کہ اس سے پیشتر وہاں کے لوگوں کی اس قدر سہولت یا امداد نہیں کی گئی تھی جتنی کہ 1973ء میں اس گورنمنٹ لوگوں کی امداد کی تھی ۔ آج تک وہ لوگ اس بات کے لیے مشکور ہیں کہ ان کی بروقت امداد کی گئی ۔ جناب والا ۔ بدقسمتی دیکھیے کہ جب پیپلز پارٹی کی حکومت بنی تو فوراً ہی گروہ بندی کی ابتدا شروع ہوگئی کہ جناب شیخ رشید گروپ ہے ۔ یہ leftist گروپ ہے ، یہ rightist گروپ ہے ۔ یہ کھر گروپ ہے ۔ یہ رامے گروپ ہے ۔ تو اس پارٹی اور اس حکومت کو استحکام نہ دینے کے لیے یہ شکلیں بھی پیدا ہوتی رہیں ۔ یہاں تک کہ لوگ جو سمجھتے تھے کہ وہ پارٹی کے قائد ہیں ۔ انہیں قائد پنجاب اور شیر پنجاب کے لقب بھی دیے گئے ۔ وہ جو جمہوریت کے راگ الاپتے ہیں میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ کبھی کسی ملک میں یہ بھی ہوا ہے کہ کسی ملک کا کسی صوبے کا وزیر اعلیٰ اپنے ہاتھ میں قانون کی طاقت لیے ایک ایم ۔ پی ۔ اے کے حلقے میں جا کر شیر کی طرح دھاڑے اور آپ اسے کہتے ہیں کہ وہ شیر پنجاب ہے ۔ آج بھی وہ شیر پنجاب موجود ہیں ۔ آج وہ کسی ایم ۔ پی ۔ اے کے علاقے میں جا کر کیوں کسی کو نہیں للکارتے ؟ جناب والا ۔ یہ ہمارے ملک اور ہماری پارٹی کی بدقسمتی تھی کہ گروپ کے سلسلے میں کسی منشور کو مد نظر نہ رکھا گیا تھا اور ذاتی عناد اور ذاتی مفاد کے پیش نظر لوگوں نے پارٹیاں بدلنی شروع کر دیں ۔

جناب والا اس حکومت نے بنکوں اور ملوں کو قومی تحویل میں لیا اگرچہ اس کا اظہار پہلی حکومتیں کرتی رہیں ۔ لیکن یہ مطالبہ صرف موجودہ حکومت نے پورا کیا ہے ۔ بڑی بڑی ملیں جہاں سے یہ سازشیں پیدا ہوتی تھیں جو عوام اور ملک کے خلاف تھیں ۔ جہاں سے ملک کے غریب عوام کا استحصال ہوتا رہا تھا ان کو قومی تحویل میں لے لیا گیا ۔ اس سے پیشتر کئی مرتبہ اس ایوان میں لوگوں نے مطالبہ کیا تھا کہ جس طرح انکم ٹیکس

آمدنی کی ایک حد مقرر ہے ، اسی طرح مالیہ بھی ایک حد تک مقرر ہونا چاہیے ۔ ایک شخص کی بارہ ایکڑ سے زائد زمین ہو جاتی یعنی 13 ایکڑ ہو جاتی ہے ۔ اس کے لیے ایک حد مقرر کی جانی چاہیے ۔ اس حکومت کا ایک اور قابل تعریف کارنامہ یہ ہے کہ اس نے میٹرک تک تعلیم مفت کر دی ہے ۔ اگرچہ مسلم لیگ اور دوسری حکومتوں کے بھی دور آئے ۔ لیکن کسی حکومت نے جرأت نہیں کی کہ اس ملک کی غریب عوام کے لیے میٹرک تک تعلیم مفت کر دی جائے اس کے علاوہ حکومت کا کارنامہ بہت قابل تعریف ہے کہ اس نے سکولوں اور کالجوں کو قومی تحویل میں لے لیا ہے ۔ اس ملک میں اساتذہ کرام ہڑتالیں اور مطالبے کرتے تھے کہ سکولوں کالجوں کو قومی تحویل میں لیا جائے ۔ وہ تمام ماہ 700 یا 750 لڑکوں کو پڑھاتے تھے لیکن ایک مہینے کے بعد ان کو تنخواہ صرف ایک سو یا ڈیڑھ سو روپے ماہوار ملتی تھی ۔ بخاری صاحب جو اس یونین کے صدر اور ان کے لیڈر بھی ہیں ، ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا کہ آپ مومن کی شکل میں ، مسلمان کی صورت میں ایک اچھے بااثر یونین کے لیڈر ہیں ۔ کیا آپ نے کبھی یہ بھی تلقین کی ہے کہ جب آپ کو معقول معاوضہ ملتا ہے تو آپ تعلیم کے سلسلے میں کیوں خیال نہیں رکھتے کہ اساتذہ صاحبان اپنی پوری ڈیوٹی دیں ؟ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں مطالبات ہی مطالبات موجود ہیں ۔ لیکن کوئی اپنے فرض کو نہیں سمجھتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے ۔ اگر ہم اپنی ذمہ داری نہیں سنبھالیں گے ، خواہ محنت کے شعبے میں ہو ، تعلیم کے شعبے میں ہو ، خواہ زراعت میں ہو ۔ اگر اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کریں گے تو ہم ترقی کے میدان میں بہت زیادہ پیچھے رہ جائیں گے ۔

جناب والا ۔ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ 1970ء میں جب الیکشن ہوا تو بڑا منشور شائع ہوا اور سوشلزم کا بڑا زبردست پراپیگنڈہ ہوا ۔ یہ کوشش کی گئی کہ یہ سراسر پاکستان اور اسلام کے خلاف ہے ۔ کفر کے فتوے لگے ۔ آج میں نے مولوی مفتی محمود ممبر قومی اسمبلی کا بیان پڑھا ہے ۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت پاکستان پیپلز پارٹی اسلام کے نام پر لوگوں کو ورغلا رہی ہے ۔ اگر یہ اسلام کی بات کریں تو ٹھیک ہے لیکن اگر کوئی اور اسلام کی بات کرے تو اس کو ورغلانہ کہتے ہیں ۔ ہم تو آج تک یہ سمجھ

نہیں سکے کہ کون اسلام کا دشمن ہے اور کون اسلام کا مخلص ہے ۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مطلب کی باتیں کرتے ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ فلاں اسلام کے خلاف ہے ۔

جناب والا ۔ ہمارے دوست جمہوریت کا رونا روتے ہیں ۔ لیکن حزب اختلاف کے ہمارے دوست ، جن میں سے کچھ اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں ، ہماری پنچوں سے اٹھ کر ادھر چلے گئے ہیں ۔ میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ کم از کم اپنے دور حکومت کو تو دیکھیں ۔ آپ کی حکومت نے کس طرح جمہوریت کا جنازہ نکالا تھا ؟ آپ نے تو ہائی کورٹ کے وکلا پر بھی گولیاں چلوائیں تھیں ۔ اس وقت جمہوریت کہاں تھی ؟ یہاں طفیل چد کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تھا کیا وہ جمہوریت ہے ؟ آج وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ بھٹو صاحب کے کہنے کے مطابق ہوتا رہا ہے ۔ تو پھر آج یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہم قائد پنجاب ہیں ؟ جناب والا ۔ یہ پنجاب کی بد قسمتی ہے کہ ایک سال کھر ورسز رامے اور رامے ورسز کھر کے چکر میں گذر گیا ۔ آج بھی وہی رکن ہیں ۔ آج کوئی گروپ نہیں ۔ آج حکومت کس آرام سے چل رہی ہے ۔ اپنے ہی ساتھیوں نے جو کچھ اس پارٹی کے ساتھ کیا ہے شاید وہ کوئی دشمن بھی نہیں کرے ۔

جناب والا ۔ میں دو چیزوں کے متعلق اپنی ناقص عقل کے مطابق تجویز کرتا ہوں کہ تعلیمی پالیسی اور نظام تعلیم کو تبدیل کرنا چاہیے ۔ آج ہمیں کارکنوں کی ضرورت نہیں ۔ آج ہمیں زیادہ بی ۔ اے ایم اے پاس شدہ نوجوانوں کی ضرورت نہیں ۔ آج ہمیں زیادہ ہنر مند اور تر کھان ۔ زیادہ اینٹیں لگانے والوں کی ضرورت ہے ۔ اس لیے نظام تعلیم کو ہمیں بدلنا پڑے گا ۔ پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ زیادہ کھولنے چاہییں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں فنی تعلیم زیادہ ہونی چاہیے جو ملک کے لیے زیادہ مفید اور مستحکم ثابت ہو ۔ زراعت کے سلسلے میں حکومت مختلف سب سڈیز دے رہی ہے ۔ مثلاً ٹیوب ویل میں سب سڈیز کھاد میں سب سڈیزدی ہیں ۔ بیج میں سب سڈیزدی ہیں ۔ جس طرح ہم تقریباً تین سو کروڑ کی گندم باہر سے منگواتے ہیں اسی نرخ پر کاشت کار سے زیادہ سے زیادہ گندم وصول کی جائے اور بازار میں اسی نرخ پر دی جائے جس نرخ پر اب دے رہے ہیں اسی پر دیں ۔ اس جو ہم چار سو کروڑ

کا زر مبادلہ یا قرضہ لے کر گندم منگواتے ہیں وہ بچ جاتا ہے۔

جناب والا ۔ میں 1951ء سے لے کر اب تک کا تجزیہ پیش کر رہا ہوں ۔ میں اپنے حلقہ انتخاب کا ذکر کر رہا ہوں ۔ 1951 میں الیکشن ہوا تھا جو مارشل لاء 1958 تک قائم رہا اس وقت چوہدری محمد اقبال چیمہ صاحب ممبر ہوتے تھے ۔ میرے حلقہ انتخاب میں کوئی سکول نہ تھا کوئی مڈل سکول یا ہائی سکول نہ تھا ۔ پھر الیکشن ہوا تو اس میں 1962 میں ایک گورنمنٹ ہائی سکول منظور ہوا تھا ۔ لیکن 76-1971 میں صرف میرے حلقے میں چار ہائی سکول موجود ہیں ۔ یہ اسی عوامی حکومت کا کام ہے کہ دیہات میں غریب عوام کے بچے مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ میرے حلقہ انتخاب میں اہم سڑکیں ہیں ۔ ایک ڈسکہ سیالکوٹ کے لیے ہے ۔ اس کو جوڑا کیا جائے ۔ وزیر آباد سے ڈسکہ کے لیے ایک سڑک کی ضرورت تھی جو موجودہ حکومت کی مہربانی سے منظور ہوئی ہے اور اس پر کام شروع ہو گیا ہے ۔

جناب والا ۔ آج ایک چھوٹی سے وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو میرے خیال میں آپ ذاتی طور پر سنیں گے ۔ میں جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہوں ۔ یہ بد قسمتی ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیہ جماعت کے آدمی کے لیے ہر حکم وہاں سے جاری ہوتا ہے ۔ اس کے لیے میں ذاتی طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں پاکستان پیپلز پارٹی میں 1968ء میں شامل ہوا تھا ۔ ذاتی طور مجھے جماعت احمدیہ نے کبھی کوئی ہدایت کی ہے اور نہ ہی کوئی حکم بھیجا ہے ۔ یہ میرا ذاتی فعل ہے ۔ لوگ یہ تصور کر لیتے ہیں کہ یہ جماعت کے حکم مطابق شاید سیاسی زندگی بسر کرتے ہیں ۔ میں اس کی پرزور تردید کرنی چاہتا ہوں ۔ عقیدے کے لحاظ سے مجھے اس جماعت سے وابستگی ہے ۔ اس طرح سیاسی طور پر میری پیپلز پارٹی سے وابستگی ہے ۔ اور میں پوری دیانتداری کے ساتھ اس سے وابستہ رہوں گا ۔ بڑی نوازش ، میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ میں ایک دو گزارشات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ نے تقریر نہیں کرنی ؟ یہ باتیں اپنی تقریر میں کر لیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ انہوں نے بڑے اعتراضات کیے ہیں ، میں چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ جو کہتے ہیں :

آواز سگاں کم نکند رزق گدا را

تو وہ آج بھی شیر ہے ۔ آج وہ جکڑا ہوا ہے ۔ آج وہ ایک طرح سے نظر بند ہے ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ طفے کھر پنجاب کے عوام کے دلوں کا حکمران ہے اور اس بات میں اس راستے میں کوئی حائل نہیں ہو سکتا ۔ اگر وقت آئے گا تو یہ بات ثابت ہو جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد ارشد خان ۔

خان محمد ارشد خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں پنجاب کے وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق کو ، جو کہ شفیق ہیں ، مہربان ہیں ، عقل مند ہیں ، ذہین ہیں اور مستقل مزاج بھی ہیں ، 77 - 1976ء کا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ یہ بجٹ ان کی تمام صفات کا آئینہ دار ہے ۔ اس بجٹ میں پنجاب کے ہر شعبہ زندگی کے لیے ترقیاتی سکیمیں رکھی گئی ہیں اور اس طرح سے اسے عوامی اور ترقیاتی بجٹ کہا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ میں اس بجٹ پر مزید کچھ عرض کروں ، کل جب میں بیٹھا ہوا تھا تو اس طرف بیٹھنے والے ایک فاضل اور معزز رکن نے ہمارے منشور کا حوالہ دیا تھا ۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جب یہ منشور بنایا تو اس میں دفعہ ایک سو چوالیس اور ڈی ۔ پی آر وغیرہ کو ختم کرنے کا وعدہ کیا ۔ یہ بالکل درست ہے جناب ۔ وہ بھی اس وقت موجود تھے ، میں بھی موجود تھا اور آپ بھی موجود ہوں گے ۔ یہ بالکل درست ہے کہ وہاں پر وعدہ کیا گیا تھا ۔ لیکن قائد عوام کو یہ علم بالکل نہ تھا ، انہیں بالکل یہ یقین نہ تھا کہ ان کی آستینوں میں کچھ سانپ پل رہے ہیں ۔ انہیں علم نہ تھا کہ اس ملک میں جب وہ آمریت کا قلع قمع کریں گے تو اس کے بعد اس ملک کو ختم کرنے کے لیے آزادی صحافت کے نام پر کئی تحریکیں چلیں گی ، جن میں کوئی صداقت نہ تھی صرف ابتری اور بد نظمی پھیلانے کا مقصد تھا ۔ اور قائد عوام کو یہ بھی علم نہ تھا کہ لسانی تحریکیں چلیں گی اور اس کے پس پردہ صوبائی تعصب کو ابھارا جائے گا ۔ اور

یقیناً قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو یہ بھی علم نہ تھا کہ یہاں علیحدگی کی تحریکیں چلیں گی ۔ مختلف صوبوں میں ہموں کے دھماکے ہوں گے اور ہمارے جواں سال اور مرد مجاہد شیر پاؤ صاحب شہید ہو جائیں گے ۔ جناب والا ۔ اکثر جمہوریت اسی کا نام ہے کہ ہر آدمی کو یہ چھٹی دے دی جائے کہ وہ پاکستان کی سالمیت کے ساتھ کھیلتا رہے تو یہ قطعاً نا ممکن ہے ۔ اگر قائد عوام پاکستان کی سالمیت کے لیے اور بھی سختیاں کریں گے تو ہم ان کی تائید اور حمایت کریں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ۔ سابقہ چیف منسٹر کے انہی دست راست کی میں ایک مثال دیتا ہوں ۔ جب سابقہ چیف منسٹر اپنی چیف منسٹری کی پہلی تقریر یہاں کر رہے تھے تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ چونکہ پچھلا دور بہت خراب گزرا ہے ، اس لیے میں آج حلف لے رہا ہوں اور آج کے بعد مظلوم کا ہاتھ میرے گریبان پر ہوگا اور میرا ہاتھ ظالم کی گردن پر ہوگا ۔ جناب والا ۔ ہوا کیا ؟ دوسرے ہی دن ہمارے ساہیوال کے ایک رفیق ، ایک ساتھی ایم ۔ پی ۔ اے ، جو آج تک قائد عوام کے ساتھ ہیں ، ان کے خلاف تحریک اور پولیس ایکشن کروایا گیا اور ان کے دوستوں اور رشتہ داروں کو پکڑ کر جیلوں میں ڈال دیا گیا ۔ جب ہم اکٹھے ہوئے تو وہاں پر وہی دست راست وہاں بھی موجود تھے ۔ جب ہم نے ان کو یہ کہا کہ کل تو چیف منسٹر صاحب نے یہ تقریر کی اور آج یہاں پولیس ایکشن بھی ہو گئے ، اور ظلم و تشدد بھی شروع ہو گیا اور جبر و استبداد بھی شروع ہو گیا ہے ۔ تو کہنے لگے اوہو ، مجھے تو علم ہی نہ تھا کہ آپ تو ہمارے ساتھی ہیں ۔ اگر تمام ساہیوال والے آئے ہیں تو میں چھوڑ دیتا ہوں ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے قول اور فعل میں تضاد تھا ۔ جناب والا ۔ ان کو اس لیے مقرر کیا گیا تھا کہ ممبر صاحبان کی شکایات سنی جائیں ۔ وہ easily approachable ہو جائیں ۔ چونکہ چیف منسٹر انتہائی مصروف تھے اور آخری دم تک مصروف رہے ۔ لیکن جو دست راست تھے ، وہ بھی ملنے سے گئے ۔ کسی کو وقت نہ ملا ۔ کسی کی تکلیف دور نہ ہوئی ، تو جناب والا ۔ یہ تھے وہ حالات ۔ بات تو وہ کرے جس کا دامن صاف ہو ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ اس بجٹ میں بے شک ترقیاتی سکیمیں رکھی گئیں ہیں ۔ میں تسلیم کرتا ہوں ، اور مجھے یہ بھی علم

ہے کہ بجٹ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو اور چیف منسٹر کے ہدایت کے مطابق بنایا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے سکیموں کے لیے روپے رکھ دیے ۔ اس کے بعد جب اٹھائیس اور انتیس کو یہ بجٹ پاس ہوگا تو یہ سکیمیں سرکاری مشینری کے ہاتھ جائیں گی اور ان کے ساتھ وہاں جو ہوتا ہے ، وہ ہم جانتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جو قائد عوام کی منشا ہے ، جو ان کی رضا ہے کہ ہم عوام کی خدمت کریں ، ان کے لیے زیادہ سے زیادہ پیسے رکھیں اور اپنے وعدے پورے کریں تو ہمیں اور سرکاری مشینری کو بھی یہ چاہیے کہ صدق دل اور ایمانداری سے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں ۔ تو جناب ڈاکٹر صاحب ، میں یہ عرض کروں گا کہ اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے دو خامیاں ہیں ۔ ہم میں بھی اور سرکاری ملازمین میں بھی لاپروائی اور تساہل کا دور دورہ ہے ۔ دوسری بات اس میں یہ ہے کہ ہمارے اندر اخلاقیات کا فقدان ہے ۔ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ ایک ادارہ بنایا جائے جو ان سکیموں کو ڈائرکٹ کنٹرول کرے اور جہاں پر کوئی خامی ہو یا کوئی قصور وار ہو اس میں کوئی قانونی رکاوٹ نہ ہو ، بلکہ جو خرابی کا ذمہ دار ہو ، اسے سزا وہیں پر ملے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ اس میں ایک اور چیز کا فقدان ہے ۔ ہمارے اخلاق اور ضمیر کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے ۔ ہوتا یہ ہے کہ یہاں بجٹ پاس ہوا اور ایک چیز کی قیمت مقرر ہوگئی ۔ لیکن اس چیز کی قیمت ایک دکان پر دس روپے ہوگی ، دوسری پر تیرہ روپے اور تیسری پر پندرہ روپے ۔ جناب سپیکر ۔ اس میں حکومت اتنا بندوبست نہیں کر سکتی ۔ یہ اپنے ضمیر کی ، اپنے اخلاق کی بات ہے ۔ اس اخلاق کے بارے میں تحریک چلانے کی ضرورت ہے ۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے نشریاتی اداروں ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے تحریک چلائی جائے تاکہ لوگوں کا ضمیر بیدار ہو اور وہ یہ سمجھیں کہ اس چیز کا منافع صحیح یہ ہے اور ہم یہی لیں ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ بجٹ آپ نے تندہی سے بنایا ہے ۔ خدا کرے کہ اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ہم سب کامیاب ہو جائیں ۔ جناب ڈاکٹر صاحب جانتے ہیں کہ میں ڈسٹرکٹ ساہیوال کا رہنے والا

ہوں ۔ تو اب میں اس کی طرف آتا ہوں ۔ آپ خود بھی وہاں پر تشریف لے گئے ہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ہم نہایت مشکور و ممنون ہیں کہ انہوں نے ہمیں ایک ٹیکسٹائل مل عنایت فرمائی ہے اور اس کا اعلان فرمایا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کو جلد از جلد شروع کرایا جائے ۔

* * * * * * * * **سید طاہر احمد شاہ ۔**

* * * * * * * *

* * * * * * * *

خان محمد ارشد خان ۔ جناب والا ۔ دوسری جس چیز کا ہم ساہیوال والے مطالبہ کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمیں شوگر مل دی جائے ۔ جب ہم نے شروع شروع میں شوگر مل کا مطالبہ کیا تھا تو آپ ہی نے یہ فرمایا تھا کہ ساہیوال کاٹن ایریا ہے ، اس لیے ٹیکسٹائل مل لگنی چاہیے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سرزمین ساہیوال اتنا گنا پیدا کر رہی ہے کہ وہ ایک مل کا بار اٹھانے کے قابل ہے ۔ میں آپ سے اپیل ہوں کہ ساہیوال میں جو ہمیشہ صنعتی ترقی میں پیچھے رہا ہے ، ایک شوگر مل عنایت فرمائی جائے ۔

جناب سپیکر ۔ اس بجٹ میں تعلیم کے لیے سب سے زیادہ پیسے رکھے گئے ہیں اور یہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا ایک وعدہ پورا ہو گیا ہے، کیونکہ انہوں نے جمہوریت کے لیے ایک تحریک چلائی تھی اور سیاسیات کا طالب علم جانتا ہے کہ جمہوریت میں تعلیم a foremost ingredient ہے ۔ اس کو پورا کرنے کے لیے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو جگہ جگہ سکول کھول رہے ہیں اور ترقیاتی کاموں کے لیے پیسے دے رہے ہیں ۔ اس میں ایک بات ضرور کہوں گا کہ میں نے خود اپنے حلقے میں چار ہائی سکول ، آٹھ مڈل سکول اور پندرہ بیس پرائمری سکول کھولے ہیں ۔ میں اپنی حکومت کا نہایت شکر گزار ہوں ، لیکن جن لوگوں نے پی ۔ ٹی ۔ سی کی ہے وہ در بدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں ، انہیں ملازمتیں نہیں مل رہیں ۔ میں اپیل کروں گا کہ انہیں سب سے پہلے ملازمت دی جائے تا کہ وہ اپنے کام میں محو ہو جائیں ۔

---

*بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

جناب سپیکر ۔ ضلع ساہیوال میں انجینیئرنگ کالج کا اجرا ہوا تھا اور دو سال اس کو چلتے ہوئے ہوگئے ہیں ، لیکن ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس کالج کو کسی اور جگہ شفٹ کرنے کی تجویز زیر غور ہے ۔ میں ساہیوال کے عوام کی طرف سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ کالج اگر ہمارے ہاں کھل ہی گیا ہے تو خدا کے لیے اس کو وہیں رہنے دیں، ورنہ ہم اس کو وہاں سے نہیں جانے دیں گے ۔

جناب والا ۔ ایک بات اور عرض کروں گا کہ جب آپ ساہیوال تشریف لے گئے تھے تو آپ نے یہ کہا تھا کہ ارشد لودھی نے ہڑپہ کی بات کر کرکے تو بہت اونچا پہنچا دیا ہے ، لیکن بات پھر ڈاکٹر صاحب وہیں کی وہیں ہے ۔ وہاں کے کھنڈرات اور میوزیم اسی طرح خراب ہو رہے ہیں ۔ سیم اور تھور سے وہ کھنڈرات ضائع ہو رہے ہیں ، وہ قومی اثاثہ ہے ۔ وہاں سیر و تفریح کے لیے آتے ہیں اور باہر سے معزز مہمان بھی وہاں تشریف لاتے ہیں ۔ میری درخواست یہ ہے کہ اگر آپ کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم سیم اور تھور سے ، جو کھنڈرات کو ضائع کر رہے ہیں ، ان کو تحفظ دینے کے لیے کچھ نہ کچھ کام کیا جائے ۔ وہاں ایک ہوسٹل اور ہوٹل کی بھی اشد ضرورت ہے جس کے لیے میں آپ کی خدمت میں اپیل کروں گا ۔

جناب والا ۔ میرے حلقہ نیابت میں آپ کو علم ہے کہ پارٹی کی مہربانی، حکومت کی کرم نوازی اور قائد عوام کی شفقت سے میں نے بہت کام کیا ، لیکن ہسپتال ہمارے ہاں نہیں ، جس کے لیے میں ہر سال چیختا ہوں ۔ پچھلے سال ایک ہسپتال تھا ، وہ بھی divide and rule کے تحت چلا گیا ۔ براہ مہربانی اس ہسپتال کو یا تو اپ گریڈ کیا جائے ، یا کوئی ہیلتھ سنٹر وہاں قائم کیا جائے ۔

جناب سپیکر ۔ ایک بہت ہی اہم ہڑپہ سے مراد کے تک سات میل کی سڑک ہے اور اس کا لنک لائل پور سے ہوگا ۔ براستہ کمالیہ چار میل میں ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت سولنگ کرا چکا ہوں ۔ آپ اسے پختہ کرا دیں تو وہاں کے عوام پر آپ کی مہربانی اور شفقت ہوگی ۔

جناب سپیکر ۔ آخر میں ایک بات چھوٹے وطنی کی کرتا چلوں ۔ ڈاکٹر صاحب خود گواہ ہیں ، وہ ایک اہم قصبہ اور ٹاؤن کمیٹی ہے ، اور آپ کے

علم میں بھی ہے کہ آپ نے تحصیل لیول پر وہاں ایک کالج کھولنا ہے۔ جب جناب ذوالفقار علی بھٹو نے وہاں کا دورہ کیا تو وہاں پر وہاں کے عوام کا سر فہرست مطالبہ اس کالج کے لیے تھا۔ قائد عوام نے اعلان بھی فرمایا تھا وعدہ کیا تھا کہ کالج دے دیا جائے گا۔ اگر تحصیل لیول پر ہی کھولنا ہے تو وہاں پر جگہ موجود ہے، کمرے موجود ہیں، سٹاف موجود ہے اور وہ صنعتی شہر ہے۔ وہاں ملیں ہیں، کم از کم میری اپیل ہے کہ جو وہاں کا انٹرمیڈیٹ کالج برائے طالبات ہے اس کا انتظام فرمایا جائے اور اسی سکیم میں اسے شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ میں نہایت ادب کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ شکریہ

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ ملک محمد اعظم۔

ملک محمد اعظم۔ جناب سپیکر۔ میں جناب وزیر خزانہ کو ایک متوازن، بلکہ ایک مثالی بجٹ پیش کرنے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میرا یہ خیال اور گمان تھا کہ اس بار بجٹ پر کوئی تنقید کی جائے گی اور نہ ہی کوئی تنقید کا پہلو نکالنے کی کوشش کی جائے گی، لیکن آپ نے دیکھا کہ جہاں اس بجٹ کی تعریف ہوئی وہاں پر زبردستی تنقید کے پہلو بھی نکالے گئے۔ جیسا کہ میں نے آپ سے گزارش کی کہ مجھے یہ گمان تھا کہ اس دفعہ تنقید نہیں ہوگی، لیکن لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری اپوزیشن مخالفت برائے مخالفت کی پرانی روایت کو قائم رکھتے ہوئے تنقید کر رہی ہے۔ بہرحال میں اپوزیشن کے متعلق یہی کہہ سکتا ہوں:

میں نہ سمجھ سکا اس آئینۂ دل کا بھید
ورنہ اسے تو جس نے بھی دیکھا سمجھ لیا

جناب والا۔ دنیا میں عیب نکالنا بہت آسان ہے۔ کسی اچھی چیز کی تعریف کرنے کے لیے دیانت داری اور حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری حزب اختلاف میں یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں۔ موجودہ بجٹ میں وہ تمام خصوصیات شامل ہیں جو ایک اچھے بجٹ میں ہو سکتی ہیں۔ تعلیم، صحت، زراعت اور دوسرے تمام شعبہ جات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بجٹ تیار کیا گیا ہے۔ یہ بجٹ عوام کے مفاد کے لیے تو بہت

اچھا ہے ، لیکن مجھے یوں لگتا ہے جیسے حزب اختلاف کو ان لوگوں سے ہمدردی ہے جو بلیک مارکیٹر ، ذخیرہ اندوز اور منافع خور ہیں ۔ کیونکہ وہ اس وقت ریڈیو پر کان لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب تقریر میں پتا نہیں کس کس چیز پر ٹیکس لگاتے ہیں اور انہوں نے اپنی تجوریوں کا منہ کھول رکھا تھا ، لیکن ان کی ان تمام امیدوں پر پانی پھر گیا ۔

جناب والا ۔ حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے چند لوگ وہ بھی ہیں جو کچھ عرصہ پہلے ہمارے ساتھ تھے ، بلکہ بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے ۔ اس وقت وہ اپنی تقریروں میں ان کے قصیدے پڑھتے تھے اور جسے عوام فراموش نہیں کر سکتے ۔ انہیں یہ غلط فہمی ہے کہ عوام کا حافظہ بہت کمزور ہے ، ان میں سے ایک سابق وزیر زراعت تھے ۔ مجھے آج تک ان کی تقریر یاد ہے کہ گزشتہ بجٹ میں جب یہاں بات ہو رہی تھی کہ عوام کو آسانی سے اشیا نہیں مل رہیں اور زرعی پیداوار بڑھانی چاہیے تو اس وقت انہوں نے یہ کہا تھا کہ جناب ، ہم تو باہر سے ایسے بٹیرے منگوا رہے ہیں جو تیتر کے برابر ہیں ۔ میرا خیال یہ ہے کہ وہ فصلی بٹیرے تھے جو وزیر کے برابر تھے ۔ اب شکر ہے کہ وزارت سے الگ ہونے کے اور پارٹی سے نکالے جانے کے بعد انہیں گندم اور کپاس کا خیال بھی آیا کہ پنجاب میں اس کی پیداوار بھی ضروری ہے ۔ ان کے اور ان دوستوں کی خدمت میں جو ادھر سے ادھر گئے ہیں ، میں یہی کہہ سکتا ہوں :

جو اہتمام سے اب منصفوں میں بیٹھا ہے
کسے خبر وہ تھا قاتلوں میں شامل بھی

جناب والا ۔ جب جناب ذوالفقار علی بھٹو کو پاکستان کی قیادت سونپی گئی، اس وقت یہ ایک ٹوٹا پھوٹا پاکستان تھا اور اتنے مسائل تھے جن کو حل کیا گیا ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری بدقسمتی کہ بدترین قسم کی اپوزیشن ہمیں ملی جس نے کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا کہ مخالفت برائے مخالفت نہ کی ہو اور ایک متحدہ محاذ بنا لیا ، یعنی ایسے لوگوں کا گروہ جن کے کردار اور گفتار میں فرق ہے ، جن کے قول و فعل میں تضاد ہے اور جن کی زبان اور ضمیر میں تضاد ہے اور اس گروہ کا نام متحدہ جمہوری محاذ رکھ دیا گیا ۔ میں تو اسے "غیر متحدہ غیر جمہوری محاذ" ہی کہہ سکتا ہوں اور ان کی

خدمت میں یہی کہہ سکتا ہوں :

خود اپنی ذات کی تردید کے شواھد بھی
میرے خلاف صف آرا میرے خلاف گواہ

جناب والا ۔ یہ اپوزیشن کی چند گنی ہوئی صفریں ہیں اور میں کہتا ہوں ، یہ تو چند ہیں ، ان صفروں میں جتنی بھی صفریں جمع کرتے جائیں ، پاکستان ، جناب ذوالفقار علی بھٹو یا ان کی جماعت کا یہ صفریں کچھ نہیں بگاڑ سکتیں ۔ کاش انہیں وہ وقت یاد ہوتا جب 1971ء میں اس ملک کی باگ دوڑ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے سنبھالی ۔ اس وقت تو پاکستان کی یہ حالت تھی کہ :

میں اپنی کشتیٔ دل کو بچا تو لاؤں مگر
یہاں تو ڈوب رہا ہے تمام ساحل ہی

اتنے کم وقت میں اتنی اصلاحات ہوئیں کہ جس کی پوری تاریخ میں مثال نہیں ملتی ۔

جناب والا ۔ تعلیم کے شعبے میں دو تجاویز میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک تو سنگل ٹیچر سکولوں کے متعلق غور کرنے کی ضرورت ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وسائل اتنے زیادہ نہیں ، لیکن سنگل ٹیچر سکول کا مطلب یہ ہے کہ اگر ٹیچر بیمار ہو یا چھٹی پر ہو تو وہ سکول بند ہو جاتا ہے ۔ میں جناب وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ اس پر غور کرنا چاہیے ۔ ایک بات بڑی تکلیف دہ ہے کہ ضلع میں زیادہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ہیں مرد تعینات کیے گئے ہیں ۔ اس میں خواتین کے لیے بڑی تکلیف ہوتی ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر خواتین نہیں ، وہاں پر خواتین کو مقرر کیا جائے ۔

جناب والا ۔ اب میں تحصیل خوشاب اور اپنے حلقہ نیابت سے متعلق کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے تمام علاقوں کا دورہ کیا ۔ انہوں نے اسی معزز ایوان میں جن سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ خوشاب کا بھی دورہ کریں گے ، لیکن یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں ان کا یہ وعدہ پورا نہ کروا سکا ۔ جیسا کہ پہلے بھی بار بار ہم یہ گزارش کر چکے ہیں ، اس پسماندہ تحصیل کو ضلع کا درجہ دیا جائے ۔ تحصیل شاہ پور میں کوئی صنعت نہیں ، وہاں پر صنعتیں قائم کی جائیں ۔ تحصیل خوشاب کے موضع

جائی میں مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے۔ نوشہرہ کالج کے متعلق ہم بار بار عرض کر چکے ہیں، امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس پر خاص توجہ فرمائیں گے۔ کٹھہ سگھرال، تحصیل خوشاب میں ڈسپنسری وہاں کی ضروریات کے لیے ناکافی ہے۔ وہاں پر اور دیگر موضعوں ناڑی وغیرہ میں ڈسپنسریاں قائم کی جائیں۔

جناب والا۔ گورنمنٹ کالج برائے طلبہ جوہر آباد ایک ہسپتال کی عمارت میں چل رہا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ کوئی مناسب عمارت اس کے لیے تعمیر کی جائے۔ اسی طرح سے کالج برائے طالبات کی عمارت بڑی نہایت چھوٹی سی اور کرایے پر لی ہوئی ہے۔ اس کے لیے عمارت بنائی جائے اور اسے ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔

جناب والا۔ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ دریائے جہلم پر جلال پور کے مقام پر ایک نہر نکالی جا رہی ہے۔ اس سے ہزاروں ایکڑ اراضی سیراب ہوگی۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کا سروے غلط ہوا ہے۔ اس سے کم علاقے کو سیراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس طرف توجہ دیں اور اس سے زیادہ سے زیادہ رقبے کو سیراب کریں۔

جناب والا۔ میری دانست میں پاکستان میں صرف ایک شہر ہے جو کہ قائد اعظم کے نام پر بنایا گیا ہے۔ وہ ہے، قائد آباد، لیکن وہاں پر جا کر افسوس ہوتا ہے کہ قوم کے محسن کے نام پر بنائے ہوئے شہر کی کیا حالت ہے۔

جناب والا۔ آخر میں حزب اختلاف سے پھر یہ گزارش کروں گا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی پارٹی کی کامیابی سے اتنے گھبرائے کیوں اور جلا کیوں اٹھے ہیں:

ابھی سے گم گئے بیٹھے ہیں اپنے ہوش و حواس
یہ ابتدا ہے، ابھی انتہا تو آئے گی

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ میاں غلام فرید چشتی۔

میاں غلام فرید چشتی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر۔ میں جناب وزیر خزانہ کو اس قدر متوازن اور اقتصادی

لحاظ سے درست بجٹ پیش کرنے پر اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ اس میں کوئی ٹیکس نہیں بلکہ اس بجٹ میں عام آدمی کی بہتری کو مدنظر رکھا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کو جس وقت اقتدار ملا تھا ، اس وقت کے ملکی حالات کو عام دوستوں نے بیان کیا ہے ۔ میں بھی وہ حالات بتائے بغیر نہیں رہوں گا ۔ اس وقت خزانے میں کوئی پیسہ نہ تھا ، ملک آدھا کٹ چکا تھا ۔ ہر طرف مایوسی ہی مایوسی تھی اور پاکستان کے حریف یہ سمجھتے تھے کہ اس کا مستقبل ختم ہوگیا ہے ، اس کا کوئی وجود باقی نہیں رہے گا ۔ بے چاری اندرا نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ بھارت کو ایک اور خوشخبری سناؤں گی ۔ مگر اللہ تبارک تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال تھا ۔ قائد عوام کے سیاسی تدبر ، جرأت اور بصیرت نے ان تمام مشکلات کو ایک ایک کرکے حل کر دیا ۔ جن کا کسی وقت تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا ۔ کئی اصلاحات کی گئیں جن کا کہ ذکر ہو چکا ہے ۔ اسی طرح ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈالی گئی اور ایک نیا انداز فکر دیا گیا ۔

جناب والا ۔ اس بجٹ میں دو ایک نئے ٹیکس لگائے گئے جس پر عوام نے بھی خوشی کا اظہار کیا ہے ۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے بھی یہ چیزیں قابل نفرت تھی ، یعنی شراب اور گھڑ دوڑ ۔

جناب والا ۔ اس بجٹ میں 5 مرلہ سکیم کے لیے کافی رقم رکھی گئی ہے جو کہ 3 کروڑ کے قریب ہے ۔ میں اس مسئلے کی اہمیت اس ایوان میں ذرا زور سے عرض کروں گا ۔ کچھ لوگوں نے اس کو خاص اہمیت نہیں دی ، میں اس کو اہمیت دے رہا ہوں ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے منشور میں روٹی ، کپڑا اور مکان کا وعدہ کیا ہے ۔ غریب اور بے سہارا لوگوں کے لیے اس پانچ مرلہ سکیم سے ایک تو ہمارے منشور کا وہ وعدہ پورا ہوتا ہے جو کہ ابھی ہوا نہیں ، بلکہ ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا ۔ ہم نے غریبوں کے لیے زندہ رہنے کا سبب پیدا کر دیا ہے ۔ اس سکیم کا ایک اہم پہلو اور بھی ہے کہ ملک سے محبت پیدا کرنے کے لیے ہر آدمی کے پاس کچھ نہ کچھ ملکیت ہونا ضروری ہے تاکہ اس میں اپنے ملک کے ساتھ

ہمدردی کا احساس پیدا ہو سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوامی حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے تاہم اس سلسلے میں میں ایک اور گزارش بھی کروں گا کہ ہم نے جن لوگوں کو پلاٹ دیے ہیں اگر انہیں امداد باہمی کے طور پر ان پلاٹوں پر اپنے مکانات کی تعمیر کے لیے کچھ رقم بھی دی جائے تو یہ بہت ہی بہتر ہوگا ۔ اس لیے میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس تجویز پر غور فرمائیں ۔

جناب والا ۔ زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے ، اس کے لیے بہت رقم رکھی گئی ہے ۔ اگلے سال کے لیے کپاس اور گندم کا target بھی مقرر کیا گیا ہے ، لیکن اس traget کو پورا کرنے کے لیے ایک بہت بڑی چیز کی ضرورت ہے ۔ اس ملک میں فصلوں کو بیماری بہت لگتی ہے ۔ پچھلے سال بھی ہماری کپاس کو بیماری لگ گئی اور حکومت نے کیڑوں کو مارنے کے لیے بہت سی دوائی منگوائی ، مگر بدقسمتی یہ ہے کہ وہ دوائی ناکارہ تھی ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہم اپنا target پورا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ کیڑوں کے مارنے کی جو دوائی منگوائیں وہ ناکارہ نہیں ہونی چاہیے ، بلکہ اس میں کیڑوں کو مارنے کی طاقت موجود ہو ۔ دوسری بات دیکھنے والی یہ ہے کہ اس کو وقت پر استعمال کیا جائے ، یہ نہ ہو کہ وقت گزر جائے اور ہم اپنی سکیمیں بناتے رہ جائیں ، جیسا کہ پچھلے چند سالوں میں ہوا ہے ۔

جناب والا ۔ تعلیم کے بارے میں میں گزارش کروں گا کہ اس کے لیے بہت سے پیسے رکھے گئے ہیں اور وزیر موصوف نے اس ہاؤس میں بتلایا کہ 240 نئے سکول کھولے جا رہے ہیں ۔ میرے علاقے میں ایلیمنٹری ورکس پروگرام کے تحت کئی بلڈنگیں بن رہی ہیں ، مگر سکول نہیں ہیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس بات کا بھی جائزہ لیتے ہوئے وہاں سکول کھولے جائیں ، چاہے وہ لڑکیوں کے ہوں یا لڑکوں کے ۔

جناب والا ۔ یہاں پر سوشیلزم اور اسلام پر بھی بڑا بحث و مباحثہ ہوا ۔ میں تو صرف اتنی گزارش کروں گا کہ ہمیں قرآن و سنت کے مطابق طرز حیات اپنانی چاہیے ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے عرب دنیا کے ساتھ نہایت قریبی

تعلقات استوار کر لیے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی فلاح بھی اسلام ہی میں ہے ۔

جناب والا ۔ میرے حلقے میں بہت سے تعمیری کام ہوئے ہیں ۔ مثلاً سڑکیں بنی ہیں ، سکول کھولے گئے ہیں ، بجلی گاؤں گاؤں پہنچ رہی ہے ؛ مگر وہاں پر کچھ تکالیف بھی ہیں ۔ مثال کے طور پر میرے حلقے میں ایک سڑک پاکپتن حویلی روڈ ہے ۔ اس کے متعلق میں نے بجٹ سے پہلے وزیر خزانہ اور پرلیمنٹری سیکرٹری صاحب داد صاحب کی خدمت میں بھی گزارش کی تھی ۔ یہ گیارہ میل لمبی سڑک ہے اور 52 لاکھ روپے سے بنائی گئی ہے ۔ میں نے گزارش کی تھی کہ اس سڑک کے لیے کچھ زیادہ ہی رقم رکھی جائے ، مگر مجھے اے ۔ ڈی ۔ پی کو دیکھ کر مایوسی ہوئی ۔ معلوم نہیں کہ وہ پرنٹنگ کی غلطی ہے یا میری سمجھ کی ، اس میں کچھ نہ کچھ گڑ بڑ ہے ۔ بہرحال میں نے پریکٹیشنر صاحب داد صاحب سے گزارش کی تھی کہ اس سڑک کے لیے کچھ زیادہ رقم رکھی جائے تو انہوں نے وعدہ فرمایا کہ اس رقم کو زیادہ کریں گے تاکہ یہ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے ۔ وعدہ تو انہوں نے فرمایا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ وعدہ ایفا ہو جائے گا ۔ ایک اور سڑک گونگا حیات تا یوسف والا ہے ۔ اے ۔ ڈی پی میں اس سڑک کو یوسف والا کی طرف سے شروع کیا گیا ہے ۔ یہ سڑک دو تحصیلوں یعنی پاکپتن شریف اور ساہیوال کو ملاتی ہے ۔ اس کی تعمیر یوسف والا سڑک سے شروع ہوتی ہے اور ساہیوال کی حد تک ختم ہو جاتی ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ گونگا حیات کی طرف سے اس سڑک کو شروع کیا جائے ، کیونکہ سڑک سوا دو میل کے قریب پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی میں بنی ہوئی ہے ۔

جناب والا ۔ میں ایک اور گزارش بھی کرنا چاہتا ہوں کہ میرے علاقے میں کوئی تیز رفتار ٹرین نہیں ۔ وہاڑی اب ایک ضلع بن گیا ہے ، تو ایک تیز رفتار گاڑی اس علاقے میں چلائی جائے ، تاکہ عوام کے لیے وقت کی بچت ہو سکے اور لوگ اپنی منزل مقصود پر جلدی پہنچ سکیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ ایک اور گزارش باقی رہ گئی ہے کہ دیہات کے لوگوں کو چینی بہت کم ملتی ہے ۔ ان کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک نہ کیا جائے ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں جناب سپیکر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور وزیر خزانہ صاحب کو پھر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں محمد رفیع ۔

میاں محمد رفیع ۔ جناب سپیکر ۔ میں جناب وزیر خزانہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے عوامی مفادات کا خیال کرتے ہوئے ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے جس سے ہر آدمی پر ذرا بھی بوجھ نہیں پڑا ۔ کسی قسم کا ٹیکس نہ لگا کر حکومت نے ان غربا اور دوسرے لوگوں کے جذبات کا بالکل ٹھیک احساس کیا ہے ۔ جناب ڈاکٹر صاحب اس عوامی بجٹ کے پیش کرنے پر مبارک باد کے مستحق ہیں ۔ میں اپنے حلقہ نیابت کے عوام کی طرف سے بھی اور اپنی طرف سے دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ میں اپنے علاقے کے چند مسائل پیش کروں گا ۔ میرے حلقے کے لوگوں کا سوئی گیس کے لیے بہت مطالبہ ہے ۔ کوٹ خواجہ سعید کے لوگوں نے تقریباً تین سال سے درخواستیں دے رکھی ہیں ، لیکن وہاں پر آج تک سوئی گیس نہیں پہنچی ۔ نہ ہی بھوگی وال میں سوئی گیس پہنچی ہے اور نہ ہی باغبان پورہ میں ، اسی طرح چاہ میراں کے علاقے میں بھی سوئی گیس نہیں پہنچی ۔ میری یہ درخواست ہے کہ ان علاقوں میں سوئی گیس فراہم کی جائے ۔

جناب والا ۔ گڑھی شاہو کے لوگوں کا مطالبہ ہے کہ وہاں پر میڈیکل کالج قائم کیا جائے اور باغبان پورہ میں بھی ایک میڈیکل کالج قائم کیا جائے ۔ چونکہ باغبان پورہ لاہور کے قریب ہے اور وہاں کی آبادی تین لاکھ ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ اس کو تحصیل کا درجہ دیا جائے ۔ جناب والا ۔ میں جناب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا بے حد شکرگزار ہوں اور میں ان کی جتنی بھی تعریف کروں ، کم ہے ۔ میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ رہا ہوں اور ہمیشہ ان کا ساتھ دیتا رہوں گا ۔

جناب والا ۔ میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسا اچھا بجٹ پیش کیا ہے جس میں صرف شراب اور گھوڑ دوڑ پر ٹیکس لگایا گیا ہے اور غریب عوام پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔

جناب والا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اور جناب والا کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بھی چند الفاظ اس ایوان میں کہنے کا موقع دیا ۔

Mr. Speaker: The House is adjourned and it shall reassemble at 8.00 a.m. day after tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 21 جون 1976ء بروز سوموار آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی ہوگیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

سوموار ۔ 21 جون 1976ء

دو شنبہ ۔ 22 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ
اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۚ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ
اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ○ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَ
خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا
اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ
مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ○

پ ۵ س ۴ رکوع ۲ آیات ۲۶ تا ۲۹

اللہ چاہتا ہے کہ اپنی آیتیں واضح کر کے بیان کرے اور تم کو پہلے لوگوں کے طریقے بتائے اور تم پر مہربانی کرے ۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور اللہ تو چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے اور جو لوگ اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستے سے بہت کر دور جا پڑو ۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے ۔ اور انسان تو (طبعاً) کمزور پیدا ہوا ہے ۔
مسلمانو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ۔ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو تو اس سے مالی فائدہ جائز ہے ۔ اور تم خود اپنے آپ کو ہلاک نہ کرنا ۔ بلاشبہ اللہ تم پر مہربان ہے ۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

نشان زدہ والات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جناب والا ۔ میں سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں ۔

شعبہ زرعی انجینئرنگ پنجاب میں کیسنگ پائپ کی چوری

***5314 ۔ سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ دسمبر 1973ء میں شعبہ زرعی انجینئرنگ پنجاب میں کیسنگ پائپ کی چوری ہوئی تھی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پائپ کے سائز کیا تھے اور ان کی مجموعی مالیت کیا تھی نیز محکمہ نے اس نقصان کو پورا کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں ۔

(ج) کیا محکمہ مذکور نے ان اہلکاروں کے خلاف کوئی کارروائی کی جن کی غفلت اور نا اہلی کی بناء پر لاکھوں روپیہ کا سرکاری سامان چوری ہو گیا ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) شعبہ زرعی انجینئرنگ پنجاب میں ماہ دسمبر 1973ء میں کیسنگ پائپ کی چوری کا کوئی واقعہ نہیں ہوا ۔

(ب) جواب اثبات میں نہیں ۔

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مارکیٹ کمیٹیوں کا نظام

***5849 ۔ میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں اس وقت تقریباً تمام مارکیٹ کمیٹیوں کا نظام ایڈمنسٹریٹر چلا رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ ایڈمنسٹریٹر کب اور کیوں مقرر کیے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایڈمنسٹریٹر متعلقہ کمیٹیوں سے بہت دور ضلعی صدر مقامات پر رہتے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایڈمنسٹریٹروں کے تقرر سے مارکیٹ کمیٹیاں اپنے مطلوبہ مقاصد پورے کرنے میں ناکام ہو چکی ہیں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔ ایڈمنسٹریٹروں کی تقرری زیر دفعہ 25 ۔ اے زرعی پیداوار کی منڈیوں کے ایکٹ مجریہ 1939ء کے تحت 20 اکتوبر 1972ء مابعد ہوتی رہیں ۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ مجریہ 1975 کے زیر دفعہ 4 کے تحت بھی ایڈمنسٹریٹر کا تقرر ہو سکتا ہے ۔ ایڈمنسٹریٹروں کا تقرر مارکیٹ کمیٹیوں کے ارکان کی تقرری کی میعاد ختم ہو جانے پر مفاد عامہ میں کیا گیا تاکہ ان کمیٹیوں کا نظام ٹھیک طور پر چلتا رہے ۔

(ب) جی نہیں یہ درست ہے کہ پہلے ایڈمنسٹریٹر متعلقہ کمیٹیوں سے دور ضلعی صدر مقامات پر رہتے تھے ۔ لیکن حال ہی میں ان صاحبان کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا ہے جو ان مارکیٹ کمیٹیوں کے صدر مقام یا نزدیک ترین تحصیل ہیڈ کوارٹر پر رہائش پذیر ہیں ۔

(ج) جی نہیں ۔

فصلوں پر کیڑے مار ادویات کا چھڑکاؤ

*5852 ۔ **میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ہر سال صوبہ میں فصلوں پر جراثیم کش اور کیڑے مار ادویات کے چھڑکاؤ کے سلسلے میں لاکھوں روپیہ خرچ کرتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ تمام اخراجات گنتی کے با رسوخ زمینداروں کی خاطر کیے جا رہے ہیں اور عام کسانوں یا چھوٹے مالکان کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔

(ج) مذکورہ ادویات چھڑکنے والے محکمہ کے اہلکاروں کی تنخواہ وغیرہ پر ہر سال کتنے اخراجات آتے ہیں ۔ اور ہر سال جراثیم کش ادویات کے لیے حکومت کیا خرچ کرتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ یہ ادویات ہر ایک کاشت کار کو خریدنے کی عام اجازت ہے ۔ اور یہ ادویات ہر کاشت کار کو بلا امتیاز میسر ہیں ۔

(ج) ادویات چھڑکنے والے محکمہ زراعت (شعبہ توسیعی) کے اہلکاروں کی تنخواہ وغیرہ پر خرچ اور جراثیم کش و کیڑے مارنے والی ادویات کی خرید کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

(خرچہ وغیرہ محکمہ زراعت شعبہ توسیعی)	(اخراجات برائے خرید ادویات)
1973-74ء ایک کروڑ تیرہ لاکھ روپیہ	چار کروڑ 90 لاکھ روپیہ
1974-75ء دو کروڑ اڑسٹھ لاکھ روپیہ	دس کروڑ 76 لاکھ روپیہ
1975-76ء دو کروڑ اٹھاون لاکھ روپیہ	سات کروڑ 75 لاکھ روپیہ

یہ عملہ ادویات چھڑکنے کے علاوہ توسیع زراعت کے فرائض بھی سرانجام دیتا ہے ۔

کپاس کی پیداوار

***6118** ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں خریف 1973ء میں کتنی گانٹھیں کپاس پیدا ہوئی اور خریف 1972ء میں کتنی ہوئی تھی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (1) خریف 1973ء میں 25٫25 لاکھ گانٹھ

(2) خریف 1972ء میں 26٫28 لاکھ گانٹھ

ایگریکلچرل سپلائی کارپوریشن کی آمدن اور اخراجات

*6844 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں سال 74-1973ء میں ایگریکلچرل سپلائی کارپوریشن کو کتنا نفع یا نقصان ہوا نیز کارپوریشن نے اس عرصہ کے دوران کتنی رقم کس کس مد پر خرچ کی اور کون کون سی مد میں کتنی آمدنی ہوئی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ سال 74-1973ء میں پنجاب زرعی ترقیاتی کارپوریشن کو نہ ہی کوئی نفع ہوا اور نہ ہی کوئی خسارہ ہوا اخراجات اور آمدنی کی تفصیل منسلک ہے ۔

تفصیل اخراجات و آمدنی پنجاب زرعی ترقیاتی کارپوریشن لاہور

(1) اخراجات

	تصدیق شدہ تخم	کیمیاوی کھاد	میزان
قیمت خرید کیمیاوی کھاد کی قیمتوں میں اضافے کی بدولت قیمت خرید میں اضافہ ۔	3'17,08,000	99,72,44,4000	1,02,89,52000
	16,17,91000	—	16,17,91000
متفرق اخراجات نظم و نسق پر	52,72,000	1,55,23,000	2,07,95,000
اخراجات	35,63,000	1,42,50,000	1,78,13,000
	4,05,43,000	118,88,08,000	122,93,51,000

(2) آمدنی			
آمدنی بدولت فروختگی تخم و کھاد۔	2,92,52,000	54,12,55,000	57,05,07,000
بقایا سٹاک جو اگلے سال منتقل ہوئے۔	1,12,91,000	64,75,53,000	65,88,39,000
	4,05,43,000	1,18,88,08,000	22,93,51,000

نہر کا سروے

*7118 . **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر آبپاشی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے جہلم سے جلالپور ضلع جہلم کے مقام سے ایک نہر نکالنے کا منصوبہ زیر غور ہے اور اس کا سروے بھی ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نہر کے لیے جو سروے کیا گیا ہے وہ درست نہیں ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ نہر کے لیے دوبارہ سروے کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) درست ہے۔

(ب) نہیں جو سروے کیا گیا ہے وہ فنی اعتبار سے درست ہے۔

(ج) نہیں۔ چونکہ پہلا سروے درست ہے اس لیے حکومت دوبارہ سروے کرانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

نہروں کے کنارے پر ٹیوب ویلوں کی تنصیب

*7118 (الف) . **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر آبپاشی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت سیم کی روک تھام کے لیے صوبے میں نہروں کے ساتھ ساتھ ٹیوب ویل نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ سیم کی روک تھام کے لیے ٹیوب ویل لگانے یا ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے لیے موزوں جگہوں کے انتخاب کے بارے میں فیصلہ صوبے کے مختلف رقبہ جات کے تفصیلی سروے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے ۔ تاہم سیم کی روک تھام کے لیے جس طرح ماضی میں رسول میں پروجیکٹ کے تحت نہروں کے ساتھ ساتھ ٹیوب ویل لگائے گئے تھے حکومت اس کے مطابق نہروں کے ساتھ ساتھ ٹیوب ویل نصب کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ۔

چوہوں کی تلفی

*7253 ۔ **چوہدری مشتاق احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ میں کافی تعداد میں چوہے گندم کی فصل کو نقصان پہنچا رہے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ زراعت چوہے تلف کرنے کا کوئی بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) چوہوں کے انسداد کے لیے محکمہ زراعت کا توسیعی عملہ اور نجی اداروں کے پاس ضروری ادویات موجود ہیں جو کہ کاشتکار 75 فیصد امدادی رقم پر حاصل کر سکتے ہیں ۔

(ب) محکمہ زراعت چوہوں کے انسداد کے لیے کاشتکاروں کے تعاون سے مہم چلاتا ہے لیکن زیادہ تر چوہوں کی تلفی کی ذمہ داری کاشتکاروں پر خود ہی عائد ہوتی ہے ۔

کھاد کی فراہمی

*7255 ۔ **چوہدری مشتاق احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل شکرگڑھ میں کاشتکاروں کو بر انی

اور ناکارہ کھاد مہیا کی جا رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت مذکورہ تحصیل کے زمینداروں کو بہتر کھاد مہیا کرنے کو تیار ہے ۔

(ج) کیا حکومت ایسے افسران کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرے گی جو ناقص کھاد مہیا کرنے کے ذمہ دار ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست نہیں ہے ۔

(ب) پنجاب زرعی ترقیاتی کارپوریشن کی لگاتار یہ کوشش رہی ہے کہ کسانوں کو عمدہ اور معیاری قسم کی کھاد جو اسے مختلف ذرائع سے حاصل ہوتی ہے مہیا کی جائے ۔ لہذا تحصیل شکرگڑھ میں بھی عمدہ اور معیاری کھاد تقسیم کرنے کا پروگرام زیر عمل ہے ۔

(ج) اگر یہ بتایا جائے کہ کس سیل ڈپو سے غیر معیاری اور ملاوٹ شدہ کھاد کس شخص کے ہاتھ فروخت کی گئی ہے تو اس کے متعلق بعد تصدیق محکمہ ایسے افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کرے گا جو کہ ایسے جرم کے مرتکب پائے گئے ۔

شاہ پور جیل میں صنعتوں کا قیام

*7498 ۔ سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔ کیا وزیر جیل ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) شاہ پور ضلع سرگودھا کی جیل میں فی قیدی یومیہ خوراک کے لیے کیا خرچ کیا جاتا ہے ۔

(ب) مذکورہ جیل میں کل کتنے بجلی کے پنکھے مہیا کیے گئے ہیں ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہت سے پنکھے بیکار پڑے ہیں کیونکہ جیل میں بجلی کی تاریں پرانی اور ناقص ہیں ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ناقص تاروں کو کب تک تبدیل کیا جائے گا تاکہ یہ پنکھے کام کر سکیں

(ھ) مذکورہ جیل میں فی الحال کونسی صنعتیں رائج ہیں اور مستقبل میں کون کون سی صنعتیں قائم کی جائیں گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) شاہ پور ضلع سرگودھا کی جیل میں مبلغ 1.40 روپیہ فی قیدی یومیہ خوراک پر خرچ کیے جاتے ہیں ۔

(ب) مذکورہ جیل میں کل 66 (چھیاسٹھ) عدد بجلی کے پنکھے مہیا کیے گئے ہیں ۔

(ج) یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ پنکھے بیکار پڑے ہیں کیونکہ جیل میں بجلی کی تاریں پرانی اور ناقص ہیں جن کا تبدیل کرنا ضروری ہے ۔

(د) سال 76 - 1975ء میں مبلغ 18,760 روپیہ کی رقم ان پنکھوں کے نظام کو درست کرنے کے لیے حکومت پنجاب نے محکمہ تعمیرات عامہ کو مہیا کر دی ہے ۔

(ھ) فی الحال منج بان کی صنعت جاری ہے اور دیگر کوئی صنعت جیل مذکور کے لیے زیر غور نہیں ہے ۔

شاہ پور صدر جیل کے عملہ کے لیے رہائشی سہولتیں

*7501 ۔ سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ شاہ پور صدر ضلع سرگودھا کی جیل کا بیشتر حصہ کچا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ جیل کے عملہ کے لیے رہائش گاہیں ناکافی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس کمی کو دور کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ صحیح ہے کہ جیل شاہ پور ضلع سرگودھا کا بیشتر حصہ کچا ہے اور جیل مذکور سو سال قبل تعمیر ہوئی تھی ۔ مبلغ دس ہزار روپیہ برائے مرمت ہائے

موجودہ مالی سال کے دوران جیل ہذا کے لیے مہیا کیے گئے ہیں اور تعمیر کا کام 76 - 1975ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے -

(ب) یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ ضلعی جیل شاہ پور کے عملہ کے لیے رہائش گاہیں ناکافی ہیں ضرورت عملہ کے لیے مزید رہائش گاہیں حکومت بتدریج تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے - قبل ازیں حکومت نے اس ضمن میں مندرجہ ذیل رقوم فراہم کی تھیں -

سال 70 - 1969ء مبلغ چار ہزار روپیہ - سال 72 - 1971ء مبلغ دو ہزار روپیہ - سال 71 - 1970ء مبلغ دو ہزار روپیہ - سال 73 - 1972ء مبلغ دو ہزار روپیہ - کچی عمارات جیل ہذا 28 اور پختہ عمارات تفصیل بصورت 6 ذیل ہے -

پکی عمارات		کچی عمارات	
سپرنٹنڈنٹ جیل	1 کوٹھی	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	1 کوٹھی
اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	1 کوٹھی	وارڈرز	21کوارٹرز
اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر	1 کوٹھی	ہیڈ وارڈرز	4 کوارٹرز
جولیٹر کارک	1 کوارٹر	سٹور کیپر	1 کوارٹر
ہیڈ وارڈرز	1 کوارٹر	ٹیچر	1 کوارٹر
ڈسپنسر	1 کوارٹر		

صوبہ میں ڈیزل اور بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کی تعداد

*7638 - **سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ** - کیا وزیر آبپاشی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب کے ہر ضلع میں ڈیزل اور بجلی کے کتنے ٹیوب ویل ہیں نیز سرکاری اور نجی ٹیوب ویلوں کی الگ الگ تعداد بتائی جائے ؟

وزیر خزالہ (ڈاکٹر عبدالخالق) - محکمہ زراعت کے شعبہ شماریات کی جون 1974ء کی رپورٹ کے مطابق صوبہ میں نجی اور سرکاری ٹیوب ویلوں کی کل تعداد بالترتیب 1,09,889 ہے - اور 9200 ہے - ان ضلع وار تعداد مع تفصیل بجلی اور ڈیزل حسب ذیل ہے -

ڈویژن اور ضلع	بجلی سے چلنے والے			ڈیزل سے چلنے والے			کل تعداد	
	سرکاری	نجی	کل	سرکاری	نجی	کل	نجی	کل
صوبہ پنجاب	8,902	33,608	42,510	298	76,281	76,579	1,09,889	1,19,089
راولپنڈی ڈویژن	882	2,548	3,430	4	1,959	1,963	4,507	5,393
کیمبل پور	25	335	360	3	13	16	348	376
راولپنڈی	18	97	115	1	23	24	120	139
جہلم	6	149	155	—	334	334	483	489
گجرات	833	1,967	2,800	—	1,589	1,589	3,556	4,389
سرگودھا ڈویژن	2,526	6,499	9,025	60	10,450	10,510	16,949	19,535
سرگودھا	913	626	1,539	12	1,053	1,065	1,679	2,604
لائلپور	476	2,097	2,073	4	4,003	4,007	6,100	6,580
جھنگ	956	2,804	3,760	22	4,609	4,631	7,413	8,391
میانوالی	181	972	1,153	22	785	807	1,757	1,960
لاہور ڈویژن	3,526	14,729	18,255	10	24,323	24,333	39,052	42,588

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

ڈویژن اور ضلع	بجلی سے چلنے والے			ڈیزل سے چلنے والے			کل تعداد	
	سرکاری	نجی	کل	سرکاری	نجی	کل	نجی	کل
سیالکوٹ	198	3,206	3,404	2	9,762	9,764	12,968	13,168
گوجرانوالہ	720	5,100	5,802	1	10,190	10,191	15,290	15,993
شیخوپورہ	2,285	1,779	4,064	6	1,612	1,618	3,391	5,682
لاہور	341	4,644	4,985	1	2,759	2,760	7,403	7,745
ملتان ڈویژن	1,755	8,572	10,325	194	33,040	33,234	41,612	43,559
ساہیوال	156	4,512	4,668	49	11,722	11,771	16,234	16,439
ملتان	181	3,658	3,839	73	15,426	15,499	19,084	19,338
مظفر گڑھ	13,96	267	1,663	53	3,170	3.223	3,437	4,886
ڈیرہ غازی خان	20	135	155	19	2,722	2,741	2,857	2,896
بہاولپور ڈویژن	215	1,260	1,475	30	6,509	6,539	7,769	8,014
بہاولپور	61	532	539	14	2,162	2,176	2,694	2,769
بہاولنگر	20	153	179	—	1,231	1,231	1,384	1,410
رحیم یار خان	128	575	703	16	3,116	3,132	3,691	3.835

خانقاہ حضرت پیر سلطان احمد قتال رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ کی مرمت

*7685 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر اوقاف میرے نشان زدہ سوال نمبر 4672 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 29 ۔ اکتوبر 1974ء کو ایوان میں دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جلالپور پیر والا ضلع ملتان میں واقع خانقاہ حضرت پیر سلطان احمد قتال رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کی مرمت کے لیے جو 60 ہزار روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس میں سے مذکورہ روضہ کی کیا کیا مرمت کرائی جائے گی ۔ تفصیلاً بتایا جائے ۔

(ب) مذکورہ روضہ کی مرمت کے لیے کتنی رقم کا ٹھیکہ دیا گیا ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) حضرت پیر سلطان احمد قتال رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ اور مسجد کی تجدید اور مرمت کے کاموں پر ساٹھ ہزار روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا مگر بعد میں مہنگائی اور Building Material کی قیمتوں میں زبردست اضافہ کے باعث مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ میں کام نامکمل ہوگیا ۔ چنانچہ اب سال 77 ۔ 1976ء کے لیے Revised Estimates تیار کیا جا رہا ہے ۔

(ب) فی الحال جو کام ہوتا رہا ہے ۔ اس کے لیے ماہ جون 1975ء کے دوران چھ ہزار نو صد اٹھارہ روپے بہتر پیسہ ٹھیکہ دیا گیا ہے ۔

جلالپور پیر والا ضلع ملتان کو سیلاب سے محفوظ کرنے کے لیے بند کی تعمیر

*7690 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم میرے نشان زدہ سوال نمبر 6383 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 18 ۔ دسمبر 1974ء کو ایوان میں دیا گیا تھا ، بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیر والا ضلع ملتان کو سیلاب سے محفوظ کرنے کے لیے بند کی تعمیر کا کام ابھی شروع نہیں کیا گیا

حالانکہ اس کے لیے 1,80,000 روپے کی رقم بھی مختص کی جا چکی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت مذکورہ بند کی تعمیر جلد از جلد مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست ہے، لیکن ایسی کوئی رقم محکمہ انہار کو جمع نہیں کروائی گئی۔

(ب) یہ بند پیپلز ورکس پروگرام کے تحت ڈپٹی کمشنر نے تیار کروانا ہے۔ محکمہ انہار ڈپٹی کمشنر ملتان کے فنڈز جمع کروانے کے بعد کام شروع کرے گا۔ جونہی رقم مذکورہ جمع ہو گئی۔ تب ہی بند پر کام شروع ہو جائے گا۔

چک نمبر 75 ر۔ب کے پٹواری کے خلاف تحقیقات

*8073 ۔ چوہدری عبدالغنی ۔ کیا وزیر آبپاشی میرے نشان زدہ سوال نمبر 6669 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 18 ۔ دسمبر 1975ء کو ایوان میں دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ سب ڈویژنل آفیسر سکارپ نمبر 1 ڈسٹری بیوشن ایسٹ سیالکوٹ نے پٹواری حلقہ چک نمبر 75 ر۔ب کے خلاف تحقیقات کرکے رپورٹ بذریعہ ڈاک نمبر 970 مورخہ 20 ۔ جون 1974ء ڈسٹری بیوشن ایسٹ سکارپ نمبر 1 شیخوپورہ کے دفتر ارسال کی تھی ۔ کیا پٹواری مذکور کے خلاف انکوائری مکمل ہو چکی ہے ۔ اگر نہیں تو اس میں تاخیر کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) شکایت کنندہ مولا بخش نے اس سلسلے میں پٹواری مذکور کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا ہوا ہے ۔ محکمانہ کارروائی جلد از جلد مکمل کرنے کے لیے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔

کھرڑیانوالہ میں کھارا پانی کی وجہ سے بند کیے گئے ٹیوب ویلوں پر ڈبل آبیانہ کی وصولی

*8074 ۔ چوہدری عبدالغنی ۔ کیا وزیر آبپاشی میرے نشان زدہ سوال نمبر 6702 کے جواب کے حوالے سے جو مورخہ 18 ۔ دسمبر 1975ء کو ایوان میں دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کھرڑیانوالہ کے تقریباً 42 ٹیوب ویل جو شاہ کوٹ سکیم کے تحت نصب کیے گئے تھے اور جنہیں بعد میں ناقص پانی کی وجہ سے بند کر دیا گیا تھا ، کے حلقے میں ڈبل آبیانہ کس تاریخ سے معاف کیا گیا ہے ۔

(ب) مذکورہ ٹیوب ویل کن کن چکوک میں نصب کیے گئے تھے ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال جڑانوالہ کھارے پانی کی وجہ سے بند کیے گئے مذکورہ ٹیوب ویلوں پر واقع اراضی کے مالکان سے ٹیوب ویلوں کا آبیانہ (ڈبل آبیانہ) سختی سے وصول کر رہا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت اس بارے میں کوئی احکام جاری کرے گی ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) شاہ کوٹ سکیم میں کھرڑیانوالہ کے قرب و جوار میں 33 ٹیوب ویل بوجہ ناقص پانی بند کیے گئے جن کا آبیانہ سنگل مختلف فصلات سے نافذ ہوا ہے ۔ اس ضمن میں نوٹیفیکیشن 2/200-SO (Rev) /73-A بذریعہ گزٹ خصوصی مورخہ یکم جون 1973ء کی رو سے سولہ دیہات میں ڈبل آبیانہ ریٹ سے سنگل آبیانہ ریٹ کر دیا گیا ۔ تاریخ بائے جس فصل سے سنگل آبیانے کا عمل کیا گیا فہرست مشتملہ میں درج ہیں ۔

(ب) مذکورہ ٹیوب ویل شاہ کوٹ سکیم 33 عدد 16 چکوک میں نصب کیے گئے تھے جن کی تفصیل یہ ہے :

89 ۔ آر ۔ بی ، 97 ۔ آر بی ، 96 ۔ آر ۔ بی 99 ۔ آر ۔ بی ، 100 ۔

آر ۔ بی ، 101 ۔ آر ۔ بی ، 102 ۔ آر ۔ بی ، 103 ۔ آر ۔ بی ، 105 ۔ آر ۔ بی ، 106 ۔ آر ۔ بی ، 107 ۔ آر ۔ بی ، 108 ۔ آر ۔ بی ، 51 ۔ آر ۔ بی ، 69 ۔ آر ۔ بی ، 76 ۔ آر ۔ بی ، اور 77 ۔ آر ۔ بی ، 16 ۔ آر ۔ بی ۔

(ج) جیسا کہ ضمن (الف) میں بیان کیا گیا ہے سنگل آبیانہ کی نوٹیفیکیشن 16 - 5 - 73 کی جاری ہوئی ۔ لہذا 16 - 5 - 73 کے بعد کی فصلات میں مذکورہ ٹیوب ویل ہائے کو آبیانہ سنگل تشخیص کیا جا رہا ہے ۔ جہاں تک سابقہ فصلات بمطابق نوٹیفیکیشن قبل از خریف 1973ء کا تعلق ہے ۔ اس سلسلے میں بموجب نوٹیفیکیشن ریمشن سات دیہات میں دیا جاتا تھا ۔ محکمہ انہار نے ان دیہات کا عمل یعنی ڈبل آبیانہ پر تیار کر کے محکمہ مال کو اب ربیع 76 - 1975ء کی کھتونی میں عمل کر کے ارسال کر دیا گیا ہے ۔ اس لیے مزید احکام کی ضرورت نہیں ہے ۔

محکمہ اوقاف میں انتظامی سرکل کی تعداد

***8157 ۔ ملک ثناء اللہ خان ۔** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ اوقاف نے صوبہ میں اب تک کتنی تعداد میں انتظامی سرکل قائم کیے ہیں اور مزید کتنے کھولنے کا پروگرام ہے ۔

(ب) انتظامی سرکل کے افسر اعلیٰ کے عہدہ کا نام کیا ہے اور اس کی تعلیمی استعداد کیا ہوتی ہے اور اس کی بھرتی کا کیا طریق کار ہے ۔

(ج) کیا مذکورہ آسامی کی بھرتی کے لیے اشتہارات وغیرہ بھی دیئے گئے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) محکمہ اوقاف پنجاب نے صوبہ میں پینتیس (35) انتظامی سرکل قائم کر رکھے ہیں مزید کسی انتظامی سرکل کے قیام کی تجویز زیر غور نہیں ہے ۔

(ب) انتظامی سرکل کے افسر اعلیٰ کے عہدہ کا نام مینجر/اسسٹنٹ مینجر وقف پراپرٹیز ہوتا ہے۔ مینجر کے عہدہ کے لیے کم سے کم تعلیمی قابلیت ڈگری ہے جب کہ اسسٹنٹ مینجر کے لیے تعلیمی قابلیت ایف۔ اے ہونا لازمی ہے۔ ابتدائی تقرری بطور اسسٹنٹ مینجر کی جاتی ہے۔ بھرتی کے طریق کار میں اخبار کے ذریعہ اشتہارات کا دیا جانا شامل ہے۔ مینجر کی آسامی عام طور پر بذریعہ محکمانہ ترقی پر کی جاتی ہے۔

(ج) فی الحال ایسی کسی آسامی کو پر نہیں کیا گیا۔

صوبہ میں جیلوں کی تعداد

*8158۔ ملک ثناء اللہ خان۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں جیلوں کی کل تعداد کیا ہے اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں۔ نیز ہر جیل میں قیدیوں کو رکھنے کے لیے کتنی کتنی گنجائش ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ میں ہر سب ڈویژن کی سطح پر نئے جیل خانہ جات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں کیوں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق)۔ (الف) صوبہ پنجاب میں جیلوں کی کل تعداد 27 ہے۔ ڈسٹرکٹ جیلوں کی تعداد 21 ہے اور سنٹرل جیلیں 6 ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل مقامات پر واقع ہیں اور قیدیوں کو سرکاری طور پر رکھنے کے لیے منظور شدہ گنجائش درج ذیل ہے:

سنٹرل جیل	گنجائش قیدیان	گنجائش قیدیان سزائے موت
1۔ ساہیوال	2131	178
2۔ ملتان	1440	50
3۔ بورسٹل جیل بہاول پور	434	—

4 ۔ نیو سنٹرل جیل بہاول پور	1080	15
5 ۔ سنٹرل جیل میانوالی	525	42
6 ۔ سنٹرل جیل لائل پور	1010	40
ڈسٹرکٹ جیل		
1 ۔ کوٹ لکھپت لاہور	608	29
2 ۔ کیمپ جیل لاہور	740	—
3 ۔ ڈسٹرکٹ جیل ملتان	711	10
4 ۔ ڈسٹرکٹ جیل لائل پور	622	12
5 ۔ ڈسٹرکٹ جیل ڈیرہ غازیخان	502	20
6 ۔ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ	438	10
7 ۔ جھنگ	358	—
8 ۔ سرگودھا	158	4
9 ۔ مظفر گڑھ	71	—
10 ۔ راجن پور	96	—
11 ۔ شیخوپورہ	211	11
12 ۔ قصور	339	10
13 ۔ رحیم یار خان	104	—
14 ۔ بہاول نگر	140	—
15 ۔ گوجرانوالہ	388	8
16 ۔ شاہ پور	267	6
17 ۔ راولپنڈی	496	18
18 ۔ جہلم	420	14
19 ۔ گجرات	355	16
20 ۔ کیمبل پور	200	6
21 ۔ ویمن جیل ملتان	80	—

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ میں تقریباً ہر سب ڈویژن کی سطح پر نئے حوالات (جوڈیشل لاک اپ) تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور یہ کام سالانہ ترقیاتی منصوبوں کے تحت مرحلہ وار

پایۂ تکمیل کو پہنچے گا اور کئی سال لگ جائیں گے۔
76 - 1975ء کے دوران مندرجہ ذیل سب ڈویژن میں حوالات زیر تعمیر ہیں :

(1) نارووال
(2) میلسی
(3) احمد پور شرقیہ
(4) ہارون آباد
(5) شور کوٹ
(6) گوجر خان
(7) لودھراں

ٹیوب ویلوں کی منتقلی

*8171 ۔ بیگم سیدہ عابدہ حسین ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت سرکاری طور پر نصب کیے گئے ٹیوب ویلوں کو ان علاقوں سے جہاں زیر زمین پانی ناقص ہے ، ان علاقوں میں منتقل کرنے کے بارے میں غور کر رہی ہے ، جہاں زیر زمین پانی اچھا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس منصوبہ کے تحت کتنے ٹیوب ویل ضلع جھنگ میں منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ جہاں زیر زمین پانی میٹھا ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ سرکاری طور پر نصب کیے گئے ٹیوب ویلوں کو منتقل کرنے کے بارے میں کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ۔

نالے کی کھدائی

*8182 ۔ رائے احمد حیات خان ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع لالل پور میں "مدوآنہ ڈرینیج" کے نام سے ایک سیم نالہ کی کھدائی کی گئی تھی جس پر حکومت کا ہزاروں روپیہ صرف ہوا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ نالے کی کھدائی مطلوبہ معیار کے مطابق نہیں کی گئی اور نہ ہی علاقے کے زمینداروں کو اس سے کوئی فائدہ ہوا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں تو کیا حکومت مذکورہ سیم نالے کو مزید گہرا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ مدوآنہ ڈرین کے نام سے ایک سیم نالی پر کھدائی کا کام ہو رہا ہے جس میں سے 24 میل لمبی ڈرین مکمل ہو چکی ہے اور بقایا تقریباً 25 میل پر کھدائی کا کام جاری ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔

(ج) حکومت نالی کو مزید گہرا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ۔

تحصیل سرگودھا کے چکوک میں سیم کا تدارک

*8185 ۔ **سردار صغیر احمد** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل سرگودھا کے چکوک نمبر 99 ۔ ج ، 100 ۔ ج ، 102 ۔ ج ، 103 ۔ ج ، 105 ۔ ج ، 110 ۔ ج ، 111 ۔ ج ، 113 ۔ ج ، 114 ۔ ج ، 116 ۔ ج ، 119 ۔ ج ، جنوبی وغیرہ میں سیم نے زمین کو تباہ کرنا شروع کر دیا ہے اور اکثر چکوک میں لوگ فصل ربیع 1976ء سے بھی محروم ہو گئے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے ان چکوک میں سیم کے سدباب کے لیے کیا تجاویز یا منصوبے مرتب کیے ہیں اور ان تجاویز پر عمل درآمد کب تک متوقع ہے ۔

(ج) کیا حکومت ان دیہات میں ٹیوب ویل نصب کر کے کڑوا پانی نزدیکی سیم نالیوں میں ڈالنے کے منصوبے پر عمل کرنے کے لیے تیار ہے تاکہ یہ زرخیز علاقہ سیم سے بچایا جا سکے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) تحصیل سرگودھا کے چکوک جن کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے ، کے علاقے میں زیر زمین

پانی کی سطح بلند ہو گئی ہے جس سے سیم کی وجہ سے زمین خراب ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے ۔ لینڈ ریکلیمیشن ڈائریکٹوریٹ کے سیم و تھور گرداوری کے گذشتہ تین سال 1972-73ء تا 1974-75ء کے اعداد و شمار کے مطابق مذکورہ چکوک کا کوئی رقبہ سیم کی وجہ سے ناقابل کاشت نہیں ہوا ۔

(ب) مذکورہ چکوک میں سیم کے سدباب کے لیے حسب ذیل منصوبے مرتب کیے گئے ہیں :

1 ۔ چک نمبر 99 جنوبی نشیبی علاقہ میں واقع ہے اور اس میں نئی سیم نالی بنام آسیانوالہ ڈرین حال ہی میں کھودی گئی ہے ۔

2 ۔ چک نمبر 100 جنوبی کے قریب پہلے ہی ایل ۔ 7 ڈرین کھودی جا چکی ہے ۔

3 ۔ چک نمبر 105 جنوبی کے لیے سیم نالے کا منصوبہ بنایا گیا ہے جس کی تکمیل مالی سال 1976-77ء میں ہونے کی توقع ہے ۔

4 ۔ باقی ماندہ چکوک نمبران 102 ۔ ج ، 119 ۔ ج ، 103 ۔ ج ، 110 ۔ ج ، 111 ۔ ج ، 113 ۔ ج ، 114 ۔ ج ، اور 116 ۔ ج کے علاقہ میں سیم کے سدباب کے لیے واپڈا نے ایک جامع منصوبہ کے تحت جڈا برانچ ڈرین کی سکیم بنائی ہے جو زیر تکمیل ہے اور واپڈا کی نگرانی میں اس پر کام ہو رہا ہے ۔

5 ۔ مذکورہ چکوک سکارپ نمبر 2 کے کھاری پانی کے رقبہ میں واقع ہیں اس رقبہ کے لیے واپڈا نے ایک منصوبہ مرتب کیا ہے جس کے تحت 5 لاکھ اسی ہزار ایکڑ رقبہ کی اصلاح کی جائے گی اور تقریباً 821 ٹیوب ویل تین مرحلوں میں نصب کیے جائیں گے ان میں سے تقریباً 175 ٹیوب ویل کھاری پانی کے نکاس کے لیے لگائے جائیں گے جن کا پانی سیم نالیوں میں ڈالا جائے گا ۔ کھاری پانی کے ان ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا کام بھی واپڈا کی زیر نگرانی عنقریب شروع ہو جائے گا ۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) میں بیان کیا گیا ہے واپڈا نے کھاری پانی

کے علاقہ میں ٹیوب ویلوں کی تنصیب اور کھاری پانی کے نکاس کے لیے پانی نزدیکی سیم نالیوں میں ڈالنے کا منصوبہ مرتب کیا ہے ۔ جس پر عنقریب عمل درآمد شروع کر دیا جائے گا ۔ کھاری پانی کے علاقہ میں مذکورہ چکوک بھی شامل ہیں ۔

ھڈہ سیم نالہ پر پل کی تعمیر

*8186 ۔ **سردار صفیر احمد** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے زر کثیر صرف کر کے تحصیل سرگودھا میں زمین کو سیم سے بچانے کے لیے ھڈہ نامی سیم نالہ کھودا ہے جو شاہین آباد اور لالیاں ریلوے سٹیشن کے درمیان سے ریلوے لائن کے نیچے سے گزرتا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ نالے پر تاحال ریلوے لائن کا پل تعمیر نہیں ہوا اور اس سے سیم نالہ ریلوے پر جا کر رک جاتا ہے اور وہاں پانی کھڑا رہتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ ریلوے اور محکمہ آبپاشی کے درمیان تاحال کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور مذکورہ پل کا منصوبہ سرخ فیتہ کا شکار ہے ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور مذکورہ پل کب تک مکمل ہونے کی توقع ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔ یہ سکیم واپڈا کے تحت مکمل کی جا رہی ہے ۔

(ب) ریلوے کے پل کی تعمیر کا ٹھیکہ لیا جا چکا ہے اور ابتدائی کام شروع ہو گیا ہے ۔

(ج) محکمہ ریلوے اور واپڈا کے درمیان پل بنانے کا فیصلہ ہو چکا ہے اس کا ڈیزائن مکمل ہو گیا ہے اور محکمہ ریلوے کو اس

سلسلے میں پل کی قیمت بھی ادا ہو چکی ہے ۔ پل کی تعمیر کا ٹھیکہ بھی دیا جا چکا ہے ۔

(د) جواب بالا مفصل ہے ۔ مذکورہ پل کی تکمیل ایک سال میں متوقع ہے ۔

تحصیل پھالیہ میں موضع جسووال میں سیم کا تدارک

*8196 ۔ **چوھدری محمد حیات گوندل** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل پھالیہ کے موضع جسووال اور موضع پھابھڑہ کا رقبہ ملحقہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر دو مواضعات کی تقریباً 70 ربع زرعی اراضی سیم زدہ ہو چکی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت مذکورہ سیم زدہ علاقہ سے دو میل لمبا سیم نالہ نکال کر بی ڈرین میں ڈالنے کو تیار ہے ۔ تاکہ مذکورہ رقبہ کی سیم دور ہو سکے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ مواضعات جسووال اور پھابھڑہ کا کچھ رقبہ سیم زدہ کے لیے سکیم برائے کھودنے نالی زیر غور ہے ۔ جو بعد از منظوری اور ملنے فنڈز موقع پر شروع کر دی جائے گی ۔

تحصیل پھالیہ میں چک شیر محمد ڈرین کی کشادگی

*8197 ۔ **چوھدری محمد حیات گوندل** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک شیر محمد ڈرین تحصیل پھالیہ ضلع گجرات بہت چھوٹی ہے اور سیم اور بارش کے پانی نکاس کے لیے ناکافی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دو چھوٹی نالیاں نکال کر مذکورہ ڈرین میں گرانے کی ایک سکیم حکومت کے زیر غور ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ڈرین کی چوڑائی ناکافی ہونے کی وجہ سے مواضعات ڈھوک ۔ کامب ۔ ڈھوک نواں لوک ۔ کوٹلی قاضی ۔ مکھنانوالی اور چک شیر محمد کا کافی رقبہ سیم زدہ ہو چکا ہے ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ رقبہ کو بچانے کے لیے مذکورہ سیم نالہ کو چوڑا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔ اور اگر اسے چوڑا کرنے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور ہے تو اس پر کب عمل درآمد کیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) مذکورہ چک شیر محمد ڈرین کا نام نواں لوک ڈرین ہے جس کی چوڑائی و گہرائی منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ دو نالیاں موسومہ کوٹ اسلام اور ڈھوک مراد مذکورہ ڈرین میں ڈالنے کی سکیم منظور ہو چکی ہے ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔

(د) مذکورہ ڈرین پر کھدائی کی ضرورت ہے ۔ جس کے لیے ایک سکیم منظور ہو چکی ہے اور اس پر ماہ جون میں کام بذریعہ مشین شروع ہو جائے گا ۔

ضلع لائلپور میں مدوآنہ ڈرین پر ٹیوب ویلوں کی تنصیب

*8215 ۔ رائے احمد حیات خان ۔ کیا وزیر آبپاشی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع لائلپور میں مدوآنہ ڈرین حکومت نے کثیر رقم خرچ کرکے تعمیر کی تھی مگر غلط منصوبہ بندی کی بناء پر تمام رقم رائیگاں گئی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب اس منصوبے کو مفید اور موثر بنانے کے لیے حکومت مذکورہ ڈرین پر ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عملدرآمد ہوگا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) مدوآنہ ڈرین کی تعمیر پر تقریباً ایک کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کہ یہ رقم غلط منصوبہ بندی کی بناء پر رائیگاں گئی ہے ۔

(ب) یہ حقیقت نہیں ہے ۔ واپڈا نے کھارا پانی کی ڈسپوزل اور زیر زمین پانی کا لیول برقرار رکھنے کے لیے ٹیوب ویل لگانے کا منصوبہ بنایا ہے ۔ جس پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے ۔

دارالعلوم حزب الاحناف واقع میلا رام روڈ لاہور کی جائیداد کی آمدن میں خرد برد

***8250 . چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کثیر مالیت کی وقف جائیداد جو ایک مسجد ، چالیس کمروں اور چالیس دکانوں پر مشتمل ہے اور جس کی ماہوار آمدنی تقریباً 6 یا 7 ہزار روپیہ ہے دارالعلوم حزب الاحناف واقع میلا رام روڈ لاہور کے ساتھ منسلک ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ عمارت صدقات و خیرات سے اور چندہ جمع کرکے بنائی گئی تھی اور اس کی تعمیر پر تقریباً 12لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ وقف جائیداد کی آمدنی اس کے منتظمین کھا رہے ہیں اور تعلیم و تدریس کا کام انتہائی ناقص ہے ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ جائیداد کو اپنی تحویل میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) دارالعلوم حزب الاحناف واقع میلا رام روڈ لاہور ایک پرائیویٹ ادارہ ہے ۔ چونکہ یہ ادارہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہیں ہے ۔ اس لیے ملحقہ جائیداد کی تفصیل ماہوار آمدنی کی تصدیق کرنا ممکن نہیں ہے ۔

(ب) جیسا کہ جزو (الف) میں عرض کیا گیا ہے ۔ ادارہ ہذا محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہ ہے اس لیے محکمہ ان امور کی تردید یا تصدیق کرنے سے قاصر ہے ۔

(ج) محکمہ دارالعلوم ھذا کے معیار تعلیم یا رقوم کے خرد برد کے بارہ میں کوئی رائے دینے سے قاصر ہے ۔

(د) محکمہ اوقاف مجوزہ پالیسی کے تحت کسی دینی مدارس کو محکمانہ تحویل میں نہیں لیتا ۔ بدین وجہ مدرسہ مذکور کو محکمہ اپنی تحویل میں نہیں لے رہا ہے ۔

تحصیل پھالیہ میں واقع ٹیوب ویل نمبر 302 ہی ایچ کی مرمت

*8260 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر آبپاشی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع گجرات تحصیل پھالیہ میں ٹیوب ویل نمبر 302 ہی ایچ عرصہ 4 سال سے خراب پڑا ہے اور حکومت کاشتکاروں سے آبیانہ مسلسل وصول کر رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹیوب ویل کو مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) ضلع گجرات تحصیل پھالیہ میں ٹیوب ویل نمبر 302 ہی ایچ اپریل 1973ء تا ستمبر 1973ء مسلسل بند رہا ۔ بعد ازاں دسمبر 1973ء سے بوجہ مشینری نقص اور خرابی بور بند پڑا ہے ۔ حکومت نے ٹیوب ویل کے زائد آبیانے کی ان فصلات کے لیے معاف دے دی ہے ۔ جن کے دوران

ٹیوب ویل مسلسل بند رہا ہے اور اس سلسلے میں ضروری نوٹیفیکیشن بھی جاری کر دیا گیا ہے ۔

(ب) تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں ایسے تمام ٹیوب ویل جو بور خراب ہونے کی وجہ سے بند ہیں دوبارہ بور کیے جا رہے ہیں ان میں ٹیوب ویل مذکور (302 ۔ پی ۔ ایچ) بھی شامل ہے ۔ حکومت نے یہ کام واپڈا کو سونپ دیا ہے ۔ امید ہے جلدی ٹیوب ویل دوبارہ لگا دیا جائے گا ۔

ضلع سرگودھا میں وقف املاک

*8323 ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع سرگودھا میں کہاں کہاں اور کتنی وقف پراپرٹی حکومت پنجاب کی زیر نگرانی ہے اور اس کے لیے کتنا عملہ کام کر رہا ہے ۔

(ب) مذکورہ اوقاف کی آمدن و خرچ کی تفصیل 1-7-73 سے 30-6-75 تک سال وار بتائی جائے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ عمارتوں میں سے بعض عمارات بوسیدہ اور خستہ ہو چکی ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) ضلع سرگودھا میں مختلف مقامات پر 53 وقف پراپرٹی حکومت پنجاب محکمہ اوقاف کی زیر نگرانی ہیں ۔ اور ان کی تفصیل گوشوارہ "الف" پر دی گئی ہے ۔
متعینہ عملہ مندرجہ ذیل ہے :

خطیب	خطیب امام	امام	موذن	خادم موذن
5	7	8	3	2

مدرس	خادم	ٹیوب ویل ڈرائیور	نگران
2	15	1	5

اور اس کی تفصیل گوشوارہ "ب" پر دی گئی ہے ۔

(ب) تفصیل مذکورہ وقف پراپرٹی ضلع سرگودھا لف ہے ۔ گوشوارہ "ج"

کل آمدن ۔ 2,50,588 روپے

کل خرچ ۔ 3,66,022 روپے

از 1-7-73 تا 30-6-75

(ج) ایسی کوئی عمارت محکمہ اوقاف کے نوٹس میں نہیں ہے ۔

ضلع سرگودھا میں کل کتنی جائیداد محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں کی لسٹ مندرجہ ذیل ہے :

نمبر شمار	نام وقف املاک	جہاں واقع ہے
1 ۔	جامع مسجد بھلوال	تحصیل بھلوال
2 ۔	جامع مسجد اہل سنت والجماعت	پھاروان ۔ بھلوال
3 ۔	جامع مسجد سلانوالی	واقع سلانوالی سرگودھا
4 ۔	جامع مسجد غلہ منڈی	غلہ منڈی سرگودھا
5 ۔	عید گاہ خوشاب	خوشاب تحصیل خوشاب
6 ۔	جامع مسجد بلاک نمبر 1	بلاک نمبر 1 سرگودھا
7 ۔	جامع مسجد بلاک نمبر 10	بلاک نمبر 10 سرگودھا
8 ۔	مسجد دروازہ چک والی	بھیرہ تحصیل بھلوال
9 ۔	مسجد غلہ منڈی	غلہ منڈی بھلوال
10 ۔	جامع مسجد مین بازار	مین بازار خوشاب
11 ۔	جامع مسجد اہل سنت والجماعت	صابری محلہ کوٹ فرید
12 ۔	جامع مسجد اہل سنت والجماعت و مدرسہ دارالعلوم نعیمیہ ۔	کمپنی باغ سرگودھا
13 ۔	عید گاہ سرگودھا	چک نمبر 45 این ۔ اے
14 ۔	جامع مسجد وچلی	موضع سرولیانوالہ تحصیل بھلوال
15 ۔	درگاہ حضرت سید احمد (حضرت محمد ایاز المعروف یار بادشاہ)	خوشاب
16 ۔	دربار پیر سید احمد	بھیرہ تحصیل و اوال

17 ۔	درگاہ حضرت شاہ شہاب الدین صاحب	نبی شاہ خورد بھلوال
18 ۔	درگاہ حضرت شاہ محمد	شاہ پور تحصیل شاہ پور
19 ۔	دربار حضرت شاہ شمس صاحب	شاہ پور
20 ۔	درگاہ حضرت اودھم سلطان	طوطی پور تحصیل بھلوال
21 ۔	دربار حضرت ماچھی شہید	اوکھلی مولا چک نمبر 124 جنوبی خوشاب
22 ۔	خانقا فتح علیشاہ	طالب والا تحصیل بھلوال
23 ۔	درگاہ حضرت سلطان محمود	کنڈی شال تحصیل خوشاب
24 ۔	انجمن اسلامیہ سرگودھا	بلاک نمبر 23 سرگودھا
25 ۔	وقف نواب اللہ بخش ٹوانہ	چک نمبر 158 این ۔ بی سرگودھا
26 ۔	وقف حضرت بوعلی قلندر	تحصیل بھلوال
27 ۔	وقف گدی کوہ کڑانہ	چکڑالہ تحصیل شاہ پور
28 ۔	ایضاً	بھابھڑا تحصیل بھلوال
29 ۔	ایضاً	گوندل تحصیل شاہ پور
30 ۔	ایضاً	سنگرولا تحصیل شاہ پور
31 ۔	وقف مسجد پنگو	جھبر پرانہ تحصیل بھلوال
32 ۔	وقف بنام تکیہ معانیدار	جھاوریاں تحصیل شاہ پور
33 ۔	وقف خانقاہ شاہد	ساہیوال تحصیل شاہ پور
34 ۔	وقف بنام مسجد	دلاور تحصیل شاہ پور
35 ۔	وقف بنام مسجد	راجہ داھر تحصیل بھلوال
36 ۔	وقف بنام مسجد پختہ	چک نمبر 215 تحصیل شاہ پور
37 ۔	وقف اراضی دربار نوگزہ	چک نمبر13 جنوبی تحصیل بھلوال
38 ۔	وقف بنام درگاہ بدھے شاہ	جگت پورہ تحصیل بھلوال
39 ۔	وقف بنام مسجد عبدالستار والی	چک نمبر 38 جنوبی رجیت پورہ
40 ۔	ادارہ قبر پیر شاہ جیونا	کوٹلہ رحمان تحصیل شاہ پور
41 ۔	وقف خانقاہ شاہ جمال	چک نمبر 28 شمالی سرگو ھا

42 ۔	وقف بنام مسجد	چک نمبر 142 جنوبی سرگودھا
43 ۔	وقف بنام مسجد	بھوجن کوٹ تحصیل بھلوال
44 ۔	وقف گدی گوہ کڑالہ	جھاوریاں تحصیل شاہ پور
45 ۔	وقف بنام مسجد ڈونگی	حضور پور تحصیل بھلوال
46 ۔	وقف بنام مسجد چوگانوالی	کوٹ راجہ تحصیل بھلوال
47 ۔	وقف خانقا شاہ مولا	چک نمبر 2 اے جنوبی سرگودھا
48 ۔	وقف رقبہ مسجد	چک نمبر 78 شمالی سرگودھا
49 ۔	وقف رقبہ اعلیٰ پور	چک نمبر 78 شمالی سرگودھا
50 ۔	وقف بنام مسجد	کوٹ مومن تحصیل بھلوال
51 ۔	وقف درگاہ پیر فیض خان	نور پور ٹوانہ تحصیل خوشاب
52 ۔	وقف رقبہ امام باڑہ	کھبکی تحصیل خوشاب
53 ۔	وقف رقبہ بنام مسجد	جبہ پرانا تحصیل بھلوال

تفصیل عملہ وقف املاک ضلع سرگودھا

نمبر شمار	نام مسجد	خطیب	امام	موذن	مدرس	خادم	ٹیوب ویل ڈرائیور	خطیب امام	نگران	خادم موذن	ہیڈ ماسٹر ماسٹر
1 -	جامع مسجد بھلوال	1	1	—	—	1	—	—	—	—	—
2	جامع مسجد اہل سنت والجماعت	—	—	—	—	1	—	1	—	—	—
3 -	جامع مسجد سلانوالی	—	1	—	—	1	—	—	—	—	—
4 -	عید گاہ خوشاب	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
5 -	جامع مسجد غلہ منڈی سرگودھا	—	—	1	—	1	—	—	—	—	—
6 -	جامع مسجد بلاک نمبر 1 سرگودھا	1	1	1	2	2	1	—	—	—	—
7 -	جامع مسجد بلاک نمبر 10 سرگودھا	1	1	1	—	3	—	—	—	—	—
8 -	مسجد دروازہ چک والی بھیرہ	—	—	—	—	1	—	1	—	—	—
9 -	مسجد غلہ منڈی بھلوال	—	—	—	—	1	—	1	—	—	—
10 -	جامع مسجد مین بازار خوشاب	1	1	—	—	1	—	—	—	—	—
11 -	جامع مسجد اہل سنت والجماعت کوٹ فرید	—	—	—	—	1	—	1	—	—	—
12 -	جامع مسجد اہل سنت والجماعت کمپنی باغ سرگودھا	1	1	—	—	—	—	—	—	1	1

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے 1265

نمبر شمار	نام مسجد	خطیب	امام	موذن	مدرس	خادم	ٹیوب ویل ڈرائیور	خطیب امام	نگران	خادم موذن	ہیڈ ماسٹر ماسٹر
13 ۔	عید گاہ سرگودھا	—	—	—	—	—	—	1	—	1	—
14 ۔	جامع مسجد وچلی مرولیانوالہ	—	—	—	—	—	—	1	2	—	—
15 ۔	درگاہ حضرت سید احمد المعروف بادشاہاں خوشاب	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
16 ۔	دربار حضرت سید احمد المعروف میران شاہ بھیرہ	جائیداد واگزار کر دی گئی ہے ۔									
17 ۔	درگاہ حضرت شاہ شہابل نبی شاہ خورد	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
18 ۔	دربار حضرت شاہ محمد شاہ پور	—	—	—	—	—	—	—	1	—	—
19 ۔	درگاہ حضرت شاہ شمس صاحب								1	—	—
20 ۔	درگاہ حضرت ادھم سلطان طوطی پور	—	—	—	—	—	—	—	1	—	—
21 ۔	دربار حضرت ماچھی شہید اوکھلی سولا	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
22 ۔	خانقاہ فتح علی شاہ طالب والا	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
23 ۔	درگاہ حضرت سلطان محمود کنڈلی شمالی	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
24 ۔	انجمن اسلامیہ سرگودھا	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
25 ۔	وقف نواب اللہ بخش سرگودھا	—	2	—	—	2	—	—	—	—	—
26 ۔	وقف حضرت بوعلی قلندر	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—

نمبر شمار	نام مسجد	خطیب	امام	موذن	مدرس	خادم	ٹیوب ویل ڈرائیور	خطیب	نگران	خادم موذن	ہیڈ ماسٹر ماسٹر
27 -	وقف گدی کوہ کڑانہ چکڑالہ	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
28 -	وقف گدی کوہ کڑانہ گوندل	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
29 -	وقف گدی کوہ کڑانہ بھابڑا	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
30 -	وقف گدی کوہ کڑانہ سنگرو گ	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
31 -	وقف سید سنگور چھپڑا	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
32 -	وقف تکیہ سمافیدار جھاورہان	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
33 -	وقف خانقاہ شاہ محمد ساہیوال	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
34 -	وقف بنام سید دلاور	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
35 -	وقف بنام مسجد راجہ ظاہر	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
36 -	وقف بنام مسجد پختہ	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
37 -	وقف اراضی دربار نوگزا	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
38 -	وقف بنام درگاہ بدھے شاہ جگت پور	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
39 -	وقف بنام عبدالستار والی	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
40 -	ادارہ دیوبند شاہ جیونہ	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—

نمبر شمار	نام مسجد	خطیب	امام	موذن	مدرس	خادم	ٹیوب ویل ڈرائیور	خطیب امام	نگران	خادم موذن	ہیڈ ماسٹر ماسٹر
41 -	وقف خانقاہ شاہ جہاں چک 28	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
42 -	وقف بنام مسجد چک 142 جنوبی	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
43 -	وقف بنام مسجد بھوجی کوٹ	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
44 -	وقف گدی کوہ کڑانہ جھاوریاں	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
45 -	وقف بنام مسجد ڈونگ	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
46 -	وقف بنام مسجد چوگانوالی	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
47 -	وقف خانقاہ شاہ مولا	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
48 -	وقف رقبہ مسجد	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
49 -	وقف رقبہ اعلیٰ پور	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
50 -	وقف رقبہ بنام مسجد	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
51 -	وقف آگا پیر فیض خان	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
52 -	وقف رقبہ امام ناڑہ	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
53 -	وقف رقبہ بنام مسجد چھپہ	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
	میزان =	5	8	3	2	15	1	7	5	2	

ضلع سرگودھا میں وقف املاک کا آبدن و خرچ

نمبر شمار	نام وقف املاک	کہاں واقع ہے	1973 - 74 آبدن	1973 - 74 خرچ	1974 - 75 آبدن	1974 - 75 خرچ
1	جامع مسجد بھلوال	تحصیل بھلوال شہر	11471/-	1743/-	10141/-	13318/-
2	جامع مسجد اہل سنت والجماعت	بھلروان ، بھلوال	6545/-	8181/-	3417/-	6508/-
3	جامع مسجد سلانوالی	سلانوالی سرگودھا	4976/-	10454/-	5231/-	5109/-
4	عید گاہ خوشاب	خوشاب تحصیل خوشاب	1296/-	4145/-	1295/-	50/-
5	جامع مسجد غلہ منڈی	غلہ منڈی سرگودھا	28879/-	16610/-	31750/-	12723/-
6	جامع مسجد بلاک نمبر 1	بلاک نمبر 1 سرگودھا	36831/-	28940/-	31777/-	19486/-
7	جامع مسجد بلاک نمبر10	بلاک نمبر 10 سرگودھا	66008/-	31510/-	31134/-	12084/-
8	مسجد دروازہ چک والی	بھیرہ تحصیل بھلوال	2965/-	4845/-	2717/-	5466/-
9	مسجد غلہ منڈی	غلہ منڈی بھلوال	4355/-	3797/-	4124/-	3953/-
10	جامع مسجد مین بازار	مین بازار خوشاب	5551/-	12081/-	5513/-	2083/-
11	جامع مسجد اہل سنت والجماعت	صابری محلہ کوٹ فرید	505/-	4025/-	3614/-	3714/-
12	جامع اہل سنت والجماعت	کمپنی باغ سرگودھا	9382/-	81634/-	7945/-	5063/-
	مدرسہ دارالعلوم نعیمیہ					

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے 1269

نمبر شمار	نام وقف املاک	کہاں واقع ہے	1973 - 74 آمدن	1973 - 74 خرچ	1974 - 75 آمدن	1974 - 75 خرچ
13 -	عید گاہ سرگودھا	چک نمبر 45 - این بی				
14 -	جامع مسجد وچلی	موضع سروالیانوالہ تحصیل بھلوال	—	—	200/-	47/-
15 -	درگاہ حضرت سید احمد المعروف بادشاہان	خوشاب	3108/-	8707/-	35613/-	9873/-
16 -	دربار حضرت میر سید احمد المعروف میران شاہ	بھیرہ تحصیل بھلوال	25548/-	5582/-	4036/-	970/-
17 -	درگاہ حضرت شاہ شہاہل	نبی شاہ خورد بھلوال	1360/-	1668/-	2177/-	1210/-
18 -	درگاہ حضرت شاہ بھ	تحصیل شاہ پور	1722/-	1118/-	2147/-	1614/-
19 -	دربار حضرت شاہ شمس	شاہ پور	2428/-	1847/-	2720/-	2028/-
20 -	درگاہ حضرت ادھم سلطان	طوطی پور تحصیل بھلوال	2496/-	2597/-	1533/-	2531/-
21 -	دربار حضرت ماچھی شہید	اوکھلی جنوبی تحصیل خوشاب	—	—	—	—
22 -	خانقاہ فتح علی شاہ	طالب والا تحصیل بھلوال	—	—	310/-	8/-
23 -	درگاہ حضرت سلطان محمود	گندی شمال تحصیل بھلوال	—	—	—	—
24 -	انجمن اسلامیہ سرگودھا	بلاک نمبر 32 سرگودھا	220/-	—	240/-	—

نمبر شمار	نام وقف املاک	کہاں واقع ہے	1973 - 74 آمدن	1973 - 74 خرچ	1974 - 75 آمدن	1974 - 75 خرچ
25 -	وقف نواب اللہ بخش ٹوانہ	چک نمبر 158 این ایل سرگودھا	9970/-	9557/-	—	10153/-
26 -	وقف حضرت بوعلی قلندر	محلہ تحصیل بھلوال	510/-	—	—	—
27 -	وقف گنبد کوہ کڑانہ	چکڑالہ تحصیل بھلوال	1102/-	15/-	106/-	—
28 -	ایضاً	بھلیڑہ تحصیل بھلوال	572/-	—	3720/-	—
29 -	ایضاً	گوندکی تحصیل شاہ پور	18500/-	15/-	1226/-	—
30 -	ایضاً	سکروکہ تحصیل شاہ پور	—	80/-	—	—
31 -	وقف رنگ پور	چھبڑا پرانہ تحصیل بھلوال	545/-	—	760/-	—
32 -	وقف بنام تکیہ معافیدار	جھاورپان تحصیل شاہ پور	271/-	15/-	1498/-	—
33 -	وقف خانقاہ شاہ لد	ساہیوال تحصیل شاہ پور	—	—	—	—
34 -	وقف بنام عید	دلاور تحصیل شاہ پور	—	—	610/-	—
35 -	وقف بنام مسجد	راجہ ڈاہر تحصیل بھوال	—	—	361/-	—
36 -	وقف بنام عید پنجتہ	چک نمبر 15 لاچیک تحصیل شاہ پور	73/-	—	90/-	—
37 -	وقف اراضی دربار نوگرہ	چک نمبر 19 تحصیل بھلوال	100/-	—	125/-	—
38 -	وقف بنام درگاہ بدھے شاہ	جگت پورا	176/-	—	300/-	—

نقلاً زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے 1271

نمبر شمار	نام وقف املاک	کہاں واقع ہے	1973 - 74 آمدن	1973 - 74 خرچ	1974 - 75 آمدن	1974 - 75 خرچ
39	وقف بنام محمد عبدالستار والی	چک نمبر 38 رنجیت پورہ	1080/-	—	530/-	—
40	ادارہ پیر شاہ جیونہ	کوٹلہ رحمان تحصیل شاہ پور	46846/-	—	—	—
41	وقف خانقاہ شاہ جمال	چک نمبر28 جنوبی سرگودھا	695/-	—	445/-	—
42	وقف بنام محمد	چک نمبر 142 جنوبی سرگودھا	365/-	—	240/-	—
43	وقف بنام محمد	بھوجی کوٹ تحصیل	50/-	—	75/-	—
44	وقف گدی کوہ کرانہ	جھاوریاں تحصیل شاہ پور	4081/-	—	2520/-	—
45	وقف بنام محمد ڈونگی	حضور پور تحصیل بھلوال	—	—	191/-	—
46	وقف بنام محمد جوگانوالی	کوٹ راجہ تحصیل بھلوال	125/-	—	90/-	—
47	وقف خانقاہ شاہ مولا	چک نمبر 71 اے جنوبی سرگودھا	4000/-	—	3532/-	—
48	وقف رقبہ محمد	چک نمبر 178 شمالی سرگودھا	700/-	—	295/-	—
49	وقف رقبہ اعلیٰ پور	چک نمبر 78 شمالی سرگودھا	385/-	—	1150/-	—
50	وقف رقبہ بنام محمد	کوٹ مومن تحصیل بھلوال	300/-	—	275/-	—
51	وقف عید گاہ پیر فیض خان	نور پور نوانہ تحصیل خوشاب	—	—	455/-	—
52	وقف رقبہ امام باڑہ	کھبکی تحصیل خوشاب				
53	وقف رقبہ بنام مسجد					

شاہ پور صدر جیل میں بجلی کے پنکھوں کی فراہمی

*8324۔ **ملک محمد اکرم اعوان** ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور صدر کب اور کتنے قیدیوں کے لیے تعمیر ہوئی اور آج کل مذکورہ جیل میں کتنے افراد محبوس ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ جیل کی چار دیواری کچی ہے ۔ جو کہ سیم اور برسات کی وجہ سے گرتی رہتی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ جیل میں قیدیوں کی کوٹھریوں میں بجلی کے پنکھے موجود نہیں نیز مچھروں سے بچاؤ کے لیے کوئی انتظام موجود نہیں ۔

(د) اگر جزو (ب) و (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلہ میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور صدر 1873ء میں 124 قیدیوں کے لیے تعمیر کی گئی تھی ۔ 1964ء میں مزید عمارات برائے 152 قیدیوں تعمیر ہوئیں ۔ اس لحاظ سے کل 276 منظور شدہ گنجائش کے مقابلے میں 478 قیدی رکھے جا رہے ہیں ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔ جیل مذکورہ میں قیدیوں کی بیرکوں اور کوٹھریوں میں 26 بجلی کے پنکھے موجود ہیں ۔ اور پھر دیگر کیڑوں مکوڑوں کے تدارک کے لیے باقاعدہ دوائی کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے ۔

(د) جیل مذکورہ کی چار دیواری پختہ بنانے کی سکیم زیر غور ہے ۔ جس کی لاگت اس وقت تقریباً گیارہ لاکھ روپے بنتی ہے ۔ مالی وسائل کے پیش نظر اس تجویز پر غور کیا جائے گا ۔

سیم نالہ کی صفائی

*8390 ۔ چوہدری منظور احمد ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں واقع سیم نالہ آمدہ چک شیر بد نواں لوک تا ہیلاں کی کھدائی اور صفائی آخری بار کب کی گئی تھی ۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ نالہ کی کھدائی اور صفائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) مذکورہ سیم نالہ کا نام نواں لوک ڈرین ہے اس کی صفائی و کھدائی 71-1970ء میں آخری بار ہوئی تھی ۔

(ب) حکومت مذکورہ نالہ کی کھدائی و صفائی کا ارادہ رکھتی ہے اور یہ کام جون 1976ء میں شروع ہونا متوقع ہے ۔

تحصیل سرگودھا میں نصب شدہ ٹیوب ویلوں کا ناقص پانی

*8411 ۔ چوہدری ممتاز احمد گاھلوں ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل سرگودھا میں راجباہ کڑانہ لوئر چناب کینال پر برجی نمبر 83 ہزار سے برجی نمبر 96 ہزار تک ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں اور مذکورہ ٹیوب ویلوں کا پانی کڑانہ راجباہ میں ڈالا جا رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ان کا پانی کھارا اور ناقص ہے اور زمینوں کے لیے نقصان دہ ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ پانی تمام موگہ جات سے خارج ہوگا اور زہریلا اور ناقص ہونے کی وجہ سے تمام علاقے کی زمینوں کو تباہ و برباد کر دے گا ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پانی کو نزدیکی سیم نالہ میں ڈالنے پر غور کرنے کے لیے تیار ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔ واپڈا نے سکارپ نمبر 2 کے کھارے پانی کے نکاس کے لیے جو منصوبہ بنایا ہے اس کے تحت لوئر جہلم کینال کے راجباہ کڑالہ پر برجی نمبر 83 ہزار سے برجی نمبر 96 ہزار تک 34 ہزار ٹیوب ویل لگائے جائیں گے اور ان کا پانی راجباہ کڑالہ میں ڈالا جائے گا ۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا ٹیوب ویلوں کا پانی کھاوا ہے مگر راجباہ کے پانی میں ملانے جانے کے بعد قابل استعمال ہوگا ۔ جس سے زمینوں کے خراب ہونے کا کوئی احتمال نہیں ۔

(ج) یہ بھی اس واقعہ ہے کہ راجباہ کا پانی تمام موگہ جات سے خارج ہوگا مگر یہ درست نہیں کہ زہریلا اور ناقص ہونے کی وجہ سے تمام علاقے کی زمینوں کو تباہ و برباد کر دے گا ۔ ان کا پانی راجباہ کے پانی کے ساتھ مل کر قابل استعمال ہوگا ۔ اس لیے یہ کسی زمین کو تباہ نہیں کرے گا ۔

(د) راجباہ کڑالہ میں ٹیوب ویلوں کے پانی کو ملانے سے حاصل ہونے والا پانی مناسب پانی ہوگا جو علاقے کی زمینوں کو نقصان نہیں پہنچائے گا ۔ کیونکہ اس علاقہ میں نہری پانی کی قلت ہے اس لیے ٹیوب ویلوں کا پانی راجباہ کے پانی کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جائے گا ۔ واضح رہے کہ جہاں کہیں بھی ٹیوب ویلوں کا پانی نہری پانی کے ساتھ ملانے کے بعد کھاری رہتا ہے حکومت ایسے پانی کو سیم نالے میں ڈالنے کا منصوبہ تیار کرتی ہے چونکہ یہاں معاملہ برعکس ہے اس لیے اس کو زمینوں کے سیراب کرنے کے کام میں لایا جائے گا ۔

———

تحصیل سرگودھا میں واقع چکوک میں ٹیوب ویلوں کی تنصیب

*8412 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاھلوں** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل سرگودھا کے چکوک نمبر 100 ۔ ایس بی ، 101 ۔ ایس بی ، 103 ۔ ایس بی ، 105 ۔ ایس بی اور 107 ۔ ایس بی کی زمینیں سیم زدہ ہیں اور مذکورہ چکوک میں سے چک نمبر 105 ۔ ایس بی کی زمین سیم زدہ ہونے کی وجہ سے بالکل تباہ ہو چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ فقیریاں سے سلانوالی ڈربن کی 7 ۔ ایل برانچ پر ٹیوب ویل نصب کیے جا رہے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ چکوک نمبر 100 ۔ ایس بی اور 103 ۔ ایس بی وغیرہ کو کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چکوک نمبر 105 ۔ ایس بی اور 101 ۔ ایس بی کے علاقوں میں ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔ مذکورہ چکوک میں زیر زمین پانی کی سطح عمومی طور پر بلند ہو گئی ہے جس سے علاقہ میں سیم کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے تاہم محکمہ آبپاشی کے لینڈ ریکلیمشن ڈائریکٹوریٹ کے سیم و تھور گرداوری کے اعداد و شمار برائے سال 75 ۔ 1974ء کے مطابق مذکورہ چکوک میں کوئی رقبہ سیم کی وجہ سے ناقابل کاشت نہیں ہوا ۔

(ب) مذکورہ چکوک سکارپ نمبر 2 کے کھاری پانی کی ڈرینج سکیم میں واقع ہیں جس پر واپڈا عملدرآمد کر رہا ہے ۔ واپڈا کی رپورٹ کے مطابق فقیریاں سے سلانوالی ڈربن کی 7 ۔ ایل برانچ پر جو ٹیوب ویل نصب کیے جا رہے ہیں وہ مذکورہ تمام چکوک کے رقبہ کی ڈرینج کے لیے ہوں گے ۔ اس ضمن میں چکوک نمبر 100 ۔

ایس بی اور 105 ۔ ایس بی کے رقبہ کو نظر انداز نہیں کیا گیا ۔

(ج) چکوک نمبر 105 ۔ ایس بی اور 101 ۔ ایس بی میں بھی ٹیوب ویل لگائے جائیں گے ۔ واپڈا کی اطلاع کے مطابق یہ ٹیوب ویل مالی سال 77 ۔ 1976ء کے آخر تک لگ جائیں گے ۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ست برجی مالیئر کے مالکان کو معاوضہ کی ادائیگی

136 ۔ **چوھدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان میں جن کسانوں کے رقبہ جات سے مٹی اٹھا کر بند تعمیر کیا گیا تھا ، ان تمام کو معاوضہ کی ادائیگی ہو چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ست برجی مالیئر کی برجی نمبر 1 تا 12 کے مالکان رقبہ جات کو اس سلسلہ میں معاوضہ کی ادائیگی ابھی تک نہیں کی گئی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان لوگوں کو معاوضہ کی ادائیگی فی الفور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) معاوضہ مبلغ 29890 روپے کچھ کسانوں میں تقسیم کیا جا چکا ہے اور باقی ماندہ مالکان کو ادائیگی کے لیے ضروری کارروائی کی جا رہی ہے ۔

(ب) معاوضہ کی ادائیگی کے لیے ضروری کاغذات کی تکمیل کی جا رہی ہے ۔ جن کے مکمل ہونے پر معاوضہ متعلقہ مالکان کو ادا کر دیا جائے گا ۔

(ج) جواب جزو (الف) و (ب) بالا کے پیش نظر معاوضہ کی ادائیگی کی کارروائی پہلے ہی کی جا رہی ہے ۔

محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ادارہ جات کی سالانہ آمدن

142 ۔ ملک ثناء اللہ خان ۔ کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزاروں ، مساجد ، مذہبی اداروں اور ان سے ملحق جائیدادیں و رقبہ جات کی تفاصیل بتائی جائے ۔

(ب) مذکورہ ادارہ جات کی سالانہ آمدن کیا ہے ۔ نیز کیش بکس کی حفاظت اور اسے کھولنے کا کیا طریق کار ہے ۔

(ج) مذکورہ اداروں میں نذرانہ جات کی نگرانی اور تقسیم کار کا طریقہ کار کیا ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر انتظام مزارات، مساجد، مذہبی اداروں اور ان سے ملحق جائیدادوں و رقبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے :

وقف زرعی اراضی	207260 ایکڑ
دوکانات	3714
مکانات	2493
کھوکھے	416
تھڑے	167

(ب) ان ادارہ جات کی سالانہ آمدن برائے سال 75 ۔ 1974ء 1,29,53,229/- روپے ہے ۔

مزارات مقدسہ پر رکھے ہوئے آہنی صندوقچے (کیش بکس) ایسی جگہ نصب کیے جاتے ہیں کہ زائرین کی نگاہوں میں رہیں اور ہر آدمی/عوام الناس ان تک بلا روک ٹوک پہنچ سکے ۔ ان کی حفاظت کے لیے محکمہ باقاعدہ ملازم مقرر کرتا ہے ، جسے نگران کہا جاتا ہے جو ہمہ وقت موجود رہتا ہے ۔ جہاں تک نصب شدہ آہنی صندوقچوں کی کشادگی کا معاملہ ہے ۔ مجلس امور مذہبیہ ، نمائندہ بنک ضلعی خطیب اوقاف اور منیجر اوقاف کی

موجودگی میں کھولے جاتے ہیں ۔ برآمد شدہ نقدی و دیگر اشیاء اس مقصد کے لیے مختص شدہ رجسٹر میں درج کی جاتی ہے اور حاضرین کے دستخط اس رجسٹر پر ثبت کروائے جاتے ہیں ان صندوقچوں کو دو (2) تالے لگائے جاتے ہیں جن کی ایک چابی منیجر اوقاف اور دوسری چابی نیشنل بنک کے نمائندے کے پاس ہوتی ہے ۔ آہنی صندوقچوں کے تالے سربمہر کر دیے جاتے ہیں ۔

(ج) مزارات مقدسہ پر چڑھاوا کی وصولی کے لیے باقاعدہ عملہ مقرر ہوتا ہے ۔ جو نذرانہ کے طور پر دی گئی اشیاء کی رسیدات جاری کرتا ہے ۔ پارچات عام طور پر محکمہ کی طرف سے جاری کردہ جہیز سکیم میں مستحق لوگوں کو دیے جاتے ہیں ۔ اجناس خام اور زندہ جانور اگر انکرکی ضرورت سے بڑھ جائیں تو انہیں بذریعہ لیلام عام فروخت کر دیا جاتا ہے ۔ جہاں لنگر موجود نہیں وہاں پر یہ اشیاء بذریعہ لیلام عام فروخت کر دی جاتی ہیں اور ان سے حاصل شدہ رقم اوقاف کے مصرف پر خرچ کی جاتی ہے ۔

صوبہ کی مساجد میں خطیبوں کا تقرر

143 ۔ ملک ثناء اللہ خان ۔ کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی تمام مساجد میں خطیب مقرر کر دیئے گئے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان کے نام اور تعلیمی اہلیت کیا ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ صوبہ کی تمام اوقاف مساجد میں خطیب/امام مقرر ہیں ، لیکن منسلکہ فہرست محض ان حضرات کی ہے ۔ جو صرف خطیب ہیں اور صرف نماز ہی پڑھاتے ہیں ۔ علاوہ ازیں دیگر 137 مساجد میں خطیب امام اور 120 مساجد میں صرف امام مقرر ہیں ۔ خطباء حضرات جو صرف نماز جمعہ پڑھاتے ہیں ان کے اسمائے گرامی اور ان کی تعلیمی اہلیت کی فہرست لف ہے ۔

فہرست خطبا اوقاف پنجاب

نمبر شمار	نام خطیب	تعلیمی استعداد
1 ۔	مولانا امین الحق	فاضل دیوبند
2 ۔	مولانا عبدالقادر آزاد	سند حدیث
3 ۔	مولانا قیوم الہی عرفانی	مولوی فاضل ادیب فاضل منشی فاضل
4 ۔	مولانا مفتی محمد حسین نعیمی	فاضل درس نظامی فاضل فارسی مولوی فاضل
5 ۔	مولانا خلیل احمد قادری	فاضل درس نظامی
6 ۔	قاری خلیل الرحمن	درس نظامی
7 ۔	مولوی محمد عیسیٰ	درس نظامی
8 ۔	مولوی فضل الہی	درس نظامی
9 ۔	مولوی صادق حسین	درس نظامی
10 ۔	مولوی پیر بخش	سند حدیث
11 ۔	مولوی محمد امین	سند حدیث
12 ۔	مولوی منظور احمد	درس نظامی ۔ مولوی فاضل
13 ۔	مولوی محمد شفیق	درس نظامی
14 ۔	سید اسد اللہ شاہ	مولوی عالم ۔ مولوی فاضل منشی فاضل
15 ۔	مولوی نور محمد	فارغ خیرالمدرس
16 ۔	مولوی محمد غوث اعظم	فارغ التحصیل کوئٹہ اکیڈیمی
17 ۔	مولوی محمد یوسف	سند فتویٰ
18 ۔	مولانا محمد الیاس	درس نظامی
19 ۔	مولانا فیض علی فیض	میٹرک ۔ درس نظامی
20 ۔	مولوی محمد بشیر	درس نظامی
21 ۔	مولوی علی اصغر	درس نظامی ۔ فاضل عربی
22 ۔	مولوی محمد عباس	فاضل دیو بند
23 ۔	مفتی احمد سعید	درس نظامی

24 ۔	مولوی محمد اسحاق	مستند عربی ۔ فاضل فارسی میٹرک
25 ۔	مولوی محمد سعید احمد	درس نظامی
26 ۔	مولوی محمد ابراہیم ہاشمی	اوقاف کوالیفائڈ
27 ۔	مولوی عبدالعزیز	فاضل دیوبند
28 ۔	مولوی منظورالحق	درس نظامی
29 ۔	مولوی بشیر احمد	درس نظامی
30 ۔	مولوی احسان اللہ	درس نظامی میٹرک فاضل عربی
31 ۔	مولوی محفوظالحق	درس نظامی میٹرک
32 ۔	مولوی دین محمد عباسی	علامہ جامعہ عباسیہ
33 ۔	سید حسین الدین شاہ	درس نظامی
34 ۔	مولوی محمد علی	درس نظامی
35 ۔	مولوی محمد عالم	مولوی فاضل ۔ درس نظامی
36 ۔	مولوی چراغدین	درس نظامی
37 ۔	مولوی محمد امین	حافظ قرآن ۔ فاضل دیوبند
38 ۔	مولوی محمد مستقیم شاہ	درس نظامی
39 ۔	مولوی نواب دین	درس نظامی
40 ۔	مولوی محمد بشیر آفریدی	درس نظامی
41 ۔	مولوی محمد عالم شاہ	درس نظامی
42 ۔	مولوی حبیب الرحمن	مولوی فاضل ۔ فاضل عربی ۔ درس نظامی
43 ۔	مولوی محمد اسلم	درس نظامی
44 ۔	مولوی مقبول آلرحمن	فاضل جامعہ اشرفیہ
45 ۔	مولوی محمد امین	میٹرک فاضل دیوبند
46 ۔	مولوی اکرم حسین	درس نظامی
47 ۔	مولوی مجاہدالحسین	درس نظامی
48 ۔	مولوی عبدالحمید	درس نظامی
49 ۔	مولوی محمد یوسف سہروردی	درس نظامی
50 ۔	مولوی علام مصطفیٰ شاہ مجاہد	درس نظامی

51 ۔	مولوی محمد اشرف ہمدانی	درس نظامی
52 ۔	مولوی محمد حسین	درس نظامی
53 ۔	مولوی محمد اسحٰق	درس نظامی مستند علوم ملتان
54 ۔	مولوی فیض احمد	فارغ مدرسہ انوارالعلوم ملتان
55 ۔	مولوی عبدالمصطفیٰ	فاضل درس نظامی
56 ۔	مولوی نذیر احمد	درس نظامی
57 ۔	مولوی محمد عبداللہ	درس نظامی
58 ۔	مولوی محمد عارف اللہ	درس نظامی
59 ۔	مولوی غلام مصطفیٰ	فاضل درس نظامی
60 ۔	مولوی حبیب الرحمن	درس نظامی
61 ۔	مولوی محمد نعمان صدیقی	درس نظامی
62 ۔	مولوی محمد یوسف	درس نظامی
63 ۔	مولوی محمد یعقوب	درس نظامی
64 ۔	مولوی عبدالقاسمی	درس نظامی
65 ۔	مولوی فضل رحیم	درس نظامی
66 ۔	مولوی صاحبزادہ محمد سعید	درس نظامی
67 ۔	مولوی عبدالرحمان	درس نظامی
68 ۔	مولوی محمد عبداللہ	درس نظامی
69 ۔	مولوی عبدالغنی	درس نظامی
70 ۔	مولوی اللہ دتہ	درس نظامی
71 ۔	مولوی عبدالرشید	درس نظامی
72 ۔	مولوی عنایت اللہ	درس نظامی
73 ۔	مولوی ظہورالحسن	درس نظامی
74 ۔	مولوی امام دین	درس نظامی
75 ۔	مولوی خدا بخش	درس نظامی
76 ۔	مولوی صالح محمد	درس نظامی
77 ۔	مولوی مزمل حسین	درس نظامی
78 ۔	مولوی غلام حسین	درس نظامی
79 ۔	مولوی احمد دین	درس نظامی

راجہ محمد افضل خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) ایوان میں کورم پورا نہیں ہے لہذا گھنٹی بجائی جائے ۔ (اس مرحلہ پر گھنٹی بجنی شروع ہو گئی)

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ پانچ منٹ ہو چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی ۔

The House is adjourned and it shall reassemble at 9.15 a.m.

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب ۔ آپ کی تحریک استحقاق نمبر 13 ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ فرمائیے ۔

ایوان میں 2 جون 1976ء کو جناب صادقین سے متعلق تحریک التوائے کار کے جواب میں جناب وزیر قانون اور جناب وزیر اطلاعات کا دانستہ طور پر غلط بیان دینا

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص معاملے پر بحث کرنے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ 2 جون 1976ء کو جناب صادقین سے متعلق میری تحریک التوائے کار کے جواب میں جناب وزیر قانون اور جناب وزیر اطلاعات نے یہ بیان دیا تھا کہ پچھلے دنوں پنجاب آرٹس کونسل کے زیر اہتمام منعقدہ صادقین کی تصویری نمائش میں کوئی تصویر قابل اعتراض نہیں تھی اور جن چند تصاویر پر اعتراض کیا گیا ہے وہ فحاشی اور عریانی کا مظہر نہیں ہیں بلکہ آرٹ اور سچائی کا نمونہ تھیں دونوں وزراء نے یہ بیان دے کر اسمبلی میں صریحاً غلط بیانی کا ارتکاب کیا ہے میں

صادقین کی تین تصاویر کی فوٹو کاپیاں پیش کر رہا ہوں جو فحاشی اور عریانی کے لحاظ سے کوک شاستر کا نمونہ ہیں اور وزرا کے ارشادات کی منہ بولتی ہوئی تصاویر ہیں دونوں وزرائے کرام نے دیدہ و دانستہ غلط بیان دے کر اس ایوان کا اعتماد اور استحقاق مجروح کیا ہے جس پر فوری بحث ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب کی طرف سے یہ تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے کہ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص معاملے پر بحث کرنے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ 2 جون 1976ء کو صادقین کی نمائش سے متعلق میری تحریک التوائے کار کے جواب میں وزیر قانون اور جناب وزیر اطلاعات نے یہ بیان دیا تھا کہ پچھلے دنوں پنجاب آرٹس کونسل کے زیر اہتمام منعقدہ صادقین کی تصویری نمائش میں کوئی قابل اعتراض نہیں تھی اور جن چند تصاویر پر اعتراض کیا گیا ہے وہ فحاشی اور عریانی کا نہیں بلکہ آرٹ اور سچائی کا نمونہ تھیں دونوں وزرائے کرام نے یہ بیان دے کر اسمبلی میں صریحاً غلط بیانی کا ارتکاب کیا ہے ، میں صادقین کی تین تصاویر کی فوٹو کاپیاں پیش کر رہا ہوں جو فحاشی اور عریانی کے اعتبار سے کوک شاستر کا نمونہ ہیں اور وزراء کے ارشادات کی خود منہ بولتی تصاویر ہیں دونوں وزرائے کرام نے دیدہ و دانستہ غلط بیان دے کر اس ایوان کا اعتماد اور استحقاق مجروح کیا ہے جس پر فوری بحث ضروری ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ آپ اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں ۔ میں اس سلسلے میں مختصر سی گزارشات کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ میں نے بڑے وثوق اور اعتماد کے ساتھ یہ تحریک التوا پیش کی تھی اور میں نے صادقین صاحب کے ساتھ ناانصافی نہیں کی تھی ۔ میں نے کہا تھا کہ انہوں نے خطاطی میں قرآنی آیات اور دوسرے اچھے کام کیے ۔ میں ان کی تعریف کرتا ہوں ۔ لیکن جب سے انہوں نے :

قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب سے ترک اسلام کیا

کا خود اعلان فرمایا اور اپنے آرٹ کو جس پر انہیں فخر ہوا کرتا تھا ۔ اس کو انہوں نے ختم کر دیا اور انہوں نے کہا کہ اب میں نے آرٹ کی دوسری قسم

اپنا لی ہے ۔ اس پر میں نے اعتراض کیا تھا ۔ اب جناب والا ۔ یہ فوٹو آپ کے پاس ہیں آپ اس کو دیکھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کتنی عریانی ہے کتنی فحاشی کا مظہر ہے اس کا قوم کے اخلاق کو بگاڑنے میں کتنا بڑا حصہ ہو سکتا ہے ۔ جناب عالی اس قسم کی فحاشی اور عریانی ایک اسلامی مملکت میں جو کہ اسلام کے نام پر معرض وجود میں آئی تھی جس میں اسلامی کام بھی کیے گئے جن کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں ۔ اس میں اب حکومت کو فوری نوٹس لینا چاہیے کہ اس قسم کا آدمی اور اس قسم کے آرٹ کو اس ملک میں پھیلنے سے روکا جائے اور اس ضمن میں موثر تدابیر کی جائیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ دونوں فاضل وزراء جن کا کہ اس تحریک میں نام لیا گیا ہے یعنی وزیر قانون اور وزیر اطلاعات صاحبان اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک کو مجلس استحقاق کے سپرد کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ اس تحریک کو مجلس استحقاق کے سپرد کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک مجلس استحقاق کے سپرد کی جاتی ہے جس کی رپورٹ 15 یوم کے اندر آنی چاہیے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ سیکرٹری صاحب کو حکم دیں کہ ان تصاویر کو سیل کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان تصاویر کو سیل کر دیں ۔

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 77-1976ء

بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر ۔ کچھ فاضل اراکین تشریف نہیں لائے ہیں ۔ میں ان کے نام پڑھتا ہوں ۔ اگر ان میں کوئی صاحب موجود ہوں تو مجھے بتا دیں ۔ 1 ۔ نواب احمد بخش تھہیم ۔ 2 ۔ جاوید حکیم قریشی ۔ 3 ۔ چوہدری علی محمد

خادم ۔ 4 ۔ مسٹر منظور حسین چنجوعہ ۔ 5 ۔ مسٹر خالق داد بندیال ۔ 6 ۔ الحاج اسلام الدین ۔ 7 ۔ مسٹر کلیم اللہ ۔ 8 ۔ مرزا طاہر بیگ ۔ 9 ۔ چوہدری عبدالغنی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کوئی صاحب موجود نہیں ہیں ۔ بہر حال کیفیت ظاہر ہے ۔ اگر گنجائش ہوئی تو ان کو تقریر کرنے کا موقعہ ملے گا ۔ اگر نہ ہوئی تو سارا ایوان گواہ ہے ۔ میں معذرت چاہوں گا ۔ ملک حاکمین خان ۔

ملک حاکمین خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں بغیر تمہید باندھے جناب وزیر خزانہ کو ایک متوازی ، انقلابی اور عوامی بجٹ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ میں شاید تقریر تو نہ کر سکوں ۔ چند سادے الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کروں گا ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے اپنے ضلع کے متعلق عرض کرتا ہوں ۔ میرا ضلع ایک پسماندہ ضلع تھا ۔ انگریزوں کے دور سے لے کر انگریزوں کے جانشینوں کے دور تک ، اس عوامی حکومت کے آنے سے پہلے یہ اس ضلع کی ترقی کے لیے کسی دور میں بھی کچھ نہ ہوا ۔ وہ اس لیے کہ وہ لوگ جانتے تھے کہ یہ ایک پسماندہ ضلع ہے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ ضلع ترقی کرے اس لیے وہ ترقیاتی کاموں میں اس ضلع کے لیے زیادہ رقوم مختص نہیں کرنا چاہتے تھے ۔ بہر حال اس وقت کے بجٹ میں چند ہزار روپے مختص کیے جاتے تھے ۔ ہمارا دیرینہ مطالبہ تھا ۔ ہم نے الیکشن سے پہلے عوام سے عہد کیا تھا ۔ اور کہا تھا کہ اگر ہمارا دور آیا تو ہم آپ کے ضلع کو پسماندہ ضلع قرار دیں گے بہر حال میں اس ہاؤس میں جناب ذوالفقار علی بھٹو اور اس کی حکومت کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے ضلع کو پسماندہ قرار دیا ہے ۔

جناب والا ۔ جس ضلع میں چند گاؤں کے سوا کسی جگہ کوئی سڑک نہ تھی ۔ کوئی سکول نہ تھے اور وہاں کوئی بجلی نہ تھی ۔ آج اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ میرا ضلع جو کہ ایک مظلوم ضلع تھا ۔ اس ضلع کے لیے آج کروڑوں روپے کی رقوم مختص ہو رہی ہیں ۔ اور ایسا کوئی گاؤں نہیں ہے ماسوائے چند گاؤں کے جہاں پر کوئی ڈسپنسری نہ ہو ۔ کوئی ہسپتال نہ ہو ۔ کوئی سڑک نہ ہو ، اس طرح سے جناب والا ۔ میرا جو حلقہ انتخاب تھا اگر میں یہ بات کروں کہ اس میں کتنی انڈسٹریز ہیں کتنے کارخانے ہیں تو شاید اس کے لیے مجھے کافی وقت درکار

ہو کیونکہ گنتی کرتے کرتے بھی کافی دیر لگ جائے گی ۔ جناب والا ۔ یہ سارے کارنامے اسی دور کے ہیں کہ میرے ضلع کو پسماندہ قرار دیا گیا ہے اور اسے بہت زیادہ رقوم دی گئی ہیں ۔ جناب والا ۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ضلع کے لاکھوں عقیدت مند عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو اور اس کی پارٹی کی آواز پر اور اس کے ایک اشارے پر کٹ مرنے کے لیے تیار ہیں ۔ یہ تو تھی میرے ضلع کی ترقی ۔

دوسرے جناب والا ۔ اصلاحات کی بات کرتا ہوں ۔ یہاں بڑی تنقید ہوئی ہیں ۔ میرے اپوزیشن والے دوستوں نے کہا ہے کہ کوئی اصلاحات ، کوئی خدمت نہیں ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اصلاحات کیسے نہیں ہوئی ہیں ۔ کس حالت میں پارٹی کو اقتدار آپ نے دیا ؟ معیشت تباہ و برد ہو چکی تھی ۔ خزانہ خالی تھا ۔ اندرونی اور بیرونی سازشیں تھیں ۔ گلی گلی ، گاؤں گاؤں میں دھماکے تھے ۔ جناب والا ۔ میں زیادہ کچھ نہیں کہوں گا ۔ ہم جنگی قیدی لائے ، رقبہ لائے ، یہ کافی باتیں ہو چکی ہیں ۔ میں صرف ایک بات کروں گا ۔ زراعت میں انقلاب آیا ، ہیلتھ میں انقلاب آیا ۔ آج گاؤں گاؤں میں جائیں ، جہاں ہم کبھی کبھی ٹریکٹر کا نام سنا کرتے تھے کہ ہاں ٹریکٹر ہوتے ہیں ، آج وہاں پر ان کی دوڑ لگی ہوئی ہے ۔ جب آپ پٹرول پمپ پر جائیں وہاں پر جا کر دیکھیں ، لائینیں لگی ہوئی ہیں ۔ دو دو گھنٹے کے بعد انکا نمبر آتا ہے ۔ ڈیزل کے لیے ۔ تھریشر چل رہے ہیں ، آواز گونج رہی ہے ۔ کہتے ہیں کہ ترقی نہیں ہوئی ہے اور اصلاحات نہیں ہوئی ہیں ۔ کیسے نہیں ہوئی ہیں ۔ اس طرح میں آپ کے سامنے جیلوں کے متعلق ایک چیز لانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اصلاحات نہیں ہوئی ہیں آئیں ذرا اس بات کی طرف توجہ دیں کہ اصلاحات کیسے نہیں ہوئی ہیں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور جناب والا ۔ آپ کے نوٹس میں بھی یہ بات ہے کہ جیلوں کا نظام درہم برہم تھا آپ سنا کرتے تھے اور اخباروں میں ہیڈ لائن پڑھا کرتے تھے کہ وہاں پر بلوے ہو رہے ہیں آگ لگ رہی ہے قتل عام ہو رہا ہے اور جیل سے قیدی بھاگ رہے ہیں جرائم کرنے کے لیے راتوں رات قیدی بھاگ جاتے ہیں اور جرائم کا ارتکاب کر کے پھر وہ راتوں رات واپس آ جاتے ہیں لیکن جناب والا آپ اور ان سب فاضل اراکین کی دعاؤں سے آج جیلوں میں کیا انقلاب آیا ہے

وہاں پر ڈسپلن ہے کوئی بلوہ نہیں ہوتا کوئی گڑبڑ نہیں ہوتی اور جیلوں کی اصلاحات کے لیے ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا ہے کہ ان کی اصلاحات کے لیے کوئی ایسی تجویز پیش کریں جس سے ان جیلوں کی اصلاح ہو سکے ۔ جناب والا ۔ ان کی مہربانی سے جیلوں میں اصلاحات ہوئے اور جیلوں میں اس قسم کی اصلاحات کی گئیں کہ موجودہ دور کو سامنے رکھتے ہوئے ہم چاہتے تھے کہ وہ لوگ جو معاشرے کے دھتکارے ہوئے ہیں اور جنہیں معاشرہ بھی قبول نہیں کرتا جنہیں دیکھنے سے دہشت پھیل جاتی تھی اور جن کی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا جناب والا ۔ ان کی اصلاح کے لیے ہم نے یہ سب کچھ کیا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب وزیر جیل خانہ جات پرسوں اپنی تقریر میں فرما رہے تھے کہ ہم جیلوں کو کم از کم بنانا چاہتے ہیں اور جناب حاکمین صاحب جس وقت وزیر تھے تو انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم صوبہ میں جیلوں کا جال پھیلا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ ان میں سے کونسا بیان صحیح ہے ۔

ملک حاکمین خان ۔ جناب والا ۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میرے قابل احترام علامہ صاحب جب بھی حقیقت سے ہٹ کر بات کرتے ہیں تو وہ بڑے دکھ کی بات ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ میں ایسی بات کرنے والا نہیں ہوں میں نے یہ بات نہیں کی ہے ۔ میں نے یہ بات ضرور کہی تھی کہ ہم جیلوں میں صنعتوں کا جال بچھائیں گے آپ حقائق سے مت ہٹیں لوگوں کو دھوکہ مت دیں ایسی سستی شہرت حاصل کرنے سے کوئی بات نہیں بنے گی ۔

جناب والا ۔ میں پھر بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس معاشرے کے دھتکارے ہوئے لوگوں کی اصلاح کے لیے ان کی بہتری اور بھلائی کے لیے اور ان کو اس معاشرے میں ایک اچھا ہنر مند اور اچھا شہری بنانے کے لیے موجودہ وقت کو دیکھ کر ان کی اصلاح کے لیے اصلاحات نافذ کی گئی ہیں ۔ جناب والا ۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جیلوں میں کونسی صنعت بہتر ہو سکتی ہے اور اگر اس صنعت میں وہ جرائم پیشہ لوگ ہنر مند بن کر باہر جائیں تو انہیں روزگار مل سکتا ہے اور معاشرہ ان کو قبول کر سکتا ہے ۔ ہم نے جیلوں میں

ٹرانسسٹر بنانے کی جو فیکٹری لگائی اور جس کے افتتاح کے موقع پر میرے قابل احترام دوست علامہ صاحب بھی وہاں گئے تھے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - نکتہ وضاحت - جناب والا - چونکہ انہوں نے میرا حوالہ دیا ہے میں بھی موجود تھا اور تمام ایم - پی - اے صاحبان بھی موجود تھے اور اس وقت جناب غلام مصطفیٰ کھر صاحب گورنر تھے جس وقت انہوں نے کوٹ لکھپت جیل میں کارخانہ لگانے کا فیصلہ کیا تھا اسی دن انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ جناب حاکمین صاحب آج کیمپ جیل کے اندر دو آدمی قتل ہو گئے ہیں - پستول کہاں سے اندر چلے گئے اس کی انکوائری کراؤ اور شام تک مجھے رپورٹ دو ورنہ کل میں تمہاری تقدیر کا فیصلہ کر دوں گا -

ملک حاکمین خان - جناب والا - میں یہی تو بات کر رہا تھا کہ یہ ایسا نظام تھا جو انتہائی درہم برہم تھا اور اس وقت حالات کنٹرول سے باہر تھے اور رفتہ رفتہ ہم نے ان حالات پر کنٹرول کیا ہے - آپ بات سمجھنے کی کوشش کریں - اخبارات والے آپ کی بات ضرور نوٹ کریں گے بہر حال میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں -

جناب والا ہم نے ان لوگوں کی اصلاح کی اور معاشرے کی خدمت کی لیکن جناب والا - ہمیں کامیابی ہوئی اور آج لاکھوں کی تعداد میں ٹرانسسٹر جیل سے بن کر باہر مارکیٹ میں آتے ہیں -

جناب والا - میں چند دن کی بات کرتا ہوں - چند دن ہوئے ایک نوجوان میرے گھر آیا اور مجھے کہنے لگا کہ جناب میں آپ کو ایک پیغام دینے کے لیے آیا ہوں میری ماں کی طرف سے مجھے حکم ملا ہے کہ میں آپ تک پہنچوں اور آپ میرا پیغام جناب ذوالفقار علی بھٹو تک پہنچائیں میں نے کہا کہ بھائی کیا بات ہے آپ مجھے بتائیں اس نے کہا کہ جناب والا - جب آپ کوٹ لکھپت جیل میں معائنہ کرنے کے لیے گئے تھے تو اس وقت میں ٹرانسسٹر بنا رہا تھا اور میں اس وقت ٹرانسسٹر کا کام سیکھ رہا تھا اور اب آپ دیکھیں کہ میرے پاس اس وقت پندرہ ہزار روپے کی بہترین موٹر سائیکل ہے اور آج میں آپ کے پاس آیا ہوں اور جو میری ماں نے مجھے پیغام دے کر آپ کے پاس بھیجا ہے وہ یہ ہے کہ میں نے آج ایک دکان بنائی ہوئی ہے اور

میں دکان سے شام ہونے سے پہلے اپنی ماں کے ہاتھ میں دو سو روپے کما کر دیتا ہوں جو میری حلال کی کمائی ہوتی ہے اس سے پہلے میں نے کئی جرائم کا ارتکاب کیا جناب والا ۔ کیا یہ خدمت نہیں ہے کیا اس پارٹی نے اور اس کے قائد نے یہ اصلاحات نہیں کی ہیں کیا یہ خدمت نہیں ہوئی ہے بہرحال ان کی یہ اختلاف برائے اختلاف کی بات ہوتی ہے ۔ اس کے بعد اپوزیشن کی طرف سے دفعہ 144 کی بات ہوئی ہے جناب والا ۔ شاید یہ بھی کہا گیا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی مقبولیت کم ہو رہی ہے تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں میرے دوست راجہ صاحب شدید لاہی میں بیٹھے ہوئے ہوں اور وہ سن رہے ہوں میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ وہ آج یہاں پر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اپنے اصولوں سے پھر گئی ہے اپنے وعدوں سے پھر گئی ہے وہ کوئی خدمت نہیں کرنا چاہتی اور ان کی مقبولیت ختم ہو رہی ہے جناب والا ۔ میں راجہ منور صاحب سے پوچھتا ہوں کہ جب آپ میرے ساتھ چکوال میں تھے اور وہاں میں کیمپ انچارج تھا اور آپ نذر کیانی ۔ ایم ۔ اے ۔ کی ووٹنگ کے سلسلے میں اپنے حلقہ انتخاب میں گئے تو وہیں پر جو آپ نے تقریریں کی تھیں اور وہاں پر اپنے دوستوں کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ اے میرے بزرگو ۔ اے میرے ساتھیو سنو ۔ قائد اعظم کے بعد اللہ نے آپ کو وہ شخصیت دی ہے جس کا نام ذوالفقار علی بھٹو ہے ایسی شخصیت صدیوں بعد نصیب ہوتی ہے جو ان کی بات ہوگی وہ آپ کے لیے منشور ہوگا اور جو ان کی زبان سے کوئی بات نکلے گی وہ آپ کے بچوں کے لیے خوشحالی کی بات ہوگی ۔ وہ آپ کے ملک کی بھلائی کی بات ہوگی وہ تو آپ کے ملک کی بہتری کی بات ہوگی ۔ تو اب کیا وجہ ہے وہ کون سی چابی آپ کے پیچھے ہے کہ چند دن بعد آپ بھول گئے ہیں اور آپ نے ایسی باتیں کرنی شروع کر دی ہیں میں آپ کو جانتا ہوں میں آپ کو واضح کر دینا چاہتا ہوں جناب والا ۔ میں اس ایوان میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر دفعہ 144 کی بات ہوئی ہے کیا یہ درست نہیں ہے کہ جب جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے پنجاب کے دورے کا اعلان کیا تو ڈیڑھ مہینہ پہلے میں نے راولپنڈی کے مقام پر پریس کانفرنس کی اور وہ کانفرنس پر ہجوم تھی میں نے وہاں اپوزیشن کو چیلنج کہ کیا بھٹی کیمبلپور میں کوئی دفعہ 144 نہیں ہے آپ کے راستے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے ولی خان جو اس وقت لیڈر آف دی اپوزیشن

تھے وہ وہاں پر تین ۔ چار مرتبہ گئے ۔ اگر مارشل اصغر خان صاحب گئے اور لگاتار جاتے رہے ۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ اپنے سامعینوں کو گنو کہ ان کی تعداد کتنی ہے جناب والا ۔ وہ گئے اور انہوں نے دیکھ لیا اس کے ایک مہینہ بعد جب ذوالفقار علی بھٹو صاحب وہاں کیمبلپور میں گئے تو وہاں یہ ہوا ۔ ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب سپیکر ۔ سابق وزیر غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔ کیونکہ جب بھی اگر مارشل اصغر خان صاحب وہاں پر تشریف لے گئے ان کو پولیس نے روک لیا تھا اور وہ بالکل کوئی جلسہ نہیں کر سکے تھے اور وہاں پر ہر قسم کی پابندی لگائی گئی تھی ۔

ملک حاکمین خان ۔ جناب والا ۔ ایسی کوئی بڑی بات نہیں جو میں بات کر رہا ہوں وہ حقائق پر مبنی ہے ہم دونوں اپنی اپنی جگہ موجود ہیں میں ہاؤس میں بات کر رہا ہوں میں کہیں جلسہ عام میں بات نہیں کر رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ کیسے غلط بیانی ہو سکتی ہے یہ کہیں اور جگہ کی بات ہوگی اور کسی سازش کے ذریعہ وہ کہیں اور جگہ سے گزر رہے ہوں گے جناب والا ۔ میں تو ان دنوں کی بات کر رہا ہوں جب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے وہاں کیمبلپور جانا تھا اور الرمارشل اصغر خان صاحب اور ولی خان صاحب نے جناب وائد عوام کے خلاف جلسہ کرنا تھا تاکہ ان کے عقیدت مندوں میں کمی آ سکے جناب والا ۔ ایسی بات نہیں تھی ۔ ہم نے کھلے بندوں کہا تھا کہ آؤ جاؤ ۔ بہرحال جناب والا ۔ آپ کے سامنے تو ہے کہ جب جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب وہاں پہنچے تو لاکھوں کی تعداد میں ان کے عقیدت مندوں نے ان کا استقبال کیا اور جس جوش و خروش سے اور جس ولولے سے استقبال کیا وہ میرے محترم اچھی طرح جانتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں واضح طور پر یہاں ہاؤس میں سٹیٹمنٹ دے رہا ہوں کہ میرے قابل احترام دوست میاں محمود علی قصوری صاحب جو کہ تحریک استقلال پنجاب کے موجودہ پریذیڈنٹ ہیں ، وہ ایک دفعہ میرے ساتھ سفر کر رہے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ Point of personal explanation, Sir, ۔ جناب والا ۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں ۔ یہ ہم ضرور جانتے ہیں کہ فاضل رکن نے بڑی تعداد میں بھتہ ، اور ٹرک acquire کیے تھے اور جبراً لوگوں سے چھین کر اپنے لیے استعمال کیے ۔ مگر ان کو اتنے آدمی نہ

مل سکے اور انہوں نے پچیس پچیس اور دس دس آدمی بسوں پر بٹھائے جب کہ اندر سے بسیں خالی تھیں ۔ اس طرح انہوں نے استقبال کیا اور اسی طرح کا مظاہرہ یہ فاضل رکن ہمیشہ کرتے رہے ہیں لاکھوں روپے اس پر صرف ہوئے ۔ لیکن یہ اس کا ذکر نہیں کرتے ۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا استقبال کیا ۔ ہمیں یہ بھی بتائیں کہ اتنا خرچ ہوا ۔ اگر ہم اتنا خرچ کریں تو آپ کو بتا دیں گے کہ استقبال کیا چیز ہوتا ہے ہمارے پاس تو وسائل نہیں ہیں ۔ حکومت کے پاس ہیں اور ہمارے تمام ذرائع اسی بات پر صرف ہو رہے ہیں ۔

ملک حاکمین خان ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست نے اس سے پہلے بھی فرمایا تھا کہ بسیں آ رہی ہیں ۔ ٹرک جا رہے ہیں ۔ خرچ ہو رہا ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک میں جانتا ہوں جو میرے علم میں ہے کہ کوئی بسیں کوئی ٹرک کسی انتظامیہ کی طرف سے نہیں لائے گئے ۔ اور نہ ہی کسی اور آفس کی طرف سے ایسا ہوا ہے ۔ جو کچھ ہوا ۔ جو کچھ کیا گیا وہ ان عقیدت مندوں نے اپنے پیٹ سے بچا کر اور اپنی کمائی سے کیا اس لیے کہ جب ان کا قائد باہر کے ممالک سے کامیاب دورہ کر کے واپس آیا کرتا تھا تو وہ عقیدت مند ان کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے آیا کرتے تھے ۔ ان کے عقیدت مند اپنی عقیدت کا مظاہرہ کرتے تھے ۔ جناب والا ۔ ایسی باتیں کرنا جیسے میرے دوست کہہ رہے ہیں یہ درست نہیں ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ موصوف پھر غلط بیانی کر رہے ہیں کیونکہ میں نے تھانے میں جا کر تین بسیں خود چھوڑائیں ۔ اس لیے کہ میرے پاس ایک وفد آیا تھا ۔

سپیکر ۔ راجہ صاحب ۔ آپ کی تقریر ابھی باقی ہے ۔ آپ نوٹ کر لیں اور اپنی تقریر میں ان کا جواب اطمینان سے دے دیں ۔

ملک حاکمین خان ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ میرے محترم قابل احترام میاں محمود علی قصوری صاحب کا اور میرا جب اکٹھے جہاز میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا تو ہم دونوں کی سیٹیں بھی اکٹھی آئیں ۔ جناب والا ۔ یہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی کیمبلپور سے واپس تشریف آوری کے

دو تین دن بعد کی بات ہے ۔ جناب والا ۔ یہاں میں یہ بھی عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے میاں محمود علی قصوری صاحب ہماری پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے تھے تو میاں صاحب نے فرمایا کہ حاکمین خان بھائی کیا بات ہے ۔ بھائی بڑا اجتماع ہوا ۔ بڑا استقبال ہوا ۔ یار وہ کیا جوش و خروش تھا ۔ وہ کیسا ولولہ تھا ۔ بھائی میں مانتا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ باتیں میاں صاحب نے مجھ سے کی تھیں اور میں نے وہاں راولپنڈی کی پریس کانفرنس میں یہ باتیں دھرائی تھیں ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ مجھے ملک حاکمین خان ملے تھے اور میں نے ان کو بڑا flatter کیا ہے ۔

ملک حاکمین خان ۔ جناب والا ۔ توجہ فرمائیں ۔ یہ ان کی زبان ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جب انہوں نے ذکر کیا تھا تو پریس کانفرنس میں انہوں نے تقریر اسی طرح فرمائی تھی جس طرح اب فرما رہے ہیں ۔

ملک حاکمین خان ۔ جناب والا ۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ حقیقت میں ہار چکے ہیں ۔ ان کے پاس کوئی جواز نہیں ہے ۔ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "رڑکنے والی بات ہے" یہ لابی کے اندر جا کر کہتے ہیں کہ ہاں یہ ہمارے سامنے اس بات کو تسلیم کرتے ہیں ۔ اس وقت اگر ملک کی بات ہے ۔ ملک کی سالمیت کی بات ہے اور ملک کو ترقی کی ضرورت ہے اور اس کے لیے اگر قیادت کی ضرورت ہے تو وہ صرف اور صرف جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی قیادت ہے ۔ اب یہ ادھر جا کر ایسی باتیں کرکے لوگوں کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں ایک بات واضح طور پر اور صاف طور پر بتانا چاہتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ point of explanation, Sir جناب والا ۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے یہ صریحاً غلط بیانی کر رہے ہیں ۔ لابی میں ان سے کوئی شخص بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتا اور وہ کہتے ہیں کہ ان سے یہ بات ہوئی ہے اور اگر اس ملک کو بچایا ہے تو فلاں شخص نے بچایا ہے ۔ میں جناب وزیر اعظم صاحب کا احترام کرتا ہوں ۔ وہ اس ملک کے منتخب

وزیر اعظم ہیں ۔ وہ یحییٰ خان کی طرح کسی سازش کے تحت اقتدار پر قابض نہیں ہوئے ۔ لوگوں نے ان کو ووٹ دیے ہیں ان کو حکومت کرنے کا حق ہے اور جناب کو یاد ہوگا کہ جب میں نے قائد حزب اختلاف کے طور پر پہلے دن تقریر کی تھی تو میں نے یہ کہا تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو حکومت کرنے کا حق ہے اور ہمیں تنقید کرنے کا حق حاصل ہے ۔ یہ کہنا کہ لابی میں جا کر یہ بات کرتے ہیں یہاں یہ بات کرتے ہیں ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ۔ خدا کے لیے ان کو وزیر بنائیں اور ہماری جان چھوڑائیں ۔

ملک حاکمین خان ۔ جناب والا ۔ ان کو بڑی تکلیف ہے ۔ لیکن میرے محترم کا ہمارے ساتھ ہمیشہ شروع سے یہ انداز رہا ہے ۔ جب اپنوں میں بیٹھے ہیں تو اور بات کرتے ہیں جب یہاں آتے ہیں اپنی لیڈری بنانے کے لیے اور بات کرتے ہیں ۔ جناب علامہ صاحب آپ کا احترام کرتے ہیں مزید ہم سے کچھ نہ کہلوائیں ۔

جناب والا ۔ میں وہ بات کر رہا تھا اور جیسا کہ میرے دوست راجہ محمد افضل صاحب فرما رہے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ معزز رکن کسی ایک آدمی کا نام بتا دیں جس کے سامنے میں نے بات کی تھی ۔

ملک حاکمین خان ۔ جناب والا ۔ ایک آدمی ہو تو میں بات کروں ۔ کون نہیں ہے جو اپنے مزاج کے مطابق بات نہیں کرتا ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ لائلپور کے پلاٹ کیمبلپور والوں کو دیے گئے ۔ کیمبلپور میں ایک دکان باقی نہیں ہے جو انہوں نے الاٹ نہ کی ہو اور پھر آپ نے یہ قصہ شروع کر لیا ہے ۔

ملک حاکمین خان ۔ جناب والا ۔ اب یہ اور باتیں ہیں جیسے written ہوتی ہیں اب ان کا سامنے بات کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ اب یہ باتیں بنائے جائیں گے اور آگے بڑھتے جائیں گے ۔ کوئی بات نہیں ہے ۔ اور آپ کی باتوں کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے ۔ بہر حال جناب والا ۔ بات سیدھی سادھی ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے مقبولیت کی بات کی ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان

پیپلز پارٹی کی مقبولیت کم ہوئی ہے ۔ یہ کوئی حقیقت نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ جس ضلع میں کوئی ایم این اے اور کوئی ایم پی اے پیپلز پارٹی کا نہیں تھا وہاں یہ حالت ہو سکتی ہے ۔ لیکن جہاں عقیدت مندوں کا جوش اور ولولہ ہے جہاں پاکستان پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی ہے اور جہاں کامیابی حاصل کی ہے وہاں پاکستان پیپلز پارٹی کی مقبولیت کیسے کم ہو سکتی ہے ۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ سب دنیا جانتی ہے کہ پاکستان کی بقا کے لیے ، پاکستان کی بہتری کے لیے اور پاکستان کو اپنے صحیح مقام تک پہنچانے کے لیے اگر کوئی قیادت ہے تو وہ واحد قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی قیادت ہے ۔ اور ہم یہ واضح طور پر بتا دینا چاہتے ہیں کہ ان کو پاکستان کی ضرورت ہے اور پاکستان کو ان کی ضرورت ہے ۔ اگر ان کی شان میں کسی نے کوئی ایسی بات کی کہ جس سے یہ اخذ کیا جائے کہ اس بات سے پاکستان کو نقصان کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے تو سنو خواہ اسمبلی کا ہاؤس ہو ، خواہ باہر کے میدان میں ہو ہم آپ کا مقابلہ کریں گے لیکن ہم اپنے قائد کی شان میں کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ آپ کیسے کہتے ہیں ۔ اس لیے کہ وہ آپ کی خدمت کر رہے ہیں ۔ آپ کے ملک کے کھوئے ہوئے وقار کو بحال کر رہے ہیں ۔ آپ کی بہتری کے لیے سب کچھ کر رہے ہیں اور آپ ایسے باتیں کرتے ہیں ؟ آپ کیوں ایسی باتیں کرتے ہیں ؟

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ ہم سب جانتے ہیں کہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تنقید سے پاک ہے باقی کسی کی شان تنقید سے پاک نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ محترمہ جسینہ بیگم کھوکھر ۔

ملک حاکمین خان ۔ حضور والا ۔ ایک تو یہ بات کہی گئی کہ ہم نے دکانیں لی ہیں ۔ ہم نے کوئی دکان نہیں لی ۔ جناب والا ۔ میرے محترم دوست نے فرمایا کہ کیمبلپور والوں نے وہاں لاہور میں پلاٹ لیے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو سچ سچ بتا رہا ہوں کہ میرے نوٹس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ کیمبلپور والوں نے وہاں پلاٹ لیے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر کسی نے پلاٹ لیا ہوگا تو ان جیسے محترم اور مہربان میرے پاس آئے ہوں گے اور ان کو ساتھ لے کر آئے ہوں گے ۔ خواہ کوئی بھی ہو وہ آئے ہوں گے ۔ میں نے ان کا

احترام کیا ہوگا کیونکہ یہ میرے کلیگ ہیں ۔ میرے ساتھی ہیں ۔ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی ہوگی ۔ بہر حال جناب والا ۔ یہ جو بات میں نے عرض کی ہے وہ یہ ہے کہ میرے دوست پاکستان پیپلز پارٹی کی مقبولیت کی بات کر رہے تھے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی مقبولیت آپ کے سامنے ہے ۔ ان لوگوں کے سامنے ہے ۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ دفعہ 144 لگی ہوئی تھی تو وہ بھی میں نے عرض کر دیا کہ 144 نہیں لگی ہوئی تھی ۔ لیکن جناب والا ۔ یہ ایسی باتیں کرنا چاہتے ہیں جن سے وطن عزیز نقصان ہو اور ملک میں تباہی ہو تو جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ حالات کیسے تھے ۔ گاؤں گاؤں دھماکے ہو رہے تھے ۔ بیرونی دشمن نظریں لگائے ہوئے تھا ۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ کونسے علاقے پر اس کا قبضہ ہو ۔ جناب والا ۔ یہ خدمت کا صلہ ہے ؟ یہ تنقید ہو رہی ہے ۔ لیکن میں ان کو کیا بتاؤں کہ وہ لوگ کیا کر رہے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ اگر یہ صاف گوئی سے کام لے رہے ہیں تو جن لوگوں نے ملک کو توڑا تھا ان کے خلاف مقدمہ چلایا گیا ہے ؟ اگر آپ صاف گوئی سے کام لیتے ہیں تو کم از کم ان لوگوں کے خلاف مقدمہ چلائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ صاحب ۔ آپ کی تقریر کی باری آ جائے گی ۔

ملک حاکمین خان ۔ جناب والا ۔ میں ایک بات کی وضاحت کر دینی چاہتا ہوں کہ اس وقت بھی کہا گیا تھا یعنی اس وقت کا جو دور تھا ۔ اس وقت کی جو حکومت تھی اس میں کہا گیا تھا کہ ہوشیار ہو کر عقل کی بات کر ، کیا کر رہا ہے ۔ اس سے ملک کی بقا اور بہتری کس طریقے سے ہو سکتی ہے ؟ ہم نے اس وقت بھی چاہا کہ ملک کو بچاؤ اور ان چاروں صوبوں کو بچاؤ ان کی بہتری کے لیے خدمت کرو اور جو فیصلہ ہو حقائق پر ہو ۔ آپ مانیں یا نہ مانیں تاریخ بتائے گی یہ فیصلہ درست تھا جو بھٹو صاحب نے کیا تھا یہ ٹھیک ہے مخالفت برائے مخالفت ہوتی رہتی ہے ۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں ۔

محترمہ حمیدہ بیگم کھوکھر ۔ جناب سپیکر ۔ میں اپنے فرض سے کوتاہی کروں گی اگر میں سب سے پہلے آپ کے متعلق کچھ نہ کہوں ۔ جناب سپیکر ۔ جس انداز سے جس قابلیت سے جس تدبر سے آپ نے اسمبلی کی کارروائی کو چلایا

وہ صرف آپ کا حصہ تھا اور خاص طور پر خواتین کے ساتھ برادرانہ سلوک کیا ہے میں اس کے لئے مشکور ہوں ۔ اور آپ کو سلام کہتی ہوں ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے :

تفریق کاروان محبت تو دیکھیے
کچھ کارواں کے ساتھ کچھ کارواں سے دور
اور پھر میری اپنے عظیم قائد سے التجا ہے
ہر چارہ گر کو چارہ گری سے گریز تھا
ورنہ ہمیں جو دکھ تھے لادوا نہ تھے

ان بھائیوں نے جو تنقید کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اکثریت کی رائے کو نظر انداز کر کے will of the apposition پر چلے بیشک تنقید جمہوری معاشرہ کے لیے ضروری ہوتی ہے لیکن اگر حد سے بڑھ جائے تو chaos بن جاتی ہے اور ضرورت سے زیادہ تنقید بھی mad dog of tyranny ثابت ہوتی ہے اسے روکنا از حد ضروری ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ جب عوام کسی حکومت کو پانچ یا دس سال کے لیے منتخب کر لیتی ہیں تو اس کو حق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی پالیسی پر چلے ۔ اگر وہ کسی کی توقعات پر پوری نہیں اترتی تو الیکشن آ رہے ہیں وہ اپنے ووٹ کو استعمال کریں ۔ جناب والا ۔ ہم تعمیر وطن میں مصروف ہیں ۔ یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ موجودہ حکومت نے کن حالات میں عنان حکومت سنبھالی ۔ فوجی آمریت سے چھٹکارہ ۔ جمہوری پارلیمانی طرز حکومت پر گامزن ہوتا ۔ معیشت میں تبدیلی جس سے غریب اور امیر کا فرق مٹایا جا سکے ۔ یہ سب مشکل کام تھے جسے جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان نے احسن طریقہ سے سر انجام دیے اور ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا ۔ ہم نے جو چند سالوں میں ترقی کی ہے ہم اس سے کلی طور مطمئن نہیں ہیں ۔ ہمارے سامنے بے شمار مسائل موجود ہیں جن پر قابو پانا ابھی باقی ہے ۔ جناب والا ۔ جمہوریت کا پودا لگایا جا چکا ہے جب پروان چڑھے گا تو اس کے دوس نتائج برآمد ہوں گے ۔ ہم نے کسانوں مزدوروں کی خوشحالی کے لیے بے حد کوشش کی ہے جوں جوں آمدن بڑھے گی مزید اقدامات کیے جائیں گے ۔ جناب والا ۔ ہمارے ملک کا مستقبل نہایت تابناک ہے بلوچستان ۔ ہنزہ کے پہاڑوں میں زمرد ۔ یاقوت

کی کانیں موجود ہیں سوئی گیس کے ذخائر موجود ہیں صنعتوں کا پھیلاؤ ہو چکا ہے سڑکیں بن چکی ہیں زمین زرخیز ہے لوگ جفاکش ہیں ۔ اب لوگوں کو قربانی دینے کی ضرورت ہے قربانی سے میری مراد دن رات محنت کرنا ہے :

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

وہ دن دور نہیں ہم گزشتہ سالوں کے مصائب کو بھول جائیں گے اور اقوام عالم میں قابل فخر مقام حاصل کریں گے :

جب اجالا آتا ہے تو اندھیرا چھٹ جاتا ہے

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنی تقریر بیٹھ کر کریں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جناب والا ۔ میں وزیر خزانہ کو ایک کروڑ 9 لاکھ کا ضمنی بجٹ پیش کرنے پر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو ذاتی طور پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ خدا انہیں پٹواری بنائے جناب والا ۔ حکومت نے اس بجٹ میں اقتصادی پالیسی کا اعلان کر دیا ہے تاکہ پیداوار اور اجناس خوردنی کو سستا رکھا جا سکے اور قیمتوں پر بھی کنٹرول رکھا جا سکے ۔ جو استحصالی نظام ہمیں ورثہ میں ملا تھا اس کے لیے بھی کوشش کی گئی ہے کہ ملک و قوم کو اس سے نکال کر سوشلسٹ نظام کی ڈگر پر ڈالا جائے ۔ تمام وسائل کو بروئے کار لایا گیا ہے تاکہ اقتصادی بدحالی کو دور کیا جا سکے ۔ تعلیم پر ایک ارب تیرہ کروڑ روپے خرچ کیے گئے ہیں جو ریکارڈ ہے صحت پر 17 کروڑ 21 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں ۔ اگر وقت ہوا تو میں تعلیم پر کچھ بات کروں گی ۔ 477 ڈاکٹروں کو 18 گریڈ دیا گیا ہے وہ تو ان کو 18 سال پہلے مل جانا چاہیے تھا میں چاہتی ہوں کہ نوجوان نسل کے ڈاکٹروں کو جب تعینات کیا جائے تو ان کو گریڈ 18 دیا جائے تاکہ وہ باوقار زندگی بسر کر سکے ۔ خواتین کو کلیدی آسامیوں پر لگایا جائے ۔ کیونکہ سابقہ الیکشن میں 75 فیصد ووٹ خواتین نے دیے تھے اس لیے میں توقع کرتی ہوں کہ آپ خواتین کو کلیدی آسامیوں پر تعینات کریں گے ۔ لاکھوں غریب لوگ جو غربت میں مبتلا ہیں تو سب مل کر اس غم زدہ زندگی کا مداوا کریں ۔ بے روزگار عام ہیں ان کو روزگار فراہم کیا جائے ۔ تاکہ ملک افرادی قوت سے محروم نہ ہو ۔ جناب والا ۔ آج طالبا کی تربیت ٹھیک نہیں ہو

رہی ان کی بے راہ روی کا سبب لچر انگریزی فلمیں اور لچر گانے ہیں ان پر پابندی لگائی جانی چاہیے - جیسے

بھیگے گا بدن میرا جل جائے گا تن تیرا
آ سینے نال لگ جا ٹھاہ کر کے

اس قسم کے ریکارڈوں پر پابندی لگائی جائے اور میں یہ تجویز کرتی ہوں کہ ناہید اختر کے ریکارڈوں کو بالکل بند کیا جائے - یہ تو ایسی ہے کہ

to show the candle and ask them not to burn

ہمیں اپنے بچوں کی خود تربیت کرنا ہوگی کیونکہ یہ مستقبل کے رہنما ہیں مستقبل کے حاکم ہیں - میں استدعا کروں گی کہ ملتان کو ایک انجینرنگ کالج اور ایک زرعی کالج دیا جائے - کیونکہ ملتان کے عوام غریب ہیں اور وہ اپنے بچوں کو دوسرے شہروں میں بھیج کر تعلیم نہیں دلوا سکتے - میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو سلام کہتی ہوں کہ جنہوں نے ملتان کو ایک یونیورسٹی دی ہے اسی طرح میری ایک اور استدعا ہے کہ وہ ہمیں ایک انجینرنگ کالج اور زرعی کالج دیں - جناب سپیکر - میرے پاس وقت ہے -

مسٹر سپیکر - ابھی پانچ منٹ باقی ہیں -

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر - جناب والا - اب میں تعلیم کی طرف آتی ہوں - میں وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گی کہ ہمارے وزیر تعلیم بگھوش قسم کے وزیر تعلیم ہیں ان کو تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہیے - ہمارے وزیر تعلیم ، تعلیم کی طرف توجہ نہیں دیتے - جناب والا - بات یہ ہے کہ ہمارے ہزاروں سکول بند پڑے ہیں ، کیونکہ بچوں کی نشو و نما پرائمری سکول ہی کرتے ہیں - ماں کی گود کے بعد جب بچہ پہلا قدم رکھتا ہے تو وہ پرائمری سکول ہوتا ہے اس لیے ہمیں پرائمری تعلیم کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے - دیکھا گیا ہے کہ ہمارے بچے پرائمری سکولوں میں ٹاٹوں پر بیٹھتے ہیں - میں سمجھتی ہوں اور میں ان مساجد کو یاد کرتی ہوں جن مساجد نے البیرونی شیرازی اور شیخ سعدی جیسے مفکر پیدا کیے تھے ، لیکن آج ہمارے سکولوں سے ڈاکو ، چور اور قاتل نکلتے ہیں - اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے وزیر تعلیم نگرانی نہیں کرتے اس لیے میں وزیر خزانہ سے استدعا کروں گی کہ

جو سکول بند پڑے ہیں ان کا تمام روپیہ فریز کر دیں اور وہ تمام روپیہ پرائمری سکولوں کو دیا جانا چاہیے تاکہ بچوں کے ذہنوں کی نشو و نما ہو سکے ، اور ان کی نئے اور جدید قسم کے آپریشن دینے چاہئیں اور غیر ٹرینڈ اساتذہ کو اس قسم کی ٹریننگ دینی چاہیے تاکہ وہ نئی قسم کا طریقہ تدریس سیکھ سکیں ۔ میں یہ کہتی ہوں کہ ڈسپنسریوں میں جو دائیاں ہوتیں ہیں ، ہیلتھ وزیٹر ان کو بھی طور پر استعمال کرتی ہیں اور دوائیاں بھی اسی طرح استعمال کرتی ہیں ۔ جناب ان کو روکا جائے ، بلکہ کوئی غریب عورت ڈیلوری کیس کے لیے جاتی ہے تو اس سے پچاس روپے لے لیتے ہیں ۔ ڈسپنسریاں کھولنے کا فائدہ ہی کیا ہے جب کہ غریب عورت اپنی ڈیلوری فری نہیں کروا سکتی ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ دیہی علاقوں میں ڈسپنسریوں کے لیے اتنا روپیہ رکھا ہے ۔ میں نے دیکھا ہے کہ پوسٹ مارٹم کے لیے انہیں شہروں میں جانا پڑتا ہے ۔ دیہی علاقوں میں ڈسپنسریوں کو پوری طرح نئے سامان سے لیس کریں اور انہیں ایکسرے اور پوسٹ مارٹم کا سامان دیا جائے ، آپ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر دیہاتوں میں نہیں جاتے ۔ ڈاکٹروں کو آپ رعایات دیں ، ان کے بچوں کے لیے شہروں میں تعلیم حاصل کرنے کا انتظام کریں ، ان کو اچھا گریڈ دیں تو ڈاکٹر جائیں گے ۔ وہ مجھ سے ملے ہیں اور وہ جانے کے لیے تیار ہیں ۔ اس کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک محمد علی خان ۔

ملک محمد علی خان ۔ جناب سپیکر ۔ صوبہ پنجاب کے بجٹ کے بارے میں اپوزیشن کے بنچوں سے جو کچھ کہا گیا ہے ، اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے ، اور کوئی انصاف پسند شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ اس سے بہتر اور متوازن بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا ۔ اس بجٹ کی دو خصوصیات ایسی ہیں جن سے کوئی انسان انکار نہیں کر سکتا ۔ اولاً صوبے کے ترقیاتی مقاصد کے لیے 2 ارب 28 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو سابقہ حکومتوں میں اس سے پہلے کبھی نہیں رکھی گئی تھی ۔ اتنی بڑی رقم کی فراہمی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ صوبائی حکومت صوبے کی ہمہ جہت پیش رفت کے لیے اپنے تمام وسائل استعمال کرنے کا پختہ عزم کیے ہوئے ہیں اور ان رقوم کو انشاء اللہ صحیح طریقے سے خرچ کیا جائے گا اور اس سے صوبے کے عوام کا

معیار زندگی بلند ہوگا اور خوشحالی پیدا ہوگی ۔ اس بجٹ کا دوسرا نمایاں حصہ یہ ہے کہ کوئی ایسا نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا جس سے عام آدمی متاثر ہو ۔ البتہ گھوڑ دوڑ اور شراب نوشی پر عائد شدہ ٹیکس میں اضافہ کیا گیا ہے جس سے عام شریف شہری متاثر نہیں ہوتا ۔ جناب والا ۔ محکمہ تعلیم کے لیے سب سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے یہ بات ثابت کرتی ہے کہ حکومت نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت کو غیر معمولی اہمیت دیتی ہے ۔ جناب صدر ۔ زراعت کے شعبے کو خاصی توجہ کا مستحق سمجھا گیا ہے اور زرعی پیداوار کے جو ٹارگیٹس مقرر کیے گئے ہیں ، وہ ایسے اطمینان بخش ہیں کہ ان کے حصول کی صورت میں . . .

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کی تقریر ذرا interrupt کر رہا ہوں ۔ محترمہ نے ایک وزیر کے متعلق ایسی phrase استعمال کی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ بالکل غیر پارلیمانی ہے ۔ میں اس کو سمجھ نہ سکا تھا ، اس لیے I have to check up the record تو تقریر کا وہ فقرہ جو ہے ۔

That will be omitted.

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ وہ کیا فقرہ تھا جو غیر پارلیمانی ہے ۔ اگر یہ کہیں کہ وہ یہاں آنکھیں بند کرکے بیٹھے رہتے ہیں تو کیا یہ غیر پارلیمانی ہے ؟ یہاں پر تو سوتے بھی رہتے ہیں ۔ اس لفظ کے معنی ہے ، سوتے رہنا ، سست ہونا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوتے رہنا تو نہیں ہے ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ بالکل یہی ہے ۔ میں نے کوئی گالی نہیں دی ، کچھ نہیں کہا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے پتا نہیں ۔ ممکن ہے جو لفظ آپ نے استعمال کیا ہے ، اس کا ترجمہ یہی سوتے رہنا ہو ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ بالکل اس کا مطلب یہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے لیے تو ایک نیا لفظ تھا ، میں تو حیران تھا ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ یہ ایک ملتانی لفظ ہے ۔ اس کا معنی سست ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو اس لفظ سے بڑا ڈر گیا تھا اور سوچ رہا تھا ۔ اگر اس کا یہی مطلب ہے ، سست رہنے کے معنوں میں ہے تو ٹھیک ہے ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ میں نے ایمانداری سے صحیح بات کی ہے۔ میں نے کبھی کوشش نہیں کی کہ غیر پارلیمانی لفظ استعمال کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر ریکارڈ اس طرح نہیں ہوا ۔ وہ کوئی اور لفظ ہوگیا تھا ، اور مجھے بھی شک ہوگیا ۔ That is all right یہ حذف نہیں ہوگا ۔ ملک محمد علی خان ، آپ تقریر کر رہے تھے ۔

ملک محمد علی خان ۔ جناب والا ۔ ایسے ٹارگیٹ اطمینان بخش مقرر کیے گئے ہیں جن کے حصول کی صورت میں دیہی آبادی کو نمایاں فائدہ پہنچے گا ۔ بالخصوص گندم ، چاول ، کپاس اور کماد کی فصل کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا ۔ جناب سپیکر ۔ صوبہ پنجاب کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے اور اس شعبے کو خصوصی توجہ کا مستحق سمجھا گیا ہے ۔ حکومت نے صحیح سمت قدم اٹھایا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ گزشتہ سالوں سے لے کر جب سے پیپلز پارٹی نے اقتدار سنبھالا ہے ، حکومت نے متعدد اقدامات عوام کی بہتری کے لیے کیے ہیں ۔ صحت اور طبی سہولتوں کے لیے خاص اقدامات کیے گئے ہیں ۔ میڈیکل کالجوں میں اس تیز رفتاری سے اضافہ کیا گیا ہے جس کی مثال پچیس سالوں میں نہیں ملتی اور اب نشستیں بڑھا کر چودہ سو کے قریب کر دی گئی ہیں اور اب کوئی صاحب صلاحیت طالب علم نشستوں کی کمی کی وجہ سے تعلیم حاصل کرنے سے محروم نہیں رہ سکے گا ۔ جناب سپیکر ۔ ٹریکٹروں کی خرید و فروخت کے نظام کو پابندی سے آزاد کرکے حکومت نے زرعی مقاصد میں پیداوار کے روشن تر امکانات پیدا کر دیے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ پانچ مرلہ رہائشی پلاٹوں کی سکیم نے لاکھوں بے گھروں کے لیے امید کے چراغ جلائے ہیں ۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ ان کے پاس اپنے مکان کے لیے اراضی ہوگی جو آج کل قطعات اراضی کے مالک ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ مالیے کی معافی ایک تاریخی فیصلہ ہے جو کہ قیام پاکستان کے بعد سابقہ حکومتیں نہ کر سکیں ۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ تھی کہ اس سے صرف غریب زمینداروں کو فائدہ پہنچتا تھا اور متاثر بڑے زمیندار ہوتے تھے ۔

جناب والا ۔ پنجاب کے بجٹ سے جو اطمینان بخش صورت حال سامنے آئی ہے ، فی الحقیقت یہ عام ملکی استحکام کا نتیجہ ہے جو قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت کی وجہ سے ملک کو نصیب ہوا ۔ جو لوگ 1971ء کے المیے کے بعد ملکی صورت حال پر نظر رکھتے ہیں ، وہ آج ملک کی داخلی اور خارجی مستحکم پوزیشن کو دیکھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ موجودہ حکومت نے چار سال میں ملک اور قوم کی کس قدر خدمت کی ہے ۔ کیا یہ اس واقعہ نہیں کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد پاکستان کے مستقبل سے دنیا مایوس ہو چکی تھی ۔ ہمارے دوست اور دشمن سبھی یہ سمجھ رہے تھے کہ اب پاکستان کا وجود باقی نہیں رہے گا ۔ معیشت تباہ ہو چکی تھی اور پاکستان کے مستقبل سے دنیا کا اعتماد اٹھ چکا تھا ، خزانہ خالی تھا ۔ صنعت اور تجارت کے حلقوں میں مایوسی کا عالم تھا ۔ ہماری وہ برآمدات جو مشرقی پاکستان بھیجی جاتی تھیں ، مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد ان کے لیے منڈیاں تلاش کرنے کا مسئلہ تھا ۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہماری دفاعی افواج مایوسی کے عالم میں تھیں ۔ یہ کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ہندوستان جیسے بڑے ملک میں پاکستان اپنا سر اونچا کر سکے گا ۔ ہمارے نوے ہزار قیدی دشمن کی قید میں تھے ، پانچ ہزار مربع میل کا علاقہ دشمن کے قبضے میں تھا ۔ ان حالات میں اس ملک کی باگ ڈور پیپلز پارٹی اور اس کی قیادت نے سنبھالی ۔ جس وقت پارٹی کا منشور بنایا جا رہا تھا اس وقت ان حالات کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا جن حالات میں پارٹی کا منشور بنایا گیا تھا، لیکن پارٹی اور اس کی جرأت مند قیادت نے نہ صرف ان مسائل کو حل کیا جو ایک شخص کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے ، بلکہ پاکستان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی نہایت کامیاب کوشش کی ۔ جناب والا ۔ آج قوموں کی برادری میں پاکستان کا وقار پہلے سے بھی بڑھ کر ہے اور پاکستان کی قیادت کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جس کا اندازہ صرف ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ سلامتی کونسل کی نشست کے مسئلے میں ہندوستان جیسے بڑے ملک کو شکست دی ۔ حالانکہ پاکستان اس دور میں بہت دیر میں شامل ہوا تھا اور اس پر بین الاقوامی سیاسی اور صحافتی حلقے شاندار خراج تحسین جناب ذوالفقار علی بھٹو کو ادا کر چکے ہیں ۔ جناب والا ۔ ہماری حزب مخالف کے آج

وہ دوست جو ان بینچوں سے اٹھ کر اس طرف گئے ہیں وہ ایک وقت تھا کہ قائد عوام کے گن گاتے تھے ۔ آج ہمیں پارٹی اور اس کے منشور سے بیوفائی کا طعنہ دیتے ہیں ۔ حالانکہ ہمارے ایک سابق وزیر اعلیٰ جنھوں نے ویت نام کے خون کی سرخی سے اپنی مانگ بھری تھی ۔ جناب والا ۔ اپنی علیحدگی سے چند ہفتے پہلے انہوں نے اعلان کیا تھا کہ پاکستان میں صرف اور صرف ایک ہی لیڈر ہے اور وہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ اپنا وی دس دے کہ توں کنوں پارٹی وچ آیا ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ برائے مہربانی آپ یوں بیٹھے بیٹھے مداخلت نہ کریں ۔

ملک محمد علی خان ۔ ذاتی نکتہ وضاحت سر ۔ جناب جہاں تک میرے اس پارٹی میں شامل ہونے کا تعلق ہے ، میں نے صرف اس پارٹی کو ملکی قیادت سمجھ کر اور یہ دیکھ کر کہ ایک پارٹی ہے جو صحیح معنوں میں سیاسی پارٹی ہے ۔ اس پارٹی میں شامل ہوا تھا اور مجھے اس قیادت سے زیادہ اچھی کوئی قیادت ملک میں فی الحال نظر نہیں آتی اور نہ ہے ۔ اس لیے میری شمولیت کا سبب یہی تھا ۔ جناب سپیکر ۔ اقتدار سے علیحدگی کے بعد یہ باتیں اپنا وزن کھو دیتی ہیں کہ جب یہ لوگ برسراقتدار تھے تو انہوں نے آپوزیشن کے لیے جینا دوبھر کر دیا تھا ۔

جناب سپیکر ۔ میں اب اپنے علاقے کے مسائل کی طرف آتا ہوں ۔ جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے اور صوبائی حکومت نے قصور کو ضلع بنا کر اس علاقے کے لیے بہت مہربانی کی ہے اور یہ ایک قابل تعریف قدم ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) چونکہ حکومت نے محسوس کیا کہ اس علاقے میں ترقیاتی مقاصد کے لیے اس علاقے کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہمارا تعلق لاہور سے تھا ۔ میرے علاقے میں اور ضلع قصور میں ذرائع آمد و رفت کی حالت غیر تسلی بخش ہے اور 1966ء سے ایسے منصوبہ جات جو کہ منظور ہو چکے تھے ان کو کسی نہ کسی طریقے سے ترک کر دیا گیا ہے ۔ 1966ء میں گنڈا سنگھ سے کھڈیاں اور کھڈیاں سے کوٹ رادھا کرشن، کھڈیاں سے راجن کی سڑکیں منظور ہو چکی تھیں ۔ میں جناب وزیر خزانہ سے

درخواست کرتا ہوں کہ آئندہ پروگرام میں ان کو شامل کیا جائے ۔ جناب والا ۔ میرے ضلع قصور میں صرف دو ڈگری کالج ہیں ایک پتوکی میں اور دوسرا قصور میں ان کالجوں میں سامان کی کمی ہے ۔ فرنیچر تک نہیں ہے اور سائنس کی لیبارٹری کی اشد ضرورت ہے ۔ ایک زنانہ کالج قصور میں ہے جس کا علیحدہ پرنسپل نہیں ہے وہ نہایت بوسیدہ عمارت میں قائم ہے اس کی عمارت کے لیے بھی میں گزارش کروں گا کہ رقم مختص کی جائے ۔ جہاں تک جناب والا ۔ دیہاتی آبادی کی تعلیم کا تعلق ہے ، صوبائی حکومت نے تعلیم پر انقلابی اقدامات کیے ہیں مگر دیہات کے لیے ابھی اور زیادہ توجہ کی ضرورت ہے ۔ میں آخر میں جناب وزیر خزانہ کو ان کے بہتر اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر چیئرمین ۔ ملک عبدالقیوم ۔

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ اس ایوان میں قواعد و ضوابط کو توڑتے ہوئے خارجہ پالیسی پر بہت کچھ کہا گیا ، لیکن ہم قواعد و ضوابط کے پابند ہیں اور باوجود اس کے کہ خارجہ پالیسی پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے ، لیکن ہم اسے یہاں زیر بحث نہیں لا سکتے ۔ اس کے علاوہ جو اعتراضات بجٹ پر ہمارے دوستوں نے کیے ۔ سب سے پہلے میں ان اعتراضات کا جواب دینا چاہتا ہوں ، اور میں سب سے پہلے جہلم سے شروع کروں گا ۔ میرے فاضل دوست جو جہلم سے صوبائی اسمبلی کے رکن ہیں ، انہوں نے کہا ہے کہ ہماری پارٹی کا جو پالیسی ڈاکومنٹ ہے ، ہمارا جو فاؤنڈیشن ڈاکومنٹ تھا اس میں ہم نے سوشلزم کا لفظ استعمال کیا اور پارٹی کے منشور میں بھی سوشلزم کا لفظ استعمال کیا گیا اور آئین میں جو کلاززز ہیں ان میں بھی سوشلزم کا لفظ استعمال ہوا ، لیکن اس کے بعد ہم نے اسلامی سوشلزم اور مساوات محمدی کا نام لیا ۔ اس لیے کہ ہم یہ جان گئے کہ اس ملک میں اسلام کے بغیر گزارہ نہیں ہے یہ ان کے ارشادات تھے ۔ میں اپنے دوست کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری پارٹی کے چار بنیادی اصول تھے اور جو چار بنیادی اصول تھے ان میں سب سے بنیادی اصول یہ تھا کہ اسلام ہمارا دین ہے اور جس وقت ہم ذوالفقار علی بھٹو کی

عوامی تحریک میں نکلے تو اس وقت ہمارے ایک ہاتھ میں تلوار تھی تو دوسرے ہاتھ میں قرآن تھا اور سوشلزم کو ہم نے اپنی معیشت کہا ہے اور آج بھی اس پر قائم ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے اور دین مکمل ہے وہ کل ہے اور معیشت جزو ہے۔ معیشت دین کے تابع ہو سکتی ہے، دین معیشت کے تابع نہیں ہو سکتا۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ ہم آج بھی اس میں یقین رکھتے ہیں۔ اسلام ہمارا دین ہے اور وہ کل ہے اور معیشت اس کی جزو ہے اور ہم اس ملک میں وہ سوشلزم چاہتے ہیں جو اس ملک کی objective conditions کے مطابق ہو۔

راجہ محمد افضل خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ ان کے ایک ہاتھ میں قرآن تھا اور دوسرے ہاتھ میں تلوار تھی، لیکن جو ظلم کرتے ہیں ان کے ایک ہاتھ میں کرپان ہوتی ہے اور دوسرے ہاتھ میں گرنتھ ہوتا ہے۔۔۔

مسٹر چیئرمین ۔ اس کا جواب آپ اپنی تقریر میں دے سکتے ہیں۔

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا۔ اگر یہ تلوار لے کر نکلے تھے تو آج یہ ظلم کیوں ہو رہا ہے یہ۔۔۔

مسٹر چیئرمین ۔ راجہ صاحب یہ مناسب نہیں ہے آپ اپنی تقریر میں جواب دیں جو کچھ وہ کہنا چاہتے ہیں، ان کو کہنے دیں۔

وزیر صحت ۔ حضور والا۔ ہم نے اس وقت بھی کہا تھا کہ ہم خدا کے کلام کے وارث ہیں اور ہم اس ملک میں ایسا نظام چاہتے ہیں جو خدا کے احکامات کے مطابق ہو اور ہم اس ملک میں ایسا نظام چاہتے ہیں جو اسلام کے مطابق ہو، محمد عربی کے ارشادات کے مطابق ہو اور اگر ہم نے محروم طبقوں کو ان کے حقوق دیے ہیں۔ اگر امیر اور غریب کا فرق ختم کیا ہے، اگر ہم نے اس استحصال کے خاتمے کے لیے جدوجہد کی ہے اور اگر طبقات کو ختم کرنے کے لیے ہم کام کر رہے ہیں اور ان انسانوں کو جن کو خدا کی سرزمین پر کمزور بنا دیا گیا تھا، انہیں مضبوط بنا رہے ہیں، انہیں آگے لا رہے ہیں

تو ہم خدا کے احکامات کی تعمیل کر رہے ہیں ۔ ہم محمد عربی کے ارشادات کی تعمیل کر رہے ہیں ۔ ہمارے مخالفین حضور والا ۔ اسلام کا نام بھی لیتے ہیں اور غلامی کے اس تصور کو بھی قائم رکھنا چاہتے ہیں جو اسلام نے چودہ سو سال پہلے ختم کر دیا تھا ۔ وہ آج بھی آقا اور غلام پیدا کرنا چاہتے ہیں ، وہ آج بھی چاہتے ہیں کہ کمتر اور برتر انسان پیدا کرنے چاہئیں ۔ وہ آج بھی اونچ نیچ کے قائل ہیں اور وہ آج بھی یہ چاہتے ہیں کہ جاگیردار کا بیٹا خواہ اس کی عمر پانچ برس کیوں نہ ہو وہ تو چارپائی پر بیٹھے اور 95 سال کا مزارع باادب ہو کر زمین پر بیٹھے ، وہ آج بھی چاہتے ہیں کہ ایک شخص کے پاس اتنی زیادہ دولت ہو کہ اپنی دولت کے نشے میں مخمور ہو کر وہ لوگوں کی عزتیں خریدنے کے لیے نکل پڑے اور کوئی شخص اتنا بھوکا ، اتنا مفلس ہو کہ اپنی بھوک اور مفلسی سے تنگ آ کر اپنی عزت بیچنے کے لیے تیار ہو جائے ، یہ ایسا معاشرہ چاہتے ہیں ، لیکن ہم ایسا معاشرہ نہیں چاہتے ۔ حضور والا ۔ اس ایوان میں یہ بھی کہا گیا کہ ہم نے جمہوریت کی کوئی خدمت نہیں کی تو اس ضمن میں میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جمہوریت کی سب سے بڑی خدمت تو ہم نے یہ کی ہے کہ ہم نے اس ملک میں عوامی سیاست کو رائج کیا ہے ۔ اس سے پہلے سیاست چند گھرانوں تک محدود تھی ۔ مراعات یافتہ طبقہ جو ہے اس تک محدود تھی ۔ ہم سیاست کو جاگیرداروں اور زمینداروں سے چھین کر مزدوروں اور کسانوں میں لے آئے ہیں ۔ ہم سیاست کو محلوں اور بنگلوں سے نکال کر گلیوں اور بازاروں میں لے آئے ، ہم نے اس ملک کے غریبوں ، کسانوں اور محنت کشوں کے لیے ایسی فضا پیدا کی کہ وہ اس ملک کی سیاست میں ان کا عمل دخل ہو ۔ حضور والا ۔ اس سے پہلے سیاست کی یہ پوزیشن تھی کہ ایک آدمی اس پر بحث کرنے کے لیے تیار نہیں تھا ، اور وہ کہتے تھے کہ یہ بڑے لوگوں کا کام ہے وہ جائیں اور ان کا کام جانے ، لیکن آج حالات مختلف ہیں ۔ ذوالفقار علی بھٹو کی تحریک کے بعد کچھ بیداری کے بعد آج ہر شخص باشعور ہے ، ہر شخص اپنے حقوق کو سمجھتا ہے ۔ آج آپ نائی کی دوکان پر جائیں یا حلوائی کی دوکان پر ، تانگہ ڈرائیور کے پاس جائیں یا رکشہ ڈرائیور کے پاس ، وہ آپ کو سیاست پر بحث کرتا ملے گا ۔ اپنے یہ شعور کس نے دیا ؟ یہ ذوالفقار علی بھٹو نے دیا ۔ اسے یہ احساس دلایا کہ

تم اس ملک میں بسنے والے شہری ہو اور اس ملک کے نظم و نسق میں برابر کے شریک ہو ۔ ان میں یہ جرأت ہوئی کہ وہ اب سیاست کی بات کرتے ہیں اور خود کو ملک کی سیاست میں لازم و ملزوم ٹھہراتے ہیں ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ یہ ملک جو 27 سال سے بغیر آئین کے تھا اسے آئین دیا گیا ایک جمہوری آئین ، متفقہ آئین جس پر ہمارے مخالفین نے بھی دستخط کیے ہیں ۔ آج جناب والا ۔ اس ایوان میں جنگ کی باتیں بھی ہوئیں ۔ ایک فاضل رکن جو ملتان سے ہیں ، انہوں نے کہا ہم نے بھارت سے کہا تھا کہ ہم ہزار سال جنگ لڑیں گے ، لیکن ہم جنگ نہیں لڑ سکے ۔ خدا کا شکر ہے آج انہیں اتنا حوصلہ تو ہے کہ وہ جنگ کی بات کر سکتے ہیں ۔ 1971ء کی شکست خوردہ قوم جسے اپنی سالمیت اور بقا کا یقین نہیں تھا ، آج وہ خود یہ کہہ کر جناب ذوالفقار علی بھٹو کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں کہ آج اس نے ملک کو اتنا مضبوط بنا دیا ہے کہ آج پھر ملک میں جنگ کی باتیں ہو رہی ہیں ۔ لیکن حضور والا ۔ جنگیں نصب العین ہوا کرتیں ، مقاصد ہوتے ہیں جو ہم نے حاصل کرنے ہیں ۔ جنگ اس وقت ہوتی جب گفت و شنید کے دروازے بند ہو جائیں، جب آپ دلائل کے ساتھ کسی کو منا نہ سکیں ، جب آپ مذاکرات میں ناکام ہوں ، لیکن ذوالفقار علی بھٹو کے مقدر میں تو کامیابیاں ہی کامیابیاں لکھی ہیں ۔ اسے تو خدا کے فضل سے ایک دفعہ بھی ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا ۔ جب ذوالفقار علی بھٹو شملہ گئے ، خالی ہاتھ گئے اور واپسی پر 93 ہزار جنگی قیدیوں کی رہائی کا پروانہ تھا جو اس وقت ہمارے مخالفین سوچ رہے تھے کہ الدرا گاندھی تو ایک فاتح کی حیثیت سے بیٹھی ہے اس کے پاس تو ہمارے قیدی بھی ہیں ، اس کے پاس تو ہمارا پانچ ہزار مربع میل علاقہ ہے ، اس کی مغربی پاکستان کی سرحدوں پر فوج بھی موجود ہے ، ذوالفقار علی بھٹو کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے ۔ جائیں گے ناکام لوٹیں گے اور جب ناکام واپس لوٹیں گے تو ہم ان کے خلاف اس ملک میں تحریک چلائیں گے ۔ یہ اس وقت تحریکیں چلانے کی سوچ رہے تھے ، یہ دعائیں مانگ رہے تھے کہ بھٹو ناکام آئے اور ہم تحریک چلائیں ۔ ملک سے پیار نہیں ، ملک سے ہمدردی نہیں ، بس وہ آئے گا اور ہم اس کے خلاف تحریک چلائیں گے ، لیکن ذوالفقار علی بھٹو کیسے ناکام آتا ، ذوالفقار علی بھٹو کے پاس کچھ نہیں تھا ۔ لیکن کراچی سے پشاور تک اور خیبر کوئٹہ تک

تمام عوام کی دعائیں اس کے ساتھ تھیں اور وہ ناکام واپس نہیں لوٹ سکتا تھا۔ میں اپنے فاضل دوست سے کہوں گا کہ اگر انہیں جنگ لڑنے کا اتنا ہی شوق ہے تو وہ آئیں اور ہمارے ساتھ مل کر اس ملک کے استحکام کی جنگ لڑیں ، ملک کی خوشحالی کی جنگ لڑیں ، ملک کی ترقی کے لیے جنگ لڑیں ، غریبوں کے حقوق کے لیے جنگ لڑیں ، مظلوموں کے حقوق کے لیے جنگ لڑیں ، استحصال کے خاتمہ کے لیے جنگ لڑیں ، عدل و انصاف کے لیے جنگ لڑیں ، سرداروں اور غداروں کے خلاف جنگ لڑیں ۔ میں انتہائی ادب کے ساتھ اپنے ساتھی سے عرض کروں گا کہ اگر محب وطن ہو اور اس زمین کے بیٹے ہو اور اس دھرتی کو اپنی ماں کہتے ہو تو آؤ ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ملک کے تقدس کے لیے کام کرو ، اس کی حرمت کے لیے کام کرو ، اس کی شان اور سربلندی کے لیے کام کرو ۔ میرے ساتھی آج ہمیں یہ طعنہ دے رہے ہیں ، قائد حزب اختلاف نے کہا کہ ہم نے ان کو پارٹی میں جگہ دے دی، کونسل لیگیوں کو ، کنونشن لیگیوں کو اور رجعت پسندوں کو ہم نے اپنی پارٹی میں شامل کر لیا ۔ میں اپنے فاضل دوست کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اور آپ تو اکٹھے ایک پارٹی میں تھے اور آپ نے یہ مناسب سمجھا کہ اس پارٹی کو چھوڑ کر ان رجعت پسندوں کی قیادت میں چلے جائیں ، انہیں اپنا قائد تسلیم کر لیں ، انہیں اپنا لیڈر تسلیم کر لیں ، لیکن ہم نے کہا جنہیں تم اپنا لیڈر تسلیم کرتے ہو ، تم اپنا قائد تسلیم کرتے ہو وہ تو آج بھی جناب بھٹو کے پیچھے چلنے کے لیے تیار ہیں ۔ ہم نے بھی اس لیے انہیں پارٹی میں شامل کیا کہ آؤ اور ذوالفقار علی بھٹو کے پیچھے چلو ۔ ہم نے ان کی قیادت کو تسلیم نہیں کیا اور آپ نے تو ان کی قیادت کو تسلیم کیا ہے ۔ آپ نے تو انہیں اپنا لیڈر تسلیم کیا ، آپ کو اپنے بارے میں سوچنا چاہیے ۔ ہم نے تو انہیں قائل کیا ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو ہی ایک ایسا لیڈر ہے جس کے پیچھے ہم سب مل کر چل سکتے ہیں ، جو اس ملک کے لیے ، قوم کے لیے کام کر رہا ہے ۔ حضور والا ۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے ، اور ہم نے سوشلزم کی خدمت کی ، ایوبی آمریت کے دور کے رسالوں کو دیکھیں ، اخبارات کو اٹھا کر دیکھیں ہر صفحہ پر آپ کو بائیس خاندانوں کا تذکرہ نظر آئے گا اور آج وہ بائیس خاندان کہاں ہیں ، آج کے بعد میں بھی نام نہیں

لوں گا ۔ مجھے یاد دلانے کے لیے ان بائیس خاندانوں کا تذکرہ کرنا پڑا ۔ ہم نے کہا تھا کہ ہم دولت کو چند گھرانوں تک مرکوز نہیں ہونے دیں گے ، اس ملک کی دولت کو مساویانہ طور پر تقسیم کریں گے ، ہم اس ملک کے تمام باشندوں کو سہولتیں فراہم کریں گے کہ وہ اس ملک کے وسائل سے برابر طور پر مستفید ہو سکیں ، اس لیے آج آپ کو 22 خاندانوں کا کوئی نام لیوا نظر نہیں آتا اور پھر ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیں گے جس میں وجہ عزت محنت ہو ، وجہ عزت دولت نہ ہو ۔ حضور والا ۔ آپ غور کریں آج وجہ عزت محنت ہے دولت نہیں ، اس لیے کہ پہلے آپ کی سوسائیٹی میں ، آپ کے معاشرے میں جب کوئی بڑا آدمی آتا تھا ، بڑا آدمی قد میں بڑا نہیں پیسے میں بڑا ، آمارت میں بڑا جب وہ بڑا آدمی آتا تھا تو لوگ احتراماً کھڑے ہو جایا کرتے تھے ، دست بستہ اٹھ کر سلام کرتے تھے اور وہ آدمی کہتا تھا کہ میں اتنی کاروں کا مالک ہوں ، اتنے بنگلوں کا مالک ہوں ، اتنے مربعوں کا مالک ہوں تو لوگ تحسین اور داد دیا کرتے تھے کہ یہ بہت بڑا آدمی ہے اور ہمارے دل میں اس کا احترام بڑھتا تھا یہ حالات تھے ، لیکن آج کسی ماں کے لال کو یہ جرأت نہیں کہ وہ عوام کے پاس جا کر وہ عوام کے پاس جا کر یہ فخر کے ساتھ کہے کہ میں اتنے مربعوں اور کوٹھیوں کا مالک ہوں ، آج کڑوڑوں پتی اور مربعوں کے مالک چھپے پھرتے ہیں ۔ آج ان کی یہ حالت ہے جیسے انہوں نے غریبوں کا کچھ چھینا ہوا ہے ۔ جیسے وہ کہیں مل جائے اور اپنے حقوق چھین لے ۔ یہ ہم نے سوشلزم کی خدمت کی ہے اور بڑے سے بڑا آدمی بھی مل مالک ہے کارخانہ چلاتا ہے ، لیکن جب لوگوں میں آتا ہے تو پوچھتے ہیں ، سیٹھ صاحب کیا کرتے ہیں کہتے ہیں مزدوری کرتا ہوں وہ مزدور کہنے میں خود پر فخر محسوس کرتا ہے ۔ یہ حالات کس نے پیدا کیے تو یہ حالات گزشتہ پانچ سال میں ذوالفقار علی بھٹو نے پیدا کیے ۔ دولت وجہ عزت نہیں رہی ، آج ہاتھ سے کام کرنے والے کی عزت ہے جو خود کما کر کھاتا ہے جو دوسروں کی کمائی پر نظر نہیں رکھتا اور ہم نے محنت کشوں کو بجا طور پر عزت کا مقام دیا ہے اور انہیں معاشرے میں ان کی حیثیت ہے اور پھر جب ہم کہتے ہیں کہ ہم محنت کشوں کا احترام کرتے ہیں تو محنت کش سے مراد خدارا صرف یہ نہ

سمجھیں کہ جو آدمی فیکٹری میں مزدوری کرتا ہے وہ محنت کش ہے ، جو کسی کارخانے میں کام کرتا ہے وہ محنت کش ہے ، جو ٹیکسٹائل مل میں کام کرتا ہے وہ محنت کش ہے ۔ نہیں ہم تو ہر اس شخص کو محنت کش سمجھتے ہیں جو رزق حلال کھاتا ہے ہم اس کی عزت کرتے ہیں اور ہم نے کہا کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں تو ہم نے یہ بھی ثابت کرکے دکھایا کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں ، عوام کی رسائی دیکھیں ، آپ وزیر اعلیٰ اور دوسرے وزیروں کے بنگلوں کو دیکھیں ، وہاں پر لوگ کیسے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں ، یہ عوام کی رسائی ہے کہ بلا روک ٹوک ، بغیر پوچھے ، کیا دن کیا رات ، یہ لوگ بے دھڑک آ جائیں گے ، اور ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے ۔ یہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں ہوا کہ ایسی ایسی جگہوں پر جہاں پر کوئی تحصیلدار نہیں گیا تھا ، وہاں خود وزیر اعظم پاکستان چل کر گئے ہیں ، اور انہوں نے عوام کی حاکمیت کا اعتراف کیا ہے اور انہیں بتلایا کہ اس ملک کے اصل حاکم آپ ہیں ، اس ملک کے خالق آپ ہیں ، اس ملک کے مالک و وارث ہیں ، اس لیے جناب ذوالفقار علی بھٹو چل کر گئے اور انہیں اعتماد میں لیا ۔ ہماری تمام تر پالیسیوں کی بنیاد عوام کے اعتماد پر ہے ۔ ہم نے ہر اہم فیصلہ کرتے وقت عوام کو اعتماد میں لیا ، اور ان کو اعتماد میں لینا ضروری سمجھا ۔ کیونکہ ہم سمجھتے تھے کہ جن پالیسیوں کو عوام کا اعتماد اور حمایت حاصل نہیں ہوتی ۔ وہ پالیسیاں کبھی کامیاب نہیں ہوتی ہیں ۔ حضور والا ۔ یہاں پر دوستوں نے پانچ مرلہ سکیم کا بہت ذکر کیا ہے اور اسے ایک انقلابی قدم قرار دیا ہے ۔ اس سکیم کے پیچھے ہماری جو سوچ تھی ، میں اس کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہم نے پانچ ، پانچ مرلہ کے پلاٹ کیوں دیے ۔ ہم نے یہ ان لوگوں کو دیے جو کہ دیہات میں بستے تھے ، اور غیر کاشتکار کہلاتے تھے ۔ جو کمی تھے ، جو لوہار ، ترکھان ، نائی ، موچی ، اور درزی تھے ، جو ان زمینداروں کے کمی کہلاتے تھے ۔ ہم نے ان لوگوں کے لیے پانچ ، پانچ مرلہ کے پلاٹ دیے ، جنہیں ملکیت کے حقوق حاصل نہیں تھے ۔ انگریز کے اس قانون کے مطابق جو کہ وہ ورثہ میں ہمارے پاس چھوڑ کر گیا تھا ۔ اس کے مطابق وہ ملکیت حاصل نہ کر سکتے تھے ۔ ہم نے نہ صرف انہیں حقوق ملکیت دیے ، بلکہ پانچ ، پانچ مرلہ کے پلاٹ مفت

تقسیم کیے ۔ تا کہ وہ لوگ اس جاگیردار اور زمیندار کے چنگل سے نجات حاصل کر سکیں ، ان کے اپنے پاس سر چھپانے کے لیے جگہ نہ تھی ، اور وہ ان جاگیرداروں کے ، ان زمینداروں کی حویلیوں کے ساتھ اپنی جھونپڑیاں بنا لیتے تھے ، اور وہ خود زمین کے مالک نہیں تھے ۔ وہ صرف منیے کے مالک تھے ، اور زمیندار جب چاہتے انہیں لات مار کر نکال دیتے ۔ ہم نے ان کو پانچ ، پانچ مرلہ کے پلاٹ دیے ، انہیں سر چھپانے کے لیے جگہ فراہم کی ، تا کہ وہ اس زمیندار کے رحم و کرم پر نہ رہیں ، وہ زمیندار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکیں ، اور ہم نے ان کی غلامی کی زنجیریں کاٹ کر پھینک دیں ہیں ، اب وہ زمیندار کے ساتھ بات کریں گے ، اب وہ ان کے رحم و کرم پر نہیں ، اب وہ اس کے زیر سایہ نہیں رہتے ہیں ، اب وہ اپنے گھر رہتے ہیں ، اب وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے گھر میں رہتے ہو ، ہم اپنے گھر میں رہتے ہیں ، یہ جرأت اور حوصلہ ہم نے انہیں دیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے اس ملک کی تمام سیاسی روایات کو بدلا ہے اور ہم نے یہی عہد کیا تھا ، یہی ہمارے منشور میں تھا ۔ جب ہم نکلے تھے تو ہم صرف اس وقت کی حکومت کو ہی بدلنا نہیں چاہتے تھے ، ہم نظام حکومت کو بدلنا چاہتے تھے ۔ اب انتخابات آئیں گے ، جب وہ وقت آئے گا ۔ تو وہ پرانے حربے نہیں چلیں گے ۔ خان صاحب ، راجہ صاحب ، میاں صاحب ، چوہدری صاحب گاؤں کے نمبرداروں کو بلا لیا کرتے تھے ۔ انہیں وہاں پر پلاؤ زردہ کھلایا اور وہیں پر دعائے خیر ہوگئی ۔ اب دعائے خیر وہاں پر نہیں ہو سکتی ہے ۔ اب آپ کو لوگوں کے پاس جانا ہوگا ، عوام کے پاس جانا ہوگا ۔ اب آپ کو اپنے کوائف پیش کرنے ہوں گے کہ یہ میرا اعمال نامہ ہے ، یہ میری خدمت ہے ۔ اس کے صلہ میں میں آپ کے پاس آیا ہوں ، آپ کو غریبوں ، مزدوروں اور محنت کشوں کو یقین دلانا ہوگا کہ آپ میں اہلیت ہے کہ آپ ان کی خدمت کر سکیں ۔ میں اپنے حزب اختلاف کے معزز دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ جب انتخابات ہوں گے تو آپ وہاں جا کر ان دیہاتیوں سے ، ان دیہات میں بسنے والے لوگوں سے اور عوام سے کیا کہیں گے کہ ہم آئے ہیں ووٹ لینے کے لیے ، ہمارا کوئی قائد نہیں ہے ، کوئی منشور نہیں ہے ، کوئی پروگرام نہیں ہے ، کوئی متفقہ لائحہ نہیں ہے ۔ لیکن ہم آپ کے پاس

ووٹ لینے کے لیے آئے ہیں ، اور جب وہ پوچھیں گے کہ بھائی آپ کے پاس کوئی پروگرام ، کوئی منشور نہیں ہے ، کوئی لائحہ عمل نہیں ہے ، کوئی قیادت نہیں ہے ۔ آپ ووٹ کیوں چاہتے ہیں ، اقتدار کیوں چاہتے ہیں ، تو پھر کیا کہیں گے کہ ہمیں اقتدار دو ۔ اس لیے کہ ہم عوام کے دھاکے کریں گے اور جب ملک میں سیلاب آئے گا تو ہم سول نافرمانی کی تحریکیں چلائیں گے ۔ کیا یہ اس وقت یہ کہیں گے کہ ہم ووٹ اس لیے حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اسمبلیوں کا بائیکاٹ کریں گے اور بائیکاٹ کرکے باہر بیٹھ جائیں گے اور صرف تنخواہیں اور الاؤنس وصول کیا کریں گے ۔ اسی بنیاد پر لوگوں کے پاس جا کر ووٹ مانگیں تو انہیں بہت مشکل پیش آئے گی ۔ حضور والا ۔ سیاست کے لیے فہم و فراست کی زبردست ضرورت ہوتی ہے اور ایسے شخص کی ضرورت ہے جو کہ آنے والے واقعات کو دیکھ سکے ، آنے والے واقعات کو پہچان سکے اور آئندہ ہونے والے واقعات کا تجزیہ کر سکے ، اور وقت نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ تمام تر خوبیاں جناب ذوالفقار علی بھٹو میں موجود ہیں ، ان کی فہم و فراست ، ان کے درست فیصلے ، انہوں نے تو جناب ہر کام میں ، ہر بات میں روڑے اٹکانے کی کوشش کی ، ملک کے ہر کام میں یہ آڑے آئے ۔ اس وقت بھی جب کہ قائد عوام نے کہا تھا کہ یہ بنگلہ دیش ایک حقیقت ہو گیا ہے ۔ اسے تسلیم کر لینا چاہیے ، جب تک تسلیم نہیں کرو گے ، بھارت کے چنگل سے یہ آزاد نہیں ہو سکتا ۔ یہ بھارت کی اجارہ داری میں رہے گا ، وہاں اس کی monoply ہوگی ۔ یہ بھارت کی کالونی بن کر رہے گا ، لیکن ہمارے ملک میں نامنظور نامنظور کہا جانے لگا ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کا فیصلہ کیا اور ان کا فیصلہ درست تھا اور وقت نے یہ ثابت کر دیا ۔ آج آپ کے اور بنگلہ دیش کے سفارتی تعلقات بحال ہو رہے ہیں ، تجارتی تعلقات بحال ہو رہے ہیں ، بھائی چارے اور اکٹھے ہونے کی بات ہو رہی ہے ۔ یہ قائد عوام کے فیصلے تھے اور ان پر تنقید وہ لوگ کرتے تھے جو کہ سیاست کی ابجد سے واقف نہیں ہیں ، جنہیں پتہ ہی نہیں ہے کہ سیاست کیا چیز ہے ۔ اس وقت انہوں نے کہا کہ عقل کے اندھو مان جاؤ ، ان کی بات نہ مانے ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی عقل سے فیصلہ کیا اور وہ فیصلہ درست ثابت ہو اور پھر جناب سیاست کے لیے تو منظم جماعت ،

پروگرام اور قیادت کی ضرورت ہوتی ہے ۔ حضور والا ۔ کراچی سے خیبر اور خیبر سے کوئٹہ تک ایک ہی منظم سیاسی جماعت جس کا ایک قائد ہے ، ایک منشور ہے ، اسے ہم پاکستان پیپلز پارٹی کہتے ہیں ، کوئی دوسری ایسی سیاسی جماعت نہیں ہے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ ان کا ایک قائد ہے ، ایک منشور ہے اور پورے ملک میں اس کا وجود ہے ، یہ فخر بھی ہماری پارٹی کو حاصل ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ میں بجٹ کے معاملے میں عرض کروں گا ۔ میں اپنے محکمے تک ہی محدود رہوں گا ۔ ہم نے اگر یہ کہا تھا کہ ہم اس ملک میں مزدوروں کو اور کسانوں کو آگے لائیں گے اور ان کی بہتری کے لیے کام کریں گے ، تو اس کے لیے ہم نے کام کیے ، ہم نے قائد اعظمؒ کا سال منایا ۔ اس لیے کہ ہم قائد اعظمؒ کے ارشادات کو ملک کے عوام تک پہنچا سکیں ، قائد اعظمؒ نے یہ ملک بنایا تھا اور وہ جو اس ملک کا خالق تھا وہ بہتر طریقہ سے جانتا تھا کہ انہوں نے اس ملک کے اندر کیسا نظام رائج کرنا ہے ۔ حضور والا ۔ گھر بنانے والے کو پتہ ہوتا ہے کہ اس گھر میں رہنے والوں کے کیا ظور طریقے ہوں گے ۔ ان کی ضروریات کس طریقہ سے پوری ہوں گی ، قائد اعظم نے یہ گھر بنایا تھا ۔ قائد عوام نے اس گھر کے نظم و نسق کو چلانے کے لیے قائد اعظمؒ کے ارشادات پر عمل شروع کیا ، اور اب ہم یہ سال اس لیے منا رہے ہیں کہ ہر پلیٹ فارم پر ، ہر مجلس میں ، ہر محفل میں قائد اعظمؒ کے ارشادات کا تذکرہ ہوگا ، اور لوگوں کو پتہ چلے گا کہ قائد اعظمؒ کیا چاہتے تھے اور قائد عوام کیا کر رہے ہیں ۔ مسلم لیگ جو خود کو ان کی جماعت کہتی ہے اس کو یہ سال منانے کی توفیق نہیں ہوئی ۔ جناب والا ۔ وہ یہ سال کیسے منا سکتی تھی ، وہ اس لیے نہیں منا سکتی تھی کہ قائد اعظمؒ کے ارشادات میں اور ان کے اعمال میں بڑا فرق تھا ، وہ لوگوں کو یہ نہیں بتلا سکتے تھے کہ قائد اعظمؒ نے کیا کیا اور ہم نے کیا کیا ۔ حضور والا ۔ قائد اعظمؒ کے ارشادات کے مطابق ہم نے مزدوروں اور کسانوں کے لیے کام کیا ۔ جناب والا ۔ 20 دسمبر 1971ء کو جناب ذوالفقار علی بھٹو برسر اقتدار آئے اور 10 ۔ فروری 1972ء کی جو اصلاحات کی گئیں وہ اصلاحات محنت تھیں اور ان اصلاحات میں بہت کچھ دیا گیا اور اتنا کچھ دیا گیا کہ جس کا تصور خود مزدوروں نے کبھی نہیں کیا

تھا۔ جناب والا ۔ میں وقت کی کمی کی وجہ سے ان کا تفصیل سے تذکرہ نہیں کر سکتا ، لیکن ایک بات جو ان اصلاحات میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے دی ، وہ تحفظ روزگار کی تھی ۔ ہم نے اپنے منشور میں کہا تھا کہ ہم ہیلتھی ٹریڈ یونینزم کی حوصلہ افزائی کریں گے ۔ جناب والا ۔ ہیلتھی ٹرینڈ یونینزم کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے سب سے بڑی بات سیکورٹی آف سروس کی تھی۔ جناب والا ۔ سیکورٹی آف سروس بھی ہم نے دی تاکہ آپ یونین سازی میں جا کر کام کر سکیں ، اگر یونین کے آفس بیئرر کو یہ پتا نہ ہو کہ اگر میں یہ تقریر ختم کروں گا تو تقریر ختم کرنے کے بعد کہیں میری نوکری تو ختم نہیں ہو جائے گی ۔ تو جناب والا ۔ وہ یونینزم کیسے چل سکتی ہے۔ جناب والا ۔ ہم نے تحفظ روزگار دیا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ایک مزدور کو نکالنا کوئی آسان بات نہیں ہے اور ملک کے قوانین نے ایک مزدور کو نکالنا بہت مشکل بنا دیا ہے ۔ جناب والا ۔ اگر پھر یہ کہیں بے دخلی ہوتی ہے یا کہیں مزدور کو نکالا جاتا ہے تو پھر اب وہ حالات نہیں ہیں کہ کارخانوں اور فیکٹریوں سے نکلے ہوئے مزدوروں کی آواز لیبر آفیسر نہ سنے ۔ جناب والا ۔ اب تو اس کی آواز براہ راست جناب ذوالفقار علی بھٹو تک پہنچ جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ جب وہ تحصیل ہیڈ کوارٹرز اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر تشریف لائے تو انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ انہوں نے مزدوروں کے نمائندوں کو خصوصی وقت دیا اور ان کے مسائل سننے کی کوشش کی اور ان کو حل کرنے کی کوشش کی اور موقع پر احکامات صادر فرمائے ۔

حضور والا ۔ یہ ایک بہت پرانا تصور تھا آجر اور آجیر دو متحارب فریق ہیں جناب والا ۔ آجر یہ چاہتا ہے کہ وہ مزدور سے زیادہ سے زیادہ کام لے اور اسے کم از کم معاوضہ دے اور اس کے مقابلے میں مزدور کا یہ الزام تھا کہ وہ کم سے کم کام کر کے زیادہ سے زیادہ معاوضہ حاصل کرے ۔ جناب والا ۔ ہم نے اس پرانی فکر اور سوچ کو ختم کیا اور انہیں نئی سوچ دی ۔ آجر اور آجیر اس گاڑی کے دو پہیے ہیں اور خوشگوار ماحول کے لیے ان دونوں کو اکٹھے چلانا ہے ۔ ہم نے اشتراک عمل کے لیے راہیں کھول دیں ان کو اشتراک عمل کی دعوت دی ہم نے مزدوروں کو فیکٹریوں اور کارخانوں اور بورڈوں میں نمائندگی دی تاکہ وہ باہمی گفت و شنید سے اپنے مالکان کے ساتھ

اپنے مسائل حل کر سکیں ۔ جناب والا ۔ ہم نے قومی سطح پر سہ فریقی کانفرنس کروائی اور ہم نے مزدوروں کو مل میں کام کرنے کا شعور دیا تاکہ وہ اشتراک عمل کے ذریعے سے اپنے مسائل حل کر سکیں ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم اس ملک میں بیکاری کو ختم کرنے کا بہت بڑا پروگرام بنا رہے ہیں اور وہ لیبر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ٹرسٹ پروگرام ہے ۔ جناب والا ۔ اس میں بیشمار ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹرز کھولے جائیں گے ۔ مین پاور ایکسپورٹ کا انتظام کیا جائے گا تاکہ ہمارے لوگوں کو روزگار مل سکے اور ان کو غربت سے نجات حاصل ہو سکے ۔ حضور والا ۔ یہاں پر ڈاکٹروں کی کمی پر اور ہسپتالوں کے انتظام پر بہت زیادہ تنقید ہوئی ۔ جناب والا ۔ میں نے اپنے فاضل دوستوں کی خدمت میں پہلے بھی اس ایوان میں عرض کی تھی لیکن مجھے آج پھر یہ دہرانا پڑا ہے کہ ہم نے یہاں پر ڈاکٹروں کو پڑھانے کے لیے اچھے انتظامات کیے ہیں اور جناب والا ۔ ہمیں ان انتظامات پر بڑا فخر ہے ۔ جناب والا ۔ پہلا میڈیکل کالج 1860ء میں پنجاب میں بنا جو کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے نام سے موسوم ہے اور پنجاب میں دوسرا کالج 1951ء میں بنا جس کا نام نشتر میڈیکل کالج ہے ۔ 91 سال کے عرصے میں صرف ایک میڈیکل کالج کا اضافہ ہوا اور ہم نے تین سال کے عرصے میں تین میڈیکل کالج کھولے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ۔ جب ہم نے اقتدار سنبھالا تو اس وقت پاکستان کو بنے ہوئے 26 سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور ان 26 سال میں تمام وسائل کو اکٹھا کر کے میڈیکل کالج کی نشستوں کو صرف 400 تک لے جایا جا سکا یعنی 26 سال کے عرصہ میں صرف 400 نشستیں پیدا کر سکے تو جناب والا ۔ ہم نے چار سال میں 1400 نشستوں کا اضافہ کیا اور اب چار سو کی بجائے 1800 مخصوص کی ہیں پھر جناب والا ۔ یہاں تنقید ہوئی کہ ہم نے میڈیکل کالج میں عمارتیں نہیں بنائیں ہسپتال تعمیر نہیں کیے ۔ حضور والا ۔ میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ ہم میڈیکل کالجوں کو بہت عالیشان عمارتیں نہیں دے سکے اور ان عمارتوں میں بڑے بڑے پارک نہیں ہیں اور ان عمارتوں میں سوئمنگ پول نہیں ہیں لیکن حضور والا ۔ ایک بات میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ ان کے پاس پورے equipment موجود ہیں ان کے پاس پورا ساز و سامان موجود ہے اور ان کی لیبارٹریز equipments کے لحاظ سے ایسی ہیں کہ ان میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے لائلپور اور راولپنڈی کے میڈیکل کالجز جو اب بنے ہیں وہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل

کالج اور نشتر میڈیکل کالج سے زیادہ equipped دیے ہم نے ان کو اساتذہ فراہم کیے اور پھر ان کو پڑھانے کے لیے کتابوں کی ضرورت تھی ۔ جناب والا۔ پاکستان نیشنل بک فاؤنڈیشن نے کتابیں چھاپیں جس کے لیے جناب والا ۔ حکومت نے اجازت دی تھی ۔ باہر سے بہت مہنگی کتابیں منگوانی پڑتی تھیں اور ایک کتاب کی قیمت تقریباً 1800 روپے تھی ۔ جناب والا ۔ پاکستان نیشنل بک فاؤنڈیشن نے یہاں پر کتابیں چھاپ کر چالیس ۔ پچاس روپے میں فروخت کیں اور جناب والا ۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ اس وقت پنجاب میں جو لڑکے میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کی نصف سے زیادہ تعداد سکالرشپ پر ہے اور یہ سکالرشپ حکومت کی طرف سے فراہم کیے گئے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ۔ ہم نے اس طریقہ سے تعلیم کو جاری رکھنے کے لیے ان کو سہولتیں فراہم کیں اور اس کے ساتھ ساتھ تعلیم کے لیے ہم نے بہت کچھ کیا ہے جو وزیر تعلیم صاحب آپ کو بتلائیں گے لیکن ایک بات ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے میٹرک تک تعلیم مفت کی لیکن مجھے یاد ہے کہ جب میں میٹرک کا طالب علم تھا تو اس وقت دو روپے سات آنے فیس ہوا کرتی تھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایک مہینے کے بعد کئی غریبوں کے لڑکوں کا نام محض اس لیے کاٹ دیا جاتا تھا کہ وہ دو روپے ادا نہیں کر سکتے تھے ۔ جناب والا ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں کسی غریب بچے کا نام اس لیے نہیں کٹا کہ وہ دو روپے فیس ادا نہیں کر سکا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب سپیکر ۔ یہاں پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے ۔ جناب والا ۔ میں بھی کچھ عرض کرنے کی کوشش کروں گا مبارکبادیں بھی بہت ہو چکی ہیں ۔ جناب والا ۔ ویسے یہ بات روایتی ہے کہ پارٹی کے لوگ ہمیشہ بجٹ کو اچھا کہا کرتے ہیں لیکن یہ پنجاب کی تاریخ میں غالباً پہلا واقعہ ہے کہ اس بجٹ کو پنجاب کے عوام اچھا کہیں گے کیونکہ جس طرح رقوم خرچ کی گئی ہیں وہ قابل تعریف ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ صرف جن دو چیزوں پر ٹیکس لگایا گیا ہے اور جن دو لعنتوں پر ٹیکس لگایا گیا ہے اس سے عوام اور بھی خوش ہیں ۔ جناب والا ۔ مجھے اپنے حلقے کے عوام نے مبارکباد

آ کر دی جو مبارکباد میں اپنے عوام کی طرف سے جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ میں شراب اور گھڑ دوڑ پر ٹیکس کا ذکر کر رہا تھا ۔ ریکارڈ گواہ ہے کہ میں نے پہلے دن سے ان دونوں چیزیں کی مکمل پابندی کا مطالبہ کیا تھا لیکن آہستہ آہستہ وقت آنے پر وہ بھی ہوجائے گا ۔ لیکن ٹیکس کی صورت میں اس کو ہم جتنا discourage کر سکتے ہیں تا کہ یہ بالکل ہی بند ہو جائے ۔

جناب والا ۔ میں یہاں پر یہ ذکر بھی کر دینا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو جو اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اس کا اجر اللہ تبارک تعالیٰ اور اللہ کا رسول انہیں دے گا ۔ جناب والا ۔ ایک اسلامی مشاورتی کونسل ہے جو ملک کے نامور قانوندانوں اور علمائے کرام پر مشتمل ہے اس کی رپورٹ کا انتظار ہے جیسے جیسے اس کی رپورٹ آتی جائے گی ملک میں اسلامی قوانین ساتھ ساتھ نافذ کیے جائیں گے اور اس طرح انشاءاللہ تعالیٰ مکمل طور پر شروع مہدی اس ملک میں نافذ کر دی جائے گی اور اس کا سہرا بھی ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو کے سر ہوگا ۔ جناب والا ۔ میں ان علمائے کرام سے اپیل کروں گا کہ وہ فوری طور پر عوام میں جا کر اچھے اثرات پیدا کرنے کی کوشش کریں کیونکہ اس میں ہمیں گواہیوں کی ضرورت ہوگی اور وہ اچھے قسم کے گواہ ہوں جو حق کی گواہی دیں ۔ جناب والا ۔ شرع مہدی میں اچھے گواہ لازم چیز ہے کیونکہ اس کے علاوہ یہ بات ممکن نہیں ہوگی اور اس کے بغیر شرع مہدی بھی کام نہیں کر سکے گی ۔

جناب والا ۔ اب اللہ تبارک تعالیٰ کی مہربانی سے ہمارا ملک پاکستان صحیح اسلامی سمت میں چل پڑا ہے ۔ جناب والا ۔ یہاں پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ امام الحرمین تشریف لا چکے ہیں ۔ اسلامی کانفرنس ہوئی ہے ۔ سیرت کانفرنس ہوئی ہے ۔ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جا چکا ہے ۔ حج کی پابندیاں نرم کر دی گئی ہیں بلکہ ختم کر دی گئی ہیں ۔ ان سب چیزوں کے لیے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو مبارکباد کے مستحق ہیں ۔ مسلمانان پاکستان کے دلوں سے ان کے لیے ہمیشہ دعا نکلے گی ۔ جناب والا ۔ میں پہلے بھی عرض کر

چکا ہوں کہ بجٹ میں جو رقم خرچ کی گئی ہے وہ عام طور پر عوام کی بھلائی کے محکمے پر خرچ کی گئی ہے ۔ لیکن سابقہ دور کے کچھ محکمے ایسے بھی ہیں جو ابھی تک چلے آ رہے ہیں ان پر ہماری حکومت کی توجہ ہونی بہت ضروری ہے ۔ مثال کے طور پر ملیریا اریڈیکیشن کا ایک محکمہ ہے اس کا نام اگر میں ملیریا پلاننگ رکھوں تو زیادہ موزوں ہوگا ۔ اس محکمے کو دس سال کی مدت دی گئی تھی کہ اس مدت میں انہوں نے ملیریا کو ختم کرنا ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ ان کو یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ اگر ملیریا ختم ہو گیا تو ساتھ محکمہ بھی ختم ہو جائے گا چنانچہ انہوں نے مچھروں کی اس قسم کی پرورش کی کہ اب وہ مرنے کا نام بھی نہیں لیتے ۔ اس طرح عوام کے کروڑوں روپے ضائع ہوگئے ۔ جناب والا ۔ دوسرا محکمہ انسداد رشوت ستانی ہے ۔ اس محکمے کی کارکردگی کا جائزہ لینا بھی بہت ضروری ہے ۔ چونکہ انسداد ملیریا کی طرح یہ محکمہ بھی رشوت کی کافی خدمت کر رہا ہے ۔ چنانچہ میں تجویز کرتا ہوں کہ کسی ایسے محکمے کو انسداد رشوت کا کام سونپا جائے جو رشوت میں خود پیش پیش نہ ہو ۔ سنا ہے اس کے لیے ایک ایجنسی کام کر رہی ہے ۔ جناب والا ۔ میں درخواست کروں گا کہ اس کا نام سردار عطا محمد خان لغاری صاحب کو کہا جائے کہ وہ بتا دیں ۔

مسٹر چیئرمین (حاجی محمد سیف اللہ خان) ۔ سردار عطا محمد خان لغاری صاحب ۔ آپ توجہ دیں میاں مصطفیٰ ظفر قریشی صاحب آپ سے کچھ فرما رہے ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب سپیکر ۔ ہندو بنیا ہندوستان چلا گیا ۔ مسلمان پاکستان کو پاکستان بننے سے نہ خالی اسلامی مملکت ملی بلکہ ہندو بنیے سے بھی نجات ملی جو کہ غریب عوام کا جونک کی طرح خون چوس رہا تھا ۔ جناب والا ۔ اب بنیے کی جگہ زرعی ترقیاتی بنک نے لے لی ہے جو کاشتکاروں کا متواتر خون چوس رہا ہے ۔ یہ بنک جو کاشتکاروں کی سہولت کے لیے کھولا گیا تھا جس کا مقصد صرف زراعت کی ترقی تھی وہ وبال جان بن کر رہ گیا ۔ جناب والا ۔ یہ بنک بھی پاکستان کے بھی بنکوں کی طرح اور پاکستان کے دوسرے بنک جو سرکاری تحویل میں لیے گئے ہیں ان بنکوں کی طرح اس کا کروڑوں روپیہ منافع پر چل رہا تھا ۔ تو اس سلسلے میں میں یہ گزارش

کروں گا ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میاں صاحب ۔ آپ کے پانچ منٹ باقی رہتے ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ مجھے شروع سے بتا دیں کہ کتنا وقت ہوا ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ بہر حال آپ کے پانچ منٹ رہتے ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ ٹھیک ہے ۔ تو اب میرا وقت دوبارہ شروع ہوگا ۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ دوبارہ کیسے شروع ہوگا جب کہ وہ آپ کے سامنے کہہ گئے ہیں کہ آپ کے پانچ منٹ باقی رہتے ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ میں زرعی ترقیاتی بنک کے متعلق عرض کر رہا تھا تو اس کا جائزہ لینا اور اس میں دلچسپی لینا بہت ضروری ہے کیونکہ عوام کو سود کے ساتھ ساتھ جو رشوت دینی پڑتی ہے یعنی سود اور رشوت دونوں ملا کر اصل رقم سے دوگنا ہو جاتی ہے ۔ چنانچہ ٹریکٹر جو انہیں ساڑھے سینتیس ہزار روپے کنٹرول پر ملنا چاہیے تھا وہ کاشتکار اس کی ٹوٹل رقم تقریباً ستر ہزار روپے (70 ہزار) کے قریب ادا کرتا تھا اور باقی سود ہو جاتا تھا لہذا اس سلسلے میں بھی کچھ کیا جانا ضروری ہے جیسا کہ حکومت نہیا کر چکی ہے کہ خوراک کے معاملے میں ، گندم اور چینی کے معاملے میں حکومت ملک کو خودکفیل بنانا چاہتی ہے تاکہ اس کی درآمد پر کروڑوں روپے کا زرمبادلہ خرچ نہ ہو ۔ اس لیے زمینداروں اور کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کسی صورت میں نظر انداز نہیں کی جا سکتی لہذا یہ بہت ضروری ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں دو تین منٹ میں اپنے ضلع کے مسائل عرض کروں گا اور اس کے بعد مجھے پانچ منٹ اور بھی چاہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بہت مشکل ہو جائے گا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ یہ نہ سمجھا جائے کیونکہ میں

نے اپنے علاقے کے مسائل بیان کرنے ہیں ۔ لہذا وقت ملنا چاہیے ۔

جناب والا ۔ سب سے پہلے میں حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو باتیں بھی ہم یہاں کہتے رہے ان کا ضرور نوٹس لیا جاتا رہا ہے ۔ چنانچہ مظفر گڑھ میں میرے پسماندہ ضلع میں خان گڑھ کینجر روڈ پختہ ہوئی ہے ۔ سکول بنے ہیں ۔ بصیرہ میں ہائی سکول بنا ہے ۔ محمود پور میں بنا ہے ۔ کینجر میں بنا ہے ۔ اس کے لیے میں حکومت کا شکر گزار ہوں اور عوام کی طرف سے بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میری استدعا پر کچھ یہ کام اور اس کے علاوہ بھی بہت سے کام ہوئے ہیں ۔ کچھ رہ بھی گئے ہیں ۔ لیکن ہوئے بہت ہیں ۔ اس پسماندہ ضلع میں اتنا کچھ ہونا تھا کہ بہت کچھ ہوئے بھی لگتا ہے کہ ابھی تک کچھ نہیں ہوا ۔ لہذا میں درخواست کروں گا کہ یہ ضلع مزید توجہ کا مستحق ہے ۔ باقی اضلاع کے ساتھ ساتھ اس کا لایا جانا بہت ضروری ہے ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ پانچ دریا مظفر گڑھ میں پنجاب کے اندر اور چھٹا دریائے سندھ ۔ یہ چھ دریا مظفر گڑھ میں سے گزرتے ہیں ۔ اور یہ ان کا سنگم ہے ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ گو دریا منافع بیشمار است ۔ لیکن یہ پتہ نہیں کہ کس کو ہوگا ۔ ہمیں تو آئے دن سیلاب کے نقصانات کا اندازہ ہے ۔ جناب والا ۔ دریا شہر کی طرف ایک بستی چک روہاڑی کو کاٹ رہا ہے ۔ یہ بستی بالکل شہر کے قریب ہے ۔ جب جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے تو ان کی توجہ اس بستی کی طرف لائی گئی تھی ۔ دوسرا علاقہ خان گڑھ واہ کا ہے جس سے قریبو نہر کو بھی سخت خطرہ لاحق ہوگیا ہے ۔ جناب والا ۔ پہلی بات یہ ہے کہ فوری طور پر دریا کا رخ موڑنے کے لیے اقدامات کیے جائیں جیسا کہ میں نے جناب اریگیشن منسٹر کو ذاتی طور پر کئی دفعہ عرض کی ہے اور انہوں نے وعدہ بھی فرمایا ہے ۔ سروے بھی ہوا ہے اور میرے خیال میں کچھ رقم بھی مختص کر دی گئی ہے اور کچھ نہ کچھ وہاں ہو بھی رہا ہے لیکن میں جناب سپیکر ۔ آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ فوری طور پر جو لنڈی پور ٹیسٹ ہو رہا ہے اس سے آگے نہ جایے بلکہ فوری طور پر وہاں سے دریا کا رخ موڑ دینا چاہیے تاکہ مظفر گڑھ بچ سکے ۔ اور وہاں کے عوام سکھ کا سانس لے سکیں ۔ جناب والا ۔ مظفر گڑھ کا خاص کر آپ کر اس موسم میں خیال ضرور آتا ہوگا

اگر آپ نے آم خریدے ہوں تو آپ کو پتہ ہوگا کہ یہ کیوں مہنگے ہیں ۔ مثال کے طور پر سات آٹھ روپے فی سیر بک رہے ہیں ۔ حضور والا ۔ آم کی فصل مظفر گڑھ میں بالکل تباہ ہوگئی ہے ۔ کچھ سالوں سے بہت کم پھل لگ رہا تھا لیکن ہوتے ہوتے اب معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ فصل پانچ فیصد بھی نہیں رہی اور لوگ تنگ آ کر درختوں کو جڑ سے کاٹ رہے ہیں کیونکہ دیر سے ان درختوں کو پھل نہیں لگ رہا ۔ جناب والا ۔ اس طرف بھی حکومت کا دھیان دینا بہت ضروری ہے ۔ کیونکہ وہاں کم و بیش یہ فصل ایک قسم کی معیشت بن چکی ہے ۔ لوگوں کے بہت سے خاندانوں کا اس پر انحصار ہوتا ہے اور اس طرح سے ساری گرمیوں میں لوگوں کو مزدوری مل جاتی ہے لوگوں کو آمدنی ہوتی ہے ۔ تمام چھوٹے بڑے وہاں کام کرتے ہیں ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ وہاں آم کے باغات پر جو آبیانہ لگتا ہے وہ فوری طور پر معاف فرمایا جائے اور وہاں مفت ادویات چھڑکی جائیں تاکہ آموں کے درختوں کی بیماری کو روکا جا سکے ۔ جناب والا ۔ مظفر گڑھ کے لیے ہمارا ایک اور مطالبہ ہے وہ یہ کہ وہاں صنعتیں شروع ہوگئیں ہیں ۔ اس لیے وہاں سوئی گیس پہنچنا بھی ضروری ہے ۔ میں اس سلسلے میں کئی بار کہہ چکا ہوں لیکن ابھی تک نہیں پہنچ سکی ۔ ملتان تک پہنچ گئی ہے وہاں پہنچنا کوئی مشکل بات نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں ہسپتالوں کی طرف آتا ہوں ۔ یہ گورنمنٹ کی سکیم ہے کہ جن قصبات میں بہت زیادہ آبادی ہے اگر وہ قصبات 5 ایکڑ زمین فراہم کر دیں تو وہاں ہسپتال کھل سکتا ہے ۔ جن قصبات کی آبادی بڑھ گئی ہے تو وہاں کی زمینوں کی قیمتیں بھی بڑھ گئی ہیں ۔ اس لیے زمین مفت دینا بھی بہت بڑی بات ہے چنانچہ یہ سکیم اس لیے فیل ہو گئی ہے کہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی ۔ اس لیے کہیں بھی ہسپتال نہ بن سکے ۔ گورنمنٹ خود اپنے خرچے پر زمین حاصل کرکے وہاں ہسپتال بنائے ۔ ان گڑھ رولاں والی ۔ جہاں ہسپتال کا ہونا بہت ضروری ہے اسی طرح مظفر گڈھ ہسپتال بہت عرصہ سے بنا ہوا ہے لیکن وہاں کوئی سپیشلسٹ نہیں ہے ۔ سپیشلسٹ ڈاکٹر کی آسامی خالی پڑی ہوئی ہے ۔ میں نے بار بار وزیر صحت کو درخواستیں دیں لیکن کچھ نہیں ہوا میں نے موجودہ وزیر صحت کو شاید نہیں کہا ہے لیکن سابقہ کو تو میں

نے کہا بھی تھا اور لکھ کر بھی بھیجا تھا کہ مظفر گڑھ ہسپتال میں سپیشلسٹ ڈاکٹر بھیجا جائے۔ وہاں اس کی اشد ضرورت ہے۔ دوسرے سڑکوں کا مطالبہ ہے۔ سڑکوں کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ یہ ایک پسماندہ ضلع ہے اور اس کے بڑے بڑے قصبات میں پولیس سٹیشن ہے یونین کونسلیں ہیں لیکن وہاں ذرائع آمدورفت نہیں ہے۔ یعنی سڑکیں نہیں ہیں۔ کئی دفعہ سکیمیں بنیں لیکن کچھ نہیں بنا اور اب تو ضلعی کونسل بھی متفق ہے کہ سڑکوں کو ترجیح دی جائے۔ لیکن فنڈز کے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں ہو سکا۔ مظفر گڑھ جھ کوٹ کی سڑک ہے شاید یہ شیر شاہ سوری کے زمانے سے سڑک موجود ہے لیکن میرے خیال میں کوئی کام اس لیے نہیں ہو رہا کہ فنڈز موجود نہیں ہے اس کی وجہ سے یہ کام بھی بند پڑا ہوا ہے۔ رولاں والی ماہڑہ کی سڑکیں پکی ہونی چاہیں۔ اس پر بسیں بہت چلتی ہیں اسی طرح رولاں والی سے موچی والا۔ اب میں خان گڑھ کی طرف آتا ہوں جس کو مدتوں سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ میں شکر گزار ہوں کہ وہاں کام ہونے لگا ہے لیکن اس کی کمیٹی کی مالی حالت اتنی خراب ہے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتا خان گڑھ کی گلیاں پختہ نہیں ہیں۔ بجلی کا بھی انتظام نہیں ہے بجلی کا انتظام اور ڈرینج کا انتظام کر دیا جائے۔ ہسپتالوں کے متعلق میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں وہاں کالج ہونا بھی ضروری ہے۔ جناب والا۔ آپ نے 5 منٹ پہلے ہی گھنٹی بجا دی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ پانچ منٹ سے لے کر 9 منٹ تک استعمال کر چکے ہیں۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی۔ ایک بات ضرور عرض کر دوں کہ ہمارے دوست راجہ منور صاحب نے پنجابی میں تقریر کی ہے اور اس کے علاوہ وہ انگریزی میں بھی ہے لیکن انہوں نے اپنی قومی زبان میں تقریر نہیں کی ہے میں اس وقت ہاؤس میں نہیں تھا۔ جب میں لابی میں پہنچا تو وہ اپنی تقریر ختم کر چکے تھے لیکن مجھے پتہ چلا ہے کہ انہوں نے ایسی باتیں کیں ہیں جن سے ناراضگی کا پتہ چلتا ہے خیر کوئی بات نہیں ہے الیکشن آ رہا ہے۔ وہ لوگ جو پچھلے دنوں ہمدردی کی بات کرتے تھے لیکن اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کو کیا ہو گیا ہے میری گزارش صرف اتنی ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلم

لیگی کہتے ہیں ۔ ان کو یہ خیال نہیں ہے کہ وہ یہ بات غلط کر رہے ہیں فرنٹیر میں بھی غلطی کی سندھ میں بھی کی ہے بلوچستان میں بھی کی ہے وہ یہاں اس کا اعادہ کیوں کر رہے ہیں ؟ اس وجہ سے پنجابی کیوں بولی جا رہی ہے کہ وہاں سندھی بولی جاتی ہے اس لیے ہم یہاں پنجابی بولیں گے ۔ اگر ہر ایک یہی سوچنا شروع کر دے تو پھر پاکستان کہاں رہے گا ۔ اگر ان کو رنجیت سنگھ والا پنجاب چاہیے تو ہمیں اس پنجاب سے اختلاف ہے ہمیں پاکستان والا پنجاب چاہیے ۔ ہمیں قائد اعظم والا پنجاب چاہیے ۔ وہ اس ایوان میں اردو بولتے رہے ہیں ۔ میں کسی کی سنی سنائی بات پر تنقید نہیں کرتا ۔ ملتان کے ممبر خاکوانی صاحب وزیر اعلیٰ کی مخالفت کرتے ہیں ۔ جب وہ اس پارٹی میں تھے انہوں نے قائد کو شکائیتیں اور کچھ حکائیتیں لکھ کر بھیجی تھیں ۔ ان کا کیا حشر ہوا وہ خود ان کو معلوم ہے ۔ دوسرے وزیر اعلیٰ کی شرافت ان کی غیر جانبداری اور ایمانداری ہم سب کے لیے مسلم ہے ۔ وہ اس کے خلاف باتیں کرتے ہیں ۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کو کبھی کسی سے ذاتی ناراضگی نہیں ہے ۔ وہ کسی کے ساتھی نہیں ہیں ان کی کسی سے ناراضگی نہیں ہے قائد عوام اس لیے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ کوشش کر رہے ہیں کہ پنجاب کو بہتر سے بہتر لوگ دیے جائیں ۔ پنجاب کی قیادت شرفا اور ایماندار آدمیوں کو دی جائے ۔ ہمارے گورنر صاحب سے لے کر ڈپٹی لیڈر تک آپ نے دیکھا ہوگا کہ انہوں نے کس قسم کے لوگ آپ کو دیے ہیں ۔ وزراء بھی بہت نیک اور شریف ہیں ۔ خاص طور پر اس دفعہ جو کابینہ کی تشکیل ہوئی ہے وہ آپ کو معلوم ہے کہ کتنے شریف اور ایماندار ہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ التجا کروں گا کہ ذاتیات پر آ کر بات کرنے سے ممبر صاحبان گریز کریں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

Chaudhri Mohammad Yaqoob Aawan : Mr. Speaker, I am grateful to you for granting me this opportunity to speak on the annual budget. So for I have taken Dr. Abdul Khaliq to be a literary figure but now I have come to know that he has got the brain of a Bania too. He has presented to this House, a balanced, progressive and common man's budget. I say it is a common man's budget because major revenues

have been allocated for the development of education, health and agriculture. I think a number of allegations have been advanced against our Party and our regime by the Members from the Opposition benches but I will point out that they must look at the development work done in the Province as a whole, done in each District, done in each constituency of Punjab. So far as my own district is concerned, I must assure this House that in the Peoples Works Programme my district has been leading as against all other districts in Punjab on the work that has been done there in respect of road construction, in respect of the provision of schools, in respect of the provision of dispensaries, in respect of the provision of health centres and in so many other fields. I am proud of the fact that my district is leading in all these respects. The fact that counts is that the amount which was allocated has been spent by our Peoples Works Council. The previous Governments provided us with more funds which were allocated to other districts but had not been spent by them. I have got this genuine complaint against our present Finance Minister that so far as the provision of fund for the Peoples Works District Council was concerned, the same was scanty this year. I know there were a number of financial difficulties but, I hope, next year he will be more liberal and adequate funds will be provided especially to those districts which had been leading in this constructive work.

Sir, I will draw your attention to the work done in connection with the promotion of Islamic values. These efforts have been repeated by most of my colleagues and, I think, in view of the shortage of time, I should not dwell upon them any more but so far as the statement of Raja Munawwar Ahmad is concerned, I was actually surprised to know that he has levelled allegations that our Party had shifted from its scope, that is, from that of pure socialism to that of Islamic Socialism after about 2 years. I will point out to him that our basic documents are

اسلام ہمارا دین ہے

سوشلزم ہماری معیشت ہے

and it was a blending of the two that h as given rise to the conception of Islamic Socialism right from the start when the foundation document was written. There is no consistency what over in what my brother, Raja Munawwar Ahmad, has stated in this august House. I will point out to the Opposition one thing which they have failed to realise, that is, a major portion of their companions had deserted them and the number left was so small that it could not conduct its work as an Opposition in this House but our Party came to its help. I do not know what was the background, or I should not rather say what was the background, but we supplied a number of members from the Peoples Party itself to provide the core of Opposition which is conducting proceedings on the Opposition benches today. This is what the Peoples Party has done for the Opposition. It may not be willing cooperation but, I must say, this is a fact which can't be denied. Then a number of allegations which related to certain shortcomings of our Party and of our Government were levelled against us by the learned members from the Opposition. I do concede that there is substance in some of those allegations but I must point out to my brothers on the Opposition benches that they must be patient. When such a lot of work has been done during the last 3 - 4 years, the short-comings to which they have drawn our attention, I think, will be overcome in a short time and, comparatively, in a much shorter time if we receive our mandate from the electorate in Punjab. They must realise hat Rome was not built in a day. When in such a short time we have done such a lot of work in this Province, I think, the remaining work to be done is much more short and much more less than the work that has already been done. I assure my brothers that these short-comings will not be existing at the time of the next annual budget.

It is my duty to point out certain improvements that have been made of late. There were rising prices but some stability has come in. I think, my brothers on the Opposition benches will concede that there has come a stability in prices and the same are not rising with the pace with which they were rising previously. I will also draw your attention to

the fact that the number of police encounters has decreased a lot. These encounters were at their highest level in 1973. I think, more than once I had spoken to Mr. Khar verbally in this House and also written to him that these encounters must finish and I am grateful to the present regime that the number of police encounters has fallen a lot as compared with the previous years. Then there are certain problems of my own district and it is my duty to point out the same to my brother, Dr. Abdul Khaliq who, I expect, will note them down. First of all, it is the name of Lyallpur that requires to be changed. Dr. Haleem Raza, our honourable member from Lyallpur, raised this issue. It has also been raised in the Peoples Works District Council and there was a serious tussle over this issue and, through a telegram, I had tried to draw the attention of our worthy Chief Minister that the matter should be taken up at the Cabinet level. I think, it should be re-named as Montgomery has been given the name of Sahiwal. I would suggest that, on geographical considerations too, this district, which lies between Ravi and Chenab, may be named as Rachna. From times immemorial, it has been known as Sandal Baar. Therefore it can be given the name of Saandal District. But my submission, in this case, would be that it should not be left to the District Council, rather, it should be taken up at the Cabinet level. Then I will draw the attention of the worthy Senior Minister to the defective sewerage system in Lyallpur. The Peoples Colony, which is the best colony in that city, stands in-undated. I pointed this out at Sargodha when Mr. Muhammad Hanif Ramay went there. He raised this issue before the worthy Prime Minister, when he visited Lyallpur, in the open Katcheri which had been held by him. The worthy Prime Minister was kind enough to allocate rupees one crore to the Lyallpur Municipality for improvement of the sewerage system. I do not know where that amount has been spent or is being spent but I would request the Senior Minister to keep a close eye on this particular issue. There is a great danger of an epidemic breaking out in Lyallpur because due to the defective sewerage system, water is flowing not only in various blocks of the Peoples Colony but also in other locali-

ties of the city. This is not an ordinary issue and, I think, our presnt Government will pay adequate attention to this particular issue.

Then I will suggest that a Lyallpur Development Authority should be established like Lahore because our district is leading, or was leading. in agriculture previously. It is now leading in industry and it is leading in population too. The development work must be taken into hand by a Development Authority in that distract as has been done in Lahore district. As regards the attention of the worthy Senior Minister, I think, it is a defective policy because no of the entitlement is determined before actual allocation plot. It must first be seen as to whether the presence of a particular applicant is necessaty in Lyallpur. This used to be the policy of the previous governments, They first looked into the entitlement and then came to allocation. Now, it is being decided by lots. I must assure the worthy Senior Minister that a number of people from outside apply in Lyallpur and if they get a plot, under the system of lots, they sell it away and leave Lyallpur. The result is that most of the deserving persons are left without plots.

As regards the condition of municipal roads, I must say that it is deplorable. I will draw special attention of the Senior Minister to a very important factor, that is, medicines are being sold by the store people in the Civil Hospital, Lyallpur. Only two classes benfit —(1) the officers in that district who can get any amount of medicines they want and (2) the Store people who, right up the Head Clerk, I must say, are involved in this conspiracy.

I would exempt the doctors. They are above such a meanness. But so far as the Stores Department is concerned I would request the Senior Minister that he should please hold an enquiry in this connection. It is a fact which I am pointing out. I know how this is done but it will take some time to explain it. Double chits are issued. Doctors issue a prescription and an extra chit for the store. There is no register on the spot. No thumb impression or signature of the patient are taken. Just five per cent of the medicines are supplied in a number of cases to the poor people and then

they are told that there is no medicine in the Store. I think if an eye is kept on the account of these medicines, the fraud can be proved.

Coming to my constituency I remind the Senior Minister that the Senior Minister has told us to send our proposals to the Administrative Secretaries of Department so that they are incorporated in the next year, Budget. Various proposals were sent before the preparation of the Budget. I request that a college at Khurrianwala which is the main centre of my constituency should be established. There are seven to eight high schools in the vicinity of Khurrianwala which can feed the admission in the college. Then Sir, I draw your attention to link road joining Lyallpur-Shah Kot Road namely Lyallpur-Lahore Road with the Salarwala Road. I think it will not be more than five or six miles but it will shorten the distance to a great extent. Then I will draw your attention to the inconvenience suffered by the public in regard to bus stops and stages in between Lyallpur and Shahkot where my constituency lies. I think the people over there have special difficulties in this connection and the Lyallpur Transport Authority may kindly be written that these stages and stops should be fixed up after consultotion with the people over there.

Sir, I think our leader who is a revolutionary figures will not allow that the shortcomings which have been pointed out by the opposition exist and I think he will be able to overcome these difficulties soon and I hope and pray that our present regime under the leadership of Mr. Z. A. Bhutto will continue to prosper and serve the people of our province.

مسٹر سپیکر ۔ شیخ محمد ریاض ۔

شیخ محمد ریاض ۔

صورت نہ پرستم من بت خانہ شکستم من
آں سیل سبک سیرم سرہنگ شکستم من

جناب سپیکر ۔ ہمارے محترم وزیر خزانہ نے آئندہ سال کے لیے ایک نہایت ہی متوازن اور پروگریسو بجٹ دیا ہے ۔ جناب والا ۔ ان کا بجٹ جو بظاہر

خسارے کا بجٹ ہے ۔ وزیر خزانہ بڑی آسانی سے ڈویلپمنٹ کی چند سکیموں کو نظر انداز کرکے ایک متوازن بجٹ پیش کر سکتے تھے ، لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی ڈویلپمنٹ اور عوام کی فلاح و بہبود ان کے دل کے اتنی قریب ہے کہ انہوں نے ایک خسارے کا بجٹ دینا منظور کیا ، لیکن ان سکیموں کو نظر انداز نہیں کیا ۔ جناب والا ۔ کچھ ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جو کچھ ان کے پاس تھا وہ خرچ کر دیتے تھے ، لیکن ان کے پاس اگر کوئی سائل آتا تھا تو وہ ادھار لے کر بھی ان کی خدمت کر دیتے تھے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے ان لوگوں کی تقلید میں ہی یہ خسارے کا بجٹ دیا ہے اور اس بھروسے پر کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ بجٹ کسی نہ کسی طریقے سے پورا ہو جائے گا ۔ جناب والا ۔ اس سے پیشتر ان کے پیش رو بھی یہاں بجٹ پیش کرتے رہے ہیں ، انہوں نے سرخ سویرے کی بھی بات کی ، خونیں انقلاب کی بھی بات کی ، لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے کہ جونہی کرسی صدارت ان سے چھینی ، ان کا سوشلزم اس طرح کافور ہوا جس طرح گدھے کے سر سے سینگ ۔ جناب والا ۔ لوگوں نے یہاں سے راہ فرار اختیار کرکے مسلم لیگ کو اپنایا ۔ مسلم لیگ کی تھوڑی سی ہسٹری میں بھی آپ کے سامنے بیان کر دوں ۔ میں بھی مسلم لیگ کے پرانے کارکنوں میں سے ہوں ۔ تقسیم ملک سے قبل بھی اپنے شہر میں مسلم لیگ کا صدر تھا ، ایجی ٹیشن کے دوران سب سے پہلے میں جیل میں گیا ۔ میں نے مسلم لیگ کے تمام اجلاس بطور ڈیلیگیٹ کے اٹینڈ کیے ' دھلی کے سیشن میں لاہور کے سیشن میں ، کراچی کے سیشن میں ، میں حاضر تھا ۔ جالندھر کے سیشن میں ، میں جب وہاں پہنچا تو قائد اعظمؒ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ۔ حضور والا ۔ قائد اعظمؒ کی قیادت میں اسلامیان ہند نے پاکستان کو حاصل کیا ۔ مسلم لیگ کی حکومت یہاں پنجاب میں اور پاکستان میں قائم ہوئی ، لیکن کچھ عرصہ بعد ہی قائد اعظمؒ کی وفات کے بعد اور شہید ملت لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد یہ مسلم لیگ انتشار کا شکار ہوگئی ۔ مشرقی پاکستان والوں نے مسلم لیگ کو عبرت ناک شکست دی ۔ پنجاب میں ہم نے دیکھا کہ یہاں پر ووٹران یونینسٹ جو کہ پاکستان کے مخالف تھے ، حکومت پر براجمان ہوگئے ۔ اس کے بعد مسلم لیگ کا شیرازہ بکھرتا گیا ۔ پھر جناب ایوب خان اس ملک پر ایک آمرانہ حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے اور دس سال تک عرصے

میں مسلم لیگ ان کی لونڈی بنی رہی ۔ اب صورت یہ ہے کہ ہم اسے کسی بھی حیثیت میں ایک سیاسی جماعت نہیں کہہ سکتے ۔ آپ دیکھتے ہیں کہ مسلم لیگ کی کتنی شاخیں ہیں ۔ یہاں کنونشن لیگ بنی ، یہاں کونسل لیگ بنی ، یہاں پر ایوب لیگ بنی اور اب پگاڑو لیگ ہے اور جدوٹ لیگ بھی ایک دفعہ بنی تھی ۔ آپ ہی بتائیے کہ جو جماعت آج اتنے حصوں میں بٹی ہوئی ہے وہ ملک کی قیادت کیا کر سکتی ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ :

انجمن سے وہ پرانے شعرا اٹھ گئے
محفل میں تو ساقی آخر پیمانہ لایا تو کیا

وہ لوگ تھے جنہوں نے پاکستان بنایا تھا وہ تو وہاں سے چلے گئے ۔ اب یہ لوگ :

گیا سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

اب یہ لکیر پیٹ رہے ہیں ۔ مسلم لیگ ناکام ہوئی ، اس لیے کہ اس میں ایسے لوگ براجمان ہوگئے تھے جو موقع پرست تھے ، جو پاکستان کے مخالف تھے ۔ ان سے کیسے توقع کی جا سکتی تھی کہ اس ملک کی ترقی کے لیے وہ کام کریں گے اور اس ملک کو ایک ترقی یافتہ ملک بنائیں گے اور عالم اسلام کی صف میں اس کو کھڑا کریں گے ۔ حضور والا ۔ اس انتشار کے بعد خدا کے فضل و کرم سے جہاں قوم کو قائد عوام جیسا لیڈر ملا تھا اور جیسے مولانا محمد علی جوہر کی بات حزب اختلاف کے لیڈر نے کی ، لیکن افسوس کی بات ہے کہ کل انہوں نے قائد اعظمؒ کا نام نہ لیا ، جو شخص کہ فادر آف دی نیشن ہے جس نے یہ پاکستان بنایا ۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس شخص سے کیوں ان کو کد ہے ۔ جس طرح سے یہ محمد علی جناح کو نہیں مانتے ، اسی طرح یہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت کو بھی تسلیم نہیں کرتے ۔ میں یقینی طور پر کہتا ہوں کہ اگر اس صدی میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں محمد علی جناح دیا ، محمد علی جوہر دیا ، جناب ظفر علی دیا تو ذوالفقار علی بھٹو بھی ہم کو دیا ۔ اس ملک کے حصے بخرے ہونے کے بعد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس طرح سے اس ملک کو سنبھالا دیا کہ آج خدا کے فضل و کرم سے اس ملک کا دنیا کی معزز قوموں میں شمار ہونے لگا ہے ۔ میں ان کی لاجواز

تعریف نہیں کرتا ، میں نے شروع میں اس لیے کہہ دیا تھا کہ "صورت نہ پرستم من" لیکن ایک شخص کی کارگزاریوں کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ۔ یہ پھانده ملک ، یہ جلتی ہوئی کشتی ، یہ ڈوبتا ہوا جہاز رواں دواں ہے اور دنیا اس کو حیرت سے دیکھ رہی ہے ۔ حضور والا ۔ ہندوستان جیسا بڑا ملک جس کے کہ بڑے دوست تھے ، لیکن جناب ذوالفقار علی بھٹو کی سیاست اور قیادت میں ہی پاکستان کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ ہندوستان جیسے بڑے ملک کو سیکورٹی کونسل میں شکست دے کر اس کا ممبر بنا ۔ یہ کچھ کم بات نہیں تھی ، ہندوستان والوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں ، یہ چھوٹا سا ملک جس کے متعلق لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اس کی زندگی چند روزہ ہے ، کیسے اقوام عالم میں یہ مقام حاصل کر لیا ۔ میں یہ کہوں گا کہ ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت ہی کا یہ نتیجہ ہے جناب والا ۔ جناب خاکوانی صاحب نے اپنی تقریر میں کیڑے مکوڑوں کا ذکر کیا کہ کیڑے مکوڑے ہماری فصلوں کو کھا جاتے ہیں ، آپ اسی پر توجہ نہیں کرتے ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ بھی وزیر زراعت رہ چکے ہیں ، آپ بھی ان کیڑوں کو نہ مار سکے ، اب ہم پر گلہ کیا کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ خدا کے فضل و کرم سے آپ امیر کبیر ہیں ، آپ کے پاس دولت ہے ، آپ کیوں نہیں جراثیم کش ادویات خرید تے اور اپنی فصلوں کو کیوں نہیں کیڑوں سے بچاتے ۔ جناب خاکوانی صاحب ، ان کیڑوں کے علاوہ اس ملک میں اور بھی مہلک قسم کے کیڑے پائے جاتے ہیں جو کہ نہایت ہی خطرناک ہیں ، یہ کیڑے تو فصلوں کو کھاتے ہیں ، لیکن وہ دوسرے کیڑے تو انسانوں کے خون کو چوستے ہیں اور انسانوں کے گوشت کو کھاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ان کیڑوں کا قلع قمع کرنا بھی ہمارا فرض ہے ، ہماری نگاہیں ان پر ہیں ۔ جناب والا ۔ میں ایک بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا نصب العین یہ ہے کہ پاکستان کو ایک ایسا نظام دیا جائے جس میں کسی قسم کا استحصال نہ ہو ۔ کیا ہم نے اپنی منزل کو پا لیا ہے ، بجا طور پر ہم فخر کر سکتے ہیں کہ ہم نے بہت سا راستہ طے کر لیا ہے ، ہماری منزل قریب ہے ہمیں نظر آ رہی ہے ، لیکن میں اپنی طبیعت کے اتتاد سے مجبور ہوں ۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں اپنے قدموں کو تیز کرنا چاہیے اور اپنی منزل کو پانا ہے ۔ میں ان مسافروں میں سے نہیں ہوں جو منزل کے سامنے تھک کر بیٹھ گئے ہوں ۔ میں اپنے

دوستوں کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ میں اب ان میں وہ گرمجوشی نہیں دیکھتا ۔ کیا ہم نے اب اپنی منزل کو پا لیا ہے ، یقینی طور پر ہم نے بہت سا سفر طے کر لیا ہے ، لیکن ہماری منزل اگرچہ قریب ہے ، لیکن تاہم ہم اس منزل تک نہیں پہنچ سکے تو میں یہ کہوں گا کہ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اس پورے استحصالی نظام کو ختم کریں ، ایک ایسا معاشرہ قائم کریں جس میں کسی قسم کا کوئی استحصال نہ ہو ۔ جناب والا ۔ ایک چھوٹی سی حکایت بیان کرتا ہوں ، کہتے ہیں کہ نادر شاہ درانی نے جب دھلی کو فتح کر لیا اور اس کے تخت پر براجمان ہوگیا تو اسے درد شکم اٹھا ، ایک حکیم حاذق کو طلب کیا گیا ، آج کل کا زمانہ ہوتا تو شائد ڈاکٹر صاحب جیسے ماہر طب کو طلب کیا جاتا ۔ انہوں نے گلقند کا نسخہ تجویز کیا ، لیکن انہوں نے اس کی ایک معجوزہ خوراک دی ۔ شہنشاہ نے گلقند کھائی ، کہنے لگا کہ حلوہ خوب است مزید بیارد، اور وہ مرتبان ہی سارا چٹ کر گیا ۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے بھی عوام کی نبض دیکھ کر ان کے لیے گلقند کا نسخہ تجویز فرمایا ، انہیں بہت پسند آیا اور انہوں نے لبیک فرمایا اور آپ کو کامیاب کروایا ۔ جناب ڈاکٹر صاحب اب مرتبان کا منہ بند مت کریں ، مرتبان کا منہ ان کے لیے کھلا رکھیں وہ غالباً مزید پکار رہے ہیں، انہیں اور دیں :

برہمن حرف نہ گفتن کمال گویائی
حدیث فی البدیان جز برمز و ایمانیست

جناب والا ۔ آپ روز اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ برادریوں کی سیاست ابھر رہی ہے ۔ اخباروں میں دیکھیں ، جریدوں میں دیکھیں وہ کہہ رہے ہیں کہ برادریاں جوق در جوق شامل ہو رہی ہیں اور ہم پر یہ الزام بھی عاید کیا جا رہا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی اب برادریوں کے سہارے الیکشن جیتنا چاہتی ہے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ جو اب پیپلز پارٹی میں شامل ہو رہے ہیں ان میں سے متعدد لوگوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف الیکشن لڑا تھا ، جب ان کی ضمانتیں ضبط ہوگئی تھیں تو ان کی برادریاں کہاں تھیں ، انہوں نے کب ان کو ووٹ دیے تھے ، انہوں نے تو ذوالفقار علی بھٹو کو ووٹ دیے تھے ، انہوں نے تو سوشلزم کو ووٹ دیے تھے ، انہوں نے تو جاگیردارانہ نظام کے خلاف ووٹ دیے تھے اور ان کے دعوے قطعی طور پر

غلط ہیں ۔ جناب والا ۔ سوشلزم کی بات اس لیے بھی ضروری ہے کہ میرے دوست جناب ملک عبدالقیوم صاحب نے بھی اس کی وضاحت کی ہے کہ ہمارا سوشلزم اسلام کے تابع ہے ، ہم کوئی ایسا قانون مرتب نہیں کر سکتے جو قرآن اور سنت کے خلاف ہو ، اس لیے سوشلزم سے خائف ہونے کی بات نہیں ہے ۔ میرے ایک دوست جناب دیوان عباس بخاری جو میرے قریب ہی بیٹھتے ہیں ، کل انہوں نے اپنی تقریر کے دوران سوشلزم کی مذمت کی تھی ، لیکن ساتھ ہی ساتھ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم خلفائے راشدین کا نظام بھی نہیں چاہتے ۔ میں حیران ہوں کہ انہوں نے یہ بات کیسے کہہ دی ، مسلمانان عالم ہمیشہ اس دور پر فخر کرتے رہے ہیں وہ ایک معیاری زمانہ تھا اور آنے والی نسلیں قیامت تک اس کو اپنا نصب العین رکھیں گی اور اس معیار تک پہنچنے کی کوشش کرتی رہیں گی ۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نہ ہی سوشلزم چاہتے ہیں اور نہ ہی اسلام چاہتے ہیں اور یہ سمجھ نہیں آتی کہ پھر یہ کیا چاہتے ہیں ۔ یہ ایک سرمایہ دارانہ نظام پسند کرتے ہیں جو کہ اب دم توڑ رہا ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میرے متعلق میرے بھائی نے کہا کہ خلفائے راشدین کا نظام ہم نہیں چاہتے ۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ ہم یہ توقع تو نہیں کر سکتے کہ خلفائے راشدین کے نظام کے عین مطابق سو فیصد ہو جائے ، مگر جو کچھ ہمارے قائد نے اسلام کے لیے کیا ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کے لیے کیا گیا ہے وہ پہلے کبھی بھی نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے آپ کا مطلب یہ تھا کہ شائد وہ معیار ہم حاصل نہ کر سکیں ؟

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جی ، میرا مطلب یہی تھا ، لیکن ہمارے قائد نے مسلمانوں کو متحد کرنے کے لیے جو کچھ کیا ہے وہ پہلے کبھی بھی پچھلے تیس سال میں نہیں ہوا ، لیکن میں نے یہ پہلے کبھی بھی نہیں کہا کہ اس قسم کا نظام نہیں ہونا چاہیے ۔

شیخ محمد ریاض ۔ حضور والا ۔ ہم تو پھر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ سرمایہ دار ۔ ۔ ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ میں نے کل بھی وضاحت کی ہے کہ میرے پاس ہزاروں ایکڑ زمین تھی وہ گورنمنٹ نے لے لی ، اب تو میرے پاس صرف 6 مربع زمین ہے اور آپ مجھے سرمایہ داروں کے ساتھ ملا رہے ہیں اور اگر کوئی سرمایہ دار میرے ساتھ جائداد تبدیل کرنا چاہے تو میں تبدیل کرنے کے لیے تیار ہوں ۔

شیخ محمد ریاض ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے ساتھ تبدیل کرنے کے لیے تیار ہوں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ آپ سرمایہ دار ہیں ؟ آپ نے بھائی پر بہتان لگایا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب وضاحت ہوگئی ہے ، بات ختم ہوگئی ۔

شیخ محمد ریاض ۔ حضور والا ۔ ہم تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قرآن بہت مشکل ہے ۔ کل علامہ ارشد صاحب نے فرمایا تھا کہ :

چو مے گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

اس صورت میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمام قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا ہے ، تو اس کے کچھ حصہ سے انکار بھی کیا جا سکتا ہے ، یہ کبھی نہیں ہو سکتا ۔ نصب العین وہی رہے گا ، پوری کوشش کریں گے کہ اس نظام کو اپنائیں ۔ میں سرمایہ داری کی بات نہیں کرتا ہوں ، دیوان صاحب اگر 10 مربع آپ کے نام ہیں تو 70 - 60 مربع اراضی آپ کے بچوں کے نام بھی ہوگی ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ وہ تو خود بالغ ہیں ، عاقل ہیں ۔

شیخ محمد ریاض ۔ جناب والا ۔ انہوزیشن کی طرف سے یہ اعتراض کیا گیا کہ تمباکو پر ڈیوٹی لگائی گئی ہے اور مرکز ہمارے بہت سے محصولات یہاں سے لے گیا ہے ۔ حضور والا ۔ میں یہ بات بڑے زور سے کہوں گا کہ ہم ایک مضبوط مرکز چاہتے ہیں اور ہم اس کے لیے قربانی دینے کے لیے تیار ہیں ۔

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب مرکز کمزور ہوا تو اسلامی سلطنتوں کا شیرازہ بکھر گیا ۔ اسی لیے ہم پنجاب کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں ، ہم ایک ایسا مرکز چاہتے ہیں جو کہ پاکستان کا دفاع کر سکے ۔ اگر ہمارا دفاع کمزور ہوا ، تو آپ اپنی آزادی کو کبھی بھی برقرار نہیں رکھ سکیں گے ۔ جناب والا ۔ کل میرے بھائی محمد سرور جوڑا نے قرآن کریم کو بلند کیا ، تو یہ ری گردنیں جھک گئیں ۔ یقیناً قرآن کا نظام ایسا ہے کہ کوئی بھی مسلمان اس سے انکار نہیں کر سکتا ۔ میری تو یہی استدعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے شراب اور گھڑ دوڑ کے ٹیکس میں اضافہ کیا ہے ۔ کاش ، یہ ایسا ہوتا کہ ہم اس میں اضافہ کی بجائے اس مصیبت سے نجات حاصل کرتے ، اور خداوند کریم اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرتے ۔ جناب والا ۔ اپنے حلقہ کی بات کروں گا ۔ اوکاڑہ تحصیل کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے ، اور ایک لاکھ سے متجاوز ہے اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے تاکہ وہاں پر لوگوں کو سہولیات حاصل ہو سکیں ۔ میں نے ضمنی بجٹ میں کہا تھا کہ اوکاڑہ میونسپل کمیٹی کو 10 لاکھ کی گرانٹ دی گئی تھی ، لیکن کسی وجہ سے وہاں سے منتقل کر دی گئی ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وہ گرانٹ ہمیں ملنی چاہیے ۔ اس کے متعلق پورے پروگرام بنائے جا چکے ہیں ، اور اسٹیمیٹ بھی بھیج چکے ہیں ، اس کے علاوہ اوکاڑہ میں گرلز کالج کے قیام کی تجویز پر خاص توجہ دیں ۔ ہسپتال کا منصوبہ جو کہ منظور شدہ ہے اس کی تکمیل کی جائے ، ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر ۔ چار دن پہلے میرا موضوع تقریر بالکل مختلف تھا اور میں انگریزی میں تقریر کرتا ۔ لیکن آج وزیر صحت کی تقریر کے بعد میں نے موضوع بھی بدل دیا ہے اور ارادہ بھی یہ کیا ہے کہ اردو میں تقریر کروں ۔ جناب سپیکر ۔ میں بجٹ پر بحث کروں گا لیکن چونکہ کچھ سیاسی باتیں کہی گئی ہیں ۔ اور اپوزیشن کی جماعتوں کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے ۔ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے ان کی خدمت میں کچھ معروضات پیش کروں ۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ

پاکستان پیپلز پارٹی خیبر سے لے کر کراچی تک مقبولیت رکھتی ہے - اور ان کے لیڈر جناب ذوالفقار علی بھٹو ، قائد اعظم کے بعد واحد پاکستانی لیڈر ہیں جناب والا - پاکستان اور اس کے عوام کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز دیا ہے - اور جمہوریت میں حزب اختلاف کا ہونا لازمی ہے - اور اس کے بغیر حکومت چل ہی نہیں سکتی ہے - لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جب بھی اپوزیشن اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہے ، تو اسے ذاتی دشمنی سمجھا جاتا ہے - اور اس کے ساتھ دشمنوں کا سا سلوک کیا جاتا ہے - جناب وزیر صحت نے بارے بائیکاٹ کا ذکر کیا ہے - اور اس کو جمہوری عمل کے نقصان کا باعث بتایا ہے - ان کو یاد نہیں ہے پاکستان اسمبلی کے ملنے سے پہلے جو انہوں نے بائیکاٹ کیا تھا کیا اس سے ملک کے دو ٹکڑے ہوگئے یا نہیں ؟ ہمارا احتجاج اور بائیکاٹ صرف اور صرف جمہوریت کی خاطر تھا جو کہ 4 سال میں مختلف چیف منسٹروں کے باوجود آج تک پاکستان اور پنجاب کو نصیب نہیں ہوئی ہے - قائد اعظم کا سال منایا جاتا ہے - مسلم لیگ جو کہ قائد اعظم کی جماعت تھی - وہ بھی پرسوں ایک سیمینار منا رہی تھی - اس پر آنسوگیس اور لاٹھی چارج ہوا ، اور یہ سب چیزیں کی جاتی ہیں ، یہ جمہوریت کے دعویدار ہیں اور کہتے ہیں کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے - یہی سیاست ہے ، یہی جمہوریت ہے ؟ اخباروں پر پابندی ، دفعہ 144 کا نفاذ ، ہنگامی حالات ، باوجود اس کے کہ آپ کے ہندوستان کے ساتھ دوستانہ مراسم ہموار ہو رہے ہیں ، اس کا کوئی جواز ہے ؟ ہر ضلع میں دفعہ 144 ہے اور افسروں کو آپ نے اتنا نکما کرکے رکھ دیا ہے - آپ نے ان کی سیکورٹی چھین لی ہے - ان کو کوئی سیکورٹی نہیں ہے - وہ اپنی consensous اور اپنے ضمیر کے مطابق انصاف نہیں کر سکتے ہیں ، ان کو اپوزیشن کے پیچھے آپ نے لگا رکھا ہے - جو آپ اطاعت نہ کرے - جو ان پر ظلم و استبداد نہ کرے ، جو ان کے پانی بند نہ کرے - جو ان کی بجلی نہ کاٹے جو ان کی جائیدادوں پر قبضہ نہ کرے - جو ان پر جھوٹے مقدمے نہ بنائے - آپ ان کو نوکری سے نکال دیتے ہیں ، اور آپ کی جماعت دعویدار ہے جمہوریت کی - میں ان باتوں کا ذکر نہیں کرنا چاہتا ہوں جو کہ sub-judice ہیں ، لیکن ہم لوگ جناب سپیکر - brittle کے معنی سمجھتے ہیں brittle وہ چیز ہے - جیسے شیشہ ہوتا ہے ، وہ ٹوٹ سکتا ہے - bend نہیں ہو سکتا ہے - ہم میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ اصولوں کی خاطر ، نہ آپ سے عہدے

مانگتے ہیں ، نہ آپ سے دولت مانگتے ہیں ، نہ آپ سے کوئی مراعات مانگتے ہیں لیکن اگر ہمارا اصولی اختلاف ہے تو اس میں ہم ٹوٹ ضرور سکتے ہیں لیکن جھکنے کے لیے ہم تیار نہیں ہیں ، جہاں تک جمہوری اعمال کا تعلق ہے جہاں تک آپ کی مقبولیت کا تعلق ہے ۔ ذرا ہنگامی حالات اٹھائیے ۔ ذرا دفعہ 144 ہٹائیے ۔ چلیے ، آئیے ہمارے ساتھ جلسے کریں ، آپ تو دورے کرتے ہیں ، اور آپ کے دوروں کا انتظام آفیسرز کرتے ہیں ، آپ مائیکروفون استعمال کرتے ہیں ، آپ افسروں سے امداد حاصل کرتے ہیں ، افسروں سے سفارشیں کرواتے ہیں ، لوگوں کو افسروں سے پکڑواتے ہیں ، یہ افسروں کے لیے بھی کوتاہ اندیشی ہے ۔ کہ وہ اس زمانہ میں ڈر کر ، اپنی ضمیر کے خلاف کچھ کام کر رہے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ زمانہ بدلتا رہتا ہے اور ان کے لیے بھی یوم حساب آئے گا ۔ جہاں ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان کو سیکورٹی دیں ، آئین کے تحت کوئی سیاسی جماعت ، ان کی نوکری میں ، ان کی ترقی اور تنزلی میں ، اپنے سیاسی مقاصد کو استعمال نہ کرے ۔ وہاں یہ بات ضرور کہیں گے کہ جب ان سے یہ پوچھا جائے گا کہ ہم نے کس سیاسی جماعت کے کہنے پر کیا غیر قانونی چیزیں کی ہیں ۔ یہ ضرور پوچھا جائے گا اور ایک وقت آئے گا ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اتنے مقبول ہیں اور الیکشن کروانے کے لیے تیار ہیں ، دونو طرف سے بجٹ کے اجلاس کو آخری اجلاس کہا گیا ہے ۔ چار چھ ماہ کے لیے ہنگامی حالات ختم کریں ، 144 اٹھائیں ، ہمیں بھی اپنے خیالات کے اظہار کی آزادی دیں ، جب آپ کو یقین ہے کہ ہمیں سننے کے لیے کوئی نہیں آئے گا تو پھر آپ ہمیں بند کمرے میں tear-gas کیوں کرتے ہیں ، آپ ہمیں چار دیواری میں tear-gas کیوں کرتے ہیں ، ہم تو قائد اعظم کے نظریات کی تبلیغ کر رہے تھے ۔ وہی چیز کر رہے تھے ۔ جو آپ کرتے ہیں ٹھیکیدار یا محب وطن صرف پاکستان لیبر پارٹی ہی تو نہیں ، صرف ذوالفقار علی بھٹو تو محب وطن نہیں ، کیا باقی سب غدار ہیں ، جن کو سپریم کورٹ غدار کہتی ہے ۔ ان کے دو وزیر مشرف بہ اسلام ہوئے ۔ جناب والا ۔ جو آپ کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں وہ اگر غدار ہیں تو کیا یہ دیانتداری ہے ؟ یہ تو آپ کرسی پر بیٹھ کر طالبعلموں ۔ استادوں مزدوروں اور کسانوں کے ساتھ تشدد کر رہے ہیں ۔ اس ملک میں مہنگائی انتہا کو پہنچ گئی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ساری باتیں یہ دھاندلیاں اور اس حکومت پر یہ بھاری اخراجات یہ کس نے کیے ۔ مئیر در مئیر ، کارپوریشن در کارپوریشن

کس نے بنائے ؟ یہ ذرا ریونیو بجٹ اٹھا کر تو دیکھیں ۔ جناب والا ۔ میں کوئی زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔ جب جنرل ایڈمنسٹریشن کی بات آئے گی اور اس پر جناب سپیکر کنونشن کے مطابق ہمیں اجازت دیں گے کہ جب تک ممبر relevant ہو وہ تقریر کر سکتا ہے لیکن جناب والا ۔ آپ اندازہ لگائیے کہ ان کی یہ ریونیو اسسمنٹس اور ان کا یہ بجٹ الیکشن کا بجٹ ہے اس لیے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے اور ہر صوبہ میں یہی بجٹ پیش ہو رہا ہے لیکن آپ لوگوں کو گمراہ کیوں کر رہے ہیں آپ کا بجٹ تو کروڑہا روپے کے خسارے میں ہے آپ کے ممبرز خود یہاں تقریر کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تھوڑا سا خسارہ ہے آپکا ریونیو اسسمنٹس 3 ارب 38 کروڑ اور ریونیو ایکسپنڈیچر 3 ارب 45 کروڑ اور سابقہ خسارہ 7 کروڑ کا ہے تو جناب والا ۔ یہ خسارہ کہاں سے پورا کیا جائے گا ؟ ہوتا تو یہ ہے کہ ریونیو کی سیونگز کیپیٹل ایکسپنڈیچر پر منتقل کی جاتی ہیں لیکن یہاں یہ ہے کہ کیپیٹل اسسمنٹس 83 کروڑ 80 لاکھ اور ایکسپنڈیچر 79 کروڑ اور 60 لاکھ ۔ 4 کروڑ اور 20 لاکھ کی یہاں سیونگ ہے اور جو ریونیو کی اسسمنٹس ہیں ان کو ادھر adjast کر کے پورا کیا گیا ہے اور پبلک اکاؤنٹ جو گورنمنٹ کے پاس امانت وغیرہ ہوا کرتی ہے اور غریبوں کے لیے provident fund ہوتا ہے کچھ pension کی رقومات ہیں اور کچھ deposits ہیں وہ 4 کروڑ 90 لاکھ روپے کے ہیں وہ بھی انہوں نے اٹھا کر امانت میں خیانت کر دی اور پھر جناب وزیر خزانہ اپنی تقریر میں فرماتے ہیں کہ 36 کروڑ اور 84 لاکھ کا ایک gap ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ یہ محکموں سے تو رقومات اس سال کے آخر میں آئیں گی یہ gap ان سے پورا کیا جائے گا یعنی بجٹ کی ساری فگرز غلط ہیں اور دیوان صاحب کو ، شیخ صاحب کو یا کسی اور ممبر کو خوش کرنے کے لیے انہوں نے یہ allocations کر دیں اور توقع یہ کی جاتی ہے کہ یہ ان وعدوں سے خوش ہو جائیں گے اور لوگوں میں یہ اعلان کرتے رہیں گے اور اس عرصے میں الیکشن ہو جائے گا ۔ آخر میں ریونیو ٹیکس عائد کر دیں گے اور ہر محکمہ پر کٹ لگا دیں گے اور اس طرح سے یہ جو 36 کروڑ بچے گا اس سے یہ خسارہ پورا ہو جائے گا ۔ جناب والا ۔ بیشک صرف الیکشن کے لیے ممکن ہے ورنہ میرے اندیشہ یہ بجٹ 45 کروڑ خسارے کا بجٹ ہے ۔

جناب والا ۔ اب لیجیے قرضے کا دباؤ ۔ جناب والا ۔ اس بیچارے صوبہ کی آمدنی 3 ارب اور 38 کروڑ ہے اس پر آج تک 4 ارب 39 لاکھ اور 44 ہزار روپے کا قرضہ ہے جس پر 10 فیصد سود ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ صوبہ 43 لاکھ کا سود ہر سال دیتا ہے جس کو provide for کیا گیا اور اصلی رقم کی پرووِیژن ہی نہیں میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں reserve fund کے متعلق عرض کی تھی تو انہوں نے فرمایا تھا کہ reserve fund تو وہ ہے جہاں آپ سیونگ میں اس قابل ہو سکتے ہیں کہ آپ اپنے قرضوں کی ادائیگی کر سکیں اور 73 - 1972ء کے جو قرضے تھے وہ سارے صوبوں کو معاف ہو گئے اور اس کے بعد جو قرضے لیے اور اس سال ہم نے جو نئی کارپوریشن بنائی ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے اس صوبہ کی ساری حکومت قرضے کی بنیاد پر چل رہی ہے یہ ٹھیک تھا کہ پہلے آپ کسی پروجیکٹ کے لیے اور کسی لنک کینال کے لیے قرضے حاصل کرتے تھے اور اس پر آپ کو سرکاری زمینیں مل جاتی تھیں کچھ بذریعہ نیلام دیتے تھے تو اس سے جو روپیہ ملتا تھا وہ قرضوں میں ادا کر دیا جاتا تھا لیکن اب پنجاب کے پاس ایسے وسائل نہیں ہیں اور جو اخراجات کیے جا رہے ہیں ان سے اس آمدنی کی توقعات نہیں ہیں جو قرضوں کی وصولی کا باعث بن سکے ۔ جناب والا ۔ قرضے پر علامہ صاحب نے بڑی اچھی تقریر کی ہے کہ جب مرکز صوبہ کو قرضہ دیتا ہے تو گورنمنٹ ٹو گورنمنٹ تو قرضہ کم از کم بلا سود ہونا چاہیے لیکن صوبائی حکومت نے اپنے اس بجٹ میں پچھلے دو سالوں کے قرضے بڑھا کر لاگو کر دیے ہیں جس کا بوجھ وزیر خزانہ کو معلوم ہے کہ یہ قرضے کتنے بھاری ہیں اور کتنی بھاری رقوم ان پر ڈال دی گئی ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ اس ایوان میں جتنی بھی تقریریں کی جائیں اور جتنی بھی ایک دوسرے کی مخالفت کی جائے ٹھیک ہے لیکن یہ کہنا کہ پیپلز پارٹی عوام کو طاقت کا سرچشمہ سمجھتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط راستہ اختیار کر رہے ہیں۔ جناب والا ۔ ہمارے آئین میں لکھا ہے کہ اس ملک پر اقتدار اعلیٰ باری تعالیٰ کا اور اس کے برعکس اگر ہمارے عوام سرچشمہ طاقت ہیں اور اگر خدا کے اقتدار سے انحراف کرتے ہیں تو یہ روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر یہ جو الیکشن اندھیری کی طرح جیتی تھی وہ ناممکن ہو جاتی ؟ جناب والا ۔

ان کو صحیح راستے پر چلنا ہوگا جیسا کہ آئین میں لکھا ہے اگر اس میں کوئی مغالطہ ہے اور اس میں اگر کوئی دھوکہ ہے تو اس کو دور کر دینا چاہیے - سرچشمہ طاقت مسلمانوں کا ہمیشہ خدا ہوا کرتا ہے عوام کو سرچشمہ طاقت بنانے کی کوشش نہ کریں - جناب والا - میں تو اس امر کا قائل ہوں اور مجھے یقین کامل ہے کہ اگر آزادانہ انتخابات ہوئے اور اگر ایف - ایس - ایف کی مداخلت نہ ہوئی اور چیف الیکشن کرا سکے اور حلقہ نمبر 6 والا حساب نہ ہوا جہاں آپ کے لیے فرشتے ووٹ ڈالنے کے لیے آئے تھے تو اس صورت میں اپوزیشن بائیکاٹ نہیں کرے گی اور اگر آپ نے ایسا کرنے کی کوشش نہ کی تو اس صورت میں اپوزیشن مکمل طور پر بائیکاٹ کرے گی اور پھر آپ کے الیکشن وغیرہ نہیں ہوں گے آپ کی nominations ہوں گی اور جس کو آپ ٹکٹ دیں وہ بلا مقابلہ کامیاب ہو جائے گا پھر آپ جانیں یا پھر دنیا میں آپ کی اپنی شہرت کی طرف اشارہ کر رہا ہوں اگر آپ جمہوریت کے دعویدار ہونا چاہتے ہیں تو چار مہینے قبل از وقت الیکشن کرا لیں اور فیڈرل سیکورٹی فورس کی coersion چھوڑیں قیدیوں کو آزاد کریں جھوٹے مقدمات واپس لیں اور اگر آپ آزادانہ ماحول میں الیکشن جیت جاتے ہیں تو ہم اعلانیہ طور پر کہتے ہیں کہ ہم آپ کی حکومت کو بسروچشم قبول کرنے کے لیے تیار ہیں کیونکہ ہم جمہوریت کے قائل ہیں لیکن جناب والا - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو ان کا اعمال نامہ اور جو ان کی چار سالہ کارکردگی ہے اس کا ایوب خان کی decade والا حال ہوگا - یہ باہر نکل کر تو دیکھیں یہ تو غلط نعروں کے ساتھ نکلتے ہیں اور بعض دفعہ آنکھوں میں تصویر بھی غلط ہوتی - اگر آزاد الیکشن کا انتظام نہیں کیا جاتا تو اپوزیشن بائیکاٹ کرے گی میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس وقت پیپلز پارٹی کی کوئی ساکھ نہیں - جو کچھ انہوں نے کیا سب غلط معاہدے غلط ، نیشنلائزیشن غلط ، اقتصادیات غلط ، زراعت کی بالیسی غلط - مہنگائی اتنی ہو چکی ہے کہ اگر یہ ایک سال اور رہے تو میرے خیال میں مہنگائی اس سے بھی دوگنی ہو جائے گی - میں یقین سے ان کو کہتا ہوں کہ ہفتہ نجات منائیں گے جب آپ الیکشن ہاریں گے - لوگ چراغاں کریں گے اور واقعی چراغاں کریں گے - میں امید کرتا ہوں کہ یہ اصلاح احوال کریں گے اس ملک کو جمہوریت سے نوازیں گے اور جمہوریت کو پنپنے دیں گے -

مسٹر سپیکر - سردار نصراللہ خان دریشک -

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ مسلمہ حقیقت ہے اور روایت بھی رہی ہے کہ بجٹ ایک تخمینہ ہوتا ہے ، ایک اندازہ ہوتا ہے اور حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ وہ عوام کو اس تخمینے سے ، اس اندازے سے روشناس کرائے کہ اس کے ذریعے عوام کو پتہ چلے کہ حکومت آئندہ سال ان کے لیے کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور حکومت کی کیا پلاننگ ہیں ۔ اسی طریقے سے حزب اختلاف پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان خامیوں کی نشاندہی کرے جن کے بارے میں وہ سمجھتے ہوں کہ کوئی حکومت جو بجٹ پیش کر رہی ہے اس میں کیا کیا خامیاں ہیں ، اور یہ بات بھی فرض کا ایک حصہ ہوتی ہے کہ حکومت کو کچھ تجاویز بھی دی جائیں کہ ان خامیوں کو دور کرنے کے لیے کیا کیا تجاویز حکومت کو کرنی چاہیں اور کس قسم کی چیزیں اور اقدامات ہیں جن پر عمل پیرا ہونا چاہیے ۔ جناب سپیکر ۔ جہاں تک نشاندہی کا تعلق ہے وہ فرض خاص طور پر ہمارے اس طرف بیٹھنے والے کچھ معزز اراکین نے بڑی تندہی اور بڑے جوش و خروش سے ادا کیا ۔ لیکن مجھے نہایت دکھ سے اور نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ کوئی بھی مثبت اور تعمیری قسم کی تجویز پیش کرنے سے قطعاً قاصر رہے ۔ ابھی جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب تقریر فرما رہے تھے ۔ انہوں نے فرمایا کہ مہنگائی ہو گئی ہے ، چراغاں کریں گے ، یہ کریں گے ۔ لیکن انہوں نے مہنگائی کو ختم کرنے کے لیے کچھ نہیں فرمایا کہ یہ ہماری تجاویز ہیں ان پر عمل کیا جائے ۔ مثال کے طور پر میں عرض کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ ہم فرشتے نہیں ہیں ۔ ہم انسان ہیں ۔ ہم سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں ۔ ہم آپ کو well come کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس ملک میں جمہوریت نہیں ہے ۔ حضور والا ۔ اگر جمہوریت نہ ہوتی تو یہ اپوزیشن بھی نہ ہوتی اور مخدوم زادہ صاحب اور راجہ منور احمد صاحب کو اور ہمارے ان دوستوں کو یہ اس قسم کی باتیں کرنے کی کبھی ہمت اور موقع نہ ملتا ۔ جہاں جمہوریت نہیں ہے ان ممالک پر اور انڈیا کی جمہوریت پر پچھلے دو سال سے میرے دوست فخر کرتے تھے وہاں اب کیا ہو رہا ہے ؟ افغانستان کی باتیں کی جاتی ہیں وہاں پر کیا ہو رہا ہے ؟ جناب والا ۔ باتیں کرنا بہت آسان ہے ۔ حضور والا ۔ میں اپنی تقریر کو دو حصوں میں تقسیم کروں گا ۔ سب سے پہلے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے یہ زیادہ اچھا

ہوتا کہ صرف بجٹ تک اپنے آپ کو محدود رکھا جاتا کیونکہ اس طرف سے ہمارے کچھ فاضل اراکین نے بجٹ سے ہٹ کر بجٹ کی آڑ میں ہماری حکومت کی پالیسی کو ہدف تنقید بنایا ہے اور ہمارے وزیر اعظم صاحب کی ذات پر ناگوار اور غلط قسم کی الزام تراشی اور غلط قسم کے حملے کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اس بارے میں میں اس صوبہ کے وزیر کی حیثیت سے یہ اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں کے بارے میں اس معزز ایوان کے توسط سے پنجاب کے عوام تک یہ بات پہنچائی جائے اور ان کو حقیقت حال سے آگاہ کیا جائے ۔ جناب والا ۔ ہمارے دوستوں نے راجہ منور احمد کی تقریر کے بارے میں بہت باتیں کی ہیں ۔ انہوں نے اپنی تقریر میں سب میں پہلے انسٹی ٹیوشن کے متعلق فرمایا اور جناب وزیر اعظم پاکستان کی 20 دسمبر کی تقریر کو بھی پڑھا اور کہا کہ یہ کہتے تھے انسٹی ٹیوشن بنائیں گے ، اور اب انسٹی ٹیوشن کا بیڑا غرق کیا گیا ۔ جناب والا ۔ میں ان کے ساتھ اس حد تک اتفاق کرتا ہوں کہ واقعی چند ایک انسٹی ٹیوشن کا بیڑا غرق کیا گیا ۔ چند ایک انسٹی ٹیوشن کو تباہ کیا گیا ۔ مثلاً احمدی انسٹی ٹیوشن مرزائیت جو کہ ہمارے مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے لیے ایک لعنت اور ہمارے ماتھے پر ایک کالک کا ٹیکہ تھا اس لعنت کو تباہ کیا گیا (نعرہ ہائے تحسین) ۔ جناب والا ۔ ظلم و استبداد کی لعنت کے انسٹی ٹیوشن کو تباہ کیا گیا ۔ جناب والا ۔ مارشل لاء کی لعنت کے انسٹی ٹیوشن کو تباہ کیا گیا ۔ جناب والا ۔ سرداری کی لعنت کے انسٹی ٹیوشن کو تباہ کیا گیا (نعرہ ہائے تحسین) میں ان سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں ۔ ان سے پورا اتفاق کرتا ہوں کہ واقعی انسٹی ٹیوشن کا بیڑا غرق ہوا ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ یہ تو ان کا فرض تھا جو انہوں نے ادا کیا ۔ میں بھی اپنا فرض ادا کرتا ہوں ۔ ہم نے بد قسمتی سے کچھ انسٹی ٹیوشن بنائی ہیں لیکن ان کا ذکر کرنے کے لیے تو میرے ان دوستوں کے منہ پر مہریں لگی ہوئی ہیں ۔ جناب والا ۔ ہم نے کیا کیا ہے ؟ کس کس انسٹی ٹیوشن کو build up کیا ہے ؟ جناب والا ۔ ان کی لسٹ اتنی لمبی ہے کہ اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو شائد یہ سارا دن اس کے لیے تھوڑا ہو ۔ جناب والا ۔ اعتراض کرنا بڑی آسان بات ہے ۔ جناب والا ۔ میں سب سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ اس ملک کو اسلامی آئین دینے کے انسٹی ٹیوشن دینے کا سہرا کس کے سر ہے؟

حضور والا ۔ آئین سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے لیکن پچھلی حکومتوں کو تیس سال میں یہ بات نصیب نہ ہوئی کہ وہ اس ملک کو کوئی اچھا مثبت اور ٹھوس قسم کا آئین دے سکتیں ۔ جناب والا ۔ اس عوامی حکومت کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے کہ جس نے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں قوم کو آئین دیا ۔ اور وہ آئین جو کہ ہم اپنی بھاری اکثریت کی وجہ سے بڑی آسانی سے اپنی حسب منشا بنا سکتے تھے ۔ لیکن جناب والا ۔ یہ جو دعوے کرتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے قائل نہیں ہیں تو میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ پھر کیا ضرورت پڑی تھی کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب وزیر اعظم پاکستان نے جتنا زیادہ سے زیادہ ہو سکتا تھا حزب اختلاف کے لیڈران کو accommodate کیا اور جتنے بھی حزب اختلاف کے مختلف الخیال لوگ تھے ان سب کی تجاویز کو اس آئین میں مناسب جگہ دی اور اس آئین کو متفقہ طور پر تسلیم کیا اور خود دستخط کر کے جناب وزیر اعظم صاحب کے پاس جلوس کی شکل میں لے گئے اور آخر میں جناب وزیر اعظم صاحب نے خود دستخط کیے ۔ جناب والا ۔ یہ انسٹی ٹیوشن نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟ جناب اس کے علاوہ صوبائی خود مختاری کا مسئلہ انتہائی اہم مسئلہ تھا ۔ اس کو کس خوش اسلوبی سے سلجھایا گیا اور کس خوش اسلوبی سے حل کیا گیا ۔ جناب والا ۔ اب میں فیڈریشن کے متعلق عرض کروں گا کہ پہلی دفعہ سینیٹ میں سارے صوبوں کو مساوی نمائندگی دی گئی ہے ۔ پہلی دفعہ ہمارے ملک میں یہ انسٹی ٹیوشن قائم کیا گیا ۔ سینیٹ کے انسٹی ٹیوشن کے علاوہ council of common intrest کے ادارے ہیں جن میں ہر دو مہینے کے بعد تمام صوبوں کے مسائل جاتے ہیں ۔ جہاں سارے بیٹھ کر ایک دوسرے کے مسائل اور باتیں سن کر متفقہ طور پر کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں ۔ تو کیا یہ جمہوریت نہیں ہے ؟ کیا یہ انسٹی ٹیوشن کو build up کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟ جناب والا ۔ اسلامک ایڈوائزی کونسل بھی ایک عظیم انسٹی ٹیوشن ہے ۔ یہ پہلے بھی تھی لیکن اس کو re-activate کیا گیا ۔ اب یہ ہے کہ اس کے سات سال کے اندر ایسے قوانین جو کہ اسلام کے خلاف ہیں ان سب کو ختم کر کے سارے قوانین اسلام کے مطابق بنائے جائیں گے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ یہاں اسلامی کانفرنس کا انعقاد ہوا جناب والا ۔ مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے ، مسلمانوں میں اخوت ، برادری اور محبت کا جذبہ پیدا کرنے اور ان کو ایک طاقت کے طور پر دنیا سے روشناس کرانے

کا اس سے بڑا اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں میری ایک گزارش ہے وہ یہ ہے کہ میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ بتائیں کہ اس معزز ایوان میں جس قسم کی تنقید ہوتی ہے اور جس قسم کی باتیں کی جاتی ہیں کیا آپ نے کبھی کسی کو روکا ہے ؟ کسی کے ساتھ کوئی قدغن ہے کسی قسم کی کوئی بات ہے جس سے کسی بھی فاضل رکن کو کرنے سے منع کیا جاتا ہو ؟ یہ جمہوریت نہیں تو اور کیا ہے جمہوریت کا یہ تقاضا ہے کہ ملک کے قوانین پر سختی سے کاربند ہونا چاہیے ۔ جو لوگ ملکی سالمیت اور ان کے خلاف بات کرتے ہیں ۔ جو لوگ ملک کے فلاح و بہبود کے خلاف بات کرتے ہیں تو ان کے لیے قانون حرکت میں آتے ہیں اگر مسلم لیگ کے دفتر سے چوری ہو جائے تو یہ کہا جاتا ہے کہ حکومتی پارٹی نے چوری کرائی ہے جس سے بیڑہ غرق ہو گیا ہے ۔ معزز رکن نوابزادہ نصراللہ خان کے چوری ہوئی جہاں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم نے خصوصی ہدایات جاری کیں اور آج تک تاریخ میں نہیں ملتا کہ آئی جی پولیس معمولی چوری کے لیے بھیجا گیا ہو چنانچہ چوری کی برآمدگی ہوئی ۔ یہ کہتے ہیں کہ حکومت نہیں چاہتی ۔ آخر ملک میں چوری بھی ہوتی ہے ۔ قتل بھی ہوتے ہیں ۔ ان میں سے ملزمان پکڑے بھی جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ فاضل دوستوں نے اسلامک سوشلزم کی بات کی ہے اس کے بارہ میں وزیر اعظم پاکستان وضاحت کر چکے ہیں اور اس کے بارہ میں اس ایوان کے اندر بھی اور باہر بھی باتیں ہو چکی ہیں ۔ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ جو لائن ہمارے چیئرمین نے دی ہے وہی لائن بہتر ہے ہم اس پر کاربند ہیں اور ہمیں کوئی طاقت نہیں ہٹا سکتی ۔ اس کے علاوہ میرے فاضل دوستوں نے یہ بھی فرمایا ہے وہ سیاہ دور تھا جب ہم پارٹی کے ساتھ رہے تھے کیا وہ سیاہ دور تھا جس میں یہ ایڈوانٹیز بھی رہے ؟ اور جب یہ وہاں سے ہٹے یا برطرف ہوئے تو وہ دور ختم ہوا ۔ جناب والا ۔ جب یہ وزیر اعظم کی تسبیح پڑھا کرتے تھے کیا وہ سیاہ دور نہ تھا ؟ جونہی عہدے سے جواب ملا تو اس کے ساتھ ہی سیاہ دور کا آغاز شروع ہو گیا ۔ افسوس ہے کہ اصولوں پر کبھی سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے ۔ اصول کی بات کرنے سے کبھی گریز نہیں کرنا چاہیے ۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ ہم عوام کے پاس جائیں گے اور کہیں

گے کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے کہ ہم نے سیاہ دور میں ان کا ساتھ دیا ۔ ہم مورد الزام ہیں ۔ میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت نے غلطی کی ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں اور اس کی وزیر اعظم پاکستان نے اجازت دی لیکن یہ ان کے منشا کے خلاف تھا لیکن جو لوگ آگے آئے انہوں نے ان کو حکومت دی جب انہوں نے اس قسم کی حرکت کی تو انہوں نے ان کو کانوں سے پکڑ کر نکال باہر کیا اور حقیقت یہ ہے کہ ان کی غلطیوں کی وجہ سے کھر اور رامے کو ختم کرنے کے لیے ان کو عہدوں سے ہٹایا گیا ۔ یہ مخالفت برائے مخالفت کرتے ہیں ۔ یہ سیاہ دور کی بات کرتے ہیں میں خوش آمدید کہتا ہوں اب الیکشن اگست 1977ء سے پہلے ہی ہو جائیں گے ۔ اس میں یہ بھی جائیں گے اور ہم بھی عوام کی عدالت میں جائیں گے ۔ دونوں اس عدالت میں پیش ہوں گے ۔ پھر عوام ان کو بتائے گی کہ ہم آپ کے دور سے تشبیہ دیتے ہیں اور میں آج اعلان کرتا ہوں کہ ہم عوام سے سرخ رو ہیں ہمارے محدود وسائل کے پیش نظر ہم سے جتنی خدمت ہو سکی ہم نے کی ہے یہ ہمارا ریکارڈ ہے ۔ انشاءاللہ آپ کو اس بات سے ثبوت ملے گا آپ سب کو معلوم ہے اور عوام پاکستان کو معلوم ہے کہ کن حالات میں موجودہ حکومت نے حکومت کی باگ ڈور کو سنبھالا تھا اس معزز ایوان کے اراکین اپنی ایمانداری سے بتائیں کہ 20 دسمبر 1971ء کا پاکستان آپ کے سامنے تھا اور آج 1976ء کا پاکستان آپ کے سامنے ہے ۔ کیا یہ جو کچھ آج آپ دیکھ رہے ہیں کیا اس کا کبھی خواب دیکھا تھا ہر آدمی پریشان تھا کہ اب تھوڑی سی ٹھوکر لگی اور وہ گئے ۔ جناب والا ۔ اس وقت حوصلے پست تھے کیونکہ 1965ء کی جنگ کی فتح کے بعد 1971ء کی شکست کا احساس زیادہ ہوا اس لیے کہ فتح کے بعد شکست کا زیادہ احساس ہوتا ہے اور حوصلے پست ہو جاتے ہیں ۔ فوج disheart ہو جاتی ہے ۔ مالی حالت اتنی خراب تھی اتنا برا حال کہ کوئی حد نہیں تھی لیکن تھوڑے ہی عرصے میں ملک کے اندر کبھی لاہور کبھی پشاور اور کبھی کراچی کے چکر لگائے اور قوم کو ایک نیا جذبہ ایک نئی زندگی اور ایک نئے پاکستان کی تعمیر شروع کی اور خود سارے اسلامی ممالک کا دورہ کیا اور اسلامی بھائیوں کو اپنے آپ کو روشناس کرایا ۔ پاکستان کے مسائل بتائے اور اس کو مستحکم کرنے کے لیے کوشش کی ۔ مختصر طور پر میں یہ

گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ملک کی خارجہ پالیسی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ شملہ کی چوٹی پر کھلم کھلا جو معاہدہ لکھا گیا اس کے علاوہ ایک خفیہ معاہدہ بھی ہوا ہے ۔ وہ کہاں ہے اور کہاں گیا ؟ کوریا میں ، چین میں مسئلہ کشمیر کی گونج سنی جاتی ہے ۔ اس مسئلے کو نئی زندگی بخشی گئی اور جناب قائد عوام نے خود فرمایا ہے کہ اصولوں پر کبھی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا کشمیر کا مسئلہ از سرنو تازہ کیا گیا اور جناب والا ۔ یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ جب ہماری حکومت برسر اقتدار آئی تو آنے کے بعد 5 ہزار ایکڑ زمین اور سیالکوٹ کے ایم پی اے صاحبان جانتے ہیں کہ دس لاکھ آدمیوں کو جو بے آباد تھے آباد کیا اور جو اپنے ہی ملک میں بے وطن ہوکر رہ گئے تھے اور 93 ہزار قیدیوں کی واپسی اور وہ غیر مشروط طور پر رہا کرائے اور ہم اس بات پر جتنا فخر کریں کم ہے کیونکہ ہم نے اسلام کی خدمت کی ہے اور ہماری حکومت نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا ہے یہ ایک ایسا مسئلہ تھا کہ حل نہیں ہو رہا تھا اور مخدوم صاحب نے فرمایا کہ طاقت کا سرچشمہ خدا وند تعالیٰ ہے ۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ طاقت کا سرچشمہ خدا ہے ۔ لیکن یہ ہمارا ایک سیاسی نعرہ ہے کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہے لیکن ہم ہر بات اپنے مالک حقیقی سے مانگتے ہیں اور ہم نے دین کی بھی خدمت کی ہے میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینا اسلامک سمٹ کرانا ۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے اماموں کو بلانا ۔ سیرت کانفرنس کرانا کیا یہ اسلام کی خدمت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمارے شامل حال اور ہم توقع کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سرخ رو ہوں گے ۔ جناب والا ۔ یہ پانچ مرلے کے پلاٹ کی سکیم اور یہ ساڑھے بارہ ایکڑ پر لگان کا ختم کرنا اور اس کے علاوہ دو ملیں اور لگائی جا رہی ہیں ایک لاہور میں اور ایک کراچی میں جہاں غریب عوام کو شلوار قمیض سستے داموں ملیں گے گندم ، چینی اور چاول کا راشن بھی بڑھایا گیا ہے ۔ اس دفعہ پروکیورمنٹ اچھی ہوئی ہے کہ کسی کو بھی اس پر اعتراض نہیں ہے ۔ آپ 1971ء کے پاکستان کو دیکھیے اور اب 1976ء کے پاکستان کو دیکھیے ۔ مالیہ معاف کیا گیا ۔ تو اس سے سات کروڑ خرچہ بڑھا ہے اس کا بھار کس پر جاتا ہے ؟ غریب پر نہیں جاتا اس کا بھار بڑے آدمیوں پر جاتا ہے بجٹ پیش ہوتا ہے اس میں ٹیکس لگتا ہے تو وہ کس پر لگتا ہے ؟ شراب پر ، شراب پینے والوں پر اور ریس کھیلنے والوں پر ٹیکس

لگتا ہے ۔ اس سے حکومت کی نیت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ غریب کی کتنی خیر خواہ ہے اور سرمایہ داروں کی کس قدر حوصلہ شکنی کرتی ہے ۔

جناب والا ۔ جنرل بحث کے بارے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں :

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

اور خدا کو کیا منظور ہے ؟ وہ میرے بھائی حاجی سیف اللہ نے اپنی تقریر میں کہا ہے :

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اب میں اپنے محکمے کے بارے میں آپ کی خدمت میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جہاں تک زراعت کا تعلق ہے ، پچھلے سال اس کے لیے ہمیں کوئی چوبیس کروڑ گیارہ لاکھ روپے ملے تھے ، ڈویلپمنٹ سائیڈ پر ، اس سال ہمیں 27 کروڑ 73 لاکھ روپے دیے گئے ہیں ۔ چوبیس کروڑ گیارہ لاکھ میں سے ایک کروڑ آئی ۔ آر ۔ ڈی پر خرچ ہونے ۔ اس سال وہ ڈ نہیں ہے ، کیونکہ وہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کو منتقل ہوگیا ۔ تین کروڑ روپے ہمارے بیج پر خرچ ہونے تھے ، وہ مسئلہ بھی اس سال نہیں ۔ اس طرح چار کروڑ روپیہ پہلے ہمارا ادھر چلا گیا تھا ۔ اصل ڈویلپمنٹ سائیڈ پر بیس کرو خرچ ہوا تھا ، اس سال ہمیں 27 کروڑ 73لاکھ روپیہ ملا تھا اسے اگر فگرز کے لحاظ سے دیکھا جائے تو پندرہ فیصد زیادہ ہے، لیکن حقیقی فزیکل ڈویلپمنٹ سائیڈ پر دیکھا جائے تو وہ تقریباً 25 فیصد زیادہ ہمیں ملا ہے اور اس کے لیے مجھے اعلان کرکے خوشی ہے ۔ جناب والا ۔ سب سے زیادہ جان پر یہ کہا گیا کہ pesticides نہیں مل رہے ، پلانٹ پروٹیکشن کا بندوبست نہیں کیا گیا ۔ میرے فاضل دوست خاکوانی صاحب نے اس بارے میں بڑی شدت کے ساتھ تنقید کی کوشش کی تھی ۔ اس بارے میں میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ پچھلے سال کی نسبت ہم نے ڈبل کر دیا ہے ۔ جہاں تک سپرے کا تعلق ہے ، کاٹن پر ، گنے اور چاول کے متعلق بھی ہم نے ڈبل کر دیا ہے ۔ پہلے 10 فیصد

ایریا کے قریب تھا ، اب ہم نے کاٹن کا 20 فیصد کر دیا ہے ۔ چاول اور مکئی پر پہلے پانچ فیصد کرتے تھے ، اب دس فیصد کر دیا ہے ۔ اس پر پچھلے سال ہم نے پانچ کروڑ روپیہ خرچ کیا تھا ، اس سال کوئی سات کروڑ پینتیس لاکھ روپے خرچ کر رہے ہیں ۔ اس وقت جراثیم کش ادویات وغیرہ کے وافر سٹاک ہمارے پاس موجود ہیں ۔ آٹھ دس کروڑ کے قریب کا سٹاک ہمارے پاس اس وقت موجود ہے ۔ جہاں تک سپریئرز کا تعلق ہے ، اس کے لیے پچھلے سال ہمیں سات آٹھ لاکھ سے زیادہ نہیں ملے تھے ۔ اس سال ہم نے پچاس لاکھ روپیہ رکھا تھا ۔ جس سے ہم نے 2472 ہینڈ سپریئرز ڈپارٹمنٹ کے لیے خریدنے اور 795 پاور سپریئرز خریدے ۔ اس کے علاوہ 2349 ہینڈ سپریئرز حکومت نے چین سے خریدے جو پچاس فیصد سبسڈائز کرکے غریب اور چھوٹے کاشتکاروں کو دیے جا رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ ٹیوب ویل کی سبسڈی کا کام بھی بہت اہم ہے ۔ اس کے لیے پچھلے سال ہم نے ڈیڑھ کروڑ روپیہ رکھا تھا ، اس سال ہم نے تین کروڑ 66 لاکھ روپیہ رکھا ہے ۔ پچھلے سال ہمارا 1550 ٹیوب ویل کا ٹارگیٹ تھا ، اس سال ہم نے چھ ہزار کا ٹارگیٹ مقرر کیا ہے اور ہمیں توقع ہے کہ ہم یہ ٹارگیٹ پورا کریں گے ۔ مشینری کا پول پہلے ضلع کی سطح پر ہوتا تھا ۔ اب حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ تحصیل کی سطح پر بنایا جائے ، اور ہر تحصیل پر ورکشاپ ہوگی اور دس ٹریکٹر اور تھریشر اور ویپرز equipments کے ساتھ تحصیل کی سطح پر ہم لے جائیں گے ۔ ڈرلنگ رگز جو ہیں ، ٹیوب ویل کی بورنگ کے لیے ، ان کی خرید کا بھی انتظام کر رہے ہیں ۔ سیڈ کارپوریشن کا قیام ہوگیا ہے ، یہ بالکل سیڈ انڈسٹری والی بات ہے اور کوئی تئیس کروڑ روپیہ ورلڈ بنک نے ہمیں دیا ہے اور ہم توقع کرتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم اپنا سیڈ ہی نہیں بنالیں گے ، بلکہ بہترین پروسیسنگ کرکے سیڈ میں خود کفیل ہو کر اسے برآمد بھی کریں گے ۔ مجھے اس ایوان میں یہ اعلان کرکے خوشی ہے کہ اس وقت بھی ہمارا مکئی کا بیج برآمد ہو رہا ہے عراق اور شام دونوں ممالک ہم سے یہ خرید رہے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اس کے علاوہ واٹرکورسز کی لائننگ کے لیے یو ۔ ایس ۔ ایڈ کے تحت گیارہ کروڑ کی ہمیں ایڈ ملی ہے جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ پانی کا جو ضیاع لائننگ کے صحیح نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے ، اس سے کافی فائدہ ہوگا ۔ جناب والا ۔ جہاں تک فرٹلائزر کا تعلق ہے ، اس کی بھی کافی مقدار ہمارے پاس موجود ہے ۔ میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حکومت جو سبسڈائز وغیرہ دے رہی ہے ، اس پر 75 فیصد حکومت اپنے پلے سے دیتی ہے اور کاشتکار صرف 25 فیصد دیتے ہیں ۔ اس سائیڈ پر ہم نے پچھلے سال پانچ کروڑ خرچ کیا تھا اور اس سال سات کروڑ 35 لاکھ روپیہ خرچ کیا ہے ۔ پچھلے سالوں میں ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ ایگریکلچرل ڈپارٹمنٹ پچیس فیصد ایڈوانس لیتا تھا ، لیکن کاشتکاروں کی سہولت کے لیے اس سال ہم نے اس کو ایڈوانس نہیں بلکہ deferred payment کر دیا ہے کہ وہ as arrears of revenue land وصول کریں گے ۔ جو بھی سپرے کروانا چاہتا ہے ، pesticides وغیرہ لینا چاہتا ہے ، وہ فوری طور پر لے لے اور اس کی وصولی بعد میں deferred payment پر ہوگی ۔ میرے فاضل دوست خاکوانی صاحب نے کہا تھا کہ کھاد پر ہم ٹیکس لگا رہے ہیں ۔ میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت جو باہر سے کھاد درآمد کرتی ہے وہ 115 روپے سے 120 روپے بوری آتی ہے ۔ جو یہاں بنتی ہے ، indigenons جو ہے وہ چالیس روپے ۔ اس سب کو پول کرکے جو ٹوٹل خرچہ بنتا ہے ، اس کی اوسط نکال کر حکومت no loss, no gain بنیادوں پر دے رہی ہے ۔ لیکن جب حکومت نے اس کو کم کرکے 75 روپے سے 68 روپے کیا ہے ، تو اس میں بھی حکومت کا element of subsidy ہے ، ٹیکسیشن قطعی طور پر کوئی نہیں ۔ میں اس کی سختی سے تردید کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لیے بھی حکومت اقدامات کر رہی ہے ۔ اس بارے میں ایوان میں یہ اعلان کرکے مجھے فخر اور خوشی ہے کہ ہماری پیداوار میں اضافہ ہوا ہے ۔ گندم کی پیداوار پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ ہے ، اور ریکارڈ میں اضافہ ہوا ہے ۔ پچھلے سال چھبیس لاکھ ٹن کے قریب پیداوار تھی اور اس سال گندم کی پیداوار اکسٹھ لاکھ ٹن ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ چاول کی پیداوار 11 لاکھ 34 ہزار ٹن تھی ، اس

سال 11 لاکھ 88 ہزار ٹن ہوئی ہے ۔ گنے کی پیداوار 145 لاکھ ٹن تھی ، اس سال 179 لاکھ ٹن ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ کپاس کی پیداوار کو سب سے زیادہ ہدف تنقید بنایا گیا ہے ۔ آپ کو معلوم ہے ، سیلاب کی وجہ سے ، بارشوں کے غیر مناسب موقع پر ہونے کی وجہ سے ، pesticides کی وجہ سے کپاس کی پیداوار میں کمی رہی ہے ۔ مکئی کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوا ہے اور تیل دار اجناس کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوا ہے ۔ میں اپنے کاشتکار بھائیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور انہیں میں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ وہ اور زیادہ محنت کرکے جلد سے جلد ہمارے ملک کو خوراک کے معاملے میں خود کفیل بنائیں گے ۔ پوری محنت اور جانفشانی سے کام لیں گے ۔ جناب والا ۔ اگر میں موازنہ کروں تو بے جا نہ ہوگا ۔ پچھلے سال جب ہماری حکومت برسراقتدار آئی تو اس وقت ہمیں ایگریکلچر سیکٹر میں جو مل رہا تھا ، وہ مشکل سے چار کروڑ روپے ، 71 - 1970ء میں ملا تھا ۔ اس سال جیسے میں نے عرض کیا ہے ، وہ تقریباً ستائیس اٹھائیس کروڑ روپیہ ہے ۔ اس میں کوئی سات سو گنا اضافہ ہے ۔ جناب والا ۔ حکومت کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ کاشتکاروں کو صحیح قیمتیں ملیں ۔ جب ہماری حکومت نے ٹیک اوور کیا ، اس وقت گندم کی قیمت سترہ روپے تھی جو اس وقت بڑھا کر سینتیس روپے کر دی گئی ہے جو 225 فیصد اضافہ ہے ۔ جناب والا ۔ جب ہم نے ٹیک اوور کیا ، تو گنے کی قیمت 2.75 روپے تھی جو اب ہم نے 5.75 روپے کر دی ہے ، یہ تقریباً سوا دو سو فیصد اضافہ ہوا ہے ۔ چاول کی قیمت کے سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ جب ہم نے ٹیک اوور کیا ، تو باسمتی کی قیمت 38 روپے کے قریب تھی ، ہم نے نوے روپے کر دی ہے ۔ جو کہ تقریباً 275 فیصد کے قریب اضافہ ہے ۔ اری 6 کی قیمت انیس روپے تھی ، اس کو ہم نے چالیس روپیہ کر دیا ہے ۔ اس میں بھی تقریباً دو فیصد کے قریب اضافہ ہوا ہے ، یہ قیمتیں مقرر کرکے حکومت نے فیصلہ کیا کہ حکومت خود خریدے گی ۔ جناب والا ۔ ہماری حکومت کے برسراقتدار آنے سے پہلے صرف گندم کی قیمت مقرر تھی ۔ اس کے علاوہ کسی جنس کی قیمت مقرر نہ تھی ۔ مکئی کی بھی قیمت مقرر ہے ، اب کماد کی اور ہر جنس کی قیمت مقرر ہے اور حکومت نے کارپوریشنیں قائم کی ہیں تاکہ ensure کیا جائے کہ یہ درمیان میں مڈل مین کاشتکاروں کو لوٹ نہ لے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اندازاً کتنا وقت اور لیں گے ؟

وزیر آبپاشی ۔ پانچ دس منٹ کے قریب ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو زیادہ ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جتنا وقت آپ آسانی سے دے سکیں دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پانچ منٹ اور کر لیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ مہربانی جناب ، جناب والا ۔ مرکزی کاٹن کمیٹی کے بارے میں میرے فاضل دوست خاکوانی صاحب نے ذکر کیا تھا کہ تین لاکھ سترہ ہزار روپے پہلے مرکزی کاٹن کمیٹی دیتی تھی ۔ ستم بالائے ستم ، کہاں پر اعتراض کرتے ہیں جو ان کے دور میں کاشت ہوئی ، ہم ان کو مورد الزام نہیں ٹھہراتے ، یہ ہمارا قومی نقصان ہے ۔ کچھ un-foreseen قسم کی چیزیں تھیں، اس کے باوجود کم از کم اتنا تو آدمی کو لحاظ ہونا چاہیے ۔ جناب والا ۔ آج میں نے تاریخ کا پتا کیا کہ مرکزی کاٹن کمیٹی کا فیصلہ کب ہوا تھا ۔ یہ تین لاکھ سترہ ہزار روپے صوبائی حکومت نے دینے کا فیصلہ کیا ، کیا پہلے سو فیصد وہ دیا کرتی تھی ، پھر فیصلہ ہوا ۔ میٹنگ ہوئی کہ 49 فیصد مرکزی حکومت دے گی اور 51 فیصد صوبائی حکومت دے گی ، اور 25 جون 1975ء کو فیصلہ ہوا ، جب کہ فاضل عمر خاکوانی صاحب خود وزیر زراعت تھے ۔ اب اس قسم کی چیزیں جن کے متعلق خود انہوں نے فیصلہ کیا ان کے بارے میں اعتراض کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ انصاف کی بات نہیں ہے اور کوئی بھی با اصول آدمی اس قسم کی بات کرنے سے ضرور احتراز کرتا ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ یہ جو کھاد کی قیمت ہے اس میں دس فیصدی کمی کی گئی ہے اور اس کا بروقت اعلان ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ چراغ تلے اندھیرے والی بات ہے ، بہرحال اب میں اپنے محکمے کی طرف آتا ہوں ، بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس سال جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے لیے بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری حکومت کے دور میں یہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے نقطہ نظر سے کافی مشکلات کا دور تھا ۔ آپ 1973ء کے سیلابوں کو دیکھیے ، 1975ء کے سیلابوں کو دیکھیے ان میں اتنا نقصان ہوا تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری اچھی قیادت کی وجہ سے ہماری

قوم کو سنبھلنے کا بروقت موقع مل گیا ورنہ شاید کوئی اور قیادت ہوتی تو یہ ایسا زخم ہوتا جو کہ صدیوں تک بھی ہم سے مندمل نہ ہو سکتا۔ 1973ء کے سیلاب میں 17 کروڑ 73 لاکھ روپے حکومت کو خرچ کرنے پڑے، فلڈ ورکس پر جس میں سے 5 کروڑ 21 لاکھ روپیہ مرکزی حکومت نے دیا۔ اس سال 6 کروڑ 71 لاکھ روپیہ ہم نے 1975ء میں سیلاب سے بچنے کے لیے حفاظتی اقدامات پر خرچ کیا۔ 10 کروڑ روپیہ ہم نے مشینری منگوانے پر صرف کیا جس میں سکریپرز ہیں، بلڈوزر ہیں اور اس قسم کی اور چیزیں ہیں۔ جناب والا۔ اس سال جو ہمارے سیلاب کے بارے میں دو تین بڑے کام ہوئے ہیں ان کے بارے میں میں ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں، بی۔ آر۔ بی نہر ہے جو لاہور ضلع کے لیے نہایت اہمیت کی حامل ہے، ہم نے 57 لاکھ روپے لگا کر تین spur بنائے ہیں اور چار مزید spur بنانے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔ ظفر وال پر بھی ایک بہت بڑا spur ہم نے بنایا ہے جس پر کوئی تقریباً 87 لاکھ روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ دریائے راوی نے اپنا رخ بدل لیا تھا جس سے مراله راوی لنک کی آؤٹ فال اور بی۔ آر۔ بی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ اس کو محفوظ کرنے کے لیے ہم نے 87 لاکھ روپے خرچ کیے ہیں اور یہ کام مکمل ہو چکا ہے اور ہم اس میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ پنج ند میں بھی دریا نے اپنا رخ بدل لیا تھا، خطرہ یہ تھا کہ شاہراہ پاکستان جو کراچی، لاہور روڈ کہلاتی ہے اس کے ٹوٹنے کا خطرہ تھا اور ہیڈ ورکس جو ہیں وہ باقی نہروں میں بھی نہیں پہنچا سکتے تھے۔ وہاں پر ہم نے ایک کروڑ روپیہ خرچ کرکے یہ منصوبہ مکمل کیا ہے۔ یہ پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے اور مجھے یہ اعلان کرکے خوشی ہے کہ اب اس قسم کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ اب میں اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی طرف آؤں گا۔ 71 - 1970ء میں جب کہ عوامی حکومت برسراقتدار نہیں آئی تھی اس وقت ہمیں صرف دو کروڑ اٹھالوے لاکھ پچاس ہزار روپیہ حکومت نے دیا تھا۔ اس کے مقابلے میں اس سال ہمیں جو ملا ہے وہ 25 کروڑ اور 30 لاکھ ہے جو کہ تقریباً 875 فیصد زیادہ ہے اور نو گنا زیادہ رقم ان تین چار سالوں میں عوامی حکومت نے اریگیشن کے لیے دی ہے۔ جناب والا۔ اس

حقیقت کو نہیں بھولنا چاہیے کہ کھاد کے بغیر اور بیج کی کمی بیشی سے فصل جو ہے وہ زیادہ سے زیادہ کم ہو جائے گی ، لیکن اریگیشن کا مسئلہ جو ہے اس کی اتنی بنیادی اہمیت ہے کہ ایک پانی اگر بروقت نہ ملے تو فصل تباہ ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے ۔ ہمارا ملک زرعی ہے ، ہماری 75 فیصد آبادی جو ہے اس کا انحصار زراعت پر ہے ۔ جناب والا ۔ اس وجہ سے حکومت اس پر زیادہ سے زیادہ توجہ دے رہی ہے ۔ 76 - 1975ء میں ہم نے کوئی چار سو میل لمبی نہروں کی توسیع کی اور دو دو سو میل لمبی نہروں کی وی ماڈلنگ کی ۔ 77 میل لمبی ڈرینیں بنائیں جن سے کوئی 75 ہزار ایکڑ رقبے کو فائدہ ہوا ۔ 20 میل لمبے فلڈ پروٹیکشن بند بنائے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ اس ایوان میں یہ اعلان کرکے مجھے بے حد خوشی ہے کہ 76 - 1975ء میں اس ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ ربیع کے سیزن میں ہم نے ششماہی نہروں سے تین سے لے کر چار پانی فائلو دیے اور اس کا نتیجہ جناب والا کیا نکلا؟ یہ کوئی تقریباً عام اریگیشن واٹر سے تیس فیصد زیادہ ہے ۔ تو لاکھ ایکڑ فیٹ بنتا ہے جو ہم نے زیادہ دیا ہے اور نو لاکھ ایکڑ فیٹ سے ہمیں ۔ acerage میں کیا فائدہ ہوتا ہے ، ربیع کے سیزن میں ہمارا کوئی پانچ لاکھ ایکڑ رقبہ زیادہ کاشت ہوا ہے اور خریف کے سیزن میں گیارہ لاکھ ایکڑ اس سال رقبہ زیر کاشت آیا ۔ یعنی سولہ لاکھ ایکڑ رقبہ اس سال پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ کاشت ہوا اور یہ کوئی تیس فیصد زیادہ پانی ہم نے دیا ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ anti water loging کی ایک سکیم 69 ۔ 1968ء میں مارشل لاء کے دور میں ختم ہوگئی تھی، ہرائم منسٹر صاحب کے حکم پر وہ پھر 1972ء میں شروع کی گئی ہے اور اس میں کچھ ایریاز ہیں جن کی پلاننگ ہو چکی ہے اور وہ ایریاز جن کی وہاں پر پلاننگ ہو چکی ہے ۔ وہ نمکین پانی والے سکارپ یعنی شاہ پور سرگودھا سکارپ، شورکوٹ کمالیہ سکارپ، پنج ند سکارپ ، شجاع آباد سکارپ ، فورٹ آباد عباسیہ سکارپ ، کبانہ سکارپ ۔ یہ 797 لاکھ ایکڑ ایریا کو cover کرتا ہے ، جہاں پلاننگ ہو چکی ہے ، ٹیوب ویل لگنے شروع ہوگئے ہیں اور اس سال میں 837 ٹیوب ویل جو ہیں وہ ان سکارپوں میں لگا دیے گئے ہیں ۔ جہاں تک دوسرے سکارپوں کا تعلق

ہے ، ڈیرہ غازی خان سکارپ ہے ، دیالپور سکارپ ، لوئر چناب سکارپ ، وہاں investigation شروع ہے اور وہاں بھی بہت جلد کام شروع کر دیں گے ۔ سات سو ہمارے ٹیوب ویل خراب تھے ان میں سے مجھے یہ اعلان کرکے خوشی ہے کہ تین سو ٹیوب ویل جو ہیں ان کو مرمت کر دیا گیا ہے اور باقی چار سو ٹیوب ویلوں کے متعلق ہمارا پلان ہے کہ accelerated programme کے تحت 31 دسمبر تک ان سب کو ہم مرمت کر دیں گے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ پہاڑن نالہ ہے اس میں 5 کروڑ 65 لاکھ روپیہ خرچ ہونا تھا ، پچاس فیصدی کام اس کا مکمل ہو چکا ہے ۔ سمندری سیالہ ڈرین اس پر اس سال ہم نے ایک کروڑ چھ لاکھ روپے خرچ کیے ہیں اور 85 فیصد کام ختم ہو چکا ہے ۔ جناب والا ۔ پانی کی تقسیم کو بہتر بنانے کے لیے زیادہ مؤثر بنانے کے لیے ہم نے کینال ایکٹ میں ترمیم کی ہے ، سیکشن 20 اور سیکشن 68 جو ہے بڑا پرانا پروسیجر تھا جس کی وجہ سے لوگوں کو بلاوجہ تاخیر کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس ایکٹ میں ہم نے ترمیم کی ہے اور اس کو آسان بنایا ہے اور اس کے علاوہ ہم نے جو minor اور major penality ہوتی تھی ان کی بھی سزا جو ہے وہ بڑھا کر تین ماہ اور دو صد روپے کی تھی ۔ اب سندھ والوں نے ایک ترمیم کی ہے اور وہ ایکٹ میں نے منگوایا ہے اس کے مطابق ہم بھی مزید ترمیم کریں گے اور اس میں جو minor penalties ہیں ان کو بڑھا کر ہم نے چھ ماہ سزا اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کر دیں گے اور major penalities جو ہیں ان کو دو سال سزا اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ کر دیں گے ۔ اس کے لیے پہلے یہ ہوتا تھا کہ جن لوگوں نے کاشت کی ہے ان پر تاوان لگتا تھا اور محکمے والے اس سے بری الذمہ ہوتے تھے ۔ اب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ محکمے کا جو اوورسیر موقعے پر ہوگا اس کو بھی اس میں ہم involve کریں گے اور اگر ایک دفعہ اس علاقے میں کٹ لگتا ہے تو اس کو ہم وارننگ دیں گے ، دو دفعہ کٹ ہو تو اس کو suspend کریں گے ، تین دفعہ اگر کٹ ہوتا ہے تو ہم اس کو ملازمت سے برطرف کریں گے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ پانی کی صحیح تقسیم ہو اور ٹیل کے لیے ہم نے کمیٹیاں بنائی ہیں جن میں عوامی نمائندوں کو جو خاص طور پر ٹیل سے پانی پیتے ہیں ان کی بھی کمیٹیاں بنائی ہیں اور اریگیشن کی ایڈوائزری کمیٹی

ہے جو ان کو activate کرے گی اور اس کے لیے ہم نے یہ کیا ہے کہ ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے صاحبان جو ہیں وہ اپنے مسائل اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کو بتائیں اور اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ان کو حکومت کی پالیسی سے آگاہ کرے ۔ گارڈن کا جہاں تک تعلق ہے ان کو بھی پہلے تمام نہروں سے کسی میں ڈیڑھ فیصد پانی ہوتا تھا کسی میں دو فیصد ہوتا تھا ہم نے بالکل uniformity کر دی ہے تو نہروں پر اڑھائی فیصد پانی کا حق ہم نے کر دیا ہے اور اس کے پروسیجر کو بھی ہم نے آسان بنایا ہے ۔ جناب والا ۔ بجلی کے متعلق میں عرض کروں گا اور بس دو منٹ میں ختم کروں گا ۔ آج آپ کے صبر کا میں نے بڑا امتحان لیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تین چار ممبران کا ٹائم لے گئے ہیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب ، صرف دو منٹ میں ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ جہاں تک بجلی کے بورڈز کا تعلق ہے ۔ جناب والا ۔ ان کی تشکیل کے بعد انہوں نے ٹیوب ویلوں کے کوئی 3640 کنکشن دیئے ہیں ۔ انڈسٹریل 3800 کنکشن دیئے ہیں اور ڈومیسٹک 82534 کنکشن دیئے ہیں اور گاؤں میں بجلی کے پہنچانے کا جہاں تک تعلق ہے ، تاروں کے نہ ملنے کی وجہ سے ہمارا 288 کا ٹارگیٹ تھا اب تک 118 گاؤں جو ہیں ان میں بجلی پہنچائی گئی ہے ، لیکن باقی جو ہیں ان کا کام مکمل ہو چکا ہے صرف تاریں اور کنڈکٹر ان کے لیے بھی امپورٹ کا انتظام کر لیا گیا ہے جونہی ملیں گے ان کو بھی بجلی مل جائے گی ۔ 27 گرڈ سٹیشن جو ہیں وہ اس سال نئے بن رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ آخر میں میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں جناب وزیر خزانہ نے بیس کروڑ روپے کا خسارہ لیکچراروں اور انجینیئروں کی تنخواہیں بڑھنے سے دکھایا ہے مگر اتنے بوجھ کے باوجود انہوں نے ایک متوازن اور اچھا بجٹ پیش کیا ہے اس پر میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک شاہ محمد محسن ، اور ٹائم بھی آدھا گھنٹہ بڑھا جاتا ہے ، اب ہم ڈیڑھ بجے کی بجائے دو بجے اجلاس ملتوی کریں گے ۔

ملک شاہ محمد محسن ۔ جناب والا ۔ بجٹ پر بحث کرتے ہوئے آج چوتھا روز ہے ، کافی ارکان نے اپنی رائے کا اظہار کیا ۔ اس سے پہلے کہ میں فاضل وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد پیش کروں ، میں یہ عرض کروں گا کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ ممبران کی اطلاع کے لیے میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ شام کا اجلاس ساڑھے چار بجے کی بجائے پانچ بجے شروع ہوگا ۔

ملک شاہ محمد محسن ۔ جناب والا ۔ میں ایک بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کا جمہوریت میں ہونا نہایت لازمی امر ہے اور یہ جسم میں ایک روح کی حیثیت رکھتی ہے ، لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ اگر اپوزیشن کا کردار قومی سطح کے مطابق نہ ہو ، قومی نقطہ نظر سے نہ ہو اور اس کے مفادات گروہ بندی کے تابع ہو تو ان کی تنقید بجائے تعمیری ہونے کے میرے خیال میں تخریبی انداز اختیار کر جاتی ہے ۔ جس سے ملک ، قوم یا صوبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ، اب تک جن فاضل ارکان نے اپوزیشن کی طرف سے اظہار خیال کیا ہے ، بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ ان کو سارے میزانیہ میں کوئی اچھی چیز نظر نہیں آئی کہ ان کی آنکھیں اس کو دیکھ سکیں ۔ میرے خیال میں ان کی آنکھیں اور دل قطعی طور پر بند ہیں ، یہی وجہ ہے کہ وہ ملک کے لیے مہلک ثابت ہو رہی ہے ۔ ان کا نہ ماننا بھی ایک لازمی امر ہے ، کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب جو ہمارے فاضل وزیر خزانہ ہیں ، وہ ایک ایسی پارٹی سے منسلک ہیں جو ایک انقلابی پارٹی ہے اور یہ پارٹی ایک نظریہ اور پروگرام کے تابع ہے ۔ اس لیے وہ میزانیہ جو ہمارے ساتھیوں کی جانب سے پیش کیا گیا ہو وہ بھی اسی نظریہ ، اسی پروگرام اور منشور کے تابع ہوگا ۔ اسی پروگرام کے تابع ہوگا جو اس منشور کو آگے لے جانے میں مدد دے گا ، تو جب حزب اختلاف کو ہمارا کوئی کارنامہ ہی پسند نہیں آتا بلکہ نام لینا بھی پسند نہیں کرتے تو میرے خیال میں وہ میزانیہ جو اسی پارٹی کے منشور اور پروگرام کے تابع ہوگا وہ بھی یہ قبول نہیں کریں گے ، اور یہ اس کی خاص وجہ ہے جس کے لیے یہ بار بار اعتراضات کر رہے ہے ۔ حالانکہ یہ میزانیہ ایک ترقی پسندانہ حیثیت رکھتا ہے اور عوامی انقلابی روح کو عیاں کرتا ہے اور جتنی ترقیاتی منصوبوں کے لیے یہاں پر رقم رکھی گئی ہے ۔ میرے خیال میں آج تک ہمارے اس چار سالہ

دور میں بھی اس حد تک رقم مختص نہیں کی گئی ۔ اس لیے ان حالات میں انہیں اسے ذہنی طور پر قبول کرنا چاہیے ، لیکن یہ بجٹ ہماری طرف پیش کیا گیا جس کی وجہ سے وہ مخالفت برائے مخالفت کر رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ حزب اختلاف کی طرف سے بے شمار اعتراضات آتے رہے ہیں کہ پارٹی اپنے منشور سے انحراف کر گئی ہے ، اور اپنے عمل سے دور چلی گئی ہے ۔ میرے فاضل دوست راجہ منور صاحب نے پارٹی کے وجود کے وقت کے بھی کئی حوالے دیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پارٹی کا پروگرام ہماری پارٹی کا منشور بالکل نظریہ پاکستان کی عکاسی کرتا ہے اور اس نظریہ پاکستان کے پیش نظر ہی چار پارٹی کے بنیادی اصول ۔ "اسلام ہمارا دین ہے" "جمہوریت ہماری سیاست ہے" "سوشلزم ہماری معیشت ہے" اور "طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں" ۔ تو اس چار سالہ دور میں ان بنیادی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس چار سال میں وہ کام کیے گئے ہیں کہ اگر دنیا کے کسی ملک کو بھی اس قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ان حالات سے مقابلہ کرنا پڑتا ، ان حالات سے دو چار ہونا پڑتا تو میرے خیال میں کسی بھی صورت میں اس حد تک کامیابی حاصل نہ ہوتی جس حد تک ہماری حکومت نے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے قائد عوام کی سرکردگی میں رہنمائی حاصل کی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت حکومت برسراقتدار آئی اس وقت سے پہلی اور بنیادی بات جو پاکستان پیپلز پارٹی کے سامنے تھی وہ ملک کی سالمیت اور ملک کے وجود سے متعلق تھی اور وہ نقشہ جو دسمبر 1971ء میں تھا وہ انتخابات کے وقت سے بالکل مختلف تھا ۔ اس لیے سب سے پہلا فرض جو حکومت پر عائد ہوتا تھا وہ ملک کی سالمیت کو بحال کرنا تھا اس کے وجود کو قائم کرنا تھا ، قوم پر بھی یہ ثابت کرنا تھا اور اسے یہ احساس دلانا تھا کہ پاکستان کا وجود قائم ہے اور اس کے پیش نظر آج جو ملک کے حالات ہیں اگر ان کا جائزہ لیا جائے تو اس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ وہ پاکستان جو چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا جس کا جھنڈا زمین پر روندا جا چکا تھا ۔ آج آسمان کی بلندیوں پر لہرا رہا ہے اور سلامتی کونسل کی نشست کا پاکستان کو ملنا اور بنگلہ دیش کے ساتھ تعلقات کا اس طرح سے استوار ہونا اور اس کے علاوہ تیسری دنیا میں پاکستان کا وقار

ہے اس کے پیش نظر میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ کیا ہم نے اس فرض سے کوئی کوتاہی کی ہے ؟ یہ صاف عیاں ہے ان واقعات سے اس کے ساتھ ساتھ ان حالات ہے باوجود بھی ہم یہ بہانہ بنا سکتے تھے کہ جن حالات میں ہمیں ملک ملا ہے وہ لہولہان تھا ٹوٹا ہوا تھا ۔ پانچ ہزار مربع میل کا علاقہ دشمن کے قبضہ میں تھا ۔ ان حالات کے باجود بھی ہم یہ بہانہ بنا سکتے تھے کہ جن حالات میں یہ ملک ہمیں ملا ہے وہ لہولہان تھا وہ ٹوٹا ہوا تھا پانچ ہزار مربع میل کا علاقہ دشمن کے قبضے میں تھا 90 ہزار قیدی تھے اور عوام میں مایوسی پھیلی ہوئی تھی کہ پاکستان کا کیا ہوگا لیکن اپنے پروگرام کو آگے لے جانے کے لیے اپنے نعرے کو آگے لے جانے کے لیے اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے لیے جتنی ہم نے اصلاحات کی ہیں ان کو میں نہیں دہرانا چاہتا میرے بہت سے ساتھیوں نے پہلے ان کا کافی تفصیل سے ذکر کیا ہے ۔ لیکن ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری پارٹی اس طرح کامزن ہے جس طرح 1970ء میں انتخابات کے وقت تھی ۔ پارٹی اپنے عمل کے پیش نظر اس گروہ کے ساتھ ہے ، غریبوں کے ساتھ ہے تمام اصلاحات کو سامنے رکھ لیں اور ان کو گننا شروع کر دیں اور اس میں دعویٰ ہو سکتا ہے کہ پارٹی کسی صورت میں بھی اپنے پروگرام سے انحراف نہیں کر رہی اس کے ساتھ ساتھ میں مثال کے طور پر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ مالیہ سے غریبوں کو کتنا فائدہ ہوا تعلیمی اصلاحات سے کیا فائدہ ہوا ، اور اس کے علاوہ پیشہ ورانہ ٹیکس جو لگائے جاتے تھے چھوٹے چھوٹے لوگ جن کو کمی کہا جاتا ہے اگر کسی چوھدری کو سلام نہ کیا تو پچاس روپے ٹیکس آ جاتا تھا یہ تمام چیزیں ختم کی گئیں ۔ میرے خیال میں ان کی جو عزت نفس بحال ہوئی ہے یہ سب سے بنیادی بات تھی جو پاکستان میں غریب کے لیے مفقود ہو چکی تھی ان تمام واقعات کے پیش نظر میں اپنے ساتھیوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کی حکومت اور قائد عوام اپنے ان ارادوں سے انحراف نہیں کر رہے بلکہ ان پر عمل کر رہے ہیں ۔ اور پاکستان پیپلز پارٹی اپنے عہدوں پر اس طرح سے قائم ہے جس طرح اس نے اعلان کیا تھا ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ جناب حسن محمود صاحب نے کہا تھا کہ طاقت کا چشمہ عوام خیال میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے ابھی

کہا تھا کہ ہم صرف سیاسی طور پر یہ کہتے ہیں میں کہتا ہوں نہیں ہم ذہنی طور پر بھی اسے استعمال کرتے ہیں طاقت کا سر چشمہ عوام ہیں اور اسی طاقت کے بغیر کسی ملک کو قائم رکھنا اس کی ترقی کو آگے لے جانا۔ اور اس کے استحکام کو مضبوط کرنا ، یہ تاریخی طور پر ہمیں بتاتا ہے کہ پاکستان کیوں ٹوٹا۔ اور اس کے 2 ٹکڑے کیوں ہوئے۔ اس لیے کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ جب طاقت کا سر چشمہ عوام ہیں ، تو عوام سے مراد وہ غریب لوگ ہیں ، ہم ان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو عوام نہیں گنتے ہیں ۔ ان کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ تمام گروہ بندی ہمارے خلاف ہے ، اگر پاکستان کو حاصل کیا تو عوام کی کسی طاقت نے اور قوت نے حاصل کیا ۔ اور جب ہم نے اس قوت سے روگردانی کی اور عوام کو ہم نے رد کیا اور عوام کو چھوڑ دیا ۔ ان کی 30 سالہ تاریخ ہمارے سامنے ہے ، آپ دیکھیں کہ 1970ء تک ملک میں عام انتخابات میں نہیں ہو سکے عوام کو کسی نے پوچھا تک نہیں ہے ۔ اس طاقت کے سر چشمے سے کسی نے بات تک کرنے کی کوشش نہیں کی ہے اور یہاں تک کہ 80 ہزار بی ۔ ڈی ممبروں پر انحصار کیا گیا وہ ایوب خان کا بڑا شاندار کارنامہ سمجھا جاتا تھا ۔ اور یہ 80 ہزار بی ۔ ڈی ممبروں پر بھی انحصار کیا گیا اور وہ ایوب خان کا بڑا شاندار کارنامہ سمجھا جاتا تھا ۔ اور یہ 80 ہزار بی ڈی ممبر تمام قیشنل اور صوبائی اسمبلی اور صدر پاکستان کا انتخاب کرتے تھے ۔ وہ ہمارے لیے جمہوریت کا زمانہ تھا جب ہم 13 کروڑ عوام کو رد کرتے تھے ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان کے دو ٹکڑے ہو گئے ۔ دوسری بار پھر عوام اکھٹے ہوئے ۔ عوام کی طاقت اکٹھی ہوئی ، طاقت کا سر چشمہ عوام اکٹھے ہوئے ۔ وہ اٹھے اور وہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت کو لائے ۔ اور ان کو انتخابات میں چنا ۔ اور اسی قوت کی بنا پر پاکستان کے عوام کو ایک نیا پاکستان ملا اور آج وہ پاکستان آسمان کی بلندیوں پر دوسرے ملکوں کے برابر پوری شان سے اپنا جھنڈا لہرا رہا ہے ۔ وہ بھی عوام کی قوت سے بنا ہے ۔ عوام کی قوت سے روگردانی کی تو وطن ٹوٹ گیا پھر عوام کی قوت سامنے آئی ، تو پاکستان پھر اپنے وجود میں آیا ۔ لیکن یہ کہہ دینا کہ طاقت کا سر چشمہ عوام نہیں ہیں ، میں مانتا ہوں کہ اس کے ساتھ برکت اللہ تعالیٰ کی بھی ہے ، ہم مسلمان ہیں ، اور

ہمارے بنیادی اصولوں میں یہ پہلی بات ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے ، ہماری ہر چیز اس کے تابع ہے - جمہوریت اسی کے تابع ہے اور اسی کے تابع سوشلزم ہے - اس لیے جب ہم طاقت کا سرچشمہ عوام کہتے ہیں تو وہ اس کے مطابق کہتے ہیں جس میں اسلام کی برکت بھی ہے دین کی برکت بھی ہے - اور خداوند تعالیٰ کی مدد بھی ساتھ شامل حال ہے - لیکن ایک بنیادی بات جس کو رد کر کے آپ نہ اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اللہ کی امداد ساتھ شامل ہو سکتی ہے کیونکہ غریبوں کو رد کرنا ، عوام کو رد کرنا ، اور ان کو Ignore کرنا ، ان سے روگردانی کرنا کسی صورت میں بھی باعث رحمت نہیں بن سکتی ہے - اس لیے بنیادی طور پر یہ کہنا کہ یہ بالکل عین دین کے مطابق ہے ، اسلام کے مطابق ہے - دوسرے میں حزب اختلاف سے اور بات پوچھتا ہوں ، یہ کہا گیا کہ ایسا نہیں ہے کہ جب حلقہ نمبر 6 کی سیٹ کی ٹکٹ نہیں ملی تو اس کے بعد پارٹی چھوڑ کر چلے گئے ہیں - اس سے پہلے وہی لیڈر اور وہی پارٹی تھی - اور تمام پارٹی کا حساب کتاب ٹھیک تھا - میں یہ کہتا ہوں اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ نہیں یہ بات نہیں تھی تو دوسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ پارٹی کے پروگرام اور پارٹی کے منشور سے پارٹی انحراف کر چکی تھی - یا پارٹی کے لیڈر انحراف کر چکے تھے - اگر ان کے پروگرام کے ساتھ متفق تھے اور اگر پروگرام کو یقین کے ساتھ مانتے تھے تو اس کے بعد کیا ایسا یکدم ہو سکتا ہے کہ وہ مسلم لیگ میں چلے جائیں ، اس پارٹی میں چلے جائیں جس کا کوئی منشور نہ ہو - جس کا کوئی نصب العین نہ ہو ، جو کہ بالکل پارٹی کے پروگرام کی نفی کرتی ہو ، اس لیے اگر ان کا کوئی ٹکٹ پر جھگڑا نہ تھا پروگرام پر جھگڑا نہ تھا - تو وہ کوئی نیا پلیٹ فارم بناتے - ان کا پروگرام کوئی پروگریسو ہوتا - تو پھر سمجھتے - انہوں نے خود بخود اس بات کی نفی کی ہے کہ وہ کسی پروگرام کے خلاف نہ تھے -

اس کے بعد جناب والا - میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ غریب لوگ جن کے پاس زمینیں نہیں ہیں ، جو کہ مالک نہیں ہیں ، آپ نے جو کھاد مہیا کی ہے - اچھے بیج دیے ہیں ، قرضے دیے ، زمیندار ، مالک کاشتکار کو فائدہ ہوا ہے - غریب لوگوں ،

دیہاتوں میں بسنے والوں لوگوں کو جن کو ہم سمجھتے ہیں کہ کمی ہیں مزدور ہیں اور مختلف طریقوں سے اپنی روزی کماتے ہیں ، اس 4 سالہ دور میں کسی صورت میں ان کے لیے کوئی ایسی منصوبہ بندی نہیں کی گئی نہ ان کے لیے کوئی اقتصادی امداد دی گئی ، نہ کوئی قرضہ جات دیے گئے تاکہ وہ اپنی روزی کسی اچھے طریقہ سے کما سکتے اور چھوٹی موٹی گھریلو قسم کی کوئی صنعت لگا سکتے ۔ اس لیے جناب والا ۔ میں جناب وزیر خزانہ سے یہ گذارش کروں گا کہ وہ لوگ جو کہ مالک نہیں ہیں ، بے زمین ہیں ، ان کو بھی کاروبار کے لیے ، زمیندار اور کاشتکاروں کی طرح قرضہ جات دیے جائیں ، ان کے لیے کوئی نہ کوئی مد قائم کی جائے اور ان کو بھی سہولیات دی جائیں کیوں کہ ہمارے ساتھی وہ غریب لوگ ہیں ، ہمارے ساتھ ملنے والے وہی غریب لوگ ہیں لہذا میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ ان کے لیے رقم دی جائے ۔ اس کے بعد جناب والا میں اپنے علاقہ کے متعلق عرض کروں گا ۔ ایک منٹ میں اپنی تحصیل کے بارے میں گذارش کروں گا ۔ وہاں منصوبہ بندی ، میوریج سکیم اور سڑکیں بن چکی ہیں ، بہت سے گاؤں میں واٹر سپلائی مل چکی ہے ۔ اس کے علاوہ دو تین بنیادی ضرورتیں ہیں ، خاص کر تعلیم کے بارے میں رائے ونڈ اور کاہنہ رائے ونڈ تین تحصیلوں کے جنکشن پر واقع ہے ۔ وہاں پر دو ہائی سکول ہیں ، کوئی انٹر کالج نہیں ہے ۔ یا تو طلبا کو داخلہ کے لیے قصور جانا پڑتا ہے اور یا لاہور آنا پڑتا ہے ۔ اس لیے اس لیے اس جنکشن پر جہاں کہ دو ہائی سکول ہیں وہاں پر انٹر کالج کا ہونا ضروری ہے ۔ اسی طرح سے کاہنہ نو جو ہے وہ لاہور اور قصور کے مرکز میں واقع ہے ۔ وہاں پر بھی ہائی سکول ہے جہاں پر کہ لڑکوں کی تعداد بارہ تیرہ سو ہے ۔ وہاں پر انٹر کالج کا ہونا ضروری ہے ۔ اسی طرح سے عظیم آباد اور سلطان آباد دو سکول ہیں جہاں ساتھ کے قریب بچے آٹھویں جماعت میں فارغ ہوتے ہیں لیکن نویں اور دسویں جماعت میں داخلہ کے لیے انہیں دور دور جانا پڑتا ہے ۔ ان دو سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جائے ۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو اڑتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

حضور والا ۔ جناب وزیر خزانہ کو میرے معزز ارکان اسمبلی نے خراج تحسین پیش کیا ہے ۔ میں بھی کئی وجوہات کی بنا پر ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ، پہلی بات تو یہ ہے کہ موجودہ بجٹ پچھلے 4 بجٹوں میں سے بہترین ہے ۔ ترقیاتی ہے اور حقیقت پسندانہ ہے ۔ اور عوامی بجٹ ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ جناب وزیر خزانہ نے اس میں اپنے ڈاکٹر ہونے کا ثبوت اس بجٹ میں فراہم کیا ہے ۔ وہ اس وجہ سے جیسا کہ ایک ڈاکٹر صاحب کسی آدمی کی بیماری کی تشخیص کر کے جس چیز کی کمی محسوس کرتے ہیں اس کے مطابق اس کا علاج کرتے ہیں ، یہ سوچتے ہیں کہ ان کی زندگی میں اگر خون کی سرایت ہوتی رہے ۔ خون جاری و ساری رہے ۔ تو پھر انسان تندرست اور توانا رہتا ہے اور ملک اور قوم کے کام آ سکتا ہے ۔ تو یہاں پر بھی پنجاب ہے عوام کو جس چیز کی ضرورت تھی ، جہاں زیادہ خون دینے کی ضرورت تھی ۔ جناب وزیر خزانہ نے ڈاکٹر صاحب نے اس جگہ اتنا ہی پیسہ دے کر اس علاقہ کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اس کے بعد تیسری وجہ میرے مبارک باد دینے کی یہ ہے کہ آج وزیر خزانہ صاحب تشریف فرما ہیں نہ ان کے ہاتھ میں سوت کی اٹی ہے ۔ نہ ان کے کندھے پر کلہاڑی اور کدال ہے اور نہ جناب والا ۔ وہ آج صبح صادق کاذب اور صبح صادق کے سنگم پر کھڑے ہو کر پریشان نظر آتے ہیں ، نہ نئے وقت کی گجر سن رہے ہیں ، جناب والا ۔ اس سے بڑھ کر ان کو اس لیے بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آج ہمارے صوبے کی ضروریات کو جس طرح سابقہ وزیر خزانہ نے فرمایا تھا کہ اگر پاکستان نے جینا ہے اور سر بلند ہو کر جینا ہے تو افق سے ابھری ہوئی سرخی سے ہمیں اپنی مانگ بھرنا ہوگی ۔ اور اس سرخی میں اضافہ کرنے کے لیے ہمیں اپنے خون میں ، اپنے لہو میں نہانا ہوگا ، اس وجہ سے جناب والا ۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے سرخی سے مانگ نہیں بھری سیدھا سادھا حقیقت پسندانہ بجٹ پیش

کیا ہے ۔ جناب والا ۔ جب میں نے سرخی کی بات کی تھی تو وہ مصیبت کے کے پہاڑ بن کر مجھ پر ٹوٹ پڑے تھے اس وقت ایک سپیشل ٹیم کا ڈی آئی جی گوگیرہ پہنچ گیا جناب والا ۔ وہ وقت بھی تھا جب ایک سیدھی سادی بات بتائی تھی اور کہا تھا کہ یہ نظریہ پاکستان کے خلاف بات ہو رہی ہے تو اس وقت قائد اعظم کی تصویر کو مخاطب ہو کر چند معروضات پیش کی تھیں ۔ لیکن اس وقت مصیبت یہ بنی کہ وہ اس بات پر تلملا گئے اور ہمارا جینا دوبھر ہو گیا اس وقت ان کی کابینہ کے ایک وزیر صاحب اپنی تقریر میں اس حد تک گرم ہوئے کہ اس اسمبلی حال میں پانی کا ٹھنڈا گلاس منگوا کر ان کو اپنی آگ بجھانی پڑی ۔ جناب والا میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت حالات اس قسم کے تھے کہ فنکار وزیر خزانہ کے دور میں ہمارا ضلع ساہیوال دارالاسلام کی جگہ دارالحراب بنا ہوا تھا اور وہ نئے وزیر اعلیٰ ہم پر مسلط کیے گئے تھے جناب والا ۔ میرے مقامی تھانہ میں اس وقت میرا کوئی بس نہیں چلتا تھا جناب والا ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ حالات اس وقت یہاں تک چلے گئے تھے کہ ہمارے سابقہ وزیر اعلیٰ صاحب کی وجہ سے ایک تنظیم وجود میں آ گئی تھی اور اس تنظیم کے ایک فرد نے ضلع ساہیوال میں اپنی ذاتی میٹنگ میں کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ ہمیں پنجاب میں ہائی کورٹ کے ججوں سے لے کر ہر محکمہ میں 62 فیصد ملازمتیں دی جائیں اور اس کے بعد اس کا جو انجام ہوا تھا کہ آپ سب جانتے ہیں جناب والا ۔ یہ اس وقت کے واقعات و حالات تھے یہ تھی اس وقت پنجاب کے ساتھ دوستی ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر وہ حالات جاری رہتے اور ان کی نشاندہی نہ کی جاتی اور قائد عوام ان حالات کو نہ بھانپتے تو میرا اندازہ ہے کہ پنجاب خانہ جنگی میں مصروف ہو جاتا اور یہ حالات اس قسم کے تھے کہ جو ملک اور قوم کی خاطر کسی لحاظ سے ٹھیک نہیں تھے جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس وقت میرا کوئی قصور نہیں تھا صرف اتنی بات تھی کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اس کے حبیب اور آقائے نامدارسی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور جناب قائد عوام کی قیادت میں ایک ادنیٰ سپاہی ہونے کی حیثیت سے اس وقت کے وزیر صاحب کے برج الٹ گئے ۔ جناب والا ۔ آپ کو اچھی طرح یاد ہوگا کہ اس دور میں تین ۔ چار وزیر اعلیٰ ہو چکے ہیں اور چند ایک گورنر صاحب بھی تشریف لائے ہیں اور یہ جو ہماری فرنٹ سیٹ ہے میں

تو یہاں تک کہوں گا کہ عارضی صحبت کرنے کے بعد کئی وزراء کے ساتھ بے وفائی کر چکی ہے لیکن باوجود اس حد تک لوگوں کے آنے کے میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ میں نے کسی سے آج تک کوئی ذاتی کام نہیں لیا ہے اور نہ ہی ذاتی کام کے لیے کوئی بھیک مانگی ہے اور ہمیشہ عوام کے مفاد کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے جناب والا ۔ یہ سابقہ حالات تھے اور آج ہم اس لیے وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کر رہے ہیں کیونکہ ہم ان حالات سے نکل کر صحیح طور پر اور پاکستانی کے ذہن سے سوچ رہے ہیں اور انشاءاللہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اس مسئلے میں کامیاب نہ ہو سکیں ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ اپوزیشن کی طرف سے کئی سوالات ہوئے ہیں اور تنقیدیں بھی ہوئی ہیں اس کے بارے میں میں ایک دیہاتی ہونے کی حیثیت سے ایک موٹے حساب کی بات کرتا ہوں کہ جب قائد عوام پر تنقید کی جاتی ہے پاکستان پیپلز پارٹی پر تنقید کی جاتی ہے تو جناب والا ۔ ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ اگر وہ تنقید تعمیری ہے اس میں اعتراض برائے اعتراض ہے تو پھر اس میں ضروری طور پر سازش ہے اور تخریب کاری ہے اور ایسی باتوں سے پاکستان کے بیرونی دشمن خوش ہوں گے اور بیرونی دوست اس سے مایوس ہوں گے ۔ جناب والا ۔ ہماری اپوزیشن کا یہ معیار ہونا چاہیے کہ اگر ان کی بات سے ہمارے دشمن خوش ہوتے ہیں ان کو اس سے اجتناب کرنا ہوگا اگر ہمارے دوست ناراض ہوتے ہیں ان کو مایوس نہیں کرنا ہوگا ۔

جناب والا ۔ جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا یہی قصور ہے کہ انہوں نے پاکستان کو تیسری دنیا میں مقام دیا ہے عالم اسلام میں آج ہم سرخرو ہیں اور جب سے یہ پاکستان پیپلز پارٹی معرض وجود میں آئی ہے اس نے اسلام کی بہترین طور پر خدمت کی ہے ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جناب قائد عوام کا یہی قصور ہے کہ انہوں نے حقوق العباد کی بات ہے حقوق العوام کی بات ہے کاشت کاروں کے حقوق کی بات ہے مزدوروں کے حقوق کی بات کی طلبہ کے حقوق کی بات کی ہے جناب والا ۔ صحیح کاموں پر تعمیری تنقید جائز ہے لیکن اگر مخالفت برائے مخالفت کی جائے تو عوام اسے کبھی بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں جناب یہ عرض کر رہا تھا کہ جب حالات آج اس قسم کے ہیں کہ

سابقہ وزیر اعلیٰ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ جناب میری فکری لغزش تھی ۔ جناب والا ۔ اگر وہ فکری لغزش ہے اور آج اگر قائد اعظم ثانی صاحب ان کو خواب میں مل گئے ہیں اور ڈیڑھ سال وہ جو برسر اقتدار رہے ہیں اور ڈیڑھ سال میں جو بھی انہوں نے کام کیے ہیں تو جناب والا ۔ جب ایک ملزم اقرار جرم کر لیتا ہے تو پھر آپ ہی فیصلہ صادر فرمائیں ۔ کہ کیا ان پر کوئی جرم عائد نہیں ہونا چاہیے اور جتنے بھی کام انہوں نے کیے ہیں جناب والا ۔ آپ ان کو کیا رنگ دیتے ہیں اور اس کے بارے میں آپ کا کیا فیصلہ ہو سکتا ہے جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ حالات تھے اور ان کی فکری لغزش کا نتیجہ تھا جناب والا ۔ آج خدا کے فضل و کرم سے وہ حالات نہیں رہے ہیں پارٹی مضبوط ہے اور اس میں اتفاق ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں پنجاب کے وسائل اور مسائل کے بارے میں عرض کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ میں اپنے ضلع کی بات کروں گا اور 1857ء کی نسبت سے بات کروں گا ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ میرا ضلع ساہیوال پہلے گوگیرہ کے نام سے مشہور تھا اور انگریزوں نے 1857ء سے لے کر 1947ء تک انتقامی طور پر اس ضلع کو پیچھے رکھا اور اس میں کوئی بھی تعمیری کام نہیں ہوا لیکن 1947ء سے لے کر 1970ء تک اتنا کام نہیں ہوا جتنا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے معرض وجود میں آنے کے بعد ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ اس چار سال میں میرے ضلع میں سڑکیں بنائی گئیں سکول بنائے گئے اور گاؤں گاؤں بجلی پہنچائی گئی ۔ لیکن جناب والا ۔ اس کے بعد کچھ ضروری معروضات ہیں جو میں جناب وزیر خزانہ صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ ان میں سے نمبر 1 تو یہ ہے کہ لوئر باری دوآب سے ایک ہماری نہر جس کو ہم گوگیرہ ڈسٹری بیوٹری کہتے ہیں نکلتی ہے اس سے جو پانی ہمیں دیا جاتا ہے وہ ایک ہزار ایکڑ کے پیچھے تین کیوسک بنتا ہے حالانکہ عام طور پر ایک ہزار ایکڑ کے پیچھے 3 اعشاریہ 3 کیوسک پانی دیا جاتا ہے جناب والا ۔ ہماری اس نہر کا یہ مسئلہ ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے زمیندار جنہوں نے بجلی کے ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں یا ڈیزل کے ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں وہ زمیندار بھی وطن ہیں اور ملک کی خدمت کرتے ہیں پیداوار میں اضافہ کرتے ہیں جناب والا ۔ ہمیں جو آبیانہ فی ایکڑ طور پر نہری پانی ملتا ہے آپ اس

کے بارے میں ماہرین انہار سے پوچھ لیں ہمیں ایک تہائی پانی ملتا ہے اور اس سے ہمارا دو تہائی حصہ کاشت نہیں ہو سکتا ۔ ہم جناب والا ۔ اپنی مدد آپ کے تحت ڈیزل کا تیل جمع کر کے پیداوار بڑھاتے ہیں لیکن مالیہ جناب والا ۔ ایسا ہوتا ہے جیسے نہر والوں نے ہمیں پانی دیا تو جناب والا ۔ اس کا بھی کوئی حل ہونا چاہیے ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ میری گذارش یہ ہے کہ جہاں ہماری پارٹی نے شہری مزدوروں کے لیے subsidy دی ہے اسی طرح ہمارے جو دیہاتی مزدور ہیں ان پر اسی قسم کی توجہ ہونی چاہیے ۔

جناب والا ۔ میں اپنے علاقے کے بارے میں عرض کروں گا کہ میرے علاقہ میں ایک گوگیرہ میں ایک مڈل سکول ہے جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا ۔ کہ اس کو ہائی سکول ہونا چاہیے ۔ اس کے بعد جناب ماڑی پتن پر ہماری حکومت کی کوشش سے ایک پل بن رہا ہے جناب والا ۔ اگر وہ پل مکمل ہو جائے تو وہاں پر جتنا سامان ہے اس کو جناب والا ۔ سید والا ۔ پتن پر آ جانا چاہیے کیونکہ وہ بھی عوام کی ضرورت کے لیے ہے اور یہ بہت ہی اہم ہے ۔

جناب والا ۔ کہ ضلع ساہیوال میں گو کافی ترقی ہوئی ہے لیکن یہ ضلع پنجاب میں بنیادی طور پر ایک مقام رکھتا ہے جناب والا ۔ ضلع ساہیوال کے معزز دوستوں نے آپ کی وساطت سے اس ایوان میں یہ عرض کی ہے کہ اس ضلع میں ایک شوگر مل ہونی چاہیے اور اس ضلع میں سوئی گیس بھی پہنچنی چاہیے ۔ وہاں پر ایک انجینئرنگ کالج میں کا اجراء ہو چکا ہے جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ وہ کالج وہیں پر رہنا چاہیے وہاں پر میڈیکل کالج اور زرعی کالج کا بھی اجراء ہونا چاہیے ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ کچھ تاریخی حقائق ہیں جو آپ کے سامنے لانے ضروری ہیں کہ لاہور میاں میر چھاؤنی سے لے کر ملتان تک ۔ جناب والا ۔ میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لاہور کا غربی حصہ اور ملتان کا شرقی حصہ لائلپور کا جنوبی حصہ اور ساہیوال کا شمالی حصہ جس کو ہم وسطی پنجاب کہتے ہیں جناب والا ۔ جرنیٹ پسندوں نے یہاں پر اپنا کام کیا ہے جناب والا ۔ انگریزوں نے انتظامی طور پر تھانہ مغل پورانے اور بڑا گھر سے لے کر کمالیہ سے آگے تک اور دریائے راوی کے دونوں طرف تھانوں کی تعداد بڑھائی ہے ۔ جناب والا ۔ نہ وہاں پر کوئی

ہسپتال بنایا گیا ہے ، نہ وہاں پر کوئی سکول ہے اور نہ کوئی سڑک ہے ۔ ان چیزوں سے انگریز حکومت نے دانستہ طور پر اس علاقے کو محروم رکھا آج وہ زمانہ گزر گیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس علاقہ میں بڑے جفا کش لوگ بستے ہیں ۔ زمین نہایت زرخیز ہے ۔ حضور والا ۔ یہ علاقہ بھی پنجاب کا جزو ہے ۔ اگر یہاں دیہاتی صنعتیں لگائی جائیں ، سکول اور کالجز کھولے جائیں ، سڑکیں بنائی جائیں اور بجلی وغیرہ لائی جائے تو جناب یہ سارے پاکستان کی ضروریات پوری کر سکتا ہے ۔ اس علاقے کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ سید والا بھی اس میں شامل ہے جو کہ انگریزی دور سے پہلے ایک پرگنہ کی حیثیت رکھتا تھا جو آج کل سب ڈویژن کے مترادف ہے ہڑپہ بھی اس میں شامل ہے جو کہ ہماری قدیم تہذیب کا ایک نشان ہے ملکہ ہانس اس میں شامل ہے جہاں وارث شاہ نے بیٹھ کر ہیر لکھی تھی ۔ جناب والا ۔ اس گوگیرہ بھی ہے ۔ میں چیلنج کرتا ہوں اور جناب والا ۔ آپ بھی ہمارے ساتھ اتفاق کریں گے کہ پنجاب میں گوگیرہ وہ مقام ہے جہاں پر حریت پسندوں نے اور آزادی پسندوں نے قربانیاں دیں ، جائدادیں ضبط کرائیں اور پھانسی پر چڑھائے اور جو غیور تھے ان کو انگریزوں نے کالے پانی بھیج دیا ۔ یہ ساری چیزیں کرنے کے باوجود اس ملک کی آزادی کے لیے 1857ء سے بھی زیادہ انہوں نے کام کیا ہے اور انہیں کی وجہ سے ہمیں یہ پاکستان ملا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ موجودہ پنجاب کے دانشوروں کو صحافیوں کو اور نمائندگان کو اور عوام کو یہ سوچنا چاہیے اور صحیح طور پر تحقیق کرنی چاہیے کہ ہمارا پنجاب کیوں بدنام ہے ؟ اس لیے کہ انگریز کے آنے پر پنجاب کے جو سومایا دار تھے جو جاگیردار تھے وہ انگریز کے قدموں پر سجدہ ریز ہو گئے اور پنجاب کے حقوق کو نقصان پہنچایا ۔ یہ لوگ خوشامدی اور کاسہ لیس تھے لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اس پنجاب کی سر زمین سے رائے احمد خان کھرل شہید کی موجودگی میں جتنے اس کے ساتھی تھے انہوں نے آزادی کی خاطر قربانیاں دیں اور انگریزوں سے پوری لڑائی کی ۔ اگر اسی طرح موجودہ طور سے ہمیں قائد عوام جیسی قیادت حاصل ہوتی یا اس وقت قائد اعظم رہ ہوتے تو میں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ انگریزوں کو ڈیڑھ سو سال حکومت کرنے کا کبھی موقع نہ مل سکتا ۔ جناب والا ۔ ایک انصاف کی یہ بات ہے کہ آپ کو پنجاب کی خاطر کچھ کرتا ہوگا ۔ ان کی قربانی کی خاطر کچھ کرنا ہوگا اور وہ

اس طرح کہ جس طرح چودھری محمد یعقوب اعوان صاحب نے فرمایا ہے کہ لائل پور کا نام تبدیل کرنے کی تجاویز آ رہی ہیں اور انہوں نے سانگل ہار کا بھی ذکر کیا ہے ۔ حضور والا ۔ یہاں باریں تین ہیں ۔ گنجی بار ، نیلی بار اور سانگل بار ۔ تو ان سے کوئی نام منسوب نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ۔ ساہیوال کی ایک اور بات ہے اور اس کا پس منظر میں جانتا ہوں اور شاید میرے ساتھی بزرگ نہیں جانتے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ لائل پور کو ایک غازی کے نام پر منسوب کر دینا چاہیے یعنی رائے احمد خان کھرل شہید کی نسبت سے لائل پور کا نام تبدیل کرنا چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ اگر ہم نے اپنے قائدین کو جنہوں نے ملک کی خاطر قربانیاں دیں ہیں زندہ کرنا ہے تو ان کی زندگیوں کو یاد کرنے سے ایسا ہو سکتا ہے اور اس طرح سے ہماری زندگی بھی صحیح طور پر درخشاں ہو سکتی ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ پنجاب یونیورسٹی میں ان لوگوں کو جنہوں نے 1857ء کے لے کر آج تک ملک کے لیے اور اس کی آزادی کے لیے قربانیاں دی ہیں ۔ ان کے نام پر ہالوں کے نام رکھے ہوئے ہیں ۔ قائد اعظمؒ کے نام پر ، علامہ اقبال کے نام پر اور محمد علی جوہر کے نام پر ہالوں کے نام رکھے ہوئے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ 1882ء سے کام شروع ہوتا ہے ۔ پھر جناب آگے کانگریس آتی ہے ۔ پھر جناب مسلم لیگ آتی ہے ہم یہاں پہنچے ہیں ۔ 1887ء میں کارہائے نمایاں انجام دینے والوں میں سے پنجاب کے مجاہد بھی موجود ہیں جن کی وجہ سے پنجاب کا سر فخر سے بلند ہے ۔ اگر ان کا کردار پنجاب میں شامل نہ کیا جائے تو پھر پنجاب واقعی لالچیوں اور خود غرض لوگوں کا ہے ۔ پنجاب کی وجہ سے انگریزوں نے یہاں قدم جمائے تھے اس لیے انصاف یہ ہے کہ وہ سپوت جنہوں نے ملک و ملت کی خاطر تنا تن ، اور دھن سب کچھ قربان کر دیا ان کے نام زندہ رکھنے کے لیے یونیورسٹیوں میں جتنے بھی ہال ہیں ان کے نام سے منسوب کیے جائیں اور ایک ہال رائے احمد خان کھرل شہید کے نام پر ہونا چاہیے اور ہماری نئی نسل کو پتہ ہونا چاہیے کہ موجودہ پنجاب میں وہ کون آدمی تھا جس نے ملک کی آزادی کی خاطر سب کچھ لٹا دیا اگر یہ یہ نہیں ہو گا ۔ تو پھر تاریخ کے ساتھ نا انصافی ہوگی ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ اس علاقے کے حالات ہیں جو کہ لاہور سے ملتان تک اور لائل پور سے لے کر ساہیوال تک پھیلا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن کی تقریر تو مکمل نہیں ہو سکے گی کیونکہ وقت بہت کم ہے لہذا جیسے آپ مناسب سمجھیں کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ سردار امجد حمید خان دستی صاحب کی تقریر کے متعلق فرما رہے ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ جی ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو پھر رائے صاحب ۔ آپ ہی دو منٹ اور تقریر کر لیں اور سردار صاحب کی تقریر شام کے سیشن میں ہو جائے گی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ مجھے کل موقع دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح کافی squeeze ہو جائے گا کیونکہ کل پانچ منسٹر صاحبان نے بولنا ہے تو اس میں ممبر بڑے squeeze ہو جائیں گے اس لیے آج شام کا سیشن رکھ رہا ہوں اور کل بھی شام کا سیشن کرنا پڑے گا ۔ میرے پاس ابھی ساٹھ ممبران کے نام لسٹ پر موجود ہیں ۔ آج اگر کورم وقت پر ہو جاتا اور صبح ڈیڑھ گھنٹہ ہمارا خرچ ہو جاتا تو پانچ چھ اور ممبران تقریر کر لیتے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ بہت مناسب چیز ہے کہ کل بھی دوسرا سیشن ہو جائے ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ آج ہم یہاں بیٹھ کر سوچتے ہیں کہ ہماری جو منزل ہے وہ کافی نزدیک ہے اور کچھ ہم خامیوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب یہ پاکستان بنا اور حضرت قائد اعظمؒ کی قیادت ہمیں نصیب ہوئی تو اس وقت ہمیں انگریزوں کا سامنا تھا اور مکار ہندو کا سامنا تھا ۔ جناب والا ۔ ہی عوام تھے جنہوں نے اس پاکستان کو معرض وجود میں لانے کے لیے انتہائی قربانیاں دیں اور یہ پاکستان معرض وجود میں آیا ۔ جناب والا ۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں تھی ۔ ہم بڑے حیران ہوتے ہیں ۔ ہم سوچتے ہیں کہ پاکستان جو ہے وہ قربانیوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ بنیادی

طور پر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ پاکستان کا مطلب ہے لاالہ الااللہ ۔ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ جب اس مصاحت پر جب لاالہ الااللہ پر عمل کرنے والوں کا وقت آتا ہے تو پھر ضروری طور پر ان کو سوچنا ہوگا اور دنیا کی تاریخ سامنے ہوگی تو پھر ان کا نمرودوں سے بھی مقابلہ ہوتا ہے ، فرعولوں سے بھی مقابلہ ہوتا ہے اور یزیدوں سے بھی مقابلہ ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ لاالہ اتنا آسان نہیں ہے کہ ہم بیٹھے بیٹھے سارے مسائل حل کر لیں جناب والا ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال ہمارے سامنے ہے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثال ہمارے سامنے ہے اور نواسہ رسول صلعم جگر بتول کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ لاالہ الااللہ کو قائم رکھنے کے لیے حلق اصغر کی قربانی دینی پڑی ۔ آج جب اس کا مطلب لاالہ الااللہ ہے تو اس پر ہم نے عمل بھی کرنا ہے ۔ پھر ہمیں قربانیاں بھی دینی ہوں گی جناب والا ۔ کیا وجہ ہے کہ آج وہی قوم اور وہی ملک جس نے اتنے achievements کیے ہیں جب کہ سارا عالم حیران ہے ۔ تو پھر آج ہم اپنے معمولی مسائل جو کہ ایک چھوٹے سے ملک کے مسائل ہیں حل نہیں کر رہے اس لیے ہمیں ضروری طور پر اپنے کردار اور عمل پر نظر کرنی ہوگی ۔ جناب والا ۔ اگر ہمارا کردار اور عمل ٹھیک ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے مسائل حل نہ ہوں ۔ خدا تعالیٰ کی مہربانی ہے اور اس کا بڑا احسان ہے اور یہ بھی میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مشیت ایزدی ہے کہ پاکستان قائم و دائم رہے ورنہ جو حالات پچھلے گزرے ہیں ان کو دیکھ کر مورخ یہ فیصلہ کریں گے اور آئندہ نسلیں یہ فیصلہ کریں گی کہ یہ ملک کس طرح بچ گیا ہے اور کیا حالات تھے جناب والا ۔ خدا تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ اس نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی شکل میں اور جنرل ضیاءالرحمن کی شکل میں ہمیں سپوت عطا کیے ہیں جن کی وجہ سے انشاءاللہ وہ وقت دور نہیں ہے کہ یہ پاکستان پھر اکٹھا ہو کر اپنا صحیح مقام حاصل کرے گا ۔ اور جس مطلب کے لیے بنا تھا وہ مطلب یہاں سے پورا ہوگا ۔ جناب والا ۔ اس لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ سب کچھ کرنے کے لیے ہمیں محنت سے کام کرنا ہوگا ہمیں خلوص نیت سے کام کرنا ہوگا ، ہمیں اپنے ملک کا سپاہی بن کر کام کرنا ہوگا ۔ جو بھی کسی کے فرائض ہیں اور جو بھی کسی کے اختیارات ہیں ان کو ملک کے مفاد کی خاطر استعمال کر کے ملک ترقی سے ہمکنار کر سکتے

ہیں ۔ اور اپنے کردار اور صحیح عمل کرنے کی وجہ سے یہ ترقی ہو سکتی ہے ۔ حضور والا ۔ میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ پنجابی میں ایک مثل ہے کہ "سو دن چور دا تے اک دن سائیں دا" جب ہم اس بات کو دیکھتے ہیں اور تاریخ شاہد ہے کہ 1857ء سے لے کر 1947ء تک جن لوگوں نے غداری کی تھی ۔ جو لوگ لالچ میں آ کر اس ملک کا سودا کر بیٹھے تھے جو انگریزوں کے چمچے بنے ہوئے تھے ان کو عوام نے قائد اعظمؒ کی قیادت میں شکست دی پھر ان کی نسلیں بھی یاد رکھیں گی ۔ اسی طرح جناب والا ۔ آپ دیکھتے ہیں 1947ء سے لے کر قائد اعظم اور قائد ملت کے دور کو چھوڑ کر لوگوں نے پھر وہی طریقے اپنائے ۔ لوگوں نے پھر اس ملک کے ساتھ چوریاں کیں ۔ پھر غریب کا خون چوسا ۔ پھر پاکستان کا جو اصل مقصد تھا وہ اس سے پیچھے ہٹ گئے ۔ پھر 1947ء میں وہ سائیں (مالک) آ گئے ۔ وہی مالک آ گئے ۔ وہی حقیقی طاقت آ گئی ۔ جنہوں نے پھر اتنے سالوں کے جو خود پرست اور خود غرض لوگ تھے ان کو سزا دی ۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ 1970ء سے لے کر آج تک یعنی آج 1976ء ہے ۔ اب ہمیں بھی ایسا کردار ادا کرنا چاہیے کہ ہمارے کردار کی وجہ سے ہمارے اس قائد پر کوئی حرف نہ آئے اور ہمارا قائد عوام کے سامنے جاتے ہوئے کسی وجہ سے شرم سار نہ ہو ۔ یہ ہمارا فرض ہے ۔ ہم انسان ہیں ہم سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں لیکن ایسی غلطی نہیں ہونی چاہیے جس سے غریب عوام کا نقصان ہو ۔ جناب والا ۔ اگر ہم قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے صحیح سپاہی ہیں تو پھر ان کے حکم کے مطابق صحیح کردار ادا کرنا ہوگا اور صحیح عمل کا مظاہرہ کرنا ہوگا تب ہی جناب قائد عوام جو محنت کر رہے ہیں اس کا صحیح نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے ۔ تب ہی یہ عوام جو ہمیں یہاں تک لائے ہیں ان کے سامنے ہم سرخرو ہو سکتے ہیں ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker: The House is adjourned. It shall re-assemble at 5 p. m. to-day.

اور کل صبح کا اجلاس آٹھ بجے ہوگا ۔

شام کی نشست

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 1976-77

بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ ملک خان محمد کھوکھر ۔

ملک خان محمد کھوکھر - جناب سپیکر - یہ جو بجٹ 77-1976ء پیش کیا گیا ہے یہ اس لیے بھی اچھا ہے کہ یہ عوام کی خواہشات کے عین مطابق ہے اور اس لیے بھی اچھا ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا لہذا میں وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں - انہوں نے شراب گھڑ دوڑ پر ٹیکس لگانے کی جو تجویز پیش کی ہے یہ ایک مستحسن قدم ہے اور میں تو یہ کہوں گا کہ شراب معاشرے میں تمام برائیوں کی جڑ ہے لہذا اس پر مکمل پابندی عائد کی جائے - میں قائد عوام کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے وہاڑی اور قصور کو ضلع کا درجہ دیا ہے - اور عوام کا ایک دیرینہ مطالبہ پورا کیا گیا ہے اس لیے یہ بجٹ ایک تاریخی بجٹ ایک ہے کیونکہ اس میں ضلع وہاڑی اور قصور کے لیے 84 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے - میں اب جناب والا - اپنے حلقہ انتخاب میلسی یعنی سلطان کی آبادی 20 ہزار نفوس پر مشتمل ہے اس لیے اسے ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جائے - اور گڑھا موڑ میں واٹر ورکس کے لیے ڈسٹرکٹ کونسل نے منظوری دے دی ہے اس پر عمل درآمد کیا جائے - جناب والا ہمارے دیہاتوں میں سکولوں کی بہت کمی ہے اور میں نے ایک سکول کی بنیاد گڑھا موڑ میں رکھی تھی لیکن اب وہ لیشنلائز ہو گیا ہے اس سکول کی عمارت نہیں ہے میں کئی سالوں سے گذارش کر رہا ہوں کہ اس کی عمارت بنائی جائے اس میں چار سو پانچ سو طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں - لیکن اس کی عمارت نہیں ہے - دوسرا سکول چک نمبر 88 مڈل سکول ہے اس کو ہائی کا درجہ دیا جائے اس کے علاوہ پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دیا جائے - گڑھا موڑ خانیوال تک پختہ سڑک بنائی جائے اور تیسرا میل کولن پر لگا ہوا ہے اور خانیوال گڑھا موڑ 8 میل ہے یہ 8 میل پختہ سڑک ہے اس سڑک کی اہمیت بہت زیادہ ہے - کیونکہ اس سڑک کے علاوہ اور کوئی سڑک نہیں ہے جناب والا - دیہات میں بجلی مہیا کی جائے گڑھا موڑ ایک اہم منڈی ہے وہاں گندم کے گودام بنائے جائیں - ہمارے علاقہ میں علاج معالجہ کے لیے کوئی سہولت نہیں ہے صرف گڑھا موڑ میں ایک ڈسپنسری ہے پہلے وہاں ایک ڈاکٹر تھا اب کوئی ڈاکٹر نہیں ہے - ایک ڈاکٹر وہاں تعینات کیا جائے - اور ہر 20 ہزار کی آبادی میں ایک ڈسپنسری منظور کی جائے - دیہاتوں میں پرائمری سکول کھولے جائیں - پرائمری گرلز سکول میں

استانیوں کی آسامیاں خالی پڑی ہیں وہاں استانیاں تعینات کی جائیں ۔ تا کہ دیہاتوں میں تعلیم جاری ہو سکے ۔ میں اپیل کروں گا کہ ہمارے مطالبات پورے کرنے کے لیے احکامات جاری کیے جائیں ۔ دوسرے ہمارے دیہات میں بجلی کی بہت کمی ہے اور تیل کی ایجنسیاں شہروں میں ہیں اس لیے ایک ایجنسی گڑھا موڑ میں کھولی جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ رانا شوکت محمود ۔

وزیر مال و کالونیز ۔ جناب سپیکر ۔ آج ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے پانچویں بجٹ پر بحث کر رہے ہیں ۔اور اس ایوان میں یہ بحث اس وقت زیر غور ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا پانچواں بجٹ جو پنجاب کی حکومت نے پیش کیا ہے ۔ میزانیہ کی حیثیت ایک آئینہ کی ہوتی ہے جس میں آپ تمام واقعات کو بخوبی دیکھ سکتے ہیں اس سے حکومت کی کارکردگی اور پارٹی کی کارکردگی کی باقاعدہ واضح طور پر نظر آ سکتی ہے مالی سال کے دوران ہم نے ضمنی میزانیہ کے ذریعہ اخراجات اور وسائل کا جائزہ لیا ہے اس جائزہ کے بعد آج ہم آئندہ مالی سال کے میزانیے پر بحث کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میزانیہ ایک مالیاتی منصوبہ بندی ہے جو ہر حکومت کرتی ہے اور کرنے کے بعد اس پر عمل کرتی اور اس پر غور کرنے سے کم از کم یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ ترجیحات کس سمت جا رہی ہیں ۔ ترجیحات میزانیے کا نہایت ہی اہم حصہ ہوتی ہیں ۔ اگر ہم ترجیحات پر غور کریں تو یہ بات واضح ہوگی کہ حکومت کن چیزوں پر زیادہ زور دے رہی ہے اور کس حد تک وہ اپنے پروگرام پر عمل در آمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ جناب والا ۔ میزانیہ کے آگے دو حصے ہوتے ہیں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی ۔ جناب سپیکر ۔ پہلے میں ترقیاتی حصہ کے بارے میں عرض کروں گا اور آپ کو پچھلے میزانیوں کی طرف لے جاؤں گا ۔ پہلا میزانیہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت 72-1971ء میں پیش کیا تھا ۔ اس میں سالانہ ترقیاتی پروگرام پر صرف 34 کروڑ روپے رکھے گئے تھے ۔ 73-1972 میں اسے وسعت دے کر 101 کروڑ روپے کردیا گیا ۔ 74-1973 میں 142 کروڑ اور 75-1974 میں 155 کروڑ روپے ہم نے ترقیاتی مد پر اپنے میزانیے میں خرچ کیے موجودہ سال جو چل رہا ہے ، اس میں ترقیاتی پروگرام پر 204 کروڑ روپے خرچ کئے ہیں اور آئندہ سال کے موجودہ زیر بحث میزانیے میں 228 کروڑ روپے

خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ جناب والا ! اگر آپ ان اعداد و شمار کو دیکھیں تو یہ اپنی وکالت بذات خود کر رہے ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبران کو اس میزانیے کی تعریف کرنے کی بھی ضرورت نہیں ۔ یہ اعداد و شمار بذات خود اچھے اور قابل فخر ہیں اور کوئی جماعت بھی اس پر فخر کر سکتی ہے ۔ جس سال پیپلز پارٹی نے حکومت لی تھی اس سال ترقیاتی مدت میں صرف 34 کروڑ روپے خرچ کیے اور ان چند سالوں کے عرصے میں نامساعد حالات کے باوجود اس بات کے کہ ہمیں بہت ساری دقتیں رہی ہیں ، اس میں inflations بھی تھیں اور ایسے حالات پیدا ہوتے رہے ، سیلاب آئے اور انہوں نے ہماری معیشت کو ، اس صوبے کی معیشت کو بہت حد تک نقصان پہنچایا ۔ لیکن اس کے باوجود ترقیاتی پروگرام ہمارے ہاں 34 کروڑ سے لے کر 228 کروڑ تک پہنچ گئے ۔ یہ بذات خود ایک بہت بڑی بات ہے ۔ جناب سپیکر ! اس کے علاوہ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جو ہمارا غیر ترقیاتی بجٹ ہے ، وہ بھی ترقیاتی بجٹ کا ایک حصہ ہے ۔ آخر ہم کیسے اس کو جدا کر سکتے ہیں ۔ مثلاً جو رقم محکمہ صحت پر خرچ ہوتی ہے ، جو رقم محکمہ تعلیم پر خرچ ہوتی ہے وہ کیسے غیر ترقیاتی بجٹ ہیں ۔ وہ بھی اس بجٹ کا ایک حصہ ہیں ۔ اس کی طرف بھی میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا ۔ آپ دیکھیں کہ ان رقوم میں کیسا گراں قدر اضافہ کیا گیا ہے ۔ کس حد تک ہم نے وہاں اخراجات بڑھائے ہیں ۔ اس صوبے کے عوام کی بہتری کے لیے اس حکومت نے کیا کچھ نہیں کیا ۔ ترجیحات بجٹ کا بہت اہم حصہ ہوتی ہیں ۔ اگر ہم ترجیحات پر غور کریں تو ہمیں پتا چل جاتا ہے کہ حکومت کی سوچ کس طرف ہے ۔ اگر ہم ترجیحات کے ذریعے روپے کا ارتکاز چند ایسے ہاتھوں میں کر دیں جہاں پر عوامی بھلائی کے کام نہ ہو سکیں تو وہ رقوم بیشتر برائیوں کا باعث بنتی ہیں ۔ لیکن جناب والا ! اگر آپ ہمارے اس بجٹ کی ترجیحات دیکھیں تو اس میں ہم نے زرعی شعبے پر اتنا زیادہ خرچ کرنے کی کوشش کی ہے ، تعلیم کے شعبے میں مثلاً ہمارے جو اخراجات ہیں وہ ہمارے ہاں 113 کروڑ روپے تک پہنچے ہیں ۔ یہ اتنا بڑا ایک ریکارڈ ہے اور آج سے پہلے کبھی تعلیم کی مد پر اتنا زیادہ خرچ نہیں ہوا ۔ بہت زیادہ خرچ 113 کروڑ روپیہ ہم نے تعلیم کی مد پر رکھا ہے ۔ اس طرح ہم نے زراعت پر اتنا زیادہ زور دیا ہے کہ آج سے پہلے کبھی کسی حکومت نے زراعت کے شعبے پر اتنا زیادہ زور نہیں دیا ۔ یہ چیزیں وضاحت کرتی ہیں کہ ہم ترجیحات کو کس طرح مقرر کر رہے ہیں ۔ ہماری ترجیحات کیا ہیں ۔ یہ ترجیحات الٹسٹریلیشن نہیں ہیں ۔ یہ ترجیحات سرمایہ دار نہیں ہیں ۔ یہ ترجیحات جاگیردار نہیں ہیں ۔ ہماری ترجیحات کیا ہیں ؟ ہمارے سینکڑوں ہزاروں گاؤں ۔ ہماری ترجیحات کیا ہیں ؟ ان میں بسنے والے کروڑوں انسان جن کے پاس نہ سکول کی سہولت تھی ، نہ زراعت کو آگے بڑھانے کے ذرائع تھے ۔ ہم نے انہیں اس میں یہ

سہولتیں مہیا کی ہیں ۔ آخر یہ جو بہت بڑی رقوم ہیں ، انھی پر خرچ کی جائیں گی ۔ جناب والا ۔ زراعت پر جو 25 کروڑ ہمارا خرچ ہو رہا ہے ، اس سے بڑھا کر ہم نے 28 کروڑ رقم کی ہے ۔ اور اس طرح آب پاشی کا نظام تھا ۔ اس کی ترقی کے لیے 11 کروڑ روپے کی بجائے 15 کروڑ روپے تک خرچ کیے جائیں گے ۔ اس طرح ہم نے جو اہم شعبے تھے ، زراعت تھی ، آب پاشی تھی ، تعلیم تھی ، ان پر اخراجات میں بے پناہ اضافہ کیا ہے ۔ اور وہیں پر ہم نے اس بجٹ میں معدنیات اور صنعتوں کے بارے میں اضافہ کیا ہے ۔ ان کے لیے موجودہ سال جو چل رہا ہے ، اڑھائی کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی اور آئندہ سال ، جو ہمارا بجٹ اب ایوان میں پیش ہے ، اس کے تحت 12 کروڑ روپے کی رقم ہم نے مختص کی ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی کا فرق دور کرنا چاہ رہا تھا ۔ میں نے اس لیے ان تمام رقوم اور تمام مدوں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ ترقیاتی بجٹ اور غیر ترقیاتی بجٹ میں اتنا زیادہ فرق نہیں ہے ۔ صرف یہ کہ اس میں نہج کا فرق ہے ۔ آج ہم جس طرح یہ رقوم خرچ کر رہے ہیں ، جس طرح آج ہم صوبے میں اتنے اتنے بڑے بجٹ بنا کر پیش کر رہے ہیں ، یہ ہماری پچھلے پانچ سالوں کی کار گزاری کی واضح اور انتہائی خوبصورت تصویر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پاکستان پیپلز پارٹی کا اور اس ایوان کا ہر ممبر فخر کر سکتا ہے کہ اس نے اس صوبے کی ترقی میں اس قدر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے ۔

جناب والا اس کے بعد میں اپنے محکمے کے متعلق چند باتیں کرنا چاہوں گا ۔ یہاں پر چند ایک اعتراضات بھی ہوئے ۔ یہاں پر چند ایک باتیں بھی ہوئیں لیکن یہاں پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سال پاکستان پیپلز پارٹی کی زیر قیادت صوبائی حکومت نے صوبے کی ترقی کے لئے بے انتہا اصلاحات نافذ کیں ۔ اور میرے اپنے محکمے جو ہیں ان میں بھی چند ایک ایسی انقلابی اصلاحات کی ہیں اور ایسے اقدامات کیے ہیں جو قابل فخر ہیں ۔ میں سب سے پہلے اس سلسلے میں مالیے کی معافی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ قائد اعوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے 10 نومبر 1975ء کو ایک اعلان کے ذریعے اس صوبے کے لیے ہی نہیں بلکہ اس تمام ملک کے ایسے کاشتکاروں کے لیے جن کے پاس 12 ایکڑ آب پاش اور 25 ایکڑ غیر آب پاش اراضی تھی اس پر مالیے کی معافی کا اعلان کیا ۔ نہ صرف مالیہ معاف کیا گیا بلکہ دوسرے تمام ٹیکس اور دوسرے جو cesses تھے وہ بھی معاف کر دئے ۔ اور وہ تمام کے تمام معاف ہو گئے اور اس کے متعلق بھی میں چند ایک اعداد و شمار اس فاضل ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا ۔ جناب والا اعداد و شمار کے مطابق صرف صوبہ پنجاب میں ان تاریخ ساز اصلاحات مالیہ کے تحت 85 فی صدی کاشتکار جو ہیں ان کو مالیے اور دوسرے محاصل سے مستثنیٰ قرار دیا گیا اور ان کو جو فائدہ ہو گا جو رقم بنتی ہے وہ 6 کروڑ 43 لاکھ روپے سالانہ بنتی ہے ۔

یعنی 6 کروڑ 45 لاکھ روپے کا ان کا سالانہ فائدہ ہو گا اور جتنے چھوٹے کاشتکار اس سے مستفیض ہوں گے ان کی تعداد سن کر جناب والا آپ حیران ہوں گے کہ 50 لاکھ 60 ہزار بنتی ہے ۔ اور جو رقبہ بنتا ہے وہ جناب 1 کڑور 58 لاکھ ایکڑ ہے ۔ یعنی ایک کروڑ 58 لاکھ ایکڑ کے جو مالک تھے ان کو یہ سہولت پہنچے گی ۔ یہ اتنی بڑی سہولت ہے ۔ کہ آپ کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ 1927ء میں علامہ اقبال نے اس ایوان میں تقریر کرتے ہوئے اس بات کا مطالبہ کیا تھا ۔ 1927ء کے بعد آج تک آپ خود اندازہ لگائیں کہ کتنی حکومتیں آئی ہیں ۔ ان حکومتوں کے دوران اس مطالبے کا اعادہ ہوتا رہا ہے لیکن کسی حکومت کو یہ سوچ کبھی نہیں آئی ۔ کسی حکومت کو اس سے پہلے یہ خیال نہیں آیا کہ انہوں نے غریب کسانوں کے اتنے بڑے مطالبے پر غور کیا ہو ۔ یہ سعادت پاکستان پیپلز پارٹی کو نصیب ہوئی اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے ایک تاریخی اعلان کے ذریعے یہ رعایت غریب کسانوں کو دی ۔ جناب والا اس پر بہت لے دے ہوئی ۔ بہت سارے ہمارے سیاسی مخالفین نے کہا کہ جناب یہ تو ایک چھوٹی سی رقم ہے یہ اتنی بڑی رقم نہیں ہے ۔ جناب والا رقم کے اعداد و شمار میں نے آپ کے سامنے پیش نہیں کئے میں نے رقبہ بھی آپ کو بتایا کہ کتنے رقبے کے مالکان کو فائدہ ہو گا ۔ اس کے علاوہ میں اس فاضل ایوان کے اراکین کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جناب والا یہ رقم سے بڑھ کر وہ سکون ہے جس کا ہم نے کبھی اندازہ ہی نہیں لگایا اور جس کا ہم اندازہ لگا ہی نہیں سکتے جو غریب کاشتکار کو ملا ہے ۔ جو سکون ایک تحصیل کے کارندے اس سے چھین لیا کرتے تھے ۔ اس کے سر پر ہمیشہ ایک تلوار سوار رہتی تھی کہ اس نے مالیہ ادا کرنا ہے ۔ مالیہ اور دیگر محاصل اگر کسی سال اس کو نقصان ہو جاتا تو یہ رقم دوگنا ہوتی رہتی تھی اور اگر اسے پھر نقصان ہوا اور وہ ادا نہ کر سکا تو یہ رقم بڑھ کر 3 گنا ہو جاتی تھی ۔ میں نے خود غریب کسانوں اور کاشتکاروں کو اپنے بیل اور اپنی پونجی فروخت کرتے دیکھا ہے ۔ اپنے گھر فروخت کرتے دیکھا ہے اور اپنے گھروں کے برتن فروخت کرتے دیکھا ہے ۔ اس لیے کہ وہ مالیہ ادا نہیں کر سکتے تھے ۔ اگر یہ اتنی چھوٹی رقم تھی تو یہ لوگ پھر کیوں اپنے بیل فروخت کرتے تھے ۔ یہ ایک چھوٹی رقم ہے تو کیوں ان کو یہ ضرورت پیش آتی تھی کہ وہ جا کر اپنے گھر کا اثاثہ فروخت کریں یا اپنے زیورات فروخت کر کے مالیہ ادا کرتے تھے ؟ میں نے جناب والا خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ تحصیل کے کارندوں نے بیل کی نیلامی کر دی اور اور پھر ہل کے ایک طرف ایک بیل اور دوسری طرف وہ بیچارہ غریب کاشتکار جتا ہوا ہوتا تھا ۔ یہ واقعات ہمارے ہی صوبے کے ہیں جو لیڈر یہ باتیں کرتے ہیں ان کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ یہ بہت چھوٹی رقم ہے ۔ انہیں عوام کا پتہ نہیں ہے انہیں عوام کے حالات سے آگاہی نہیں ہے ۔ وہ عوام کی حالت نہیں

جانتے کہ ان کو 25 30 ، 40 50 روپے دیتے ہوئے کتنی تکلیف ہوتی تھی یہ نہیں جانتے کہ یہ ہمارا کتنا بڑا انقلابی قدم ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کہہ دینا کہ یہ ایک معمولی سی رقم ہے اس کے خلاف محض یہ ایک بیہودہ قسم کا پروپیگنڈا ہے یہ ایک بیہودہ قسم کی تنقید ہے کہ جناب اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔ فائدہ کیوں نہیں ہوا ۔ فائدہ دیکھنا ہے تو ان اپنے لوگوں سے جا کر پوچھیے ۔ ڈرائنگ روموں میں بیٹھ کر لمبی لمبی کاروں میں سفر کر کے کیسے آپ لوگوں کو یہ اسی سو یا ڈیڑھ سو روپے کی رقم اتنی بڑی رقم لگ سکتی ہے ۔ لیکن اگر آپ ان لوگوں کے پاس جائیں تو پھر آپ کو پتا چلے کہ یہ سو روپے یا اسی روپے یا پچاسی روپے کی رقم کتنی بڑی چھوٹ ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں ایوان کی توجہ جو ہم نے مزارعین کو حقوق دیے ہیں ان کی طرف مبذول کراؤں گا ۔ ہم نے مزارعت کے حق کو تحفظ دیا ہے تسلیم کیا ہے اور اس ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ مزارع کو وہ وقار دیا ہے جو اس سے پہلے کسی بھی حکومت نے نہیں دیا تھا ہم نے مزارع کو کچھ ایسی رعایات دی ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں دی گئی تھیں ۔ جناب والا ۔ بے دخلی کا معاملہ اس صوبے میں ایک عام چیز تھی یہاں پر مزارعین بھی ہیں اور مالکان بھی ۔ مزارعین جو ہیں وہ زمینیں کاشت کرتے تھے مالکان کا جب دل چاہتا تھا انہیں کان سے پکڑ کر باہر نکال دیتے تھے ۔ میرے فاضل دوست جو اس ایوان کے فاضل اراکین ہیں وہ تقریباً تقریباً دیہاتی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں انہیں پتہ ہے کہ زمیندار کا جب جی چاہتا تھا اور جب اس کی مرضی ہوتی تھی وہ انہیں کان سے پکڑ کر باہر نکال دیتا تھا اور ان کا سامان اٹھوا کر گھر سے باہر پھکوا دیا جاتا تھا اور اسے جبراً بے دخل کر دیا جاتا تھا ۔ لیکن جناب والا آج جب ہم اس ایوان میں میزانیے پر بحث کر رہے ہیں تو اس وقت مزاوع کے حق کو قانون کے ذریعے تحفظ مل چکا ہے ۔ مزارع اور مزارعت کا جو حق تھا اس کو ہم تحفظ دے چکے ہیں ۔ اب اگر کوئی بے دخلی زبردستی کرے تو اس کو سزا بھی دی جا سکتی ہے مارشل لاء ریگولیشن نمبر 115 کے تحت جو سات سال تک قید ہو سکتی ہے اور اگر بے دخل کرنے کے لیے ٹیوب ویل یا نہر کا پانی بند کرتا ہے تو اس صورت میں بھی قید کی سزا جو سات سال تک ہے دی جا سکتی ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ جو بٹائی کا مسئلہ تھا اس کے بارے میں بھی ہم نے وضاحت کر دی ہے کہ اس نے کون کون سے حصے دینے ہیں ۔ مزارع نے کھاد دینی ہے یا نہیں دینی ہے ۔ اس نے بیج دینا ہے یا نہیں دینا ہے اور دوسرے قسم کے جو اخراجات ہیں وہ اس نے دینے ہیں ۔ نہیں ۔ وہ سب مالک نے دینے ہیں تو یہ مزارع کے لیے ایک اور زبردست رعایت ہے جو پاکستان پیپلز پارٹی نے دی ہے ہم نے مزارعت کے حق کو تحفظ دیا ہے اور ایک ایسا قانون بنا دیا ہے جو اس صوبے میں اس وقت رائج ہے اور جس کے تحت جناب والا بے دخلیاں بہت

حد تک رک گئی ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے بارے میں بھی اعداد و شمار پیش کرنا چاہوں گا کہ بے دخلی کس حد تک کم ہوئی ہے ۔ زرعی اصلاحات کے تحت گذشتہ اپریل تک کے میرے پاس اعداد و شمار موجود ہیں کہ 1556 بے دخل مزارعین میں سے 1245 مزارعین کو ہم نے عدالتوں کے ذریعے اس قانون کے ذریعے بحال کرایا ہے ۔ ان کی مزارعت پر ان کو بحال کرایا ہے ۔ اور اب تک کوئی 75% سے بھی زیادہ مزارعین بحال ہو چکے ہیں اور اب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے تمام حکومتوں کو اور صوبہ پنجاب کو بھی یہ تازہ ترین ہدایات دی ہیں کہ دو ماہ کے اندر اندر تمام بے دخل مزارعین کے مقدمات کا فیصلہ ہونا لازمی ہے ۔ اس نئے حکم کے تحت ہم یہ تمام فیصلے جو بے دخلی کے بارے میں مختلف عدالتوں میں ہوں گے ان کا فیصلہ دو ماہ کے اندر کریں گے ۔ جناب والا پانچ مرلے سکیم کے بارے میں یہاں بہت ساری شکایات مختلف دوستوں نے کیں یہاں میں نے ان شکایات کو توجہ سے سنا ہے لیکن جناب والا ۔ اگر آپ دیکھیں کہ یہ کتنی وسیع سکیم تھی جیسے میں ابھی آپ کے سامنے اعداد و شمار پیش کروں گا اور اس کے بعد آپ کو پتا چلے گا کہ یہ شکایتیں آٹے میں نمک کے برابر ہیں ۔ یہ کوئی شکایتیں نہیں ہیں ۔ جناب والا یہ ایک ایسی سکیم ہے اور اتنی بڑی سکیم ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں ۔ اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ما سوائے چائنہ کی حکومت کے دنیا کے کسی اور ملک نے اتنی بڑی سکیم پر عمل درآمد کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ ایسے تمام لوگ جن کی اپنی کوئی ملکیت نہیں ہے جن کے پاس اپنا کوئی گھر نہیں ہے جن کے پاس رہنے کی کوئی جگہ نہیں ۔ جن کے پاس سر چھپانے کے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے دیہات میں رہتے ہیں ان سب افراد کو ایک ایسا ٹکڑا زمین دے دیا جائے جس میں وہ اپنا گھر بنا کر سر چھپا سکیں ۔ جناب والا ۔ یہ ایک اتنی بڑی سکیم ہے کہ آپ نے صرف کی آبادی کو دیکھیے اس آبادی کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر آپ غور فرمائیں گے تو یہ ایک بہت بڑی سکیم ہے جس کا حکومت نے بیڑہ اٹھایا ہے اور وہ تمام لوگ جن کے پاس اپنا کوئی گھر نہیں ہے ۔ ان کو گھر بنانے کے لیے ایک پلاٹ دے دیا جائے ، اس سکیم کے تحت جناب والا ۔ جب اعداد و شمار اکٹھے کیے گئے تو وہ بہت زیادہ بنے لیکن ہمیں اس سے قطعاً کوئی خوف نہ آیا کہ ہم ان لوگوں کو کیسے زمین دیں گے ۔ جناب والا حکومت کے پاس جہاں ایسی سرکاری زمین موجود تھی ۔ اس پر پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ بنائے گئے اور وہ پانچ مرلے کے پلاٹ تقسیم کیے گئے ۔ جہاں پر حکومت کی اپنی زمین نہیں تھی وہاں پر زمین خرید کر پلاٹ بنا کر دیے گئے ۔ اس میں جناب والا جو اعداد و شمار ہیں ان کے ذریعے میں آپ کو عرض کرنے کی کوشش کروں گا کہ اتنی بڑی زمین میں چند شکایتیں بالکل بے معنی اور چھوٹی حیثیت رکھتی ہیں ۔ جناب والا اب تک اس سکیم کے تحت چھ لاکھ پچھتر ہزار سے

گھر اور بے مالک افراد کو ہم یہ پانچ مرلے کے پلاٹ تقسیم کر بیٹھے ہیں اس کے بعد جو درخواستیں ہمیں تیس جون تک موصول ہوں گی ، اس تاریخ تک خواہ جتنی بھی درخواستیں آئیں خواہ وہ چار لاکھ کی آئیں دو لاکھ کی آئیں یا وہ ابھی زیر فیصلہ عدالتوں میں پڑی ہوئی ہیں ان کو یہ پلاٹ دیے جائیں گے اور ان کو یہ پلاٹ ہم دیں گے ۔ جناب والا پچھلے ضمنی میزانیہ میں دو کروڑ روپے کی رقم اس پلاٹ کے لیے مختص کی گئی اور موجودہ ہمارے ہاں میزانیے پر بحث چل رہی ہے اس میزانیے کے دوران جناب والا ہم نے تین کروڑ روپے مزید رقم اس مد میں خرچ کرنے کے لیے مختص کی ہے ۔ تین کروڑ روپے ہم اس موجودہ مالی سال میں خرچ کریں گے یہ بہت بڑی رقم ہے اور اس کے علاوہ سرکاری زمین جو ہم نے پانچ مرلہ پلاٹ کے سلسلہ میں دی ہے اگر جناب والا اس کی قیمت بھی آپ ڈال لیں میرے خیال میں یہ کوئی پندرہ کروڑ روپے کی رقم بنے گی اور یہ میں اس کا حساب کروا رہا ہوں ۔ اس پر میں نے محکمہ کو کہا ہے کہ حساب کر کے دیں کہ کل رقم کتنی بنے گی ۔ میرا اپنا اندازہ ہے کہ چودہ پندرہ کروڑ روپے کی یہ خطیر رقم بنتی ہے ۔ جو پانچ مرلہ سکیم کے بارے میں ہم نے اب تک خرچ کی ۔ جناب والا یہ کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے ایک صوبے کے آپ 6 لاکھ 85 ہزار لوگوں کو تھوڑے عرصہ میں پلاٹ مہیا کر دیں ۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا ہے کہ 30 جون تک جن لوگوں نے جن دوستوں نے پانچ مرلے پلاٹ کے لیے درخواست دی ہوگی ان کو پانچ مرلے کے پلاٹ دیے جائیں گے اور لازمی طور پر دیے جائیں گے اور ان کے لیے کوئی تعداد مقرر نہیں جس سے کوئی یہ کہہ سکے کہ اس پر کوئی حد مقرر ہے جتنے بھی ہمارے ہاں مستحق لوگ ہوں گے ان کو پلاٹ دیے جائیں گے ۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے فاضل اراکین سے یہ بھی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ پلاٹ جہاں تقسیم ہو چکے ہیں وہاں میرے دوستوں کو چاہیے کہ کالونی گھر بنانے کے لیے کوشش کریں ۔ اس سلسلہ میں ہم نے جناب والا بنکوں کے ساتھ بندوبست کیا ہے اور ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن اور ہمارے جو شیڈول بنک ہیں وہ نہایت آسان شرطوں پر اور کم سود پر قرضہ دینے کے لیے تیار ہیں ۔ میں خود اپنے حلقہ میں یہ کوشش کی ہے وہاں لوگوں نے گھر بنائے ہیں میرے فاضل دوست جو اس ایوان کے ممبر ہیں اگر یہ کوشش کریں تو ان کے حلقوں میں بھی اس قسم کے گھر بن سکتے ہیں اور بنانے چاہییں ۔ جناب والا جب میں اپنے اس میزانیہ پر غور کر رہا ہوں تو مجھے تھوڑی سی باتیں اپنے ابتدائی دنوں کی بھی یاد آ رہی ہیں ۔ 1971ء میں جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت وجود میں آئی تو اس وقت کی بھیانک یاد بھی تازہ رہتی ہے ۔

جناب والا ۔ آپ کو اور فاضل ممبران کو یاد ہوگا کہ ان دنوں ہمارے

دلوں اور دماغوں پر ایک بات ، ایک سوال مسلط تھا کہ مشرقی پاکستان کے المیہ کے بعد ہمارا کیا حشر ہوگا ۔ اس وقت نہ کسی کو ترقی کی باتیں یاد تھیں اور نہ یہ یاد تھا کہ ہم نے حکومت کی اس طرح بلا وجہ مخالفت کرنی ہے ۔ اس وقت صرف ایک سوال تھا کہ اب ہمارا حشر کیا ہوگا ۔ اب ہمارا کیا بنے گا کیا ہم بھی خدانخواستہ اسی قسم کے حالات سے دو چار نہیں ہوں گے جس قسم کے حالات سے مشرقی پاکستان دوچار ہوا ؟ جناب والا ۔ بیرونی قوتیں جو پاکستان کو ختم کرنے کے لیے لگی رہیں ان دنوں انہوں نے یہ پیشن گوئی کی کہ یہ حصہ بھی چند مہینوں کا مہمان ہے یہ انٹر نیشنل پریس میں یہ پیشن گوئیاں ہوتی رہیں جناب والا اس چار سال کے عرصہ میں ہم نے اس حکومت کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ۔ آج وہ حکومت وہ قوم وہ ملک جو ان دنوں میں اس قسم کی پریشانیوں اور خیالوں میں اور سوچوں میں مبتلا تھا آج وہ ایک زندہ ملک ، زندہ قوم ، بن گئی ہے جناب والا آج ہم زندگی کی باتیں کرتے ہیں آج یہاں ایوان میں یہ باتیں کرتے ہیں آج یہاں ایوان میں یہ باتیں ہوتی ہیں کہ سکول چاہیں ہمیں سڑکیں چاہیں ، جناب والا یہ زندگی کی نشانی ہے اور یہ بہت بڑی تبدیلی خیالات میں آئی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ایک تاریخی بات آپ کی وساطت سے اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ بد دل قومیں جو ہیں ان کو ایک نئی زندگی دینا اس قوم کو ایک ایسی قوم بنانا جس کے ذہن میں ترقی کی باتیں ہوں ۔ آگے بڑھنے کی خواہش ہو یہ کوئی چھوٹا کارنامہ نہیں اور یہ ان تمام مشکلات کے بعد کیا گیا ، بہت سی مشکلات جو اس ملک اور صوبہ میں ہمیں پیش تھیں ہماری معاشی حالت کوئی نہیں یہاں پر انسٹی ٹیوشن کا ذکر ہوا ۔ جناب والا ، کن انسٹی ٹیوشن سے ہم نے یہ ملک شروع کیا ۔ یہاں پر انسٹی ٹیوشنز سے ہم نے یہ ملک شروع کیا ۔ یہاں پر انسٹی ٹیوشن پر زور دیا گیا ہمیں کون سی انسٹی ٹیوشن ملی ؟ آمریت کی ، ملک کے ساتھ غداری کی ، ملک کے ساتھ زیادتی کی ملک میں رشوت کی ، سمگلنگ کی ، معاشرے میں تمام دوسری خرابیوں کی ۔ ہم نے انسٹی ٹیوشنز کو نہ صرف بہتر بنا رہے ہیں بلکہ ان تکالیف ان مشکلات اور اس سلسلے میں میں نے آپ کے سامنے جو حقائق بیان کیے ہیں ان کی روشنی میں جناب والا یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ہم اس ملک کو اطمینان ترقی کی طرف لے جا رہے ہیں ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف ہے ہمارا ہر قدم آگے ہے ۔ ہم نے پیچھے قدم ہٹانے چھوڑ دیے ہیں ، اب ہمارا کوئی قدم پیچھے نہیں ہٹا ۔ جناب والا ۔ 1971ء میں جب ہمارا مسئلہ اقوام متحدہ میں پیش ہوا تو سیکورٹی کونسل اور اقوام متحدہ کے تمام لوگوں نے ہمارے خلاف ووٹ دیے کون سی قومیں تھیں جنہوں نے ہمارا ساتھ دیا ؟ آج ہم چار سال کے عرصہ میں اسی جگہ سیکورٹی کونسل کے ممبر منتخب ہوئے ہیں ۔ کس کے مقابلے میں ؟ ہندوستان کے مقابلہ میں اپنے ایک ہمسایہ ملک کے مقابلہ میں ایک الیکشن کے ذریعہ ایک بیلٹ کے ذریعہ آپ بتائیں کہ یہ سب

باتیں ایسے ہی ہو گئیں ؟ ان کی کیا وجوہات ہیں ؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم اپنے ملک میں ایسی قیادت کے تحت ایک ایسی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے جو عوام میں مقبول تھی جس نے آپ کا دنیا میں وقار بلند کیا ۔ آپ اپنے ملک میں جمہوریت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے ۔ جناب والا آپ اپنے تمام ریمنز پر نظر دوڑائیں کتنے ایسے ملک ہیں جن میں اس وقت جمہوریت قائم ہے بڑے بڑے ملک جو جمہوریت کا دعویٰ کرتے تھے جمہوریت کی باتیں کرتے تھے ان کے ہاں جا کر دیکھیے کون سی جمہوریت ہے ۔ جناب والا یہاں پر جمہوریت کی باتیں بھی ہوئیں ۔ یہاں جمہوریت کی باتیں کرتے ہوئے ذاتیات پر شدید حملے بھی ہوئے یہاں پر ایسے حملے بھی ہوئے جو کسی طور پر کسی صورت میں بھی اخلاق سے میں سمجھتا ہوں گرے ہوئے تھے اور وہ اخلاق پر پورے نہیں اترتے تھے ۔ لیکن باتیں ہوئیں کیا یہ جمہوریت نہیں ؟ مگر آپ گالی گلوچ اور اس قسم کے حملوں کو جمہوریت سمجھتے ہیں ۔ جناب والا ان چیزوں کے باوجود آپ کہتے ہیں کہ جمہوریت نہیں ہے آپ کس چیز کو جمہوریت کہتے ہیں ، صرف ملک کو توڑنا جمہوریت ہے ؟ صرف ملک کے خلاف سازش کرنا جمہوریت ہے ؟ عوام کو ہر وقت برانگیختہ کرنا یہ جمہوریت نہیں ہے ، جمہوریت کے اپنے چند اصول ہوتے ہیں ، جمہوریت بھی اپنے اصول رکھتی ہے ۔ اس کے اصول کے تحت اسمبلیاں وجود میں آئی ہیں ۔ اب منتخب ممبر ہیں ، اسمبلیاں ہیں ، جو آپ کا دل چاہتا ہے وہ آپ کہتے ہیں ، جو آپ کا دل چاہتا ہے وہ آپ کرتے ہیں ، آپ اس ملک میں جمہوریت کی بات کرتے ہیں ، آپ مجھے بتائیں کہ جمہوریت کیا ہے ؟ یہاں پر ملک میں آمریت رائج تھی ۔ اس کو چھوڑ کر ہم نے جمہوری اقدار رائج کیں ہم نے جمہوری اقدار رائج کرنی شروع کیں ، وہ قائم ہو رہی ہیں ، آپ بتائیں کہ جمہوریت کہاں قائم ہیں ہے ؟ ہم نے جمہوری اقدامات رائج کرتے ہوئے دنیا میں تعلقات ٹھیک کیے ہیں ، اس وقت دنیا کی تمام سپر پاورز کے ساتھ ہمارے تعلقات ٹھیک ہیں اور انتہائی دوستانہ تعلقات ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ یہ خارجہ پالیسی کی بات نہیں ہو سکتی

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ کیا یہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ ان کا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے ۔ کہ جناب سینئر منسٹر نے اس ہاؤس میں ایک سٹیٹمنٹ دیا تھا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ

Foreign policies are not to be discussed.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ غداری کے ادارے ختم ہو گئے ۔ اور اس کے ساتھ یہ کہا کہ غداری زیادتی ، رشوت ستانی ، کے اداروں کو ہم نے بہتر بنایا ، آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں ، میں اس کو چیلنج کرتا ہوں ۔

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ میں Across the floor باتیں نہیں کرنا چاہتا

ہوں یہ کوئی proper طریقہ نہیں ہے ، میں یہی کہہ رہا ہوں کہ یہ کوئی proper طریقہ اختیار کریں -

مسٹر سپیکر - وہ آپ کے نوٹس میں لا رہے ہیں ، ان کا impression یہ ہے کہ It is only a slip of tongue. وہ اس کو ٹھیک کریں یا اس کو improve کریں

وزیر مال - اگر ان کو بہتر کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا ہے تو اور بات ہے - بہتر کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں خراب ہیں ، ان کو بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ، جو چیزیں ٹھیک نہیں ہیں ہم ان کو improve کر رہے ہیں ، جو گندی چیزیں ہمیں ورثہ میں ملی ہیں ، ہم نے وہ ختم کر کے ایک نئے معاشرے کو جنم دیا ہے -

مسٹر رؤف طاہر - جناب والا آپ وہ ٹیپ سن لیں ، انہوں نے کہا ہے کہ غداری اور رشوت ستانی کے institution ہیں ہم ان کو بہتر بنا رہے ہیں

Mr. Speaker : It is only a matter of construction of a sentence.

وزیر مال - میں فاضل دوست کی وضاحت کے لئے عرض کروں گا کہ میرا مطلب یہ تھا کہ ہم ان کو improve کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ،

مسٹر رؤف طاہر - جناب والا - مجھے پھر اعتراض ہے کہ آپ رشوت کے اداروں کو improve کر رہے ہیں ، یہ کہیں کہ ختم کیا ہے پھر تو بات ہے -

مسٹر سپیکر - وہ کہتے ہیں کہ رشوت کے اداروں کو ختم کریں -

This is what he has said وہ در اصل آپ کی امداد کر رہے ہیں -

One should be greatful to him for pointing it out.

وزیر مال - Thank you جناب والا - میں اپنی تقریر کو دو تین فقروں میں ختم کرتا ہوں ، پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت جب سے وجود میں آئی ہے اس نے اس قسم کے تمام اقدامات کیے ہیں ، ہم نے اپنے ان ووٹروں کے ساتھ جنہوں نے ہمیں کامیاب کیا جو وعدے کئے ان کی تکمیل کی - ہم نے اپنے پروگرام کی تکمیل کی اور اس کی support میں میں نے اعداد و شمار پیش کئے ہیں ، ہم نے اپنے وعدوں کی اپنے منشور کی تکمیل کی ہے - ہم نے اپنے اس منشور سے وفا کی ہے پل نے اس میں کوئی کوتاہی نہیں برتی ہے ہم ہر ممکن حد تک گئے - کہ ہم اس منشور کی باتوں کو پورا کریں جو کہ ہم نے 19 0 کے الیکشن میں عوام سے کئے تھے ان کلمات کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں -

چوہدری طالب حسین - پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن - جناب والا ایک چھوٹا سا واقعہ عرض کروں گا - جب ایوب خاں کا مارشل لاء لگا تھا تو منظور قادر صاحب نے بار ایسوسی ایشن میں تقریر کی - تقریر کے دوران کسی نے شہر محمد صادق مرحوم جو کہ کسی وقت اس ایوان کے ممبر ہوا کرتے تھے

سے کہا آپ لیٹ آئے ہیں آپ نے منظور قادر صاحب کی تقریر دل پذیر نہیں سنی ہے ۔ تو منظور قادر صاحب نے کہا کہ تقریر دل پذیر تو آپ لوگوں کی ہوا کرتی ہے جنہوں نے عوام کو یہاں تک پہنچایا ہے ۔ اس کے بعد مہر صاحب نے جو ریمارکس پیش کئے وہ میں وزیر صاحب کے پیش کرتا ہوں انہوں نے کہا ۔

"alright .....we are previous convict and you are undertrial"

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ اس سے پہلے کہ میں اصل موضوع کی طرف آؤں ۔ میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں 4 سال میں پاکستان پیپلز پارٹی میں رہا ہوں ، اور 4 سال گزارنے کے بعد اور اپوزیشن میں رہنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو و اپوزیشن نے اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا کہ ان کی پارٹی کے اندر کے لوگوں نے ان کو نقصان پہنچایا ہے ۔ ان کی پارٹی کے لوگوں نے ان کو زبردست نقصان پہنچایا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے اور قائداعظم رح کی وفات کے بعد ایک ایسا طبقہ ہمارے سامنے آیا جو یا تو سرمایہ دار تھا یا ذہنی طور پر سرمایہ پرست تھا اور پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں جو طبقہ حکومت کر رہا ہے ۔ وہ بھی اسی طبقہ کی ایک ذہنی پیداوار ہے ۔ اگر یہ لوگ سرمایہ دار نہیں ہیں تو طبعاً حالات کے تحت ان کا سرمایہ پرستی کا جنون اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ خوشامد اور مداح سرائی کے بغیر کوئی بات نہیں کی جاتی اور وہ بھی اس انداز میں کی جاتی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں وزیر اعظم پاکستان کے شایان شان نہیں ، آپ بہترین دلیل دیں ٹھوس قسم کی باتیں کریں ، ایک بہترین قسم کے پارلیمنٹرین کی حیثیت سے آپ بات کریں ۔ ایک اچھے سیاست دان کے دلائل دیں ، اور حقائق کو سامنے رکھ کر بات کریں ، تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے چیئرمین کی آپ کے لفظوں میں بہت بڑی تعریف ہوگی ۔ مگر یہ بات کچھ نہ ہوئی کہ جب آپ اپنی کمی اور کوتاہیوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں تو اس کمی اور کوتاہی کو آپ کے پاس کوئی facts and figures نہیں ہیں اور آپ کا اس کے متعلق کوئی مطالعہ نہیں ہے ۔ میں نہیں کہتا کہ ہر پارٹی کے سربراہ کی due appreciation نہ ہو ویسے جناب والا ۔ پیپلز پارٹی کا یہ فرض ہے اور ہم بھی ان کو due appreciation دیتے رہے ہیں اور جناب والا ۔ آپ کو یہ ماننا پڑے گا کہ قائد عوام کا خطاب ہم نے دیا اور زندہ باد ہم نے کہا اور یہ تعریفیں جو آج یہاں پر ہو رہی ہیں اس سے زیادہ ہم نے کی ہونگی لیکن جناب والا ۔ موجودہ نظام کے تحت ہر ایم۔پی۔اے اپنے اپنے علاقہ کے مسائل اس وقت پیش کر رہا ہے جب بجٹ بن چکا ہے جناب والا ۔ کسی کی سڑک ٹوٹ چکی ہے اور کسی کا پل نہیں بنا یا کسی کی چار دیواری گر گئی ہے ۔

جناب والا - پیپلز پارٹی کے ایم - پی - اے صاحبان کے پاس اتنا مطالبات کا انبار میں نے دیکھا ہے جو کہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ ان تمام مطالبات کو پورا کر سکے - جناب والا - آپ ایک طرف تو ترقی کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف ہر ایم - پی - اے کے پاس سڑکوں کی - سکولوں کی - اسپتالوں کی اور اساتذہ کی ایک طویل لسٹ ہے اور آپ کہتے ہیں کہ کہ ہمارا یہ کام نہیں ہوا ہماری سڑکیں بنیں ہمارا پل نہیں بنا ہمارا فلاں پروجیکٹ پورا نہیں ہوا حالانکہ اس کے لیے وزیراعظم نے ایک سال پہلے کروڑ ہا میں بیس لاکھ روپے رکھوائے تھے اور وہ پروجیکٹ فلاں وزیر اعلیٰ کی وجہ سے مکمل نہیں ہو ایک صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے 1972 میں فلاں سڑک کی سفارش کی تھی وہ بھی ابھی تک نہیں بنی لیکن جناب والا - اس کے باوجود پھر بھی وہ زندہ باد کہتے ہیں اور پھر بھی وہ تعریفی کلمات جاں پیش کرتے ہیں جناب والا - میں کہتا ہوں کہ آپ مطالبات کی اتنی طویل لسٹ اس لئے پیش کرتے ہیں کہ آپ عوام کو یہ تاثر دیں کہ میں نے وہاں بات کر دی ہے - جناب والا - میں یہ کہتا ہوں کہ نہ آپ نے ذاتی طور پر نہ عملی طور پر اور نہ حکمتاً اور نہ آپ کسی پلاننگ سے آج تک پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم پر چلے ہیں کہ آپ ان مطالبات کو منوا سکیں اور ان کی تکمیل کروا سکیں اگر موجودہ حالات کے تحت اتنے بڑے مطالبات کی لسٹ کو پورا کرنا ممکن نہیں ہے تو پھر اس کے لئے justification دیں کہ یہ اتنے بڑے مطالبات ہیں اور یہ حالات ہیں جن کی وجہ سے پیپلز پارٹی پورا نہیں کر سکی - جناب والا - میں یقین سے کہتا ہوں کہ جس طرح کی آپ کی تقاریر میں نے سنی ہیں ان سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ پیپلز پارٹی نے ابھی تک کچھ کیا ہی نہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بڑی ترقی کی ہے کسانوں کے لئے یہ کچھ کیا ہے - مزدوروں کے لئے یہ کیا ہے جناب والا - یہ تو ان کے صرف الفاظ ہیں - جناب والا - میں نے قیوم صاحب کی تقریر سنی - وزراء کی تقاریر سنی لیکن ایم-پی-اے کے مطالبات کی جو لسٹیں دیکھی ہیں ان سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کے حلقہ نیابت میں کچھ نہیں ہوا - بہر حال میں اس پہلو سے ہٹ کر یہ عرض کروں گا کہ جہاں پر پیپلز پارٹی سے ہماری علیحدگی کو زیر بحث لایا گیا اور دو سابق وزراء کے کردار پر تنقید کی گئی بلکہ آج کے دور کی حکومت نے اپنی کوتاہیوں اور اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے سابق وزیر اعلیٰ یا اس دور کی پیپلز پارٹی کو ایک جواز کے طور پر پیش کیا - جناب والا - آپ کے سامنے یہ تمام باتیں ہوئیں لیکن اس کے ساتھ میں ایک عوامی اور ایک عام شہری ہونے کی حیثیت سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ملک غلام مصطفیٰ کے دور کی آج اتنی کوتاہیاں نظر آ رہی ہیں اور جہاں تک کہتے ہیں کہ فلاں منسٹر کے فرج میں شراب کی بوتلیں تھی یہ تھیں وہ تھیں اور اس کے ذاتی

کردار کو یہاں پر زیر بحث لاتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ اس زمانے میں ترقی ہی نہیں ہوئی وہ دور تو ایک اختلاف کا دور تھا جناب والا ۔ میں اس دور کی کابینہ کے جو وزیر ہیں اس دور کے جو پیپلز پارٹی کے کارکن ہیں اور اس دور کی پیپلز پارٹی کے ہائی کمانڈ میں رہنے والوں سے سوال کرتا ہوں کہ سب سے پہلے تو ملزم آپ ہیں کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ کچھ نہیں ہو رہا لیکن پھر بھی آپ ان کی مدد کرتے تھے اور جب آپ کے مفاد کے خلاف نہیں ۔ قوم کے مفاد خلاف نہیں ۔ عوام کے مفاد کے خلاف نہیں صرف آپ کے مفاد کے خلاف انہوں نے اپوزیشن میں آ کر اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کی تو اس وقت آپ نے نہ صرف ان کے متعلق کیڑے مکوڑے نکالے اور خاکوانی صاحب کی زراعت کے سلسلے میں آپ کو کوتاہیاں نظر آئیں اور رانے صاحب کی بجٹ تقریر کا جو حکمت اور تدبر تھا اس میں بھی آج آپ کو بہت سے نقائص نظر آ گئے جناب والا ۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ ایسا کیوں ہے اور یہ کس ذہن کی آپ عکاسی کر رہے ہیں جناب والا ۔ یہ تو غلامانہ فعل ہے جس کی ہم نے انگریزوں کے دور میں پرستش کی تھی اور اس وقت کی حکومت میں وزیر بنے تھے خضر حیات بنے تھے ٹوانے بنے تھے اور ان کی وزارتوں میں حصہ لیا تھا اور پنجاب پولیس کے آئی ۔ جی بنے اور سی۔ایس۔پی سروسز میں آئے اور پنجاب کے عوام پر اور ہندوستان کے مسلمانوں پر انگریزوں کے دور میں رہتے ہوئے گولیاں برسائیں اور سر کا خطاب حاصل کیا زمینیں لیں جناب والا ۔ یہ سب کچھ ہم نے کیوں کیا صرف اس لئے کہ ہمارے اندر ایک غلامانہ اور ایک بیمار قوم کا ذہن پرورش پا رہا تھا لیکن آج بھی وہی ہو رہا ہے کہ اگر مصطفیٰ کھر کا دور ہے تو کیڑے نکالتے ہیں لیکن جناب والا ۔ اگر پیپلز پارٹی کی تاریخ میں سے مصطفیٰ کھر کے دور کو علیحدہ کر دیا جائے تو میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ اس پیپلز پارٹی کا دور یحییٰ کے دور سے بد تر ہے اور ایوب خان کے دور سے بھی بد تر ہے اس لئے کہ مصطفیٰ کھر حکومت پنجاب کے چلتے گورنر تھے وزیر اعلیٰ تھے اس وقت انہیں پنجاب کا ایک حسن نظر آتا تھا پنجاب کی ایک متانت اور پنجاب کا ایک کردار نظر آتا تھا نوکر شاہی پر اس کو پورا کنٹرول تھا ایم۔پی۔اے صاحبان پر اس کا کمپلن تھا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ جتنی بھی پڑتالیں اسائنڈ نے ۔ پولیس نے ۔ پٹواریوں نے کی تھیں ان تمام پر پورا کنٹرول کر لیا گیا تھا وہ دور ایک سنہولا ہوا دور تھا کہ جب حالات اور مشکات پر مکمل طور پر قابو پا لیا گیا تھا ۔ اب ہم پیپلز پارٹی سے علیحدہ ہوئے ہیں تو جناب والا ۔ میں آپ کو بتا دوں کہ ہمیں صرف ایک دکھ ہے کہ ایسا کردار جو پیپلز پارٹی مصطفیٰ کھر کی شکل میں آگے لائی تھی اس کو برا بھلا کہا گیا اور مصطفیٰ کھر کو صرف اس لئے ان کی سیٹ سے ہٹانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اپنے مفاد کی بات نہیں کرتا تھا وہ عوام

کے مفاد کی بات کرتا تھا اور جب اس نے عوام کے مفاد کی بات کی تو عوام نے اسے قائد پنجاب کہا اور جب لوگوں نے لاکھوں کی تعداد میں اس کو قائد پنجاب کہنا شروع کر دیا تو آپ اس کو موزوں نہ سمجھا اور آپ اس کو برداشت نہ کر سکے ۔ پھر آپ کے حلقوں میں سازشیں ہوئیں اور ملک معراج خالد اور رشید باباے سوشلزم بنے ۔ جناب والا ۔ پنجاب کی یہ روایتی ذہنیت مختلف سانچوں میں ڈھلتی ہوئی آپ کے چیئرمین کے راستے میں رکاوٹ بن گئی یہ پنجاب کے لوگ تھے ۔ جناب والا ۔ جب میں مصطفیٰ کھر کے دور میں میں کہیں جاتا تھا تو مجھے اتنا ہی تحفظ محسوس ہوتا تھا جتنا کہ سنٹر کے وزیر کو تحفظ حاصل ہوتا تھا اس نے ایک ایم ۔ پی ۔ اے کو سنٹر کے وزیر کے برابر کر کے دکھایا اس لئے جب کوئی مرکزی یا کوئی صوبائی وزیر یا کوئی عام آدمی اس کی ملاقات کے لئے جاتا تھا تو اگر اس کا نمبر پانچواں تھا اور میرا ساتواں تھا تو پانچواں نمبر ہی پہلے مل سکتا تھا ۔ جناب والا ۔ آج کیا ہے ؟ میں کہتا ہوں کہ ایک سال پہلے جب میں پیپلز پارٹی میں تھا یہ میں کوئی صدیوں کی بات نہیں کر رہا ہوں جناب والا ۔ میں یقین سے آپ کو کہتا ہوں کہ اگر فسطائیت کے یہ ہتھکنڈے اور الیکشن کا یہ ڈھنڈورا نہ پیٹا جاتا اور تاری ۔ ارشاد اور ہمارے دوسرے ساتھیوں کو اغوا نہ کیا جاتا اور مجھ پر پانچ مقدمات نہ بنائے جاتے میرا ٹیلیفون کنکشن نہ کاٹا جاتا ۔ طاہر شاہ صاحب کی جائداد پر بزدلانہ حملے نہ کئے جاتے اور اس کے بعد حنیف رامے کو آپ نے گرفتار نہ کیا ہوتا ۔ کل راجہ منور صاحب کی گاڑی پر آپ نے قبضہ نہ کیا ہوتا تو حالات اتنے ابتر نہ ہوتے جناب والا آپ نے یہ سب کچھ صرف اپنے مفاد کی خاطر کیا ہے ۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ اگر آپ اصولوں کی حکومت قائم کرتے ۔ آپ اگر انصاف کی حکومت قائم کرتے ۔ اگر تحریر و تقریر کی پارٹی میں آپ اجازت دیتے اگر آپ نوکر شاہی کے کل پرزوں کو استعفے واپس لینے کے لئے ہماری گردنوں پر سوار نہ کرتے ۔ اگر وزیر اعظم راولپنڈی سے آ کر چھ دن لاہور میں ڈیرہ نہ لگاتا تو جناب والا ۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ ہماری پوزیشن مختلف ہوتی ۔ یہ واحد مصطفیٰ کھر کی شخصیت تھی کہ پیپلز پارٹی کے تمام لوگ اس کے ساتھ جا رہے تھے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ میں گذارش کروں گی کہ جناب وزیر اعظم صاحب کا نام بڑے احترام کے ساتھ اس ہاؤس میں لیا جائے کیونکہ انہوں نے جو کہا ہے "کہ اگر ڈیرہ نہ لگاتا" ۔ تو یہ غلط بات ہے ۔ یہ صحیح الفاظ استعمال کریں ۔

مسٹر لذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ دکھ کی بات کرتا ہوں کہ یہ اس قسم کی سیاست ہے کہ یہ ڈھنڈورے اعلانات یہ اخبارات ریڈیو

اور ٹیلیویژن پر آپ کے اتنے بڑے بڑے پراپیگنڈے یہ دور ہم نے اس وقت دیکھا جب ایوب خان کا جشن دس سالہ منایا گیا ۔ یہ دور ہم نے اس وقت دیکھا جب ایوب خان نے اپنی ترقی کی نمائش کی اور اسی وقت سے اس کے تنزل کا دور شروع ہو گیا تھا ۔ اسی انداز میں آپ اپنے چار سالہ دور کے جو نمائشی پراپیگنڈے ہیں جیسے زراعت میں اور تعلیم میں جب آپ نے یہ دکھانا شروع کر دیا اور پیپلز پارٹی نے ہم سے جھوٹ بولنا شروع کر دیا اس وقت ہم نے یہ کہ اگر مسلم لیگ کا دس سالہ دور حکومت 1947ء سے لے کر 1958ء تک آمریت کا دور تھا سازشوں کا دور تھا ۔ عوام دشمنی کا دور تھا ۔ 1958ء سے لے کر 20 دسمبر 1971ء تک فوجی آمریت جو تھی وہ بھی آپ کے سامنے کا دور تھا ۔ ایک فساد کا دور تھا ۔ عوام دشمنی کا دور تھا جو مجھے آپ بتائیں کہ اس مسلم لیگی دور حکومت سے لے کر یحییٰ خان اور ایوب خان کے دور جو ہیں ان میں کون سا بنیادی انقلابی کردار آپ نے پیش کیا ہے ؟ کیا وزراء اس طریقے سے کابینہ نہیں لیتے ؟ آج گندم اور درخت اگاؤ کی مہم کا آغاز ہوتا ہے ۔ وزراء اور آپ کے یہ مختلف قسم کے شہزادے عوامی اور انقلابی نعرے کا لباس پہن کر ایک گندم کا پودا لگاتے ہیں اور فوٹو آ جاتا ہے ۔ شرم آنی چاہیے ۔ اگر یحییٰ خان ، ایوب خان یا عتیق گورنر تھا وہ بھی آپ کا انداز لے کر درخت اگاؤ مہم میں ، گندم کی پیداوار کے لیے اور کپاس کی پیداوار کے لیے نمائشی طور پر لوگوں کے پاس جاتا تھا ۔ اور ایک پودا لگا کر اپنا فوٹو اخبارات میں دیتا تھا ۔ اگر آج کا وزیر ایسا کرتا ہے جو ریکارڈ پر ہے تو پھر آپ کا بنیادی کردار ان لوگوں سے کیسے مختلف ہو سکتا ہے ۔ بابائے سوشلزم سے میں پوچھتا ہوں بلکہ یہ کہتا ہوں کہ سوشلزم کے سب سے بدترین پیپلز پارٹی کے وہ دشمن ہیں جو پیپلز پارٹی میں سوشلزم کے داعی ہیں ۔ ممکن ہے میں اس پارٹی سے بیزار نہ ہوتا اگر یہ نام نہاد سوشلسٹ یہاں نہ ہوتے ۔ لیکن جب ان کو وزارت مل گئی جب ان کے تحفظات مل گئے ، وہاں اسلام آباد میں پلاٹ مل گئے ۔ یہاں شادمان میں پلاٹ مل گئے تو آج وہ ہمیں سوشلسٹ نظر نہیں آتے ۔ میں کہتا ہوں کہ بھٹو صاحب کی سب سے بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ پنجاب کو ملک معراج خالد شیخ رشید اور مبشر حسن جیسے نام نہاد سوشلسٹ ملے ۔ جناب میں بات ادھر ادھر کر کے نہیں کرتا بلکہ سیدھی بات کرتا ہوں اس لیے کہ آنے والی نسلیں اور آنے والی اسمبلی کا ریکارڈ اس بات کا گواہ رہے کہ میں نے آج سے کئی سال پہلے جو بات کہی تھی وہ آنے والے دور میں صحیح ثابت ہوئی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ بات یہاں درست ہے لیکن جو صاحب یہاں موجود نہ ہوں ۔ جو ایوان میں تشریف نہ رکھتے ہوں آپ ان کا نام لے کر پکاریں یہ درست نہیں ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ اس لیے کہ جناب خاکوانی

صاحب موجود نہیں تھے مصطفیٰ کھر صاحب موجود نہیں تھے ۔ رانے صاحب موجود نہیں تھے لیکن ان کے نام بھی لے گئے اور اس وقت چیئر کی طرف سے کچھ نہیں کہا گیا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس وقت میں بیٹھا ہوا نہیں تھا اگر میں ہوتا تو ضرور روک دیتا ۔

Chaudhry Talib Hussain : They are politicians and can be disscussed.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میرا خیال ہے کہ آپ ان کا کسی دوسرے انداز میں بھی reference دے سکتے ہیں اور بعض لوگوں کو سمجھ آ جاتی ہے ۔ جو آدمی موجود نہیں ہے اگر اس کا نام لیا جائے تو ۔

He can't reply here.

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ ویسے تو ان کے نام بھی لیے جا سکتے ہیں ۔ ان کے نام discuss بھی کیے جا سکتے ہیں کیونکہ وہ سیاست میں ہیں ۔ آپ ان لوگوں کے متعلق کہتے ہیں جو اپنے آپ کو defend نہیں کر سکتے ۔ جو گورنمنٹ کے ملازم نہیں ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میرا خیال ہے کہ اچھا طریقہ یہی ہے کہ reference دے دیا جائے اور نام نہ لیا جائے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ ہمیشہ یہی ہوا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اگر اس وقت میں بیٹھا ہوتا تو شاید اس وقت ان کو روک دیتا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ یہاں اس ہاؤس کی روایت ہے کہ یہاں ان لوگوں کے نام لے کر تقریر کی گئی جو اس ایوان کے ممبر نہیں ہیں جو اپنے آپ کو اس ایوان میں defend نہیں کر سکتے ۔

Mr. Deputy Speaker : This is my view and I preserve it.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کے فیصلے کا احترام کرتا ہوں اور آخر میں ایک گذارش کروں گا کہ پیپلز پارٹی میں ہم اس لیے رہے کہ حضرت قائداعظمؒ کے بعد یقیناً ایک ایسی شخصیت نے اپنا تاثر دیا جو کہ بجا طور پر عوامی شخصیت ہے اور وہ اس بات کی دعویدار ہو سکتی تھی ۔ اس لیے کہ قائداعظمؒ نے عوام سے جنم لیا تھا ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے بھی عوام سے جنم لیا تھا ۔ ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور چار سال کے بعد ہم نے یہ دیکھا کہ پاکستان جو ہے یہ نہ غریبوں کے لیے بنا ہے نہ یہ کسانوں کے لیے بنا ہے ۔ نہ یہ مزدوروں کے لیے بنا ہے بلکہ یہ Feudal lords کی تیس سال کی اپنے درمیان ایک لڑائی ہے وہ صرف اپنے مفادات ، اپنے مقاصد اپنی صنعتیں ، اپنے کارخانے اور ان کی جو زمینیں ہیں ان کے جو مناصب ہیں انہیں کے لینے اور دینے کے لیے ان کی جنگ ہے لیکن ہم

غریب لوگوں کا تیس سال سے خون ہو رہا ہے ۔ ہم نے پیپلز پارٹی کی طرف اس لیے قدم اٹھایا تھا کہ عوام کو روٹی کپڑا اور مکان مہیا ہو سکے گا لیکن پنجاب کا کوئی شہری اتنا بے غیرت نہیں ہو سکتا ۔ یہ میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ پانچ مرلے زمین کے لیے آپ غریب کا سودا کر لیں ۔ پنجاب میں جتنے بھی لوگ ہیں ان کے سیاسی ، سماجی اور معاشی کردار ہیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ پانچ مرلے زمین کے لیے ہم ارشاد یا افتخار احمد آری کی جان کو تباہ کر دیں لوگوں پر گولی چلا دیں ۔ ابھی کل کا واقعہ ہے کہ قائداعظمؒ کی جو صد سالہ سالگرہ تھی وہ مسلم لیگ منا رہی تھی تو وہاں پولیس کو اس حد تک چھٹی دے دیں کہ وہ چار دیواری کے اندر گھس کر بے گناہ شہریوں پر آنسو گیس کے گولے پھینکے اور لوگوں کو مارے ۔ اس لیے جو طوفان بدتمیزی ہے اس کے لیے ہم پیپلز پارٹی میں شامل نہیں رہے اس لیے کہ یہاں مرزائیت کی تحریک لاہور میں چلتی رہی ۔ یہاں مختلف مذہبی اور فرقہ وارانہ تحاریک چلا کر دولتانہ نے خون کیا تھا ۔ سکندر مرزا نے کیا تھا ۔ یہاں مارشل لاء لگا تھا ۔ کرفیو لگا تھا ۔ اعظم کا آپ نام جانتے تھے اس نے یہاں گولیاں چلائی تھیں ۔ جب ہم نے یہ تمام مناظر اور ڈرامے دیکھتے ہوئے یہ محسوس کیا کہ پیپلز پارٹی کا بنیادی کردار نہ عوامی ہے نہ جمہوری ہے تو ہم پنجاب کے چند لوگوں نے یہ چاہا کہ ہم Fvudal lords اور بوژروا کے طعنے اور ان کے آلہ کار نہیں بن سکتے ۔ اگر آج ہم مسلم لیگ میں جا چکے ہیں اور جیسا کہ میں نے کل بھی کہا تھا کہ اگر مسلم لیگ جیسا کہ اس کا ماضی کا کردار ہے اگر اس کا کردار ایسا رہا ۔ اس پر رجعت پسندی کا طعنہ ہے اور پاکستان کی تاریخ میں اس کے بہت سے کردار ہیں جو اپنی بھیانک صورت لیے یا تو آپ میں آ چکے ہیں یا مر چکے ہیں اور اگر کچھ وہاں باقی ہیں تو ہم انہیں وہاں نہیں رہنے دیں گے ۔ اگر وہ وہاں رہے تو ہم ان سے یہ جنگ غریب عوام کے لیے ۔ پنجاب کے ثبتی تحفظ کے لیے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے لڑنا چاہتے ہیں ۔ اگر ان کے سامنے ہمارا کوئی بس نہ چلا اگر انہوں نے اپنے انہیں بوژروا اور روایاتی ہتھکنڈوں سے جہاں بھی ہمارے سامنے رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان کے ساتھ بھی لڑیں گے لیکن اگر پھر بھی ہمارا بس نہ چلا تو ہم اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے کسی قربانی سے گریز نہیں کریں گے اگر کوئی بے ایمانی جو کہ حکومت کے بنانے کی شکل میں ، مختلف ادوار میں کبھی عوامی دور کہہ کر ، کبھی یحییٰ کا دور کہہ کر ، کبھی ایوب کا دور کہہ کر ، کبھی دولتانے کا کبھی ممدوٹ کا دور کہہ کر ہوتی رہی ہے ، ملک کو لوٹا گیا ہے ۔ جہاں پر فحاشی عریانی اور ہر لعنت کو یہاں جنم دیا گیا ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم غریب ہو سکتے ہیں ۔ بے سروسامان ہو سکتے ہیں لیکن ان نام نہاد سیاستدانوں کو ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے

مرنے کے بعد تاریخ یہ بات لکھے گی کہ ہم اتنے بے غیرت نہیں تھے کہ اگر ہم کچھ نہیں کر سکے تو سیاست ضرور چھوڑ کر اپنے گھروں میں بیٹھ گئے ۔ (اپوزیشن کی طرف ہیں نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب سپیکر اس سے پیشتر کہ میں آئندہ مالی سال 77-1976 کے میزانیہ کے متعلق کچھ عرض کروں جس کے متعلق بہت کچھ کہا جا چکا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کچھ اس قسم کی جنرل اور sweeping قسم کی باتیں کچھ ممبران نے کی ہیں جن کی وضاحت میرے ذمے واجب ہو گئی ہے ۔ میں بارہ سال یعنی 1958ء سے لے کر آج تک حزب اختلاف میں رہا ہوں ۔

(اس مرحلے پر حاجی سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میری موجودہ پارٹی کے کچھ ممبران نے جنرل قسم کے اور sweeping قسم کی سٹیٹمنٹس دی ہیں جو نئے لوگ اس پارٹی میں شامل ہوئے ہیں وہ رجعت پسند جاگیردار اور ایکسپلائٹر ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ذاتی مفادات کے لئے شامل ہوئے ہیں ۔ انہوں نے بغیر تشخیص کئے یہ بات کہ دی اور میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اس ٹولے میں سے نہیں ہوں جسے کسی اقتدار کی ہوس ہو ۔ نہ مجھے کسی اقتدار کی پیشکش کی گئی ہے اور نہ ہی میں متمنی ہوں میں نے اس پارٹی میں حالات اور واقعات کے تحت شمولیت کی تھی ۔ مجھ پر یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو پاکستان بننے سے پہلے انگریز اور ہندوؤں کے آلہ کار تھے ۔ میں اپنی ذاتی وضاحت کے لئے عرض کروں گا کہ 20 دسمبر 1930ء کو میرا چھوٹا سا بچہ مجھے یاد ہے کہ میرے والد محترم سردار عبدالحمید خان دستی میونسپل کمیٹی کے ممبر تھے ۔ انہوں نے کانگریس کو ووٹ دیا اور کچھ عرصے کے بعد یہ الزام لگایا گیا کہ ہمارے گھر میں بم رکھے گئے ہیں ۔ گھر کی رات کے وقت تلاشی ہوئی تو اس سے کانگریس کا یہ بھرم ٹوٹا کہ وہ ہندو اور مسلمان کی مشترکہ جماعت ہے ۔ بلکہ مسلمانوں کو ایکسپلائٹ کرنے کے لئے ایک ڈھونگ رچایا ہوا تھا ۔ تو یہاں سے مسلم لیگ کا آغاز ہوا ۔ ضلع مظفر گڑھ میں میں یہ فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ سب اول خاندان میرا تھا جس نے مسلم لیگ میں شمولیت اور تعاون کا آغاز کیا ۔ اور اور مسلم لیگ کے ٹکٹ پر میرے والد بزرگوار نے الیکشن لڑا اور بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے ۔ جناب سپیکر ۔ مسلم لیگ کی اس تحریک میں میں اور میرے والد جیل میں گئے ۔ جیل تو تھی پرانے نام لیکن یہ کسی کو پتہ نہیں تھا کہ وہاں تکلیفیں ہونگی یا نہ ہونگی ۔ ہمارا جو کردار تھا وہ ہم نے ادا کیا ۔ میرا چھوٹا بھائی طالب علم تھا اس کے ذمے یہ کام تھا کہ وہ ضلع یہ ضلع چھپکے سے جگہ بہ جگہ جائے اور اس تحریک کی تازہ خبریں لوائے وقت کو

فراہم کرے ۔ میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت یہی ایک اخبار تھا جو مسلمانوں کی امنگوں اور خواہشات کا ساتھ دے رہا تھا ۔ چنانچہ میرے بھائی کے خلاف وارنٹ جاری کئے گئے اور اس کو ضلع بہ ضلع ، جگہ بہ جگہ پولیس ڈھونڈتی رہی ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ان کا یہ کہنا کہ یہ انگریز کے اور ہندو کے نمک خوار تھے کم از کم میری حد تک تو بالکل غلط تھے ۔ اور میں اس کی پر زور تردید کرتا ہوں اب جناب والا 1947ء کے بعد اگر مالی منفعت اور اقتدار کا سوال پیدا ہوتا تو میرے خیال میں ایوب خان اور نواب کالا باغ کا دور موزوں ترین وقت تھا ۔ اور آپ میں سے کسی کو علم نہ ہو تو میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ نواب آف کالا باغ چل کر سردار عبدالحمید دستی کے گھر آئے اور کہا آپ ہمارے ساتھ ملو اور اپنے بیٹے کے لئے وزارت ، سفارت ، لائسینس پرمٹ جو جی چاہے سو لو لیکن انہوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ مجھے دل کی تکلیف ہے میں مزید ملنے کے لئے نہیں آ سکتا ۔ انہیں دنوں محترمہ فاطمہ جناح تربیلا ہیڈ پر تشریف لے گئیں ۔ میں نے محترمہ کے الیکشن میں اس شد و مد سے کام کیا کہ سارے ویسٹ پاکستان میں کراچی کے بعد ضلع مظفر گڑھ کے سب سے زیادہ ووٹ محترمہ کو ملے ۔ مجھے بات پر فخر ہے کہ جس کہا گیا کہ یہ اقتدار کے لئے پارٹی میں شامل ہوئے میں سب کو نہیں کہہ رہا لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں رہا اختلاف میں ہمارا ایک مہینہ رہنا دوبھر ہو جاتا ہے ۔ ہم نے اٹھارہ سال گزارے ہیں ۔ اس لئے یہ الزام مجھ پر قطعاً عائد نہیں ہوتا کہ میں کیوں شامل ہوا اور جیسا کہ نذر حسین منصور نے وضاحت کی ہے کہ وہ کیوں اس پارٹی سے ہٹے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ میں نے کسی کی غیر حاضری میں کسی پر ذاتی حملے نہیں کئے ۔ اور اس باب کے باوجود ملک غلام مصطفیٰ کے دور میں سب سے زیادہ ضلع مظفر گڑھ کو ظلم اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے ۔ میں نے اس خیال سے کہ وہ اس ہاؤس میں نہیں ہیں اور اب یہ مناسب نہیں ۔ جب تک وہ اقتدار میں تھے میں یہاں تنقید کرتا رہا ہوں اور مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ مجھ سے زیادہ تنقید کسی گورنمنٹ کی موجودگی میں کسی نے نہیں کی جب بھی کسی پر ظلم و تشدد ہوا تو میں نے تحریک التوائے کار کے ذریعے اس کی حفاظت کرنے کی کوشش کی اور بغیر کسی جھجک کے ان کے حق میں اپنی آواز بلند کی ۔ خاکوانی صاحب کے حق میں آواز بلند کی ۔ یعقوب خان صاحب کی ہمدردی میں آواز بلند کی اور اس دور میں جب نواب آف کالا باغ اور غلام مصطفیٰ کھر جو لوگ اقتدار میں شامل ہونے رنگے گئے لیکن ہم نہ رنگے جانے کی ضرورت نہیں تھی ۔ ملک غلام مصطفیٰ کھر جو اس صوبہ میں ظلم و تشدد کا نشان تھے جنہوں نے یہ کیا کہ میرے گروپ کے لوگوں نے سینٹ کے الیکشن میں ووٹ نہیں دئے تو ان مجرموں کے خلاف نذر

مد جتوئی اور دوسرے ممبران کے خلاف اور ان کے خاندان کے خلاف ان کے گھر کے افراد کے خلاف نوکروں کے خلاف مزارعوں کے خلاف ہمسائیوں کے خلاف اور رشتہ داروں کے خلاف پچاس ساٹھ مقدمات بنے ۔ آج ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ ایسے زریں قسم کے دور تھے ۔ ہم سے پوچھیے کہ ہمارا ضلع اتفاق کی بات ہے میں اسی حلقے سے کامیاب ہوا ہوں جس حلقے میں سے کھر صاحب نے ایم این اے کا الیکشن لڑا ۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ نئے آنے والے سب ایک قسم کے ہیں تو میں سمجھتا ہوں اور آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں ہوں کہ ضلع مظفر گڑھ کا کوئی ایم پی اے بتلا دے میرے گروپ کے علاوہ یعنی پی ڈی پی ، جمعیت اور مسلم لیگ کے ممبران نے انتخاب ۔ میں نے یہ جب دیکھا کہ یہاں تو انڈے ڈنڈے کی بات ہے بلکہ یہاں بادشاہی قائم ہے تو میں نے پچھلے سالانہ بجٹ میں بھی تنقید کی تھی اور میں نے دیکھا تھا کہ اس وقت کی لیڈری کو قبول کرنے کے لئے میں اپوزیشن میں رہوں ۔ میرے ضمیر نے قطعاً نہیں مانا اور ساتھ ایک دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ جس وقت ہم نے الیکشن لڑا اس وقت ہمیں یہ خیال تھا کہ یہ نے دین قسم کی پارٹی ہے ۔ یہ سوشلزم اور کمیونزم کا پرچار کرتی ہے اور شہر مظفر گڑھ میں کئی گھروں میں تاثر پیدا ہو گیا تھا کہ اگر اس پارٹی میں شامل ہو جائیں تو غالباً عورتوں کے نکاح ٹوٹ جائیں ۔ لیکن آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا ۔ ہم نے دیکھا کہ یہ سوشلزم در اصل وہ سوشلزم نہ تھا جس کو ہم سوچا کرتے تھے ۔ جیسا کہ بار بار یہاں تشریح کی گئی ہے ، دراصل اس سے مراد مساوات بھی ہے اور اس کا تعلق اسلام سے ہے ۔ اس کا تعلق اس بات سے ہے کہ غریب اور محروم لوگوں کے حق کا زیادہ سے زیادہ خیال کیا جائے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا اس پارٹی نے اس حکومت نے ثبوت دیا ہے اور یہ ثبوت بار بار اس ایوان میں آیا ہے repetition ہو جائے گی ، اسلامک سمٹ کا انعقاد اور سیرت کانفرنس کا انعقاد کہنے کو یہ دو چھوٹی سی باتیں ہیں ، لیکن ان کے بڑے دور رس نتائج بر آمد ہوئے ہیں اور ہمارا امیج آج دنیائے اسلام میں اس قدر بلند ہے کہ اس قدر بلند کبھی پہلے نہ ہوا تھا ۔ یہ وجوہات تھیں اور دوسری طرف اپوزیشن میں یہ حالت تھی کہ وہ ابھی اقتدار میں شامل نہیں ہوئے تھے ۔ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے ۔ جمعیت جماعت اسلامی کے خلاف ، مسلم لیگ کسی اور جماعت کے خلاف تھی ابھی کل کی بات ہے ، زاہد سرفراز صاحب نے جماعت اسلامی کے خلاف کہا ہے کہ مولانا مودودی کہتے ہیں کہ پاکستان کے خیال کا میں بانی ہوں بانی وہ تھے یا انہوں نے کہا یا نہیں کہا ہے ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس پارٹی کی حالت یہ ہو گئی کہ یہ چوں چوں کا مربہ تھی ۔ یو ڈی ایف نہ تھی ۔ اب یہ پوچھا جاتا ہے کہ وہ ظلم و تشدد ، وہ لاقانونیت جس کا

بہانہ بناتے ہو ، کیا اس سے اب نجات مل گئی ہے؟ میں عرض کرتا ہوں کہ بہانہ نہیں بلکہ آپ سب کو معلوم ہے ۔ یہ بھی میرے ضلع کا واقعہ ہے کہ اپوزیشن کے ایک لیڈر نواب زادہ نصراللہ خان کی چوری ہوئی اور پرائم منسٹر اور چیف منسٹر کے لیول پر اسے برآمد کرایا گیا ۔(نعرہ ہائے تحسین)۔ اور اس شخص سے برآمد کرایا گیا جس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے لیکن اسے اس بنا پر پناہ نہیں ملی کہ اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے تھا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کھر صاحب کے جانے کے بعد موجودہ ٹیم کے وقت میں نہ تو میں نے کبھی گندے کا سنا ہے اور نہ اس قسم کی بے ہودہ باتیں سنی ہیں جنہیں سن کر آدمی تھرا جاتا ہے کہ انسان کے ساتھ اس قسم کا سلوک بھی جیلوں میں کیا جاتا ہے تو یہ میری ذاتی وضاحت تھی جس کا بیان کرنا میں ضروری سمجھتا تھا ۔ میں کسی خوف ، کسی لالچ یا کسی اقتدار کی وجہ سے اس میں شامل نہیں ہوا میں by conviction شامل ہوا ہوں اور جب میرا یہ convication ختم ہو جائے گا کہ یہ ان پارٹیوں میں بہتر ہے تو پھر اٹھارہ سال اپوزیشن میں رہے ہیں ۔ تو زیادہ نہیں تو آدھا عرصہ دیکھیں گے ، سوچیں گے ۔ بہرحال میں یہ توقع کرتا ہوں کہ اس پارٹی کے متعلق میرا جو تاثر ہے ، وہ صحیح ہے اور خدا کرے وہ صحیح ثابت ہو ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے یہ معیاری یا آئیڈل قسم کا نہیں کہا جاسکتا ۔ کیونکہ بے عیب ذات اللہ تعالیٰ کی ہے ، انسان کی بنائی ہوئی چیزوں میں کوئی نہ کوئی نقص ضرور پیدا ہو جاتے ہیں ۔ لیکن جس کاوش ، جس جانفشانی اور جس درد سے یہ بجٹ جناب ڈاکٹر عبدالخالق نے بنایا ہے وہ قابل تحسین ہے ۔ میں یہ تحسین زبانی حد تک محدود نہیں رکھوں گا بلکہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میرے پاس وہ اعداد و شمار ہیں جو ڈاکٹر صاحب نے یہاں اسمبلی میں پیش کیے تھے ۔ وہ یہ ہیں کہ تعلیم کی مد میں پچھلے سال سے زیادہ انہوں نے سترہ کروڑ چار لاکھ کی گنجائش رکھی ہے ۔ اس طرح آبپاشی میں تین کروڑ بیاسی لاکھ کا اضافہ رکھا گیا ہے ۔ گندم کی سبسڈی میں دو کروڑ بائیس لاکھ اور صحت کے لئے دو کروڑ اکسٹھ لاکھ اس طرح سات کروڑ ساٹھ لاکھ سول انتظامیہ کے اخراجات میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لئے بڑھائے گئے ہیں ۔ یہ جو قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں ان کے متعلق میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں جرائم روز معمول بن گئے ہیں اور اگر اس رقم کا ان جرائم کو ختم کرنے کے لیے اضافہ کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت احسن قسم کا قدم ہے اور اس کے لیے میں جناب وزیر خزانہ اور اس حکومت تحسین کا مستحق قرار دیتا ہوں ۔ یہ بھی صوبے کی خوش قسمتی ہے کہ بیشتر وزرا نہایت شریف اور عوامی قسم کے ہیں وہ لوگوں سے ملنے سے اکتاتے نہیں ۔ کچھ شائد زیادہ مصروف رہتے ہوں اور ان کو وقت نہ ملتا ہو اور وہ نہ مل سکتے ہوں ۔ حتی الوسع یہ کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں کے مسائل کو زیادہ سے زیادہ حد تک حل کیا جائے ۔

جناب والا ۔ کچھ میرے اپنے ضلع کے مسائل بھی ہیں اور ہو سکتا ہے ، جس طرح نذر حسین منصور صاحب نے فرمایا ہے کہ گنجائش نہ ہو۔ لیکن ممکن ہے کسی وقت گنجائش نکل سکے ۔ زیادہ لمبے چوڑے مطالبے نہیں ہیں ۔ ایک تو میں نے جہاں سوالات کے دوران میں بھی گزارش کی تھی کہ ضلع مظفر گڑھ میں جہاں اور بہت سے کام ہوئے ہیں ، سڑکیں بنی ہیں ، باقی سکول بنے ہیں ، پر تحصیل میں گورنمنٹ کالج قائم کیا گیا ہے بیلہ کوائرز پر گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ہیں ۔ لیکن ایک انتہائی ضروری قسم کی سڑک جو مظفر گڑھ خوشاب روڈ جتنی مظفر گڑھ کے ضلع میں چلتی ہے ، مظفر گڑھ رنگ پور کہلاتی ہے یہ ایک سڑک ہے جو قابل مرمت رہتی ہے ۔ منگل روڈ ہے اور آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ یہ سڑک ہر لحاظ سے سب سے زیادہ اہم ہے اور اسلام آباد جانے کے لئے یہ سڑک مختصر ترین روٹ مظفر گڑھ بیلہ کوائرز سے ہے ۔ اس کی طرف دھیان دیا جائے چک چوہاڑی بند یہ مظفر گڑھ سے چار میل کے فاصلے پر ہے ۔ اس کی مرمت اس قدر ضروری ہے کہ اگر اس کا خیال نہ رکھا گیا ، اور میرے پیش رو مظفر گڑھ کے ایم۔پی۔اے نے اس طرف توجہ دلائی ہے ، مظفر گڑھ شہر کو خطرہ لاحق ہوجائے گا ۔ اس کے لیے زیادہ رقم کی ضرورت بھی نہیں ۔ اگر اس کی مرمت کر لی جائے تو نہ صرف یہ کہ مظفر گڑھ شہر بچ جائے گا بلکہ چار پانچ مواضعات بھی سیلاب کی دستبرد سے بچ جائیں گے ۔ سیلاب کی آمد آمد ہے اور یہ مناسب وقت ہے اور اس کے لئے لئے بجٹ کی ضرورت نہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ کے پیر پھیر سے اس کی مرمت ہو سکتی ہے ۔ وزیر آبپاشی یہاں نہیں ہیں ورنہ ان کی خدمت میں ذاتی طور پر گزارش کرتا ۔ سوئی گیس سانگھ کے ضلع میں آ چکی ہے ڈیرہ غازی خان میں آ چکی ہے یا آنے والی ہے تو مظفر گڑھ اس سے کیوں محروم رہے؟ مظفر گڑھ شہر کی یہ حالت ہے کہ آج سے دس سال پہلے اس کی آبادی پندرہ ہزار نفوس پر مشتمل تھی اب یہ حکومت کی مہربانی کی وجہ ہے کہ کیا شہر میں ٹیکسٹائل ملوں اور جوٹ ملوں کا جال پھیل گیا ہے ۔ بنک آ گئے ہیں ۔ نئے دفاتر آ گئے ہیں جس کی وجہ سے اب تھوڑے عرصہ میں ، چار پانچ سالوں کے عرصے میں اس کی آبادی ستر اسی ہزار کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اسلام آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی جیسی خاص اتھارٹی غالباً اس لیے قائم کی جاتی ہیں کہ ایک دم آبادی بڑھ جاتی ہے اور اس چھوٹے سے شہر کی آبادی ایک دم بڑھی ہے جو میونسپل کمیٹی کے بس سے باہر کی بات ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ حاجی محمد بخش

سردار ابوبکر حمید خان دستی ۔ اس کے لئے مظفر گڑھ ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنائیے یا اپنی طرف اس کے لیے کچھ مخصوص کیجئے یہ آپ کی مرضی ہے ۔

حاجی صاحب میں دو چار منٹ اور لوں گا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ آپ بیس منٹ لے چکے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میرے خیال میں آپ نے اپنے وقت میں زیادہ لیے ہوں گے۔ یہ خیرات ہمیں بھی ملنی چاہیے ۔ کچھ اور لوگوں نے بھی لی ہے ۔

مسٹر چیئرمین (حاجی محمد سیف اللہ خان) ۔ ویسے آپ دو منٹ میں ختم کریں کیونکہ کافی مقرر ابھی باقی ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ اچھا جی ۔ جناب والا ۔ آم کے باغات ہیں مظفر گڑھ میں ملتان میں اور سب سے زیادہ آم انہی دو ضلعوں سے لاہور پہنچتا تھا کراچی میں جاتا تھا ۔ اسلام آباد میں جاتا تھا لیکن اب حالت یہ ہے کہ 95% باغات کیڑا لگنے کی وجہ سے بالکل تیست و نابود ہو گئے ہیں ان کا آبیانہ معاف فرمایا جائے اور آئندہ سے یہ بندوبست کیا جائے کہ اس پر گورنمنٹ اپنے خرچے پر وسیع پیمانے پر تمام باغات پر ادویات چھڑکے اور جو لوگ دوائی خریدنے کی اور اس کی قیمت ادا کرنے کی استعداد رکھتے ہیں ان سے وصول کریں ۔ غریب لوگوں سے وصول نہ کی جائے اور آخری بات میں یہ عرض کرتا ہوں اور وہ بھی جناب وزیر آبپاشی کی توجہ کی مستحق ہے اور میرے خیال میں ان تک پہنچ جانی چاہیے وہ یہ ہے کہ جس جگہ ہم رہتے ہیں میں رہتا ہوں میاں مصطفیٰ ظفر قریشی رہتے ہیں ہم خان گڑھ سب ڈویژن میں رہتے ہیں اور میری خوش قسمتی سے سردار صاحب بڑی عین وقت پر تشریف لے آئے تو یہ سب ڈویژن جو ہے اس کو کوٹ ادو ڈویژن کے ساتھ لگا دیا گیا ہے ۔ میری نہایت مودبانہ گذارش ہے کہ مظفر گڑھ اور خان گڑھ رلگ پور جن پر یہ سب ڈویژن مشتمل ہے یہ محکمے کی ایک زیادتی سمجھے کہ انہوں نے غلط مشورہ دیا ۔ اب وہاں کے لوگوں کو اپنے مسائل لے کر کوٹ ادو کے ایکس ای این کے پاس جانا پڑتا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہے ۔ خان گڑھ سب ڈویژن کو مظفر گڑھ ڈویژن کے ایکس ای این کے ساتھ لگانا نہایت ضروری ہے ۔ اس کے لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بات تھی جناب وزیر آبپاشی کہ جب ایک نیا ڈویژن چھوٹا تھا اور اس کی Justification کے لیے انہوں نے خان گڑھ سب ڈویژن کو اس ڈویژن کے ساتھ منسلک کر دیا تو یہ میری مودبانہ گذارش ہے کہ اس سب ڈویژن کو جیسے یہ پہلے مظفر گڑھ ڈویژن کے ساتھ تھی اسی کے ساتھ رہنے دیا جائے اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ میں سردار صاحب کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ وہ ڈویژن مظفر گڑھ میں واپس آ گیا ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ تو پھر بڑی اچھی بات ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ حاجی محمد شفیق خان ۔

حاجی محمد شفیق خان ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ۔ سب سے پہلے میں جناب قائد اعظم محمد علی جناح کی صد سالہ برسی کے موقع پر انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔ یہاں پر حزب اختلاف کی طرف سے جناب منصور صاحب نے جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف بہت زیادہ الفاظ استعمال کئے ہیں ۔ میں شاید جناب غلام مصطفیٰ کھر صاحب کے بارے میں کچھ بھی نہ کہتا لیکن میں اب مجبور ہو چکا ہوں کیوں کہ ایک وقت تھا اور ایک وقت ایسا بھی آیا جب کہ غلام مصطفیٰ کھر صاحب تھے ۔ اپنی گورنر شپ کے موقع پر پیپلز پارٹی کے اراکین سے انہوں نے فہرستیں طلب کیں کہ آپ لوگ مجھے فہرستیں پیش کریں کہ جو لوگ آپ کے علاقے میں غنڈے چور اور بدمعاش ہیں ۔ جناب والا ۔ ایک موقع ایسا بھی آیا کہ گورنمنٹ ہاؤس میں ہمارے گوجرانولہ کے ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان کی میٹنگ تھی گورنر صاحب کی صدارت میں نے اس میں یہ مطالبہ کیا کہ آپ نے ہم سے فہرستیں لے دی ہیں اب ان پر ایکشن لیا جائے کیونکہ چور بدمعاش اور ڈاکو ویسے ہی قتل و غارت کر رہے ہیں عوام بد حواس ہیں ۔ آپ مہربانی کر کے ان فہرستوں میں جو نام دیے گئے ہیں ان کے خلاف کوئی کارروائی کریں لیکن جناب اقتدار میں رہتے ہوئے بھی انہوں نے اس پر کوئی ایکشن نہ لیا اور ہماری جان ان لوگوں سے نہ چھڑائی ۔ بلکہ جب فہرستیں ان کے پاس پہنچ گئیں تو انہیں لوگوں کے ذریعے ہم لوگوں پر کیا کچھ نہیں کیا گیا پیپلز پارٹی پر تشدد کرایا گیا ۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ میں نے شارع عام ان سے اس بات کا جواب مانگا ۔ علاوہ ازیں ان کی طرف سے جناب بھٹو کی مذمت کی گئی ذوالفقا علی بھٹو کے دست راست کہلاتے تھے ان کے ٹکٹ پر انتخاب میں حصہ لیا اور ان کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے ۔ بھٹو صاحب نے ان کو کیا کچھ نہیں دیا ۔ گورنر بنایا وزیر اعلیٰ بنایا حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں تھما دی سفید اور سیاہ کا مالک بنا دیا گیا ۔ جناب والا ۔ اس میٹنگ کے دوران میں نے ایک سوال کیا کہ جناب گورنر صاحب آپ کا یہ جو مشیر ہے اس کے بھائی عوام کے کام کرنے کا معاوضہ طلب کرتے ہیں ۔ معاوضہ لے کر عوام کے کام کراتے ہیں ۔ آپ اس کا بھی خیال کیجئے ۔ اگر ہم پیپلز پارٹی والے خود چور ہیں قاتل ہیں میں نے خود اپنی مثال دی کہ اگر میں چوری کرواتا ہوں تو میرا محاسبہ کیا جائے ۔ اگر میں ڈاکہ ڈلواتا ہوں میرا محاسبہ کیا جائے ۔ اگر ہم صاف نہیں ہوں گے تو ہم کیسے دوسروں پر الزام لگا سکتے ہیں ہم کسی کو نہیں کہہ سکتے کہ آپ صاف ہو جائیں انہوں نے مجھے کہا کہ جناب میں اس کا انسداد کروں گا ۔ یہ ایک مجرے کا واقعہ ہے اور رانا اقبال صاحب گواہ ہیں وہ بھی وہاں موجود تھے تمام ایم این اے اور ایم پی اے گوجرانوالہ کے گواہ ہیں وہ بھی موجود تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر مشیر صاحب کا بھائی رشوت لے کر یہ کام کرواتا ہے میں اس کی انکوائری

کراؤں گا ۔ میں نے کہا آپ انکوائری کرائیں میں خود انکوائری کراؤں گا ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

لیکن جناب والا ۔ ہوا کیا ایک بجے کے بعد تین بجے اسی مشیر سے حلف لے کر اسے وزیر بنا دیا گیا کوئی انکوائری نہیں ہوئی ۔ کم سے کم ہمیں جھوٹا تو کرتے ۔ مانتے ہیں کہ وہ گورنر تھے سب کچھ تھے لیکن ایک ایم پی اے بات کر رہا ہے شکایت کر رہا ہے اس شکایت کا ازالہ کرنا چاہیے تھا یہ ان کا فرض تھا وہ گورنر وقت تھے ۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی شان میں جو پیپلز پارٹی کے چیئرمین بھی ہیں ان کے مرہون منت تھے ان کے ٹکٹ پر انہوں نے الیکشن لڑا ۔ آپ کو ہر چیز ملی تھی اب اس پارٹی سے نکل کر کیوں گئے ہیں کیا وجہ ہے کہ کل تک آپ ہمیں کہتے تھے کہ شفیق صاحب میں بھٹو صاحب کی شان میں آپ سے ایک لفظ سننے کے لیے نہیں ہوں یہی اس وقت کہا کرتے تھے آج وہی بھٹو صاحب کی شان میں خود غلط الفاظ استعمال کر رہے ہیں مقابلے پر آئے ہوئے ہیں ۔ بہرحال میں نے ان صاحب کا جواب دیا ہے جو کہ ان کے بارے میں ہاؤس کے اندر یہ کہہ رہے تھے کہ وہ بہت اچھے تھے ۔ میں نے ان سے کہا تھا اگر میرا کردار خراب ہے تو مجھے جناب آپ گورنر ہیں اندر دے دیجیے ۔ ہمیں صاف کیا جائے خود بھی صاف بنیے دوسروں کو بھی صاف کیجئے تب جا کے ملک اور قوم درست ہو گی ۔ ہمارا پنجاب درست ہوگا ان چوروں کی فہرستیں لے کر انہیں چوروں سے ہمیں لالٹینیاں لگوائی گئیں پیپلز پارٹی کو مروایا گیا ان چوروں کو پیپلز پارٹی کے خلاف استعمال کیا گیا یہ کہاں کی شرافت ہے ۔ حضور والا میں یہ بھی عرض کر دوں کہ اس چیز کے انسداد کے لیے میں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو بھی شکایت کی تھی کہ ان کی وجہ سے گورنر صاحب کی وجہ سے میرے حلقہ نیابت کو نقصان پہنچا ہے دو سال میں میرے حلقے میں کوئی کام نہیں ہو سکا ۔ اس وجہ سے وہ مجھ سے ناراض تھے ۔ میں ان سے ٹائم مانگتا ہوں کہ جناب گورنر صاحب مجھے ٹائم دیجیے آپ بر سر اقتدار ہیں قانون کے محافظ ہیں آپ دو سال تک مجھے ٹائم نہیں دے سکتے میں کس سے شکایت کروں کس سے کہوں نتیجہ یہ نکلا کہ میں سب سے پیچھے رہا میرا قصور کیا تھا کہ میں نے سچ بولا ۔ میں نے سچ کہا تھا جب آپ درست ہیں تو سب درست ہے اگر میں درست نہیں تو پھر کوئی درست نہیں ۔ اگر میں صحیح نہیں ہوں تو مجھے کوئی حق نہیں دوسرے کو کچھ کہنے کا ۔ حضور والا پنجاب کی حکومت آج پانچواں بجٹ پیش کر رہی ہے اس بجٹ کے موقع پر جس طریقہ سے یہ بجٹ جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے ہر مد میں مناسب رقومات مہیا کی گئی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ خاص طور پر پسماندہ علاقوں کے لیے بڑی خوشی کا

مقام ہے یہ بجٹ عوامی ترقیاتی متوازن پیش کیا گیا ہے جس کے لیے میں جناب وزیر خزانہ جو کہ سینئر وزیر بھی ہیں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میں یہ بھی عرض کر دوں جناب وزیر خزانہ صاحب ہے ۔ وزیر اعلیٰ صاحب اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں آپ اس وقت ان کی نمائیندگی بھی کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ جتنا نقصان میرے علاقہ میں پہلے ہو چکا ہے ۔ میں آپ سے یہ عرض ضرور کروں گا کہ اس کا ازالہ کیا جائے کیونکہ میں اس وقت مجبور تھا ، سننے والا کوئی نہیں تھا ۔ حضور والا میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ اس کے باوجود حکومت پنجاب نے ننکانہ عالی نوشہران ورکاں سڑک کو پختہ کیا ۔ دس میل ٹکڑا اس پسماندہ علاقہ کو دے کر ہماری عزت افزائی کی ۔ میں نوشہران ورکاں پسماندہ علاقہ کا حدود اربعہ بتا دیتا ہوں ۔ جناب والا ۔ شمال میں بیس میل گوجرانوالہ ، جنوب میں بیس میل پر شیخوپورہ ۔ مشرق میں سولہ میل کامونکی مغرب میں اٹھارہ میل حافظ آباد درمیان میں واقع ہے ۔ حضور والا میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اس علاقہ کی پسماندگی دور کرنے کے لیے لازمی ہے کہ وہاں پر کوئی نہ کوئی سڑک قائم کی جائے اور غالباً آپ کو میں یاد کروا دوں کہ وزیر اعظم صاحب جس وقت گوجرانوالہ تشریف لے گئے تھے وہاں پر کھلی کچہری لگی تھی اور عوام نے سرکار سے مطالبہ کیا تھا اور جس کو انہوں نے نوٹ کیا تھا اور پچھلے سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں وہ سڑک شامل تھی اور غالباً اس وقت وہ بھول گئے ہیں اس بجٹ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں کیا گیا ۔ کوئی وجہ نہیں کہ پچھلے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہو اور اس مرتبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہو ۔ یہ سہواً غلطی ہے ۔ میں اس کے بارے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ نوشہرہ ورکاں لوکھر براستہ تھمن رائے اور بھائی کے سے لوکھران تک سڑک اے ڈی پی ۔ میں شامل کر کے رقم مہیا کر کے کام شروع کیا جائے ۔ علاوہ ازیں جناب والا حال ہی میں صد سالہ برسی پر ایک جلسہ ہوا تھا بڑی اہم سڑک جو گوجرانوالہ سے عدلیان والا براستہ قلعہ میاں سنگھ ۔ جس کے لیے حضور والا صحیح بات یہ ہے کہ جناب والا ڈیڑھ لاکھ روپے کا مطالبہ ہے یہ سڑک اگر بنا دی جائے تو عوام ایک عذاب میں سے نکل جائے ہیں ان کے لیے اور کوئی متوازن راستہ نہیں ہے ، میں گذارش کروں گا جناب والا کہ پنجاب میں اور میرے علاقہ میں اور دیگر کام بھی ہوتے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ کام نہیں ہونے ۔ سب تحصیل نوشہرہ ورکاں کو جو ایک پسماندہ علاقہ ہے اس کو تحصیل کا درجہ دیے جانے کے اقدامات کیے جا رہے ہیں ۔ میں اس کے بارے میں جناب سے عرض کروں گا اور جناب وزیر خزانہ ہے اور جناب وزیر مال ہے کہ اس پر مزید کاروائی جلد از جلد مکمل کر کے اگلے سال میں کام شروع کر دیا جائے تاکہ پسماندگی کا کچھ نہ

کچھ تو حل ہو سکے ۔ جناب والا ۔ ہسپتال بنائے گئے ہیں ، پل بنائے گئے ہیں سکولوں کی عمارتیں بنائی گئی ہیں ، ہائی سکول کی عمارت بنی ہے ۔ لیکن میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہمارے نوشہروان ورکاں میں گرلز ہائی سکول کی عمارت نہیں ہے یونین کونسل کے وقت سے وہ بوسیدہ چھت پر کھڑی ہوئی ہے ۔ برائے مہربانی اس بجٹ میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول نوشہروان ورکاں کے لیے رقم مہیا کی جائے اور اس کی عمارت تعمیر کر دی جائے ۔ حضور والا گوجرانوالہ نوشہروان ورکاں سے کامونکی جانے کے لیے تلیاں والی کامونکی ایک سڑک چار میل ہے ۔ جو بالکل خستہ حالت میں ہے ۔ اگر وہ پختہ نہیں ہو سکتی تو کم از کم اسے مرمت ضرور کر دیا جائے ۔ یہ نہایت ضروری ہے ۔ حضور والا میں آپ کو کیا کیا بتاؤں کام تو ہوئے ہیں لیکن اس علاقہ کے متعلق میں آپ کو عرض کر دوں ایک لاکھ آٹھ ہزار ووٹ ہیں ۔ اتنا وسیع و عریض علاقہ ہے ۔ جس کی پسماندگی اسی صورت میں ختم ہو سکتی ہے کہ سڑکیں جن کے متعلق پہلے میں نے آپ سے عرض کی ہے وہ اگر بنا دی جائیں تو عوام جناب والا ۔ بالکل خوش و خرم اور تندرست بھی ہو جائیں گے ۔ یہ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی جب بارش ہو جاتی ہے تو عوام بالکل بند ہو کر بیٹھ جاتے ہیں ۔ اور یہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں جن کے لیے میں عرض کر رہا ہوں اور اہمیت کے لحاظ سے یہ بہت اہم اہم ہے جناب والا ۔ وزیر اعظم پاکستان کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہوں نے کوئی کام نہیں کیا تو میں جناب والا ۔ آپ سے عرض کردوں کہ وزیر اعظم پاکستان نے اس ملک کو بچانے کے لیے اور اس کے استحکام بخشنے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا ۔ جب انہوں نے ملک کی باگ دوڑ سنبھالی تھی اس وقت ملک کی کیا حالت تھی ؟ اس ملک کی خارجہ پالیسی آپ دیکھیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ خارجہ پالیسی کو آپ چھوڑیں ۔

حاجی محمد شفیق خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آج کون سا ملک ہے جس میں ہمارے ملک کا وقار بلند نہیں ہوا ۔ یہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی مہربانی ہے ۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملک کا وقار بلند ہوا ہے اور اندرون ملک میں ہر سیاسی پارٹی سے مشورہ کر کے ملک کو آئین دیا ۔ اور اقلیت کو بھی تحفظ دیا گیا ہے انہیں سیٹیں دی ہیں ۔ ان کو اسمبلیوں میں جگہ دی ہے ۔ یہ جمہوریت نہیں تو اور کیا ہے ۔ یہ اسمبلی کس لیے یہاں بیٹھی ہوئی ہے ۔ یہ جمہوریت کی مہربانی ہے کہ آج آپ پر ایک پر تنقید کر رہے ہیں ، اور وہ لوگ کہ جن کو معلوم نہ تھا ۔ ان کو پہاڑوں سے کس نے اتارا ؟ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ۔ انہوں نے ان کو مجبور کر دیا کہ آؤ ہمارے ساتھ شامل ہو ۔ ہم آپ کے علاقہ کی ترقی کے لیے رقم کے لیے رقم بھی دیتے ہیں ، اور ساتھ کام بھی کریں گے ۔ اب ملک ترقی کر رہا

ہے ۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

رائے فتح محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں گذارش کرتا ہوں کہ سالہا سال سے بجٹ ارب ، کروڑ ، اور لاکھوں روپے کے پیش ہوتے رہتے ہیں ، اور اس کے ساتھ ساتھ ہم بہت تعریف کرتے ہیں ، لیکن ساتھ ہی ساتھ میں رولا شروع کر دیتے ہیں ، یہ نہیں ہوا ۔ وہ نہیں ۔ یہ نہیں بنا وہ نہیں بنا ۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ بجٹ کہاں جا رہا ہے ۔ یہ بجٹ کی بات ہوتی ہے فلاں بھی ہوا فلاں بھی ہوا ۔ لیکن آخر میں اپنی مثال پیش کرتے ہیں کہ ہمارے علاقہ میں کچھ بھی نہیں بنا ہے ۔ ہماری سڑکیں نہیں بنیں ، ہمارا یہ نہیں ہوا ۔ ہمارا وہ نہیں ہوا ساتھ ہی ساتھ جمہوریت کی بات ہوتی ہے ، یہ جمہوریت ہے میرے سامنے دوست بیٹھے ہوئے ہیں ۔ جس وقت افتخار تاری اور چوہدری ارشاد صاحب وزیر تھے میں ان کے ساتھ ہوتا تھا ، بڑا دوستانہ تھا ۔ اب وہ کس جمہوریت کے تحت پھنسے ہوئے ہیں ارشاد صاحب کے والد فوت ہو گئے لیکن وہ اپنے والد کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے ۔ میں دوستوں سے گذارش کروں گا کہ کچھ خیال کرو ۔ یہ جمہوریت ہے ؟ اس نے کیا گناہ کیا اس میں کیا عیب ہے جس کے تحت وہ گرفتار ہے ؟ مجھے پتہ نہیں جمہوریت کون سی ہے میں نہ مقرر ہوں اور نہ میں نے تقریر کرنی ہے نہ تیاری کی ہے نہ کبھی تقریر کی ہے ۔ مگر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں کی جمہوریت ہے ۔ چوہدری ارشاد اور افتخار تاری کے ساتھ یہ جو کچھ کیا ہے کیوں کیا ہے ؟ اس کا کیا مطلب ہے ؟ انہوں نے آخر کیا گناہ کیا ہے ۔ ان کا کون سا جرم ہے ؟ اگر کوئی ان کا جرم ہے ۔ تو ان پر مقدمہ بناؤ ۔ انہیں کوئی کیس بنا کر سزا دو ۔ ان کو جیل بھیجو تاکہ ان کے بیوی بچے ان سے ملاقات تو کر سکیں آخر اس کا کیا مطلب ہے ؟ ان سے یہ سلوک کیوں کیا جا رہا ہے ؟ انہوں نے کیا گناہ کیا ہے ؟ خداوند کریم نے انسان کو مختار بنایا ہے ۔ اگر وہ گناہ کرتا ہے ، ثواب کرتا ہے ۔ کدھر جاتا ہے کدھر نہیں جاتا ہے ۔ میرا مطلب ہے کہ خدا نے انسان کو فعل و مختار بنایا ہے کسی انسان نے نہیں بنایا ہے ۔ اس دور میں انسان مختار نہیں رہا ۔ میں نے کیا گناہ کیا جو کچھ میرے خلاف ہو رہا ہے ۔ میں نے جناب کے سامنے ایک تحریک بھی پیش کی تھی ۔ وہ کمیٹی کو دے دی گئی اور کمیٹی کے پیش ہوئی سب کچھ ہوا ۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہو کچھ ہوا ہو ۔ ایک کہاوت ہے ۔ انگریزی کی نہیں پنجابی کی ہے ۔

"مجھ نہیں سادی تاں اوھدے پچھلے سودے دی جھوٹی دے دیوو"

ہو سکتا ہے کہ وہ دودھ دے دے ۔ یہ کیسی جمہوریت ہے ؟ یہ ایسا جمہوری نظام ہے جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی کہ نہ کسی کی جان محفوظ نہ کسی کا مال محفوظ نہ کسی کی عزت محفوظ نہ کوئی شخص ایسا ہے کہ جس

کو ذہنی پریشانی نہ ہو ۔ باوجود ان سب چیزوں کے تقاریر ہو رہی ہیں ۔ خوشامد کر رہے ہیں ، یہ نہیں کہ یہ کسی کی ملکیت ہے یہ کسی کی ملکیت نہیں ہے ۔ یہ نظام خدا کا ہے ۔ یہ جہاں خدا کا ہے ۔ کائنات خدا کی ہے ۔ وہ اگر بدلنا چاہے ۔ تو نظام بدل سکتا ہے ۔ کوئی دیر نہیں لگتی ہے ۔ شاید کوئی تصور کرے کہ نظام یہی رہے گا ۔ اور ہم جو چاہیں گے کرتے رہیں گے ہرگز نہیں ۔ ایسے نظام بدلنے میں کوئی دیر نہیں لگتی ہے ۔ سنٹوں سیکنڈوں میں نظام بدل دیتا ہے ۔ تقاریر ہو رہی ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نہیں ڈھمکان ہے ۔ یہ وقت بتائے گا ۔ ملک کو آزاد کرو ۔ دفعہ 144 اٹھاؤ ۔ اس کے بعد پتہ چلے گا کہ کون سی مقبولیت ہے ۔ ڈنڈا ہمارے پنجاب کی روایت ہے ۔ شروع سے پیٹ پرستی ، لالچ اور بزدلی کے تحت لوگ چلے جا رہے ہیں ، میں یہ سب کچھ سمجھتا ہوں ، اگرچہ میں کوئی گریجویٹ نہیں ہوں ، لیکن میں ان کے ذہنوں کی سب بات سمجھتا ہوں ، میرے دوست اس طرح سمجھتے ہیں کہ یہ وقت رہے گا ۔ یہ کہانی رہے گی ۔ اس میں ہم رہیں گے ۔ یہ غلط ہے ۔ خدا ہی خدا ہے ۔ اور اس کے کاموں میں کسی کو دخل نہیں ہے ۔ وقت کی نزاکت کے تحت یہ سب کچھ ہو رہا ہے ۔ میں بعد ایک دفعہ پھر دہراؤں گا اور سب دوستوں سے یہ کہوں گا کہ اگر ذہنوں میں یہ چیز آ جائے کہ ایسا ظلم ایسی زیادتی نہیں ہونی چاہیے ۔ جن کے بچے پریشان ہو رہے ہیں انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے ۔ اگر انہوں نے گناہ کیا ہے تو اس کی سزا دیں ، انہیں جیل بھیج دو ۔ انہیں قید کرو ، تاکہ ان کے بچے ان کی ملاقات کریں ان کا منہ تو دیکھیں ۔ ان کو ایسا غائب کرنا یہ کیسی روایت ہے ۔ کیسی جمہوریت ہے کس قانون میں ہے ۔ کہاں سے رواج پایا ہے ؟ جناب والا ۔ میرے دوستوں نے ادھر ادھر کی باتیں کی ہیں ، میری آخری بات یہ ہے کہ کوئی ایسا نظام بناؤ جس سے عوام کو فائدہ ہو ۔ منسٹر صاحب موجود ہیں ، چیئرمین صاحب موجود نہیں ہیں ۔ میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میرا حلقہ انتخاب تحصیل حافظ آباد ایک ضلع کے برابر ہے ۔ مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہاں پر ایک سڑک بنائی گئی ہو ۔ ایک سکول بنائیں کہ بنا ہو ۔ ایک ہائی سکول منظور ہوا تھا ۔ ایک سال سے کلاسیں بیٹھی ہیں ، مگر ان کی بلڈنگ نہیں ہے ۔ کوئی ہسپتال کوئی سڑک نہیں ہے میں نے ایک سڑک کے لیے ڈائریکٹر مشیر صاحب سے عرض کیا تھا ۔ جناب ہماری تحصیل میں ایک سڑک بنا دیں ، میں شوگر مل کا مطالبہ نہیں کرتا ہوں ۔ لیکن ہمارا علاقہ ایسا ہے جس میں ہر چیز پیدا ہوتی ہے سوائے شوگر مل ہے ۔ وہاں سڑک بنا دی جائے ۔ مہربانی ہوگی تاکہ ہمارا گنا وہاں پہنچ جائے ۔ اور آپ کا زرمبادلہ بھی چلتا رہے گا ۔ ایک دو مرتبہ تو انہوں نے سر مارا ۔ میں نے پوچھا کہ آپ جواب دے رہے ہیں یا آپ کو ایسے سر مارنے کی عادت ہے ۔ پھر انہوں نے سر اٹھایا ۔

ہاں جی بتاؤ ۔ میں نے کہا یہ بات ہے ۔ پھر انہوں نے کہا یہ سڑک منظور ہے یہ آج سے تین سال پہلے کی بات ہے ۔ کاغذات میں وہ سڑک منظور ہے ۔ لیکن آج تک وہاں پر ایک ٹوکری مٹی کی نہیں ڈالی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ آج سے تین سال پہلے کی بات ہے اور گجرات کی بات ہے کاغذوں میں سانگلہ روڈ منظور ہو چکی ہے لیکن اس پر تھوڑی سی بھی مٹی نہیں ڈالی گئی جناب والا ۔ میری تحصیل میں کوئی سکول ، کوئی ڈسپنسری ، کوئی ہسپتال اور کوئی سڑک نہیں ہے ۔ تو جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس تحصیل میں کچھ نہ کچھ تو ہونا چاہیے کیونکہ یہ بہت بڑی تحصیل ہے ۔ جناب والا ۔ ہمارے علاقے میں اتنا بھی راستہ نہیں ہے کہ کوئی سائیکل بھی چلا سکے صرف ایک ریلوے سٹیشن ہے ۔ جناب والا ۔ میری تحصیل حافظ آباد تحصیل میں ہی کالج ہے اور وہاں پر ہی عدالت ہے اور وہاں پر ہی تاریخ بھگتنے کے لیے جاتے ہیں لیکن ہماری تحصیل کے لوگوں کو حافظ آباد جانے کے لیے بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ جس گاڑی کے ذریعے انہیں جانا ہوتا ہے اس گاڑی کا وقت نہیں ہے کیونکہ وہ گاڑی کبھی تو دو بجے آتی ہے اور اگر لیٹ ہو جائے تو پھر گیارہ بجے آتی ہے اس طرح سے جناب والا ۔ میری تحصیل کے لوگ تاریخ بھگتنے کے لیے حافظ آباد صحیح وقت پر نہیں پہنچ سکتے ۔ اور اسی طرح ہماری تحصیل کے بچے بھی اپنے اپنے سکولوں میں صحیح وقت پر نہیں پہنچ سکتے کیونکہ سکول کا وقت بھی ساڑھے سات بجے گرمیوں میں ہوتا ہے اور جو گاڑی لالیاں پور کو جاتی تھی وہ وہاں سے صبح پانچ بجے گزرتی تھی ۔ اب وہ بھی ایک ماہ سے روک دی گئی ہے تو جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ ہمارے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیوں ہو رہا ہے وہاں پر کوئی سڑک نہیں ہے کوئی گاڑی کا وقت نہیں ہے کہ ہم کسی طرف بھی جا سکیں جناب والا ۔ میں نے آج اجلاس میں شامل ہونے کے لیے آنا تھا تو میں نے ایک سکوٹر والے کی منت سماجت کی تو وہ بیچارہ مجھے میاں چنگلے پر چھوڑ گیا تو اسی طرح سے میں وقت پر پہنچ سکا ۔ جناب والا ۔ اگر میں گاڑی کا انتظار کرتا تو میں بارہ ایک بجے کے قریب یہاں پہنچتا ۔ تو جناب والا ۔ یہ ہماری تحصیل کے حالات ہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری حکومت جو یہ کہتی ہے کہ بہت کچھ ہو گیا ہے اور یہ بھی ہو رہا ہے وہ بھی ہو رہا ہے تو میں عرض کروں گا کہ زبانی کلامی نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس پر عمل درآمد بھی کیا جائے تو پھر ہی ہمارے لوگوں میں پیپلز پارٹی کی اعلیٰ کارکردگی کا احساس ہوگا ۔ جناب والا ۔ آپ لوگوں کے پاس جا کر پوچھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ باہر کیا چیز ہے اور کیا ہو رہا ہے مگر جو طریقہ آپ نے اپنایا ہوا ہے وہ درست نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ مزارعین کی بے دخلیاں ہو رہی ہیں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت بننے سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا ۔ یہاں پر اس چار دیواری کے اندر تو یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ کوئی بے دخلی نہیں ہوئی اور یہاں پر پانچ پانچ مرلے والوں پلاٹوں کی باتیں ہو رہی ہیں جناب والا ۔ آپ ذرا باہر جا کر پوچھیں تو سہی کہ پانچ ۔ پانچ مرلے کی پلاٹ کہاں سے لیے ہیں اور کہاں سے ان کو ملے ہیں جناب والا ۔ آپ کی کاغذی کارروائی تو درست ہے اس میں تو ہر چیز مکمل ہے لیکن جناب والا ۔ عمل درآمد کو بھی دیکھا جائے ۔

جناب والا ۔ نوکر شاہی اس وقت اتنی وسیع ہے کہ ان کو یاد ہی نہیں ہے کہ ان پر کوئی حکومت ہے اور کسی نے ان کی جواب طلبی کرنی ہے ۔ یہاں پر تو کوئی محکمہ نہیں ہے جو ان سے یہ پوچھے کہ تم یہ کام ڈاجائز کر رہے ہو جناب والا ۔ وہ کھل کر رشوت لے رہے ہیں اور اس بات کا تمام لوگوں کو پتا ہے آپ باہر جا کر صحیح معنوں میں اور انصاف کے طور پر پتا کریں تو آپ کو پتہ چلے کہ باہر کیا ہو رہا ہے اور ملک میں کیا ہو رہا ہے اور ملک کس حد تک پہنچ گیا ہے ۔ یہاں پر مہنگائی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مہنگائی کو فلاں جگہ پر دیکھو فلاں جگہ پر اتنی ہے مگر جناب والا میری تو کافی عمر ہو گئی ہے ۔ جناب والا ۔ کوئی چیز نہیں ہے کہ یہاں پر پیدا نہ ہوتی ہو لیکن جناب والا ۔ آپ بازار جائیں تو دیکھیں کہ یہ تمام چیزیں کہاں جا رہی ہیں مجھے تو پتا ہی نہیں لگتا میں تو اس چیز پر بڑا ہی پریشان ہوں کہ یہاں پر بن کیا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ یہاں پر ہر چیز پیدا ہو رہی ہے لیکن پھر بھی پنجاب میں ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ کوئی بھی چیز کسی کو کھانے کے لیے نہیں ملتی ۔ لیکن جناب والا ۔ ہمارے دوستوں کی یہ عادت بن گئی ہے کہ ادھر آئے تو کچھ کہہ دیا اور ادھر گئے تو کچھ اور کہہ دیا ۔ تو جناب والا ۔ یہ اچھی بات نہیں ہے اچھی بات تو یہ ہے کہ جو کچھ دل میں ہو وہی زبان پر ہو اور وہی باہر آئے ۔ لیکن جناب والا ۔ یہاں پر تو خدا ہی خدا ہے اور ہمارا روزی رساں بھی وہی ہے ہمیں بخشنے والا بھی وہی ہے اور ہمارے دکھ سکھ والا بھی وہی ہے یہ سب چیزیں تو وقتی طور پر ہیں اور جو کچھ یہاں ہو رہا ہے وہ ساری دنیا دیکھ رہی ہے جناب والا ۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ کیا یہ اصولوں کے تحت ہو رہا ہے یا انصاف کے تحت ہو رہا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ بھی ان چیزوں سے واقف ہیں باری تو سب کی آتی رہتی ہے ۔ جناب والا ۔ اگر آج ہماری باری ہے تو پھر کل آپ کی باری ہو گی ایسا تو ہوتا رہتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ رائے سخاوت علی خان ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کو 1976-77ء کا ایک اچھا میزانیہ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں

کیونکہ اس بجٹ میں سوائے شراب او گھڑ دوڑ کے اور کوئی بھی ٹیکس نہیں لگایا تھا ۔

جناب والا ۔ میرا یہ تعلق دیہی علاقہ سے ہے اور یہ علاقہ ضلع ساہیوال اور شیخوپورہ کے خاص خاص دریائی علاقہ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے ۔ جناب والا ۔ وہاں پر ذرائع مواصلات بہت کم ہیں اور جناب والا ۔ میں یہ آپ کی وساطت سے جناب ڈاکٹر صاحب کو گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اس علاقہ کی ہسٹری یہ ہے کہ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے اس خطے کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تاکہ ایک قبیلہ کے جنگجو ہونے کی ہسٹری کو تقسیم کر دیا جائے جناب والا ۔ کچھ حصہ تو ساہیوال کے ضلع میں چلا گیا اور کچھ شیخوپورہ کے حصہ میں اور کچھ لائل پور کے حصہ میں چلا گیا اور یہ تقریباً تمام دریائی علاقہ ہے ۔ اور کسی وقت سور خور قوم نے ہمیں تقسیم کیا ۔ آج دریاؤں میں پانی کم ہونے کی وجہ سے اس دریا کے خشک پیٹ میں سروٹے اور جھاڑیاں ان سوروں کی پناہ گاہیں بنی ہوئی ہیں جو کہ دن کو وہاں چھپے رہتے ہیں اور رات کو اٹھتے ہیں اور جتنا دریائی علاقے کا پیٹ ہے جو غیر آباد ہے اس سے باہر نکل کر نہری علاقے کی طرف جو کہ آباد ہے آتے ہیں اور وہاں کی فصلوں کو تباہ برباد کر دیتے ہیں ۔ جناب والا ۔ انگریزوں کی حکومت جس وقت تک رہی اس وقت تک ہم حریت پسندوں کو جو سزا ملنی چاہیے تھی وہ ہم نے برداشت کی ۔ انگریز کے جانے کے بعد یہ ہوا کہ جیسے اقتدار جن لوگوں سے چلا جاتا ہے تو اکثر وہ حکومت وقت کی پناہ ڈھونڈتے ہیں اسی طرح وہ یونینسٹ جو انگریز کے پروردہ تھے وہی لوگ معافیاں لے کر دوبارہ بر سر اقتدار آئے ۔ انہوں نے اس حصہ کو پہلے کی طرح رکھا شاید وہ اپنے بزرگ انگریز کی طرح اس حصہ کو غیر آباد رکھنے پر تلے ہوئے تھے ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت آنے کے بعد اس علاقے میں کئی ترقیاتی کام ہوئے ہیں ۔ کچی سڑکوں پر مٹی ڈالی گئی ہے ۔ کچھ پکی سڑکیں تعمیر ہوئی ہیں ۔ مثلاً سچیاراں تا جھانگڑہ یہ پختہ سڑک ہے ۔ یہ اس حریت پسند رانے احمد خان شہید کا گاؤں ہے جس کی دوسری پشت سے میں ہوں ۔ یہاں اس قصبے کے ساتھ یہاں تک زیادتی روا رکھی گئی تھی کہ جیسے عام شہروں اور دیہاتوں کے درمیان پگڈنڈیاں اور راستے ہوتے ہیں ایسے کوئی راستہ اس قصبہ کو نہیں آتا تھا ۔ لیکن ہم زمین داروں نے اپنی اراضی میں سے جگہ دے کر پکی سڑک اس گاؤں تک پہنچائی ہے ۔ یہ سہرا جناب ذوالفقار علی بھٹو کے سر ہے جنہوں نے جنگ آزادی کے ہیرو کے گاؤں تک ایک پکی سڑک او بجلی دی اور اس کے علاوہ بھی کچھ دیہاتوں کو بجلی دی گئی ۔ یہ صرف سڑکوں اور بجلی تک ہی محدود نہیں بلکہ اب دریائی علاقے میں اور فلڈ ایریا کے گاؤں میں چھ چھ کمروں کے پرائمری

سکول دیے ہیں جن کے پلیٹ فارم اتنے اونچے ہیں کہ اگر سیلاب آئے تو لوگ ان کے اوپر اپنا سامان ، گندم اور باقی اجناس رکھ دیتے ہیں او کسی محفوظ مقام پر لے جانے کی بجائے اسی گاؤں میں رکھ سکتے ہیں ۔ عمارتیں کھڑی کی گئی ہیں ۔ اب کوئی گاؤں ایسا نہیں جس میں پرائمری سکول نہ ہو ۔ ایک وقت تھا کہ جب کئی کئی میل کے فاصلے پر سکول ہوتے تھے اور چھوٹے چھوٹے بچے گرمیوں کے موسم میں اپنے بھاری بستے اٹھا ہوئے جن میں ان کی کتابیں ہوا کرتی تھیں اور ان کے لیے جانا مشکل ہوتا تھا ۔ غریب بچوں کے پاؤں میں جوتا نہیں ہوتا تھا لیکن اب پوزیشن یہ ہے کہ ہر گاؤں میں ایک پرائمری سکول کھل چکا ہے جس میں بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔ دو باقی سکول ہوئے ہیں ۔ کچھ نے پرائمری سے مڈل کا درجہ حاصل کیا ہے ۔ اسی سال کے بعد میرے اپنے گاؤں میں پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دیا گیا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے اسی پچاسی فیصد آبادی جو دیہات پر مشتمل ہے اس کی طرف توجہ فرما کر کئی ضرورتوں کو پورا کیا ہے مثلاً زراعت کو ترقی دینے کے لیے زرعی آلات کا مہیا کرنا ، کم ریٹ پر کھاد کا ملنا اور قرضے حاصل کرنے میں آسانیاں اور جن لوگوں کے رقبے ٹیل کے اوپر ہیں ان کو سبسڈی کے تحت پمپ دینا تا بارانی یا سیلابی حصے میں ان گرمیوں کے موسم میں جیسے سخت گرمی پڑ رہی تھی جناب وزیر اعلیٰ صاحب کربہ کربہ جا کر لوگوں میں initiative پیدا کیا کہ وہ اپنی زراعت میں دلچسپی لیں اور تھریشر دیے تا کہ لوگ موسم برسات شروع ہونے سے پہلے پہلے اپنی فصل اٹھا سکیں ۔ اس کے بعد کچھ ہمیں ان سے شکوے بھی ہیں ۔ پہلے تو یہ کہ وہ نیاز مندی بہت کم کراتے ہیں لیکن چونکہ وہ ہماری زندگی کے روشن قدم میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں ۔ یہ نیاز نہ دینا بھی ان کی عادت سہی لیکن ہم خوش ہیں کہ کم از کم ہماری جانب ان کی توجہ تو ہے ۔ جناب والا ۔ یہ پانچ مرلہ ہاؤسنگ سکیم جو کہ شہروں کے اندر ہے وہ غریب مزدور چاہے کسی مل سے تعلق رکھتا ہو مزدور ہر جگہ مزدور ہے ۔ مزدوروں کے لیے بڑے بڑے فلیٹ تیار کرنا انتہائی احسن قدم ہے وہ مزدور جو کبھی ماں کی گود سے نکلتے ہی توپھر کے داخل ہونے تک ان کے پاس اپنا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوا کرتا تھا لیکن آج وہ فخر سے سر بلند کر کے یہ کہتے ہیں کہ اگر امراء کے پاس فلک بوس منزلیں ، فلیٹ اور کئی کئی سٹوری عمارتیں ہیں تو ہمارے لیے بھی فلیٹ ہیں جہاں قمقمے اور بجلیاں جل رہی ہیں تو ان کو دیکھ کر ان کا اپنا دل بھی خوش ہوتا ہے کہ ہم بھی اپنا مکان رکھتے ہیں ۔ جب آپ جڑانوالا روڈ سے لاہور کی جانب رخ کریں گے تو کوہ نور کے نزدیک ایک فلک بوس عمارت نظر آتی ہے ۔ یہ مزدوروں کے بسنے کے لیے ہے اور ان لوگوں کے لیے ہے جن کے پاس کوئی مکان نہیں ہے ۔ ایسے ہی کچی آبادیاں

پختہ کر دی گئی ہیں وہاں پانی کا انتظام کر دیا گیا ہے ۔ مگر وہ آبادیاں بھی ہیں جو برسات کے موسم میں دریا میں ایک ڈوبے ہوئے چوہے کی طرح اپنے بال بچوں کو ادھر ادھر اٹھائے پھرتے ہیں اور رہا سہا سامان بھی ان کا تباہ ہو جاتا ہے ویسے ان کی پہلے کائنات ہوتی کیا تھی صرف چند سیر آٹا اور ایک شیشی تیل کی جو وہ اپنے کھانے کے لیے استعمال کرتے تھے یا اپنے اپنے سر کے اوپر لگاتے تھے ۔ اب ان آبادیوں کو اونچا کیا گیا ہے ۔ ان کو نشیبی حصوں سے نکال کر پختہ آبادیوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے ۔ وہاں دیہاتوں کے اندر جہاں زمینداروں کا مکمل تسلط تھا وہاں یہ کہا گیا ہے ۔ میرے ضلع لائل پور میں جو زمیندار ہیں ویسے تو زمینداروں میں شمار ہوں یا نہ ہوں لیکن وہ زمیندار اپنے ہاتھ سے کاشت کرتے ہیں ۔ اور ملتان مظفر گڑھ ٹمن داروں کے بھائی کہلانے کے لیے وہ بھی زمیندار ہیں ۔ ہم بھی زمیندار ہیں ۔ گو زمینداروں میں کہلاتے تھے لیکن حقیقت میں یہ کاشتکار تھے اور ظلم کرنے میں یہ لوگ بھی ان سے کم نہیں تھے ۔ جب کبھی ذاتی طور پر خفا ہوئے تو حکم دے دیا کہ شام سے پہلے پہلے اس مکان سے اپنا سامان نکال لو ۔ اب کوئی زمیندار یہ بات نہیں کہہ سکتا ۔ وہ اپنے مکان کا مالک ہے ۔ اگر یہ اس کو نکال دے تو عدالتیں اس کے لیے کھلی ہیں اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جب وہ سامان نکالے گا تو شام سے پہلے پہلے اس کا سامان بہم واپس کرا دیں گے اور کرا دیتے ہیں اور صبح ہونے تک وہ جیل میں ہوتا ہے ۔ یہ جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی مہربانی کی وجہ سے ہے ۔ لیکن چند ایک اس میں دقتیں بھی ہیں وہ یہ کہ بعض لوگوں کے پاس الاٹمنٹ کے آرڈر ہیں اور بعض زمین داروں کے پاس stay ہیں جن کی لمبی لمبی تاریخیں ایڈجسٹریشن ڈال دیتی ہے اور ہم دھائی ڈالتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی پانچ چھ مہینے کی تاریخیں ڈلی جاتی ہیں ۔ اور ان کا سٹے ختم ہونے کو نہیں آتا شاید یہ ان کی زندگی ختم ہو جائے تین چکرک کے بارے میں جن میں میرا گاؤں بھی شامل ہے ۔ محکمہ مال کے پٹواری نے زیادتی کی ہے 5 مرلے کی سکیم تحت زمین دینے سے انکار کر دیا اور مجھے اس نے کاغذوں میں دکھا دیا کہ یہ رقبہ خالی پڑا ہوا ہے لیکن اس نے قبرستان کے ساتھ یا قبرستان کے دوسری طرف یہ رقبہ الاٹ کر دیا ہے مجھے جب علم ہوا تو میں نے وزیر مال تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن ابھی تک رسائی نہیں ہوئی ہے ۔ اس کی بھی درستگی کی جائے ۔ اور ان لوگوں کو آباد کیا جائے کیونکہ وزیر مال صاحب نے فرمایا ہے کہ 5 مرلے دینے میں تاخیر نہیں ہوگی لیکن بصد افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سابقہ وزیر مال کے آرڈر موجود ہیں ۔ لیکن عمل نہیں ہو رہا لہٰذا ان کی فوری طور پر آبادی کی جائے چک نمبر 435 عجمیل جڑانوالہ میں اس آرڈر کو ابھی تک تاخیر میں ڈالا ہوا ہے موجودہ وزیر مال صاحب تشریف لائے تھے تو میں بنفس نفیس حاضر ہوا

تھا اور عرض کی تھی تو انہوں نے فائل منگوا لی تھی لیکن یہ فائل ان کے دفتر میں گیارہ ماہ سے پڑی ہوئی ہے ۔

مسٹر انور حسین منصور ۔ ایک طرف کہتے ہو کہ شام سے پہلے آدمی اندر کرا دیتے ہیں دوسری طرف کہتے ہو کہ گیارہ ماہ سے فائل میز پر پڑی ہوئی ہے ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ جناب والا جہاں قبضہ نہیں ملا ہے ہم تو اس کی بات کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دو تین منٹ رہ گئے ہیں ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ ابھی تو میں شروع ہی نہیں ہوا ہوں ۔ گندم کے بیج کے متعلق کہا گیا ہے کہ ہم نے 70 ہزار ٹن باہر سے منگوایا ہے اور 12 ہزار ٹن یکمشت تقسیم کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب آج سیشن چلے کیونکہ کچھ فاضل اراکین رہتے ہیں جنجوعہ صاحب ہیں اور ڈاکٹر محمد صادق ملہی صاحب بھی ہیں ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ ۔ ابھی تو دو دن پڑے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ممبران جو باقاعدگی کے ساتھ حاضر رہے ہیں ان کو ابھی وقت دینا ہے ۔

مسٹر منظور حسین ۔ میں تو پانچ سات دن سے باقاعدگی کے ساتھ آتا رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ رعایت اسی لیے کی گئی ہے آپ کا نام رکھا ہوا ہے لیکن وہ ممبران جو تقریر کر چکے ہیں وہ باقاعدگی کے ساتھ ایوان میں بیٹھے رہے ہیں ۔ ڈاکٹر محمد صادق ملہی صاحب آپ آج تقریر کریں گے یا کل کریں گے ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ جناب والا ۔ میں صبح تقریر کروں گا ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ جناب والا ۔ گندم کے لیے ہر جگہ خریدنے کے سنٹر کھولے گئے ہیں ۔ اس میں زیادتی کی بات یہ ہے کہ اس میں زمینداروں کو نقصان ہو رہا ہے حالانکہ لشاری صاحب نے فرمایا ہے کہ چھ لاکھ ٹن گندم زمینداروں سے خرید کی گئی ہے ۔ اور تین لاکھ ٹن ڈیلروں سے خرید کی گئی ہے حالانکہ زمینداروں سے کم خرید کی گئی ہے ۔

(اس مرحلے پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

گندم کو تین بار کئی ذرائع سے گذارنے کے باوجود اس کا وزن وہ دو من 22 سیر 22 چھٹانک لیتے ہیں ۔ اور اس سے پہلے یہ 18 چھٹانک گندم پہلے ہی ہم سے زائد لیتے ہیں ۔ اس لیے کہ گندم میں مٹی وغیرہ کا احتمال ہوتا ہے ۔ لیکن جب وہ اپنا احتمال دور کر لیتے ہیں تو وہ 18 چھٹانک کس لیے کاٹتے

ہیں - ماڑی پتن کے پل پر بڑی تاخیر ہو رہی ہے - کام بہت آہستہ ہو رہا ہے اس کو تیزی سے کرنا چاہیے - اس کے ساتھ بیڑیوں کا پل بنایا گیا ہے لیکن زیادتی یہ کی جاتی ہے کہ جب پانی زیادہ آ جاتا ہے تو وہ پل کو ہٹا لیتے ہیں - اور فی سواری 25 پیسے وصول کرتے ہیں لیکن بعد میں ایک روپیہ فی وصول کرتے ہیں اس کے ساتھ سامان اور بچے بھی سواریوں کے ساتھ ہوتے ہیں - اس لیے التماس ہے کہ پل پر سے سواریوں کو مفت گزرنے دیا جائے - اور پل کو خراب نہ ہونے دیا جائے - دوسری گذارش یہ ہے کہ سائنر کے نزدیک زمین بیکار پڑی ہے سائنر کو کھولنے کے لیے 3 سال ہو گئے ہیں لیکن حکومت کے پاس فنڈ نہیں ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - دوسری کتنی گذارشات ہوں گی -

رائے سخاوت علی خان - پل جان محمد سے ماڑی پتن تک پکی سڑک ہے - یہ چک نمبر 415 گ ب سے گورنمنٹ ہائی سکول سیال تک پختہ سڑک چاہیے یہ کوئی پونے چار میل کا سفر ہے - یار مان میں مڈل سکول کھل چکا ہے اس کے لیے فنڈ مہیا کیے جائیں - کیونکہ بچوں کے لیے بیٹھنے کا کوئی انتظام نہیں ہے کوٹ المداد میں ڈسپنسری کھول دی ہے لیکن اس کے لیے فنڈ نہیں ہیں - کہ وہاں ملازمین رہیں کیونکہ اس کی عمارت نہیں ہے ہم نے عارضی طور پر انتظامات کر رکھے ہیں - اور ہمارے بھی گنے چنے مکانات ہیں - میں ایک آخری گذارش کرتا ہوں کہ پچھلے سال میں نے یہاں تقریر کرتے ہوئے گذارش کی تھی کہ ہمارے علاقہ میں پولیس نے ایک آدمی کو برہنہ جلایا تھا لیکن رپورٹ مرتب ہونے کے باوجود اور وزیر اعظم پاکستان کے حکم کے باوجود ان تھانیداروں کو سوائے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے اور کچھ نہیں کیا گیا - ان میں ایک مہر نبی بخش ہے ان سے میرا مطالبہ ہے کہ وہ ایک عورت کو لے گیا تھا اور ایک گھوڑا لے گیا تھا لیکن وہ گھوڑا بھی اس کے پاس ہے اور عورت بھی اس کے پاس ہے - اور زیادتی یہ ہے کہ وہ ایک عورت بھی لے گیا ہے براہ کرم اس کو نوٹ کیا جائے اور اس کے متعلق ضروری کارروائی کی جائے - اور مہر نبی بخش تھانیدار اور منیر احمد اے ایس آئی کے خلاف کارروائی کی جائے اور مظلوم کو انصاف فراہم کیا جائے کیونکہ یہ ہمارے لیے بہت پریشانی کا باعث ہے ایک اور بات عرض کرنا ہے کہ ایک مہاجر کے ہاں ایک لوکل نے شادی کر دی تھی اس کو چار سال تک گھر میں بیٹھائے رکھا لیکن انہوں نے زبردستی اس عورت کو چھین لیا اور اس کے گھر پر 40 افراد نے حملہ کیا اور اس پر فائرنگ کی لیکن اس کا پرچہ کاٹ دیا گیا کہ دو آدمی فائرنگ کر رہے تھے - اور وہ چالیس آدمی انہوں نے گرفتار کر کے -- چالیس نہیں بتیس تھے ، حالانکہ یہ بات ایس پی صاحب کے نوٹس میں لائی گئی - ڈی آئی جی کے نوٹس میں لائی گئی - براہ کرم - -

Mr. Deputy Speaker : Now I request you to resume your seat.

اب تو کافی وقت ہو گیا ہے ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ وہ پرچہ کاٹ لیا جائے اور اس پر عمل کرایا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ملک مظفر خان صاحب ۔

ملک محمد مظفر خان ۔ جناب سپیکر ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ، میں اس ہاؤس میں بحیثیت پارلیمانی سیکرٹری بھی بیٹھ چکا ہوں اور اس وقت سے لے کر وزیر خزانہ صاحب جو بجٹ بنا کر اس ہاؤس میں پیش کرتے رہے ہیں ، مجھے سننے کا موقع ملتا رہا ہے ۔ اس سال قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی پالیسی کے مطابق جو ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے وزیر خزانہ نے بجٹ بنا کر پیش کیا ہے ، میں اس پر اپنی طرف سے اور اپنے حلقہ نیابت کے عوام کی طرف سے انہیں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ جس پلٹن کا کمانڈنگ افسر خود بہادری محنتی اور جانفشانی سے کام کرے ، اس پلٹن کے سپاہی بھی اس پر عمل کرتے ہیں جس طرح کمانڈنگ افسر کی مرضی ہوتی ہے ۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جتنی محنت وہ خود کر رہے ہیں ، ان کی حکومت کی تمام مشینری بھی اسی طرح جاری ہے ۔ قائدعوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب خود دن رات پاکستان اور پاکستان کے عوام کی خاطر محنت کر رہے ہیں اور انہوں نے پاکستان کا وقار جہاں تک پہنچایا ہے وہ سب کے سامنے روشن ہے ۔ خارجہ پالیسی کو انہوں نے جہاں تک پہنچایا ہے وہ کس سے بھولی ہوئی ہیں ۔ انہوں نے اپنے چار پانچ سالہ دور میں اندرون ملک اور بیرون ملک جو محنت کی ہے ، وہ کس سے بھولی ہوئی نہیں ۔ اگر جناب اجازت ہو تو میں ایک پنجابی کی مثال عرض کر دوں ۔ جب ہمارے دیہاتی کسی لیڈر کو برا کہتے ہیں اور وہ فیل ہو جاتا ہے تو وہ ایک مثال کہتے ہیں :

سنیا تے کروڑ دا ، ویکھیا تے لکھ دا ، تے واہ پیا تے ککھ دا ۔

لیکن قائدعوام ذوالفقار علی بھٹو ایک ایسے لیڈر ہیں کہ اب بھی جب دیہاتوں میں لوگ ان کا نام لیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں :

سنیا تے کروڑ ، تے واہ پیا تاں وی کروڑ دا ۔

انہوں نے جو ان تھک محنت کی ہے ، کسان ، طلبہ اور مزدوروں کے لیے جو کچھ انہوں نے اصطلاحات نافذ کی ہیں ، اور نواب اور غریب کو انہوں نے ایک جگہ پر پہنچا دیا ہے ۔ یہ تمام ان کے ایسے کارنامے ہیں جو میرے خیال میں قیامت تک کوئی نہیں بھول سکتا ۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہاں اسلامی کانفرنس کا انعقاد کرایا اور پورے اسلامی ملکوں میں پاکستان کا وقار اور نام پیدا کیا کہ میرا خیال ہے ، دوست دشمن اگر اس کو بھولنا بھی چاہیں تو

بھی نہیں بھول سکیں گے ۔ پاکستان کی ہاری ہوئی بازی انہوں نے شملہ میں جیتی ۔ ماؤں کے بیٹے ۔ بہنوں کے بھائی اور بیویوں کے خاوند وہاں قید تھے اور اور وہ مائیں بہنیں اور بیویاں ان سے بے امید ہو چکی تھیں ۔ لیکن وہ انہیں اپنے اپنے گھروں میں باعزت لے آئے ہیں ۔ اسی طرح پانچ ہزار مربع میل کھوئی ہوئی زمین انہوں نے واپس لی ہے ۔ انہوں نے جاگیرداری اور نوابی کو جس طرح ختم کیا ۔ وہ ایک مثال ہے ۔ اور میرا خیال ہے ، ایسی کوئی مثال اس سے پہلے کسی حکومت نے قائم نہیں کی ۔ جناب سپیکر ۔ جب موجودہ وزیر خزانہ وزیر تعلیم تھے ۔ تو میرے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے یہاں ضلع کیمبل پور کے لیے تسلیم کیا تھا کہ پنجاب میں یہ ایک پس ماندہ ضلع ہے ۔ میرے پاس اسمبلی کی اس کارروائی کی نقل موجود ہے جو میں نے اس لیے رکھی ہوئی ہے کہ کہیں وزیر خزانہ اس بات کو بھول نہ جو انہوں نے کیمبلپور کے بارے میں خود تسلیم کی تھی ۔ جیسے کیمبل پور پسماندہ ہے ، اسی طرح میں فخر اور دعوے سے عرض کروں گا کہ ضلع کیمبل پور کے تقریباً 9 لیفٹننٹ جنرل اور میجر جنرل ہیں ۔ ایک مارشل صاحب ہیں دو گورنر رہ چکے ہیں ۔ انہوں نے جتنی پاکستان میں خدمت کی ہے اس کا صلہ کیمبل پور کو یہ مل رہا ہے کہ ہمیں پانی کی اس حد تک تکلیف ہے کہ جب ہمارے گھروں میں عزرائیل موت کے لیے آتا ہے تو ہم اس کے آگے ہاتھ باندھتے ہیں کہ مہربانی کر کے آپ بارشوں کے موسم میں آنا تاکہ ہم میت کو وضو دے سکیں ۔ جناب سپیکر ۔ جناب کو بھی تجربہ ہے اور وزیر خزانہ کو بھی ، کہ بیاہ شادی کے موقع پر پانی کی ضرورت ہوتی ہے ۔ خاص طور پر لئے جوڑے کو تو کچھ وقت کے لیے ، کچھ مہینوں کے لیے ہر صبح ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ ہمارے پاس پانی اتنا بھی نہیں ہوتا کہ اس پانی سے میں یہی عرض کروں گا کہ وہ منہ دھو سکیں ۔ میں جناب سے یہ عرض کروں گا کہ جس وقت جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب ہمارے ضلع میں تشریف لے گئے تو ہم نے ان سے یہ عرض کی تھی کہ اگر خزانے میں گنجائش ہو تو ہمیں سڑکیں بھی دی جائیں ۔ ہسپتال بھی دیے جائیں ۔ لیکن ہم ان کے بغیر تو گزارہ کر سکیں گے ۔ پانی کے بغیر گزارہ نہیں کر سکیں گے ۔ وہاں تحصیل تلہ گنگ میں ایک ڈھوک پٹھان ہے ۔ وہاں سے سوان نالہ گزرتا ہے ۔ وہاں عرصے سے سکیم بنی ہوئی ہے ۔ اگر اس سکیم بنی ہوئی ہے ۔ اگر اس سکیم کو پائیہ تکمیل پہنچایا جائے ۔ تو پندرہ بیس گاؤں اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ ایک موضع غریب وال تحصیل پنڈی گھیب میں ہے ۔ اس کی حالت یہ ہے کہ اگر وہاں کوئی موت ہو جائے تو وہاں سے ٹینک ایک سو روپیہ لگا کر چھ سات میل سے پانی لا کر اسے استعمال کرتے ہیں اس کی سکیم ہے ۔ قائد عوام جب کیمبل پور تشریف لے گئے تو ان سے عرض کی ۔ انہوں نے مہربانی کی اور میرا

خیال ہے سکیم بننے کے بعد چار لاکھ کی منظوری ہوئی ۔ جو جناب وزیر اعلیٰ نے مہربانی کی اور ایک لاکھ کی منظوری دی کہ ایک لاکھ روپے کے ٹیوب ویل جون تک لگائیں ۔ آئندہ آپ کو اگلے بجٹ میں روپیہ دیا جائے گا ۔ مجھے خدشہ یہ ہے کہ جون میں اب دس بارہ دن رہ گئے ہیں اور وہ کام شروع تک بھی نہیں ہوا ۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ ایک لاکھ روپیہ بھی ضائع چلا جائے گا ۔ میں وزیر خزانہ سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ کیس غالباً ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ کے پاس پڑا ہوا ہے ۔ وہ مہربانی کر کے ان سے pursue کریں ۔ دوسرے ۱۸ گاؤں میں test well کے لیے سات آٹھ ہزار روپیہ منظور ہوا تھا ۔ وہ بھی جون تک خرچ ہونا تھا ۔ وہ بھی ابھی تک نہیں ہوا ۔ میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ کیمبلپور میں چار تحصیلیں ہیں ہر تحصیل میں مہربانی کر کے ٹیوب ویل لگانے کی مشین دیں ۔ حکومت کا سٹاف وہاں رہے اور اگر پانی کی کامیابی ہو جائے تو مالک زمین سے رقم لے لیں اگر پانی سے ناکامی ہو تو حکومت اس ٹیسٹ کا خرچہ خود برداشت کرے ۔ اسی طرح میں سکولوں کی حالت کی طرف آؤں گا کہ وہاں کئی ایک سکول ہیں جہاں بچوں کے لئے بیٹھنے کی جگہ ہے نہ فرنیچر ہے سڑکیں اسی طرح پڑی ہوئی ہیں ۔ ایک خاص بڑی سڑک پنڈی گھیب سے مکھڈ کی طرف جاتی ہے دو سال سے اس کا کنٹریکٹ دیا ہوا ہے لیکن ابھی تک چار میل بھی اس کی سولنگ کے پورے نہیں ہوئے اور جو ٹھیکیدار تھے جنہوں نے کنٹریکٹ لیا تھا وہ میرا خیال ہے وہاں سے بھاگ گئے ہیں ۔ فتح جنگ کے پاس ایک دو پل ہیں اٹک گنگ کے پاس دو پل ہیں وہاں کے ٹھیکیداروں کو انہوں نے جو رقمیں دی ہیں وہ یا تو جوئے میں کھو بیٹھے ہیں یا نئی کار لے کر سیر کر رہے ہیں ۔ لیکن وہ سڑکیں اور پل ایسے ہی پڑے ہوئے ہیں اور وہاں نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ایکسیڈنٹ ہو رہے ہیں عوام کا نقصان ہو رہا ہے اس لیے مہربانی کر کے ٹھیکیداروں کی انکوائری کرائیں اگر وہ نہیں کر سکتے تو نئے ٹھیکیدار کو کام دیا جائے اور ان منصوبوں کو مکمل کرایا جائے ۔ جناب سپیکر تھانہ مکھڈ میں وہ علاقہ لڑہ کہلاتا ہے وہاں عموماً پشتو بولی جاتی ہے پنجابی بھی بولی جاتی ہے لیکن پشتو زیادہ بولی جاتی ہے یہ وہ لوگ ہیں جن میں میرا خیال ہے پچاس فیصد تک وہ ملٹری میں سروس کر رہے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو تقسیم کے وقت آخری رات یہ لوگ سری نگر پہنچ چکے تھے اور ان کو دوسرے دن وہاں سے جہاز لایا گیا تھا ۔ ان کی اب حالت یہ ہے کہ ان کی عورتوں کو چھ چھ میل تک گھڑے لے کر جانا پڑتا ہے اور کہیں چوئے سے پانی حاصل کرنا پڑتا ہے اور اس کے لیے بھی ایک ایک آدھ گھنٹہ ان کو انتظار کرنا پڑتا ہے کہ اتنا پانی اس چوئے میں دستیاب ہو جائے کہ ان کا گھڑا بھر سکے تو ان کے لیے وہاں ایک چھب علاقہ ہے جس کے لیے میں یہ عرض

کروں گا کہ اس علاقے کا کیپیٹل چھب موضع ہے وہاں بجلی کوئی نہیں ہے ارد گرد جتنے دیہات ہیں ان میں پانی قطعاً نہیں ہے وہ ایسے بہادر لوگ ہیں جو ہر موقعے پر حکومت کے اور ملک کے کام آتے ہیں ان کے لیے مہربانی کر کے میں درخواست کروں گا کہ پانی اور چھب کر اور مکھڈ کو پانی اور بجلی مہیا کی جائے ان کی یہ تکلیفیں رفع کی جائیں ۔ اس کے علاوہ جناب سے گذارش کروں گا کہ یہ کیمبلپور کی چار تحصیلوں میں سے تین تحصیلیں زیادہ پسماندہ ہیں پنڈی گھیب فتح جنگ اور تلہ گنگ ۔ گورنمنٹ مہربانی کر کے اپنے اخراجات سے ملیں لگا کر ان لوگوں کو روزگار مہیا کرنے کا بندوبست کرے کیونکہ وہاں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو ذاتی طور پر ایسی ملیں لگا سکے ۔ جناب سپیکر وہاں ایک اسوال موضع ہے اٹک آئل کے پاس اس کی پانچ چھ ہزار کی آبادی ہے اس کے متعلق ہم نے قائد عوام سے بھی گذارش کی تھی اور انہوں نے وعدہ بھی فرمایا تھا اور متعلقہ محکموں کو حکم بھی دیا تھا کہ ان کو پانی دیا جائے لیکن ابھی تک ایسی کوئی سکیم نہیں بنائی گئی ۔ کھوڑ ایک تحصیل پنڈی گھیب میں ایسی جگہ ہے جہاں ہسپتال کوئی نہیں ہے ۔ کھوڑ سے فتح جنگ کا ہسپتال تقریباً پچیس تیس میل کے فاصلے پر ہے ۔ پنڈی گھیب کا ہسپتال تقریباً پندرہ بیس میل کے فاصلے پر ہے اگر مہربانی کر کے حکومت وہاں کھوڑ میں ہسپتال بنا دے تو وہ کم از کم تیس چالیس گاؤں ایسے ہیں جو وہاں آرام کی زندگی گذار سکیں گے ۔ جناب سپیکر میں خوشامد نہیں کر رہا بلکہ میں فخر سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو اور ہمارے چیف منسٹر جناب صادق حسین صاحب نے جو موجودہ کابینہ ہمارے پنجاب کی بنائی ہوئی ہے اور جو محکمے ان کے سپرد کیے ہوئے ہیں خوشی ہے کہ یہ انتہائی جانفشانی سے اور محنت و دیانت سے اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ اب تک اس کابینہ کے کسی وزیر کے دامن پر کوئی داغ نہیں آیا اور آئندہ بھی ہمیں امید ہے کہ اس طرح سے یہ اپنے گریبان کو بچا کر رکھیں گے کیونکہ ہمارے چیف منسٹر نوابزادہ صادق حسین قریشی پچھلی اسمبلی میں بھی میرے ساتھ ایم پی اے رہے ہیں اور میں ان کی طبیعت کو جانتا ہوں ان کے والد مرحوم نواب عاشق حسین صاحب سے بھی میرے مراسم تھے چونکہ ان کا خون اس ڈنپ کا نہیں ہے اور میں یہ بھی عرض کروں گا کہ چونکہ وہ ان کے کمانڈنگ افسر ہیں وہ خود یہ چیز پسند نہیں کرتے کہ جھنڈا لگا کر وہ اپنی نمائش کرتے پھریں یا وہ ایسے دوست کو بھی پسند نہیں کرتے کہ جو اس ڈنپ کا ہو کہ ان کے لیے بدنامی کا باعث ہو اور مجھے یہ یقین ہے کہ ہماری موجودہ صوبائی کابینہ جو ان کی قیادت میں چل رہی ہے وہ بڑے صحیح انداز میں چلا رہے ہیں اور ہمیں یہ بھی خوشی ہے کہ جتنی تکلیفیں ہم لے کر جاتے ہیں جو جائز ہوتی ہیں وہ ان کو پورا کر

دیتے ہیں ان کو رفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ آخر میں میں جناب کا بھی شکر گزار ہوں اور میرا خیال ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب جناب رئیس شبیر احمد صاحب کے ساتھ مصروف گفتگو تھے پتا نہیں انہوں نے میری گذارشات کو صحیح طرح سنا بھی ہے یا نہیں ۔ اور میری گذارشات ان کے دل میں بیٹھی بھی ہیں یا نہیں تو میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ کم از کم پانی کے بارے میں جو تکلیف ہے اس میں ہماری امداد فرمائیں اور جو جو متعلقہ محکمے ہیں ان کو ہدایت فرمائیں ۔ شکریہ (تعرہ ہائے تحسین)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ کل پھر دو اجلاس ہوں گے صبح آٹھ بجے اور دوسرا شام ساڑھے چار بجے بعد دوپہر ۔ اب میں اجلاس کی کارروائی کل صبح آٹھ بجے تک ملتوی کرتا ہوں ۔

(اسمبلی کا اجلاس 22 جون 1976ء بروز منگل 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)
